وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

احادیث نبویہ کا اولین جامع اور مستند مجموعہ

مؤطا امام مالک (کامل) رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تحشیہ

علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

احادیثِ نبویہ کا اوّلین جامع اور مستند مجموعہ

مؤطا امام مالک علیہ الرحمۃ (مکمل)

ترجمہ و تحشیہ

علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری مدظلہ

مترجم

صحیح للبخاری سنن ابن ماجہ سنن ابوداؤد وغیرہا

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : موطا امام مالک (مکمل ۲ حصے)
تصنیف : امام مالک بن انس اصبحی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ وتصحیح : مولینا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری قدس سرہٗ
اہتمام وتزئین : سید اعجاز احمد
خوشنویس : نذیر احمد کیلانی
اشاعت اوّل : ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء
الطبع الثانی : صفر ۱۴۲۴ھ/اپریل ۲۰۰۳ء
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور
قیمت : 295/- روپے

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۳۱۲۱۷۳۔۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۲۲۴۸۹۹
ای۔میل: info@faridbookstall.com
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

عرضِ ناشر

حقیقت میں قرآن وحدیث ہی دین کے ماخذ ہیں۔ قرآنِ کریم اجمال ہے اور احادیثِ مطہرہ اسی اجمال کی تفصیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کلام الٰہی کی عملی اور منہ بولتی تصویر ہے۔ آپ جو کچھ کرتے اور فرماتے رہے وہی حدیث ہے۔ احادیث کا مطالعہ کرنے سے اللہ کے حبیب کی ساری زندگی کا نقشہ نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کے شب و روز کس طرح گزارنے ہیں۔

اس ضرورت کے پیشِ نظر اکابر نے احادیث کے ذخیرے جمع کیے تاکہ اہل اسلام کو رہنمائی کا پورا سروسامان میسر آجائے۔ مشہور کتب احادیث میں سے بفضلہ تعالیٰ ہم صحیح بخاری، سنن نسائی، مسند امام اعظم، جامع ترمذی، سنن ابنِ ماجہ اور اشعۃ اللمعات، جلد اول کو اردو ترجمے کے ساتھ شایانِ شان طریقے سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور اب موطأ امام مالک کو لے کر حاضرِ خدمت ہیں اور فرید بک سٹال یہ سعادت حامد اینڈ کمپنی کے تعاون سے حاصل کر رہی ہے۔

موطأ امام مالک کا ترجمہ بھی صحیح بخاری اور سنن ابن ماجہ کے فاضل مترجم اور ادیبِ شہیر علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری نے کیا ہے۔ نیز معلوماتی اور بصیرت افروز حواشی لکھے ہیں۔ موصوف کا اندازِ تحریر سادہ، ایمان افروز، شگفتہ اور رواں ہے کیونکہ علوم دینیہ میں مہارت کے ساتھ وہ زبان وبیان پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ موصوف کی تصانیف وتراجم کو عوام سے خواص تک ہر طبقۂ فکر میں بے حد پسند کیا جاتا ہے۔

ہم اپنے قارئین کے شکرگزار ہیں جنہوں نے امید سے بڑھ کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہمارے پیش کردہ ان علمی وایمانی ذخیروں کو یوں ہاتھوں ہاتھ لے گئے جیسے وہ اسی انتظار میں بیٹھے تھے ہم اپنی پبلشر برادری کے بھی شکرگزار ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں دل کھول کر ہمارے ساتھ تعاون کیا اور ہمیں یقین واثق ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس پذیرائی اور تعاون میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے گا اور ہم اس میدان میں آگے ہی قدم بڑھاتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سید اعجاز احمد

عرض مترجم

الحمد للہ حمداً کثیراً کہ دائمی مریض و سراپا معصیت اپنی علمی بے مائیگی کے باوجود آج بفضلہ تعالیٰ صحیح بخاری و سنن ابن ماجہ کے بعد موطاء امام مالک کے ترجمہ و حواشی کی ذمہ داری سے فارغ ہو گیا یہ سب میرے خالق و مالک کا فضل و کرم اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت کا کرشمہ ہے جو میرے مشائخ عظام کے لطف و کرم سے میسر آیا۔ احقر نے اس ترجمہ اور حواشی کے اندر حسب ذیل امور کو پیش نظر رکھا ہے :۔

۱۔ کوشش کی ہے کہ آسان، شگفتہ، بامحاورہ اور ایمان افروز زبان میں اردو ترجمہ ہو جائے۔

۲۔ ترجمہ و حواشی میں حفظِ مراتب کو پوری طرح ملحوظ رکھا ہے جس کا لحاظ رکھنا اہم ترین دینی فریضہ ہے اور ذرا سی بے توجہی سے ایک بات مفید ہونے کی بجائے ایمان کے لیے مضر ہو جاتی ہے۔

۳۔ پیش آمدہ آیات کا حوالہ اس کے آگے قوسین کے اندر دیا ہے تاکہ قارئین کو قرآن کریم میں آیات کو تلاش کرنے کی سہولت ہو جائے، پہلا نمبر سورت کا اور دوسرا آیت کا ہے۔

۴۔ آیات کا بالمقابل اردو ترجمہ پیش کر دیا ہے جو تفاسیر معتبرہ و معتمدہ سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔

۵۔ سند کو چھوڑ کر صرف روایت کرنے والے صحابی یا تابعی سے اردو ترجمہ شروع کیا ہے تاکہ ہر حدیث کا ترجمہ اس کے بالمقابل برابر رہے کیونکہ متن سے ترجمے کے الفاظ زائد ہوتے ہیں۔

۶۔ اجتہادی مسائل میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا مذہب ہے۔ احقر نے حواشی میں ان کے ساتھ دوسرے آئمہ کے مذاہب کی وضاحت بھی کر دی ہے اور خصوصاً امام اعظم ابوحنیفہ کے مذاہب کی وضاحت کرتے ہوئے حنفی مذہب کی تائید کرنے والی حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔

۷۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عالم مدینہ، علوم دینیہ کے سمندر اور امام مذہب ہونے کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے بلکہ یوں کہیے کہ اپنے دور میں کاروان عاشقانِ رسول کے قافلہ سالار تھے۔ انہوں نے عشقِ رسول کی ایسی شمع روشن کی جو اہلِ ایمان کو مشعل راہ کا کام دیتی رہے گی۔ بفضلہ تعالیٰ احقر نے بھی موطاء امام مالک کا ترجمہ بساط بھر اسی رنگ میں ڈوب کر کیا ہے اور حواشی کے اندر جذبۂ عشقِ رسول کو چمکانے کی خاطر ایسی احادیث کے مفہوم کو اجاگر کرنے کی حتی الامکان خصوصی کوشش کی ہے جو شانِ رسالت کو بیان کر رہی ہیں۔ حواشی میں اکابر کی کتب معتمدہ سے پوری پوری مدد لی گئی ہے۔ چونکہ ایسی ہر عبارت کے ساتھ حواشی میں حوالہ بھی پیش کر دیا گیا ہے لہٰذا ان کتابوں کی یہاں فہرست پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ان حواشی کو تاریخی لحاظ سے تنویر المسالک حواشی موطاء امام مالک اور اگر کوئی چاہے تو تاریخی لحاظ سے انہیں مظہر المسالک شرح موطاء امام مالک کے نام سے بھی یاد کر سکتا ہے۔

۱۴ ھ ۲
۱۹ ۲ ۸۲

موطاء امام مالک کتب احادیث کے اندر امہات الکتب میں شامل اور اس سلسلے میں سرفہرست بھی ہے ہر دور میں اہل علم حضرات نے اس سے استفادہ کیا اور تاقیامت کرتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ عربی میں ہونے کے باعث ہر ایک اس ایمان افروز مجموعے سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ افادیت کو عام کرنے کی خاطر اسے ترجمے کے ساتھ منظر عام پر لانے کا اقدام بڑا مبارک اور اہل اسلام کی خیر خواہی ہے۔ یہ ناچیز اس کے ترجمہ و تحشیہ میں کہاں تک کامیاب رہا اس کا اندازہ تو اہل علم حضرات ہی لگا سکتے ہیں ہاں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ احقر کو اپنی نااہلی اور علمی بے مائیگی کا پورا پورا احساس ہے لہٰذا علم دوست حضرات اس ناچیز کو غلطیوں اور فروگزاشتوں سے ناشر کی معرفت مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازیں تو یہ ان کی ذرہ نوازی ہوگی۔

حوصلہ شکن علالت کے دوران یہ جانکاہی محض اس لیے کی ہے کہ اہل اسلام کو فائدہ پہنچے۔ خدائے ذوالمنن اپنے اس حقیر بندے کی اس ناچیز کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، اسے ناشر اور اس ناقابل ذکر و سراپا معصیت انسان کے لیے کفارۂ سیئات، توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

خاکپائے اکابر:۔ محمد عبدالحکیم خاں اختر
مجددی، مظہری، شاہجہان پوری
لاہور چھاؤنی

۲۱، ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ
مطابق ۱۰، اکتوبر ۱۹۸۲ء

فہرست ابواب مؤطا امام مالک مکمل و مترجم (عربی، اردو)

امام مالک

(از قلم مولانا غلام رسول سعیدی مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور)

حضرت امام مالک وہ سب سے پہلے شخص ہیں جو دنیائے علم میں بیک وقت حدیث اور فقہ کے امام کہلائے ایک طرف مغرب اور مشرق میں ان کے مقلدین کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے تو دوسری طرف امہات کتب حدیث میں سے اکثر ایسی ہیں جن کی کچھ نہ کچھ احادیث کا سلسلۂ سند امام مالک تک پہنچتا ہے۔ فن حدیث میں سب سے پہلے انہوں نے باقاعدہ ایک کتاب لکھی اور اس کے بعد تصنیفات کتب حدیث کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

امام مالک کی شخصیت عشق رسالت سے معمور تھی۔ مدینہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں پیار تھا اس مقدس شہر کی سرزمین میں وہ کبھی کسی سواری پر نہیں بیٹھے اس خیال سے کہ ممکن ہے کبھی اس جگہ حضور پیادہ چلے ہوں پھر جس جگہ آقا پیدل چلے ہوں اس جگہ غلام سوار ہو کر چلے یہ نہ انداز محبت ہے نہ طور غلامی۔

درس حدیث کا بہت اہتمام کرتے تھے غسل کر کے عمدہ اور صاف لباس زیب تن کرتے پھر خوشبو لگا کر مسند درس پر بیٹھ جاتے اسی طرح بیٹھے رہتے۔ کبھی دوران درس پہلو نہیں بدلتے تھے۔ ایک دفعہ دوران درس بچھو انہیں پیہم ڈنگ لگاتا رہا۔ مگر اس پیکر عشق و محبت کے جسم میں کوئی اضطراب نہیں آیا اور وہ اسی انہماک اور استغراق کے ساتھ اپنے محبوب کی دلکش روایات اور دلنشیں احادیث بیان کرتے رہے۔

ولادت اور نام و نسب

امام مالک کا پورا نام اس طرح ہے امام دار الہجرت امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث[1] الاصبحی امام مالک کے پردادا ابو عامر بن عمرو جلیل القدر صحابی تھے غزوہ بدر کے سوا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے[2]۔ امام مالک کے جد اعلیٰ عمرو بن حارث ذو اصبح کے ساتھ مشہور تھے۔ اس وجہ سے آپ کو اصبحی کہا جاتا ہے[3]۔ امام مالک کے سال ولادت میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ لیکن امام مالک کے تلمیذ رشید یحییٰ بن بکیر نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کی ولادت سنہ ۹۳ھ میں ہوئی ہے اور امام ذہبی نے اسی کو صحیح ترین قول قرار دیا ہے[4]۔ شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ امام مالک شکم مادر میں عام معمول کے خلاف تین سال تک رہے ہیں[5]۔

---

1. امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ — تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۷
2. شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ — درایۃ الموطا ص ۱۷
3. شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ — بستان المحدثین ص ۱۲
4. امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ — تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۱۲
5. شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ — درایۃ الموطا ص ۱۸

اساتذہ خلفائے راشدین کے عہد میں مسائل فقہیہ اور فتاویٰ کے سلسلہ میں عام طور پر لوگوں کا رجوع حضرت عائشہ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، انس اور جابر رضی اللہ عنہم کی طرف ہوتا تھا اور یہی وہ نفوس قدسیہ تھے جو اس زمانہ میں دائرہ علمیہ کا مرکز قرار پائے تھے عصر صحابہ کے بعد فقہاء تابعین نے ان حضرات کی میراث کو سنبھالا جن میں سعید بن مسیب، عروہ، سالم اور قاسم کے نام بڑے مشہور ہیں۔ تابعین کے بعد تبع تابعین میں سے ابن شہاب زہری، یحییٰ بن سعید انصاری، زید بن اسلم، ربیعہ، ابوزناد وغیرہم نے اس سلسلہ کو قائم رکھا۔ امام مالک نے جس علمی فضا میں ہوش و حواس کی آنکھ کھولی۔ وہ انہی حضرات کا زمانہ تھا۔ حضرات تبع تابعین جس علم کو تابعین اور وہ صحابہ کرام سے سینہ بہ سینہ منتقل کرتے چلے آرہے تھے۔ اس علم کو انہوں نے ان تمام بزرگ حضرات سے حاصل کر کے صفحات قرطاس پر محفوظ کر لیا تھا۔

امام مالک کے اساتذہ اور مشائخ میں زیادہ تر مدینہ طیبہ کے بزرگان دین شامل تھے علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ آپ نے نو سو سے زیادہ مشائخ اور بزرگان دین سے علم دین حاصل کیا ہے[1]

آپ کے اساتذہ میں سے چند حضرات کے اسماء یہ ہیں۔ عامر بن عبداللہ بن العوام، نعیم بن عبداللہ المجمر، زید بن اسلم، نافع مولیٰ ابن عمر، حمید الطویل، سعید المقبری، ابوحازم، سلمۃ بن دینار، شریک بن عبداللہ بن ابی نمر، صالح بن کیسان زہری، صفوان بن سلیم، ربیع بن ابی عبدالرحمٰن، ابوالزناد ابن المنکدر، عبداللہ بن دینار ابوطوالۃ، عبدربہ، یحییٰ بن سعید، عمرو بن ابی عمر، مولیٰ المطلب علاء بن عبدالرحمان، ہشام بن عروہ، یزید بن المہاجر، یزید بن عبداللہ بن خصیفہ، ابوالزبیر المکی، ابراہیم موسیٰ بن عقبہ، ایوب السختیانی، اسماعیل بن ابی حکیم، حمید بن عبدالرحمان، جعفر بن محمد صادق، حمید بن قیس مکی، داؤد بن الحسن، زیاد بن سعد، زید بن رباح، سالم ابی النضر، سہیل بن ابی صالح، صیفی مولیٰ ابو ایوب، ضمرۃ بن سعید، طلحۃ بن عبدالملک الایلی، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، عبداللہ بن الفضل الہاشمی، عبداللہ بن یزید، عبدالرحمان بن ابی صعصعۃ، عبدالرحمان بن القاسم، عبداللہ بن ابی عبداللہ الاغر، عمرو بن مسلم بن عمارۃ بن الکیمہ، عمرو بن یحییٰ بن عمارۃ، قطن بن وہب، ابوالاسود عروۃ، محمد بن عمرو بن حلحلۃ، محمد بن یحییٰ بن حبان، مخرجہ بن بکیر وغیرہم[2]

تلامذہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت رکھی تھی اور مسلمانوں کے لیے یہ مبارک شہر تمام شہروں میں قلب کی حیثیت رکھتا ہے اس وجہ سے اطراف و اکناف سے لوگ یہاں آتے رہتے تھے اور مدینہ منورہ میں امام دارالہجرت مالک بن انس کی علمی شہرت اپنے کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے بے شمار لوگوں کو آپ سے علم حدیث کے سماع کا موقعہ حاصل ہوا۔ امام مالک سے ان کے مشائخ معاصرین اور عام تلامذہ سب قسم کے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ مشائخ میں ابن شہاب زہری، یحییٰ بن سعید انصاری اور یزید بن عبداللہ بن الہاد معاصرین میں سے اوزاعی، ثوری

---

[1] شیخ محمد بن عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ — شرح الزرقانی الموطا ج ۱ ص ۲

[2] حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ — تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۵

ورقاء بن عمر الشعبہ بن الحجاج، ابن جریج، ابراہیم بن طہمان، لیث بن سعد اور ابن عیینہ۔ عمر میں بزرگ حضرات میں سے ابواسحاق فزاری، یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمان بن مہدی، حسین بن ولید نیشاپوری، روح بن عبادہ، زید بن الحباب، امام شافعی، ابن المبارک، ابن وہب، ابن قاسم، قاسم بن یزید، الجرمی، معن بن عیسیٰ، یحییٰ بن ایوب مصری، ابو علی حنفی، ابو نعیم ابو عاصم، ابوالولید طیالسی، احمد بن عبداللہ بن یونس، اسحاق بن عیسیٰ بن الطباع، بشر بن عمر الزاہدی، جویرۃ بن اسماء، خالد بن مخلد، سعید بن منصور، عبداللہ بن رجاء مکی، قعنبی، اسماعیل بن یونس، اویس یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، ابومسہر عبداللہ بن یوسف عبدالعزیز اویسی، مکی بن ابراہیم، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر، یحییٰ بن قزعۃ، قتیبہ بن سعید، ابومصعب زہری، اسماعیل بن موسیٰ فزاری، خلف بن ہشام، عبدالاعلیٰ بن حماد الدرسی، سوید بن سعید، مصعب ابن عبداللہ زبیری، ہشام بن عمار، عتبہ بن عبداللہ مروزی اور ابوحذافہ احمد بن اسماعیل مدنی [۱]

شخصیت امام مالک کا قد دراز، بدن فربہ اور رنگ سفید مائل بہ زردی تھا۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں ناک بلند اور سر پر برائے نام بال تھے۔ مونچھیں بطرز سبالہ رکھا کرتے ہیں۔ امام مالک نے ستاسی سال کی عمر گزاری لیکن ڈاڑھی میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یمن، مصر اور خراسان کے بنے ہوئے بیش قیمت لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ عام طور پر سفید رنگ کا لباس پہنتے تھے اور عطر لگاتے تھے سر پر عمامہ باندھتے تھے اور دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکایا کرتے تھے اور ضرورت کے بغیر کبھی سرمہ نہیں لگاتے تھے۔ چاندی کی انگشتری پہنتے تھے جس پر سیاہ رنگ کا نگینہ تھا اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل کندہ کرایا ہوا تھا ان سے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ مومنین کے بارے میں فرماتا ہے وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اس وجہ سے میرا دل چاہتا ہے کہ اس آیت کا مضمون ہمیشہ میرے سامنے رہے حتیٰ کہ میرے دل پر منقش ہو جائے۔

امام مالک کو تحصیل علم کی بے حد لگن تھی۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس کچھ زیادہ مال نہ تھا لیکن کتابوں کا اشتیاق اس قدر تھا کہ مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیاں فروخت کیں اور کتابیں خریدیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر دولت کا دروازہ کھول دیا۔ آپ کا حافظہ نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ فرماتے ہیں جس چیز کو میں ایک بار دیکھتا ہوں اس کو یاد کر لیتا ہوں اور پھر اس کو نہیں بھولتا۔

امام مالک مدینہ منورہ کے جس مکان میں رہتے تھے وہ عبداللہ بن مسعود کی رہائش گاہ تھی۔ مسجد نبوی میں اس جگہ بیٹھتے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھا کرتے تھے امام مالک فرماتے ہیں۔ میں نے پوری زندگی میں کبھی کسی بیوقوف شخص کے ساتھ ہم نشینی نہیں کی۔ امام مالک تنہائی میں کھانا کھاتے تھے اس لیے کسی شخص نے آپ کے خورد و نوش کے احوال بیان نہیں کیے وقار اور دبدبہ کے باوجود امام مالک اپنے اہل و عیال اور خدام کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ مدینہ منورہ کا بے حد احترام کرتے تھے آپ نے حرم مدینہ میں کبھی قضائے حاجت نہیں کی۔ قضائے حاجت کے لیے تمام عمر حرم مدینہ

---

[۱] حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۶

سے باہر تشریف لے جاتے رہے۔ امام مالک مدینہ منورہ میں کبھی سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جس شہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہو اس شہر کی سرزمین کو سواری کے سموں سے روندتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔[1]

معمولاتِ زندگی امام مالک کی زندگی سادہ اور پُروقار تھی لوگوں کے ساتھ معاملات میں بے حد خلیق اور متواضع تھے انہوں نے ساری زندگی علمی خدمات اور تعظیم حرم رسول میں گزاری۔ ابو مصعب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اس وقت تک فتویٰ لکھنا نہیں شروع کیا جب تک ستر علماء نے میری اہلیت کی گواہی نہیں دی۔ امام زرقانی بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں درس حدیث شروع کیا اور اس وقت ان کا حلقہ درس اپنے معاصرین کے حلقوں میں سب سے بڑا حلقہ تھا۔ طلباء کا انبوہ کثیر ہر وقت ان کے دروازے پر موجود رہتا تھا۔ انہوں نے اپنے دروازے پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا۔ پہلے خواص اہل علم کو آنے کی اجازت تھی اور پھر عام طلباء کو۔[2]

قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالک ہمارے پاس تشریف لاتے تو عمدہ لباس زیب تن ہوتا اور خوشبو لگائی ہوئی ہوتی تھی۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ امام مالک نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے بیماروں کی عیادت کرتے تھے۔ لوگوں کے حقوق ادا کرتے تھے مسجد میں مجلس منعقد کرتے پھر کسی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا ترک کر دیا اور نماز پڑھ کر چلے جاتے۔ پھر جنازوں میں بھی جانا چھوڑ دیا اور لوگوں کے پاس جا کر تعزیت کیا کرتے آخر عمر میں جمعہ اور پانچ نمازوں کے لیے مسجد میں جانے کے سوا سب کچھ چھوڑ دیا لیکن لوگوں کی محبت اور عقیدت میں فرق نہ آیا۔ بسا اوقات اس سلسلہ میں فرماتے کہ ہر شخص اپنا عذر بیان کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔

امام مالک انتہائی سادہ اور بے نفس تھے۔ ابن مہدی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے امام مالک سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا میں اس کو اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا۔ وہ شخص کہنے لگا میں بڑی دور سے آپ کا نام سن کر مسئلہ معلوم کرنے آیا تھا آپ نے فرمایا جب واپس اپنے گھر پہنچو تو بتا دینا کہ مالک نے کہا تھا کہ میں یہ مسئلہ اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا۔ سعید بن سلیمان کہتے ہیں کہ امام مالک فتویٰ دینے سے پہلے اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین

درسِ حدیث امام مالک نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتداء کر دی تھی، حدیث شریف پڑھانے سے پہلے غسل کرتے۔ عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے، خوشبو لگاتے پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے اور جب تک درس جاری رہتا انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے درسِ حدیث کے

---

[1] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ — بستان المحدثین ص ۱۳ تا ۲۲
[2] شیخ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ — شرح الزرقانی الموطاء ص ۳
[3] امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ — تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۹

درمیان کبھی پہلو نہیں بدلتے تھے۔ عبد اللہ بن المبارک بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں درس حدیث میں حاضر ہوا امام مالک روایت حدیث فرما رہے تھے اسی دوران ایک بچھو کی نیش زنی کے باوجود آپ نے نہ پہلو بدلا، نہ سلسلہ روایت ترک کیا اور نہ ہی آپ کے تسلسل کلام میں کچھ فرق واقع ہوا۔ بعد میں آپ نے فرمایا میرا اس تکلیف پر اس قدر صبر کرنا کچھ اپنی طاقت کی بنا پر نہ تھا بلکہ محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔[۱]

عام طور پر درس حدیث کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ استاد حدیث پڑھے اور شاگرد سنتا رہے دوسرا یہ کہ شاگرد حدیث پڑھے اور استاد سنتا رہے۔ اہل عراق نے درس حدیث کے لیے صرف پہلے طریقہ کو اختیار کرلیا اور اسی طریقہ میں درس حدیث کو منحصر خیال کرتے تھے۔ اس وجہ سے امام مالک اور حجاز کے دوسرے علماء نے درس حدیث کے لیے دوسرں طریقوں کو اختیار کرلیا تھا۔[۲]

کلمات الثناء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ عنقریب لوگ علم کی طلب میں سفر کر کے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے پھر بھی انہیں عالم مدینہ سے بہتر کوئی عالم نہ مل سکے گا۔ سفیان بن عیینہ اور امام عبد الرزاق کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں امام مالک کی طرف اشارہ ہے۔[۳] امام شافعی فرماتے تھے کہ امام مالک علماء کے درمیان ایک درخشندہ ستارے کی مانند ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہوجاتا ابن وہب کہتے ہیں کہ اگر مالک اور لیث نہ ہوتے تو ہم گمراہ ہو جاتے۔ اسحاق بن ابراہیم کہتے تھے جس بات پر ثوری، مالک اور اوزاعی اتفاق کرلیں وہ سنت ہے خواہ اس باب میں صریح نص وارد نہ ہو۔[۴] امام نسائی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تبع تابعین کی جماعت میں امام مالک سے زیادہ عظیم کوئی شخص نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی شخص حدیث میں مامون تھا۔[۵]

عبد الرحمان بن مہدی کہتے تھے کہ سفیان ثوری روایت حدیث میں امام تھے اور اوزاعی قواعد سلف کے امام تھے اور امام مالک ان دونوں فنون کے امام تھے نیز وہ یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے امام مالک سے کوئی زیادہ عقلمند شخص نہیں دیکھا۔[۶] یحییٰ بن سعید قطان اور یحییٰ بن معین انہیں امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔ نیز ابن معین کہتے تھے کہ امام مالک مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ امام مالک اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے۔ امام احمد بن احمد نے کہا کہ ابن شہاب زہری کے شاگردوں میں امام مالک سب سے فائق تھے اور امام بخاری نے کہا کہ صحیح ترین

---

[۱] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ — بستان المحدثین ص ۲۰

[۲] ایضاً " " " " — " " ص ۱۹

[۳] شیخ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ — شرح الزرقانی للموطا ج ۱ ص ۳

[۴] امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ — تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۹

[۵] حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ — تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۹

[۶] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ — درایۃ الموطا ص ۱۷

سند یہ ہے۔ مالک عن نافع عن ابن عمرؓ امام اوزاعی فرماتے تھے کہ امام مالک استاذ العلماء عالم حجاز اور مفتی حرمین ہیں اور جب امام مالک کے وصال کی خبر سفیان بن عیینہ کو پہنچی تو فرمانے لگے امام مالک نے روئے زمین پر اپنی مثال نہیں چھوڑی۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ امام مالک متعدد خصائل میں منفرد ہیں۔ اول طول عمر و علو روایت، ثانی ذہن ثاقب اور وسعت علم، ثالث ان کی روایات کی جمعیت پر آئمہ کا اتفاق، رابع ان کے تدین، تقویٰ اور اتباع سنت پر لوگوں کا اجماع خامس فقہ اور فتویٰ میں ان کا تقدم[2]

کرم بالائے کرم

امام دار الہجرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے حظ وافر عطا فرمایا تھا وہ اسوہ رسول کے سراپا اور سنت نبویہ کی عملی تصویر تھے۔

مصعب بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب امام مالک کے سامنے حضور کا ذکر کیا جاتا تو شدت جذبات سے ان کا رنگ متغیر ہو جاتا اور اسم مبارک کی تعظیم کے لیے بے اختیار جھک جاتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں عشق تھا اور وہ حرم رسول کی گلیوں اور بازاروں کا بھی احترام کرتے تھے اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے امام مالک کو بیش بہا نعمتیں نصیب ہوئی تھیں۔ امام ابو نعیم اصفہانی اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ خلف امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام مالک نے فرمایا دیکھو تمہارے مصلے کے نیچے کیا ہے انہوں نے دیکھا تو ایک کاغذ تھا جس میں امام مالک کے بعض احباب نے اپنا خواب لکھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لوگ جمع ہیں آپ نے فرمایا میں نے تمہارے لیے اپنے منبر کے نیچے علم چھپا رکھا ہے اور مالک کو حکم دیا کہ وہ اس علم کو لوگوں میں تقسیم کر دیں۔

اسماعیل بن مزاحم مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے استفسار کیا کہ حضور ہم آپ کے بعد کس سے سوال کیا کریں فرمایا مالک بن انس سے۔

ابو عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور کافی لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مؤدب کھڑے تھے حضور کے پاس مشک تھی آپ اس میں سے تھوڑی تھوڑی مشک مالک کو دے رہے تھے اور وہ اس مشک کو لوگوں میں تقسیم کر رہے تھے۔

محمد بن رمح بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ سے پوچھا حضور مالک اور لیث میں زیادہ علم کس کا ہے فرمایا میرے علم کا وارث مالک ہے۔

مثنیٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ امام مالک فرماتے تھے کہ میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی ہو[3]

۱	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	درایۃ الموطا ص ۱۷
۲	امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ	تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۱۲
۳	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ	حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۱۶ تا ۳۱۷

ابتلاء امام مالک کا مسلک تھا کہ طلاق مکرہ واقع نہیں ہوتی ان کے زمانہ کے حاکم نے اس مسئلہ میں ان سے اختلاف کیا اور ان کو زدوکوب کیا اور اونٹ پر سوار کرا کے شہر میں پھرایا اس حال میں بھی امام مالک نے باآواز بلند فرمایا کہ جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے میں ابو عامر مالک بن انس اصبحی ہوں اور میرا مسلک یہ ہے کہ طلاق مکرہ واقع نہیں ہوتی۔ جعفر بن سلیمان تک جب یہ خبر پہنچی کہ امام مالک بلند آواز سے یہ اعلان کر رہے ہیں تو اس نے حکم جاری کیا کہ انہیں اونٹ سے اتار لیا جائے۔

امام احمد بن حنبل سے جب اس واقعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا طلاق مکرہ نافذ نہ کرنے کی بنا پر بعض حکام نے ان پر تشدد کیا تھا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ تشدد کرنے والا شخص کون تھا۔[۱]

مالکی مسلک کا رواج مغربی ممالک خصوصاً اندلس میں امام مالک کے مسلک کا بہت زیادہ چرچا ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہاں کے لوگ جب حج اور زیارت روضہ منورہ کے لیے حرمین حاضر ہوتے تو مدینہ منورہ میں امام مالک کی شہرت مقبولیت اور آپ کے علم وفضل سے بہت متاثر ہوتے اس سبب سے اندلس میں عام طور پر لوگ امام مالک کے فتاویٰ کی پیروی کرتے تھے چنانچہ قرطبہ سے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی مدینہ منورہ پہنچے وہ ایک سال تک امام مالک کی خدمت میں رہے اور واپس آکر انہوں نے موطا امام مالک اور فتاویٰ امام مالک کی تبلیغ اور اشاعت کی اسی طرح اندلس کے ایک اور عالم عیسیٰ بن دینار بھی امام مالک کے شاگرد تھے اور ان دو حضرات نے دیار مغرب میں امام مالک کے مسلک کی بہت زیادہ خدمت کی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ کو شاہی دربار میں پذیرائی حاصل تھی اور تمام شہروں میں قاضیوں کا تقرر ان کی رائے سے ہوتا تھا اور یحییٰ بن یحییٰ اس بات کا خاص خیال رکھا کرتے تھے کسی ایسے شخص کو قاضی نہ مقرر کر دیا جائے جو مالکی مسلک سے اختلاف رکھتا ہو۔[۲]

وصال یحییٰ بن یحییٰ مصمودی بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالک کا مرض الموت طویل ہوا اور وقت آخر آپہنچا تو مدینہ منورہ اور دوسرے شہروں سے تمام علماء اور فقہاء امام مالک کے مکان میں جمع ہو گئے تاکہ امام مالک کی آخری ملاقات سے فیض یاب اور ان کی وصیتوں سے بہرہ مند ہوں۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اس وقت امام مالک کی عیادت کرنے والے مجھ سمیت ایک سو تیس علماء حاضر تھے۔ میں بار بار امام کے پاس جاتا اور سلام عرض کرتا تھا تاکہ اس آخری وقت میں امام کی نظر مجھ پر پڑ جائے اور وہ نظر میری سعادت اخروی کا وسیلہ بن جائے۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ امام نے آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو کبھی ہنسایا اور کبھی رلایا اس کے حکم سے زندہ رہے اس کے حکم سے جان دیتے ہیں اس کے بعد فرمایا موت آگئی۔ خدا تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ حاضرین نے عرض کیا اس وقت آپ کے باطن کا کیا حال ہے فرمایا میں اس وقت اولیاء اللہ کی مجلس کی وجہ سے بہت خوش ہوں

---

[۱] حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ — حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۲۳

[۲] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ — بستان المحدثین ص ۳۵

کیونکہ میں اہل علم کو اولیاء اللہ گردانتا ہوں اللہ تعالیٰ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے زیادہ کوئی شخص پسند نہیں ہے۔ نیز میں اس لیے بھی خوش ہوں کہ میری تمام زندگی علم کی تحصیل اور اس کی تعلیم میں گزری ہے اور میں اس سلسلہ میں اپنی تمام مساعی کو مستجاب اور مشکور گمان کرتا ہوں اس لیے کہ تمام فرائض اور سنن اور ان کے ثواب کی تفصیلات ہم کو زبان رسالت سے معلوم ہوئیں مثلاً حج کا اتنا ثواب ہے اور زکوٰۃ کا اتنا اور ان تمام معلومات کو سوا حدیث کے طالب علم کے اور کوئی شخص نہیں جان سکتا اور یہی علم اصل میں نبوت کی میراث ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کہتے ہیں اس کے بعد امام مالک نے ربیع کی ایک روایت بیان کی کہ کسی شخص کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کر دینا سو حج کرنے سے افضل ہے اور ابن شہاب زہری کی روایات سے بتلایا کہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں اس گفتگو کے بعد امام مالک نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی[1]۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ امام مالک کا سن وصال مؤرخین کے اتفاق سے ۱۷۹ھ ہے البتہ تاریخ میں اختلاف ہے ابو مصعب اور ابن وہب نے تاریخ وصال ۱۰ ربیع الاول بیان کی ہے۔ ابن سحنون نے گیارہ ربیع الاول۔ ابن ابی اویس نے چودہ ربیع الاول تاریخ بتلائی ہے اور مصعب زبیری نے آپ کا وصال ماہ صفر میں ذکر کیا ہے[2]۔

---

[1] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ — بستان المحدثین ص ۱۳۹

[2] امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ — تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۱۳

موطاء امام مالک

فن حدیث میں جس کتاب کو سب سے پہلے مدون کیا گیا وہ موطاء امام مالک ہے امام شافعی نے اس کتاب کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ کتاب اللہ کے بعد روئے زمین پر اس سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے[۱] اور فن جرح و تعدیل کے مشہور امام حافظ ابو زرعہ رازی متوفی ۲۶۴ھ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ موطاء کی تمام احادیث صحیح ہیں تو وہ حانث نہیں ہوگا[۲] ابوبکر بن العربی نے کہا فن حدیث میں صحیح بخاری ثانوی حیثیت رکھتی ہے اور اس موضوع پر اصل اول موطاء امام مالک ہے[۳] اور حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ موطاء کی صحت اور قوت سے لوگوں کے دلوں میں جس قدر ہیئت طاری ہے اس کا کوئی کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی ہے[۴] حافظ ابن حبان لکھتے ہیں کہ فقہاء مدینہ میں امام مالک وہ شخص ہیں جنہوں نے روایات کے بارے میں تحقیق سے کام لیا اور جو شخص حدیث میں ثقہ نہ تھا اس سے اعراض فرمایا وہ صحیح روایات کے علاوہ نہ اور کوئی چیز روایت کرتے اور نہ کسی غیر ثقہ سے حدیث بیان کرتے[۵] یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ آج قوم کے پاس فن حدیث میں موطاء سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں ہے محمد بن سری کہتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو عرض کیا حضور مجھے کچھ احادیث بیان فرمائیے جن کو میں آپ سے روایت کروں فرمایا اے ابن السری میں نے مالک کو ایک خزانہ دیا ہے جس کو وہ تم میں تقسیم کریں گے اور یاد رکھو وہ خزانہ موطاء ہے پھر فرمایا اللہ کی کتاب اور میری سنت کے بعد مسلمانوں کے لیے موطاء سے زیادہ کوئی صحیح چیز نہیں ہے اس کتاب کا سماع کرو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ[۶]

سبب تالیف

حافظ ابو مصعب زہری لکھتے ہیں کہ خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک سے فرمائش کی تھی کہ آپ لوگوں کے لیے ایک کتاب تصنیف کر دیجیے جس پر عمل کرنے کے لیے میں لوگوں کو آمادہ کروں امام مالک مختلف عذر پیش کرتے رہے مگر خلیفہ نے باصرار شدید آپ کو اس کام کے لیے تیار کر لیا بالآخر امام مالک نے موطاء کی تصنیف

---

[۱] شیخ محمد عبد الباقی زرقانی — شرح الموطاء للزرقانی ج ۱ ص ۸
[۲] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ — بستان المحدثین ص ۲۶
[۳] مولانا عبد الحی لکھنوی ۱۳۰۴ھ — التعلیق المجد ص ۱۵
[۴] ایضاً " " — " ص ۱۶
[۵] حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ — تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۹
[۶] مولانا عبد الحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ — التعلیق المجد ص ۱۵

شروع کی لیکن اس کی تکمیل سے پہلے منصور کا انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹے محمد مہدی کے ابتدائی دورِ خلافت میں اس کتاب کی تکمیل ہو گئی۔[1]

مدارجِ تالیف ابن الوہاب ذکر کرتے ہیں کہ امام مالک نے ایک لاکھ احادیث میں سے موطاء کا انتخاب کیا پہلے اس میں دس ہزار احادیث جمع کیں پھر مسلسل غور کرتے رہے یہاں تک کہ اس میں پانچ سو احادیث باقی رہ گئیں۔ حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی کے شاگرد عمر بن عبد الواحد کہتے ہیں کہ ہم نے چالیس دن میں امام مالک کو موطاء سنائی تو آپ نے فرمایا کہ جس کتاب کو میں نے چالیس سال میں تالیف کیا تم نے اس کو چالیس دنوں میں حاصل کر لیا۔[2]

وجہ تسمیہ موطاء کا لفظ وطی سے ماخوذ ہے جس کے معنی روندنے کے ہیں امام مالک نے کتاب کی تالیف کے بعد اس کو مدینہ منورہ کے ستر فقہاء کے سامنے پیش کیا جنہوں نے اس کتاب کو انتظار و قیمتہ سے روندا اس وجہ سے اس کا نام موطاء پڑ گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ مواطاۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی موافقت ہیں چونکہ اس کتاب کے ساتھ امام مالک کے زمانے کے تمام علماء نے موافقت کی تھی اس لیے اس کا نام موطاء رکھا گیا۔

تالیف میں اخلاص جب امام مالک نے موطاء کو تصنیف کرنا شروع کیا تو آپ کو دیکھ کر دوسرے علماء نے بھی آپ کی طرح اس فن میں لکھنا شروع کر دیا۔ بعض لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کیوں اپنے آپ کو اس تصنیف کی وجہ سے تکلیف میں ڈال رہے ہیں جبکہ اور لوگوں نے بھی اس طرز کی کتابیں لکھنی شروع کر دی ہیں امام مالک نے فرمایا عنقریب لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا کام محض اللہ کے لیے ہے چنانچہ موطاء کے ظہور میں آنے کے بعد وہ تمام کتابیں اپنی رونق اور شہرت کھو بیٹھیں اور اس زمانہ کی تالیفات میں سے سوائے موطاء کے آج کسی کا نام و نشان نہیں ملتا۔[3]

امام مالک موطاء کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنا اخلاص ثابت کرنے کے لیے موطاء کے مسودہ کے تمام اوراق کو پانی میں ڈال دیا اور فرمایا اگر ان اوراق میں سے ایک ورق بھی بھیگ گیا تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے لیکن یہ امام مالک کی صدقِ نیت اور اخلاص کا ثمرہ تھا کہ پانی میں ڈالنے کے باوجود ان اوراق میں سے کوئی ورق بھی نہیں بھیگا اور اس کام میں امام مالک کا اخلاص اور ان کی للّٰہیت تمام لوگوں پر ظاہر ہو گئی۔[4]

شرفِ اولیت تاریخی طور پر اس بات میں کسی شخص کو مجالِ سخن نہیں ہے کہ حدیث کا جو سب سے پہلا مجموعہ امت کے ہاتھوں میں پہنچا ہے وہ موطاء امام مالک ہے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب بخاری ہے یا موطاء بہرحال جمہور کی رائے یہی ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ — تزئین الممالک ص ۴۴

[2] مولانا عبد الحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ — التعلیق الممجد ص ۱۵

[3] شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ — مقدمہ مسوی ج ۱ ص ۲۵

[4] شیخ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ — شرح الزرقانی للموطا ج ۱ ص ۲۵

کی الجامع الصحیح ہے جو آج تمام دنیا میں صحیح بخاری کے نام سے معروف ہے اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب موطاء امام مالک ہے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ موطاء میں بکثرت بلاغات مراسیل اور منقطعات ہیں اور انقطاع سند بہرحال صحت حدیث کے منافی ہے بعض لوگ اس کے جواب میں صحیح بخاری کے تراجم اور تعلیقات سے معارضہ کرتے ہیں کیونکہ امام بخاری نے متعدد جگہ سند ذکر کیے بغیر متن حدیث سے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اور بعض جگہ ترجمۃ الباب میں معلق احادیث وارد کی ہیں پس اگر انقطاع سند موطا کی صحت مجردہ کے لیے مانع ہے تو یہ سقم صحیح بخاری میں بھی پایا جاتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ صحیح بخاری کی تعلیقات اور تراجم کی دوسرے توابع اور شواہد سے تقویت اور تائید ہو جاتی ہے تو موطا کی بلاغات اور مراسیل وغیرہ کو بھی دوسرے قرائن سے تائید حاصل ہے۔

اس معارضہ کے جواب میں اولاً گزارش یہ ہے کہ موطاء کی تمام احادیث بلا استثناء پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکیں چنانچہ حافظ ابن عبد البر مالکی اندلسی نے تصریح کی ہے کہ موطاء کی چار احادیث ایسی ہیں جن کی اور کسی سند سے تائید نہیں ہو سکی[1] ثانیاً ان منقطعہ احادیث کا کسی اور سند سے متصل ثابت ہونا ایک اور بات ہے لیکن جن اسناد سے امام مالک نے ان کو روایت کیا ہے وہ بہرحال منقطع ہیں اور ان اسناد کے لحاظ سے وہ احادیث فنی طور پر صحیح نہیں ہوں گی کیونکہ انقطاع صحت حدیث کے منافی ہے جیسا کہ اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی آجائے تو اس سند کے لحاظ سے وہ حدیث بہرحال موضوع قرار پائے گی خواہ متن حدیث کسی دوسری صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو۔ ثالثاً امام بخاری نے جس قدر تعلیقات وارد کی ہیں وہ سب اصل میں متصل ہیں اور امام بخاری نے ان احادیث کا علی وجہ الاتصال ہی سماع کیا ہے لیکن عمداً متعدد حکمتوں کی بناء پر[2] ان کی اسناد کو حذف کر دیا برخلاف موطاء کی بلاغات کے کیونکہ امام مالک کو وہ تمام بلاغات علی وجہ الانقطاع ملی ہیں جیسا کہ عنقریب واضح ہو جائے گا۔ رابعاً امام مالک کی تمام منقطع احادیث کتاب کے اصل موضوع میں روایت کی گئی ہیں اس کے برخلاف امام بخاری نے تعلیقات اور تراجم کو ابواب کے ذیل میں وارد کیا ہے اور صحیح بخاری کے اصل موضوع میں کوئی منقطع حدیث نہیں ہے کیونکہ کتاب کا اصل موضوع احادیث مسندہ ہیں جیسا کہ اس کے نام الجامع الصحیح المسند سے ظاہر ہے اور امام بخاری کی تصریح ما وضعت فی جامعی ہذا الا ما صح سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔

ہر ایک شخص کا مزاج اور مسلک جدا ہوتا ہے ہماری رائے اس سلسلہ میں بہرحال یہی ہے کہ صحیح مجرد میں احادیث جمع کرنے کا شرف جس شخص نے سب سے پہلے حاصل کیا وہ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری ہیں اور نفس حدیث کا سب سے پہلا مجموعہ جس شخص نے امت مسلمہ کو فراہم کیا وہ امام ابو عبد اللہ مالک بن انس اصبحی ہیں۔

آج تک تمام علماء سلفاً خلفاً یہی لکھتے آرہے ہیں کہ احادیث کا سب سے پہلا مجموعہ امام مالک نے پیش کیا لیکن مولوی عبد الرشید نعمانی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے احادیث کا مجموعہ جس شخص نے پیش کیا وہ امام اعظم ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:-

---

[1] شیخ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ　شرح الزرقانی للموطا ج ۱ ص ۸
[2] صحیح بخاری کے باب میں ہم نے ان حکمتوں کو بیان کر دیا ہے (سعیدی)

امام ابوحنیفہ جب جامع کوفہ کی اس مشہور علمی مدرس گاہ میں مسند فقہ و علم پر جلوہ آراء ہوئے جو کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے باقاعدہ طور پر چلی آرہی تھی تو آپ نے جہاں علم کلام کی بنیاد ڈالی۔ فقہ کا عظیم الشان فن مدون کیا وہاں ہی علم حدیث کی ایک اہم ترین خدمت یہ انجام دی کہ احادیث احکام میں سے صحیح اور معمول بہ روایات کا انتخاب فرما کر ایک مستقل تصنیف میں ان کو ابواب فقہیہ پر مرتب کیا جس کا نام کتاب الآثار ہے اور آج امت کے پاس احادیث صحیحہ کی سب سے قدیم ترین کتاب یہی ہے پھر لکھتے ہیں۔

"ممکن ہے کہ بعض لوگ کتاب الآثار کو احادیث صحیحہ کا اولین مجموعہ بتانے پر چونکیں اس لیے اس حقیقت کو آشکارا کرنا نہایت ضروری ہے"۔

اور کتاب الآثار کی اولیت پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بلاشبہ علامہ مغلطائی کے نزدیک اس بارے میں اولیت کا شرف امام مالک کو حاصل ہے۔

لیکن کتاب الآثار موطا سے پہلے کی تصنیف ہے جس سے خود موطا کی تالیف میں استفادہ کیا گیا ہے چنانچہ حافظ سیوطی تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابو حنیفہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

من مناقب ابی حنیفة التی انفرد بها انه اول من دون علم الشریعة ورتبه ابوابا ثم تبعه مالك بن انس فی ترتیب الموطا ولم یسبق ابا حنیفة احد	امام ابوحنیفہ کے ان خصوصی مناقب سے کہ جن میں وہ منفرد ہیں ایک یہی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور اس کی ابواب پر ترتیب کی پھر امام مالک بن انس نے موطا کی ترتیب میں انہیں کی پیروی کی اور اس باب میں ابوحنیفہ پر کسی کو سبقت نہیں ہے[۱]

لیکن ارباب فہم پر ظاہر ہوگا کہ نعمانی صاحب کی اس دلیل میں کوئی جان نہیں ہے کیونکہ حافظ سیوطی نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے سب سے پہلے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور علم شریعت علم حدیث سے عام ہے اور جب دعویٰ خاص اور دلیل عام ہو تو تقریب تام نہیں ہوتی اور خصوصاً اس لیے بھی کہ حافظ سیوطی نے خود تنویر الحوالک میں موطا کو حدیث کی پہلی کتاب قرار دیا ہے اس لیے تبییض الصحیفہ میں ان کے کلام اول من دون علم الشریعۃ۔ میں شریعت سے مراد علم حدیث کے ماسوا ماننا پڑے گا امام اعظم ابوحنیفہ کی دینی خدمات کا ایک الگ مقام ہے۔ کتاب و سنت سے مسائل کے استخراج اور علم شریعت کی کتب اور ابواب کے ساتھ باقاعدہ تدوین کی خدمت میں ان پر کوئی سابقیت نہیں رکھتا اس حقیقت کو آشکارا کرنے کے لیے حافظ سیوطی نے ان کے بارے میں فرمایا۔ انہ اول من دون علم الشریعۃ۔ اسی طرح سب سے پہلے انہوں نے اجتہاد کے اصول اور پیمانے وضع کیے اور بعد کے تمام مجتہدین امام مالک۔ امام شافعی۔ ور

[۱] ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۵۸ تا ۱۶۱

امام احمد بن حنبل نے ان قواعد سے پورا پورا استفادہ کیا اسی لیے امام شافعی نے فرمایا الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ، تمام فقہاء امام ابوحنیفہ کے بہرور وہ ہیں اس کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں بھی ان کا نہایت اونچا مقام ہے۔ فن حدیث میں انہوں نے کتاب الآثار کو تصنیف کیا جس کی پوری تحقیق ہم اس سے متعلق عنوان کے تحت ذکر کر چکے ہیں۔

اسلوب امام مالک کسی عنوان کو ثابت کرنے کے لیے اولاً حدیث مسند وارد کرتے ہیں اور اگر حدیث مسند نہ مل سکے تو ثقات تابعین سے حدیث مرسل روایت کرتے ہیں جب حدیث مرسل بھی نہ مل سکے تو بلاغات کو وارد کرتے ہیں اس کے بعد آثار صحابہ کی طرف رجوع کرتے ہیں آثار میں حضرت عمر کے قضایا اور حضرت عبداللہ بن عمر کے فتاویٰ کو مقدم رکھتے ہیں۔ صحابہ کے بعد اقوال تابعین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تابعین میں بھی فقہاء مدینہ کو ترجیح دیتے ہیں اور خاص طور پر سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قاسم، سالم، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ، ابوبکر بن عبدالرحمن، ابوبکر بن عمرو اور عمر بن عبدالعزیز کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض جگہ امام مالک کسی عنوان کے تحت احادیث مسندہ، آثار اور فتاویٰ تابعین ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے باب وضوء النائم اذا قام الی الصلوٰۃ کے تحت حدیث وارد کی۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استیقظ احدکم من نومہ فلیغسل یدہ قبل ان یدخلھا فی وضوئہ فان احدکم لا یدری این باتت یدہ[1]۔

اس کے بعد حضرت عمر کا اثر وارد کیا۔ اذا نام احدکم مضطجعا فلیتوضأ۔ اور آیۂ وضو کی تفسیر میں زید بن اسلم کا یہ قول پیش کیا ان ذلک اذا قمتم من المضاجع یعنی النوم اور اخیر میں اپنی رائے پیش کی۔ قال مالک الامر عندنا انہ لا یتوضأ الا من حدث یخرج من دبر او ذکر او نام۔ موطا میں صرف احکام سے متعلق احادیث بیان کی گئی ہیں۔ تفسیر، اشراط اور مناقب سے متعلق احادیث روایت نہیں کی گئی ہیں اس لحاظ سے یہ کتاب اقسام کتب حدیث میں سے سنن کے ذیل میں آتی ہے۔

بلاغات موطا امام مالک میں بلاغات بکثرت موجود ہیں اس لیے ضروری ہے کہ بلاغات کی وضاحت کر دی جائے اگر کسی شخص کو کوئی حدیث لکھی ہوئی مل جائے اور وہ خط تحریر سے اس حدیث کے لکھنے والے کو پہچانتا ہو تو بشرط اجازت اس حدیث کو روایت کر سکتا ہے اس کو فن حدیث کی اصطلاح میں وجادت کہتے ہیں۔ امام مالک نے اہل علم کی کتب اور ان کے نوشتوں میں جو احادیث لکھی ہوئی پائیں تو ان کو بلغہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صیغہ کے ساتھ روایت کر دیا۔ اس قسم کی تمام روایات فنی طور پر منقطع کا حکم رکھتی ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے مالک انہ بلغہ ان عبد اللہ بن مسعود کان یقول من قبلۃ الرجل امراتہ الوضوء[2] اس لحاظ سے امام مالک کی تمام بلاغات وجادت کے تحت آتی ہیں۔

اسانید امام مالک نے احادیث مسندہ عام طور پر حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت سہل بن سعد سے روایت کی ہیں حضرت عبداللہ

---

[1] امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ موطاء امام مالک ص ۷

[2] ایضاً " " " ص ۱۵

بن عمر کی احادیث عموماً نافع یا عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی روایات عروہ، قاسم، ہشام اور عبدالرحمن سے حضرت ابوہریرہ کی احادیث عن ابی الزناد عن الاعرج یا عن العلاء بن عبدالرحمن عن ربیعۃ یا حسن ابن شہاب عن سعید بن المسیب۔ ابن مسیب کی سند سے روایت کرتے ہیں حضرت انس کی احادیث ابن شہاب ربیعہ، اسحق بن عبداللہ، حمید اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں حضرت جابر کی احادیث ابوالزبیر، وہب بن کیسان اور محمد بن منکدر سے روایت کرتے ہیں اور ابو سعید خدری کی احادیث محمد بن یحییٰ اور عمر بن یحییٰ عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں اور سہل بن سعد کی احادیث غالباً ابی حازم سے روایت کرتے ہیں۔

چار نادر حدیثیں حافظ ابن عبدالبر نے جن چار حدیثوں کا ذکر کیا ہے جن کا متن دوسری کتابوں میں نہیں ملتا ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مالک انہ بلغہ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لانسی لاسن۔ (موطاء امام مالک ص ۳۵)

(۲) مالک انہ سمع من یثق بہ من اھل العلم یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اری اعمار الناس قبلہ او ما شاء اللہ من ذلک فکانہ تقاصر اعمار امتہ عن ان لا یبغوا من العمل مثل الذی بلغ غیرھم فی طول العمر فاعطاہ اللہ لیلۃ القدر خیرا من الف شھر۔

(موطاء امام مالک ص ۹۹)

(۳) مالک عن معاذ بن جبل انہ قال اخرما اوصانی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین وضعت رجلی فی الغرز ان قال لی: حسن خلقک للناس معاذ بن جبل۔ (موطاء امام مالک ص ۳۶۴)

(۴) اذا انشأت بحریۃ ثم تشاء مت فتلک عین غدیقہ۔ (شرح الزرقانی للموطاء ج ۱ ص ۸)

تعداد احادیث ابوبکر العربی نے بیان کیا ہے کہ موطاء امام مالک کی کل روایات بشمول آثار صحابہ وفتاویٰ تابعین ایک ہزار سات سو بیس ہیں جن میں چھ سو مسند ہیں، دو سو بائیس مرسل ہیں، چھ سو ستر موقوف ہیں اور دو سو پچہتر اقوال تابعین ہیں۔ [۱]

موطاء امام مالک کے راوی موطاء امام مالک کو ہر طبقہ کے لوگوں نے بکثرت روایت کیا ہے خلفاء اسلام میں سے ہارون رشید، امین اور مامون نے مجتہدین میں سے امام شافعی، امام محمد بن الحسن، امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف نے (ان تمام مجتہدین میں صرف امام محمد بن الحسن شیبانی نے امام مالک سے بلا واسطہ موطاء کی روایت کی ہے اور باقی مجتہدین نے بالواسطہ موطاء امام مالک کو روایت کیا ہے) امام مالک کے خصوصی تلامذہ میں سے یحییٰ بن یحییٰ المصمودی ابن القاسم اور اصبغ نے اور صوفیا میں سے ذوالنون مصری نے اور محدثین میں سے ایک کثیر جماعت نے اس کو روایت کیا ہے جن کا احصار بہت دشوار ہے [۲]

---

[۱] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مقدمہ مسوی ج ۱ ص ۲۵

[۲] ایضاً " " " ص ۲۲

موطاء امام مالک کے نسخے موطاء امام مالک کے تیس سے زیادہ نسخے ہیں ان میں یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا نسخہ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں موطاء کے سولہ نسخوں کا بالتفصیل ذکر کیا ہے اور ہر نسخہ کے راوی کی مختصر سوانح لکھی ہے اس وقت امت کے ہاتھوں میں موطاء کے دو نسخے موجود ہیں ایک یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا اور دوسرا امام محمد بن حسن شیبانی کا۔ یحییٰ بن یحییٰ کا نسخہ موطاء امام مالک اور امام محمد کا نسخہ امام محمد کی روایت کے سبب موطاء امام محمد کے نام سے مشہور ہے۔

موطاء کی شروح و تعلیقات موطاء امام مالک چونکہ فن حدیث میں سب سے پہلی کتاب تھی اس وجہ سے اس کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور بے شمار لوگوں نے اس پر شروح حواشی اور تعلیقات سپرد قلم کیے ہیں۔ سطور ذیل میں بعض شروح کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(۱) **تفسیر الموطاء:** یہ شرح ابو مروان عبد الملک بن حبیب بن سلیمان المالکی المتوفی ۲۳۹ھ کی تصنیف ہے۔

(۲) **شرح الموطاء:** یہ کتاب حمد بن محمد الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ کی تصنیف ہے۔

(۳) **شرح الموطاء:** یہ ابن رشیق المالکی متوفی ۴۵۶ھ کی تصنیف ہے۔

(۴) **التمہید فی معانی الموطاء والاسانید:** یہ شرح حافظ ابو عمرو بن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ کی تالیف ہے۔

(۵) **الاستذکار لمذہب علماء الامصار فیما تضمنہ الموطاء من معانی الرای والآثار:** یہ بھی حافظ ابن عبد البر کی تصنیف ہے۔

(۶) **شرح الموطاء:** یہ شرح ابو الولید الباجی سلیمان ابن خلف بن سعد بن ایوب المالکی المتوفی ۴۷۱ھ کی تصنیف ہے اور بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۷) **المقتبس:** یہ شرح ابو محمد عبد اللہ بن محمد البطیوسی المالکی المتوفی ۵۱۱ھ کی تصنیف ہے۔

(۸) **المقتبس فی شرح موطاء مالک بن انس:** شرح قاضی ابو بکر بن العربی المالکی المتوفی ۵۴۳ھ کی تالیف ہے اس نام کے دو شخص مشہور ہیں ایک یہ ہیں اور دوسرے محی الدین ابن العربی صاحب الولایۃ العظمی ہیں۔

(۹) **کشف المغطاء:** یہ حافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے اور کافی ضخیم کتاب ہے۔

(۱۰) **تنویر الحوالک:** یہ بھی حافظ سیوطی کی تصنیف ہے۔

(۱۱) **السعلف المبطاء:** یہ کتاب بھی حافظ سیوطی کی تصنیف ہے۔

(۱۲) **شرح موطاء امام مالک:** یہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف مالکی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ کی تصنیف ہے پانچ مجلدات پر مشتمل ہے مصر سے کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

(۱۳) **المحلی باسرار الموطاء:**

یہ شیخ سلام اللہ دہلوی کی تصنیف ہے جو شیخ عبد الحق دہلوی کی اولاد سے ہیں۔

(۱۴) المسوّی :-

دو جلدوں پر مشتمل ہے یہ شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کی تصنیف ہے۔

(۱۵) المصفّیٰ :-

یہ شرح بھی شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے فارسی زبان میں مختصر شرح ہے۔

(ماخوذ تذکرۃ المحدثین)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

(وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ)

كِتَابُ وُقُوْتِ الصَّلٰوةِ

کتاب وقوت الصلوٰۃ

١- بَابُ وُقُوْتِ الصَّلٰوةِ

اوقاتِ نماز کا بیان

١- قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اللَّيْثِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا، وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ، فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ؟ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ صَلّٰى، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى. فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ قَالَ: بِهٰذَا اُمِرْتُ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ يَا عُرْوَةُ، اَوَ اِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ الَّذِيْ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ عُرْوَةُ: كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ، يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ

ابن شہاب کا بیان ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک روز نمازِ عصر میں تاخیر کردی تو عروہ بن زبیر اُن کے پاس گئے اور بتایا کہ ایک روز حضرت مغیرہ بن شعبہ نے نماز میں تاخیر کردی تھی تو ان کے پاس حضرت ابو مسعود انصاری تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے مغیرہ! یہ کیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور انہوں نے نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی پڑھی انہوں نے دوبارہ نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی پڑھی انہوں نے سہ بارہ نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی پڑھی انہوں نے چوتھی بار نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ نے بھی پڑھی انہوں نے پانچویں بار نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر فرمایا کہ مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ اے عروہ! غور کیجیے کہ آپ فرما کیا رہے ہیں؟ کیا حضرت جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اوقات نماز مقرر کیے؟ عروہ نے کہا کہ بشیر بن ابو مسعود انصاری اپنے والد ماجد سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ ف

ف۔ حضرت عمر بن عبد العزیز سربراہِ مملکت تھے۔ ان سے ذرا سی کوتاہی سرزد ہوئی تو حضرت عروہ نے جا کر فوراً انہیں فہمائش کی کیونکہ

٢۔ قَالَ عُرْوَةُ: وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا، قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ.

عروہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت عائشہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر اس وقت پڑھتے کہ دھوپ دیواروں پر چڑھنے سے پہلے ان کے حجرے میں ہوتی۔

٣۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ. قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ، صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ. ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ مِنَ الْغَدِ بَعْدَ أَنْ أَسْفَرَ. ثُمَّ قَالَ: وَأَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟

عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر نماز فجر کا وقت پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یہاں تک کہ اگلے روز آپ نے فجر طلوع ہوتے ہی صبح کی نماز ادا فرمائی۔ پھر اگلے روز آپ نے اُجالا ہونے پر نمازِ فجر ادا کی۔ پھر فرمایا کہ نماز کا وقت پوچھنے والا شخص کہاں ہے؟ وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں حاضر خدمت

سربراہِ مملکت کی اصلاح میں سارے ملک کی اصلاح اور اس کے فساد میں سارے ملک کا فساد ہے۔ سلطانِ وقت ملک کے اندر روح یا دل کی طرح ہوتا ہے (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۶۷)۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی ان کی فہمائش کو خندہ پیشانی سے سُنا اور سرِ تسلیم خم کر دیا۔ ان کے اس عمل میں اراکین سلطنت کے لیے درسِ عبرت ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر نے حدیث رسول سے حجت قائم کی معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے بعد قرونِ اولیٰ میں بھی احادیث کو حجت مانا جاتا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کو حدیث میں اشکال پیش آیا لہٰذا سے بیان کیا جس کا باعث یہ ہوا کہ وہ اسے حضرت عروہ بن زبیر کا قول سمجھ رہے تھے۔ جب انہوں نے بتایا کہ بشیر اپنے والدِ ماجد حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں تو حدیث کے سامنے حضرت عمر بن عبد العزیز نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اشکال رفع ہو گیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغام رساں کی حیثیت میں اوقات نماز بتائے معلم کی حیثیت میں نہیں بتلائے تھے۔

اس جگہ قبلہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ سے سہو ہوا کہ عروہ بن زبیر کو صحابی جانتے ہوئے موصوف نے اپنی ایمان افروز تصنیف مرأۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول ص ۳۷۵ پر اسی حدیث کی شرح میں لکھا ہے: ”خیال رہے کہ حضرت عروہ بن زبیر خود بھی صحابی ہیں مگر پھر بھی اسناد سے حدیث بیان کی۔ مقصد یہ ہے کہ میں نے حضور سے خود بھی یہ حدیث سُنی ہے۔ میرے علاوہ اور صحابہ نے بھی سُنی اور ان سے دوسرے مسلمانوں نے بھی۔ غرضیکہ بطور گواہی یہ اسناد پیش کی ورنہ جب صحابی خود حضور سے حدیث سُن لیں تو انہیں اسناد کی ضرورت نہیں“۔ حالانکہ موصوف نے اسی مرأۃ، شرح مشکوٰۃ، جلد ہشتم کے آخر میں اجمال ترجمہ اکمال کے صفحہ ۶۸ پر حضرت عروہ بن زبیر کی پیدائش کا ۲۲ھ لکھا ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال سے گیارہ سال بعد پیدا ہوئے معلوم نہیں انہوں نے زبانِ رسالت سے حدیث کس طرح سُن لی؟

خاتم المحققین شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عروہ بن الزبیر تابعی کبیر ست برادر عبد اللہ بن الزبیر پسر اسماء بنت ابی بکر صدیق“۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۲۷۴) نیز فرمایا ہے: ”مراد عروہ بن الزبیر است بن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم قرشی اسدی از کبار تابعین وثقات الشان ویکے از فقہائے سبعہ مدینہ فقیہ عالم کبیر کثیر الحدیث ثبت ثقہ مامون صائم الدہر ولد سنۃ اثنین وعشرین ومات سنۃ اربع وتسعین“۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۳۸۷)۔

قَالَ: هَأَنَذَا يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: (مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ)

ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ وقت ان دونوں حدوں کے درمیان ہے۔

٤- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ، فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٌ بِمُرُوطِهِنَّ، مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازِ فجر ادا کر لیتے تو مستورات اپنی چادریں لپیٹ کر واپس آتیں اور اندھیرے کے باعث پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنِ الْأَعْرَجِ. كُلُّهُمْ يُحَدِّثُونَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ، قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ).

عطاء بن یسار، بسر بن سعید اور اعرج سب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے طلوعِ فجر سے پہلے ایک رکعت پالی تو اس نے نمازِ فجر کو پالیا اور جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے نمازِ عصر کو پالیا۔

٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ: إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلٰوةُ. فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا، حَفِظَ دِيْنَهُ. وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ. ثُمَّ كَتَبَ: أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ، إِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا، إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ. وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ. وَالْمَغْرِبَ، إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ. وَالْعِشَاءَ، إِذَا غَابَ الشَّفَقُ، إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ. فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ، فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ. فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ. وَالصُّبْحَ، وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ.

نافع مولیٰ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمال کے لیے لکھا کہ میرے نزدیک تمہاری سب سے اہم ذمہ داری نماز ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اور اسے محفوظ رکھا تو اس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور جس نے اسے ضائع کیا تو وہ اس کے علاوہ چیزوں کو اور زیادہ ضائع کرے گا پھر لکھا کہ نمازِ ظہر ایسے وقت پڑھو کہ سایہ ایک ہاتھ اور آدمی کے قد برابر ہو اور نمازِ عصر ایسے وقت کہ سورج ابھی بلند اور بالکل سفید ہو یعنی اتنی مقدار کہ کوئی سوار سورج غروب ہونے سے پہلے دو یا تین کلومیٹر سفر کر سکے اور نمازِ مغرب اس وقت جب سورج غروب ہو جائے اور نمازِ عشاء شفق کے غائب ہونے سے تہائی رات تک ہے جو نمازِ عشاء سے پہلے سو گیا اس کی آنکھ نہ سوئے، جو سو گیا اس کی آنکھ نہ سوئے، جو سو گیا اس کی آنکھ نہ سوئے اور نمازِ فجر کا وقت وہ ہے کہ ۲؎

ف۔ حضرت احناف شکر اللہ سعیہم کے مذہب مہذب کے مطابق پنجگانہ نمازوں کے اوقات یہ ہیں:۔

فجر۔ طلوعِ فجرِ صادق سے طلوعِ آفتاب تک نمازِ فجر کا وقت ہے۔ تمام وقت کے آخری نصف یعنی اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔ ایسے

٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ، إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ. وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا صُفْرَةٌ. وَالْمَغْرِبَ، إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ. وَأَخِّرِ الْعِشَاءَ مَا لَمْ تَنَمْ وَصَلِّ الصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ وَاقْرَأْ فِيهَا بِسُورَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ مِنَ الْمُفَصَّلِ

ابو سہیل کے والد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو یہ لکھا کہ نماز ظہر اس وقت پڑھو جب سورج ڈھل جائے اور نماز عصر ایسے وقت جبکہ سورج بالکل سفید ہو اور اس پر زردی نہ آئی ہو اور نماز مغرب جبکہ سورج غروب ہو جائے اور نماز عشاء سونے تک ہے اور نماز فجر ایسے وقت پڑھنا کہ تارے صاف چمکتے ہوں اور اس میں طوال مفصل کی دو طویل سورتیں پڑھنا۔ ف

وقت پڑھے کہ نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نماز نہیں ہوئی تو دوبارہ وقت کے اندر پڑھی جا سکے۔ دانستہ اتنی دیر کرنا کہ طلوع آفتاب کا دوران نماز خدشہ ہو مکروہ ہے۔

ظہر۔ زوال کے بعد سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سایہ ظل اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور صاحبین کے نزدیک سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

عصر۔ سیدنا امام المسلمین ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سایہ ظل اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے سے غروب آفتاب تک ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک ایک مثل سے عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے بعض متاخرین نے اگرچہ قول صاحبین کو مرجح بنایا ہے لیکن قول امام اعظم ہی اوسع و احوط اور از روئے دلائل ارجح ہے کیونکہ عموماً متون مذہب قول امام پر جزم کیے ہوئے ہیں اور عامۃ اجلہ شارحین نے اسے مرضی و مختار رکھا اور اکابر ائمہ ترجیح و افتاء ملک جمہور پیشوایان مذہب نے اسی کی تصحیح کی ہے۔

مغرب۔ غروب آفتاب سے سفیدی ڈوبنے تک ہے یعنی وہ چوڑی سفیدی کہ شمالاً جنوباً پھیلتی اور سرخی غائب ہونے کے بعد بھی تادیر باقی رہتی ہے۔ اس سفیدی کے غائب ہونے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

عشاء۔ مغرب کا وقت ختم ہونے سے طلوع فجر صادق تک ہے۔

مذہب حنفی کے مطابق مغرب اور سردیوں کی ظہر کے علاوہ باقی ہر نماز میں تاخیر افضل ہے لیکن اتنی تاخیر بھی نہ ہو کہ مکروہ وقت آ جائے یعنی فجر میں سورج طلوع ہونے کا خدشہ ہو یا عصر میں بے تکلف قرص آفتاب پر نظر ٹھہرنے لگے جبکہ مطلع صاف ہو اور یہ وقت قریباً بیس منٹ رہتا ہے ما عصر میں ابر کے روز جلدی کرنی چاہیے لیکن اتنی جلدی بھی نہ ہو کہ وقت سے پہلے پڑھ لی جائے۔ باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے اور اسی لیے اس کا نام عصر رکھا گیا ہے لانہ تعصر یعنی یہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے مغرب میں اتنی دیر کرنا کہ چھوٹے تارے بھی نظر آنے لگیں مکروہ ہے عشاء کا آدھی رات تک مستحب وقت ہے اور اس کے بعد فجر تک کراہت ہے۔ جن نمازوں میں تاخیر افضل ہے ان کے وقت کے دو حصے کیے جائیں تو مذہب حنفی کے مطابق دوسرے نصف میں ادا کرنا مستحب ہے اور حضرات شوافع کے نزدیک پہلے نصف میں واللہ اعلم بالصواب۔

ف۔ قرآن مجید کی ساتویں منزل یعنی سورۃ الحجرات سے سورۃ والناس تک کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں نماز فجر کے اندر ان میں سے دو لمبی سورتیں پڑھی جائیں۔

۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنْ صَلِّ الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ، قَدْرَمَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ. وَأَنْ صَلِّ الْعِشَاءَ، مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ. فَإِنْ أَخَّرْتَ فَإِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے لیے لکھا کہ نماز عصر ایسے وقت پڑھنا کہ سورج بالکل سفید ہو یعنی سوا تین کلومیٹر سفر کر سکے اور نماز عشاء تہائی رات تک پڑھ لینا اور اگر مزید تاخیر کرو تو آدھی رات تک اور اس سے آگے جا کر غافل نہ ہو جانا۔ ف

۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا أُخْبِرُكَ. صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ. وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ. وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ. وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ. وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ، يَعْنِي الْغَلَسَ.

عبداللہ بن رافع مولیٰ ام سلمہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ سے اوقات نماز کے متعلق پوچھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ظہر کی نماز پڑھو جب سایہ تمہارے برابر ہو اور جب تم سے دوگنا ہو جائے تو نماز عصر اور جب سورج غروب ہو جائے تو نماز مغرب اور تہائی رات تک نماز عشاء اور نماز فجر اندھیرے میں پڑھنا۔ ف

۱۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي

اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نماز عصر پڑھنے پھر

ف۔ اس حدیث سے بھی احناف کا موقف ثابت ہو رہا ہے کہ عشاء نصف رات تک مستحب ہے جیسا کہ دیگر احادیث سے واضح طور پر ثابت ہے اس سے زیادہ دانستہ دیر کرنے میں کراہت ہے جسے غفلت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ اس حدیث میں مجملاً حکم ہے کہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھی جائے۔ اس کی مؤید اور کتنی ہی حدیثیں ہیں لیکن حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا موقف یہ ہے کہ نماز فجر اسفار یعنی اجالا کر کے پڑھی جائے اس موقف کی مؤید حدیثیں دلالت میں زیادہ روشن و اہبن اور کثرت ثواب میں زیادہ امید افزا ہیں۔ اسی لیے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ مردوں کو ہمیشہ ہر زمان و ہر مکان میں اسفار فجر یعنی جب صبح خوب روشن ہو جائے نماز پڑھنا سنت ہے سوائے یوم النحر کے کہ حاجیوں کو اس روز مزدلفہ میں تغلیس یعنی اندھیرے میں نماز پڑھنی چاہیئے جیسا کہ ان بزرگوں کی عام کتابوں میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔ یہ حکم احادیث صریحہ معتبرہ سے خوب روشن و مبرہن ہے جیسا کہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی، ابن حبان اور طبرانی حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر یعنی صبح کو خوب روشن کرو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ طبرانی کے لفظ یہ ہیں: فکلما اسفرتم بالفجر فانہ اعظم للاجر اور ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں: کلما اصبحتم بالصبح فانہ اعظم لاجورکم ان تمام الفاظ کا حاصل یہ ہے کہ جس قدر اسفار میں مبالغہ کرو گے اتنا ہی ثواب زیادہ پاؤ گے۔ موجودہ زمانے میں اسی پر عمل چاہیئے کہ ثواب کی زیادتی کے ساتھ جماعت میں زیادہ افراد شامل ہو سکیں گے اور تغلیس یعنی اندھیرے میں پڑھنے سے کتنے ہی لوگ نماز جماعت سے محروم رہ جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

العَصرَ، ثُمَّ يَخرُجُ الإِنسَانُ إِلَى بَنِي عَمرِو بنِ عَوفٍ، فَيَجِدُهُم يُصَلُّونَ العَصرَ.

کوئی بنی عمرو بن عوف کی طرف جاتا تو انہیں نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا۔ ف

۱۱ - وَحَدَّثَنِي عَن مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي العَصرَ، ثُمَّ يَذهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءٍ، فَيَأتِيهِم وَالشَّمسُ مُرتَفِعَةٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نماز عصر پڑھتے۔ پھر کوئی جانے والا قبا کی طرف جاتا تو اس کے پہنچنے پر سورج ابھی بلندی پر ہوتا۔

۱۲ - وَحَدَّثَنِي عَن مَالِكٍ، عَن رَبِيعَةَ بنِ أَبِي عَبدِ الرَّحمٰنِ، عَنِ القَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ قَالَ: مَا أَدرَكتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُم يُصَلُّونَ الظُّهرَ بِعَشِيٍّ.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن کا بیان ہے کہ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو نہیں پایا مگر وہ نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھا کرتے تھے۔ ف

بَابُ وَقتِ الجُمُعَةِ

نماز جمعہ کا وقت

۱۳ - حَدَّثَنِي يَحيَى، عَن مَالِكٍ، عَن عَمِّهِ أَبِي سُهَيلِ بنِ مَالِكٍ، عَن أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: كُنتُ أَرَى

مالک بن ابو عامر اصبحی نے فرمایا کہ میں دیکھا کرتا کہ حضرت عقیل بن ابو طالب کا بوریا مسجد نبوی کی مغربی دیوار تک بچھایا جاتا

ف۔ بنی عمرو بن عوف کا محلہ مدینہ منورہ سے دو میل اور مسجد نبوی سے تقریباً تین میل تھا (مصفیٰ)۔ وہ زراعت پیشہ لوگ تھے اور اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر نماز عصر کو کچھ دیر کے وقت پڑھا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود تو اول وقت میں نماز عصر پڑھاتے اور یہاں سے اگر کوئی آدمی نماز پڑھ کر بنی عمرو بن عوف کے محلے میں جاتا تو ان لوگوں کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا تھا۔ کام کاج کرنے والوں کو یہ رعایت زمانہ رسالت سے ہمیشہ کے لیے ملی ہوئی ہے اور یہی حضرات احناف کا مؤقف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ گرمیوں میں نمازِ ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا ہی احادیث صحیحہ صریحہ معتبرہ سے ثابت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حزم فرمایا اس مذہب مہذب کی دلیلِ جلیل، بخاری شریف کی حدیث بابُ الاذان المسافر میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس تھے۔ مؤذن نے اذان ظہر دینی چاہی۔ فرمایا اَبرِدْ وقت ٹھنڈا کرو۔ کچھ دیر کے بعد پھر مؤذن نے اذان دینی چاہی۔ فرمایا اَبرِدْ وقت ٹھنڈا کرو۔ کچھ دیر کے بعد مؤذن نے سہ بارہ اذان کا ارادہ کیا۔ فرمایا اَبرِدْ وقت ٹھنڈا کرو اور یونہی تاخیر کا حکم فرماتے رہے حتیٰ ساوی الظلّ التلول یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔ اس وقت اذان کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے تو جب گرمی سخت ہو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھو۔ حضرت قاسم بن محمد بھی اپنا یہی مشاہدہ بیان فرما رہے ہیں کہ میں نے ہمیشہ لوگوں کو ٹھنڈے وقت نماز ظہر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

عشی سے مراد ایک مثل سایہ ہے۔ بخاری شریف کی مذکورہ روایت میں سائے کا ٹیلوں کے برابر ہونا بھی ایک مثل کو ظاہر کر رہا ہے اور اسی باب کی حدیث ۹ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد صَلِّ الظُّهرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثلَكَ سے ظہر کا ایک مثل کے وقت پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے۔ اگر ایک مثل پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا شروع ہو جاتا تو نہ اس وقت ظہر پڑھنے کا حکم دیا جاتا اور نہ حضرت قاسم بن محمد ہمیشہ یہ مشاہدہ کرتے کہ لوگ نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

طِنْفِسَةً لِعَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، تُطْرَحُ إِلَى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغَرْبِيِّ. فَإِذَا غَشِيَ الطِّنْفِسَةَ كُلَّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ، خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَصَلَّى الْجُمُعَةَ. قَالَ مَالِكٌ (وَالِدُ أَبِي سُهَيْلٍ): ثُمَّ نَرْجِعُ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَنَقِيلُ قَائِلَةَ الضَّحَاءِ.

اور جب دیوار کا سایہ پورے بوریے پر چھا جاتا تو حضرت عمر بن خطاب نکلتے اور نماز جمعہ پڑھاتے۔ فرمایا کہ نماز جمعہ کے بعد ہم واپس لوٹتے تو وقت چاشت کے عوض قیلولہ کیا کرتے۔ ف

۱۴ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَلِيطٍ، أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ صَلَّى الْجُمُعَةَ بِالْمَدِينَةِ. وَصَلَّى الْعَصْرَ بِمَلَلٍ. قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ لِلتَّهْجِيرِ وَسُرْعَةِ السَّيْرِ

ابن ابو سلیط سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے نماز جمعہ مدینہ منورہ میں اور نماز عصر ملل میں پڑھی امام مالک نے فرمایا:۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ نماز جلدی پڑھی اور تیز چلے۔

بَابُ ۳ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ

جس نے نماز کی ایک رکعت پائی۔

۱۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے نماز کی ایک رکعت مل گئی تو یقیناً اسے نماز مل گئی۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، كَانَ يَقُولُ: إِذَا فَاتَتْكَ الرَّكْعَةُ فَقَدْ فَاتَتْكَ السَّجْدَةُ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب تجھ سے رکوع جاتا رہا تو یقیناً تجھ سے سجدہ بھی جاتا رہا۔

۱۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، كَانَا يَقُولَانِ: مَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ السَّجْدَةَ.

امام مالک کا بیان ہے کہ انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ بات پہنچی کہ دونوں حضرات فرمایا کرتے کہ جس کو رکوع مل گیا تو یقیناً اسے سجدہ مل گیا۔

ف۔ جمعہ کے روز ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی روز انہیں جنت میں داخل کیا، اسی روز قیامت قائم ہوگی اور اسی روز کے اندر ایک ایسی ساعت ہے کہ صاحب ایمان اس کے اندر جو دعا کرے قبول ہو۔ حدیث میں اس روز کو اہل ایمان کی عید بتایا اور احادیث مطہرہ میں اس روز کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں مَنْ شَآءَ فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ۔

ف۔ نماز جمعہ اور نماز ظہر کا وقت ایک ہے۔ سردیوں میں جلدی یعنی اول وقت پڑھی جائے اور سخت گرمی کے موسم میں ٹھنڈی کر کے لوگوں کے اجتماع اور سہولت کو ملحوظ خاطر رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس پُر فتن دور میں عوام الناس کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا نیز امر معروف و نہی عن المنکر کی اشد ضرورت ہے۔ ماہر طبیب کی طرح خطیب حضرات کا شرعی مصالح کو پیش نظر رکھنا حالات کا تقاضا اور وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

---

۱۸ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ السَّجْدَةَ. وَمَنْ فَاتَهُ قِرَاءَةُ أُمِّ الْقُرْآنِ فَقَدْ فَاتَهُ خَيْرٌ كَثِيرٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ انہیں بات پہنچی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جس نے رکوع پالیا تو یقیناً اسے سجدہ مل گیا اور جس سے سورۂ فاتحہ کی قرأت رہ گئی وہ بہت سی بھلائی سے محروم رہ گیا۔ ف

باب ۴ مَا جَاءَ فِي دُلُوكِ الشَّمْسِ وَغَسَقِ اللَّيْلِ

دلوک الشمس اور غسق اللیل کی تفسیر

۱۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ دُلُوكُ الشَّمْسِ مَيْلُهَا.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ دلوک الشمس سورج کا ڈھلنا ہے۔

۲۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنِي مُخْبِرٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ دُلُوكُ الشَّمْسِ إِذَا فَاءَ الْفَيْءُ. وَغَسَقُ اللَّيْلِ اجْتِمَاعُ اللَّيْلِ وَظُلْمَتُهُ.

داود بن حصین کا بیان ہے کہ مجھے بتانے والے نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ دلوک الشمس سایہ کا لوٹنا اور رات کے ساتھ اس کے اندھیرے کا جمع ہونا غسق اللیل ہے۔

باب ۵ جَامِعُ الْوُقُوتِ

اوقاتِ نماز کا بیان

۲۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی نماز عصر فوت ہو گئی گویا اس کا سب گھربار لٹ گیا۔ ف

ف۔ مذکورہ بالا چاروں روایتوں یعنی ۱۵ تا ۱۸ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جسے امام کے ساتھ رکوع مل گیا اسے وہ رکعت مل گئی اور جو رکوع میں شامل نہ ہو سکا اسے وہ رکعت نہیں ملی یہ امر دیگر احادیث صریحہ صحیحہ سے بھی ثابت ہے اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا واجب نہیں۔ اگر واجب ہوتا تو رکوع میں شامل ہونے والا رکعت پانے والا شمار نہ ہوتا جبکہ اس سے واجب ترک ہو گیا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جو رکوع میں شامل ہوا اس نے وہ رکعت نہیں پائی۔ اس ادعا کے ثبوت میں کوئی قابل اعتماد و استناد دلیل پیش نہیں کی جا سکتی ہے۔

ف۔ اکثر مفسرین و شارحین کے نزدیک درمیانی نماز سے نماز عصر مراد ہے۔ مثال یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی کا سارا مال واسباب چھن جائے اور سارے اہل و عیال ہلاک ہو جائیں تو جتنا صدمہ اس شخص کو ہو گا ایسا ہی صدمہ صاحب ایمان کو نماز عصر کے فوت ہو جانے پر ہونا ملکہ اس سے زیادہ کیونکہ وہاں تو صرف دنیا کا سارا سامان اور یہاں تلف ہوا راحت ایمان کا سامان۔ اس کا صدمہ جان محسوس کرے گی کہ راحت و آرام میں فرق آ گیا اور اس کا صدمہ ایمان محسوس کرے گا کہ کیا کیا گیا۔

٢٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْصَرَفَ مِنْ صَلاةِ الْعَصْرِ فَلَقِيَ رَجُلاً لَمْ يَشْهَدِ الْعَصْرَ. فَقَالَ عُمَرُ: مَا حَبَسَكَ عَنْ صَلوٰةِ الْعَصْرِ؟ فَذَكَرَ لَهُ الرَّجُلُ عُذْرًا. فَقَالَ عُمَرُ: طَفَّفْتَ.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ: وَيُقَالُ لِكُلِّ شَيْءٍ، وَفَاءٌ وَتَطْفِيفٌ.

٢٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ الْمُصَلِّيَ لَيُصَلِّي الصَّلوٰةَ وَمَا فَاتَهُ وَقْتُهَا. وَلَمَا فَاتَهُ مِنْ وَقْتِهَا أَعْظَمُ، أَوْ أَفْضَلُ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ: مَنْ أَدْرَكَ الْوَقْتَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ، فَأَخَّرَ الصَّلوٰةَ سَاهِيًا أَوْ نَاسِيًا، حَتَّى قَدِمَ عَلَى أَهْلِهِ، أَنَّهُ إِنْ كَانَ قَدِمَ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ فِي الْوَقْتِ فَلْيُصَلِّ صَلوٰةَ الْمُقِيمِ. وَإِنْ كَانَ قَدْ قَدِمَ وَقَدْ ذَهَبَ الْوَقْتُ، فَلْيُصَلِّ صَلوٰةَ الْمُسَافِرِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَقْضِي مِثْلَ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ. وَهٰذَا الْأَمْرُ هُوَ الَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ، وَأَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

وَقَالَ مَالِكٌ: الشَّفَقُ الْحُمْرَةُ الَّتِي فِي الْمَغْرِبِ فَإِذَا ذَهَبَتِ الْحُمْرَةُ، فَقَدْ وَجَبَتْ صَلاةُ الْعِشَاءِ، وَخَرَجْتَ مِنْ وَقْتِ الْمَغْرِبِ.

٢٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أُغْمِيَ عَلَيْهِ. فَذَهَبَ عَقْلُهُ. فَلَمْ يَقْضِ الصَّلوٰةَ

قَالَ مَالِكٌ. وَذٰلِكَ فِيمَا نَرَى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنَّ الْوَقْتَ قَدْ ذَهَبَ. فَأَمَّا مَنْ أَفَاقَ فِي الْوَقْتِ فَإِنَّهُ يُصَلِّي

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عصر سے لوٹے تو ایسا آدمی ملا جو نماز عصر میں حاضر نہ تھا۔ فرمایا کہ تمہیں نماز عصر سے کس نے روکا؟ اس آدمی نے عذر بیان کیا تو حضرت عمر نے اس سے فرمایا کہ تم نے اپنے ثواب کو گھٹا لیا۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: ہر چیز کے لیے کہا جاتا ہے کہ پوری دی اور کمی کی۔

یحییٰ بن سعید فرمایا کرتے تھے کہ نمازی کو ایسے وقت نماز پڑھنی چاہیئے کہ اس کا وقت قضا نہ ہو اور اگر اس کا وقت قضا ہو گیا تو یہ اس کے گھر بار سے عظمت و فضیلت والا تھا۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: جس نے سفر میں نماز کا وقت پایا لیکن نادانستہ یا بھول کر نماز کو مؤخر کر دے یہاں تک کہ گھر والوں میں پہنچ جائے تو اگر وہ اپنے گھر والوں میں وقت کے اندر پہنچے تو مقیم کی طرح نماز پڑھ لے اور اگر وقت نکل جانے کے بعد پہنچے تو مسافر کی طرح قضا پڑھے کیونکہ قضا وہی پڑھی جائے گی جو واجب ہوئی۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ وہ موقف ہے جس پر ہم نے لوگوں اور اپنے شہر کے اہل علم کو پایا۔

اور امام مالک نے فرمایا کہ شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو مغرب میں نظر آتی ہے۔ جب یہ سرخی غائب ہو جائے تو عشاء کی نماز واجب ہو جاتی ہے اور مغرب کا وقت نکل جاتا ہے۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیہوش ہوئے اور عقل جاتی رہی تو ان نماز کی قضا نہ پڑھی

امام مالک نے فرمایا کہ نماز کا وقت جا چکا ہوگا آگے اللہ بہتر جانے کیونکہ جس کو وقت کے اندر ہوش آ جائے تو وہ نماز پڑھے۔

بَابُ النَّوْمِ عَنِ الصَّلٰوۃِ

۲۵۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَفَلَ مِنْ خَیْبَرَ، اَسْرٰی. حَتّٰی اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ، عَرَّسَ. وَقَالَ لِبِلَالٍ: اِكْلَاْ لَنَا الصُّبْحَ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ وَكَلَاَ بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهٗ. ثُمَّ اسْتَنَدَ اِلٰی رَاحِلَتِهٖ. وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ. فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ، فَلَمْ یَسْتَیْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. وَلَا بِلَالٌ. وَلَا اَحَدٌ مِنَ الرَّكْبِ، حَتّٰی ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ. فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِلَالٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَخَذَ بِنَفْسِی الَّذِیْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اقْتَادُوْا، فَبَعَثُوْا رَوَاحِلَهُمْ، وَاقْتَادُوْا شَیْئًا. ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، فَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ. فَصَلّٰی بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ. ثُمَّ قَالَ حِیْنَ قَضَی الصَّلٰوۃَ: مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ. فَلْیُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی، یَقُوْلُ فِیْ كِتَابِهٖ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِیْ.

۲۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ؛ اَنَّهٗ قَالَ: عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً بِطَرِیْقِ مَكَّةَ. وَوَكَّلَ بِلَالًا اَنْ یُوْقِظَهُمْ لِلصَّلٰوۃِ. فَرَقَدَ بِلَالٌ، وَرَقَدُوْا. حَتَّی اسْتَیْقَظُوْا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَیْهِمُ الشَّمْسُ. فَاسْتَیْقَظَ الْقَوْمُ، وَقَدْ فَزِعُوْا فَاَمَرَهُمْ

نماز سے سو جانے کا بیان

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خیبر سے لوٹے تو رات کے وقت چل رہے یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آگیا تو نزول کیا اور حضرت بلال سے فرمایا کہ بوقت صبح ہمیں جگا دینا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سو گئے اور حضرت بلال جاگتے رہے۔ پھر حضرت بلال نے اپنی سواری سے ٹیک لگائی اور ان کا رُخ مشرق کی جانب تھا۔ چنانچہ آنکھیں ان پر غالب آگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت بلال اور کوئی ایک سوار بھی بیدار نہ ہوا یہاں تک کہ ان پر تیز دھوپ پڑی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چونک پڑے اور فرمایا۔ اے بلال! یہ کیا ہے؟ حضرت بلال عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! مجھ پر اسی چیز نے غلبہ کیا جس نے آپ پر کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوچ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے کجاوے اپنی سواریوں پر رکھ لیے اور تھوڑی دور چلے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم فرمایا تو نماز کے لیے اقامت کہی گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نماز عصر پڑھی اور فرمایا کہ جس کی نماز قضا ہو جائے یا جو نماز کو بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لینی چاہیے کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ نماز کو قائم کرو میری یاد کے لیے (ف)

زید بن اسلم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت بلال کو مقرر فرمایا کہ انہیں نماز کے لیے جگا دیا جائے پس دوسرے حضرات کے ساتھ حضرت بلال بھی سو گئے اور اس وقت بیدار ہوئے جبکہ دھوپ چڑھ گئی۔ بیدار ہونے پر تمام حضرات گھبرائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں

ف۔ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا تاکہ امت محمدیہ کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی غیر اختیاری طور پر سو جائے یا نیند سے بیدار نہ ہو اور نماز جاتی رہے تو بیدار ہونے پر اسی طرح نماز پڑھ سکتے ہیں جیسے وقت کے اندر پڑھتے۔ اگلی روایت میں بھول جانے کے متعلق بھی ایسا ہی حکم آیا ہے۔ ہاں دانستہ سو جانے یا بیدار ہونے پر کاہلی کے باعث نہ پڑھنا کہ وقت جاتا رہے، یہ بات ہی اور ہے۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْكَبُوْا حَتّٰى يَخْرُجُوْا
مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِىْ. وَقَالَ "اِنَّ هٰذَا وَادٍ بِهٖ شَيْطَانٌ".
فَرَكِبُوْا حَتّٰى خَرَجُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِىْ. ثُمَّ اَمَرَهُمْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنْ يَّنْزِلُوْا، وَاَنْ
يَّتَوَضَّؤُوْا. وَاَمَرَ بِلَالًا اَنْ يُّنَادِىَ بِالصَّلٰوةِ، اَوْ يُقِيْمَ.
فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ
اِلَيْهِمْ، وَقَدْ رَاٰى مِنْ فَزَعِهِمْ. فَقَالَ: "يٰاَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ
اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَنَا. وَلَوْ شَآءَ لَرَدَّهَا اِلَيْنَا فِىْ حِيْنٍ
غَيْرِ هٰذَا. فَاِذَا رَقَدَ اَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ، اَوْ نَسِيَهَا،
ثُمَّ فَزِعَ اِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا. كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا فِىْ وَقْتِهَا".

ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ
فَقَالَ: "اِنَّ الشَّيْطَانَ اَتٰى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّىْ، فَاَضْجَعَهٗ
فَلَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهٗ، كَمَا يُهَدَّأُ الصَّبِىُّ حَتّٰى نَامَ"، ثُمَّ دَعَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا. فَاَخْبَرَ بِلَالٌ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَ الَّذِىْ اَخْبَرَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ. فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ:
اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

بَابُ النَّهْىِ عَنِ الصَّلٰوةِ بِالْهَاجِرَةِ

۲۷- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ،
عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: "اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ
فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ"، وَقَالَ: "اشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا
فَقَالَتْ يَا رَبِّ: اَكَلَ بَعْضِىْ بَعْضًا. فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ
فِىْ كُلِّ عَامٍ: نَفَسٍ فِى الشِّتَآءِ، وَنَفَسٍ فِى الصَّيْفِ".
۲۸- وَحَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ، مَوْلَى
الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ. عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،
وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ؛
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا اشْتَدَّ

سوار ہو کر اس وادی سے نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے۔ پس لوگ سوار ہوئے اور اس وادی سے نکل گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اترنے اور وضو کرنے کا حکم دیا نیز حضرت بلال کو نماز کے لیے اذان یا اقامت کہنے کا حکم فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر آپ شمع رسالت کے پروانوں کی جانب متوجہ ہوئے اور انہیں خوف زدہ دیکھ کر فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو قبض فرما لیا تھا اور اگر وہ چاہتا تو انہیں ہماری طرف کسی اور وقت لوٹاتا پس جب تم میں سے کوئی نماز سے سو جائے یا اسے بھول جائے اور اس کی تشویش محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ اسی طرح نماز پڑھ لے جیسے وقت کے اندر پڑھتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ بلال کے پاس شیطان آیا جبکہ یہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو انہیں لٹا دیا اور برابر تھپکتا رہا جیسے بچے کو تھپکتے ہیں، یہاں تک کہ یہ سو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو بلایا اور انہیں وہ بات بتائی جو آپ نے حضرت ابوبکر کو بتائی تھی۔ پس حضرت ابوبکر عرض گزار ہوئے "میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں"

دوپہر کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گرمی کی شدت جہنم کی تیزی کے باعث ہے پس جب سخت گرمی ہو تو تم دن ٹھنڈا ہونے تک نماز میں تاخیر کر لو۔ فرمایا کہ جہنم نے اپنے رب سے گزارش کی کہ اے رب! میرا ایک حصہ دوسرے کو کھاتا ہے تو اسے سال میں دو دفعہ سانس لینے کی اجازت مرحمت فرما دی گئی، ایک سانس سردیوں میں اور ایک گرمیوں میں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہو تو دن ٹھنڈا ہونے تک نماز میں تاخیر کر لو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش کی وجہ سے ہے۔

الْحَرَّ. فَابْرُدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ. فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.

وَذَكَرَ: "اَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ اِلٰى رَبِّهَا. فَاَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ، وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ.

اور بتایا کہ جہنم نے اپنے رب سے گلہ کیا تو اسے سال میں دو دفعہ سانس لینے کی اجازت مل گئی ایک سردیوں میں دوسرا گرمیوں میں۔

۲۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ اَبِي الزِّنَادِ. عَنِ الْاَعْرَجِ. عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ: اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ، فَابْرُدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ. فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو تم نماز کو ٹھنڈی کر لیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ دُخُولِ الْمَسْجِدِ بِرِيحِ الثُّومِ وَتَغْطِيَةِ الْفَمِ

کچا لہسن کھا کر مسجد میں جانے اور منہ ڈھانپنے کی ممانعت

۳۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ. عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، فَلَا يَقْرَبْ مَسَاجِدَنَا يُؤْذِينَا بِرِيحِ الثُّومِ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس درخت سے کھائے تو وہ لہسن کی بدبو سے ہمیں تکلیف پہنچانے کے لیے ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ: اَنَّهُ كَانَ يَرَى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، اِذَا رَاَى الْاِنْسَانَ يُغَطِّي فَاهُ، وَهُوَ يُصَلِّي. جَبَذَ الثَّوْبَ عَنْ فِيهِ جَبْذًا شَدِيدًا، حَتّٰى يَنْزِعَهُ عَنْ فِيهِ.

عبد الرحمن بن مجبر کا بیان ہے کہ وہ دیکھا کرتے کہ سالم بن عبد اللہ جب کسی کو دیکھتے کہ اس نے نماز میں اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے تو بڑے زور سے اس کے کپڑے کو کھینچ لیتے یہاں تک کہ وہ اس کے منہ سے ہٹ جاتا۔ ف

ف۔ پیاز لہسن وغیرہ کوئی بھی بدبودار چیز کھا پی کر مسجد میں آنا مکروہ ہے کیونکہ بدبو سے نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف ہو گی معلوم ہوا کہ ایسے تمام کام بھی ممنوع ہیں جس سے اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف پہنچے اور ایسے کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جن سے ان کے دلوں کو راحت پہنچے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْوُضُوْءِ

١ـ **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ؛ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِيِّ. وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُرِيَنِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ: نَعَمْ. فَدَعَا بِوَضُوْءٍ. فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا. ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ؛ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَأَ؛ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

٢ـ **حَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِيْ أَنْفِهِ مَاءً. ثُمَّ لِيَنْثِرْ؛ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ».

٣ـ **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ».

٤ـ **قَالَ يَحْيٰى**: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ، فِي الرَّجُلِ يَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْثِرُ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ: إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

٥ـ **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

کتاب الطہارۃ

وضو کی ترکیب

عمرو بن یحییٰ مازنی کے والدِ ماجد نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے کہا جو عمرو بن یحییٰ کے نانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے تھے کہ کیا آپ مجھے یہ چیز دکھائیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن زید نے اثبات میں جواب دیا اور برائے وضو پانی منگایا۔ پس اپنے ایک ہاتھ پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دو دو دفعہ دھویا پھر تین تین بار کُلی کی اور ناک میں پانی لیا۔ پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو دو دو مرتبہ کہنیوں تک دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی انہیں آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے جبکہ ابتدا پیشانی سے کی اور گُدّی تک لے گئے اور اسی جگہ تک واپس لائے جہاں سے ابتدا کی تھی پھر اپنے دونوں پیر دھوئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی لے کر اُسے صاف کرنا چاہیئے اور جو استنجا کے لیے ڈھیلے لے تو وہ طاق ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے وضو کرے تو اسے چاہیئے کہ ناک میں پانی لے کر اسے صاف کرے اور جو استنجا کرے تو طاق ڈھیلے لے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی ایک چلّو میں پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں بھی پانی لے تو کوئی ڈر نہیں۔

امام مالک کا بیان ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ اس روز

الْحَرُّ. فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ. فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَہَنَّمَ۔

وَذَکَرَ: اَنَّ النَّارَ اشْتَکَتْ اِلٰی رَبِّہَا، فَاَذِنَ لَہَا فِیْ کُلِّ عَامٍ بِنَفَسَیْنِ، نَفَسٍ فِی الشِّتَآءِ، وَنَفَسٍ فِی الصَّیْفِ۔

اور بتایا کہ جہنم نے اپنے رب سے گزارش کی تو اسے سال میں دو دفعہ سانس لینے کی اجازت مل گئی ایک سردیوں میں اور دوسرا گرمیوں میں۔

۲۹۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ، فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ. فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَہَنَّمَ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو نماز کو ٹھنڈی کر لیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔

بَابُ النَّہْیِ عَنْ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ بِرِیْحِ الثُّوْمِ وَتَغْطِیَۃِ الْفَمِ

کچا لہسن کھا کر مسجد میں جانے اور منہ ڈھانپنے کی ممانعت

۳۰۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اَکَلَ مِنْ ہٰذِہِ الشَّجَرَۃِ، فَلَا یَقْرَبْ مَسَاجِدَنَا، یُؤْذِیْنَا بِرِیْحِ الثُّوْمِ"۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس درخت سے کھائے تو وہ لہسن کی بدبو سے ہمیں تکلیف پہنچانے کے لیے ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ: اَنَّہٗ کَانَ یَرٰی سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ، اِذَا رَاَی الْاِنْسَانَ یُغَطِّیْ فَاہُ، وَہُوَ یُصَلِّیْ، جَبَذَ الثَّوْبَ عَنْ فِیْہِ جَبْذًا شَدِیْدًا، حَتّٰی یَنْزِعَہٗ عَنْ فِیْہِ۔

عبد الرحمن بن مجبر کا بیان ہے کہ وہ دیکھا کرتے کہ سالم بن عبد اللہ جب کسی کو دیکھتے کہ اس نے نماز میں اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے تو بڑے زور سے اس کے کپڑے کو کھینچ لیتے یہاں تک کہ وہ اس کے منہ سے ہٹ جاتا۔ ف

ف۔ پیاز لہسن وغیرہ کوئی بھی بدبودار چیز کھا پی کر مسجد میں آنا مکروہ ہے کیونکہ بدبو سے نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوگی معلوم ہوا کہ ایسے تمام کام بھی ممنوع ہیں جس سے اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف پہنچے اور ایسے کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جن سے ان کے دلوں کو راحت پہنچے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

کتاب الطہارۃ

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْوُضُوءِ

وضو کی ترکیب

١- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ. وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ: نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوءٍ. فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا. ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ؛ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ؛ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ؛ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

عمرو بن یحییٰ مازنی کے والد ماجد نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے کہا جو عمرو بن یحییٰ کے نانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے تھے کہ کیا آپ مجھے یہ چیز دکھا سکیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن زید نے اثبات میں جواب دیا اور برائے وضو پانی منگایا۔ پس اپنے ایک ہاتھ پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دو دو دفعہ دھویا پھر تین تین بار کلی کی اور ناک میں پانی لیا۔ پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو دو دو مرتبہ کہنیوں تک دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی انہیں آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے جبکہ ابتدا پیشانی سے کی اور گدی تک لے گئے اور اسی جگہ تک واپس لائے جہاں سے ابتدا کی تھی پھر اپنے دونوں پیر دھوئے۔

٢- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً. ثُمَّ لِيَنْثِرْ؛ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی لے کر اسے صاف کرنا چاہیے اور جو استنجا کے لیے ڈھیلے لے تو وہ طاق ہوں۔

٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے وضو کرے تو اسے چاہیے کہ ناک میں پانی لے کر اسے صاف کرے اور جو استنجا کرے تو طاق ڈھیلے لے۔

٤- قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِي الرَّجُلِ يَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْثِرُ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ: إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی ایک چلو میں پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں بھی پانی لے تو کوئی ڈر نہیں۔

٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ

امام مالک کا بیان ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ اس روز

الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍ قَدْ دَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ مَاتَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ. فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ: یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ".

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر حضرت عائشہ کے پاس گئے جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں جس دن کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا انتقال ہوا تو انہوں نے وضو کے لیے پانی منگایا پس حضرت صدیقہ نے ان سے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

۶- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَحْلَاءَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَتَوَضَّأُ بِالْمَاءِ لِمَا تَحْتَ اِزَارِهٖ.

عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب سے سنا کہ ستر کو پانی سے اچھی طرح دھویا کرو۔

۷- قَالَ یَحْیَی: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ فَنَسِیَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّتَمَضْمَضَ، اَوْ غَسَلَ ذِرَاعَیْهِ قَبْلَ اَنْ یَّغْسِلَ وَجْهَهٗ. فَقَالَ: اَمَّا الَّذِیْ غَسَلَ وَجْهَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّتَمَضْمَضَ، فَلْیُمَضْمِضْ وَلَا یُعِدْ غَسْلَ وَجْهِهٖ. وَاَمَّا الَّذِیْ غَسَلَ ذِرَاعَیْهِ قَبْلَ وَجْهِهٖ، فَلْیَغْسِلْ وَجْهَهٗ ثُمَّ لْیُعِدْ غَسْلَ ذِرَاعَیْهِ، حَتّٰی یَکُوْنَ غَسْلُهُمَا بَعْدَ وَجْهِهٖ، اِذَا کَانَ ذٰلِكَ فِیْ مَکَانِهٖ اَوْ بِحَضْرَةِ ذٰلِكَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے وضو میں منہ دھونے سے پہلے کلی کر لی یا منہ دھونے سے پہلے کلائیاں دھولیں تو آپ نے فرمایا کہ جس نے کلی کرنے سے پہلے منہ دھولیا ہے اسے چاہیے کہ کلی کرے اور منہ دوبارہ نہ دھوئے اور جس نے منہ سے پہلے کلائیاں دھوئی ہیں تو اسے چاہیے کہ منہ دھولے اور کلائیاں دوبارہ دھوئے تاکہ ان کا دھونا منہ دھونے کے بعد ہو جائے جبکہ وہ جائے وضو پر ہو یا اس کے قریب۔

۸- قَالَ یَحْیَی: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ نَسِیَ اَنْ یَّتَمَضْمَضَ وَیَسْتَنْثِرَ حَتّٰی صَلّٰی. قَالَ: لَیْسَ عَلَیْهِ اَنْ یُّعِیْدَ صَلَاتَهٗ. وَلْیُمَضْمِضْ وَیَسْتَنْثِرْ مَا یَسْتَقْبِلُ اِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یُّصَلِّیَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا یہاں تک کہ نماز پڑھ لی فرمایا کہ اس پر نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں، ہاں کلی کرلے اور ناک میں پانی ڈال لے جبکہ وہ آئندہ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

بَابُ وُضُوْءِ النَّائِمِ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ

سونے والے کا وضو کرنا جبکہ نماز پڑھنے کھڑا ہو۔

۹- حَدَّثَنِیْ یَحْیَی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِنْ نَّوْمِهٖ فَلْیَغْسِلْ یَدَهٗ قَبْلَ اَنْ یُّدْخِلَهَا فِیْ وَضُوْئِهٖ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو پانی میں ڈالنے سے پہلے اسے اپنا ہاتھ دھو لینا چاہیے کیونکہ کسی کو کیا معلوم کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔

ف۔ وضو میں جلدی یا بے احتیاطی کرنے والوں کی ایڑیوں کے بعض حصے کا خشک رہ جانا ایسی بات ہے جس کا عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایڑیوں کے لیے آگ کی خرابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

١٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ مُضْطَجِعًا فَلْيَتَوَضَّأْ.

زید بن اسلم کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ جو تم میں سے سہارا لے کر سو جائے تو اسے وضو کرنا چاہیئے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؛ أَنَّ تَفْسِيرَ هٰذِهِ الْآيَةِ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ - إِنَّ ذٰلِكَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ الْمَضَاجِعِ، يَعْنِي النَّوْمَ.

امام مالک نے زید بن اسلم سے آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۔ کی تفسیر میں روایت کی کہ یہ اس وقت ہے جبکہ بستر سے سو کر اٹھو۔

١١- قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا يَتَوَضَّأُ مِنْ رُعَافٍ، وَلَا مِنْ دَمٍ، وَلَا مِنْ قَيْحٍ يَسِيلُ مِنَ الْجَسَدِ، وَلَا يَتَوَضَّأُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ يَخْرُجُ مِنْ ذَكَرٍ، أَوْ دُبُرٍ؛ أَوْ نَوْمٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ نکسیر پھوٹنے، خون نکلنے اور جسم سے پیپ بہنے سے وضو لازم نہیں آتا اور وضو نہ کرے مگر اگلی یا پچھلی شرمگاہ سے گندگی نکلنے اور سونے پر۔ ف۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَنَامُ جَالِسًا، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھے بیٹھے سو جاتے پھر نماز پڑھ لیتے اور وضو نہ کرتے۔

بَابُ ٣ الطَّهُورِ لِلْوُضُوءِ

وضو کا پانی

١٢- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ، مِنْ آلِ بَنِي الْأَزْرَقِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ. أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ بِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی رکھتے ہیں، جس سے اگر ہم وضو کریں تو پیاسے مر جائیں۔ دریں حالات کیا ہم سمندری پانی سے وضو کر سکتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ (مچھلی) حلال ہے۔ ف

ف۔ حضرات احناف کے نزدیک نکسیر کے پھوٹ نکلنے اور خون پیپ کا نکل کر اپنی جگہ سے بہہ نکلنے کے باعث وضو ٹوٹ جاتا ہے بارہ وضو کرنا لازم آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ سائل نے صرف سمندر کے پانی کو پینے اور اس کے ساتھ وضو کرنے کا حکم دریافت کیا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اب میں فرمایا کہ اس کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال ہے سائل کے سوال کا جواب بھی ہو گیا اور اس ارشاد سے پانی کی تنگی کے ساتھ غذائی

١٣ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ فَرْوَةَ، عَنْ خَالَتِهَا، كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ. وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ. أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوءًا. فَجَاءَتْ هِرَّةٌ لِتَشْرَبَ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ.

قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ. فَقَالَ أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ. إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ".

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِهِ. إِلَّا أَنْ يُرَى عَلَى فَمِهَا نَجَاسَةٌ.

حمیدہ بنت عبید بن فروہ نے اپنی خالہ جان حضرت کبشہ بنت کعب بن مالک سے روایت کی ہے جو ابن ابو قتادہ انصاری کے نکاح میں تھیں انہوں نے بتایا کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے ان کے وضو کے لیے پانی رکھا۔ ایک بلی آکر اس میں سے پانی پینے لگی تو انہوں نے برتن جھکا دیا: یہاں تک کہ اس نے پی لیا۔

کبشہ کا بیان ہے کہ میرا دیکھنا انہوں نے ملاحظہ کر کے، انہوں نے فرمایا:۔ اے بھتیجی! کیا تم اس بات پر متعجب ہو؟ میں عرض گزار ہوئی کہ ہاں۔ پس انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ناپاک نہیں ہے کیونکہ یہ تمہارے پاس پھرنے والوں اور پھرنے والیوں سے ہے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر جبکہ اس کا منہ ناپاک ہو۔

قلت: مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ امام زرقانی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اصول اسلام سے ایک بہت بڑی اصل ہے۔ تمام آئمہ نے اسے قبول کیا، فقہاء نے اس سے مسلک و استنباد کیا اور اکابر آئمہ حدیث مثل امام مالک، امام شافعی، امام محمد بن حسن، امام احمد بن حنبل، اصحاب سنن اربعہ، دار قطنی، بیہقی اور حاکم وغیرہم نے متعدد طرق سے اسے روایت کیا نیز ابن خزیمہ، ابن حبان اور ابن مندہ نے اس کی تصحیح کی۔ ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور امام بخاری سے پوچھا تو انہوں نے بھی تصحیح کی۔ امام زرقانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ جتنے جانور سمندر میں رہتے ہیں جو پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے وہ حلال ہیں خواہ مچھلی کی صورت کے نہ ہوں بلکہ کتے یا خنزیر کی صورت سے مشابہ ہی کیوں نہ ہوں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث میں مردار سے صرف مچھلی مراد لیتے ہیں۔ مولوی وحید الزمان خان صاحب اس تخصیص سے اختلاف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ یہ حدیث مطلق ہے اور تخصیص پر کوئی دلیل صریح چاہیئے۔ حضرت امام اعظم کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت میں راقم الحروف عرض گزار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اَلْمَيْتَةَ یعنی مردار کو حرام فرمایا ہے (البقرہ: ١٧٣-١، المائدہ: ٣-الانعام: ١٤٥) لہٰذا مردار حرام قطعی ہے اس کے حلال ٹھہرانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردار کو نہیں بلکہ لفظ اَلْمَيْتَةَ کے ساتھ جن جانوروں کو حلال قرار دیا۔ ان کے متعلق ارشاد یوں ہے:۔ احلت لنا میتتان ودمان، فالمیتتان الحوت والجراد والدمان الکبد والطحال (مسند احمد، ابن ماجہ، دار قطنی) ہمارے لیے دو اَلْمَيْتَةُ مردار حلال کر دیئے گئے یعنی مچھلی اور ٹڈی نیز دو خون یعنی جگر اور تلی۔ مذکورہ دونوں مرداروں میں سے سمندر کے اندر مچھلی ہی پائی جاتی ہے جس کی بیشمار قسمیں ہیں اور بعض سینکڑوں من وزنی بھی۔ امام اعظم نے مذکورہ حدیث کی روشنی میں مچھلی کی تخصیص اسی لیے کی ہے کہ حضور نے سمندری مردار کو حلال بتایا اور فرمان رسالت کے مطابق مردار وہاں صرف مچھلی ہے۔ دریں حالات احقر ملتمس ہے کہ حدیث میں مردار کا لفظ صرف مچھلی اور ٹڈی کے لیے آیا ہے مگر لفظ میتۃ کے عموم پر اصرار کرنے والوں کو سارے سمندری جانوروں کو لفظ مردار میں شامل کر لینے کی کوئی صریح دلیل پیش کرنی چاہیئے۔ اگر

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فِي رَكْبٍ، فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى وَرَدُوا حَوْضًا. فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِصَاحِبِ الْحَوْضِ: هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ؛ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ، لَا تُخْبِرْنَا. فَإِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ، وَتَرِدُ عَلَيْنَا.

یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند سواروں کے ساتھ نکلے جن میں حضرت عمرو بن العاص بھی تھے یہاں تک کہ وہ ایک حوض پر پہنچے تو حضرت عمرو بن العاص نے حوض کے مالک سے پوچھا کہ کیا تمہارے حوض پر درندے بھی پانی پینے آتے ہیں؟ حضرت عمر نے حوض والے سے کہا کہ یہ بات ہمیں نہ بتانا کیونکہ کبھی ہم درندوں سے پہلے اور کبھی وہ ہم سے پہلے آتے ہوں گے۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: إِنْ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيَتَوَضَّئُونَ جَمِيعًا.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرد اور عورت اکٹھے وضو کیا کرتے تھے۔

بَابُ مَا لَا يَجِبُ مِنَ الْوُضُوءِ

جن باتوں سے وضو لازم نہیں آتا

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ؛ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ. قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ».

ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف کی ام ولد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں ایسی عورت ہوں کہ میرا پلا لٹک جاتا ہے اور ناپاک جگہ پر بھی مجھے چلنا پڑتا ہے۔ حضرت ام سلمہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد والی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے۔

کوئی اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ (المائدہ: ۹۶) سے استناد کرے تو یہاں عموم کا نشان بھی نہیں۔ لہٰذا بحری شکار بھی حلال جانور ہی کا کیا جائے گا جیسے وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا (المائدہ: ۲) کے تحت خشکی کا حلال جانور ہی شکار کیا جاتا ہے۔ یہ مناسب نہیں کہ کوئی اپنی وسعت پسندی کے تحت فَاصْطَادُوا میں پہلے عموم داخل کرے اور پھر گیدڑ اور لومڑی وغیرہ جانوروں کا شکار کرتا پھرے۔
سب باتوں سے قطع نظر فرض کیجیے کہ کل صبح قیامت کو یہی فیصلہ ہو کہ سمندری تمام جانور حلال تھے جبکہ مچھلی کے سوا امام اعظم کو دوسرے جانوروں کی حلت کا واضح ثبوت نہ ملا جس کے باعث انہوں نے صرف مچھلی ہی کھائی تو عند اللہ ان پر کیا گرفت ہو گی؟ جبکہ فرض کیجیے کہ اس روز یہ فیصلہ ہو جائے کہ دریائی جانوروں سے صرف مچھلی حلال تھی تو باقی دریائی جانوروں کو کھانے والے اگرچہ کمزور دلائل کے باعث معاف کر دیے جائیں لیکن جو کھاتے رہے وہ جانور حلال تو نہ نکلے۔ لہٰذا ماننے پڑھے گا کہ امام اعظم کے اس فیصلے میں ہی زیادہ احتیاط ہے اور یہ فیصلہ ہی تقویٰ و طہارۃ کا زیادہ حامل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

١٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ رَأَى رَبِيعَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقْلِسُ مِرَارًا، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَا يَنْصَرِفُ، وَلَا يَتَوَضَّأُ حَتَّى يُصَلِّيَ.

قَالَ يَحْيَى: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ قَلَسَ طَعَامًا، هَلْ عَلَيْهِ وُضُوءٌ؟ فَقَالَ: لَيْسَ عَلَيْهِ وُضُوءٌ، وَلْيَتَمَضْمَضْ مِنْ ذَلِكَ، وَلْيَغْسِلْ فَاهُ.

امام مالک کا بیان ہے کہ انہوں نے ربیعہ بن ابو عبد الرحمن کو کئی مرتبہ مسجد میں پانی کی قے کرتے ہوئے دیکھا تو وہ نہ وہاں سے جاتے اور نہ وضو کیا، یہاں تک کہ نماز پڑھ لی۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کھا کر قے کر دی۔ کیا وہ وضو کرے؟ فرمایا اس پر وضو نہیں ہے اسے کلی کر لینی چاہیے اور منہ دھو لے۔

١٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَنَّطَ ابْنًا لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، وَحَمَلَهُ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

قَالَ يَحْيَى: وَسُئِلَ مَالِكٌ: هَلْ فِي الْقَيْءِ وُضُوءٌ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ لِيَتَمَضْمَضْ مِنْ ذَلِكَ، وَلْيَغْسِلْ فَاهُ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ وُضُوءٌ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سعید بن زید کے (مردہ) بیٹے کو خوشبو لگائی اور اسے اٹھایا۔ پھر مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

یحییٰ نے کہا کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا قے سے وضو ہے؟ فرمایا نہیں لیکن اس کے بعد کلی کر کے منہ دھو لینا چاہیے اور اس پر وضو نہیں ہے۔

بَابُ تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ

آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کرنا

١٩- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کی دستی کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

٢٠- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ، نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ خیبر کی جانب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ جب مقام صہبا میں پہنچے جو خیبر کے بالکل قریب ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نزول فرمایا اور نماز عصر ادا کی۔ پھر آپ نے زاد راہ طلب فرمایا تو ستو ہی پیش کیے جا سکے۔ پس انہیں آپ کے حکم سے گھولا گیا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تناول فرمائے اور ہم نے بھی کھائے پھر آپ نماز مغرب کے لیے کھڑے ہوئے اور کلی فرمائی تو ہم نے بھی کلی کی۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ فرمایا۔

٢١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

ابان بن عثمان کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گوشت روٹی کھائی، پھر کلی کی اور اپنے دونوں

إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهُدَيْرِ، أَنَّهُ تَعَشَّى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ہاتھ دھو کر انہیں اپنے چہرے پہ پھیر لیا ۔ پھر نماز ادا کی اور وضو نہ کیا۔

۲۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا، ثُمَّ مَضْمَضَ، وَغَسَلَ يَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَا لَا يَتَوَضَّآنِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس دونوں ان چیزوں سے وضو نہیں کیا کرتے تھے جن کو آگ نہ چھوا ہو۔

۲۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُصِيبُ طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ أَيَتَوَضَّأُ؟ قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَلَا يَتَوَضَّأُ۔

یحییٰ بن سعید نے حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی نماز کے لیے وضو کرے پھر اس کے سامنے آگ سے پکا ہوا کھانا پیش کیا جائے تو کیا وہ وضو کرے؟ فرمایا میں نے والد ماجد کو دیکھا کہ ایسی چیز کھا کر وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

۲۴ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، أَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ابو نعیم وہب بن کیسان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق کو دیکھا کہ انہوں نے گوشت کھا کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۲۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دُعِيَ لِطَعَامٍ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَلَحْمٌ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَصَلَّى، ثُمَّ أُتِيَ بِفَضْلِ ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھانے کے لیے بلایا گیا اور آپ کے سامنے روٹیاں اور گوشت رکھا گیا تو آپ نے اس میں سے کھایا اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر بچا ہوا کھانا آپ کے حضور پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

۲۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَدِمَ مِنَ الْعِرَاقِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَقَرَّبَ لَهُمَا طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ، فَأَكَلُوا مِنْهُ، فَقَامَ أَنَسٌ فَتَوَضَّأَ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: مَا هٰذَا يَا أَنَسُ؟ أَعِرَاقِيَّةٌ؟ فَقَالَ أَنَسٌ: لَيْتَنِي لَمْ أَفْعَلْ۔

عبد الرحمٰن بن زید انصاری کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک جب عراق سے آئے تو حضرت ابو طلحہ اور حضرت ابی بن کعب ان کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے ان کے سامنے آگ سے پکا ہوا کھانا پیش کیا۔ پس انہوں نے اس سے کھایا پس حضرت انس کھڑے ہوئے اور وضو کیا تو حضرت ابو طلحہ اور حضرت ابی بن کعب نے فرمایا کہ اے انس! کیا یہ عراق کا اثر ہے؟ حضرت انس فرماتے ہیں کہ کاش میں ایسا نہ

وَقَامَ أَبُو طَلْحَةَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَصَلَّيَا وَلَمْ يَتَوَضَّآ.

بَابُ جَامِعِ الْوُضُوءِ

۲۷ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الِاسْتِطَابَةِ. فَقَالَ: «أَوَلَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ».

۲۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ، فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ. وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ. وَدِدْتُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ إِخْوَانَنَا» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَسْنَا بِإِخْوَانِكَ؟ قَالَ: «بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي. وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ. وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِي خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ. أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟» قَالُوا: بَلَى. يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: «فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ. مِنَ الْوُضُوءِ. وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ. فَلَا يُذَادَنَّ رِجَالٌ

کی اور ابو طلحہ حضرت ابی بن کعب کھڑے ہوئے پھر انہوں نے نماز بھی ادا کی۔

وضو طہارت کے متعلقات

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استنجا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "کیا تم میں سے کسی کو تین ڈھیلے نہیں ملتے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز قبرستان کی طرف نکلے تو فرمایا "اے اہل ایمان کی جماعت! تم پر سلامتی ہو اور اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ میری آرزو ہے کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں"۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا بلکہ تم میرے ساتھی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو دنیا میں نہیں آئے بعد میں آئیں گے اور میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اپنے بعد والے امتیوں کو آپ کس طرح پہچانیں گے؟ فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اگر کسی کا پنج کلیان گھوڑا ہو اور وہ مشکی گھوڑوں میں مل جائے تو کیا وہ اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا۔ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں فرمایا تو وضو کے باعث وہ قیامت کے روز پنج کلیاں آئیں گے اور

ف۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں آٹھ حدیثیں (۱۹ تا ۲۶) پیش کی ہیں جن کا صاف اور صریح مفاد یہی ہے کہ آگ پر پکائی ہوئی چیز کھانے سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پہلے وضو تھا تو کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، کُلی کر لینا کافی ہے۔ اگر کوئی تازہ وضو بغرض استحباب ہر نماز کے لیے کیا کرتا ہو تو یہ دوسری بات ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب اور اسی پر عمل ہے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ اور صاحبین کا موقف بھی یہی ہے۔

بعض احادیث میں چونکہ آگ پر پکائی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم آیا ہے جیسا کہ مختلف کتب احادیث میں ہے اور امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ شرح معانی الآثار میں ایسی انیس[19] روایتیں پیش کی ہیں۔ اس کے بعد امام موصوف نے پینتالیس[45] احادیث صحیحہ صریحہ پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں اور جن روایات میں وضو کرنے کا حکم آیا ہے وہ ابتدائی دور کی بات ہے جو منسوخ ہو گئی تھی۔ ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کو ناسخ یعنی آخری حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ امام طحاوی نے چار حدیثیں پیش کر کے یہ بات بھی واضح کر دی کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا حکم بھی منسوخ ہو گیا تھا اور اس کو کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عَنْ حَوْضِي، كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ، أُنَادِيهِمْ: أَلَا هَلُمَّ! أَلَا هَلُمَّ! أَلَا هَلُمَّ! فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ. فَأَقُولُ: فَسُحْقًا. فَسُحْقًا. فَسُحْقًا).

حوض پر میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا پس کسی کو میرے حوض سے دھتکار نہ دیا جائے جیسے گم شدہ اونٹ کو دھتکار دیا جاتا ہے پس میں انہیں بلاؤں گا۔ ادھر آؤ، ادھر آؤ، ادھر آؤ۔ پس کہا جائے گا کہ آپ کے بعد انہوں نے زدین کو بدل دیا تھا پس میں کہوں گا دور رہو، دور رہو، دور رہو۔ ف

۲۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُمْرَانَ، مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ جَلَسَ عَلَى الْمَقَاعِدِ. فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَآذَنَهُ بِصَلَوٰةِ الْعَصْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ. ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا، لَوْلَا أَنَّهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا

حمران مولیٰ عثمان بن عفان کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے تو مؤذن آیا اور انہیں نماز عصر کی خبر دی۔ چنانچہ انہوں نے پانی منگوا کر وضو کیا اور فرمایا۔ خدا کی قسم میں آپ حضرات سے ایک ایسی بات بیان کرتا ہوں کہ اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی تو میں آپ سے بیان نہ کرتا پھر بتایا کہ میں نے رسول اللہ

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اہل قبور کے پاس جانا انہیں سلام کرنا اور ان سے مخاطب ہونا جائز ہے یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے نہیں بلکہ آپ نے مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ بھی اسی طرح کیا کریں جیسا کہ دیگر روایات میں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ سلام و کلام اسی سے کیا جاتا ہے جو مخاطب کو دیکھ سکے۔ اس کا کلام سن سکے اور اسے جواب دے سکے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اہل برزخ کا جواب سُن نہ سکیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے تین حصے کیے۔ پہلا گروہ جو اس جہانِ فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں جا پہنچا تھا حضور نے ان کے ایمان کی تصدیق فرماتے ہوئے انہیں اپنی زیارت کے مژدۂ جانفزا سے شاد کام کیا۔ دوسرا گروہ اس وقت کے موجودہ حضرات یعنی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا۔ ان کے متعلق رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے ساتھی یعنی معین و مددگار اور اعیان و انصار ہو۔ تیسرا گروہ ان حضرات سے لے کر قیامت تک کے اہل ایمان پر مشتمل ہے۔ ان پر انتہائی کرم اور اظہار شفقت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور حوضِ کوثر پر میں ان کا انتظار کروں گا۔ اس ذرہ نوازی پر ہر سا سب ایمان دل و جان سے نہ بان نہ کیا ادا حق تو یہ ہے کہ حق پھر بھی ادا نہ ہو سکے گا۔

سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے امتیوں کی عام پہچان بتائی کہ روزِ قیامت ان کے اعضائے وضو چمکتے ہوں گے اور وہ دوسرے انسانوں سے اسی طرح ممتاز ہوں گے جیسے عام گھوڑوں میں پنج کلیان گھوڑے الگ نظر آتے ہیں۔ لہٰذا اپنے دین و ایمان کو تبدیل کر کے اس خصوصیت سے محروم نہ ہو جانا ورنہ تمہیں میرے حوض پر پہنچنے نہیں دیا جائے گا اور ایسے لوگوں کو میں بھی دھتکار دوں گا۔ اس حدیث سے ان مدعیانِ اسلام کو سبق حاصل کرنا چاہیئے جنہوں نے اسلامی عقائد میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی نکلیں لگا رکھی ہیں۔ اہلِ حق کے سوادِ اعظم یعنی مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کو چھوڑ کر جو ناجی گروہ ہے ہر ایک نے علیحدہ اپنی مسجدِ ضرار بنائی ہوئی ہے۔ کل پرسوں قائم ہونے والے فرقے بھی اپنی حقانیت کا ڈھول بجا کر اہلِ حق سے برسرپیکار اور ہر وقت انہیں نیچا دکھانے میں مصروف کار رہتے ہیں مانا کہ حق و باطل کو خلط ملط کرتے میں وہ کامیاب ہیں لیکن یہ کامیابی حقیقی کامیابی تو نہیں۔ آخر ایک روز مرنا ہوگا۔ داور محشر کے حضور پیشی ہوگی۔ مخلوق کی آنکھوں میں تو دھول جھونکی تھی اس علیم و خبیر کو کیسے دھوکا دو گے؟ جب حق دشمنی رنگ لائے گی۔ منہ پر مہر اور ہاتھ پاؤں سے گواہی دلائی جائے گی۔ اس وقت کونسی چالاکی کام آئے گی؟ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ○

حَدَّثْتُكُمُوهُ. ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ - مَا مِنِ امْرِئٍ يَتَوَضَّأُ، فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ، ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الْأُخْرٰى حَتّٰى يُصَلِّيَهَا.

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ أُرَاهُ يُرِيدُ هٰذِهِ الْآيَةَ - أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِينَ.

۳۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ، فَتَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ، وَإِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ. فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ. فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ. فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ. فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ. حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ. قَالَ: ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَصَلٰوتُهُ نَافِلَةً لَهُ.

۳۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ (أَوِ الْمُؤْمِنُ) فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ (أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ). فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ (أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ). فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ (أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ) حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ.

۳۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ وہ وضو کرتے وقت اچھی طرح وضو کرے۔ پھر نماز پڑھے مگر اس کے دوسری نماز تک کے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ نماز پڑھے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا میرے خیال میں ان کی مراد یہ آیت ہوگی أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِينَ

حضرت عبد اللہ صنابحی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندۂ مومن وضو کرتا ہے پس جب وہ کلی کرتا ہے تو منہ کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب ناک صاف کرتا ہے تو اس کی ناک کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پپوٹوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے کانوں میں سے بھی نکل جاتے ہیں جب اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پیروں کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ پیر کے ناخنوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر مسجد کی طرف چلنے اور نماز پڑھنے کا ثواب اس کے لیے الگ بات ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے ہر وہ خطا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتی ہے جسے اس نے ہاتھ لگائے ہوں جب وہ اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جس کی طرف اس کے پیر چلے ہوں یہاں تک کہ وہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے

بْنِ اَبِی طَلْحَۃَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ اَنَّہٗ قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَحَانَتْ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ وَضُوْءًا فَلَمْ یَجِدُوْہُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فِیْ اِنَاءٍ. فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ الْاِنَآءِ یَدَہٗ. ثُمَّ اَمَرَ النَّاسَ یَتَوَضَّؤُوْنَ مِنْہُ. قَالَ اَنَسٌ، فَرَاَیْتُ الْمَآءَ یَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِہٖ، فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰی تَوَضَّؤُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِھِمْ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ نماز عصر کا وقت قریب آگیا تھا کہ لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر نہ پایا پس ایک برتن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے لیے پانی پیش کیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھ دیا۔ پھر لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم فرمایا حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگشت ہائے مبارک کے نیچے سے بہہ رہا تھا پس آخری آدمی تک تمام لوگ وضو

۳۳۔ **وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَیْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْمَدَنِیِّ الْمُجْمِرِ؛ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ: مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَہٗ، ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَی الصَّلٰوۃِ، فَاِنَّہٗ فِیْ صَلٰوۃٍ مَادَامَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَاِنَّہٗ یُكْتَبُ لَہٗ بِاِحْدٰی خُطْوَتَیْہِ حَسَنَۃٌ، وَیُمْحٰی عَنْہُ بِالْاُخْرٰی سَیِّئَۃٌ فَاِذَا سَمِعَ اَحَدُكُمُ الْاِقَامَۃَ فَلَا یَسْعَ. فَاِنَّ اَعْظَمَكُمْ اَجْرًا اَبْعَدُكُمْ دَارًا. قَالُوْا: لِمَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ؟ قَالَ مِنْ اَجْلِ كَثْرَۃِ الْخُطَا.

نعیم بن عبد اللہ مجمر کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر نماز کے ارادے سے نکلا تو جب تک وہ نماز کے ارادے میں ہے برابر نماز میں شمار ہوتا رہتا ہے اور ہر قدم پر اس کے لیے نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر اس کی ایک برائی مٹادی جاتی ہے جب تم میں سے کوئی اقامت سنے تو نہ دوڑے کیونکہ زیادہ ثواب اس کو ملے گا جس کا گھر دور ہے لوگوں نے پوچھا اے ابوہریرہ! یہ کس لیے؟ فرمایا کہ زیادہ قدم اٹھانے کے باعث

۳۴۔ **وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ؛ اَنَّہٗ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یُسْاَلُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْغَائِطِ بِالْمَاءِ. فَقَالَ سَعِیْدٌ: اِنَّمَا ذٰلِكَ وُضُوْءُ النِّسَآءِ.

یحییٰ بن سعید نے سنا کہ سعید بن مسیب سے قضائے حاجت کے بعد آب دست لینے کے متعلق پوچھا گیا تو حضرت سعید نے فرمایا کہ پانی سے دھونا عورتوں کے لیے ہے۔

۳۵۔ **وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: (اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْیَغْسِلْہُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں سے کتا پی جائے تو اسے سات مرتبہ دھو لینا چاہیئے۔

ف۔ شمع رسالت کے تین سو پروانوں کی نمازِ عصر قضا ہونے کا مرحلہ ہے جس کا قضا ہونا سب سے خطرناک لیکن پانی سعئ بسیار کے باوجود نایاب ہے۔ آقا سے صورت حال عرض کی سارے لشکر کا پانی اکٹھا کر کے ایک پیالے میں اکٹھا کیا تو ذرا سا تھا۔ شانِ آقائی جوش میں آئی، محبوب خدا نے بروقت مشکل کشائی فرمائی۔ پیالے میں ہاتھ ڈالا تو انگشت ہائے مبارک سے بنجاب رحمت جاری ہو گیا۔ پانی کے فوارے انگلیوں سے ابل رہے تھے، رحمت الٰہیہ کے بادل ترالے رنگ میں برسنے پر مچل رہے تھے۔ قدر شناس یہ پانی حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے کہ آج وہ پانی مل رہا ہے جو آج تک کسی کو ملا نہ تھا اور نہ چشم فلک کہن نے آج تک ایسا پانی کہیں دیکھا تھا۔ آخری آدمی تک نے وضو کر لیا سب کے دل کی کلی کھلی۔ منہ مانگی مراد ملی۔ خدا کا پانی ملا۔ محبوب کے نائب دست قدرت ہونے کا اعجاز کھلا جس نے روئے ایمان پر ایقان کا اور غازہ ملا وکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا۔ اسی لیے ایک حقیقت نگار نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

۳۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «اسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا، وَاعْمَلُوا، وَخَيْرُ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ».

امام مالک کا بیان ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استقامت حاصل کرو اور تم اس کی نوبل کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے اور تمہارے اعمال میں سب بہتر نماز ہے اور صاحب ایمان ہی وضو کی حفاظت کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ بِالرَّأْسِ وَالْأُذُنَيْنِ

سر اور کانوں کے مسح کا بیان

۳۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْخُذُ الْمَاءَ بِأُصْبُعَيْهِ لِأُذُنَيْهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانوں کے لیے اپنی دو انگلیوں سے پانی لیتے تھے۔

۳۸۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ، سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ، فَقَالَ: لَا. حَتَّى يُمْسَحَ الشَّعْرُ بِالْمَاءِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پگڑی پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے منع کیا یہاں تک کہ پانی سے بالوں کا مسح کیا جائے۔

۳۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ؛ أَنَّ أَبَاهُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَنْزِعُ الْعِمَامَةَ، وَيَمْسَحُ رَأْسَهُ بِالْمَاءِ.

عروہ بن زبیر عمامہ اتار کر پانی کے ساتھ اپنے سر کا مسح کیا کرتے۔

۴۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ رَأَى صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ، امْرَأَةَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، تَنْزِعُ خِمَارَهَا، وَتَمْسَحُ عَلَى رَأْسِهَا بِالْمَاءِ. وَنَافِعٌ يَوْمَئِذٍ صَغِيرٌ.

نافع کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت صفیہ بنت ابوعبید کو دیکھا جو حضرت عبداللہ بن عمر کی بیوی تھیں کہ وہ سر پر پانی سے مسح کرتے وقت اپنے دوپٹے کو ہٹا لیتی تھیں اور نافع ان دنوں نابالغ تھے۔ ف

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْخِمَارِ. فَقَالَ: لَا يَنْبَغِي أَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ وَلَا الْمَرْأَةُ عَلَى عِمَامَةٍ وَلَا خِمَارٍ. وَلْيَمْسَحَا عَلَى رُءُوسِهِمَا.

امام مالک سے عمامے اور دوپٹے پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ کسی آدمی یا عورت کے لیے مناسب نہیں کہ عمامے یا دوپٹے پر مسح کرے انہیں اپنے سر کا مسح کرنا چاہیے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ، فَنَسِيَ أَنْ يَمْسَحَ عَلَى رَأْسِهِ، حَتَّى جَفَّ وُضُوءُهُ؟ قَالَ: أَرَى أَنْ يَمْسَحَ بِرَأْسِهِ، وَإِنْ كَانَ قَدْ صَلَّى أَنْ يُعِيدَ الصَّلَاةَ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے وضو کیا اور سر کا مسح بھول گیا۔ یہاں تک کہ اعضائے وضو خشک ہو گئے۔ فرمایا کہ اسے سر کا مسح کرنا چاہیے اور اگر نماز پڑھ چکا ہے تو اعادہ کرے۔

مہرے کرم سے کر قطرہ و کس نے مانگا   دریا بہا دیئے ہیں، دُر بے بہا دیئے ہیں

ف۔ اکثر احادیث میں یہی آیا ہے کہ سر کا مسح کیا جائے اکثر آئمہ اور فقہاء کا مذہب یہی ہے جبکہ بعض روایتوں میں عمامے اور دوپٹے پر مسح کرنے کی صراحتہً ممانعت بھی وارد ہو لیکن بعض معانی محتملہ والی روایتیں ایسی بھی ہیں جن سے کسی مخصوص حالت میں عمامے پر مسح کرنے کا اشارہ مترشح ہوتا ہے۔ دریں حالات سر کے مسح والی اکثر اور احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابل معانی محتملہ والی عمامے پر مسح کرنے والی دو چار روایتوں کو پیش کرنا اور معمول بنا لینا اصول حدیث کے ویسے ہی خلاف ہے۔ علاوہ بریں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وامسحوا

باب مَا جَآءَ فِی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۴۱۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ زِیَادٍ مِنْ وَلَدِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ قَالَ الْمُغِیْرَةُ: فَذَهَبْتُ مَعَهٗ بِمَآءٍ، فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَسَكَبْتُ عَلَیْهِ الْمَآءَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ. ثُمَّ ذَهَبَ یُخْرِجُ یَدَیْهِ مِنْ كُمَّیْ جُبَّتِهٖ، فَلَمْ یَسْتَطِعْ مِنْ ضِیْقِ كُمَّیِ الْجُبَّةِ. فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ. فَغَسَلَ یَدَیْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ، وَمَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ. فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ یَؤُمُّهُمْ وَقَدْ صَلّٰی بِهِمْ رَكْعَةً، فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَةَ الَّتِیْ بَقِیَتْ عَلَیْهِمْ فَفَزِعَ النَّاسُ. فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَحْسَنْتُمْ".

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے گئے۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں پانی لے کر آپ کے ساتھ گیا جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے پانی ڈالا اور آپ نے اپنا چہرہ مبارک دھویا پھر آپ جبہ کی آستینوں سے ہاتھ نکالنے لگے مگر تنگ ہونے کے باعث ہاتھ نکالے نہ جا سکے تو آپ نے جبے کے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا پھر ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا۔ پھر موزوں پر مسح کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف لوگوں کی امامت کر رہے تھے اور انہوں نے ایک رکعت پڑھ لی تھی آخر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ ایک رکعت پڑھ لی پس لوگ خوف زدہ ہوئے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نماز پوری کر چکے تو فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ ف

۴۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ: اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْكُوْفَةَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، وَهُوَ اَمِیْرُهَا، فَرَاٰهُ

نافع اور عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کوفہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس گئے جو وہاں کے امیر تھے تو انہیں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن عمر

پڑھو و سلّم فرمایا لیکن بعض حضرات نے میدانِ عمل میں اسے دیدہ دانستہ و امسحوا برءوسکم بنانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے ڈاکٹر اقبال مرحوم نے مدعیانِ اسلام کے ایسے ہی طرزِ عمل کے پیشِ نظر کہا تھا:۔

ع خود تو بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

ف۔ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ یہ سنتِ رسول مقبول اور مشہور احادیث و آثار سے ثابت ہے اس کی مخالفت کرنے والا بدعتی بدمذہب ہے۔ متعدد صحابۂ کرام نے اس کی روایت کی ہے۔ ابن عبد البر نے فرمایا کہ علمائے سلف میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے۔ امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ موزوں پر مسح کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ کرخی فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے منکر کے کفر کا ڈر ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں اس کا اس وقت قائل ہوا جبکہ آفتاب سے زیادہ روشن دلائل میرے سامنے آگئے اس کی روایات حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان باتوں میں شمار کیا ہے جو اہلسنت اور بدمذہبوں کے درمیان خطِ فاصل کھینچتی ہیں۔

عَبْدُ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ سَلْ أَبَاكَ إِذَا قَدِمْتَ عَلَيْهِ. فَقَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَنَسِيَ أَنْ يَسْأَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ. حَتّٰى قَدِمَ سَعْدٌ فَقَالَ أَسَأَلْتَ أَبَاكَ؟ فَقَالَ: لَا. فَسَأَلَهُ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ. إِذَا أَدْخَلْتَ رِجْلَيْكَ فِي الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ. فَامْسَحْ عَلَيْهِمَا. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ. وَإِنْ جَاءَ أَحَدُنَا مِنَ الْغَائِطِ؟ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ. وَإِنْ جَاءَ أَحَدُكُمْ مِنَ الْغَائِطِ.

۴۳. وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَالَ فِي السُّوقِ ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ، وَيَدَيْهِ، وَمَسَحَ رَأْسَهُ. ثُمَّ دُعِيَ لِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا حِينَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ. فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا.

۴۴. وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رُقَيْشٍ. أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتَى قُبَاءَ فَبَالَ. ثُمَّ أُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ. فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ. وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ. ثُمَّ جَاءَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى.

قَالَ يَحْيٰى: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ وُضُوءَ الصَّلٰوةِ، ثُمَّ لَبِسَ خُفَّيْهِ، ثُمَّ بَالَ. ثُمَّ نَزَعَهُمَا ثُمَّ رَدَّهُمَا فِي رِجْلَيْهِ. أَيَسْتَأْنِفُ الْوُضُوءَ؟ فَقَالَ: لِيَنْزِعْ خُفَّيْهِ، وَلْيَغْسِلْ رِجْلَيْهِ. وَإِنَّمَا يَمْسَحُ فِي الْخُفَّيْنِ، مَنْ أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ فِي الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ بِطُهْرِ الْوُضُوءِ. وَأَمَّا مَنْ أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ فِي الْخُفَّيْنِ وَهُمَا غَيْرُ طَاهِرَتَيْنِ بِطُهْرِ الْوُضُوءِ، فَلَا يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

قَالَ: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ خُفَّاهُ فَسَهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. حَتّٰى جَفَّ وُضُوءُهُ وَصَلّٰى قَالَ لِيَمْسَحْ عَلَى خُفَّيْهِ، وَلْيُعِدِ الصَّلٰوةَ، وَلَا يُعِيدُ الْوُضُوءَ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ غَسَلَ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ لَبِسَ

نے ان پر اعتراض کیا۔ حضرت سعد نے ان سے فرمایا کہ جب اپنے والد محترم کی خدمت میں جاؤ تو ان سے دریافت کرنا۔ جب حضرت عبداللہ واپس آئے تو حضرت عمر سے اس بارے میں پوچھنا بھول گئے یہاں تک کہ حضرت سعد تشریف لے آئے اور فرمایا۔ کیا تم نے اپنے ابا جان سے پوچھا تھا؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ کے سوال پر حضرت عمر نے فرمایا کہ جب تم اپنے پاک پیروں میں موزے پہنا کرو تو موزوں پر مسح کر لیا کرو۔ حضرت عبداللہ نے عرض گزاری کہ خواہ کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے؟ فرمایا خواہ کوئی خواہ م

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے بازار میں پیشاب کیا پھر وضو فرمایا چنانچہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور اپنے سر پر مسح کیا۔ پھر میت کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے منگایا جب مسجد میں داخل ہوئے تو اپنے موزوں پر مسح کیا پھر اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

سعید بن عبدالرحمن بن رقیش اشعری نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ قبا تشریف لائے تو انہوں نے پیشاب کیا پھر ان کے وضو کے لیے پانی لایا گیا۔ پس انہوں نے وضو فرمایا یعنی اپنا منہ دھویا، دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، اپنے سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا، پھر مسجد میں گئے اور نماز پڑھی۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے نماز کے لیے وضو کیا پھر موزے پہن لیے۔ پھر پیشاب کیا پھر موزے اتار کر دوبارہ پہن لیے۔ کیا وہ وضو کرے؟ فرمایا کہ وہ موزے اتار کر پیروں کو دھوئے۔ بیشک موزوں پر مسح تو اس کے لیے ہے جس نے موزوں میں پیر وضو کی طہارت کے وقت داخل کیے ہوں اور جس نے وضو کی طہارت کے وقت موزوں میں پیر داخل نہ کیے ہوں تو وہ موزوں پر مسح نہ کرے۔

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے وضو کیا اور موزے پہنے ہوئے تھا لہٰذا ان پر مسح کر لیا، یہاں تک کہ اعضائے وضو خشک ہو گئے اور نماز پڑھی۔ فرمایا کہ اسے موزوں پر دوبارہ مسح کر کے نماز کا اعادہ کرنا چاہیے اور دوبارہ وضو نہ کرے۔

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنے

خُفَّيْهِ، ثُمَّ اسْتَأْنَفَ الْوُضُوءَ. فَقَالَ: لِيَنْزِعْ خُفَّيْهِ، ثُمَّ لِيَتَوَضَّأْ. وَلْيَغْسِلْ رِجْلَيْهِ.

پیر دھوئے، پھر موزے پہن کر وضو کرنے لگا۔ فرمایا کہ اسے موزے اتار کر وضو کرنا چاہیئے اور وہ پیروں کو دھوئے۔

باب ۹ الْعَمَلُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

۴۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّهُ رَأَى أَبَاهُ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ. قَالَ: وَكَانَ لَا يَزِيدُ إِذَا مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، عَلَى أَنْ يَمْسَحَ ظُهُورَهُمَا. وَلَا يَمْسَحُ بُطُونَهُمَا.

ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا اور موزوں پر مسح کرتے وقت وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ کرتے کہ ظاہری حصے پر مسح کر لیتے اور اندرونی حصے پر نہیں کرتے تھے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَيْفَ هُوَ؟ فَأَدْخَلَ ابْنُ شِهَابٍ إِحْدَى يَدَيْهِ تَحْتَ الْخُفِّ، وَالْأُخْرَى فَوْقَهُ، ثُمَّ أَمَرَّهُمَا.

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ موزوں پر مسح کس طرح کیا جاتا ہے؟ ابن شہاب نے اپنا ایک ہاتھ موزے کے نیچے اور دوسرا اوپر رکھا اور پھر دونوں کو کھینچ لیا۔

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: وَقَوْلُ ابْنِ شِهَابٍ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ اس بارے میں جتنے اقوال میں نے سنے ان میں ابن شہاب کا قول پسند ہے۔

باب ۱۰ مَا جَاءَ فِي الرُّعَافِ

نکسیر پھوٹنے کا بیان

۴۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی جب نکسیر پھوٹتی تو نماز کو چھوڑ کر وضو کرنے پھر واپس آکر باقی نماز کو پڑھتے اور کلام نہیں کرتے تھے۔

۴۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَ يَرْعُفُ فَيَخْرُجُ فَيَغْسِلُ الدَّمَ عَنْهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَبْنِي عَلَى مَا قَدْ صَلَّى.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی جب نکسیر پھوٹتی تو باہر جا کر خون کو دھو لیتے اور واپس لوٹنے پر پڑھی ہوئی نماز کے علاوہ باقی نماز پڑھ لیتے۔

۴۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ، أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَأَتَى حُجْرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَى عَلَى مَا قَدْ صَلَّى.

یزید بن عبد اللہ بن قسیط اللیثی نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ نماز میں ان کی نکسیر پھوٹ نکلی تو وہ حضرت ام سلمہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرے میں گئے۔ انہیں پانی دیا گیا تو انہوں نے وضو کیا پھر واپس آکر پڑھی ہوئی نماز کے علاوہ باقی نماز پڑھی۔

باب ۱۱ الْعَمَلُ فِي الرُّعَافِ

نکسیر کے وقت کیا کرے

۴۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

عبد الرحمٰن بن حرملہ اسلمی کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن

بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَرْعُفُ. فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ، حَتَّى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي. وَ لَا يَتَوَضَّأُ.

مسیب کو دیکھا کہ ان کی نکسیر پھوٹی اور خون بہنے لگا یہاں تک کہ ناک سے بہنے والے خون کے ساتھ ان کی انگلیاں رنگین ہو گئیں پھر بھی وہ نماز پڑھتے رہے اور وضو نہ کیا۔

۵۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ: أَنَّهُ رَأَى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ الدَّمُ. حَتَّى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ، ثُمَّ يَفْتِلُهُ. ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ.

عبدالرحمٰن بن مجبر کا بیان ہے کہ انہوں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ ان کی ناک سے خون نکل رہا تھا یہاں تک کہ ان کی انگلیاں رنگین ہو گئیں۔ چنانچہ اسے پونچھ کر نماز پڑھتے رہے اور وضو نہ کیا۔

بَابُ ۱۲ الْعَمَلِ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ جُرْحٍ أَوْ رُعَافٍ

اگر زخم یا نکسیر کا خون برابر جاری رہے

۵۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا. فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ. فَقَالَ عُمَرُ: نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ. فَصَلَّى عُمَرُ، وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا.

حضرت مسور بن مخرمہ کا بیان ہے کہ وہ اس رات میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس حاضر ہوئے جس رات انہیں زخمی کیا گیا تھا پس حضرت عمر نماز فجر کے لیے بیدار ہوئے تو فرمایا ہاں جو نماز ترک کر دے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں پھر حضرت عمر نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

۵۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: مَا تَرَوْنَ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ رُعَافٍ فَلَمْ يَنْقَطِعْ عَنْهُ؟ قَالَ مَالِكٌ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: ثُمَّ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَرَى أَنْ يُومِئَ بِرَأْسِهِ إِيمَاءً.

سعید بن مسیب نے کہا کہ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس کی نکسیر کا خون بند ہونے میں نہ آئے امام مالک، یحییٰ بن سعید اور پھر سعید بن مسیب کا قول ہے کہ میری رائے میں وہ سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ، وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں جو کچھ سنا یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

بَابُ ۱۳ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذْيِ

مذی سے وضو لازم آتا ہے

۵۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ؛ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ لَهُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ، إِذَا دَنَا

مقداد بن اسود کا بیان ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب نے انہیں حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی خاطر دریافت کریں کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے نزدیک جائے اور اس کی مذی خارج ہو تو اس پر کیا لازم ہے؟ حضرت علی

مِنْ اَهْلِهِ، فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ، مَاذَا عَلَيْهِ؟ قَالَ عَلِيٌّ، فَاِنَّ عِنْدِيْ ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاَنَا اَسْتَحِيْ اَنْ اَسْاَلَهُ. قَالَ الْمِقْدَادُ. فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: اِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ بِالْمَاءِ، وَلْيَتَوَضَّاْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ۔

نے فرمایا کہ میرے گھر میں چونکہ رسولِ خدا کی صاحبزادی ہے لہٰذا میں آپ سے دریافت کرتے ہوئے شرماتا ہوں مقداد فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی یہ چیز پائے تو پانی سے شرمگاہ کو دھو لے اور نماز کی طرح وضو کرے۔

۵۴۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: اِنِّيْ لَاَجِدُهُ يَنْحَدِرُ مِنِّيْ مِثْلَ الْخُرَيْزَةِ. فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَغْسِلْ ذَكَرَهُ، وَلْيَتَوَضَّاْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ يَعْنِي الْمَذْيَ۔

اسلم عدوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ میری مذی بلور کے دانوں کی طرح گرتی رہتی ہے پس جب تم میں سے کسی کی مذی اس طرح نکلے تو اسے چاہیئے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اور نماز کے وضو کی طرح وضو کر لینا چاہیئے۔

۵۵۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ جُنْدُبٍ، مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَيَّاشٍ. اَنَّهُ قَالَ: سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمَذْيِ، فَقَالَ: اِذَا وَجَدْتَهُ، فَاغْسِلْ فَرْجَكَ، وَتَوَضَّاْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ۔

جندب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے مذی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھو لو اور نماز جیسا وضو کر لو۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْوَدْيِ

ودی نکلنے سے وضو نہ کرنا

۵۶۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهُ سَمِعَهُ، وَرَجُلٌ يَسْاَلُهُ، فَقَالَ: اِنِّيْ لَاَجِدُ الْبَلَلَ وَاَنَا اُصَلِّيْ، اَفَاَنْصَرِفُ؟ فَقَالَ لَهُ سَعِيْدٌ: لَوْ سَالَ عَلٰى فَخِذِيْ مَا انْصَرَفْتُ حَتّٰى اَقْضِيَ صَلَاتِيْ۔

یحییٰ بن سعید نے سنا کہ سعید بن مسیب سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ اگر میں نماز کی حالت میں تری دیکھوں تو کیا نماز توڑ دوں سعید نے اس سے فرمایا کہ اگر میری ران تک بھی بہہ کر آجائے تو میں جب تک نماز پوری نہ کر لوں نہیں توڑوں گا۔ ف

۵۷۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُيَيْدٍ: اَنَّهُ قَالَ: سَاَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْبَلَلِ اَجِدُهُ، فَقَالَ: اِنْضَحْ مَا تَحْتَ ثَوْبِكَ بِالْمَاءِ، وَالْهُ عَنْهُ۔

صلت بن زبید نے سلیمان بن یسار سے پوچھا کہ میں تری پاتا ہوں۔ فرمایا کہ اپنی میانی پر پانی چھڑک لو اور تری کا خیال دل سے نکال دو۔

ف۔ جب جمہور آئمہ اور فقہاء کے نزدیک پیشاب کا ایک قطرہ بھی نکلنا ناقضِ وضو ہے تو ودی نکلنے اور رہنے سے کیوں وضو نہیں ٹوٹے گا جبکہ ودی بھی پیشاب ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ جمہور کے مطابق عمل کریں۔ ہاں پیشاب کے قطرے کا شک کرے یا تقطیر البول کی شکایت ہو تو ان کے احکام ہی جدا ہیں۔ شک والے کے متعلق فقہاء فرماتے ہیں کہ اسے میانی پر پانی چھڑک لینا چاہیئے اور تقطیر البول والے کو امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک ہر نماز کے لیئے تازہ وضو کرنا ہو گا جبکہ احوط بھی یہی ہے۔ سعید بن مسیب کے مذکورہ قول کو امام مالک نے تقطیر البول کی شکایت پر محمول کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بابٌ ١٥ الوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الفَرجِ

شرمگاہ چھونے سے وضو کا لازم ہونا

٥٨ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ. فَتَذَاكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ فَقَالَ مَرْوَانُ وَمِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوءُ. فَقَالَ عُرْوَةُ. مَا عَلِمْتُ هَذَا. فَقَالَ مَرْوَانُ ابْنُ الْحَكَمِ، أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ. أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ. إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.

عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں مروان بن الحکم کے پاس گیا تو ہم نے ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے وضو لازم آتا ہے۔ مروان نے کہا کہ ذکر کو چھونے سے بھی وضو لازم آتا ہے۔ عروہ نے فرمایا کہ مجھے تو اس کا علم نہیں۔ مروان بن الحکم نے کہا کہ مجھے حضرت بسرہ بنت صفوان نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ذکر کو چھوئے تو اسے وضو کرنا چاہیئے۔

٥٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. فَاحْتَكَكْتُ. فَقَالَ سَعْدٌ: لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ. قَالَ فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: قُمْ فَتَوَضَّأْ فَقُمْتُ. فَتَوَضَّأْتُ. ثُمَّ رَجَعْتُ.

مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے فرمایا کہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لیے اپنے ساتھ قرآن مجید رکھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے کھجایا تو حضرت سعد نے فرمایا کہ شاید تم نے اپنے ذکر کو مس کیا ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں فرمایا کہ کھڑے ہو کر وضو کرو۔ پس میں کھڑا ہو گیا اور وضو کر کے لوٹا۔

٦٠ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ نَافِعٍ. أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ. إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے ذکر کو چھوئے تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔

٦١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ.

ہشام سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد عروہ فرمایا کرتے کہ جو اپنے ذکر کو چھوئے تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔

٦٢ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ. فَقُلْتُ لَهُ. يَا أَبَتِ أَمَا يُجْزِئُكَ الْغُسْلُ مِنَ الْوُضُوءِ؟ قَالَ بَلَى. وَلَكِنِّي أَحْيَانًا أَمَسُّ ذَكَرِي. فَأَتَوَضَّأُ.

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت عبد اللہ بن عمر کو غسل کے بعد وضو کرتے دیکھا تو میں عرض گزار ہوا: اباجان! کیا غسل آپ کے لیے وضو سے کفایت نہیں کرتا؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن ہو سکتا ہے میں نے اپنے ذکر کو ہاتھ لگا دیا ہو، بایں وجہ وضو کرتا ہوں۔

٦٣ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ نَافِعٍ. عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ،

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت عبد اللہ بن عمر کے ساتھ تھا پس میں نے دیکھا کہ انہوں نے طلوع آفتاب

فَرَاَیْتُهٗ بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، تَوَضَّاَ ثُمَّ صَلّٰی. قَالَ: فَقُلْتُ لَهٗ: اِنَّ هٰذِهٖ لَصَلٰوةٌ مَا كُنْتَ تُصَلِّيْهَا. قَالَ: اِنِّيْ بَعْدَ اَنْ تَوَضَّاْتُ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ مَسِسْتُ فَرْجِيْ، ثُمَّ نَسِيْتُ اَنْ اَتَوَضَّاَ، فَتَوَضَّاْتُ، وَعُدْتُ لِصَلٰوتِيْ.

کے بعد وضو کیا اور نماز پڑھی۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے جو آپ پڑھا نہیں کرتے تھے فرمایا کہ میں نے نماز فجر کے وضو کے بعد اپنے ذکر کو چھو لیا تھا پھر میں وضو کرنا بھول گیا۔ لہذا اب وضو کر کے اپنی نماز کا اعادہ کیا ہے۔ ف

بَابُ ۱۶ الْوُضُوْءِ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ

اپنی عورت کو بوسہ دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

۶۴۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ، وَجَسُّهَا بِيَدِهٖ، مِنَ الْمُلَامَسَةِ. فَمَنْ قَبَّلَ امْرَاَتَهٗ، اَوْ جَسَّهَا بِيَدِهٖ، فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ.

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ اپنی عورت کو بوسہ دینا اور اسے ہاتھ سے چھونا ملامست ہے۔ پس جس نے اپنی عورت کو بوسہ دیا یا اس کے جسم کو ہاتھ لگایا تو اس پر وضو ہے۔

۶۵۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ: مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ الْوُضُوْءُ.
قَالَ نَافِعٌ: قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ آدمی کا اپنی بیوی کو بوسہ دینے سے وضو ہے۔
نافع کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا۔ جو میں نے سنا، یہ مجھے سب سے پسند ہے۔ ف

۶۶۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ الْوُضُوْءُ.

امام مالک کا بیان ہے کہ ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کا اپنی عورت کو بوسہ دینے سے وضو ہے۔ ف

ف۔ امام مالک نے اس باب میں چھ آثار نقل کیے ہیں جبکہ ذکر چھونے سے وضو لازم آنے کی حدیث کو بخاری، ابن ماجہ، حاکم، احمد، بزاز، بیہقی اور ابن مندہ نے مختلف صحابۂ کرام سے روایت کیا اور امام زرقانی نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے۔ اس سلسلے کے تمام آثار و اقوال کی بنیاد حدیث بسرہ بنت صفوان ہے۔ جسے امام بخاری نے صحیح قرار دیا اور جس کے اوپر اس موقف کی ساری عمارت تعمیر ہوئی ہے۔
امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں حدیث بسرہ کی تضعیف کی اور انچاس احادیث و آثار پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ حدیث بسرہ قابل یقین و لائق اعتماد نہیں ہے اور یہی حال اس کی تائید کرنے والے دیگر اقوال و آثار کا ہے پھر احادیث صحیحہ صریحہ کے ہوتے ان پر اعتماد و عمل کی کوئی صورت نہیں رہ جاتی۔ امام طحاوی نے حدیث بسرہ کی تضعیف ایسی محدثانہ شان اور ایسے ناقابل تردید حقائق سے کی ہے کہ اس آسمانِ تحقیق کو اگر امام بخاری دیکھتے تو حدیث بسرہ بنت صفوان کی تصحیح سے رجوع فرما لیتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ف۔ مذکورہ تینوں اقوال سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موقف واضح ہے کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی مذہب امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا

بَابُ الْعَمَلِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ

غسل جنابت کا طریقہ

٦٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، بَدَأَ بِغَسْلِ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ، فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعَرِهِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ.

ام المومنین عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوتے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ پانی سر پر ڈالتے اور پھر اپنے تمام جسم پر پانی بہاتے۔

٦٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ، هُوَ الْفَرَقُ، مِنَ الْجَنَابَةِ.

عروہ بن زبیر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس برتن سے غسل جنابت کرتے جس میں تین صاع پانی آتا۔

٦٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، بَدَأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى، فَغَسَلَهَا، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، وَنَضَحَ فِي عَيْنَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ الْيُسْرَى، ثُمَّ غَسَلَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اُسے دھوتے پھر اپنی شرمگاہ کو دھوتے۔ پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے۔ پھر اپنا منہ دھوتے اور اپنی دونوں آنکھوں میں پانی چھڑکتے پھر اپنے دائیں ہاتھ کو دھوتے پھر بائیں ہاتھ کو، پھر اپنا سر دھوتے، پھر غسل کرتے یعنی تمام جسم پر پانی بہاتے۔

٧٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ سُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ الْمَرْأَةِ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَتْ: لِتَحْفِنْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنَ الْمَاءِ، وَلْتَضْغَثْ رَأْسَهَا بِيَدَيْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے عورت کے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ عورت کو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالنا چاہیے اور اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ملنا چاہیے

ائمہ ثلاثہ قرآن کریم کی آیۂ کریمہ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ (سورۂ النساء، آیت ۴۳) سے تمسک کرتے ہیں جبکہ حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم فرماتے ہیں کہ لمس سے مراد یہاں جماع ہے جیسا کہ مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے موقف کی تائید میں واقعی بعض روایات موجود ہیں لیکن احناف کے نزدیک انہیں منسوخ شمار کیا جاتا ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کو بوسہ دے کر وضو نہیں کیا کرتے تھے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) امام ترمذی نے اس حدیث کی دونوں سندوں اور امام ابوداؤد نے دوسری سند پر جو اعتراضات کیے وہ بڑی حد تک بے وزن ہیں اور ان سے احناف کے مذہب پر کوئی اثر نہیں پڑتا (اشعۃ اللمعات، جلد اول) واللہ اعلم بالصواب۔

بابُ وَاجِبُ الْغُسْلِ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ ۱۸

دخول سے غسل واجب ہو جاتا ہے

۷۱ ۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ: إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ جب ختنے سے ختنہ مل گیا تو غسل واجب ہو گیا۔

۷۲ ۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِی النَّضْرِ، مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، مَا یُوْجِبُ الْغُسْلَ؟ فَقَالَتْ: هَلْ تَدْرِیْ مَا مَثَلُكَ یَا أَبَا سَلَمَةَ؟ مَثَلُ الْفَرُّوْجِ، یَسْمَعُ الدِّیَكَةَ تَصْرُخُ، فَیَصْرُخُ مَعَهَا. إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ میں نے ۔۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ غسل کیا چیز واجب کرتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اے ابوسلمہ! تم جانتے ہو کہ تمہاری مثال کیا ہے؟ چوزے جیسی مثال ہے کہ جب مرغ کو اذان دیتا ہوا دیکھتا ہے تو خود بھی اذان دینے لگتا ہے۔ لہٰذا جب ختنہ ختنے سے تجاوز کرے تو غسل واجب ہو گیا۔

۷۳ ۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ یَحْیَى بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ: أَنَّ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِیَّ أَتٰى عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا: لَقَدْ شَقَّ عَلَیَّ اخْتِلَافُ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ أَمْرٍ، إِنِّیْ لَأُعْظِمُ أَنْ أَسْتَقْبِلَكِ بِهِ. فَقَالَتْ: مَا هُوَ؟ مَا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ، فَسَلْنِیْ عَنْهُ. فَقَالَ: الرَّجُلُ یُصِیْبُ أَهْلَهُ ثُمَّ یُكْسِلُ وَلَا یُنْزِلُ؟ فَقَالَتْ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِیُّ: لَا أَسْأَلُ عَنْ هٰذَا أَحَدًا بَعْدَكِ أَبَدًا.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ مجھ پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کا اختلاف بہت گراں گزرا ہے جس کو آپ کے حضور بیان کرتے ہوئے شرماتا ہوں۔ فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ جو تم اپنی ماں سے پوچھ سکتے ہو وہ پوچھ لو۔ عرض گزار ہوئے کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے پھر دخول ہو لیکن انزال نہ ہو؟ فرمایا کہ جب ختنہ ختنے سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو گیا حضرت ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ میں اب اس بارے میں کسی سے کبھی نہیں پوچھوں گا

۷۴ ۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ یَحْیَى بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ، مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ؛ أَنَّ مَحْمُوْدَ بْنَ لَبِیْدٍ الْأَنْصَارِیَّ، سَأَلَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ، عَنِ الرَّجُلِ یُصِیْبُ أَهْلَهُ ثُمَّ یُكْسِلُ وَلَا یُنْزِلُ؟ فَقَالَ زَیْدٌ: یَغْتَسِلُ. فَقَالَ لَهُ مَحْمُوْدٌ: إِنَّ أُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ، كَانَ لَا یَرَى الْغُسْلَ. فَقَالَ لَهُ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ: إِنَّ أُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ نَزَعَ عَنْ ذٰلِكَ، قَبْلَ أَنْ یَمُوْتَ.

عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت محمود بن لبید انصاری نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی سے صحبت کرے پھر دخول ہو لیکن انزال نہ ہو؟ حضرت زید نے فرمایا کہ وہ غسل کرے گا حضرت محمود نے ان سے کہا کہ حضرت ابی بن کعب تو غسل ضرور نہیں سمجھتے تھے حضرت زید بن ثابت نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب نے وفات سے پہلے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔

۷۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب ختنہ ختنے سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہوگیا۔

بَابُ وُضُوءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَطْعَمَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ

جنبی کا غسل کرنے سے پہلے سونے یا کھانے کا ارادہ ہو تو قبل ازیں غسل کر لے

۷۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيبُهُ جَنَابَةٌ مِنَ اللَّيْلِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ: تَوَضَّأْ، وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، ثُمَّ نَمْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں رات کے وقت غسلِ جنابت پیش آجاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرلو اور اپنے ذکر کو دھو کر سو جاؤ۔

۷۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: إِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ، فَلَا يَنَمْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور پھر غسل کرنے سے پہلے سونے کا ارادہ کرے تو نہ سوئے جب تک نماز جیسا وضو نہ کرلے۔

۷۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ، أَوْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ طَعِمَ أَوْ نَامَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب جنابت کی حالت میں سونے یا کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے منہ کو دھوتے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اور اپنے سر کا مسح کرکے پھر کھانا کھاتے یا سو جاتے۔

بَابُ إِعَادَةِ الْجُنُبِ الصَّلَاةَ، وَغُسْلِهِ إِذَا صَلَّى وَلَمْ يَذْكُرْ، وَغُسْلِهِ ثَوْبَهُ

جنبی نے غسل کیے بغیر بھول کر نماز پڑھ لی یا ناپاک کپڑے سے پڑھی تو نماز کا اعادہ کرے۔

۷۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَبَّرَ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنِ امْكُثُوا. فَذَهَبَ، ثُمَّ رَجَعَ وَعَلَى جِلْدِهِ أَثَرُ الْمَاءِ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی نماز کی تکبیر تحریمہ کہی پھر لوگوں کی جانب ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں آپ تشریف لے گئے اور واپس لوٹے تو جسم اطہر پانی سے تر تھا۔

۸۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ

زبید بن الصلت فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ

زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ، اِنَّهٗ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلَى الْجُرُفِ، فَنَظَرَ فَاِذَا هُوَ قَدِ احْتَلَمَ، وَصَلّٰى وَلَمْ يَغْتَسِلْ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا اَرَانِيْ اِلَّا احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ، وَصَلَّيْتُ وَمَا اغْتَسَلْتُ. قَالَ: فَاغْتَسَلَ، وَغَسَلَ مَا رَاٰى فِيْ ثَوْبِهٖ وَنَضَحَ مَا لَمْ يَرَ، وَاَذَّنَ اَوْ اَقَامَ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ارْتِفَاعِ الضُّحٰى مُتَمَكِّنًا.

۸۱- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ حَكِيْمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا اِلٰى اَرْضِهٖ بِالْجُرُفِ، فَوَجَدَ فِيْ ثَوْبِهٖ احْتِلَامًا. فَقَالَ: لَقَدِ ابْتُلِيْتُ بِالْاِحْتِلَامِ مُنْذُ وُلِّيْتُ اَمْرَ النَّاسِ. فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ مَا رَاٰى فِيْ ثَوْبِهٖ مِنَ الْاِحْتِلَامِ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

۸۲- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلّٰى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ. ثُمَّ غَدَا اِلٰى اَرْضِهٖ بِالْجُرُفِ. فَوَجَدَ فِيْ ثَوْبِهٖ احْتِلَامًا. فَقَالَ: اِنَّا لَمَّا اَصَبْنَا الْوَدَكَ لَانَتِ الْعُرُوْقُ. فَاغْتَسَلَ. وَغَسَلَ الْاِحْتِلَامَ مِنْ ثَوْبِهٖ، وَعَادَ لِصَلٰوتِهٖ.

۸۳- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَاطِبٍ، اَنَّهٗ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ. وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَرِيْبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ. فَاحْتَلَمَ عُمَرُ، وَقَدْ كَادَ اَنْ يُصْبِحَ، فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَاءً. فَرَكِبَ حَتّٰى جَاءَ الْمَاءَ. فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا رَاٰى مِنْ ذٰلِكَ الْاِحْتِلَامِ حَتّٰى اَسْفَرَ. فَقَالَ لَهٗ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: اَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ، فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغْسَلُ. فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَاعَجَبًا لَكَ يَا عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ! لَئِنْ كُنْتَ تَجِدُ ثِيَابًا اَفَكُلُّ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَابًا؟ وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سُنَّةً

تعالیٰ عنہ کے ساتھ موضع جرف گیا۔ پس انہوں نے احتلام کی نشانی دیکھی اور وہ غسل کیے بغیر نماز پڑھ چکے تھے۔ فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے تو احتلام ہو گیا تھا جس کا علم بھی نہ ہوا اور میں بغیر غسل کے نماز پڑھ چکا ہوں۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر انہوں نے غسل کیا اور کپڑے پر جو نشان دیکھے انہیں دھویا اور جہاں کچھ نہ دیکھا وہاں پانی چھڑکا اور اذان یا اقامت کہی اور سورج اچھی طرح بلند ہونے کے بعد نماز پڑھی

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جرف والی زمین کی طرف گئے تو اپنے کپڑے پر احتلام کا نشان پایا فرمایا کہ جب سے لوگوں کی ذمہ داری (خلافت) میرے سپرد کی گئی ہے اس وقت سے احتلام کی بیماری میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ پس انہوں نے غسل کیا اور کپڑے پر جو احتلام کا نشان دیکھا اسے دھویا۔ پھر سورج طلوع ہونے کے بعد نماز پڑھی۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی، پھر اپنی جرف والی زمین پر چلے گئے۔ پس انہوں نے اپنے کپڑے پر احتلام کا نشان دیکھا تو فرمایا کہ جب سے ہم چربی کھانے لگے تو رگیں نرم پڑ گئیں۔ پس انہوں نے غسل کیا اور کپڑے سے احتلام کے نشان دھوئے اور اپنی نماز کا اعادہ کیا۔

یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی سواروں کے ساتھ عمرہ کیا جن میں حضرت عمرو بن العاص بھی تھے۔ راستے میں حضرت عمر رات کے وقت پانی کے قریب ٹھہرے تو حضرت عمر کو احتلام ہوا۔ صبح قریب تھی اور قافلے میں کسی سے پانی نہ ملا تو یہ سوار ہو کر پانی کے پاس گئے اور احتلام کے نشانات دھونے لگے یہاں تک کہ اجالا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان سے کہا کہ آپ نے صبح کر لی حالانکہ ہمارے پاس اور کپڑے ہیں کپڑے کو چھوڑ دیجیے یہ دھل جائے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اے عمرو! آپ کی بات تعجب خیز ہے۔ آج آپ کے پاس کپڑے سہی لیکن کیا سب لوگوں کو وافر کپڑے میسر ہیں؟ خدا کی قسم اگر میں اسی طرح کروں تو وہی طریقہ رائج ہو جائے بلکہ جو نشان نظر آتا ہے میں اسے دھو رہا ہوں اور جو نظر نہیں آتا اس پر پانی

بل أغسل ما رأيت، وأنضح ما لم أر.

قال مالك: في رجل وجد في ثوبه أثر احتلام، ولا يدري متى كان، ولا يذكر شيئا رأى في منامه، قال: ليغتسل من أحدث نوم نامه، فإن كان صلى بعد ذلك النوم، فليعد ما كان صلى بعد ذلك النوم، من أجل أن الرجل ربما احتلم، ولا يرى شيئا، ويرى ولا يحتلم، فإذا وجد في ثوبه ماء فعليه الغسل، وذلك أن عمر أعاد ما كان صلى لآخر نوم نامه، ولم يعد ما كان قبله.

باب (۲۱) غسل المرأة إذا رأت في المنام مثل ما يرى الرجل

۸۴ - حدثني عن مالك، عن ابن شهاب، عن عروة بن الزبير: أن أم سليم قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم: المرأة ترى في المنام مثل ما يرى الرجل، أتغتسل؟ فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: «نعم، فلتغتسل» فقالت لها عائشة: أف لك! وهل ترى ذلك المرأة؟ فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: «تربت يمينك، ومن أين يكون الشبه؟»

۸۵ - حدثني عن مالك، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن زينب بنت أبي سلمة، عن أم سلمة، زوج النبي صلى الله عليه وسلم أنها قالت: جاءت أم سليم، امرأة أبي طلحة الأنصاري، إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله، إن الله لا يستحيي من الحق، هل على المرأة من غسل إذا هي احتلمت؟ فقال: «نعم، إذا رأت الماء»

[illegible] عمل۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے کپڑے میں احتلام کا اثر دیکھے اور یہ پتہ نہ ہو کہ کب ہوا اور نہ خواب میں کچھ دیکھا ہو فرمایا کہ اسے بیدار ہونے کے بعد غسل کرنا چاہیئے اور اس نیند کے بعد جو نماز پڑھی ہے اس کا اعادہ کرے اس لیے کہ کبھی آدمی کو احتلام ہوتا ہے لیکن وہ چیز نہیں دیکھتا اور نشانی دیکھتا ہے لیکن احتلام کا پتہ نہیں ہوتا لیکن جب کپڑے پہ پانی کا نشان دیکھے تو غسل کرے اور اسی طرح حضرت عمر نے بیدار ہونے کے بعد جو نماز پڑھی تھی اس کا اعادہ کیا اور پہلی نمازوں کا اعادہ نہیں کیا۔

عورت کو اگر احتلام ہو جائے تو مرد کی طرح اس کے لیے بھی غسل کرنا لازم ہے

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت اگر خواب میں مرد کی طرح دیکھے (احتلام)، تو کیا غسل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ہاں اسے غسل کرنا چاہیئے۔ پس حضرت عائشہ نے ان سے کہا:۔ ہائیں کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ہاتھ لتھڑی، بھلا پھر مشابہت کہاں سے آتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابو طلحہ انصاری کی زوجہ حضرت ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل لازم ہے؟ فرمایا ہاں جب وہ پانی دیکھے (پانی سے مراد یہاں

باب ۲۲ جَامِعُ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

۸۶ - حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَقُولُ: لَا بَأْسَ أَنْ يُغْتَسَلَ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ، مَا لَمْ تَكُنْ حَائِضًا، أَوْ جُنُبًا.

۸۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ.

۸۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ يَغْسِلُ جَوَارِيهِ رِجْلَيْهِ وَيُعْطِينَهُ الْخُمْرَةَ، وَهُنَّ حُيَّضٌ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ لَهُ نِسْوَةٌ وَجَوَارِي، هَلْ يَطَؤُهُنَّ جَمِيعًا قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِأَنْ يُصِيبَ الرَّجُلُ جَارِيَتَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ. فَأَمَّا النِّسَاءُ الْحَرَائِرُ فَيُكْرَهُ أَنْ يُصِيبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ فِي يَوْمِ الْأُخْرَى. فَأَمَّا أَنْ يُصِيبَ الْجَارِيَةَ، ثُمَّ يُصِيبَ الْأُخْرَى وَهُوَ جُنُبٌ، فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ جُنُبٍ وُضِعَ لَهُ مَاءٌ يَغْتَسِلُ بِهِ، فَسَهَا، فَأَدْخَلَ أُصْبُعَهُ فِيهِ لِيَعْرِفَ حَرَّ الْمَاءِ مِنْ بَرْدِهِ. قَالَ مَالِكٌ: إِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَ أُصْبُعَهُ أَذًى، فَلَا أَرَى ذَلِكَ يُنَجِّسُ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

باب ۲۳ فِي التَّيَمُّمِ

۸۹ - حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ، أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ، انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ

غسل جنابت کے متعلقات

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ حائضہ یا جنابت سے نہ ہو۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حالت جنابت کے اندر کپڑے میں پسینہ آتا اور پھر اسی سے نماز پڑھ لیتے۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی لونڈیاں بحالت حیض ان کے پیر دھوتیں اور انہیں جانماز دیا کرتیں۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کی بیویاں اور لونڈیاں ہوں کیا وہ غسل سے پہلے صحبت کرسکتا ہے فرمایا کہ سب سے پہلے اگر لونڈی سے صحبت کرے تو کوئی حرج نہیں آزاد عورت کی بات ہو تو ایک کی باری میں دوسرے سے صحبت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں ایک لونڈی سے جماع کیا اور حالت جنابت میں دوسری سے صحبت کرے تو کوئی حرج نہیں۔

امام مالک سے اس جنبی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے غسل کے لیے پانی رکھا لیکن یہ دیکھنے کے لیے کہ گرم ہے یا ٹھنڈا بھول کر پانی میں انگلی داخل کر دی۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کی انگلی میں نجاست لگی ہوئی نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

تیمم کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر پر نکلے جب ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی ٹھہر گئے وہ پانی کی جگہ نہ تھی اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہ تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہا کہ دیکھیے عائشہ نے یہ کیا کیا؟ رسول خدا اور لوگوں کو ٹھہرا لیا جبکہ یہ جگہ پانی کی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے

الصِّدِّيقِ. فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي، قَدْ نَامَ. فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ. وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي. فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي. فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى آيَةَ التَّيَمُّمِ. فَتَيَمَّمُوا. فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ.

قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ لِصَلَاةٍ حَضَرَتْ، ثُمَّ حَضَرَتْ صَلَاةٌ أُخْرَى، أَيَتَيَمَّمُ لَهَا أَمْ يَكْفِيهِ تَيَمُّمُهُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: بَلْ يَتَيَمَّمُ لِكُلِّ صَلَاةٍ. لِأَنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَبْتَغِيَ الْمَاءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ. فَمَنِ ابْتَغَى الْمَاءَ فَلَمْ يَجِدْهُ فَإِنَّهُ يَتَيَمَّمُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ. أَيَؤُمُّ أَصْحَابَهُ وَهُمْ عَلَى وُضُوءٍ؟ قَالَ: يَؤُمُّهُمْ غَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ. وَلَوْ أَمَّهُمْ هُوَ لَمْ أَرَ بِذٰلِكَ بَأْسًا.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ تَيَمَّمَ حِينَ لَمْ يَجِدْ مَاءً، فَقَامَ وَكَبَّرَ، وَدَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَطَلَعَ عَلَيْهِ إِنْسَانٌ مَعَهُ مَاءٌ؟ قَالَ: لَا يَقْطَعُ صَلَاتَهُ، بَلْ يُتِمُّهَا بِالتَّيَمُّمِ، وَلْيَتَوَضَّأْ لِمَا يُسْتَقْبَلُ مِنَ الصَّلَوَاتِ.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ: مَنْ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَمْ يَجِدْ مَاءً، فَعَمِلَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ التَّيَمُّمِ،

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر سوئے ہوئے تھے انہوں نے فرمایا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روک لیا جبکہ نہ یہ پانی کی جگہ ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر نے مجھے ڈانٹا اور جو خدا نے چاہا وہ کہا اور انہوں نے میرے پہلو میں کچوکے مارے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر آرام فرما تھے لہٰذا میں نے ذرا حرکت نہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح تک بغیر پانی سوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرما دی۔ پس لوگوں نے تیمم کیا۔ پس حضرت اسید بن حضیر نے کہا کہ اے آل ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (یعنی تمہاری کتنی ہی برکتوں سے اہل اسلام پہلے بھی مستفید ہوتے آرہے ہیں)۔

حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہمیں ہار مل گیا۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک نماز کے لیے تیمم کرے پھر دوسری نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے لیے دوبارہ تیمم کرے یا پہلا تیمم کافی ہے؟ فرمایا کہ ہر نماز کے لیے تیمم کرے کیونکہ اس کے لیے ہر نماز کے واسطے پانی تلاش کرنا ضروری ہے پس جو پانی تلاش کرے اور نہ پائے تو تیمم کرے۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا تیمم والا اپنے باوضو ساتھیوں کی امامت کر سکتا ہے؟ فرمایا کہ دوسرا میرے نزدیک امامت کرے تو زیادہ بہتر ہے اور اگر یہی امامت کرے تب بھی کوئی حرج نہیں

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جسے پانی نہ ملا تو اس نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور نماز شروع کر دی پھر کسی نے اسے بتایا کہ میرے پاس پانی ہے؟ فرمایا کہ وہ اپنی نماز نہ توڑے بلکہ تیمم کے ساتھ ہی پوری کر لے اور اگلی نمازوں کے لیے وضو کر لے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا جو نماز کا ارادہ کرے اور پانی نہ ملے۔ پس حکم الٰہی کے مطابق تیمم کرے تو اس نے خدا کا حکم مانا

فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ . وَلَيْسَ الَّذِي وَجَدَ الْمَاءَ ، بِأَطْهَرَ مِنْهُ وَلَا أَتَمَّ صَلَاةً . لِأَنَّهُمَا أُمِرَا جَمِيعًا . فَكُلٌّ عَمِلَ بِمَا أَمَرَهُ اللهُ بِهِ وَإِنَّمَا الْعَمَلُ بِمَا أَمَرَ اللهُ بِهِ . مِنَ الْوُضُوءِ ، لِمَنْ وَجَدَ الْمَاءَ وَالتَّيَمُّمِ ، لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ . قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ فِي الصَّلَاةِ .

اور جسے پانی مل جائے وہ اس سے زیادہ پاک نہیں اور نہ اس کی نماز اس سے زیادہ مکمل کیونکہ دونوں کو خدا کا یہی حکم ہے پس ہر ایک نے وہی کیا جو اسے اللہ نے حکم دیا ہے اور خدا کا حکم یہی ہے کہ جو نماز شروع کرنے سے پہلے پانی پائے تو وضو کرے اور جو نہ پائے وہ تیمم کرے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ الْجُنُبِ ، إِنَّهُ يَتَيَمَّمُ ، وَيَقْرَأُ حِزْبَهُ مِنَ الْقُرْآنِ ، وَيَتَنَفَّلُ ، مَا لَمْ يَجِدْ مَاءً . وَإِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ بِالتَّيَمُّمِ .

امام مالک نے جنبی کے بارے میں فرمایا کہ وہ تیمم کر کے معمول کے مطابق قرآن مجید اور نوافل پڑھ لے جبکہ اسے پانی نہ ملا ہو اور یہ اسی جگہ کے بارے میں ہے جہاں تیمم کے ساتھ فرض نماز پڑھنا جائز ہے۔

بَابُ ۲۲ الْعَمَلُ فِي التَّيَمُّمِ

تیمم کا طریقہ

۹۰ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ، مِنَ الْجُرُفِ ، حَتَّى إِذَا كَانَا بِالْمِرْبَدِ ، نَزَلَ عَبْدُ اللهِ فَتَيَمَّمَ صَعِيدًا طَيِّبًا ، فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ، ثُمَّ صَلَّى .

نافع کا بیان ہے کہ وہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جرف سے لوٹے جب مربد پہنچے تو حضرت عبداللہ اترے کہ پاک مٹی سے تیمم کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے چہرے کا مسح کیا اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک پھر نماز پڑھی۔

۹۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَيَمَّمُ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ .

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کہنیوں تک تیمم کیا کرتے تھے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ كَيْفَ التَّيَمُّمُ وَأَيْنَ يَبْلُغُ بِهِ ؟ فَقَالَ : يَضْرِبُ ضَرْبَةً لِلْوَجْهِ ، وَضَرْبَةً لِلْيَدَيْنِ ، وَيَمْسَحُهُمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ .

امام مالک سے پوچھا گیا کہ تیمم کس طرح اور کہاں تک کیا جائے انہوں نے فرمایا کہ ایک ضرب چہرے کے لیے مارے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لیے اور کہنیوں تک مسح کرے۔ ف

ف ۔ تیمم کا جو طریقہ امام مالک نے بتایا یہی حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے نزدیک ہے۔ اکثر ائمہ و فقہاء اسی پر ہیں جبکہ بعض حضرات نے حدیثِ عمار کے باعث جو صحیحین میں وارد ہوئی اس میں ضعف سے اختلاف کرتے ہوئے ایک ضرب کو کافی بتایا ہے۔ حالانکہ حدیث عمار میں کتنے ہی احتمال ہیں جس کے باعث وہ دیگر احادیث صحیحہ صریحہ کے بالمقابل قابل حجت نہیں رہتی یہ نہیں کہ اس روایت محتملہ کے حضور وہ صحیح حدیثیں قابل حجت نہ رہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل کی حاجت تھی انہوں نے اجتہاد کیا کہ وضو کی جگہ تیمم کا طریقہ تو معلوم ہو گیا لیکن غسل کی جگہ شاید سارے جسم پر مسح کیا جاتا ہو لہٰذا وہ زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے رہے اور اسے تیمم بجائے غسل شمار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنا تیمم عرض کیا تو حضور نے زمین پر ہاتھ مار کر بتایا کہ ان حصوں کا مسح کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر حضور کا مقصد تیمم کا مکمل طریقہ بتانا نہ تھا۔ باقی دوسرے احتمالات کا ذکر خاتم المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۲۶۳، ۲۶۴ پر کیا ہے۔ فمن شاءَ فلیرجع الیہ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابٌ ۲۵ تَيَمُّمُ الْجُنُبِ

۹۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ ثُمَّ يُدْرِكُ الْمَاءَ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ: إِذَا أَدْرَكَ الْمَاءَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ لِمَا يَسْتَقْبِلُ.

قَالَ مَالِكٌ، فِيمَنِ احْتَلَمَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ، وَلَا يَقْدِرُ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا عَلَى قَدْرِ الْوُضُوءِ، وَهُوَ لَا يَعْطَشُ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَاءَ، قَالَ: يَغْسِلُ بِذٰلِكَ فَرْجَهُ، وَمَا أَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ الْأَذَى ثُمَّ يَتَيَمَّمُ صَعِيدًا طَيِّبًا كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ جُنُبٍ أَرَادَ أَنْ يَتَيَمَّمَ فَلَمْ يَجِدْ تُرَابًا إِلَّا تُرَابَ سَبْخَةٍ، هَلْ يَتَيَمَّمُ بِالسِّبَاخِ؟ وَهَلْ تُكْرَهُ الصَّلَاةُ فِي السِّبَاخِ؟ قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِي السِّبَاخِ، وَالتَّيَمُّمِ مِنْهَا، لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ - فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا - فَكُلُّ مَا كَانَ صَعِيدًا فَهُوَ يُتَيَمَّمُ بِهِ سِبَاخًا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ.

جنبی کا تیمم کرنا

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے روایت ہے کہ کسی نے سعید بن مسیب سے اس جنبی کے بارے میں پوچھا جس نے تیمم کیا تھا پھر پانی مل گیا سعید نے فرمایا کہ جب پانی مل گیا تو آئندہ کے لیے غسل ضروری ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس کو سفر میں احتلام ہو جائے اور اس کے پاس صرف وضو کے لیے پانی ہو اور پانی ملنے تک اسے پیاس کا خدشہ نہ ہو تو فرمایا کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھوئے اور جہاں نجاست لگی ہو، پھر خدا کے حکم کے مطابق پاک مٹی سے تیمم کر لے۔

امام مالک سے اس جنبی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے تیمم کا ارادہ کیا لیکن اسے مٹی نہ ملی مگر شور مٹی۔ کیا وہ شور مٹی سے تیمم کر لے اور کیا اس سے پڑھی ہوئی نماز مکروہ ہو گی؟ امام مالک نے فرمایا کہ شور مٹی کی نماز اور تیمم میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پاک مٹی سے تیمم کرنے کے لیے فرمایا ہے پس جو مٹی بھی پاک ہو اس سے تیمم کیا جا سکتا ہے خواہ شور ہو یا دوسری۔

بَابٌ ۲۶ مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

۹۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِي مِنِ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِتَشُدَّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا، ثُمَّ شَأْنَكَ بِأَعْلَاهَا.

۹۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مُضْطَجِعَةً مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ. وَإِنَّهَا قَدْ وَثَبَتْ وَثْبَةً شَدِيدَةً،

حائضہ عورت کے ساتھ مرد کو کیا باتیں حلال ہیں

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے لیے عورت سے کیا باتیں حلال ہیں جبکہ وہ حائضہ ہو؟ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ازار مضبوطی سے باندھ دو اور اس کے اوپر جو چاہو کرو۔

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن کا ... ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہی کپڑے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھیں اچانک وہ کود کر جلدی سے دور ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہوا ہے کیا

فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا لَكِ؟ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ» يَعْنِي الْحَيْضَةَ. فَقَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: «شُدِّي عَلَى نَفْسِكِ إِزَارَكِ، ثُمَّ عُودِي إِلَى مَضْجَعِكِ».

نہیں حیض آگیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ اپنی ازار کو مضبوطی سے باندھ لو اور اپنی جگہ پر آکر لیٹ جاؤ۔

۹۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ، يَسْأَلُهَا: هَلْ يُبَاشِرُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَتْ: لِتَشُدَّ إِزَارَهَا عَلَى أَسْفَلِهَا، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا إِنْ شَاءَ.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے کسی کے ذریعے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا مرد اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت کر سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ عورت نیچے اپنی ازار مضبوطی سے باندھ لے پھر اگر چاہے تو اس سے مباشرت کرے۔

۹۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، سُئِلَا عَنِ الْحَائِضِ؛ هَلْ يُصِيبُهَا زَوْجُهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ؟ فَقَالَا: لَا. حَتَّى تَغْتَسِلَ.

سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے حائضہ کے بارے میں پوچھا گیا کیا خاوند جب اسے پاک دیکھے تو غسل سے پہلے صحبت کر سکتا ہے دونوں نے فرمایا کہ نہ کرے یہاں تک کہ وہ غسل کر لے۔

بابٌ ۲۷ طُهْرُ الْحَائِضِ

حائضہ کب پاک ہوتی ہے

۹۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، بِالدِّرَجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ، فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ. فَتَقُولُ لَهُنَّ: لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ. تُرِيدُ بِذَلِكَ، الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ.

مرجانہ سے روایت ہے جو اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں کہ عورتیں حضرت صدیقہ کی خدمت میں ڈبیہ کے اندر روئی رکھ کر بھیجتیں جس میں خونِ حیض کی زردی ہوتی۔ وہ نماز کے بارے میں دریافت کرتیں۔ یہ ان سے فرماتیں کہ جلدی نہ کرو جب تک سفید کپڑا نہ دیکھو اس سے ان کی مراد ہوتی کہ حیض سے پاک ہو جاؤ۔

۹۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، عَنِ ابْنَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهَا، أَنَّ نِسَاءً كُنَّ يَدْعُونَ بِالْمَصَابِيحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، يَنْظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ. فَكَانَتْ تَعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِنَّ. وَتَقُولُ: مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هَذَا.

حضرت زید بن ثابت کی صاحبزادی اُمّ کلثوم کو یہ بات پہنچی کہ عورتیں آدھی رات کو پاکی دیکھنے کے لیے چراغ منگاتی ہیں وہ ان کی اس حرکت کو عیب شمار کرتیں اور فرماتی کہ قبل ازیں عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔

۹۹۔ وَسُئِلَ مَالِكٌ: عَنِ الْحَائِضِ تَطْهُرُ فَلَا تَجِدُ مَاءً، هَلْ تَتَيَمَّمُ؟ قَالَ نَعَمْ. لِتَتَيَمَّمْ. فَإِنَّ مِثْلَهَا مِثْلُ الْجُنُبِ، إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً تَيَمَّمَ.

امام مالک سے اس حائضہ کے بارے میں پوچھا گیا جو پاک ہو جائے لیکن پانی نہ ملے۔ آیا وہ تیمم کرلے؟ فرمایا ہاں ضرور تیمم کرے کیونکہ وہ جنبی کے مانند ہے کہ جب وہ پانی نہیں پاتا تو تیمم کرتا ہے۔

باب ۲۸ جَامِعُ الْحَيْضَةِ

حیض کے متعلقات

۱۰۰ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ، فِي الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ: أَنَّهَا تَدَعُ الصَّلٰوةَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حاملہ عورت اگر خون دیکھے تو نماز چھوڑ دے۔

۱۰۱ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ: قَالَ تَكُفُّ عَنِ الصَّلٰوةِ. قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ. وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے ابن شہاب سے حاملہ عورت کے خون دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ وہ نماز سے رکی رہے۔ یحییٰ، امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا یہی موقف ہے۔

۱۰۲ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ. كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی حالانکہ حائضہ ہوتی۔

۱۰۳ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ: أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا، إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ. كَيْفَ تَصْنَعُ فِيهِ؛ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضِحْهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ.

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جب کوئی عورت اپنے کپڑے میں حیض کا خون دیکھے تو اس میں کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی حیض کا خون دیکھے تو اسے مل ڈالے پھر اسے پانی سے دھو کر اس میں نماز پڑھ لے۔

باب ۲۹ الْمُسْتَحَاضَةِ

مستحاضہ کا بیان

۱۰۴ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ. فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي الدَّمَ

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت حبیش عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! میں کبھی پاک نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ دوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے حیض کا نہیں ہے جب تمہیں حیض آئے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب اس کی مدت گزر جائے تو خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو۔

عَنْهُ وَصَلِّي،، ف

۱۰۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ «لِتَنْظُرْ إِلَى عَدَدِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلوٰةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ. فَإِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّي».

ام المومنین امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک عورت کا خون جاری رہتا تھا تو حضرت امّ سلمہ نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ اس مرض سے پہلے مہینے میں جتنے دن اور رات حیض آیا کرتا تھا انہیں گن لو اور ہر مہینے میں ان کے مطابق نماز چھوڑ دو۔ جب وہ مدت گزر جائے تو غسل کرنا چاہیئے اور شرمگاہ پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنی چاہیئے۔

۱۰۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهَا رَأَتْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي.

زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زینب بنت جحش کو دیکھا جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے نکاح میں تھیں کہ انہیں استحاضہ کی شکایت تھی تو وہ غسل کر کے نماز پڑھا کرتی تھیں۔ ف

۱۰۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ الْقَعْقَاعَ بْنَ حَكِيمٍ، وَزَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ. يَسْأَلُهُ كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ؟ فَقَالَ: تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ، وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلوٰةٍ. فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ.

قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے سمی کو سعید بن مسیب کے پاس بھیجا کہ ان سے مستحاضہ کے غسل کے بارے میں پوچھے۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکی سے پاکی تک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے اور خون اگر زیادہ آئے تو شرمگاہ پر کپڑا باندھ لے۔

۱۰۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ إِلَّا أَنْ تَغْتَسِلَ غُسْلًا وَاحِدًا، ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذٰلِكَ لِكُلِّ صَلوٰةٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ مستحاضہ پر صرف ایک دفعہ غسل کرنا ضروری ہے پھر اس کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کیا کرے۔

ف۔ استحاضہ ایک رگ کا خون ہے جو بعض عورتوں کو جاری ہو جاتا ہے اس کا حکم حیض جیسا نہیں ہے۔ مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ف۔ یہ اس سند میں کسی راوی سے سہو ہو گیا کہ حضرت زینب بنت جحش کسی وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے نکاح میں رہی تھیں ان کا نکاح تو حضرت زید بن حارثہ سے ہوا تھا اور پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح کر دیا تھا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے نکاح میں حضرت زینب کی بہن حضرت امّ حبیبہ بنت جحش رہی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ إِذَا صَلَّتْ أَنَّ لِزَوْجِهَا أَنْ يُصِيبَهَا. وَكَذَلِكَ النُّفَسَاءُ إِذَا بَلَغَتْ أَقْصَى مَا يُمْسِكُ النِّسَاءَ الدَّمُ، فَإِنْ رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِنَّهُ يُصِيبُهَا زَوْجُهَا وَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ.

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمُسْتَحَاضَةِ عَلَى حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، وَهُوَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ.

بَابُ ٣٠ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ

١٠٩ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ.

١١٠ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ: أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

بَابُ ٣١ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا وَغَيْرِهِ

١١١ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

یحییٰ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا موقف یہ ہے کہ مستحاضہ جب نماز پڑھ سکتی ہے تو خاوند کا اس سے جماع کرنا بھی جائز ہے اور اسی طرح نفاس والی جب اس مدت کو پہنچ جائے کہ عورتوں کا خون بند ہو جاتا ہے اگر اس کے بعد بھی خون دیکھے تب بھی خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے کیونکہ اب وہ مستحاضہ کی طرح ہے۔

یحییٰ: امام مالک نے فرمایا کہ مستحاضہ کے بارے میں ہمارا موقف اس حدیث کے مطابق ہے جو ہشام نے عروہ سے روایت کی ہے اور اس بارے میں جو میں نے سُنا یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

ننھے بچے کے پیشاب کا حکم

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ام قیس بنت محصن اپنے چھوٹے بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے اسے گود میں بٹھا لیا۔ پس اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا اور کپڑے کو نہ دھویا۔ ف

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں

ف- لڑکی ہو یا لڑکا جب اس کھانا کھانے کی عمر کو نہ پہنچیں تب بھی دونوں کا پیشاب ناپاک اور نجس ہے۔ اگر کپڑے پر پیشاب کر دیں تو اتنا پانی بہایا جائے کہ پاک ہونے کا یقین ہو جائے ورنہ کپڑے کو دھو لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی بہت پسند ہے۔ بچی اور بچے کے پیشاب میں بعض ائمہ نے جو تفریق کی اور ان کے پیشاب کی نجاست کے بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں خوب داد تحقیق دی ہے۔ فمن شاء فلیرجع الیہ۔

أَنَّهُ قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ، فَكَشَفَ عَنْ فَرْجِهِ لِيَبُولَ، فَصَاحَ النَّاسُ بِهِ، حَتَّى عَلَا الصَّوْتُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اتْرُكُوهُ»، فَتَرَكُوهُ فَبَالَ. ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ، فَصُبَّ عَلَى ذَلِكَ الْمَكَانِ.

میں داخل ہوا اور پیشاب کرنے کے لیے اس نے اپنی شرمگاہ کے آگے سے کپڑا ہٹایا۔ لوگ اس پر چلائے یہاں تک کہ شور مچ گیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے نہ روکو۔ پس لوگوں نے نہ روکا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ڈول پانی کا حکم دیا اور وہ اس جگہ پر ڈال دیا گیا۔

۱۱۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ؛ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَبُولُ قَائِمًا.

قَالَ يَحْيَى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ غَسْلِ الْفَرْجِ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ، هَلْ جَاءَ فِيهِ أَثَرٌ؟ فَقَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ بَعْضَ مَنْ مَضَى كَانُوا يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْغَائِطِ. وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَغْسِلَ الْفَرْجَ مِنَ الْبَوْلِ.

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پیشاب اور پاخانے کے بعد شرمگاہ دھونے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس کے متعلق کوئی حدیث ہے؟ فرمایا مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ اسلاف پاخانے کے بعد دھویا کرتے تھے اور مجھے پیشاب کے بعد بھی شرمگاہ کو دھونا پسند ہے۔

باب ۳۲ مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ

مسواک کے بارے میں

۱۱۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ «يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ عِيدًا فَاغْتَسِلُوا. وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طِيبٌ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ. وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ».

ابن شہاب نے ابن السباق سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ جمع ہونے کا دن ہے اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید بنایا ہے پس غسل کیا کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے خوشبو لگانا نقصان نہ دے گا اور مسواک ضرور کیا کرو۔

۱۱۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ».

اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر امت کا تکلیف میں مبتلا ہونا مجھ پر گراں نہ گزرتا تو میں ان کے لیے مسواک کو ضروری ٹھہرا دیتا۔

۱۱۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمَّتِهِ لَأَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ، مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ.

حمید بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضور کو اپنی امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو آپ انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم فرماتے۔ ف

ف۔ متعدد صحابہ کرام کے متعلق روایتیں موجود ہیں کہ انہوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا لیکن یہ ابتدائی ایام کی بات ہے اور علمائے کرام کے نزدیک ایسی تمام روایتیں حدیث عائشہ صدیقہ سے منسوخ ہیں۔ بعد میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی معمول رہا کیونکہ یہی طریق ادب ہے، اسی میں حیا کا پہلو زیادہ ہے اور تقویٰ وطہارت سے بھی زیادہ اقرب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

كِتَابُ الصَّلوٰةِ

کتاب الصلوٰۃ

بَابُ مَا جَاءَ فِي النِّدَاءِ لِلصَّلوٰةِ

نماز کی اذان کے بارے میں

۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَتَّخِذَ خَشَبَتَيْنِ يُضْرَبُ بِهِمَا لِيَجْتَمِعَ النَّاسُ لِلصَّلوٰةِ فَأُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، خَشَبَتَيْنِ فِي النَّوْمِ، فَقَالَ: إِنَّ هَاتَيْنِ لَنَحْوٌ مِمَّا يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ دو لکڑیاں لے کر انہیں مارا جائے تاکہ لوگ نماز کے لیے جمع ہو جایا کریں پس حضرت عبداللہ بن زید انصاری کو جو بنی حارث بن خزرج سے تھے خواب میں دو لکڑیاں دکھائی گئیں اور کہا کہ یہ اس طرح کی ہیں جن کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارادہ فرما رہے ہیں پھر کہا گیا تم نماز کے لیے اذان کیوں نہیں کہتے بیدار

ف۔ ان دونوں روایتوں میں مسواک کا ذکر نہ تو امر کے ساتھ ہے۔ روایت ۱۱۵ کا مطلب ہے کہ اگر امت پر تنگی نہ ہوتی تو میں ہر وضو کے ساتھ انہیں مسواک کا حکم دیتا۔ صحیحین کی روایت میں ہے مع کُلِّ صَلوٰۃٍ یعنی ہر نماز کے ساتھ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُ عَلَیْهِمُ السِّوَاکَ مَعَ الْوُضُوْءِ یعنی اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں ہر وضو کے ساتھ ان پر مسواک فرض کر دیتا۔ معلوم ہوا کہ یہ امر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر موقوف تھا کہ چاہتے تو اپنی امت پر ہر وضو یا ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا فرض فرما دیتے لیکن اس شفیق آقا کے قربان جس نے امت کی تنگی کو مدِ نظر رکھا۔ بعض حضرات جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے فرض یا حرام کرنے کا قطعاً اختیار نہیں دیا انہیں ایسی روایتوں کی روشنی میں اپنے گریبانوں کے اندر جھانکنا چاہیئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں کس حد تک مخلص ہیں جبکہ جس کے غلام ہونے کا دعویٰ کرتے اور محشر کی تپتی ہوئی زمین پر جس کی شفاعت کا آسرا رکھتے ہیں اسی کے خداداد اختیارات کو گھٹانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ کیا وہ امید رکھتے ہیں کہ حبیب پروردگار کے ساتھ یہ معاندانہ روش رکھنے کے باوجود وہ روزِ محشر ضرور انہیں امت محمدیہ کے زمرے میں شمار فرمائے گا؟ کیا وہ یقین رکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور ان کی شفاعت فرمائیں گے یا سُحْقًا سُحْقًا ایسے ہی لوگوں سے فرمایا جائے گا؟

قریب ہے یارو روزِ محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

فَقِيلَ: أَلَا تُؤَذِّنُونَ لِلصَّلٰوةِ؟ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ اسْتَيْقَظَ، فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَذَانِ.

ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر کیا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم فرمایا۔

۲. وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ»

عطاء بن یزید لیثی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے۔ف

ف۔ مؤذن جو کلمات کہے سننے والا بھی اس کے جواب میں وہی کہتا جائے۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہنا چاہیے اور اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہنا چاہیے۔ حدیث میں اذان کے جواب پر دخولِ جنت کا وعدہ ہے لیکن حقیقی جواب نماز میں حاضر ہونا ہے اور زبان سے جواب دینا مستحب ہے۔ اقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دے لیکن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہنا چاہیے۔ اذان سننے کے بعد اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودَانِ الَّذِي وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جو یہ کہا کرے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے لیے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہو گئی۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جو اذان سن کر یہ کلمات کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا تو اس کے تمام گناہ معاف فرما دیے جاتے ہیں یعنی صغائر کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کیے بغیر معاف نہیں ہوتے بعض احادیث میں آیا ہے کہ اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں اور شہادت کی انگلیوں کو چوم کر دونوں مرتبہ آنکھوں سے لگائے اور ساتھ ہی پہلی شہادت کے جواب میں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور دوسری شہادت کے وقت اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ کہے تو بفضلہ تعالیٰ وہ کبھی اندھا نہ ہو گا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے قیامت کی صفوں میں تلاش فرمائیں گے۔ ہم گنہگاروں بے سہاروں کو اور کیا چاہیے۔ ایسی جملہ روایات کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک رفع ثابت ہے اگر بوجہ استحباب کوئی اس فعل کا تارک ہو تو گنہگار نہیں لیکن ایسے فعل سے محروم رہا جو بڑا بابرکت اور سرورِ قلب وجان نیز باعث ازدیادِ نورِ ایمان ہے کہ انگوٹھے چوم کر سر آنکھوں سے لگائے تو کسی ہستی کا نام سن کر جن کی خاکِ پا کے لیے نوری مخلوق بھی ترستی اور ہر وقت ان پر صلوٰۃ وسلام کے پھول نچھاور کرتی رہتی ہے اگر کوئی اس ایمان افروز شیطنت سوز فعل کو ناجائز بتاتا اور اسے روکنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتا پھرتا ہے تو اس مرحلے پر ضرور یہ غور کرنا ہو گا کہ اس کی اس ساری کوشش کی تہہ میں کونسا جذبہ کارفرما ہے؟ ایک صاحبِ ایمان نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، کانوں سے سنا اور فرطِ عقیدت میں رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بجا لایا کہ نورِ ایمان اور جلا پائے اس کے دین وایمان کی کھیتی بہاروں سے ہمکنار ہو جائے اس راحتِ قلب وجگر کا نام نامی واسم گرامی سن کر چوما اور سر آنکھوں سے لگایا۔ محبوب پروردگار سے تعلقِ خاطر کا ایمان افروز منظر سب کو دکھایا اور عملاً دوسروں کو اس پر اکسایا۔ بھولا ہوا سبق یاد دلایا کہ صاحبِ کوثر وتسنیم کی تعظیم ومحبت کا

۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ، لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا".

ابو صالح السمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ہے تو قرعہ اندازی کے بغیر انہیں حاصل نہ کر سکتے اور ضرور قرعہ اندازی کرتے اور اگر اول وقت نماز پڑھنے کے متعلق معلوم ہوتا تو ضرور جلدی کرتے اور اگر عشاء اور فجر کی نماز کے متعلق علم ہوتا تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے پہنچتے۔

۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِيهِ، وَإِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَأْتُوهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے بلایا جائے تو دوڑ کر نہ آؤ بلکہ اطمینان سے آیا کرو۔ پس جتنی نماز مل جائے اسے پڑھ لو اور جتنی رہ جائے اسے پوری کر لو کیونکہ تم اس وقت بھی نماز میں ہو جب کہ نماز کا قصد کر رہے ہوتے ہو۔ ف

۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِي

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابو صعصعہ انصاری سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریوں اور جنگل سے بہت پیار ہے جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لیے اذان کہو تو اذان خوب بلند آواز سے

ایک اور ٹھنڈا میٹھا جام پلایا۔ ہائے افسوس کہ منکر کو یہ ایمان افروز شیطنت سوز منظر پسند نہ آیا۔ ایسے تمام حضرات کو ٹھنڈے دل سے اپنی متاعِ ایمان کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں جوشِ تعصب میں اسے گنوا تو نہیں بیٹھے اگر خدانخواستہ یہی متاعِ عزیز ضائع کر دی تو اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف اور کیا چیز ساتھ جائے گی؟ اس کے سوا اور کونسی چیز ہے جو میدانِ قیامت میں کام آئے گی؟ دوستو! ایمان سلامت ہے تو سب کچھ پلے ہے اور یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعیٔ اسلام کو بھی ہدایت نصیب فرمائے کہ وہ دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے کر جائے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔

ف - نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں خدائے ذوالمنن کا یہ بھی امتِ محمدیہ پر کرم ہوا کہ نماز کے ارادے سے آنے والے کو بھی وہی ثواب ملتا ہے جیسے وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ محبوب پروردگار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وابستگی پیدا کر کے خود کو انعاماتِ الٰہیہ کا مستحق بنانے میں کوشاں رہیں۔ دارین کی ساری بہار اس محبوب کے قدموں سے وابستہ رہنے میں ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

غَنَمِكَ، اَوْبَادِیَتِكَ؛ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ، بِالنِّدَآءِ؛ فَاِنَّهٗ «لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ، وَلَا شَیْءٌ، اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ». قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ. لَهٗ ضُرَاطٌ، حَتّٰی لَا یَسْمَعَ النِّدَآءَ. فَاِذَا قُضِیَ النِّدَآءُ، اَقْبَلَ. حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ، اَدْبَرَ. حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ، اَقْبَلَ. حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ. یَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا. اُذْكُرْ كَذَا. لِمَا لَمْ یَكُنْ یَذْكُرُ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ یَّدْرِیْ كَمْ صَلّٰی».

۷۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِیْ حَازِمِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ؛ اَنَّهٗ قَالَ. سَاعَتَانِ یُفْتَحُ لَهُمَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ، وَقَلَّ دَاعٍ تُرَدُّ عَلَیْهِ دَعْوَتُهٗ؛ حَضْرَةُ النِّدَآءِ لِلصَّلٰوةِ، وَالصَّفُّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ النِّدَآءِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ هَلْ یَكُوْنُ قَبْلَ اَنْ یَّحِلَّ الْوَقْتُ؟ فَقَالَ: لَا یَكُوْنُ اِلَّا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ تَثْنِیَةِ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ، وَمَتٰی یَجِبُ الْقِیَامُ عَلَی النَّاسِ حِیْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ؟ فَقَالَ لَمْ یَبْلُغْنِیْ فِی النِّدَآءِ وَالْاِقَامَةِ اِلَّا مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ عَلَیْهِ فَاَمَّا الْاِقَامَةُ، فَاِنَّهَا لَا تُثَنّٰی. وَذٰلِكَ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ عَلَیْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا وَاَمَّا قِیَامُ النَّاسِ حِیْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ، فَاِنِّیْ لَمْ اَسْمَعْ فِیْ ذٰلِكَ بِحَدٍّ یُقَامُ لَهٗ. اِلَّا اَنِّیْ اَرٰی ذٰلِكَ عَلٰی قَدْرِ طَاقَةِ النَّاسِ فَاِنَّ مِنْهُمُ الثَّقِیْلَ وَالْخَفِیْفَ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ یَّكُوْنُوْا كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْمٍ حُضُوْرٍ اَرَادُوْا اَنْ یَّجْمَعُوْا

کہنا کیونکہ نہیں سنتے مؤذن کی آواز کو جن انسان اور دوسری چیزیں مگر قیامت کے روز اس بات کی گواہی دیں گے۔ حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اذان کی آواز اسے سنائی نہیں دیتی جب اذان پوری ہو جائے تو لوٹ آتا ہے جبکہ نماز کی تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دکھا کر بھاگتا ہے اور تکبیر پوری ہونے پر آدھمکتا ہے یہاں تک کہ نمازی آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ فلاں فلاں بات تو یاد کر حالانکہ وہ باتیں اس کے ذہن میں نہیں ہوتیں اس آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ یہ بھی

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو ساعتیں ایسی ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول نہ ہو۔ ایک اذان کے وقت اور دوسرے راہِ خدا میں صف آرا ہوتے وقت۔

امام مالک سے جمعہ کی اذان کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وقت سے پہلے درست ہے؟ فرمایا یہ نہ ہو مگر سورج ڈھلنے کے بعد۔

امام مالک سے اذان اور اقامت کے دو دو بار کہنے کے متعلق پوچھا گیا اور یہ کہ لوگوں پر نماز کے لیے کب قیام واجب ہوتا ہے؟ فرمایا کہ اذان اور اقامت کے بارے میں کوئی اور بات مجھ تک نہیں پہنچی مگر یہی جس پر میں نے لوگوں کو پایا۔ اقامت دو دفعہ نہیں کہی جاتی اور ہمارے شہر کے اہل علم ہمیشہ سے اسی طریقے پر ہیں رہا نماز شروع ہونے کے وقت لوگوں کا کھڑا ہونا تو میں نے اس بارے میں کھڑے ہونے کی کوئی حد نہیں سُنی ہاں میری رائے میں یہ لوگوں کی طاقت پر منحصر ہے اور لوگوں میں طاقتور اور کمزور سب طرح کے ہوتے ہیں اور سارے ایک آدمی کی طرح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے

امام مالک سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا گیا جو فرض نماز

لِلْمَكْتُوبَةِ، فَأَرَادُوا أَنْ يُقِيمُوا وَلَا يُؤَذِّنُوا، قَالَ مَالِكٌ: ذَلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُمْ وَإِنَّمَا يَجِبُ النِّدَاءُ فِي مَسَاجِدِ الْجَمَاعَاتِ الَّتِي تُجْمَعُ فِيهَا الصَّلٰوةُ

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ تَسْلِيمِ الْمُؤَذِّنِ عَلَى الْإِمَامِ وَدُعَائِهِ إِيَّاهُ لِلصَّلٰوةِ وَمَنْ أَوَّلُ مَنْ سُلِّمَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ التَّسْلِيمَ كَانَ فِي الزَّمَنِ الْأَوَّلِ.

قَالَ يَحْيَى: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ مُؤَذِّنٍ أَذَّنَ لِقَوْمٍ ثُمَّ انْتَظَرَ هَلْ يَأْتِيهِ أَحَدٌ فَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلَّى وَحْدَهُ ثُمَّ جَاءَ النَّاسُ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ. أَيُعِيدُ الصَّلٰوةَ مَعَهُمْ؟ فَقَالَ لَا يُعِيدُ الصَّلٰوةَ وَمَنْ جَاءَ بَعْدَ انْصِرَافِهِ. فَلْيُصَلِّ لِنَفْسِهِ وَحْدَهُ.

قَالَ يَحْيَى: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ مُؤَذِّنٍ أَذَّنَ لِقَوْمٍ ثُمَّ تَنَفَّلَ فَأَرَادُوا أَنْ يُصَلُّوا بِإِقَامَةِ غَيْرِهِ. فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِذَلِكَ. إِقَامَتُهُ وَإِقَامَةُ غَيْرِهِ سَوَاءٌ.

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: لَمْ تَزَلِ الصُّبْحُ يُنَادَى لَهَا قَبْلَ الْفَجْرِ. فَأَمَّا غَيْرُهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ، فَإِنَّا لَمْ نَرَهَا يُنَادَى لَهَا، إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَحِلَّ وَقْتُهَا.

۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهُ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهُ نَائِمًا. فَقَالَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ. إِلَّا النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ

۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ سَمِعَ الْإِقَامَةَ وَهُوَ بِالْبَقِيعِ فَأَسْرَعَ الْمَشْيَ

پڑھنے کے لیے کسی جگہ جمع ہو جائیں پس وہ تکبیر کہیں اور اذان نہ کہیں تو امام مالک نے فرمایا کہ ان کے لیے کافی ہے اور اذان ان مساجد میں واجب ہے جہاں جماعت سے نماز ہوتی ہے۔

امام مالک سے مؤذن کے امام کو سلام کہنے اور اسے نماز کے لیے بلانے کے متعلق پوچھا گیا اور سب سے پہلا شخص کون ہے جس نے اسے سلام کیا امام مالک نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات نہیں پہنچی کہ پہلے زمانے میں

یحیی کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس مؤذن کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اذان کہی پھر لوگوں کا انتظار کیا لیکن ایک آدمی بھی نہ آیا۔ آخر کار اس نے اکیلے نماز پڑھ لی جب وہ فارغ ہوا تو کچھ لوگ آگئے کیا وہ ان کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھے فرمایا کہ یہ دوبارہ نماز نہ پڑھے اور جو اس کے فارغ ہونے کے بعد آیا ہے وہ اکیلا نماز پڑھے۔

یحیی کا بیان ہے کہ امام مالک سے مؤذن کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اذان کہی وہ نفل پڑھنے لگا پس لوگوں نے ارادہ کیا کہ دوسرے کی تکبیر کے ساتھ نماز قائم کر لیں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہی اقامت کہے یا

یحیی کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ نماز فجر کے لیے ہمیشہ سے فجر سے پہلے اذان کہی جاتی ہے لیکن اس کے علاوہ دوسری نمازوں کے متعلق ہم نے نہیں دیکھا مگر اذان اسی وقت کہی جاتی ہے جب جائز وقت ہو جاتا ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مؤذن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سوئے ہوئے پایا پس اس نے کہا کہ نماز نیند سے بہتر ہے پس حضرت عمر نے حکم دیا کہ اسے صبح کی اذان میں شامل کر لو۔

حضرت مالک بن ابو عامر اصبحی نے فرمایا کہ اب میں کوئی چیز ایسی نہیں دیکھتا جو سابقہ حضرات کے مطابق ہو ماسوائے نماز کی اذان کے۔ ف

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اقامت سنی جبکہ وہ بقیع میں تھے تو مسجد کی طرف تیزی سے چلنے لگے۔

ف۔ اس اثر کو دار قطنی نے بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مسنداً روایت کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ نماز فجر میں عہد نبوی کے اندر بھی کہے جاتے تھے۔ (ابن ماجہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔

إِلَى الْمَسْجِدِ.

بَابُ ۲ النِّدَاءِ فِي السَّفَرِ وَعَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ

۱۰ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ. فَقَالَ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ، إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ، ذَاتُ مَطَرٍ، يَقُولُ: "أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ".

۱۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَزِيدُ عَلَى الْإِقَامَةِ فِي السَّفَرِ، إِلَّا فِي الصُّبْحِ. فَإِنَّهُ كَانَ يُنَادِي فِيهَا وَيُقِيمُ. وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَذَانُ لِلْإِمَامِ الَّذِي يَجْتَمِعُ النَّاسُ إِلَيْهِ.

۱۲ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ؛ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ لَهُ: إِذَا كُنْتَ فِي سَفَرٍ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَذِّنَ وَتُقِيمَ فَعَلْتَ. وَإِنْ شِئْتَ فَأَقِمْ وَلَا تُؤَذِّنْ.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَهُوَ رَاكِبٌ.

۱۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى بِأَرْضِ فَلَاةٍ، صَلَّى عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ. فَإِذَا أَذَّنَ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ أَوْ أَقَامَ، صَلَّى وَرَاءَهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَمْثَالُ الْجِبَالِ.

بَابُ ۳ قَدْرِ السُّحُورِ مِنَ النِّدَاءِ

۱۴ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ".

۱۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

سفر میں بغیر وضو اذان کہنے کا بیان

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک سردی اور آندھی والی رات میں اذان کہی اور فرمایا کہ سب لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹھنڈی اور بارش والی رات میں مؤذن کو یہ کہنے کا حکم فرمایا کرتے کہ لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر میں صرف اقامت کہا کرتے سوائے نماز فجر کے کیونکہ اس میں اذان اور اقامت دونوں کہتے اور فرمایا کرتے کہ اذان تو اس امام کے لیے ہے جس کے پاس لوگ جمع ہو سکیں۔

ہشام سے ان کے والد ماجد عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جب تم سفر میں ہو تو چاہے اذان و اقامت دونوں کہہ لو اور چاہے تو اقامت کہہ لو اور اذان نہ کہو۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ سوار اگر اذان کہے تو کوئی ڈر نہیں۔

سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جس نے چٹیل زمین میں نماز پڑھی تو اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے اور ایک بائیں جانب۔ جب وہ اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے پہاڑ جتنے فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔

سحری کے لیے اذان کہنا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلال رات کے وقت اذان کہتے ہیں پس تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان کہیں۔

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

سالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ۔ قَالَ وَكَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهُ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک بلال رات میں اذان کہتے ہیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان کہیں۔ راوی نے فرمایا کہ حضرت ابن ام مکتوم نابینا تھے اس وقت تک اذان نہیں کہا کرتے جب تک ان سے یہ کہا جاتا کہ صبح ہو گئی ہے۔

بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

نماز شروع کرنے کا بیان

۱۶۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا۔ وَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت بھی اسی طرح اٹھایا کرتے اور پھر سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولک الحمد کہا کرتے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

۱۷۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، اَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ۔ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلٰوتَهُ حَتّٰى لَقِيَ اللهَ

ابن شہاب نے علی بن حسین بن علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز میں جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہا کرتے اور وصال فرمانے تک آپ اسی طرح نماز پڑھتے رہے۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

۱۹۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ، فَاِذَا انْصَرَفَ، قَالَ: وَاللهِ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز پڑھاتے تو جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ خدا کی قسم تمہاری نسبت میری نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔

۲۰۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ، كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ۔

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز میں جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کرتے۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ: اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے

مَنْكِبَيْهِ. وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا دُونَ ذٰلِكَ.

٢١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلٰوةِ. قَالَ: فَكَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُكَبِّرَ كُلَّمَا خَفَضْنَا وَرَفَعْنَا.

٢٢ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِذَا أَدْرَكَ الرَّجُلُ الرَّكْعَةَ فَكَبَّرَ تَكْبِيرَةً وَاحِدَةً أَجْزَأَتْ عَنْهُ تِلْكَ التَّكْبِيرَةُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ إِذَا نَوَى بِتِلْكَ التَّكْبِيرَةِ افْتِتَاحَ الصَّلٰوةِ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ مَعَ الْإِمَامِ فَنَسِيَ تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ، وَتَكْبِيرَةَ الرُّكُوعِ حَتّٰى صَلّٰى رَكْعَةً. ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ كَبَّرَ تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ، وَلَا عِنْدَ الرُّكُوعِ. وَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ؟ قَالَ: يَبْتَدِئُ صَلٰوتَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ. وَلَوْ سَهَا مَعَ الْإِمَامِ عَنْ تَكْبِيرَةِ الْإِفْتِتَاحِ، وَكَبَّرَ فِي الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، رَأَيْتُ ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ، إِذَا نَوَى بِهَا تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ.

قَالَ مَالِكٌ: فِي الَّذِي يُصَلِّي لِنَفْسِهِ فَنَسِيَ تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ: إِنَّهُ يَسْتَأْنِفُ صَلٰوتَهُ.

وَقَالَ مَالِكٌ، فِي إِمَامٍ يَنْسَى تَكْبِيرَةَ الْإِفْتِتَاحِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهِ. قَالَ: أَرَى أَنْ يُعِيدَ. وَيُعِيدُ مَنْ خَلْفَهُ الصَّلٰوةَ. وَإِنْ كَانَ مَنْ خَلْفَهُ قَدْ كَبَّرُوا، فَإِنَّهُمْ يُعِيدُونَ.

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

٢٣ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ بِالطُّورِ

اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کم اونچے اٹھاتے۔

وہب بن کیسان کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز میں تکبیر کہنا سکھاتے۔ ان کا بیان ہے کہ وہ ہمیں حکم دیا کرتے کہ ہم جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کریں۔

ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی نے ایک دفعہ تکبیر کہہ کر رکعت (رکوع) پالی تو یہ اُسے تکبیر تحریمہ کی جگہ کفایت کرے گی۔

امام مالک نے فرمایا۔ یہ اس وقت ہے جبکہ اس تکبیر سے تکبیر تحریمہ کی نیت کرے۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو جماعت میں شامل ہوا اور تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر بھول گیا یہاں تک کہ ایک رکعت پڑھ لی پھر اسے یاد آیا کہ اس نے تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر نہیں کہی اور دوسری رکعت میں تکبیر کہی؟ فرمایا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنا بھول گیا اور پہلے رکوع میں تکبیر کہی تو میرے نزدیک یہ اس کے لیے کافی ہوگی جبکہ وہ نیت کرے کہ یہ تکبیر تحریمہ ہے۔

امام مالک نے اس منفرد کے بارے میں فرمایا جو تکبیر تحریمہ بھول جائے کہ وہ اپنی نماز کو دوہرائے۔

امام مالک نے اس امام کے بارے میں فرمایا جو تکبیر تحریمہ بھول گیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوگیا فرمایا کہ وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے اور اس کے مقتدی بھی اور اگر اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں نے تکبیر تحریمہ کہی ہو تب بھی وہ اپنی نماز کا اعادہ کریں۔

نماز مغرب وعشاء کی قرأت کے بارے میں

حضرت جبیر بن مُطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سُنا۔

فی المغرب۔

۲۴۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ "وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا". فَقَالَتْ لَهُ: يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّورَةَ. إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ.

حضرت عبداللہ بن عباس کو حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے والمرسلات عرفاً پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا:۔ اے بیٹے! تم نے مجھے یہ سورت یاد کروا دی۔ یہی وہ آخری سورت ہے جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز مغرب میں پڑھتے ہوئے سنا۔

۲۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَصَلَّيْتُ وَرَاءَهُ الْمَغْرِبَ. فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ مِنْ قِصَارِ الْمُفَصَّلِ. ثُمَّ قَامَ فِي الثَّالِثَةِ. فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنَّ ثِيَابِي لَتَكَادُ أَنْ تَمَسَّ ثِيَابَهُ. فَسَمِعْتُهُ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِهٰذِهِ الْآيَةِ "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ".

ابوعبداللہ صنابحی نے فرمایا کہ جب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کے دوران مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو میں نے ان کے پیچھے نماز مغرب پڑھی تو انہوں نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد قصار مفصل کی ایک ایک سورت پڑھی۔ پھر جب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو میں ان کے نزدیک ہوگیا یہاں تک کہ میرے کپڑے ان کے کپڑوں کو چھونے والے تھے تو میں نے سنا کہ انہوں نے سورۂ فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھی:۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

۲۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَلَّى وَحْدَهُ يَقْرَأُ فِي الْأَرْبَعِ جَمِيعًا، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ. وَكَانَ يَقْرَأُ أَحْيَانًا بِالسُّورَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ. وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ كَذٰلِكَ، بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب تنہا نماز پڑھتے تو چاروں رکعتوں میں قرأت پڑھتے یعنی سورۂ فاتحہ اور قرآن کریم کی کوئی سورت اور کبھی وہ فرض نماز کی ایک ہی رکعت میں دو دو اور تین تین سورتیں پڑھتے اور نماز مغرب کی دو رکعتوں میں اسی طرح پڑھتے یعنی سورۂ فاتحہ اور دوسری ایک ایک سورت۔

۲۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، فَقَرَأَ فِيهَا بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھی تو آپ نے اس سورۂ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ تلاوت فرمائی۔

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْقِرَاءَةِ ۶

قرأت کا بیان

۲۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سونے کی انگوٹھی استعمال کرتے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ التَّمَّارِ، عَنِ الْبَيَاضِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَاءَةِ. فَقَالَ: "إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِي رَبَّهُ. فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيهِ بِهِ. وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ"

فروہ بن عمرو بیاضی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی آوازیں قرأت کے ساتھ بلند ہو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے تو اسے یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ کس کے ساتھ سرگوشی کر رہا ہے۔ لہٰذا تلاوت میں آواز کو ایک دوسرے سے بلند نہ کیا کرو۔

۳۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: قُمْتُ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ. فَكُلُّهُمْ كَانَ لَا يَقْرَأُ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس ان میں سے کوئی بھی نماز شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا کرتا تھا۔ ف

۳۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نَسْمَعُ قِرَاءَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عِنْدَ دَارِ أَبِي جَهْمٍ، بِالْبَلَاطِ.

حضرت مالک بن ابو عامر اصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم بلاط میں ابوجہم کے گھر کے پاس حضرت عمر کی قرأت سنا کرتے تھے۔

۳۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا فَاتَهُ شَيْءٌ مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ، فِيمَا جَهَرَ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ: أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ، قَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، فَقَرَأَ لِنَفْسِهِ فِيمَا يَقْضِي، وَجَهَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کچھ نماز امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ جاتی جس میں امام نے آواز سے قرأت پڑھی ہو تو جب امام سلام پھیرتا تو حضرت عبد اللہ بن عمر کھڑے ہو کر فوت شدہ قرأت کو آواز سے پڑھتے۔

ف۔ یعنی وہ اتنی آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا کرتے تھے کہ مقتدی سن سکیں ورنہ امام مقتدی و منفرد سب کے لیے سورت شروع کرنے سے پہلے تسمیہ کا پڑھنا سنت ہے خواہ وہ سورت فاتحہ ہو یا کوئی دوسری۔ سورت خواہ شروع سے پڑھی جائے یا درمیان سے ماسوائے سورۂ التوبہ کے تسمیہ کا نماز اور بیرونِ نماز ہر حالت میں قرأت سے پہلے پڑھنا آدابِ تلاوت سے ہے اور سنت۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

وحدثني عن مالك عن يزيد بن رومان أنه قال كنت أصلي إلى جنب نافع بن جبير بن مطعم فيغمزني فأفتح عليه ونحن نصلي.

باب القراءة في الصبح

۳۳۔ حدثني يحيى عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه أن أبا بكر الصديق صلى الصبح فقرأ فيها سورة البقرة في الركعتين كلتيهما.

۳۴۔ وحدثني عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه أنه سمع عبد الله بن عامر بن ربيعة يقول: صلينا وراء عمر بن الخطاب الصبح فقرأ فيها بسورة يوسف وسورة الحج قراءة بطيئة فقلت والله إذا لقد كان يقوم حين يطلع الفجر قال أجل.

۳۵۔ وحدثني عن مالك عن يحيى بن سعيد وربيعة بن أبي عبد الرحمن عن القاسم بن محمد أن الفرافصة بن عمير الحنفي قال ما أخذت سورة يوسف إلا من قراءة عثمان بن عفان إياها في الصبح من كثرة ما كان يرددها لنا.

۳۶۔ وحدثني عن مالك عن نافع أن عبد الله بن عمر كان يقرأ في الصبح في السفر بالعشر السور الأول من المفصل في كل ركعة بأم القرآن وسورة.

باب ما جاء في أم القرآن

۳۷۔ حدثني يحيى عن مالك عن العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب أن أبا سعيد مولى عامر بن كريز أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نادى أبي بن كعب وهو يصلي فلما فرغ من صلاته لحقه فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده على يده وهو يريد

یزید بن رومان نے فرمایا کہ جب میں نافع بن جبیر بن مطعم کے پہلو میں نماز پڑھتا تو وہ میری طرف اشارہ کرتے اور میں انہیں بتا دیتا اور ہم نماز میں ہوتے تھے۔

نماز فجر کی قرأت کے بارے میں

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھائی تو دونوں رکعتوں میں پوری سورۂ البقرہ پڑھی۔

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز فجر پڑھی پس انہوں نے اس میں سورۂ یوسف اور سورۂ الحج کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرمائی۔ میں نے کہا خدا کی قسم پھر تو وہ طلوع فجر کے وقت کھڑے ہوتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں۔

ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ فرافصہ بن عمیر حنفی نے فرمایا کہ میں نے سورۂ یوسف نہیں یاد کی مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو نماز فجر میں اکثر اسے پڑھا کرتے تھے۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر کے دوران نماز فجر میں ہر رکعت کے اندر پہلی دس مفصل سورتوں میں سے فاتحہ کے ساتھ ایک سورت پڑھا کرتے تھے۔

سورۂ فاتحہ کا بیان

ابوسعید نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب کو آواز دی۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے وہ نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا جبکہ وہ مسجد کے دروازے سے نکلنا چاہتے تھے۔ فرمایا مجھے امید ہے کہ تم مسجد

أَنْ يَخْرُجَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: "إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى تَعْلَمَ سُورَةً مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِي التَّوْرَاةِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ، وَلَا فِي الْقُرْآنِ، مِثْلَهَا"، قَالَ أُبَيٌّ: فَجَعَلْتُ أُبْطِئُ فِي الْمَشْيِ، رَجَاءَ ذٰلِكَ. ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! السُّورَةَ الَّتِي وَعَدْتَنِي. قَالَ "كَيْفَ تَقْرَأُ إِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلٰوةَ؟" قَالَ فَقَرَأْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هِيَ هٰذِهِ السُّورَةُ، وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ، الَّذِي أُعْطِيتُ"

سے نہیں نکلوگے مگر میں تمہیں ایسی سورت بتادوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جیسی توریت، انجیل اور قرآن میں نازل نہیں فرمائی ہے حضرت اُبی فرماتے ہیں کہ میں اس آرزو میں آہستہ چلنے لگا، پھر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! وہ سورت جس کا وعدہ فرمایا ہے فرمایا کہ جب تم نماز شروع کرتے ہو تو کیسے پڑھتے ہو؟ ان کا بیان ہے کہ میں نے سورۂ فاتحہ آخر تک پڑھ سنائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سورت یہی ہے۔ یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا فرمایا گیا۔

٣٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ، وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمْ يُصَلِّ. إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ.

وہب بن کیسان نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے۔ ف

ف۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز سری ہو یا جہری مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ امام کی قرأت حکماً مقتدیوں کی قرأت بھی ہے اور وہ بارگاہ خداوندی میں پوری قوم کی طرف سے تلاوت قرآن مجید کر رہا ہے اگر مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ضروری ہوتا تو امام جو سورت اس کے بعد پڑھتا ہے اس کا پڑھنا بھی یقیناً ضروری ہوتا کیونکہ وہ فرض اور بالاتفاق نماز کا ایک رکن ہے۔ مقتدی بظاہر تو امام کے پیچھے فاتحہ اور دوسری سورت کا تارک نظر آئے گا لیکن حقیقت میں وہ امام کی وجہ سے عند اللہ قاری شمار ہوتا ہے کیونکہ امام اپنے سارے وفد کی جانب سے قرأت کر رہا ہے

غوث صمدانی، قطب ربانی، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحب نظر بزرگ نے اس سلسلے میں یوں تصریح فرمائی ہے:۔ "مذہب حنفی کے ترک قرأت کی حقیقت کو مجھ پر ظاہر فرمایا گیا تو بصیرت کی نظر میں قرأت حقیقی سے قرأت حکمی زیادہ بہتر نظر آئی کیونکہ امام اور مقتدی اس وقت سب مقام مناجات میں کھڑے ہوتے ہیں . . . . . اور امام کو انہوں نے اس کام کے لیے پیشوا بنایا ہوا ہوتا ہے۔ پس امام جو کچھ کہتا ہے وہ قوم کی زبان میں کہتا ہے جیسے کسی عظیم بادشاہ کے سامنے کوئی جماعت اپنی ضرورت کے تحت پیش ہو اور ایک آدمی کو وہ اپنا لیڈر بنالیں کہ ان کی جانب سے عرض حاجت کرے۔ اس کے دوران عرض دوسرے لوگوں کا کلام کرنا بے ادبی میں داخل اور بادشاہ کی ناراضگی کا باعث ہوگا۔ پس اس ساری جماعت کا وہ حکمی تکلم جو پیشوا کی زبان سے ادا ہو رہا ہے وہ ان کے حقیقی تکلم سے بہتر ہے یہی حال امام کی قرأت کے ساتھ لوگوں کی قرأت کا ہے کہ وہ شور و شغب میں شمار، ادب سے دور اور تفرقے کا موجب ہے جو ایمان کے منافی ہوا ہے (مبدا و معاد، مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۳، ۵۴)

باب القراءة خلف الإمام فيما لا يجهر فيه بالقراءة

نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا

۳۹ ۔ حدثني يحيى عن مالك، عن العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب؛ أنه سمع أبا السائب مولى هشام بن زهرة يقول: سمعت أبا هريرة يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "من صلى صلوة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج. هي خداج. هي خداج غير تمام". قال: فقلت: يا أبا هريرة! إني أحيانا أكون وراء الإمام. قال: فغمز ذراعي. ثم قال: اقرأ بها في نفسك يا فارسي. فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "قال الله تبارك وتعالى: قسمت الصلوة بيني وبين عبدي نصفين. فنصفها لي ونصفها لعبدي. ولعبدي ما سأل". قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "اقرؤوا. يقول العبد: الحمد لله رب العلمين. يقول الله تبارك وتعالى: حمدني عبدي. ويقول العبد: الرحمن الرحيم. يقول الله: أثنى علي عبدي. ويقول العبد: مالك يوم الدين. يقول الله: مجدني عبدي. يقول العبد: إياك نعبد وإياك نستعين. فهذه الآية بيني وبين عبدي. ولعبدي ما سأل. يقول العبد: اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين. فهؤلاء لعبدي. ولعبدي ما سأل".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے نماز پڑھی اور نہ پڑھی اس میں سورۂ فاتحہ تو وہ نماز ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ ناکمل ہے۔ ابو سائب نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے میرا بازو دبایا اور فرمایا کہ اے فارسی! دل میں پڑھ لیا کر کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ایک حصہ میرے لیے ہے اور ایک میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے ہے جو اس نے مانگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب وہ کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ بندہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو ملے گا جو اس نے مانگا۔ بندہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ کہتا ہے تو یہ میرے بندے کے لیے ہے اور جو میرے بندے نے مانگا وہ اسے ملے گا۔

۴۰ ۔ وحدثني عن مالك، عن هشام بن عروة، عن أبيه؛ أنه كان يقرأ خلف الإمام فيما لا يجهر فيه الإمام بالقراءة.

عروہ بن زبیر امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے جس نماز میں امام جہر سے قرأت نہ پڑھتا ہو۔

۴۱ ۔ وحدثني عن مالك، عن يحيى بن سعيد، وعن ربيعة بن أبي عبد الرحمن؛ أن القاسم بن محمد كان يقرأ خلف الإمام فيما لا يجهر فيه الإمام

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد امام کے پیچھے قرأت پڑھا کرتے تھے جبکہ امام آواز سے قرأت نہ پڑھ رہا ہوتا

بِالْقِرَاءَةِ.

۴۲ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ بِالْقِرَاءَةِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر بن مطعم امام کے پیچھے قرأت پڑھا کرتے جس نماز میں کہ امام آواز سے نہ پڑھتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے اس بارے میں سُنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

بَابُ تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ

جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا

۴۳ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ أَحَدٌ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ، وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ.

قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنْ يَقْرَأَ الرَّجُلُ وَرَاءَ الْإِمَامِ، فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ؛ وَيَتْرُكُ الْقِرَاءَةَ فِيمَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب پوچھا جاتا کہ کیا کوئی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے؟ فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے اور جب تنہا نماز پڑھے تو فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔

فرمایا:۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

یحیٰی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام کے پیچھے سری نماز میں مقتدی کو فاتحہ پڑھنی چاہیئے اور جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے۔ ف

۴۴ ۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا ابھی تم میں سے میرے ساتھ کوئی قرأت

ف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس اثر سے صاف واضح ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ امام کا پڑھنا اس کے لیے کافی ہے اور جب اکیلا نماز پڑھے تو سورہ فاتحہ پڑھا کرے۔ خود حضرت عبداللہ بن عمر بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ نہ پڑھیں اور سری نمازوں میں پڑھ لیا کریں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جہری اور سری سب نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ نگاہِ حقیقت سے دیکھا جائے تو اس مسئلے میں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف کتاب و سنت کے واضح نصوص سے زیادہ قریب اور طریقِ ادب کا زیادہ حامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بِالْقِرَاءَةِ. فَقَالَ: "هَلْ قَرَأَ مَعِي مِنْكُمْ أَحَدٌ آنِفًا؟" فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ أَنَا. يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ". فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ. حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پڑھ رہا تھا؟ ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہاں میں پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کہہ رہا تھا مجھے کیا ہوا جو مجھ سے قرآن چھینا جا رہا ہے پس لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے سے رک گئے جبکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن لیا۔ ف

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّأْمِينِ خَلْفَ الْإِمَامِ

امام کے پیچھے آمین کہنے کے بارے میں

۴۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل جائے گی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "آمِينَ".

ابن شہاب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین کہا کرتے تھے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فَقُولُوا: آمِينَ. فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہا کرو کیونکہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے سے موافقت کر گیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۴۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ. وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں۔ اگر ایک کی

ف۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صحابۂ کرام پہلے سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے ایک وقت آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ ممانعت کا حکم سننے کے بعد حضرات صحابۂ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پھر کبھی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ یہی مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فِي السَّمَاءِ، آمِينَ. فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"۔

دوسری سے موافقت ہوگئی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ف

۴۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب امام سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہا کرو کیونکہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے سے موافقت کر گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے۔

بَابُ ۱۲ الْعَمَلِ فِي الْجُلُوسِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں بیٹھنے کا طریقہ

۴۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: رَآنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصْبَاءِ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ نَهَانِي. وَقَالَ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ. فَقُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ، وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى. وَقَالَ: هٰكَذَا كَانَ يَفْعَلُ.

علی بن عبد الرحمٰن معاوی کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا کہ اس طرح کیا کرو جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح کیا کرتے تھے فرمایا کہ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھتے اور تمام انگلیوں کو بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنی بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے اور فرمایا کہ حضور اسی طرح کیا کرتے تھے۔

ف۔ مذکورہ تینوں روایتوں کا مفاد یہ ہے کہ جب نمازی خواہ وہ امام، مقتدی یا منفرد کوئی ہو، آمین کہتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، خواہ وہ زمین پر مسجد میں موجود ہوں یا آسمان پر ہوں۔ پس جس کا آمین کہنا فرشتوں کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ موافقت کی دو صورتیں ہی سمجھ میں آتی ہیں، ایک وقت کے لحاظ سے اور دوسری آواز کے لحاظ سے یعنی موافقت کی پہلی صورت تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس وقت نمازی نے آمین کہی اسی وقت فرشتے بھی کہیں۔ موافقت کی دوسری صورت یہی نظر آتی ہے کہ جتنی آواز سے فرشتے آمین کہیں اتنی ہی آواز سے نمازی آمین کہے تو اس کے سابقہ گناہ معاف فرما دیئے جائیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ فرشتوں کے آمین کہنے کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی لہٰذا نمازی کو بھی اسی طرح آمین کہنی چاہیئے کہ دوسرے نہ سن سکیں تاکہ فرشتوں کے ساتھ موافقت ہو جائے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے کہ مقتدیوں کو بھی امام کے پیچھے آمین آہستہ ہی کہنی چاہیئے۔

یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب نمازی آمین کہتا ہے تو اس کے ساتھ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمین آسمان کے فرشتے بھی آمین کہتے ہیں گویا فرشتے نمازی کو دیکھ کر اس کے ساتھ آمین کہنے کی کوشش کرتے ہیں اور زمین پر نماز پڑھنے والے کو وہ آسمان کی بلندیوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہزاروں میل دور سے کسی کو دیکھ لینا یا کسی کی بات سن لینا شرک ہوتا تو آمین کہنے والے فرشتوں کو ایسی سماعت و بصارت کبھی نہ دی جاتی شرک فرشتوں کو اس پر غور کرنا چاہیئے۔

۴۹۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ. وَصَلّٰى اِلٰى جَنْبِهٖ رَجُلٌ فَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ فِیْ اَرْبَعٍ، تَرَبَّعَ وَثَنٰى رِجْلَيْهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ عَبْدُ اللّٰهِ، عَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: فَاِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: فَاِنِّیْ اَشْتَكِیْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں ایک شخص نے نماز پڑھی۔ جب وہ چوتھی رکعت میں بیٹھا تو چار زانو بیٹھا اور اپنے دونوں پاؤں لپیٹ لیے جب حضرت عبداللہ فارغ ہوئے تو انہوں نے اس بات کو ناپسند فرمایا اس آدمی نے کہا کہ آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ مجھے تکلیف ہے

۵۰۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ حَكِيْمٍ: اَنَّهٗ رَاٰى عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَرْجِعُ فِیْ سَجْدَتَيْنِ فِی الصَّلٰوةِ، عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ، اِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةَ الصَّلٰوةِ. وَاِنَّمَا اَفْعَلُ هٰذَا مِنْ اَجْلِ اَنِّیْ اَشْتَكِیْ.

مغیرہ بن حکیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ نماز میں دونوں سجدوں کے درمیان دونوں پیروں کی انگلیوں پر بیٹھے جب وہ فارغ ہوا تو ان سے اس بات کا ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ نماز میں ایسا کرنا سنت نہیں ہے لیکن میں تکلیف کے باعث ایسا کرتا ہوں۔

۵۱۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ كَانَ يَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِی الصَّلٰوةِ اِذَا جَلَسَ. قَالَ فَفَعَلْتُهٗ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ. فَنَهَانِیْ عَبْدُ اللّٰهِ. وَقَالَ. اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى. وَتَثْنِیْ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى. فَقُلْتُ لَهٗ فَاِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ. فَقَالَ: اِنَّ رِجْلَیَّ لَا تَحْمِلَانِیْ.

عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز میں چار زانو بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں کم سنی کے باعث ایسا ہی کرنے لگا تو حضرت عبداللہ نے مجھے روکا اور فرمایا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھو اور بائیں پیر کو بچھا لو میں عرض گزار ہوا کہ آپ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میرے پیر میرا بوجھ نہیں اٹھاتے۔

۵۲۔ وَحَدَّثَنِیْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ اَرَاهُمُ الْجُلُوْسَ فِی التَّشَهُّدِ. فَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى، وَثَنٰى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَجَلَسَ عَلٰى وَرِكِهِ الْاَيْسَرِ، وَلَمْ يَجْلِسْ عَلٰى قَدَمِهٖ ثُمَّ قَالَ: اَرَانِیْ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَحَدَّثَنِیْ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ انہیں قاسم بن محمد نے تشہد میں بیٹھنا سکھایا تو انہوں نے اپنے دائیں پیر کو کھڑا کیا بائیں پیر کو بچھایا اور بائیں سرین پر بیٹھے پاؤں پر نہ بیٹھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ عبیداللہ بن عمر نے بتایا اور بیان کیا کہ ان کے والد ماجد اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ف

ف۔ احناف کے نزدیک تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھے، بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر۔ تمام انگلیاں اپنی اصلی حالت پر قبلہ رو رہیں۔ پیر کھڑا رکھنے اور بچھانے نیز بائیں پر بیٹھنے اور زمین پر سرین رکھنے کے متعلق بھی روایات موجود ہیں لیکن ایسی تمام روایتوں میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تکلیف یا تھکاوٹ کا احتمال ہے یعنی جیسی حالت میں جس طرح بیٹھنے میں آسانی ہو اس کی رخصت ہے اور عام حالات میں وہی طریقہ اصح و ارجح ہے جو مذکور ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۱۳ التَّشَهُّدُ فِی الصَّلٰوۃِ

نماز میں تشہد پڑھنا

۵۳ - حَدَّثَنِی یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ؛ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ، یُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ. یَقُوْلُ: قُوْلُوْا: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ، اَلزَّاکِیَاتُ لِلّٰهِ، اَلطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ؛ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

عبد الرحمٰن بن عبد القاری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا جبکہ وہ منبر پر لوگوں کو تشہد سکھا رہے تھے وہ فرماتے ہیں کہ کہو اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالزَّاکِیَاتُ لِلّٰهِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

۵۴ - وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَتَشَهَّدُ فَیَقُوْلُ: بِسْمِ اللّٰهِ، اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ، اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلزَّاکِیَاتُ لِلّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ. شَهِدْتُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ. یَقُوْلُ هٰذَا فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ، وَیَدْعُوْا، اِذَا قَضٰی تَشَهُّدَهٗ، بِمَا بَدَا لَهٗ. فَاِذَا جَلَسَ فِیْ اٰخِرِ صَلٰوتِهٖ، تَشَهَّدَ کَذٰلِكَ اَیْضًا. اِلَّا اَنَّهٗ یُقَدِّمُ التَّشَهُّدَ، ثُمَّ یَدْعُوْا بِمَا بَدَا لَهٗ. فَاِذَا قَضٰی تَشَهُّدَهٗ، وَاَرَادَ اَنْ یُّسَلِّمَ، قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، عَنْ یَّمِیْنِهٖ، ثُمَّ یَرُدُّ عَلَی الْاِمَامِ. فَاِنْ سَلَّمَ عَلَیْهِ اَحَدٌ عَنْ یَّسَارِهٖ، رَدَّ عَلَیْهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر تشہد پڑھتے ہوئے کہا کرتے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ، اَلصَّلَوَاتُ اَلزَّاکِیَاتُ لِلّٰهِ. اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ شَهِدْتُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ. یہ پہلی دو رکعتوں کے بعد کہتے اور جب تشہد ختم کرتے تو جو چاہتے دعا کرتے اور جب نماز کے آخر میں بیٹھتے تو اسی طرح تشہد پڑھتے ماسوائے اس کے کہ تشہد کو پہلے پڑھتے اور پھر جو چاہتے دعا کرتے جب تشہد ختم کر کے سلام پھیرنا چاہتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دائیں جانب کہتے پھر امام کو جواب دیتے اگر بائیں جانب سے کسی نے انہیں سلام کیا ہوتا تو اسے جواب دیتے۔

۵۵ - وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؛ اَنَّهَا کَانَتْ تَقُوْلُ، اِذَا تَشَهَّدَتْ: اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰهِ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ. وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ.

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشہد میں یوں کہا کرتیں۔ اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاکِیَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ. وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔

٥٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ إِذَا تَشَهَّدَتْ: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ. السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ. السَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشہد میں یہ پڑھا کرتی تھیں۔ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، وَنَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ: عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَقَدْ سَبَقَهُ الْإِمَامُ بِرَكْعَةٍ. أَيَتَشَهَّدُ مَعَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْأَرْبَعِ، وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ لَهُ وِتْرًا؟ فَقَالَا: لِيَتَشَهَّدْ مَعَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے ابن شہاب اور نافع سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو کیا وہ دوسری اور چوتھی رکعت میں تشہد پڑھے حالانکہ اس کی ایک رکعت باقی ہے۔ دونوں نے فرمایا کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے۔ ف

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد یہ ہے:۔

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

تمام زبانی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اور سب بدنی و مالی عبادتیں بھی۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ف۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے جیسے قرآن کریم کی صورت سکھایا کرتے تھے۔ احادیثِ مطہرہ میں چار تشہد وارد ہوئے ہیں جو حضرت عمر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ امام مالک کا معمول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد ہے۔ اکثر شافعیہ کا عمل حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تشہد پر ہے۔ احناف کا معمول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد ہے اور یہی مذہب امام احمد بن حنبل کا ہے۔ صحابہ کرام و تابعین عظام اور اکثر اہل علم کا معمول یہی تشہد رہا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ تشہد کی جملہ حدیثوں میں ابن مسعود کی حدیث سب سے صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر خود مجھے یہ تشہد سکھایا۔ سبحان اللہ ارے نصیب۔

کاش کہ اندر نمازم جا شود پہلوئے تو
تا بتقریب سلام افتد نظر بر روئے تو

باب ۱۴ مَا يَفْعَلُ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ

جو امام سے پہلے سر اٹھالے۔

۵۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ مَلِيحِ بْنِ عَبْدِ اللهِ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْإِمَامِ، فَإِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ.

ملیح بن عبد اللہ سعدی کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو امام سے پہلے سر اٹھاتا جھکاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِيمَنْ سَهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ فِي رُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ: إِنَّ السُّنَّةَ فِي ذَلِكَ، أَنْ يَرْجِعَ رَاكِعًا

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو بھول کر امام سے پہلے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھالے کہ اس بارے میں سنت

مذکورہ چاروں حضرات سے منقول ہر ایک کے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کے الفاظ موجود ہیں۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ نماز بارگاہِ رسالت کی اس سلامی کے بارے میں فرمایا ہے:۔ اَحْضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيْمَ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ (احیاء العلوم، ج اوّل، ص ۱۴۲) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی صورتِ مقدسہ کو دل میں حاضر کر کے پھر عرض کر کہ اے نبی! آپ پر سلام ہو۔ کیوں نہ ہو:۔

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

خاتم المحققین سیدنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلام کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

نیز آں ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابداں ست در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالتِ عبادت و آخر آں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر ست و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریانِ حقیقت محمدیہ است در ذرائرِ موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذواتِ مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوارِ قرب و اسرارِ معرفت متنور و فائض گردد۔

(اشعۃ اللمعات، جلد اول، ص ۴۰۱)۔

حضور ہر حالت اور ہر وقت میں اہلِ ایمان کا نصب العین اور عابدوں کے لیے آنکھ کی ٹھنڈک رہے ہیں اور خاص طور پر عبادت کی حالت میں کیونکہ نورانیت و انکشاف کا وجود اس وقت زیادہ اور قوی ہوتا ہے اور بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب حقیقتِ محمدیہ کی وجہ سے ہے جو موجودات کے تمام ذروں اور ممکنات کے جملہ افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے (جیسے جسم میں روح) پس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو نمازیوں کی ذات میں بھی موجود و حاضر ہیں۔ پس نمازی کو چاہیے کہ اس بات سے آگاہ رہے اور اس مشاہدہ سے غافل نہ بنے تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے نورانیت و فیض پا سکے۔ (خدا ہمیں یہ انوار و اسرار نصیب فرمائے، آمین)۔

وَسَلَّمَ». وَلَا يَنْتَظِرُ الْإِمَامَ. وَذٰلِكَ خَطَأٌ مِمَّنْ فَعَلَهُ. لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ» وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اَلَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْإِمَامِ، إِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ.

یہ جو کہ وہ رکوع یا سجدے میں چلا جائے اور امام کا انتظار نہ کرے اور یہ جان بوجھ کر لیا کرے غلطی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس اس کی مخالفت نہ کرو اور حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ جو امام سے پہلے سر اٹھاتا یا جھکاتا ہے تو اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

بَابُ ۱۵ مَا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ سَاهِيًا

جس نے دو رکعتوں کے بعد بھول کر سلام پھیر دیا۔

۵۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي

محمد بن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو رکعتوں پر

من از تو ہیچ مرادے دگر نمی خواہم
ہمی قدر بکنی کز خودم جدا نکنی

جن لوگوں نے برضا و رغبت بارگاہِ رسالت سے دوری و مہجوری کو اپنا مقدر بنالیا ہے اور ہمہ وقت دعویٰ اسلام و ادائے مسلمانی کے باوجود توہین و تنقیص شانِ رسالت پر ادھار کھائے بیٹھے رہتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ نافع مولیٰ ابن عمر کے منقولہ تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ - کی جگہ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ہے۔ بس پھر کیا ہے، جتد عین زمانہ نے گویا سب کچھ پالیا، اسی سے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے کا ایٹم بم بنالیا۔ چیختے چلاتے ہیں کہ جو نبی کو حاضر سمجھ کر سلام کرے گا وہ ہمارے شرک کے سمندر میں ڈوب مرے گا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے لیے حضرت عزرائیل علیہ السلام اور شیطان مردود کافی۔ انہوں نے جان کھینچ لینی ہے اور اس نے ایمان۔ ورپی حالات کسی تیسرے کی ضرورت ہی کیا کہ وہ حاضر و ناظر ہوتا پھرے۔ قبل از وقت فارغ ہو بیٹھے۔ اگر اس دار العمل سے کچھ پاس پلّے رکھیں تو نگران کی ضرورت محسوس ہو۔ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ - والے زمرے سے کسی کا دامن تھام لیں اور ان سب کا آقا و مولیٰ بلکہ سارے آقاؤں کے ملجا و ماویٰ کے در پر پڑے رہیں۔ ان کے ہو گئے تو خدا کے ہو گئے اور ان کے نہ ہوئے تو خدا کے نہ ہوئے :

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں پہ ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

لیکن اس شرک فروش خانہ بدوش قبیلے کے دماغ میں صرف ایک بات سمائی ہے، ہر ایک اس کا سودائی ہے کہ مسلمانوں کو مشرک کس طرح قرار دیا جائے۔ ان حضرات نے شرک کی تعریف اور حد بندی میں وہ دھاندلی کی ہے کہ اگر ان کرم فرماؤں کی تعریف کو تسلیم کر لیا جائے تو اس زمین پر پیدا ہونے والے کسی مسلمان کو مسلمان ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔ یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی معاذ اللہ مشرک قرار دیا جائیں گے حتیٰ کہ معلوم ہونے لگے گا کہ خدا کو بھی توحید سے زیادہ شرک پسند ہے۔ غرضیکہ شرک کی ایسی حد بندی اور تعریف کی ہے کہ اسلام و کفر کو ملا کر نہایت خوب خوشنما معجون تیار کر دی لیکن اسے کھاتے ہی ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ایسے فتنوں سے ہر مسلمان کو بچائے تاکہ ان کا ایمان محفوظ رہ سکے اور فتنہ پردازوں کو بھی ہدایت دے، آمین۔

هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ. فَقَالَ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟" فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ. فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ.

سلام پھیر دیا تو حضرت ذوالیدین عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے، پھر آخری دو رکعتیں پڑھیں اور ایک سلام پھیرا اور پہلے سجدے جیسا یا اس سے لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا، تکبیر کہی اور پہلے سجدے کی طرح یا اس سے لمبا دوسرا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا۔

۵۹۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى بْنِ أَبِيْ أَحْمَدَ: أَنَّهُ قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ، فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ، فَقَالَ أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيْتَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ" فَقَالَ: قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: "أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟" فَقَالُوْا: نَعَمْ. فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَمَّ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

ابوسفیان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ فرمایا کچھ بھی نہیں ہوا۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ! کچھ تو ہوا ہے؟ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔ کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر باقی نماز پوری کی، پھر بیٹھ کر سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

۶۰۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ؛ قَالَ بَلَغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ إِحْدٰى صَلٰوتَيِ النَّهَارِ، الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ. فَسَلَّمَ مِنِ اثْنَتَيْنِ. فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ، أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيْتَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَمَا نَسِيْتُ" فَقَالَ ذُو الشِّمَالَيْنِ، قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ. فَقَالَ: "أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟" فَقَالُوْا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَأَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ، ثُمَّ سَلَّمَ.

ابوبکر بن سلیمان کا بیان ہے کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر دن کی کسی ایک نماز میں سے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا پس ذوالشمالین آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ نہ نماز کم ہوئی اور نہ میں بھولا۔ ذوالشمالین عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ان میں سے ایک بات ہوئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا ذوالیدین نے صحیح کہا ہے وہ عرض گزار ہوئے کہ ہاں یا رسول اللہ! پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باقی نماز پوری کر کے سلام پھیرا۔

٦١ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک، ابن شہاب، سعید بن مسیب نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے حدیث مذکورہ کے مطابق روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: كُلُّ سَهْوٍ كَانَ نُقْصَانًا مِنَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ سُجُوْدَهُ قَبْلَ السَّلَامِ، وَكُلُّ سَهْوٍ كَانَ زِيَادَةً فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ سُجُوْدَهُ بَعْدَ السَّلَامِ.

امام مالک نے فرمایا کہ نماز میں اگر سہواً کمی واقع ہو جائے تو سجدے سلام سے پہلے کرے اور نماز میں اگر سہواً زیادتی ہو جائے تو سہو کے سجدے سلام کے بعد کرے۔ ف

بَابُ (١٦) إِتْمَامِ الْمُصَلِّيْ مَا ذَكَرَ إِذَا شَكَّ فِيْ صَلٰوتِهٖ

نمازی کو شک ہو جائے تو اپنی یاد پر نماز پوری کرے

٦٢ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک پڑ جائے

ف۔ آجکل سجدہ سہو کے بارے میں تجاہلِ عارفانہ سے کام لے کر یہ کلیہ گھڑ رکھا ہے کہ جہاں قرأت کی کوئی غلطی ہوئی تو اس پر سجدہ سہو کر لیا اور سمجھ بیٹھے کہ تلافی ہو گئی۔ حالانکہ قرأت ہی سے خاص نہیں سجدہ سہو تو پوری نماز کی غلطیوں سے متعلق ہے۔ نماز میں واقع ہونے والی غلطیوں کو چار جگہ تقسیم کیا جا سکتا ہے جن کی ترتیب یوں ہو سکتی ہے:۔

اوّلاً:۔ وہ غلطیاں جن کے واقع ہونے سے ثواب میں کمی آجاتی ہے لیکن سجدہ سہو کرنا لازم نہیں آتا جیسے کوئی ثنا پڑھنا بھول گیا یا نماز میں رکوع یا سجدے کی تسبیح نہ پڑھی۔ یہ امور سنت ہیں اور ترکِ سنت سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا خواہ وہ دانستہ واقع ہوا یا نادانستہ۔

ثانیاً:۔ وہ غلطیاں جو سہواً واقع ہو جائیں تو حضرات احناف کے نزدیک سجدہ سہو کرنا لازم آتا ہے اور غلطی کی تلافی ہو جاتی ہے۔ ایسی غلطیاں تین قسم کی ہیں:۔ (۱) سہواً کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہونا (۲) سہواً کسی واجب کا ترک ہو جانا (۳) سہواً کسی واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہو جانا۔ ان میں سے اگر کسی غلطی کا قصداً اور دانستہ وقوع ہوا تو اب سجدۂ سہو سے تلافی نہیں ہوگی بلکہ نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ کتنے ہی امام بننے والے حضرات دریں ایام نماز کے فرائض و واجبات سے بے خبر ہیں لیکن امامت کو ذریعۂ معاش بنا کر اپنی اور لوگوں کی نمازیں ضائع کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ نمازوں کو ضائع کرنے والے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ناخلف ہیں اور وہ جہنم کی غیّ نامی وادی میں پھینکے جائیں۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهَا بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ۔

ثالثاً:۔ وہ غلطیاں جن کے واقع ہو جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسے دورانِ نماز سلام و کلام کیا یا کھا پی بیٹھا، خواہ اس فعل کا وقوع دانستہ ہوا یا نادانستہ۔ ہر حال میں نماز ٹوٹ جاتی ہے، دوبارہ پڑھی جائے گی اور سجدۂ سہو یہاں کچھ نہیں بنا سکے گا۔ اسی طرح نماز پڑھی جس کی چار رکعت تھیں اور سلام پھیرنے کے بعد کلام بھی کر لیا۔ اس کے بعد یاد آیا کہ تین یا پانچ رکعت پڑھی ہیں یہ نماز دوبارہ پڑھی جائے گی اب سجدۂ سہو سے کچھ نہیں بنے گا۔

رابعاً:۔ قرأت کی وہ غلطیاں جن کے واقع ہو جانے سے کفر لازم آجاتا ہے۔ یہ غلطیاں اہلِ علم حضرات سے معلوم کر لی جائیں کیونکہ ان کا مدِ نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی سے ایسی غلطی واقع ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہو گئی بلکہ وہ شخص اسلام کے دائرے سے باہر ہو جاتا ہے چاہیئے کہ فوراً توبہ کرے، از سرِ نو دائرۂ اسلام میں آئے اور پھر اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قَالَ: "إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى، أَثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ. فَإِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً، شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ. وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً، فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ"

اور یاد نہ رہے کہ کتنی پڑھی ہے تین رکعتیں یا چار؟ تو اسے چاہیئے کہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو سجدے کرلے، بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے۔ اگر یہ رکعت اس نے پانچویں پڑھی ہوگی تو دونوں سہو کے سجدوں سے مل کر یہ بھی دوگانہ ہو جائے گا اور اگر یہ حقیقت میں چوتھی ہے تو یہ دونوں سجدے شیطان کی رسوائی کے لیے ہو جائیں گے۔

۶۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَتَوَخَّ الَّذِي يَظُنُّ أَنَّهُ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهِ. فَلْيُصَلِّهِ. ثُمَّ لْيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں بھول جائے تو بھولی ہوئی کے مطابق سوچ کر رائے قائم کرے اور اس کے مطابق نماز پڑھے پھر چاہیئے کہ بیٹھ کر سہو کے دو سجدے کرلے۔

۶۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَفِيفِ بْنِ عَمْرٍو السَّهْمِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَكَعْبَ الْأَحْبَارِ، عَنِ الَّذِي يَشُكُّ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، أَثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَكِلَاهُمَا قَالَ: لِيُصَلِّ رَكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ لْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

عطا بن یسار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت کعب احبار سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جسے شک ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کتنی نماز پڑھی ہے آیا تین رکعتیں یا چار؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ اسے ایک رکعت اور پڑھنی چاہیئے اور پھر چاہیئے کہ بیٹھ کر دو سجدے کرلے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنِ النِّسْيَانِ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: لِيَتَوَخَّ أَحَدُكُمُ الَّذِي يَظُنُّ أَنَّهُ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهِ. فَلْيُصَلِّهِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب نماز میں بھول جانے کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے کہ بھولی ہوئی نماز کے متعلق سوچے اور جو رائے قائم ہو اس کے مطابق نماز پڑھے۔

باب ۱۷ مَنْ قَامَ بَعْدَ الْإِتْمَامِ أَوْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ

جو نماز پوری کر لینے یا دو رکعتیں پڑھ لینے کے بعد سہوا کھڑا ہو جائے

۶۵ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ. فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ. فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ، وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ، كَبَّرَ. ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ. ثُمَّ سَلَّمَ.

حضرت عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب نماز پوری کرلی اور ہم سلام کے منتظر تھے تو آپ نے تکبیر کہی اور سلام سے پہلے بیٹھے ہوئے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

۶۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ؛

حضرت عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی

أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الظُّهْرَ. فَقَامَ فِي اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ فِيهِمَا فَلَمَّا قَضَى صَلٰوتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ سَهَا فِي صَلٰوتِهِ، فَقَامَ بَعْدَ إِتْمَامِهِ الْأَرْبَعَ، فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ رُكُوعِهِ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ أَتَمَّ: إِنَّهُ يَرْجِعُ، فَيَجْلِسُ وَلَا يَسْجُدُ. وَلَوْ سَجَدَ إِحْدَى السَّجْدَتَيْنِ لَمْ أَرَ أَنْ يَسْجُدَ الْأُخْرٰى. ثُمَّ إِذَا قَضَى صَلٰوتَهُ. فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. بَعْدَ التَّسْلِيمِ.

اور دو رکعت کے بعد بغیر بیٹھے کے کھڑے ہو گئے جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو دو سجدے کیے اور ان کے بعد سلام پھیرا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو چار رکعتیں پڑھ لینے کے بعد سہواً کھڑے ہو جائے، قرأت پڑھے، رکوع کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو اسے یاد آئے کہ وہ پوری نماز پڑھ چکا تھا وہ واپس لوٹ آئے یعنی بیٹھ جائے اور سجدہ نہ کرے اگر دونوں میں سے ایک سجدہ کر لیا ہے تو دوسرا نہ کرے جب نماز پوری کر لے تو اسے چاہیے کہ بیٹھا ہوا دو سجدے کرے سلام کے بعد۔

بَابُ النَّظَرِ فِي الصَّلٰوةِ إِلٰى مَا يَشْغَلُكَ عَنْهَا

نماز میں غافل کرنے والی چیز کو دیکھنا

۶۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ. عَنْ أُمِّهِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَهْدٰى أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَمِيصَةً شَامِيَّةً. لَهَا عَلَمٌ. فَشَهِدَ فِيهَا الصَّلٰوةَ. فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: "رُدِّي هٰذِهِ الْخَمِيصَةَ إِلٰى أَبِي جَهْمٍ. فَإِنِّي نَظَرْتُ إِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلٰوةِ فَكَادَ يَفْتِنُنِي"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوجہم بن حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک شامی چادر تحفے کے طور پر بھیجی جس میں نقش و نگار تھے آپ نے اس کے ساتھ نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم کو لوٹا دو کیونکہ میں نے نماز میں اس کے بیل بوٹے دیکھے پس قریب تھا کہ مجھے بھلا دیتے۔

۶۸۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَمِيصَةً لَهَا عَلَمٌ، ثُمَّ أَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ. وَأَخَذَ مِنْ أَبِي جَهْمٍ أَنْبِجَانِيَّةً لَهُ. فَقَالَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ. وَلِمَ؟ فَقَالَ: "إِنِّي نَظَرْتُ إِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلٰوةِ"

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چادر اوڑھی جس میں بیل بوٹے تھے۔ پھر وہ حضرت ابوجہم کو دے کر ان سے ان کی سادہ چادر لے لی وہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ میں نے نماز میں اس کے بیل بوٹے دیکھے تھے۔

۶۹۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ، كَانَ يُصَلِّي فِي حَائِطِهِ. فَطَارَ دُبْسِيٌّ فَطَفِقَ يَتَرَدَّدُ يَلْتَمِسُ مَخْرَجًا. فَأَعْجَبَهُ ذٰلِكَ. فَجَعَلَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ سَاعَةً ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى صَلٰوتِهِ فَإِذَا هُوَ لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى؟ فَقَالَ، لَقَدْ أَصَابَتْنِي فِي مَالِي هٰذَا فِتْنَةٌ. فَجَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِي

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک چڑیا اڑ کر باغ سے باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی وہ اس بات سے خوش ہوئے اور کچھ دیر اسے دیکھتے رہے پھر جب نماز کا خیال آیا تو بھول گئے کہ کتنی پڑھی ہے۔ فرمایا کہ میرے اس مال نے مجھے آزمائش میں ڈال دیا۔ پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ واقعہ عرض کر دیا جو باغ

اَصَابَهٗ فِىْ حَائِطِهٖ مِنَ الْفِتْنَةِ. وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. هُوَصَدَاقَةٌ لِلّٰهِ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ.

میں پیش آیا اور کہا کہ یارسول اللہ! وہ راہ خدا صدقہ ہے جہاں آپ چاہیں اسے خرچ فرمائیں۔

٧٠ - وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ، اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُصَلِّىْ فِىْ حَائِطٍ لَهٗ بِالْقُفِّ وَادٍ مِنْ اَوْدِيَةِ الْمَدِيْنَةِ. فِىْ زَمَانِ الثَّمَرِ، وَالنَّخْلُ قَدْ ذُلِّلَتْ، فَهِىَ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِهَا. فَنَظَرَ اِلَيْهَا. فَاَعْجَبَهٗ مَا رَاٰى مِنْ ثَمَرِهَا. ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى صَلٰوتِهٖ فَاِذَا هُوَ لَا يَدْرِىْ كَمْ صَلّٰى؟ فَقَالَ: لَقَدْ اَصَابَتْنِىْ فِىْ مَالِىْ هٰذَا فِتْنَةٌ فَجَآءَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةٌ. فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ. وَقَالَ: هُوَصَدَاقَةٌ. فَاجْعَلْهُ فِىْ سُبُلِ الْخَيْرِ. فَبَاعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفًا. فَسُمِّىَ ذٰلِكَ الْمَالُ، الْخَمْسِيْنَ.

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے جو قف میں تھا جو مدینہ منورہ کی ایک وادی ہے جبکہ پھل پک کر لٹکے ہوئے تھے اور ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس کی طرف دیکھا اور پھلوں کو دیکھ کر خوش ہوئے پھر جب نماز کا خیال آیا تو یاد نہ رہا کہ کتنی پڑھی ہے فرمایا کہ میری اس مال سے آزمائش ہوئی ہے لہٰذا وہ خلیفۂ وقت حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں واقعہ سنایا اور کہا کہ وہ صدقہ ہے۔ پس اسے بھلائی کے کاموں میں خرچ کیجیے پس حضرت عثمان نے اسے پچاس ہزار میں بیچ دیا تو اس باغ کا نام پچاس ہزارہ پڑ گیا۔
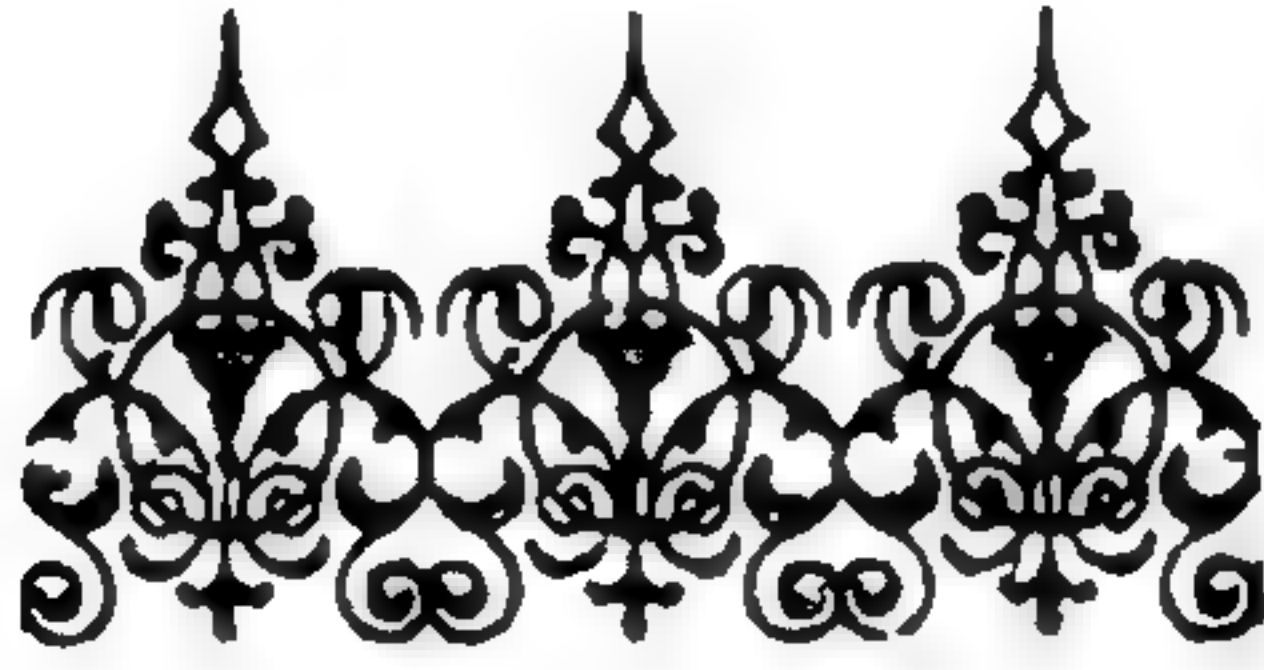
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۴۔ كِتَابُ السَّهْوِ

كِتَابُ السَّهْوِ

بَابُ الْعَمَلِ فِي السَّهْوِ

نماز میں بھول جانے پر کیا کرے۔

۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي، جَاءَهُ الشَّيْطَانُ، فَلَبَسَ عَلَيْهِ. حَتَّى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آکر بھلانے لگتا ہے یہاں تک کہ اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے جب تم میں سے کسی کو یہ مرحلہ درپیش آئے تو اسے چاہیئے کہ بیٹھے ہوئے دو سجدے کرلے۔

۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنِّي لَأَنْسَى أَوْ أُنَسَّى لِأَسُنَّ"

امام مالک تک یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس لیے بھولتا یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ اسے سنت کردوں

۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ؛ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَهِمُ فِي صَلَاتِي، فَيَكْثُرُ ذَلِكَ عَلَيَّ. فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: امْضِ فِي صَلَاتِكَ، فَإِنَّهُ لَنْ يَذْهَبَ عَنْكَ، حَتَّى تَنْصَرِفَ وَأَنْتَ تَقُولُ: مَا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي.

امام مالک تک یہ بات پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت قاسم بن محمد سے کہا کہ مجھے نماز میں کثرت سے وہم ہو جاتا ہے۔ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ تم اپنی نماز جاری رکھو کیونکہ یہ تم سے دور نہیں ہوگا یہاں تک کہ جب تم فارغ ہو جاؤ گے تو کہو گے کہ میں نے پوری نماز نہیں پڑھی۔
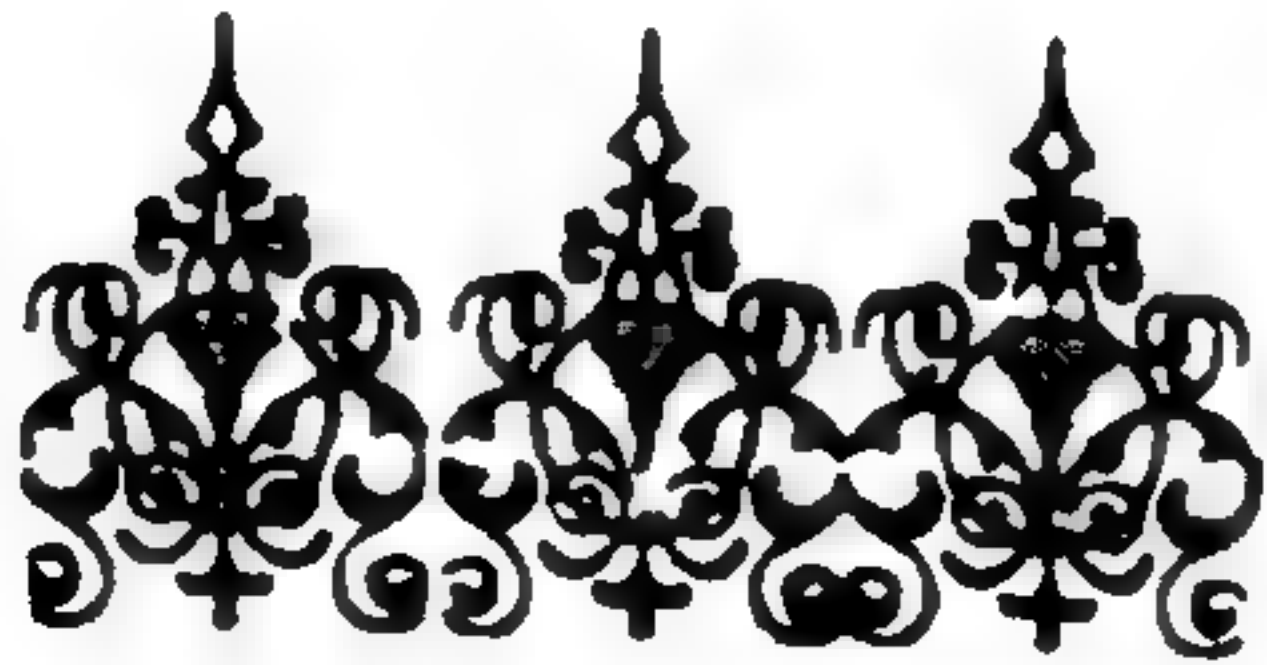
ف۔ محدث ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ یہ روایت مجھے حدیث کی کسی کتاب میں مسنداً یا مقطوعاً نہیں ملی اور یہ ان چار حدیثوں میں سے ہے جن کا موطاء امام مالک کے سوا حدیث کی اور کسی کتاب میں وجود نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٥۔ كِتَابُ الْجُمُعَةِ

کتاب الجمعہ

بَابُ الْعَمَلِ فِي غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے روز غسل کرنے کا بیان

١۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولَى، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً. وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً. فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ، يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے غسل جنابت کی طرح جمعہ کے روز غسل کیا پھر پہلی ساعت میں روانہ ہوا تو اس کے لیے اونٹ کی قربانی کا ثواب ہے اور جو دوسری ساعت میں روانہ ہوا اس کے لیے گائے کی قربانی کا اور جو تیسری ساعت میں چلا تو اس کے لیے مینڈھے کی قربانی کا اور جو چوتھی ساعت میں روانہ ہوا اس کے لیے مرغ خیرات کرنے کا اور جو پانچویں ساعت میں چلا تو اس کے لیے راہِ خدا میں انڈا دینے کا ثواب ہے اور جب امام نکلتا ہے تو فرشتے وعظ سننے لگتے ہیں۔

٢۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جمعہ کے روز غسل کرنا غسل جنابت کی طرح ہر بالغ پر واجب ہے۔

٣۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ. فَقَالَ عُمَرُ: أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ؟ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، انْقَلَبْتُ مِنَ السُّوقِ، فَسَمِعْتُ النِّدَاءَ، فَمَا زِدْتُ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ. فَقَالَ عُمَرُ: وَالْوُضُوءَ أَيْضًا؟ وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ.

سالم بن عبد اللہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام میں سے ایک صاحب اس وقت مسجد میں آئے جب حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آنے کا کونسا وقت ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المؤمنین! جب میں بازار سے لوٹا تو میں نے اذان سُنی۔ پس میں نے صرف وضو ہی کیا ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ صرف وضو، حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کا حکم بھی فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔

۵۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ، فَلْيَغْتَسِلْ"

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے نماز جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کر لینا چاہیئے۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، أَوَّلَ نَهَارِهِ وَهُوَ يُرِيدُ بِذَلِكَ، غُسْلَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّ ذَلِكَ الْغُسْلَ لَا يُجْزِي عَنْهُ، حَتَّى يَغْتَسِلَ لِرَوَاحِهِ. وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ، "إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ".

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز صبح کے وقت غسل کیا اور اس سے غسل جمعہ کی نیت کی تو یہ غسل اس کے لیے کافی نہیں ہوگا جب تک روانگی کے وقت غسل نہ کرے کیونکہ ابن عمر کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے نماز جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کرنا چاہیئے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، مُعَجِّلاً أَوْ مُؤَخِّرًا. وَهُوَ يَنْوِي بِذَلِكَ غُسْلَ الْجُمُعَةِ. فَأَصَابَهُ مَا يَنْقُضُ وُضُوءَهُ. فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلاَّ الْوُضُوءُ. وَغُسْلُهُ ذَلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز جلدی یا دیر سے غسل کیا اور اس سے اس نے غسل جمعہ کی نیت کی پھر اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اُسے وضو ہی کرنا ہوگا اور غسل اس کا وہی کافی ہے۔ ف

ف۔ امام مالک کے نزدیک نماز جمعہ کے قریب غسل کرنا ضروری ہے۔ اگر کافی دیر پہلے یا صبح کو غسل کیا تھا تو نماز جمعہ کی حاضری کے لیے دوبارہ غسل کرے۔ لیکن احناف کے نزدیک پہلا غسل ہی کافی ہے اگرچہ اس کے بعد مشقت کا کام کیا یا پسینہ آیا ہو، ہاں غسل کرے تو نُورٌ علیٰ نُور لیکن ضروری نہیں۔ ابتدا میں غسل جمعہ بھی غسل جنابت کی طرح واجب اور ضروری تھا کیونکہ مسجد نبوی تنگ اور لوگوں کے کپڑے بہت موٹے جھوٹے ہوتے تھے۔ جب دونوں چیزوں میں کشائش ہوگئی تو وجوب کا حکم منسوخ فرما دیا گیا کہ اب غسل جمعہ مستحب ہے کرنے والے کو ثواب ملے گا اور نہ کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے۔
امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں ایسی پیش احادیث پیش کی ہیں جن سے معلوم ہو رہا ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے اس کے بعد اٹھارہ احادیث و آثار پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ وجوب کا حکم منسوخ ہو گیا تھا اور جمعہ کے روز غسل کرنے میں فضیلت ضرور ہے کہ غسل کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ منسوخ ہونے کی وجوہات کا ذکر حضرت عبد اللہ ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایتوں میں موجود ہے۔
موطاء امام مالک کے اس باب کی تیسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر کے دوران خطبہ ایک آدمی دیر سے نماز جمعہ میں آیا جس نے غسل نہ کیا اور صرف وضو کر کے آ شامل ہوا تھا۔ اس کے متعلق ابن وہب اور ابن القاسم کی روایتوں میں ہے کہ وہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عثمان جیسے سنت رسول کے پیکر سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ وہ کسی واجب یا سنت مؤکدہ کو ترک کرتے اگر واجب ہوتا

بَابٌ ۲ مَا جَاءَ فِي الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

۶ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، لَغَوْتَ"

۷ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، يُصَلُّونَ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، حَتَّى يَخْرُجَ عُمَرُ. فَإِذَا خَرَجَ عُمَرُ. وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُونَ (قَالَ ثَعْلَبَةُ) جَلَسْنَا نَتَحَدَّثُ. فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ، وَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ، أَنْصَتْنَا، فَلَمْ يَتَكَلَّمْ مِنَّا أَحَدٌ.

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَخُرُوجُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ.

۸ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ، فِي خُطْبَتِهِ، قَلَّ مَا يَدَعُ ذٰلِكَ إِذَا خَطَبَ. إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوا وَأَنْصِتُوا. فَإِنَّ لِلْمُنْصِتِ، الَّذِي لَا يَسْمَعُ، مِنَ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصِتِ السَّامِعِ. فَإِذَا قَامَتِ الصَّلٰوةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بِالْمَنَاكِبِ. فَإِنَّ اعْتِدَالَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ.

ثُمَّ لَا يُكَبِّرُ، حَتَّى يَأْتِيَهُ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، فَيُخْبِرُونَهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ، فَيُكَبِّرُ.

جب امام خطبہ پڑھے تو سامعین خاموش رہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم اپنے ساتھی سے کہو کہ خاموش رہو اور امام جمعہ کے روز خطبہ دے رہا ہو تو تم نے بیہودہ حرکت کی۔

ثعلبہ بن ابو مالک قرظی نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں جمعہ کے روز ہم حضرت عمر کے آنے تک نماز پڑھتے رہتے جب حضرت عمر آجاتے اور منبر پر بیٹھتے اور مؤذن اذان کہہ دیتے تو ثعلبہ نے کہا کہ ہم بیٹھے باتیں کرتے رہتے جب مؤذن خاموش خاموش ہو جاتے اور حضرت عمر خطبہ دینے کھڑے ہوتے تو ہم خاموش ہو جاتے اور ہم میں سے کوئی ایک بھی باتیں نہ کرتا۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ امام کا آنا نماز کو اور اس کا کلام کرنا باتیں کرنے کو ختم کر دیتا ہے۔

مالک بن ابو عامر سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خطبے میں فرمایا کرتے اور شاذونادر ہی آپ نے یہ نہ کہا ہو کہ جب امام جمعہ کے روز خطبہ دینے کھڑا ہو تو غور سے سنو اور خاموش رہو کیونکہ خاموش رہنے والا اگر خطبہ نہ سن سکے تو اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا سننے والے خاموش کو ملتا ہے جب نماز کی اقامت کہی جائے تو صفیں سیدھی کر لیا کرو اور کندھے برابر کر لو کیونکہ صفوں کے برابر کرنے میں نماز کی تکمیل ہے پھر اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہ کہتے جب تک جن آدمیوں کو صفیں درست کرنے پر مقرر فرمایا تھا وہ یہ نہ بتاتے کہ درست

تو حضرت عمر ضرور انہیں حکم دیتے کہ غسل کر کے نماز پڑھیں۔ وہ نہ سہی تو دوسرے صحابۂ کرام انہیں تلقین کر کے واجب یا سنت مؤکدہ کو ادا کرنے کی جانب متوجہ کرتے۔ سب کی خاموشی اور غسل کرنے کا حکم نہ دینے سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اس بات پر اجماع ثابت ہو گیا اور غسل جمعہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

٩- وحدثني عن مالك، عن نافع، أن عبد الله بن عمر رأى رجلين يتحدثان والإمام يخطب يوم الجمعة. فحصبهما، أن اصمتا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو آدمیوں کو باتیں کرتے دیکھا اور امام جمعہ کے روز خطبہ دے رہا تھا تو چپ کرانے کے لیے انہیں کنکریاں ماریں۔

١٠- وحدثني عن مالك أنه بلغه أن رجلا عطس يوم الجمعة والإمام يخطب. فشمته إنسان إلى جنبه فسأل عن ذلك سعيد بن المسيب. فنهاه عن ذلك وقال: لا تعد.

وحدثني عن مالك: أنه سأل ابن شهاب عن الكلام يوم الجمعة، إذا نزل الإمام عن المنبر قبل أن يكبر. فقال ابن شهاب: لا بأس بذلك.

امام مالک نے ابن شہاب سے جمعہ کے روز اس وقت کلام کرنے کے متعلق پوچھا جب امام منبر سے اُتر آئے اور تکبیر تحریمہ سے پہلے۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام مالک نے ابن شہاب سے جمعہ کے روز امام کے منبر سے اترنے اور تکبیر ہونے سے پہلے بات کرنے کے متعلق پوچھا تو ابن شہاب نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

باب ٣ فيمن أدرك ركعة يوم الجمعة

جس نے نماز جمعہ کی رکعت پائی

١١- حدثني يحيى عن مالك، عن ابن شهاب. أنه كان يقول: من أدرك من صلوة الجمعة ركعة، فليصل إليها أخرى. قال ابن شهاب. وهي السنة.

قال مالك: وعلى ذلك أدركت أهل العلم ببلدنا. وذلك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: "من أدرك من الصلوة ركعة، فقد أدرك الصلوة".

ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ جس نے نماز جمعہ کی ایک رکعت پائی تو دوسری خود پڑھ لے۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ یہ سنت ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز سے ایک رکعت پائی اس نے نماز پالی۔

قال مالك، في الذي يصيبه زحام يوم الجمعة، فيركع ولا يقدر على أن يسجد، حتى يقوم الإمام، أو يفرغ الإمام من صلوته: أنه، إن قدر على أن يسجد، إن كان قد ركع، فليسجد إذا قام الناس. وإن لم يقدر على أن يسجد، حتى يفرغ الإمام من صلوته، فإنه أحب إلي أن يبتدئ صلوته ظهرا أربعا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے جمعہ کے روز رکوع کر لیا لیکن زیادہ بھیڑ کے باعث سجدہ نہ کر سکا یہاں تک کہ امام کھڑا ہو گیا یا امام نماز سے فارغ ہو گیا تو جو رکوع کر چکا ہے وہ جب لوگ کھڑے ہو جائیں اگر اس وقت سجدہ کر سکتا ہے تو کر لینا چاہیے اور اگر امام کے نماز سے فارغ ہونے تک سجدہ نہ کر سکے تو مجھے یہ پسند ہے کہ وہ ظہر کی چار رکعتیں شروع کر دے۔

باب ٤ ما جاء فيمن رعف يوم الجمعة

جس کی نماز جمعہ کے وقت نکسیر پھوٹ نکلے

١٢- قال مالك، من رعف يوم الجمعة، والإمام

امام مالک نے فرمایا کہ جس کی جمعہ کے روز نکسیر پھوٹ نکلی

يَخْطُبُ، فَخَرَجَ فَلَمْ يَرْجِعْ، حَتَّى فَرَغَ الْإِمَامُ مِنْ صَلٰوتِهِ فَإِنَّهُ يُصَلِّي أَرْبَعًا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الَّذِي يَرْكَعُ رَكْعَةً مَعَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. ثُمَّ يَرْعُفُ فَيَخْرُجُ، فَيَأْتِي وَقَدْ صَلَّى الْإِمَامُ الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا: أَنَّهُ يَبْنِي بِرَكْعَةٍ أُخْرٰى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ.

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ عَلَى مَنْ رَعَفَ، أَوْ أَصَابَهُ أَمْرٌ لَا بُدَّ لَهُ مِنَ الْخُرُوجِ. أَنْ يَسْتَأْذِنَ الْإِمَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ.

بَابُ ۵ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۱۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ. فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقْرَؤُهَا۔ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا السَّعْيُ فِي كِتَابِ اللهِ الْعَمَلُ وَالْفِعْلُ. يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ۔ وَقَالَ تَعَالٰى۔ وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى۔ وَقَالَ۔ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعٰى۔ وَقَالَ۔ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى۔

قَالَ مَالِكٌ: فَلَيْسَ السَّعْيُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ فِي كِتَابِهِ بِالسَّعْيِ عَلَى الْأَقْدَامِ، وَلَا الْاِشْتِدَادِ، وَإِنَّمَا عَنَى الْعَمَلَ وَالْفِعْلَ.

بَابُ ۶ مَا جَاءَ فِي الْإِمَامِ يَنْزِلُ بِقَرْيَةٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي السَّفَرِ

۱۴۔ قَالَ مَالِكٌ: إِذَا نَزَلَ الْإِمَامُ بِقَرْيَةٍ تَجِبُ فِيهَا الْجُمُعَةُ، وَالْإِمَامُ مُسَافِرٌ. فَخَطَبَ وَجَمَّعَ بِهِمْ، فَإِنَّ أَهْلَ تِلْكَ الْقَرْيَةِ وَغَيْرَهُمْ يُجَمِّعُونَ مَعَهُ.

اور امام خطبہ دے رہا تھا پس وہ باہر نکلا اور امام کے نماز سے فارغ ہونے تک واپس نہ آیا تو وہ چار رکعتیں پڑھے۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے جمعہ کے روز امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر اس کی نکسیر جاری ہوگئی تو وہ باہر نکل گیا اور اس وقت آیا جبکہ امام دونوں رکعتیں پڑھ چکا تھا تو اگر اس نے کلام نہیں کیا

امام مالک نے فرمایا کہ جمعہ کے روز جس کی نکسیر پھوٹ نکلے یا کوئی ایسی بات واقع ہو جائے جس کے باعث نکلنا پڑے تو نکلنے کے لیے امام سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

جمعہ کے روز سعی کرنے کا بیان

امام مالک نے ابن شہاب سے ارشاد باری تعالیٰ اِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ ۔۔۔۔ کے بارے میں پوچھا تو ابن شہاب نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے اِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوا إِلٰى ذِكْرِ اللهِ ۔۔۔۔۔۔۔۔ پڑھا کرتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ سعی سے یہاں قرآن مجید میں عمل اور فعل مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ۔ وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى۔ وَقَالَ. ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعٰى۔ وَقَالَ۔ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى

امام مالک نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں یہاں سعی سے مراد پیروں سے چلنا یا دوڑنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد عمل اور فعل ہے۔

دوران سفر جمعہ پڑھنے کے لیے امام کا کسی گاؤں میں اترنا

امام مالک نے فرمایا کہ جب امام ایسے گاؤں میں اترے جس میں جمعہ واجب ہے اور مسافر امام نے خطبہ دیا اور لوگوں کو جمعہ پڑھایا تو اس گاؤں والے اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ جمعہ پڑھ لیں

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ جَمَّعَ الْإِمَامُ وَهُوَ مُسَافِرٌ، بِقَرْيَةٍ لَا تَجِبُ فِيهَا الْجُمُعَةُ، فَلَا جُمُعَةَ لَهُ. وَلَا لِأَهْلِ تِلْكَ الْقَرْيَةِ. وَلَا لِمَنْ جَمَّعَ مَعَهُمْ مِنْ غَيْرِهِمْ. وَلْيُتِمَّ أَهْلُ تِلْكَ الْقَرْيَةِ وَغَيْرُهُمْ، مِمَّنْ لَيْسَ بِمُسَافِرٍ، الصَّلٰوةَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب مسافر امام نے ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھایا جس پر جمعہ نہیں ہے تو اس امام کا جمعہ ہوا نہ اس گاؤں والوں کا اور نہ دوسرے لوگوں کا جنہوں نے اس کے ساتھ جمعہ پڑھا اس گاؤں والے اور دوسرے لوگ کہ جو مسافر نہیں ہیں اپنی نماز ظہر پوری کرنی چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا جُمُعَةَ عَلٰى مُسَافِرٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ مسافر پر جمعہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی اس ساعت کا بیان جس میں دعا قبول ہوتی ہے

۱۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: "فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ" وَأَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، يُقَلِّلُهَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسے نماز کی حالت میں پائے تو اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرے وہ اسے عطا فرما دی جاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ وہ تھوڑا وقت ہے۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ، خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ، فَلَقِيتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ. فَجَلَسْتُ مَعَهُ. فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَاةِ، وَحَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثْتُهُ، أَنْ قُلْتُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، يَوْمُ الْجُمُعَةِ. فِيهِ خُلِقَ آدَمُ. وَفِيهِ أُهْبِطَ مِنَ الْجَنَّةِ. وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ. وَفِيهِ مَاتَ. وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ. وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کوہ طور کی جانب نکلا تو کعب احبار سے میری ملاقات ہوئی میں ان کے پاس بیٹھ گیا وہ مجھے توریت کے بیانات سناتے اور میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سناتا۔ احادیث بیان کرتے ہوئے میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے جمعہ بہتر ہے۔ اسی روز حضرت آدم پیدا کیے گئے اسی میں جنت سے اتارے گئے اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اسی میں وفات پائی اور اسی میں قیامت قائم ہوگی جنوں اور انسانوں کے سوا کوئی جاندار ایسا نہیں جو صبح صادق سے طلوع آفتاب تک قیامت

ف۔ جمعہ کی مذکورہ ساعت کے بارے میں بیالیس ۴۲ اقوال ہیں۔ سب سے قوی تر دو قول ہیں۔ (۱) وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز ختم ہونے تک ہے (۲) وہ ساعت جمعہ کے روز نمازِ عصر سے نمازِ مغرب تک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ساعت کو مختصر سی بتایا اور فرمایا ہے کہ صاحبِ ایمان اگر اسے نماز کی حالت میں پائے (یا نماز کا انتظار بھی حالتِ نماز ہے) تو اپنے پروردگار سے جو دعا کرے گا قبول ہوگی کیونکہ إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔

مُصِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ. إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ. وَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا، إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ" قَالَ كَعْبٌ: ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ؟ فَقُلْتُ: بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ. فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ. فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَلَقِيْتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ. فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ؟ فَقُلْتُ: مِنَ الطُّوْرِ. فَقَالَ: لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ، مَا خَرَجْتَ. سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَإِلٰى مَسْجِدِي هٰذَا، وَإِلٰى مَسْجِدِ إِيْلِيَاءَ أَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ" يَشُكُّ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ، فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ الْأَحْبَارِ، وَمَا حَدَّثْتُهُ بِهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ. فَقُلْتُ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ. قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبَ كَعْبٌ. فَقُلْتُ. ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ. فَقَالَ بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: صَدَقَ كَعْبٌ. ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ. قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُوْنُ آخِرَ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي" وَتِلْكَ السَّاعَةُ سَاعَةٌ لَا يُصَلّٰى فِيْهَا؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِي صَلٰوةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ"؟ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ: فَهُوَ ذٰلِكَ.

کے خوف سے چوکنا نہ رہتا ہو اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان نماز کی حالت میں اسے پائے تو جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اسے عطا فرما دیا جاتا ہے۔ کعب نے کہا کہ سال میں ایسا ایک دن ہوتا ہے تو میں نے کہا کہ ہر جمعہ میں۔ پس کعب نے توریت پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ پھر میں بصرہ بن ابو بصرہ سے ملا تو پوچھا کہ آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ میں نے کہا کوہ طور سے۔ کہا اگر آپ اس کی طرف جانے سے پہلے مجھے مل لیتے تو نہ جاتے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نہ تیار کی جائیں سواریاں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد ایلیا یا بیت المقدس کی طرف۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ پھر میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام سے ہوئی تو میں نے اُن سے کعب احبار کے پاس بیٹھنے اور جو جمعہ کے بارے میں گفتگو ہوئی اُس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کعب یہ کہتے تھے کہ ایسا سال میں ایک دن ہے حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ کعب نے غلط بیانی کی۔ میں نے کہا کہ پھر کعب نے توریت پڑھ کر کہا کہ ہاں وہ ہر جمعہ میں ہے پس حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ کعب نے سچ کہا پھر حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ میں جانتا ہوں وہ کونسی ساعت ہے حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ مجھے اس کے بارے میں بتائیے اور بخل سے کام نہ لیجیے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ جمعہ کے روز آخری ساعت ہے حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ وہ جمعہ کی آخری ساعت کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نہیں پاتا بندۂ مسلم اس کو نماز پڑھتے ہوئے مگر" اور یہ وہ ساعت ہے جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی حضرت عبداللہ بن اسلام نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو نماز کے انتظار میں بیٹھے تو نماز پڑھنے تک وہ نماز میں شمار ہوتا ہے حضرت ابوہریرہ نے کہا کیوں نہیں۔ کہا پس وہ یہی ہے۔ ف

ف۔ اس حدیث کے الفاظ لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ سے یہی بات سامنے آرہی ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ

بَابُ الْهَيْئَةِ، وَتَخَطِّي الرِّقَابِ، وَاسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے روز کپڑے بدلنا لوگوں کی گردنوں سے پھلانگنا اور امام کی طرف منہ کرکے بیٹھنا۔

۱۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا عَلَى أَحَدِكُمْ لَوِ اتَّخَذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهِ، سِوَى ثَوْبَيْ مَهْنَتِهِ"

یحیٰی بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے اوپر کتنا بار ہے اگر تم روزانہ کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنا رکھو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ لَا يَرُوحُ إِلَى الْجُمُعَةِ إِلَّا ادَّهَنَ، وَتَطَيَّبَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَرَامًا.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حالتِ احرام کے علاوہ جمعہ کے لیے نہ جاتے مگر تیل اور خوشبو لگا کر۔

۱۸۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ اگر تم میں سے کوئی ظہر کی نماز حرہ میں جا پڑھے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ جمعہ

کے سوا اور کسی مسجد کے لیے اس غرض سے سفر کیا جائے کہ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہوگا۔ اس حدیث اور لاتشد الرحال کو لے کر علامہ ابن تیمیہ حرانی (المتوفی ۷۲۸ھ) نے ذوالخویصرہ کی مردہ ہڈیوں کو جمع کیا اور اس کے مشن کو زندہ کرکے روضۂ مطہرہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے سفر کو ناجائز و حرام قرار دیا۔ حالانکہ بیت اللہ قبلۂ اجسام تو روضۂ اطہر قبلۂ ایمان ہے۔ جسم ادھر جھکتے ہیں تو اہلِ ایمان کے دل ادھر جھکتے ہیں۔ وہاں فرشتوں کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے تو یہاں ہر وقت ستر ہزار عرشیوں کا اجتماع رہتا ہے۔ ادھر منہ کرکے سجدے ہو رہے ہیں تو ادھر نگاہیں جھکا کر عرش و فرش سے صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کیے جا رہے ہیں۔ شمع رسالت کے پروانے تو زبانِ حال سے ہر وقت یوں گویا رہتے ہیں۔

مرحبا اے پیک مشتاقان بدہ پیغامِ دوست
تاکنم جاں از سرِ رغبت فدائے نامِ دوست

علامہ ابن تیمیہ کا مشن ایمان کے خلاف ایک بھرپور سازش تھی جس کا حکومتِ وقت نے نوٹس لیا اور اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے زیرِ زمین دفن کر دیا۔ کئی صدیوں تک فضاؤں میں خاموشی رہی لیکن بارھویں صدی ہجری میں یہ فتنہ نجد سے پھر اٹھ کھڑا ہوا جس کے بارے میں مخبرِ صادق نے فرمایا تھا کہ هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔ ایک صدی تک یہ فتنہ اپنی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہ کر آخر کار پورے خطۂ عرب پر چھا گیا اور دوسری جانب متحدہ ہندوستان کے پایۂ تخت دہلی سے سر نکالا جسے نصاریٰ کی حکومت ہونے کے باعث خوب پر پرزے نکالنے کا موقع ملا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ سازش کتنے ہی بظاہر خوشنما رنگوں میں چاروں طرف سے حملہ آور ہوئی اور کتنے ہی مسلمانوں کو ان کی ایمان جیسی متاعِ عزیز سے محروم کر دیا۔ ان کا ظاہر دیکھیے تو نظر آئے گا کہ حقیقت میں مسلمان یہی ہیں یعنی لَتَحْتَقِرَنَّ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ کے پورے مصداق اور حقیقت کا مطالعہ کیجیے تو يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ کی منہ بولتی تصویر نظر آئیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں اور سارے مدعیانِ اسلام کو شیطان کے فریب اور فتنوں سے محفوظ رکھے اور اپنے حبیبِ پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور فدائی و شیدائی بنائے، آمین۔

يَقُولُ، لَأَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمْ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَقْعُدَ، حَتَّى إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ، جَاءَ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

کے روز جب امام خطبہ دینے کھڑا ہو تو یہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آئے۔

قَالَ مَالِكٌ، السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنْ يَسْتَقْبِلَ النَّاسُ الْإِمَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْطُبَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ يَلِي الْقِبْلَةَ وَغَيْرَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ جمعہ کے روز لوگ امام کی جانب منہ کریں جبکہ وہ خطبہ دینے لگے خواہ ان میں سے کوئی قبلہ کے نزدیک ہو یا دُور۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ، وَالْاِحْتِبَاءِ وَمَنْ تَرَكَهَا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

نمازِ جمعہ کی قرأت، احتباء کرنا اور بغیر عذر کے نماز جمعہ ترک کرنا

۱۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ: مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، عَلَى إِثْرِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ — هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ.

ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جمعہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورۂ جمعہ کے بعد کونسی سورت پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ آپ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ (قَالَ مَالِكٌ: لَا أَدْرِي أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ لَا) أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا عِلَّةٍ، طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قَلْبِهِ".

صفوان بن سلیم نے فرمایا کہ جس نے متواتر تین جمعہ ترک کر دیئے بغیر کسی عذر اور بیماری کے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

۲۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ خُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَجَلَسَ بَيْنَهُمَا.

امام جعفر صادق نے امام محمد باقر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز دو خطبے دیئے اور دونوں کے درمیان بیٹھے۔
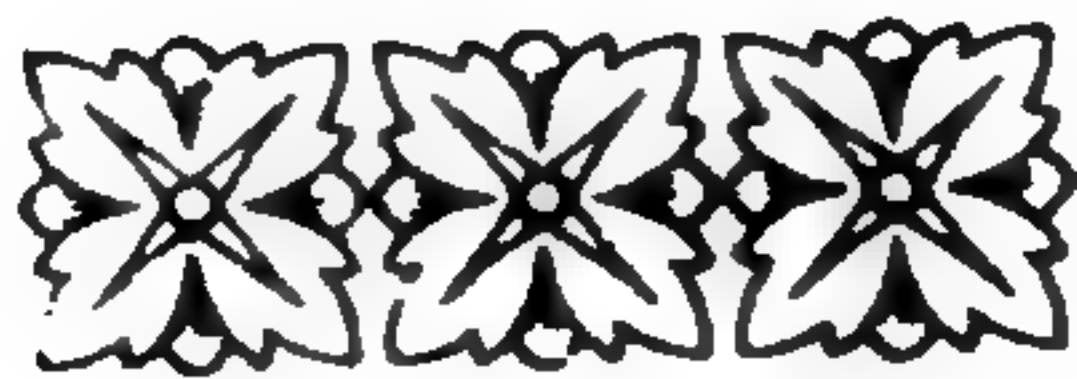
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۶۔ کِتَابُ الصَّلٰوۃِ فِیْ رَمَضَانَ — کتاب الصلوٰۃ فی رمضان

بَابُ التَّرْغِیْبِ فِی الصَّلٰوۃِ فِیْ رَمَضَانَ

۱۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَصَلّٰی بِصَلَاتِهٖ نَاسٌ. ثُمَّ صَلَّی اللَّیْلَةَ الْقَابِلَةَ، فَكَثُرَ النَّاسُ. ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّیْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ، فَلَمْ یَخْرُجْ اِلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا اَصْبَحَ، قَالَ: ”قَدْ رَاَیْتُ الَّذِیْ صَنَعْتُمْ، وَلَمْ یَمْنَعْنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَیْكُمْ اِلَّا اَنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْكُمْ“ وَذٰلِكَ فِیْ رَمَضَانَ

۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ، مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَ بِعَزِیْمَةٍ. فَیَقُوْلُ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ“

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ. ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ

رمضان میں تراویح پڑھنے کی ترغیب

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر اگلی رات پڑھی تو لوگ بہت بڑھ گئے۔ چنانچہ تیسری یا چوتھی رات کو بہت اجتماع ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھ لیا جو تم نے کیا اور نہیں روکا مجھے تمہارے پاس آنے سے مگر اس خدشہ نے کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔ ف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تراویح پڑھنے کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے تھے چنانچہ فرماتے کہ جس نے قیام کیا رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال تک قیام رمضان کی صورت یہی رہی اور یہی خلافت

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری حیات طیبہ میں صرف دو یا تین رات نماز تراویح پڑھائی ہے اور پھر فرض ہو جانے کے ڈر سے تا زیست نہیں پڑھائی۔ حضور نے کتنی رکعتیں پڑھائیں اس کے متعلق روایات مختلف ہیں لیکن یہ بات ختم کر دی گئی اور وہ رکعتیں صحابہ کرام کے لیے بھی سنت قرار نہ پائیں بلکہ یہ بات اس کے بعد بھی ہر ایک کی مرضی پر موقوف رہی کہ جتنی رکعتیں کوئی چاہتا پڑھ لیا کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں یہی معمول رہا۔ یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پورے

فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

صدیقی میں اور بھی خلافتِ فاروقی کے شروع میں رہی۔

بَابُ ۲ مَا جَاءَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ

قیام رمضان کے بارے میں

۳۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ. يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ. فَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَانِي لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ. فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ. فَقَالَ عُمَرُ: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ، وَالَّتِي تَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي تَقُومُونَ. يَعْنِي آخِرَ اللَّيْلِ. وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ.

عبد الرحمٰن بن عبد القاری نے فرمایا کہ میں رمضان المبارک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں آیا تو لوگوں کو متفرق دیکھا کہ کوئی اکیلا اور کوئی چند آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم میرے خیال میں اگر انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو یہ ایک مثال ہو گی چنانچہ آپ نے انہیں حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا پھر میں کسی دوسری رات میں ان کے ساتھ آیا تو لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ پس حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے اور تمہارے سونے کا وقت اس قیام کے وقت سے افضل ہے یعنی رات کا آخری حصہ اور لوگ اگلی رات قیام کیا کرتے تھے۔ ف

دورِ خلافت میں رہا اور کچھ عرصہ یہی حالت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں رہی۔ پھر انہوں نے تراویح کا باقاعدہ انتظام کیا اور تمام صحابۂ کرام کا اس پر اجماع ہو گیا۔ لہٰذا تراویح کی رکعتیں اور جماعت وغیرہ سب سنت خلفائے راشدین ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ف۔ اس روایت کے اندر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ یعنی یہ تو اچھی بدعت ہے اس نے بعض مبتدعین زمانہ کو بہت پریشان کر رکھا ہے۔ وہ حضرات تو مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک بنانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں لیکن حضرت عمر نے تراویح کو بدعت بنا کر اس کی تعریف بھی فرما دی۔ اب وہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ کا حکم حضرت عمر پر تو لگانے سے ڈرتے ہیں لیکن حضرت عمر کے غلاموں یعنی سچے مسلمانوں کو بدعتی ٹھہرائے بغیر بھی نہیں رہ سکتے لہٰذا چور دروازہ یہ نکالتے ہیں کہ بدعت سے حضرت عمر کی مراد لغوی بدعت تھی ورنہ ہر شرعی بدعت گمراہی ہے۔ گویا حضرت عمر کے زمانے میں جو نماز تراویح کا نام رکعتیں، جماعت اور وقت کا تعین ہوا تو یہ سارے کام شرعی نہیں بلکہ لغوی تھے؟

دوستو! قاعدہ کلیہ یہ نہیں جو اسلام کے ان نادان دوستوں نے گھڑ لیا بلکہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ نیا کام جو سنت کو مٹائے اسے بدعت کہا جائے گا ایسی ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ سنت اور بدعت ایک دوسری کی ضد ہیں ایک کے عروج میں دوسری کا زوال ہے۔ سنتوں کے زندہ کرنے سے بدعتیں مٹیں گی اور بدعتوں کے پھیلنے سے سنتیں غائب ہو جائیں گی۔ یہی بات سرمایہ ملت کے ایک عظیم الشان نگہبان یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے فرمائی ہے: "سنت و بدعت ایک دوسری کی ضد ہیں اور ایک کا وجود دوسری کی نفی کو مستلزم ہے۔ پس ایک کو زندہ کرنا دوسری کو مارنا ہے یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کو مٹانا ہے

۴ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ؛ أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. قَالَ: وَقَدْ كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ، حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ، وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ.

سائب بن یزید نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز پڑھایا کریں۔ فرمایا کہ قاری ہر رکعت میں سو آیتیں پڑھتا یہاں تک طولِ قیام کے باعث ہم لکڑی کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتے اور ہم فجر کے نزدیک فارغ ہوتے تھے۔ ف

۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً.

یزید بن رومان نے فرمایا کہ حضرت عمر کے زمانہ میں رمضان شریف کے اندر لوگ تیئیس ۲۳ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ ف

۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ يَقُولُ: مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُونَ الْكَفَرَةَ فِي رَمَضَانَ. قَالَ: وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ. فَإِذَا قَامَ بِهَا فِي اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، رَأَى النَّاسُ أَنَّهُ قَدْ خَفَّفَ.

داود بن حصین نے اعرج کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ قاری سورۃ البقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا اور جب باقی بارہ رکعتیں پڑھی جاتیں تو لوگ دیکھتے کہ وہ ہلکی کر دی ہیں۔

اور اسی طرح برعکس" (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۵)۔

ف۔ اس روایت سے تراویح کے علاوہ معلوم ہو رہا ہے کہ وتر کی تین رکعت پڑھنا ہی صحابۂ کرام کا آخری معمول تھا جس پر وہ ہمیشہ قائم رہے اگرچہ ابتدا میں یہ صورت بھی رہی تھی کہ رات کو قیام فرماتے اور آخر میں ایک رکعت ملا کر سب کو وتر بنا لیتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں بھی رمضان اور غیر رمضان کے اندر گیارہ رکعت پڑھنا ہی مذکور ہے (بخاری شریف) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی تین ہی رکعت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ پہلی روایت سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت عمر کے حکم سے تراویح کی آٹھ رکعتیں پڑھائی جاتی تھیں اور ہر رکعت میں سو آیتیں پڑھی جاتیں یعنی شایانِ شان طریقے سے نہ کہ ہمارے زمانے کے حفاظ کی طرح یوں فجر کے قریب جا کر تراویح سے فارغ ہوتے۔ بعد میں قرأت کم کر کے رکعتوں کی تعداد بیس مقرر فرما۔ ان حضرات کا آخری معمول یہی رہا جس پر چاروں آئمہ کا اتفاق اور ہمیشہ سے اہلِ حق کا اسی پر عمل ہے واضح رہے کہ نمازِ تراویح کا نام، باجماعت پڑھنا، وقت کا تعین اور رکعتوں کی تعداد وغیرہ یہ جملہ امور فرمانِ رسالت: تَمَسَّكُوا بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ کے مطابق خلفائے راشدین کی سنت ہیں جن پر تمام صحابۂ کرام کا اجماع ہے۔ اسی کو نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ کہا جو بدعتِ حسنہ یعنی سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ؛ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ، كُنَّا نَنْصَرِفُ فِيْ رَمَضَانَ، فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ، مَخَافَةَ الْفَجْرِ.

عبد اللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ رمضان میں جب ہم فارغ ہوتے تو خدام سے سحری کا کھانا جلدی لانے کے لیے کہتے۔ ڈر تھا کہ فجر طلوع نہ ہو جائے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ؛ أَنَّ ذَكْوَانَ، أَبَا عَمْرٍو (وَكَانَ عَبْدًا لِعَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعْتَقَتْهُ، عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا) كَانَ يَقُوْمُ يَقْرَأُ لَهَا فِيْ رَمَضَانَ.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ذکوان (جو حضرت عائشہ صدیقہ کے غلام تھے اور جنہیں مدبّر کر دیا تھا) وہ رمضان میں کھڑے ہوتے اور انہیں قرآن مجید سناتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٧- كِتَابُ صَلوٰةِ اللَّيْلِ

بَابُ مَا جَآءَ فِي صَلوٰةِ اللَّيْلِ

١- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رِضًا: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنِ امْرِئٍ تَكُونُ لَهُ صَلوٰةٌ بِلَيْلٍ، يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ، إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ أَجْرَ صَلوٰتِهِ، وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً"

٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ. فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي، فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا. قَالَتْ: وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ.

٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي صَلوٰتِهِ، فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ

کتاب صلوٰۃ اللیل

نماز تہجد کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی ہمیشہ رات کو نماز پڑھے اور کسی رات نیند اس پر غلبہ پالے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نماز کا ثواب ہی لکھتا ہے اور وہ نیند اس کے لیے صدقہ شمار ہوگی۔ ف

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سویا کرتی اور میرے پیر آپ کے قبلہ کی جانب ہوتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے اشارہ کر دیتے تو میں اپنے پیر سمیٹ لیتی اور جب آپ قیام فرماتے تو میں پھیلا لیتی انہوں نے فرمایا کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھے تو اسے سو جانا چاہیے تاکہ نیند کا غلبہ جاتا رہے کیونکہ جب کوئی اونگھتا ہوا نماز پڑھے گا تو اسے کیا معلوم کر

ف۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں کرم بالائے کرم ہے کہ امتِ محمدیہ کا کوئی قائم اللیل فرد اگر کسی رات نیند سے بیدار نہ ہو سکے تب بھی اسے نماز پڑھنے اور شب بیداری کرنے کا ثواب مل جاتا ہے اور اس رات کے سونے کو انعام قرار دے دیا جاتا ہے والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ معلوم ہوا کہ دارین کی ساری بہار ہی حبیب پروردگار کی غلامی سے ہمکنار رہتی ہے یعنی خدا کی رحمت کے بادل بھی ایسے ہی سعادت مند لوگوں پر اُمڈ کر برسنے کے لیے تیار رہتے ہیں جو جان و دل سے فدائے شفیع روزِ شمار ہوتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبُّ نَفْسَهُ".

استغفار کرنے کے بجائے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔

۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ امْرَأَةً مِنَ اللَّيْلِ تُصَلِّي. فَقَالَ: "مَنْ هَذِهِ؟" فَقِيلَ لَهُ: هَذِهِ الْحَوْلَاءُ، بِنْتُ تُوَيْتٍ، لَا تَنَامُ اللَّيْلَ. فَكَرِهَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى عُرِفَتِ الْكَرَاهِيَةُ فِي وَجْهِهِ. ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا. اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ".

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا کہ ایک عورت رات بھر نماز پڑھتی ہے۔ فرمایا یہ کون ہے؟ آپ کے گوش گزار کیا گیا کہ یہ حولاء بنت تویت ہے جو رات بھر نہیں سوتی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا یہاں تک کہ ناراضگی چہرۂ انور سے نمایاں تھی پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ۔ عمل اتنا کرو جس کی تم میں طاقت ہو۔

۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ. حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، أَيْقَظَ أَهْلَهُ لِلصَّلَاةِ. يَقُولُ لَهُمُ: الصَّلَاةَ، الصَّلَاةَ. ثُمَّ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ - وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى.

اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو نماز پڑھتے جتنی دیر اللہ چاہتا یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آتا تو اپنے گھر والوں کو جگاتے اور ان سے کہتے نماز، نماز۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت قدم رہ۔ کچھ ہم تم سے روزی نہیں مانگتے۔ ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لیے ہے" (۲۰ : ۱۳۲)۔

۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ. أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ. كَانَ يَقُولُ: يُكْرَهُ النَّوْمُ قَبْلَ الْعِشَاءِ، وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ نماز عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا مکروہ ہے۔

۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ. كَانَ يَقُولُ: صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى. يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ رات اور دن کی نماز دو دو رکعتیں ہیں ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا یہی موقف ہے۔ ف

ف۔ بعض حضرات کا موقف اسی روایت کے مطابق یہ ہے کہ رات یا دن میں نوافل و سنت کی کوئی نماز دو رکعت سے زیادہ نہیں ہے اور اسی لیے وہ ظہر سے پہلے، ظہر کے بعد، عصر سے پہلے اور مغرب کے بعد دو دو رکعتیں پڑھنا ہی بتاتے ہیں جبکہ حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا عمل دوسری احادیث مطہرہ پر ہے جن سے صرف نظر نہیں کی جا سکتی۔ ایسی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں وباللہ التوفیق۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ من کان منکم مصلیا بعد الجمعۃ فلیصل اربعا۔ یعنی جو تم میں سے جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ چار رکعتیں پڑھے (صحیح مسلم)۔

باب۲ صَلٰوۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْوِتْرِ

حضور کی نماز وتر

۸۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ. فَإِذَا فَرَغَ، اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ان میں سے ایک کو وتر بنا لیتے اور جب فارغ ہوتے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

۲۔ نیز فرمایا:۔ اذا صلی احدکم الجمعۃ فلیصل بعدھا اربعا یعنی جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ پڑھ لے تو چاہیئے کہ اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے (صحیح مسلم)

۳۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ من حافظ علی اربع رکعات قبل الظہر واربع بعدھا حرمہ اللہ علی النار۔ یعنی جو کوئی ظہر سے پہلے چار رکعت نماز کی حفاظت کرے اور چار کی اس کے بعد تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دیتا ہے (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)۔

۴۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اربع قبل الظہر لیس فیھن تسلیم تفتح لھن ابواب السماء۔ یعنی ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا جن کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے تو ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)۔

۵۔ حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی اربعا بعد ان تزول الشمس قبل الظہر وقال انہا ساعۃ تفتح فیہا ابواب السماء فاحب ان یصعد لی فیہا عمل صالح۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھا کرتے اور فرمایا کہ یہ ایسی ساعت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اس میں میرا نیک عمل اوپر جائے (ترمذی)۔

۶۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی قبل العصر۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عصر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے (ترمذی)۔

۷۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ من صلی بعد المغرب عشرین رکعۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ یعنی جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے (ترمذی)۔

۸۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:۔ ما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العشاء قط فدخل علی الا صلی اربع رکعات اوست رکعات یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرگز عشاء کی کوئی نماز نہیں پڑھی کہ میرے پاس تشریف لاتے مگر چار یا چھ رکعات نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)۔

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:۔ اربع قبل الظہر بعد الزوال تحسب بمثلھن

۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ ابْنِ عَوْفٍ؛

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ

حاشیہ صفحہ گزشتہ

فی صلوٰۃ السحر وما من شیٔ الا وھو یسبح اللہ تلک الساعۃ ۔ یعنی ظہر سے پہلے اور زوال کے بعد چار رکعت نماز پڑھنا صبح کی نماز کے مانند شمار کیا جاتا ہے اور اس ساعت میں کوئی چیز نہیں مگر وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے (ترمذی، بیہقی شعب الایمان)۔

۱۰۔ خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ رحم اللہ امرأ صلی قبل العصر اربعا یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو نماز عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے (احمد، ترمذی، ابوداؤد، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان)۔

۱۱۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ من صلی فی یوم ولیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی لہ بیتا فی الجنۃ اربعا قبل الظھر ورکعتین بعدھا ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء یعنی جو دن اور رات میں بارہ رکعتیں پڑھے اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد۔ دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے (ترمذی)۔

۱۲۔ عبد اللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پوچھی تو انہوں نے فرمایا۔ کان یصلی فی بیتی قبل الظھر اربعا ۔ یعنی حضور میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے (صحیح مسلم)۔

۱۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فیما بین ان یفرغ من صلوٰۃ العشاء الی صلوٰۃ الفجر احدی عشرۃ رکعۃ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہو کر نماز فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)۔

۱۴۔ ان سے ہی روایت ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ منھا الوتر ورکعتا الفجر یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں تیرہ ۱۳ رکعتیں پڑھا کرتے۔ وتر اور فجر کی دو رکعتیں ان میں ہی شمار ہیں (صحیح مسلم)۔

۱۵۔ مسروق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز شب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا سبع وتسع واحدی عشرۃ رکعۃ سوی رکعتی الفجر یعنی سات اور نو اور گیارہ رکعتیں فجر کی دو رکعتوں کے علاوہ (صحیح بخاری)۔

۱۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا:۔ ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے (موطاء امام مالک)۔

۱۷۔ یزید بن رومان (تابعی) سے روایت ہے کہ کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلاث وعشرین رکعۃ ۔ یعنی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان شریف کے اندر تئیس رکعتوں کے ذریعے قیام کیا کرتے تھے (موطاء امام مالک)۔

حضرات احناف کا سنتوں کے معاملے میں مذکورہ بالا حدیثوں پر عمل ہے کہ وہ دو سے زیادہ پڑھی جائیں گی جیسے ظہر عصر اور عشاء سے پہلے چار سنتیں یا تراویح کی بیس رکعت اور نوافل بھی دو سے زیادہ پڑھ لیے جائیں گے جیسے تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین وغیرہ کے نوافل یا نماز حاجت و استخارہ وصلوٰۃ التسبیح وغیرہ ۔ اس اثر ابن عمر پر احناف یوں عمل کرتے ہیں کہ نوافل کی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ، عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ. ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ. ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا. فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ، يَا رَسُولَ اللهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ، فَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي"

تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کیسی تھی؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے جن کے حسن اور طول کا کیا کہنا اور پھر چار رکعتیں پڑھتے جن کی خوبصورتی اور لمبائی کی کیا بات ہے۔ پھر تین رکعت پڑھتے۔ حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ف

ف۔ فرمانِ رسالت کہ: یَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي. یعنی اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا جس کے سر پر تاجِ نبوت رکھا گیا تو نیند سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ نیند بوجہ بے خبری ناقضِ وضو ہے اور نبی حالتِ خواب میں بھی بے خبر نہیں ہوتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ جیسے محرمِ راز و صاحبِ اسرار نے اس حقیقت کے بارے میں یہ تصریح فرمائی ہے:۔

حدیث تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي کہ تحریر یافتہ بود اشارت بدوام آگاہی نیست بلکہ اخبار ست از عدم غفلت از جریان احوال خویش و امت خویش لہٰذا نوم در حق آنسرو عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ناقضِ طہارت نگشت و چوں نبی در رنگ شبان ست در محافظت امت غفلت شایانِ منصبِ نبوت او نباشد (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۹۹)۔

حدیث تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي جو تحریر کی تو اس میں دوامِ آگاہی کی جانب اشارہ نہیں بلکہ اس میں اپنے اور اپنی امت کے حالات سے باخبر رہنے کی خبر ہے۔ لہٰذا سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نیند ناقضِ وضو نہیں ہے کیونکہ نبی امت کے لیے نگران کے رنگ میں ہوتا ہے جس کے باعث غفلت اس کے منصبِ نبوت کے شایانِ شان نہیں ہوتی۔

نبی کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اپنا خلیفہ مقرر فرماتا ہے۔ اسی لیے نبی کو ساری مخلوق سے زیادہ خالق اور مخلوق کا علم عطا فرمایا جاتا ہے۔ احادیثِ مطہرہ کے اندر بعض فرشتوں کا مخلوق کے بارے میں کتنا وسیع علم بیان فرمایا گیا ہے کہ عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے لیکن قرآن کریم شاہد ہے کہ مخلوقِ خدا کے بارے میں تمام فرشتوں کے مجموعی علم سے تنہا حضرت آدم عَلٰى نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کا علم بڑھ چڑھ کر رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا پہلا خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجنا تھا۔ اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش حضرات کو منصبِ نبوت پر فائز کر کے ان کے سروں پر تاجِ خلافت سجایا اور اسی طرح انہیں زیورِ علم سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا جو ان کے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتا رہے اور ساری مخلوق میں وہ علم و عرفان کے لحاظ سے اسی طرح ممتاز نظر آتے رہیں جیسے آسمان میں شمس و قمر نظر آتے ہیں۔
تمام فرشتوں سے بڑھ کر حضرت آدم علیہ السلام کو علم دیا گیا اور سارے گروہ انبیاء کے مجموعی علم سے بڑھ کر تنہا اپنے سیدِ اعظم، محبوبِ اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم مرحمت فرمایا گیا اور اتنا کثیر و وافر مختصہ مرحمت فرمایا گیا کہ ہر بڑے سے بڑا اس کی وسعتوں اور رفعتوں کا احاطہ کرنے سے قاصر رہ گیا۔ بس اپنے علم کو وہ آپ ہی جانتے ہیں کہ کتنا عطا فرمایا گیا اور ان کا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے جس نے خود فرمایا ہے:۔ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (۴ : ۱۱۳) یعنی اللہ کا تم پر عظیم فضل ہے۔ نیز فرمایا ہے:۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا

١٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. ثُمَّ يُصَلِّي، إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے۔ پھر صبح کی اذان سُن کر دو رکعتیں ہلکی پھلکی پڑھتے۔

١١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَهِيَ خَالَتُهُ. قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ، فِي طُولِهَا. فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ. ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ. ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ. ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک رات میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گزاری۔ میں عرض کی جانب لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی زوجۂ مطہرہ طول کی جانب پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی یا کچھ کم و بیش تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور بیٹھ کر آنکھیں ملیں، پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر ایک لٹکی ہوئی مشک کی طرف گئے اور اس سے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ. ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور میں نے بھی آپ کی طرح کیا اور جا کر آپ کے ایک جانب کھڑا ہو گیا۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

قَلِيلٌ (۴، ۷۷) فرما دو کہ دنیا کا ساز و سامان قلیل ہے۔ دریں حالات دونوں باتیں ہی ناممکن نظر آتی ہیں کہ عظیم قلیل کا احاطہ نہ کر سکے یا قلیل عظیم کا احاطہ کرے۔

جو لوگ علوم انبیاء کا بڑی جرأت سے انکار کر کے انہیں بے خبر ٹھہراتے ہیں خاص لطف و لذت محسوس کرتے ہیں حقیقت میں وہ منصب نبوت کے منکر اور خصائص نبوت سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ان کی زبانوں پر لفظ نبی و رسول کا اقرار تو ہوتا ہے لیکن منصب نبوت کی عظمت کو چونکہ انہوں نے اپنے دلوں میں کبھی جگہ دی ہی نہیں ہوتی اس لیے وہ ان کی زبانوں پر کہاں سے آئے؟ ان کی نظر میں نبی محض ایک مولانا صاحب کی طرح ہوتا ہے جو چند دینی مسائل جانتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے کسی استاد سے سیکھے یا کتاب سے پڑھے ہوتے ہیں اور نبی کے پاس بذریعۂ وحی آتے ہیں۔ اس کے سوا نبی کا اور کوئی تصور سرے سے ان کے ذہنوں میں ہوتا ہی نہیں۔ بایں وجہ وہ نبی کو کائنات ارضی و سماوی سے بے خبر ماننے پر اصرار کرتے اور بے خبر منوانے پر زور لگاتے رہتے ہیں حالانکہ جو بے خبر ہو نبی نہیں ہوتا اور جو نبی ہو وہ بے خبر نہیں ہوتا کیونکہ وہ منصب نبوت پر فائز اور زمین میں خدا کا خلیفہ ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ، حَتَّى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

۱۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ. عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ اللَّيْلَةَ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ، أَوْ فُسْطَاطَهُ. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ. ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا. ثُمَّ أَوْتَرَ. فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے داہنے کان کو پکڑ کر مروڑا۔ پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر وتر پڑھے، پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آیا تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں، پھر جا کر صبح کی نماز پڑھائی۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کاشانۂ اقدس سے ٹیک لگائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے بہت ہی طویل دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں اور وہ پہلی رکعتوں سے کم طویل تھیں، پھر ان سے کم طویل دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سے کم طویل دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں جو پہلی دو رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو پہلی رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر وتر پڑھے اور یہ تیرہ رکعتیں ہیں۔

بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ

۱۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى. فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً. تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى".

۱۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ، سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكَنَّى أَبَا مُحَمَّدٍ، يَقُولُ: إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ. فَقَالَ الْمُخْدَجِيُّ: فَرُحْتُ

وتر کے بارے میں حکم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا کہ رات کی نماز کی دو دو رکعتیں ہیں اور جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا ڈر ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لے جو ساری پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔

بنی کنانہ کے مخدجی نامی شخص نے شام میں حضرت ابو محمد انصاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہیں۔ مخدجی کا بیان ہے کہ میں حضرت عبادہ بن صامت کی خدمت میں حاضر ہوا جو مسجد کو جا رہے تھے اور جو حضرت ابو محمد نے کہا وہ انہیں بتایا۔ حضرت عبادہ

إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَاعْتَرَضْتُ لَهُ وَهُوَ رَائِحٌ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعِبَادِ. فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ، لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا، اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ، فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ. إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ"

نے کہا کہ ابو محمد نے غلط کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر نمازیں فرض فرمائی ہیں جو انہیں پڑھے گا اور ہلکی جان کر ان میں سے کسی کو ضائع نہیں کرے گا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے عہد کر رکھا ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور انہیں نہ پڑھے گا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد نہیں اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے جنت میں داخل کر دے۔ ف

ف۔ اس حدیث کے آخر میں بے نمازی کے متعلق فرمانِ رسالت ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے اسے عذاب دے اور چاہے جنت میں داخل کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تارک نماز کافر نہیں ہے ورنہ اسے ہرگز جنت میں داخل نہ کیا جاتا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے کہ بے نمازی بہت ہی بڑا گنہگار اور پرلے درجے کا فاسق ہے لیکن اسے کافر نہیں کہیں گے جب تک نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے اور اس کے ساتھ کافروں مشرکوں جیسا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ کے اس موقف کو کوئی درست تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن اس زمانے میں دنیا بھر کے تمام مدعیانِ اسلام کا بے نمازی کے ساتھ سلوک امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب پر ہے اور کسی بھی مکتبۂ فکر کے لوگ خواہ وہ کسی ملک میں بستے ہوں بے نمازی کے ساتھ کافروں مشرکوں جیسا سلوک کرتے ہوئے سنے نہیں ہیں۔

مانا کہ بے نمازی کے بارے میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (۳۰ : ۳۱) نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔ حدیثوں کو دیکھیے تو احادیث مرفوعہ حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت بریدہ اسلمی، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت ثوبان، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن عباس نیز آثار موقوفہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوالدرداء وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، طبرانی، محمد بن نصر مروزی، ہروی، بزار، ابویعلیٰ، ابوبکر بن ابی شیبہ، تاریخ بخاری اور ابن عبد البر وغیرہم کے یہاں ترک نماز پر صراحۃً حکم کفر و بے دینی مروی کما فصلہ الامام المنذری فی الترغیب صحابۂ کرام کے چند آثار ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفرًا غیر الصلوٰۃ۔ اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے رواہ الترمذی والحاکم وقال صحیح علی شرطہما وروی الترمذی عن عبد اللہ بن شقیق العقیلی للہ لہٰذا بہت سے صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ترک نماز کو کافر کہتے۔

۲۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:۔ من لم یصل فہو کافر　جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے رواہ ابن ابی شیبہ والبخاری والتاریخ۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔ من ترک الصلوٰۃ فقد کفر۔ جس نے نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا۔ رواہ محمد بن نصر المروزی و ابوعمر بن عبد البر۔

۱۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ. قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ. قَالَ سَعِيدٌ. فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ، نَزَلْتُ. فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ لَهُ. خَشِيتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ؟ فَقُلْتُ: بَلَى. وَاللَّهِ فَقَالَ فَقَالَ عُبَادَةُ: كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ.

سعید بن یسار کا بیان ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مکہ مکرمہ کے راستے میں سفر کر رہا تھا جب مجھے صبح ہو جانے کا خدشہ محسوس ہوا تو میں سواری سے اُترا اور وتر پڑھے اور ان سے جا ملا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے مجھ سے فرمایا کہ تم کہاں تھے؟ میں عرض گزار ہوا کہ مجھے صبح ہونے کا ڈر تھا تو اتر کر وتر پڑھے تھے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ کیا رسول خدا کی پیروی تمہارے لئے کافی نہیں ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم کیوں نہیں فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ اونٹ پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

۱۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق جب

حاشیہ صفحہ گزشتہ

۴ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔ من ترک الصلوٰۃ فلا دین لہ جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے۔ رواہ المروزی۔

۵ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔ من لم یصل فھو کافر بے نماز کافر ہے۔ رواہ ابو عمر۔

۶ - حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔ لا ایمان لمن لا صلوٰۃ لہ بے نماز کا کوئی ایمان نہیں ہے۔ رواہ ابن عبد البر۔

۷ - امام ایوب سختیانی سے مروی ہے:۔ ترک الصلوٰۃ کفر لا یختلف فیہ نماز کا ترک کرنا کفر ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ذکر ذٰلک للامام زکی الدین المنذری۔

بیشک یہ ایک جم غفیر حضرات صحابہ و تابعین اور قدمائے اہلسنت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے اور بلا شبہ یہ اس وقت و حالت کے لحاظ سے ایک بڑا قوی مذہب تھا۔ صدرِ اول کے بعد جب اسلام میں ضعف آیا اور بعض عوام کے دلوں میں سستی اور کاہلی نے جگہ پائی، صدرِ اول کی کامل چستی و مستعدی بعض لوگوں سے چھوٹ چلی اور وہ امارتِ مطلقہ و علامتِ فارقہ ہونے کی حالت نہ رہی لہٰذا جمہور آئمہ نے اسی اصل اجماعی مؤید بدلائل قاہر آیات متکاثرہ و احادیث متواترہ پر عمل واجب جانا کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں یہی مذہب ہمارے آئمہ حنفیہ، آئمہ شافعیہ، آئمہ مالکیہ اور ایک جماعت آئمہ حنبلیہ وغیرہم جماہیر علمائے دین و آئمہ معتمدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے کہ اگرچہ تارک نماز کو سخت فاسق و فاجر جانتے ہیں لیکن دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے اسے مسلمان ہی مانتے ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس مذہب پر نصوصِ شرعیہ سے وہ دلائل ہیں جن میں تاویل کی اصلاً کوئی گنجائش نہیں جبکہ مذہب اول کے دلائل اپنے نظائر کثیرہ کی طرح استحلال و استخفاف وجحود و کفران و فعل مثل فعل کفار وغیرہا وجوہات کو اچھی طرح جگہ دے رہے ہیں یعنی وہ فرضیت نماز کا انکار کرے یا اس فعل کو ہلکا یا بے قدر جانے یا اس کا ترک حلال سمجھے تو کافر ہے یا یہ کہ ترک نماز سخت کفران نعمت و ناشکری ہے چنانچہ اسے مسلمان مانتے اور پرلے درجے کا فاسق و فاجر جانتے ہوئے آئمہ ثلاثہ مالک و شافعی و احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اسے قتل کیا جائے ہمارے آئمہ احناف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک فاسق و فاجر اور مرتکب کبیرہ ہے لہٰذا تا زیست اسے قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ توبہ کر کے باہر آئے یا قید کے اندر ہی مر جائے۔ اس کے باوجود اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کہ اس نے اپنا فرض چھوڑا لیکن ہم اپنا فرض کیوں چھوڑیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد دوم)۔

سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ قَالَ: كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ فِرَاشَهُ، أَوْتَرَ. وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، يُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ. قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَأَمَّا أَنَا، فَإِذَا جِئْتُ فِرَاشِي، أَوْتَرْتُ.

سونے کا ارادہ کرتے تو وتر پڑھ لیتے اور حضرت عمر رات کے آخری حصے میں وتر پڑھا کرتے تھے۔ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ میں بھی جب سونے لگتا ہوں تو وتر پڑھ لیتا ہوں۔

۱۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ، أَوَاجِبٌ هُوَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ. فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ: أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ.

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ کیا وتر واجب ہیں؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر پڑھے ہیں اور مسلمانوں نے وتر پڑھے ہیں۔ وہ برابر یہی پوچھتا رہا اور حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر پڑھے اور مسلمانوں نے وتر پڑھے ہیں۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ تَقُولُ: مَنْ خَشِيَ أَنْ يَنَامَ حَتَّى يُصْبِحَ، فَلْيُوتِرْ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ. وَمَنْ رَجَا أَنْ يَسْتَيْقِظَ آخِرَ اللَّيْلِ، فَلْيُؤَخِّرْ وِتْرَهُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ جس کو صبح تک سوئے رہنے کا خدشہ ہو وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اور جو آخری رات جاگنے کی امید رکھتا ہو تو وہ وتر کو مؤخر کر دے۔

۱۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَاءُ مُغِيمَةٌ. فَخَشِيَ عَبْدُ اللَّهِ الصُّبْحَ، فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ. ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ، فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا، فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ. ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ. فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ.

نافع کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھا اور آسمان ابر آلود تھا۔ حضرت عبداللہ کو صبح ہونے کا خدشہ ہوا تو وتر کی ایک رکعت پڑھ لی پھر مطلع صاف ہو گیا تو دیکھا کہ رات باقی ہے تو اس کے ساتھ ایک اور ملا کر دوگانہ بنا لیا۔ اس کے بعد دو دو رکعتیں پڑھتے رہے اور جب صبح

۲۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ. كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ فِي الْوِتْرِ، حَتَّى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے یہاں تک کہ کوئی حاجت ہوتی تو فرما دیتے اور پھر وتر کی ایک رکعت پڑھتے۔

۲۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يُوتِرُ بَعْدَ الْعَتَمَةِ بِوَاحِدَةٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ عَلَى هَذَا الْعَمَلُ عِنْدَنَا. وَلَكِنْ أَدْنَى الْوِتْرِ ثَلَاثٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازِ عشا کے بعد وتر کی ایک رکعت پڑھا کرتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس پر عمل کرنا درست نہیں کیونکہ وتر کی کم از کم تین رکعت ہیں۔

۲۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلَاةِ النَّهَارِ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ نمازِ مغرب دن کی نمازوں کے وتر ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَبَدَا لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ. مَثْنَى مَثْنَى، فَهُوَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے رات کے شروع میں وتر پڑھ لیے اور سو گیا۔ پھر اٹھ کر اٹھا اور نماز پڑھنا چاہے تو دو دو رکعتیں پڑھے یہی مجھے زیادہ پسند ہے۔ ف

بَابُ الْوِتْرِ بَعْدَ الْفَجْرِ

طلوع فجر کے بعد وتر پڑھنا

۲۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَقَدَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ. فَقَالَ لِخَادِمِهِ: انْظُرْ مَا صَنَعَ النَّاسُ (وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ) فَذَهَبَ الْخَادِمُ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: قَدِ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الصُّبْحِ. فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَأَوْتَرَ. ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ.

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سو گئے پھر جب بیدار ہوئے تو خادم سے فرمایا کہ دیکھو لوگ کیا کر رہے ہیں؟ (کیونکہ ان دنوں وہ نابینا ہو گئے تھے)۔ خادم واپس آ کر عرض گزار ہوا کہ لوگ صبح کی نماز پڑھ چکے ہیں۔ پس حضرت عبداللہ بن عباس کھڑے ہوئے اور وتر ادا کر کے پھر نماز فجر پڑھی۔

۲۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَعُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَدْ أَوْتَرُوا بَعْدَ الْفَجْرِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عبداللہ بن عباس، عبادہ بن صامت، قاسم بن محمد اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے فجر طلوع ہونے کے بعد وتر پڑھے۔

۲۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: مَا أُبَالِي لَوْ أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ، وَأَنَا أُوتِرُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ڈر نہیں کہ نماز فجر کی اقامت ہو جائے اور میں وتر پڑھ رہا ہوں۔

۲۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّهُ قَالَ: كَانَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ يَؤُمُّ قَوْمًا، فَخَرَجَ يَوْمًا إِلَى الصُّبْحِ. فَأَقَامَ الْمُؤَذِّنُ صَلَاةَ الصُّبْحِ. فَأَسْكَتَهُ عُبَادَةُ حَتَّى أَوْتَرَ، ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ.

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ حضرت عبادہ بن صامت ایک قوم کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایک روز وہ صبح کے وقت آئے تو مؤذن نے نماز فجر کی اقامت کہی۔ حضرت عبادہ نے اسے خاموش کر کے وتر پڑھے اور پھر انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔

۲۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ: إِنِّي لَأُوتِرُ وَأَنَا أَسْمَعُ الْإِقَامَةَ، أَوْ بَعْدَ الْفَجْرِ (يَشُكُّ

عبدالرحمن بن قاسم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں وتر پڑھتے ہوئے نماز فجر کی اقامت سنتا ہوں یا نماز فجر کے بعد (عبدالرحمن کو شک ہے کہ

ف ۔ وتر سے متعلق علمائے اہل حق کے درمیان دو باتوں میں اختلاف ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ نماز وتر سنت ہے یا واجب۔ اکثر آئمہ نیز امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک نماز وتر سنت ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب اور اس کی قضا بھی واجب ہے دوسری بات یہ ہے کہ نماز وتر کی ایک رکعت ہے یا تین پانچ اور سات رکعتیں؟ اکثر آئمہ کے نزدیک وتر کی ایک رکعت اور حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیھم کے نزدیک وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ دونوں جانب احادیث کثیرہ و آثار صحیحہ وارد ہیں لہٰذا اس باب میں کلام کی بہت گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَیَّ ذٰلِكَ قَالَ۔

۲۸۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ؛ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، يَقُوْلُ: اِنِّیْ لَاُوْتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَاِنَّمَا يُوْتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ۔ وَلَا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ يَتَعَمَّدَ ذٰلِكَ، حَتّٰى يَضَعَ وِتْرَهٗ بَعْدَ الْفَجْرِ۔

کہا فرمایا۔

عبد الرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد ماجد قاسم بن محمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں فجر طلوع ہونے کے بعد وتر پڑھ لیتا ہوں۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو وتر نیند کے باعث نہ پڑھ سکا وہ طلوعِ فجر کے بعد پڑھ لے اور جان بوجھ کر ایسا کرنا مناسب نہیں ہے کہ فجر طلوع ہونے کے بعد وتر پڑھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ

فجر کی سنتوں کا بیان

۲۹۔ حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ؛ اَنَّ حَفْصَةَ، زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ عَنِ الْاَذَانِ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ، صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ موذن جب صبح کی اذان سے خاموش ہوتا تو نماز کھڑی ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

۳۰۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيُخَفِّفُ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ، حَتّٰى اِنِّیْ لَاَقُوْلُ، اَقَرَاَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ اَمْ لَا؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کی دو سنتیں اتنی ہلکی پڑھا کرتے کہ میں کہتی کہ سورۂ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں؟

۳۱۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ نَمِرٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ اَنَّهٗ قَالَ: سَمِعَ قَوْمٌ الْاِقَامَةَ، فَقَامُوْا يُصَلُّوْنَ. فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اَصَلَاتَانِ مَعًا؟ اَصَلَاتَانِ مَعًا؟" وَذٰلِكَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، فِی الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے اقامت سنی تو نماز پڑھتے کھڑے ہو گئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟ کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟ اور یہ صبح کی نماز میں ہوا۔ رات کی دو رکعتوں کے متعلق جو طلوعِ فجر سے پہلے ہوں۔ ف

۳۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ۔ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی فجر

ف۔ جب جماعت ہو رہی ہے تو سنتیں ادا نہیں کی جاتیں کہ ایک ساتھ دو نمازوں کا ہونا خلاف حدیث ہے۔ ہاں نماز فجر کے اندر سنتیں ادا کرنے کے باوجود شامل ہو جانے کی قوی امید ہو تو جماعت سے دور اور اوجھل ہو کر فجر کی سنتیں ادا کر کے جماعت میں شامل ہو سکتا ہے اگر دور اور اوجھل ہونے کی گنجائش نہ ہو تو جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتوں کو سورج بلند ہونے کے بعد ادا کرے۔ فجر کے فرض ادا کر لینے کے بعد طلوعِ آفتاب تک فجر کی سنتوں کا پڑھنا یا نفل نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بْنَ عُمَرَ فَاتَتْهُ رَكْعَتَا الْفَجْرِ فَقَضَاهُمَا بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

کی دو سنتیں قضا ہو گئیں۔ انھوں نے طلوعِ آفتاب کے بعد ان کی قضا پڑھی۔

۳۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ. عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ: أَنَّهُ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ ابْنُ عُمَرَ

عبد الرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ قاسم بن محمد نے اسی طرح کیا جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا تھا۔

ف۔ فجر کی سنتیں از روئے احادیث باقی تمام سنتوں سے اقویٰ و اوکد ہیں۔ باقی سنتیں اگر وقت کے اندر نہ پڑھی گئیں تو ان کی قضا نہیں لیکن فجر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو طلوعِ فجر کے بعد سے زوالِ آفتاب تک پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد انہیں بھی نہیں پڑھ سکتے۔ دیگر سنتوں سے اسی امتیاز و اہتمام خاص کے باعث اکثر آئمہ نے انہیں واجب کے قریب قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۸۔ کِتَابُ صَلٰوۃِ الْجَمَاعَۃِ

کتاب صلوٰۃ الجماعۃ

بَابُ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْجَمَاعَۃِ عَلٰی صَلٰوۃِ الْفَذِّ

باجماعت نماز کی فضیلت

۱۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً"۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ باجماعت نماز تنہا نماز پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسَۃٍ وَعِشْرِیْنَ جُزْءًا"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جماعت کی نماز تمہارے اکیلے کی نماز پر پچیس حصے فضیلت رکھتی ہے۔

۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ! لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلٰوۃِ فَیُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰی رِجَالٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ! لَوْ یَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهٗ یَجِدُ عَظْمًا سَمِیْنًا أَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیے کہوں تو اذان کہی جائے، پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے، پھر جماعت میں شامل نہ ہونے والوں کے پاس جاؤں اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم جانتے کہ ایک گوشت والی ہڈی ملے گی یا دو عمدہ کھر ملیں گے تو عشاء کی نماز میں ضرور آئیں

ف:۔ اس حدیث سے باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید و اہمیت سامنے آتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو بغیر کسی شرعی عذر کے محض سستی اور کاہلی کے باعث گھروں میں پڑے رہیں، بستروں میں آرام کرتے رہیں وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں اس قابل ہیں کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے اس پُرفتن دور میں باجماعت نماز کی کیا شکایت کی جائے جبکہ اکثر لوگوں کی سرے سے نماز ہی غائب ہے دکانوں اور دفتروں میں یوں مصروف کار رہتے ہیں کہ وہ حکم نماز سے مستثنیٰ ہیں یا نماز کے لیے پیدا ہی نہیں ہوئے ان کی مسلمانی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیئے کہ مسلمان کہلانے والوں کے گھر میں پیدا ہوئے اور سال کے اندر دو مرتبہ عیدین کی نماز میں شامل ہو جاتے ہیں جس طرح وہ یقین رکھتے ہیں کہ محنت دولت کی کنجی ہے اسی طرح انہیں اس بات پر یقین کیوں نہیں آتا کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔ محنت سے جو دولت ملے گی وہ آنکھیں بند ہوتے ہی ساتھ چھوڑ دے گی لیکن نماز کے ذریعے راحت دوام کی دولت ملے گی جس نے کبھی ساتھ نہیں چھوڑنا۔

۴۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أَفْضَلُ الصَّلوٰةِ صَلوٰتُكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلَّا الصَّلوٰةَ الْمَكْتُوبَةَ.

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہاری افضل نماز وہی ہے جو گھروں میں پڑھی جائے سوائے فرض نماز کے۔

بَابُ ۲ مَا جَاءَ فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ

نماز عشاء و فجر کی جماعت کا بیان

۵۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ"۔ وَقَالَ "الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی راستے میں چل رہا تھا کہ اس نے راہ میں کانٹے دار ٹہنی پائی، پس اس ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ خوش ہوا اور اس کی مغفرت فرما دی۔ اور فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے ہیں: طاعون سے، دستوں کی بیماری سے، ڈوب جانے سے، دب کر مرنے سے اور راہ خدا میں جان قربان کرنے سے۔

۶۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ شُهُودُ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ. لَا يَسْتَطِيعُونَهُمَا" أَوْ نَحْوَ هٰذَا

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے درمیان عشاء اور فجر کی جماعت کا فرق ہے۔ وہ ان دونوں کی استطاعت نہیں رکھتے یا کچھ اسی کے مانند فرمایا۔

۷۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ فِي صَلوٰةِ الصُّبْحِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا إِلَى السُّوقِ وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ. فَمَرَّ عَلَى الشِّفَاءِ، أُمِّ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا: لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ. فَقَالَتْ إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي، فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ. فَقَالَ عُمَرُ: لَأَنْ أَشْهَدَ صَلوٰةَ الصُّبْحِ فِي الْجَمَاعَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلیمان بن ابو حثمہ کو نماز فجر میں نہ دیکھا اور حضرت عمر بازار کی طرف گئے جبکہ حضرت سلیمان کا مکان بازار اور مسجد نبوی کے مابین تھا۔ چنانچہ حضرت سلیمان کی والدہ ماجدہ حضرت شفا سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ میں نے سلیمان کو نماز فجر میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ساری رات نماز پڑھتا رہا ہے اور اب آنکھیں لگ گئی ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر وہ فجر کی جماعت میں شامل ہوتے تو یہ مجھے ساری رات کے قیام سے زیادہ پسند ہے۔ ف

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى صَلوٰةِ الْعِشَاءِ، فَرَأَى أَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِيلًا. فَاضْطَجَعَ فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ

عبد الرحمن بن ابو عمرہ انصاری نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عشاء کے لیے آئے تو مسجد میں تھوڑے آدمی دیکھے تو مسجد کے آخر میں لیٹ کر لوگوں کا انتظار کرنے لگے پس ابن ابو عمرہ آکر ان کے پاس بیٹھ گئے انہوں نے پوچھا کون ہے جب

النَّاسَ أَنْ يَكْثُرُوْا. فَأَتَاهُ ابْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ، فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ مَنْ هُوَ؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ لَيْلَةٍ، وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَأَنَّمَا قَامَ لَيْلَةً.

میں نے انہیں بتایا تو فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا آتا ہے؟ میں نے انہیں بتایا تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ جو عشاء کی جماعت میں شامل ہوا گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور نماز فجر میں شامل ہوا تو گویا ساری رات قیام کیا۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

ف - اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اصولی نکتہ ذہن نشین کروایا کہ اہمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ جماعت سے نماز پڑھنا مشہور مذہب کے مطابق سنت مؤکدہ اور بقول بعض واجب ہے جبکہ رات کو قیام کرنا مستحب ہے خواہ ساری رات کیا جائے یا جتنا بھی میسر آئے۔ قیام لیل مستحب تھا اور جماعت فجر سنت۔ گویا مستحب پر سنت کو قربان کر دیا جو اس سے اہم تھی چاہیئے تو تھا کہ نماز فجر باجماعت پڑھی جائے خواہ قیام لیل ہو یا نہ ہو۔ اگر باجماعت فجر پڑھنے کے ساتھ کچھ دیر قیام لیل بھی کر سکے تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ اور نہ کر سکے تو صرف نماز فجر کا باجماعت پڑھ لینا ساری رات بھر قیام کرنے سے بہتر یعنی ثواب میں زیادہ ہے۔

آجکل اہمیت کو بڑی حد تک نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ نوافل سنتوں کی تکمیل کے لیے ہیں، سنتیں فرائض وواجبات کی تکمیل کے لیے اور فرائض وواجبات ایمان کی تکمیل کے لیے پورے دین میں ایمان یعنی عقائد ونظریات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے عقائد ہی سے ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں آتا اور عقائد کے فساد سے ایک مسلمان کہلانے والا دائرہ اسلام سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔ عقائد ونظریات (ایمان) کو پورے دین میں وہی اہمیت حاصل ہے جو درخت کے اندر جڑ کو۔ جڑ ہے تو درخت قائم اور جڑ نہ رہے تو کچھ بھی نہ رہا۔ فرائض وواجبات گویا تنا اور درخت کی قوت ہیں۔ ٹہنیاں اس کا جوبن، پھل پھول اور پتے اس کی بہار ہیں۔

جڑ قائم ہے تو درخت کا وجود موجود ہے۔ جڑ کے ساتھ تنا بھی ہو تو خوب کار آمد ہے لیکن پُر بہار اور سایہ دار نہیں ہے۔ ٹہنیاں بھی لگی ہوئی ہوں تو درخت مکمل ہے لیکن خزاں رسیدہ ہونے کے باعث اپنی خلعتِ فاخرہ سے محروم ہے۔ پتے اور پھل پھول بھی ہوں تو سبحان اللہ ماشاء اللہ ہر لحاظ سے درخت مکمل اور ہمہ گیر افادیت سے بھرپور بہار سے ہمکنار اور مالک کے دل کا سرور، دیکھنے والوں کے دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا نور اور منزل ومسکنِ طیور ہے۔

دریں ایام عقائد ونظریات (ایمان) میں سب سے زیادہ دھاندلی کی ہوئی ہے۔ ہر ایرا غیرا نتھو خیرا محقق دوراں بن کر عقائد پر تقریر جھاڑتا ہوا نظر آئے گا، فرائض وواجبات کی بجا آوری کے احساس سے فخر زمین وآسمان کہلانے والے بھی تہی دست نظر آئیں گے الا ماشاء اللہ سنتوں پر عمل کرنے کا بڑی حد تک رواج ہی نہیں رہا۔ پورے دین کا ڈھانچہ اور دینداری کا جوش صرف چند انتہائی فروعی مسائل میں محصور ہو کر رہ گیا کہ گیارھویں بارھویں عرس قوالی، ختم فاتحہ نیچی اونچی آمین اور ذکر بالجہر وغیرہ کو جائز یا ناجائز ثابت کرنے پر پورا زور لگا دیا جائے۔ گویا باقی سارے ضروری کام تو کر لیے اب انہیں اگر جائز یا ناجائز ثابت نہ کر دکھایا تو ممکن ہے پورے دین کی بنیاد ہی ہل جائیں یا کیا خبر ہے کہ خدا کا آسمان ہی گر پڑے۔ اہم ترین امور سے غافل رہنے اور غیر اہم باتوں میں الجھتے پھرنے کی روش کو دیکھتے ہوئے شاعر مشرق بھی یوں نوحہ کناں ہو گئے تھے:-

متاعِ دین ودانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

باب ۳ إعادة الصلوة مع الإمام

۸۔ حدثني يحيى عن مالك، عن زيد بن أسلم، عن رجل من بني الديل يقال له بسر بن محجن، عن أبيه محجن: أنه كان في مجلس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأذن بالصلوة فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى ثم رجع، ومحجن في مجلسه لم يصل معه. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "ما منعك أن تصلي مع الناس، ألست برجل مسلم؟" فقال: بلى يا رسول الله، ولكني قد صليت في أهلي. فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا جئت فصل مع الناس، وإن كنت قد صليت"۔

۹۔ وحدثني عن مالك، عن نافع: أن رجلا سأل عبد الله بن عمر، فقال: إني أصلي في بيتي، ثم أدرك الصلوة مع الإمام، أفأصلي معه؟ فقال له عبد الله بن عمر: نعم فقال الرجل: أيتهما أجعل صلوتي؟ فقال له ابن عمر: أو ذلك إليك، إنما ذلك إلى الله يجعل أيتهما شاء.

۱۰۔ وحدثني عن مالك عن يحيى بن سعيد: أن رجلا سأل سعيد بن المسيب، فقال: إني أصلي في بيتي ثم آتي المسجد، فأجد الإمام يصلي. أفأصلي معه؟ فقال سعيد: نعم. فقال الرجل: فأيهما صلوتي؟ فقال سعيد: أو أنت تجعلهما؟ إنما ذلك إلى الله.

۱۱۔ وحدثني عن مالك، عن عفيف السهمي، عن رجل من بني أسد: أنه سأل أبا أيوب الأنصاري، فقال: إني أصلي في بيتي ثم آتي المسجد، فأجد الإمام يصلي، أفأصلي معه؟ فقال أبو أيوب: نعم. نصل معه، فإن من صنع ذلك فإن له سهم جمع، أو مثل سهم جمع

۱۲۔ وحدثني عن مالك عن نافع: أن عبد الله بن عمر كان يقول: من صلى المغرب أو الصبح، ثم

امام کے ساتھ نماز کا اعادہ کرنا

حضرت محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پس نماز کی اذان ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔ جب واپس لوٹے تو محجن بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ عرض گزار ہوئے۔ یا رسول اللہ! کیوں نہیں لیکن میں اپنے گھر والوں میں نماز پڑھ چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم آؤ تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو خواہ تم نے نماز پڑھ لی ہو۔

ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھی، پھر امام کے ساتھ نماز ملے تو کیا میں اس کے ساتھ نماز پڑھ لوں؟ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ ہاں اس نے کہا کہ دونوں میں کونسی کو اپنی فرض نماز سمجھوں؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ تمہیں اس سے کیا سروکار؟ یہ تو اللہ کی مرضی پر منحصر ہے کہ جس کو چاہے فرض مانے

ایک آدمی نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھی، پھر مسجد میں آیا تو امام کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا۔ کیا میں اس کے ساتھ نماز پڑھوں؟ سعید نے فرمایا۔ ہاں۔ اس نے کہا کہ میری فرض نماز کونسی ہوگی؟ سعید نے فرمایا کہ کیا تم انہیں فرض بناؤ گے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔

بنی اسد کے ایک آدمی نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھی، پھر مسجد میں آیا تو امام کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا کیا میں اس کے ساتھ نماز پڑھ لوں؟ حضرت ابو ایوب نے فرمایا، ہاں، جس نے ایسا کیا تو اسے جماعت کا ثواب ملے گا یا جماعت سے پڑھنے جیسا ثواب ملے گا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جس نے مغرب یا فجر کی نماز پڑھ لی، پھر انہیں امام

أَدْرَكَهُمَا مَعَ الْإِمَامِ، فَلَا يُعِدْهُمَا
قَالَ مَالِكٌ: وَلَا أَرَى بَأْسًا أَنْ يُصَلِّيَ مَعَ الْإِمَامِ مَنْ كَانَ قَدْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ. إِلَّا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فَإِنَّهُ إِذَا أَعَادَهَا، كَانَتْ شَفْعًا.

بَابُ الْعَمَلِ فِي صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

۱۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، "إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ بِالنَّاسِ، فَلْيُخَفِّفْ. فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ، وَالسَّقِيمَ، وَالْكَبِيرَ. وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ، فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ"

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: قُمْتُ وَرَاءَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ، وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ غَيْرِي. فَخَالَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بِيَدِهِ، فَجَعَلَنِي حِذَاءَهُ عَنْ يَمِينِهِ۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ بِالْعَقِيقِ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَنَهَاهُ.
قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا نَهَاهُ، لِأَنَّهُ كَانَ لَا يُعْرَفُ أَبُوهُ.

بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ وَهُوَ جَالِسٌ

۱۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ، فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ. فَصَلَّى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ. وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: "إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ. فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا. وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا. وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا، فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ"

کے ساتھ پائے تو دوبارہ نہ پڑھے۔
امام مالک نے فرمایا کہ جس نے گھر میں نماز پڑھ لی اور پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں سوائے نماز مغرب کے کیونکہ جب اس کو دوبارہ پڑھے گا تو طاق نہیں رہے گی۔

جماعت سے نماز پڑھنے کا طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پھلکی پڑھانی چاہیئے کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تنہا نماز پڑھے تو جتنا چاہے طول دے۔

نافع کا بیان ہے کہ میں ایک نماز میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ میرے سوا اور کوئی نہ تھا حضرت عبد اللہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے برابر دائیں جانب کر لیا۔

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ ایک شخص موضع عقیق میں لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے پیغام بھیج کر اسے منع کر دیا۔
امام مالک نے فرمایا: اسے باپ کی وجہ منع کیا گیا کہ اس کا باپ نامعلوم تھا

امام کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے تو گر پڑے اور دائیں پہلو پر خراش آئی۔ پس آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی اور ہم نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہذا جب وہ کھڑا ہو کر پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو۔ جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم

۱۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا. فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا، فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکلیف کے باعث بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر۔ پس آپ نے ان کی جانب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو اور جب وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي مَرَضِهِ فَأَتَى، فَوَجَدَ أَبَا بَكْرٍ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي بِالنَّاسِ. فَاسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ. وَكَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مرض میں نکل کر باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر کو پایا کہ کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ پس حضرت ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پس حضرت ابوبکر تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے جو بیٹھے تھے اور تمام لوگ حضرت ابوبکر کی اقتدا میں پڑھ رہے تھے۔ ف

ف۔ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ اس نماز میں امام کی تبدیلی نہیں ہوئی تھی بلکہ حضرت ابوبکر صدیق تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے اور دوسرے تمام حضرات حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ دوسرے انسانوں جیسا نہیں ہے۔ حضور کی اطاعت ہر حالت میں فرض ہے خواہ کوئی نماز کے اندر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ (۸: ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو جب وہ تمہیں بلائیں۔

نیز اللہ جل مجدہ نے یہ بھی فرمایا ہے:۔

وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (۴: ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

لہٰذا رسول جب بلائے تو حاضر ہونا اور رسول کے حکم کی تعمیل کرنا ہر صاحب ایمان کے لیے ضروری ہے کیونکہ رسول کا حکم ماننا گویا خدا کا حکم ماننا ہے جبکہ کسی بھی دوسرے کا ہر حالت میں اس طرح حکم ماننا اور اس کی اس طرح تعمیل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر نمازی ایسے آدمی کے حکم کی تعمیل کرے جو نماز سے باہر ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن حضرت ابوبکر کی نماز میں قطعاً کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ انہوں نے تعمیل کی تو رسول کے حکم کی جن کا حکم خدا کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْقَائِمِ عَلٰی صَلٰوۃِ الْقَاعِدِ

۱۹۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ مَوْلًى لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَوْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلٰوۃُ أَحَدِكُمْ وَهُوَ قَاعِدٌ، مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ قَائِمٌ"۔

۲۰۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهٗ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ نَالَنَا وَبَاءٌ مِنْ وَعْكِهَا شَدِيْدٌ. فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ، وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فِيْ سُبْحَتِهِمْ قُعُوْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "صَلٰوۃُ الْقَاعِدِ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوۃِ الْقَائِمِ"۔

بیٹھنے کی نسبت کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے اگر کوئی بیٹھ کر نماز (نفل نماز) پڑھے تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو ہمیں بڑی شدت سے وبائی بخار پھیلا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور وہ بیٹھ کر نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز کھڑے کی نماز کا نصف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صَلٰوۃِ الْقَاعِدِ فِی النَّافِلَةِ

۲۱۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِيْ وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا قَطُّ. حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِعَامٍ، فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا. وَيَقْرَأُ بِالسُّوْرَةِ فَيُرَتِّلُهَا، حَتّٰى تَكُوْنَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا.

۲۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوۃَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ. حَتّٰى أَسَنَّ. فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ، قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً، ثُمَّ رَكَعَ.

۲۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی نفل نماز بھی بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر وصال سے ایک سال پہلے آپ نفل بیٹھ کر پڑھنے لگے تھے اور جو سورت پڑھتے اُسے اس قدر ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی سے بھی لمبی سورت معلوم ہوئے لگتی تھی۔

عُروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رات کی نماز کبھی بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن جب عمر زیادہ ہو گئی تو بیٹھ کر پڑھنے لگے، یہاں تک کہ جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو کر تیس سے چالیس آیات پڑھ کر رکوع کرتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

الْمَدَنِيِّ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا، فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً، قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو قرأت بھی بیٹھ کر پڑھتے۔ جب قرأت میں سے تیس سے چالیس آیات تک رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو کر قرأت پڑھتے پھر رکوع سجدہ کرتے اور پھر دوسری رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح کرتے۔

۲۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، كَانَا يُصَلِّيَانِ النَّافِلَةَ، وَهُمَا مُحْتَبِيَانِ۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب دونوں حضرات نفل نماز بیٹھ کر حالتِ احتباء میں پڑھ لیتے تھے۔

بَابُ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

نمازِ عصر کا بیان

۲۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهُ قَالَ: أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، ثُمَّ قَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ۔ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا، فَأَمْلَتْ عَلَيَّ: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابو یونس مولیٰ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے حکم دیا کہ ان کے لیے قرآن مجید لکھوں۔ پھر فرمایا کہ جب آیت حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ پر پہنچو تو مجھے بتا دینا۔ جب میں یہاں پہنچا تو بتا دیا تو انہوں نے یوں لکھایا، حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ ۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔

ف: صلوٰۃ الوسطیٰ سے کونسی نماز مراد ہے؟ اس سلسلے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں مثلاً حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صدیقہ کا قول ہے کہ اس سے مراد ظہر کی نماز ہے (ترمذی)، نیز حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر کا قول ہے کہ اس سے مراد نماز فجر ہے (ترمذی، موطاء امام مالک) حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے (ترمذی) اس کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور نقل کیا کہ امام بخاری نے بھی اس کی تصحیح فرمائی اور بتایا کہ حسن بصری کو حضرت سمرہ سے سماع حاصل ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خندق کے روز فرمایا حبسونا عن صلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر ملأ اللہ بیوتھم وقبورھم نارا۔ (متفق علیہ) یعنی کافروں نے ہمیں درمیانی نماز یعنی نماز عصر سے روکے رکھا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

۲۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ مُصْحَفًا لِحَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ. فَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّيْ. حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ. فَلَمَّا بَلَغْتُهَا، آذَنْتُهَا. فَأَمْلَتْ عَلَيَّ. حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ، وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ.

عمرو بن رافع کا بیان ہے کہ میں اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے قرآن مجید لکھ رہا تھا فرمایا کہ جب تم آیت حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔ پر پہنچو تو مجھے بتانا۔ جب میں یہاں پہنچا تو انہیں بتا دیا اور انہوں نے مجھے یوں لکھایا: حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ، وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔

۲۷۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنِ ابْنِ يَرْبُوْعٍ الْمَخْزُوْمِيِّ أَنَّهُ قَالَ، سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ: الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الظُّهْرِ.

ابن یربوع مخزومی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ درمیانی نماز ظہر کی نماز ہے۔

۲۸۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ. وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَا يَقُوْلَانِ. الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الصُّبْحِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں حضرات فرمایا کرتے کہ درمیانی نماز سے نمازِ فجر مراد ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَقَوْلُ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس کا قول مجھے سب سے پسند ہے۔

بَابُ ۹ الرُّخْصَةُ فِي الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

ایک کپڑے سے نماز پڑھنے کی اجازت

۲۹۔ حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ؛ أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، مُشْتَمِلًا بِهِ، فِيْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ

حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت اُم سلمہ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا جس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

۳۰۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُوْلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

حاشیہ صفحہ گزشتہ

درمیانی نماز سے جن صحابہ کرام نے نماز ظہر یا نماز فجر مراد لی، وہ ان بزرگوں کا اپنا اجتہاد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انہوں نے اس بارے میں کوئی روایت نہیں کی۔ ہاں صلوٰۃ الوسطیٰ سے نماز عصر مراد ہونے کی حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت علی اور حضرت سمرہ بن جندب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ دریں حالات امام مالک و امام شافعی کے نزدیک اس سے نماز فجر ہی مراد ہے جبکہ اکثر صحابہ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نیز امام اعظم ابو حنیفہ و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کا فیصلہ یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی ثوب واحد؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "او لکلکم ثوبان؟"

٣١۔ وحدثنی عن مالک، عن ابن شہاب، عن سعید بن المسیب؛ انہ قال: سئل ابو ہریرۃ: ہل یصلی الرجل فی ثوب واحد؟ فقال: نعم. فقیل لہ: ہل تفعل انت ذلک؟ فقال: نعم، انی لاصلی فی ثوب واحد، و ان ثیابی لعلی المشجب.

٣٢۔ وحدثنی عن مالک: انہ بلغہ ان جابر بن عبد اللہ کان یصلی فی الثوب الواحد.

٣٣۔ وحدثنی عن مالک، عن ربیعۃ بن ابی عبد الرحمٰن، ان محمد بن عمرو بن حزم کان یصلی فی القمیص الواحد.

٣٤۔ وحدثنی عن مالک: انہ بلغہ عن جابر بن عبد اللہ؛ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "من لم یجد ثوبین فلیصل فی ثوب واحد ملتحفا بہ، فان کان الثوب قصیرا فلیتزر بہ".

قال مالک: احب الی ان یجعل الذی یصلی فی القمیص الواحد، علی عاتقیہ ثوبا او عمامۃ.

باب الرخصۃ فی صلوٰۃ المرأۃ فی الدرع والخمار

٣٥۔ حدثنی یحیی عن مالک: انہ بلغہ ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت تصلی فی الدرع والخمار.

٣٦۔ وحدثنی عن مالک، عن محمد بن زید بن قنفذ، عن امہ؛ انہا سألت ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ماذا تصلی فیہ المرأۃ من الثیاب؟ فقالت: تصلی فی الخمار والدرع السابغ اذا غیب

ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہر ایک کو دو کپڑے میسر ہیں؟

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا، کیا آدمی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا، ہاں۔ دریافت کیا گیا کہ کیا آپ ایسا کرتے ہیں؟ فرمایا، ہاں۔ میں ایک کپڑے میں نماز پڑھ لیتا ہوں اور میرے دوسرے کپڑے تپائی پر رکھے ہوتے ہیں۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ لیتے۔

ربیعہ بن عبد الرحمٰن کا بیان ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم صرف اکیلی قمیص سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے دو کپڑے میسر نہ ہوں تو وہ ایک ہی کپڑے کو لپیٹ کر نماز پڑھ لے اور اگر کپڑا چھوٹا ہو تو اسے ازار کی جگہ باندھ لے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ جو صرف قمیص سے نماز پڑھ رہا ہو تو وہ اپنے کندھوں پر کوئی کپڑا یا پگڑی ڈال لے۔

عورت کو صرف قمیص اور دوپٹے سے نماز پڑھنے کی اجازت

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرتے اور دوپٹے سے نماز پڑھتی تھیں۔

ام حرام نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا کہ دوپٹہ ہو اور ایسا لمبا کرتہ جو پیروں تک کو ڈھانپ لے۔

ظُهُورَ قَدَمَيْهَا.

۳۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْخَوْلَانِيِّ، وَكَانَ فِي حَجْرِ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ مَيْمُونَةَ كَانَتْ تُصَلِّي فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ. لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ.

بسر بن سعید نے عبید اللہ بن اسود خولانی سے روایت کی ہے کہ وہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تھے اور حضرت میمونہ کُرتے اور دوپٹے سے نماز پڑھ رہی تھیں اور اُن کے جسم پر ازار نہ تھی۔

۳۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتْهُ، فَقَالَتْ: إِنَّ الْمِنْطَقَ يَشُقُّ عَلَيَّ. أَفَأُصَلِّي فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ. إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا.

ہشام کا بیان ہے کہ عروہ بن زبیر سے ایک عورت نے فتویٰ پوچھا کہ میں ازار نہیں باندھ سکتی تو کیا کُرتے اور دوپٹے سے نماز پڑھ لوں؟ فرمایا، ہاں جبکہ کُرتہ خوب لمبا ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۹۔ کتاب قصر الصلوۃ فی السفر — کتاب قصر الصلوۃ فی السفر

باب الجمع بین الصلوتین فی الحضر والسفر

سفر اور حضر میں دو نمازوں کا جمع کرنا

۱ - حدثنی یحیی عن مالک، عن داود بن الحصین عن الاعرج، عن ابی ھریرۃ: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الظھر والعصر فی سفرہ الی تبوک۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سفر تبوک میں ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر لیتے تھے۔

۲۔ وحدثنی عن مالک، عن ابی الزبیر المکی عن ابی الطفیل عامر بن واثلۃ ان معاذ بن جبل اخبرہ انھم خرجوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام تبوک فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الظھر والعصر والمغرب والعشاء۔ قال: فاخر الصلوۃ یوما، ثم خرج فصلی الظھر والعصر جمیعا، ثم دخل، ثم خرج فصلی المغرب والعشاء جمیعا، ثم قال: "انکم ستاتون غدا ان شاء اللہ، عین تبوک، وانکم لن تاتوھا حتی یضحی النھار، فمن جاءھا فلا یمس من مائھا شیئا حتی اتی۔" فجئناھا وقد سبقنا الیھا رجلان، والعین تبض بشیء من ماء، فسالھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "ھل مسستما من مائھا شیئا؟" فقالا: نعم۔ فسبھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لھما ما شاء اللہ ان یقول، ثم غرفوا بایدیھم من العین قلیلا قلیلا حتی اجتمع فی شیء، ثم غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ وجھہ ویدیہ، ثم اعادہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کی طرف نکلے پس رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع کیا۔ فرمایا کہ ایک روز آپ نے نماز میں تاخیر کی۔ جب باہر آئے تو ظہر و عصر کی نماز اکٹھی پڑھی پھر اندر چلے گئے جب باہر تشریف لائے تو مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھی پڑھی پھر فرمایا کہ انشاء اللہ کل تم چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے لیکن دن چڑھنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے۔ پس جو وہاں پہنچ جائے تو اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں۔ ہم اس پر پہنچ گئے اور ہم میں سے دو آدمی پہلے پہنچے چشمے کا تھوڑا تھوڑا پانی چمک رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا کیا تم نے اس کے پانی کو ہاتھ لگایا؟ دونوں نے کہا، ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انہیں تنبیہ کی اور جو اللہ نے چاہا وہ فرمایا پھر لوگوں نے چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی نکال کر کچھ جمع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس میں چہرہ انور اور دونوں ہاتھ دھو کر واپس اسی میں ڈال دیا۔ پھر چشمے کا پانی خوب بہنے لگا تو لوگوں نے پانی پیا۔ پھر رسول اللہ

فِيهَا. فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ كَثِيرٍ فَاسْتَسْقَى النَّاسُ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُوشِكُ يَا مُعَاذُ، إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرَى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا".

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تمہاری زندگی رہی تو دیکھو گے کہ یہ پانی باغوں کو سیراب کر دیا کرے گا۔

۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ، يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع فرما لیتے۔

۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ.
قَالَ مَالِكٌ: أُرَى ذٰلِكَ كَانَ فِي مَطَرٍ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر کسی خوف اور سفر کے بھی ظہر و عصر کی نماز کو ملا کر اور مغرب و عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا ہے۔ ف

امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ بارش کے وقت کی بات ہے

۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ، إِذَا جَمَعَ الْأُمَرَاءُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي الْمَطَرِ، جَمَعَ مَعَهُمْ.

جب حکام بارش میں اکٹھے ہوتے تو حضرت عبد اللہ بن عمر بھی ان کے ساتھ مغرب و عشاء کو جمع کر لیا کرتے۔

۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ: هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ. أَلَمْ تَرَ إِلَى صَلَاةِ النَّاسِ بِعَرَفَةَ.

ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ سے پوچھا کہ کیا سفر میں ظہر اور عصر کو جمع کر لیا جائے؟ انہوں نے فرمایا ہاں اس میں کوئی حرج نہیں، کیا تم نے عرفات میں لوگوں کی نماز نہیں دیکھی؟

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسِيرَ يَوْمَهُ، جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ. وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسِيرَ لَيْلَهُ، جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ امام زین العابدین فرمایا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دن کو سفر کرنا چاہتے تو ظہر و عصر کو جمع کر لیتے اور جب رات کو سفر کرنا چاہتے تو مغرب و عشاء کو جمع فرما لیتے۔

ف- اللہ تعالیٰ نے نمازوں کا ان کے وقت کے اندر پڑھنا فرض فرمایا ہے:- إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا۔ (۴: ۱۰۳) کسی نماز کو دانستہ دوسری نماز کے وقت میں پڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں ماسوائے دوران حج کہ عرفات میں ظہر و عصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی جاتی ہے۔ شریعت مطہرہ میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی صرف ایک ہی جائز صورت ہے جسے جمع فعلی یا جمع صوری کہتے ہیں۔ یعنی ظہر کی نماز کو اس کے آخر وقت میں اور عصر کو اول وقت میں پڑھا۔ یا مثلاً مغرب کی نماز آخر وقت میں اور عشاء کی اول وقت میں پڑھی۔ یوں دو نمازیں فعلاً اور صورتاً تقریباً مل جاتی ہیں لیکن ہر ایک اپنے وقت کے اندر ہی پڑھی گئی۔

باب ۲ قَصْرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ

سفر میں قصر نماز پڑھنا

۷۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى. عَنْ مَالِكٍ. عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ خَالِدِ بْنِ أَسِيْدٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. إِنَّا نَجِدُ صَلٰوةَ الْخَوْفِ وَصَلٰوةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلٰوةَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: يَا ابْنَ أَخِيْ. إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا. فَإِنَّمَا نَفْعَلُ. كَمَا رَأَيْنَاهُ يَفْعَلُ.

آلِ خالد بن اسید کے ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ اے ابو عبد الرحمٰن! ہم قرآن کریم میں خوف اور حضر کی نماز تو پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز نہیں پاتے؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ اے بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث فرمایا اور ہم کچھ نہیں جانتے بلکہ وہی کرتے ہیں جو ہم نے انہیں کرتے دیکھا۔ ف

حاشیہ صفحہ گزشتہ

اس طرح دو نمازوں کا ملانا مرض کے عذر، ضرورت سفر اور شدت بارش کے پیش نظر جائز ہے۔ اکثر اجلہ صحابۂ کرام و تابعین عظام و ائمہ اعلام و علمائے ذی الاحترام کا یہی مذہب ہے۔

دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی دوسری صورت جمع وقتی ہے جسے جمع حقیقی بھی کہتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت جمع تقدیم کہ مثلاً نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر بھی پڑھ لی۔ دوسری صورت جمع تاخیر مثلاً ظہر کی نماز دانستہ چھوڑے رکھی اور عصر کے وقت ظہر و عصر دونوں نمازیں پڑھی۔ پہلی صورت میں نماز عصر فرض ہی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا وقت آیا نہیں اور ظہر کے وقت میں پڑھی تو ہرگز نہیں ہوئی اور دوسری صورت میں ظہر کو دانستہ ترک کیا اور عصر کے وقت جا کر پڑھا جبکہ نماز کا دانستہ نہ پڑھنا اشد حرام۔ اس جمع وقتی یا جمع حقیقی کے بارے میں کوئی ایک بھی صحیح صریح معتبر حدیث وارد نہیں ہوئی۔ شریعت مطہرہ کی کوئی دلیل واجب القبول اس کی صحت پر قائم نہیں۔ صرف دو حدیثوں سے دھوکا دیا جاتا ہے لیکن عند التحقیق وہ بھی جمع صوری پر دلالت کر رہی ہیں۔

اس مسئلے میں مبتدعین زمانہ سے ایک مخصوص اور پیش خوردہ احادیث کے ٹھیکیدار گروہ نے بڑی دھاندلی مچائی ہے۔ متعدد آیات کریمہ بکثرت احادیث صحیحہ صریحہ مفسرہ کے خلاف جمع وقتی کی تان اڑائی ہے۔ اونچے سروں میں جمع تقدیم و جمع تاخیر کے جواز کی لے سنائی ہے۔ جس کی ان کے مجتہد دوران، شیخ زمین و آسمان المسمیٰ میاں نذیر حسین صاحب دہلوی یعنی برطانوی شمس العلماء نے معیار الحق میں بنیاد جمائی، یہی جماعت بھر کی سب سے اونچی دکان کی مٹھائی اور اسی کشتی لستی پر طائفہ کے ہر فرد نے مونچھ منڈائی ہے۔ جب سرمایۂ ملت کے ایک نگہبان نے میاں جی کی ساری کارگزاری اور علمی لیاقت کو میزان تحقیق پر تولا تو تولہ بھر وزن بھی نہ نکلا۔ ان تحقیقات جلیلہ کو ایک رسالے کی شکل دی گئی اور حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلوٰتین تاریخی نام رکھا گیا فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ۔

ف۔ سائل نے پوچھا کہ قرآن کریم میں ہم سفر کی نماز کا حکم نہیں پاتے تو اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنی قرآن فہمی کی نفی کر دی۔ کیا خوب جواب دیا۔ یہی طریق ادب و راہ صواب ہے۔ دین کے معاملے میں اپنے مسلم بزرگوں پر اعتماد کرنا اور اپنی تحقیق کو ان کے مقابلے پر اہمیت نہ دینا ہی راہ ہدایت اور سلامتی کا راستہ ہے۔ سرمایۂ ملت کے عدیم المثال نگہبان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں کیا خوب فرمایا ہے:۔

گویا کہ علم مقلد در اثبات حل و حرمت معتبر نیست دریں باب ظن مجتہد معتبر است و ادلۂ مجتہدین را اوھن از بیت عنکبوت

میں کہتا ہوں کہ حلال و حرام کو ثابت کرنے میں مقلد کا علم معتبر نہیں اور اس باب میں مجتہد کا ظن بھی معتبر ہے۔ مجتہدین کے دلائل

٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ. وَزِيْدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:۔ سفر اور حضر میں نماز کی دو دو رکعتیں فرض کی گئی تھیں۔ پس سفر کی نماز اسی طرح رہی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ لِسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: مَا أَشَدَّ مَا رَأَيْتَ أَبَاكَ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ بِذَاتِ الْجَيْشِ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ بِالْعَقِيقِ

یحییٰ بن سعید نے سالم بن عبد اللہ سے کہا کہ آپ نے اپنے والد ماجد کو سفر میں نمازِ مغرب کتنی مؤخر کرتے دیکھا سالم نے فرمایا کہ غروب آفتاب کے وقت ہم ذات الجیش میں تھے اور عقیق میں نمازِ مغرب پڑھی۔

باب ٣ مَا يَجِبُ فِيهِ قَصْرُ الصَّلٰوةِ

قصرِ نماز کب واجب ہوتی ہے

١٠ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا قَصَرَ الصَّلٰوةَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلتے تو ذی الحلیفہ سے نماز قصر کرتے۔

١١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى رِيمٍ، فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ، وَذٰلِكَ نَحْوٌ مِنْ أَرْبَعَةِ بُرُدٍ.

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ریم کے لیے سوار ہو کر چلے تو راستے میں نماز قصر کی۔

امام مالک نے فرمایا کہ وہ فاصلہ چار بُرد کے لگ بھگ ہے۔

١٢ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، رَكِبَ إِلَى ذَاتِ النُّصُبِ

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذات النصب کے لیے سوار ہوئے

حاشیہ صفحہ گزشتہ

گفتن بسیار جرأت نمودن است و علم خود را بر علم ایں اکابر ترجیح دادن و ظاہر اصول اصحاب حنفیہ را باطل ساختن و در روایات معتبرہ مفتیٰ بہا را برہم زدن و شواذ گفتن احادیث را۔ ایں اکابر بواسطۂ قربِ عہد و وفورِ علم و حصولِ ورع و تقویٰ از ما دور افتادگان بہتر می دانستند و صحت و سقم و نسخ و عدم نسخ آنہا را بیشتر از ما شناختند (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ٢١٣)۔

کو مکڑی کے گھر کی طرح کمزور کہنا بڑی جرأت کا مظاہرہ کرنا اور اپنے علم کو ان بزرگوں کے علم پر ترجیح دینا ہے اور حنفی حضرات کے ظاہری اصولوں کو باطل ٹھہرانا یہ مفتیٰ بہا اور معتبر روایات کو درہم برہم کرنا اور احادیث کو ناقابلِ اعتبار کہنا ہے یہ حضرات عہدِ نبوی سے قرب، علم کی زیادتی اور ورع و تقویٰ کے حصول کے باعث ہم دُور پڑے ہوئے لوگوں سے بہتر جانتے تھے اور دلائل کی صحت و سقم اور نسخ و عدم نسخ کی ہم سے بہتر شناخت رکھتے تھے۔

يُقْصَرُ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيْرَةِ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ، وَمَابَيْنَ ذَاتِ النُّصُبِ وَالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعَةُ بُرُدٍ.

۱۳۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ اِلٰى خَيْبَرَ فَيَقْصُرُ الصَّلٰوةَ.

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيْرَةِ الْيَوْمِ التَّامِّ.

۱۴۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: اَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ الْبَرِيْدَ، فَلَا يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ.

۱۵۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ: اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ، وَفِيْ مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ، وَفِيْ مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجُدَّةَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ اَرْبَعَةُ بُرُدٍ، وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا تُقْصَرُ اِلَيَّ فِيْهِ الصَّلٰوةُ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَقْصُرُ الَّذِيْ يُرِيْدُ السَّفَرَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ بُيُوْتِ الْقَرْيَةِ، وَلَا يُتِمُّ حَتّٰى يَدْخُلَ اَوَّلَ بُيُوْتِ الْقَرْيَةِ، اَوْ يُقَارِبَ ذٰلِكَ.

بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ مَا لَمْ يُجْمِعْ مُكْثًا

۱۶۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ، مَا لَمْ اُجْمِعْ مُكْثًا، وَاِنْ حَبَسَنِيْ ذٰلِكَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً.

۱۷۔ حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ: اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَقَامَ

تو راستے میں نماز قصر کی۔

امام مالک نے فرمایا کہ مدینہ منورہ اور ذات النصب کا درمیانی فاصلہ چار برد ہے۔

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ وہ خیبر جاتے تو نماز قصر پڑھا کرتے۔

سالم بن عبد اللہ نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پورے دن کی مسافت پر قصر نماز پڑھا کرتے تھے۔

نافع کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ برید تک سفر کرتے اور نماز قصر نہ پڑھتے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اتنے فاصلے پر نماز قصر کرتے جتنا مکہ مکرمہ و طائف، مکہ مکرمہ و عسفان اور مکہ معظمہ و جدہ کے درمیان ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ فاصلہ چار برد ہے اور قصر نماز کے بارے میں یہی مجھے پسند ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ سفر کے ارادے پر نماز قصر نہ پڑھے جب تک کہ بستی کے گھروں سے نہ نکل جائے اور پوری نہ پڑھے یہاں تک کہ بستی کے پہلے گھروں میں آجائے یا اُن کے نزدیک۔

مسافر کی نماز جبکہ وہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرے

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ میں قصر نماز پڑھتا رہتا ہوں جب تک ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کرتا اگرچہ کسی جگہ بارہ راتوں تک رُکا رہوں۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ

ف۔ حضرات احناف شکر اللہ سعیہم کے نزدیک مفتیٰ بہا قول کے مطابق سفر کی مقدار تین منزل ہے جس کو وہ حضرات چھتیس کوس یا ستاون اٹھاون میل بتاتے ہیں۔ فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور موجودہ رواج کے مطابق یہ فاصلہ تقریباً نوّے کلومیٹر ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِمَكَّةَ عَشْرَ لَيَالٍ، يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ إِلَّا أَنْ يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ، فَيُصَلِّيَهَا بِصَلٰوتِهٖ.

میں بارہ راتیں ٹھہرے اور نماز قصر پڑھتے رہے مگر جب امام کے ساتھ نماز پڑھنی ہوتی تو اس کے مطابق پڑھی جاتی۔

بَابُ صَلٰوةِ الْإِمَامِ إِذَا أَجْمَعَ مُكْثًا

امام کی نماز جبکہ وہ ٹھہرنے کا ارادہ کرے۔

۱۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ أَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: مَنْ أَجْمَعَ إِقَامَةَ أَرْبَعِ لَيَالٍ، وَهُوَ مُسَافِرٌ، أَتَمَّ الصَّلٰوةَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ صَلٰوةِ الْأَسِيْرِ، فَقَالَ: مِثْلُ صَلٰوةِ الْمُقِيْمِ. إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مُسَافِرًا.

عطاء خراسانی نے سنا کہ سعید بن مسیب نے فرمایا جو مسافر چار دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو وہ نماز پوری پڑھا کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات مجھے سب سے پسند ہے۔

امام مالک سے قیدی کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مقیم کی نماز کی طرح مگر جب مسافر ہو۔ ف

بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ إِذَا كَانَ إِمَامًا أَوْ كَانَ وَرَاءَ إِمَامٍ

مسافر امام اور مقتدی کی نماز کا بیان

۱۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ، صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يَقُوْلُ: يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ، فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر جب مکہ مکرمہ گئے تو لوگوں کو دو رکعتیں پڑھا کر فرمایا کہ اے مکہ والو! اپنی نمازیں پوری کر لو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، مِثْلَ ذٰلِكَ.

اسلم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ. كَانَ يُصَلِّي وَرَاءَ الْإِمَامِ بِمِنًى أَرْبَعًا. فَإِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ، صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منیٰ میں امام کے پیچھے چار رکعتیں پڑھتے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے۔

۲۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ صَفْوَانَ؛ أَنَّهٗ قَالَ. جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَعُوْدُ عَبْدَ

صفوان سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عبد اللہ بن صفوان کی عیادت کے لیے آئے تو انہوں

ف۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مسافر جب تک پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرے وہ قصر نماز پڑھتا رہے گا۔ اگر ارادہ دس یا بارہ روز ٹھہرنے کا تھا لیکن کام نہ ہوا یا کسی اور وجہ سے دیر ہوتی گئی اور پندرہ سے بھی زیادہ دن گزر گئے تب بھی نماز قصر ہی پڑھتا رہے گا جب تک کسی جگہ پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مقیم شمار نہیں ہوگا اور نماز قصر ہی پڑھے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسا ہی مروی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اللهِ بنِ صَفْوَانَ، فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ انْصَرَفَ. فَقُمْنَا فَأَتْمَمْنَا.

نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں جب وہ فارغ ہو گئے تو ہم نے کھڑے ہو کر نماز پوری کی۔

بَابُ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ فِي السَّفَرِ بِالنَّهَارِ وَاللَّيْلِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى الدَّابَّةِ

مسافر کا دن یا رات میں نفل پڑھنا اور سواری پر نماز ادا کرنا

۲۲ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي مَعَ صَلٰوةِ الْفَرِيضَةِ فِي السَّفَرِ شَيْئًا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، إِلَّا مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى الْأَرْضِ وَعَلٰى رَاحِلَتِهِ، حَيْثُ تَوَجَّهَتْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر میں فرض نماز کے ساتھ اور کچھ نہ پڑھتے خواہ پہلے ہو یا بعد میں۔ مگر رات میں کیونکہ اس وقت اتر کر زمین پر پڑھتے اور سواری پر تو خواہ کسی جانب رُخ ہوتا۔

۲۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَأَبَا بَكْرِ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، كَانُوا يَتَنَفَّلُونَ فِي السَّفَرِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر اور ابو بکر بن عبد الرحمٰن سفر میں نفل پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ يَحْيٰى: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ النَّافِلَةِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے سفر میں نفل پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا فرمایا کہ کوئی حرج نہیں خواہ رات ہو یا دن اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ بعض اہل علم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

۲۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى ابْنَهُ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَتَنَفَّلُ فِي السَّفَرِ، فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے صاحبزادے عبید اللہ بن عبد اللہ کو سفر میں نفل پڑھتے دیکھا تو انہیں منع نہیں کیا۔

۲۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلٰى حِمَارٍ، وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلٰى خَيْبَرَ.

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گدھے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ کا رخ خیبر کی جانب تھا۔

۲۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلٰى رَاحِلَتِهِ، فِي السَّفَرِ، حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سواری پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور رُخ خواہ کسی جانب بھی ہوتا۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ. وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

عبد اللہ بن دینار نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ قَالَ:

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے سفر میں حضرت انس بن

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِي السَّفَرِ، وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ، وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ. يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ، إِيمَاءً، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَضَعَ وَجْهَهُ عَلَى شَيْءٍ.

بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى

٢٧ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي مُرَّةَ، مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؛ أَنَّ أُمَّ هَانِئٍ، بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ، أَخْبَرَتْهُ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَامَ الْفَتْحِ، ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

٢٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ؛ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ، مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؛ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ، بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ. قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ فَقُلْتُ: أُمُّ هَانِئٍ، بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ. فَقَالَ: "مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ". فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، زَعَمَ ابْنُ أُمِّي، عَلِيٌّ، أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهُ، فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ". قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: وَذٰلِكَ ضُحًى.

٢٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ، وَإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا. وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَهُ. خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ، فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ.

مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گدھے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ان کا رخ قبلہ کی جانب نہیں تھا۔ رکوع اور سجدہ اشارے سے کر رہے تھے بغیر اس کے کہ اپنا چہرہ کسی چیز پر رکھیں۔

نماز چاشت کا بیان

ابو مرہ مولیٰ عقیل بن ابو طالب کو حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال ایک کپڑے میں لپٹ کر آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

حضرت اُمّ ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ فتح مکہ کے سال میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سلام کیا۔ فرمایا کہ کون ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ اُمّ ہانی بنت ابو طالب ہے فرمایا کہ اُمّ ہانی خوش آمدید۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں ایک کپڑے میں لپٹ کر جب آپ فارغ ہو گئے تو میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ میرے ماں جائے بھائی حضرت علی کہتے ہیں کہ ہبیرہ کے جس بیٹے کو تم نے امان دی ہے میں اسے قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُمّ ہانی! جس کو تم نے امان دی اسے ہم نے امان دی اور وہ چاشت کا وقت تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نمازِ چاشت پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بالکل نہیں دیکھا اور میں نمازِ چاشت پڑھتی ہوں یوں بھی ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک کام کو پسند فرماتے لیکن کرتے نہ تھے، اس ڈر سے کہ لوگ بھی کرنے لگیں گے تو وہ ان پر فرض کر دیا جائے گا۔

۳۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ تَقُولُ لَوْ نُشِرَ لِي أَبَوَايَ مَا تَرَكْتُهُنَّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتیں پھر فرماتیں کہ اگر میرے والدین بھی اٹھیں تب بھی ان رکعتوں کو نہ چھوڑوں۔

بَابُ جَامِعِ سُبْحَةِ الضُّحَى

نماز چاشت کے بارے میں

۳۱ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ جَدَّتَهُ، مُلَيْكَةَ، دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ فَأَكَلَ مِنْهُ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قُومُوا فَلْأُصَلِّيَ لَكُمْ" قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ، مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ. فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ. فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ. وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ انْصَرَفَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی نانی حضرت ملیکہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوتِ طعام دی۔ آپ نے اس میں سے کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں نماز پڑھا دوں۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں ایک بوریے کے لیے کھڑا ہوا جو بوسیدگی کے باعث سیاہ ہو گیا تھا میں نے اس پہ پانی چھڑکا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو گئے۔ میں اور ایک یتیم آپ کے پیچھے تھے اور بوڑھی اماں ہمارے پیچھے تھیں۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور تشریف لے گئے۔

۳۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ. أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ بِالْهَاجِرَةِ، فَوَجَدْتُهُ يُسَبِّحُ. فَقُمْتُ وَرَاءَهُ. فَقَرَّبَنِي حَتَّى جَعَلَنِي حِذَاءَهُ، عَنْ يَمِينِهِ. فَلَمَّا جَاءَ يَرْفَا تَأَخَّرْتُ. فَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کا بیان ہے کہ میں گرمی کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں نفل پڑھتے ہوئے پایا میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا انہوں نے مجھے نزدیک کیا یہاں تک کہ دائیں جانب اپنے برابر کر لیا جب یرفا آگیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے آپ کے پیچھے صف بنالی۔

بَابُ التَّشْدِيدِ فِي أَنْ يَمُرَّ أَحَدٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

نمازی کے آگے سے گزرنے کا بیان

۳۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ. فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے گزرنے نہ دے۔ حتی الامکان اسے روکے، باز نہ آئے تو اس سے جھگڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

۳۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ

حضرت زید بن خالد جہنی نے حضرت ابو جہیم کی جانب یہ پوچھنے کے لیے آدمی بھیجا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے

الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ: مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي، مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا أَدْرِي، أَقَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ شَهْرًا، أَوْ سَنَةً.

متعلق انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ حضرت ابوجہیم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانے کہ یہ کتنا گناہ ہے تو چالیس تک کھڑا رہے، یہ اس کے لیے سامنے سے گزرنے کی نسبت بہتر ہے۔ ابوالنضر نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ چالیس روز فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

۳۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ. قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي، مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يُخْسَفَ بِهِ، خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جانے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جائے یہ اس کے لیے سامنے سے گزر جانے کی نسبت بہتر ہے۔

۳۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ. كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ أَيْدِي النِّسَاءِ، وَهُنَّ يُصَلِّينَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نماز پڑھتی ہوئی عورتوں کے سامنے سے گزرنے کو ناپسند فرماتے۔

۳۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدٍ، وَلَا يَدَعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی نمازی کے سامنے سے نہ گزرتے اور کسی کو اپنے سامنے سے گزرنے نہ دیتے۔

باب ۱۱ الرُّخْصَةُ فِي الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت

۳۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّهُ قَالَ، أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ. وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لِلنَّاسِ، بِمِنًى. فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ، فَنَزَلْتُ، فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ، وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اُن دنوں میں بالغ ہونے کے قریب تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے تو میں صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزر گیا۔ پھر نیچے اُترا گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور میں صف میں شامل ہو گیا۔ کسی نے میری حرکت کا بُرا نہیں منایا۔

۳۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصُّفُوفِ، وَالصَّلَاةُ قَائِمَةٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص بعض صفوں کے سامنے سے گزر جاتے اور نماز کھڑی ہوتی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا أَرَى ذٰلِكَ وَاسِعًا، إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ، وَبَعْدَ أَنْ يُحْرِمَ الْإِمَامُ. وَلَمْ يَجِدِ الْمَرْءُ مَدْخَلًا إِلَى الْمَسْجِدِ إِلَّا بَيْنَ الصُّفُوفِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں اس صورت میں جائز سمجھتا ہوں کہ اقامت ہو جانے کے بعد اور امام تکبیر تحریمہ کہہ لے اور آدمی کو مسجد میں داخل ہونے کا راستہ سوائے صفوں کے درمیان سے گزرنے کے۔

۴۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ، مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی جن میں سے نمازی کے سامنے سے گزرنا بھی تھا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ، مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي.

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور ان میں سے نمازی کے سامنے سے گزرنا بھی ہے۔ ف

بَابُ ۱۲ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي فِي السَّفَرِ

سفر میں نمازی کے آگے سترہ ہو

۴۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَسْتَتِرُ بِرَاحِلَتِهِ إِذَا صَلّٰى.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نماز پڑھتے وقت اپنی سواری کو سترہ بنا لیا کرتے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ: أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِي الصَّحْرَاءِ، إِلَى غَيْرِ سُتْرَةٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ صحرا میں ان کے والد ماجد بغیر سترہ کے نماز پڑھ لیتے تھے۔

بَابُ ۱۳ مَسْحِ الْحَصْبَاءِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں کنکریوں کا ہٹانا

۴۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ إِذَا أَهْوٰى لِيَسْجُدَ، مَسَحَ الْحَصْبَاءَ لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ، مَسْحًا خَفِيفًا.

ابو جعفر القاری نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ جب سجدے میں جانے لگتے تو ہلکے ہاتھ سے کنکریوں کو سجدہ گاہ سے ہٹا دیا کرتے۔

۴۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُولُ: مَسْحُ الْحَصْبَاءِ، مَسْحَةٌ وَاحِدَةٌ، وَتَرْكُهَا خَيْرٌ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کنکریوں کا ہٹانا ایک بار ہے اور نہ ہٹانا سرخ اونٹ ملنے سے بہتر ہے۔

ف۔ بعض نماز ساز محققین کے نزدیک اگر نمازی کے سامنے سے اگر حائضہ عورت، سیاہ کتا یا گدھا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ نمازی کے سامنے سے خواہ کوئی چیز گزر جائے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہاں گزرنے والا اگر عاقل بالغ مرد یا عورت ہو اور دانستہ تو وہ گنہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ ۱۴ مَا جَاءَ فِي تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

صفیں درست کرنے کے بارے میں

۴۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ. فَإِذَا جَاؤُوهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ. كَبَّرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صفیں درست کرنے کا حکم دیتے جب لوگ آکر بتاتے کہ درست ہو گئیں تب آپ تکبیر تحریمہ کہتے۔

۴۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَقَامَتِ الصَّلَوٰةُ، وَأَنَا أُكَلِّمُهُ فِي أَنْ يَفْرِضَ لِي. فَلَمْ أَزَلْ أُكَلِّمُهُ، وَهُوَ يُسَوِّي الْحَصْبَاءَ بِنَعْلَيْهِ، حَتَّى جَاءَهُ رِجَالٌ، قَدْ كَانَ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ. فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدِ اسْتَوَتْ. فَقَالَ لِي: اسْتَوِ فِي الصَّفِّ. ثُمَّ كَبَّرَ.

مالک بن ابو عامر اصبحی کا بیان ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا تو نماز کی اقامت ہوئی اور میں اُن سے اپنا وظیفہ مقرر کروانے کے لیے بات کرتا رہا جب کہ وہ اپنے جوتوں سے کنکریاں برابر کر رہے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ آگئے جنہیں آپ نے صفیں برابر کرنے پر مقرر فرمایا تھا پس انہوں نے آکر بتایا کہ صفیں سیدھی ہو گئیں تو مجھ سے فرمایا کہ صف میں مل جاؤ۔ پھر تکبیر تحریمہ کہی۔

بَابُ ۱۵ وَضْعِ الْيَدَيْنِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فِي الصَّلَوٰةِ

نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا

۴۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ، مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ "إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ" وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فِي الصَّلَوٰةِ (يَضَعُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى) وَتَعْجِيلُ الْفِطْرِ وَالْاِسْتِينَاءُ بِالسُّحُورِ.

عبدالکریم بن ابو المخارق بصری نے فرمایا کہ کلام نبوت سے یہ باتیں ہیں (۱) جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر (۲) نماز میں ہاتھوں کا ایک دوسرے پر رکھنا (دایاں ہاتھ بائیں پر) اور افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں دیر کرنا۔ ف

۴۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَوٰةِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی پر رکھیں۔

ف۔ نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اکثر بزرگوں کے نزدیک ارشاد خداوندی:۔ قُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ (۲: ۲۳۸) "اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے" کی تعمیل ہے۔ ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے۔ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کا حلقہ بنائے اور باقی تینوں درمیانی انگلیوں کو بائیں کلائی پر رکھے۔ روایات کی رُو سے اس میں اختلاف ہے کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہاتھوں کو سینے سے نیچے اور ناف سے اوپر رکھے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ نمازی ناف کے نیچے ہاتھ باندھے۔ یہ روایات معتمدہ سے ثابت اور فطرت کے عین مطابق ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ أَبُو حَازِمٍ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ يَنْمِي ذٰلِكَ

ابو حازم نے فرمایا کہ میرے خیال میں حضرت سہل مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔

بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصُّبْحِ

صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا

۴۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلٰوةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی نماز میں بھی قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ف

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ وَالْإِنْسَانُ يُرِيدُ حَاجَةً

حاجت بول و براز کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت

۴۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْأَرْقَمِ كَانَ يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ يَوْمًا. فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ. ثُمَّ رَجَعَ. فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، فَلْيَبْدَأْ بِهِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ"

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایک روز نماز کا وقت ہوا تو یہ قضائے حاجت کے لیے چلے گئے جب واپس لوٹے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا ارادہ قضائے حاجت کے لیے جانے کا ہو تو نماز سے پہلے فارغ ہو جانا چاہیے۔

۵۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ضَامٌّ بَيْنَ وَرِكَيْهِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پیشاب اور پاخانہ روک کر تم میں سے کوئی نماز نہ پڑھا کرے۔

بَابُ انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ وَالْمَشْيِ إِلَيْهَا

نماز کا انتظار کرنا اور نماز کے لیے جانا

۵۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی نماز پڑھ کر نماز پڑھنے کی جگہ پر بیٹھا رہے تو جب تک وضو نہ ٹوٹے فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے۔

ف۔ بعض روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ماہ یا بیس روز تک نماز فجر میں قنوت پڑھی جس میں بعض کفار کی تباہی اور بعض مسلمانوں کی رہائی کے لیے دعا کیا کرتے تھے اس کے بعد پھر آپ نے قنوت نہیں پڑھی۔ بعض صحابہ کرام نے بھی جنگ کے مواقع پر قنوت پڑھی ہے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا ارشاد یہ ہے کہ حالت جنگ ہو یا امن و امان کسی حالت اور کسی نماز کے اندر قنوت کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ قنوت صرف نماز وتر میں پڑھی جائے گی اور اس کا پڑھنا واجب ہے اور احناف کا معمول یہ قنوت ہے:۔ اللھم انا نستعینک ۔۔۔۔۔۔

لَہٗ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ"۔

قَالَ مَالِکٌ، لَا اَرٰی قَوْلَہٗ: "مَا لَمْ یُحْدِثْ" اِلَّا الْاِحْدَاثَ الَّذِیْ یَنْقُضُ الْوُضُوْءَ۔

اے اللہ! اس پر رحم فرما۔

امام مالک نے فرمایا کہ حدث کے مذکورہ ارشاد سے میرے نزدیک وضو کا ٹوٹنا مراد ہے۔

۵۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاۃٍ مَا کَانَتِ الصَّلٰوۃُ تَحْبِسُہٗ، لَا یَمْنَعُہٗ اَنْ یَنْقَلِبَ اِلٰی اَھْلِہٖ اِلَّا الصَّلٰوۃُ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک آدمی نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھے اور اسے اپنے گھر والوں کے پاس جانے سے صرف نماز نے روکا ہوا ہو۔

۵۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ اَبَا بَکْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ کَانَ یَقُوْلُ: مَنْ غَدَا اَوْ رَاحَ اِلَی الْمَسْجِدِ، لَا یُرِیْدُ غَیْرَہٗ لِیَتَعَلَّمَ خَیْرًا اَوْ لِیُعَلِّمَہٗ، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی بَیْتِہٖ، کَانَ کَالْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَجَعَ غَانِمًا۔

حضرت ابوبکر بن عبد الرحمٰن فرمایا کرتے کہ جو صبح یا سہ پہر مسجد میں جائے تاکہ نیکی کی بات سیکھے یا سکھائے اور اس کے علاوہ اسے کوئی اور کام نہ ہو، جب اپنے گھر لوٹے گا تو راہِ خدا میں اس جہاد کرنے والے کی طرح ہو گا جو غنیمت لے کر واپس لوٹا ہو۔

۵۴۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نُعَیْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْمُجْمِرِ؛ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ: اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ ثُمَّ جَلَسَ فِیْ مُصَلَّاہُ، لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ. فَاِنْ قَامَ مِنْ مُصَلَّاہُ فَجَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ، لَمْ یَزَلْ فِیْ صَلٰوۃٍ حَتّٰی یُصَلِّیَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نماز پڑھ کر جب تک نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھا رہے گا تو برابر فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ اگر وہ نماز پڑھنے کی جگہ سے کھڑا ہو گیا لیکن اگلی نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر بیٹھا رہا تو نماز پڑھنے تک وہ نماز میں ہی شمار ہو گا۔

۵۵۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَعْقُوْبَ، عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَا یَمْحُو اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِہِ الدَّرَجَاتِ؟ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْمَکَارِہِ، وَکَثْرَۃُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ. فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ. فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ. فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیزیں نہ بتاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا اور درجات کو بلند کرتا ہے؟ وہ ہیں تکلیف کے وقت پورا وضو کرنا۔ مسجد کی جانب زیادہ قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ رباط یہی ہے، رباط یہی ہے، رباط یہی ہے۔

۵۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ؛ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیِّبِ قَالَ: یُقَالُ لَا یَخْرُجُ اَحَدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ النِّدَاءِ، اِلَّا اَحَدٌ یُرِیْدُ الرُّجُوْعَ اِلَیْہِ، اِلَّا مُنَافِقٌ۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب نے فرمایا نہیں نکلتا تم میں سے کوئی اذان کے بعد مسجد سے مگر اس کا واپس آنے کا ارادہ ہو گا یا وہ منافق ہو گا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ لِمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ

۵۷ . وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ".

۵۸ . وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ قَالَ لَهُ: أَلَمْ أَرَ صَاحِبَكَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَجْلِسُ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ. قَالَ أَبُو النَّضْرِ: يَعْنِي بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ، وَيَعِيبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ. أَنْ يَجْلِسَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ.

قَالَ يَحْيٰى: قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ حَسَنٌ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ

دو نفل پڑھنے سے پہلے مسجد میں بیٹھنے کی ممانعت

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔

ابوالنضر کا بیان ہے کہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے صاحب (حضرت عمر بن عبیداللہ) کو جب وہ مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو بیٹھنے سے پہلے نماز پڑھتے نہیں دیکھا؟ ابوالنضر نے فرمایا کہ ابوسلمہ اسے ان کی برائی شمار کرتے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو نماز پڑھنے سے پہلے بیٹھ جاتے۔

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ یہ اچھی بات ہے لیکن واجب نہیں۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلٰى مَا يُوضَعُ عَلَيْهِ الْوَجْهُ فِي السُّجُودِ

۵۹ . حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ.

قَالَ نَافِعٌ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْبَرْدِ، وَإِنَّهُ لَيُخْرِجُ كَفَّيْهِ مِنْ تَحْتِ بُرْنُسٍ لَهُ، حَتّٰى يَضَعَهُمَا عَلَى الْحَصْبَاءِ.

۶۰ . وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ. ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ.

جس چیز پر سجدہ کرے تو اس پر دونوں ہاتھ رکھے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سجدہ کرتے تو جس چیز پر سجدہ کرتے اسی پر اپنے دونوں ہاتھ رکھا کرتے تھے۔

نافع کا بیان ہے کہ میں نے انہیں سخت سردی میں دیکھا کہ وہ جبّہ کے نیچے سے اپنے دونوں ہاتھ نکالتے اور انہیں کنکریلی زمین پر رکھتے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے: جو زمین پر اپنی پیشانی رکھے تو جس پر پیشانی رکھی ہے اپنے ہاتھ بھی اسی پر رکھے جب سر اٹھائے تو انہیں ساتھ ہی اٹھا لے کیونکہ ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جیسے پیشانی کرتی ہے۔

باب ۲۱ الِالْتِفَاتُ وَالتَّصْفِيقُ عِنْدَ الْحَاجَةِ فِي الصَّلوٰةِ

نماز میں کسی جانب دیکھنا یا ضرورتاً لقمہ دینا

۶۱- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ، سَلَمَةَ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ. وَحَانَتِ الصَّلوٰةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ. فَقَالَ: أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلوٰةِ. فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ. فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلوٰتِهِ. فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِيقِ، الْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ، فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ. فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ. وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى. ثُمَّ انْصَرَفَ. فَقَالَ: "يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ" فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيحِ؟ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلوٰتِهِ فَلْيُسَبِّحْ. فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ. وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ"

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن نے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں تکبیر کہہ دوں؟ فرمایا۔ ہاں پس حضرت ابوبکر نماز پڑھانے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور لوگ نماز میں تھے۔ آپ صفوں کو چیر کر پہلی صف میں آکھڑے ہوئے۔ پس لوگوں نے سیٹی بجائی اور حضرت ابوبکر نماز میں کسی جانب التفات نہیں کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے زیادہ ہی سیٹیاں بجائیں تو حضرت ابوبکر متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا۔ حضرت ابوبکر نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر پیچھے ہٹ کر پہلی صف میں آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے ہو گئے اور نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے ابوبکر! جب میں نے حکم دیا تو اپنی جگہ ٹھہرنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ حضرت ابوبکر عرض گزار ہوئے کہ ابن ابی قحافہ کی یہ مجال نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کثرت سے سیٹیاں کیوں بجائیں؟ جسے نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے جب یہ تسبیح کہے گا تو وہ متوجہ ہو جائے گا اور سیٹی عورتوں کے لیے ہے۔

۶۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَلْتَفِتُ فِي صَلوٰتِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر اور کسی جانب توجہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔

۶۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِي أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي. وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَرَائِي، وَلَا أَشْعُرُ. فَالْتَفَتُّ فَغَمَزَنِي.

ابوجعفر القاری نے فرمایا کہ میں نماز پڑھتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر میرے پیچھے تھے۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ میں ان کی جانب متوجہ ہوا تو انہوں نے مجھے دبایا۔

باب ۲۲ مَا يَفْعَلُ مَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ رَاكِعٌ

۶۴ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْمَسْجِدَ. فَوَجَدَ النَّاسَ رُكُوعًا فَرَكَعَ ثُمَّ دَبَّ حَتَّى وَصَلَ الصَّفَّ.

اگر امام کو رکوع میں پائے تو کیا کرے؟

امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں کو رکوع میں پایا تو رکوع کر لیا پھر آگے بڑھے یہاں تک کہ صف میں جا ملے۔

۶۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَدِبُّ رَاكِعًا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رکوع کی حالت میں چل کر مل جاتے

باب ۲۳ مَا جَاءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور پر درود پڑھنے کا بیان

۶۶ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ: أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: "قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ. كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ. إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ".

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ عرض گزار ہوئے۔ یا رسول اللہ! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ فرمایا، یوں کہو:- اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد اور اُن کی بیویوں اور اولاد پر جیسے درود بھیجی تو نے آلِ ابراہیم پر اور برکت دے حضرت محمد اور ان کی ازواج و اولاد کو جیسے برکت دی تو نے آلِ ابراہیم کو۔ بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

۶۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ. ثُمَّ قَالَ: "قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ. إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. وَالسَّلَامُ، كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ"

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ کی مجلس میں تشریف لائے تو حضرت بشیر بن سعد عرض گزار ہوئے:- یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے پس ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے تو ہم نے چاہا کہ کہ آپ سے یہ سوال ہی نہ کیا جاتا۔ پھر فرمایا، یوں کہا کرو:- اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد اور آلِ محمد پر جیسے درود بھیجی تو نے حضرت ابراہیم پر اور برکت دے حضرت محمد اور آلِ محمد کو جیسے برکت دی تو نے جہانوں میں آلِ ابراہیم کو، بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے اور سلام کی ترکیب تو تمہیں پہلے ہی معلوم ہے۔

۶۸ ـ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ.

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس کھڑے ہیں اور درود بھیجتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر پر۔

بَابُ ۲۴ الْعَمَلِ فِي جَامِعِ الصَّلٰوةِ

نماز کی ادائیگی کے متعلقات

۶۹ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ. وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَيَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے اور دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور اور دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد اور جمعہ کے بعد آپ نماز نہ پڑھتے بلکہ گھر لوٹ جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

۷۰ ـ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَتَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا؟ فَوَاللهِ، مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ. إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔کیا تم یہی دیکھتے ہو کہ میرا رخ جانب قبلہ ہے؟ خدا کی قسم، مجھ پر تمہارا خشوع اور تمہارا رکوع پوشیدہ نہیں ہے۔ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں ف

۷۱ ـ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبا میں سوار ہو کر اور پیدل بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

ف ۔ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراپا معجزہ تھے۔ آپ کا دیکھنا ظاہری آنکھوں کے دیکھنے پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ آپ آئینے کی طرح سراپا چشم تھے اور آگے پیچھے دائیں بائیں کی ہر چیز آپ کو نظر آتی رہتی تھی۔ علاوہ بریں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر تمہارا خشوع اور تمہارا رکوع پوشیدہ نہیں ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ رکوع جسمانی فعل ہے کہ نمازی اپنے پروردگار کے حضور نماز میں اپنے دھڑ کو جھکاتا اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ لیتا ہے جبکہ خشوع سراسر دل کا فعل ہے اور حضور فرماتے ہیں کہ میں تمہارے دلوں کی اس کیفیت کو بھی جانتا ہوں۔ شاعر مشرق نے شاید اسی لیے فرمایا ہے۔

ع

چشم تو بینندۂ مافی الصدور

معلوم ہوا کہ خدا کے خلیفہ اعظم، محبوب اکرم ایسے صاف و شفاف آئینہ ہیں جس میں ہر ایک کے ظاہر و باطن کی تصویر آجاتی ہے جس کے باعث ان پر کسی کا ظاہر چھپا رہتا ہے اور نہ باطن۔ یہاں یہ بات بھی مد نظر رکھنی چاہیئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ ارشاد فرمائیں ہر مسلمان اس پر جان و دل سے یقین رکھتا اور اسے درست تسلیم کرتا ہے۔ شمع رسالت نے ارشاد فرمایا اور پروانوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اپنے

۷۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي؟" وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ فِيهِمْ. قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: "هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ. وَأَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ صَلٰوتَهُ". قَالُوا: وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا"

حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فرماؤ، چور اور زانی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ ان کے احکام نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ بے حیائی کے کام ہیں اور ان کی سزا ہے اور سب سے بڑی چوری نماز کی چوری ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نماز کی چوری کیسے فرمایا جو اس کے رکوع اور سجدے پورے نہ کرے۔

۷۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اجْعَلُوا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ"

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں کے لیے رکھا کرو۔

۷۴۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ. عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ أَوْمَأَ بِرَأْسِهِ إِيمَاءً، وَلَمْ يَرْفَعْ إِلَى جَبْهَتِهِ شَيْئًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب مریض سجدہ نہ کر سکے تو اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرے لیکن پیشانی کے نیچے کوئی چیز نہ رکھے۔

۷۵۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ. عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَاءَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى النَّاسُ، بَدَأَ بِصَلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا شَيْئًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مسجد میں آتے اور لوگ نماز پڑھ چکے ہوتے تو یہ فرض نماز پڑھنا شروع کر دیتے اور اس سے پہلے کچھ نہ پڑھتے

۷۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ. عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ. فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا. فَرَجَعَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ. فَقَالَ لَهُ: إِذَا سُلِّمَ عَلَى أَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَا يَتَكَلَّمْ، وَلْيُشِرْ بِيَدِهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا پس انہوں نے اُسے سلام کیا تو اس نے زبان سے جواب دیا حضرت عبداللہ اُس کی جانب لوٹے اور اس سے فرمایا، جب تم کسی نمازی کو سلام کرو تو وہ زبان سے جواب نہ دے بلکہ ہاتھ سے اشارہ کرے

۷۷۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً، فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جو تم میں سے کسی نماز کو بھول جائے، پھر امام کے ساتھ اگلی نماز پڑھتے ہوئے

حاشیہ صفحہ گزشتہ

آقا کی معجز نما شان سے آگاہ ہو گئے یہ ارشاد فرمانے سے پہلے آپ نے خدا کی قسم کھائی اسے یوں سمجھ لیجیے کہ بات اہم تھی لہٰذا قسم سے اسے مؤکد کر دیا اور خواہ یوں شمار کر لیجیے کہ اس کائنات ارضی و سماوی کے بے مثال اور شفاف ترین آئینے میں وہ لوگ بھی آئے جو رکوع سجدے تو خوب کریں گے، سرور دو عالم کے امتی ہونے کا اونچے سروں میں دم بھریں گے لیکن ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس معجز نما شان کا انکار کر کے اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کریں گے۔ چنانچہ ان پر حجت قائم کرنے کی غرض سے آپ نے اپنے ارشاد گرامی کو قسم کے ساتھ مؤکد فرما دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مَعَ الْإِمَامِ، فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ، فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَهَا الْأُخْرَى.

۷۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ؛ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى جِدَارِ الْقِبْلَةِ. فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِي انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ قِبَلِ شِقِّي الْأَيْسَرِ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَنْصَرِفَ عَنْ يَمِينِكَ؟ قَالَ فَقُلْتُ: رَأَيْتُكَ، فَانْصَرَفْتُ إِلَيْكَ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَإِنَّكَ قَدْ أَصَبْتَ. إِنَّ قَائِلًا يَقُولُ انْصَرِفْ عَنْ يَمِينِكَ. فَإِذَا كُنْتَ تُصَلِّي، فَانْصَرِفْ حَيْثُ شِئْتَ. إِنْ شِئْتَ عَنْ يَمِينِكَ، وَإِنْ شِئْتَ عَنْ يَسَارِكَ.

۷۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، لَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا؛ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَأُصَلِّي فِي عَطَنِ الْإِبِلِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا، وَلَكِنْ صَلِّ فِي مُرَاحِ الْغَنَمِ.

۸۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ قَالَ: مَا صَلَاةٌ يُجْلَسُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْهَا؟

ثُمَّ قَالَ سَعِيدٌ: هِيَ الْمَغْرِبُ، إِذَا فَاتَتْكَ مِنْهَا رَكْعَةٌ. وَكَذَلِكَ سُنَّةُ الصَّلَاةِ كُلِّهَا.

باب ۲۵ جَامِعُ الصَّلَاةِ

۸۱ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ. فَإِذَا سَجَدَ، وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ، حَمَلَهَا.

۸۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ

اُسے یاد آئے تو جب امام سلام پھیر دے تو اسے اپنی بھولی ہوئی نماز پڑھ لینی چاہیے اور پھر دوسری نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

واسع بن حبان کا بیان ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دیوار قبلہ کے ساتھ پیٹھ لگائے بیٹھے تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو بائیں جانب سے مڑ کر ان کے پاس گیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ آپ کو دائیں جانب سے مڑنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا کہ آپ کو دیکھ کر چلا آیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ آپ نے درست کیا۔ ایک صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ دائیں جانب سے مڑنا چاہیے لیکن تم جب نماز پڑھو تو جدھر سے چاہو مڑو، خواہ دائیں جانب سے خواہ بائیں جانب سے۔

ایک مہاجر نے جو اس میں حرج نہیں سمجھتے تھے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا میں اونٹوں کے باندھنے کی جگہ میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ بکریوں کے بٹھانے کی جگہ تو نماز پڑھ سکتے ہو۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ وہ کونسی نماز ہے جس کی ہر رکعت میں بیٹھا جاتا ہے؟

پھر سعید نے خود ہی فرمایا کہ وہ مغرب کی نماز ہے جبکہ تمہاری ایک رکعت جاتی رہے اور ہر نماز کے لیے یہی طریقہ ہے۔

نماز کے متعلقات کا بیان

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے حضرت امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ کو اٹھایا ہوا تھا جس کے والد کا نام ابوالعاص بن ربیعہ تھا جب آپ سجدے میں جاتے تو اسے بٹھا دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ، وَصَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ".

۸۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. قَالَ "مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ" قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ. فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ. مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ" فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا.

۸۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ: أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک کے بعد ایک آتے رہتے ہیں تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کے اور وہ نمازِ عصر اور فجر کے وقت۔ پھر وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ گزاری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے جو سب کچھ جانتا ہے کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! جب حضرت ابوبکر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگوں کو آواز نہ سنا سکیں گے، لہٰذا حضرت عمر کے لیے فرمایئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے حفصہ سے کہا کہ آپ عرض کریں کہ حضرت ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگوں کو آواز نہ سنا سکیں گے، لہٰذا حضرت عمر کے لیے حکم فرمایئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حفصہ نے ایسا ہی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حضرت یوسف والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پس حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ مجھے آپ سے کوئی بھلائی حاصل نہیں ہوئی۔ ف

حضرت عبید اللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آ کر سرگوشی کی۔ ہمیں معلوم نہ ہوا کہ اس نے کان میں کیا بات کہی ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آواز سے گویا ہوئے۔ تو پتہ لگا کہ وہ

ف۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیائے کرام کے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں شمعِ رسالت کے عدیم المثال پروانوں اور انبیائے کرام کے بعد سب سے یگانوں کا امام مقرر فرمایا۔ اپنے حکم سے اپنی موجودگی میں جسے امتِ محمدیہ کا امام بنایا۔ امامتِ صغریٰ کا تاج ان کے سر پر سجا کر بتایا کہ یہ تمہارا امام ہے بھلا اب امامتِ کبریٰ کے لیے اور کس پر نظر جا کر ٹھہرتی؟ صحابۂ کرام نے بالآخر حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ منتخب کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارے پر عمل کر کے دکھا دیا اور سب نے اس فیصلے کو جان و دل سے قبول کر لیا۔ کسی مسلمان کو اس پر نہ اس وقت اعتراض تھا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔

[أ]نَّهُ لَمْ يُدْرَ مَا سَارَّهُ بِهِ، حَتَّى جَهَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى [الله] عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَإِذَا هُوَ يَسْتَأْذِنُهُ فِي قَتْلِ رَجُلٍ مِنَ [الْمُ]نَافِقِينَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، [حِ]ينَ جَهَرَ: "أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ [مُحَمَّ]دًا رَسُولُ اللهِ؟" فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلَىٰ. وَلَا شَهَادَةَ لَهُ. [قَ]الَ: "أَلَيْسَ يُصَلِّي؟" قَالَ: بَلَىٰ. وَلَا صَلَاةَ لَهُ. فَقَالَ [صَلَّ]ى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أُولٰئِكَ الَّذِينَ نَهَانِي اللهُ عَنْهُمْ"

ایک منافق کو قتل کرنے کی اجازت مانگتا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آواز سے فرمایا کہ کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے؟ اس آدمی نے کہا کیوں نہیں لیکن اُس کی گواہی ناقابلِ اعتبار ہے۔ فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ عرض گزار ہوا کیوں نہیں لیکن اس کی نماز نماز نہیں ہے۔ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے قتل سے منع فرمایا ہے

[۸]۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ [عَ]طَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [قَ]الَ: "اللّٰهُمَّ! لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ. اشْتَدَّ غَضَبُ [ا]للهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی:۔ اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے اس قوم پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ ف

ف۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی:۔ "اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی عبادت کی جائے۔" آپ کی یہ دعا [ض]رور قبول ہوئی ہوگی۔ لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کی تربتِ انور و روضۂ اطہر کو بت بنا یا گیا ہو یا اس مقام آرامگاہ خیر الانام کی عبادت کی گئی ہو؟ ہرگز آج تک ایسا نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اپنے آقا و مولیٰ سید نا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو بے پناہ محبت و عقیدت ہے اس کے باعث وہ شمع رسالت کی جانب آج بھی پروانہ وار دوڑتے چلے جاتے ہیں اور آقا کے قدموں [م]یں پہنچ کر سکون قلب کی دولت پاتے ہیں کیونکہ ان کے پروردگار نے انہیں اس بارگاہِ عالی میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا [اللهَ] تَوَّابًا رَّحِيمًا۔ (۴:۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس حکم خداوندی کے تحت اہل ایمان جب اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں، محبوب پروردگار سے اپنی محبت و عقیدت کا [ا]ظہار کرتے ہیں اور جب تک وہاں نہ پہنچ سکیں تو شمع نبوت کے پروانوں کی بارگاہوں میں حاضر ہو کر رحمت خداوندی کے متلاشی رہتے اور [عم]لاً ثابت کرتے ہیں کہ انہیں بھی اللہ کے پیاروں سے پیار ہے اور خدا کے دوستوں کو وہ بھی دوست رکھتے ہیں جس طرح ساون کے اندھوں [کو] ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے ایسے ہی شرک فروش ٹوٹے کو اللہ والوں سے اظہار محبت و عقیدت کے سارے مناظر بھی شرک دکھائی دیتے ہیں۔ [ا]س بارگاہ بیکس پناہ کی حاضری کا شرف حاصل کرنے کے لیے روزانہ ستر ستر ہزار فرشتے شدِ رحال کر کے آتے اور صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور [ک]رتے رہتے ہیں۔ اس بارگاہ عالی تک رسائی ہو یا ان کے پیاروں، خدا کے پیاروں کی بارگاہ میں کوئی حاضری دے تو اس کا شرک سے کیا تعلق؟ [م]علوم نہیں کہ ان مہربانوں کے نزدیک خدا کا بھی کوئی مزار ہے کہ جس پر جانا توحید ہے اور دوسروں کے مزاروں پر جانا شرک۔ کاش! یہ حضرات [م]رنے سے پہلے عقیدت اور عبادت کے فرق کو جان لیں تاکہ یہ کرم فرما مسلمانوں کو مشرک اور مشرکوں بت پرستوں کو آقا و مولیٰ بنانے کی بیماری سے نجات پاسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعیٔ اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے کہ وہ عمر بھر یہی کہتے رہیں:۔

۸۶ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّ عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهٗ وَهُوَ اَعْمٰى وَاَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَالْمَطَرُ وَالسَّيْلُ وَاَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ؟" فَاَشَارَ لَهٗ اِلٰى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ. فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے اور وہ نابینا تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گزارش کی تھی کہ اندھیرا، بارش اور سیلاب بھی آتا ہے اور میری بینائی بہت کمزور ہے تو یا رسول اللہ! آپ میرے غریب خانے پر کسی جگہ نماز پڑھیے تاکہ میں اس جگہ کو جائے نماز بنا لوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا: تم کہاں پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ پس انہوں نے گھر کے ایک جانب اشارہ کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ف۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ میرے گھر میں آپ کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اس جگہ کو اپنے لیے سجدہ گاہ بنا لوں۔ حضور نے ان سے یہ نہیں فرمایا کہ عتبان! بھلا اللہ اور اس کے رسول نے کہیں یہ حکم دیا ہے کہ اپنے گھر میں اس جگہ نماز پڑھو جہاں اللہ کے رسول نے پڑھی ہو؟ اور نہ اس انداز فکر کو شرک و بدعت قرار دیا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے آپ نے ان کے گھر میں نماز ادا کی۔ تاکہ ان کی خواہش کے مطابق گھر میں ایک جگہ مقدس و متبرک ہو جائے اور وہ اسے اپنی عبادت گاہ بنا لیں عقیدت اور عبادت کے اسی واضح فرق میں شرک فروش ٹولہ دھاندلی کر کے سچے اور پکے مسلمانوں کو مشرک بنانے اور منوانے کے لیے وقف ہو کر رہ گیا ہے۔

اس موقع پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ مدرسہ انوار التوحید میں شرک فروش ٹولے کے دو مولوی صاحبان بیٹھے تنہائی میں توحید کو پھیلانے اور شرک کو دنیا بھر سے مٹانے کی تدابیر پر غور فرما رہے تھے ایک مولوی صاحب کا نام بدعت توڑ اور دوسرے کا شرک چھوڑ تھا۔ اثنائے گفتگو مولانا شرک چھوڑ صاحب فرمانے لگے:۔ بھائی بدعت توڑ! دل چاہتا ہے کہ آج آپ سے دل کی بات کہہ دوں۔ یار بعض احادیث کو پڑھ کر میں حیران رہ جاتا ہوں کہ حضرات صحابہ کرام جیسی ہستیوں کو ہو کیا گیا تھا؟ دیکھیے حضور تھوکتے تو وہ اسے حاصل کرنے کے لیے دوڑتے۔ حضور وضو فرماتے تو وہ مستعمل پانی کا ایک ایک قطرہ حاصل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے۔ اگر وہ مل جاتا تو فبہا ورنہ جس زمین پر گرتا اسے گیلی مٹی کو لے کر اپنے جسم اور کپڑوں پر مل لیتے۔ حضور حجامت بنواتے تو وہ ایک ایک بال کو حاصل کرنے کی ایسے کوشش کرتے کہ گویا ابھی آپس میں لڑ پڑیں گے۔ اپنے گھر میں نماز بھی اس جگہ پڑھنا پسند کرتے جہاں حضور سے نماز پڑھوا لیتے۔ بھلا ان سے کوئی پوچھتا کہ جب ایسا کرنے کا اللہ اور رسول نے کوئی حکم نہیں دیا تو آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ یار سچی بات تو یہ ہے کہ اگر سچی بات کہہ دی جائے تو سارے مسلمان لٹھ لے کر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے ورنہ مجھے تو صحابہ بھی بالکل بریلوی ہی نظر آتے ہیں۔ نہ او ریہ نظر ان کا بھی شرک پسندانہ ہی تھا۔

اس کے بعد تھوڑی دیر تو منہ پر مہر سکوت لگائے رکھی اور پھر قفل دہن کھولتے ہوئے یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ بھائی بدعت توڑ

۸۷ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

عبد اللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا اور آپ نے ایک پیر کو دوسرے پر رکھا ہوا تھا

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی طرح کیا کرتے تھے

۸۸ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ، قَالَ لِإِنْسَانٍ: إِنَّكَ فِي زَمَانٍ كَثِيرٌ فُقَهَاؤُهُ، قَلِيلٌ قُرَّاؤُهُ، تُحْفَظُ فِيهِ حُدُودُ الْقُرْآنِ وَتُضَيَّعُ حُرُوفُهُ، قَلِيلٌ مَنْ يَسْأَلُ، كَثِيرٌ مَنْ يُعْطِي، يُطِيلُونَ فِيهِ الصَّلَاةَ، وَيَقْصُرُونَ الْخُطْبَةَ، يُبَدُّونَ أَعْمَالَهُمْ قَبْلَ أَهْوَائِهِمْ. وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ، كَثِيرٌ قُرَّاؤُهُ، يُحْفَظُ فِيهِ حُرُوفُ الْقُرْآنِ وَتُضَيَّعُ حُدُودُهُ، كَثِيرٌ مَنْ يَسْأَلُ، قَلِيلٌ مَنْ يُعْطِي، يُطِيلُونَ فِيهِ الْخُطْبَةَ، وَيَقْصُرُونَ الصَّلَاةَ، يُبَدُّونَ فِيهِ أَهْوَاءَهُمْ قَبْلَ أَعْمَالِهِمْ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ اب عالم بہت ہیں اور الفاظ کی لکیر کو پیٹنے والے کم، قرآنی حدود کی حفاظت کی جاتی ہے اور حروف کو ضائع کردیا جاتا ہے، مانگنے والے کم اور دینے والے زیادہ ہیں، نمازیں لمبی پڑھتے ہیں اور تقریریں مختصر کرتے ہیں، خواہشات کے آڑے آنے سے پہلے عمل کر گزرتے ہیں لیکن عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ عالم کم ہوں گے اور پڑھنے والے زیادہ، قرآن حکیم کے حروف کو محفوظ کریں گے اور اس کی حدود کو ضائع کریں گے مانگنے والے بہت ہوں گے اور دینے والے کم تقریریں لمبی لمبی جھاڑیں گے اور نمازیں مختصر پڑھیں گے اور اُن کی خواہشات ان کے اعمال پر غالب ہوں گی

حاشیہ صفحہ گزشتہ

چلیے صحابہ تو اس لیے یہ دھندا کر رہے ہوں گے کہ ساری دنیا میں عاشق رسول مشہور ہو جائیں گے اور ان کے نام کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بج جائے گا لیکن خود حضور کو کیا ہو گیا تھا کہ ان حرکتوں سے صحابہ کو منع نہ فرمایا؟ یار مجھے تو یوں لگتا ہے کہ بریلی والے مولوی کا حضور پر بھی جادو چل گیا تھا۔ حضور بھی اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آگئے تھے۔ شرک پسند سہی لیکن کم بخت کی باتوں میں رس بڑا ہے۔ بدعت کوڑ مولانا نے لقمہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بھائی شرک چھوڑ! بریلی والا مولوی تو کل پرسوں پیدا ہوا تھا، وہ حضور کے زمانے میں کب تھا؟ مولانا شرک چھوڑ صاحب فرمانے لگے کہ یار میں تو یہی سمجھ سکا ہوں کہ توحید کے ساتھ ساتھ بریلویت بھی خود حضور نے پھیلائی ہے۔

اس کے بعد ایک سرد آہ بھرتے ہوئے مولانا شرک چھوڑ صاحب نے بڑے دردناک لہجے میں کہا:۔ یار چلیے صحابہ ایسا کرتے رہے۔ حضور بھی اس دھندے کو تعظیم کے پردے میں چھپا کر خوش ہوتے رہے کہ میرا قیصر و کسریٰ سے بھی بڑھ کر احترام کیا جا رہا ہے اور وہ بھی دل کی گہرائیوں سے لیکن معلوم نہیں خدا کو کیا ہو گیا تھا کہ اور ہزاروں احکام تو نازل فرماتا رہا لیکن ایک دفعہ بھی صحابہ سے یہ نہیں فرمایا کہ تعظیم کے پردے میں پوجا پاٹ کا یہ کاروبار بند کردو۔ نہ اپنے نبی کو حکم دیا کہ صحابہ کو ایسا کرنے سے منع فرمادو۔ یار مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ خود خدا شرک پسند اور بریلویت نواز ہے اور خواہ مخواہ ساری مصیبت ہمارے سر پر ڈالی ہوئی ہے۔ مولانا شرک چھوڑ صاحب ابھی یہ جملہ ختم ہی کرنے پائے تھے کہ کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔ نظر تو کوئی نہ آیا لیکن بلند آواز سے کوئی یہ کہہ رہا تھا:۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم نبی　　اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

۸۹۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ اَوَّلَ مَا يُنْظَرُ فِيْهِ مِنْ عَمَلِ الْعَبْدِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ قُبِلَتْ مِنْهُ نُظِرَ فِيْمَا بَقِیَ مِنْ عَمَلِهٖ. وَاِنْ لَّمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لَمْ يُنْظَرْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ عَمَلِهٖ.

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز دیکھی جائے گی۔ اگر یہ ہوئی تو باقی اعمال دیکھے جائیں گے اگر یہی قبول نہ ہوئی تو دوسرا کوئی عمل نہیں دیکھا جائے گا۔

۹۰۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ عمل سب سے پسند ہے جس کو آدمی ہمیشہ کرے۔

۹۱۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ اَخَوَانِ فَهَلَكَ اَحَدُهُمَا قَبْلَ صَاحِبِهٖ بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. فَذُكِرَتْ فَضِيْلَةُ الْاَوَّلِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَمْ يَكُنِ الْاٰخَرُ مُسْلِمًا" قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَكَانَ لَا بَاْسَ بِهٖ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَمَا يُدْرِيْكُمْ مَا بَلَغَتْ بِهٖ صَلٰوتُهٗ. اِنَّمَا مَثَلُ الصَّلٰوةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ غَمْرٍ عَذْبٍ بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَقْتَحِمُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ. فَمَا تَرَوْنَ ذٰلِكَ يُبْقِیْ مِنْ دَرَنِهٖ؟ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا بَلَغَتْ بِهٖ صَلٰوتُهٗ."

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو سگے بھائیوں نے چالیس روز آگے پیچھے وفات پائی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہلے کی تعریف کی۔ فرمایا کیا دوسرا مسلمان نہیں؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں مگر اُس میں بھی کوئی نہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں کیا معلوم کہ نماز نے اُسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہوا ہے نماز کی مثال نہر جیسی ہے جو کسی کے دروازے کے سامنے بہے۔ وہ روزانہ اُس میں پانچ وقت غوطے لگائے، کیا اُس کے جسم پر میل رہ جائے گی؟ پس تمہیں نہیں معلوم کہ نماز کہاں پہنچا دیتی ہے

۹۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ اِذَا مَرَّ عَلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَّبِيْعُ فِی الْمَسْجِدِ دَعَاهُ فَسَاَلَهٗ مَا مَعَكَ؟ وَمَا تُرِيْدُ؟ فَاِنْ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّبِيْعَهٗ. قَالَ: عَلَيْكَ بِسُوْقِ الدُّنْيَا وَاِنَّمَا هٰذَا سُوْقُ الْاٰخِرَةِ.

عطاء بن یسار جب ایسے شخص کے پاس سے گزرتے جو مسجد میں سودا بیچتا تو اسے اپنے پاس بلاتے اور فرماتے کہ تمہارے پاس کیا ہے اور تم کیا چاہتے ہو؟ اگر وہ بتاتا کہ میں سودا بیچتا ہوں تو فرماتے کہ تجھے دنیا کے بازار میں جانا چاہیے اور یہ تو آخرت کا بازار ہے۔

۹۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَنٰى رَحْبَةً فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّلْغَطَ، اَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا، اَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهٗ، فَلْيَخْرُجْ اِلٰى هٰذِهِ الرَّحْبَةِ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے کسی گوشے میں ایک چبوترہ بنا دی جس کو بُطیحا کہا جاتا اور فرمایا کہ جو باتیں کرنا چاہے یا شعر پڑھے یا آواز بلند کرے تو اُسے اُس جگہ چلا جانا چاہیے۔

بَابُ ۲۶ جَامِعُ التَّرْغِيْبِ فِي الصَّلٰوةِ

۹۴- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ اَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْهِ؛ اَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرُ الرَّاْسِ. يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ. حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ"، قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ" قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: "لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ" قَالَ وَذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ. فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: لَا "اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ". قَالَ، فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللهِ، لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا، وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفْلَحَ الرَّجُلُ، اِنْ صَدَقَ".

۹۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ، اِذَا هُوَ نَامَ، ثَلَاثَ عُقَدٍ. يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ، عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ، فَارْقُدْ. فَاِنِ اسْتَيْقَظَ، فَذَكَرَ اللهَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَاِنْ تَوَضَّاَ، انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ. فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ. فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ. وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ".

نماز کی ترغیب کا بیان

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نجد والوں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جس کے بال بکھرے ہوئے تھے گنگناہٹ کی طرح بول رہا تھا اور پتہ نہیں لگتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ جب وہ آپ کے نزدیک ہوا تو اُس نے اسلام کے متعلق پوچھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ رات دن میں پانچ نمازیں۔ عرض گزار ہوا کہ کیا ان کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ فرمایا کہ کچھ نہیں مگر جو تم اپنی خوشی سے پڑھو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے۔ عرض کی کہ کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر اور ہیں؟ فرمایا نہیں مگر جو تم اپنی خوشی سے رکھو۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے لیے بھی فرمایا اس نے پوچھا کہ کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ ہے؟ فرمایا نہیں مگر جو تم اپنی مرضی سے دو۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا اور یہ کہتا جا رہا تھا کہ خدا کی قسم میں ان پر کوئی اضافہ یا کمی نہیں کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ آدمی سچ کہتا ہے تو نجات پا گیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے کہ ابھی رات بہت پڑی ہے سو جا۔ جب وہ جاگ اُٹھے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پس وہ صبح کرتا ہے کہ ہشاش بشاش اور خوش مزاج ہوتا ہے ورنہ ایسی حالت میں صبح کرتا ہے کہ بدمزاج اور کاہل ہوتا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١٠- كِتَابُ الْعِيْدَيْنِ

کتاب العیدین

بَابُ الْعَمَلِ فِي غُسْلِ الْعِيْدَيْنِ وَالنِّدَاءِ فِيْهِمَا وَالْإِقَامَةِ

عیدین کے لئے غسل کرنا

١- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ فِي عِيدِ الْفِطْرِ، وَلَا فِي الْأَضْحَى، نِدَاءٌ، وَلَا إِقَامَةٌ، مُنْذُ زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَوْمِ.

امام مالک نے کتنے ہی علماء کو فرماتے ہوئے سُنا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک اذان و اقامت نہیں ہوتی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَتِلْكَ السُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ایسی سنت ہے جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں۔

٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ، قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید الفطر کے روز عیدگاہ میں جانے سے پہلے غسل کیا کرتے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيْدَيْنِ

عیدین میں خطبے سے پہلے نماز کا حکم

٣- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز خطبے سے پہلے پڑھا کرتے تھے

٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اسی طرح کیا کرتے۔

٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ؛ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَصَلَّى. ثُمَّ انْصَرَفَ، فَخَطَبَ النَّاسَ. فَقَالَ: إِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا. يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ. وَالْآخَرُ يَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.

ابو عبید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز عید پڑھی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ان دونوں دنوں کے روزے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ عید الفطر کے روز تم روزے موقوف کرتے ہو اور عید الاضحیٰ کے روز اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ : ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، فَجَاءَ ، فَصَلَّى ، ثُمَّ انْصَرَفَ . فَخَطَبَ . وَقَالَ : إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيدَانِ . فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ ، فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ ، فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ .

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ : ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ) فَجَاءَ ، فَصَلَّى ، ثُمَّ انْصَرَفَ ، فَخَطَبَ .

بَابُ ٣ الْأَمْرِ بِالْأَكْلِ قَبْلَ الْغُدُوِّ فِي الْعِيدِ

٦ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ ؛ أَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ يَوْمَ عِيدِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ .

٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُؤْمَرُونَ بِالْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْغُدُوِّ .

قَالَ مَالِكٌ : وَلَا أَرَى ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فِي الْأَضْحٰى .

بَابُ ٤ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

٨ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ : أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ ؟ فَقَالَ : كَانَ يَقْرَأُ بِقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ .

٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؛ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحٰى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ ، وَ

ابو عُبید نے فرمایا کہ پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عید پڑھی۔ وہ آئے اور نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:۔ آج تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں لہذا گاؤں کے رہنے والوں میں سے جو نمازِ جمعہ کا انتظار کرنا چاہیے تو اُسے انتظار کرنا چاہیے اور جو واپس لوٹنا چاہے تو میں اُسے اجازت دیتا ہوں

ابو عُبید کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نمازِ عید پڑھی (اور حضرت عثمان محصور تھے)۔ وہ آئے اور انہوں نے نماز پڑھائی۔ پھر جب فارغ ہوئے تو خطبہ دیا۔

عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا

ہشام بن عُروہ کا بیان ہے کہ عُروہ بن زُبیر عید الفطر کی نماز سے پہلے کھانا کھایا کرتے تھے۔

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی انہیں سعید بن مسیب نے بتایا کہ عید الفطر کے روز لوگوں کو نماز سے پہلے کھانا کھانے کا حکم دیا جاتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے روز میں اسے ضروری نہیں سمجھتا۔

نمازِ عید میں تکبیریں اور قرآن

حضرت عمر نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کونسی سورتیں پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ سورہ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ اور اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ (سورہ القمر) پڑھا کرتے تھے۔

نافع مولیٰ عبد اللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ پڑھی تو انہوں نے پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں،

فِی الْاٰخِرَۃِ خَمْسَ تَکْبِیْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ
قَالَ مَالِكٌ. وَھُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.
قَالَ مَالِكٌ. فِی رَجُلٍ وَجَدَ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ یَوْمَ الْعِیْدِ. اِنَّهٗ لَا یَرٰی عَلَیْهِ صَلٰوۃً فِی الْمُصَلّٰی. وَلَا فِی بَیْتِهٖ. وَاِنَّهٗ اِنْ صَلّٰی فِی الْمُصَلّٰی، اَوْ فِی بَیْتِهٖ لَمْ اَرَ بِذٰلِكَ بَاْسًا. وَیُکَبِّرُ سَبْعًا فِی الْاُوْلٰی قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ. وَخَمْسًا فِی الثَّانِیَۃِ قَبْلَ الْقِرَاءَۃِ.

کہیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں۔ امام مالک نے فرمایا ہماری تحقیق بھی یہی ہے
امام مالک نے اس کے بارے میں فرمایا جس نے یہ کہا کہ لوگ نماز عید پڑھ چکے ہیں تو اس کے لیے اب عیدگاہ یا گھر میں نماز عید پڑھنا ضروری نہیں اور اگر اس نے عیدگاہ یا گھر میں نماز پڑھ لی تب بھی کوئی حرج نہیں لہٰذا پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہے۔

بَابُ تَرْكِ الصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْعِیْدَیْنِ وَبَعْدَھُمَا

عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل پڑھنے کی ممانعت

۱۰۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ یَكُنْ یُصَلِّیْ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ وَ بَعْدَھَا.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید الفطر کے روز نماز عید سے پہلے اور بعد نفل نہیں پڑھا کرتے تھے

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ؛ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ کَانَ یَغْدُوْ اِلَی الْمُصَلّٰی. بَعْدَ اَنْ یُصَلِّیَ الصُّبْحَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب نماز فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے ہی عیدگاہ کے لیے روانہ ہو جایا کرتے تھے۔

بَابُ الرُّخْصَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْعِیْدَیْنِ وَبَعْدَھُمَا

نماز عیدین سے پہلے اور ان کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت

۱۱۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ؛ اَنَّ اَبَاہُ الْقَاسِمَ کَانَ یُصَلِّیْ قَبْلَ اَنْ یَغْدُوَ اِلَی الْمُصَلّٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ.

عبد الرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ قاسم بن محمد عیدگاہ جانے سے پہلے چار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے

۱۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ،

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ

ف۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نماز عیدین فرض ہے مانند نماز جمعہ کے لیکن امام ابوحنیفہ کا مشہور قول یہ ہے کہ واجب ہے۔ امام مالک بھی وجوب کے قائل ہیں۔ صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک یہ نماز سنت مؤکدہ ہے۔ نماز عیدین کی زائد تکبیروں میں روایات کی رُو سے بہت اختلاف ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں رکعتوں میں چھ زائد تکبیریں کہی جائیں یعنی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے تین زائد تکبیریں۔ ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھا کر کانوں سے لگائے جائیں گے اور چھوڑ دیے جائیں گے ماسوائے پہلی رکعت کی تیسری زائد تکبیر کے اس کے بعد مقتدی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں اور امام کی قرأت سنیں۔ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے جو مسنون ہے۔

عَنْ اَبِيْهِ؛ اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّىْ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِى الْمَسْجِدِ وَالْاَضْحٰى، اَنَّ الْاِمَامَ يَخْرُجُ مِنْ مَنْزِلِهٖ قَدْرَ مَا يَبْلُغُ مُصَلَّاهُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلٰوةُ۔

بن زبیر عید الفطر کے روز نماز عید سے پہلے مسجد میں نفل پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ يَحْيٰى: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ هَلْ لَهٗ اَنْ يَنْصَرِفَ قَبْلَ اَنْ يَسْمَعَ الْخُطْبَةَ؛ فَقَالَ: لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ الْاِمَامُ۔

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے امام کے ساتھ نماز پڑھی۔ کیا وہ خطبہ سننے سے پہلے لوٹ سکتا ہے؟ فرمایا کہ امام کے لوٹنے تک واپس نہ لوٹے۔

باب غدو الامام یوم العید و انتظار الخطبة

امام کیلئے نمازِ عید کو جانے کا وقت اور خطبے کا انتظار کرنا

۱۳۔ حَدَّثَنِیْ یَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ: مضت السنة التی لا اختلاف فیها عندنا، فی وقت الفطر۔

امام مالک نے فرمایا کہ عید الفطر کا وقت ایسی سنت ہے جس کے متعلق ہم میں کوئی اختلاف نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۱ کتاب صلوٰۃ الخوف

کتاب صلوٰۃ الخوف

باب صلوٰۃ الخوف

۱۔ حدثنی یحیی عن مالك، عن یزید بن رومان عن صالح بن خوات، عمن صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ذات الرقاع، صلوٰۃ الخوف ان طائفۃ صفت معہ، وصفت طائفۃ وجاہ العدو فصلی بالتی معہ رکعۃ. ثم ثبت قائما. واتموا لانفسہم ثم انصرفوا فصفوا وجاہ العدو. وجاءت الطائفۃ الاخری. فصلی بہم الرکعۃ التی بقیت من صلوٰتہ ثم ثبت جالسا. واتموا لانفسہم. ثم سلم بہم.

۲۔ وحدثنی عن مالك، عن یحیی بن سعید عن القاسم بن محمد عن صالح بن خوات، ان سہل بن ابی حثمۃ حدثہ. ان صلوٰۃ الخوف، ان یقوم الامام ومعہ طائفۃ من اصحابہ. وطائفۃ مواجہۃ العدو. فیرکع الامام رکعۃ. ویسجد بالذین معہ. ثم یقوم. فاذا استوی قائما، ثبت واتموا لانفسہم الرکعۃ الباقیۃ. ثم یسلمون، وینصرفون. والامام قائم. فیکونون وجاہ العدو. ثم یقبل الاخرون الذین لم یصلوا، فیکبرون وراء الامام. فیرکع بہم الرکعۃ ویسجد. ثم یسلم فیقومون فیرکعون لانفسہم الرکعۃ الباقیۃ. ثم یسلمون.

۳۔ وحدثنی عن مالك، عن نافع؛ ان عبداللہ بن عمر کان اذا سئل عن صلوٰۃ الخوف قال: یتقدم الامام وطائفۃ من الناس. فیصلی بہم الامام رکعۃ

نماز خوف کا بیان

حضرت صالح بن خوات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف ادا کی کہ کچھ لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بندی کرلی اور کچھ حضرات دشمن کے بالمقابل صف آرا رہے پس جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے ایک رکعت باجماعت پڑھی، پھر آپ کھڑے رہے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت خود پوری کی جب فارغ ہوئے تو یہ دشمن کے بالمقابل جا ڈٹے اور دوسری جماعت آ گئی پس آپ نے انہیں وہ ایک رکعت پڑھائی جو آپ کی نماز سے باقی رہ گئی تھی۔ پھر آپ کھڑے رہے اور ان حضرات نے خود اپنی نماز پوری کی پھر ان کے ساتھ سلام

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز خوف یوں روایت ہے کہ امام کھڑا ہو جائے اور ساتھیوں کا ایک گروہ اس کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے پر رہے۔ پس امام ایک رکعت پڑھائے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رکوع سجدہ کرکے کھڑا ہو جائے۔ جب وہ سیدھا کھڑا ہو جائے تو یہ لوگ اپنی دوسری رکعت خود پوری کرکے سلام پھیر دیں اور لوٹ جائیں امام کھڑا رہے اور یہ دشمن کے مقابلے پر جا پہنچیں۔ پھر دوسرے حضرات جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائیں اور امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ کہیں۔ امام انہیں ایک رکعت پڑھائے اور سجدہ کرکے سلام پھیر دے۔ پس وہ کھڑے ہو کر اپنی باقی ایک رکعت پوری کرلیں اور پھر سلام پھیر دیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب نماز خوف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ امام نماز کے لیے آگے بڑھے اور لوگوں میں سے ایک گروہ۔ پس امام ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرا گروہ جس نے

وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا. فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً، اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا، وَلَا يُسَلِّمُونَ. وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً. ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. فَتَقُومُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ، فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً رَكْعَةً. بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ. فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّوْا رَكْعَتَيْنِ. فَإِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ، صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا.

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ نَافِعٌ لَا أُرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ قَالَ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَحَدِيثُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ.

نماز نہیں پڑھی وہ ان کے اور دشمن کے درمیان حائل رہے۔ جب یہ لوگ
ایک رکعت پڑھ لیں تو اُن لوگوں کی جگہ پر جا پہنچیں جنہوں نے نماز نہیں
پڑھی اور سلام نہ پھیریں۔ اب وہ آگے بڑھیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھ
اور وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں۔ پھر امام فارغ ہو جائے کیو
وہ دو رکعتیں پڑھ چکا۔ دونوں فریق ایک ایک اب اپنے آپ پڑ
کھڑے ہوں امام کے فارغ ہونے کے بعد۔ اس طرح ہر گروہ کی د
رکعتیں ہو جائیں گی۔ اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو لوگ اپنے قدم
پر کھڑے ہی یا سواری پر نماز پڑھ لیں اور منہ خواہ قبلہ کی جانب
یا نہ ہو۔

امام مالک۔ نافع نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اسے رسو
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے روایت کیا ہوگا۔

سعید بن مسیّب نے فرمایا کہ جنگ خندق میں رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب غروب ہونے کے بعد
ظہر اور عصر کی نماز پڑھی

امام مالک نے فرمایا کہ قاسم بن محمد نے صالح بن خوات سے جو
روایت کی وہ نماز خوف کے بارے میں مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۱۲۔ كِتَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

کتاب صلوٰۃ الکسوف

بَابُ الْعَمَلِ فِي صَلٰوةِ الْكُسُوفِ

نماز کسوف کا طریقہ

۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ. وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ. وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ. ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ. فَخَطَبَ النَّاسَ. فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ. لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ. فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ. وَكَبِّرُوا، وَتَصَدَّقُوا" ثُمَّ قَالَ: "يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ! مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ. يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ. لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب قیام میں کھڑے ہوئے تو لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر لمبا رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر اُٹھے اور سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں پہلی کی طرح کیا، پھر جب فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا:۔ بیشک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت اور زندگی کے باعث نہیں گہناتے۔ جب تم ایسا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، اس کی بزرگی بیان کرو اور خیرات دو۔ پھر فرمایا کہ اے اُمتِ محمد! خدا کی قسم، تم میں سے اللہ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں کہ اس کا غلام یا اس کی لونڈی زنا کرے۔ اے اُمتِ محمد! خدا کی قسم، جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے تو ضرور کم ہنستے اور یقیناً زیادہ روتے

٭ ٭ ٭

٭ ٭ ٭

۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ. فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَالنَّاسُ مَعَهُ. فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ. قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا. ثُمَّ رَفَعَ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور لوگوں نے نماز پڑھی۔ آپ نے طویل قیام کیا سورہ البقرہ پڑھنے کے برابر پھر طویل رکوع کیا پھر اُٹھے اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم پھر طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا، پھر کھڑے ہو گئے اور

فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ رَكَعَ
رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ سَجَدَ
ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ
رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ
قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا
طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ. ثُمَّ انْصَرَفَ
وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا
لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ، فَاذْكُرُوا اللّٰهَ" قَالُوا: يَا
رَسُولَ اللّٰهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا
ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ. فَقَالَ: "إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ.
فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا. وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ
مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا. وَرَأَيْتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا
قَطُّ أَفْظَعَ. وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ" قَالُوا: لِمَ؟ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "لِكُفْرِهِنَّ" قِيلَ: أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟
قَالَ: "وَيَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ. لَوْ
أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ
شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ"

٣۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،
عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا
فَقَالَتْ: أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي
قُبُورِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ. ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ غَدَاةٍ، مَرْكَبًا. فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ
فَرَجَعَ ضُحًى. فَمَرَّ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ. ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي
وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ. فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا. ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا
طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ

طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا، پھر طویل رکوع کیا لیکن وہ پ
رکوع سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا۔ جب فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو چ
تھا۔ لہٰذا فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ یہ ک
کی موت اور زندگی سے نہیں گہناتے۔ جب تم ایسا دیکھو تو اللہ ک
ذکر کرو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ اپ
جگہ کسی چیز کو پکڑنا چاہتے تھے، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ روک ل
فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اُس کے ایک گچھے کو لینا چاہا، اگ
میں اسے پکڑ لاتا تو ہم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔ پھر میں نے دوز
کو دیکھا اور آج سے زیادہ ہولناک منظر پہلے کبھی نہیں دیکھ
میں نے دیکھا کہ دوزخ میں عورتیں زیادہ ہیں لوگ عرض
گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ کس لیے؟ فرمایا
کہ ان کی ناشکری کے باعث۔ عرض کی گئی
کہ کیا وہ اللہ کی ناشکر گزار ہیں؟ فرمایا وہ خاوند
کی ناشکری اور احسانات کا انکار کرتی ہیں۔
اگر تم عمر بھر کسی کے ساتھ نیکی کرتے رہو اور
اُسے ایک ہی تکلیف پہنچ جائے تو کہہ دے گی
کہ مجھے کبھی تم سے بھلائی پہنچی ہی نہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک
یہودیہ اُن سے سوال کرنے آئی اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عذاب قبر
سے محفوظ رکھے۔ پس حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے اللہ کی پناہ
مانگنی چاہیے۔ پھر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر
نکلے، پھر سورج کو گہن لگ گیا لہٰذا آپ دن چڑھے واپس لوٹ آئے
اور حجروں کے پیچھے سے گزرے۔ پھر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور
لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ پھر آپ نے طویل قیام کیا، پھر طویل
رکوع کیا، پھر اُٹھے تو طویل قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر
طویل رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر اٹھے اور سجدہ

الْأَوَّلِ. ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ
ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ. ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ
الْأَوَّلِ. ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ
ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ
ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ
رَفَعَ. ثُمَّ سَجَدَ. ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ
يَقُولَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

کیا، پھر کھڑے ہو کر طویل قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر طویل رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم طویل تھا، پھر اُٹھے اور طویل قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم طویل تھا، پھر رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم طویل تھا، پھر اُٹھے، پھر سجدہ کیا۔ پھر فارغ ہوئے تو فرمایا اور جو اللہ نے چاہا وہ فرمایا، پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلوٰةِ الْكُسُوفِ

۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ. عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ. فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ. وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي. فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ. وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ. فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ، نَعَمْ قَالَتْ. فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ. وَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ. فَحَمِدَ اللَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ "مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا. حَتَّى الْجَنَّةُ وَالنَّارُ. وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ) يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ. مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ (لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ) فَيَقُولُ: هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى. فَأَجَبْنَا. وَآمَنَّا. وَاتَّبَعْنَا. فَيُقَالُ لَهُ: نَمْ صَالِحًا. قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا. وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ (لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ) فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي. سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ".

نماز کسوف کے بارے میں روایات

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج کو گہن لگا ہوا تھا تو لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور یہ بھی نماز میں کھڑی تھیں میں نے ۔ کہ لوگوں کو کیا ہوا؟ پس انہوں نے ہاتھ سے آسمان کی جانب اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا۔ میں نے کہا کوئی نشانی ہے؟ تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ ان کا بیان ہے کہ میں کھڑی ہوئی تو مجھ پر غشی طاری ہونے لگی، لہٰذا میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا کہ جن چیزوں کو میں نے دیکھا نہیں تھا انہیں اس مقام پر آج میں نے دیکھ لیا یہاں تک جنت اور دوزخ کو بھی اور میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی فتنۂ دجال کی طرح یا اس کے لگ بھگ (مجھے نہیں معلوم کہ دونوں میں سے حضرت اسماء نے کونسی بات کہی) تم میں سے ہر کسی کے پاس دو فرشتے آئیں گے۔ کہا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تو کیا جانتا ہے؟ جو مومن یا یقین رکھنے والا ہوگا (معلوم نہیں دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سا لفظ کہا) وہ کہے گا کہ یہ تو محمد رسول اللہ ہیں جو ہمارے پاس کھلی نشانیاں اور ہدایت لے کر تشریف لائے تھے پس ہم نے ان کی دعوت قبول کی، ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی۔ اس سے کہا جائے گا کہ آرام کی نیند سو جاؤ، ہمیں معلوم تھا کہ تم صاحب ایمان ہو۔ اگر وہ منافق یا شک رکھنے والا ہوگا (معلوم نہیں دونوں میں سے حضرت اسماء نے کونسا لفظ فرمایا) وہ کہے گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میں جو کچھ لوگوں سے سنتا وہی کہہ دیا کرتا تھا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۱۳ كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

کتاب الاستسقاء

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

۱۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ؛ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُصَلّٰى، فَاسْتَسْقٰى، وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنْ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ كَمْ هِيَ؟ فَقَالَ: رَكْعَتَانِ. وَلٰكِنْ يَبْدَاُ الْاِمَامُ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ يَخْطُبُ قَائِمًا وَيَدْعُوْ. وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ. وَيُحَوِّلُ رِدَآءَهٗ حِيْنَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ. وَيَجْهَرُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بِالْقِرَآءَةِ. وَاِذَا حَوَّلَ رِدَآءَهٗ، جَعَلَ الَّذِيْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ. وَالَّذِيْ عَلٰى شِمَالِهٖ عَلٰى يَمِيْنِهٖ. وَيُحَوِّلُ النَّاسُ اَرْدِيَتَهُمْ اِذَا حَوَّلَ الْاِمَامُ رِدَآءَهٗ. وَيَسْتَقْبِلُوْنَ الْقِبْلَةَ. وَهُمْ قُعُوْدٌ.

نمازِ استسقاء کا طریقہ

عباد بن تمیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زید مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نمازِ استسقاء کے لیے نکلے اور جب آپ نے قبلہ کی جانب رُخ کیا تو اپنی چادر کو الٹ دیا۔

امام مالک سے نماز استسقاء کے متعلق پوچھا گیا کہ کتنی ہے تو فرمایا کہ دو رکعتیں ہیں لیکن امام خطبے سے پہلے نماز پڑھائے جب دو رکعتیں پڑھ لیں تو خطبہ دے اور کھڑے کھڑے دعا کرے اور قبلہ رُو ہو جائے اور قبلہ رُو ہوتے وقت اپنی چادر کو اُلٹے اور دونوں رکعتوں میں آواز سے قرأت پڑھے اور جب چادر کو الٹے تو جو حصہ دائیں جانب ہے اُسے بائیں جانب کرے اور جو بائیں جانب ہے اُسے دائیں جانب اُلٹ لے اور جب امام اپنی چادر کو اُلٹے تو مقتدی بھی اپنی چادریں الٹ لیں اور قبلہ رُو ہو کر بیٹھیں۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

۲۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ، اِذَا اسْتَسْقٰى قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ. وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ. وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ"

۳۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ اَنَّهٗ قَالَ: جَاءَ

نمازِ استسقاء کے بارے میں روایات

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نمازِ استسقاء پڑھتے تو یوں دعا کرتے :۔ اے اللہ اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مرے ہوئے مُلک کو زندہ کر۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر گزارش

رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! ھَلَکَتِ الْمَوَاشِیْ. وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰہَ. فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَۃِ اِلَی الْجُمُعَۃِ. قَالَ، فَجَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، تَھَدَّمَتِ الْبُیُوْتُ. وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَھَلَکَتِ الْمَوَاشِیْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، "اَللّٰھُمَّ ظُھُوْرَ الْجِبَالِ وَالْاٰکَامِ، وَبُطُوْنَ الْاَوْدِیَۃِ، وَمَنَابِتَ الشَّجَرِ". قَالَ: فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِیْنَۃِ انْجِیَابَ الثَّوْبِ.

کی بیمار رسول اللہ! مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! گھر گر گئے۔ راستے بند ہو گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں دعا کی:۔ اے اللہ پہاڑوں اور ٹیلوں پر، میدانی علاقوں میں اور جنگلات پر بارش برسا۔ راوی کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ کے اوپر سے بادل یوں پھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹتا ہے۔

قَالَ مَالِکٌ، فِیْ رَجُلٍ فَاتَتْہُ صَلٰوۃُ الْاِسْتِسْقَاءِ وَاَدْرَکَ الْخُطْبَۃَ. فَاَرَادَ اَنْ یُّصَلِّیَھَا فِی الْمَسْجِدِ اَوْ فِیْ بَیْتِہٖ، اِذَا رَجَعَ؟ قَالَ مَالِکٌ: ھُوَ مِنْ ذٰلِکَ فِیْ سَعَۃٍ. اِنْ شَآءَ فَعَلَ، اَوْ تَرَکَ.

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جس سے نماز استسقاء رہ گئی اور خطبے میں شامل ہو گیا اور واپس لوٹنے پر وہ مسجد یا گھر میں نماز پڑھنا چاہے؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس میں گنجائش ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے۔

بَابُ الْاِسْتِمْطَارِ بِالنُّجُوْمِ ۳

بارش کو ستاروں کی وجہ سے جاننا

۴۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُھَنِیِّ؛ اَنَّہٗ قَالَ، صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ بِالْحُدَیْبِیَۃِ، عَلٰٓی اِثْرِ سَمَآءٍ کَانَتْ مِنَ اللَّیْلِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ، اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ، فَقَالَ: "اَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ؟" قَالُوْا: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ. قَالَ "قَالَ: اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ، وَکَافِرٌ بِیْ. فَاَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَتِہٖ. فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ، کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ. وَاَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَکَذَا. فَذٰلِکَ کَافِرٌ بِیْ، مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ".

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مقام حدیبیہ میں بھیگی زمین پر نماز فجر پڑھائی کیونکہ بارش ہوئی تھی۔ جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا:۔ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ میرے بندوں نے یوں صبح کی کہ کچھ ایمان والے رہے اور کچھ کافر ہو گئے۔ جس نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی انکا مجھ پر ایمان رہا اور ستاروں کے منکر ہوئے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کے باعث بارش برسی تو وہ میرے منکر ہوئے اور ستاروں پر ایمان لے آئے

۵۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ؛ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "اِذَا اَنْشَاَتْ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے:۔ جب ابر سمندر کی جانب سے اٹھ کر شام کی طرف

بَحْرِيَّةً، ثُمَّ تَشَاءَمَتْ، فَتِلْكَ عَيْنٌ غُدَيْقَةٌ

٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ، إِذَا أَصْبَحَ، وَقَدْ مُطِرَ النَّاسُ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْفَتْحِ ثُمَّ يَتْلُو هٰذِهِ الْآيَةَ. مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهٖ.

جانے لگے تو وہ بھرپور چشمہ ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوہریرہ فرمایا کرتے:۔جب صبح ہو اور لوگوں پر بارش برس جائے تو ہم پر رحمت کی بارش ہوئی اور یہ آیت پڑھتے:۔"اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں" (۲:۳۵)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۱۴۔ کِتَابُ الْقِبْلَةِ

کتاب القبلہ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْإِنْسَانُ عَلَى حَاجَتِهِ

۱۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَاقَ مَوْلًى لِآلِ الشِّفَاءِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ مَوْلَى أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَابِيسِ. وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ أَوِ الْبَوْلَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِفَرْجِهِ".

۲۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةُ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ.

بول وبراز کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت

رافع بن اسحاق مولی آل شفا جنہیں مولی ابوطلحہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا جبکہ وہ مصر میں تھے کہ خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ ان پاخانوں کا کیا بناؤں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی پاخانہ یا پیشاب کرنے جائے تو قبلہ کی جانب منہ کر کے نہ بیٹھے اور نہ اس کی طرف پیٹھ کرے۔

نافع نے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بول وبراز کے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِبَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ

۳۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ أُنَاسًا يَقُولُونَ: إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ.

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا

بول وبراز کے وقت قبلہ رُو ہونے کی اجازت

واسع بن حبان سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ لوگ کہتے ہیں:۔ جب تم قضائے حاجت کے لیے بیٹھو تو قبلہ یا بیت المقدس کی جانب منہ نہ کیا کرو۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں

فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ، مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، لِحَاجَتِهِ. ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَوْرَاكِهِمْ. قَالَ، قُلْتُ: لَا أَدْرِيْ، وَاللّٰهِ.

قَالَ مَالِكٌ: يَعْنِي الَّذِيْ يَسْجُدُ وَلَا يَرْتَفِعُ عَلَى الْأَرْضِ. يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْأَرْضِ.

نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ دو اینٹوں پر بیٹھے حاجت رفع فرمارہے تھے اور رخ بیت المقدس کی جانب تھا۔ پھر فرمایا کہ شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو اپنی سُرین پر نماز پڑھا کرتے ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو سجدہ کرتے ہوئے زمین سے اُونچے نہیں رہتے بلکہ زمین سے چمٹ جاتے ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْقِبْلَةِ

۴۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى بُصَاقًا فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ، فَحَكَّهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ "إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، قِبَلَ وَجْهِهِ، إِذَا صَلّٰى"

۵۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ بُصَاقًا، أَوْ مُخَاطًا، أَوْ نُخَامَةً، فَحَكَّهُ.

جانب قبلہ تھوکنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیوار قبلہ پر بلغم دیکھی تو اُسے صاف کر دیا اور پھر لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا:۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو قبلہ کی جانب نہ تھوکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نمازی کے سامنے ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیوار قبلہ پر تھوک، رینٹ یا بلغم دیکھی تو اُسے وہاں سے صاف کر دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ

۶۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ. فَاسْتَقْبِلُوْهَا. وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ، فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۷۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدَ أَنْ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. ثُمَّ حُوِّلَتِ الْقِبْلَةُ

قبلہ کے بارے میں روایات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ لوگ مسجد قباء میں نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر بتایا کہ آج رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی جانب منہ کیا کریں۔ لوگ پھر گئے۔ جب کہ اُن کے منہ شام کی جانب تھے تو اب کعبہ کی طرف گھوم گئے۔

سعید بن مسیّب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد سولہ مہینے تک بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی۔ پھر غزوہ بدر سے دو ماہ پہلے قبلہ

قِبَلَ بَدْرٍ بِشَهْرَيْنِ.

٨ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ، إِذَا تُوُجِّهَ قِبَلَ الْبَيْتِ.

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٩ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ، وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ سَلْمَانَ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ".

١٠ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي، رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي".

١١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي، رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ".

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

١٢ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ".

١٣ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّنَّ طِيبًا".

١٤ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ -

تبدیل فرمایا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ جب بیت اللہ کی طرف منہ کرو گے تو قبلہ مشرق اور مغرب کے درمیان (جنوب میں) ہے

مسجد نبوی کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام (خانہ کعبہ) کے۔

حضرت ابوہریرہ یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

عورتوں کا مسجدوں میں جانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی لونڈیوں کو مسجدوں سے نہ روکو۔

حضرت بسر بن سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم (عورتوں) سے کوئی نماز عشاء کے لیے آئے تو خوشبو نہ لگائے

حضرت عمر کی زوجہ حضرت عاتکہ بنت زید سے روایت ہے ک

عَنْ عَاتِكَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، امْرَاَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، اَنَّهَا كَانَتْ تَسْتَاْذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِلَى الْمَسْجِدِ. فَيَسْكُتُ. فَتَقُولُ: وَاللّٰهِ لَاَخْرُجَنَّ، اِلَّا اَنْ تَمْنَعَنِي فَلَا يَمْنَعُهَا.

حضرت عمر سے مسجد میں جانے کی اجازت مانگا کرتی تھیں تو یہ خاموش ہو جاتے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم میں جاتی رہوں گی جب تک آپ مجھے منع نہیں کریں گے لیکن انہوں نے منع نہ کیا۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهَا قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ، لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي اِسْرَائِيلَ.

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: اَوَ مُنِعَ نِسَاءُ بَنِي اِسْرَائِيلَ الْمَسَاجِدَ؟ قَالَتْ نَعَمْ.

عمرہ بنت عبد الرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا: ۔ آج کی عورتوں نے جو جدت پیدا کر لی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اسے ملاحظہ فرماتے تو ضرور انہیں مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا۔

یحییٰ بن سعید نے عمرہ سے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا؟ فرمایا ہاں ف

ف۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عورتوں کا مسجد میں آنا بند کر دیا تھا کیونکہ اب تقویٰ وطہارت میں کمی آ گئی تھی۔ یہ فیصلہ اتفاق رائے سے کیا تھا اور موجودہ زمانے کو دیکھیے تو عورتوں کا گھروں سے نکلنا بغیر کسی شرعی ضرورت کے مناسب ہی نہیں ہے جب مسلمان عورتوں کا خانۂ خدا میں نذرانۂ عبودیت پیش کرنے کے لیے جانا بھی مناسب نہیں تو بازاروں، دفتروں، کاروباری اداروں اور تفریح گاہوں میں جانا بھلا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اسلام نے عورت کو انمول جنس قرار دے کر اس کا دائرہ کار ایسا متعین فرمایا کہ عورت کا تقدس اور اس کی عزت برقرار رہ سکے۔ وہ چراغ خانہ بن کر پورے گھر کو بقعۂ نور اور جنت نظیر بنائے۔ افسوس اس پرفتن دور میں عورت نے اپنے تقدس کو بڑی بے دردی سے خود پامال کر لیا۔ مردوں نے بھی اس بے راہ روی میں اس کی خوب حوصلہ افزائی کی اس نے چراغ خانہ ہو کر رہنے پر شمع محفل بننے کو ترجیح دینا شروع کر دیا۔ اسے اپنی آزادی قرار دیا۔ گویا عطر اب اس بات پر محصر ہے کہ وہ شیشی سے باہر رہے گا۔ شیشی میں رکھنا اس پر ظلم ہے۔ وہ شیشی سے باہر رہ کر بھی اپنا وجود برقرار رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے، آمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۵۔ کِتَابُ الْقُرْآنِ

کتاب القرآن

بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْآنَ

۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ: أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: أَنْ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَحْمِلُ أَحَدٌ الْمُصْحَفَ بِعِلَاقَتِهِ، وَعَلَى وِسَادَةٍ، إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ۔ وَلَوْ جَازَ ذَلِكَ لَحُمِلَ فِي خَبِيئَتِهِ، وَلَمْ يُكْرَهْ ذَلِكَ، لِأَنْ يَكُونَ فِي يَدَيِ الَّذِي يَحْمِلُهُ شَيْءٌ يُدَنِّسُ بِهِ الْمُصْحَفَ. وَلَكِنْ إِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِمَنْ يَحْمِلُهُ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ. إِكْرَامًا لِلْقُرْآنِ وَتَعْظِيمًا لَهُ۔

قَالَ مَالِكٌ: أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ - إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ هَذِهِ الْآيَةِ الَّتِي فِي عَبَسَ وَتَوَلَّى، قَوْلُ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ۔

قرآن مجید چھونے کے لئے باوضو ہونے کا حکم

عبد اللہ بن ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کے لئے جو خط لکھا اس میں یہ بھی تھا کہ قرآن مجید کو نہ چھوئے مگر جو باوضو ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی شخص قرآن کریم کو فیتے سے پکڑ یا تکیہ پر رکھ کر تو نہ اُٹھائے مگر باوضو ہو کر اگر قرآن کریم کو جزدان میں رکھ کر اُٹھانا مکروہ نہ ہوتا تو اس کی جلد کو کبھی چھو سکتے لیکن یہاں کراہت اُٹھانے والے کے بے وضو ہونے میں ہے بوجہ قرآن مجید کے احترام اور تعظیم کے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو سُنا سب سے عمدہ یہ آیت ہے: "اسے نہ چھوئیں مگر باوضو" (۵۶:۷۹) یہ اس آیت کے قریب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ عبس میں فرمایا ہے: "یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے، اُن صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں، بلندی والے، پاکی والے ایسی ہستیوں کے لکھے ہوئے جو کرم وا[لے]" (عبس ۸۰: ۱۱ تا ۱۶)

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ

۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ فِي قَوْمٍ وَهُمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ. فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ

بغیر وضو کے قرآن مجید پڑھنا

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ لوگوں کے پاس تھے جو تلاوت کر رہے تھے۔ پس آپ کسی ضرورت سے گئے اور جب لوٹے تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگے۔ ایک آدمی نے کہا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ بغیر وضو کے قرآن

المؤمنين، أتقرأ القرآن ولست على وضوء؟ فقال له عمر: من أفتاك بهذا؟ أمسيلمة؟

باب ۳ ما جاء في تحزيب القرآن

۳ - حدثني يحيى عن مالك، عن داود بن الحصين عن الأعرج، عن عبد الرحمن بن عبد القاري؛ أن عمر بن الخطاب قال: من فاته حزبه من الليل، فقرأه حين تزول الشمس، إلى صلوة الظهر، فإنه لم يفته. أو كأنه أدركه..

۴ - وحدثني عن مالك، عن يحيى بن سعيد؛ أنه قال: كنت أنا ومحمد بن يحيى بن حبان، جالسين فدعا محمد رجلا. فقال: أخبرني بالذي سمعت من أبيك فقال الرجل: أخبرني أبي أنه أتى زيد بن ثابت، فقال له: كيف ترى في قراءة القرآن في سبع؟ فقال زيد: حسن. ولأن أقرأه في نصف، أو عشر، أحب إلي. وسلني، لم ذاك؟ قال: فإني أسألك. قال زيد: لكي أتدبره وأقف عليه.

باب ما جاء في القرآن

۵ - حدثني يحيى عن مالك، عن ابن شهاب، عن عروة بن الزبير، عن عبد الرحمن بن عبد القاري؛ أنه قال: سمعت عمر بن الخطاب، يقول: سمعت هشام بن حكيم بن حزام يقرأ سورة الفرقان على غير ما أقرؤها. وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم أقرأنيها. فكدت أن أعجل عليه ثم أمهلته حتى انصرف ثم لببته بردائه. فجئت به رسول الله صلى الله عليه وسلم. فقلت: يا رسول الله، إني سمعت هذا يقرأ سورة الفرقان على غير ما أقرأتنيها. فقال رسول

مجید پڑھ رہے ہیں؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہیں یہ فتویٰ کس نے دیا؟ کیا مسیلمہ کذاب نے؟

تلاوتِ قرآنِ مجید کا ورد مقرر کرنا

عبدالرحمٰن بن عبد القاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کا رات کا ورد فوت (قضا) ہو جائے۔ پس وہ ظہر کے وقت زوالِ آفتاب سے پہلے پڑھ لے تو وقت فوت نہ ہوا یا گویا اس نے وقت پا لیا۔

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں اور محمد بن یحییٰ بن حبان بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا کہ مجھے وہ بات بتائیے جو آپ نے اپنے والدِ محترم سے سنی ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ مجھے میرے والدِ ماجد نے بتایا کہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ سات روز میں قرآن کریم ختم کرنا آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ حضرت زید نے فرمایا کہ اچھا ہے لیکن میں پندرہ یا دس روز میں پڑھتا ہوں اور یہی مجھے پسند ہے۔ پوچھو کیوں؟ عرض گزار ہوئے کہ بتائیے؟ فرمایا تاکہ میں غور و فکر کر سکوں اور یاد کر لوں

قرآنِ مجید کے بارے میں روایات

عبدالرحمٰن بن عبد القاری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ہشام بن حکیم بن حزام کو جس طرح میں نے پڑھی اس کے سوا اور ہی طرح سورۂ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا حالانکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں ان پر ٹوٹ پڑتا لیکن میں نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر میں اُن کی چادر اُن کے گلے میں ڈال کر بارگاہ رسالت میں لے گیا اور عرض گزار ہوا:- یا رسول اللہ! جس طرح آپ نے مجھے سورۂ الفرقان پڑھائی میں نے انہیں اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو۔ پھر فرمایا کہ ہشام پڑھو۔ انہوں نے اسی طرح

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَرْسِلْهُ". ثُمَّ قَالَ: "اِقْرَأْ يَا هِشَامُ". فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هٰكَذَا أُنْزِلَتْ". ثُمَّ قَالَ لِي: "اِقْرَأْ". فَقَرَأْتُهَا. فَقَالَ: "هٰكَذَا أُنْزِلَتْ. إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ. فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ".

۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ، كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ: إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا، أَمْسَكَهَا. وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ".

۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ، سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ. وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي، وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ. وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ رَجُلًا، فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ". قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ. فَيُفْصَمُ عَنْهُ، وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: أُنْزِلَتْ عَبَسَ وَتَوَلَّى. فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ. جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ اسْتَدْنِنِي. وَعِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ، وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخَرِ، وَيَقُولُ: "يَا أَبَا فُلَانٍ، هَلْ تَرَى بِمَا أَقُولُ بَأْسًا؟" فَيَقُولُ: لَا وَالدِّمَاءِ. مَا أَرَى بِمَا تَقُولُ بَأْسًا فَأُنْزِلَتْ. عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى۔

پڑھی جیسے میں نے سنی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ پڑھو۔ میں نے پڑھی تو فرمایا۔ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا ہے جو قرأت جس کے لئے آسان ہو اس طرح پڑھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کریم پڑھنے والے کی مثال اونٹ والے جیسی ہے، اگر باندھے گا تو رکا رہے گا اور کھول دے گا تو چلا جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ کہ حضرت حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ فرمایا کبھی تو گھنٹی کی آواز کے مانند آتی ہے اور یہ مجھ پر سب سے سخت ہے۔ جب موقوف ہوتی ہے تو جو کہا گیا اُسے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آتا ہے اور بات کرتا ہے تو جو کہے میں یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ سخت سردی کے روز وحی نازل ہوئی، جب موقوف ہوئی تو آپ کی مبارک پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ سورۂ عبس حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔ اے محمد! مجھے اپنے نزدیک جگہ دیجئے اور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس اس وقت مشرکین کا ایک سردار بیٹھا تھا۔ پس نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور دوسرے کی جانب متوجہ رہے اور فرماتے اے ابو فلاں! کیا جو میں کہتا ہوں اس میں کوئی برائی ہے؟ وہ کہتا کہ بتوں کی قسم جو آپ کہتے ہیں مجھے اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ پس سورۂ عبس نازل ہوئی۔

۹۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا. فَسَاَلَهٗ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ، فَلَمْ يُجِبْهُ. فَقَالَ عُمَرُ: ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ. قَالَ عُمَرُ: فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ اَمَامَ النَّاسِ، وَخَشِيْتُ اَنْ يَّنْزِلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِيْ. قَالَ: فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ. قَالَ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: "لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ" ثُمَّ قَرَاَ- اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا-

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے وقت سفر کر رہے تھے اور حضرت عمر ساتھ تھے حضرت عمر نے کوئی بات پوچھی تو انہیں جواب نہ دیا، پھر پوچھی تو جواب نہ دیا، پوچھا تب بھی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر نے دل میں کہا: "اے عمر! تجھے تیری ماں روئے تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین مرتبہ سوال کیا اور ایک مرتبہ بھی تجھے جواب نہ دیا گیا" حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے اپنے اونٹ کو تیز کیا یہاں تک کہ لوگوں سے آگے جا نکلا اور ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں وحی نازل ہو جائے گی۔ اسی اثنا میں ایک پکار والا مجھے پکار رہا تھا۔ میں نے دل میں کہا: "ڈر ہے کہ میرے بارے میں وحی نازل ہو گی" پس میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے اُن تمام چیزوں سے پیاری ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور پھر آپ نے سورۃ الفتح پڑھی۔

۱۰۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَاَعْمَالَكُمْ مَعَ اَعْمَالِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ، وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ. يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ، مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ. تَنْظُرُ فِي النَّصْلِ، فَلَا تَرٰى شَيْئًا وَتَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا تَرٰى شَيْئًا. وَتَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ. فَلَا تَرٰى شَيْئًا. وَ تَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے نکلیں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو اُن کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے۔ وہ قرآن کریم پڑھیں گے لیکن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اگر اُس کے پیکان کو دیکھو تو کچھ نہ پاؤ، لکڑی کو دیکھو تو اُس میں کچھ نہ پاؤ اور پَر کو دیکھو تو کچھ نہ پاؤ اور تمہیں سوفار پر شک گزرے۔ ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمان کے اندر ایک ایسا فرقہ بھی ہو گا جو نماز روزے اور دیگر اعمال صالحہ کے لحاظ سے مسلمانوں میں سب سے بہتر نظر آئے گا۔ وہ قرآن کریم کو کثرت سے پڑھیں گے۔ زبانی طور پر حافظ و قاری، مولوی و مفسر وغیرہ بن کر کلام الٰہی سنتے اور سمجھاتے پھریں گے لیکن قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان کے دلوں پر قرآن مجید کا ذرا بھی اثر نہیں ہو گا کیونکہ ان کی دائرہ اسلام سے خارج ہو چکی ہو گی۔ اسلام کے دائرے میں آنا یا اس دائرے سے نکلنا عقائد کی بنا پر ہوتا ہے۔ اسلامی عقائد اختیار کر کے غیر مسلم ہو جاتا ہے اور ایک بھی غیر اسلامی عقیدہ اختیار کرنے سے ایک سچا اور پکا مسلمان بھی اسلام کے دائرے سے باہر نکل جاتا ہے ایسا

١١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، مَكَثَ عَلَى سُورَةِ الْبَقَرَةِ، ثَمَانِيَ سِنِينَ يَتَعَلَّمُهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر آٹھ سال تک سورۃ البقرہ کو سیکھتے رہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ

سجدۂ تلاوت کے متعلق روایات

١٢ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ - إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا. فَلَمَّا انْصَرَفَ، أَخْبَرَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيهَا.

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سورۃ انشقاق پڑھی تو سجدہ کیا جب فارغ ہونے تو لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بھی اس میں سجدہ کیا تھا

١٣ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سُورَةَ الْحَجِّ. فَسَجَدَ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ. ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ السُّورَةَ فُضِّلَتْ بِسَجْدَتَيْنِ.

نافع مولی ابن عمر نے ایک مصری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سورۃ الحج کی تلاوت کی تو اس میں دو سجدے کیے۔ پھر فرمایا کہ یہ سورت دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔

١٤ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ: أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ. يَسْجُدُ فِي سُورَةِ الْحَجِّ، سَجْدَتَيْنِ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سورۃ الحج میں دو سجدے کرتے دیکھا۔

١٥ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَرَأَ بِالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى فَسَجَدَ فِيهَا. ثُمَّ قَامَ، فَقَرَأَ بِسُورَةٍ أُخْرٰى.

ابن شہاب نے اعرج سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سورۃ والنجم پڑھی تو اس میں سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور دوسری سورت پڑھی۔

١٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاشیہ صفحہ گزشتہ

شخص اس کے بعد خواہ کتنا ہی نمازی و حاجی یا مولانا و مفتی بنے لیکن عنداللہ اور عندالناس ہرگز مسلمان نہیں ہے جب تک اس غیر اسلامی عقیدے سے توبہ کرکے از سرِ نو اسلام قبول نہ کرے۔ صحابہ کرام اس حدیث کو خوارج پر منطبق کیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو خوارج کو بدترین مخلوق شمار فرمایا کرتے تھے (بخاری شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتمام حجت کے بعد نہروان کے مقام پر خوارج سے جہاد کیا اور ان کی اکثریت کو واصل جہنم کیا تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں ہلاک کردوں۔ احادیث مطہرہ میں ان کی مختلف نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج مختلف رنگوں اور ناموں کے ساتھ قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہوگا۔ مسلمانوں سے عداوت اور کافروں بت پرستوں سے مودت ان کی عام نشانی ہے اللہ تعالیٰ ہر دور کے مسلمانوں کو ان گندم نما جو فروش قسم کے مدعیان اسلام کے شر سے محفوظ و مامون رکھے، آمین۔

عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سَجْدَۃً، وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ. فَنَزَلَ فَسَجَدَ، وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَہٗ ثُمَّ قَرَاَھَا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی. فَتَھَیَّأَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ، فَقَالَ عَلٰی رِسْلِکُمْ. اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکْتُبْہَا عَلَیْنَا اِلَّا اَنْ نَشَاءَ. فَلَمْ یَسْجُدْ، وَمَنَعَھُمْ اَنْ یَسْجُدُوْا.

نے جمعہ کے روز منبر پر آیتِ سجدہ پڑھی۔ پھر نیچے اُتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر اگلے جمعہ کے روز بھی وہ پڑھی تو لوگ سجدہ کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ فرمایا رُکے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اِسے فرض نہیں فرمایا مگر جب ہم چاہیں۔ پس آپ نے سجدہ نہ کیا اور اُنھیں بھی سجدے سے منع کیا۔

قَالَ مَالِكٌ: لَیْسَ الْعَمَلُ عَلٰی اَنْ یَنْزِلَ الْاِمَامُ اِذَا قَرَأَ السَّجْدَۃَ عَلَی الْمِنْبَرِ، فَیَسْجُدَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا اس پر عمل نہیں ہے کہ امام جب منبر پر آیتِ سجدہ پڑھے تو نیچے اُترے اور پھر سجدہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ عَزَائِمَ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ اِحْدٰی عَشْرَۃَ سَجْدَۃً. لَیْسَ فِی الْمُفَصَّلِ مِنْھَا شَیْءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ضروری سجدے قرآن کریم میں گیارہ ہیں اور ان میں سے مفصّل سورتوں کے اندر ایک بھی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ یَقْرَأُ مِنْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ شَیْئًا، بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ. وَلَا بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصُّبْحِ، حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ. وَعَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ، حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ. وَالسَّجْدَۃُ مِنَ الصَّلٰوۃِ. فَلَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَقْرَأَ سَجْدَۃً فِیْ تَیْنِكَ السَّاعَتَیْنِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد سجدے کی کوئی آیت پڑھے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو جائے اور نمازِ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے جب تک سورج غروب نہ ہو۔ اور سجدہ بھی نماز کا ایک حصہ ہے تو کسی کے لئے ان دونوں وقتوں میں آیتِ سجدہ کا پڑھنا مناسب نہیں ہے۔

سُئِلَ مَالِكٌ: عَمَّنْ قَرَأَ سَجْدَۃً. وَامْرَاَۃٌ حَائِضٌ تَسْمَعُ. ھَلْ لَھَا اَنْ تَسْجُدَ؟ قَالَ مَالِكٌ: لَا یَسْجُدُ الرَّجُلُ، وَلَا الْمَرْاَۃُ. اِلَّا وَھُمَا طَاھِرَانِ.

امام مالک سے اس کے متعلق پوچھا گیا کہ سجدہ کی آیت پڑھی جو حائضہ عورت نے سُنی تو کیا وہ سجدہ کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ مرد ہوں یا عورت وہ سجدہ نہ کریں مگر جب پاک ہوں۔

وَسُئِلَ عَنِ امْرَاَۃٍ قَرَاَتْ سَجْدَۃً. وَرَجُلٌ مَعَھَا یَسْمَعُ. اَعَلَیْہِ اَنْ یَسْجُدَ مَعَھَا؟ قَالَ مَالِكٌ. لَیْسَ عَلَیْہِ اَنْ یَسْجُدَ مَعَھَا. اِنَّمَا تَجِبُ السَّجْدَۃُ عَلَی الْقَوْمِ یَکُوْنُوْنَ مَعَ الرَّجُلِ. فَیَأْتَمُّوْنَ بِہٖ. فَیَقْرَأُ السَّجْدَۃَ، فَیَسْجُدُوْنَ مَعَہٗ. وَلَیْسَ عَلٰی مَنْ سَمِعَ سَجْدَۃً مِنْ اِنْسَانٍ یَقْرَؤُھَا. لَیْسَ لَہٗ بِاِمَامٍ اَنْ یَسْجُدَ تِلْكَ السَّجْدَۃَ.

اس عورت کے متعلق پوچھا گیا جس نے آیتِ سجدہ پڑھی اور اس کے ساتھ ایک آدمی سنتا ہے کیا وہ آدمی اُس عورت کے ساتھ سجدہ کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ وہ آدمی اس عورت کے ساتھ سجدہ نہ کرے۔ سجدہ تو اُن لوگوں پر واجب ہوتا ہے جو کسی کے ساتھ ہوں اور وہ امامت کرتا ہوا آیتِ سجدہ پڑھتا ہے، پس یہ لوگ اُس کے ساتھ سجدہ کریں گے اور جو کسی سے آیتِ سجدہ سُنے جو اس کا امام نہ ہو تو سننے والے پر سجدہ نہیں ہے۔ ف

ف۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک سجدۂ تلاوت سنت ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ امام احمد کے نزدیک واجب ہے۔ ہمارے آئمہ احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے نزدیک ہر قاری و سامع پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ اس

بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَتَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ

١٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ- قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ - يُرَدِّدُهَا. فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ. إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ"

١٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى آلِ زَيْدِ ابْنِ الْخَطَّابِ؛ أَنَّهُ قَالَ. سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ:

سورۂ اخلاص اور سورۂ ملک کا بیان

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو بار بار سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے سُنا جب صبح ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا آپ سے ذکر کیا، گویا اُن کے نزدیک وہ آدمی کم پڑھتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ تو تہائی قرآن کے برابر ہے۔

عُبید بن حُنین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آیا تو آپ نے ایک شخص کو سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے

کی شرائط نماز جیسی ہیں۔ احناف کے نزدیک پورے قرآن کریم میں چودہ سجدۂ تلاوت ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱- پارہ ۹، سورۂ الاعراف، آیت ۲۰۶ یعنی آخری۔
۲- پارہ ۱۳، سورۂ الرعد، آیت ۱۵۔
۳- پارہ ۱۴، سورۂ النحل، آیت ۵۰۔
۴- پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۰۹۔
۵- پارہ ۱۶، سورۂ مریم، آیت ۵۸۔
۶- پارہ ۱۷، سورۂ الحج، آیت ۱۸۔
۷- پارہ ۱۹، سورۂ الفرقان، آیت ۶۰
۸- پارہ ۱۹، سورۂ النمل، آیت ۲۶
۹- پارہ ۲۱، سورۂ السجدہ، آیت ۱۵
۱۰- پارہ ۲۳، سورۂ ص، آیت ۲۴
۱۱- پارہ ۲۴، سورۂ حٰم سجدہ، آیت ۳۸
۱۲- پارہ ۲۷، سورۂ النجم، آیت ۶۲ یعنی آخری
۱۳- پارہ ۳۰، سورۂ انشقاق، آیت ۲۱
۱۴- پارہ ۳۰، سورۂ العلق، آیت ۱۹ یعنی آخری

أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ - قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ - فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَجَبَتْ" فَسَأَلْتُهُ: مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "الْجَنَّةُ" فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ إِلَيْهِ، فَأُبَشِّرَهُ. ثُمَّ فَرِقْتُ أَنْ يَفُوتَنِي الْغَدَاءُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَآثَرْتُ الْغَدَاءَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ ذَهَبَ.

۱۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ — قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ - تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. وَأَنَّ — تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ - تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا.

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

۲۰ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ. كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ. وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ. إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ".

۲۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ. حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ".

۲۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى

سن کر فرمایا: "واجب ہو گئی"۔ یہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! کیا چیز واجب ہو گئی؟ فرمایا کہ جنت۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: - میرا ارادہ ہوا کہ جا کر اسے خوشخبری سناؤں پھر میں ڈرا کہ مبادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھانے سے محروم رہ جاؤں چنانچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اس آدمی کی طرف گیا تو معلوم ہوا کہ وہ جا چکا ہے۔

حمید بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے اور تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ... (سورۂ ملک) اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑے گی۔

ذکرِ الٰہی کی فضیلت کے بارے میں روایات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو روزانہ سو مرتبہ یہ کہے: "نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے" تو اُس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اُس کی سو بُرائیاں مٹا دی جائیں گی اور وہ اس کے باعث اس روز شام تک شیطان کے شر سے بچا رہے گا اور اس شخص سے بہتر دوسرا آدمی عمل نہ لا سکے گا مگر جو اسے زیادہ پڑھے۔

ابو صالح سمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: - جو روزانہ سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ کہے تو اس کے گناہ معاف فرما دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

عطا بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سُلَیمان بنِ عَبدِ الملِکِ، عَن عَطاء بنِ یزیدَ اللَّیثِیِّ، عَن ابی ھُریرۃَ: انّہ قال: مَن سبّحَ دُبُرَ کُلِّ صَلوٰۃٍ ثلاثًا وَثلاثینَ، وَکبّرَ ثلاثًا وَثلاثینَ، وَحمِدَ ثلاثًا وَثلاثینَ، وَختَمَ المِائۃَ بِـ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَریکَ لَہٗ، لَہُ المُلکُ وَلَہُ الحَمدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدیرٌ؛ غُفِرَت ذُنوبُہٗ وَلَو کانَت مِثلَ زَبَدِ البَحرِ۔

نے فرمایا: جو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہے اور یہ کہہ کر سو پورے کرے کہ "نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے" تو اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

۲۳- وَحَدَّثَنِی عَن مالِکٍ، عَن عُمارَۃَ بنِ صَیّادٍ، عَن سَعیدِ بنِ المُسَیِّبِ: انّہ سَمِعَہٗ یَقولُ فِی الباقیاتِ الصّالِحاتِ: انّہا قَولُ العَبدِ: اللّٰہُ اکبَرُ، وَسُبحانَ اللّٰہِ، وَالحَمدُ لِلّٰہِ، وَلا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَلا حَولَ وَلا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

عمارہ بن صیاد نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سُنا کہ باقی رہنے والی نیکیاں اور بندے کے کہنے والی بات یہ کلمے ہیں:- اللّٰہُ اَکبَرُ، سُبحانَ اللّٰہِ، اَلحَمدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

۲۴- وَحَدَّثَنِی عَن مالِکٍ، عَن زِیادِ بنِ اَبی زِیادٍ: قالَ: قالَ اَبو الدَّرداءِ: اَلا اُخبِرُکُم بِخَیرِ اَعمالِکُم، وَاَرفَعِھا فی دَرَجاتِکُم، وَاَزکاھا عِندَ مَلیکِکُم، وَخَیرٍ لَکُم مِن اِعطاءِ الذَّھَبِ وَالوَرِقِ، وَخَیرٍ لَکُم مِن اَن تَلقَوا عَدُوَّکُم فَتَضرِبوا اَعناقَھُم، وَیَضرِبوا اَعناقَکُم؟ قالوا: بَلیٰ۔ قالَ: ذِکرُ اللّٰہِ تَعالیٰ۔

قالَ زِیادُ بنُ اَبی زِیادٍ: وَقالَ اَبو عَبدِ الرَّحمٰنِ مُعاذُ بنُ جَبَلٍ: ما عَمِلَ ابنُ آدَمَ مِن عَمَلٍ اَنجیٰ لَہٗ مِن عَذابِ اللّٰہِ، مِن ذِکرِ اللّٰہِ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہو، تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو، تمہارے مالک کے پاس سب سے پاکیزہ ہو، تمہارے لئے سونا اور چاندی خیرات کرنے سے بہتر ہو اور تم دشمنوں سے ٹکراؤ اور ان کی گردنیں اتار دو یا وہ تمہاری گردنیں اتار دیں، اس سے بھی بہتر ہو؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ کیوں نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بنی آدم کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں ہے جو اُسے خدا کے عذاب سے بچانے میں اللہ کے ذکر سے بڑھ کر ہو۔

۲۵- وَحَدَّثَنِی مالِکٌ، عَن نُعَیمِ بنِ عَبدِ اللّٰہِ المُجمِرِ، عَن عَلِیِّ بنِ یَحییٰ الزُّرَقِیِّ، عَن اَبیہِ، عَن رِفاعَۃَ بنِ رافِعٍ؛ اَنّہ قالَ: کُنّا یَومًا نُصَلّی وَراءَ رَسولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ۔ فَلَمّا رَفَعَ رَسولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ رَاسَہٗ مِنَ الرَّکعَۃِ، وَقالَ: "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ" قالَ رَجُلٌ وَراءَہٗ: رَبَّنا وَلَکَ الحَمدُ، حَمدًا کَثیرًا طَیِّبًا مُبارَکًا فیہِ۔ فَلَمّا انصَرَفَ رَسولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ، قالَ: "مَنِ المُتَکَلِّمُ آنِفًا"؟ فَقالَ الرَّجُلُ: اَنا، یا رَسولَ اللّٰہِ۔ فَقالَ رَسولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ:

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہا تو ایک شخص نے کہا جو آپ کے پیچھے تھا: رَبَّنا وَلَکَ الحَمدُ حَمدًا کَثیرًا طَیِّبًا مُبارَکًا فیہِ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابھی کون بولا تھا؟ وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول! میں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ

...لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهُنَّ أَوَّلُ (أَوَّلًا)".

فرشتوں کو دیکھا کہ ہر ایک اس کا ثواب سب سے پہلے لکھنے کے لئے لپک رہا تھا۔

...بُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ

دعا کے بارے میں روایات

۲۶ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُو بِهَا. فَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي، شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔ ہر نبی کے لئے ایک دعا کی اجازت تھی جو چاہے مانگتا۔ میں نے چاہا کہ اپنی دعا کو اٹھا رکھوں تاکہ آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کروں۔

۲۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فَيَقُولُ: "اللَّهُمَّ فَالِقَ الْإِصْبَاحِ، وَجَاعِلَ اللَّيْلِ سَكَنًا، وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ. وَأَمْتِعْنِي بِسَمْعِي، وَبَصَرِي، وَقُوَّتِي فِي سَبِيلِكَ".

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعا کیا کرتے: ۔ اے اللہ! صبح کے نکالنے والے، رات کو باعث سکون بنانے والے، سورج اور چاند کو حساب سے چلانے والے، میرا قرض ادا کر دے اور مجھے غریبی سے بے نیاز کر دے اور مجھے اپنی راہ میں میری سماعت، میری بصارت اور میری قوت سے فائدہ عطا فرما۔

۲۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ إِذَا دَعَا: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ. اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ. لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ. فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔ تم میں سے کوئی یہ دعا نہ کرے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما، بلکہ عزم کے ساتھ سوال کرے کیونکہ اسے روکنے والا کوئی نہیں۔

۲۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ. فَيَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي".

ابو عبید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔ تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک مانگنے والا جلدی نہ کرے جو کہتا ہے کہ میں نے دعا کی لیکن میری دعا قبول نہ ہوئی۔

۳۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغَرِّ؛ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَنْزِلُ رَبُّنَا، تَبَارَكَ وَتَعَالَى، كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ. فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي

ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نزول فرماتا ہے ہر رات میں آسمان دنیا کی طرف جب کہ تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اور فرماتا ہے: ۔ کون ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے مجھ سے سوال کرنے والا کہ اسے عطا فرماؤں؟ کون ہے مجھ سے بخشش چاہنے والا کہ اُسے

٤١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَسْتُهُ بِيَدِي، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، يَقُولُ: "أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَبِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی کہ رات کے وقت میں نے آپ کو موجود نہ پایا۔ پس میں ٹٹولنے لگی تو میرے ہاتھ آپ کے مبارک قدموں پر پڑے۔ آپ سجدے کی حالت میں یہ دعا کر رہے تھے: میں تیری رضا کی تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تیری معافی کی تیرے غصے سے سب کچھ تیرے ساتھ اور تجھ سے، کوئی تیری ساری تعریفیں نہیں کر سکتا، تو ایسا ہے جیسی تو نے اپنی خود تعریف فرمائی ہے۔

٤٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَرِيزٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل دعا روز عرفہ کی دعا ہے اور میں نے اور سارے انبیائے کرام نے جو

ف۔ جیسے اس حدیث میں یَنْزِلُ رَبُّنَا ہے ایسے ہی الفاظ سے بعض جدید مین زمانہ نے اپنے آپ کو دھوکا دیا کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ یہ خدا کی ذات و صفات سے ناآشنا ہونے کا ثبوت ہے کہ باری تعالیٰ عزشانہٗ کا اترنا چڑھنا انسانوں جیسا سمجھا جائے کیونکہ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (۱۶ : ۶۰) اگر انسانوں کی طرح چلنا اترنا مانیے تو اس کے پیر ہوئے جن سے چلتا ہوگا اور جسم ہوا کہ پیر تو جسم کا حصہ ہیں، یہ مشبہ کے راستے پر چلنا اور خدا کا انکار کرنا ہے کیونکہ جو چلنے کے لیے پیروں کا محتاج ہے اس کے لیے اللّٰهُ الصَّمَدُ (۱۱۲ : ۲) کس منہ سے کہا جائے گا؟ چلیے ان کا مجسم خدا آسمان دنیا پر آگیا۔ آسمان میں سما گیا۔ بتائیں کہ خدا بڑا ہوا کہ آسمان دنیا؟ اب وہ اللہ اکبر کس منہ سے کہیں گے؟ آسمان اسی کی مخلوق ہے، خدا اپنی ایک مخلوق کے اندر سکڑ سمٹ کر سما گیا، اب کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (۵۵ : ۲۶) پڑھ کر بتائیے کہ اس طرح خدا کو فانی بنا دیا یا نہیں؟ کیونکہ دنیا کے پردے پر جو چیز بھی کسی جگہ ہے یا ہوگی وہ فانی ہے۔ قرآن کریم میں اس کے ساتھ ہی استثناء موجود تھا: وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (۵۵ : ۲۷) اور وہ اسی وجہ سے تھا کہ خدا اس کائنات ارضی و سماوی کی کسی جگہ میں نہیں، نہ ہو سکتا، نہ کوئی چیز اسے اپنے اندر سما سکتی ہے کیونکہ اس کی ذاتِ کریم باقی رہنے والی ہے اور فانی چیز باقی کا احاطہ نہیں کر سکتی اور نہ ذاتِ باقی کسی بڑی سے بڑی فانی چیز میں سما سکتی ہے خواہ وہ آسمان دنیا ہو یا عرش و کرسی۔ بلکہ اس کی ذاتِ کریم نہ کسی کے علم و ادراک میں آئے اور نہ کسی کے وہم و گمان میں سمائے کیونکہ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ (۴۱ : ۵۴) جس نے مخلوق کے ہر فرد کا احاطہ کر رکھا ہے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ مخلوق کا کوئی فرد اس کا احاطہ کرے، اسے اپنے اندر سمو سکے اور خدا اس کے اندر سما سکے۔ لہٰذا خداوند کریم کی ذات علم و ادراک میں بھی نہیں سماتی۔ قطبِ ربانی، غوث صمدانی، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:۔

ہم ایسے خدا کی ہرگز پرستش نہیں کرتے جو احاطۂ شہود میں آسکے، جو دیکھا جا سکے، دائرہ معلومات میں آسکے اور وہم و گمان میں سما سکے کیونکہ مشہود، مرئی، معلوم اور موہوم و متخیل بھی مشاہدہ کرنے والے، دیکھنے والے، جاننے والے اور خیال دوڑانے والے کی طرح مخلوق و حادث ہے (مبدا و معاد مترجم، مطبوعہ کراچی، ص ۴۷)۔

يَوْمِ عَرَفَةَ. وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ)"

۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ. كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ. يَقُولُ "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ".

۳۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، يَقُولُ "اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ. وَلَكَ الْحَمْدُ. أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ. وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ. وَالْجَنَّةُ حَقٌّ. وَالنَّارُ حَقٌّ. وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ. وَبِكَ آمَنْتُ. وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ. وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ. وَبِكَ خَاصَمْتُ. وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ. وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ. أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ".

۳۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ جَاءَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فِي بَنِي مُعَاوِيَةَ، وَهِيَ قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْأَنْصَارِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِكُمْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ لَهُ: نَعَمْ. وَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنْهُ. فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا الثَّلَاثُ الَّتِي دَعَا بِهِنَّ فِيهِ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي بِهِنَّ. فَقُلْتُ: دَعَا بِأَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا

کچھ کہا اُس میں سب سے افضل بات یہ ہے: "نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے جیسے قرآن کریم کی سورت سکھاتے تھے۔ کہتے: "اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دجّال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں نیز زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دوران رات نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یوں دعا کرتے: "اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور جو ان میں ہے اور حمد تیرے لیے ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور حمد تیرے لئے ہے تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو ان میں ہے۔ تو حق ہے، تیری بات حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا دیدار حق ہے، جنّت حق ہے، دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں تیرا تابع فرمان ہوا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا تیری جانب رجوع ہوا۔ تیری مدد کے سہارے میں جھگڑا اور تیری اجازت سے میں نے حکم کیا، پس مجھے بخش دے جو کچھ میں نے پہلے، بعد میں، چھپا کر اور علانیہ کیا۔ تو میرا معبود ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو۔"

حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ہمارے پاس بنی معاویہ میں تشریف لائے جو انصار کا ایک گاؤں ہے اور فرمایا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی اس مسجد میں کس جگہ نماز پڑھی؟ میں نے ان سے کہا ہاں اور انہیں ایک گوشہ بتا دیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ کیا آپ کو وہ تین دعائیں معلوم ہیں جو یہاں کیں؟ میں نے کہا ہاں۔ کہا تو مجھے وہ بتائیے۔ میں نے کہا کہ پہلی دعا یہ کی کہ کفّار ان پر غالب نہ ہوں۔ دوسری یہ کہ یہ قحط سے ہلاک نہ ہوں۔ پس یہ دونوں قبول ہوئیں تیسری دعا

مِنْ غَيْرِهِمْ. وَلَا يُهْلِكَهُمْ بِالسِّنِينَ. فَأَعْطَانِيهِمَا. وَدَعَا بِأَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيهَا. قَالَ: صَدَقْتَ

قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَنْ يَزَالَ الْهَرْجُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

یہ کہ ان کے آپس میں جھگڑے نہ ہوں تو اس سے روک دیا گیا۔ کہا ہوتے کہ آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ قیامت تک جھگڑے ہوتے رہیں گے۔

۳۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو، إِلَّا كَانَ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ. وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ. وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ.

زید بن اسلم فرمایا کرتے کہ کوئی دعا کرنے والا ایسا نہیں مگر اس کی دعا کی تین میں سے کوئی ایک صورت ہوتی ہے یا اس کی دعا قبول فرمالی جاتی ہے، یا وہ آخرت کے لیے رکھ دی جاتی ہے یا اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

بَابُ ۹ الْعَمَلِ فِي الدُّعَاءِ

دعا مانگنے کا طریقہ

۳۷ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ؛ قَالَ: رَآنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَنَا أَدْعُو، وَأُشِيرُ بِأُصْبُعَيْنِ. أُصْبُعٍ مِنْ كُلِّ يَدٍ. فَنَهَانِي.

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر نے دعا کرتے دیکھا جبکہ میں دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا یعنی ہر ہاتھ کی ایک انگلی سے تو انہوں نے مجھے منع کیا۔

۳۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهِ مِنْ بَعْدِهِ. وَقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ فَرَفَعَهُمَا.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ مرنے کے بعد آدمی کا درجہ اس کی اولاد کی دعا سے بلند کر دیا جاتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی جانب اشارہ کیا۔

۳۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ - وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا - فِي الدُّعَاءِ.

عروہ بن زبیر فرمایا کرتے کہ آیت: "اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو" (۱۷ : ۱۱۰) یہ دعا کے بارے میں ہے۔

قَالَ يَحْيَى: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِالدُّعَاءِ فِيهَا.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے فرض نمازوں میں دعا مانگنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ان کے اندر دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو، فَيَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ. وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ. وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ. وَإِذَا أَرَدْتَ (أَرَدْتَ) فِي النَّاسِ فِتْنَةً، فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ، غَيْرَ مَفْتُونٍ".

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوں دعا مانگا کرتے: "اے اللہ! میں تجھ سے توفیق مانگتا ہوں کہ نیک کام کروں، برے کاموں سے دور رہوں اور غریبوں سے محبت رکھوں اور جب تو لوگوں کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے اس سے بچا کر اپنے پاس بلا لینا۔" ف

۴۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَى هُدًى، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنِ اتَّبَعَهُ. لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا. وَمَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَى ضَلَالَةٍ، إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزَارِهِمْ. لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا"۔

۴۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أَئِمَّةِ الْمُتَّقِينَ.

۴۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَقُومُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَيَقُولُ: نَامَتِ الْعُيُونُ، وَغَارَتِ النُّجُومُ، وَأَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ.

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

۴۴ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ. فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا. فَإِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا. فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا. فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا. فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا". وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ.

۴۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- جو راہِ ہدایت کی جانب بلائے اُسے پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور اُن کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جو گمراہی کی جانب بلائے تو اُسے سب پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور اُن کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے دعا کی۔ "اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو پرہیزگاروں کے پیشوا ہیں"۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو درداء جب رات کو اُٹھ کھڑے ہوتے تو کہتے: "آنکھیں سو گئیں، ستارے غائب ہو گئے اور تو ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے"۔

نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد پڑھنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ صنابحی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- سورج جب طلوع ہوتا ہے تو اُس کے ساتھ شیطان کا سینگ ہوتا ہے۔ جب سورج بلند ہونے لگے تو اسے جدا کر لیتا ہے۔ جب سورج سر پر آجائے تو اُسے ملا دیتا ہے اور جب ڈھل جائے تو جدا کر لیتا ہے۔ جب غروب ہونے کے قریب ہو تو ملا دیتا ہے اور جب غروب ہو جائے تو ہٹا لیتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تینوں وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے

عُروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے:- جب سورج کا کنارا نظر آئے

ف۔ غریبوں اور مسکینوں سے محبت رکھنا کتنا مبارک فعل اور مقدس جذبہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اپنے پروردگار سے دعا کیا کرتے تھے کہ مجھے مسکینوں کی محبت عطا فرما۔ اس انسان دشمنی کے دور میں جسے قبر و حشر کی بےبسی اور بےچارگی کا احساس ہو اسے چاہیئے کہ بےچارہ اور بےبس لوگوں کے ساتھ اس دار العمل میں اچھا سلوک کرے تاکہ ان کا پروردگار قبر و حشر کی بےبسی اور بےچارگی کے وقت اچھا سلوک کرے اور غرباء پروری کے باعث لطف و کرم فرمائے کیونکہ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "إِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوا الصَّلوٰةَ حَتّٰى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوا الصَّلوٰةَ حَتّٰى تَغِيْبَ".

۴۶ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلوٰتِهٖ، ذَكَرْنَا تَعْجِيْلَ الصَّلوٰةِ، أَوْ ذَكَرَهَا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "تِلْكَ صَلوٰةُ الْمُنَافِقِيْنَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِيْنَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِيْنَ يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، أَوْ عَلٰى قَرْنِ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا".

۴۷ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَتَحَرَّ أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا".

۴۸ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَهٰى عَنِ الصَّلوٰةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلوٰةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۴۹ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ "لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَطْلُعُ قَرْنَاهُ مَعَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ. وَيَغْرُبَانِ مَعَ غُرُوْبِهَا".

وَكَانَ يَضْرِبُ النَّاسَ عَلٰى تِلْكَ الصَّلوٰةِ.

۵۰ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، أَنَّهُ رَأٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَضْرِبُ الْمُنْكَدِرَ فِي الصَّلوٰةِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ پوری طرح نکل آئے اور جب سورج کا کنارا ڈوبنے لگے تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ پوری طرح غائب ہو جائے۔

علاء بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ہم نمازِ ظہر کے بعد حضرت انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے نمازِ عصر پڑھی جب فارغ ہوئے تو ہم نے یا انہوں نے جلدی نماز پڑھنے کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے۔ منافق بیٹھا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب سورج زرد ہو جائے اور وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان یا اس کے سینگ پر رہتا ہے، اس وقت کھڑا ہو کر چار ٹھونگے مار لیتا ہے نہیں کرتا اس میں اللہ کا ذکر مگر تھوڑا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی تم میں سے ارادہ کر کے طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ عصر کے بعد سے غروبِ آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور نمازِ فجر کے بعد نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فرمایا کرتے کہ تم میں سے کوئی ارادہ کر کے طلوع یا غروبِ آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھے کیونکہ سورج کے طلوع ہوتے وقت شیطان بھی اپنے دو سینگوں کو نکالتا ہے اور وہ سورج کے ساتھ ہی غروب ہوتے ہیں۔

جو ایسے وقت نماز پڑھتا تو حضرت عمر اُسے مارا کرتے

سائب بن یزید نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے عصر کے بعد نماز پڑھنے پر منکدر کو مارا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۱۶۔ کتاب الجنائز

باب غسل المیت

۱۔ حدثنی یحیی عن مالک، عن جعفر بن محمد، عن ابیہ؛ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل فی قمیص۔

۲۔ وحدثنی عن مالک، عن ایوب بن ابی تمیمۃ السختیانی، عن محمد بن سیرین، عن ام عطیۃ الانصاریۃ، قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین توفیت ابنتہ، فقال: "اغسلنہا ثلاثا، او خمسا او اکثر من ذلک. ان رایتن ذلک بماء وسدر. واجعلن فی الاخرۃ کافورا او شیئا من کافور. فاذا فرغتن فاذننی" قالت: فلما فرغنا اذناہ. فاعطانا حقوہ. فقال: "اشعرنہا ایاہ"

تعنی بحقوہ، ازارہ۔

۳۔ وحدثنی عن مالک، عن عبد اللہ بن ابی بکر؛ ان اسماء بنت عمیس غسلت ابا بکر الصدیق، حین توفی. ثم خرجت فسالت من حضرہا من المہاجرین. فقالت: انی صائمۃ. وان ہذا یوم شدید البرد. فہل علی من غسل؟ فقالوا: لا.

۴۔ وحدثنی عن مالک؛ انہ سمع اہل العلم یقولون: اذا ماتت المراۃ، ولیس معہا نساء یغسلنہا، ولا من ذوی المحرم احد یلی ذلک منہا، ولا زوج یلی ذلک منہا، یممت. فمسح بوجہہا و

کتاب الجنائز

مردے کو غسل دینے کا بیان

امام محمد بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و سلم کو ایک قمیص میں غسل دیا گیا۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ و سلم کی صاحبزادی فوت ہوئی تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اُسے بیری کے پتوں والے پانی سے تین، پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو اور آخر میں کافور بھی شامل کر لینا یا کوئی کافوری چیز اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے بلا لینا۔ جب ہم فارغ ہوگئے تو آپ کو بلا لیا۔ پس آپ نے اپنی ازار دیتے ہوئے فرمایا کہ اِسے اس میں لپیٹ دو۔

حضرت اسماء بنت عمیس نے اپنے شوہر حضرت ابوبکر صدیق کو غسل دیا جب کہ ان کی وفات ہوئی۔ پھر وہ باہر نکلیں اور موجودہ مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزے سے ہوں اور آج سخت سردی ہے تو کیا میرے لئے غسل کرنا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

امام مالک نے اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب عورت فوت ہو جائے اور اُس کے پاس غسل دینے والی عورتیں نہ ہوں، نہ کوئی عورت کا قریبی محرم ہو اور نہ خاوند کا تو اسے تیمم کروا دیا جائے یعنی اس کے چہرے اور ہتھیلیوں پر پاک مٹی مل دی

كَفَّنُهَا مِنَ الصَّعِيدِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا هَلَكَ الرَّجُلُ، وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِلَّا نِسَاءٌ، يَمَّمْنَهُ أَيْضًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ لِغُسْلِ الْمَيِّتِ عِنْدَنَا شَيْءٌ مَوْصُوفٌ. وَلَيْسَ لِذٰلِكَ صِفَةٌ مَعْلُومَةٌ. وَلٰكِنْ يُغَسَّلُ فَيُطَهَّرُ.

جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی فوت ہو جائے اور اس کے پاس عورتوں کے سوا کوئی نہ ہو تو اسے بھی اسی طرح تیمم کروا دیا جائے

امام مالک نے فرمایا کہ میت کے غسل کی ہمارے ہاں کوئی مقرر حد نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی حد ہو سکتی ہے۔ بلکہ پاک ہونے تک غسل دیا جائے گا۔

بَابُ ۲ مَا جَاءَ فِي كَفَنِ الْمَيِّتِ

مُردے کے کفن کا بیان

۵ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین سفید اور سحولی کپڑوں کا کفن دیا گیا تھا جن میں قمیص تھی اور نہ عمامہ۔

۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِعَائِشَةَ، وَهُوَ مَرِيضٌ: فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ، بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: خُذُوا هٰذَا الثَّوْبَ (لِثَوْبٍ عَلَيْهِ، قَدْ أَصَابَهُ مِشْقٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ) فَاغْسِلُوهُ. ثُمَّ كَفِّنُونِي فِيهِ مَعَ ثَوْبَيْنِ آخَرَيْنِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَمَا هٰذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الْحَيُّ أَحْوَجُ إِلَى الْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ. وَإِنَّمَا هٰذَا لِلْمُهْلَةِ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بیماری کی حالت میں حضرت عائشہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ تین کپڑوں میں جو سفید اور سحولی تھے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ یہ کپڑا لو (جو ان کے جسم پر تھا اور اس پر گیرو یا زعفران لگا ہوا تھا) اور اسے دھو لو، پھر اس کا مجھے کفن دینا نیز دو کپڑے اور ملا لینا۔ حضرت عائشہ نے کہا، یہ کیا؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ زندوں کو مردوں کی نسبت نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے اور یہ تو پیپ خون کے لیے ہے۔

۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ قَالَ: الْمَيِّتُ يُقَمَّصُ، وَيُؤَزَّرُ، وَيُلَفُّ فِي الثَّوْبِ الثَّالِثِ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ كُفِّنَ فِيهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میت کو قمیص پہنا کر، ازار سے ڈھک کر تیسرے کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اگر صرف ایک ہی کپڑا میسر آئے تو اسی کو کفن بنا کر پہنا دیا جائے۔

باب ۳ المشی امام الجنازۃ

۸- حدثنی یحیی عن مالک، عن ابن شہاب، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وابابکر، وعمر، کانوا یمشون امام الجنازۃ، والخلفاء ھلم جرا۔ وعبداللہ بن عمر۔

۹- وحدثنی عن مالک، عن محمد بن المنکدر، عن ربیعۃ بن عبداللہ بن الھدیر، انہ اخبرہ انہ رای عمر بن الخطاب یقدم الناس امام الجنازۃ فی جنازۃ زینب بنت جحش۔

۱۰- وحدثنی یحیی عن مالک، عن ہشام بن عروۃ، قال ما رایت ابی قط فی جنازۃ، الا امامہا. قال: ثم یاتی البقیع فیجلس، حتی یمروا علیہ۔

۱۱- وحدثنی عن مالک، عن ابن شہاب، انہ قال المشی خلف الجنازۃ من خطا السنۃ۔

باب النھی عن ان تتبع الجنازۃ بنار

۱۲- حدثنی یحیی عن مالک، عن ہشام بن عروۃ، عن اسماء بنت ابی بکر، انہا قالت لاھلہا: اجمروا ثیابی اذا مت، ثم حنطونی. ولا تذروا علی کفنی حناطا. ولا تتبعونی بنار۔

۱۳- وحدثنی عن مالک، عن سعید بن ابی سعید المقبری، عن ابی ھریرۃ: انہ نھی ان یتبع بعد موتہ بنار۔

قال یحیی: سمعت مالکا یکرہ ذلک۔

جنازے کے آگے چلنے کا بیان

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جنازے کے آگے چلا کرتے۔ دیگر خلفاء بھی ایسا ہی کرتے آئے اور حضرت عبداللہ بن عمر بھی۔

ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر کو حضرت زینب بنت جحش کے جنازے کے آگے آگے چلتے دیکھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

ہشام بن عروہ نے فرمایا کہ میں نے ہرگز نہیں دیکھا اپنے والد محترم کو مگر جنازے کے آگے چلتے ہوئے۔ فرمایا کہ پھر بقیع میں جاکر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ جنازہ آگے گزر جاتا۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ جنازے کے پیچھے چلنا سنت کی خلاف ورزی ہے۔ ف

جنازے کے پیچھے آگ لیجانے کی ممانعت

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے گھروالوں سے فرمایا۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے کپڑوں کو دھونی دینا پھر مجھے خوشبو لگانا لیکن میرے کفن پر خوشبو نہ چھڑکنا اور میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر نہ جانا۔

سعید بن ابو سعید مقبری سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمادیا تھا کہ ان کے جنازے کے پیچھے کوئی آگ لے کر جائے۔

یحییٰ نے امام مالک سے سنا کہ وہ اسے مکروہ جانتے تھے

حاشیہ صفحہ گزشتہ

ف: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جنازے کے آگے چلنا اچھا اور اس کے پیچھے چلنے میں فضیلت ہے۔ مختلف احادیث مطہرہ کا نچوڑ یہی ہے (موطا امام محمد)۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَائِزِ

۱۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ لِلنَّاسِ، فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ. وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ مِسْكِينَةً مَرِضَتْ، فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرَضِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُ الْمَسَاكِينَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "إِذَا مَاتَتْ فَآذِنُونِي بِهَا" فَخُرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا، فَكَرِهُوا أَنْ يُوقِظُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِهَا. فَقَالَ، "أَلَمْ آمُرْكُمْ أَنْ تُؤْذِنُونِي بِهَا"، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَرِهْنَا أَنْ نُخْرِجَكَ لَيْلًا، وَنُوقِظَكَ. فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلَى قَبْرِهَا. وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ يُدْرِكُ بَعْضَ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَيَفُوتُهُ بَعْضُهُ فَقَالَ: يَقْضِي مَا فَاتَهُ مِنْ ذَلِكَ.

بَابُ مَا يَقُولُ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ

۱۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ، كَيْفَ تُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا، لَعَمْرُ اللَّهِ، أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ.

نمازِ جنازہ کی تکبیریں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز نجاشی کا انتقال ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسی روز بتا دیا تھا اور لوگوں کے ساتھ نمازِ جنازہ کے لیے نکلے تو انہوں نے صفیں بنا لیں اور آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

ابوامامہ بن سہل بن حنیف کا بیان ہے کہ ایک غریب عورت بیمار ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی بیماری کے بارے میں بتایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ مسکینوں کی عیادت کرتے اور ان کا حال دریافت فرمایا کرتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ پس لوگ رات کے وقت اس کے جنازے کو لے کر نکلے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جگانا ناپسند کیا۔ صبح کے وقت جب اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ مجھے بتا دینا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہم نے رات کے وقت آپ کو باہر نکالنا اور جگانا ناپسند کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکلے، یہاں تک کہ لوگوں نے اس کی قبر کے پاس صفیں بنا لیں اور آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

امام مالک نے ابن شہاب سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس کو نمازِ جنازہ کی بعض تکبیریں ملیں اور بعض نہ ملیں؟ فرمایا کہ جو رہ گئیں ان کی قضا کرے۔

میت کے لیے دعا کرنا

حضرت ابوسعید مقبری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نمازِ جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں اس کے گھر سے جنازے کے ساتھ جاتا ہوں۔ جب اسے رکھا جاتا ہے تو تکبیر کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد

جلد اول

وَحَمِدْتُ اللّٰهَ. وَصَلَّيْتُ عَلٰى نَبِيِّهِ. ثُمَّ اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ اَمَتِكَ. كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا. فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ. اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ. وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ.

بجالاتا ہوں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر یوں دعا کرتا ہوں: "اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے نیز تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے یہ گواہی دیتا ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر تو اور محمد مصطفیٰ تیرے بندے اور رسول ہیں اور تو اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر یہ نیک ہے تو اس کی نیکیوں کو بڑھا۔ اور اگر یہ برا ہے تو اس کی برائیوں سے درگزر فرما۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں مبتلا نہ کرنا۔"

۱۸۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ: صَلَّيْتُ وَرَآءَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَلٰى صَبِیٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيْئَةً قَطُّ. فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

سعید بن مسیّب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ایک بچے کی نمازِ جنازہ پڑھی جس نے قطعاً کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ میں نے انہیں یوں کہتے سنا: اے اللہ! اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھنا۔

۱۹۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَاُ فِی الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نمازِ جنازہ میں قرأت نہیں پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بَعْدَ الصُّبْحِ اِلَى الْاِسْفَارِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ اِلَى الْاِصْفِرَارِ

نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد نمازِ جنازہ پڑھنا

۲۰۔ وَحَدَّثَنِیْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ حَرْمَلَةَ، مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ؛ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ تُوُفِّيَتْ، وَطَارِقٌ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ. فَاُتِیَ بِجَنَازَتِهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ. فَوُضِعَتْ بِالْبَقِيْعِ قَالَ: وَكَانَ طَارِقٌ يُغَلِّسُ بِالصُّبْحِ.

محمد بن ابوحرملہ سے روایت ہے کہ جب زینب بنتِ ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو مدینہ منورہ کے حاکم طارق تھے۔ پس نمازِ فجر کے بعد جنازہ لایا گیا اور بقیع میں رکھا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ طارق صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ ابْنُ اَبِیْ حَرْمَلَةَ: فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لِاَهْلِهَا: اِمَّا اَنْ تُصَلُّوْا عَلٰى جَنَازَتِكُمُ الْاٰنَ، وَاِمَّا اَنْ تَتْرُكُوْهَا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ.

ابن ابوحرملہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے گھر والوں سے کہتے ہوئے سنا کہ چاہے تم اپنے جنازے پر ابھی نماز پڑھ لو اور چاہے رہنے دو یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے۔

۲۱۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: يُصَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ، اِذَا صُلِّيَتَا لِوَقْتِهِمَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نمازِ عصر اور نمازِ فجر کے بعد جنازے کی نماز پڑھ سکتے ہو جبکہ یہ دونوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھی ہوں۔

باب الصلوٰۃ علی الجنائز فی المسجد

۲۲۔ حَدَّثَنِی یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِی النَّضْرِ، مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ، عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہَا أَمَرَتْ أَنْ یُمَرَّ عَلَیْہَا بِسَعْدِ بْنِ أَبِی وَقَّاصٍ فِی الْمَسْجِدِ، حِیْنَ مَاتَ، لِتَدْعُوَ لَہٗ فَأَنْکَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ عَلَیْہَا۔ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ: مَا أَسْرَعَ النَّاسَ! مَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی سُہَیْلِ بْنِ بَیْضَاءَ إِلَّا فِی الْمَسْجِدِ

۲۳۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّہٗ قَالَ، صُلِّیَ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِی الْمَسْجِدِ۔

نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھنا

ابوالنضر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص کا انتقال ہو جائے تو اُن کے جنازے کو مسجد میں ان کے پاس سے گزارا جائے تاکہ یہ ان کے لیے دعا کریں۔ لوگوں نے اس فعل کے جواز میں کلام کیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا۔ لوگ کتنی جلدی بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تھی مگر مسجد میں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی گئی۔

باب جامع الصلوٰۃ علی الجنائز

۲۴۔ حَدَّثَنِی یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّہٗ بَلَغَہٗ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ، وَأَبَا ہُرَیْرَۃَ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ عَلَی الْجَنَائِزِ بِالْمَدِیْنَۃِ۔ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ۔ فَیَجْعَلُوْنَ الرِّجَالَ مِمَّا یَلِی الْإِمَامَ وَالنِّسَاءَ مِمَّا یَلِی الْقِبْلَۃَ۔

۲۵۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ، کَانَ إِذَا صَلّٰی عَلَی الْجَنَائِزِ یُسَلِّمُ، حَتّٰی یُسْمِعَ مَنْ یَلِیْہِ۔

۲۶۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ: لَا یُصَلِّی الرَّجُلُ عَلَی الْجَنَازَۃِ إِلَّا وَہُوَ طَاہِرٌ۔

قَالَ یَحْیٰی: سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ: لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَہْلِ الْعِلْمِ یَکْرَہُ أَنْ یُصَلّٰی عَلٰی وَلَدِ الزِّنَا وَأُمِّہٖ۔

نمازِ جنازہ کے متعلقات

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ مردوں اور عورتوں کی مدینہ منورہ میں نماز جنازہ پڑھایا کرتے۔ مردوں کو امام کے قریب رکھتے اور عورتوں کو قبلہ کے نزدیک رکھا جاتا تھا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب جنازے کی نماز پڑھاتے تو اتنی آواز سے سلام پھیرتے کہ نزدیک والے سن لیتے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جنازے کی نماز نہ پڑھے مگر جو باوضو ہو۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اہل علم میں سے کوئی ایسا نہ دیکھا جو ولد الزنا یا اس کی والدہ پر نماز جنازہ پڑھنے سے انکار

بَابُ مَا جَاءَ فِي دَفْنِ الْمَيِّتِ

۲۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَدُفِنَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ. وَصَلَّى النَّاسُ عَلَيْهِ أَفْذَاذًا. لَا يَؤُمُّهُمْ أَحَدٌ. فَقَالَ نَاسٌ: يُدْفَنُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ. وَقَالَ آخَرُونَ يُدْفَنُ بِالْبَقِيعِ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، "مَا دُفِنَ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا فِي مَكَانِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ" فَحُفِرَ لَهُ فِيهِ. فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ غُسْلِهِ، أَرَادُوا نَزْعَ قَمِيصِهِ. فَسَمِعُوا صَوْتًا يَقُولُ، لَا تَنْزِعُوا الْقَمِيصَ. فَلَمْ يُنْزَعِ الْقَمِيصُ، وَغُسِّلَ، وَهُوَ عَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُردے کو دفن کرنے کا بیان

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیر کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن کیے گئے۔ لوگوں نے خود آپ پر نماز پڑھی اور اُن کا امام کوئی نہ تھا بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے اور دوسرے حضرات نے کہا کہ بقیع میں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اُسی جگہ دفن کیا جاتا ہے پس اُسی جگہ آپ کی قبر کھودی گئی۔ جب غسل دینے لگے تو لوگوں نے ارادہ کیا کہ آپ کا کُرتہ اُتار دیں پس انہوں نے آواز سُنی کہ ان کا کُرتہ نہ اُتارو۔ لہٰذا انہوں نے کُرتہ نہ اتارا اور غسل دیتے وقت وہ آپ کے جسم اطہر پر تھا۔

۲۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ. أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ، وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ. فَقَالُوا: أَيُّهُمَا جَاءَ أَوَّلُ، عَمِلَ عَمَلَهُ. فَجَاءَ الَّذِي يَلْحَدُ، فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عُروہ بن زُبیر سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں دو گورکن تھے ایک لحدی قبر کھودتا تھا اور دوسرا لحدی نہیں بناتا تھا لوگوں نے کہا کہ دونوں میں سے جو پہلے آگیا اسی طرح کی بنوالیں گے۔ پس لحدی قبر کھودنے والا پہلے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لحدی قبر کھودی گئی۔

۲۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ تَقُولُ: مَا صَدَّقْتُ بِمَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ وَقْعَ الْكَرَازِينِ.

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وفات کا یقین ہی نہیں آتا تھا یہاں تک کہ میں نے کسّی چلنے کی آوازیں سنیں۔

۳۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حَجْرِي (حُجْرَتِي) فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا. قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: هٰذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ، وَهُوَ خَيْرُهَا.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں آ گرے ہیں تو حضرت ابو بکر صدیق سے اپنے خواب کا ذکر کیا۔ ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور ان کے حجرے میں دفن ہوئے تو حضرت ابوبکر نے اُن سے کہا کہ تمہارے چاندوں میں سے ایک تو یہ ہیں اور یہ ان میں بہترین ہیں۔

٣١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثِقُ بِهِ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، وَسَعِيدَ ابْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، تُوُفِّيَا بِالْعَقِيقِ، وَحُمِلَا إِلَى الْمَدِينَةِ. وَدُفِنَا بِهَا.

امام مالک کو کئی معتمد حضرات سے یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید کا وصال عقیق میں ہوا اور انہیں اٹھا کر مدینہ منورہ لایا گیا اور یہیں دفن کئے گئے۔

٣٢ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: مَا أُحِبُّ أَنْ أُدْفَنَ بِالْبَقِيعِ. لَأَنْ أُدْفَنَ بِغَيْرِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُدْفَنَ بِهِ. إِنَّمَا هُوَ أَحَدُ رَجُلَيْنِ. إِمَّا ظَالِمٌ فَلَا أُحِبُّ أَنْ أُدْفَنَ مَعَهُ وَإِمَّا صَالِحٌ، فَلَا أُحِبُّ أَنْ تُنْبَشَ لِي عِظَامُهُ.

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ مجھے بقیع میں دفن ہونا پسند نہیں ہے اور بقیع میں دفن ہونے سے کسی دوسری جگہ دفن ہونا مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ وہ دونوں میں سے ایک قسم کا آدمی ہوگا، اگر ظالم کی جگہ مجھے دفن کیا تو مجھے اُس کے ساتھ دفن ہونا پسند نہیں اور اگر نیک کی وہ جگہ ہے تو میں پسند نہیں کرتا کہ میری خاطر اس کی ہڈیوں کو کھودا جائے۔

بَابُ الْوُقُوفِ لِلْجَنَائِزِ وَالْجُلُوسِ عَلَى الْمَقَابِرِ

جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونا اور قبروں پر بیٹھنا

٣٣ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ فِي الْجَنَائِزِ. ثُمَّ جَلَسَ، بَعْدُ.

مسعود بن حکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے اور گزر جانے کے بعد بیٹھ جاتے۔

٣٤ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْقُبُورَ، وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا. قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا نُهِيَ عَنِ الْقُعُودِ عَلَى الْقُبُورِ، فِيمَا نُرَى، لِلْمَذَاهِبِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر سے ٹیک لگا لیتے اور اُس پر لیٹ جاتے تھے۔ امام مالک نے فرمایا کہ پیشاب اور قضائے حاجت کے لیے قبروں پر بیٹھنا منع ہے۔

٣٥ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُولُ: كُنَّا نَشْهَدُ الْجَنَائِزَ، فَمَا يَجْلِسُ آخِرُ النَّاسِ حَتَّى يُؤْذَنُوا.

ابو بکر بن عثمان نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم جنازوں میں شامل ہوتے تو آخری شخص بھی اجازت کے بغیر بیٹھا نہیں کرتا تھا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر رونے کی ممانعت

٣٦ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ عَتِيكِ بْنِ

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الْحَارِثِ، وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرٍ، أَبُو أُمِّهِ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِيكٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللهِ بْنَ ثَابِتٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ. فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ. فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: "غُلِبْنَا عَلَيْكَ، يَا أَبَا الرَّبِيعِ" فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ. فَجَعَلَ جَابِرٌ يُسَكِّتُهُنَّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْهُنَّ. فَإِذَا وَجَبَ، فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ. وَمَا الْوُجُوبُ؟ قَالَ: "إِذَا مَاتَ". فَقَالَتِ ابْنَتُهُ: وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا، فَإِنَّكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ جِهَازَكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللهَ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدْرِ نِيَّتِهِ. وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ"؟ قَالُوا: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ: الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَالْحَرِقُ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ، شَهِيدٌ".

۳۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ (وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ). فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَغْفِرُ اللهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ. وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ. إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا. فَقَالَ: "إِنَّكُمْ لَتَبْكُونَ عَلَيْهَا، وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا".

حضرت عبد اللہ بن ثابت کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہیں بیہوش پایا۔ آپ نے آواز دی تو انہوں نے جواب نہ دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور فرمایا اے ابو الربیع! تمہارے معاملے میں ہم مغلوب ہوئے۔ پس عورتیں رونے دھونے لگیں تو حضرت جابر انہیں خاموش کرانے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں جانے دو لیکن جب واجب ہو جائے تو اس وقت کوئی رونے والی نہ روئے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا واجب ہو جائے؟ فرمایا کہ جب مر جائے۔ اس کی بیٹی کہنے لگی کہ خدا کی قسم ہم تو آپ کی شہادت کے آرزومند تھے کیونکہ آپ نے جہاد کا سامان تیار کر لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔ تم شہادت کس چیز کو شمار کرتی ہو؟ عرض گزار ہوئیں کہ اللہ کی راہ میں لڑ مرنے کو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے سوا بھی سات قسم کے شہید ہیں۔ طاعون کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے، غرق ہونے والا شہید ہے، نمونیہ والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے، جل کر مرنے والا شہید ہے، دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے اور زچگی میں مرنے والی عورت شہید ہے۔

عمرہ بنت عبد الرحمن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا: جب ان کے سامنے ذکر ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ زندوں کے رونے سے مردے کو عذاب دیا جاتا ہے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کو معاف فرمائے کیونکہ انہوں نے جھوٹ تو نہیں کہا لیکن وہ بھول گئے یا ان سے سمجھنے میں غلطی ہوئی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی عورت کے پاس سے گزرے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس پر رو رہے ہو اور اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

بَابُ الْحِسْبَةِ فِي الْمُصِيْبَةِ

۳۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَتَمَسَّهُ النَّارُ، إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ".

۳۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ السَّلَمِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَحْتَسِبُهُمْ، إِلَّا كَانُوا لَهُ جُنَّةً مِنَ النَّارِ" فَقَالَتِ امْرَأَةٌ، عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ. أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ "أَوِ اثْنَانِ".

۴۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصَابُ فِي وَلَدِهِ وَحَامَّتِهِ، حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ وَلَيْسَتْ لَهُ خَطِيئَةٌ".

بَابُ جَامِعِ الْحِسْبَةِ فِي الْمُصِيْبَةِ

۴۱ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لِيُعَزِّ الْمُسْلِمِينَ فِي مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيبَةُ بِي".

۴۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ فَقَالَ، كَمَا أَمَرَ اللَّهُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. اللَّهُمَّ أْجُرْنِي

مصیبت کے وقت صبر کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اُسے آگ نہیں چھوتی مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔

حضرت ابوالنضر سلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اُن پر صبر کرے تو وہ اُس کے لیے جہنم سے ڈھال بن جائیں گے۔ ایک عورت بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! اگر وہ دو ہوں! فرمایا کہ دو بھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو ہمیشہ اُس کی اولاد اور اعزہ کی مصیبتوں کی وجہ سے تکلیف پہنچتی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اِس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اُس کے سر کوئی گناہ نہیں رہ جاتا۔

بوقتِ مصیبت صبر کرنے کے متعلق روایات

عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مصیبتوں کو یاد کر کے مسلمانوں کی تمام مصیبتیں دُور ہو جاتی ہیں۔

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ حکم خداوندی کے مطابق کہے: "بیشک ہم اللہ کا مال ہیں اور بے شک ہم اُسی کی طرف

فِي مُصِيبَتِي، وَأَعْقِبْنِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا فَعَلَ اللهُ ذٰلِكَ بِهٖ". قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ ذٰلِكَ ثُمَّ قُلْتُ، وَمَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ فَأَعْقَبَهَا اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَوَّجَهَا.

۴۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: هَلَكَتِ امْرَأَةٌ لِي فَأَتَانِي مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ، يُعَزِّينِي بِهَا. فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ فَقِيهٌ عَالِمٌ عَابِدٌ مُجْتَهِدٌ وَكَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ. وَكَانَ بِهَا مُعْجَبًا وَلَهَا مُحِبًّا. فَمَاتَتْ فَوَجَدَ عَلَيْهَا وَجْدًا شَدِيدًا. وَلَقِيَ عَلَيْهَا أَسَفًا. حَتَّى خَلَا فِي بَيْتٍ، وَغَلَّقَ عَلَى نَفْسِهِ، وَاحْتَجَبَ مِنَ النَّاسِ. فَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ أَحَدٌ. وَإِنَّ امْرَأَةً سَمِعَتْ بِهِ، فَجَاءَتْهُ. فَقَالَتْ: إِنَّ لِي إِلَيْهِ حَاجَةً أَسْتَفْتِيهِ فِيهَا. لَيْسَ يُجْزِينِي فِيهَا إِلَّا مُشَافَهَتُهُ. فَذَهَبَ النَّاسُ، وَلَزِمَتْ بَابَهُ. وَقَالَتْ: مَا لِي مِنْهُ بُدٌّ. فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: إِنَّ هٰهُنَا امْرَأَةً أَرَادَتْ أَنْ تَسْتَفْتِيَكَ. وَقَالَتْ: إِنْ أَرَدْتُ إِلَّا مُشَافَهَتَهُ. وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ وَهِيَ لَا تُفَارِقُ الْبَابَ. فَقَالَ: ائْذَنُوا لَهَا. فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ. فَقَالَتْ: إِنِّي جِئْتُكَ أَسْتَفْتِيكَ فِي أَمْرٍ. قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَتْ: إِنِّي اسْتَعَرْتُ مِنْ جَارَةٍ لِي حَلْيًا. فَكُنْتُ أَلْبَسُهُ وَأُعِيرُهُ زَمَانًا. ثُمَّ إِنَّهُمْ أَرْسَلُوا إِلَيَّ فِيهِ، أَفَأُؤَدِّيهِ إِلَيْهِمْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ وَاللهِ. فَقَالَتْ: إِنَّهُ قَدْ مَكَثَ عِنْدِي زَمَانًا. فَقَالَ: ذٰلِكِ أَحَقُّ لِرَدِّكِ إِيَّاهُ إِلَيْهِمْ، حِينَ أَعَارُوكِيهِ زَمَانًا. فَقَالَتْ: أَيْ يَرْحَمُكَ اللهُ، أَفَتَأْسَفُ عَلَى مَا أَعَارَكَ اللهُ، ثُمَّ أَخَذَهُ مِنْكَ وَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْكَ؟ فَأَبْصَرَ مَا كَانَ فِيهِ، وَنَفَعَهُ اللهُ بِقَوْلِهَا.

لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما اور اس کے عوض مجھے بہتر چیز عطا فرما"، تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی کر دیگا حضرت ام سلمہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں نے یہی دعا کی، پھر اپنے دل میں کہا کہ ابو سلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ لیکن اُنکے بعد مجھے اللہ نے رسول اللہ کی زوجیت سے مشرف فرما دیا۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ اُن کی زوجہ محترمہ فوت ہوگئیں تو محمد بن کعب قرظی تعزیت کے لیے پاس آئے اور کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو فقیہ، عالم، عابد اور مجتہد تھا اُسکی ایک بیوی تھی جس کے ساتھ اُسے غایت درجہ محبت تھی۔ وہ فوت ہوگئی تو اس آدمی کو بڑا دھکا لگا اور بشدت ملال کے باعث وہ گھر میں بیٹھ رہا۔ دروازہ بند کر لیا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اب اس کے پاس کوئی آ نہیں سکتا تھا۔ ایک عورت نے جب یہ بات سنی تو اُسکے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے اُن سے ایک حاجت ہے جس کے سلسلے میں ان سے میں نے فتویٰ لینا ہے۔ بالمشافہ پوچھے بغیر بات بن نہیں پڑیگی لوگ تو چلے گئے لیکن وہ عورت دروازے پر جام ہوگئی اور کہا کہ مجھے اس کے سوا چارہ کار نہیں کسی نے اُس عالم سے کہا کہ یہاں ایک عورت ہے، جو آپ سے کوئی فتویٰ لینا چاہتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ میں بالمشافہ پوچھوں گی اور لوگ جا چکے ہیں لیکن وہ دروازہ سے ذرا نہیں ہلتی۔ کہا کہ اُسے اندر آنے دو۔ پس وہ اندر گئی اور اُس نے کہا کہ میں آپکی خدمت میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئی ہوں، کہا وہ ہے کیا؟ عورت نے کہا کہ میں اپنی ہمسائی سے کچھ زیور ادھار لیے تھے میں اُنہیں پہنتی رہی اور بدلوں ادھار دیتی رہی۔ اب اُس گھر والوں نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ زیور اُنہیں لوٹا دوں۔ تو کیا میں اُنکی طرف لوٹا دوں؟ کہا خدا کی قسم ضرور۔ عورت نے کہا کہ میرے پاس تو اُس زیور کو مدت گزر گئی، پھر واپسی کیسی؟ کہا کہ اس صورت میں تو واپس لوٹانیکا اور زیادہ حق ہوگیا کہ اتنی مدت اُدھار دئے رکھے۔ عورت گویا ہوئی کہ حضور والا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، کیا آپ اس چیز پر افسوس کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپکو اُدھار دی، پھر واپس لے لی، کیا وہ اسکا آپ سے زیادہ حقدار نہیں اس بات نے اس عالم کی آنکھیں کھول دیں اور اسکی بات سے اللہ تعالیٰ نے اُسے فائدہ پہنچایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الِاخْتِفَاءِ

۴۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخْتَفِيَ وَالْمُخْتَفِيَةَ. يَعْنِي نَبَّاشَ الْقُبُورِ.

۴۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ: كَسْرُ عَظْمِ الْمُسْلِمِ مَيْتًا كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ. تَعْنِي فِي الْإِثْمِ.

کفن چور کے بارے میں روایات

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کفن چُرانے والے مرد اور کفن چُرانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرمایا کرتیں کسی مسلمان مُردے کی ہڈی کو توڑنے کا اُتنا ہی گناہ ہے جتنا اس کی زندگی میں توڑنے کا۔

بَابُ جَامِعِ الْجَنَائِزِ

۴۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ. أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ، وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِهَا، وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ، يَقُولُ، "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى"

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوتُ حَتَّى يُخَيَّرَ" قَالَتْ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ "اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى" فَعَرَفْتُ أَنَّهُ ذَاهِبٌ۔

۴۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ، عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ. إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ

جنائز کے دیگر متعلقات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے آپ کے وصال سے پہلے سُنا جب کہ آپ نے ان کے سینے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی اور یہ سراپا گوش ہو کر آپ کی جانب متوجہ تھیں تو کہہ رہے تھے:۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی کسی نبی کی وفات کا وقت آیا تو انہیں اختیار دیا گیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جب میں نے آپ کو اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ کہتے ہوئے سُنا تو میں جان گئی کہ آپ جانے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو صبح و شام اُسے اُس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ اہلِ جنت سے ہے تو جنتی ٹھکانا اور اگر اہلِ جہنم سے ہے تو جہنمی ٹھکانا۔ اُس سے کہا جاتا ہے

يُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ»

کہ تیرا ٹھکانا یہ ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت میں اُٹھائے۔

۴۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «كُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ الْأَرْضُ، إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ. مِنْهُ خُلِقَ، وَفِيهِ يُرَكَّبُ».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے سارے جسم کو زمین کھا جاتی ہے ماسوائے ریڑھ کی ہڈی کے اسی سے اُسے پیدا کیا گیا اور اسی پر اُسے دوبارہ بنا دیا جائے گا

۴۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ، كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ يَعْلَقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ، حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ إِلٰى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ».

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے ایک درخت سے جا لٹکتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے جسم کی طرف اُس روز لوٹائے گا جس روز اٹھایا جائے گا۔

۵۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «قَالَ اللّٰهُ، تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي، أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ. وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي، كَرِهْتُ لِقَاءَهُ».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے تو میں بھی اُس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اُس سے ملنا ناپسند کرتا ہوں۔

۵۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ، لِأَهْلِهِ: إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ. ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ. فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ. فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ بِهِ. فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ. وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ. ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، يَا رَبِّ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ. قَالَ: فَغَفَرَ لَهُ»

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- ایک آدمی نے زندگی بھر کوئی نیکی نہیں کی تھی مرتے وقت اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے جلا دینا پھر میری نصف راکھ خشکی میں اور نصف دریا میں ڈال دینا کیونکہ خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پا یا تو اتنا عذاب دے گا کہ پوری دنیا میں اتنا عذاب کسی کو نہ دیگا جب وہ مرگیا تو گھر والوں نے اُس کے حکم کی تعمیل کی پس اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا تو اُس نے بھی ذرات اکٹھے کر دئے اور دریا کو حکم دیا تو اس نے بھی جمع کر دئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُس آدمی سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا:- اے رب! تو جانتا ہے کہ تیرے ڈر سے فرمایا کہ پھر اُسے بخش دیا گیا۔

۵۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- ہر پیدا ہونیوالا فطرتِ اسلام پر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، كَمَا تُنَاتَجُ الْإِبِلُ مِنْ بَهِيمَةٍ جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ الَّذِي يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ؟ قَالَ: "اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ".

٥٣ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ".

٥٤ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيلِيِّ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ: أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ: "مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ؟ "الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ، وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ".

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، وَمُرَّ بِجَنَازَتِهِ: "ذَهَبْتَ وَلَمْ تَلْبَسْ مِنْهَا بِشَيْءٍ".

٥٥ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَلَبِسَ ثِيَابَهُ، ثُمَّ خَرَجَ. قَالَتْ: فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيرَةَ تَتْبَعُهُ، فَتَبِعَتْهُ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ، مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقِفَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَسَبَقَتْهُ بَرِيرَةُ فَأَخْبَرَتْنِي، فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "إِنِّي

پیدا ہوتا ہے پھر والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں جیسے کہ اونٹ کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، کیا تم نے ان میں کوئی کن کٹا دیکھا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! چھوٹے بچے جو مر جائیں اُن کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ ایک آدمی کسی کی قبر کے پاس گزرے گا تو کہے گا: کاش! اس کی جگہ میں ہوتا۔

حضرت ابو قتادہ بن ربعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا: مُسْتَرِیحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ مُسْتَرِیحٌ اور مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ کیا ہے؟ فرمایا کہ مُسْتَرِیحٌ تو یہ ہے کہ مومن بندہ دنیا کی تکالیف اور اذیتوں سے نجات پا کر خدا کی رحمت سے لطف اندوز ہوتا ہے اور مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ یہ کہ بدکردار بندے سے لوگ، شہر و درخت اور مویشی تک نجات پا جاتے ہیں۔

ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور اُن کا جنازہ آپ کے سامنے سے گزرا: "تم چل دئے اور دنیا سے کچھ بھی نہیں لیا۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، کپڑے پہنے اور باہر نکل گئے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے اپنی لونڈی بریرہ سے کہا کہ آپ کے پیچھے جائے تو وہ پیچھے گئی یہاں تک کہ آپ بقیع جا پہنچے اور اُس کے قریب کھڑے رہے جتنی دیر خدا نے چاہا کہ کھڑے رہیں۔ پھر واپس لوٹے تو بریرہ نے آپ سے پہلے آ کر مجھے بتا دیا۔ میں نے آپ سے کوئی ذکر نہ کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر آپ سے ذکر کیا تو فرمایا: مجھے حکم دیا گیا تھا کہ بقیع

بُعِثْتُ اِلٰی اَھْلِ الْبَقِیْعِ لِاُصَلِّیَ عَلَیْھِمْ"۔ والوں کے لیے دعا کروں۔

۵۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: اَسْرِعُوْا بِجَنَائِزِكُمْ فَاِنَّمَا هُوَ خَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهُ اِلَيْهِ، اَوْشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا:۔ اپنے جنازے کو لے جانے میں جلدی کیا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو اُسے نیکی کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر برا ہے تو اپنے کندھوں سے بوجھ اتار رہے ہو۔

حواشی کتابُ الصّیام

حدیث ۲۰: ف۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو اس کے لیے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کو بوسے دینے کی ممانعت نہیں ہے لیکن پرہیز کرنا افضل ہے (موطا امام محمد) اس بے راہ روی اور عیاشی کے دور میں دوری ہی خیریت ہے اور خصوصاً نوجوان طبقے کو بہت ہی محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہ ذرا سی غفلت میں بات کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے۔

حدیث ۲۸: ف۔ جب رمضان کا روزہ توڑنے والا عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے بڑھ کر محتاج تو کوئی بھی نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم ریزی کرتے ہوئے فرمایا:۔ انہیں تم کھالو۔ یہ ساری گفتگو کفارے کے متعلق ہو رہی تھی اور حبیب پروردگار نے کفارہ یوں ادا کروایا کہ دو اڑھائی من کھجوریں الٹی اسی شخص کو کھلا دیں لیکن اس کے باوجود مولوی وحید الزمان خان صاحب نے خدائے قادرِ مطلق کے خلیفۂ اعظم، محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت کو چھپانے اور خدا کے عطا فرمودہ اختیار کو مٹانے کی غرض سے لکھا ہے:۔ "پھر جب اس کو خدا دے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ یہی مذہب ہے اکثر علماء کا (ص ۲۹۱)۔ یہ حدیث صحاح ستّہ کی تمام کتابوں میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس کے آخر میں ہے:۔ قَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ۔ فرمایا کہ جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کُلْهُ اَنْتَ وَعِيَالُكَ فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ تم اور تمہارے اہل وعیال انہیں کھالیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے کفارہ ادا فرما دیا (دارقطنی)۔ نیز ارشاد فرمایا کُلْ اَنْتَ وَعِيَالُكَ تُجْزِئُكَ وَلَا تُجْزِیْ اَحَدًا بَعْدَكَ یعنی تم اور تمہارے بال بچے کھالیں۔ تمہیں کفّارے سے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی دوسرے کے لیے کافی نہ ہوگا۔ امام ابن شہاب زہری سے مروی ہے اِنَّمَا كَانَ هٰذِهٖ رُخْصَةً لَهٗ خَاصَّةً وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ بُدٌّ مِّنَ التَّكْفِيْرِ یہ خاص اسی شخص کے لیے اجازت تھی۔ آج کوئی ایسا کرے تو اسے کفارے کے بغیر چارہ نہیں (ابوداؤد)۔ علامہ صاحب کو چاہیئے تھا کہ اس موقف کی بات بھی کر ہی دیتے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس خصوصیت کو بیان کرنے والوں میں انہیں ایک بھی محقق نظر نہیں آیا؟

ف - اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو انبیائے کرام کو بڑی شد و مد سے اپنے جیسا بشر کہتے اور بھائی تک کہنا جائز بتاتے سمجھتے ہیں۔ اگرچہ کھانے پینے وغیرہ عام کاموں میں انبیائے کرام اور دوسرے انسانوں میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا لیکن درحقیقت ہزاروں منزلوں کا فرق ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ میں اس حالت میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان حضرات کے جو کام ہمیں اپنے جیسے نظر آئیں وہ بھی ہمارے اور دوسرے عام انسانوں جیسے نہیں ہوتے۔ ہمارے پاس وہ آنکھیں نہیں ہیں کہ ان بلند و بالا ہستیوں کے کاموں کی حقیقت کو دیکھ سکیں۔ اسی لیے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مسلمانوں کو فہمائش کی ہے۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
آنچہ آمد در نوشتن شیر و شیر

ف - اس مسئلے میں اختلاف روایات ہے۔ متواتر کی قید لگانے والوں نے سزا کا پہلو مدنظر رکھا ہے اور جنہوں نے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ میں متواتر کی قید نہ ہونے کے باعث فرمایا کہ رمضان کے روزوں کی قضا متواتر رکھنا ضروری نہیں۔ انہوں نے آیت میں متواتر کی قید نہ ہونے سے رعایت کا فائدہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ اکثر بزرگ اسی جانب گئے ہیں کہ قضا کے روزوں کا متواتر رکھنا ضروری نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف - امام مالک کا یہی مذہب ہے کہ رمضان کے روزے میں اگر کوئی بھول کر بھی کھا پی بیٹھے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر روزے کی قضا لازم ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ فرض روزہ ہو یا نفلی۔ اسی روزے کو پورا کرے لیکن اگر کھانے پینے کے دوران روزہ یاد آگیا تو جو کچھ منہ میں ہے فوراً اگل دے اور حلق سے پار کوئی چیز نہ جانے دے اب اگر دانستہ کوئی چیز کھائے پیے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۱۷۔ كِتَابُ الصِّيَامِ

کتاب الصیام

بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الْهِلَالِ لِلصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي رَمَضَانَ

رمضان کا چاند دیکھنا اور افطاری کا بیان

۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ، فَقَالَ "لَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ. وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ. فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: روزے نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور رکھنے نہ چھوڑو جبتک چاند دیکھ نہ لو۔ اگر ابر کے باعث نہ دیکھ سکو تو دن پورے کر لو۔

۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ. فَلَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ. وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ. فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ اُنتیس دن کا بھی ہوتا ہے لہٰذا روزے نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اُسے دیکھے بغیر روزے نہ چھوڑو اور اگر ابر ہو تو دن پورے کر لو۔

۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ، فَقَالَ "لَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ. وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ. فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعَدَدَ (الْعِدَّةَ) ثَلَاثِينَ"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: روزے نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور رکھنے نہ چھوڑو یہاں تک کہ اُسے دیکھو۔ اگر ابر ہو تو تیس۳۰ کی گنتی پوری کر لو۔

۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْهِلَالَ رُؤِيَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِعَشِيٍّ فَلَمْ يُفْطِرْ عُثْمَانُ حَتّٰى أَمْسٰى، وَغَابَتِ الشَّمْسُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان کے زمانہ میں چاند کی اطلاع بعد دوپہر ملی تو حضرت عثمان نے شام تک روزہ نہ توڑا اور سورج غروب ہو گیا۔

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِي الَّذِي يَرَى هِلَالَ رَمَضَانَ وَحْدَهُ: أَنَّهُ يَصُومُ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُفْطِرَ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنْ رَمَضَانَ.

یحییٰ نے امام مالک کو اُس شخص کے بارے میں فرماتے سُنا جس اکیلے نے چاند دیکھا کہ وہ ضرور روزہ رکھے، اُسکے لیے روزہ چھوڑنا نامناسب نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آج رمضان ہے۔

قَالَ وَمَنْ رَاٰى هِلَالَ شَوَّالٍ وَحْدَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يُفْطِرُ. لِاَنَّ النَّاسَ يَتَّهِمُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّفْطِرَ مِنْهُمْ مَنْ لَيْسَ مَاْمُوْنًا وَيَقُوْلُ اُولٰئِكَ اِذَا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ، قَدْ رَاَيْنَا الْهِلَالَ. وَمَنْ رَاٰى هِلَالَ شَوَّالٍ نَهَارًا فَلَا يُفْطِرْ. وَيُتِمُّ صِيَامَ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا هُوَ هِلَالُ اللَّيْلَةِ الَّتِىْ تَاْتِىْ.

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ: اِذَا صَامَ النَّاسُ يَوْمَ الْفِطْرِ، وَهُمْ يَظُنُّوْنَ اَنَّهٗ مِنْ رَمَضَانَ، فَجَاءَهُمْ ثَبْتٌ اَنَّ هِلَالَ رَمَضَانَ قَدْ رُئِىَ قَبْلَ اَنْ يَّصُوْمُوْا بِيَوْمٍ، وَاَنَّ يَوْمَهُمْ ذٰلِكَ اَحَدٌ وَّثَلَاثُوْنَ، فَاِنَّهُمْ يُفْطِرُوْنَ فِىْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَيَّةَ سَاعَةٍ جَاءَهُمُ الْخَبَرُ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ صَلٰوةَ الْعِيْدِ، وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ جَاءَهُمْ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

بَابٌ ٢ مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ

٥۔ حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: لَا يَصُوْمُ اِلَّا مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، زَوْجَىِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

بَابٌ ٣ مَا جَاءَ فِىْ تَعْجِيْلِ الْفِطْرِ

٦۔ حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِىْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِىِّ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ، مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ"

٧۔ وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِىِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: اَنَّ

فرمایا کہ جس اکیلے نے شوال کا چاند دیکھا تو وہ روزہ نہ چھوڑے کیونکہ لوگ اس پر الزام عائد کریں گے کہ نا قابلِ اعتبار آدمی نے روزہ نہ رکھنے کی غرض سے کہا ہے اور جب لوگوں پر چاند کا نظر آنا کھل جائے تب کہے اور جس نے شوال کا چاند دن میں دیکھ لیا تو روزہ نہ توڑے اور اس دن کا روزہ پورا کرے کیوں کہ وہ چاند آنے والی رات کا ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگوں نے عید الفطر کے روز روزہ رکھا اور اُن کے گمان میں وہ رمضان کا دن ہے۔ پھر اُن کے پاس ایک معتبر شخص آیا کہ عید کا چاند گذشتہ کل دیکھا گیا تھا اور یہ آپ کا اکتیسواں دن ہے تو اس روز روزہ توڑ دیں گے اُسی وقت جب کہ خبر آئی۔ ہاں اگر زوال کے بعد یہ خبر پہنچی تو عید کی نماز نہیں پڑھیں گے۔

فجر سے پہلے روزے کی نیت کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے:۔ روزہ نہ رکھے مگر جس نے طلوعِ فجر سے پہلے روزے کی نیت کی ہو۔

ابن شہاب نے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے۔

روزہ جلد افطار کرنے کا بیان

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ اچھے رہیں گے۔ جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لوگوں کے ہمیشہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ".

بھلے دن رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

۸۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِيْنَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ، قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا. ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ.

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز مغرب اُس وقت پڑھتے جب رات کی سیاہی نظر آنے لگتی یعنی افطار سے پہلے پھر رمضان میں نماز کے بعد روزہ افطار کرتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِيَامِ الَّذِيْ يُصْبِحُ جُنُبًا فِيْ رَمَضَانَ

جنبی کے روزہ رکھنے کا بیان جبکہ صبح ہو جائے

۹۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيْ يُوْنُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الْبَابِ، وَأَنَا أَسْمَعُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِيْدُ الصِّيَامَ. فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَأَنَا أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِيْدُ الصِّيَامَ، فَأَغْتَسِلُ وَأَصُوْمُ" فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا. قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ. فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: "وَاللّٰهِ، إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ. وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِيْ".

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا اور میں سن رہی تھی کہ یا رسول اللہ! میں نے جنابت کی حالت میں صبح کی جبکہ میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنابت کی حالت میں مجھے بھی صبح ہو جاتی ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں تو غسل کر کے روزہ رکھ لیتا ہوں۔ وہ شخص عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ! آپ ہمارے جیسے تو نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف فرما دئیے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے زیادہ آرزو ہے کہ اللہ سے زیادہ ڈرنیوالا ہوں اور پرہیزگاری کو میں تمہاری نسبت زیادہ جاننے والا ہوں۔

۱۰۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُمَا قَالَتَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ، غَيْرِ احْتِلَامٍ، فِيْ رَمَضَانَ. ثُمَّ يَصُوْمُ.

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں رمضان کے اندر صبح کرتے بوجہ جماع نہ کہ احتلام، پھر روزہ رکھ لیا کرتے۔

۱۱۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ. مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ: أَنَّهُ سَمِعَ

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد ماجد مروان بن الحکم کے پاس تھے جبکہ وہ مدینہ منورہ کے

ابا بكر بن عبد الرحمٰن بن الحارث بن هشام يقول:
كنت انا وابي عند مروان بن الحكم. وهو امير
المدينة. فذكر له ان ابا هريرة يقول: من اصبح
جنبا افطر ذلك اليوم. فقال مروان. اقسمت
عليك يا عبد الرحمٰن. لتذهبن الى امي المؤمنين،
عائشة وام سلمة. فلتسألنهما عن ذلك. فذهب
عبد الرحمٰن وذهبت معه. حتى دخلنا على عائشة
فسلم عليها، ثم قال. يا ام المؤمنين انا كنا عند
مروان بن الحكم. فذكر له ان ابا هريرة يقول:
من اصبح جنبا افطر ذلك اليوم. قالت عائشة
ليس كما قال ابو هريرة. يا عبد الرحمٰن. اترغب
عما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع؟
فقال عبد الرحمٰن: لا والله. قالت عائشة: فاشهد
على رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان يصبح
جنبا من جماع، غير احتلام، ثم يصوم ذلك اليوم
قال ثم خرجنا. حتى دخلنا على ام سلمة.
فسألها عن ذلك. فقالت مثل ما قالت عائشة.
قال فخرجنا حتى جئنا مروان بن الحكم. فذكر له
عبد الرحمٰن ما قالتا. فقال مروان. اقسمت عليك
يا ابا محمد لتركبن دابتي، فانها بالباب فلتذهبن
الى ابي هريرة. فانه بارضه بالعقيق. فلتخبرنه
ذلك. فركب عبد الرحمٰن، وركبت معه. حتى اتينا
ابا هريرة فتحدث معه عبد الرحمٰن ثم ذكر له
ذلك. فقال له ابو هريرة: لا علم لي بذاك. انما
اخبرنيه مخبر.

۱۲ - وحدثني عن مالك، عن سمي مولى ابي
بكر، عن ابي بكر بن عبد الرحمٰن، عن عائشة و
ام سلمة زوجي النبي صلى الله عليه وسلم، انهما
قالتا: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

گذر تھے۔ اُن کے سامنے ذکر ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جو
جنابت کی حالت میں صبح کرے تو اس دن روزہ نہ رکھے۔ مروان
نے کہا۔ اے عبدالرحمٰن! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ حضرت
عائشہ اور حضرت ام سلمہ کی خدمت میں جائیں۔ جا کر ان سے اس
بارے میں ضرور پوچھیں۔ پس عبدالرحمٰن گئے اور میں بھی ساتھ گیا۔
یہاں تک کہ ہم حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں سلام
کیا۔ پھر عرض گذار ہوئے۔ اے ام المؤمنین! ہم مروان بن الحکم
کے پاس تھے تو اُن سے مذکور ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ
جسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے وہ اُس دن کا روزہ نہ
رکھے۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! جو ابوہریرہ نے
کہا وہ درست نہیں ہے۔ کیا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کرتے تھے تم اُس سے منہ پھیرتے ہو؟ عبدالرحمٰن عرض گذار
ہوئے کہ خدا کی قسم نہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گواہی دیتی ہوں کہ آپ جنابت کی حالت میں
صبح کرتے جماع سے نہ کہ احتلام سے اور پھر اُس دن کا روزہ
رکھتے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور اُن سے بھی اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی حضرت
عائشہ کی طرح فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم چلے آئے یہاں تک
کہ مروان کے پاس آپہنچے تو عبدالرحمٰن نے بتا دیا جو دونوں نے فرمایا تھا۔ مروان
نے کہا کہ اے ابو محمد! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے جانور پر سوار ہوں جو دروازے
پر موجود ہے اور حضرت ابوہریرہ کی خدمت میں جائیے جو عقیق میں رہتے ہیں اور
انہیں یہ بات ضرور بتائیے۔ پس عبدالرحمٰن سوار ہوئے اور میں بھی اُن کے
ساتھ سوار ہوا، یہاں تک کہ ہم حضرت ابوہریرہ کی خدمت میں جا پہنچے پہلے
تو حضرت عبدالرحمٰن اُن سے کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر اُن سے اس بات کا ذکر کیا حضرت
ابوہریرہ نے فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی علم نہ تھا، مجھے وہ بات ایک بتانے والے نے بتائی تھی

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ
اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں صبح کرتے، جماع
سے نہ کہ احتلام سے، پھر روزہ رکھ لیا کرتے۔

لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ، غَيْرِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَصُومُ.

بَابُ ۵ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

۱۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَجُلًا قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَهُوَ صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ. فَوَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ وَجْدًا شَدِيدًا فَأَرْسَلَ امْرَأَتَهُ تَسْأَلُ لَهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَدَخَلَتْ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهَا. فَأَخْبَرَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ. فَرَجَعَتْ فَأَخْبَرَتْ زَوْجَهَا بِذٰلِكَ. فَزَادَهُ ذٰلِكَ شَرًّا وَقَالَ: لَسْنَا مِثْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اللّٰهُ يُحِلُّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ. ثُمَّ رَجَعَتِ امْرَأَتُهُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ. فَوَجَدَتْ عِنْدَهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا لِهٰذِهِ الْمَرْأَةِ؟" فَأَخْبَرَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَلَا أَخْبَرْتِهَا أَنِّي أَفْعَلُ ذٰلِكَ؟" فَقَالَتْ: قَدْ أَخْبَرْتُهَا فَذَهَبَتْ إِلَى زَوْجِهَا فَأَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ ذٰلِكَ شَرًّا. وَقَالَ: لَسْنَا مِثْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اللّٰهُ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ. فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: "وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ، وَأَعْلَمُكُمْ بِحُدُودِهِ".

۱۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ ضَحِكَتْ.

۱۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عَاتِكَةَ ابْنَةَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، امْرَأَةَ عُمَرَ

روزہ دار کو بوسے کی اجازت

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رمضان میں اپنی بیوی کو بوسہ دیا اور اس سے اُسے بڑی تشویش ہوئی۔ چنانچہ اُس نے اپنی بیوی کو پوچھنے کے لیے بھیجا تو وہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اُن سے اِس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُسے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں بوسہ دیا کرتے تھے۔ وہ واپس گئی اور جا کر اپنے خاوند کو یہ بات بتائی تو اُس کے افسوس میں مزید اضافہ ہوا اور کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے جو چیز چاہے حلال فرما دیتا ہے۔ پھر وہ عورت حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اُن کے پاس پایا۔ آپ نے فرمایا کہ اِسے کیا ہوا ہے؟ حضرت اُمِّ سلمہ نے ماجرا بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسے بتایا کیوں نہیں کہ میں بھی ایسا کرتا ہوں؟ عرض گزار ہوئیں کہ میں نے اسے بتایا تھا پس یہ اپنے خاوند کے پاس گئی اور اُسے بتایا تو اُس کی تشویش میں مزید اضافہ ہوا اور کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے جو چاہے حلال فرما دیتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا:۔ خدا کی قسم، میں تمہاری نسبت خدا سے زیادہ ڈرنے والا اور اُس کی حدود کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ روزے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی کسی بیوی کو بوسہ دیتے تھے۔ پھر وہ ہنس پڑیں۔

حضرت عمر کی زوجۂ محترمہ حضرت عاتکہ بنت زید جب حضرت عمر کے سر کو بوسہ دیتیں تو روزہ دار ہوتے

بْنِ الْخَطَّابِ، كَانَتْ تُقَبِّلُ رَأْسَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَ هُوَصَائِمٌ فَلَا يَنْهَاهَا.

ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں منع نہیں کرتے تھے۔

١٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عَائِشَةَ بِنْتَ طَلْحَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَدَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا هُنَالِكَ. وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ. مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْنُوَ مِنْ أَهْلِكَ فَتُقَبِّلَهَا وَتُلَاعِبَهَا؛ فَقَالَ، أُقَبِّلُهَا وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَتْ نَعَمْ.

عائشہ بنت طلحہ سے روایت ہے کہ وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھیں کہ ان کا خاوند آ گیا جن کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق ہے اور وہ روزہ دار تھے۔ حضرت عائشہ نے اُن سے فرمایا اپنی بیوی کے پاس جانے سے تمہیں کیا چیز روکتی ہے؟ اُسے بوسہ دو اور اس کے ساتھ دل بہلاؤ۔ عرض گزار ہوئے کہ میں روزہ دار ہو کر بوسہ دوں؟ فرمایا ہاں۔

١٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، كَانَا يُرَخِّصَانِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص دونوں روزہ دار کو بوسہ کی اجازت دیتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کے لیے بوسہ کی ممانعت

١٨- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ إِذَا ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَ هُوَصَائِمٌ، تَقُولُ: وَأَيُّكُمْ أَمْلَكُ لِنَفْسِهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے جب ذکر ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی روزہ کی حالت میں بوسہ دیتے تھے تو فرمایا کرتیں۔ تم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح نفس کو قابو میں رکھنے والا کون ہے؟

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ، قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ. لَمْ أَرَ الْقُبْلَةَ لِلصَّائِمِ. تَدْعُو إِلَى خَيْرٍ.

ہشام کے والدِ ماجد عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ روزہ دار کا بوس و کنار کرنا اُسے بھلائی کی طرف نہیں لے جاتا۔

١٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ؛ فَأَرْخَصَ فِيهَا لِلشَّيْخِ. وَكَرِهَهَا لِلشَّابِّ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روزہ دار کے بوسہ دینے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بوڑھے کے لیے اجازت دی اور جوان کے لیے ناپسند فرمایا۔

٢٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

بْنَ عُمَرَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْقُبْلَةِ وَالْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ.

تعالیٰ عنہما روزہ دار کو بوسہ دینے اور مباشرت سے منع فرمایا کرتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ

دورانِ سفر روزہ رکھنے کا بیان

۲۱ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ. فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ. ثُمَّ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ. وَكَانُوا يَأْخُذُونَ بِالْأَحْدَثِ، فَالْأَحْدَثِ، مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فتح کے سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی جانب رمضان میں نکلے۔ آپ روزے رکھتے رہے یہاں تک کہ کدید پہنچ گئے۔ پھر آپ نے نہ رکھے تو لوگوں نے بھی نہ رکھے اور لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدید سے جدید قول و فعل کو لیا کرتے تھے۔

۲۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ النَّاسَ فِي سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ، بِالْفِطْرِ. وَقَالَ: "تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ" وَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ الَّذِي حَدَّثَنِي: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ الْحَرِّ. ثُمَّ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ طَائِفَةً مِنَ النَّاسِ قَدْ صَامُوا حِينَ صُمْتَ. قَالَ: فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَدِيدِ، دَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ.

ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے بعض صحابۂ کرام سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دورانِ سفر لوگوں کو روزہ چھوڑنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ دشمن کے مقابلے میں قوت حاصل کرو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود روزہ رکھا۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک صحابی نے یہ بات بیان کی کہ عرج کے مقام پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیاس یا گرمی کے باعث اپنے سر پر پانی ڈال رہے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! بعض لوگوں نے آپ کو دیکھ کر روزے رکھ لیے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کدید کے مقام پر پہنچے تو آپ نے ایک پیالہ پانی منگا کر پی لیا، پس لوگوں نے بھی روزہ افطار کر لیا۔

۲۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ. فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ. وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کیا تو کسی روزہ دار نے روزہ نہ رکھنے والے پر اور روزہ نہ رکھنے والے نے روزہ دار پر کسی قسم کی حرف گیری نہ کی۔

۲۴ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ،

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میں ہمیشہ روزہ

قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَارَسُولَ اللّٰهِ. إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ. أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنْ شِئْتَ فَصُمْ. وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ"

رکھتا ہوں تو کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہے روزہ رکھ لو اور چاہے چھوڑ دو۔

۲۵ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَصُومُ فِي السَّفَرِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔

۲۶ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ. وَنُسَافِرُ مَعَهُ فَيَصُومُ عُرْوَةُ. وَنُفْطِرُ نَحْنُ فَلَا يَأْمُرُنَا بِالصِّيَامِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ والد محترم رمضان میں سفر کیا کرتے تھے اور ہم بھی اُن کے ساتھ سفر کرتے تو حضرت عروہ روزہ رکھتے اور ہم روزہ نہ رکھتے مگر وہ ہمیں روزہ رکھنے کا حکم نہیں دیتے

بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوْ أَرَادَهُ فِي رَمَضَانَ

رمضان میں سفر سے آنے اور جانے کا بیان

۲۷. حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فِي رَمَضَانَ، فَعَلِمَ أَنَّهُ دَاخِلُ الْمَدِينَةَ مِنْ أَوَّلِ يَوْمِهِ، دَخَلَ وَهُوَ صَائِمٌ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رمضان کے اندر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر میں ہوتے اور انہیں معلوم ہو تا کہ مدینہ منورہ کے اندر دن کے پہلے حصے میں داخل ہو جائیں گے تو روزے کی حالت میں داخل ہوتے۔

قَالَ يَحْيَى. قَالَ مَالِكٌ. مَنْ كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَلِمَ أَنَّهُ دَاخِلٌ عَلَى أَهْلِهِ مِنْ أَوَّلِ يَوْمِهِ، وَطَلَعَ لَهُ الْفَجْرُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ. دَخَلَ وَهُوَ صَائِمٌ.

یحییٰ! امام مالک نے فرمایا کہ جو سفر میں ہو اور وہ محسوس کرے کہ گھر والوں کے پاس دن کے پہلے حصے میں پہنچ جائیگا اور اُسے داخل ہونے سے پہلے فجر طلوع ہو جائے تو روزے کی حالت میں داخل ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ فِي رَمَضَانَ فَطَلَعَ لَهُ الْفَجْرُ وَهُوَ بِأَرْضِهِ. قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ فَإِنَّهُ يَصُومُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب رمضان میں نکلنے کا ارادہ کرے اور اپنی جگہ پر ہی اُسے فجر طلوع ہو جائے جب کہ ابھی نکلا نہ ہو تو اُس روز کا روزہ رکھے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ. يَقْدَمُ مِنْ سَفَرِهِ وَهُوَ مُفْطِرٌ، وَامْرَأَتُهُ مُفْطِرَةٌ، حِينَ طَهُرَتْ مِنْ حَيْضِهَا فِي رَمَضَانَ: أَنَّ لِزَوْجِهَا أَنْ يُصِيبَهَا إِنْ شَاءَ.

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جو سفر سے آئے اور اُس کا روزہ نہ ہو اور اس کی بیوی کا بھی روزہ نہ ہو کہ وہ اپنے حیض سے رمضان میں اُسی روز پاک ہوئی ہو، لہٰذا خاوند اگر چاہے تو اُس کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے۔

بَابٌ ۹ كَفَّارَةُ مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ

رمضان کے روزے کا کفارہ

۲۸. حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ. فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكَفِّرَ، بِعِتْقِ رَقَبَةٍ، أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، أَوْ إِطْعَامِ سِتِّينَ مِسْكِينًا فَقَالَ، لَا أَجِدُ. فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقِ تَمْرٍ، فَقَالَ: "خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ" فَقَالَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ. مَا أَحَدٌ أَحْوَجَ مِنِّي. فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ. ثُمَّ قَالَ: "كُلْهُ".

۲۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ نَحْرَهُ، وَيَنْتِفُ شَعْرَهُ، وَيَقُولُ: هَلَكَ الْأَبْعَدُ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَمَا ذَاكَ" فَقَالَ: أَصَبْتُ أَهْلِي، وَأَنَا صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟" فَقَالَ: لَا. فَقَالَ "هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُهْدِيَ بَدَنَةً؟" قَالَ: لَا. قَالَ: "فَاجْلِسْ". فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقِ تَمْرٍ. فَقَالَ: "خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ" فَقَالَ: مَا أَحَدٌ أَحْوَجَ مِنِّي فَقَالَ: "كُلْهُ، وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَ مَا أَصَبْتَ".

قَالَ مَالِكٌ، قَالَ عَطَاءٌ، فَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ: كَمْ فِي ذٰلِكَ الْعَرَقِ مِنَ التَّمْرِ؟ فَقَالَ: مَا بَيْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا إِلَى عِشْرِينَ.

قَالَ مَالِكٌ: سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: لَيْسَ عَلَى مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ بِإِصَابَةِ أَهْلِهِ نَهَارًا أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ، الْكَفَّارَةُ الَّتِي تُذْكَرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَنْ أَصَابَ أَهْلَهُ نَهَارًا فِي رَمَضَانَ. وَإِنَّمَا عَلَيْهِ قَضَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

کہ ایک آدمی نے رمضان کا روزہ توڑ دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کفارے کا حکم دیا کہ ایک غلام آزاد کرے یا متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ وہ عرض گزار ہوا کہ مجھے اِن میں سے کسی بھی کام کی توفیق نہیں ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا ٹوکرا پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اسے لے کر خیرات کر دو۔ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے بڑھ کر حاجتمند تو کوئی بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ دندانِ مبارک نظر آنے لگے۔ پھر فرمایا خود کھا لو۔ ف

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ سینے کو کوٹتا اور بالوں کو نوچتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں تو بُری طرح ہلاک ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ ہوا کیا ہے؟ عرض گزار ہوا کہ رمضان کا روزہ رکھ کر میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ کیا ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہے؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا کہ حرم کی قربانی کے لیے ایک اونٹ یا گائے بھیج سکتا ہے؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش ہوا۔ فرمایا کہ اسے لے کر خیرات کر دو۔ عرض گزار ہوا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند تو کوئی بھی نہیں۔ فرمایا خود کھا لو اور اُس کے بدلے میں ایک دن کا روزہ رکھ لینا۔

سعید بن مسیب سے پوچھا گیا کہ عرق میں کتنی کھجوریں آتی ہیں؟ فرمایا کہ پندرہ سے بیس صاع تک آتی ہیں۔

امام مالک نے اہلِ علم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے رمضان کے روزے کی قضا کے روزے کو بیوی سے صحبت کر کے یا کسی دوسری طرح توڑ دیا تو اس پر وہ کفارہ لازم نہیں آئے گا جو رمضان میں اپنی بیوی سے دن میں صحبت کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور ہے بلکہ اُس پر اُس روزہ کی قضا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ فِيْهِ اِلَيَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے اس باب میں سنا ہے وہ مجھے سب سے پسند ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حِجَامَةِ الصَّائِمِ

روزے کی حالت میں پچھنے لگوانے کا بیان

۳۰۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ. قَالَ: ثُمَّ تَرَكَ ذٰلِكَ بَعْدُ. فَكَانَ اِذَا صَامَ لَمْ يَحْتَجِمْ حَتّٰى يُفْطِرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روزے کی حالت میں پچھنے لگوا لیتے۔ راوی کا بیان ہے کہ بعد میں انہوں نے اسے ترک کر دیا اور جب روزہ رکھتے تو افطار کرنے کے بعد پچھنے لگواتے۔

۳۱۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَا يَحْتَجِمَانِ وَهُمَا صَائِمَانِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر روزے کی حالت میں پچھنے لگوا لیا کرتے تھے۔

۳۲۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ لَا يُفْطِرُ. قَالَ: وَمَا رَاَيْتُهُ احْتَجَمَ قَطُّ اِلَّا وَهُوَ صَائِمٌ.

ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ والد ماجد روزے کی حالت میں پچھنے لگوا لیتے تھے اور پھر روزہ نہیں توڑتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں پچھنے لگواتے نہیں دیکھا مگر روزے کی حالت میں۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا تُكْرَهُ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ، اِلَّا خَشْيَةً مِنْ اَنْ يَضْعُفَ. وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ تُكْرَهْ. وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا احْتَجَمَ فِيْ رَمَضَانَ، ثُمَّ سَلِمَ مِنْ اَنْ يُفْطِرَ، لَمْ اَرَ عَلَيْهِ شَيْئًا. وَلَمْ آمُرْهُ بِالْقَضَاءِ لِذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِيْ احْتَجَمَ فِيْهِ. لِاَنَّ الْحِجَامَةَ اِنَّمَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ لِمَوْضِعِ التَّغْرِيْرِ بِالصِّيَامِ. فَمَنِ احْتَجَمَ وَسَلِمَ مِنْ اَنْ يُفْطِرَ، حَتّٰى يُمْسِيَ. فَلَا اَرٰى عَلَيْهِ شَيْئًا. وَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا مکروہ نہیں ہے جبکہ ضعف کا خدشہ نہ ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو اس میں کراہت نہیں۔ اگر کسی آدمی نے پچھنے لگوائے اور روزہ توڑنے سے بچ گیا تو اس پر کچھ نہیں اور جس روز پچھنے لگوائے اس کی قضا کا اسے حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا اس وقت مکروہ ہے جبکہ روزہ ٹوٹنے کا خدشہ ہو۔ جس نے پچھنے لگوائے اور روزہ توڑنے سے بچ گیا یہاں تک کہ شام ہو گئی تو اس پر کچھ نہیں اور اس پر اس روزے کی قضا نہیں ہے۔

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

عاشورہ کے روزے کا بیان

۳۳۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ، صَامَهُ، وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ. فَلَمَّا

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:۔ قریش زمانۂ جاہلیت میں عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی عہد جاہلیت میں رکھتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے آپ نے اس کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان کے روزے

فُرِضَ رَمَضَانُ. كَانَ هُوَ الْفَرِيضَةَ. وَتُرِكَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

فرض ہو گئے تو عاشورے کا روزہ ترک کر دیا گیا۔ پس جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

۳۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ، عَامَ حَجَّ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ لِهٰذَا الْيَوْمِ، "هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ. وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ. وَأَنَا صَائِمٌ. فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ"

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت معاویہ بن ابو سفیان کو عاشورے کے روز منبر پر فرماتے ہوئے سُنا جس سال کہ اُنہوں نے حج کیا تھا کہ اے اہلِ مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روزہ کے بارے میں فرماتے ہوئے سُنا کہ یہ عاشورے کا روز ہے، تم پر اس روز کا روزہ فرض نہیں ہے جبکہ میں نے روزہ رکھا ہے لہٰذا تم میں سے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے

۳۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، أَرْسَلَ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ غَدًا يَوْمُ عَاشُورَاءَ، فَصُمْ وَأْمُرْ أَهْلَكَ أَنْ يَصُومُوا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن ہشام کے لیے پیغام بھیجا کہ کل عاشورے کا روز ہے پس خود روزہ رکھنا اور اپنے گھر والوں کو روزے کا حکم دینا۔

بَابُ ۱۲ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى وَالدَّهْرِ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ نیز دائمی روزے رکھنا

۳۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ، يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ الْأَضْحٰى.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں دنوں کے روزے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: لَا بَأْسَ بِصِيَامِ الدَّهْرِ. إِذَا أَفْطَرَ الْأَيَّامَ الَّتِي نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهَا وَهِيَ أَيَّامُ مِنًى، وَيَوْمُ الْأَضْحٰى، وَيَوْمُ الْفِطْرِ فِيمَا بَلَغَنَا قَالَ: وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے اہلِ علم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ دائمی روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اُن دنوں کے روزے نہ رکھے جن کے روزے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور جیسا کہ ہم تک پہنچا وہ منیٰ کے دن، عید الاضحیٰ اور عید الفطر ہیں۔ فرمایا کہ اس بارے میں یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

بَابُ ۱۳ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصِّيَامِ

وصال کے روزوں کی ممانعت

۳۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ فَقَالَ: "إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ. إِنِّي أُطْعَمُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ تو رکھتے ہیں؟ فرمایا کہ میری حالت تمہارے جیسی نہیں ہے، مجھے کھلایا

وَاُسْقٰى۔

۳۹۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ" قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ: "اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ"

باب ۱۴ صِيَامُ الَّذِيْ يَقْتُلُ خَطَأً اَوْ يَتَظَاهَرُ

۴۰۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فِيْ قَتْلِ خَطَاٍ اَوْ تَظَاهُرٍ، فَعَرَضَ لَهُ مَرَضٌ يَغْلِبُهُ وَيَقْطَعُ عَلَيْهِ صِيَامَهُ. اَنَّهُ اِنْ صَحَّ مِنْ مَرَضِهٖ وَقَوِيَ عَلَى الصِّيَامِ، فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يُؤَخِّرَ ذٰلِكَ وَهُوَ يَبْنِيْ عَلٰى مَا قَدْ مَضٰى مِنْ صِيَامِهٖ

وَكَذٰلِكَ الْمَرْاَةُ الَّتِيْ يَجِبُ عَلَيْهَا الصِّيَامُ فِيْ قَتْلِ النَّفْسِ خَطَاً. اِذَا حَاضَتْ بَيْنَ ظَهْرَيْ صِيَامِهَا اَنَّهَا. اِذَا طَهُرَتْ لَا تُؤَخِّرُ الصِّيَامَ وَهِيَ تَبْنِيْ عَلٰى مَا قَدْ صَامَتْ۔

وَلَيْسَ لِاَحَدٍ وَجَبَ عَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، اَنْ يُفْطِرَ. اِلَّا مِنْ عِلَّةٍ: مَرَضٍ اَوْ حَيْضَةٍ وَلَيْسَ لَهُ اَنْ يُسَافِرَ فَيُفْطِرَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ۔

باب ۱۵ مَا يَفْعَلُ الْمَرِيْضُ فِيْ صِيَامِهٖ

۴۱۔ قَالَ يَحْيٰى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ: الْاَمْرُ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ: اَنَّ الْمَرِيْضَ اِذَا اَصَابَهُ الْمَرَضُ الَّذِيْ يَشُقُّ عَلَيْهِ الصِّيَامُ مَعَهُ. وَيُتْعِبُهُ، وَيَبْلُغُ ذٰلِكَ مِنْهُ. فَاِنَّ لَهُ اَنْ يُفْطِرَ. وَكَذٰلِكَ الْمَرِيْضُ

اور پلایا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صوم وصال نہ رکھو لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ تو رکھتے ہیں؟ فرمایا کہ میرا حال تمہاری طرح نہیں ہے۔ میں رات گزارتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ ف

کفارۂ قتل خطا اور کفارۂ ظہار کے روزوں کا بیان

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس شخص کے بارے میں کیا اچھی بات سنی جس پر متواتر دو مہینے کے روزے واجب ہوں قتل خطا یا ظہار کے باعث تو وہ بیمار ہو گیا کہ مرض کے غالب آجانے سے روزوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا تو جب اسے مرض سے صحت ہو جائے اور روزے رکھنے کی طاقت آجائے تو ان میں تاخیر نہ کرے اور اپنے گذشتہ روزوں کو حساب میں شمار کرے۔

اسی طرح جس عورت پر قتل خطا کے باعث روزے واجب ہوئے اور روزوں کے درمیان اُسے حیض آگیا تو پاک ہوتے ہی روزے شروع کر دے اور ان میں تاخیر نہ کرے اور اپنے پہلے روزوں کو گنتی میں شمار کرے۔

کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس پر قرآن مجید کے مطابق متواتر دو مہینے کے روزے ہوں تو مرض یا حیض کسی خاص وجہ کے سوا روزے چھوڑے اور اُسے یہ حق نہیں کہ سفر کے باعث روزہ نہ رکھے

امام مالک نے فرمایا کہ یہ مجھے اس بارے میں سب سے پسند ہے۔

بیمار کے روزوں کا بیان

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ بات میں نے اہل علم سے سنی کہ بیمار کی جب بیماری اتنی بڑھ جائے کہ روزہ رکھنا اس کے لیے دشوار ہو جائے اور اسے تکلیف پہنچائے تو جب اس حد کو پہنچے تو روزہ نہ رکھے اور اسی طرح وہ مریض

الَّذِیْ اشْتَدَّ عَلَیْهِ الْقِیَامُ فِی الصَّلٰوةِ، وَبَلَغَ مِنْهُ. وَمَا اللّٰهُ اَعْلَمُ بِعُذْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْعَبْدِ، وَمِنْ ذٰلِكَ مَا لَا تَبْلُغُ صِفَتُهُ. فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ، صَلّٰى وَهُوَ جَالِسٌ. وَدِیْنُ اللّٰهِ یُسْرٌ.

جس کے لیے نماز میں کھڑا ہونا دشوار ہو جائے جبکہ وہ اس حالت کو پہنچے اور بندے کی نسبت عذر کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون اس حد تک نہیں پہنچا ہے۔ جب اس حد تک پہنچ جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اللہ کا دین آسان ہے۔

وَقَدْ اَرْخَصَ اللّٰهُ لِلْمُسَافِرِ، فِی الْفِطْرِ فِی السَّفَرِ وَهُوَ اَقْوٰی عَلَی الصِّیَامِ مِنَ الْمَرِیْضِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ كِتَابِهٖ - فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ - فَاَرْخَصَ اللّٰهُ لِلْمُسَافِرِ، فِی الْفِطْرِ فِی السَّفَرِ. وَهُوَ اَقْوٰی عَلَی الصَّوْمِ مِنَ الْمَرِیْضِ.

اور اللہ تعالیٰ نے مسافر کو اجازت دی ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھے حالانکہ روزہ رکھنے کی وہ بیمار سے زیادہ طاقت رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ جو تم میں سے بیمار یا مسافر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسافر کو سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی اور وہ بیمار کی نسبت روزہ رکھنے کی زیادہ طاقت رکھتا ہے۔

فَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ. وَهُوَ الْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَیْهِ.

جو کچھ میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔

بَابُ النَّذْرِ فِی الصِّیَامِ وَالصِّیَامُ عَنِ الْمَیِّتِ

نذر کا روزہ اور میت کی طرف سے روزے رکھنا

۴۲ - حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ صِیَامَ شَهْرٍ. هَلْ لَهٗ اَنْ یَتَطَوَّعَ؟ فَقَالَ سَعِیْدٌ: لِیَبْدَاْ بِالنَّذْرِ، قَبْلَ اَنْ یَتَطَوَّعَ.

سعید بن مسیب سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک ماہ کے روزوں کی نذر مانی کہ کیا وہ نفلی روزے رکھ سکتا ہے؟ سعید نے فرمایا کہ پہلے نذر کے روزے رکھے اور پھر نفلی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَبَلَغَنِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسی ہی بات پہنچی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ مَاتَ وَعَلَیْهِ نَذْرٌ مِنْ رَقَبَةٍ یُعْتِقُهَا، اَوْ صِیَامٍ، اَوْ صَدَقَةٍ، اَوْ بَدَنَةٍ، فَاَوْصٰی بِاَنْ یُوَفّٰی ذٰلِكَ عَنْهُ مِنْ مَالِهٖ، فَاِنَّ الصَّدَقَةَ وَالْبَدَنَةَ فِیْ ثُلُثِهٖ، وَهُوَ یُبَدّٰی عَلٰی مَا سِوَاهُ مِنَ الْوَصَایَا، اِلَّا مَا كَانَ مِثْلَهٗ. وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَیْسَ الْوَاجِبُ عَلَیْهِ مِنَ النُّذُوْرِ وَغَیْرِهَا كَهَیْئَةِ مَا یَتَطَوَّعُ بِهٖ مِمَّا لَیْسَ بِوَاجِبٍ. وَاِنَّمَا یُجْعَلُ ذٰلِكَ فِیْ ثُلُثِهٖ خَاصَّةً. دُوْنَ رَاْسِ مَالِهٖ. لِاَنَّهٗ لَوْ جَازَ لَهٗ ذٰلِكَ فِیْ رَاْسِ مَالِهٖ لَاَخَّرَ الْمُتَوَفّٰی مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْوَاجِبَةِ عَلَیْهِ. حَتّٰی اِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، وَصَارَ الْمَالُ لِوَرَثَتِهٖ

امام مالک نے فرمایا کہ جو فوت ہو جائے اور اُس پر نذر ہو غلام آزاد کرنے یا روزہ یا صدقہ یا اونٹ گائے کی قربانی کی، پھر اُس نے وصیت کی کہ اسے میرے مال سے پوری کر دیا جائے کیونکہ صدقہ اور قربانی تہائی مال سے ہو اور یہ دوسری وصیتوں سے مقدم ہے ماسوائے اُس کے جو ایسی ہی ضروری ہو اور یہ اس لیے ہے کہ نذر وغیرہ کے سوا اس پر اور کچھ واجب نہیں ہے اور دوسری وصیتیں نفلی ہیں واجب نہیں اور یہ سارے مال کے بجائے تہائی میں اس لیے نافذ ہیں کیونکہ اس کی سارے مال سے اجازت دی جاتی تو وفات پانے والا ایسے واجب اُمور کو مؤخر کرتا رہتا، یہاں تک کہ جب وفات ہوتی، مال وارثوں کا ہو جاتا تو

شَیْئٍ مِثْلَ هٰذِهِ الْاَشْیَاءِ الَّتِیْ لَمْ یَکُنْ یَتَقَاضَاهَا مِنْهُ مُتَقَاضٍ. فَلَوْ کَانَ ذٰلِكَ جَائِزًا لَهُ اَخَّرَ هٰذِهِ الْاَشْیَاءَ حَتّٰی اِذَا کَانَ عِنْدَ مَوْتِهٖ سَمَّاهَا وَعَسٰی اَنْ یُحِیْطَ بِجَمِیْعِ مَالِهٖ. فَلَیْسَ ذٰلِكَ لَهُ

اُس وقت وہ ایسی چیزوں کو بیان کرے کا جن کا تقاضا کرنے والا کوئی نہ ہو۔ اگر ایسا کا مؤخر کرنا اُس کے لیے جائز ہوتا۔ بیان تک کہ وہ موت کے وقت انہیں بتاتا اور ہوسکتا ہے کہ وہ اُس کے تمام مال کے برابر ہو جائیں اور اُس کے لیے کچھ نہ رہے۔

۴۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یُسْاَلُ. هَلْ یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ؟ فَیَقُوْلُ: لَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا جاتا کہ کیا کسی کی طرف سے کوئی روزہ رکھ سکتا اور کسی کی طرف سے کوئی نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور کوئی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ قَضَاءِ رَمَضَانَ وَالْکَفَّارَاتِ

عذر کے باعث رمضان کے روزے نہ رکھنے کا فدیہ

۴۴۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ. عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَخِیْهِ خَالِدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَفْطَرَ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ رَمَضَانَ. فِیْ یَوْمٍ ذِیْ غَیْمٍ. وَرَاٰی اَنَّهٗ قَدْ اَمْسٰی وَغَابَتِ الشَّمْسُ. فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ. طَلَعَتِ الشَّمْسُ. فَقَالَ عُمَرُ: اَلْخَطْبُ یَسِیْرٌ. وَقَدِ اجْتَهَدْنَا.

خالد بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ابر والے دن رمضان کا روزہ افطار کر لیا۔ اُن کا خیال تھا کہ شام ہو گئی اور سورج غروب ہو گیا۔ پس ایک آدمی نے آکر بتایا کہ اے امیر المومنین! سورج نکل آیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تلافی آسان ہے ہم نے اجتہاد کیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ: یُرِیْدُ بِقَوْلِهٖ "اَلْخَطْبُ یَسِیْرٌ" اَلْقَضَاءَ فِیْمَا نُرٰی. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. وَخِفَّةَ مَؤُوْنَتِهٖ وَیَسَارَتِهٖ. یَقُوْلُ: نَصُوْمُ یَوْمًا مَکَانَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ اَلْخَطْبُ یَسِیْرٌ سے مراد قضا ہے۔ آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔ چونکہ محنت کم ہے اِس لیے فرمایا کہ اُس کی جگہ ایک روزہ رکھ لیں گے۔

۴۵۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ. یَصُوْمُ قَضَاءَ رَمَضَانَ مُتَتَابِعًا مَنْ اَفْطَرَهٗ مِنْ مَرَضٍ اَوْ فِیْ سَفَرٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ رمضان کے روزوں کی قضا متواتر رکھے جو بیماری یا سفر کے باعث چھوڑے ہوں۔

۴۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ. عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَاَبَا هُرَیْرَةَ اخْتَلَفَا فِیْ قَضَاءِ رَمَضَانَ. فَقَالَ اَحَدُهُمَا. یُفَرِّقُ بَیْنَهٗ. وَقَالَ الْاٰخَرُ لَا یُفَرِّقُ بَیْنَهٗ. لَا اَدْرِیْ اَیُّهُمَا قَالَ: یُفَرِّقُ بَیْنَهٗ.

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ کے درمیان رمضان کے روزوں کی قضا کے بارے میں اختلاف ہوا۔ ایک کہتے تھے کہ متواتر نہیں ہیں، دوسرے کہتے تھے کہ متواتر ہیں۔ ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ کس نے کہا کہ متواتر نہیں ہیں۔

۴۷۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ: مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ. فَعَلَیْهِ الْقَضَاءُ. وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ. فَلَیْسَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو روزے کی حالت میں قصداً قے کرے تو اُس پر قضا ہے اور جسے خود بخود قے آئے تو اس پر قضا نہیں ہے۔

...عَلَيْهِ الْقَضَاءُ.

۴۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْأَلُ عَنْ قَضَاءِ رَمَضَانَ فَقَالَ سَعِيدٌ: أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ لَا يُفَرَّقَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَأَنْ يُوَاتَرَ.

قَالَ يَحْيَى، سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: فِيمَنْ فَرَّقَ قَضَاءَ رَمَضَانَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِعَادَةٌ. وَذَلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ. وَأَحَبُّ ذَلِكَ إِلَيَّ أَنْ يُتَابِعَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ فِي رَمَضَانَ سَاهِيًا أَوْ نَاسِيًا، أَوْ مَا كَانَ مِنْ صِيَامٍ وَاجِبٍ عَلَيْهِ؛ أَنَّ عَلَيْهِ قَضَاءَ يَوْمٍ مَكَانَهُ.

۴۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ مُجَاهِدٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ. فَجَاءَهُ إِنْسَانٌ فَسَأَلَهُ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ الْكَفَّارَةِ أَمُتَتَابِعَاتٍ أَمْ يَقْطَعُهَا؟ قَالَ حُمَيْدٌ: فَقُلْتُ لَهُ: نَعَمْ. يَقْطَعُهَا إِنْ شَاءَ. قَالَ مُجَاهِدٌ: لَا يَقْطَعُهَا فَإِنَّهَا فِي قِرَاءَةِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُونَ، مَا سَمَّى اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ، يُصَامُ مُتَتَابِعًا.

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنِ الْمَرْأَةِ تُصْبِحُ صَائِمَةً فِي رَمَضَانَ، فَتَدْفَعُ دُفْعَةً مِنْ دَمٍ عَبِيطٍ فِي غَيْرِ أَوَانِ حَيْضِهَا. ثُمَّ تَنْتَظِرُ حَتَّى تُمْسِيَ أَنْ تَرَى مِثْلَ ذَلِكَ. فَلَا تَرَى شَيْئًا. ثُمَّ تُصْبِحُ يَوْمًا آخَرَ فَتَدْفَعُ دُفْعَةً أُخْرَى وَهِيَ دُونَ الْأُولَى. ثُمَّ يَنْقَطِعُ ذَلِكَ عَنْهَا قَبْلَ حَيْضَتِهَا بِأَيَّامٍ. فَسُئِلَ مَالِكٌ: كَيْفَ تَصْنَعُ فِي صِيَامِهَا وَصَلَاتِهَا؟ قَالَ مَالِكٌ: ذَلِكَ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ. فَإِذَا رَأَتْهُ فَلْتُفْطِرْ. وَلْتَقْضِ مَا أَفْطَرَتْ. فَإِذَا ذَهَبَ عَنْهَا الدَّمُ فَلْتَغْتَسِلْ. وَتَصُومُ.

سعید بن مسیب سے رمضان کے روزوں کی قضا کے بارے میں پوچھا گیا تو سعید نے فرمایا: میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا متواتر ہو اور اُن روزوں میں فرق نہ رکھا جائے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو رمضان کے روزوں کی قضا متواتر نہ رکھے تو اس پر اعادہ کرنا ضروری نہیں اور یہی کفایت کریں گے لیکن مجھے یہی پسند ہے کہ متواتر رکھے جائیں

امام مالک نے فرمایا کہ جو رمضان میں بھول چوک کر کھا پی لے یا ایسے روزے میں جو واجب تھا تو اس کی جگہ اس پر ایک روزے کی قضا ہے۔ ف

حُمَید بن قیس مکّی کا بیان ہے کہ میں مجاہد کے ساتھ تھا اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو ایک آدمی نے اُن سے کفارۂ قسم کے روزوں کے بارے میں پوچھا کہ متواتر ہوں یا الگ الگ؟ حُمَید کا بیان ہے کہ میں نے اس سے کہا کہ ہاں اگر چاہے تو الگ الگ رکھ لے۔ مجاہد نے فرمایا کہ الگ الگ نہ رکھے کیونکہ حضرت اُبَی بن کعب کی قرأت میں ہے کہ متواتر تین روز

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جتنے روزوں کا ذکر فرمایا ہے وہ متواتر رکھے جائیں۔

امام مالک سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو صبح اس حالت میں کرے کہ اُس نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا ہے، پھر اچانک وہ حیض کا خون دیکھتی ہے، پھر شام تک منتظر رہتی ہے کہ اسی طرح کا خون نظر آئے لیکن نظر نہیں آتا۔ دوسری روز بھی اسی طرح صبح کرتی ہے پھر اچانک خون دیکھتی ہے لیکن پہلے سے کم۔ پھر وہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔ اور ایسا اس کے ایامِ حیض سے پہلے ہوتا ہے۔ پس امام مالک سے پوچھا گیا کہ وہ اپنے روزوں اور نمازوں کا کیا کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ یہ حیض کا خون ہے اور جب اُسے دیکھے تو روزہ چھوڑ دے اور جتنے روزے چھوڑے ان کی قضا رکھے۔ جب خون بند ہو جائے تو غسل کرنا

وَسُئِلَ عَمَّنْ أَسْلَمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، هَلْ عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ كُلِّهِ أَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ قَضَاءُ الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمَ فِيهِ؟ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَا مَضَى، وَإِنَّمَا يَسْتَأْنِفُ الصِّيَامَ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ، وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَقْضِيَ الْيَوْمَ الَّذِي أَسْلَمَ فِيهِ.

اور اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان کے آخری روز اسلام لایا، کیا اس پر رمضان کے سارے روزوں کی قضا ہے یا اُسی ایک دن کی جس روز کہ مسلمان ہوا؟ فرمایا کہ اس پر گزشتہ روزوں کی قضا نہیں ہے۔ اس کے لئے آئندہ کے روزے رکھنے ضروری ہیں اور میرے نزدیک بہتر ہے کہ جس روز مسلمان ہوا اُس روز کے روزے کی

بَابُ قَضَاءِ التَّطَوُّعِ

نفلی روزوں کی قضا کا بیان

۵۰ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ، فَأُهْدِيَ لَهُمَا طَعَامٌ فَأَفْطَرَتَا عَلَيْهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَبَدَرَتْنِي بِالْكَلَامِ، وَكَانَتْ بِنْتَ أَبِيهَا: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ أَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ، فَأُهْدِيَ إِلَيْنَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا عَلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اقْضِيَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ".

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: مَنْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ سَاهِيًا أَوْ نَاسِيًا فِي صِيَامِ تَطَوُّعٍ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَلْيُتِمَّ يَوْمَهُ الَّذِي أَكَلَ فِيهِ أَوْ شَرِبَ وَهُوَ مُتَطَوِّعٌ، وَلَا يُفْطِرْهُ، وَلَيْسَ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ أَمْرٌ يَقْطَعُ صِيَامَهُ وَهُوَ مُتَطَوِّعٌ قَضَاءٌ، إِذَا كَانَ إِنَّمَا أَفْطَرَ مِنْ عُذْرٍ، غَيْرَ مُتَعَمِّدٍ لِلْفِطْرِ، وَلَا أَرَى عَلَيْهِ قَضَاءَ صَلَاةِ نَافِلَةٍ إِذَا هُوَ قَطَعَهَا مِنْ حَدَثٍ لَا يَسْتَطِيعُ حَبْسَهُ، مِمَّا يَحْتَاجُ فِيهِ إِلَى الْوُضُوءِ. قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَدْخُلَ الرَّجُلُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ، الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ، وَمَا أَشْبَهَ هَذَا مِنَ الْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الَّتِي يَتَطَوَّعُ بِهَا النَّاسُ، فَيَقْطَعَهُ حَتَّى يُتِمَّهُ عَلَى سُنَّتِهِ، إِذَا كَبَّرَ لَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَإِذَا صَامَ لَمْ يُفْطِرْ حَتَّى يُتِمَّ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے نفلی روزے رکھے ہوئے صبح کی۔ اُن کی خدمت میں کھانا پیش ہوا تو دونوں نے روزہ افطار کر لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے آئے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مجھ پر سبقت لے جاتے ہوئے، اپنے والد محترم کی طرح حفصہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! صبح تک میں اور عائشہ دونوں نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا، پھر ہمارے پاس کھانا آیا تو ہم دونوں نے روزہ توڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بدلے کسی دوسرے دن کا روزہ رکھ لینا۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو نفلی روزے میں بھول چوک کر کھا پی لے تو اس پر قضا نہیں ہے اور اُس روزے کو پورا کرے جس روز کھا پی لیا تھا، وہ نفلی روزہ ہے اُسے نہ توڑے اور جس کو نفلی روزے میں کوئی ایسا غیر اختیاری معاملہ پیش آ جائے جو روزے کو توڑ دے تو اس کی قضا نہیں ہے جبکہ عذر کے باعث روزہ توڑا ہو نہ کہ قصداً۔ اسی طرح اُس پر نفل نماز کی قضا نہیں جس کی نماز غیر اختیاری حدث سے ٹوٹی ہو اور جس کے باعث وضو کرنا پڑتا ہو۔ امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی نیک کام شروع کرے جیسے نماز، روزہ، حج اور ان جیسے دوسرے نیک کام جنہیں لوگ نفلی طور پر کرتے ہیں تو اُنہیں طریقے کے مطابق پورا کرنے سے پہلے توڑنا مناسب نہیں ہے۔ جب تکبیر تحریمہ کہہ لے تو نماز ختم نہ کرے یہاں تک کہ دو رکعتیں پڑھ لے۔ جب روزہ رکھے تو اس دن کا روزہ پورا ہونے سے پہلے نہ توڑے اور جب تلبیہ کہہ لے تو واپس نہ لوٹے یہاں تک کہ

صَوْمَ يَوْمِهِ . وَإِذَا أَهَلَّ لَمْ يَرْجِعْ حَتَّى يُتِمَّ حَجَّهُ . وَإِذَا دَخَلَ فِي الطَّوَافِ لَمْ يَقْطَعْهُ حَتَّى يُتِمَّ سُبُوعَهُ . وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا مِنْ هٰذَا إِذَا دَخَلَ فِيهِ حَتَّى يَقْضِيَهُ . إِلَّا مِنْ أَمْرٍ يَعْرِضُ لَهُ . مِمَّا يَعْرِضُ لِلنَّاسِ مِنَ الْأَسْقَامِ الَّتِي يُعْذَرُونَ بِهَا . وَالْأُمُورِ الَّتِي يُعْذَرُونَ بِهَا . وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ . وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ . فَعَلَيْهِ إِتْمَامُ الصِّيَامِ . كَمَا قَالَ اللّٰهُ . وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى . وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ . فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا أَهَلَّ بِالْحَجِّ تَطَوُّعًا . وَقَدْ قَضَى الْفَرِيضَةَ . لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَتْرُكَ الْحَجَّ بَعْدَ أَنْ دَخَلَ فِيهِ . وَيَرْجِعَ حَلَالًا مِنَ الطَّرِيقِ . وَكُلُّ أَحَدٍ دَخَلَ فِي نَافِلَةٍ ، فَعَلَيْهِ إِتْمَامُهَا إِذَا دَخَلَ فِيهَا كَمَا يُتِمُّ الْفَرِيضَةَ . وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ .

بَابُ۱۹ فِدْيَةِ مَنْ أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ مِنْ عِلَّةٍ

۵۱ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَبِرَ حَتَّى كَانَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصِّيَامِ فَكَانَ يَفْتَدِي .

قَالَ مَالِكٌ : وَلَا أَرَى ذٰلِكَ وَاجِبًا . وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَفْعَلَهُ إِذَا كَانَ قَوِيًّا عَلَيْهِ . فَمَنْ فَدَى فَإِنَّمَا يُطْعِمُ ، مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ ، مُدًّا بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۵۲ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ إِذَا خَافَتْ عَلَى وَلَدِهَا وَاشْتَدَّ عَلَيْهَا الصِّيَامُ . قَالَ : تُفْطِرُ وَتُطْعِمُ ، مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ ، مِسْكِينًا . مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ

حج پورا کرے اور جب طواف کرنے لگے تو سات پھیرے پورے ہونے تک نہ چھوڑے اسی طرح جس کام کو شروع کرے تو پورا ہونے سے پہلے چھوڑنا مناسب نہیں ہے ماسوائے اِس کے کہ کوئی ایسا عارضہ پیش آجائے جو مجبور کر کے رکھ دیتا ہے یعنی ایسی بیماریاں جو مجبور کر دیں اور ایسے معاملے جو معذور بنا دیں اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور کھاؤ اور پیئو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لیے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے فجر کے وقت، پھر روزہ پورا کرو رات تک"۔ پس اس پر روزے کا پورا کرنا ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیز ارشادِ خداوندی ہے: "حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو"۔ پس اگر کوئی نفلی حج کا تلبیہ کہہ لے اور فرض حج ادا کر چکا ہو، تو حج شروع کر کے اس کو ترک کرنا مناسب نہیں ہے یہ کہ راستے ہی سے واپس لوٹ آئے اور جو بھی نفلی عبادت شروع کرے تو شروع کرنے کے بعد اس کا پورا کرنا ضروری ہو جاتا ہے جیسے فرض کو پورا کیا جاتا ہے اور جو کچھ میں نے سُنا یہ اُن میں سے بہت ہی اچھا ہے۔

عذر کے باعث رمضان کے روزے نہ رکھنے کا فدیہ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت انس بن مالک اتنے بوڑھے ہو گئے کہ روزہ نہیں رکھ سکتے تھے تو فدیہ دیا کرتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ واجب نہیں ہے اور میرے نزدیک فدیہ دینا اسی کے لیے بہتر ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو پس جو فدیہ دے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد کے برابر ہر روزے کے بدلے کھانا کھلائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے حاملہ عورت کے بارے میں پوچھا گیا جب کہ وہ حمل کے بارے میں ڈرے اور روزہ اس پر شاق گزرے، فرمایا وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے میں مسکین کو ایک مُد کھانا کھلا دے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

بِنْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ مَالِكٌ: وَاَهْلُ الْعِلْمِ يَرَوْنَ عَلَيْهَا الْقَضَاءَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا اَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. وَيَرَوْنَ ذٰلِكَ مَرَضًا مِنَ الْاَمْرَاضِ مَعَ الْخَوْفِ عَلَى وَلَدِهَا.

علم وسلم کی بیٹی سے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اہل علم کے نزدیک اس پر قضا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے" اور وہ بچے کے متعلق اُس خوف کو ایک بیماری ہی شمار کرتے ہیں۔

۵۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقْضِهِ، وَهُوَ قَوِيٌّ عَلَى صِيَامِهِ، حَتّٰى جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ، فَاِنَّهُ يُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ، وَعَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْقَضَاءُ.

قاسم بن محمد فرمایا کرتے کہ جس پر رمضان کے روزوں کی قضا ہو اور وہ روزے رکھنے پر قادر ہوتے ہوئے نہ رکھے یہاں تک کہ اگلا رمضان آجائے تو ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے یا ایک مُد گندم دے اور اس کے ساتھ ہی اُس پر قضا بھی ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک کو سعید بن جُبیر سے بھی یہی بات پہنچی۔

بَابُ جَامِعِ قَضَاءِ الصِّيَامِ

روزوں کی قضا کے بارے میں

۵۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: اِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ، فَمَا اَسْتَطِيعُ اَصُومُهُ حَتّٰى يَاْتِيَ شَعْبَانُ.

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اگر میرے اوپر رمضان کے کچھ روزے ہوتے تو میں قضا نہ رکھ سکتی یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ آجاتا۔

بَابُ صِيَامِ الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ

یوم شک کے روزے کا بیان

۵۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَمِعَ اَهْلَ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ اَنْ يُصَامَ الْيَوْمُ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ مِنْ شَعْبَانَ، اِذَا نَوٰى بِهِ صِيَامَ رَمَضَانَ. وَيَرَوْنَ اَنَّ عَلٰى مَنْ صَامَهُ، عَلٰى غَيْرِ رُؤْيَةٍ، ثُمَّ جَاءَ الثَّبَتُ اَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ، اَنَّ عَلَيْهِ قَضَاءَهُ. وَلَا يَرَوْنَ بِصِيَامِهِ تَطَوُّعًا بَاْسًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا، وَالَّذِي

امام مالک نے اہل علم سے سُنا کہ وہ شک کے روزے رکھنے سے منع فرماتے تھے کہ شعبان کا ہو اور اس میں رمضان کے روزے کی نیت کی جائے جس نے بغیر چاند دیکھے روزہ رکھ لیا اور ثبوت آیا کہ وہ رمضان کا روزہ تھا تب بھی اُس پر اُس روزے کی قضا ہے اور وہ نفلی روزہ رکھنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا یہی موقف ہے اور میں

أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

باب ۲۲ جَامِعُ الصِّيَامِ

۵۶ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ. وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ. وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ. وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ.

۵۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الصِّيَامُ جُنَّةٌ. فَإِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا، فَلَا يَرْفُثْ. وَلَا يَجْهَلْ. فَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ. إِنِّي صَائِمٌ".

۵۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصِّيَامِ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ. إِلَّا الصِّيَامَ فَهُوَ لِي. وَأَنَا أَجْزِي بِهِ".

۵۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ. عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ قَالَ: إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ. وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ. وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ.

۶۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ لَا يَكْرَهُونَ السِّوَاكَ لِلصَّائِمِ فِي رَمَضَانَ فِي سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ النَّهَارِ. لَا فِي أَوَّلِهِ وَلَا فِي آخِرِهِ. وَلَمْ

اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔

روزے کے بارے میں دیگر روایات

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب نہیں چھوڑیں گے اور چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب نہیں رکھیں گے اور رمضان کے علاوہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پورے مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ روزہ ڈھال ہے، تو جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو بیہودہ گوئی اور جہالت کی بات نہ کرے اور اگر کوئی اس سے لڑے یا اسے گالیاں دے تو کہہ دینا چاہیے کہ میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ وہ اپنی شہوت نفسانی، کھانا اور پینا میری وجہ سے چھوڑتا ہے، پس روزہ صرف میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں خود دوں گا۔ ہر نیکی کا ثواب دس سے سات سو

ابوسہیل بن مالک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آجائے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے،

امام مالک نے اہل علم سے سنا کہ وہ رمضان میں روزہ دار کے لیے مسواک کرنے کو ناپسند نہیں کرتے تھے خواہ دن کی کسی ساعت میں ہو، دن کے پہلے حصے میں یا آخری میں اور میں نے

الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ. إِنَّمَا يَذَرُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ مِنْ أَجْلِي فَالصِّيَامُ

گنا تک ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا

أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ ذٰلِكَ فَلَيْتَ إِلَى عَنَّةٍ.

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ: إِنَّهُ لَمْ يَرَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ يَصُومُهَا. وَلَمْ يَبْلُغْنِي ذٰلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ. وَإِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ ذٰلِكَ وَيَخَافُونَ بِدْعَتَهُ. وَأَنْ يُلْحِقَ بِرَمَضَانَ مَا لَيْسَ مِنْهُ، أَهْلُ الْجَهَالَةِ وَالْجَفَاءِ. لَوْ رَأَوْا فِي ذٰلِكَ رُخْصَةً عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَرَأَوْهُمْ يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ.

وَقَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ. وَمَنْ يُقْتَدَى بِهِ يَنْهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. وَصِيَامُهُ حَسَنٌ. وَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَصُومُهُ. وَأُرَاهُ كَانَ يَتَحَرَّاهُ.

کسی صاحب علم سے نہیں سنا جو اسے ناپسند کرے یا اس سے منع کرے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو عید الفطر کے بعد چھ روزوں کے بارے میں فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے کسی صاحب علم اور صاحب فقہ کو یہ روزے رکھتے نہیں دیکھا اور سلف کے کسی ایک فرد سے یہ بات مجھ تک نہیں پہنچی بلکہ اہل علم اسے مکروہ جانتے اور اس بدعت سے بچتے ہیں کہ جہلا انہیں رمضان کے ساتھ نہ ملا دیں بلکہ یہ اس کا جزو نہیں ہیں جہلا اہل علم کو دیکھ کر رخصت پائیں گے جبکہ وہ انہیں ایسا کرتے ہوئے

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے علم و فقہ والے کسی ایک سے بھی نہیں سُنا۔ جس کی پیروی کی جاتی ہو کہ وہ جمعہ کے روزے سے منع کرے اور اس کا روزہ رکھنا بہتر ہے اور میں نے بعض اہل علم کو اس کا روزہ رکھتے دیکھا اور وہ اس روزہ کا خیال رکھا کرتے تھے۔

بَابٌ ۲۳ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کا بیان

۶۱- حَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْوُسْطَ مِنْ رَمَضَانَ. فَاعْتَكَفَ عَامًا. حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ. وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ فِيهَا مِنْ صُبْحِهَا مِنِ اعْتِكَافِهِ. قَالَ: "مَنِ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ. وَقَدْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ. ثُمَّ أُنْسِيتُهَا. وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ مِنْ صُبْحِهَا فِي مَاءٍ وَطِينٍ. فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ. وَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ".

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأُمْطِرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ. وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللهِ

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے۔ ایک سال آپ نے اعتکاف کیا تو جب اکیسویں رات ہوئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر آیا کرتے تھے تو فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو اسے چاہیے کہ آخری عشرے کا اعتکاف کرے اور آج رات میں نے شب قدر کو دیکھا لیکن پھر مجھے بھلا دی گئی اور میں نے دیکھا کہ اس کی صبح کو میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں پس اُسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ اُس رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت پتوں اور شاخوں کی تھی۔

حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ میری آنکھوں نے دیکھا کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ. مِنْ صُبْحِ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کا نشان تھا یعنی اکیسویں رات

۶۲ - وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ".

عُروہ بن زُبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کیا کرو۔

۶۳ - وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ".

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب قدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کیا کرو۔

۶۴ - وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيَّ، قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ. إِنِّي رَجُلٌ شَاسِعُ الدَّارِ. فَمُرْنِي لَيْلَةً أَنْزِلُ لَهَا. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "انْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ".

حضرت عبد اللہ بن اُنیس جہنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میرا گھر بہت دور ہے میرے لئے ٹھہرنے کی رات مقرر فرما دیجئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ رمضان کی تئیسویں رات کو ٹھہرا کرو۔

۶۵ - وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ: "إِنِّي أُرِيتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي رَمَضَانَ. حَتَّى تَلَاحَى رَجُلَانِ. فَرُفِعَتْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ. وَالْخَامِسَةِ".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان میں ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے رمضان کی وہ رات دکھائی گئی لیکن دو آدمیوں نے شور کیا تو اٹھالی گئی۔ اب اُسے انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں راتوں میں تلاش کیا کرو۔

۶۶ - وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ. فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنِّي أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ. فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ".

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ بعض صحابۂ کرام کو شب قدر خواب کے اندر آخری سات راتوں میں دکھائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے خواب کی طرح میں نے بھی آخری سات راتوں میں دیکھی ہے۔ پس جو اُسے تلاش کرے تو آخری سات راتوں میں ڈھونڈے۔

۶۷۔ وَحَدَّثَنِیْ زِیَادٌ عَنْ مَالِکٍ: اَنَّهٗ سَمِعَ مَنْ یَثِقُ بِهٖ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ یَقُوْلُ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرِیَ اَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَهٗ، اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَكَاَنَّهٗ تَقَاصَرَ اَعْمَارَ اُمَّتِهٖ اَنْ لَا یَبْلُغُوْا مِنَ الْعَمَلِ، مِثْلَ الَّذِیْ بَلَغَ غَیْرُهُمْ فِیْ طُوْلِ الْعُمُرِ. فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ.

امام مالک نے ایک معتبر صاحب علم کو فرماتے سُنا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں یا اُن میں سے جو اللہ نے چاہا تو آپ نے اپنی اُمت کی عمروں کو کم سمجھا کہ یہ عمل میں وہاں تک نہیں پہنچیں گے جہاں تک وہ لمبی عمروں کے باعث پہنچے تو اللہ نے ہزار مہینوں سے بہتر شب قدر عطا فرما دی

۶۸۔ وَحَدَّثَنِیْ زِیَادٌ عَنْ مَالِکٍ: اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ كَانَ یَقُوْلُ: مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ مِنْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَدْ اَخَذَ بِحَظِّهٖ مِنْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیّب فرمایا کرتے جو شب قدر کی نماز عشاء میں شامل ہوا تو اُس نے شب قدر کا ثواب حاصل کر لیا۔
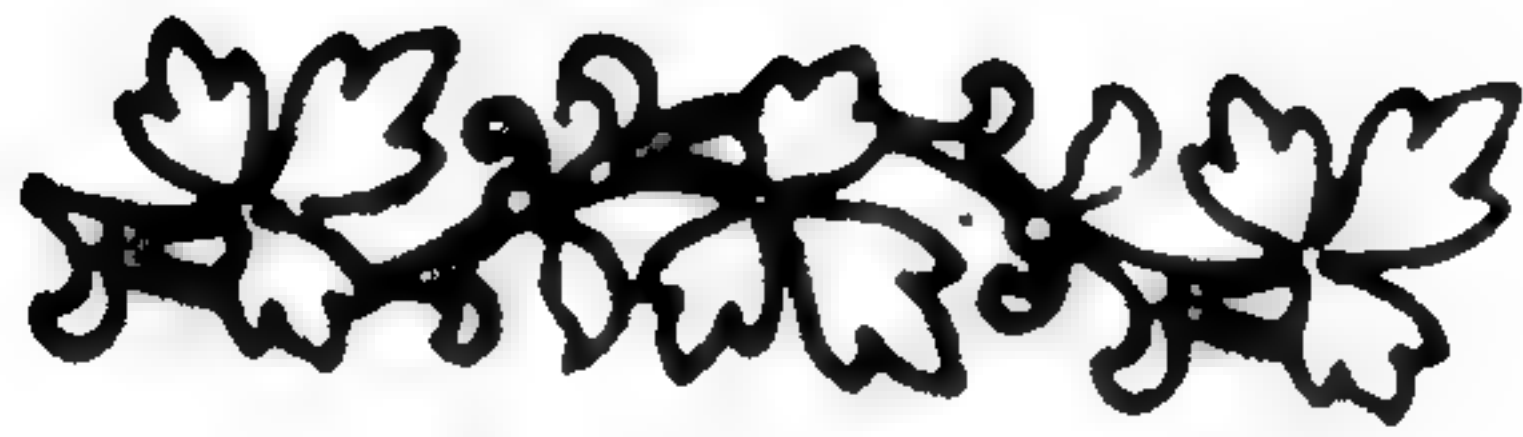
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۱۸۔ کِتَابُ الْاِعْتِکَافْ

کتاب الاعتکاف

بَابُ ذِكْرِ الْاِعْتِكَافِ

۱۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهَا قَالَتْ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ. وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ.

۲۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ إِذَا اعْتَكَفَتْ، لَا تَسْأَلُ عَنِ الْمَرِيْضِ. إِلَّا وَهِيَ تَمْشِيْ. لَا تَقِفُ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَأْتِي الْمُعْتَكِفُ حَاجَتَهُ. وَلَا يَخْرُجُ لَهَا. وَلَا يُعِيْنُ أَحَدًا. إِلَّا أَنْ يَخْرُجَ لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ. وَلَوْ كَانَ خَارِجًا لِحَاجَةِ أَحَدٍ، لَكَانَ أَحَقَّ مَا يُخْرَجُ إِلَيْهِ عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَالصَّلٰوةُ عَلَى الْجَنَائِزِ وَاتِّبَاعُهَا.

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَكُوْنُ الْمُعْتَكِفُ مُعْتَكِفًا حَتّٰى يَجْتَنِبَ مَا يَجْتَنِبُ الْمُعْتَكِفُ. مِنْ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ. وَدُخُوْلِ الْبَيْتِ. إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ.

۳۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ

اعتکاف کا بیان

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا:۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب اعتکاف میں ہوتے تو سر مبارک میری جانب جھکا دیتے اور میں کنگھی کر دیتی۔ آپ کسی ضرورت کے تحت کاشانۂ اقدس میں تشریف نہیں لاتے تھے۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جب اعتکاف میں ہوتیں تو کسی کی عیادت نہ کرتیں مگر چلتے چلتے اور ٹھہرتی نہ تھیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف اپنی کسی ضرورت کے لیے نہ جائے، نہ اُس کے لیے نکلے، نہ کسی کی مدد کرے مگر ضروری حاجت کے لیے نکلے۔ اگر کسی حاجت کے لیے نکلنا درست ہوتا تو بیمار کی عیادت، نماز جنازہ اور جنازے کے ساتھ جانے کا زیادہ حق ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف اس وقت تک معتکف شمار نہیں ہوتا جب تک اُن باتوں سے نہ بچے جن سے اعتکاف میں بچا جاتا ہے جیسے بیمار کی عیادت، نماز جنازہ، گھروں میں جانا، ماسوائے انسانی ضرورت کے۔

امام مالک نے ابن شہاب سے معتکف کے بارے میں پوچھا

عَنِ الرَّجُلِ يَعْتَكِفُ. هَلْ يَدْخُلُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقْفٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ. أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ الْاِعْتِكَافُ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ يُجَمَّعُ فِيهِ. وَلَا أُرَاهُ كُرِهَ الْاِعْتِكَافُ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِي لَا يُجَمَّعُ فِيهَا. إِلَّا كَرَاهِيَةَ أَنْ يَخْرُجَ الْمُعْتَكِفُ مِنْ مَسْجِدِهِ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ. إِلَى الْجُمُعَةِ أَوْ يَدَعَهَا. فَإِنْ كَانَ مَسْجِدًا لَا يُجَمَّعُ فِيهِ الْجُمُعَةُ، وَلَا يَجِبُ عَلَى صَاحِبِهِ إِتْيَانُ الْجُمُعَةِ فِي مَسْجِدٍ سِوَاهُ. فَإِنِّي لَا أَرَى بَأْسًا بِالْاِعْتِكَافِ فِيهِ. لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ وَأَنْتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ. فَعَمَّ اللّٰهُ الْمَسَاجِدَ كُلَّهَا وَلَمْ يَخُصَّ شَيْئًا مِنْهَا.

قَالَ مَالِكٌ: فَمِنْ هُنَالِكَ جَازَ لَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسَاجِدِ. الَّتِي لَا يُجَمَّعُ فِيهَا الْجُمُعَةُ. إِذَا كَانَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ إِلَى الْمَسْجِدِ الَّذِي تُجَمَّعُ فِيهِ الْجُمُعَةُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَبِيتُ الْمُعْتَكِفُ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ خِبَاؤُهُ فِي رَحْبَةٍ مِنْ رِحَابِ الْمَسْجِدِ.

وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ الْمُعْتَكِفَ يَضْرِبُ بِنَاءً يَبِيتُ فِيهِ. إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ. أَوْ فِي رَحْبَةٍ مِنْ رِحَابِ الْمَسْجِدِ.

وَمِمَّا يَدُلُّ أَنَّهُ لَا يَبِيتُ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ قَوْلُ عَائِشَةَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَكَفَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ.

وَلَا يَعْتَكِفُ فَوْقَ ظَهْرِ الْمَسْجِدِ. وَلَا فِي الْمَنَارِ. يَعْنِي الصَّوْمَعَةَ.

وَقَالَ مَالِكٌ: يَدْخُلُ الْمُعْتَكِفُ الْمَكَانَ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ، قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهَا حَتّٰى يَسْتَقْبِلَ

کہ کیا وہ حاجت کے تحت چھت والے مکان میں جا سکتا ہے فرمایا۔ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام مالک نے فرمایا۔ ہمارا موقف یہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر وہ مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہے اس کے اندر اعتکاف مکروہ نہیں ہے اور میرے نزدیک تو اعتکاف ان میں بھی مکروہ نہیں جن میں جمعہ نہیں ہوتا۔ کراہیت اس میں ہے کہ معتکف کو جمعہ کے لئے مسجد سے نکلنا پڑے گا اور اُسے چھوڑے گا۔ اگر ایسی مسجد ہو جس میں جمعہ نہیں ہوتا لیکن معتکف پر جمعہ واجب نہیں کہ کسی دوسری مسجد میں جانا پڑے تو میرے نزدیک اُس کے اندر اعتکاف بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ اور تم اعتکاف میں ہو مسجدوں کے اندر۔ (۲: ۱۸۷) پس اللہ تعالیٰ نے تمام مساجد کو عام رکھا ہے اور

امام مالک نے فرمایا کہ اس سے جواز معلوم ہوا ایسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا جس میں جمعہ نہیں ہوتا جبکہ معتکف پر وہاں سے ایسی مسجد کی طرف جانا واجب نہ ہو جہاں جمعہ ہوتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف رات نہ گزارے مگر اسی مسجد میں جس کے اندر اعتکاف بیٹھا ہے یا مسجد کے کسی خیمے میں۔

اور میں نے نہیں سُنا کہ معتکف رات بسر کرنے کے لیے خیمہ لگوائے مگر مسجد میں یا مسجد کے خیموں میں سے کسی خیمے میں۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رات نہ گزاری جائے مگر مسجد میں۔ حضرت عائشہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب معتکف ہوتے تو آستانۂ عالیہ میں تشریف نہ لے جاتے مگر انسانی حاجت کے لئے۔

مسجد کی چھت پر اور مینار پر اعتکاف نہیں بیٹھنا چاہیے۔

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف نے جس مکان میں اعتکاف بیٹھنا ہے تو اُس میں سورج غروب ہونے سے پہلے داخل ہو جائے تاکہ جس رات میں اعتکاف شروع کرنا ہے اُس پوری رات کے اعتکاف

بِاعْتِكَافِهِ أَوَّلَ اللَّيْلَةِ الَّتِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهَا وَالْمُعْتَكِفُ مُشْتَغِلٌ بِاعْتِكَافِهِ لَا يَعْرِضُ لِغَيْرِهِ مِمَّا يَشْتَغِلُ بِهِ مِنَ التِّجَارَاتِ، أَوْ غَيْرِهَا وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَأْمُرَ الْمُعْتَكِفُ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ بِضَيْعَتِهِ، وَمَصْلَحَةِ أَهْلِهِ، وَأَنْ يَأْمُرَ بِبَيْعِ مَالِهِ أَوْ بِشَيْءٍ لَا يَشْغَلُهُ فِي نَفْسِهِ، فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ إِذَا كَانَ خَفِيفًا، أَنْ يَأْمُرَ بِذَلِكَ مَنْ يَكْفِيهِ إِيَّاهُ.

قَالَ مَالِكٌ: لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُ فِي الْاِعْتِكَافِ شَرْطًا. وَإِنَّمَا الْاِعْتِكَافُ عَمَلٌ مِنَ الْأَعْمَالِ مِثْلُ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ. وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْأَعْمَالِ. مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ فَرِيضَةً أَوْ نَافِلَةً. فَمَنْ دَخَلَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ فَإِنَّمَا يَعْمَلُ بِمَا مَضَى مِنَ السُّنَّةِ. وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُحْدِثَ فِي ذَلِكَ غَيْرَ مَا مَضَى عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ لَا مِنْ شَرْطٍ يَشْتَرِطُهُ وَلَا يَبْتَدِعُهُ. وَقَدِ اعْتَكَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَرَفَ الْمُسْلِمُونَ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْاِعْتِكَافُ وَالْجِوَارُ سَوَاءٌ. وَالْاِعْتِكَافُ لِلْقَرَوِيِّ وَالْبَدَوِيِّ سَوَاءٌ.

کاثواب پائے۔ معتکف اعتکاف کے کاموں میں مشغول رہے اور دوسرے کاموں کی طرف متوجہ نہ ہو جیسے تجارت وغیرہ اور اس میں حرج نہیں کہ اپنی کسی حاجت یا چیز کے لیے کہے اور اپنے گھر والوں کی بہتری یا اپنے مال کو بیچنے کے لئے کہتا یا کسی ایسی چیز کے لیے جس میں اس کا دل مشغول نہ ہو۔ اگر کام ہلکا ہے تو کوئی حرج نہیں کہ اُس کے لیے دوسروں سے کہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے کسی صاحب علم سے نہیں سُنا کہ اس نے اعتکاف کے بارے میں کوئی شرط بیان کی ہو کیونکہ اعتکاف بھی نماز، روزہ اور حج وغیرہ اعمال کی طرح ایک عمل ہے یا اُن سے مشابہت رکھنے والا عمل خواہ وہ فرض عبادت ہو یا نفلی۔ پس جو ان میں سے کوئی کام کرے تو اسے چاہیے کہ سنّت ماضیہ کے مطابق کرے اور یہ اُسے حق نہیں ہے کہ مسلمانوں کے پرانے طریقے کو چھوڑ کر اُس میں جدت پیدا کرے اور نہ کوئی جدید شرط عائد کرنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اعتکاف کیا اور مسلمانوں نے اعتکاف کا طریقہ سیکھ لیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اعتکاف اور جوار ایک ہی چیز ہے نیز شہری اور دیہاتی کا اعتکاف ایک جیسا ہے۔

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ الْاِعْتِكَافُ إِلَّا بِهِ

۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَنَافِعًا مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَا: لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ. بِقَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ. فَإِنَّمَا ذَكَرَ اللَّهُ الْاِعْتِكَافَ مَعَ الصِّيَامِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى ذَلِكَ، الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ.

جن چیزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں

قاسم بن محمد اور نافع دونوں حضرات نے فرمایا کہ نہیں ہے اعتکاف مگر روزے کے ساتھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پَو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو" (۲: ۱۸۷) یہاں اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کا ذکر روزے کے ساتھ فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے کہ نہیں ہے اعتکاف مگر روزے کے ساتھ۔

بَابُ خُرُوجِ الْمُعْتَكِفِ لِلْعِيدِ

٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اعْتَكَفَ. فَكَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقِيفَةٍ فِي حُجْرَةٍ مُغْلَقَةٍ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ. ثُمَّ لَا يَرْجِعُ حَتَّى يَشْهَدَ الْعِيدَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ.

معتکف کا نمازِ عید کے لیے نکلنا

سمی مولیٰ ابوبکر سے روایت ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن اعتکاف میں ہوتے تو قضائے حاجت کے لیے ایک چھت والے بند حجرے میں جاتے جو حضرت خالد بن ولید کے گھر میں تھا اور اس کے علاوہ باہر نہ نکلتے یہاں تک کہ مسلمانوں کے ساتھ عید میں شامل ہوتے۔

٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ زِيَادٍ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ رَأَى بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ، إِذَا اعْتَكَفُوا الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، لَا يَرْجِعُونَ إِلَى أَهَالِيهِمْ. حَتَّى يَشْهَدُوا الْفِطْرَ مَعَ النَّاسِ.

قَالَ زِيَادٌ، قَالَ مَالِكٌ: وَبَلَغَنِي ذٰلِكَ عَنْ أَهْلِ الْفَضْلِ الَّذِينَ مَضَوْا. وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے بعض اہل علم کو دیکھا کہ جب وہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھ لیتے۔

امام مالک نے بعض اہل علم کو دیکھا کہ جب وہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھ لیتے۔

بَابُ قَضَاءِ الْاِعْتِكَافِ

٧- حَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ. وَجَدَ أَخْبِيَةً خِبَاءَ عَائِشَةَ. وَخِبَاءَ حَفْصَةَ. وَخِبَاءَ زَيْنَبَ. فَلَمَّا رَآهَا سَأَلَ عَنْهَا. فَقِيلَ لَهُ: هٰذَا خِبَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ؟" ثُمَّ انْصَرَفَ، فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

اعتکاف کی قضا کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا۔ جب اس مکان کی طرف گئے جس میں اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ تھا تو وہاں خیمے دیکھے جو حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت زینب کے تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔ کیا تم کہتے ہو کہ نیکی ان کے ساتھ ہے! پھر آپ واپس لوٹ گئے اور اعتکاف نہ بیٹھے یہاں تک کہ شوال کے دس روز معتکف رہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ لِعُكُوفٍ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. فَأَقَامَ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ. ثُمَّ مَرِضَ فَخَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ. أَيَجِبُ

امام مالک سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہوا۔ پھر ایک یا دو روز ٹھہرنے کے بعد بیمار پڑ گیا تو مسجد

عَلَيْهِ اَنْ يَعْتَكِفَ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَشْرِ، اِذَا صَحَّ. اَمْ لَا يَجِبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ. وَفِي اَيِّ شَهْرٍ يَعْتَكِفُ. اِنْ وَجَبَ عَلَيْهِ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ مَالِكٌ: يَقْضِي مَا وَجَبَ عَلَيْهِ مِنْ عُكُوفٍ. اِذَا صَحَّ فِي رَمَضَانَ اَوْ غَيْرِهِ. وَقَدْ بَلَغَنِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ الْعُكُوْفَ فِي رَمَضَانَ. ثُمَّ رَجَعَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اِذَا ذَهَبَ رَمَضَانُ، اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

سے چلا گیا۔ اُس پہ دس میں سے باقی دنوں کا اعتکاف واجب ہے، جب کہ تندرست ہو جائے یا واجب نہیں ہے؟ اور اگر یہ اُس پہ واجب ہے تو کون سے مہینے میں اعتکاف کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ جو دن رہ گئے ہیں اُن کی قضا کرے جبکہ وہ تندرست ہو جائے خواہ رمضان میں قضا کرے یا دوسرے مہینوں میں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اعتکاف کا ارادہ کیا پھر واپس لوٹ گئے اور اعتکاف نہ فرمایا، یہانتک جب رمضان گزر گیا تو شوال میں دس دن اعتکاف کیا۔

وَالْمُتَطَوِّعُ فِي الْاِعْتِكَافِ فِي رَمَضَانَ، وَالَّذِي عَلَيْهِ الْاِعْتِكَافُ، اَمْرُهُمَا وَاحِدٌ. فِيْمَا يَحِلُّ لَهُمَا وَيَحْرُمُ عَلَيْهِمَا. وَلَمْ يَبْلُغْنِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اعْتِكَافُهُ اِلَّا تَطَوُّعًا.

رمضان میں نفلی اعتکاف ہو یا فرض اعتکاف، دونوں کا حکم یکساں ہے، جو حلال ہیں وہ دونوں میں اور جو حرام ہیں وہ دونوں میں اور مجھے اس کے سوا اور کوئی خبر نہیں پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعتکاف نفلی ہی ہوتا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمَرْاَةِ. اِنَّهَا اِذَا اعْتَكَفَتْ ثُمَّ حَاضَتْ فِي اعْتِكَافِهَا. اِنَّهَا تَرْجِعُ اِلٰى بَيْتِهَا. فَاِذَا طَهُرَتْ رَجَعَتْ اِلَى الْمَسْجِدِ. اَيَّةَ سَاعَةٍ طَهُرَتْ ثُمَّ تَبْنِي عَلٰى مَا مَضٰى مِنِ اعْتِكَافِهَا. وَمِثْلُ ذٰلِكَ، الْمَرْاَةُ يَجِبُ عَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فَتَحِيْضُ، ثُمَّ تَطْهُرُ. فَتَبْنِي عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ صِيَامِهَا. وَلَا تُؤَخِّرُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اُس عورت کے بارے میں فرمایا جس نے اعتکاف کیا، پھر اعتکاف میں حیض آگیا تو وہ اپنے گھر لوٹ جائے اور جب پاک ہو تو مسجد میں واپس آجائے، جس وقت بھی پاک ہو، پھر اپنے پچھلے اعتکاف پر بنا کرے اور اسی عورت کے مانند جس عورت پر دو مہینے کے متواتر روزے واجب ہوں اور اُسے حیض آجائے تو پاک ہونے پر اپنے گذشتہ روزوں پر بنا کرے اور اس میں تاخیر بالکل نہ کرے۔

٨ - وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ فِي الْبُيُوْتِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انسانی ضرورت کے تحت گھروں میں جایا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ، لَا يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ مَعَ جَنَازَةِ اَبَوَيْهِ، وَلَا مَعَ غَيْرِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف اپنے والدین یا دوسرے کے جنازے کے ساتھ نہ جائے۔

بَابُ النِّكَاحِ فِي الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف میں نکاح کرنا

٩ - قَالَ مَالِكٌ: لَا بَاْسَ بِنِكَاحِ الْمُعْتَكِفِ نِكَاحَ الْمِلْكِ. مَا لَمْ يَكُنِ الْمَسِيْسُ. وَالْمَرْاَةُ الْمُعْتَكِفَةُ اَيْضًا، تُنْكَحُ نِكَاحَ الْخِطْبَةِ. مَا لَمْ يَكُنِ الْمَسِيْسُ. وَيَحْرُمُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ مِنْ اَهْلِهِ بِاللَّيْلِ، مَا يَحْرُمُ

امام مالک نے فرمایا کہ اگر معتکف اپنا نکاح کرے تو کوئی ڈر نہیں لیکن ہاتھ نہ لگایا جائے، اسی طرح اعتکاف والی عورت کا معاملہ ہے جب کہ ہاتھ نہ لگایا جائے اور معتکف پہ رات میں بھی وہی چیزیں حرام ہیں جو اُس کے لیے دن میں حرام ہیں

عَلَيْهِ مِنْهُنَّ بِالنَّهَارِ.

قَالَ يَحْيَى. قَالَ زِيَادٌ. قَالَ مَالِكٌ. وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَتَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ. وَلَا يَتَلَذَّذُ مِنْهَا بِقُبْلَةٍ وَلَا غَيْرِهَا. وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَكْرَهُ لِلْمُعْتَكِفِ وَلَا لِلْمُعْتَكِفَةِ أَنْ يَنْكِحَا فِي اعْتِكَافِهِمَا. مَا لَمْ يَكُنِ الْمَسِيسُ فَيُكْرَهُ. وَلَا يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ أَنْ يَنْكِحَ فِي صِيَامِهِ. وَفُرِقَ بَيْنَ نِكَاحِ الْمُعْتَكِفِ وَنِكَاحِ الْمُحْرِمِ أَنَّ الْمُحْرِمَ يَأْكُلُ، وَيَشْرَبُ، وَيَعُودُ الْمَرِيضَ، وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ، وَلَا يَتَطَيَّبُ وَالْمُعْتَكِفُ وَالْمُعْتَكِفَةُ يَدَّهِنَانِ وَيَتَطَيَّبَانِ، وَيَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ شَعَرِهِ. وَلَا يَشْهَدَانِ الْجَنَائِزَ، وَلَا يُصَلِّيَانِ عَلَيْهَا وَلَا يَعُودَانِ الْمَرِيضَ فَأَمْرُهُمَا فِي النِّكَاحِ مُخْتَلِفٌ وَذَلِكَ الْمَاضِي مِنَ السُّنَّةِ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ وَالْمُعْتَكِفِ وَالصَّائِمِ.

یحییٰ، زیاد، امام مالک نے فرمایا کہ اعتکاف میں آدمی کا اپنی بیوی کو چھونا حلال نہیں ہے اور نہ بوسہ وغیرہ کے ذریعے اُس سے لذت حاصل کرے اور میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ اعتکاف والے مرد یا عورت کے نکاح کرنے کو مکروہ جانتے جبتک مساس نہ ہو کیونکہ یہ مکروہ ہے اور روزے کی حالت میں روزہ دار کے لیے نکاح کرنا مکروہ نہیں ہے معتکف اور احرام والے کے نکاح میں یہ فرق ہے کہ احرام والا کھاتا پیتا ہے، بیمار کی عیادت کرتا ہے، جنازے کے ساتھ جاتا ہے لیکن خوشبو نہیں لگاتا جبکہ اعتکاف والے مرد و عورت خوشبو لگاتے تیل ڈالتے، اپنے بال درست کرتے ہیں مگر جنازے کے ساتھ نہیں جاتے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے اور مریض کی عیادت نہیں کرتے۔ پس اُن کے نکاح کا حکم بھی مختلف ہے۔ لہٰذا احرام والے معتکف اور روزہ دار کے نکاح سے متعلق یہی سنت چلی آتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۱۹۔ کِتَابُ الزَّکَاۃِ

بَابُ مَا تَجِبُ فِیْهِ الزَّکٰوۃُ

۱۔ حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیَی الْمَازِنِیِّ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ. وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ"

کس مال کی زکوٰۃ دینا واجب ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ وسق غلّہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔

۲۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِیِّ، ثُمَّ الْمَازِنِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ. وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ"۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ وسق غلّہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔

۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ؛ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ کَتَبَ اِلٰی عَامِلِهٖ عَلٰی دِمَشْقَ فِی الصَّدَقَةِ اِنَّمَا الصَّدَقَةُ فِی الْحَرْثِ، وَالْعَیْنِ، وَالْمَاشِیَةِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا تَکُوْنُ الصَّدَقَةُ اِلَّا فِیْ ثَلَاثَةِ اَشْیَاءَ: فِی الْحَرْثِ، وَالْعَیْنِ، وَالْمَاشِیَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے دمشق کے عامل کو زکوٰۃ کے بارے میں لکھا کہ زکوٰۃ کھیتی، سونا چاندی نقدی اور مویشیوں میں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ نہیں ہے زکوٰۃ مگر تین چیزوں میں:۔ کھیتی، نقدی وسونا چاندی اور مویشیوں میں۔

بَابُ الزَّکَاۃِ فِی الْعَیْنِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ

سونے چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

۴۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ

محمد بن عقبہ نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ انہوں نے

مَوْلَى الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مُكَاتَبٍ لَهُ قَاطَعَهُ بِمَالٍ عَظِيمٍ. هَلْ عَلَيْهِ فِيهِ زَكَاةٌ؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ لَمْ يَكُنْ يَأْخُذُ مِنْ مَالٍ زَكَاةً حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.

قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَعْطَى النَّاسَ أَعْطِيَاتِهِمْ، يَسْأَلُ الرَّجُلَ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيهِ الزَّكَاةُ؟ فَإِذَا قَالَ: نَعَمْ. أَخَذَ مِنْ عَطَائِهِ زَكَاةَ ذَلِكَ الْمَالِ. وَإِنْ قَالَ: لَا. أَسْلَمَ إِلَيْهِ عَطَاءَهُ، وَلَمْ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا.

٥ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ إِذَا جِئْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَقْبِضُ عَطَائِي سَأَلَنِي: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيهِ الزَّكَاةُ؟ قَالَ: فَإِنْ قُلْتُ: نَعَمْ. أَخَذَ مِنْ عَطَائِي زَكَاةَ ذَلِكَ الْمَالِ. وَإِنْ قُلْتُ: لَا. دَفَعَ إِلَيَّ عَطَائِي.

٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: لَا تَجِبُ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.

٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَعْطِيَةِ الزَّكَاةَ، مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ.

قَالَ مَالِكٌ: السُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا عِنْدَنَا، أَنَّ الزَّكَاةَ تَجِبُ فِي عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا كَمَا تَجِبُ فِي مِائَتَيْ دِرْهَمٍ.

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ فِي عِشْرِينَ دِينَارًا نَاقِصَةً بَيِّنَةَ النُّقْصَانِ، زَكَاةٌ. فَإِنْ زَادَتْ حَتَّى تَبْلُغَ بِزِيَادَتِهَا عِشْرِينَ دِينَارًا وَازِنَةً فَفِيهَا الزَّكَاةُ. وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا، الزَّكَاةُ. وَلَيْسَ فِي مِائَتَيْ دِرْهَمٍ نَاقِصَةٍ بَيِّنَةِ النُّقْصَانِ زَكَاةٌ

اپنے مکاتب سے کافی مال کے بدلے مقاطعت کی ہے کیا اُس مال کی اُن پر زکوٰۃ ہے؟ قاسم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق مال سے زکوٰۃ نہیں لیا کرتے تھے یہاں تک کہ اُس پر پورا سال گذر جاتا۔

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر جب لوگوں کو اُنکے وظیفے دیتے تو پوچھتے کہ کیا اُن کے پاس کوئی ایسا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو؟ اگر وہ ہاں کہتا تو وظیفے میں سے اُس مال کی زکوٰۃ وضع کر لیتے اور اگر وہ نہیں کہتا تو وظیفہ اُسے دے دیتے اور اُس میں سے کچھ نہ لیتے۔

حضرت قدامہ بن مظعون کا بیان ہے کہ جب میں وظیفہ لینے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو پوچھتے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس کی زکوٰۃ واجب ہو؟ اگر میں ہاں کہتا تو میرے وظیفے میں سے اُس مال کی زکوٰۃ وضع کر لیتے اور اگر میں کہتا کہ نہیں، تو میرا وظیفہ مجھے پورا دے دیتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ مال پر جب تک پورا سال نہ گزر جائے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ سب سے پہلے تنخواہ میں سے زکوٰۃ وضع کرنے والے حضرت معاویہ بن ابو سفیان ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک وہی سنت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ زکوٰۃ سونے کے بیس دینار پر واجب ہے جیسے دو سو درہموں پر واجب ہوتی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ناقص اور کم وزن بیس دیناروں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور ایسے دینار اگر زیادہ ہوں کہ وزن میں بیس دینار کے برابر ہو جائیں تو اُن میں زکوٰۃ ہے اور بیس دینار سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ دو سو درہم اگر ناقص یا کم وزن ہوں تو اُن میں زکوٰۃ نہیں ہے لیکن وہ زیادہ ہوں کہ زیادتی کے باعث دو سو درہم

فَإِنْ زَادَتْ حَتَّى تَبْلُغَ بِزِيَادَتِهَا مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَافِيَةً فَفِيهَا الزَّكَاةُ. فَإِنْ كَانَتْ تَجُوزُ بِجَوَازِ الْوَازِنَةِ، رَأَيْتُ فِيهَا الزَّكَاةَ. دَنَانِيرَ كَانَتْ أَوْ دَرَاهِمَ.

کے برابر ہو جائیں تو اُن میں زکوٰۃ ہے اور اگر یہ سکّے پورے دینار و درہم کے برابر چلتے ہوں تو اِن میں زکوٰۃ ہے، خواہ وہ دینار ہوں یا درہم۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ سِتُّونَ وَمِائَةُ دِرْهَمٍ وَازِنَةً. وَصَرْفُ الدَّرَاهِمِ بِبَلَدِهِ ثَمَانِيَةُ دَرَاهِمَ بِدِينَارٍ: أَنَّهَا لاَ تَجِبُ فِيهَا الزَّكَاةُ. وَإِنَّمَا تَجِبُ الزَّكَاةُ فِي عِشْرِينَ دِينَاراً عَيْناً. أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس ایک سو ساٹھ درہم ہیں اور اُس کے شہر میں آٹھ درہم کے بدلے ایک دینار ملتا ہے، تب بھی اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ بیس دینار پر واجب ہوتی ہے یا دو سو درہم پر۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ خَمْسَةُ دَنَانِيرَ مِنْ فَائِدَةٍ، أَوْ غَيْرِهَا فَتَجَرَ فِيهَا، فَلَمْ يَأْتِ الْحَوْلُ حَتَّى بَلَغَتْ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ: أَنَّهُ يُزَكِّيهَا. وَإِنْ لَمْ تَتِمَّ إِلاَّ قَبْلَ أَنْ يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ أَوْ بَعْدَ مَا يَحُولُ عَلَيْهَا الْحَوْلُ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ. ثُمَّ لاَ زَكَاةَ فِيهَا حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمَ زُكِّيَتْ.

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس پانچ دینار وغیرہ تھے تو اُن سے تجارت کی۔ ابھی سال نہیں گزرا تھا کہ وہ نصاب کی حد کو پہنچ گئے تو اُس کی زکوٰۃ دینا ہوگی، اگرچہ وہ سال گزرنے سے ایک دن پہلے اس مقدار کو پہنچے ہوں یا ایک دن بعد۔ پھر اُس پر زکوٰۃ نہیں دینا ہوگی مگر جس روز زکوٰۃ دی ہے اُس سے ایک سال گزرنے کے بعد۔

وَقَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ فَتَجَرَ فِيهَا فَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، وَقَدْ بَلَغَتْ عِشْرِينَ دِينَاراً: أَنَّهُ يُزَكِّيهَا مَكَانَهَا، وَلاَ يَنْتَظِرُ بِهَا أَنْ يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، مِنْ يَوْمَ بَلَغَتْ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ. لِأَنَّ الْحَوْلَ قَدْ حَالَ عَلَيْهَا. وَهِيَ عِنْدَهُ عِشْرُونَ. ثُمَّ لاَ زَكَاةَ فِيهَا حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، مِنْ يَوْمَ زُكِّيَتْ.

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس دس دینار تھے تو اُس نے اُن سے تجارت کی اور ان پر سال گزر گیا تو وہ بیس دینار ہو گئے تو اُن پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی اور یہ نہیں ہوگا کہ بیس دینار ہونے سے آگے سال شمار کرے، کیونکہ ان پر سال گزر گیا اور وہ اُس کے پاس بیس تھے۔ پھر اُس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی مگر جس روز زکوٰۃ دی ہے اُس سے آگے سال گزرنے پر۔

قَالَ مَالِكٌ: الأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي إِجَارَةِ الْعَبِيدِ وَخَرَاجِهِمْ، وَكِرَاءِ الْمَسَاكِينِ، وَكِتَابَةِ الْمُكَاتَبِ: أَنَّهُ لاَ تَجِبُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ الزَّكَاةُ. قَلَّ ذَلِكَ أَوْ كَثُرَ. حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ يَقْبِضُهُ صَاحِبُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفق علیہ ہے کہ غلاموں کی مزدوری، غریبوں کے کرائے اور مکاتب کی کتابت پر بالکل زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، یہاں تک کہ اُس پر سال گزر جائے جس روز سے کہ مالک نے اُس پر قبضہ کیا ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ، فِي الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ يَكُونُ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ. إِنَّ مَنْ بَلَغَتْ حِصَّتُهُ مِنْهُمْ عِشْرِينَ دِينَاراً عَيْناً. أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ. فَعَلَيْهِ فِيهَا الزَّكَاةُ

امام مالک نے مشترکہ سونے اور چاندی کے بارے میں فرمایا کہ جس شریک کا حصہ بیس دینار یا دو سو درہم کو پہنچے تو اُس پر زکوٰۃ ہوگی اور جس کا حصہ اِس سے کم ہو جس پر زکوٰۃ

وَمَنْ نَقَصَتْ حِصَّتُهُ عَمَّا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ، فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ. وَإِنْ بَلَغَتْ حِصَصُهُمْ جَمِيعًا مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ. وَكَانَ بَعْضُهُمْ فِي ذَلِكَ أَفْضَلَ نَصِيبًا مِنْ بَعْضٍ. أُخِذَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ بِقَدْرِ حِصَّتِهِ إِذَا كَانَ فِي حِصَّةِ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ. وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ».

قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا كَانَتْ لِرَجُلٍ ذَهَبٌ أَوْ وَرِقٌ مُتَفَرِّقَةٌ بِأَيْدِي أُنَاسٍ شَتَّى، فَإِنَّهُ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُحْصِيَهَا جَمِيعًا، ثُمَّ يُخْرِجَ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ مِنْ زَكَاتِهَا كُلِّهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ أَفَادَ ذَهَبًا أَوْ وَرِقًا، إِنَّهُ لَا زَكَاةَ عَلَيْهِ فِيهَا حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، مِنْ يَوْمَ أَفَادَهَا.

بَابُ ۳ الزَّكَاةُ فِي الْمَعَادِنِ

۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ قَطَعَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ، وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ. فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَى الْيَوْمِ، إِلَّا الزَّكَاةُ.

قَالَ مَالِكٌ: أَرَى، وَاللَّهُ أَعْلَمُ، أَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنَ الْمَعَادِنِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا شَيْءٌ، حَتَّى يَبْلُغَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا قَدْرَ عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا، أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ. فَإِذَا بَلَغَ ذَلِكَ، فَفِيهِ الزَّكَاةُ مَكَانَهُ. وَمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ، أُخِذَ بِحِسَابِ ذَلِكَ، مَا دَامَ فِي الْمَعْدِنِ

واجب ہوتی ہے تو اُس پر زکوٰۃ نہیں، اگرچہ اُن کے حصے ایک اُس حد کو پہنچ جائیں جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اور کسی کا حصہ اگر کم ہو اور کسی کا زیادہ تو ہر ایک سے اُس کے حصے کے مطابق زکوٰۃ لی جائے گی جبکہ اُن میں سے ہر ایک کا حصہ اُس حد کو پہنچا ہوا ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ پانچ اوقیہ سے کم چاندی پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے سُنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کے پاس سونا یا چاندی ہو جو مختلف لوگوں کے قبضے میں ہو تو اُسے چاہیے کہ اُس کا حساب جمع کرے اور پھر وہ سارے کی جو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ نکال دے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے سونے یا چاندی کو کمایا تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک حاصل ہونے کے دن سے پورا ایک سال نہ گزر جائے۔

کانوں کی زکوٰۃ کا بیان

کئی حضرات سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال بن حارث مزنی کو اُن کے قبیلے کی کانیں بخش دی تھیں، جو فرع کے نزدیک ہیں تو آج کے دن تک اُن سے کچھ نہیں لیا گیا ماسوائے زکوٰۃ کے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میرا تو یہ خیال ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ کانوں میں سے جو نکلے اُس میں سے کچھ نہیں لینا چاہیے جبتک وہ بیس دینار یا دو سو درہم کے برابر نہ ہو جائے۔ جب اس تعداد کو پہنچ جائے تو اُس پر زکوٰۃ ہوگی اور جو اس سے زیادہ ہو تو اُسی حساب سے لی جائے گی، جبتک کہ کان سے آمدنی ہوتی رہے

نَيْلٌ : فَإِذَا انْقَطَعَ عِرْقُهُ ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ نَيْلٌ فَهُوَ مِثْلُ الْأَوَّلِ يُبْتَدَأُ فِيهِ الزَّكٰوةُ . كَمَا ابْتُدِئَتْ فِي الْأَوَّلِ .

اگر بند ہو جائے اور اس کے بعد پھر آمدنی شروع ہو تو اُس میں سے اُسی طرح زکوٰۃ لی جائے گی جیسے پہلے لی جاتی تھی۔

قَالَ مَالِكٌ : وَالْمَعْدِنُ بِمَنْزِلَةِ الزَّرْعِ . يُؤْخَذُ مِنْهُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْمَعْدِنِ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ وَلَا يُنْتَظَرُ بِهِ الْحَوْلُ . كَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الزَّرْعِ ، إِذَا حُصِدَ ، الْعُشْرُ . وَلَا يُنْتَظَرُ أَنْ يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ .

امام مالک نے فرمایا کہ کانوں کا معاملہ زراعت کی طرح ہے اِس سے بھی اُسی طرح زکوٰۃ لی جائیگی جیسے زراعت سے لی جاتی ہے یعنی کان سے جس روز مال نکلے اُسی روز زکوٰۃ لی جائیگی اور سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جائیگا جیساکہ زراعت میں ہوتا ہے کہ جب فصل آجائے تو عشر لیا جاتا ہے اور اس پر سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جاتا۔

بَابُ زَكٰوةِ الرِّكَازِ

دفینے کی زکوٰۃ کا بیان

٩ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ، "فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ" .

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ ، الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا . وَالَّذِي سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ : إِنَّ الرِّكَازَ إِنَّمَا هُوَ دِفْنٌ يُوجَدُ مِنْ دِفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ . مَا لَمْ يُطْلَبْ بِمَالٍ ، وَلَمْ يُتَكَلَّفْ فِيهِ نَفَقَةٌ ، وَلَا كَبِيرُ عَمَلٍ ، وَلَا مَؤُونَةٌ . فَأَمَّا مَا طُلِبَ بِمَالٍ ، وَتُكُلِّفَ فِيهِ كَبِيرُ عَمَلٍ ، فَأُصِيبَ مَرَّةً ، وَأُخْطِئَ مَرَّةً ، فَلَيْسَ بِرِكَازٍ .

امام مالک نے فرمایا کہ جس بات میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں اور وہ حضرات کہتے ہیں جنہوں نے اہلِ علم سے سنا کہ رکاز اس دفینے کو کہتے ہیں جو کافروں کا دفن کیا ہوا ملے۔ جو نہ مال طلب کرے اور نہ اُس پر خرچ کرنا پڑے اور نہ زیادہ کام و محنت درکار ہو۔ پس جو مال کے ذریعے حاصل ہو یا جس کو حاصل کرنے کے لیے سخت محنت کرنی پڑے پھر بھی کبھی حاصل ہو اور کبھی حاصل نہ ہو تو وہ رکاز نہیں ہے۔

بَابُ مَا لَا زَكٰوةَ فِيهِ مِنَ الْحُلِيِّ وَالتِّبْرِ وَالْعَنْبَرِ

جن چیزوں پر زکوٰۃ واجب نہیں جیسے زیورات ڈلی اور عنبر

١٠ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَلِي بَنَاتِ أَخِيهَا يَتَامٰى فِي حَجْرِهَا . لَهُنَّ الْحُلِيُّ . فَلَا تُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكَاةَ .

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیرِ پرورش اُن کی یتیم بھتیجیاں تھیں جن کے پاس زیور تھے تو یہ اُن کے زیور سے زکوٰۃ نہیں نکالتی تھیں۔

١١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ : أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَلِّي بَنَاتِهِ وَجَوَارِيَهُ الذَّهَبَ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی صاحبزادیوں اور لونڈیوں کو سونے کے زیورات پہناتے

ثُمَّ لَا يُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكوٰةَ.

قَالَ مَالِكٌ. مَنْ كَانَ عِنْدَهُ تِبْرٌ أَوْ حُلِيٌّ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ. لَا يُنْتَفَعُ بِهِ لِلُبْسٍ. فَإِنَّ عَلَيْهِ فِيهِ الزَّكَاةَ. فِي كُلِّ عَامٍ. يُوزَنُ فَيُؤْخَذُ رُبُعُ عُشْرِهِ. إِلَّا أَنْ يَنْقُصَ مِنْ وَزْنِ عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا، أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ. فَإِنْ نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ. فَلَيْسَ فِيهِ زَكوٰةٌ. وَإِنَّمَا تَكُونُ فِيهِ الزَّكوٰةُ إِذَا كَانَ إِنَّمَا يُمْسِكُهُ لِغَيْرِ اللُّبْسِ. فَأَمَّا التِّبْرُ وَالْحُلِيُّ الْمَكْسُورُ الَّذِي يُرِيدُ أَهْلُهُ إِصْلَاحَهُ وَلُبْسَهُ. فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمَتَاعِ الَّذِي يَكُونُ عِنْدَ أَهْلِهِ. فَلَيْسَ عَلَى أَهْلِهِ فِيهِ زَكوٰةٌ.

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ فِي اللُّؤْلُؤِ. وَلَا فِي الْمِسْكِ وَلَا الْعَنْبَرِ، زَكوٰةٌ.

اور ان کے زیورات سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس کے پاس سونے یا چاندی کی ڈلی ہو جس سے پہننے کا فائدہ حاصل نہ ہو تو اس پہ ہر سال زکوٰۃ ہے وزن کر کے چالیسواں حصہ لیا جائے گا سوائے اس صورت کے کہ وہ وزن میں بیس دینار یا دو سو درہم سے کم ہو۔ اگر اس سے کم ہے تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اس پر زکوٰۃ اسی وقت ہو گی جبکہ وہ پہننے کے لیے نہ ہو۔ اگر اس سے زیور بنوانا یا ٹوٹے ہوئے زیورات درست کروانے مقصود ہوں جو گھر والوں کے پہننے کے لیے ہوں تو وہ اس کے گھریلو سامان کی طرح ہے اور اس پہ زکوٰۃ نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ موتی، مشک اور عنبر پہ زکوٰۃ نہیں ہے۔ ف

بَابُ زَكوٰةِ أَمْوَالِ الْيَتَامٰى وَالتِّجَارَةِ لَهُمْ فِيهَا

یتیم کے مال کی زکوٰۃ اور اس کے لیے تجارت کرنا

۱۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: اتَّجِرُوا فِي أَمْوَالِ الْيَتَامٰى لَا تَأْكُلُهَا الزَّكوٰةُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یتیموں کے مال سے تجارت کرو تاکہ اس مال کو زکوٰۃ نہ کھا جائے۔ ف

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

ف۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیور کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے اور چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے جبکہ کسی کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی ہو۔ اگر ایک ہی چیز ہو اور معینہ مقدار سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اگر سونے اور چاندی دونوں کے زیورات ہوں اور دونوں اپنے نصاب سے کم ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر چاندی کو بیچ کر سونا خرید اجائے اور اسے موجودہ سونے میں ملانے سے سونے کا نصاب مکمل ہو جائے تو ان زیورات کی زکوٰۃ دی جائے گی۔ اسی طرح اگر سونے کے زیورات سے چاندی کا نصاب پورا ہو جائے تب بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ نابالغ یتیم بچوں کے مال سے زکوٰۃ نہیں دی جائے گی خواہ وہ صاحب نصاب ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ اگر یتیم بچی صاحب نصاب ہو اور کوئی اس کے مال سے اس کے لیے تجارت کر رہا ہو جس کے باعث اس بچی کا مال بڑھ رہا ہو تو وہ شخص اس بچی کے مال کی زکوٰۃ بھی ادا کر سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ تَلِينِي، وَأَخًا لِي، يَتِيمَيْنِ فِي حَجْرِهَا. فَكَانَتْ تُخْرِجُ مِنْ أَمْوَالِنَا الزَّكٰوةَ.

تعالیٰ عنہا میری اور میری دو یتیم بہنوں کی پرورش کرتی تھیں تو وہ ہمارے مال میں سے زکوٰۃ نکالتی تھیں۔

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُعْطِي أَمْوَالَ الْيَتَامَى الَّذِينَ فِي حَجْرِهَا، مَنْ يَتَّجِرُ لَهُمْ فِيهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زیر پرورش یتیموں کے مال کو تجارت کے لیے دیا کرتی تھیں۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ اشْتَرَى لِبَنِي أَخِيهِ، يَتَامَى فِي حَجْرِهِ مَالاً. فَبِيعَ ذٰلِكَ الْمَالُ، بَعْدُ، بِمَالٍ كَثِيرٍ.

یحییٰ بن سعید نے اپنے زیر پرورش یتیم بھتیجوں کے لیے مال خریدا اور بعد میں اُس مال کو فروخت کرکے کافی مال کمایا۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِالتِّجَارَةِ فِي أَمْوَالِ الْيَتَامَى لَهُمْ، إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ مَأْذُونًا. فَلَا أَرَى عَلَيْهِ ضَمَانًا.

امام مالک نے فرمایا کہ یتیموں کیلیے انکے مال سے تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ولی کو اجازت حاصل ہو اور میرے خیال میں اُس پر تاوان نہیں ہے۔

بَابُ زَكٰوةِ الْمِيرَاثِ

میراث کی زکوٰۃ کا بیان

۱۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا هَلَكَ، وَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاةَ مَالِهِ، إِنِّي أَرَى أَنْ يُؤْخَذَ ذٰلِكَ مِنْ ثُلُثِ مَالِهِ. وَلَا يُجَاوَزُ بِهَا الثُّلُثُ. وَتُبَدَّى عَلَى الْوَصَايَا. وَأَرَاهَا بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ عَلَيْهِ فَلِذٰلِكَ رَأَيْتُ أَنْ تُبَدَّى عَلَى الْوَصَايَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی ہلاک ہو جائے اور اُس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو تو میرے خیال میں اُس کے تہائی مال سے لی جائے گی اور تہائی سے تجاوز نہ کیا جائے اور یہ وصیتوں پر مقدم ہوگی کیونکہ یہ قرض کی طرح ہے، اسی لیے میرے نزدیک وصیتوں پر مقدم ہے۔

قَالَ: وَذٰلِكَ إِذَا أَوْصَى بِهَا الْمَيِّتُ. قَالَ: فَإِنْ لَمْ يُوصِ بِذٰلِكَ الْمَيِّتُ فَفَعَلَ ذٰلِكَ أَهْلُهُ. فَذٰلِكَ حَسَنٌ. وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ أَهْلُهُ. لَمْ يَلْزَمْهُمْ ذٰلِكَ.

فرمایا کہ یہ اُس وقت ہے جبکہ میت نے وصیت کی ہو۔ اگر میت نے اس کی وصیت نہ کی ہو اور اُس کے وارث ایسا نہ کریں تو اُن پر لازم بھی نہیں ہے۔

قَالَ: وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا، أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَى وَارِثٍ زَكَاةٌ، فِي مَالٍ وَرِثَهُ فِي دَيْنٍ، وَلَا عَرْضٍ، وَلَا دَارٍ، وَلَا عَبْدٍ، وَلَا وَلِيدَةٍ حَتَّى يَحُولَ، عَلَى ثَمَنِ مَا بَاعَ مِنْ ذٰلِكَ، أَوِ اقْتَضَى، الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَاعَهُ وَقَبَضَهُ.

فرمایا کہ سنت جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں یہ ہے کہ وارث پر ترکہ کے مال کی زکوٰۃ نہیں ہے، خواہ قرض، اسباب، گھر، غلام اور لونڈی ہو، یہاں تک کہ اُس میں سے جو بیچا اُس کی قیمت پر یا جو جمع کر رکھا اُس پر بیچنے اور قبضہ کرنے کے دن سے سال گزر جائے۔

وَقَالَ مَالِكٌ: السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا تَجِبُ عَلَى وَارِثٍ، فِي مَالٍ وَرِثَهُ، الزَّكٰوةُ. حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ وارث پر وراثت میں زکوٰۃ نہیں ہے جب تک اُس پر سال نہ گزر جائے۔

بَابُ الزَّكوٰةِ فِي الدَّيْنِ

١٧ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ، حَتّٰى تَحْصُلَ اَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّوْنَ مِنْهُ الزَّكٰوةَ.

١٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوبَ بْنِ اَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، كَتَبَ فِي مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا، يَاْمُرُ بِرَدِّهِ اِلٰى اَهْلِهِ، وَ يُؤْخَذُ زَكَاتُهُ لِمَا مَضٰى مِنَ السِّنِيْنَ، ثُمَّ عَقَّبَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِكِتَابٍ. اَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُ اِلَّا زَكَاةٌ وَاحِدَةٌ. فَاِنَّهُ كَانَ ضِمَارًا.

١٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ اَنَّهُ سَاَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مِثْلُهُ. اَعَلَيْهِ زَكٰوةٌ؟ فَقَالَ: لَا.

قَالَ مَالِكٌ: الْاَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا فِي الدَّيْنِ. اَنَّ صَاحِبَهُ لَا يُزَكِّيْهِ حَتّٰى يَقْبِضَهُ. وَاِنْ اَقَامَ عِنْدَ الَّذِي هُوَ عَلَيْهِ سِنِيْنَ ذَوَاتِ عَدَدٍ. ثُمَّ قَبَضَهُ صَاحِبُهُ، لَمْ تَجِبْ عَلَيْهِ اِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ. فَاِنْ قَبَضَ مِنْهُ شَيْئًا لَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ. فَاِنَّهُ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، سِوَى الَّذِي قَبَضَ تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ. فَاِنَّهُ يُزَكّٰى مَعَ مَا قَبَضَ مِنْ دَيْنِهِ ذٰلِكَ.

قَالَ: وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَاضٌّ غَيْرُ الَّذِي اقْتَضٰى مِنْ دَيْنِهِ. وَكَانَ الَّذِي اقْتَضٰى مِنْ دَيْنِهِ لَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ. فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ فِيهِ، وَلٰكِنْ لِيَحْفَظْ عَدَدَ مَا اقْتَضٰى. فَاِنِ اقْتَضٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَدَدَ مَا تَتِمُّ بِهِ الزَّكٰوةُ. مَعَ مَا قَبَضَ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَعَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةُ.

قَالَ: فَاِنْ كَانَ قَدِ اسْتَهْلَكَ مَا اقْتَضٰى اَوَّلًا

قرض کی زکوٰۃ کا بیان

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مہینہ تمہاری زکوٰۃ کا ہے۔ پس جس کے اوپر قرض ہو وہ اُسے ادا کرے تاکہ جو مال باقی بچے اُس سے تم زکوٰۃ ادا کرو۔

عمر بن عبدالعزیز نے اُس مال کے متعلق لکھا جس پر بعض حکام نے ظلماً قبضہ کر لیا تھا۔ حکم دیا کہ وہ مالکوں کو واپس کر دیا جائے اور اُس میں سے گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ وصول کر لی جائے پھر اِس کے بعد لکھا کہ اُس میں سے زکوٰۃ وصول نہ کی جائے مگر ایک سال کی کیونکہ وہ مال تو ضمار تھا۔

سلیمان بن یسار سے اُس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس کے پاس مال ہے اور اُتنا ہی اُس پر قرضہ ہے تو کیا اُس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا، نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ قرض کے بارے میں وہ بات جس کے متعلق ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں، یہ ہے کہ مالک اُس وقت تک زکوٰۃ نہیں دے گا جب تک قبضہ نہ کرے۔ اگر قرض کسی پر سالہا سال تک رہے اور پھر مالک کا قبضہ ہو تو اُس پر ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر تھوڑا سا قرض وصول ہوا ہے تو اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ اگر اُس کے پاس اور بھی مال ہے اِس کے سوا جو ابھی وصول ہوا تو اُس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور قرض کی وصولی کے ساتھ اُسے ملائے فرمایا کہ اگر اُس کے پاس مال نہ ہو، سوائے اُس کے جو قرض سے باقی ہے تو تھا یا قرض پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اور نہ وصولی پر زکوٰۃ ہے لیکن وصولی کے دنوں کو یاد رکھے اور اِس کے بعد اگر اِتنی وصولی مزید ہو جائے کہ زکوٰۃ کا نصاب پورا ہو جائے، پہلے وصول شدہ مال کو ملا کر تو اُس پر زکوٰۃ ہے۔

فرمایا کہ جو پہلے وصول ہوا اگر اُسے ہلاک کر دے یا تلف نہ کرے

أَوْ لَمْ يَسْتَهْلِكْهُ، فَالزَّكَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْهِ مَعَ مَا اقْتَضَى مِنْ دَيْنِهِ. فَإِذَا بَلَغَ مَا اقْتَضَى عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَعَلَيْهِ فِيهِ الزَّكَاةُ ثُمَّ مَا اقْتَضَى بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ قَلِيلٍ أَوْ كَثِيرٍ، فَعَلَيْهِ الزَّكَاةُ بِحَسَبِ ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالدَّلِيلُ عَلَى الدَّيْنِ يَغِيبُ أَعْوَامًا ثُمَّ يُقْتَضَى فَلَا يَكُونُ فِيهِ إِلَّا زَكَاةٌ وَاحِدَةٌ، أَنَّ الْعُرُوضَ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لِلتِّجَارَةِ أَعْوَامًا ثُمَّ يَبِيعُهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِي أَثْمَانِهَا إِلَّا زَكَاةٌ وَاحِدَةٌ وَذَلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى صَاحِبِ الدَّيْنِ أَوِ الْعُرُوضِ أَنْ يُخْرِجَ زَكَاةَ ذَلِكَ الدَّيْنِ أَوِ الْعُرُوضِ مِنْ مَالٍ سِوَاهُ وَإِنَّمَا يُخْرِجُ زَكَاةَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْهُ وَلَا يُخْرِجُ الزَّكَاةَ مِنْ شَيْءٍ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عَلَيْهِ دَيْنٌ، وَعِنْدَهُ مِنَ الْعُرُوضِ مَا فِيهِ وَفَاءٌ لِمَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ، وَيَكُونُ عِنْدَهُ مِنَ النَّاضِّ سِوَى ذَلِكَ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ. فَإِنَّهُ يُزَكِّي مَا بِيَدِهِ مِنْ نَاضٍّ تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنَ الْعُرُوضِ وَالنَّقْدِ إِلَّا وَفَاءُ دَيْنِهِ، فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ. حَتَّى يَكُونَ عِنْدَهُ مِنَ النَّاضِّ فَضْلٌ عَنْ دَيْنِهِ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ فَعَلَيْهِ أَنْ يُزَكِّيَهُ.

باب ۹ زَكَاةُ الْعُرُوضِ

۲۰ ـ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَيَّانَ، وَكَانَ زُرَيْقٌ عَلَى جَوَازِ مِصْرَ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ، وَسُلَيْمَانَ، وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَذَكَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَيْهِ: أَنِ انْظُرْ مَنْ مَرَّ بِكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. فَخُذْ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ مِمَّا يُدِيرُونَ مِنَ التِّجَارَاتِ، مِنْ

لیکن قرض سے جو مزید وصولی ہو اُسے ملا کر اُس پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ جب وصولی بیس ۲۰ دینار یا دو سو درہم کے برابر ہو جائے تو اُس پر زکوٰۃ ہو گی اور اس کے بعد تھوڑی یا زیادہ وصولی ہونے پر اُس کے مطابق زکوٰۃ ہو گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو قرض سالہا سال تک قبضے میں نہ رہے، پھر وصول ہو تو اُس پر ایک ہی سال کی زکوٰۃ ہو گی، اس کی دلیل یہ ہے کہ کسی کے پاس تجارت کا مال سالہا سال تک رہتا ہے۔ پھر جب فروخت کرے گا تو اُس کی قیمت سے ایک ہی سال کی زکوٰۃ لی جائے گی۔ اور یہ اس لیے ہے کہ قرض خواہ یا سامان والے پر یہ ضروری نہیں ہے کہ قرض یا سامان کی زکوٰۃ دوسرے مال سے دے۔ ہر مال کی زکوٰۃ اُسی سے نکالی جاتی ہے اور ایک چیز کی زکوٰۃ دوسری سے نہیں نکالی جاتی۔

امام مالک نے فرمایا کہ مقروض کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہے جب کہ اُس کے پاس قرض کے برابر مال ہو اور اس کے سوا نقد رقم اتنی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو نقد کو سامان کے ساتھ ملا کر سب کی زکوٰۃ ادا کرے اور اگر سامان اور نقدی مل کر صرف اتنے بنیں کہ قرض ہی ادا ہو سکے تو اُس پر زکوٰۃ نہیں ہے، جب تک کہ نقد اُس کے قرض سے بڑھ نہ جائے، اتنا کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اُسے چاہیے کہ زکوٰۃ دے۔

مالِ تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

زُریق بن حیان نے جو ولید، سلیمان اور عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں مصر کی چنگی پر تھے، ذکر کیا کہ عمر بن عبد العزیز نے اُن کے لئے حکم لکھا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی تمہارے پاس سے گزرے تو دیکھو کہ اُس کے تجارتی مال سے ظاہر مال کتنا ہے۔ پھر چالیس دینار سے ایک دینار لیتے جاؤ۔ کم ہو تو اسی حساب سے بیس ۲۰ دینار تک۔ اگر بیس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو اُس

كُلِّ أَرْبَعِينَ دِينَارًا دِينَارًا ثُمَّ مَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ عِشْرِينَ دِينَارًا فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِينَارٍ فَدَعْهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا.

سے کچھ نہ لو۔

وَمَنْ مَرَّ بِكَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَخُذْ مِمَّا يُدِيرُونَ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِينَارًا دِينَارًا فَمَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِينَارٍ فَدَعْهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا وَاكْتُبْ لَهُمْ بِمَا تَأْخُذُ مِنْهُمْ كِتَابًا إِلَى مِثْلِهِ مِنَ الْحَوْلِ.

اور اگر تمہارے پاس سے کوئی ذمی تجارتی مال لے کر گزرے تو اُس سے بیس دینار میں سے ایک دینار وصول کرو مگر کم ہوں تو اسی حساب سے وصول کرو دس دینار تک مگر اِن سے تہائی دینار بھی کم ہوں تو چھوڑ دو اور اُس سے کچھ نہ لو اور جو کچھ اُس سے وصول کیا ہے اُس کی سال بھر کے لیے رسید لکھ دو۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَا يُدَارُ مِنَ الْعُرُوضِ لِلتِّجَارَاتِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَدَّقَ مَالَهُ ثُمَّ اشْتَرٰى بِهِ عَرْضًا بَزًّا أَوْ رَقِيقًا أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ ثُمَّ بَاعَهُ قَبْلَ أَنْ يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ فَإِنَّهُ لَا يُؤَدِّي مِنْ ذٰلِكَ الْمَالِ زَكٰوةً حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمَ صَدَّقَهُ وَأَنَّهُ إِنْ لَمْ يَبِعْ ذٰلِكَ الْعَرْضَ سِنِينَ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ الْعَرْضِ زَكٰوةٌ وَإِنْ طَالَ زَمَانُهُ فَإِذَا بَاعَهُ فَلَيْسَ فِيهِ إِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ تجارتی مال کے بارے میں ہماری تحقیق یہ ہے کہ ایک آدمی نے جب مال کی زکوٰۃ ادا کر دی، پھر اُس کے بدلے دوسرا سامان، کپڑے یا لونڈی غلام خریدے، پھر سال گزرنے سے پہلے اُنہیں بیچ دیا یا اُس سامان کو سالہاسال تک نہ بیچے تو اُس سامان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے۔ جب اُسے فروخت کرے گا تو اُس پر ایک ہی سال کی زکوٰۃ ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي بِالذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ حِنْطَةً أَوْ تَمْرًا أَوْ غَيْرَهُمَا لِلتِّجَارَةِ ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ ثُمَّ يَبِيعُهَا أَنَّ عَلَيْهِ فِيهَا الزَّكٰوةَ حِينَ يَبِيعُهَا إِذَا بَلَغَ ثَمَنُهَا مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ وَلَيْسَ ذٰلِكَ مِثْلَ الْحَصَادِ يَحْصُدُهُ الرَّجُلُ مِنْ أَرْضِهِ وَلَا مِثْلَ الْجِدَادِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اُس شخص کے بارے میں جس نے سونا، چاندی، گندم یا کھجوریں وغیرہ چیزیں تجارت کے لیے خریدیں، پھر اُنہیں روکے رکھا یہاں تک کہ اُن پر سال گزر گیا، پھر فروخت کر دیا تو ہماری تحقیق یہ ہے کہ اُس پر فروخت کے وقت زکوٰۃ ہوگی جبکہ اُس کی مالیت زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور یہ معاملہ زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار یا پھلوں کے مانند نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمَا كَانَ مِنْ مَالٍ عِنْدَ رَجُلٍ يُدِيرُهُ لِلتِّجَارَةِ وَلَا يَنِضُّ لِصَاحِبِهِ مِنْهُ شَيْءٌ تَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةُ فَإِنَّهُ يَجْعَلُ لَهُ شَهْرًا مِنَ السَّنَةِ يُقَوِّمُ فِيهِ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ عَرْضٍ لِلتِّجَارَةِ وَيُحْصِي فِيهِ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ نَقْدٍ أَوْ عَيْنٍ فَإِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ كُلُّهُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ فَإِنَّهُ يُزَكِّيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس تجارتی مال ہے لیکن اُس کے پاس نقدی اتنی جمع نہیں ہوتی جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو سال کے کسی ایک مہینے میں وہ حساب کرے کہ اُس کے پاس تجارتی مال کی کتنی مالیت کا ہے اور کتنی نقدی ہے۔ اگر سب مل کر اتنا ہو جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔

وَقَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ تَجَرَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَمَنْ لَمْ يَتْجُرْ سَوَاءٌ لَيْسَ عَلَيْهِمْ إِلَّا صَدَقَةٌ وَاحِدَةٌ فِي كُلِّ عَامٍ. تَجَرُوا فِيهِ أَوْ لَمْ يَتْجُرُوا.

امام مالک نے فرمایا کہ تجارت کرنے والا مسلمان اور تجارت نہ کرنے والا برابر ہیں۔ دونوں کو سال میں ایک ہی دفعہ زکوٰۃ دینا ہوگی، خواہ وہ اُس مال سے تجارت کریں یا نہ کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَنْزِ

کنز سے کونسا مال مراد ہے

۲۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ؛ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْكَنْزِ مَا هُوَ؛ فَقَالَ: هُوَ الْمَالُ الَّذِي لَا تُؤَدَّى مِنْهُ الزَّكٰوةُ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کنز کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ مال جس سے زکوٰۃ ادا نہ کی جاتی ہو۔

۲۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مَالٌ لَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهُ مُثِّلَ لَهُ، يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يُمْكِنَهُ. يَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ.

ابوصالح سمان سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جس کے پاس مال ہو اور اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے روز اُس مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں پر سیاہ داغ ہوں گے۔ وہ اپنے مالک کو تلاش کرکے کہے گا کہ میں تیرا جمع کیا ہوا مال ہوں۔

بَابُ صَدَقَةِ الْمَاشِيَةِ

مویشیوں کی زکوٰۃ

۲۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَرَأَ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الصَّدَقَةِ. قَالَ: فَوَجَدْتُ فِيهِ
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

یحیٰی نے امام مالک سے روایت کی کہ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نامۂ مبارک پڑھا جس میں یہ لکھا ہوا پایا:۔
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

زکوٰۃ کا بیان

فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ، فَدُونَهَا الْغَنَمُ فِي كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ.

چوبیس ۲۴ اُونٹوں میں ہر پانچ کے بدلے ایک بکری۔

وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ ابْنَةُ مَخَاضٍ. فَإِنْ لَمْ تَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ، فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ.

اس سے زیادہ ہوں تو پینتیس ۳۵ تک ایک برس کی اُونٹنی۔ اگر ایک برس کی اُونٹنی نہ ہو تو دو سالہ اُونٹ۔

وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ.
وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى سِتِّينَ حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ.
وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ جَذَعَةٌ.
وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى تِسْعِينَ ابْنَتَا لَبُونٍ.
وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ.
فَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الْإِبِلِ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ.
وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ.

اس سے زیادہ میں پینتالیس تک دو سال کی اونٹنی
اور اس سے زیادہ میں ساٹھ تک تین سال کی اونٹنی جو جفتی کے قابل ہو
اور اس سے زیادہ میں پچھتر تک چار سال کی اونٹنی۔
اور اس سے زیادہ میں نوے تک دو دو سال کی دو اونٹنیاں۔
اور اس سے زیادہ میں ایک سو بیس تک تین تین سال کی دو اونٹنیاں، جو جفتی کے قابل ہوں۔
اور جو اس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں دو سال کی اونٹنی اور ہر پچاس میں تین سال کی اونٹنی۔

وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٌ.
وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ.
وَفِيمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى ثَلَاثِ مِائَةٍ ثَلَاثُ شِيَاهٍ.
فَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ.
وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَلَا هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَّدِّقُ.
وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.
وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ.
وَفِي الرِّقَةِ إِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ أَوَاقٍ رُبُعُ الْعُشْرِ.

اور چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں تو ایک سو بیس تک ایک بکری۔
اور اس سے زیادہ میں دو سو تک دو بکریاں۔
اور اس سے زیادہ میں تین سو تک تین بکریاں۔
اور اس سے زیادہ میں ہر سو پر ایک بکری۔
اور زکوٰۃ میں بکرا نہیں لیا جائے گا اور نہ عیب دار اور بوڑھی بکری، سوائے اس کے کہ زکوٰۃ لینے والا پسند کرے۔
اور جو مال جدا جدا ہو اُسے اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور نہ زکوٰۃ کے طور سے اکٹھے مال کو الگ الگ کیا جائے گا۔
اور جس مال میں دو آدمی شریک ہوں تو دونوں رضامندی سے برابر حصہ بانٹ لیں۔
اور چاندی جب پانچ اوقیہ ہو جائے تو اُس میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

باب ۱۲ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الْبَقَرِ

بیل گائے کی زکوٰۃ کا بیان

۲۴- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخَذَ مِنْ ثَلَاثِينَ بَقَرَةً تَبِيعًا وَمِنْ أَرْبَعِينَ بَقَرَةً مُسِنَّةً وَأُتِيَ بِمَا دُونَ ذٰلِكَ فَأَبٰى أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا وَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا حَتّٰى

طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس گایوں پر ایک سال کی بچھیا اور چالیس گایوں پر دو سال کی اوسر۔ اور اس سے کم پر جب اُنہیں زکوٰۃ دینے کی کوشش کی گئی تو اُنہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا۔ جب میں حاضر خدمت ہوں گا تو دریافت کروں

اَلْقَاهُ فَاسْأَلَهُ. فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَقْدَمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ.

گا، تو حضرت معاذ بن جبل کے آنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ: اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ عَلٰى رَاعِيَيْنِ مُفْتَرِقَيْنِ، اَوْ عَلٰى رِعَاءٍ مُفْتَرِقِينَ فِي بُلْدَانٍ شَتّٰى. اَنَّ ذٰلِكَ يُجْمَعُ كُلُّهُ عَلٰى صَاحِبِهِ، فَيُؤَدِّي مِنْهُ صَدَقَتَهُ. وَمِثْلُ ذٰلِكَ الرَّجُلُ يَكُونُ لَهُ الذَّهَبُ اَوِ الْوَرِقُ مُتَفَرِّقَةً فِي اَيْدِي نَاسٍ شَتّٰى، اَنَّهُ يَنْبَغِي لَهُ اَنْ يَجْمَعَهَا، فَيُخْرِجَ مِنْهَا مَا وَجَبَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ مِنْ زَكٰوتِهَا.

یحیٰی نے امام مالک سے روایت کی کہ اس سلسلے میں جو میں نے سب سے اچھی بات سنی یہ ہے کہ جس کی بکریاں دو یا زیادہ چرواہوں کے پاس مختلف شہروں میں ہوں، اُن سب کا حساب جوڑ کر مالک سب کی زکوٰۃ دے گا اور یہی معاملہ اُس شخص کا ہے جس کا سونا یا چاندی مختلف لوگوں کے پاس ہو، تو وہ سب کا حساب جمع کر کے جو اُس پر زکوٰۃ واجب ہے وہ نکالے۔

⁂

وَقَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الضَّاْنُ وَالْمَعْزُ: اَنَّهَا تُجْمَعُ عَلَيْهِ فِي الصَّدَقَةِ. فَاِنْ كَانَ فِيهَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، صُدِّقَتْ. وَقَالَ اِنَّمَا هِيَ غَنَمٌ كُلُّهَا. وَفِي كِتَابِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: "وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ، اِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعِينَ شَاةً، شَاةٌ"

یحیٰی سے روایت ہے کہ امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس بھیڑ اور بکریاں دونوں ہوں کہ اُس پر اُن کے مجموعے کے مطابق زکوٰۃ ہے، جبکہ مجموعہ اتنا ہو جائے جس پر زکوٰۃ دی جاتی ہے اور فرمایا کہ وہ سب بکریوں کے حکم میں ہیں۔ حضرت عمر کے نامۂ گرامی میں ہے کہ چرنے والی بکریوں میں سے ہر چالیس پر ایک بکری ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَاِنْ كَانَتِ الضَّاْنُ هِيَ اَكْثَرَ مِنَ الْمَعْزِ، وَلَمْ يَجِبْ عَلٰى رَبِّهَا اِلَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ، اَخَذَ الْمُصَدِّقُ، تِلْكَ الشَّاةَ الَّتِي وَجَبَتْ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ مِنَ الضَّاْنِ. وَاِنْ كَانَتِ الْمَعْزُ اَكْثَرَ مِنَ الضَّاْنِ، اُخِذَ مِنْهَا. فَاِنِ اسْتَوَى الضَّاْنُ وَالْمَعْزُ، اَخَذَ الشَّاةَ مِنْ اَيَّتِهِمَا شَاءَ

امام مالک نے فرمایا کہ اگر بھیڑیں بکریوں سے زیادہ ہوں اور مالک پر ایک ہی بکری دینا واجب آئے تو مالک پر جو بکری واجب آتی ہے وصول کرنے والا اُس سے ایک بھیڑ لے گا اور اگر بھیڑوں سے بکریاں زیادہ ہوں تو ایک بکری لی جائے ورنہ اگر دونوں میں سے جو ایک چاہے وصول کر لے۔

⁂

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ، وَكَذٰلِكَ الْاِبِلُ الْعِرَابُ وَالْبُخْتُ، يُجْمَعَانِ عَلٰى رَبِّهِمَا فِي الصَّدَقَةِ. وَقَالَ اِنَّمَا هِيَ اِبِلٌ كُلُّهَا فَاِنْ كَانَتِ الْعِرَابُ هِيَ اَكْثَرَ مِنَ الْبُخْتِ، وَلَمْ يَجِبْ عَلٰى رَبِّهَا اِلَّا بَعِيرٌ وَاحِدٌ، فَلْيَاْخُذْ مِنَ الْعِرَابِ صَدَقَتَهَا. فَاِنْ كَانَتِ الْبُخْتُ اَكْثَرَ، فَلْيَاْخُذْ مِنْهَا. فَاِنِ اسْتَوَتْ، فَلْيَاْخُذْ مِنْ اَيَّتِهِمَا شَاءَ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح عربی اور بختی اُونٹوں کو زکوٰۃ کے لیے جمع کیا جائے گا۔ فرمایا کہ دونوں ہی قسم کے اُونٹ ہیں۔ اگر بختی سے عربی زیادہ ہوں تب بھی مالک پر ایک ہی اُونٹ واجب ہوگا اور زکوٰۃ عربی اُونٹوں سے لی جائے گی اور بختی زیادہ ہوں تو اُن سے لی جائے گی۔ اگر دونوں برابر ہوں تو دونوں میں سے جس میں سے چاہے وصول کر لیں۔

قَالَ مَالِكٌ، وَكَذٰلِكَ الْبَقَرُ وَالْجَوَامِيسُ،

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح گائے اور بھینسوں کو زکوٰۃ میں

تُجْمَعُ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى رَبِّهَا.

وَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا. فَإِنْ كَانَتِ الْبَقَرُ هِيَ أَكْثَرَ مِنَ الْجَوَامِيسِ، وَلَا تَجِبُ عَلَى رَبِّهَا إِلَّا بَقَرَةٌ وَاحِدَةٌ. فَلْيَأْخُذْ مِنَ الْبَقَرِ صَدَقَتَهُمَا. وَإِنْ كَانَتِ الْجَوَامِيسُ أَكْثَرَ فَلْيَأْخُذْ مِنْهَا. فَإِنِ اسْتَوَتْ، فَلْيَأْخُذْ مِنْ أَيَّتِهِمَا شَاءَ. فَإِذَا وَجَبَتْ فِي ذَلِكَ الصَّدَقَةُ. صُدِّقَ الصِّنْفَانِ جَمِيعًا.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ: مَنْ أَفَادَ مَاشِيَةً مِنْ إِبِلٍ أَوْ بَقَرٍ أَوْ غَنَمٍ فَلَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ فِيهَا حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمَ أَفَادَهَا. إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ قَبْلَهَا نِصَابُ مَاشِيَةٍ. وَالنِّصَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ. إِمَّا خَمْسُ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ. وَإِمَّا ثَلَاثُونَ بَقَرَةً. وَإِمَّا أَرْبَعُونَ شَاةً. فَإِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ خَمْسُ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ. أَوْ ثَلَاثُونَ بَقَرَةً أَوْ أَرْبَعُونَ شَاةً. ثُمَّ أَفَادَ إِلَيْهَا إِبِلًا أَوْ بَقَرًا أَوْ غَنَمًا. بِاشْتِرَاءٍ أَوْ هِبَةٍ أَوْ مِيرَاثٍ. فَإِنَّهُ يُصَدِّقُهَا مَعَ مَاشِيَتِهِ حِينَ يُصَدِّقُهَا. وَإِنْ لَمْ يَحُلْ عَلَى الْفَائِدَةِ الْحَوْلُ. وَإِنْ كَانَ مَا أَفَادَ مِنَ الْمَاشِيَةِ إِلَى مَاشِيَتِهِ، قَدْ صُدِّقَتْ قَبْلَ أَنْ يَشْتَرِيَهَا بِيَوْمٍ وَاحِدٍ. أَوْ قَبْلَ أَنْ يَرِثَهَا بِيَوْمٍ وَاحِدٍ. فَإِنَّهُ يُصَدِّقُهَا مَعَ مَاشِيَتِهِ حِينَ يُصَدِّقُ مَاشِيَتَهُ.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا مَثَلُ ذَلِكَ، وَمَثَلُ الْوَرِقِ، يُزَكِّيهَا الرَّجُلُ ثُمَّ يَشْتَرِي بِهَا مِنْ رَجُلٍ آخَرَ عَرْضًا. وَقَدْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِي عَرْضِهِ ذَلِكَ إِذَا بَاعَهُ، الصَّدَقَةُ، فَيُخْرِجُ الرَّجُلُ الْآخَرُ صَدَقَتَهَا هَذَا الْيَوْمَ. وَيَكُونُ الْآخَرُ قَدْ صَدَّقَهَا مِنَ الْغَدِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا تَجِبُ فِيهَا الصَّدَقَةُ، فَاشْتَرَى إِلَيْهَا غَنَمًا كَثِيرَةً تَجِبُ

اکٹھا کر لیا جائے۔

فرمایا کہ سب گایوں میں شمار ہیں۔ اگر بھینسوں سے گائے زیادہ ہوں تو مالک پر ایک گائے واجب ہوگی اور زکوٰۃ گایوں سے لی جائے گی اور بھینسیں زیادہ ہوں تو اُن سے زکوٰۃ لی جائے گی اور دونوں برابر ہوں تو جن میں سے چاہے وصول کر لیں۔ جب یہ زکوٰۃ واجب ہوگی تو دونوں قسموں کو جمع کر لیا جائے گا۔

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جسے مویشی حاصل ہوئے اُونٹ گائے یا بکریاں تو اُن پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک حاصل ہونے کے دن سے پورا سال نہ گزر جائے مگر یہ کہ پہلے ہی مویشیوں کا نصاب ہو، وہ نصاب جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، خواہ پانچ اُونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں۔ جب کسی کے پاس پانچ اُونٹ ہوں یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں، پھر اُسے اُونٹ، گائیں یا بکریاں اور حاصل ہو جائیں، خریدنے، ہبہ یا میراث سے تو زکوٰۃ کے وقت وہ سب کی زکوٰۃ ادا کرے گا اگرچہ بعد میں حاصل ہونے والے مویشیوں پر سال نہ گزرا ہو اور اگر یہ پچھلے جانور اُس وقت حاصل ہوئے کہ انہیں خریدنے سے ایک دن پہلے زکوٰۃ ادا کر چکا تھا، یا میراث میں ملنے سے ایک روز پہلے تو اب اِن کی زکوٰۃ اُس وقت دی جائے گی جب کہ پچھلے جانور کی زکوٰۃ آئندہ سال دے گا۔

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مثال چاندی جیسی ہے کہ مالک نے اُس کی زکوٰۃ دے دی، پھر دوسرے آدمی سے اُس کے بدلے سامان خرید لیا، سامان بیچنے والے پر اپنے سامان کی زکوٰۃ واجب تھی اُس نے پھر چاندی کی زکوٰۃ ادا کی تو دوسرے آدمی نے اُس کی زکوٰۃ آج ادا کی اور پہلا کل ادا کر چکا۔

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس کے پاس اتنی بکریاں ہوں جن پر زکوٰۃ نہیں ہے پھر اُس نے اتنی ساری بکریاں

فِي دُونِهَا الصَّدَقَةُ، أَوْ وَرِثَهَا، أَنَّهُ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ فِي الْغَنَمِ كُلِّهَا الصَّدَقَةُ، حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ أَفَادَهَا، بِاشْتِرَاءٍ أَوْ مِيرَاثٍ. وَذَلِكَ أَنَّ كُلَّ مَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ مِنْ مَاشِيَةٍ لَا تَجِبُ فِيهَا الصَّدَقَةُ، مِنْ إِبِلٍ أَوْ بَقَرٍ أَوْ غَنَمٍ، فَلَيْسَ يُعَدُّ ذَلِكَ نِصَابَ مَالٍ، حَتَّى يَكُونَ فِي كُلِّ صِنْفٍ مِنْهَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ. فَذَلِكَ النِّصَابُ الَّذِي يُصَدِّقُ مَعَهُ مَا أَفَادَ إِلَيْهِ صَاحِبُهُ، مِنْ قَلِيلٍ أَوْ كَثِيرٍ مِنَ الْمَاشِيَةِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَوْ كَانَتْ لِرَجُلٍ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ، تَجِبُ فِي كُلِّ صِنْفٍ مِنْهَا الصَّدَقَةُ، ثُمَّ أَفَادَ إِلَيْهَا بَعِيرًا أَوْ بَقَرَةً أَوْ شَاةً، صَدَّقَهَا مَعَ مَاشِيَتِهِ حِينَ يُصَدِّقُهَا.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي هَذَا.

قَالَ مَالِكٌ: فِي الْفَرِيضَةِ تَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ، فَلَا تُوجَدُ عِنْدَهُ: أَنَّهَا إِنْ كَانَتِ ابْنَةَ مَخَاضٍ فَلَمْ تُوجَدْ، أُخِذَ مَكَانَهَا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ. وَإِنْ كَانَتْ بِنْتَ لَبُونٍ، أَوْ حِقَّةً، أَوْ جَذَعَةً، وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ، كَانَ عَلَى رَبِّ الْإِبِلِ أَنْ يَبْتَاعَهَا لَهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ بِهَا. وَلَا أُحِبُّ أَنْ يُعْطِيَهُ قِيمَتَهَا.

وَقَالَ مَالِكٌ: فِي الْإِبِلِ النَّوَاضِحِ، وَالْبَقَرِ السَّوَانِي، وَبَقَرِ الْحَرْثِ: إِنِّي أَرَى أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ، إِذَا وَجَبَتْ فِيهِ الصَّدَقَةُ.

بَابُ ۱۳ صَدَقَةِ الْخُلَطَاءِ

۲۵- قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ: فِي الْخَلِيطَيْنِ إِذَا كَانَ الرَّاعِي وَاحِدًا، وَالْفَحْلُ وَاحِدًا، وَالْمُرَاحُ وَاحِدًا، وَالدَّلْوُ وَاحِدًا: فَالرَّجُلَانِ خَلِيطَانِ. وَإِنْ عَرَفَ

خریدیں جن سے کم پر زکوٰۃ واجب ہے یا ترکہ میں ملیں تو اُس پر تمام بکریوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جب تک کہ حاصل ہونے کے دن سے پورا ایک سال نہ گزر جائے یا خریدنے سے یا میراث ملنے سے اور اسی طرح آدمی کے پاس جتنے مویشی جمع ہو جائیں تو سب پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اُونٹ ہوں یا گائے یا بکریاں، اِن سب کو مال کا نصاب شمار نہیں کیا جائے گا، یہاں تک کہ ہر قسم اُتنی نہ ہو جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ یہ ہر قسم کا نصاب ہے جس کے ساتھ اُن مویشیوں کی زکوٰۃ بھی دی جائے گی جو حاصل ہوں، خواہ وہ مویشی تھوڑے ہوں یا زیادہ۔

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس اتنے اُونٹ، گائے اور بکریاں ہیں کہ ہر قسم کی جتنی تعداد پر زکوٰۃ واجب ہے، پھر اُسے اُونٹ، گائے یا بکریاں اور حاصل ہوئیں تو اُس قسم کی زکوٰۃ دیتے وقت اُن کی زکوٰۃ بھی دے گا۔

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ اِس سلسلے میں یہ بات میں نے سب سے اچھی سُنی۔

امام مالک نے ادائیگی کے بارے میں فرمایا جو کسی آدمی پر واجب آئے اور وہ مویشی اُس کے پاس موجود نہ ہو، مثلاً ایک سال کی اُونٹنی واجب ہو اور وہ نہ نکلے تو اُس کی جگہ دو سال کا اُونٹ لیا جائے گا اور اگر دو سال یا تین سال یا چار سال کی اُونٹنی دینی ہو اور وہ موجود نہ ہو تو مالک کو چاہیے کہ خرید کر ادا کرے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ اُس کی قیمت ادا کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ پانی سینچنے والے اُونٹ یا چرس کھینچنے والے یا ہل چلانے والے بیل تو میرے خیال میں اُن سب کی زکوٰۃ لی جائے جبکہ اُن پر زکوٰۃ واجب ہو۔

مشترکہ مال کی زکوٰۃ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے خلیطان کے بارے میں فرمایا کہ جب چرواہا ایک ہو، ریوڑ ایک ہو، چراگاہ ایک ہو اور ڈول ایک ہو تو وہ دونوں شریک خلیطان ہیں۔ اگرچہ اُن میں سے

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَالَهُ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ.

قَالَ: وَالَّذِي لَا يَعْرِفُ مَالَهُ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ لَيْسَ بِخَلِيطٍ، إِنَّمَا هُوَ شَرِيكٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا تَجِبُ الصَّدَقَةُ عَلَى الْخَلِيطَيْنِ حَتَّى يَكُونَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ. وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ: أَنَّهُ إِذَا كَانَ لِأَحَدِ الْخَلِيطَيْنِ أَرْبَعُونَ شَاةً فَصَاعِدًا، وَلِلْآخَرِ أَقَلُّ مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً، كَانَتِ الصَّدَقَةُ عَلَى الَّذِي لَهُ الْأَرْبَعُونَ شَاةً، وَلَمْ تَكُنْ عَلَى الَّذِي لَهُ أَقَلُّ مِنْ ذَلِكَ صَدَقَةٌ. فَإِنْ كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ جُمِعَا فِي الصَّدَقَةِ، وَوَجَبَتِ الصَّدَقَةُ عَلَيْهِمَا جَمِيعًا. فَإِنْ كَانَ لِأَحَدِهِمَا أَلْفُ شَاةٍ أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذَلِكَ مِمَّا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، وَلِلْآخَرِ أَرْبَعُونَ شَاةً أَوْ أَكْثَرُ، فَهُمَا خَلِيطَانِ، يَتَرَادَّانِ الْفَضْلَ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ عَلَى قَدْرِ عَدَدِ أَمْوَالِهِمَا، عَلَى الْأَلْفِ بِحِصَّتِهَا، وَعَلَى الْأَرْبَعِينَ بِحِصَّتِهَا.

قَالَ مَالِكٌ: الْخَلِيطَانِ فِي الْإِبِلِ بِمَنْزِلَةِ الْخَلِيطَيْنِ فِي الْغَنَمِ، يَجْتَمِعَانِ فِي الصَّدَقَةِ جَمِيعًا إِذَا كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ. وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ» وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ.

وَقَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي بِذَلِكَ أَصْحَابَ الْمَوَاشِي.

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ قَوْلِهِ "لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ"

ہر ایک اپنے مال کو دوسرے کے مال سے پہچانتا ہو۔
فرمایا کہ جو اپنے مال کو دوسرے کے مال سے نہ پہچانے وہ خلیط نہیں بلکہ شریک ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ خلیطین پر زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہوتی جب تک ہر ایک کے پاس اُتنے جانور نہ ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ اگر ایک خلیط کی چالیس یا زیادہ بکریاں ہیں اور دوسرے کی چالیس سے کم بکریاں ہیں تو زکوٰۃ اُسی پر ہے جس کی چالیس بکریاں ہیں اور جس کے پاس کم ہیں اُس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگر اس میں سے ہر ایک کے پاس اتنی تعداد ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو زکوٰۃ کے لیے اُن کے مال کو اکٹھا کر لیا جائے گا اور ان پر مشترکہ زکوٰۃ واجب ہوگی، جبکہ اُن میں سے ایک کے پاس ہزار بکریاں ہوں یا اس سے اتنی کم جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور دوسرے کے پاس چالیس بکریاں یا اس سے زیادہ، تب بھی وہ خلیطان ہیں، کمی بیشی کو آپس میں اپنی اپنی تعداد کے مطابق برابر کریں گے یعنی ہزار والا اپنے حصے کے مطابق اور چالیس والا اپنے حصے کے مطابق۔

امام مالک نے فرمایا کہ اُونٹوں کے خلیطان بھی بکریوں کے خلیطان کی طرح ہیں، زکوٰۃ میں دونوں اکٹھے ہوں گے جبکہ ہر ایک کے پاس اتنا مال ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانچ اُونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے" اور حضرت عمر نے فرمایا کہ چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں تو ایک بکری زکوٰۃ ہے۔

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا: اس بارے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سُنی۔

امام مالک کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ زکوٰۃ کے ڈر سے اکٹھے مال کو جدا اور جدا مال کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ یہ حکم جانور والوں کے لیے ہے۔

امام مالک نے اس ارشاد کی تفسیر میں کہ جدا مال کو اکٹھا نہ کیا جائے،

أَنْ يَكُونَ النَّفَرُ الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يَكُونُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَرْبَعُونَ شَاةً، قَدْ وَجَبَتْ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي غَنَمِهِ الصَّدَقَةُ، فَإِذَا أَظَلَّهُمُ الْمُصَدِّقُ جَمَعُوهَا لِئَلَّا يَكُونَ عَلَيْهِمْ فِيهَا إِلَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ. فَنُهُوا عَنْ ذَلِكَ. وَتَفْسِيرُ قَوْلِهِ "وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ" أَنَّ الْخَلِيطَيْنِ يَكُونُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةُ شَاةٍ وَشَاةٌ، فَيَكُونُ عَلَيْهِمَا فِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ. فَإِذَا أَظَلَّهُمَا الْمُصَدِّقُ، فَرَّقَا غَنَمَهُمَا. فَلَمْ يَكُنْ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ. فَنُهِيَ عَنْ ذَلِكَ فَقِيلَ: لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ. خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ. قَالَ مَالِكٌ: فَهَذَا الَّذِي سَمِعْتُ فِي ذَلِكَ.

بَابُ ١٤ مَا جَاءَ فِيمَا يُعْتَدُّ بِهِ مِنَ السَّخْلِ فِي الصَّدَقَةِ

۲۶ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنِ ابْنٍ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ جَدِّهِ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا. فَكَانَ يَعُدُّ عَلَى النَّاسِ بِالسَّخْلِ. فَقَالُوا: أَتَعُدُّ عَلَيْنَا بِالسَّخْلِ وَلَا تَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا. فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ. فَقَالَ عُمَرُ: نَعَمْ تَعُدُّ عَلَيْهِمْ بِالسَّخْلَةِ، يَحْمِلُهَا الرَّاعِي، وَلَا تَأْخُذُهَا، وَلَا تَأْخُذُ الْأَكُولَةَ وَلَا الرُّبَّى وَلَا الْمَاخِضَ وَلَا فَحْلَ الْغَنَمِ. وَتَأْخُذُ الْجَذَعَةَ وَالثَّنِيَّةَ. وَذَلِكَ عَدْلٌ بَيْنَ غِذَاءِ الْغَنَمِ وَخِيَارِهِ.
قَالَ مَالِكٌ: وَالسَّخْلَةُ الصَّغِيرَةُ حِينَ تُنْتَجُ وَالرُّبَّى الَّتِي قَدْ وَضَعَتْ، فَهِيَ تُرَبِّي وَلَدَهَا. وَالْمَاخِضُ هِيَ الْحَامِلُ. وَالْأَكُولَةُ هِيَ شَاةُ اللَّحْمِ الَّتِي تُسَمَّنُ لِتُؤْكَلَ.

فرمایا ہے کہ مثلاً تین آدمی ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس چالیس بکریاں ہیں، لہٰذا ہر ایک پر زکوٰۃ میں ایک بکری واجب ہے۔ جب زکوٰۃ وصول کرنے والا پہنچا تو اُنہوں نے سب کو اکٹھا کر لیا تاکہ اُنہیں صرف ایک ہی بکری دینی پڑے۔ تو اس سے روکا گیا ہے اور اس قول کی تفسیر کہ اکٹھے مال کو منفرق نہ کیا جائے، یہ ہے کہ خلیطان میں سے ہر ایک کی ایک سو ایک بکریاں ہیں تو اُن پر تین بکریاں آتی ہیں۔ جب زکوٰۃ وصول کرنے والا آیا تو اُنہوں نے بکریاں جُدا جُدا کر لیں تو یوں ہر ایک کو صرف ایک بکری دینی پڑی، تو ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا کہ زکوٰۃ سے ڈرتے ہوئے جُدا مال کو اکٹھا اور اکٹھے کو جُدا نہ کیا جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہی میں نے سنا ہے۔

بکریوں کی تعداد میں بچے بھی شمار کیے جائیں گے۔

سفیان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو وہ بچوں کو بھی بکریوں میں شمار کرتے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ بچوں کو شمار تو کرتے ہیں لیکن لیتے نہیں ہیں۔ جب یہ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ ہاں ہم انہیں گنتے ہیں بلکہ اُسے بھی جسے چرواہا اُٹھائے پھرتا ہے اور ہم موٹی بکری، بچے پالنے والی، حاملہ اور نر کو نہیں لیتے بلکہ ایک سال یا دو سال کی درمیانی بکری لیتے ہیں جو بچہ یا بوڑھی نہ ہو اور نہ بہت عمدہ ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ سَخلہ بکری کا چھوٹا بچہ۔ الرُّبّٰی جس نے بچہ جنا اور وہ اُس کی پرورش کرے۔ الماخض حاملہ بکری۔ الاکولۃ وہ بکری جو گوشت کھانے کے لیے موٹی کی جائے۔

وَقَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الْغَنَمُ لَا تَجِبُ فِيهَا الصَّدَقَةُ، فَتَوَالَدُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهَا الْمُصَدِّقُ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، فَتَبْلُغُ مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ بِوِلَادَتِهَا

قَالَ مَالِكٌ: إِذَا بَلَغَتِ الْغَنَمُ بِأَوْلَادِهَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، فَعَلَيْهِ فِيهَا الصَّدَقَةُ. وَذَلِكَ أَنَّ وِلَادَةَ الْغَنَمِ مِنْهَا. وَذَلِكَ مُخَالِفٌ لِمَا أُفِيدَ مِنْهَا بِاشْتِرَاءٍ أَوْ هِبَةٍ أَوْ مِيرَاثٍ. وَمِثْلُ ذَلِكَ الْعَرْضُ لَا يَبْلُغُ ثَمَنُهُ مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ. ثُمَّ يَبِيعُهُ صَاحِبُهُ فَيَبْلُغُ بِرِبْحِهِ مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ. فَيُصَدِّقُ رِبْحَهُ مَعَ رَأْسِ الْمَالِ وَلَوْ كَانَ رِبْحُهُ فَائِدَةً أَوْ مِيرَاثًا. لَمْ تَجِبْ فِيهِ الصَّدَقَةُ. حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ. مِنْ يَوْمِ أَفَادَهُ أَوْ وَرِثَهُ

قَالَ مَالِكٌ: فَغِذَاءُ الْغَنَمِ مِنْهَا كَمَا رِبْحُ الْمَالِ مِنْهُ. غَيْرَ أَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ فِي وَجْهٍ آخَرَ. أَنَّهُ إِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ ثُمَّ أَفَادَ إِلَيْهِ مَالًا. تَرَكَ مَالَهُ الَّذِي أَفَادَ، فَلَمْ يُزَكِّهِ مَعَ مَالِهِ الْأَوَّلِ حِينَ يُزَكِّيهِ، حَتَّى يَحُولَ عَلَى الْفَائِدَةِ الْحَوْلُ. مِنْ يَوْمِ أَفَادَهَا وَلَوْ كَانَتْ لِرَجُلٍ غَنَمٌ. أَوْ بَقَرٌ أَوْ إِبِلٌ. تَجِبُ فِي كُلِّ صِنْفٍ مِنْهَا الصَّدَقَةُ. ثُمَّ أَفَادَ إِلَيْهَا بَعِيرًا، أَوْ بَقَرَةً. أَوْ شَاةً صَدَّقَهَا مَعَ صِنْفِ مَا أَفَادَ مِنْ ذَلِكَ حِينَ يُصَدِّقُهُ، إِذَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ ذَلِكَ الصِّنْفِ الَّذِي أَفَادَ، نِصَابُ مَاشِيَةٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذَلِكَ

بَابُ ١٥ الْعَمَلِ فِي صَدَقَةِ عَامَيْنِ إِذَا اجْتَمَعَا

٢٧۔ قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ، الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ تَجِبُ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ. وَإِبِلُهُ مِائَةُ بَعِيرٍ فَلَا يَأْتِيهِ السَّاعِي حَتَّى تَجِبَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ أُخْرَى

امام مالکؒ نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن زکوٰۃ وصول کرنے والے کے آنے سے ایک روز پہلے بعض بکریوں نے بچے جنے جن کی پیدائش سے وہ تعداد پوری ہو گئی۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب بچے جننے سے بکریاں کی حد کو پہنچ جائیں تو اُن پر زکوٰۃ ہوگی اور یہ اس لیے ہے کہ بچے بھی بکریوں میں شمار ہیں اور یہ اُس مسئلہ کے مخالف ہے کہ خرید سے ہبہ یا میراث سے اور بکریاں حاصل ہوں۔ ہاں اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس اتنا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ پھر وہ اُسے فروخت کر کے اِتنا نفع کماتا ہے کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ پس وہ منافع کو راس المال میں شامل کرے گا۔ اگرچہ فائدہ اُسے میراث ہی سے حاصل ہوا ہو جس پر سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اُس روز سے جب اُسے حاصل ہوا یا وراثت ملی۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ بچے بکریوں میں شمار ہوں گے جس طرح منافع راس المال میں۔ ہاں دونوں کے درمیان ایک یہ اختلاف ہے کہ جب کسی کے پاس اِتنا سونا چاندی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ پھر اُسے اور مال حاصل ہوا تو وہ اپنے حاصل ہونے والے مال کو چھوڑ دے گا اور پہلے مال کے ساتھ اُس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا، جب تک کہ منافع کے مال پر حاصل ہونے کے دن سے پورا ایک سال نہ گزر جائے۔ جبکہ کسی کے پاس بکریاں، گائیں یا اُونٹ ہوں، جن میں سے ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہو، پھر اُسے کچھ اُونٹ یا گائیں یا بکریاں اور حاصل ہوں تو حاصل ہونے والے مال کی زکوٰۃ بھی اُس جنس کے سابقہ مال کے ساتھ ادا کرے گا جبکہ حاصل ہونے والے مویشیوں کا نصاب پہلے ہی موجود ہو۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ اِس سلسلے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سُنی۔

اگر کسی کے ذمّے دو سال کی زکوٰۃ واجب الادا ہو

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک صورت یہ ہے کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہو اور اُس کے سو اُونٹ ہوں لیکن اُس کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے والا نہ پہنچے۔ یہاں تک کہ

فَيَأْتِيهِ الْمُصَدِّقُ وَقَدْ هَلَكَتْ إِبِلُهُ إِلَّا خَمْسَ ذَوْدٍ.

قَالَ مَالِكٌ. يَأْخُذُ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْخَمْسِ ذَوْدٍ الصَّدَقَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَجَبَتَا عَلَى رَبِّ الْمَالِ. شَاتَيْنِ. فِي كُلِّ عَامٍ شَاةٌ. لِأَنَّ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا تَجِبُ عَلَى رَبِّ الْمَالِ يَوْمَ يُصَدِّقُ مَالَهُ. فَإِنْ هَلَكَتْ مَاشِيَتُهُ أَوْ نَمَتْ، فَإِنَّمَا يُصَدِّقُ الْمُصَدِّقُ زَكَاةَ مَا يَجِدُ يَوْمَ يُصَدِّقُ وَإِنْ تَظَاهَرَتْ عَلَى رَبِّ الْمَالِ صَدَقَاتٌ غَيْرُ وَاحِدَةٍ فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُصَدِّقَ إِلَّا مَا وَجَدَ الْمُصَدِّقُ عِنْدَهُ فَإِنْ هَلَكَتْ مَاشِيَتُهُ أَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِيهَا صَدَقَاتٌ فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى هَلَكَتْ مَاشِيَتُهُ كُلُّهَا، أَوْ صَارَتْ إِلَى مَا لَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ. فَإِنَّهُ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ وَلَا ضَمَانَ فِيهِ هَلَكَ. أَوْ مَضَى مِنَ السِّنِينَ.

جب دوسرے سال کی وصولی واجب ہو جائے تو وصول کرنے والا پہنچے جبکہ پانچ کے سوا اُس کے سارے اُونٹ ہلاک ہو چکے ہوں۔

امام مالک نے فرمایا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا اُس سے ۲ دو سال کی زکوٰۃ یعنی ۲ دو بکریاں وصول کرے گا یعنی ہر سال کی ایک بکری کیونکہ زکوٰۃ اُسی مال پر واجب ہوتی ہے جو وصولی کے روز موجود ہو۔ خواہ مویشی ہلاک ہو جائیں یا بڑھ جائیں تو زکوٰۃ اُن کے حساب سے لی جائے گی جتنے اُس وقت موجود ہوں جب وصول کرنے والا آئے۔ اگر مالک پر کئی سال کی زکوٰۃ ہو تو جتنے مویشی وصول کرنے والا پائے گا اُن کی زکوٰۃ ہی وصول کی جائے گی۔ اگر سب جانور ہلاک ہو گئے یا اُس پر کئی سال کی زکوٰۃ ہے تب بھی اُس سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اُس کے سارے مویشی ہلاک ہو گئے یا صرف اِتنے باقی رہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں تو اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ ہلاک ہونے پر موجودہ یا سالہائے گزشتہ کی۔

بَابُ ١٦ النَّهْيِ عَنِ التَّضْيِيقِ عَلَى النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

زکوٰۃ وصول کرتے وقت لوگوں کو تنگ کرنے کی ممانعت

۲۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: مُرَّ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. بِغَنَمٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَرَأَى فِيهَا شَاةً حَافِلًا ذَاتَ ضَرْعٍ عَظِيمٍ. فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ؟ فَقَالُوا: شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ. فَقَالَ عُمَرُ: مَا أَعْطَى هٰذِهِ أَهْلُهَا وَهُمْ طَائِعُونَ. لَا تَفْتِنُوا النَّاسَ. لَا تَأْخُذُوا حَزَرَاتِ الْمُسْلِمِينَ. نَكِّبُوا عَنِ الطَّعَامِ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت عمر کے پاس سے زکوٰۃ کی بکریاں گزریں تو انہوں نے ان میں ایک بہت دودھ دینے والی بکری دیکھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ بکری کیسی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ زکوٰۃ کی بکری ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کے مالکوں نے یہ بخوشی نہیں دی ہو گی۔ لوگوں کو تنگ نہ کرو، مسلمانوں کا بہترین مال نہ لیا کرو اور ان کی روزی نہ چھینا کرو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ؛ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ أَشْجَعَ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ

قبیلہ اشجع کے دو آدمیوں سے روایت ہے کہ ان کے پاس حضرت محمد بن سلمہ انصاری زکوٰۃ وصول کرنے تشریف لایا کرتے تو مال والے سے فرماتے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دو۔ پھر

كَانَ يَأْتِيهِمْ مُصَلِّيهَا فَيَقُولُ لِرَبِّ الْمَالِ أَخْرِجْ إِلَيَّ صَدَقَةَ مَالِكَ فَلَا يَقُودُ إِلَيْهِ شَاةً فِيهَا وَفَاءٌ مِنْ حَقِّهِ إِلَّا قَبِلَهَا.

قَالَ مَالِكٌ: السُّنَّةُ عِنْدَنَا، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا، أَنَّهُ لَا يُضَيَّقُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي زَكَوَاتِهِمْ وَأَنْ يُقْبَلَ مِنْهُمْ مَا دَفَعُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ.

بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ يَجُوزُ لَهُ أَخْذُهَا

٢٩. حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ لِغَارِمٍ، أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ، أَوْ لِرَجُلٍ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ، فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِينِ فَأَهْدَى الْمِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ".

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي قَسْمِ الصَّدَقَاتِ، أَنَّ ذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا عَلَى وَجْهِ الِاجْتِهَادِ مِنَ الْوَالِي. فَأَيُّ الْأَصْنَافِ كَانَتْ فِيهِ الْحَاجَةُ وَالْعَدَدُ أُوثِرَ ذَلِكَ الصِّنْفُ، بِقَدْرِ مَا يَرَى الْوَالِي. وَعَسَى أَنْ يَنْتَقِلَ ذَلِكَ إِلَى الصِّنْفِ الْآخَرِ بَعْدَ عَامٍ أَوْ عَامَيْنِ أَوْ أَعْوَامٍ. فَيُؤْثَرُ أَهْلُ الْحَاجَةِ وَالْعَدَدِ، حَيْثُمَا كَانَ ذَلِكَ. وَعَلَى هَذَا أَدْرَكْتُ مَنْ أَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ لِلْعَامِلِ عَلَى الصَّدَقَاتِ فَرِيضَةٌ مُسَمَّاةٌ، إِلَّا عَلَى قَدْرِ مَا يَرَى الْإِمَامُ.

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الصَّدَقَاتِ وَالتَّشْدِيدِ فِيهَا

٣٠. حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ: لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ

مالک سے جو بکری سب سے پہلے آتا اگر وہ زکوٰۃ کے قابل ہوتی تو قبول کر لیا کرتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک جو سنت ہے اور جس پر میں نے اپنے شہر کے اکثر اہل علم کو پایا ہے کہ زکوٰۃ وصول کرتے وقت مسلمانوں کو تنگ نہ کیا جائے اور جیسی چیز وہ اپنے مال سے دیں اسے قبول کیا جا

کن لوگوں کے لیے مالی زکوٰۃ لینا جائز ہے

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ زکوٰۃ مالدار کو لینی درست نہیں ماسوائے پانچ کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا زکوٰۃ وصول کرنے پہ مقرر ہو یا قرضدار ہو یا کوئی اپنے مال کے بدلے زکوٰۃ کا مال خریدے یا اس آدمی کے لیے جس کا ہمسایہ غریب ہو تو یہ اسے زکوٰۃ دے اور مسکین مالدار کو ہدیہ دے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جہاد کی تقسیم میں ہمارے نزدیک یہ بات ہے کہ یہ فیصلہ کرنا حاکم کی رائے پر منحصر ہے کہ کون سے حاجت مند اور کتنے لوگوں کو دی جائے۔ حاکم اپنی رائے سے جس قسم کو چاہے ترجیح دے اور چاہے تو سال، دو سال یا کئی سال کے بعد دوسری قسم کو ترجیح دے ضرورت یا تعداد کے لحاظ سے خواہ وہ کہیں ہوں اور میں نے اپنے ملک کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ وصول کرنے والے کے لیے زکوٰۃ میں سے کوئی حصہ مقرر نہیں مگر جو امام مناسب سمجھے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں پر سختی کرنے کا بیان

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اگر کوئی اونٹ باندھنے کی رسّی بھی روکے گا تو اس پر

عَلَيْهِ.

۳۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؛ أَنَّهُ قَالَ: شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فَأَعْجَبَهُ. فَسَأَلَ الَّذِي سَقَاهُ، مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ؟ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَرَدَ عَلَى مَاءٍ، قَدْ سَمَّاهُ. فَإِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ. وَهُمْ يَسْقُونَ. فَحَلَبُوا لِي مِنْ أَلْبَانِهَا. فَجَعَلْتُهُ فِي سِقَائِي فَهُوَ هَذَا. فَأَدْخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَدَهُ فَاسْتَقَاءَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ كُلَّ مَنْ مَنَعَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَلَمْ يَسْتَطِعِ الْمُسْلِمُونَ أَخْذَهَا، كَانَ حَقًّا عَلَيْهِمْ جِهَادُهُ حَتَّى يَأْخُذُوهَا مِنْهُ.

میں ان سے جہاد کروں گا۔

زید بن اسلم نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ پیا تو انہیں بہت پسند آیا۔ پلانے والے سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں پانی کی فلاں جگہ پر گیا تھا۔ وہاں زکوٰۃ کے جانور پانی پی رہے تھے انہوں نے دودھ دوہ کر مجھے دیا تو میں نے اسے اپنی مشک میں ڈال لیا اور یہ وہی تھا۔ حضرت عمر نے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کر دی۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ بات ہے کہ جو اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو روکے اور مسلمانوں کو ان کا حق نہ لینے دے تو مسلمانوں کو حق حاصل ہے کہ ان سے جہاد کر کے حاصل کر لیں۔

۳۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، كَتَبَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا مَنَعَ زَكَوٰةَ مَالِهِ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: أَنْ دَعْهُ وَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ زَكَوٰةً مَعَ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ. وَأَدَّى بَعْدَ ذَلِكَ زَكَوٰةَ مَالِهِ. فَكَتَبَ عَامِلُ عُمَرَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ لَهُ ذَلِكَ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: أَنْ خُذْهَا مِنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے ایک عامل نے ان کے لیے لکھا کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا۔ حضرت عمر نے اس کے لیے لکھا کہ اسے جانے دو اور مسلمانوں کے ساتھ اس سے زکوٰۃ نہ لو۔ جب اس آدمی تک یہ بات پہنچی تو اس پر گراں گزری اور بعد میں اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی۔ عامل نے حضرت عمر کے لیے لکھا اور اس بات کی اطلاع دی پس حضرت عمر نے عامل کے لیے لکھا کہ اس سے لے لو۔

بَابُ زَكَوٰةِ مَا يُخْرَصُ مِنْ ثِمَارِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ

پھلوں اور میووں کی زکوٰۃ

۳۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، "فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ، وَالْبَعْلِ، الْعُشْرُ. وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ".

سلیمان بن یسار اور بسر بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارانی نیز چشموں اور تالابوں سے سیراب کی جانے والی زمین کی پیداوار میں دسواں حصہ اور جو زمین پانی سینچ کر سیراب کی جائے اس میں بیسواں حصہ۔

۳۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ قَالَ، لَا يُؤْخَذُ فِي صَدَقَةِ

ابن شہاب نے فرمایا کہ زکوٰۃ میں جُعرور کھجور نہیں لی جائے گی اور نہ مصران الفارہ اور عذق ابن حبیق لی جائیں گی

النَّخْلِ الْجُعْرُورُ وَلَا مُصْرَانُ الْفَارَةِ، وَلَا عَذْقُ ابْنِ حُبَيْقٍ. قَالَ: وَهُوَ يُعَدُّ عَلَى صَاحِبِ الْمَالِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ.

فرمایا کہ یہ مال میں شمار کی جائیں گی لیکن زکوٰۃ میں لی نہیں جائیں گی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا مِثْلُ ذَلِكَ الْغَنَمُ تُعَدُّ عَلَى صَاحِبِهَا بِسِخَالِهَا، وَالسَّخْلُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ. وَقَدْ يَكُونُ فِي الْأَمْوَالِ ثِمَارٌ لَا تُؤْخَذُ الصَّدَقَةُ مِنْهَا مِنْ ذَلِكَ الْبُرْدِيُّ وَمَا أَشْبَهَهُ، لَا يُؤْخَذُ مِنْ أَدْنَاهُ كَمَا لَا يُؤْخَذُ مِنْ خِيَارِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بکریوں کے مانند ہیں کہ ان کے بچے شمار میں آتے ہیں لیکن زکوٰۃ میں نہیں لیے جاتے پھلوں میں وہ بھی ہیں جو عمدگی کے باعث زکوٰۃ میں نہیں لیے جاتے جیسے بردی کھجور اور اس جیسی گھٹیا کھجوریں بھی نہیں لی جائیں گی جیسے بڑھیا نہیں لی جاتیں۔

قَالَ: وَإِنَّمَا تُؤْخَذُ الصَّدَقَةُ مِنْ أَوْسَاطِ الْمَالِ.

فرمایا کہ زکوٰۃ درمیانے مال سے لی جاتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا يُخْرَصُ مِنَ الثِّمَارِ إِلَّا النَّخِيلُ وَالْأَعْنَابُ، فَإِنَّ ذَلِكَ يُخْرَصُ حِينَ يَبْدُو صَلَاحُهُ، وَيَحِلُّ بَيْعُهُ. وَذَلِكَ أَنَّ ثَمَرَ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ يُؤْكَلُ رُطَبًا وَعِنَبًا، فَيُخْرَصُ عَلَى أَهْلِهِ لِلتَّوْسِعَةِ عَلَى النَّاسِ، وَلِئَلَّا يَكُونَ عَلَى أَحَدٍ فِي ذَلِكَ ضِيقٌ، فَيُخْرَصُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يُخَلَّى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ يَأْكُلُونَهُ كَيْفَ شَاءُوا، ثُمَّ يُؤَدُّونَ مِنْهُ الزَّكَوٰةَ عَلَى مَا خُرِصَ عَلَيْهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ بات یہ ہے کہ کھجوروں اور انگوروں کے سوا کسی پھل کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ ان کا اندازہ اس وقت کیا جائے گا جب ان کی پیداوار ظاہر اور فروخت جائز ہو جائے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ کھجور اور انگور پکنے پر کھائے جاتے ہیں لہٰذا اس وقت لوگوں کو ان کے اندازے میں دقت نہیں ہوگی اور کسی ایک کو تنگی محسوس نہ ہوگی اور وہ اندازہ کر کے آپس میں فیصلہ کر لیں گے اور جیسے چاہیں کھائیں۔ پھر جو اندازہ کیا ہے اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا مَا لَا يُؤْكَلُ رَطْبًا، وَإِنَّمَا يُؤْكَلُ بَعْدَ حَصَادِهِ مِنَ الْحُبُوبِ كُلِّهَا، فَإِنَّهُ لَا يُخْرَصُ، وَإِنَّمَا عَلَى أَهْلِهَا فِيهَا إِذَا حَصَدُوهَا وَدَقُّوهَا وَطَيَّبُوهَا، وَخَلَصَتْ حَبًّا، فَإِنَّمَا عَلَى أَهْلِهَا فِيهَا الْأَمَانَةُ، يُؤَدُّونَ زَكَوٰتَهَا إِذَا بَلَغَ ذَلِكَ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَوٰةُ. وَهَذَا الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو پھل تر نہیں کھائے جاتے اور فصل کٹنے کے بعد دانے کھائے جاتے ہیں تو ان کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ مالک پر ہے کہ جب وہ فصل کاٹ کر اکٹھی کر لے اور صاف کر کے دونوں کو علیحدہ کر لے تو یہ مالکوں کے پاس امانت ہے کہ فصل کی زکوٰۃ ادا کریں جب کہ اس حد کو پہنچے جس پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس بات میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ النَّخْلَ يُخْرَصُ عَلَى أَهْلِهَا، وَثَمَرُهَا فِي رُءُوسِهَا إِذَا طَابَ وَحَلَّ بَيْعُهُ، وَيُؤْخَذُ مِنْهُ صَدَقَتُهُ تَمْرًا عِنْدَ الْجِدَادِ، فَإِنْ أَصَابَتِ الثَّمَرَةَ جَائِحَةٌ بَعْدَ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ کھجوروں کا اندازہ کیا جائے گا جبکہ وہ درختوں میں لگی ہوئی ہوں لیکن پک جائیں اور بیع حلال ہو جائے اور ان کی زکوٰۃ اس وقت لی جائے گی جب پھل توڑنے کا وقت آئے گا اگر اندازہ کرنے کے بعد پھلوں پر کوئی

أَنْ تُخْرَصَ عَلَى أَهْلِهَا وَقَبْلَ أَنْ تُجَدَّ، فَاجْتَاحَتِ الْجَائِحَةُ بِالثَّمَرِ كُلِّهِ، فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةٌ. فَإِنْ بَقِيَ مِنَ الثَّمَرِ شَيْءٌ، يَبْلُغُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَصَاعِدًا، بِصَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أُخِذَ مِنْهُمْ زَكُوتُهُ. وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ فِيمَا أَصَابَتِ الْجَائِحَةُ زَكوٰةٌ. وَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ فِي الْكَرْمِ أَيْضًا. وَإِذَا كَانَ لِرَجُلٍ قِطَعُ أَمْوَالٍ مُتَفَرِّقَةٌ، أَوِ اشْتِرَاكٌ فِي أَمْوَالٍ مُتَفَرِّقَةٍ، لَا يَبْلُغُ مَالُ كُلِّ شَرِيكٍ أَوْ قِطَعُهُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكوٰةُ، وَكَانَتْ إِذَا جُمِعَ بَعْضُ ذٰلِكَ إِلَى بَعْضٍ يَبْلُغُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكوٰةُ، فَإِنَّهُ يَجْمَعُهَا وَيُؤَدِّي زَكوٰتَهَا.

آفت آجائے اور توڑنے سے پہلے جس کے باعث سب پھل ضائع ہو جائیں تو ان کی زکوٰۃ نہیں لی جائے گی اگر کچھ کھجوریں باقی رہی ہوں اور وہ پانچ وسق کو پہنچ جائیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاع کے مطابق تو ان کی زکوٰۃ لی جائے گی اور جو آفت سے برباد ہو گئیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور انگور کا حکم بھی یہی ہے اور اگر کسی آدمی کے پاس متفرق قطعات ہوں یا متفرق قطعات میں کئی آدمی شریک ہوں اور ان میں سے کسی شریک کا مال یا قطعہ اس حد کو نہ پہنچے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن جب بعض قطعے دوسرے بعض سے ملا دیئے جائیں تو زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جاتے ہیں پس انہیں جمع کر کے ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

بَابُ زَكوٰةِ الْحُبُوبِ وَالزَّيْتُونِ

اناج اور زیتون کی زکوٰۃ

۳۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الزَّيْتُونِ؟ فَقَالَ: فِيهِ الْعُشْرُ. قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنَ الزَّيْتُونِ الْعُشْرُ، بَعْدَ أَنْ يُعْصَرَ وَيَبْلُغَ زَيْتُونُهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ. فَمَا لَمْ يَبْلُغْ زَيْتُونُهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، فَلَا زَكوٰةَ فِيهِ. وَالزَّيْتُونُ بِمَنْزِلَةِ النَّخِيلِ. مَا كَانَ مِنْهُ سَقَتْهُ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ، أَوْ كَانَ بَعْلًا، فَفِيهِ الْعُشْرُ. وَمَا كَانَ يُسْقَى بِالنَّضْحِ، فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ، وَلَا يُخْرَصُ شَيْءٌ مِنَ الزَّيْتُونِ فِي شَجَرِهِ.

ابن شہاب سے زیتون کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں عشر ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ زیتون کا عشر تیل نکالنے کے بعد لیا جائے گا اور زیتون پانچ وسق کو پہنچ جائے۔ اگر پانچ وسق کو نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ زیتون کھجور کی طرح ہے اگر بارش یا چشمے سے یا خود بخود پرورش پائے تو اس میں دسواں حصہ ہے اور جو پانی سینچ کر پرورش کی جائے تو اس میں بیسواں حصہ ہے اور زیتون جب درخت پر ہو تو اس کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔

وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا فِي الْحُبُوبِ الَّتِي يَدَّخِرُهَا النَّاسُ وَيَأْكُلُونَهَا، أَنَّهُ يُؤْخَذُ مِمَّا سَقَتْهُ السَّمَاءُ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَا سَقَتْهُ الْعُيُونُ، وَمَا كَانَ بَعْلًا، الْعُشْرُ. وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ. إِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ بِالصَّاعِ الْأَوَّلِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا زَادَ عَلَى خَمْسَةِ أَوْسُقٍ فَفِيهِ الزَّكوٰةُ بِحِسَابِ ذٰلِكَ.

اور اناج کے بارے میں ہمارے نزدیک سنت یہ ہے جس کو لوگ کھاتے یا جمع کر رکھتے ہیں کہ اگر وہ بارش یا چشموں سے پالی جائے یا خود بخود پرورش پائے تو دسواں حصہ اور پانی سینچ کر بیسواں حصہ۔ جبکہ وہ پانچ وسق کو پہنچے پہلے صاع یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاع سے اور اگر پانچ وسق سے زیادہ ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْحُبُوبُ الَّتِي فِيهَا الزَّكَاةُ: الْحِنْطَةُ وَالشَّعِيرُ وَالسُّلْتُ وَالذُّرَةُ وَالدُّخْنُ وَالْأُرْزُ وَالْعَدَسُ وَالْجُلْبَانُ وَاللُّوبِيَا وَالْجُلْجُلَانُ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْحُبُوبِ الَّتِي تَصِيرُ طَعَامًا. فَالزَّكَاةُ تُؤْخَذُ مِنْهَا بَعْدَ أَنْ تُحْصَدَ وَتَصِيرَ حَبًّا.

قَالَ: وَالنَّاسُ مُصَدَّقُونَ فِي ذَلِكَ وَيُقْبَلُ مِنْهُمْ فِي ذَلِكَ مَا دَفَعُوا.

وَسُئِلَ مَالِكٌ: مَتَى يُخْرَجُ مِنَ الزَّيْتُونِ الْعُشْرُ أَوْ نِصْفُهُ، أَقَبْلَ النَّفَقَةِ أَمْ بَعْدَهَا؟ فَقَالَ: لَا يُنْظَرُ إِلَى النَّفَقَةِ، وَلَكِنْ يُسْأَلُ عَنْهُ أَهْلُهُ، كَمَا يُسْأَلُ أَهْلُ الطَّعَامِ عَنِ الطَّعَامِ، وَيُصَدَّقُونَ بِمَا قَالُوا. فَمَنْ رَفَعَ مِنْ زَيْتُونِهِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَصَاعِدًا، أُخِذَ مِنْ زَيْتِهِ الْعُشْرُ بَعْدَ أَنْ يُعْصَرَ، وَمَنْ لَمْ يَرْفَعْ مِنْ زَيْتُونِهِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ لَمْ تَجِبْ عَلَيْهِ فِي زَيْتِهِ الزَّكَاةُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ بَاعَ زَرْعَهُ وَقَدْ صَلَحَ وَيَبِسَ فِي أَكْمَامِهِ، فَعَلَيْهِ زَكَاتُهُ، وَلَيْسَ عَلَى الَّذِي اشْتَرَاهُ زَكَاةٌ، وَلَا يَصْلُحُ بَيْعُ الزَّرْعِ، حَتَّى يَيْبَسَ فِي أَكْمَامِهِ وَيَسْتَغْنِيَ عَنِ الْمَاءِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى - وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ -: إِنَّ ذَلِكَ الزَّكَاةُ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَنْ يَقُولُ ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ بَاعَ أَصْلَ حَائِطِهِ أَوْ أَرْضَهُ وَفِي ذَلِكَ زَرْعٌ أَوْ ثَمَرٌ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ، فَزَكَاةُ ذَلِكَ عَلَى الْمُبْتَاعِ، وَإِنْ كَانَ قَدْ طَابَ وَحَلَّ بَيْعُهُ، فَزَكَاةُ ذَلِكَ عَلَى الْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهَا عَلَى الْمُبْتَاعِ.

بَابُ مَا لَا زَكَاةَ فِيهِ مِنَ الثِّمَارِ

٣٦- قَالَ مَالِكٌ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ لَهُ مَا يَجُدُّ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ، وَمَا يَقْطِفُ مِنْهُ

امام مالک نے فرمایا کہ جن اناجوں پر زکوٰۃ لی جاتی ہے وہ یہ ہیں: گندم، جو، جوار، چنے، چاول، مسور، ماش، لوبیا، تل اور ان کی مانند دوسری چیزیں جو کھائی جاتی ہیں۔ ان سب میں زکوٰۃ لی جائے گی جبکہ انہیں کاٹ کر دانے صاف کر لیے جائیں۔

فرمایا کہ لوگوں پر اس بارے میں اعتبار کیا جائے گا اور جو کچھ وہ دیں لیا جائے گا۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ زیتون سے دسواں اور بیسواں حصہ کب لیا جاتا ہے؟ آیا خرچ سے پہلے یا بعد؟ امام مالک نے فرمایا کہ خرچ کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ مالک سے پوچھا جائے گا جیسے غلے والے سے پوچھا جاتا ہے اور ان کے کہنے پر اعتبار کیا جاتا ہے جو پانچ زیتون سے اٹھائے گا اس سے تیل نکالنے کے بعد دسواں حصہ لیا جائے گا اور جو پانچ وسق سے کم اٹھائے گا تو اس کے زیتون پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی فصل کو فروخت کیا اور وہ پک کر اپنی بالیوں میں خشک ہو گئی تو مالک پر اس کی زکوٰۃ ہے اور خریدار پر زکوٰۃ نہیں ہے اور فصل کی خرید و فروخت درست نہیں ہے یہاں تک کہ اپنی بالیوں میں پک کر پانی سے بے نیاز ہو جائے۔

امام مالک نے ارشاد باری تعالیٰ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ کے بارے میں فرمایا کہ مراد زکوٰۃ ہے اور میں نے ایک کہنے والے سے یہی سنا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنا باغ فروخت کیا یا زمین اور اس میں فصل یا کھجوریں ہیں جن کی بہتری معلوم نہیں ہوئی تو اس کی زکوٰۃ خریدار پر ہے اور اگر اس کی بہتری ظاہر ہو گئی اور بیع حلال ہو گئی تو زکوٰۃ فروخت کرنے والے پر ہے مگر یہ کہ خریدار سے شرط کر لی جائے۔

جن پھلوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کو اپنی فصل سے چار وسق کھجوریں حاصل ہوں یا چار وسق انگور، یا چار وسق

أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ الزَّبِيبِ، وَمَا يَحْصُدُ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ الْحِنْطَةِ، وَمَا يَحْصُدُ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ الْقُطْنِيَّةِ: إِنَّهُ لَا يُجْمَعُ عَلَيْهِ بَعْضُ ذٰلِكَ إِلَى بَعْضٍ وَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَكُونَ فِي الصِّنْفِ الْوَاحِدِ مِنَ التَّمْرِ، أَوْ فِي الزَّبِيبِ، أَوْ فِي الْحِنْطَةِ، أَوْ فِي الْقُطْنِيَّةِ، مَا يَبْلُغُ الصِّنْفُ الْوَاحِدُ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، بِصَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ"

وَإِنْ كَانَ فِي الصِّنْفِ الْوَاحِدِ مِنْ تِلْكَ الْأَصْنَافِ مَا يَبْلُغُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، فَفِيهِ الزَّكٰوةُ. فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَلَا زَكٰوةَ فِيهِ. وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنْ يَجُذَّ الرَّجُلُ مِنَ التَّمْرِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَسْمَاؤُهُ وَأَلْوَانُهُ، فَإِنَّهُ يُجْمَعُ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ يُؤْخَذُ مِنْ ذٰلِكَ الزَّكٰوةُ. فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ، فَلَا زَكٰوةَ فِيهِ. وَكَذٰلِكَ الْحِنْطَةُ كُلُّهَا. السَّمْرَاءُ وَالْبَيْضَاءُ وَالشَّعِيرُ وَالسُّلْتُ كُلُّ ذٰلِكَ صِنْفٌ وَاحِدٌ. فَإِذَا حَصَدَ الرَّجُلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، جُمِعَ عَلَيْهِ بَعْضُ ذٰلِكَ إِلَى بَعْضٍ، وَوَجَبَتْ فِيهِ الزَّكٰوةُ فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ، فَلَا زَكٰوةَ فِيهِ. وَكَذٰلِكَ الزَّبِيبُ كُلُّهُ. أَسْوَدُهُ وَأَحْمَرُهُ. فَإِذَا قَطَفَ الرَّجُلُ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَجَبَتْ فِيهِ الزَّكٰوةُ. فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيهِ. وَكَذٰلِكَ الْقُطْنِيَّةُ هِيَ صِنْفٌ وَاحِدٌ مِثْلُ الْحِنْطَةِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَسْمَاؤُهَا وَأَلْوَانُهَا. وَالْقُطْنِيَّةُ: الْحِمَّصُ وَالْعَدَسُ وَاللُّوبِيَا وَالْجُلْبَانُ. وَكُلُّ مَا ثَبَتَتْ مَعْرِفَتُهُ عِنْدَ النَّاسِ أَنَّهُ قُطْنِيَّةٌ. فَإِذَا حَصَدَ الرَّجُلُ مِنْ ذٰلِكَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ بِالصَّاعِ الْأَوَّلِ، صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَصْنَافِ الْقُطْنِيَّةِ كُلِّهَا لَيْسَ

گندم یا چار وسق دالیں تو ان میں سے کسی چیز کو دوسری کے ساتھ ملایا نہیں جائے گا اور اس پر کسی چیز کی زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔ یہاں تک کہ ایک ہی قسم یعنی کھجوریں یا انگور یا گندم یا کوئی دال اکیلی ہی پانچ وسق کو نہ پہنچ جائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاع سے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

اگر ان میں سے کوئی ایک چیز پانچ وسق کو پہنچ جاتی ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے اور اگر پانچ وسق کو نہیں پہنچتی تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس بات کو یوں کھول کر بیان کیا جا سکتا ہے کہ پانچ وسق میں ہر قسم کی کھجوروں کو شامل کیا جائے گا خواہ ان کے نام اور رنگ مختلف ہوں یعنی ایک کو دوسری میں جمع کر کے پھر ان کی زکوٰۃ لی جائے گی اور اگر اس حد کو نہ پہنچیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح ہر قسم کی گندم یعنی زرد و سفید اور چھلکے والے اور بغیر چھلکے والے جو، یہ سب ایک ہی قسم میں داخل ہیں تو جب آدمی اس کی فصل اٹھائے اگر ایک قسم کو دوسری میں جمع کرنے سے پانچ وسق ہو جائیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس حد کو نہ پہنچیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح کالے اور سرخ ہر قسم کے انگور۔ جب آدمی انہیں چنے اور وہ پانچ وسق ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ ہے اور اگر اس حد کو نہ پہنچیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اسی طرح دالیں ایک قسم ہیں جیسے گندم، کھجور اور انگور اگرچہ ان کے نام اور رنگ مختلف ہوں۔ دالوں میں چنے، مسور لوبیا اور ماش ہیں اور وہ بھی جنہیں لوگ دالوں میں شمار کرتے ہوں۔ جب آدمی ان کی فصل اٹھائے اور یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے صاع سے پانچ وسق ہو جائیں اور اگرچہ وہ دالوں کی سب اقسام ہوں اور دال کی کوئی ایک قسم نہ ہو بلکہ

مِن صِنفٍ وَاحِدٍ مِنَ الْقُطْنِيَّةِ. فَإِذَا جَمَعَهُمْ ذٰلِكَ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ، وَعَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَقَدْ فَرَّقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَيْنَ الْقُطْنِيَّةِ وَالْحِنْطَةِ. فِيمَا أُخِذَ مِنَ النَّبَطِ. وَرَأَى أَنَّ الْقُطْنِيَّةَ كُلَّهَا صِنْفٌ وَاحِدٌ. فَأَخَذَ مِنْهَا الْعُشْرَ وَأَخَذَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالزَّبِيبِ نِصْفَ الْعُشْرِ

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ. كَيْفَ يُجْمَعُ الْقُطْنِيَّةُ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ فِي الزَّكٰوةِ حَتّٰى تَكُونَ صَدَقَتُهَا وَاحِدَةً. وَالرَّجُلُ يَأْخُذُ مِنْهَا اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنَ الْحِنْطَةِ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، قِيلَ لَهُ: فَإِنَّ الذَّهَبَ وَالْوَرِقَ يُجْمَعَانِ فِي الصَّدَقَةِ. وَقَدْ يُؤْخَذُ بِالدِّينَارِ أَضْعَافُهُ فِي الْعَدَدِ مِنَ الْوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ.

قَالَ مَالِكٌ: فِي النَّخِيلِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيَجُدَّانِ مِنْهَا ثَمَانِيَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ. إِنَّهُ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهِمَا فِيهَا. وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ لِأَحَدِهِمَا مِنْهَا مَا يَجُدُّ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ. وَلِلْآخَرِ مَا يَجُدُّ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ. فِي أَرْضٍ وَاحِدَةٍ، كَانَتِ الصَّدَقَةُ عَلَى صَاحِبِ الْخَمْسَةِ الْأَوْسُقِ وَلَيْسَ عَلَى الَّذِي جَدَّ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ أَوْ أَقَلَّ مِنْهَا، صَدَقَةٌ. وَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ فِي الشُّرَكَاءِ كُلِّهِمْ فِي كُلِّ زَرْعٍ مِنَ الْحُبُوبِ كُلِّهَا يُحْصَدُ. أَوِ النَّخْلِ يُجَدُّ أَوِ الْكَرْمِ يُقْطَفُ. فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ يَجُدُّ مِنَ التَّمْرِ. أَوْ يَقْطِفُ مِنَ الزَّبِيبِ. خَمْسَةَ أَوْسُقٍ. أَوْ يَحْصُدُ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، فَعَلَيْهِ فِيهِ الزَّكَاةُ. وَمَنْ كَانَ حَقُّهُ أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ. فَلَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ. وَإِنَّمَا تَجِبُ الصَّدَقَةُ عَلَى مَنْ بَلَغَ جِدَادُهُ أَوْ قِطَافُهُ أَوْ حَصَادُهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ.

ایک کو دوسری میں جمع کیا گیا ہو، تو ان پر زکوٰۃ ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ حضرت عمر نے دالوں اور گندم میں فرق رکھا جبکہ نبطو والوں سے محصول لیا تو دالوں کی تمام اقسام کو ایک ہی قسم شمار کیا اور ان سے دسواں حصہ لیا جبکہ گندم اور انگور سے بیسواں حصہ لیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ دالوں کی تمام اقسام کو زکوٰۃ میں ایک دوسری کے اندر کیوں جمع کیا جاتا ہے اور ان کی ایک زکوٰۃ لی جاتی ہے حالانکہ آدمی ایک کلوگرام کے بدلے دو کلوگرام نقد لے لیتا ہے اور دست بدست گندم کی ایک قسم کے بدلے دوسری اس سے دگنی نہیں لے سکتا اس سے کہا جائے گا کہ سونے اور چاندی دونوں کو زکوٰۃ میں اکٹھے کر لیا جاتا ہے جبکہ ایک دینار کے بدلے دست بدست کئی گنا چاندی لی جاتی ہے۔

امام مالک نے کھجوروں کے بارے میں فرمایا کہ وہ دو آدمیوں کی ہیں۔ جب انہوں نے توڑیں تو آٹھ وسق کھجوریں حاصل ہوئیں ان دونوں پر ان کی زکوٰۃ نہیں۔ اگر ان میں سے کسی کی کھجوریں پانچ وسق ہوں اور دوسرے کی چار وسق یا ایک ہی زمین کی اس سے بھی کم تو پانچ وسق والے پر زکوٰۃ ہے اور چار وسق یا اس سے کم والے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ یہی معاملہ تمام شرکاء اور ہر قسم کے اناج کی فصل کا ہے کہ جب بھی ان کی فصل کاٹی جائے یا کھجوریں توڑی جائیں یا انگور چنے جائیں تو جب ہر آدمی کے حصے میں کھجوریں، انگور یا گندم پانچ وسق آئے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور جس کا حصہ پانچ وسق سے کم ہو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ زکوٰۃ تو اسی پر واجب ہے کہ توڑنے، چننے یا فصل اٹھانے پر پانچ وسق جنس حاصل ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلسُّنَّةُ عِنْدَنَا، اَنَّ كُلَّ مَا اَخْرَجَتْ زَكَاتُهُ مِنْ هٰذِهِ الْاَصْنَافِ كُلِّهَا، اَلْحِنْطَةِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالْحُبُوْبِ كُلِّهَا، ثُمَّ اَمْسَكَهُ صَاحِبُهُ بَعْدَ اَنْ اَدّٰى صَدَقَتَهُ سِنِيْنَ. ثُمَّ بَاعَهُ اَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ فِيْ ثَمَنِهِ زَكٰوةٌ، حَتّٰى يَحُوْلَ عَلٰى ثَمَنِهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَاعَهُ. اِذَا كَانَ اَصْلُ تِلْكَ الْاَصْنَافِ مِنْ فَائِدَةٍ اَوْ غَيْرِهَا. وَاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ. وَاِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ وَالْحُبُوْبِ وَالْعُرُوْضِ. يُفِيْدُهَا الرَّجُلُ ثُمَّ يُمْسِكُهَا سِنِيْنَ. ثُمَّ يَبِيْعُهَا بِذَهَبٍ اَوْ وَرِقٍ، فَلَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فِيْ ثَمَنِهَا زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَاعَهَا. فَاِنْ كَانَ اَصْلُ تِلْكَ الْعُرُوْضِ لِلتِّجَارَةِ فَعَلٰى صَاحِبِهَا فِيْهَا الزَّكٰوةُ حِيْنَ يَبِيْعُهَا. اِذَا كَانَ قَدْ حَبَسَهَا سَنَةً، مِنْ يَوْمِ زَكَّى الْمَالَ الَّذِيْ ابْتَاعَهَا بِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ وہ تمام اقسام جن کی زکوٰۃ نکال دی گئی جیسے گندم کھجوریں، انگور اور تمام قسم کے اناج۔ پھر مالک زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد انہیں سالہا سال تک روکنے کے بعد فروخت کرے تو ان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں لی جائے گی یہاں تک کہ فروخت کرنے کے دن سے اس پر پورا سال نہ گزر جائے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ چیزیں اسے میراث یا ہبہ کے ذریعے حاصل ہوئی ہوں اور یہ تجارت کے لیے نہ ہوں، کیونکہ یہ کھانا، غلہ اور اسباب کے مانند ہیں۔ جو آدمی کو حاصل ہوتا ہے اور وہ اُسے سالہا سال روکے رکھتا ہے پھر اسے سونے یا چاندی کے بدلے فروخت کرتا ہے تو اس کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ فروخت کرنے کے دن سے پورا سال نہ گزر جائے۔ ہاں اگر یہ چیزیں تجارت کے لیے ہوں تو مالک پر فروخت کرتے وقت زکوٰۃ ہوگی جبکہ مالک نے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ایک سال روک کر فروخت کی ہوں۔

بَابٌ ۲۲ مَا لَا زَكٰوةَ فِيْهِ مِنَ الْفَوَاكِهِ وَالْقَضْبِ وَالْبُقُوْلِ

وہ پھل ساگ اور ترکاری جن پر زکوٰۃ نہیں

قَالَ مَالِكٌ: اَلسُّنَّةُ الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا عِنْدَنَا وَالَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ. اَنَّهُ لَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْفَوَاكِهِ كُلِّهَا صَدَقَةٌ. اَلرُّمَّانِ، وَالْفِرْسِكِ، وَالتِّيْنِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ وَمَا لَمْ يُشْبِهْهُ. اِذَا كَانَ مِنَ الْفَوَاكِهِ.

قَالَ: وَلَا فِي الْقَضْبِ وَلَا فِي الْبُقُوْلِ كُلِّهَا صَدَقَةٌ. وَلَا فِيْ اَثْمَانِهَا اِذَا بِيْعَتْ صَدَقَةٌ، حَتّٰى يَحُوْلَ عَلٰى اَثْمَانِهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَيْعِهَا، وَيَقْبِضُ صَاحِبُهَا ثَمَنَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے جس میں اختلاف نہیں اور جو میں نے اہل علم سے سُنا کہ پھلوں کی کسی قسم پر زکوٰۃ نہیں ہے جیسے انار، شفتالو، انجیر اور جو ان کے مشابہ ہوں یا مشابہ نہ ہوں، جبکہ وہ پھلوں میں شمار ہوں۔

فرمایا کہ کسی بھی قسم کے ساگ اور سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے اور فروخت کرتے وقت بھی ان پر زکوٰۃ نہیں ہے یہاں تک کہ ان کی قیمت پر فروخت کرنے کے دن سے ایک سال نہ گزر جائے اور مالک نے ان کی قیمت وصول کر لی ہو۔

باب ۲۲ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الرَّقِيقِ وَالْخَيْلِ وَالْعَسَلِ

لونڈی، غلام، گھوڑوں اور شہد کی زکوٰۃ

۳۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ".

عراک بن مالک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان پر اس کے لونڈی غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

۳۸۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ أَهْلَ الشَّامِ قَالُوا لِأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ: خُذْ مِنْ خَيْلِنَا وَرَقِيقِنَا صَدَقَةً. فَأَبَى. ثُمَّ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَأَبَى عُمَرُ. ثُمَّ كَلَّمُوهُ أَيْضًا. فَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ: إِنْ أَحَبُّوا فَخُذْهَا مِنْهُمْ وَارْدُدْهَا عَلَيْهِمْ. وَارْزُقْ رَقِيقَهُمْ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ اہل شام نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ بھی لیا کرو۔ انہوں نے انکار کر دیا، پھر حضرت عمر کے لیے لکھا تو حضرت عمر نے بھی انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے یہی بات کہی تو انہوں نے حضرت عمر کے لیے لکھا کہ جو وہ دینا چاہیں وہ لے لو اور ان کے غریبوں کو دے دیا کرو اور ان کے غلاموں کو کھلا دیا کرو۔

قَالَ مَالِكٌ: مَعْنَى قَوْلِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ "وَارْدُدْهَا عَلَيْهِمْ" يَقُولُ عَلَى فُقَرَائِهِمْ.

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان پر لوٹا دو کا مطلب یہ ہے کہ ان کے غریبوں کو دے دیا کرو۔

۳۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ كِتَابٌ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي وَهُوَ بِمِنًى: أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنَ الْعَسَلِ وَلَا مِنَ الْخَيْلِ صَدَقَةً.

عبد اللہ بن ابو بکر نے فرمایا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا خط میرے والد محترم کے نام آیا جب کہ وہ منیٰ میں تھے کہ وہ شہد اور گھوڑوں میں سے زکوٰۃ نہ لیں۔

۴۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ صَدَقَةِ الْبَرَاذِينِ؛ فَقَالَ: وَهَلْ فِي الْخَيْلِ مِنْ صَدَقَةٍ؟

عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے تُرکی گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہے؟

باب ۲۴ جِزْيَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمَجُوسِ

اہل کتاب اور مجوسیوں سے جزیہ لینے کا بیان

۴۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ الْبَحْرَيْنِ. وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بحرین کے مجوسیوں سے جزیہ لیا اور حضرت عمر نے ایران کے مجوسیوں سے اور حضرت عثمان نے بربر قوم

الْخَطَّابِ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ فَارِسَ وَأَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَخَذَهَا مِنَ الْبَرْبَرِ.

سے جزیہ لیا۔

۴۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ذَكَرَ الْمَجُوسَ فَقَالَ مَا أَدْرِي، كَيْفَ أَصْنَعُ فِي أَمْرِهِمْ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "سُنُّوا بِهِمْ سُنَّةَ أَهْلِ الْكِتَابِ".

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجوسیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ ان کے معاملے میں کیا کروں؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو اہلِ کتاب کے ساتھ کرتے ہو۔

۴۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا. مَعَ ذٰلِكَ أَرْزَاقُ الْمُسْلِمِينَ وَضِيَافَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے والوں پر سالانہ چار دینار جزیہ مقرر فرمایا اور چاندی والوں پر چالیس درہم اور اس کے ساتھ یہ کہ جب مسلمان ان کے پاس آکر ٹھہریں تو تین دن تک ان کی مہمان نوازی کریں۔

۴۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ فِي الظَّهْرِ نَاقَةً عَمْيَاءَ، فَقَالَ عُمَرُ: ادْفَعْهَا إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَنْتَفِعُونَ بِهَا. قَالَ، فَقُلْتُ، وَهِيَ عَمْيَاءُ؛ فَقَالَ عُمَرُ يَقْطُرُونَهَا بِالْإِبِلِ. قَالَ فَقُلْتُ. كَيْفَ تَأْكُلُ مِنَ الْأَرْضِ؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ: أَمِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ هِيَ أَمْ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ؟ فَقُلْتُ: بَلْ مِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ. فَقَالَ عُمَرُ أَرَدْتُمْ، وَاللّٰهِ، أَكْلَهَا. فَقُلْتُ. إِنَّ عَلَيْهَا وَسْمَ الْجِزْيَةِ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَنُحِرَتْ، وَكَانَ عِنْدَهُ صِحَافٌ تِسْعٌ فَلَا تَكُونُ فَاكِهَةٌ وَلَا طُرَيْفَةٌ إِلَّا جَعَلَ مِنْهَا فِي تِلْكَ الصِّحَافِ. فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَكُونُ الَّذِي يَبْعَثُ بِهِ إِلَى حَفْصَةَ ابْنَتِهِ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ. فَإِنْ كَانَ فِيهِ نُقْصَانٌ، كَانَ فِي حَظِّ حَفْصَةَ. قَالَ: فَجَعَلَ فِي تِلْكَ الصِّحَافِ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُورِ. فَبَعَثَ بِهِ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُورِ،

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ شتر خانے میں ایک اندھی اونٹنی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ وہ اہل بیت کو دے دو تاکہ اس سے فائدہ حاصل کریں میں نے کہا کہ وہ تو اندھی ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے اونٹوں کی قطار میں باندھ دو۔ میں عرض گزار ہوا کہ وہ زمین میں کیسے چرے گی؟ حضرت عمر نے کہا کہ وہ جزیہ کے جانوروں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں سے؟ میں نے کہا کہ جزیہ کے جانوروں سے۔ حضرت عمر نے کہا کہ خدا کی قسم تم اُسے کھانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں عرض گزار ہوا کہ اس پر تو جزیہ کی نشانی ہے۔ پس حضرت عمر کے حکم سے اُسے ذبح کیا گیا اور ان کے پاس نو پیالے تھے جب بھی کوئی پھل یا اچھی چیز آتی تو ان پیالوں میں وہ چیز ڈال کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے بھیج دیا کرتے اور آخر میں اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کے لیے بھیجتے تاکہ کوئی کمی واقع ہو تو حضرت حفصہ کے حصّے میں ہو پس انہوں نے مذکورہ پیالوں میں گوشت ڈال کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے بھیج دیا اور باقی کو پکانے کا حکم دیا۔ جب وہ پک گیا

ثُمَّ فَدَعَا عَلَيْهِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ .

قَالَ مَالِكٌ: لَا أَرَى أَنْ تُؤْخَذَ النَّعَمُ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ إِلَّا فِي جِزْيَتِهِمْ .

۴۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ: أَنْ يَضَعُوا الْجِزْيَةَ عَمَّنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ حِينَ يُسْلِمُونَ .

قَالَ مَالِكٌ: مَضَتِ السُّنَّةُ أَنْ لَا جِزْيَةَ عَلَى نِسَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَلَا عَلَى صِبْيَانِهِمْ. وَأَنَّ الْجِزْيَةَ لَا تُؤْخَذُ إِلَّا مِنَ الرِّجَالِ الَّذِينَ قَدْ بَلَغُوا الْحُلُمَ. وَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ، وَلَا عَلَى الْمَجُوسِ فِي نَخِيلِهِمْ وَلَا كُرُومِهِمْ، وَلَا زُرُوعِهِمْ، وَلَا مَوَاشِيهِمْ صَدَقَةٌ. لِأَنَّ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا وُضِعَتْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ تَطْهِيرًا لَهُمْ وَرَدًّا عَلَى فُقَرَائِهِمْ. وَوُضِعَتِ الْجِزْيَةُ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ صَغَارًا لَهُمْ. فَهُمْ مَا كَانُوا بِبَلَدِهِمِ الَّذِينَ صَالَحُوا عَلَيْهِ، لَيْسَ عَلَيْهِمْ شَيْءٌ سِوَى الْجِزْيَةِ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِهِمْ. إِلَّا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ وَيَخْتَلِفُوا فِيهَا. فَيُؤْخَذُ مِنْهُمُ الْعُشْرُ فِيمَا يُدِيرُونَ مِنَ التِّجَارَاتِ. وَذَلِكَ أَنَّهُمْ إِنَّمَا وُضِعَتْ عَلَيْهِمُ الْجِزْيَةُ وَصَالَحُوا عَلَيْهَا، عَلَى أَنْ يُقَرُّوا بِبِلَادِهِمْ، وَيُقَاتَلُ عَنْهُمْ عَدُوُّهُمْ. فَمَنْ خَرَجَ مِنْهُمْ مِنْ بِلَادِهِ إِلَى غَيْرِهَا يَتْجُرُ إِلَيْهَا، فَعَلَيْهِ الْعُشْرُ. مَنْ تَجَرَ مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ إِلَى الشَّامِ، وَمِنْ أَهْلِ الشَّامِ إِلَى الْعِرَاقِ، وَمِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى الْمَدِينَةِ، أَوِ الْيَمَنِ أَوْ مَا أَشْبَهَ هَذَا مِنَ الْبِلَادِ، فَعَلَيْهِ الْعُشْرُ. وَلَا صَدَقَةَ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمَجُوسِ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَلَا مِنْ مَوَاشِيهِمْ وَلَا ثِمَارِهِمْ وَلَا زُرُوعِهِمْ. مَضَتْ بِذَلِكَ السُّنَّةُ. وَيُقَرُّونَ عَلَى دِينِهِمْ. وَيَكُونُونَ عَلَى مَا كَانُوا عَلَيْهِ. وَإِنِ اخْتَلَفُوا فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ مِرَارًا فِي بِلَادِ الْمُسْلِمِينَ فَعَلَيْهِمْ كُلَّمَا اخْتَلَفُوا الْعُشْرُ. لِأَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ مِمَّا

تو انھوں نے انصار و مہاجرین کو مدعو کر لیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اہل جزیہ سے جانور سوائے جزیہ کے میرے نزدیک لیے جائیں گے جن کے پاس جانور ہوں۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے عمال کے لیے لکھا کہ اہل جزیہ سے جب کوئی مسلمان ہو جائے تو اس سے جزیہ لینا موقوف کر دیا جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ قدیمی سنت ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں اور بچوں کا جزیہ نہیں لیا جائے گا بلکہ جزیہ ان کے بالغ مردوں سے لیا جائے گا نیز ذمیوں اور مجوسیوں کے کھجوروں، انگوروں ان کی زراعت اور ان کے مویشیوں سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی کیونکہ زکوٰۃ تو مسلمانوں پر ہے ان کے مالوں کو پاک کرنے اور ان کے غریبوں کو دینے کے لیے اور جزیہ اہل کتاب پر انہیں ذلیل کرنے کے لیے ہے پس جب وہ ایسے شہر میں ہوں کہ ان کے ساتھ صلح ہو تو جزیہ کے سوا اُن سے کچھ اور نہیں جائے گا مگر یہ کہ وہ مسلمانوں کے شہروں میں تجارت کریں اور ان میں آئیں جائیں تو ان کے تجارتی مال سے عُشر لیا جائے گا اور یہ بایں وجہ ہے کہ جب اُن پر جزیہ مقرر ہے اور ان کے ساتھ صلح ہے تو وہ اپنے شہروں میں رہیں اور ان کی طرف سے ان کے دشمنوں سے مسلمان لڑیں لیکن جو ان میں سے بغرض تجارت اپنے شہروں سے نکلے گا تو اس سے دسواں حصّہ لیا جائے گا یعنی جو مصری شام تجارت کرنے جائے اور جو شامی عراق جائے اور جو عراقی مدینہ منورہ یا یمن جائے یا اسی طرح دوسرے شہروں کو تو اس پر دسواں حصّہ ہے نیز اہل کتاب اور مجوسیوں پر کسی بھی مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ نہ ان کے مویشیوں میں نہ پھلوں میں اور نہ ان کی کھیتی میں یہی سنت چلی آتی ہے اور وہ اپنے دین پر جس طرح چاہیں قائم رہ سکتے ہیں اور وہ سال میں تجارت کی غرض سے جتنی دفعہ بھی مسلمانوں کے شہروں میں آئیں گے ہر دفعہ ان سے دسواں حصّہ لیا جائے گا کیونکہ اس بات پر ان سے صلح نہیں ہوئی اور نہ یہ شرط رکھی گئی۔ یہ وہ ہے جس پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم حضرات کو

صَالَحُوا عَلَيْهِ، وَلَا مِمَّا شُرِطَ لَهُمْ. وَهٰذَا الَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

پایا۔

بَابُ ۲۵ عُشُورِ أَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمیوں سے عشر لینا

۴۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ النَّبَطِ، مِنَ الْحِنْطَةِ وَالزَّيْتِ، نِصْفَ الْعُشْرِ. يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَكْثُرَ الْحَمْلُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَيَأْخُذُ مِنَ الْقُطْنِيَّةِ الْعُشْرَ.

سالم بن عبد اللہ نے اپنے والدِ ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبط والوں سے گندم اور تیل کا بیسواں حصّہ لیا کرتے تاکہ مدینہ منورہ میں ان کی بہتات ہو جائے اور دالوں سے دسواں حصّہ لیا کرتے تھے۔

۴۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ؛ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا عَامِلًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَلَى سُوقِ الْمَدِينَةِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَكُنَّا نَأْخُذُ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ.

سائب بن یزید نے فرمایا کہ میں لڑکا تھا اور حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں مدینہ منورہ کے بازار کا عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے ساتھ عامل تھا تو ہم کفارِ نبط سے دسواں حصّہ لیا کرتے تھے۔

۴۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَلَى أَيِّ وَجْهٍ كَانَ يَأْخُذُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ؟ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: كَانَ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ مِنْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَأَلْزَمَهُمْ ذٰلِكَ عُمَرُ.

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ حضرت عمر کفارِ نبط سے دسواں حصہ کیوں لیتے تھے؟ پس ابن شہاب نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں ان سے دسواں حصہ لیا جاتا تھا تو حضرت عمر نے بھی ان پر مذکورہ شرح کو قائم رکھا۔

بَابُ ۲۶ اشْتِرَاءِ الصَّدَقَةِ وَالْعَوْدِ فِيهَا

مالِ زکوٰۃ ادا کر کے پھر خریدنا یا لوٹانا

۴۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُولُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ عَتِيقٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَكَانَ الرَّجُلُ الَّذِي هُوَ عِنْدَهُ قَدْ أَضَاعَهُ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ. وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ. فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «لَا تَشْتَرِهِ، وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ. فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ، كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ»

زید بن اسلم نے اپنے والدِ ماجد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے ایک شخص کو راہِ خدا میں جہاد کرنے کے لیے ایک عمدہ گھوڑا دیا لیکن اس آدمی نے گھوڑے کو برباد کر دیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس سے خرید لوں اس خیال سے کہ وہ سستا بیچ دے گا پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے نہ خریدنا خواہ تمہیں ایک ہی درہم میں ملے کیونکہ اپنی خیرات کو واپس لوٹانے والا کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔

۵۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

بن عمر، أن عمر بن الخطاب حمل على فرس في سبيل الله. فأراد أن يبتاعه. فسأل عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "لا تبتعه ولا تعد في صدقتك"

ہے کہ حضرت عمر نے کسی کو راہ خدا میں ایک گھوڑا دیا۔ اور پھر اسے خریدنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے نہ خریدو اور اپنی خیرات کو واپس نہ لوٹاؤ۔

• قال يحيى: سئل مالك عن رجل تصدق بصدقة، فوجدها مع غير الذي تصدق بها عليه تباع. أيشتريها؟ فقال: تركها أحب إلي.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کوئی خیرات دی پھر کسی دوسرے آدمی کو دیکھے کہ اسے فروخت کر رہا ہے تو کیا خیرات دینے والا اُسے خرید لے؟ فرمایا کہ نہ خریدنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

باب ۲۷ من تجب عليه زكوة الفطر

جن پر صدقۂ فطر واجب ہے

۵۱ - حدثني يحيى عن مالك، عن نافع؛ أن عبد الله بن عمر كان يخرج زكوة الفطر عن غلمانه الذين بوادي القرى وبخيبر.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اُن غلاموں کا بھی صدقۂ فطر بھی نکالتے جو وادئ قریٰ اور خیبر میں تھے۔

وحدثني عن مالك، أن أحسن ما سمعت فيما يجب على الرجل من زكوة الفطر. أن الرجل يؤدي ذلك عن كل من يضمن نفقته. ولا بد له من أن ينفق عليه. والرجل يؤدي عن مكاتبه ومدبره، ورقيقه. كلهم غائبهم وشاهدهم من كان منهم مسلما، ومن كان منهم لتجارة أو لغير تجارة. ومن لم يكن منهم مسلما. فلا زكوة عليه فيه.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بہت اچھی بات سُنی کہ آدمی ہر اس فرد کی جانب سے صدقۂ فطر ادا کرے جس کے اخراجات کا وہ ذمہ دار ہے اور جن پر خرچ کیے بغیر چارہ کار نہیں۔ اور آدمی اپنے مکاتب، مدبر اور غلام سب کی طرف سے ادا کرے خواہ وہ غائب ہوں یا حاضر لیکن ہوں وہ مسلمان خواہ تجارت کے لیے ہوں یا نہ ہوں اور جو ان میں سے مسلمان نہ ہو تو اس کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

قال مالك في العبد الآبق: إن سيده إن علم مكانه، أو لم يعلمه، وكانت غيبته قريبة وهو يرجو حياته ورجعته، فإني أرى أن يزكي عنه. وإن كان إباقه قد طال، ويئس منه. فلا أرى أن يزكي عنه.

امام مالک نے مفرور غلام کے بارے میں فرمایا کہ مالک اگر اس کی رہائش گاہ کو جانتا ہو یا نہ جانے اور واقعہ ماضی قریب کا ہو اور وہ اس کی زندگی اور واپسی کی امید رکھتا ہو، تو میرے خیال میں وہ صدقۂ فطر اس کی طرف سے دے اور اگر بھاگے ہوئے عرصہ بیت گیا اور ناامیدی ہو چکی تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر نہ دے۔

قال مالك: تجب زكوة الفطر على أهل البادية كما تجب على أهل القرى. وذلك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فرض زكوة الفطر من رمضان على الناس. على كل حر أو عبد، ذكر أو أنثى من

امام مالک نے فرمایا کہ صدقۂ فطر دیہاتیوں پر بھی اسی طرح واجب ہے جیسے شہریوں پر اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے ہر مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا

الْمُسْلِمِيْنَ.

عورت ۔

بَابُ ۲۸ مَكِيْلَةِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ

صدقۂ فطر کی مقدار

۵۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، عَلٰى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان کے صدقۂ فطر کو ہر مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ ایک صاع کھجور یا جو دیے جائیں خواہ وہ آزاد ہو یا غلام اور مرد ہو یا عورت ۔

۵۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ الْعَامِرِيِّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ. وَذٰلِكَ بِصَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبداللہ بن سعد بن ابو سرح نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم صدقۂ فطر نکالا کرتے تھے ایک صاع کھانا یا ایک صاع جو یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاع سے ۔

۵۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُخْرِجُ فِي زَكٰوةِ الْفِطْرِ إِلَّا التَّمْرَ. إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً فَإِنَّهُ أَخْرَجَ شَعِيْرًا

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر صدقۂ فطر میں ہمیشہ کھجوریں دیا کرتے لیکن ایک دفعہ انہوں نے جو دیئے ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْكَفَّارَاتُ كُلُّهَا وَزَكٰوةُ الْعُشُوْرِ كُلُّ ذٰلِكَ بِالْمُدِّ الْأَصْغَرِ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الظِّهَارَ. فَإِنَّ الْكَفَّارَةَ فِيْهِ بِمُدِّ هِشَامٍ، وَهُوَ الْمُدُّ الْأَعْظَمُ.

امام مالک نے فرمایا کہ تمام کفارے اور صدقۂ فطر اور پیداوار کا عشر سب چھوٹے مُد سے لیے جائیں گے جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مُد ہے ماسوائے کفارۂ ظہر کے کہ وہ ہشام بن عبدالملک کے بڑے مُد سے ادا کیا جائے گا ۔

بَابُ ۲۹ وَقْتُ إِرْسَالِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ

صدقۂ فطر ادا کرنے کا وقت

۵۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ إِلَى الَّذِي تُجْمَعُ عِنْدَهُ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید سے دو یا تین دن پہلے صدقۂ فطر اس شخص کے پاس بھیج دیا کرتے تھے جس کے پاس جمع ہوا کرتا تھا ۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ رَأَى أَهْلَ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ أَنْ يُخْرِجُوْا زَكٰوةَ الْفِطْرِ، إِذَا طَلَعَ

امام مالک نے اہلِ علم کو دیکھا کہ وہ نماز سے پہلے صدقۂ فطر نکالنے کو مستحب سمجھتے یعنی عید الفطر کی فجر طلوع ہونے سے

الفَجرُ مِن یَومِ الفِطرِ قَبلَ اَن یَغدُوا الی المُصَلّٰی.

عید گاہ کو جانے تک۔

قَالَ مَالِكٌ، وَذٰلِكَ وَاسِعٌ اِن شَاءَ اللّٰهُ، اَن تُؤَدّٰی قَبلَ الغُدُوِّ، مِن یَومِ الفِطرِ وَبَعدَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ انشاء اللہ اس میں وسعت ہے کہ صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کردے یا بعد میں۔

بَابُ مَن لَا یَجِبُ عَلَیهِ زَکوٰۃُ الفِطرِ

جن پر صدقہ فطر واجب نہیں

۵۶۔ حَدَّثَنِی یَحیٰی عَن مَالِكٍ: لَیسَ عَلَی الرَّجُلِ فِی عَبِیدِ عَبِیدِهِ، وَلَا فِی اَجِیرِهِ، وَلَا رَقِیقِ امرَاَتِهِ زَکوٰۃٌ اِلَّا مَن کَانَ یَخدِمُهُ، وَلَا بُدَّ لَهُ مِنهُ. فَتَجِبُ عَلَیهِ. وَلَیسَ عَلَیهِ زَکوٰۃٌ فِی اَحَدٍ مِن رَقِیقِهِ الکَافِرِ مَا لَم یُسلِم. لِتِجَارَةٍ کَانُوا، اَو لِغَیرِ تِجَارَةٍ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ آدمی پر اس کے غلام کے غلام مزدور اور بیوی کے غلام کا صدقہ فطر نہیں ہے مگر جو اس کی خدمت کرتے ہوں اور جن کی اسے ضرورت ہو تو اُن کا اس پر واجب ہے اور اس پر اپنے کسی کافر غلام کا صدقہ فطر نہیں ہے، جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائے خواہ وہ تجارت کے لیے ہو یا تجارت کے لیے نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۲۰۔ کِتَابُ الْحَجِّ

کتاب الحج

بَابُ الْغُسْلِ لِلْإِهْلَالِ

احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا

۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ: أَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بِالْبَيْدَاءِ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: «مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتُهِلَّ».

قاسم بن محمد نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت محمد بن ابو بکر کو بیداء کے مقام پر جنا تو حضرت ابو بکر نے اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا: ان سے کہیے کہ غسل کرکے احرام باندھ لیں۔

۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بِذِي الْحُلَيْفَةِ. فَأَمَرَهَا أَبُو بَكْرٍ أَنْ تَغْتَسِلَ، ثُمَّ تُهِلَّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابو بکر کو ذوالحلیفہ کے مقام پر جنا تو حضرت ابو بکر نے ان سے فرمایا کہ غسل کرکے احرام باندھ لو۔ ف

ف۔ حضرت اسماء بنت عمیس یہ صحابیہ صالحہ عاقلہ جمیلہ ہیں۔ یہ حضرت علی کے بڑے بھائی حضرت جعفر کی زوجہ محترمہ ہیں۔ اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ ان سے تین صاحبزادے عبداللہ، محمد اور عون پیدا ہوئے۔ جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اور حضرت جعفر طیار جام شہادت نوش فرما گئے تو انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ان سے محمد بن ابو بکر پیدا ہوئے۔ حضرت ابو بکر کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت علی سے نکاح کر لیا اور کمسن ہونے کے باعث محمد بن ابو بکر بھی حضرت علی کے زیر پرورش رہے۔ اسی ایک تاریخی حقیقت کو سامنے رکھیں تو دونوں مقدس گھرانوں کے خوشگوار اور انتہائی قریبی تعلقات کی روشن تصویر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے اور اس جھوٹے پروپیگنڈے کے چہرے سے نقاب ہٹ جاتی ہے جو حضرت ابو بکر اور حضرت علی کے درمیان کدورت اور کشیدگی بنانے کو اپنے دین وایمان کی بنیاد بنائے بیٹھے ہیں۔

علاوہ بریں محمد بن ابو بکر کے صاحبزادے ہیں قاسم بن محمد۔ جو اکابر تابعین وافاضل عصر اور مدینہ منورہ کے سات فقہاء سے ہیں۔ یہی قاسم بن محمد تو خسر ہیں امام محمد باقر کے اور نانا جان ہیں امام جعفر صادق کے۔ گویا حضرت ابو بکر صدیق وہ ہیں جو امام جعفر صادق کے نانا جا

۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِدُخُولِهِ مَكَّةَ، وَلِوُقُوفِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما غسل کیا کرتے تھے احرام باندھنے سے پہلے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے اور عرفات میں ٹھہرنے کے لیے۔

بابٌ غُسْلِ الْمُحْرِمِ

محرم کے غسل کا بیان

۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ. وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ: لَا يَغْتَسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ. قَالَ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ. فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ. وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُنَيْنٍ. أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ. أَسْأَلُكَ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ قَالَ، فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ. ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: اصْبُبْ. فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ. ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ. ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ.

عبد اللہ بن حنین سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ میں ابواء کے مقام پر اختلاف ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ نے کہا کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور حضرت مسور نے کہا کہ محرم اپنا سر نہ دھوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس نے مجھے حضرت ابو ایوب انصاری کی خدمت میں بھیجا تو میں نے انہیں دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا اور کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے انہیں سلام کیا تو فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا کہ عبد اللہ بن حنین ہوں مجھے حضرت عبد اللہ بن عباس نے آپ کے پاس یہ پوچھنے کے لیے بھیجا ہے کہ حالتِ احرام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا سر مبارک کس طرح دھویا کرتے تھے؟ حضرت ابو ایوب نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچا کر دیا یہاں تک کہ مجھے ان کا سر دکھائی دینے لگا۔ پھر ایک آدمی سے فرمایا جو ان پر پانی ڈال رہا تھا کہ ڈالو۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو حرکت دی اور انہیں آگے پیچھے کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا تھا۔

۵۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِيَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ، وَهُوَ يَصُبُّ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَاءً، وَهُوَ يَغْتَسِلُ: اصْبُبْ عَلَى رَأْسِي. فَقَالَ يَعْلَى: أَتُرِيدُ

عطا بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یعلیٰ بن منیہ سے فرمایا جو غسل کرتے وقت ان کے اوپر پانی ڈالا کرتے تھے کہ میرے سر پر پانی ڈالو۔ یعلیٰ عرض گزار ہوئے کہ کیا آپ یہی چاہتے ہیں کہ گناہ مجھ پر ہو؟ اگر آپ حکم فرمائیں

(حاشیہ کے ساتھ حاشیہ: بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حاشیہ صفحہ گزشتہ

کے دادا جان ہیں ان حضرات کے نسلاً بعد نسلٍ کس طرح رشتہ داری کے تعلقات چلتے رہے کہ دونوں گھرانے باہم شیر و شکر نظر آتے ہیں اگر ان گھرانوں کے مابین ذرا سا بھی بعد ہوتا تو اس طرح ایک دوسرے کی آنکھوں کا نور اور اس طرح ایک دوسرے کے دل کا سرور بن کر کبھی نہ رہتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اَنْ تَجْعَلَهَا بِي؟ إِنْ أَمَرْتَنِي صَبَبْتُ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أُصْبُبْ. فَلَنْ يَزِيدَهُ الْمَاءُ إِلَّا شَعَثًا.

تو میں ڈالوں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ڈالو پانی سے یہی ہوگا کہ بال اور بکھر جائیں گے۔

٦ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بَاتَ بِذِي طُوًى، بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ حَتَّى يُصْبِحَ. ثُمَّ يُصَلِّي الصُّبْحَ. ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ. وَلَا يَدْخُلُ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، حَتَّى يَغْتَسِلَ. قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بِذِي طُوًى. وَ يَأْمُرُ مَنْ مَعَهُ فَيَغْتَسِلُونَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلُوا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچتے تو ذی طوی میں رات گزارتے دو گھاٹیوں کے درمیان جب صبح ہو جاتی تو نماز فجر ادا کر کے اس گھاٹی سے داخل ہوتے جو مکہ معظمہ کے بالائی جانب ہے اور جب حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلتے تو بغیر غسل کیے مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوتے یعنی مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے نزدیک جا کر ذی طوی میں غسل کرتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی داخل ہونے سے پہلے غسل کرنے کا حکم دیا کرتے۔

٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ إِلَّا مِنَ الِاحْتِلَامِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر احرام کی حالت میں اپنا سر نہ دھوتے مگر احتلام کے باعث۔

قَالَ مَالِكٌ: سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ لَا بَأْسَ أَنْ يَغْسِلَ الرَّجُلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ بِالْغَسُولِ بَعْدَ أَنْ يَرْمِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، وَقَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ. وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، فَقَدْ حَلَّ لَهُ قَتْلُ الْقَمْلِ وَحَلْقُ الشَّعَرِ. وَإِلْقَاءُ التَّفَثِ وَلُبْسُ الثِّيَابِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ محرم کو خطمی و کھلی وغیرہ سے اپنا سر دھلونے میں کوئی حرج نہیں یعنی جمرۂ عقبہ پر رمی کرنے کے بعد اور سر منڈانے سے پہلے اور یہ اس لیے ہے کہ جب جمرۂ عقبہ پر رمی کر لی تو جوں مارنا، سر منڈانا، میل چھڑانا اور کپڑے پہننا اس کے لیے حلال ہو گیا۔

بَابٌ ٣ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ

احرام میں جو کپڑے پہننے ممنوع ہیں

٨ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ، وَ لَا الْعَمَائِمَ، وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ. وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ".

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ محرم کونسے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قمیصیں، عمامے، شلواریں، ٹوپیاں اور موزے نہ پہنو مگر جسے میسر نہ آئیں تو موزے پہن لے لیکن اتنے کاٹ لے کہ ٹخنے کھلے رہیں اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جسے زعفران یا ورس لگی ہوئی ہو۔

قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ یہ جو کہا جاتا ہے

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ" فَقَالَ: لَمْ أَسْمَعْ بِهٰذَا، وَلَا أَرَى أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ سَرَاوِيلَ. لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيلَاتِ، فِيمَا نَهَى عَنْهُ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ الَّتِي لَا يَنْبَغِي لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَلْبَسَهَا، وَلَمْ يَسْتَثْنِ فِيهَا، كَمَا اسْتَثْنَى فِي الْخُفَّيْنِ.

کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کو ازار نہ ملے تو وہ شلوار پہن لے"۔ امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ بات نہیں سُنی اور میرے خیال میں محرم شلوار نہیں پہن سکتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شلواروں کے پہننے سے منع فرمایا ہے جبکہ آپ نے ان کپڑوں سے منع فرمایا جن کا پہننا محرم کے لیے درست نہیں اور حضور نے موزوں کی طرح اس کا استثنیٰ بھی نہیں فرمایا۔

بَابُ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ فِي الْإِحْرَامِ

احرام میں رنگین کپڑے پہننا

۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ: "مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ. وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محرم کو زعفران یا ورس کے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ جس کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے لیکن چاہیئے کہ انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے۔

۱۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَقَالَ عُمَرُ: مَا هٰذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوغُ يَا طَلْحَةُ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. إِنَّمَا هُوَ مَدَرٌ. فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّكُمْ أَيُّهَا الرَّهْطُ أَئِمَّةٌ يَقْتَدِي بِكُمُ النَّاسُ. فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَأَى هٰذَا الثَّوْبَ لَقَالَ: إِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُصْبَغَةَ فِي الْإِحْرَامِ فَلَا تَلْبَسُوا أَيُّهَا الرَّهْطُ شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو حالتِ احرام میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ اے طلحہ! یہ رنگا ہوا کپڑا کیسا ہے؟ حضرت طلحہ نے کہا، اے امیر المومنین! یہ مٹی سے رنگا ہوا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ حضرات اُمتِ محمدیہ کے امام ہیں لوگ آپ کی پیروی کرتے ہیں اگر کسی جاہل آدمی نے یہ کپڑا دیکھا تو ضرور کہے گا کہ میں نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو حالتِ احرام میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھا لہٰذا آپ حضرات کسی بھی چیز سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنا کریں۔

۱۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ؛ أَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَاتِ الْمُشْبَعَاتِ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ، لَيْسَ فِيهَا زَعْفَرَانٌ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر حالتِ احرام میں کسم سے گہرے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں لیکن اس میں زعفران کی ملاوٹ نہیں ہوتی تھی۔

قَالَ يَحْيَى: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ ثَوْبٍ مَسَّهُ طِيبٌ

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ جس کپڑے کو

ثُمَّ ذَهَبَ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، هَلْ يُحْرِمُ فِيهِ؟ فَقَالَ نَعَمْ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ صِبَاغٌ: زَعْفَرَانٌ أَوْ وَرْسٌ.

خوشبو لگی ہو، پھر خوشبو جاتی رہے تو کیا اس میں احرام باندھ لیا جائے فرمایا ہاں جبکہ اس میں زعفران یا ورس کا رنگ نہ ہو۔ف

بَابُ ۵ لُبْسِ الْمُحْرِمِ الْمِنْطَقَةَ

محرم کا پیٹی باندھنا

۱۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ لُبْسَ الْمِنْطَقَةِ لِلْمُحْرِمِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما محرم کی پیٹی باندھنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ فِي الْمِنْطَقَةِ يَلْبَسُهَا الْمُحْرِمُ تَحْتَ ثِيَابِهِ. أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ، إِذَا جَعَلَ طَرَفَيْهَا جَمِيعًا سُيُورًا يَعْقِدُ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ محرم اگر کپڑوں کے نیچے پیٹی باندھ لے تو کوئی حرج نہیں جبکہ اس کے دونوں سروں پر تسمے ہوں جو ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سُنی۔

بَابُ ۶ تَخْمِيرِ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ

محرم کا منہ کو ڈھانپنا

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْفُرَافِصَةُ بْنُ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيُّ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ يُغَطِّي وَجْهَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ مجھے فرافصہ بن عمیر حنفی نے بتایا کہ عرج کے مقام پر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ حالتِ احرام میں اپنا منہ ڈھانپ رکھا تھا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: مَا فَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّأْسِ، فَلَا يُخَمِّرْهُ الْمُحْرِمُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ ٹھوڑی سے اوپر والا حصہ سر میں داخل ہے لہٰذا محرم اسے نہ چھپائے۔

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَفَّنَ ابْنَهُ، وَاقِدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ. وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِمًا. وَخَمَّرَ رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ. وَقَالَ: لَوْلَا أَنَّا حُرُمٌ لَطَيَّبْنَاهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے صاحبزادے حضرت واقد بن عبداللہ کو کفن پہنایا جن کا حالت احرام کے اندر جحفہ میں انتقال ہو گیا تھا اور ان کے سر اور چہرے کو ڈھانپ دیا اور فرمایا کہ اگر ہم محرم نہ ہوتے تو ضرور اسے خوشبو لگاتے۔

ف۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حالتِ احرام میں کسم، ورس یا زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا جن سے خوشبو آتی ہو۔ مکروہ ہے۔ اگر خوشبو زائل ہو چکی تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہی مذہب امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کا ہے۔ جمہور فقہاء اسی پر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ مَالِكٌ، وَإِنَّمَا يَعْمَلُ الرَّجُلُ مَا دَامَ حَيًّا فَإِذَا مَاتَ فَقَدِ انْقَضَى الْعَمَلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ عمل اسی وقت ہے جب تک کوئی زندہ رہے جب مرگیا تو عمل ختم ہوگیا۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جو عورت احرام باندھے ہوئے ہو وہ چہرے پر نقاب نہ ڈالے اور دستانے نہ پہنے۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، أَنَّهَا قَالَتْ: كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ. وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت منذر نے فرمایا کہ حالت احرام کے اندر ہم اپنے چہرے ڈھانپ لیا کرتیں اور ہم حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق کے ساتھ ہوتیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيبِ فِي الْحَجِّ

دورانِ حج خوشبو لگانے کا بیان

۱۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتی اور احرام کھولنے کے لیے بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے بھی۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ؛ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ. وَعَلَى الْأَعْرَابِيِّ قَمِيصٌ. وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ. فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "انْزِعْ قَمِيصَكَ. وَاغْسِلْ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ عَنْكَ. وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَفْعَلُ فِي حَجِّكَ"

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حنین سے ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اعرابی کے اوپر قمیص تھی جس پر زرد نشانات تھے وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے تو آپ مجھے کیا کرنے کا حکم فرماتے ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اپنی قمیص اتار دو اور زردی کے نشانات اس سے دھو ڈالو اور پھر اپنے عمرے میں اسی طرح کرو جیسے اپنے حج میں کرتے ہو۔

۱۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طِيبٍ وَهُوَ بِالشَّجَرَةِ. فَقَالَ: مِمَّنْ رِيحُ هٰذَا الطِّيبِ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ: مِنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ: مِنْكَ؟ لَعَمْرُ اللهِ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ طَيَّبَتْنِي

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شجرہ کے مقام پر خوشبو آئی تو فرمایا کہ یہ خوشبو کس سے آرہی ہے؟ حضرت معاویہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المومنین مجھ سے حضرت عمر نے فرمایا: وجود باری تعالیٰ کی قسم آپ سے؟ حضرت معاویہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المومنین! حضرت ام حبیبہ نے

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عُمَرُ: عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرْجِعَنَّ فَلْتَغْسِلَنَّهُ.

٢٠ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طِيبٍ وَهُوَ بِالشَّجَرَةِ. وَإِلَى جَنْبِهِ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ. فَقَالَ عُمَرُ: مِمَّنْ رِيحُ هَذَا الطِّيبِ، فَقَالَ كَثِيرٌ: مِنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَبَّدْتُ رَأْسِي وَأَرَدْتُ أَنْ لَا أَحْلِقَ. فَقَالَ عُمَرُ: فَاذْهَبْ إِلَى شَرَبَةٍ فَادْلُكْ رَأْسَكَ حَتَّى تُنَقِّيَهُ. فَفَعَلَ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ.

قَالَ مَالِكٌ: الشَّرَبَةُ حَفِيرٌ تَكُونُ عِنْدَ أَصْلِ النَّخْلَةِ.

٢١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، وَرَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، بَعْدَ أَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ وَحَلَقَ رَأْسَهُ، وَقَبْلَ أَنْ يُفِيضَ، عَنِ الطِّيبِ. فَنَهَاهُ سَالِمٌ. وَأَرْخَصَ لَهُ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ أَنْ يَدَّهِنَ الرَّجُلُ بِدُهْنٍ لَيْسَ فِيهِ طِيبٌ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَقَبْلَ أَنْ يُفِيضَ مِنْ مِنًى بَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ.

قَالَ يَحْيَى: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ طَعَامٍ فِيهِ زَعْفَرَانٌ، هَلْ يَأْكُلُهُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا تَمَسُّهُ النَّارُ مِنْ ذَلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ أَنْ يَأْكُلَهُ الْمُحْرِمُ. وَأَمَّا

مجھے خوشبو لگادی تھی حضرت عمر نے فرمایا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ضرور اسے دھو کر واپس آئیے۔

صلت بن زبید نے اپنے کئی گھر والوں سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرہ کے مقام پر خوشبو محسوس کی اور ان کے پہلو میں کثیر بن صلت تھے حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ خوشبو کس سے آرہی ہے؟ کثیر نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! مجھ سے میں نے اپنے سر کے بال جمائے ہوئے ہیں اور میرا سر منڈانے کا ارادہ نہیں ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ کسی گڑھے کے پاس جاؤ اور سر کو مل مل کر ایسے دھو ڈالو۔ پس کثیر بن صلت نے ایسا ہی کیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ شربہ اس گڑھے کو کہتے ہیں جو کھجور کی جڑ کے پاس ہوتا ہے۔

امام مالک نے یحییٰ بن سعید، عبداللہ بن ابوبکر اور ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ ولید بن عبدالملک نے سالم بن عبداللہ اور خارجہ بن زید بن ثابت سے کنکریاں مارنے اور سر منڈانے کے بعد اور طوافِ افاضہ سے پہلے خوشبو لگانے کے متعلق پوچھا تو سالم بن عبداللہ نے منع کیا۔ اور خارجہ بن زید بن ثابت نے اسے اجازت دی۔

امام مالک نے فرمایا کہ محرم کے لیے ایسا تیل لگانے میں کوئی حرج نہیں جس کے اندر خوشبو نہ ہو جبکہ یہ منیٰ سے لوٹنے سے پہلے اور کنکریاں مارنے کے بعد ہو۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس کھانے کے بارے میں پوچھا گیا جس میں زعفران ہو کہ کیا احرام والا اسے کھا سکتا ہے؟ فرمایا کہ اگر وہ چیز آگ پر پکائی گئی ہو تو محرم کے لیے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں

ف۔ امام مالک کا موقف یہ ہے کہ اگر احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی اور حالت احرام میں بھی خوشبو کا اثر باقی رہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ ان کا عمل حضرت عمر کے اس ارشاد پر ہے جیسا کہ انہوں نے حضرت معاویہ اور حضرت کثیر بن الصلت سے فرمایا امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگر حالت احرام میں خوشبو کا اثر باقی رہے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ ان بزرگوں کا عمل حدیثِ عائشہ پر ہے جو موطا امام مالک کے اسی باب کی سب سے پہلی حدیث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مَالَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَا يَأْكُلُهُ الْمُحْرِمُ.

اور جس کھانے کو آگ پر نہ پکایا ہو تو احرام والا اسے نہ کھائے۔

بَابُ مَوَاقِيْتِ الْإِهْلَالِ

احرام باندھنے کے میقات

۲۲ ۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ. وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ" قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَبَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ"

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مجھ تک پہنچا کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھا کریں۔

۲۳ ۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّهُ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُهِلُّوْا مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ. وَاَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔ شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے۔

۲۴ ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَمَّا هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثُ فَسَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاُخْبِرْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ"

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ یہ تینوں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود سُنے اور مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یمن والے یلملم سے احرام باندھا کریں۔

۲۵ ۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَهَلَّ مِنَ الْفُرُعِ.

مالک، نافع، حضرت عبداللہ بن عمر نے فرع سے احرام باندھا۔

۲۶ ۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَهَلَّ مِنْ اِيْلِيَاءَ.

امام مالک نے ایک ثقہ آدمی سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے بیت المقدس سے احرام باندھا۔

۲۷ ۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ: اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ مِنَ الْجِعْرَانَةِ بِعُمْرَةٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھا۔

ف۔ رمی جمار اور سر منڈانے کے بعد طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگانے سے سالم بن عبداللہ بن عمر نے منع فرمایا ہے اور امام مالک کا اسی پر عمل ہے جبکہ خارجہ بن زید بن ثابت نے اس کی اجازت دی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کا اس پر عمل ہے۔ امام مالک کے نزدیک جس کھانے میں زعفران ہو اور اسے آگ پر پکایا گیا ہو تو اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خواہ وہ آگ پر پکایا یا نہ پکایا ہر حالت میں اس کا کھانا درست ہے، صرف تنہا زعفران کا کھانا درست نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب ۹ العمل فی الاهلال

۲۸۔ حدثنی یحییٰ عن مالك، عن نافع، عن عبد الله بن عمر؛ ان تلبیة رسول الله صلی الله علیه وسلم: لبیك اللّٰهم لبیك. لبیك لا شریك لك لبیك. ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك۔

قال: وكان عبد الله بن عمر یزید فیها: لبیك لبیك. لبیك وسعدیك. والخیر بیدیك لبیك والرغباء الیك والعمل.

۲۹۔ وحدثنی عن مالك، عن هشام بن عروة، عن ابیه؛ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان یصلی فی مسجد ذی الحلیفة ركعتین. فاذا استوت به راحلته اهل.

۳۰۔ وحدثنی عن مالك، عن موسی بن عقبة عن سالم بن عبد الله؛ انه سمع اباه یقول: بیداؤكم هذه التی تكذبون علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فیها. ما اهل رسول الله صلی الله علیه وسلم الا من عند المسجد. یعنی مسجد ذی الحلیفة.

۳۱۔ وحدثنی عن مالك، عن سعید بن ابی سعید المقبری، عن عبید بن جریج؛ انه قال لعبد الله بن عمر: یا ابا عبد الرحمن. رایتك تصنع اربعا لم ار احدا من اصحابك یصنعها. قال: وما هن یا ابن جریج؟ قال: رایتك لا تمس من الاركان الا الیمانیین. ورایتك تلبس النعال السبتیة. ورایتك تصبغ بالصفرة. ورایتك اذا كنت بمكة، اهل الناس اذا راوا الهلال، ولم تهلل انت حتی یكون یوم الترویة. فقال عبد الله بن عمر: اما الاركان. فانی لم ار رسول الله صلی الله علیه وسلم یمس الا الیمانیین. واما

احرام باندھنے کا طریقہ اور لبیک کہنا

نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اس میں یہ اضافہ کرتے لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذو الحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں ادا کرتے اور جب اپنی سواری پر جلوہ افروز ہو جاتے تو لبیک کہتے ۔

سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہاں سے ابتدا کرنے کا تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلبیہ نہیں کہا مگر ذو الحلیفہ کی مسجد کے پاس سے ۔

عبید بن جریج نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے گزارش کی کہ اے ابو عبد الرحمٰن! میں نے آپ کے چار کام ایسے دیکھے ہیں کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو وہ کام کرتے نہیں دیکھا فرمایا کہ اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے سوا اور کسی رکن کو نہیں چھوتے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایسے جوتے پہنتے ہیں جن میں بال نہیں ہوتے۔ میں نے آپ کو زرد خضاب کرتے دیکھا اور میں نے دیکھا جبکہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے تو لوگوں نے چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا اور آپ آٹھویں ذوالحجہ سے پہلے احرام نہیں باندھتے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ ارکان کی بات تو یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوتے نہیں دیکھا

النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ، وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا. وَأَمَّا الصُّفْرَةُ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا. وَأَمَّا الْإِهْلَالُ، فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ

گمراں دونوں ارکان کو سدھی سبتیہ جوتوں کی بات تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایسے جوتے پہنتے جن پر بال نہ ہوتے اور انہیں وضو کر کے پہن لیتے لہٰذا میں ایسے جوتے پہننا پسند کرتا ہوں زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زرد خضاب کرتے دیکھا تو میں بھی لگانا پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احرام باندھتے نہیں دیکھا ...

۳۲ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ. ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَرْكَبُ. فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ أَحْرَمَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھتے پھر باہر نکل کر سوار ہوتے اور جب سواری سیدھی ہو جاتی تو احرام باندھتے۔

۳۳ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ. حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ. وَأَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ. أَشَارَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عبد الملک بن مروان نے مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جب کہ ان کی سواری سیدھی ہو گئی اور یہ بات انہیں ابان بن عثمان نے بتائی تھی۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ

احرام میں بلند آواز سے لبیک کہنا

۳۴ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ. فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَوْ مَنْ مَعِي. أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ أَوْ بِالْإِهْلَالِ يُرِيدُ أَحَدَهُمَا.

خلاد بن سائب انصاری نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے یہ حکم پہنچایا کہ میں اپنے اصحاب یا جو میرے ساتھ ہیں انہیں یہ حکم دوں کہ تلبیہ کہتے وقت یا احرام باندھتے وقت اپنی آوازوں کو بلند کیا کریں یہاں ان دونوں میں سے ایک چیز مراد ہے۔

۳۵ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ. لِتُسْمِعِ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تلبیہ میں عورتوں پر آواز بلند کرنا نہیں ہے صرف اتنی آواز سے کہیں کہ خود سن سکیں۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَرْفَعُ الْمُحْرِمُ صَوْتَهُ بِالْإِهْلَالِ فِي مَسَاجِدِ الْجَمَاعَاتِ. لِيُسْمِعْ نَفْسَهُ وَمَنْ يَلِيهِ. إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ مِنًى. فَإِنَّهُ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فِيهِمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ محرم اپنی آواز کو جامع مسجدوں میں بلند نہ کرے بس وہ خود سنے یا نزدیک والا سوائے مسجد حرام اور مسجد منیٰ کے کیونکہ ان دونوں میں آواز بلند کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ، سَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّ التَّلْبِيَةَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ، وَعَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہر نماز کے بعد اور ہر چڑھائی پر چڑھتے ہوئے تلبیہ کہنا مستحب ہے۔

بَابُ ۱۱ إِفْرَادُ الْحَجِّ

حج افراد کا بیان

۳۶۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ. وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ. وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ. فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ. أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ. فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا، بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے حج کا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا۔ جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے احرام کھول دیا لیکن جنہوں نے حج کا یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا انہوں نے قربانی کے روز تک احرام نہ کھولا۔

۳۷۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔

۳۸۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج افراد کیا۔

۳۹۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ: مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يُهِلَّ بَعْدَهُ بِعُمْرَةٍ، فَلَيْسَ لَهُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے حج مفرد کا احرام باندھا، پھر اس کا دل چاہا کہ عمرہ کا احرام باندھ لوں تو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

قَالَ مَالِكٌ، وَذٰلِكَ الَّذِيْ أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے۔

بَابُ ۱۲ الْقِرَانُ فِي الْحَجِّ

حج قران کا بیان

۴۰۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت مقداد بن اسود

عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ دَخَلَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِالسُّقْيَا، وَهُوَ يَنْجَعُ بَكَرَاتٍ لَهُ دَقِيقًا وَخَبَطًا. فَقَالَ: هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَنْهَى عَنْ أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى يَدَيْهِ أَثَرُ الدَّقِيقِ وَالْخَبَطِ. فَمَا أَنْسَى أَثَرَ الدَّقِيقِ وَالْخَبَطِ عَلَى ذِرَاعَيْهِ، حَتّٰى دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. فَقَالَ: أَنْتَ تَنْهَى عَنْ أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ: ذٰلِكَ رَأْيِي. فَخَرَجَ عَلِيٌّ مُغْضَبًا، وَهُوَ يَقُولُ: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا، أَنَّ مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَعَرِهِ شَيْئًا، وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ، حَتّٰى يَنْحَرَ هَدْيًا، إِنْ كَانَ مَعَهُ، وَيَحِلَّ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ.

۴۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، خَرَجَ إِلَى الْحَجِّ. فَمِنْ أَصْحَابِهِ مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ. وَمِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ. وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ. فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَلَمْ يَحْلِلْ وَأَمَّا مَنْ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، فَحَلُّوا

۴۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ مَعَهَا، فَذٰلِكَ لَهُ. مَا لَمْ يَطُفْ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَقَدْ صَنَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ حِينَ قَالَ: إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ. أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَقَدْ أَهَلَّ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ

اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ اپنے اونٹوں کے بچوں کو آٹا وغیرہ گھول کر پلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان حج اور عمرہ کے درمیان قران سے منع کرتے ہیں حضرت علی نکلے اور ان کے ہاتھوں پر آٹے اور پتوں کے نشانات تھے اور میں ان کی کلائیوں کے ان نشانات کو بھولا نہیں ہوں یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور کہا: آپ حج اور عمرہ کے درمیان قران سے منع کرتے ہیں؟ حضرت عثمان نے کہا کہ میری رائے تو یہی ہے۔ پس حضرت علی ناراض ہو کر یہ کہتے ہوئے چلے آئے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا۔ (گویا اپنے عمل سے جواز ثابت کیا)

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو حج وعمرہ کا قران کرے تو اپنے بال نہ کتروائے اور اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک قربانی پیش نہ کرے اگر اس کے پاس ہو اور یوم النحر کو منیٰ میں احرام کھولے۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج کے لیے نکلے آپ کے اصحاب میں سے بعض نے حج کا احرام باندھا بعض نے حج و عمرہ کو جمع کیا اور بعض نے عمرہ کا احرام باندھا۔ تو جنہوں نے حج کا احرام باندھا یا حج و عمرہ کو جمع کیا انہوں نے احرام نہ کھولا اور جو عمرہ کر چکے تھے انہوں نے احرام کھول دیا۔

امام مالک نے بعض اہل علم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر چاہا کہ حج کا بھی اس کے ساتھ باندھ لے تو کر سکتا ہے جب تک بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کی ہو حضرت ابن عمر نے ایسا ہی کیا جبکہ فرمایا تھا کہ اگر مجھے بیت اللہ سے روکا گیا تو میں وہی کروں گا جو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں کیا تھا پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: دونوں کا حال ایک جیسا ہے تو گواہ رہنا کہ میں نے حج کی نیت بھی عمرہ کے ساتھ کر لی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ. ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ. ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا"

بابٌ ۱۳ قَطْعُ التَّلْبِيَةِ

۴۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ؛ أَنَّهُ سَأَلَ بْنَ مَالِكٍ، وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا، فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ، فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

۴۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يُلَبِّي فِي الْحَجِّ حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

۴۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهَا كَانَتْ تَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ إِذَا رَجَعَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ.

۴۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْحَجِّ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْحَرَمِ. حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ. وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ يُلَبِّي حَتَّى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ. فَإِذَا غَدَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ. وَكَانَ يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ.

۴۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب نے عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی ہے اسے چاہیئے کہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لے اور پھر اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو جائے

لبیک نہ کہنے کا بیان

محمد بن ابوبکر ثقفی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ دونوں منیٰ سے عرفات کی جانب جا رہے تھے کہ آج کے روز آپ حضرات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں کیا کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ہم میں سے بعض لبیک کہتے تو کوئی منع نہ کرتا اور بعض تکبیر کہتے اور انہیں بھی کوئی منع نہیں کیا کرتا تھا

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج میں لبیک کہتے رہتے یہاں تک کہ عرفہ کے روز جب سورج ڈھل جاتا تو لبیک کہنا موقوف کرتے تھے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: یہ ایسی بات ہے جس پر ہمارے شہر کے اہلِ علم ہمیشہ رہے ہیں۔

قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب وہ عرفات کی طرف جاتیں تو لبیک کہنا موقوف کر دیا کرتی تھیں۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب حج کے دوران بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے مابین سعی کرتے تو لبیک کہنا موقوف کر دیتے پھر لبیک کہتے رہتے یہاں تک کہ منیٰ سے عرفات کو چلتے یعنی صبح ہی سے لبیک کہنا ترک کر دیتے اور عمرہ میں حرم کے اندر داخل ہوتے ہی لبیک کہنا موقوف کر دیتے۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ

كَانَ يَقُولُ، كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لَا يُلَبِّي وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ.

۴۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَنْزِلُ مِنْ عَرَفَةَ بِنَمِرَةَ. ثُمَّ تَحَوَّلَتْ إِلَى الْأَرَاكِ.

قَالَتْ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُهِلُّ مَا كَانَتْ فِي مَنْزِلِهَا وَمَنْ كَانَ مَعَهَا. فَإِذَا رَكِبَتْ، فَتَوَجَّهَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ تَرَكَتِ الْإِهْلَالَ.

قَالَتْ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَعْتَمِرُ بَعْدَ الْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ فِي ذِي الْحِجَّةِ. ثُمَّ تَرَكَتْ ذَلِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ قَبْلَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ حَتَّى تَأْتِيَ الْجُحْفَةَ فَتُقِيمَ بِهَا حَتَّى تَرَى الْهِلَالَ. فَإِذَا رَأَتِ الْهِلَالَ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَدَا يَوْمَ عَرَفَةَ مِنْ مِنًى. فَسَمِعَ التَّكْبِيرَ عَالِيًا. فَبَعَثَ الْحَرَسَ يَصِيحُونَ فِي النَّاسِ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا التَّلْبِيَةُ.

بن عمر جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو لبیک کہنا موقوف کر دیا کرتے۔

علقمہ بن ابو علقمہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ پہلے عرفات کے اندر نمرہ میں اترتیں اور پھر اراک میں اترنے لگیں۔

اُن کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ جب تک اپنی رہائش گاہ پر ہوتیں تو لبیک کہتیں اور جو بھی اُن کے ساتھ ہوتا۔ جب موافف کی جانب سوار ہوتیں تو لبیک کہنا بند کر دیتیں۔

اُن کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ حج کے بعد ذوالحجہ میں مکہ مکرمہ سے عمرہ کرتیں پھر ایسا کرنا ترک کر دیا چنانچہ محرم کا چاند دیکھنے سے پہلے نکل آتیں یہاں تک کہ جحفہ میں آ ٹھہرتیں چاند دیکھنے تک جب چاند دیکھ لیتیں تو عمرے کا احرام باندھ لیتیں۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز جب عرفہ کے روز منیٰ سے چلے تو بلند آواز سے تکبیر سُنی گئی انہوں نے محافظوں کو بھیجا جو بلند آواز سے کہہ رہے تھے: لوگو! یہ لبیک کہنے کا وقت ہے۔

بَابُ ۱۴ إِهْلَالِ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ بِهَا مِنْ غَيْرِهِمْ

اہل مکہ اور مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے احرام کا بیان

۴۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ: يَا أَهْلَ مَكَّةَ. مَا شَأْنُ النَّاسِ يَأْتُونَ شُعْثًا وَأَنْتُمْ مُدَّهِنُونَ؟ أَهِلُّوا إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ.

۵۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَامَ بِمَكَّةَ تِسْعَ سِنِينَ يُهِلُّ بِالْحَجِّ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ. وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا يُهِلُّ أَهْلُ مَكَّةَ وَغَيْرُهُمْ بِالْحَجِّ إِذَا كَانُوا بِهَا. وَمَنْ كَانَ مُقِيمًا بِمَكَّةَ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اہل مکہ! یہ کیا بات ہے کہ لوگ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو ان کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں اور تم تیل لگاتے ہو؟ تم چاند دیکھ کر احرام باندھ لیا کرو۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر نو سال تک مکہ مکرمہ میں رہے اور ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا کرتے۔ عروہ بن زبیر بھی اُن کے ساتھ ہوتے اور ایسا ہی کرتے۔

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ اہل مکہ اور اس میں رہنے والے حج کا احرام باندھیں اور جو مکہ مکرمہ کا باشندہ نہ ہو وہ

مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا مِنْ جَوْفِ مَكَّةَ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْحَرَمِ.

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ، وَمَنْ أَهَلَّ مِنْ مَكَّةَ بِالْحَجِّ. فَلْيُؤَخِّرِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ. وَالسَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. حَتَّى يَرْجِعَ مِنْ مِنًى. وَكَذَلِكَ صَنَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ غَيْرِهِمْ مِنْ مَكَّةَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ كَيْفَ يَصْنَعُ بِالطَّوَافِ؟ قَالَ أَمَّا الطَّوَافُ الْوَاجِبُ، فَلْيُؤَخِّرْهُ. وَهُوَ الَّذِي يَصِلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَلْيَطُفْ مَا بَدَا لَهُ وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، كُلَّمَا طَافَ سُبْعًا. وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ فَأَخَّرُوا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَالسَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، حَتَّى رَجَعُوا مِنْ مِنًى. وَفَعَلَ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ. فَكَانَ يُهِلُّ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ. وَيُؤَخِّرُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَالسَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، حَتَّى يَرْجِعَ مِنْ مِنًى.

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَلْ يُهِلُّ مِنْ جَوْفِ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ؟ قَالَ: بَلْ يَخْرُجُ إِلَى الْحِلِّ فَيُحْرِمُ مِنْهُ.

بَاب ۱۵ مَا لَا يُوجِبُ الْإِحْرَامَ مِنْ تَقْلِيدِ الْهَدْيِ

۵۱ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ، حَتَّى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِي.

حرم کی حد سے باہر نہ نکلے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جو مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھے تو اسے چاہیے کہ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کو مؤخر کردے یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹ آئے اور حضرت عبد اللہ بن عمر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

امام مالک سے ان کے بارے میں پوچھا گیا جو مدینہ منورہ وغیرہ کے باشندے ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھیں تو وہ طواف کس طرح کریں؟ فرمایا کہ جو واجب طواف ہے اسے مؤخر کردیں اور یہ وہ ہے جو طواف اور صفا و مروہ کی سعی کے درمیان ہوتا ہے اور نفلی طواف جتنے چاہے کرے لیکن ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور کل سات مرتبہ طواف کرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب ایسا ہی کرتے جبکہ وہ حج کا احرام باندھتے کہ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کو مؤخر کردیتے یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹ آتے اور حضرت عبد اللہ بن عمر نے ایسا ہی کیا وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھتے اور بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کو مؤخر کردیتے یہاں تک کہ منیٰ سے واپس لوٹتے۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ مکہ معظمہ کا رہنے والا کیا مکہ مکرمہ سے عمرہ کا احرام باندھ سکتا ہے؟ فرمایا کہ اسے حرم سے باہر نکل کر احرام باندھنا چاہیے۔

ہدی کے گلے میں کچھ لٹکا دینے سے آدمی محرم نہیں ہوجاتا

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ زیاد بن ابو سفیان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے لکھا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جس نے ہدی بھیج دی تو اس پر وہ سب کچھ حرام ہوگیا جو حاجیوں پر ہوتا ہے یہاں تک کہ قربانی ذبح ہوجائے میں ہدی بھیج رہا ہوں مجھے اپنا فیصلہ لکھ بھیجیے یا ہدی لے جانے والے کو بتا دیجیے۔ عمرہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا

فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ. أَوْ مُرِي صَاحِبَ الْهَدْيِ

قَالَتْ عَمْرَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبَّاسٍ. أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ. ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ. ثُمَّ بَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ. حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ.

کہ ایسا نہیں ہے جو ابن عباس نے بتایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدی کے لیے اپنے ہاتھ سے ہار بٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے پہنایا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے میرے والد محترم کے ساتھ بھیجا لیکن اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حرام نہ ہوئی یہاں تک کہ ہدی ذبح ہو گئی۔ ف۔

۵۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الَّذِي يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ وَيُقِيمُ، هَلْ يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ؟ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ لَا يَحْرُمُ إِلَّا مَنْ أَهَلَّ وَلَبَّى.

یحییٰ بن سعید نے عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو قربانی بھیج کر خود ٹھہار ہے کہ کیا اس پر کوئی چیز حرام ہو جاتی ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت عائشہ کو فرماتے سنا کہ کوئی چیز حرام نہیں ہوتی مگر احرام باندھنے اور تلبیہ کہنے سے۔

۵۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهُدَيْرِ؛ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا مُتَجَرِّدًا بِالْعِرَاقِ فَسَأَلَ النَّاسَ عَنْهُ. فَقَالُوا: إِنَّهُ أَمَرَ بِهَدْيِهِ أَنْ يُقَلَّدَ فَلِذَلِكَ تَجَرَّدَ. قَالَ رَبِيعَةُ: فَلَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ: بِدْعَةٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

ربیعہ بن عبد اللہ بن ہدیر سے روایت ہے کہ انہوں نے عراق میں ایک آدمی کو کپڑے اتارے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس نے اپنی ہدی کو ہار پہنانے کا حکم دیا ہے اس لیے کپڑے اتار دیئے۔ ربیعہ نے کہا کہ پھر میں حضرت عبد اللہ بن زبیر سے ملا تو ان سے اس بات کا ذکر کیا انہوں نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم یہ تو بدعت ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ خَرَجَ بِهَدْيٍ لِنَفْسِهِ، فَأَشْعَرَهُ وَقَلَّدَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَلَمْ يُحْرِمْ هُوَ حَتَّى جَاءَ الْجُحْفَةَ. قَالَ: لَا أُحِبُّ ذَلِكَ. وَلَمْ يُصِبْ مَنْ فَعَلَهُ. وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُقَلِّدَ الْهَدْيَ وَلَا يُشْعِرَهُ إِلَّا عِنْدَ الْإِهْلَالِ. إِلَّا رَجُلٌ لَا يُرِيدُ الْحَجَّ، فَيَبْعَثُ بِهِ وَيُقِيمُ فِي أَهْلِهِ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی قربانی کو لے کر خود نکلا پھر ذوالحلیفہ میں اشعار کیا اور ہار پہنایا اور احرام نہ باندھا یہاں تک کہ وہ جحفہ میں پہنچ گیا۔ فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا اور اس نے اچھا نہیں کیا۔ اس کے لیے قربانی کو ہار پہنانا اور اشعار کرنا مناسب نہیں مگر احرام باندھتے وقت مگر جو آدمی حج کا ارادہ رکھے اور قربانی بھیج کر اپنے گھر میں رہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ: هَلْ يَخْرُجُ بِالْهَدْيِ غَيْرُ مُحْرِمٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا ہدی کو بغیر احرام کے لے کر نکل سکتا ہے؟ فرمایا ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں۔

ف۔ ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو مکہ مکرمہ کی جانب قربانی کے ارادے سے بھیجا جاتا ہے۔ قربانی بھیج دینے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا بلکہ ساتھ جانے اور احرام باندھنے سے محرم ہوتا ہے اور ہدی کے گلے میں جوتی یا ہار وغیرہ کوئی چیز لٹکا دینے کو تقلید کہتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

وَسُئِلَ اَيْضًا: عَمَّا اخْتَلَفَ فِيْهِ النَّاسُ مِنَ الْإِحْرَامِ لِتَقْلِيْدِ الْهَدْيِ، مِمَّنْ لَا يُرِيْدُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ فَقَالَ: الْاَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِيْ نَأْخُذُ بِهٖ فِيْ ذٰلِكَ، قَوْلُ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِهَدْيِهٖ ثُمَّ اَقَامَ. فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ، حَتّٰى نُحِرَ هَدْيُهٗ.

یہ بھی پوچھا گیا کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ کوئی اپنی قربانی کو ہار پہنائے لیکن اس کا حج وعمرہ کا ارادہ نہیں ہے، یہ احرام کیسا ہے فرمایا کہ اس بارے میں ہمارا موقف یہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی بھیجی اور خود ٹھہرے رہے پس جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حلال فرمائی ہیں ان میں سے کوئی چیز آپ پر حرام نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ کی قربانی ذبح کر دی گئی۔

بَابُ مَا يَفْعَلُ الْحَائِضُ فِي الْحَجِّ

اگر عورت کو دورانِ حج حیض آجائے

۵۴۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: الْمَرْاَةُ الْحَائِضُ الَّتِيْ تُهِلُّ بِالْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ، اِنَّهَا تُهِلُّ بِحَجِّهَا اَوْ عُمْرَتِهَا اِذَا اَرَادَتْ وَلٰكِنْ لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَهِيَ تَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَعَ النَّاسِ. غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ. وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَلَا تَقْرَبُ الْمَسْجِدَ حَتّٰى تَطْهُرَ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ حائضہ عورت جو حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہو تو وہ اپنے حج یا عمرہ میں جب چاہے لبیک کہتی رہے لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور نہ صفا و مروہ کے چکر لگائے اور وہ لوگوں کے ساتھ سارے ارکان ادا کرے ماسوائے اس کے کہ وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی، صفا و مروہ کے درمیان نہیں دوڑے گی اور پاک ہونے تک مسجد کے نزدیک نہیں جائے گی۔

بَابُ الْعُمْرَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا بیان

۵۵۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ: اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ ثَلَاثًا، عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعَامَ الْقَضِيَّةِ، وَعَامَ الْجِعْرَانَةِ۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین عمرے کیے، حدیبیہ کے سال، قضیہ کے سال اور جعرانہ کے سال۔

۵۶۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْتَمِرْ اِلَّا ثَلَاثًا، اِحْدَاهُنَّ فِيْ شَوَّالٍ. وَاثْنَتَيْنِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرے نہیں کیے مگر تین۔ ان میں سے ایک شوال میں کیا اور دو ذی قعدہ میں۔

۵۷۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِيِّ: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: اَعْتَمِرُ قَبْلَ اَنْ اَحُجَّ؟ فَقَالَ سَعِيْدٌ: نَعَمْ. قَدِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَحُجَّ۔

ایک شخص نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا کہ کیا میں حج سے پہلے عمرہ کر لوں؟ انہوں نے فرمایا ہاں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج سے پہلے عمرہ کیا ہے۔

۵۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي شَوَّالٍ، فَأَذِنَ لَهُ. فَاعْتَمَرَ ثُمَّ قَفَلَ إِلَى أَهْلِهِ، وَلَمْ يَحُجَّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر بن ابو سلمہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شوال میں عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو انہیں اجازت دے دی گئی۔ پس انہوں نے عمرہ کیا اور حج کیے بغیر اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔

باب ۱۸ قَطْعُ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ

عمرہ میں کب لبیک کہنا موقوف کرے

۵۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ.

قَالَ مَالِكٌ، فِيمَنْ أَحْرَمَ مِنَ التَّنْعِيمِ: إِنَّهُ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ حِينَ يَرَى الْبَيْتَ.

قَالَ يَحْيَى: سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَعْتَمِرُ مِنْ بَعْضِ الْمَوَاقِيتِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ غَيْرِهِمْ مَتَى يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ؟ قَالَ: أَمَّا الْمُهِلُّ مِنَ الْمَوَاقِيتِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْحَرَمِ.

قَالَ: وَبَلَغَنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْنَعُ ذَلِكَ.

ہشام نے اپنے والد ماجد عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ عمرہ کے اندر جب وہ حرم میں داخل ہوتے لبیک کہنا موقوف کر دیتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھے تو وہ بیت اللہ کو دیکھتے ہی تلبیہ موقوف کر دے۔

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے مواقیت سے عمرہ کا احرام باندھا اور وہ مدینہ منورہ وغیرہ کا رہنے والا ہے وہ تلبیہ کب بند کرے فرمایا کہ جس نے مواقیت سے احرام باندھا ہے وہ حرم میں داخل ہوتے ہی تلبیہ کہنا موقوف کر دے۔

فرمایا اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ایسا ہی کرتے تھے۔

باب ۱۹ مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ

تمتع کا بیان

۶۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؛ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ، عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ. فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ: لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَقَالَ سَعْدٌ: بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أَخِي فَقَالَ الضَّحَّاكُ: فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهَى عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ.

محمد بن عبد اللہ بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ضحاک بن قیس سے سنا جس سال کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے حج کیا کہ یہ دونوں حضرات عمرہ سے حج کے تمتع کا ذکر کر رہے تھے تو حضرت ضحاک بن قیس نے کہا کہ اسے وہی کرے گا جو احکام الٰہی سے بے خبر ہو حضرت سعد نے فرمایا کہ اے بھتیجے! تم نے اچھی بات نہیں کہی حضرت ضحاک نے کہا کہ حضرت عمر نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ہے۔

٦١ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: وَاللّٰهِ لَأَنْ أَعْتَمِرَ قَبْلَ الْحَجِّ وَأُهْدِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَمِرَ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحِجَّةِ.

صدقہ بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر میں حج سے پہلے عمرہ کروں اور قربانی بھیجوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ حج کے بعد ذوالحجہ میں عمرہ کروں۔

٦٢ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: مَنِ اعْتَمَرَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ فِيْ شَوَّالٍ، أَوْ ذِي الْقَعْدَةِ، أَوْ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ قَبْلَ الْحَجِّ، ثُمَّ أَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ، فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ إِنْ حَجَّ. وَعَلَيْهِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ.

عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جو حج سے پہلے حج کے مہینوں شوال ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں عمرہ کرے۔ پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہے یہاں تک کہ حج کو پائے پس اگر حج کرے تو اس نے تمتع کیا۔ اس پر قربانی ہے جو میسر آئے۔ اگر قربانی نہ ملے تو حج کے دوران تین روزے رکھے اور سات روزے لوٹتے وقت۔

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ إِذَا أَقَامَ حَتَّى الْحَجِّ، ثُمَّ حَجَّ مِنْ عَامِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے کہ حج تک ٹھہرے پھر اس سال حج کرے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِيْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، انْقَطَعَ إِلٰى غَيْرِهَا، وَسَكَنَ سِوَاهَا، ثُمَّ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ، ثُمَّ أَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى أَنْشَأَ الْحَجَّ مِنْهَا: إِنَّهُ مُتَمَتِّعٌ يَجِبُ عَلَيْهِ الْهَدْيُ، أَوِ الصِّيَامُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا. وَإِنَّهُ لَا يَكُوْنُ مِثْلَ أَهْلِ مَكَّةَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا لیکن دوسری جگہ جا کر آباد ہو گیا پھر حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے آیا پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ اس نے حج کو پایا تو اس نے تمتع کیا اور اس پر قربانی و جب ہے اور نہ ملے تو روزے رکھے اور اس کا حال مکہ معظمہ میں رہنے والوں جیسا نہیں ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ دَخَلَ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ. وَهُوَ يُرِيْدُ الْإِقَامَةَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُنْشِئَ الْحَجَّ، أَمُتَمَتِّعٌ هُوَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. هُوَ مُتَمَتِّعٌ. وَلَيْسَ هُوَ مِثْلَ أَهْلِ مَكَّةَ. وَإِنْ أَرَادَ الْإِقَامَةَ وَذٰلِكَ أَنَّهُ دَخَلَ مَكَّةَ، وَلَيْسَ هُوَ مِنْ أَهْلِهَا وَإِنَّمَا الْهَدْيُ أَوِ الصِّيَامُ عَلٰى مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ يُرِيْدُ الْإِقَامَةَ. وَلَا يَدْرِيْ مَا يَبْدُوْ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ. وَلَيْسَ هُوَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو مکہ مکرمہ کا رہنے والا نہیں ہے وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور وہ حج تک مکہ معظمہ میں ٹھہرنا چاہتا ہے کیا وہ متمتع ہے فرمایا ہاں وہ متمتع ہے اور اہل مکہ جیسا نہیں ہے، اگرچہ وہ ٹھہرنے کا ارادہ کرے اور اس غرض سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو لیکن وہ یہاں کا باشندہ نہیں اور جو مکہ مکرمہ کا باشندہ نہ ہو تو اس پر قربانی یا روزے ہیں کیونکہ اس نے مکہ مکرمہ میں جو عارضی اقامت اختیار کی تو نہیں معلوم کہ اس کے بعد وہ کیا صورت اختیار کرے، لہٰذا وہ مکہ مکرمہ کے باشندوں میں شمار نہیں۔

٦٣ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ: مَنِ اعْتَمَرَ فِيْ شَوَّالٍ أَوْ ذِي الْقَعْدَةِ، أَوْ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ. ثُمَّ أَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے حج کے مہینوں یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں عمرہ کیا پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا یہاں تک کہ حج کو پایا تو وہ متمتع ہے جبکہ حج

يدركه الحج فهو متمتع ان حج. وما استيسر من الهدى فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام في الحج و سبعة اذا رجع.

کرے لہٰذا جو میسر آئے قربانی دے اور نہ ملے تو تین روزے حج کے دوران رکھے اور سات روزے اس وقت جبکہ لوٹے۔

باب ۲۰ ما لا يجب فيه التمتع

۶۴۔ قال مالك: من اعتمر في شوال، او ذي القعدة او ذي الحجة، ثم رجع الى اهله ثم حج من عامه ذلك فليس عليه هدى. انما الهدى على من اعتمر في اشهر الحج. ثم اقام حتى الحج. ثم الحج. وكل من انقطع الى مكة من اهل الآفاق وسكنها، ثم اعتمر في اشهر الحج. ثم انشا الحج منها، فليس بمتمتع وليس عليه هدى ولا صيام. وهو بمنزلة اهل مكة. اذا كان من ساكنيها.

سئل مالك عن رجل من اهل مكة، خرج الى الرباط او الى سفر من الاسفار. ثم رجع الى مكة وهو يريد الاقامة بها كان له اهل بمكة او لا اهل له بها. فدخلها بعمرة في اشهر الحج، ثم انشا الحج وكانت عمرته التي دخل بها من ميقات النبي صلى الله عليه وسلم او دونه. امتمتع من كان على تلك الحالة؟ فقال مالك: ليس عليه ما على المتمتع من الهدى او الصيام. وذلك ان الله تبارك وتعالى يقول في كتابه. ذلك لمن لم يكن اهله حاضري المسجد الحرام.

جس صورت میں آدمی متمتع نہیں ہوتا

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے شوال، ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں عمرہ کیا پھر اپنے گھر کو واپس لوٹ گیا، پھر اسی سال حج کیا تو اس پر قربانی نہیں ہے، قربانی تو اس پر ہے جو حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر حج تک وہیں ٹھہرے اور حج کرے۔ اگر کوئی دوسرے کسی ملک سے مکہ مکرمہ میں آٹھہرا، پھر وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرے، پھر حج کو پائے تو وہ متمتع نہیں ہوگا اور اس پر قربانی اور روزے نہیں ہیں کیونکہ وہ اہل مکہ کی طرح ہے جبکہ یہاں کی رہائش اختیار کرلی ہے۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اہل مکہ ہے وہ رباط کی جانب یا کسی اور جگہ کی طرف سفر پر نکلا، پھر مکہ مکرمہ واپس آگیا اور وہ یہیں اقامت پذیر رہنا چاہتا ہے اور مکہ مکرمہ میں اس کے گھر والے ہوں یا نہ ہوں، پھر وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کی غرض سے حاضر ہوا پھر حج پایا اور اس نے عمرہ کا احرام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میقات سے باندھا ہو یا کسی دوسرے سے جس کی یہ حالت ہو وہ متمتع ہوسکتا ہے یا نہیں؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس پر متمتع کی طرح قربانی اور روزے نہیں ہیں اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو" (۲ : ۱۹۶)۔

باب ۲۱ جامع ما جاء في العمرة

۶۵۔ حدثني يحيى عن مالك، عن سمي مولى ابي بكر بن عبد الرحمن، عن ابي صالح السمان، عن ابي هريرة: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور

عمرہ کے بارے میں دیگر روایات

ابو صالح سمان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہیں ہے حج مبرور کی

لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ "

٦٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ، جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ لِلْحَجِّ. فَاعْتُرِضَ لِي. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ. فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ كَحَجَّةٍ"

٦٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ افْصِلُوا بَيْنَ حَجِّكُمْ وَعُمْرَتِكُمْ. فَإِنَّ ذٰلِكَ أَتَمُّ لِحَجِّ أَحَدِكُمْ. وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِهِ. أَنْ يَعْتَمِرَ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ.

٦٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ كَانَ إِذَا اعْتَمَرَ، رُبَّمَا لَمْ يَحْطُطْ عَنْ رَاحِلَتِهِ حَتَّى يَرْجِعَ.

قَالَ مَالِكٌ: الْعُمْرَةُ سُنَّةٌ. وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَرْخَصَ فِي تَرْكِهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا أَرَى لِأَحَدٍ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي السَّنَةِ مِرَارًا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُعْتَمِرِ يَقَعُ بِأَهْلِهِ: إِنَّ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ الْهَدْيَ. وَعُمْرَةً أُخْرَى يَبْتَدِئُ بِهَا بَعْدَ إِتْمَامِهِ الَّتِي أَفْسَدَ. وَيُحْرِمُ مِنْ حَيْثُ أَحْرَمَ بِعُمْرَتِهِ الَّتِي أَفْسَدَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحْرَمَ مِنْ مَكَانٍ أَبْعَدَ مِنْ مِيقَاتِهِ. فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُحْرِمَ إِلَّا مِنْ مِيقَاتِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ دَخَلَ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ. فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ جُنُبٌ. أَوْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ. ثُمَّ وَقَعَ بِأَهْلِهِ. ثُمَّ ذَكَرَ. قَالَ يَغْتَسِلُ أَوْ يَتَوَضَّأُ. ثُمَّ يَعُودُ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَيَعْتَمِرُ عُمْرَةً أُخْرَى، وَيُهْدِي. وَعَلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا وَهِيَ مُحْرِمَةٌ، مِثْلُ ذٰلِكَ.

جزا مگر جنت۔

ابوبکر بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ میں نے حج کی تیاری کر لی تھی لیکن ایک رکاوٹ پیش آ گئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کر لینا کیونکہ اس میں عمرہ کرنا حج کی طرح ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: اپنے حج اور عمرہ کے درمیان فاصلہ رکھا کرو تاکہ تمہارا حج پورا ہو جائے اور تمہارا عمرہ بھی پورا ہو جائے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ حج کے مہینوں کے سوا عمرہ کیا کرو۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عمرہ کرتے تو بعض اوقات اپنی سواری سے بھی نہ اترتے کہ واپس لوٹ آتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ عمرہ سنت ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ مسلمانوں میں سے کسی نے اسے ترک کرنے کی اجازت دی ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے سال میں کئی دفعہ عمرہ کرنا مناسب نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ عمرہ کرنے والا اگر اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے تو اس پر قربانی ہے اور اس عمرہ کو پورا کرنے کے بعد جو فاسد کیا ہے قضا کا دوسرا عمرہ شروع کرے اور جہاں سے فاسد عمرے کا احرام باندھا تھا وہیں سے قضا کے عمرے کا احرام باندھے ماسوائے اس کے کہ وہ جگہ میقات سے بہت دور ہو تو اس پر نہیں ہے مگر میقات سے احرام باندھنا

امام مالک نے فرمایا کہ جو عمرے کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں داخل ہو پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور وہ جنبی یا بغیر وضو ہو، پھر اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے اور پھر ذکر کرے؟ فرمایا کہ وضو یا غسل کرے، پھر دوبارہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور دوسرا عمرہ کرے اور قربانی دے اور اس کی بیوی پر بھی یہی کچھ ہے جبکہ اس نے بھی احرام باندھا ہوا تھا

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا الْعُمْرَةُ مِنَ التَّنْعِيمِ فَإِنَّهُ مَنْ شَاءَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ يُحْرِمُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ إِنْ شَاءَ اللهُ. وَلٰكِنِ الْفَضْلُ أَنْ يُهِلَّ مِنَ الْمِيقَاتِ الَّذِي وَقَّتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَا هُوَ أَبْعَدُ مِنَ التَّنْعِيمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے تنعیم سے عمرہ شروع کیا تو وہ اگر چاہے تو حرم سے نکل کر احرام باندھ لے یہ کافی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ لیکن افضل یہی ہے کہ اس میقات سے احرام باندھے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے یا جو تنعیم سے زیادہ دور ہو۔

بَابٌ ۲۲ نِكَاحُ الْمُحْرِمِ

محرم کے نکاح کا بیان

۶۹ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا رَافِعٍ، وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَزَوَّجَاهُ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ، قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابورافع اور ایک انصاری کو بھیجا تو ان دونوں نے میمونہ بنت حارث کا نکاح کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت نکلنے سے پہلے مدینہ منورہ میں تھے۔

۷۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، أَخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ أَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، وَأَبَانُ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْحَاجِّ، وَهُمَا مُحْرِمَانِ: إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ، بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ، وَأَرَدْتُ أَنْ تَحْضُرَ. فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَبَانُ، وَقَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَنْكِحِ الْمُحْرِمُ، وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ».

نُبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے انہیں ابان بن عثمان کے پاس بھیجا جو حاجیوں کے امیر تھے اور دونوں نے احرام باندھا ہوا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی صاحبزادی سے کردوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی تشریف لائیں۔ ابان نے آنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم نہ نکاح کرے نہ نکاح کرائے اور نہ نکاح کا پیغام دے۔

۷۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، أَنَّ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ طَرِيفًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَرَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِكَاحَهُ.

ابوغطفان بن طریف مری سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد طریف نے احرام کی حالت میں ایک عورت کا نکاح کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نکاح کو باطل کر دیا۔

۷۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: لَا يَنْكِحِ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى نَفْسِهِ، وَلَا عَلَى غَيْرِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ احرام والا نکاح نہ کرے اور اپنے لیے یا کسی دوسرے کے لیے نکاح کا پیغام نہ دے۔

۷۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، سُئِلُوا عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ، فَقَالُوا: لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب، سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے نکاح محرم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: محرم نکاح نہ کرے اور نہ نکاح

وَلَا يُنْكِحُ.

قَالَ مَالِكٌ فِي جُلِ، اِنَّهُ يُرَاجِعُ امْرَأَتَهُ اِنْ شَاءَ. اِذَا كَانَتْ فِي عِدَّةٍ مِنْهُ.

باب ۲۳ حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ.

۷۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَوْقَ رَأْسِهِ. وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِلَحْيَيْ جَمَلٍ. مَكَانٌ بِطَرِيقِ مَكَّةَ.

۷۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ اَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ اِلَّا مِمَّا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ اِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ.

باب ۲۴ مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ اَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ

۷۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ التَّيْمِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى اَبِي قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ اَبِي قَتَادَةَ؛ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حَتّٰى اِذَا كَانُوا بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ. تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ. وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ. فَرَاٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا. فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهِ. فَسَاَلَ اَصْحَابَهُ اَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ. فَاَبَوْا عَلَيْهِ. فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهُ فَاَبَوْا. فَاَخَذَهُ. ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ. فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاَبٰى بَعْضُهُمْ. فَلَمَّا اَدْرَكُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: "اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوهَا اللّٰهُ".

۷۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

کروائے۔

امام مالک نے احرام والے کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے جبکہ وہ عدّت گزار رہی ہے۔

محرم کا پچھنے لگوانا

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حالتِ احرام کے اندر سر کے اوپر پچھنے لگوائے اور اس روز آپ لحی جمل میں تھے جو مکّہ مکرمہ کے راستے میں ایک جگہ ہے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ احرام والا پچھنے نہ لگوائے مگر جب اس کے سوا چارۂ کار نہ ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ احرام والا پچھنے نہ لگوائے مگر ضرورت کے تحت۔

محرم کے لیے کس شکار کا کھانا جائز ہے

نافع مولیٰ ابو قتادہ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یہاں تک کہ مکّہ مکرمہ کے راستے میں ایک جگہ چند ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا اور یہ غیر محرم تھے۔ انہوں نے ایک گورخر دیکھا تو فوراً سوار ہو گئے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کوڑا پکڑانے کے لیے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اپنا نیزہ مانگا تب بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ یہ خود لے کر گورخر پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار گرایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے اس میں سے کھایا اور بعض نے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک جا پہنچے تو اس بارے میں آپ سے پوچھا۔ فرمایا کہ یہ کھانا ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے کھلایا۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن عوّام

عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ كَانَ يَتَزَوَّدُ صَفِيفَ الظِّبَاءِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالصَّفِيفُ الْقَدِيدُ.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالتِ احرام میں ہرن کے بھنے ہوئے گوشت سے ناشتہ کیا کرتے۔

۷۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ. إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟"

زید بن اسلم کو عطا بن یسار نے حضرت ابو قتادہ کے گورخر شکار کرنے کی حدیث ابو النصر کی طرح بتائی مگر زید بن اسلم کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کے گوشت میں سے تمہارے پاس کچھ باقی ہے؟

۷۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِيِّ، عَنِ الْبَهْزِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُرِيدُ مَكَّةَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ، إِذَا حِمَارٌ وَحْشِيٌّ عَقِيرٌ. فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "دَعُوهُ. فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ صَاحِبُهُ" فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ، وَهُوَ صَاحِبُهُ، إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ. شَأْنَكُمْ بِهَذَا الْحِمَارِ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ. فَقَسَمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ. ثُمَّ مَضَى، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْأُثَابَةِ، بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ، إِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِي ظِلٍّ فِيهِ سَهْمٌ. فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يَقِفَ عِنْدَهُ. لَا يَرِيبُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُجَاوِزُوهُ.

عمیر بن سلمہ ضمری نے حضرت زید بن کعب بہزی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے ارادے سے نکلے اور احرام باندھ لیا تھا یہاں تک کہ جب روحاء کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک زخمی گورخر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ اُسے رہنے دو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا مالک آجائے۔ پس بہزی جو اس کے مالک تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے:۔ یا رسول اللہ! یہ گورخر آپ کی نذر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ اسے ساتھیوں میں تقسیم کر دیں۔ پھر چل پڑے یہاں تک کہ جب اثابہ کے مقام پر پہنچے جو رویثہ اور عرج کے درمیان ہے تو سائے میں ایک ہرن سر جھکائے کھڑا تھا جس کو تیر لگا ہوا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس کے پاس کھڑا رہے تاکہ اسے کوئی نہ چھیڑے، یہاں تک کہ سب گزر جائیں۔

۸۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَقْبَلَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ. حَتَّى إِذَا كَانَ بِالرَّبَذَةِ، وَجَدَ رَكْبًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مُحْرِمِينَ. فَسَأَلُوهُ عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوهُ عِنْدَ أَهْلِ الرَّبَذَةِ. فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهِ. قَالَ: ثُمَّ إِنِّي شَكَكْتُ فِيمَا أَمَرْتُهُمْ بِهِ. فَلَمَّا قَدِمْتُ

سعید بن مسیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بحرین سے آرہے تھے یہاں تک کہ جب ربذہ کے مقام پر پہنچے تو چند عراقی سوار ملے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا۔ انہوں نے ان سے شکار کے گوشت کے بارے میں پوچھا جو انہیں ربذہ والوں سے ملا تھا۔ پس انہوں نے انہیں کھانے کا حکم دیا۔ فرمایا کہ پھر مجھے یہ حکم دینے کے متعلق شک ہو گیا

الْمَدِينَةَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَقَالَ عُمَرُ: مَاذَا أَمَرْتَهُمْ بِهِ؟ فَقَالَ: أَمَرْتُهُمْ بِأَكْلِهِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَوْ أَمَرْتَهُمْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ لَفَعَلْتُ بِكَ. يَتَوَاعَدُهُ.

۸۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، أَنَّهُ مَرَّ بِهِ قَوْمٌ مُحْرِمُونَ بِالرَّبَذَةِ. فَاسْتَفْتَوْهُ فِي لَحْمِ صَيْدٍ، وَجَدُوا أُنَاسًا أَحِلَّةً يَأْكُلُونَهُ. فَأَفْتَاهُمْ بِأَكْلِهِ. قَالَ: ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: بِمَ أَفْتَيْتَهُمْ؟ قَالَ فَقُلْتُ: أَفْتَيْتُهُمْ بِأَكْلِهِ. قَالَ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ أَفْتَيْتَهُمْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ، لَأَوْجَعْتُكَ.

۸۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ فِي رَكْبٍ. حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، وَجَدُوا لَحْمَ صَيْدٍ فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ بِأَكْلِهِ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْمَدِينَةِ. ذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ: مَنْ أَفْتَاكُمْ بِهٰذَا؟ قَالُوا: كَعْبٌ. قَالَ: فَإِنِّي قَدْ أَمَّرْتُهُ عَلَيْكُمْ حَتّٰى تَرْجِعُوا. ثُمَّ لَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ مَرَّتْ بِهِمْ رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ. فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ أَنْ يَأْخُذُوهُ، فَيَأْكُلُوهُ. فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوا لَهُ ذٰلِكَ. فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تُفْتِيَهُمْ بِهٰذَا؟ قَالَ: هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ. قَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ. إِنْ هِيَ إِلَّا نَثْرَةُ حُوتٍ يَنْثُرُهُ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّتَيْنِ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّا يُوجَدُ مِنْ لُحُومِ الصَّيْدِ عَلَى الطَّرِيقِ: هَلْ يَبْتَاعُهُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ يُعْتَرَضُ بِهِ الْحَاجُّ، وَمِنْ أَجْلِهِمْ صِيدَ، فَإِنِّي أَكْرَهُهُ. وَأَنْهٰى عَنْهُ. فَأَمَّا أَنْ يَكُونَ عِنْدَ رَجُلٍ لَمْ يُرِدْ

جب میں مدینہ منورہ میں آیا تو حضرت عمر سے میں نے ذکر کیا حضرت عمر نے پوچھا کہ آپ نے انہیں کیا حکم دیا؟ جواب دیا کہ میں نے انہیں کھانے کا حکم دیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ اگر آپ اس کے سوا کوئی اور حکم دیتا تو میں ضرور آپ کے ساتھ ایسا کرتا یعنی انہیں دھمکاتے۔

سالم بن عبد اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے بیان کر رہے تھے کہ ربذہ میں ان کے پاس سے ایسے لوگ گزرے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا۔ تو ان سے شکار کے گوشت کے بارے میں پوچھا جسے چند ایسے لوگ کھا رہے تھے جو محرم نہ تھے۔ تو میں نے انہیں کھانے کا حکم دیا۔ پھر میں مدینہ منورہ میں حضرت عمر کے پاس حاضر ہوا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: آپ نے انہیں کیا فتویٰ دیا۔ جواب دیا کہ میں نے انہیں کھانے کا فتویٰ دیا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر آپ اس کے سوا کوئی اور فتویٰ دیتے تو میں آپ

عطا بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار جب چند سواروں کے ساتھ شام سے آرہے تھے تو راستے میں انہیں شکار کا گوشت ملا۔ حضرت کعب نے انہیں کھانے کا فتویٰ دیا جب مدینہ منورہ میں حضرت عمر کے پاس حاضر ہوئے تو لوگوں نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ تمہیں اس کا فتویٰ کس نے دیا؟ کہا حضرت کعب نے۔ فرمایا کہ میں نے واپسی تک انہیں تمہارے اوپر امیر بنایا تھا۔ پھر جب مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے تو ان کے پاس سے ٹڈی دل گزرا حضرت کعب نے انہیں فتویٰ دیا کہ پکڑو اور کھاؤ۔ جب واپس حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا اُن سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا تمہیں یہ فتویٰ دینے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہا کہ یہ دریائی شکار ہے۔ فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کہا کہ اے امیر المومنین! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ ایک مچھلی کی چھینک سے ہیں جو سال میں دو مرتبہ چھینکتی ہے۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ جو راستے میں شکار کا گوشت پائے تو کیا احرام والا اسے خرید سکتا ہے؟ فرمایا کہ جو حاجیوں کے لیے شکار کیا جائے تو میں اسے مکروہ شمار کرتا ہوں اور اس سے منع کرتا ہوں لیکن وہ ایسے آدمی کے پاس ہو جس نے احرام والوں کے لیے شکار نہ کیا ہو

بِهِ الْمُحْرِمِينَ، فَوَجَدَهُ مُحْرِمٌ، فَابْتَاعَهُ، فَلَا بَأْسَ بِهِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِيمَنْ أَحْرَمَ وَعِنْدَهُ صَيْدٌ قَدْ صَادَهُ، أَوِ ابْتَاعَهُ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُرْسِلَهُ. وَلَا بَأْسَ أَنْ يَجْعَلَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي صَيْدِ الْحِيتَانِ فِي الْبَحْرِ وَالْأَنْهَارِ وَالْبِرَكِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ. إِنَّهُ حَلَالٌ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَصْطَادَهُ.

بَابُ ۲۵ مَا لَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ

۸۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا، وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ، أَوْ بِوَدَّانَ. فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي وَجْهِي قَالَ: "إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ"

۸۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ. وَهُوَ مُحْرِمٌ. فِي يَوْمٍ صَائِفٍ. قَدْ غَطَّى وَجْهَهُ بِقَطِيفَةِ أُرْجُوَانٍ. ثُمَّ أُتِيَ بِلَحْمِ صَيْدٍ. فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: كُلُوا. فَقَالُوا: أَوَلَا تَأْكُلُ أَنْتَ؟ فَقَالَ: إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ. إِنَّمَا صِيدَ مِنْ أَجْلِي.

۸۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ أُخْتِي. إِنَّمَا هِيَ عَشْرُ لَيَالٍ. فَإِنْ تَخَلَّجَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ. تَعْنِي أَكْلَ لَحْمِ الصَّيْدِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ الْمُحْرِمِ يُصَادُ مِنْ أَجْلِهِ صَيْدٌ، فَيُصْنَعُ لَهُ ذٰلِكَ الصَّيْدُ، فَيَأْكُلُ مِنْهُ. وَهُوَ

پھر محرم اسے دیکھ کر خرید لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے احرام باندھ لیا لیکن اس کے پاس شکار کیا ہوا یا خریدا ہوا جانور ہے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ اسے چھوڑ دے بلکہ اپنے گھر والوں کے پاس چھوڑ دے۔

امام مالک نے مچھلیوں کے شکار کے بارے میں فرمایا کہ دریا نہروں اور تالاب وغیرہ میں احرام والے کے لیے ان کا شکار کرنا حلال ہے۔

کس شکار کا کھانا محرم کے لیے جائز نہیں

حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک گورخر بطور نذرانہ پیش کیا جبکہ آپ ابواء یا ودان کے مقام پر تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ انہیں واپس کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا چہرہ مغموم دیکھا تو فرمایا: میں تمہارا تحفہ کبھی واپس نہ لوٹاتا لیکن میں نے احرام باندھا ہوا ہے۔

عبدالرحمٰن بن عامر ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے عرج کے مقام پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا کہ گرمی کی شدت کے باعث انہوں نے سرخ کمبل سے اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے۔ پھر ان کی خدمت میں شکار کا گوشت پیش ہوا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کھا لو۔ وہ عرض گزار ہوئے کہ آپ کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا کہ میرا معاملہ تمہارے جیسا نہیں ہے۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا: اے بھانجے! یہ دس راتیں ہیں اگر تمہارے دل میں کسی قسم کا شبہ ہو تو شکار کا گوشت نہ کھاؤ۔

امام مالک نے اس محرم کے بارے میں فرمایا جس کی خاطر شکار کیا گیا ہو پھر وہ شکار اس کے لیے بنایا جائے پھر وہ اس میں

يَعْلَمُ، اَنَّهُ مِنْ اَجْلِهِ صِيْدَ. فَاِنَّ عَلَيْهِ جَزَاءَ ذٰلِكَ الصَّيْدِ كُلِّهِ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ: عَنِ الرَّجُلِ يُضْطَرُّ اِلٰى اَكْلِ الْمَيْتَةِ وَهُوَ مُحْرِمٌ. اَيَصِيْدُ الصَّيْدَ فَيَاْكُلُهُ؟ اَمْ يَاْكُلُ الْمَيْتَةَ؟ فَقَالَ: بَلْ يَاْكُلُ الْمَيْتَةَ. وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَمْ يُرَخِّصْ لِلْمُحْرِمِ فِيْ اَكْلِ الصَّيْدِ، وَلَا فِيْ اَخْذِهِ، فِيْ حَالٍ مِنَ الْاَحْوَالِ. وَقَدْ اَرْخَصَ فِي الْمَيْتَةِ عَلٰى حَالِ الضَّرُوْرَةِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَاَمَّا مَا قَتَلَ الْمُحْرِمُ اَوْ ذَبَحَ مِنَ الصَّيْدِ، فَلَا يَحِلُّ اَكْلُهُ لِحَلَالٍ وَلَا لِمُحْرِمٍ. لِاَنَّهُ لَيْسَ بِذَكِيٍّ. كَانَ خَطَأً اَوْ عَمْدًا. فَاَكْلُهُ لَا يَحِلُّ. وَقَدْ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ وَالَّذِيْ يَقْتُلُ الصَّيْدَ ثُمَّ يَاْكُلُهُ، اِنَّمَا عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ. مِثْلُ مَنْ قَتَلَهُ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ.

سے یہ جانتے ہوئے کھائے کہ اسی کی خاطر شکار کیا گیا ہے تو اس پورے شکار کا بدلہ اسی پر ہے۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے احرام باندھا ہوا ہے اور وہ مُردار کھانے پر مجبور ہو جائے کیا وہ شکار کر کے کھا سکتا ہے؟ یا مردار کھائے؟ فرمایا کہ مُردار کھائے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے محرم کو شکار کھانے کی اجازت نہیں دی اور نہ کسی حال میں پکڑنے کی لیکن مجبوری میں مُردار کھانے کی اجازت دی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس شکار کو محرم نے مارا یا ذبح کیا تو اس کا کھانا غیر احرام والے اور احرام والے کسی کے لیے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ پاک نہیں ہے خواہ غلطی سے کیا ہو یا جان بوجھ کر اس کا کھانا حلال نہیں یہ میں نے کتنے ہی حضرات سے سُنا ہے جو شکار کو مارے پھر اسے کھائے تو اس پر ایک ہی کفارہ ہے جیسے مارنے والے پر جس نے کھایا نہ ہو۔

بَابُ ۲۶ اَمْرُ الصَّيْدِ فِي الْحَرَمِ

حرم کے شکار کا بیان

۸۶- قَالَ مَالِكٌ: كُلُّ شَيْءٍ صِيْدَ فِي الْحَرَمِ، اَوْ اُرْسِلَ عَلَيْهِ كَلْبٌ فِي الْحَرَمِ، فَقُتِلَ ذٰلِكَ الصَّيْدُ فِي الْحِلِّ، فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ اَكْلُهُ. وَعَلٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ، جَزَاءُ الصَّيْدِ. فَاَمَّا الَّذِيْ يُرْسِلُ كَلْبَهُ عَلَى الصَّيْدِ فِي الْحِلِّ. فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يَصِيْدَهُ فِي الْحَرَمِ. فَاِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ جَزَاءٌ. اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ اَرْسَلَهُ عَلَيْهِ وَهُوَ قَرِيْبٌ مِنَ الْحَرَمِ. فَاِنْ اَرْسَلَهُ قَرِيْبًا مِنَ الْحَرَمِ، فَعَلَيْهِ جَزَاؤُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ حرم میں جو شکار کیا جائے یا جس پر حرم میں کتا چھوڑا گیا اور کتے نے اُسے حِل میں جا کر مارا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس پر شکار کا بدلہ ہے جس نے شکار پر حِل میں کتا چھوڑا وہ اسے تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ حرم میں شکار جا کیا تو اُسے نہ کھایا جائے لیکن اس کا بدلہ نہیں ہے ماسوائے اس صورت کے کہ چھوڑتے وقت وہ حرم کے قریب ہو۔ اگر حرم کے قریب ہی اسے چھوڑا تھا تو پھر اس پر بدلہ ہے۔

بَابُ ۲۷ الْحُكْمُ فِي الصَّيْدِ

شکار کے بارے میں حکم

۸۷- قَالَ مَالِكٌ: قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى- يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا

امام مالک کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے۔ تم میں

عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ (۵۔ سورۃ المائدۃ، ۹۵)

سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ ہے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے۔" (۵: ۹۵)

قَالَ مَالِكٌ: فَالَّذِي يَصِيدُ الصَّيْدَ وَهُوَ حَلَالٌ ثُمَّ يَقْتُلُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ. بِمَنْزِلَةِ الَّذِي يَبْتَاعُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ يَقْتُلُهُ. وَقَدْ نَهَى اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهِ. فَعَلَيْهِ جَزَاؤُهُ، وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ أَصَابَ الصَّيْدَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حُكِمَ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص حلال ہونے کی صورت میں شکار کو پکڑے اور حالتِ احرام میں اُسے مارے تو یہ اسی کی طرح ہے جیسے محرم شکار کو خرید کر مارے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے قتل سے منع کیا ہے پس اس پر بدلہ ہے اور ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو حالتِ احرام میں شکار مارے بدلہ اسی پر ہے۔

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ: أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الَّذِي يَقْتُلُ الصَّيْدَ فَيُحْكَمُ عَلَيْهِ فِيهِ، أَنْ يُقَوَّمَ الصَّيْدُ الَّذِي أَصَابَ فَيُنْظَرَ كَمْ ثَمَنُهُ مِنَ الطَّعَامِ، فَيُطْعِمَ كُلَّ مِسْكِينٍ مُدًّا، أَوْ يَصُومَ مَكَانَ كُلِّ مُدٍّ يَوْمًا. وَيُنْظَرَ كَمْ عِدَّةُ الْمَسَاكِينِ. فَإِنْ كَانُوا عَشَرَةً، صَامَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ. وَإِنْ كَانُوا عِشْرِينَ مِسْكِينًا، صَامَ عِشْرِينَ يَوْمًا. عَدَدَهُمْ مَا كَانُوا. وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ شکار کو قتل کرنے کے بارے میں سب سے اچھی بات میں نے یہ سُنی کہ شکار کی قیمت لگائی جائے گی پھر دیکھا جائے گا کہ اس کا کتنا کھانا آتا ہے، ہر مسکین کو ایک مُد کھانا کھلایا جائے گا، یا ہر مُد کے بدلے ایک روزہ رکھے۔ چنانچہ مساکین کی تعداد دیکھی جائے گی۔ اگر وہ دس ہوں تو دس روزے رکھے جائیں گے، اگر بیس مسکین ہوں تو بیس روزے رکھے جائیں گے، غرضیکہ ان کی تعداد جو بھی ہو خواہ وہ ساٹھ مساکین سے بھی بڑھ جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ: سَمِعْتُ أَنَّهُ يُحْكَمُ عَلَى مَنْ قَتَلَ الصَّيْدَ فِي الْحَرَمِ وَهُوَ حَلَالٌ، بِمِثْلِ مَا يُحْكَمُ بِهِ عَلَى الْمُحْرِمِ الَّذِي يَقْتُلُ الصَّيْدَ فِي الْحَرَمِ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس حلال نے شکار کو حرم میں قتل کیا تو وہ اسی کے مانند ہے جیسے محرم نے حالتِ احرام کے اندر حرم میں شکار کو مارا ہو۔

بَابُ ۲۸ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

محرم کونسے جانوروں کو مار سکتا ہے

۸۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ. لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ: اَلْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ."

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- پانچ جانور ایسے ہیں کہ محرم کو ان کا قتل کرنا گناہ نہیں کوّا، چیل، بچھو، چوہا اور کاٹنے والا کتّا۔

۸۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ. مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ: اَلْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو انہیں حالتِ احرام میں بھی قتل کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں یعنی بچھو، چوہا، کوّا، چیل اور کاٹنے والا

وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ"

کتا۔

۹۰۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِیْهِ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "خَمْسٌ فَوَاسِقُ یُقْتَلْنَ فِی الْحَرَمِ، الْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ"

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ فواسق ہیں جو حرم میں بھی قتل کیے جائیں گے یعنی چوہا، بچھو، کوا، چیل اور کاٹنے والا کتا۔

۹۱۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَیَّاتِ فِی الْحَرَمِ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سانپوں کو حرم میں بھی مار دینے کا حکم فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ: فِی الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ الَّذِیْ أُمِرَ بِقَتْلِهِ فِی الْحَرَمِ. إِنَّ كُلَّ مَا عَقَرَ النَّاسَ، وَعَدَا عَلَیْهِمْ، وَأَخَافَهُمْ مِثْلُ الْأَسَدِ وَالنَّمِرِ وَالْفَهْدِ وَالذِّئْبِ. فَهُوَ الْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَأَمَّا مَا كَانَ مِنَ السِّبَاعِ، لَا یَعْدُوْ. مِثْلُ الضَّبُعِ، وَالثَّعْلَبِ، وَالْهِرِّ. وَمَا أَشْبَهَهُنَّ مِنَ السِّبَاعِ فَلَا یَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ. فَإِنْ قَتَلَهُ فَدَاهُ. وَأَمَّا مَا ضَرَّ مِنَ الطَّیْرِ، فَإِنَّ الْمُحْرِمَ لَا یَقْتُلُهُ. إِلَّا مَا سَمَّى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ. وَإِنْ قَتَلَ الْمُحْرِمُ شَیْئًا مِنَ الطَّیْرِ سِوَاهُمَا، فَدَاهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ کاٹنے والے کتے کو حرم میں بھی مار دینے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا جو جانور لوگوں کو کاٹیں ان پر حملہ کریں اور ڈرائیں جیسے شیر، چیتا، ریچھ اور بھیڑیا وغیرہ وہ کاٹنے والے کتے کے حکم میں ہیں اور جو درندے حملہ نہیں کرتے جیسے بجو، لومڑی، بلی اور ان جیسے درندے تو محرم انہیں قتل نہ کرے۔ اگر قتل کرے گا تو بدلہ دینا ہوگا اور جو پرندے ضرر پہنچاتے ہیں تو محرم انہیں قتل نہیں کرے گا مگر جن کا نام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیا ہے جیسے کوا اور چیل اور اگر محرم ان دونوں کے سوا کسی پرندے کو مارے گا تو بدلہ دینا ہوگا۔

بَابٌ ۲۹ مَا یَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ یَفْعَلَهُ

محرم کے لیے کونسے کام کرنے درست ہیں

۹۲۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ یَحْیَى بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّیْمِیِّ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ أَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَیْرِ؛ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یُقَرِّدُ بَعِیْرًا لَهُ فِیْ طِیْنٍ بِالسُّقْیَا. وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ربیعہ بن ابو عبداللہ بن ہدیر سے روایت ہے کہ انہوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سقیا کے مقام پر دیکھا کہ اپنے اونٹ کی جوئیں نکال کر مٹی میں پھینکتے جاتے تھے اور وہ حالتِ احرام میں تھے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَأَنَا أَكْرَهُهُ۔

امام مالک نے کہا کہ میں اسے مکروہ شمار کرتا ہوں۔

۹۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِیْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُسْأَلُ عَنِ الْمُحْرِمِ أَیَحُكُّ جَسَدَهُ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ فَلْیَحْكُكْهُ وَلْیَشْدُدْ. وَلَوْ رُبِطَتْ یَدَایَ، وَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رِجْلَیَّ لَحَكَكْتُ.

علقمہ بن ابو علقمہ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا محرم اپنے جسم کو کھجا سکتا ہے؟ فرمایا ہاں کھجائے اور خوب کھجائے اور اگر میرے ہاتھ باندھ دیے جائیں اور پیر میرے قابو میں ہوں تو میں ان سے کھجاؤں۔

٩٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي الْمِرْآةِ لِشَكْوٍ كَانَ بِعَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آنکھ کی تکلیف کے باعث آئینہ دیکھا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

٩٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَنْزِعَ الْمُحْرِمُ حَلَمَةً أَوْ قُرَادًا عَنْ بَعِيرِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اونٹ کی جوں نکالنے کو مکروہ شمار کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ، وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھے یہ بات سب سے پسند ہے۔

٩٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ؛ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ ظُفْرٍ لَهُ انْكَسَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَقَالَ سَعِيدٌ: اقْطَعْهُ

محمد بن عبد اللہ بن ابو مریم نے سعید بن مسیب سے احرام والے کا ناخن ٹوٹ جانے کے متعلق پوچھا تو سعید نے فرمایا: "اسے کاٹ دو"۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنِ الرَّجُلِ يَشْتَكِي أُذُنَهُ أَيَقْطُرُ فِي أُذُنِهِ مِنَ الْبَانِ الَّذِي لَمْ يُطَيَّبْ، وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَقَالَ لَا أَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا. وَلَوْ جَعَلَهُ فِي فِيهِ، لَمْ أَرَ بِذٰلِكَ بَأْسًا

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے کان میں درد ہو کہ کیا وہ اپنے کان میں بغیر خوشبو کا تیل ڈال سکتا ہے جبکہ وہ محرم ہو؟ فرمایا کہ مجھے اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی اور اگر منہ میں تکلیف ہو تب بھی کوئی ڈر نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ أَنْ يَبُطَّ الْمُحْرِمُ خُرَاجَهُ، وَيَفْقَأَ دُمَّلَهُ، وَيَقْطَعَ عِرْقَهُ، إِذَا احْتَاجَ إِلَى ذٰلِكَ

امام مالک نے فرمایا کہ محرم اگر اپنے پھوڑے کو چیرے یا اپنے آبلے کو پھوڑے یا فصد کھولے تو بوقتِ ضرورت کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ ٣٠ الْحَجِّ عَمَّنْ يُحَجُّ عَنْهُ

دوسرے کی جانب سے حج کرنے کا بیان

٩٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ. فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ. إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا. لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ. أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے فضل بن عباس بیٹھے تھے کہ قبیلہ خثعم سے ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل اس کی طرف اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فضل کا منہ دوسری طرف کر دیا۔ وہ عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے میرے والد محترم پر اس وقت حج فرض کیا جبکہ وہ بہت بوڑھے ہو گئے اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا ہاں اور یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔

باب ۳۱ مَا جَاءَ فِيمَنْ أُحْصِرَ بِعَدُوٍّ

۹۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، قَالَ مَنْ حُبِسَ بِعَدُوٍّ، فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَإِنَّهُ يَحِلُّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ. وَيَنْحَرُ هَدْيَهُ. وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ حَيْثُ حُبِسَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ فَنَحَرُوا الْهَدْيَ. وَحَلَقُوا رُءُوسَهُمْ. وَحَلُّوا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ. وَقَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ الْهَدْيُ. ثُمَّ لَمْ يُعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ، وَلَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ، أَنْ يَقْضُوا شَيْئًا، وَلَا يَعُودُوا لِشَيْءٍ.

۹۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ حِينَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ: إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ.

ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ: مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ. ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ. أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ.

ثُمَّ نَفَذَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ. فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا. وَرَأَى ذَلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ. وَأَهْدَى.

قَالَ مَالِكٌ: فَهَذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا. فِيمَنْ أُحْصِرَ بِعَدُوٍّ. كَمَا أُحْصِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ. فَأَمَّا مَنْ أُحْصِرَ بِغَيْرِ عَدُوٍّ. فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ دُونَ الْبَيْتِ.

جسے دشمن روک دیں

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جسے دشمن روک دے اور اس کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو جائے تو وہ احرام کھول دے، قربانی کو ذبح کرے اور سر منڈائے جہاں کہ اسے روکا گیا اور اس پر قضا نہیں ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے احرام کھول دیا تھا۔ ہدی ذبح کیں اسر منڈائے اور ہر چیز سے حلال ہو گئے پیشتر اس کے کہ بیت اللہ کا طواف کرتے یا ہدی وہاں پہنچتی۔ پھر ہمیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے کسی صحابی یا ساتھی کو قضا یا اعادہ کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب فساد کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی جانب عمرہ کے ارادے سے نکلے تو فرمایا اگر مجھے بیت اللہ سے روکا گیا تو وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ پس عمرہ کا احرام باندھا، اس لیے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی عمرے کا احرام باندھا تھا۔

پھر حضرت عبد اللہ نے اپنے حال پر نظر کی تو فرمایا: "دونوں کا حال یکساں ہے"۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: دونوں کا حال یکساں ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ اپنے اوپر حج بھی واجب کر لیا۔

پھر چل دیئے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچے پھر ایک طواف کیا اور اسی کو کافی سمجھا اور قربانی پیش کر دی۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ جس کو دشمن روک دیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو روک دیا گیا تھا اور جو دشمن کے سوا اور کسی وجہ سے رُکا تو وہ بیت اللہ پہنچے بغیر حلال نہیں ہوگا۔

باب ۳۲ مَا جَآءَ فِيْمَنْ اُحْصِرَ بِغَيْرِ عَدُوٍّ

۱۰۰ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّهٗ قَالَ: اَلْمُحْصَرُ بِمَرَضٍ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَاِذَا اضْطُرَّ اِلٰى لُبْسِ شَيْءٍ مِنَ الثِّيَابِ الَّتِيْ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْهَا، اَوِ الدَّوَاءِ، صَنَعَ ذٰلِكَ وَافْتَدٰى.

۱۰۱ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: اَلْمُحْرِمُ لَا يُحِلُّهٗ اِلَّا الْبَيْتُ.

۱۰۲ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ، كَانَ قَدِيْمًا، اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ اِلٰى مَكَّةَ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ كُسِرَتْ فَخِذِيْ. فَاَرْسَلْتُ اِلٰى مَكَّةَ. وَبِهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَالنَّاسُ. فَلَمْ يُرَخِّصْ لِيْ اَحَدٌ اَنْ اَحِلَّ. فَاَقَمْتُ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَاءِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ حَتّٰى اَحْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ.

۱۰۳ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ حُبِسَ دُوْنَ الْبَيْتِ بِمَرَضٍ، فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ: اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ حُزَابَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ، صُرِعَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ. وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَسَاَلَ: مَنْ يَلِيْ عَلَى الْمَاءِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ؟ فَوَجَدَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَمَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ. فَذَكَرَ لَهُمُ الَّذِيْ عَرَضَ لَهٗ. فَكُلُّهُمْ اَمَرَهٗ اَنْ يَتَدَاوٰى بِمَا لَا بُدَّ لَهٗ مِنْهُ. وَيَفْتَدِيَ. فَاِذَا صَحَّ اعْتَمَرَ، فَحَلَّ مِنْ اِحْرَامِهٖ

جو دشمن کے علاوہ کسی اور سبب سے رُک جائے

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو مرض کے باعث رُک جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرلے۔ اگر کوئی کپڑا پہننے پر مجبور ہو جائے یا دوا استعمال کیے بغیر چارہ نہ رہے تو ایسا کرلے اور فدیہ دے۔

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ بیت اللہ پہنچے بغیر محرم حلال نہیں ہوتا۔

ایوب بن ابو تمیمہ سختیانی سے روایت ہے کہ بصرہ کے ایک قدیمی آدمی نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کی جانب نکلا اور راستے ہی میں تھا کہ میرا کولہا نکل گیا۔ میں نے ایک آدمی مکہ مکرمہ بھیجا اور وہاں پر حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر اور دیگر حضرات موجود تھے لیکن کسی نے مجھے احرام کھولنے کی اجازت نہ دی۔ پس میں سات مہینوں تک اسی جگہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عمرہ کرکے احرام کھولا۔

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جسے کسی مرض کے باعث بیت اللہ سے رُکنا پڑے تو وہ اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرلے۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سعید بن حزابہ مخزومی کو مکہ مکرمہ کے راستے میں مرگی کا دورہ پڑ گیا اور انہوں نے احرام باندھا ہوا تھا جس پانی پر وہ تھے وہاں کے لوگوں سے پوچھا تو انہیں عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر اور مروان بن حکم ملے اور ان کے سامنے واقعہ بیان کیا ہر ایک نے کہا کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو وہ علاج معالجہ کرے اور فدیہ دے۔ جب تندرست ہو جائے تو عمرہ کرکے احرام کھول دے۔ پھر اگلے سال حج کرے اور جو میسر آ

ثُمَّ عَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٍ، وَيُهْدِي مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى هٰذَا، الْأَمْرُ عِنْدَنَا. فِيمَنْ أُحْصِرَ بِغَيْرِ عَدُوٍّ. وَقَدْ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ، وَهَبَّارَ بْنَ الْأَسْوَدِ، حِينَ فَاتَهُمَا الْحَجُّ، وَأَتَيَا يَوْمَ النَّحْرِ، أَنْ يَحِلَّا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعَا حَلَالًا، ثُمَّ يَحُجَّانِ عَامًا قَابِلًا، وَيُهْدِيَانِ. فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَكُلُّ مَنْ حُبِسَ عَنِ الْحَجِّ بَعْدَ مَا يُحْرِمُ، إِمَّا بِمَرَضٍ أَوْ بِغَيْرِهِ أَوْ بِخَطَاءٍ مِنَ الْعَدَدِ. أَوْ خَفِيَ عَلَيْهِ الْهِلَالُ. فَهُوَ مُحْصَرٌ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُحْصَرِ.

قَالَ يَحْيَى: سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ أَهَلَّ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بِالْحَجِّ. ثُمَّ أَصَابَهُ كَسْرٌ، أَوْ بَطْنٌ مُتَحَرِّقٌ، أَوِ امْرَأَةٌ تَطْلُقُ. قَالَ: مَنْ أَصَابَهُ هٰذَا مِنْهُمْ فَهُوَ مُحْصَرٌ. يَكُونُ عَلَيْهِ مِثْلُ مَا عَلَى أَهْلِ الْآفَاقِ، إِذَا هُمْ أُحْصِرُوا.

قَالَ مَالِكٌ: فِي رَجُلٍ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ حَتَّى إِذَا قَضَى عُمْرَتَهُ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ. ثُمَّ كُسِرَ، أَوْ أَصَابَهُ أَمْرٌ لَا يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يَحْضُرَ مَعَ النَّاسِ الْمَوْقِفَ. قَالَ مَالِكٌ: أَرَى أَنْ يُقِيمَ حَتَّى إِذَا بَرَأَ خَرَجَ إِلَى الْحِلِّ. ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَكَّةَ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ. وَيَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ يَحِلُّ. ثُمَّ عَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٍ وَالْهَدْيُ.

قَالَ مَالِكٌ: فِيمَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ. ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ مَرِضَ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَحْضُرَ مَعَ النَّاسِ الْمَوْقِفَ.

قَالَ مَالِكٌ: إِذَا فَاتَهُ الْحَجُّ فَإِنِ اسْتَطَاعَ خَرَجَ إِلَى الْحِلِّ، فَدَخَلَ بِعُمْرَةٍ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. لِأَنَّ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ لَمْ يَكُنْ نَوَاهُ لِلْعُمْرَةِ. فَلِذٰلِكَ يَعْمَلُ بِهٰذَا. وَعَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٍ وَالْهَدْيُ. فَإِنْ كَانَ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ. فَأَصَابَهُ مَرَضٌ حَالَ

قربانی دے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو دشمن کے علاوہ کسی اور وجہ سے روکا جائے اس کے متعلق ہمارا موقف یہی ہے۔ حضرت عمر نے حضرت ابو ایوب انصاری اور ہبار بن اسود کو یہی حکم دیا جبکہ ان کا حج فوت ہو گیا اور قربانی کے روز حاضر ہوئے تھے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں اور حلال ہو کر لوٹ جائیں پھر آئندہ سال حج کریں اور قربانی دیں۔ اگر کسی کو قربانی میسر نہ آئے تو تین روزے دوران حج اور سات روزے حج سے گھر واپس لوٹنے پر رکھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو احرام باندھنے کے بعد کسی وجہ سے حج سے روکا جائے، خواہ بیماری سے یا کسی اور وجہ سے، جیسے گنتی میں غلطی ہونا یا چاند نظر نہ آنا تو اس پر وہی ہے جو محصر پر ہے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا کہ جس مکہ مکرمہ کے باشندے نے حج کا احرام باندھا، پھر اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا، یا دست لگ گئے یا عورت کو درد شروع ہو گیا؟ فرمایا کہ جس کو ان میں سے کوئی چیز پیش آئے تو وہ محصر ہے۔ اس پر بھی وہی ہے جو دوسرے شہر کے لوگوں پر ہے جبکہ وہ روکے جائیں۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو عمرہ کرنے حج کے مہینوں میں آیا یہاں تک کہ جب عمرہ پورا ہو گیا تو اس نے مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ لیا۔ پھر اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا ایسی تکلیف پہنچی کہ لوگوں کے ساتھ عرفات میں نہ جا سکا۔ امام مالک نے فرمایا کہ وہ ٹھہرا رہے یہاں تک کہ جب تندرست ہو جائے تو حل میں چلا جائے پھر مکہ مکرمہ میں واپس آ کر بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے پھر احرام کھول دے اور اس پر آئندہ سال حج اور قربانی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھا پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، پھر بیمار پڑ گیا کہ لوگوں کے ساتھ عرفات میں حاضر نہیں ہو سکتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس کا حج فوت ہو جائے اس سے ہو سکے تو حل کی طرف نکل جائے اور عمرہ کا احرام باندھ کر داخل ہو پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرے کیونکہ پہلا طواف عمرہ کا نہ تھا، لہٰذا دوبارہ کرے اور اگلے سال اس پر حج اور قربانی ہے اگر وہ مکہ مکرمہ کا باشندہ نہیں ہے پھر اسے کوئی تکلیف ہو جائے جو حج نہ

بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَجِّ. طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. حَلَّ بِعُمْرَةٍ وَطَافَ بِالْبَيْتِ طَوَافًا آخَرَ. وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. لِأَنَّ طَوَافَهُ الْأَوَّلَ، وَسَعْيَهُ. إِنَّمَا كَانَ نَوَاهُ لِلْحَجِّ. وَعَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٍ وَالْهَدْيُ

کرنے دے تو وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرکے عمرہ سے حلال ہو جائے اور دوبارہ طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑے کیونکہ پہلا طواف و سعی حج کے تھے اور اگلے سال اس پر حج اور قربانی ہے۔

بَابُ ۳۳ مَا جَاءَ فِي بِنَاءِ الْكَعْبَةِ

تعمیر کعبہ کا بیان

۱۰۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ. اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟" قَالَتْ فَقُلْتُ. يَا رَسُولَ اللهِ. أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ" قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ. لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا أَرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ، اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہاری قوم نے کعبہ کو ایسا تعمیر کیا ہے کہ قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا۔ میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! آپ اسے حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر کیوں نہیں بنا دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم کے کفر کا زمانہ نزدیک نہ ہوتا تو ضرور میں ایسا کر دیتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: چونکہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بات سُنی شاید اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو رکنوں کا استلام نہیں کرتے تھے جو حجر اسود کے نزدیک ہیں کہ بیت اللہ ابراہیمی بنیادوں پر نہیں ہے۔

۱۰۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: مَا أُبَالِي أَصَلَّيْتُ فِي الْحِجْرِ أَمْ فِي الْبَيْتِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:۔ میرے لیے یکساں ہے کہ حطیم کے اندر نماز پڑھوں یا بیت اللہ میں۔

۱۰۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ سَمِعْتُ بَعْضَ عُلَمَائِنَا يَقُولُ: مَا حُجِرَ الْحِجْرُ فَطَافَ النَّاسُ مِنْ وَرَائِهِ، إِلَّا إِرَادَةَ أَنْ يَسْتَوْعِبَ النَّاسُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ كُلِّهِ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہمارے بعض علماء فرماتے ہیں کہ حطیم کے گرد صحیح جگہ دیوار نہیں بنائی گئی لہٰذا لوگ اس کے پیچھے سے طواف کرتے ہیں، اس سے لوگوں کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ پورے بیت اللہ کا طواف ہو جائے۔

بَابُ ۳۴ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ

طواف میں رمل کرنا

۱۰۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ؛ اَنَّهٗ قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَیْهِ، ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ الْاَمْرُ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ عَلَیْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

۱۰۸ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ یَرْمُلُ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ، اِلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ، ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ. وَیَمْشِیْ اَرْبَعَةَ اَطْوَافٍ.

۱۰۹ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ؛ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ، یَسْعٰى الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ یَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَا ۔ وَاَنْتَ تُحْیِیْ بَعْدَمَا اَمَتَّا

یَخْفِضُ صَوْتَهٗ بِذٰلِكَ.

۱۱۰ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ؛ اَنَّهٗ رَاٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِیْمِ.

قَالَ: ثُمَّ رَاَیْتُهٗ یَسْعٰى حَوْلَ الْبَیْتِ، الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ.

۱۱۱ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا اَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ، لَمْ یَطُفْ بِالْبَیْتِ وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، حَتّٰى یَرْجِعَ مِنْ مِنًى. وَكَانَ لَا یَرْمُلُ اِذَا طَافَ حَوْلَ الْبَیْتِ، اِذَا اَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ.

بَابُ ۳۵ الْاِسْتِلَامُ فِی الطَّوَافِ

۱۱۲ - حَدَّثَنِیْ یَحْیٰى عَنْ مَالِكٍ؛ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَضٰى طَوَافَهٗ بِالْبَیْتِ وَرَكَعَ الرَّكْعَتَیْنِ، وَاَرَادَ اَنْ یَخْرُجَ اِلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ قَبْلَ اَنْ یَخْرُجَ.

۱۱۳ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حجرِ اسود سے رمل کیا اور تین طواف کرنے کے بعد اسی پر ختم کیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے اہلِ علم کا ہمیشہ سے یہی معمول ہے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک تین طوافوں میں رمل کیا کرتے اور چار طوافوں میں چلتے۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور کہتے: "اے اللہ! نہیں ہے کوئی معبود مگر تو، تو ہی ہمیں مرنے کے بعد جلائے گا" یہ کہتے ہوئے آواز پست رکھتے۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھا کہ عمرہ کا احرام تنعیم سے باندھتے۔

ہشام نے فرمایا: پھر میں نے انہیں خانۂ کعبہ کے گرد تین پھیروں میں دوڑتے دیکھا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب مکہ مکرمہ سے احرام باندھتے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرتے یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹتے اور جب مکہ مکرمہ سے احرام باندھتے تو خانۂ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہوئے رمل نہ کرتے۔

طواف میں استلام کرنا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت اللہ کے پورے طواف کر کے دو رکعتیں پڑھ لیتے اور صفا و مروہ کی جانب نکلنے کا ارادہ فرماتے تو نکلنے سے پہلے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ

عَنْ اَبِيهِ، اَنَّهُ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: "كَيْفَ صَنَعْتَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ فِي اسْتِلَامِ الرُّكْنِ؟" فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: اسْتَلَمْتُ وَتَرَكْتُ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَصَبْتَ"

۱۱۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ، يَسْتَلِمُ الْاَرْكَانَ كُلَّهَا وَكَانَ لَا يَدَعُ الْيَمَانِيَ، اِلَّا اَنْ يُغْلَبَ عَلَيْهِ.

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا: اے ابو محمد! تم نے حجر اسود کو کس طرح بوسہ دیا؟ حضرت عبدالرحمٰن عرض گزار ہوئے کہ میں نے کبھی بوسہ دیا اور کبھی نہ دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے درست کیا۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو تمام ارکان کو بوسہ دیتے اور رکن یمانی کو تو کبھی نہ چھوڑتے ماسوائے اشد مجبوری کے۔

بَابٌ ۳۶ تَقْبِيلُ الرُّكْنِ الْاَسْوَدِ فِي الْاِسْتِلَامِ

استلام کے وقت حجر اسود کو چومنا

۱۱۵ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ لِلرُّكْنِ الْاَسْوَدِ: اِنَّمَا اَنْتَ حَجَرٌ. وَلَوْلَا اَنِّي رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ، مَا قَبَّلْتُكَ. ثُمَّ قَبَّلَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: سَمِعْتُ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّ اِذَا رَفَعَ الَّذِي يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، يَدَهُ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِي اَنْ يَضَعَهَا عَلٰى فِيهِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود سے کہا۔ تو پتھر ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا پھر اسے چوم لیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ مستحب ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے جب رکن یمانی سے ہاتھ اٹھائے تو انہیں اپنے منہ پر رکھ لے۔

بَابٌ ۳۷ رَكْعَتَا الطَّوَافِ

طواف کے دوگانے کا بیان

۱۱۶ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ: اَنَّهُ كَانَ لَا يَجْمَعُ بَيْنَ السُّبْعَيْنِ. لَا يُصَلِّي بَيْنَهُمَا. وَلٰكِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ كُلِّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ. فَرُبَّمَا صَلّٰى عِنْدَ الْمَقَامِ اَوْ عِنْدَ غَيْرِهِ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الطَّوَافِ، اِنْ كَانَ اَخَفَّ عَلَى الرَّجُلِ اَنْ يَتَطَوَّعَ بِهِ، فَيَقْرُنَ بَيْنَ الْاُسْبُوعَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ، ثُمَّ يَرْكَعُ مَا عَلَيْهِ مِنْ رُكُوعِ تِلْكَ السُّبُوعِ. قَالَ: لَا يَنْبَغِي ذٰلِكَ. وَاِنَّمَا السُّنَّةُ اَنْ يُتْبِعَ كُلَّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ فِي الطَّوَافِ فَيَسْهُو حَتّٰى يَطُوفَ ثَمَانِيَةً اَوْ تِسْعَةَ اَطْوَافٍ. قَالَ: يَقْطَعُ، اِذَا

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد ساتوں طوافوں کو ملاتے نہ تھے بلکہ ان کے درمیان دوگانہ پڑھتے تھے یعنی ساتوں میں سے ہر طواف کے بعد دوگانہ پڑھتے۔ کبھی مقام ابراہیم کے پاس پڑھتے اور کبھی کسی دوسری جگہ۔

امام مالک سے طواف کے بارے میں پوچھا گیا کہ اگر کوئی آسانی کی غرض سے دو یا زیادہ طواف کرنے کے بعد دوگانہ پڑھے تو کیسا ہے؟ فرمایا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ سنت یہی ہے کہ ساتوں میں سے ہر طواف کے بعد دوگانہ پڑھے۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو بھول کر آٹھ یا نو طواف کر بیٹھا۔ فرمایا کہ چھوڑ دے۔ جب اسے زیادتی کا علم

عَلِمَ أَنَّهُ قَدْ زَادَ. ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. وَلَا يَعْتَدُّ بِالَّذِي كَانَ زَادَ. وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَبْنِيَ عَلَى التِّسْعَةِ حَتّٰى يُصَلِّيَ سُبْعَيْنِ جَمِيعًا. لِأَنَّ السُّنَّةَ فِي الطَّوَافِ، أَنْ يُتْبِعَ كُلَّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ شَكَّ فِي طَوَافِهِ، بَعْدَ مَا يَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ فَلْيَعُدْ. فَلْيُتَمِّمْ طَوَافَهُ عَلَى الْيَقِينِ. ثُمَّ لِيُعِدِ الرَّكْعَتَيْنِ. لِأَنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِطَوَافٍ، إِلَّا بَعْدَ إِكْمَالِ السُّبْعِ.

وَمَنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ بِنَقْضِ وُضُوئِهِ، وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، أَوْ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَوْ بَيْنَ ذٰلِكَ. فَإِنَّهُ مَنْ أَصَابَهُ ذٰلِكَ، وَقَدْ طَافَ بَعْضَ الطَّوَافِ، أَوْ كُلَّهُ. وَلَمْ يَرْكَعْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ، فَإِنَّهُ يَتَوَضَّأُ. وَيَسْتَأْنِفُ الطَّوَافَ وَالرَّكْعَتَيْنِ. وَأَمَّا السَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَإِنَّهُ لَا يَقْطَعُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، مَا أَصَابَهُ مِنِ انْتِقَاضِ وُضُوئِهِ. وَلَا يَدْخُلُ السَّعْيَ. إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ بِوُضُوءٍ.

بَابُ ۳۸ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ فِي الطَّوَافِ

١١٧ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ. فَلَمَّا قَضَى عُمَرُ طَوَافَهُ، نَظَرَ فَلَمْ يَرَ الشَّمْسَ طَلَعَتْ. فَرَكِبَ حَتّٰى أَنَاخَ بِذِي طُوًى. فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

١١٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَطُوفُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَدْخُلُ حُجْرَتَهُ، فَلَا أَدْرِي مَا يَصْنَعُ.

١١٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الْبَيْتَ يَخْلُو بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ. مَا يَطُوفُ بِهِ أَحَدٌ.

ہو پھر دوگانہ پڑھے اور جو زیادتی ہوئی ہے اسے شمار نہ کرے اور یہ نہ کرے کہ دوسرا طواف بھی کر کے دونوں کا اکٹھا دوگانہ ادا کرے کیونکہ طواف میں سنت یہی ہے کہ ہر پھیرے کے بعد دوگانہ پڑھا جائے (دو رکعت نماز)۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس کو دوگانہ پڑھنے کے بعد طواف کی تعداد میں شک واقع ہو جائے تو اپنے یقین پر طواف پورے کرے اور پھر دوگانہ پڑھے کیونکہ طواف کی نماز نہیں ہے مگر سات پھیرے پورے ہو جانے کے بعد۔

اگر بیت اللہ کا طواف یا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے کسی کا وضو ٹوٹ جائے۔ وہ بعض طواف یا سارے کر چکا ہے لیکن طواف کا دوگانہ نہیں پڑھا تو وہ وضو کرے اور دوبارہ طواف کر کے دوگانہ پڑھے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا یہ وضو ٹوٹنے سے باطل نہیں ہوتی۔ وضو کر کے جتنے پھیرے رہ گئے ہیں وہ لگائے اور سعی نہیں کرنی چاہیئے مگر باوضو ہو کر۔

نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد طواف کا دوگانہ ادا کرنا

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف کو عبد الرحمٰن بن عبد القاری نے بتایا کہ انہوں نے نمازِ فجر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا جب حضرت عمر فارغ ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ سورج ابھی طلوع نہیں ہوا ہے۔ پس وہ سوار ہوئے یہاں تک کہ ذی طویٰ میں اونٹ کو بٹھایا اور دوگانہ ادا کیا۔

ابو الزبیر مکی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس کو نمازِ عصر کے بعد طواف کرتے دیکھا۔ پھر وہ اپنے حجرے میں داخل ہو گئے تو مجھے نہیں معلوم کہ کیا کرتے رہے۔

امام مالک سے روایت ہے کہ ابو الزبیر مکی نے فرمایا کہ میں نے بیت اللہ کو نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد خالی ہی دیکھا کوئی ایک بھی طواف نہیں کرتا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ، وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ بَعْضَ أُسْبُوعِهِ، ثُمَّ أُقِيمَتْ صَلَوٰةُ الصُّبْحِ، أَوْ صَلَوٰةُ الْعَصْرِ فَإِنَّهُ يُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ ثُمَّ يَبْنِي عَلَى مَا طَافَ، حَتَّى يُكْمِلَ سُبْعًا ثُمَّ لَا يُصَلِّي حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے طواف کیا اور کچھ پھیرے لگا لیے، پھر نماز فجر یا نماز عصر کی اقامت ہونے لگی تو وہ امام کے ساتھ نماز پڑھے پھر باقی طواف کر کے پورے سات پھیرے کرے، پھر نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ سورج طلوع یا غروب نہ ہو جائے۔

قَالَ، وَإِنْ أَخَّرَهُمَا حَتَّى يُصَلِّيَ الْمَغْرِبَ، فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

فرمایا کہ اگر نماز مغرب پڑھنے تک مؤخر کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ، وَلَا بَأْسَ أَنْ يَطُوفَ الرَّجُلُ طَوَافًا وَاحِدًا، بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ. لَا يَزِيدُ عَلَى سُبْعٍ وَاحِدٍ، وَيُؤَخِّرُ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. كَمَا صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. وَيُؤَخِّرُهُمَا، بَعْدَ الْعَصْرِ، حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. فَإِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، صَلَّاهُمَا إِنْ شَاءَ. وَإِنْ شَاءَ أَخَّرَهُمَا، حَتَّى يُصَلِّيَ الْمَغْرِبَ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ نماز فجر یا نماز عصر کے بعد ایک ہی طواف کرے۔ آگے ایک بھی طواف نہ کرے اور دوگانے کو طلوع آفتاب تک مؤخر کر دے جیسا کہ حضرت عمر نے کیا یا دونوں کو مؤخر کر دے نماز عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ آفتاب غروب ہونے پر اگر چاہے تو دوگانہ پڑھ لے اور چاہے تو انہیں مؤخر کر دے یہاں تک کہ نماز مغرب پڑھ لے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

بَابُ ۳۹ وَدَاعِ الْبَيْتِ

خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کا بیان

۱۲۰ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَصْدُرَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ، حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ. فَإِنَّ آخِرَ النُّسُكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: کوئی حاجی بیت اللہ کا طواف کیے بغیر واپس نہ لوٹے کیونکہ بیت اللہ کا طواف ہی آخری عبادت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي قَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَإِنَّ آخِرَ النُّسُكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ، إِنَّ ذٰلِكَ فِيمَا نُرَى، وَاللهُ أَعْلَمُ، لِقَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ - وَقَالَ - ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ - فَمَحِلُّ الشَّعَائِرِ كُلِّهَا، وَانْقِضَاؤُهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ.

امام مالک نے حضرت عمر کے ارشاد "بیت اللہ کا طواف آخری عبادت ہے" کے بارے میں فرمایا کہ میرے خیال میں یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے" اور فرمایا: "پھر لوٹنا ہے بیت اللہ تک"۔ پس تمام شعائر کی انتہا بیت اللہ سے واپس لوٹنا ہے۔

۱۲۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَدَّ رَجُلًا مِنْ مَرِّ الظَّهْرَانِ، لَمْ يَكُنْ وَدَّعَ الْبَيْتَ حَتَّى وَدَّعَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک آدمی کو مر الظہران سے واپس پھیرا کیونکہ اس نے الوداعی طواف نہیں کیا تھا، یہاں تک کہ اس نے طواف کیا۔

۱۲۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جس نے طواف افاضہ کر لیا اس کا

عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَفَاضَ فَقَدْ قَضَى اللَّهُ حَجَّهُ. فَإِنَّهُ، إِنْ لَمْ يَكُنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ، فَهُوَ حَقِيقٌ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ. وَإِنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ، أَوْ عَرَضَ لَهُ، فَقَدْ قَضَى اللَّهُ حَجَّهُ.

اللہ تعالیٰ نے حج پورا کر دیا جبکہ اسے کسی چیز نے نہ روکا ہو پس اس پر حق ہے کہ آخر میں بیت اللہ کا طواف کرے اور اگر اسے کوئی چیز روکے یا کوئی عارضہ پیش آجائے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے حج اس کا پورا کر دیا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَوْ أَنَّ رَجُلاً جَهِلَ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ، حَتَّى صَدَرَ، لَمْ أَرَ عَلَيْهِ شَيْئاً. إِلاَّ أَنْ يَكُونَ قَرِيباً. فَيَرْجِعُ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ. ثُمَّ يَنْصَرِفُ إِذَا كَانَ قَدْ أَفَاضَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اس سے بے خبر ہو کہ آخر میں بیت اللہ کا طواف ہے یہاں تک کہ چلا جائے تو میرے خیال میں اس پر کچھ نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ قریب ہو تو واپس لوٹ کر بیت اللہ کا طواف کرے، پھر فارغ ہو کر چلا جائے۔

بَابُ جَامِعِ الطَّوَافِ

طواف کے دیگر متعلقات

١٢٣- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي. فَقَالَ: "طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ" قَالَتْ: فَطُفْتُ رَاكِبَةً بَعِيرِي. وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَانِبِ الْبَيْتِ. وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ، وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ.

زینب بنت ابو سلمہ سے روایت ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیماری کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی تو فرمایا "لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کر لو" یہ عرض گزار ہوئیں کہ میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف ہو چکی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت بیت اللہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ سورۃ الطور کی تلاوت کر رہے تھے۔

١٢٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ؛ أَنَّ أَبَا مَاعِزٍ الأَسْلَمِيَّ، عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سُفْيَانَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِساً مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ. فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْتَفْتِيهِ. فَقَالَتْ: إِنِّي أَقْبَلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ. حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَابِ الْمَسْجِدِ، هَرَقْتُ الدِّمَاءَ. فَرَجَعْتُ حَتَّى ذَهَبَ ذَلِكَ عَنِّي. ثُمَّ أَقْبَلْتُ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ. فَرَجَعْتُ حَتَّى ذَهَبَ ذَلِكَ عَنِّي. ثُمَّ أَقْبَلْتُ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: إِنَّمَا ذَلِكَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ. فَاغْتَسِلِي ثُمَّ اسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ. ثُمَّ طُوفِي.

عبد اللہ بن ابو سفیان سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی اور کہا کہ میں نے بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کیا، یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آگیا۔ میں واپس لوٹ گئی تو بند ہو گیا۔ پھر دوبارہ جب مسجد کے دروازے پر آئی تو خون آنے لگا واپس لوٹ گئی تو خون بند ہو گیا۔ سہ بارہ آئی اور مسجد کے دروازہ پر پہنچی تو خون آنے لگا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ یہ شیطان کی ٹھوکر ہے تم غسل کر کے کپڑا باندھ لو اور پھر طواف کر لو۔

۱۲۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، كَانَ إِذَا دَخَلَ مَكَّةَ مُرَاهِقًا خَرَجَ إِلَى عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ. وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ يَطُوفُ بَعْدَ أَنْ يَرْجِعَ.

قَالَ مَالِكٌ. وَذَلِكَ وَاسِعٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ: هَلْ يَقِفُ الرَّجُلُ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ الْوَاجِبِ عَلَيْهِ، يَتَحَدَّثُ مَعَ الرَّجُلِ؟ فَقَالَ لَا أُحِبُّ ذَلِكَ لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ لَا يَطُوفُ أَحَدٌ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص جب مکہ مکرمہ میں نویں تاریخ سے پہلے آتے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کے پھیروں سے پہلے عرفات میں چلے جاتے اور پھر واپس آکر طواف کرتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ انشاء اللہ اس میں وسعت ہے۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی بیت اللہ کا واجب طواف کرتے ہوئے کسی آدمی سے باتیں کرنے کے لیے ٹھہر سکتا ہے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی بھی بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے مگر باوضو۔

بَابُ الْبَدْءِ بِالصَّفَا فِي السَّعْيِ

صفا سے سعی شروع کرنے کا بیان

۱۲۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَهُوَ يُرِيدُ الصَّفَا، وَهُوَ يَقُولُ: "نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ" فَبَدَأَ بِالصَّفَا.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ مسجد سے نکل کر صفا جا رہے تھے تو فرما رہے تھے کہ ہم اسی سے ابتدا کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا فرمائی چنانچہ آپ نے صفا سے سعی کی ابتدا کی۔

۱۲۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا، يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" يَصْنَعُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. وَيَدْعُو وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب صفا پر کھڑے ہوتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور کہتے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔" ایسا تین مرتبہ کرکے دعا کرتے اور مروہ پر بھی اسی طرح کرتے۔

۱۲۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، وَهُوَ عَلَى الصَّفَا يَدْعُو يَقُولُ، اللَّهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ۔ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ. وَإِنِّي أَسْأَلُكَ، كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ، أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي. حَتَّى تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ.

نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے سنا کہ صفا پر دعا کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: "اے اللہ! تو نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور بیشک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا لہٰذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت فرمائی تو اسے مجھ سے چھین نہ لینا یہاں تک کہ میں مسلمانی کی حالت میں وفات پاؤں"

باب ۴۲ جَامِعُ السَّعْيِ

سعی کے بارے میں دیگر روایات

۱۲۹۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ، أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا - فَمَا عَلَى الرَّجُلِ شَيْءٌ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَلَّا، لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ، لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا. إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ. كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ. وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ، سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گزارش کی اور ان دنوں میں نوعمر تھا کہ کیا آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے"۔ لہٰذا آدمی پر کچھ نہیں ہے جبکہ وہ دونوں کا طواف نہ کرے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں اگر بات یہی ہوتی جو تم کہہ رہے ہو تو حکم یوں ہوتا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی ہے جو مناۃ کے لیے حج کرتے تھے اور مناۃ نامی بُت قدید کے بالمقابل تھا اور وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کو بُرا سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا پس اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: "بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے"۔

۱۳۰۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، كَانَتْ عِنْدَ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَخَرَجَتْ تَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، مَاشِيَةً. وَكَانَتِ امْرَأَةً ثَقِيلَةً. فَجَاءَتْ حِينَ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الْعِشَاءِ. فَلَمْ تَقْضِ طَوَافَهَا حَتَّى نُودِيَ بِالْأُولَى مِنَ الصُّبْحِ، فَقَضَتْ طَوَافَهَا فِيمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ سودہ بنت عبداللہ بن عمر عروہ بن زبیر کے نکاح میں تھیں۔ وہ ایک حج یا عمرہ میں صفا و مروہ کی سعی کے لیے پیدل نکلیں اور وہ جسم کی بھاری بھرکم تھیں۔ وہ اس وقت آئیں جبکہ لوگ نمازِ عشاء سے فارغ ہو گئے اور ان کا طواف پورا نہ ہوا یہاں تک کہ جب نمازِ فجر ہو گئی تو اس درمیان میں انہوں نے اپنا طواف پورا کیا۔

وَكَانَ عُرْوَةُ، إِذَا رَآهُمْ يَطُوفُونَ عَلَى الدَّوَابِّ، يَنْهَاهُمْ أَشَدَّ النَّهْيِ. فَيَعْتَلُّونَ بِالْمَرَضِ حَيَاءً مِنْهُ. فَيَقُولُ لَنَا، فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ: لَقَدْ خَابَ هَؤُلَاءِ وَخَسِرُوا.

اور حضرت عروہ جب لوگوں کو جانور پر سوار ہو کر طواف کرتے ہوئے دیکھتے تو انہیں سختی سے منع فرماتے۔ پس لوگ ان سے حیا کرتے ہوئے بیماری کا بہانہ لیتے وہ ہم سے فرماتے کہ ایسے لوگوں سے ہمیں کیا سروکار؟ یہ تو ناکام ہوئے اور خسارے میں رہے۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ نَسِيَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي عُمْرَةٍ، فَلَمْ يَذْكُرْ حَتَّى يَسْتَبْعِدَ مِنْ مَكَّةَ: أَنَّهُ يَرْجِعُ

امام مالک نے فرمایا کہ جو صفا و مروہ کی سعی کو عمرہ میں بھول جائے پھر اسے مکہ مکرمہ سے کافی دُور جا کر یاد آئے تو واپس لوٹ کر سعی کرے اور اگر اپنی

فيسعى. وإن كان قد أصاب النساء، فليرجع فليسع بين الصفا والمروة. حتى يتم ما بقي عليه من تلك العمرة. ثم عليه عمرة أخرى. والهدي.

وسئل مالك، عن الرجل يلقاه الرجل بين الصفا والمروة، فيقف معه يحدثه، فقال: لا أحب له ذلك.

قال مالك، ومن نسي من طوافه شيئاً، أو شك فيه، فلم يذكر إلا وهو يسعى بين الصفا والمروة. فإنه يقطع سعيه. ثم يتم طوافه بالبيت على ما يستيقن. ويركع ركعتي الطواف. ثم يبتدئ سعيه بين الصفا والمروة.

۱۳۱ - وحدثني عن مالك، عن جعفر بن محمد عن أبيه، عن جابر بن عبد الله، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا نزل من الصفا والمروة مشى حتى إذا انصبت قدماه في بطن الوادي، سعى حتى يخرج منه.

قال مالك، في رجل جهل فبدأ بالسعي بين الصفا والمروة، قبل أن يطوف بالبيت. قال: ليرجع فليطف بالبيت. ثم ليسع بين الصفا والمروة. وإن جهل ذلك حتى يخرج من مكة ويستبعد. فإنه يرجع إلى مكة. فيطوف بالبيت ويسعى بين الصفا والمروة. وإن كان أصاب النساء رجع، فطاف بالبيت، وسعى بين الصفا والمروة. حتى يتم ما بقي عليه من تلك العمرة. ثم عليه عمرة أخرى والهدي.

باب ۴۳ صيام يوم عرفة

۱۳۲ - حدثني يحيى عن مالك، عن أبي النضر، مولى عمر بن عبيد الله، عن عمير، مولى عبد الله

بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہے تو واپس لوٹ کر صفا و مروہ کی سعی کرے اور اس عمرہ سے جو باقی رہ گیا ہے اسے مکمل کرے پھر اس پر دوسرا عمرہ اور قربانی ہے۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ صفا و مروہ کے درمیان کسی دوسرے آدمی سے ملے تو اس سے باتیں کرنے ٹھہر جائے؟ فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو اپنے طواف میں بھول جائے یا شک ہو جائے اور اسے اس وقت یاد آئے جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہا ہو تو سعی منقطع کر کے پہلے اپنے یقین پر بیت اللہ کا طواف مکمل کرے اور طواف کا دوگانہ ادا کرے، اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی شروع کرے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب صفا و مروہ پر ہوتے تو چلتے اور جب وادی میں قدم رنجہ فرماتے تو اس سے نکلنے تک دوڑتے۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو بے خبری میں بیت اللہ کے طواف سے پہلے صفا و مروہ کے درمیان سعی شروع کر دے۔ فرمایا اسے چاہیئے کہ واپس لوٹے پھر بیت اللہ کا طواف کرنا چاہیئے پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور اگر وہ بھول کر مکہ مکرمہ سے نکل گیا اور دور چلا گیا تو واپس مکہ مکرمہ لوٹے، پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اگر عورت سے صحبت کر لی ہو تب بھی لوٹے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے، یہاں تک کہ اس عمرہ سے جو باقی رہ گیا ہے اسے مکمل کرے پھر اس پر دوسرا عمرہ اور قربانی ہے۔

عرفہ کے دن روزہ رکھنا

حضرت اُمّ الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ عرفہ کے روز لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ؛ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ، فِي صِيَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ بِصَائِمٍ. فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ، فَشَرِبَ.

کے بارے میں شک ہوا کہ روزے سے ہیں یا نہیں بعض حضرات کہتے تھے کہ روزے سے ہیں اور بعض کہتے تھے کہ روزے سے نہیں ہیں۔ پس جبکہ آپ عرفات میں اونٹ پر سوار تھے تو میں نے خدمتِ اقدس میں دودھ کا پیالہ بھیجا۔ آپ نے نوش فرمالیا۔

۱۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَرَفَةَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرفہ کے روز روزہ رکھا کرتی تھیں۔

قَالَ الْقَاسِمُ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهَا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ، يَدْفَعُ الْإِمَامُ ثُمَّ تَقِفُ حَتَّى يَبْيَضَّ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ تَدْعُو بِشَرَابٍ فَتُفْطِرُ.

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ میں نے انہیں عرفہ کی شام کو دیکھا کہ جب امام چلا تو وہ ٹھہری رہیں یہاں تک کہ زمین لوگوں سے خالی ہو گئی پھر انہوں نے پانی منگایا اور روزہ افطار کیا۔

بَابُ ۴۳ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ أَيَّامِ مِنًى

منیٰ کے دنوں میں روزے رکھنے کا بیان

۱۳۴- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ مِنًى.

ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایامِ منیٰ کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔

۱۳۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَبْدَ اللهِ بْنَ حُذَافَةَ أَيَّامَ مِنًى يَطُوفُ يَقُولُ: إِنَّمَا هِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللهِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ کو بھیجا کہ لوگوں میں پھر کر یہ اعلان کر دیں کہ منیٰ کے دن کھانے پینے اور ذکرِ الٰہی کے ہیں۔

۱۳۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى.

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔

۱۳۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ أُخْتِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِيهِ عَمْرِو بْنِ

ابو مرہ مولیٰ اُمّ ہانی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے والدِ ماجد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں کھاتے ہوئے پایا۔ انہوں نے مجھے بلایا تو

الْعَاصِ فَوَجَدَهُ يَأْكُلُ قَالَ فَدَعَانِي قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: هٰذِهِ الْأَيَّامُ الَّتِي نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِنَّ، وَأَمَرَنَا بِفِطْرِهِنَّ.

قَالَ مَالِكٌ: هِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ

میں عرض گزار ہوا: "میرا روزہ ہے"۔ فرمایا کہ یہ ایسے دن ہیں جن کا روزہ رکھنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا ہے اور حکم دیا کہ ان میں روزے نہ رکھیں۔

بَابُ ۴۵ مَا يَجُوزُ مِنَ الْهَدْيِ

ہدی کے لیے جو جانور درست ہیں

۱۳۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَى جَمَلاً، كَانَ لِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ.

عبداللہ بن ابوبکر بن محمد عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج یا عمرہ میں ہدی کے طور پر ایک اونٹ بھیجا جو ابوجہل بن ہشام کا تھا۔

۱۳۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً. فَقَالَ: "ارْكَبْهَا" فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهَا بَدَنَةٌ. فَقَالَ: "ارْكَبْهَا، وَيْلَكَ" فِي الثَّانِيَةِ أَوِ الثَّالِثَةِ.

اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہدی کے اونٹ کو ہانک رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانی کا ہے تو دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا کہ تمہاری خرابی ہو، سوار ہو جاؤ۔

۱۴۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُهْدِي فِي الْحَجِّ بَدَنَتَيْنِ بَدَنَتَيْنِ. وَفِي الْعُمْرَةِ بَدَنَةً بَدَنَةً. قَالَ: وَرَأَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ يَنْحَرُ بَدَنَةً. وَهِيَ قَائِمَةٌ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ أَسِيدٍ. وَكَانَ فِيهَا مَنْزِلُهُ. قَالَ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ طَعَنَ فِي لَبَّةِ بَدَنَتِهِ، حَتَّى خَرَجَتِ الْحَرْبَةُ مِنْ تَحْتِ كَتِفِهَا.

عبداللہ بن دینار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ حج کی ہدی دو دو اونٹ اور عمرہ کی ایک اونٹ بھیجا کرتے تھے اور میں نے عمرہ میں انہیں اپنی ہدی کو نحر کرتے دیکھا جو خالد بن اسید کے گھر میں کھڑی تھی اور وہ اسی میں ٹھہرا کرتے تھے اور میں نے انہیں دیکھا کہ اپنی ہدی کے گردن میں برچھی ماری یہاں تک کہ اس کی انی کندھے کے نیچے سے نکل آئی۔

۱۴۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَهْدَى جَمَلاً، فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے حج یا عمرہ کی ہدی کے طور پر ایک اونٹ بھیجا۔

۱۴۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِئِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ أَهْدَى بَدَنَتَيْنِ، إِحْدَاهُمَا بُخْتِيَّةٌ.

ابوجعفر القاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ مخزومی نے ہدی کے دو اونٹ بھیجے جن میں سے ایک بختی تھا۔

۱۴۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے

اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا نُتِجَتِ النَّاقَۃُ، فَلْیُحْمَلْ وَلَدُھَا حَتّٰی یُنْحَرَ مَعَھَا. فَاِنْ لَمْ یُوْجَدْ لَہٗ مَحْمَلٌ، حُمِلَ عَلٰی اُمِّہٖ حَتّٰی یُنْحَرَ مَعَھَا.

جب ہدی کی اونٹنی بچہ جنے تو اس کے بچے کو بھی ساتھ لے جانا چاہیئے یہاں تک کہ اس کے ساتھ نحر کر دیں۔ اگر اس کو اٹھا کر لے جانے کا بندوبست نہ ہو سکے تو اس کی والدہ پر بٹھا کر لے جائیں اور اس کے ساتھ ہی نحر کر دیں۔

۱۴۴۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ؛ اَنَّ اَبَاہُ قَالَ اِذَا اضْطُرِرْتَ اِلٰی بَدَنَتِکَ فَارْکَبْھَا رُکُوْبًا غَیْرَ فَادِحٍ وَاِذَا اضْطُرِرْتَ اِلٰی لَبَنِھَا، فَاشْرَبْ بَعْدَ مَا یَرْوٰی فَصِیْلُھَا. فَاِذَا نَحَرْتَھَا فَانْحَرْ فَصِیْلَھَا مَعَھَا.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ اگر تمہیں مجبوری ہو تو اپنی قربانی پر سوار ہو جاؤ لیکن کمر نہ توڑ ڈالنا اور اگر اس کے دودھ کی ضرورت پیش آئے تو بچے کو پلانے کے بعد پی لو۔ جب ہدی کو نحر کرو تو اس کے بچے کو بھی نحر کر دو۔

بَابُ الْعَمَلِ فِی الْھَدْیِ حِیْنَ یُسَاقُ

ہدی کے ہانکنے کا طریقہ

۱۴۵۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ؛ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اَھْدٰی ھَدْیًا مِنَ الْمَدِیْنَۃِ قَلَّدَہٗ وَاَشْعَرَہٗ، بِذِی الْحُلَیْفَۃِ. یُقَلِّدُہٗ قَبْلَ اَنْ یُّشْعِرَہٗ وَذٰلِکَ فِیْ مَکَانٍ وَّاحِدٍ. وَھُوَ مُوَجَّہٌ لِلْقِبْلَۃِ. یُقَلِّدُہٗ بِنَعْلَیْنِ. وَیُشْعِرُہٗ مِنَ الشِّقِّ الْاَیْسَرِ. ثُمَّ یُسَاقُ مَعَہٗ حَتّٰی یُوْقَفَ بِہٖ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَۃَ. ثُمَّ یَدْفَعُ بِہٖ مَعَھُمْ اِذَا دَفَعُوْا. فَاِذَا قَدِمَ مِنًی غَدَاۃَ النَّحْرِ، نَحَرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّحْلِقَ اَوْ یُقَصِّرَ. وَکَانَ ھُوَ یَنْحَرُ ھَدْیَہٗ بِیَدِہٖ. یَصُفُّھُنَّ قِیَامًا. وَیُوَجِّھُھُنَّ اِلَی الْقِبْلَۃِ. ثُمَّ یَاْکُلُ وَیُطْعِمُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب مدینہ منورہ سے ہدی لے جاتے تو ذو الحلیفہ میں اس کی تقلید و اشعار کرتے اور یہ ایک ہی جگہ ہوتا اور اسے قبلہ رو کر کے دو جوتوں کا ہار پہناتے اور اس کی بائیں جانب اشعار کرتے پھر اسے لے جاتے یہاں تک کہ عرفات میں لوگوں کے ساتھ ٹھہرتے، پھر جب لوگ لوٹتے تو یہ بھی ان کے ساتھ لوٹ آتے، جب قربانی کی صبح منیٰ میں آتے تو سر منڈانے یا بال کترانے سے پہلے نحر کرتے اور وہ ہدی کو اپنے ہاتھوں نحر کرتے تھے انہیں قطار میں قبلہ رُو کھڑا کر لیتے پھر خود کھاتے اور لوگوں کو بھی کھلاتے۔

۱۴۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا طَعَنَ فِیْ سَنَامِ ھَدْیِہٖ، وَھُوَ یُشْعِرُہٗ، قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ. وَاللّٰہُ اَکْبَرُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب اشعار کے طور پر ہدی کے کوہان میں زخم کرتے تو کہتے: "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ بہت بڑا ہے۔"

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ: اَلْھَدْیُ مَا قُلِّدَ وَاُشْعِرَ. وَوُقِفَ بِہٖ بِعَرَفَۃَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کہا کرتے: "ہدی وہ ہے جس کو ہار پہنایا جائے اور اشعار کیا جائے اور عرفات میں اسے کھڑا کیا جائے۔"

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یُجَلِّلُ بُدْنَہُ الْقُبَاطِیَّ، وَالْاَنْمَاطَ، وَالْحُلَلَ ثُمَّ یَبْعَثُ بِھَا اِلَی الْکَعْبَۃِ، فَیَکْسُوْھَا اِیَّاھَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر قربانی کے اونٹوں کو مصری کپڑے، چار جامے اور حُلّے پہنایا کرتے تھے، پھر انہیں کعبہ کی طرف لے جاتے اور اسے اُڑھا دیتے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ؛ اَنَّہٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ دِیْنَارٍ، مَا کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَصْنَعُ بِجِلَالِ بُدْنِہٖ

امام مالک نے عبد اللہ بن دینار سے پوچھا کہ جب کعبہ کو یہ غلاف پہنا دیا گیا تو حضرت عبد اللہ بن عمر اپنے اونٹ کی

حِيْنَ كُسِيَتِ الْكَعْبَةُ هٰذِهِ الْكِسْوَةَ؟ قَالَ: كَانَ يَتَصَدَّقُ بِهَا.

جھول کا کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ اسے خیرات کر دیتے تھے۔

۱۴۷- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: فِي الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ، الثَّنِيُّ فَمَا فَوْقَهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے:۔ قربانی کے لیے پانچ برس یا اس سے زیادہ عمر کا اونٹ ہو۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَشُقُّ جِلَالَ بُدْنِهِ، وَلَا يُجَلِّلُهَا حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى إِلٰى عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نہ جھول پھاڑتے اور نہ پہناتے۔ یہاں تک کہ منیٰ سے عرفات کو جاتے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لِبَنِيْهِ: يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ أَحَدُكُمْ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئًا يَسْتَحْيِيْ أَنْ يُهْدِيَهُ لِكَرِيْمِهِ. فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ، وَأَحَقُّ مَنِ اخْتِيْرَ لَهُ.

عروہ بن زبیر اپنے صاحبزادوں سے فرمایا کرتے:۔ اے بیٹو! تم میں سے کوئی ایسے اونٹ کی ہدی نہ دے جسے دوست کو دیتے ہوئے شرمائے۔ پس اللہ تعالیٰ تو سب بڑوں سے بڑا ہے لہٰذا بہترین چیز کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ أَوْ ضَلَّ

اگر ہدی چلنے سے عاجز یا گم ہو جائے

۱۴۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ صَاحِبَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْهَدْيِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ بَدَنَةٍ عَطِبَتْ مِنَ الْهَدْيِ فَانْحَرْهَا. ثُمَّ أَلْقِ قَلَائِدَهَا فِيْ دَمِهَا. ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُوْنَهَا".

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدی لے جانے والا عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ اگر ہدی راستے میں ہلاک ہونے لگے تو کیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔ ہدی کا جو اونٹ ہلاک ہونے لگے تو اسے نحر کر دو، پھر اس کے ہار کو اس کے خون میں ڈال دو، پھر چھوڑ دو کہ لوگ اُسے کھالیں۔

۱۴۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ قَالَ: مَنْ سَاقَ بَدَنَةً تَطَوُّعًا، فَعَطِبَتْ، فَنَحَرَهَا، ثُمَّ خَلّٰى بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُوْنَهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ. وَإِنْ أَكَلَ مِنْهَا، أَوْ أَمَرَ مَنْ يَأْكُلُ مِنْهَا، غَرِمَهَا.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جو ہدی کا اونٹ لے جائے پھر وہ ہلاک ہونے لگے تو اسے نحر کر کے چھوڑ دو تاکہ لوگ کھالیں اس صورت میں اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس میں سے کھایا یا کسی کو اس میں سے کھانے کے لیے کہا تو اس کا تاوان دینا ہوگا۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک، ثور بن زید دیلی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۱۵۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَهْدٰى بَدَنَةً، جَزَاءً أَوْ نَذْرًا، أَوْ هَدْيَ تَمَتُّعٍ،

ابن شہاب نے فرمایا کہ جو بدلہ، نذر یا تمتع کی ہدی کے طور پر اونٹ لے گیا۔ پھر وہ راستے میں تلف ہو گیا تو اس کا بدلہ

فَأُصِيبَتْ فِي الطَّرِيقِ، فَعَلَيْهِ الْبَدَلُ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدَى بَدَنَةً، ثُمَّ ضَلَّتْ أَوْ مَاتَتْ. فَإِنَّهَا إِنْ كَانَتْ نَذْرًا، أَبْدَلَهَا. وَإِنْ كَانَتْ تَطَوُّعًا، فَإِنْ شَاءَ أَبْدَلَهَا وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهَا.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ لَا يَأْكُلُ صَاحِبُ الْهَدْيِ مِنَ الْجَزَاءِ وَالنُّسُكِ.

بَابُ هَدْيِ الْمُحْرِمِ إِذَا أَصَابَ أَهْلَهُ

۱۵۱ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلُوا: عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ أَهْلَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِالْحَجِّ؟ فَقَالُوا: يَنْفُذَانِ، يَمْضِيَانِ لِوَجْهِهِمَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا. ثُمَّ عَلَيْهِمَا حَجُّ قَابِلٍ وَالْهَدْيُ. قَالَ: وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: وَإِذَا أَهَلَّا بِالْحَجِّ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ، تَفَرَّقَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا.

۱۵۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: مَا تَرَوْنَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ الْقَوْمُ شَيْئًا. فَقَالَ سَعِيدٌ: إِنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ. فَبَعَثَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَسْأَلُ عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا إِلَى عَامٍ قَابِلٍ. فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: لِيَنْفُذَا لِوَجْهِهِمَا. فَلْيُتِمَّا حَجَّهُمَا الَّذِي أَفْسَدَاهُ. فَإِذَا فَرَغَا رَجَعَا. فَإِنْ أَدْرَكَهُمَا حَجٌّ قَابِلٌ، فَعَلَيْهِمَا الْحَجُّ وَالْهَدْيُ. وَيُهِلَّانِ مِنْ حَيْثُ أَهَلَّا بِحَجِّهِمَا الَّذِي أَفْسَدَاهُ. وَيَتَفَرَّقَانِ حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا.

قَالَ مَالِكٌ: يُهْدِيَانِ جَمِيعًا، بَدَنَةً بَدَنَةً.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي الْحَجِّ، مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنْ يَدْفَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَيَرْمِيَ الْجَمْرَةَ: إِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْهَدْيُ، وَحَجُّ قَابِلٍ. قَالَ: فَإِنْ كَانَتْ

لازم آتا ہے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا جو اونٹ کی ہدی لے جائے پھر وہ راستے میں گم ہو جائے یا مر جائے اس صورت میں اگر وہ نذر کا ہے تو بدلہ دے اور اگر وہ نفلی تھا تو چاہے دوسرا دے اور چاہے نہ دے۔

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہدی والا نہ کھائے جبکہ وہ جنایت کا بدلہ یا فدیہ ہو۔

بیوی سے صحبت کرنے والے کی ہدی کا بیان

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا اور اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا سب نے فرمایا کہ حج کے ارکان ادا کرتے رہیں یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے پھر آئندہ سال ان پر حج اور قربانی ہے اور حضرت علی نے فرمایا کہ آئندہ سال جب حج کا احرام باندھیں تو دونوں جدا رہیں۔

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو حالت احرام میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا تو سعید بن مسیب نے فرمایا کہ ایک آدمی احرام کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا تھا تو اس بارے میں پوچھنے کے لیے ایک آدمی کو مدینہ منورہ بھیجا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ دونوں اگلے سال تک جدا رہیں۔ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ دونوں حج کرتے رہیں اور اپنے فاسد حج کو پورا کریں جب فارغ ہوں تو لوٹ جائیں۔ جب اگلے سال کا حج آئے تو ان دونوں پر حج اور قربانی ہے اور دونوں اس جگہ سے احرام باندھیں جہاں سے اس حج کا باندھا تھا جو فاسد کیا اور حج سے فارغ ہونے تک

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں ایک ایک اونٹ کی قربانی دیں۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوران حج اپنی بیوی سے صحبت کی عرفات سے لوٹنے کے بعد اور کنکریاں مارنے سے پہلے اس پر ہدی اور اگلے سال کا حج واجب ہے اگر کنکریاں

اصابتہ اھلہ بعد ذلک فی العمرۃ. فان علیہ ان یعتمر وَیُھدی. ولیس علیہ حج قابل.

قال مالک: والذی یفسد الحج او العمرۃ حتی یجب علیہ فی ذلک الھدی فی الحج او العمرۃ، التقاء الختانین وان لم یکن ماء دافق.

قال: ویوجب ذلک ایضا الماء الدافق، اذا کان من مباشرۃ. فاما رجل ذکر شیئا حتی خرج منہ ماء دافق، فلا اری علیہ شیئا. ولو ان رجلا قبل امراتہ ولم یکن من ذلک ماء دافق لم یکن علیہ فی القبلۃ الا الھدی. ولیس علی المراۃ التی یصیبھا زوجھا وھی محرمۃ مرارا، فی الحج او العمرۃ، وھی لہ فی ذلک مطاوعۃ، الا الھدی وحج قابل ان اصابھا فی الحج وان کان اصابھا فی العمرۃ، فانما علیھا قضاء العمرۃ التی افسدت. والھدی

مارنے کے بعد صحبت کی تو اس پر عمرہ اور ہدی ہے اور اس پر اگلے سال کا حج نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس سے حج یا عمرہ فاسد ہوتا ہے یہاں تک کہ اس پر ہدی اور حج یا عمرہ واجب ہوتا ہے وہ دونوں ختنوں کا مل جانا (دخول) ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔

فرمایا کہ بوسہ دینے سے اگر انزال ہو جائے تب بھی یہی کچھ واجب ہوتا ہے۔ اگر کسی چیز کا ذکر کرنے سے انزال ہو جائے تو اس پر کچھ نہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو بوسہ دیا تو اس پر اگلے سال کچھ نہیں مگر ہدی ہے اور وہ محرمہ عورت جس سے اس کے خاوند نے کئی بار صحبت کی، حج یا عمرہ میں اور وہ اس پر رضامند تھی تو اس پر ہدی اور اگلے سال کا حج ہے جبکہ ایسا حج میں ہوا ہو۔ اگر عمرہ میں اس نے ایسا کیا تو اس پر اس عمرہ کی قضا ہے جسے فاسد کیا اور ہدی دینا۔

باب ۴۹ ھدی من فاتہ الحج

حج فوت ہو جانے والے کی ہدی کا بیان

۱۵۳ - حدثنی یحیی عن مالک، عن یحیی بن سعید؛ انہ قال: اخبرنی سلیمان بن یسار؛ ان ابا ایوب الانصاری خرج حاجا. حتی اذا کان بالنازیۃ من طریق مکۃ. اضل رواحلہ. وانہ قدم علی عمر بن الخطاب یوم النحر. فذکر ذلک لہ. فقال عمر: اصنع کما یصنع المعتمر. ثم قد حللت. فاذا ادرکک قابل فاحجج، واھد ما استیسر من الھدی.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری حج کے لیے نکلے۔ جب مکہ مکرمہ کے راستے میں نازیہ کے مقام پر پہنچے تو ان کا اونٹ گم ہو گیا۔ وہ حضرت عمر کے پاس قربانی کے دن پہنچے اور اس بات کا ان سے ذکر کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسی طرح کر لو جیسے عمرہ والا کرتا ہے پھر حلال ہو جاؤ پھر اگلے سال موسم حج میں حج کرنا اور جو میسر آئے ہدی پیش کرنا۔

۱۵۴ - وحدثنی مالک عن نافع، عن سلیمان بن یسار؛ ان ھبار بن الاسود، جاء یوم النحر وعمر بن الخطاب ینحر ھدیہ. فقال: یا امیر المؤمنین اخطانا العدۃ. کنا نری ان ھذا الیوم یوم عرفۃ. فقال عمر: اذھب الی مکۃ، فطف انت ومن معک. وانحروا ھدیا ان کان معکم. ثم احلقوا او قصروا

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ہبار بن اسود قربانی کے روز حضرت عمر کی خدمت میں پہنچے جبکہ یہ اپنی ہدی کو نحر کر رہے تھے عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المؤمنین ہم سے شمار میں غلطی ہو گئی اور ہم سمجھے بیٹھے تھے کہ آج عرفہ کا روز ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ جاؤ، تم اور تمہارے ساتھی طواف کریں ہدی جو تمہارے پاس ہوں انہیں نحر کرو، پھر سر منڈا کر یا بال کترا کر لوٹ آؤ۔ جب

وَارْجِعُوا فَإِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ نَحُجُّوا وَاهْدُوا فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ثُمَّ فَاتَهُ الْحَجُّ فَعَلَيْهِ أَنْ يَحُجَّ قَابِلًا وَيَقْرِنُ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَيُهْدِيَ هَدْيَيْنِ: هَدْيًا لِقِرَانِهِ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ، وَهَدْيًا لِمَا فَاتَهُ مِنَ الْحَجِّ.

اگلا سال آئے تو حج کرنا اور ہدی بھیجنا جو ہدی نہ بھیج سکے تو حج کے دوران تین روزے رکھے اور سات روزے جبکہ لوٹے اس وقت رکھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے حج و عمرہ کا قران کیا پھر اس کا حج فوت ہو گیا تو اس پر اگلے سال حج کرنا ہے اور حج و عمرہ کا قران اور دو قربانیاں پیش کرے، ایک قربانی قران کی کہ حج و عمرہ کا قران کیا اور دوسری قربانی حج فوت ہونے کی۔

بَابٌ مَنْ أَصَابَ أَهْلَهُ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ

طواف زیارت سے پہلے بیوی سے صحبت کر لینے والے کی ہدی کا بیان

۱۵۵ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ وَقَعَ بِأَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ. فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْحَرَ بَدَنَةً.

عطاء ابن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو طواف افاضہ سے پہلے منیٰ میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ انہوں نے حکم دیا کہ ایک اونٹ نحر کرے۔

۱۵۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ لَا أَظُنُّهُ إِلَّا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ، يَعْتَمِرُ وَيُهْدِي.

عکرمہ مولیٰ ابن عباس کا بیان ہے کہ غالباً حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو طواف افاضہ سے پہلے اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے تو ایک عمرہ کرے اور ہدی بھیجے۔

۱۵۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ يَقُولُ فِي ذَٰلِكَ، مِثْلَ قَوْلِ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام مالک نے ربیعہ بن عبد الرحمٰن کو اسی طرح فرماتے سنا جیسا کہ عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَذَٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذَٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ: عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ الْإِفَاضَةَ حَتَّى خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَرَجَعَ إِلَى بِلَادِهِ؟ فَقَالَ: أَرَى، إِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَ النِّسَاءَ، فَلْيَرْجِعْ فَلْيُفِضْ، وَإِنْ كَانَ أَصَابَ النِّسَاءَ فَلْيَرْجِعْ، فَلْيُفِضْ. ثُمَّ لِيَعْتَمِرْ وَلْيُهْدِ. وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ هَدْيَهُ مِنْ مَكَّةَ وَيَنْحَرَهُ بِهَا. وَلَكِنْ، إِنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَهُ مَعَهُ مِنْ حَيْثُ اعْتَمَرَ، فَلْيَشْتَرِهِ بِمَكَّةَ. ثُمَّ يُخْرِجُهُ إِلَى الْحِلِّ. فَلْيَسُقْهُ مِنْهُ إِلَى مَكَّةَ. ثُمَّ يَنْحَرُهُ

امام مالک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو طواف افاضہ بھول گیا اور مکہ مکرمہ سے نکل کر اپنے شہر کی طرف چلا گیا؟ فرمایا کہ اگر اس نے اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی تو واپس لوٹ آنا چاہیے اور طواف افاضہ کرے اور اگر وہ صحبت کر چکا ہے تو واپس آکر طواف افاضہ کرے، پھر عمرہ کرے اور ہدی دے اور اس کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ مکہ مکرمہ سے ہدی خرید کر نحر کرے۔ ہاں اگر اس نے عمرہ شروع کرنے کی جگہ سے ہدی ساتھ نہیں لی تھی تو مکہ مکرمہ سے خرید کر حِل کی جانب باہر

بِهَا۔

باب ۵۱ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

۱۵۸- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؛ كَانَ يَقُولُ: مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، شَاةٌ.

۱۵۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَ يَقُولُ. مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، شَاةٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ لِأَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا - فَمِمَّا يُحْكَمُ بِهِ فِي الْهَدْيِ، شَاةٌ. وَقَدْ سَمَّاهَا اللهُ هَدْيًا. وَذٰلِكَ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا. وَكَيْفَ يَشُكُّ أَحَدٌ فِي ذٰلِكَ؟ وَكُلُّ شَيْءٍ لَا يَبْلُغُ أَنْ يُحْكَمَ فِيهِ بِبَعِيرٍ أَوْ بَقَرَةٍ. فَالْحُكْمُ فِيهِ شَاةٌ. وَمَا لَا يَبْلُغُ أَنْ يُحْكَمَ فِيهِ بِشَاةٍ. فَهُوَ كَفَّارَةٌ مِنْ صِيَامٍ، أَوْ إِطْعَامِ مَسَاكِينَ.

۱۶۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ. مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ بَدَنَةٌ أَوْ بَقَرَةٌ.

۱۶۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ؛ أَنَّ مَوْلَاةً لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُقَالُ لَهَا رُقَيَّةُ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى مَكَّةَ. قَالَتْ فَدَخَلَتْ عَمْرَةُ مَكَّةَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ. وَأَنَا مَعَهَا. فَطَافَتْ بِالْبَيْتِ، بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ دَخَلَتْ صُفَّةَ الْمَسْجِدِ فَقَالَتْ: أَمَعَكِ مِقَصَّانِ؟ فَقُلْتُ: لَا. فَقَالَتْ: فَالْتَمِسِيهِ لِي. فَالْتَمَسْتُهُ، حَتَّى جِئْتُ بِهِ. فَأَخَذَتْ مِنْ قُرُونِ رَأْسِهَا

نکل جائے پھر اسے ہانکتا ہوا مکہ مکرمہ میں لائے اور پھر اسے نحر کرے

حسبِ استطاعت ہدی سے کیا مراد ہے

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرمایا کرتے کہ حسبِ استطاعت ہدی سے مراد بکری ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو ہدی میسر آئے سے مراد بکری ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے، "اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے۔ تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں، قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے" (۵ : ۹۵) ہدی سے مراد کبھی بکری بھی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہدی رکھا ہے اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس میں کوئی کیسے شک کرے گا اور ہر چیز یہاں تک جائے پس بکری کا حکم ہوگا اور جس کے بدلے بکری کا حکم نہ کیا جا سکے تو اس کا کفارہ ہوگا کہ روزے رکھے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حسبِ استطاعت قربانی سے مراد اونٹ یا گائے ہے۔

رقیہ سے روایت ہے کہ وہ عمرہ بنت عبد الرحمٰن کے ساتھ مکہ مکرمہ کی جانب نکلیں اور حضرت عمرہ آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئیں جبکہ میں اُن کے ساتھ تھی اُنہوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر وہ مسجد میں داخل ہوئیں اور مجھ سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس قینچی ہے میں عرض گزار ہوئی کہ نہیں ہے فرمایا کہ میرے لیے تلاش کرو پس میں نے تلاش کی یہاں تک کہ لے آئی اُنہوں نے اپنے سر کی لٹیں کاٹ دیں اور جب قربانی

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، ذَبَحْتُ شَاةً.

باب ٥٢ جَامِعُ الْهَدْيِ

١٦٢ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ الْمَكِّيِّ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَقَدْ ضَفَرَ رَأْسَهُ. فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي قَدِمْتُ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: لَوْ كُنْتُ مَعَكَ، أَوْ سَأَلْتَنِي، لَأَمَرْتُكَ أَنْ تَقْرِنَ. فَقَالَ الْيَمَانِيُّ: قَدْ كَانَ ذَلِكَ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: خُذْ مَا تَطَايَرَ مِنْ رَأْسِكَ، وَأَهْدِ. فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ: مَا هَدْيُهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَقَالَ: هَدْيُهُ. فَقَالَتْ لَهُ: مَا هَدْيُهُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: لَوْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا أَنْ أَذْبَحَ شَاةً، لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَصُومَ.

١٦٣ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ، إِذَا حَلَّتْ لَمْ تَمْتَشِطْ، حَتَّى تَأْخُذَ مِنْ قُرُونِ رَأْسِهَا. وَإِنْ كَانَ لَهَا هَدْيٌ، لَمْ تَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا شَيْئًا، حَتَّى تَنْحَرَ هَدْيَهَا.

١٦٤ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُ: لَا يَشْتَرِكُ الرَّجُلُ وَامْرَأَتُهُ فِي بَدَنَةٍ وَاحِدَةٍ. لِيُهْدِ كُلُّ وَاحِدٍ بَدَنَةً بَدَنَةً.

وَسُئِلَ مَالِكٌ: عَمَّنْ بُعِثَ مَعَهُ بِهَدْيٍ يَنْحَرُهُ فِي حَجٍّ، وَهُوَ مُهِلٌّ بِعُمْرَةٍ. هَلْ يَنْحَرُهُ إِذَا حَلَّ؟ أَمْ يُؤَخِّرُهُ حَتَّى يَنْحَرَهُ فِي الْحَجِّ، وَيَحِلُّ هُوَ مِنْ عُمْرَتِهِ؟ فَقَالَ: بَلْ يُؤَخِّرُهُ حَتَّى يَنْحَرَهُ فِي الْحَجِّ وَيَحِلُّ هُوَ مِنْ عُمْرَتِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالَّذِي يُحْكَمُ عَلَيْهِ بِالْهَدْيِ فِي قَتْلِ الصَّيْدِ، أَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ هَدْيٌ فِي غَيْرِ ذَلِكَ. فَإِنَّ هَدْيَهُ لَا يَكُونُ إِلَّا بِمَكَّةَ. كَمَا قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ. وَأَمَّا مَا عُدِلَ بِهِ الْهَدْيُ مِنَ الصِّيَامِ أَوِ الصَّدَقَةِ، فَإِنَّ ذَلِكَ يَكُونُ بِغَيْرِ مَكَّةَ. حَيْثُ

کا دن آیا تو بکری ذبح کی۔

ہدی کے متعلق دیگر روایات

صدقہ بن یسار مکی سے روایت ہے کہ ایک یمن کا باشندہ حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے سر کے بال بٹے ہوئے تھے عرض گزار ہوا کہ اے ابو عبدالرحمٰن میں صرف عمرہ کرنے آیا ہوں حضرت عبداللہ بن عمر نے اُس سے فرمایا اگر میں تمہارے ساتھ ہوتا یا مجھ سے پوچھتے تو میں تمہیں قران کا حکم دیتا یمنی نے کہا کہ جو ہونا تھا ہو چکا حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو کاٹ کر ہدی دے دو ایک عراقی عورت عرض گزار ہوئی کہ اے ابو عبدالرحمٰن ہدی کیا ہے فرمایا کہ جو اس کی ہدی ہے عرض گزار ہوئی کہ اس کی ہدی ہے کیا حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اگر میں کچھ بھی نہ پاؤں تو بکری ذبح کروں یہ مجھے روزے رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جو عورت احرام باندھے ہوئے ہو تو احرام کھولنے پر اُس وقت تک وہ کنگھی نہ کرے جب تک اپنے سر کی لٹیں نہ کاٹ دے اور اگر اُس کے پاس ہدی ہو تو قربانی نحر ہونے تک ایک بال بھی نہ کاٹے۔

امام مالک نے بعض اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مرد اور عورت ایک ہی اُونٹ میں شریک نہیں ہو سکتے بلکہ ہر ایک کا اُونٹ علیحدہ ہو۔

امام مالک سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کسی کے ہاتھ حج میں نحر کرنے کے لیے ہدی بھیجی اور اُس نے عمرہ کا احرام باندھا کیا وہ حلال ہوتے ہی اُسے نحر کر دے یا تاخیر کرے تاکہ اُسے حج میں نحر کرے اور اپنے عمرے کا احرام کھول دے فرمایا بلکہ وہ اُسے حج میں نحر کرے ٹھہر کر اور اپنے عمرے کا احرام کھول دے امام مالک نے فرمایا کہ جس کو شکار قتل کرنے کی وجہ سے ہدی کا حکم کیا جائے یا کسی اور وجہ سے اُس پر ہدی واجب ہو تو وہ ہدی پیش نہیں ہو گی مگر مکہ مکرمہ میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی اور جو ہدی کی جگہ روزے رکھے یا خیرات کرے تو یہ مکہ مکرمہ سے باہر ہو سکتے ہیں جس طرح وہ

أَحَبَّ صَاحِبُهُ أَنْ يَفْعَلَهُ، فَعَلَهُ.

کرنا چاہے کرے۔

۱۶۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، فَخَرَجَ مَعَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ. فَمَرُّوا عَلَى حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَهُوَ مَرِيضٌ بِالسُّقْيَا. فَأَقَامَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَتَّى إِذَا خَافَ الْفَوَاتَ خَرَجَ وَبَعَثَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. وَأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ. وَهُمَا بِالْمَدِينَةِ. فَقَدِمَا عَلَيْهِ. ثُمَّ إِنَّ حُسَيْنًا أَشَارَ إِلَى رَأْسِهِ فَأَمَرَ عَلِيٌّ بِرَأْسِهِ فَحُلِقَ. ثُمَّ نَسَكَ عَنْهُ بِالسُّقْيَا فَنَحَرَ عَنْهُ بَعِيرًا.

ابو اسماء مولیٰ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے اُن کا گزر حضرت حسین بن علی کے پاس ہوا جو سقیا میں بیمار تھے عبداللہ بن جعفر اُن کے پاس ٹھہر گئے یہاں تک کہ حج کے فوت ہونے کا خطرہ محسوس ہونے لگا اُنہوں نے حضرت علی اور حضرت اسماء بنت عُمیس کے پاس پیغام بھیجا جو مدینہ منورہ میں تھے تو وہ دونوں آ گئے پھر امام حسین نے اپنے سر کی جانب اشارہ کیا تو حضرت علی نے اُن کے سر کو مونڈنے کا حکم دیا پھر سقیا میں ہی اُن کی جانب سے قربانی دی گئی یعنی ایک اونٹ نحر کیا گیا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: وَكَانَ حُسَيْنٌ خَرَجَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِي سَفَرِهِ ذَلِكَ إِلَى مَكَّةَ.

یحییٰ بن سعید نے کہا امام حسین حضرت عثمان کے ساتھ حج کرنے نکلے تھے۔

بَابُ ۵۳: الْوُقُوفُ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کا بیان

۱۶۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ. وَارْتَفِعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ. وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ. وَارْتَفِعُوا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ"

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارا عرفات ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے لیکن بطن عُرنہ میں نہ ٹھہرا کرو اور سارا مزدلفہ ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے بطنِ محسّر میں نہ ٹھہرا کرو۔

۱۶۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: اعْلَمُوا أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ. إِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ. وَأَنَّ الْمُزْدَلِفَةَ. كُلَّهَا مَوْقِفٌ. إِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ.

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ بطن عرنہ کے سوا سارا عرفات ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے اور بطن محسّر کے سوا سارا ہی مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ. قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔ قَالَ: فَالرَّفَثُ إِصَابَةُ النِّسَاءِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ. قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ۔ قَالَ: وَالْفُسُوقُ الذَّبْحُ لِلْأَنْصَابِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ. قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ۔ قَالَ: وَالْجِدَالُ فِي الْحَجِّ

امام مالک کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ تو رفث سے مراد عورتوں کے ساتھ صحبت کرنا ہے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ اور فرمایا الفسوق سے مراد بتوں کے لیے ذبح کرنا ہے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ اور فرمایا کہ وَالْجِدَالُ فِي الْحَجِّ یہ

انّ قریشًا كانت تقف عند المشعر الحرام بالمزدلفة بقزح وكانت العرب وغيرهم يقفون بعرفة. فكانوا يتجادلون يقول هؤلاء نحن اصوب، ويقول هؤلاء نحن اصوب فقال الله تعالى ولكل امة جعلنا منسكا هم ناسكوه فلا ينازعنك في الامر وادع الى ربك انك لعلى هدى مستقيم. فهذا الجدال فيما نرى، والله اعلم. وقد سمعت ذلك من اهل العلم.

باب ۵۴ وقوف الرجل وهو غير طاهر، ووقوفه على دابة

۱۶۸ - سئل مالك، هل يقف الرجل بعرفة، او بالمزدلفة، او يرمي الجمار، او يسعى بين الصفا والمروة وهو غير طاهر؟ فقال، كل امر تصنعه الحائض من امر الحج، فالرجل يصنعه وهو غير طاهر. ثم لا يكون عليه شيء في ذلك. والفضل ان يكون الرجل في ذلك كله طاهرا. ولا ينبغي له ان يتعمد ذلك.

وسئل مالك: عن الوقوف بعرفة للراكب. اينزل ام يقف راكبا؟ فقال بل يقف راكبا. الا ان يكون به او بدابته علة. فالله اعذر بالعذر.

باب ۵۵ وقوف من فاته الحج بعرفة

۱۶۹ - حدثني يحيى عن مالك، عن نافع، ان عبد الله بن عمر كان يقول، من لم يقف بعرفة، من ليلة المزدلفة، قبل ان يطلع الفجر، فقد فاته الحج. ومن وقف بعرفة، من ليلة المزدلفة، من قبل ان يطلع الفجر فقد ادرك الحج.

۱۷۰ - وحدثني عن مالك، عن هشام بن عروة، عن ابيه؛ انه قال من ادركه الفجر من ليلة المزدلفة ولم يقف بعرفة. فقد فاته الحج. ومن وقف بعرفة

کہ قریش مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس قزح میں ٹھہرتے اور دوسرے عرب وغیرہ عرفات میں ٹھہرتے تو وہ آپس میں جھگڑتے ہوئے کہتے کہ ہم درست کر رہے ہیں اور وہ کہتے کہ ہم درست کر رہے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر امت کے لیے ہم نے عبادت کے قاعدے بنا دیئے کہ وہ ان پر چلے تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کریں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ بے شک تم سیدھی راہ پر ہو (۲۲: ۶۷) تو جدال یہی ہے جیسا کہ معلوم ہوا آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور یہ میں نے اہل علم سے سنا ہے۔

وقوف کرنا جبکہ پاک نہ ہو اور اپنی سواری پر ٹھہرنا!

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا آدمی عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہر سکتا ہے یا کنکریاں مار سکتا ہے یا صفا و مروہ کے درمیان سعی کر سکتا ہے جبکہ وہ بے وضو ہو فرمایا کہ حج میں ہر وہ کام جسے حائضہ کر سکتی ہے اُسے وہ بھی کر سکتا ہے جو بے وضو ہو اور اس کے عوض اُس پر کچھ نہیں ہے لیکن افضل یہی ہے کہ آدمی باوضو ہو اور جان بوجھ کر بے وضو رہنا مناسب نہیں۔

امام مالک سے سوار کے وقوف کے بارے میں پوچھا گیا کہ اُتر جائے یا سوار ہو کر وقوف کرے فرمایا کہ سواری پر وقوف کرے ماسوائے اس کے اسے یا اُس کی سواری کو تکلیف ہو اور اللہ تعالیٰ عذر سے زیادہ درگزر

وقوفِ عرفات کی انتہا

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جو مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر تک عرفات میں نہ ٹھہرے تو اس کا حج فوت ہو گیا اور جو مزدلفہ کی رات (یوم النحر) کو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں آ ٹھہرا تو اُس نے حج کو پا لیا۔

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جس نے شب مزدلفہ کی صبح پائی اور عرفات میں نہ ٹھہرا تو اُس کا حج فوت ہو گیا اور جو مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں آ ٹھہرا تو اس

مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ. قَبْلَ اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ. فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ.

فرض حج پایا ۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْعَبْدِ يُعْتَقُ فِي الْمَوْقِفِ بِعَرَفَةَ: فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يُجْزِي عَنْهُ مِنْ حَجَّةِ الْاِسْلَامِ. اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ لَمْ يُحْرِمْ. فَيُحْرِمُ بَعْدَ اَنْ يُعْتَقَ ثُمَّ يَقِفُ بِعَرَفَةَ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ. قَبْلَ اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ. فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَجْزَاَ عَنْهُ. وَاِنْ لَمْ يُحْرِمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ. كَانَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ اِذَا لَمْ يُدْرِكِ الْوُقُوْفَ بِعَرَفَةَ. قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ. وَيَكُوْنُ عَلَى الْعَبْدِ حَجَّةُ الْاِسْلَامِ يَقْضِيْهَا.

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس کو وقوف عرفات میں آزاد کیا گیا تو یہ اس کے فرض حج کی جگہ کفایت نہیں کرے گا ماسوائے اس کے کہ وہ محرم نہ ہوا اور آزاد ہونے کے بعد احرام باندھے پھر اس رات عرفات میں قیام کرے طلوع فجر سے پہلے تو یہ اس کے لیے کافی ہوگا اور اگر طلوع فجر تک احرام نہ باندھے تو اسی کی طرح ہے جس کا حج فوت ہو گیا جبکہ مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں نہ ٹھہرا ہو اور غلام پر فرض حج کی قضا رہے گی ۔

بابٌ ۵۶ تَقْدِيْمِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ

عورتوں اور بچوں کو پہلے روانہ کر دینے کا بیان

۱۷۱ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ. عَنْ نَافِعٍ. عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، اِبْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ اَبَاهُمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ اَهْلَهُ وَصِبْيَانَهُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنًى. حَتّٰى يُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمِنًى. وَيَرْمُوْا قَبْلَ اَنْ يَاْتِيَ النَّاسُ.

سالم اور عبید اللہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی بیویوں اور بچوں کو پہلے ہی مزدلفہ سے منیٰ میں بھیج دیتے تاکہ وہ صبح کی نماز منیٰ میں پڑھ لیں اور لوگوں کے آنے سے پہلے کنکریاں مار سکیں ۔

۱۷۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ؛ اَنَّ مَوْلَاةً لِاَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْبَرَتْهُ. قَالَتْ. جِئْنَا مَعَ اَسْمَاءَ ابْنَةِ اَبِيْ بَكْرٍ مِنًى، بِغَلَسٍ. قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا: لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ. فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ ذٰلِكَ مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكِ.

اسماء بنت ابوبکر کی آزاد کردہ لونڈی سے روایت ہے کہ ہم حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ منیٰ میں صبح سویرے آگئے میں ان کی خدمت میں عرض گزار ہوئی کہ ہم منیٰ کے اندر اندھیرے میں آگئے ہیں فرمایا کہ ہم ان (حضور) کی معیت میں بھی ایسا ہی کرتے تھے جو تم سے بہتر تھے ۔

۱۷۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. اَنَّهُ بَلَغَهُ: اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ كَانَ يُقَدِّمُ نِسَاءَهُ وَصِبْيَانَهُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنًى.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اپنی عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے منیٰ کی طرف پہلے ہی بھیج دیا کرتے تھے ۔

۱۷۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. اَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ رَمْيَ الْجَمْرَةِ. حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ وَمَنْ رَمٰى فَقَدْ حَلَّ لَهُ النَّحْرُ.

امام مالک نے بعض اہل علم حضرات سے سنا وہ یوم النحر کی فجر طلوع ہونے سے پہلے کنکریاں مارنے کو مکروہ شمار کرتے اور جس نے کنکریاں ماریں تو نحر کرنا اس کے لیے حلال ہو گیا ۔

۱۷۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

ہشام بن عروہ نے فاطمہ بنت منذر سے روایت کی ہے کہ

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا كَانَتْ تَرَى أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ بِالْمُزْدَلِفَةِ تَأْمُرُ الَّذِي يُصَلِّي لَهَا وَلِأَصْحَابِهَا الصُّبْحَ. يُصَلِّي لَهُمُ الصُّبْحَ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ. ثُمَّ تَرْكَبُ فَتَسِيرُ إِلَى مِنًى. وَلَا تَقِفُ.

اُنہوں نے حضرت اسماء بنت ابوبکر کو مزدلفہ میں دیکھا کہ جو انہیں اور ان کے ساتھ والوں کو نماز پڑھاتا تھا اُسے حکم دے رہی تھیں کہ فجر طلوع ہوتے ہی انہیں صبح کی نماز پڑھا دے پھر سوار ہو کر منیٰ میں آتیں اور ٹھہرتی نہ تھیں۔

بابٌ السَّيْرِ فِي الدَّفْعَةِ

١٧٦ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ، كَيْفَ كَانَ يَسِيرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ. فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ هِشَامٌ: وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ.

١٧٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَرِّكُ رَاحِلَتَهُ فِي بَطْنِ مُحَسِّرٍ. قَدْرَ رَمْيَةٍ بِحَجَرٍ.

عرفات سے لوٹتے وقت کی چال

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا جبکہ میں اُن کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُونٹ کو کس طرح چلاتے تھے فرمایا کہ ہلکی تیز رفتار سے چلاتے تھے اور جب خالی راستہ پاتے تو خوب دوڑاتے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اپنے اُونٹ کو بطنِ مُحسّر میں ڈھیلے کی مار تک تیز دوڑاتے تھے۔

بابٌ مَا جَاءَ فِي النَّحْرِ فِي الْحَجِّ

١٧٨ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، بِمِنًى "هَذَا الْمَنْحَرُ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ" وَقَالَ فِي الْعُمْرَةِ "هَذَا الْمَنْحَرُ" يَعْنِي الْمَرْوَةَ "وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ وَطُرُقِهَا مَنْحَرٌ".

١٧٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ؛ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ. وَلَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ. فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ، إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَنْ يَحِلَّ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ.

حج کی قربانی کا بیان

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نے منیٰ میں فرمایا کہ یہ نحر کی جگہ ہے اور سارا ہی منیٰ نحر کی جگہ ہے اور عمرہ کے وقت مروہ کے لیے فرمایا کہ نحر کی جگہ یہ ہے اور مکہ مکرمہ کی ہر گھاٹی اور ہر راستہ نحر کی جگہ ہے۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ پچیس ذی قعدہ کو حج کے ارادے سے نکلے جب ہم مکہ معظمہ کے نزدیک پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے احرام کھول دے یوم النحر کے روز ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا تو میں نے پوچھا کہ یہ کیسا ہے لانے والوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی

فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: نَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ.

ازواج مطہرات کی جانب سے گائے کی قربانی دی ہے

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ. فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ. فَقَالَ أَتَتْكَ، وَاللّٰهِ. بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے بیان کی تو فرمایا کہ انہوں (عمرہ) نے یہ حدیث درست بیان کی۔

۱۸۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ. عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ، فَقَالَ: "إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي، وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ".

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں کہ لوگوں نے تو احرام کھول دیئے لیکن آپ نے ابھی اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا فرمایا کہ میں نے اپنے بال جمائے ہوئے ہیں اور اپنی ہدی کو ہار پہنایا ہے للہٰذا احرام نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ نحر کر لوں۔

بَابُ ۵۹ الْعَمَلِ فِي النَّحْرِ.

نحر کرنے کا طریقہ

۱۸۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ. عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ بَعْضَ هَدْيِهِ. وَنَحَرَ غَيْرُهُ بَعْضَهُ.

امام محمد باقر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے بعض جانوروں کو خود نحر کیا اور بعض کو دوسرے لوگوں نے نحر کیا۔

۱۸۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: مَنْ نَذَرَ بَدَنَةً. فَإِنَّهُ يُقَلِّدُهَا نَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهَا. ثُمَّ يَنْحَرُهَا عِنْدَ الْبَيْتِ. أَوْ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ. لَيْسَ لَهَا مَحِلٌّ دُونَ ذٰلِكَ. وَمَنْ نَذَرَ جَزُورًا مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ، فَلْيَنْحَرْهَا حَيْثُ شَاءَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا جو اونٹ یا گائے کی قربانی نذر کرے تو وہ جوتے اس کے گلے میں لٹکا دے اور اس کا اشعار کرے پھر اسے بیت اللہ کے پاس یا منیٰ میں نحر کرے اس کے علاوہ اس کے ذبح کرنے کی جگہ نہیں ہے اور جو اونٹ گائے کی قربانی نذر کرے تو اسے جہاں چاہے ذبح کر سکتا ہے۔

۱۸۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَنْحَرُ بُدْنَهُ قِيَامًا.

امام مالک نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے کہ ان کے والد ماجد اپنے اونٹوں کو کھڑا کر کے ذبح کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ، حَتّٰى يَنْحَرَ هَدْيَهُ. وَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَنْحَرَ قَبْلَ الْفَجْرِ يَوْمَ النَّحْرِ. وَإِنَّمَا الْعَمَلُ كُلُّهُ يَوْمَ النَّحْرِ، وَلُبْسُ الثِّيَابِ، وَإِلْقَاءُ التَّفَثِ، وَالْحِلَاقُ. لَا يَكُونُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ يُفْعَلُ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اپنی ہدی کو نحر کرنے سے پہلے سر منڈائے اور کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ دس ذی الحجہ کو فجر سے پہلے نحر کرے اور یہ سارے کام یعنی ذبح کرنا، کپڑے پہننا میل چھڑانا اور سر منڈانا دسویں ذوالحجہ کو ہونے چاہییں ان میں سے کوئی کام بھی یوم النحر سے پہلے نہیں ہونا چاہیئے۔

باب (٦٠) الحلاق

١٨٤- حدثني يحيى عن مالك، عن نافع، عن عبد الله بن عمر؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «اللهم ارحم المحلقين» قالوا: والمقصرين. يا رسول الله. قال: «اللهم ارحم المحلقين» قالوا: والمقصرين. يا رسول الله. قال: «والمقصرين».

١٨٥- وحدثني عن مالك، عن عبد الرحمن بن القاسم، عن أبيه؛ أنه كان يدخل مكة ليلا وهو معتمر. فيطوف بالبيت، وبين الصفا والمروة. ويؤخر الحلاق حتى يصبح.

قال: ولكنه لا يعود إلى البيت، فيطوف به حتى يحلق رأسه.

قال: وربما دخل المسجد. فأوتر فيه. ولا يقرب البيت.

قال مالك: التفث حلاق الشعر ولبس الثياب وما يتبع ذلك.

قال يحيى: سئل مالك عن رجل نسي الحلاق بمنى في الحج. هل له رخصة في أن يحلق بمكة؟ قال: ذلك واسع. والحلاق بمنى أحب إلي.

قال مالك: الأمر الذي لا اختلاف فيه عندنا أن أحدا لا يحلق رأسه، ولا يأخذ من شعره حتى ينحر هديا. إن كان معه. ولا يحل من شيء حرم عليه، حتى يحل بمنى يوم النحر. وذلك أن الله تبارك وتعالى قال - ولا تحلقوا رؤوسكم حتى يبلغ الهدي محله -.

سر منڈانے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ اور بال کترانے والوں پر پھر کہا اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ بال کترانے والوں پر بھی کہا کہ بال کترانے والوں پر بھی۔

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ عمرہ کی حالت میں رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے پھر بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتے اور سر نہ منڈاتے جب تک صبح نہ ہو جاتی۔

فرمایا اور بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے نہ لوٹتے یہاں تک کہ سر منڈا لے۔

فرمایا اور کبھی وہ مسجد میں داخل ہو کر وتر پڑھتے اور بیت اللہ کے قریب نہ جاتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ التفث سر منڈانے کپڑے پہننے اور ان کے تابع امور کو کہتے ہیں۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو حج میں منیٰ کے اندر سر منڈانا بھول گیا کیا اس کے لیے اجازت ہے کہ مکہ مکرمہ میں سر منڈائے فرمایا کہ اس میں وسعت ہے لیکن منیٰ میں سر منڈانا افضل

امام مالک نے فرمایا کہ اس بات میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کوئی سر نہ منڈائے اور ایک بال بھی نہ کاٹے یہاں تک کہ ہدی نحر کرے اگر اس کے پاس ہو اور حلال ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اپنے سر نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی جگہ پر پہنچ جائے۔

باب (٦١) التقصير

١٨٦- حدثني يحيى عن مالك، عن نافع؛ أن

قصر کا بیان

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ، وَهُوَ يُرِيدُ الْحَجَّ، لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا حَتّٰى يَحُجَّ.

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ.

۱۸۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ: كَانَ إِذَا حَلَقَ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ.

۱۸۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ. فَقَالَ: إِنِّي أَفَضْتُ. وَأَفَضْتُ مَعِي بِأَهْلِي ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى شِعْبٍ. فَذَهَبَتْ لِأَدْنُوَ مِنْ أَهْلِي. فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُقَصِّرْ مِنْ شَعْرِي بَعْدُ. فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِهَا بِأَسْنَانِي. ثُمَّ وَقَعْتُ بِهَا. فَضَحِكَ الْقَاسِمُ وَقَالَ: مُرْهَا فَلْتَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا بِالْجَلَمَيْنِ.

قَالَ مَالِكٌ: أَسْتَحِبُّ فِي مِثْلِ هٰذَا أَنْ يُهْرِقَ دَمًا. وَذٰلِكَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا فَلْيُهْرِقْ دَمًا.

۱۸۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِهِ يُقَالُ لَهُ الْمُجَبَّرُ. قَدْ أَفَاضَ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ. جَهِلَ ذٰلِكَ. فَأَمَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ يَرْجِعَ، فَيَحْلِقَ أَوْ يُقَصِّرَ، ثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى الْبَيْتِ فَيُفِيضَ.

۱۹۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، دَعَا بِالْجَلَمَيْنِ فَقَصَّ شَارِبَهُ. وَأَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ. قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ. وَقَبْلَ أَنْ يُهِلَّ مُحْرِمًا.

رمضان کے روزے رکھ لیتے اور حج کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنے سر اور داڑھی میں سے ایک بال بھی نہ کاٹتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ سب لوگوں پر واجب نہیں ہے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب حج یا عمرہ کے بعد سر منڈاتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں میں سے بال لیتے تھے۔

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے قاسم بن محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں نے طواف افاضہ کیا اور میرے ساتھ میری بیوی نے بھی پھر میں ایک گھاٹی کی طرف گیا تاکہ اپنی بیوی سے صحبت کروں اُس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنے بال نہیں کترواے میں نے اپنے دانتوں سے اُس کے بال کترے اور پھر اُس سے صحبت کی قاسم بن محمد ہنس پڑے اور اُس سے کہا کہ اپنی بیوی کو قینچی سے بال کترنے کا حکم دو۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس صورت میں مستحب یہ ہے کہ وہ قربانی دے اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ جو کسی رکن کو بھول جائے تو وہ قربانی کرے۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو اُن کے اعزہ سے ایک آدمی ملا جس کو مجبّر کہا جاتا تھا وہ طواف افاضہ کر چکا تھا لیکن بے خبری میں نہ سر منڈایا نہ بال کترواے تو حضرت عبداللہ نے اُسے حکم دیا کہ واپس لوٹ جائے پھر سر منڈائے یا بال کتروائے پھر بیت اللہ کی طرف لوٹ کر طواف افاضہ کرے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سالم بن عبداللہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو سوار ہونے اور لبیک کہنے سے پہلے قینچی منگا کر اپنی مونچھوں کو پست کرتے اور داڑھی کے بال لیتے۔

بَابُ التَّلْبِيدِ

تلبید کا بیان

۱۹۱- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَنْ ضَفَرَ رَأْسَهٗ فَلْيَحْلِقْ. وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالتَّلْبِيْدِ.

حضرت عمر نے فرمایا جو بال گوندھے اُسے چاہیئے کہ احرام کھولتے وقت سر منڈائے اور تلبید سے مشابہت نہ کی جائے۔

۱۹۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَنْ عَقَصَ رَأْسَهٗ. اَوْ ضَفَرَ اَوْ لَبَّدَ. فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحِلَاقُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو سر کے بالوں کی لٹ باندھے یا گوندھے یا تلبید کرے تو اُس پر سر منڈانا واجب ہے۔

باب ۶۳ الصَّلٰوةُ فِي الْبَيْتِ وَقَصْرُ الصَّلٰوةِ وَتَعْجِيْلُ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

بیت اللہ میں نماز پڑھنا، عرفات میں نماز قصر کرنا اور خطبہ جلدی پڑھنا

۱۹۳- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ، هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ. فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید، حضرت بلال رباح اور حضرت عثمان بن طلحہ بھی تھے چنانچہ دروازہ بند کر لیا گیا اور آپ اُس میں ٹھہرے۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ، مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهٖ، وَعَمُوْدَيْنِ عَنْ يَسَارِهٖ، وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهٗ. وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى.

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ نکلنے پر میں نے حضرت بلال سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا کیا فرمایا کہ حضور نے ایک ستون کو دائیں جانب دُوسرے کو بائیں جانب اور تین پیچھے رکھے پھر نماز پڑھی اور اُن دنوں بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔

۱۹۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: اَنَّهٗ قَالَ: كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ. اَنْ لَا تُخَالِفَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الْحَجِّ. قَالَ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ. جَاءَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَاَنَا مَعَهٗ فَصَاحَ بِهٖ عِنْدَ سُرَادِقِهٖ. اَيْنَ هٰذَا؟ فَخَرَجَ عَلَيْهِ الْحَجَّاجُ. وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَالَكَ؟ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَ: الرَّوَاحَ. اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَقَالَ: اَهٰذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَاَنْظِرْنِيْ حَتّٰى اُفِيْضَ عَلَيَّ مَاءً، ثُمَّ اَخْرُجَ. فَنَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ. حَتّٰى

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کے لیے لکھا کہ حج کے کسی کام میں عبداللہ بن عمر کی مخالفت نہ کرنا پس سورج ڈھلتے ہی حضرت عبداللہ بن عمر آئے اور میں اُن کے ساتھ تھا تو اُس کے خیمے کے پاس چلائے کہ وہ کہاں ہے پس حجاج کسم میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے نکلا اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن کیا بات ہے فرمایا کہ اگر سنّت کی پیروی کا ارادہ ہے تو چلو کہا کیا اسی وقت فرمایا ہاں کہا کہ مجھے اتنی مہلت تو دیجیے کہ اپنے اوپر پانی بہالوں پھر چلوں گا پس حضرت عبداللہ سواری سے اُتر پڑے یہاں تک کہ حجاج باہر نکلا پس وہ والد محترم اور میرے درمیان چل دیا پس میں نے اُس سے کہا کہ آج اگر تم

غَرَبَ الْحَجَّاجُ. فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي. فَقُلْتُ لَهُ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ. فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلَاةَ. قَالَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذٰلِكَ مِنْهُ. فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ، عَبْدُ اللهِ، قَالَ صَدَقَ سَالِمٌ.

سنت کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو مختصر خطبہ دینا اور نماز جلدی پڑھانا پس وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی طرف دیکھنے لگا کہ اس بارے میں ان سے سُنے جب حضرت عبداللہ نے یہ بات دیکھی تو فرمایا سالم نے ٹھیک کہا ہے۔

بَابُ ٦٤ الصَّلٰوةُ بِمِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَالْجُمُعَةِ بِمِنًى وَعَرَفَةَ

ترویہ کے روز منیٰ میں نمازیں اور منیٰ و عرفات میں جمعہ

۱۹۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ بِمِنًى. ثُمَّ يَغْدُو، إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَى عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز منیٰ میں پڑھ کر سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات کے لیے روانہ ہو جاتے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ فِي الظُّهْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَأَنَّهُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عَرَفَةَ. وَأَنَّ الصَّلٰوةَ يَوْمَ عَرَفَةَ إِنَّمَا هِيَ ظُهْرٌ، وَإِنْ وَافَقَتِ الْجُمُعَةَ. فَإِنَّمَا هِيَ ظُهْرٌ، وَلٰكِنَّهَا قُصِرَتْ مِنْ أَجْلِ السَّفَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں کہ عرفہ کے روز امام ظہر کی نماز میں قرات جہری نہ کرے اور وہ عرفہ کے روز لوگوں کو خطبہ دے اور یوم عرفہ کی نماز ہی نماز ظہر ہے اور اُس روز جمعہ کا دن آ جائے تب بھی ظہر پڑھی جائے گی لیکن سفر کے باعث یہ قصر ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي إِمَامِ الْحَاجِّ إِذَا وَافَقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ، أَوْ يَوْمَ النَّحْرِ، أَوْ بَعْضَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ. إِنَّهُ لَا يُجَمِّعُ فِي شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَيَّامِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر عرفہ کے روز یا یوم النحر کو یا ایام تشریق میں جمعہ کا روز آ جائے تو اُن دنوں میں جمعہ پڑھا جائے گا۔

بَابُ ٦٥ صَلٰوةُ الْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں نماز پڑھنے کا بیان

۱۹۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔

۱۹۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: دَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات سے لوٹتے وقت جب گھاٹی میں پہنچے تو پیشاب کیا پھر وضو فرمایا لیکن پورا وضو نہ کیا میں عرض گزار ہوا۔

مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ فَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ. فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ "الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ" فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ. ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ. ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهِ. ثُمَّ أُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا. وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

کہ یا رسول اللہ نماز فرمایا کہ نماز تم سے آگے ہے پھر سوار ہو کر جب مزدلفہ جا پہنچے تو اُترے وضو فرمایا اور پوری طرح وضو کیا پھر نماز کی اقامت پڑھی گئی تو نماز مغرب پڑھائی پھر ہر شخص نے اپنے اُونٹ کو اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر بٹھا دیا پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپ نے یہ پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان میں کوئی اور نماز مطلق نہ پڑھی۔

۱۹۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْخَطْمِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا.

عبداللہ بن یزید خطمی نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھیں۔

۱۹۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ ۶۶ صَلٰوةِ مِنًى

منیٰ میں نماز پڑھنے کا بیان

۲۰۰- قَالَ مَالِكٌ، فِيْ أَهْلِ مَكَّةَ. إِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ بِمِنًى إِذَا حَجُّوْا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ. حَتّٰى يَنْصَرِفُوْا إِلٰى مَكَّةَ.

امام مالک نے اہل مکہ کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ حج کرتے ہیں تو منیٰ میں دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی جانب لوٹ جائیں۔

۲۰۱- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلٰوةَ الرُّبَاعِيَّةَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ. وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ. وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ. وَأَنَّ عُثْمَانَ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ شَطْرَ إِمَارَتِهِ. ثُمَّ أَتَمَّهَا بَعْدُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار رکعتوں والی نماز کی منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں حضرت ابوبکر صدیق نے بھی دو رکعتیں پڑھیں حضرت عمر فاروق نے بھی دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آدھی امارت میں دو رکعتیں پڑھیں پھر بعد میں پوری پڑھنے لگے۔

۲۰۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: يَا أَهْلَ مَكَّةَ. أَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ. فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ. ثُمَّ صَلّٰى عُمَرُ بْنُ

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ مکرمہ آئے تو اُنہوں نے دو رکعتیں پڑھیں جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے اہل مکہ اپنی نمازیں پوری کر لو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں پھر حضرت عمر نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں

الْخَطَّابِ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى. وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا.

اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ اُن سے کچھ فرمایا ہو۔

۲۰۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى لِلنَّاسِ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ. ثُمَّ صَلَّى عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى. وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا.

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو دو نمازیں پڑھائیں جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے اہل مکہ اپنی نمازیں پوری کر لو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں پھر حضرت عمر نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور یہ بات ہم تک نہیں پہنچی کہ اُن سے کچھ فرمایا ہو۔

سُئِلَ مَالِكٌ: عَنْ أَهْلِ مَكَّةَ كَيْفَ صَلَاتُهُمْ بِعَرَفَةَ؟ أَرَكْعَتَانِ أَمْ أَرْبَعٌ؟ وَكَيْفَ بِأَمِيرِ الْحَاجِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ؟ أَيُصَلِّي الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ بِعَرَفَةَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوْ رَكْعَتَيْنِ؟ وَكَيْفَ صَلَاةُ أَهْلِ مَكَّةَ فِي إِقَامَتِهِمْ؟ فَقَالَ مَالِكٌ: يُصَلِّي أَهْلُ مَكَّةَ بِعَرَفَةَ وَمِنًى، مَا أَقَامُوا بِهِمَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ. يَقْصُرُونَ الصَّلَاةَ. حَتَّى يَرْجِعُوا إِلَى مَكَّةَ. قَالَ: وَأَمِيرُ الْحَاجِّ أَيْضًا. إِذَا كَانَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَصَرَ الصَّلَاةَ بِعَرَفَةَ، وَأَيَّامَ مِنًى وَإِنْ كَانَ أَحَدٌ سَاكِنًا بِمِنًى، مُقِيمًا بِهَا. فَإِنَّ ذَلِكَ يُتِمُّ الصَّلَاةَ بِمِنًى. وَإِنْ كَانَ أَحَدٌ سَاكِنًا بِعَرَفَةَ، مُقِيمًا بِهَا. فَإِنَّ ذَلِكَ يُتِمُّ الصَّلَاةَ بِهَا أَيْضًا.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ عرفات میں اہل مکہ کی نماز کیسی ہو یعنی دو رکعتیں پڑھیں یا چار اور امیر الحاج اگر اہل مکہ سے ہو تو عرفات میں ظہر اور عصر کی چار رکعتیں پڑھیں یا دو رکعتیں اور اہل مکہ جب تک وہاں ٹھہریں تو اُن کی نماز کیسی ہو امام مالک نے فرمایا کہ اہل مکہ جب تک عرفات اور منیٰ میں ٹھہریں تو دو دو رکعتیں پڑھیں یعنی قصر نماز یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی جانب لوٹ جائیں فرمایا اور امیر الحاج بھی اسی طرح جبکہ وہ اہل مکہ سے ہو تو عرفات میں قصر نماز پڑھے اور ایام منیٰ میں بھی اور اگر کوئی منیٰ کا رہنے والا ہے تو وہاں مقیم ہے لہٰذا منیٰ میں پوری نماز پڑھے گا اور اگر کوئی عرفات میں سکونت پذیر ہے تو وہاں مقیم ہے لہٰذا عرفات میں پوری نماز پڑھے گا۔

بَابٌ: صَلَاةُ الْمُقِيمِ بِمَكَّةَ وَمِنًى

مکہ اور منیٰ میں مقیم کی نماز

۲۰۴ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَدِمَ مَكَّةَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ. فَأَهَلَّ بِالْحَجِّ فَإِنَّهُ يُتِمُّ الصَّلَاةَ. حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ مَكَّةَ لِمِنًى، فَيَقْصُرَ. وَذَلِكَ أَنَّهُ قَدْ أَجْمَعَ عَلَى مُقَامٍ، أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِ لَيَالٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی مکہ مکرمہ میں آگیا اور حج کا احرام باندھ لیا تو وہ پوری نماز پڑھے گا یہاں تک کہ جب مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لیے جائے تو قصر پڑھے گا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اُس نے چاروں سے زیادہ ایک جگہ پر ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا۔

بَابٌ تَكْبِيرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

ایام تشریق کی تکبیروں کا بیان

۲۰۵ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر گیارھویں ذوالحجہ کو تھوڑا سا سورج بلند ہونے پر نکلے اور تکبیر کہی تو لوگوں نے بھی

التَّشْرِيقِ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ شَيْئًا فَكَبَّرَ. فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِ. ثُمَّ خَرَجَ الثَّانِيَةَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ. فَكَبَّرَ. فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِ. ثُمَّ خَرَجَ الثَّالِثَةَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَكَبَّرَ، فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِ. حَتّٰى يَتَّصِلَ التَّكْبِيْرُ وَيَبْلُغَ الْبَيْتَ. فَيُعْلَمَ اَنَّ عُمَرَ قَدْ خَرَجَ يَرْمِيْ.

اُن کے ساتھ تکبیر کہی پھر اُسی روز جب سورج خوب بلند ہوگیا تو دوبارہ نکلے اور تکبیر کہی لہٰذا لوگوں نے بھی اُن کے ساتھ تکبیر کہی پھر سورج ڈھلنے کے بعد سہ بارہ نکلے اور تکبیر کہی تو لوگوں نے بھی اُن کے ساتھ تکبیر کہی یہاں تک کہ تکبیروں کی آوازیں مل کر بیت اللہ تک گئیں پس لوگوں نے جان لیا کہ حضرت عمر رمی کرنے نکلے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا. اَنَّ التَّكْبِيْرَ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ. وَاَوَّلُ ذٰلِكَ تَكْبِيْرُ الْاِمَامِ وَالنَّاسِ مَعَهُ. دُبُرَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ. وَآخِرُ ذٰلِكَ تَكْبِيْرُ الْاِمَامِ وَالنَّاسِ مَعَهُ. دُبُرَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ آخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ. ثُمَّ يَقْطَعُ التَّكْبِيْرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ ایام تشریق میں ہر فرض کے بعد تکبیر کہی جائے پہلے امام تکبیر کہے اور پھر لوگ اُس کے ساتھ کہیں یعنی دسویں ذوالحجہ کی نماز ظہر سے امام اور لوگوں کی تکبیر تیرھویں ذوالحجہ کی نماز فجر تک ہے جو ایام تشریق کا آخری دن ہے پھر تکبیر بند کر دی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالتَّكْبِيْرُ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ. مَنْ كَانَ فِيْ جَمَاعَةٍ اَوْ وَحْدَهُ بِمِنًى اَوْ بِالْاٰفَاقِ. كُلُّهَا وَاجِبٌ وَاِنَّمَا يَاْتَمُّ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ بِاِمَامِ الْحَاجِّ وَبِالنَّاسِ بِمِنًى. لِاَنَّهُمْ اِذَا رَجَعُوْا وَانْقَضَى الْاِحْرَامُ ائْتَمُّوْا بِهِمْ. حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ فِي الْحِلِّ. فَاَمَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ حَاجًّا فَاِنَّهُ لَا يَاْتَمُّ بِهِمْ اِلَّا فِيْ تَكْبِيْرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایام تشریق میں تکبیر کا کہنا ہر مرد اور عورت واجب ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا اور منیٰ میں ہوں یا دنیا میں کسی بھی جگہ لوگ اس بارے میں امام الحاج کی پیروی کریں لوگوں کے ساتھ منیٰ میں کیونکہ جب وہ لوٹیں گے اور مکمل کر کے احرام کھولیں گے تو حل ہونے میں سب ایک جیسے ہو جائیں گے جو لوگ حاجی نہیں ہیں وہ پیروی نہیں کریں گے مگر ایام تشریق کے اندر تکبیر کہتے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلْاَيَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اَلْاَيَّامُ مَعْدُوْدَاتٍ سے ایام تشریق مراد ہیں۔

بَابُ ۶۹ صَلٰوةُ الْمُعَرَّسِ وَالْمُحَصَّبِ

معرّس اور مُحصّب میں نماز پڑھنا

۲۰۶ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ. فَصَلّٰى بِهَا.

نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کے اندر بطحا میں اُونٹ بٹھایا اور وہاں نماز پڑھی۔

قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

نافع نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

ف: ایام تشریق سے ذوالحجہ کا گیارھواں، بارھواں اور تیرھواں دن مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُجَاوِزَ الْمُعَرَّسَ إِذَا قَفَلَ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهِ. وَإِنْ مَرَّ بِهِ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلَاةٍ، فَلْيُقِمْ حَتَّى تَحِلَّ الصَّلَاةُ ثُمَّ صَلَّى مَا بَدَا لَهُ لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَّسَ بِهِ. وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَنَاخَ بِهِ.

۲۰۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُحَصَّبِ. ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ اللَّيْلِ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ.

بَابُ الْبَيْتُوتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى

۲۰۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ. عَنْ نَافِعٍ: أَنَّهُ قَالَ، زَعَمُوا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يُدْخِلُونَ النَّاسَ مِنْ وَرَاءِ الْعَقَبَةِ.

۲۰۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَبِيتَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ وَرَاءِ الْعَقَبَةِ.

۲۱۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ قَالَ فِي الْبَيْتُوتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى: لَا يَبِيتَنَّ أَحَدٌ إِلَّا بِمِنًى.

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ

۲۱۱ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وُقُوفًا طَوِيلًا. حَتَّى يَمَلَّ الْقَائِمُ.

۲۱۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وُقُوفًا طَوِيلًا. يُكَبِّرُ اللهَ. وَيُسَبِّحُهُ وَيَحْمَدُهُ، وَيَدْعُو اللهَ. وَلَا يَقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ لوٹتے وقت معرس سے آگے جائے یہاں تک کہ اس میں نماز پڑھ لے اور اگر ایسے وقت گزرے کہ وہ نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہر جانا چاہیے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو جائے پھر جتنی دل چاہے نماز پڑھے کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں قیام فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اونٹ بٹھایا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ظہر عصر، مغرب اور عشاء کی نماز محصب میں ادا کرتے تھے پھر مکہ مکرمہ میں رات کے وقت داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے۔

منیٰ کے دنوں میں مکہ مکرمہ کے اندر شب باشی کرنا!

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند لوگوں کو بھیجا کرتے تاکہ وہ لوگوں کو جمرۂ عقبہ کے پیچھے سے منیٰ کی جانب پھیریں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کوئی حاجی منیٰ کی راتوں کو جمرۂ عقبہ کے پرے نہ گزارے۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے منیٰ کی راتوں کے اندر مکہ مکرمہ میں رہنے کے متعلق فرمایا کوئی رات نہ گزارے مگر منیٰ میں۔

کنکریاں مارنے کا بیان

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس اتنی دیر ٹھہرتے کہ پاس کھڑا ہونے والا تھک جاتا تھا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس بہت دیر تک ٹھہرتے اللہ تعالیٰ کی بڑائی پاکی اور حمد بیان کرتے دعا کرتے اور جمرۂ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔

٢١٣- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ عِنْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ، كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب جمرہ پر کنکریاں مارتے تو ہر دفعہ کنکریاں مارتے وقت تکبیر کہتے۔

٢١٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ؛ اَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ: اَلْحَصَى الَّتِيْ يُرْمٰى بِهَا الْجِمَارُ مِثْلُ حَصَى الْخَذْفِ.

امام مالک نے بعض اہل علم کو یہ فرماتے سنا کہ کنکریاں کم ازکم اتنی بڑی تو ہوں کہ دو انگلیوں سے پکڑ کر ماری جا سکیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَاَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَلِيْلًا اَعْجَبُ اِلَيَّ.

امام مالک نے کہا اگر ان سے ذرا بڑی ہوں تو مجھے زیادہ پسند ہیں۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: مَنْ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ مِنْ اَوْسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَهُوَ بِمِنًى، فَلَا يَنْفِرَنَّ، حَتّٰى يَرْمِيَ الْجِمَارَ مِنَ الْغَدِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جسے بارھویں تاریخ کا سورج منیٰ میں غروب ہو جائے تو مکہ مکرمہ کو نہ لوٹے یہاں تک کہ تیرھویں تاریخ کو رمی کرے۔

٢١٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ؛ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا، اِذَا رَمَوُا الْجِمَارَ، مَشَوْا ذَاهِبِيْنَ وَرَاجِعِيْنَ. وَاَوَّلُ مَنْ رَكِبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ رمی کے لیے لوگ پیدل ہی جاتے اور آتے تھے اور اس کے لیے جو سب سے پہلے سوار ہوئے وہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان تھے۔

٢١٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ. اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ. مِنْ اَيْنَ كَانَ الْقَاسِمُ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ؟ فَقَالَ: مِنْ حَيْثُ تَيَسَّرَ.

امام مالک نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے پوچھا کہ حضرت قاسم کہاں سے جمرۂ عقبہ کی رمی شروع کرتے تھے فرمایا کہ جہاں سے میسر آجاتی۔

قَالَ يَحْيٰى: سُئِلَ مَالِكٌ، هَلْ يُرْمٰى عَنِ الصَّبِيِّ وَالْمَرِيْضِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. وَيَتَحَرَّى الْمَرِيْضُ حِيْنَ يُرْمٰى عَنْهُ فَيُكَبِّرُ وَهُوَ فِيْ مَنْزِلِهِ وَيُهْرِيْقُ دَمًا. فَاِنْ صَحَّ الْمَرِيْضُ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ رَمَى الَّذِيْ رُمِيَ عَنْهُ وَاَهْدٰى وُجُوْبًا.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا بچے اور بیمار کی طرف سے رمی کی جاسکتی ہے فرمایا ہاں اور جب مریض کی جانب سے رمی کی جائے تو وہ اندازے سے اُس وقت تکبیر کہے اپنی قیام گاہ پر ہی اور قربانی دے اگر بیمار ایام تشریق کے اندر تندرست ہو جائے تو وہ خود رمی کرے اور ہدی دے جو اُس پر

قَالَ مَالِكٌ. لَا اَرٰى عَلَى الَّذِيْ يَرْمِي الْجِمَارَ، اَوْ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَهُوَ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ، اِعَادَةً وَلٰكِنْ لَا يَتَعَمَّدُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو بغیر وضو کے کنکریاں مارے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے تو اُس پر اعادہ نہیں ہے لیکن جان بوجھ کر ایسا نہ کرے۔

٢١٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: لَا تُرْمَى الْجِمَارُ فِي الْاَيَّامِ الثَّلَاثَةِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ تینوں دنوں میں زوال آفتاب کے بعد رمی کرنی چاہیے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي رَمْيِ الْجِمَارِ

رمی جمار میں رخصت کا بیان

۲۱۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ أَبَا الْبَدَّاحِ بْنَ عَاصِمِ ابْنِ عَدِيٍّ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوتَةِ - خَارِجِينَ عَنْ مِنًى. يَرْمُونَ يَوْمَ النَّحْرِ. ثُمَّ يَرْمُونَ الْغَدَ. وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ لِيَوْمَيْنِ. ثُمَّ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّفْرِ.

عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونٹ والوں کو منیٰ سے باہر راتیں گزرنے کی اجازت رحمت فرمائی کہ یوم النحر کو رمی کریں پھر گیارہ ذوالحجہ کو پھر بارہ ذوالحجہ کو اور پھر چوتھے دن بھی رمی کریں۔

۲۱۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَذْكُرُ؛ أَنَّهُ أُرْخِصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا بِاللَّيْلِ. يَقُولُ فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ.

یحییٰ بن سعید نے عطاء بن ابی رباح کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ اونٹ چرانے والوں کو رات کے وقت رمی کرنے کی اجازت دی گئی کہتے ہیں کہ پہلے زمانے (عہد رسالت) میں

قَالَ مَالِكٌ: تَفْسِيرُ الْحَدِيثِ الَّذِي أَرْخَصَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي تَأْخِيرِ رَمْيِ الْجِمَارِ، فِيمَا نُرَى وَاللهُ أَعْلَمُ، أَنَّهُمْ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّحْرِ. فَإِذَا مَضَى الْيَوْمُ الَّذِي يَلِي يَوْمَ النَّحْرِ رَمَوْا مِنَ الْغَدِ. وَذٰلِكَ يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّلِ. فَيَرْمُونَ لِلْيَوْمِ الَّذِي مَضَى ثُمَّ يَرْمُونَ لِيَوْمِهِمْ ذٰلِكَ. لِأَنَّهُ لَا يَقْضِي أَحَدٌ شَيْئًا حَتَّى يَجِبَ عَلَيْهِ. فَإِذَا وَجَبَ عَلَيْهِ وَمَضَى كَانَ الْقَضَاءُ بَعْدَ ذٰلِكَ. فَإِنْ بَدَا لَهُمُ النَّفْرُ فَقَدْ فَرَغُوا. وَإِنْ أَقَامُوا إِلَى الْغَدِ، رَمَوْا مَعَ النَّاسِ يَوْمَ النَّفْرِ الْآخِرِ وَنَفَرُوا.

امام مالک نے حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو تاخیر سے رمی کرنے کی اجازت دی تھی اس کے متعلق ہمارا خیال یہ ہے آگے اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ یوم النحر کو رمی کرتے ہونگے پھر جب گیارھویں تاریخ گزر جاتی تو اگلے روز رمی کرتے جو لوٹنے کا پہلا دن ہے تو اس روز گزشتہ روز کی رمی کرتے اور پھر بارھویں تاریخ کی رمی کرتے کیونکہ جب تک کوئی چیز واجب نہ ہو اس کی قضا لازم نہیں آتی جو واجب ہو اور وقت پر ادا نہ کی جائے تو قضا لازم آتی ہے پس اگر بارھویں تاریخ کو جانا چاہیں تو فارغ ہو جاتے ہیں اور اگر اگلے روز ٹھہریں تو لوگوں کے ساتھ رمی کریں گے جو رخصت ہونے کا آخری دن ہے اور رخصت ہو جاتے ہیں۔

۲۲۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ ابْنَةَ أَخٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ نُفِسَتْ بِالْمُزْدَلِفَةِ. فَتَخَلَّفَتْ هِيَ وَصَفِيَّةُ حَتَّى أَتَتَا مِنًى بَعْدَ أَنْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ. فَأَمَرَهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَنْ تَرْمِيَا الْجَمْرَةَ. حِينَ أَتَتَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِمَا شَيْئًا.

نافع سے روایت ہے کہ صفیہ بنت ابو عبید کی بھتیجی کو مزدلفہ میں حیض آ گیا تو وہ اور صفیہ پیچھے رہ گئیں یہاں تک کہ یوم النحر کو سورج غروب ہو جانے کے بعد منیٰ میں آئیں تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے ان دونوں کو حکم دیا جبکہ وہ آ گئیں کہ کنکریاں ماریں اور ان پر کوئی چیز لازم نہ آئی۔

قَالَ يَحْيَى: سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ نَسِيَ جَمْرَةً مِنَ الْجِمَارِ فِي بَعْضِ أَيَّامِ مِنًى حَتَّى يُمْسِيَ؟ قَالَ: لِيَرْمِ أَيَّ

امام مالک سے پوچھا کہ اگر کوئی منیٰ کے دنوں میں سے کسی روز کنکریاں مارنا بھول جائے یہاں تک کہ شام ہو جائے فرمایا کہ رات یا دن

ساعةٍ ذكرَ مِن ليلٍ أو نهارٍ كما يصلّي الصلوٰة إذا نسيها ثمّ ذكرها ليلاً أو نهاراً. فإن كان ذلك بعد ما صدر وهو بمكّة أو بعد ما يخرج منها فعليه الهدي.

باب الإفاضة

۲۲۱ - حدّثني يحيى عن مالك، عن نافع وعبد الله بن دينار، عن عبد الله بن عمر؛ أنّ عمر بن الخطاب خطب الناس بعرفة، وعلّمهم أمر الحج. وقال لهم فيما قال: إذا جئتم منى، فمن رمى الجمرة، فقد حلّ له ما حرم على الحاج إلّا النساء والطيب. لا يمسّ أحدٌ نساءً ولا طيباً، حتّى يطوف بالبيت.

۲۲۲ - وحدّثني عن مالك عن نافع وعبد الله بن دينار، عن عبد الله بن عمر. أنّ عمر بن الخطاب قال: من رمى الجمرة، ثمّ حلق أو قصّر، ونحر هدياً؛ إن كان معه، فقد حلّ له ما حرم عليه إلّا النساء والطيب، حتّى يطوف بالبيت.

باب دخول الحائض مكّة

۲۲۳ - حدّثني يحيى عن مالك، عن عبد الرحمن بن القاسم، عن أبيه، عن عائشة أمّ المؤمنين: أنّها قالت: خرجنا مع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عام حجّة الوداع. فأهللنا بعمرة. ثمّ قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم "من كان معه هديٌ فليهلل بالحج مع العمرة، ثمّ لا يحلّ حتّى يحلّ منهما جميعاً". قالت فقدمت مكّة وأنا حائض. فلم أطف بالبيت ولا بين الصفا والمروة. فشكوت ذلك إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم. فقال "انقضي رأسك، وامتشطي وأهلّي بالحج ودعي العمرة" قالت ففعلت. فلمّا قضينا الحجّ، أرسلني رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مع

ہیں جب بھی یاد آئے تو کنکریاں مارے جیسے کہ بھولنے پر نماز پڑھی جاتی ہے جب بھی رات یا دن میں یاد آئے ہاں اگر مکہ مکرمہ میں جانے یا وہاں سے نکلنے کے بعد یاد آئے تو اُس پر ہدی لازم ہے۔

طوافِ زیارت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے عرفات میں لوگوں کو خطبہ دیا اور اُنہیں حج کے احکام بتائے اور یہ بتاتے ہوئے اُن سے فرمایا کہ جب تم منیٰ میں آیا کرو تو جو تم میں سے کنکریاں مار چکا ہے تو اُس کے لیے وہ چیزیں حلال ہو گئیں جو حاجیوں پر حرام تھیں مگر عورتیں اور خوشبو لہٰذا کوئی عورتوں کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ خوشبو استعمال کرے جب تک بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جس نے کنکریاں ماریں پھر سر منڈایا یا بال کٹائے اور اگر ہدی اُسی کے پاس تھی تو نحر کر لی تو جو اُس پر حرام تھا وہ حلال ہو گیا ماسوائے عورتوں اور خوشبو کے یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر لے۔

عائضہ کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ہم نے عمرہ کا احرام باندھا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا احرام باندھ لے اور اُس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے حلال نہ ہو جائے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کے اندر حیض کی حالت میں پہنچی تو میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پس میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گوش گزار کی تو فرمایا کہ اپنے سر کے بال کھول دو کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو عمرہ کو چھوڑ دو وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا جب میں حج سے فارغ ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ ، اِلَی التَّنْعِیْمِ، فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ "هٰذَا مَکَانُ عُمْرَتِكِ" فَطَافَ الَّذِیْنَ اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَیْتِ، وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ حَلُّوْا مِنْهَا. ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًی لِحَجِّهِمْ. وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَانُوْا اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ. اَوْ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، بِمِثْلِ ذٰلِكَ۔

۲۲۴ - حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ؛ اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَکَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ. فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَیْتِ، وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَشَکَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "افْعَلِیْ مَا یَفْعَلُ الْحَاجُّ غَیْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰی تَطْهُرِیْ".

قَالَ مَالِكٌ، فِی الْمَرْاَةِ الَّتِیْ تُهِلُّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ تَدْخُلُ مَکَّةَ مُوَافِیَةً لِلْحَجِّ وَهِیَ حَائِضٌ. لَا تَسْتَطِیْعُ الطَّوَافَ بِالْبَیْتِ: اِنَّهَا اِذَا خَشِیَتِ الْفَوَاتَ، اَهَلَّتْ بِالْحَجِّ وَاَهْدَتْ. وَکَانَتْ مِثْلَ مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَاَجْزَاَ عَنْهَا طَوَافٌ وَاحِدٌ. وَالْمَرْاَةُ الْحَائِضُ اِذَا کَانَتْ قَدْ طَافَتْ بِالْبَیْتِ، وَصَلَّتْ، فَاِنَّهَا تَسْعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. وَتَقِفُ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ. وَتَرْمِی الْجِمَارَ. غَیْرَ اَنَّهَا لَا تُفِیْضُ. حَتّٰی تَطْهُرَ مِنْ حَیْضَتِهَا۔

بَابُ ۷۵ اِفَاضَةُ الْحَائِضِ

۲۲۵ - حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ؛ اَنَّ صَفِیَّةَ بِنْتَ حُیَیٍّ حَاضَتْ. فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَحَابِسَتُنَا هِیَ؟" فَقِیْلَ: اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ. فَقَالَ "فَلَا اِذًا"

مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیج دیا تو میں نے عمرہ کیا فرمایا کہ یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے پس جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے حلال ہو گئے پھر انہوں نے منیٰ سے لوٹنے کے بعد اپنے حج کا دوسرا طواف کیا اور جنہوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج و عمرہ کو جمع کیا تھا تو انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

امام مالک، ابن شہاب، عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح روایت کی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب میں مکہ مکرمہ میں پہنچی تو حائضہ تھی تو نہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بات عرض کی تو فرمایا کہ جو حاجی کرتے ہیں تم بھی کرتی رہو ماسوائے بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے یہاں تک کہ تم پاک ہو جاؤ۔

امام مالک نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جو عمرہ کا احرام باندھے پھر حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہو اور حائضہ ہو بیت اللہ کا طواف نہ کر سکے اگر فوت ہونے کا خدشہ ہو تو حج کا احرام باندھ کر ہدی دے اور یہ اس کی طرح ہے جس نے حج کے ساتھ عمرہ کا قران کیا ہو اور اس کے لیے ایک طواف کافی ہے حائضہ عورت بیت اللہ کا طواف اس وقت کرے گی جب نماز پڑھے گی یہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑ سکتی ہے عرفات و مزدلفہ میں ٹھہر سکتی ہے کنکریاں مار سکتی ہے لیکن جب تک پاک نہ ہو جائے طواف زیارت نہیں کر سکتی۔

حائضہ کے طواف زیارت کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین صفیہ بنت حیی کو حیض آ گیا میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کیا یہ ہمیں روک دیں گی عرض کی گئی کہ وہ طواف زیارت کر چکی ہیں فرمایا کہ پھر تو کوئی بات نہیں۔

۲۲۶ ـ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ. إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا. أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ" قُلْنَ: بَلَى. قَالَ "فَاخْرُجْنَ".

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ یا رسول اللہ صفیہ بنت حیی کو حیض آگیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید وہ ہمیں روک دیں گی کیا انہوں نے تمہارے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا ہم عرض گزار ہوئیں کہ کیوں نہیں فرمایا پھر تو چلو۔

۲۲۷ ـ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ إِذَا حَجَّتْ وَمَعَهَا نِسَاءٌ تَخَافُ أَنْ يَحِضْنَ، قَدَّمَتْهُنَّ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَفَضْنَ. فَإِنْ حِضْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ تَنْتَظِرْهُنَّ فَتَنْفِرُ بِهِنَّ، وَهُنَّ حُيَّضٌ إِذَا كُنَّ قَدْ أَفَضْنَ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب عورتوں کے ساتھ حج کرتیں اور حیض آنے کا خدشہ محسوس ہوتا تو طوافِ زیارت کے لیے انہیں یوم النحر کو روانہ کر دیتیں اگر اس کے بعد انہیں حیض آجاتا تو ٹھہرنا نہ پڑتا بلکہ روانہ ہو جاتیں جبکہ انہوں نے طوافِ افاضہ کر لیا ہوتا۔

۲۲۸ ـ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ. فَقِيلَ لَهُ: قَدْ حَاضَتْ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَلَّهَا حَابِسَتُنَا" فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ. إِنَّهَا قَدْ طَافَتْ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَلَا إِذًا".

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت حیی کا ذکر فرمایا تو عرض کی گئی کہ انہیں حیض آرہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید وہ ہمیں روک دیں گی عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ وہ طواف کر چکی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو کوئی بات نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ هِشَامٌ، قَالَ عُرْوَةُ، قَالَتْ عَائِشَةُ وَنَحْنُ نَذْكُرُ ذٰلِكَ. فَلِمَ يُقَدِّمُ النَّاسُ نِسَاءَهُمْ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَا يَنْفَعُهُنَّ. وَلَوْ كَانَ الَّذِي يَقُولُونَ، لَأَصْبَحَ بِمِنًى أَكْثَرُ مِنْ سِتَّةِ آلَافِ امْرَأَةٍ حَائِضٍ، كُلُّهُنَّ قَدْ أَفَاضَتْ.

امام مالک، ہشام، عروہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ہم اس بات کا ذکر کیا کرتے کہ لوگ اپنی عورتوں کو پہلے کیوں بھیج دیتے ہیں جبکہ یہ بات انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتی اگر بات یہی ہوتی جو لوگ کہتے ہیں تو منیٰ میں چھ ہزار سے زیادہ عورتیں طوافِ زیارت کے انتظار میں پڑی ہوتیں۔

۲۲۹ ـ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ بِنْتَ مِلْحَانَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَحَاضَتْ، أَوْ وَلَدَتْ، بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ. فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَتْ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم بنت ملحان نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا جبکہ یوم النحر کو طوافِ زیارت کرنے کے بعد انہیں حیض آگیا تھا یا بچہ جنا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی اور وہ چلی آئیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْمَرْأَةُ تَحِيضُ بِمِنًى تُقِيمُ حَتَّى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ لَا بُدَّ لَهَا مِنْ ذٰلِكَ. وَإِنْ كَانَتْ قَدْ أَفَاضَتْ، فَحَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ، فَلْتَنْصَرِفْ إِلَى بَلَدِهَا فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا فِي ذٰلِكَ رُخْصَةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَائِضِ.

قَالَ وَإِنْ حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بِمِنًى، قَبْلَ أَنْ تُفِيضَ فَإِنَّ كَرِيَّهَا يُحْبَسُ عَلَيْهَا، أَكْثَرَ مِمَّا يَحْبِسُ النِّسَاءَ الدَّمُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کو منیٰ میں حیض آجائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرنے تک ٹھہری رہے کیونکہ اس کے بغیر اس کے لیے چارہ کار نہیں اور اگر اسے طواف افاضہ کرنے کے بعد حیض آیا ہے تو اسے اپنے شہر کی طرف لوٹ آنا چاہئے کیونکہ حائضہ کے لیے اجازت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچی ہے۔

فرمایا کہ اگر عورت کو طواف افاضہ سے پہلے حیض آیا اور پھر بند نہ ہوا تو اس سے زیادہ دن لگائیں کہ جتنے روز عورتوں کو خون آتا ہے۔

بَابُ فِدْيَةِ مَا أُصِيبَ مِنَ الطَّيْرِ وَالْوَحْشِ

پرندیا چرند شکار کرنے کا طریقہ

۲۳۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضَى فِي الضَّبُعِ بِكَبْشٍ وَفِي الْغَزَالِ بِعَنْزٍ. وَفِي الْأَرْنَبِ بِعَنَاقٍ وَفِي الْيَرْبُوعِ بِجَفْرَةٍ.

ابو الزبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بجو مارنے کے بدلے مینڈھا اور ہرن کے بدلے بکری کا خرگوش کے بدلے بکری کے ایک سالہ بچے کا اور جنگلی چوہے کے بدلے بکری کے چار ماہ ۔۔۔

۲۳۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ قُرَيْرٍ. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: إِنِّي أَجْرَيْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَرَسَيْنِ نَسْتَبِقُ إِلَى ثُغْرَةِ ثَنِيَّةٍ. فَأَصَبْنَا ظَبْيًا وَنَحْنُ مُحْرِمَانِ. فَمَاذَا تَرَى؟ فَقَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: تَعَالَ حَتَّى أَحْكُمَ أَنَا وَأَنْتَ. قَالَ فَحَكَمَا عَلَيْهِ بِعَنْزٍ. فَوَلَّى الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: هٰذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحْكُمَ فِي ظَبْيٍ، حَتَّى دَعَا رَجُلًا يَحْكُمُ مَعَهُ. فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ الرَّجُلِ، فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ: هَلْ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَهَلْ تَعْرِفُ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي حَكَمَ مَعِي؟ فَقَالَ: لَا. فَقَالَ: لَوْ أَخْبَرْتَنِي أَنَّكَ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ لَأَوْجَعْتُكَ ضَرْبًا. ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ﴾ وَهٰذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ.

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں اور میرے ایک ساتھی نے تنگ گھاٹی میں گھوڑے ڈالے تو ہم نے احرام کی حالت میں ایک ہرن مار گرایا آپ کا خیال کیا ہے حضرت عمر نے ایک آدمی سے فرمایا جو اُن کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آؤ تاکہ میں اور آپ حکم کریں راوی کا بیان ہے کہ دونوں نے ایک بکری کا حکم کیا وہ آدمی واپس جاتے ہوئے کہہ رہا تھا یہ امیر المومنین ہیں جو ایک ہرن کا فیصلہ بھی نہیں کر سکتے یہاں تک کہ ایک اور آدمی کو بلا کر فیصلہ کیا حضرت عمر نے اس کی بات سن کر اُسے بلایا اور فرمایا کیا تم سورۃ المائدہ پڑھتے ہو کہا کہ نہیں فرمایا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے میرے ساتھ فیصلہ کیا کہا کہ نہیں فرمایا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تم نے سورۃ المائدہ پڑھی ہے تو میں تمہاری پٹائی کرتا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں اور یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

۲۳۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَقُولُ: فِي الْبَقَرَةِ مِنَ الْوَحْشِ بَقَرَةٌ. وَ

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد ماجد فرمایا کرتے نیل گائے کے بدلے میں ایک گائے اور ہرن کے بدلے

فِي الشَّاةِ مِنَ الظِّبَاءِ شَاةٌ.

۲۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: فِي حَمَامِ مَكَّةَ إِذَا قُتِلَ، شَاةٌ.

وَقَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، يُحْرِمُ بِالْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ. وَفِي بَيْتِهِ فِرَاخٌ مِنْ حَمَامِ مَكَّةَ فَيُغْلَقُ عَلَيْهَا فَتَمُوتُ. فَقَالَ: أَرَى بِأَنْ يَفْدِيَ ذَلِكَ، عَنْ كُلِّ فَرْخٍ بِشَاةٍ.

۲۳۴- قَالَ مَالِكٌ: لَمْ أَزَلْ أَسْمَعُ أَنَّ فِي النَّعَامَةِ، إِذَا قَتَلَهَا الْمُحْرِمُ، بَدَنَةً.

قَالَ مَالِكٌ: أَرَى أَنَّ فِي بَيْضَةِ النَّعَامَةِ عُشْرَ ثَمَنِ الْبَدَنَةِ. كَمَا يَكُونُ فِي جَنِينِ الْحُرَّةِ، غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ. وَقِيمَةُ الْغُرَّةِ خَمْسُونَ دِينَارًا، وَذَلِكَ عُشْرُ دِيَةِ أُمِّهِ. وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ النُّسُورِ أَوِ الْعِقْبَانِ أَوِ الْبُزَاةِ أَوِ الرَّخَمِ، فَإِنَّهُ صَيْدٌ يُودَى كَمَا يُودَى الصَّيْدُ إِذَا قَتَلَهُ الْمُحْرِمُ. وَكُلُّ شَيْءٍ فُدِيَ، فَفِي صِغَارِهِ مِثْلُ مَا يَكُونُ فِي كِبَارِهِ. وَإِنَّمَا مَثَلُ ذَلِكَ، مَثَلُ دِيَةِ الْحُرِّ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ. فَهُمَا بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ سَوَاءٌ.

میں ایک بکری لازم آتی ہے ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے مکہ مکرمہ کا کبوتر قتل کرنے پر ایک بکری لازم آتی ہے ۔

امام مالک نے اُس اہل مکہ کے بارے میں فرمایا جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہو اور اُس کے گھر میں مکہ مکرمہ کے کبوتروں کے بچے ہوں تو وہ گھونسلے کا دروازہ بند کر دے فرمایا کہ وہ ہر بچے کے بدلے میں ایک بکری فدیہ دے ۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں یہی سنتا آرہا ہوں کہ محرم اگر شترمرغ کو قتل کرے تو ایک اونٹ دینا ہوگا ۔

امام مالک نے فرمایا کہ شترمرغ کے انڈے میں اونٹ کا دسواں حصہ لازم آتا ہے جیسے آزاد عورت کے پیٹ کے بچے کا تاوان ایک غلام یا لونڈی ہے اور تاوان کی قیمت پچاس دینار ہے اور یہ دیت کا دسواں حصہ ہے اور ہر گدھ باز اور رخم کا فدیہ ہے اِن کا اُسی طرح فدیہ دیا جائے گا جیسے شکار کا جبکہ محرم انہیں قتل کرے اور فدیہ ہر چھوٹے کا بھی اُسی طرح ہے جیسے بڑے کا اور یہ آزاد آدمی کی دیت کے مانند ہے کہ اس میں چھوٹا اور بڑا ایک ہی خانے میں شمار ہوتا ہے ۔

بَابُ فِدْيَةِ مَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنَ الْجَرَادِ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حالتِ احرام میں ٹڈی مارنے کا فدیہ

۲۳۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. إِنِّي أَصَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسَوْطِي وَأَنَا مُحْرِمٌ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَطْعِمْ قَبْضَةً مِنْ طَعَامٍ

۲۳۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُ عَنْ جَرَادَاتٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ: تَعَالَ حَتَّى نَحْكُمَ. فَقَالَ كَعْبٌ: دِرْهَمٌ. فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ:

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر کی خدمت میں آکر عرض گزار ہُوا، اے امیر المؤمنین! میں نے حالتِ احرام میں اپنے کوڑے سے چند ٹڈیوں کو مار دیا؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ کسی کو ایک مٹھی بھر کھانا کھلا دو۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر ٹڈیوں کے بارے میں پوچھا جنہیں اُس نے حالتِ احرام میں مار دیا تھا۔ حضرت عمر نے حضرت کعب سے فرمایا کہ آئیے تاکہ ہم حکم کریں۔ حضرت کعب نے کہا درہم ہوں۔ حضرت عمر نے حضرت کعب سے فرمایا کہ آپ درہم ڈھونڈتے

إِنَّكَ لَتَجِدُ الدَّرَاهِمَ. لَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِنْ جَرَادَةٍ.

بَابُ فِدْيَةِ مَنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَنْحَرَ

۲۳۷ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا. فَآذَاهُ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ. وَقَالَ "صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ لِكُلِّ إِنْسَانٍ. أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ. أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ"

۲۳۸ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَبِي الْحَجَّاجِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ "لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ" فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "احْلِقْ رَأْسَكَ، وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ، أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ"

۲۳۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ: أَنَّهُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَيْخٌ بِسُوقِ الْبُرَمِ بِالْكُوفَةِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّهُ قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَنْفُخُ تَحْتَ قِدْرٍ لِأَصْحَابِي وَقَدِ امْتَلَأَ رَأْسِي وَلِحْيَتِي قَمْلًا. فَأَخَذَ بِجَبْهَتِي، ثُمَّ قَالَ "احْلِقْ هٰذَا الشَّعَرَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ" وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدِي مَا أَنْسُكُ بِهِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي فِدْيَةِ الْأَذَى: إِنَّ الْأَمْرَ فِيهِ أَنَّ أَحَدًا لَا يَفْتَدِي حَتَّى يَفْعَلَ مَا يُوجِبُ عَلَيْهِ الْفِدْيَةَ وَإِنَّ الْكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَكُونُ بَعْدَ وُجُوبِهَا عَلَى صَاحِبِهَا وَ

ہیں اور میرے نزدیک ایک ٹڈی سے ایک کھجور بہتر ہے۔

قربانی سے پہلے سر منڈانے کا فدیہ

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ وہ حالتِ احرام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سر منڈانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تین روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، ہر آدمی کو دو دو مُد کھانا یا ایک بکری کی قربانی۔ اِن میں سے جو کام بھی کر لوگے تمہارے لیے کافی ہو گا۔

ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ شاید جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا سر منڈوا لو اور تین روزے رکھ لینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دینا یا ایک بکری کی قربانی دینا۔

عطا بن عبداللہ خراسانی کا بیان ہے کہ مجھے ایک بزرگ نے بازارِ کوفہ میں بتایا کہ اُن سے حضرت کعب بن عجرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں اپنے ساتھیوں کی ہانڈی کے نیچے پھونکیں مار رہا تھا اور میرے سر اور داڑھی میں جوئیں بھری ہوئی تھیں۔ حضور نے میری پیشانی پکڑ کر فرمایا کہ یہ بال منڈا دو اور تین روزے رکھ لینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دینا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخوبی جانتے تھے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے جس کی میں قربانی دوں۔

امام مالک نے تکلیف کے فدیہ کے بارے میں فرمایا کہ اس کے بارے میں یہ حکم ہے کہ کوئی اُس وقت تک فدیہ نہ دے جب تک اُس کام کو کر نہ لے جس کا فدیہ لازم آئے گا اور کفارہ کسی پر واجب کے بعد

أَنَّهُ يَضَعُ فِدْيَتَهُ حَيْثُ مَا شَاءَ. اَلنُّسُكُ أَوِ الصِّيَامُ، أَوِ الصَّدَقَةُ بِمَكَّةَ أَوْ بِغَيْرِهَا مِنَ الْبِلَادِ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَصْلُحُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَنْتِفَ مِنْ شَعَرِهِ شَيْئًا، وَلَا يَحْلِقَهُ، وَلَا يُقَصِّرَهُ، حَتَّى يَحِلَّ. إِلَّا أَنْ يُصِيبَهُ أَذًى فِي رَأْسِهِ. فَعَلَيْهِ فِدْيَةٌ. كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى وَلَا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَقْلِمَ أَظْفَارَهُ. وَلَا يَقْتُلَ قَمْلَةً وَلَا يَطْرَحَهَا مِنْ رَأْسِهِ إِلَى الْأَرْضِ. وَلَا مِنْ جِلْدِهِ وَلَا مِنْ ثَوْبِهِ فَإِنْ طَرَحَهَا الْمُحْرِمُ مِنْ جِلْدِهِ أَوْ مِنْ ثَوْبِهِ. فَلْيُطْعِمْ حَفْنَةً مِنْ طَعَامٍ.

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ نَتَفَ شَعَرًا مِنْ أَنْفِهِ. أَوْ مِنْ إِبْطِهِ. أَوِ اطَّلَى جَسَدَهُ بِنُورَةٍ، أَوْ يَحْلِقُ عَنْ شَجَّةٍ فِي رَأْسِهِ لِضَرُورَةٍ. أَوْ يَحْلِقُ قَفَاهُ لِمَوْضِعِ الْمَحَاجِمِ وَهُوَ مُحْرِمٌ. نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا: إِنَّ مَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، فَعَلَيْهِ الْفِدْيَةُ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَحْلِقَ مَوْضِعَ الْمَحَاجِمِ. وَمَنْ جَهِلَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ الْجَمْرَةَ. افْتَدَى.

آتا ہے اور فدیہ کو جہاں چاہے ادا کرے یعنی قربانی، روزے اور صدقہ چاہے مکّہ مکرّمہ میں دے یا کسی دوسرے شہر میں۔

امام مالک نے فرمایا کہ مُحرِم کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ احرام کھولنے سے پہلے کوئی بال نوچے، منڈائے یا چھوٹے کرائے مگر یہ کہ اُس کے سر میں تکلیف ہو تو اس کا اُس پر فدیہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نہ اُس کے لیے یہ درست ہے کہ اپنے ناخن کاٹے اور نہ جُوں مارے اور نہ اُسے سر سے نکال کر زمین پر ڈالے، نہ اپنے جسم سے اور نہ اپنے کپڑے سے۔ اگر مُحرِم اپنے جسم یا کپڑے سے نکالے تو مٹھی بھر کھانا راہِ خدا دینا ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی ناک یا بغل سے کوئی بال اُکھاڑا یا اپنے جسم پر نورہ لگایا یا کسی ضرورت کے تحت اپنا سر منڈایا یا پچھنے لگوانے کے لیے گُدّی کے بال منڈائے احرام کی حالت میں، بھُولے سے یا بے خبری میں۔ اگر ان میں سے کوئی کام کیا تو اُس کا فدیہ دینا ہوگا اور پچھنے لگوانے کی جگہ کو منڈوانا درست نہیں ہے اور جس نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈا لیا، وہ فدیہ دے۔

بَابُ ٧٩ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا

۲۴۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ: مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا، أَوْ تَرَكَهُ، فَلْيُهْرِقْ دَمًا.

قَالَ أَيُّوبُ: لَا أَدْرِي، قَالَ تَرَكَ أَوْ نَسِيَ.

قَالَ مَالِكٌ: مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيًا فَلَا يَكُونُ إِلَّا بِمَكَّةَ. وَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ نُسُكًا فَهُوَ يَكُونُ حَيْثُ أَحَبَّ صَاحِبُ النُّسُكِ.

جو کسی رکن کو بھول جائے تو کیا کرے

سعید بن جُبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا۔ جو حج کے کاموں میں سے کسی کام کو بھول جائے یا چھوڑ دے تو قربانی دے۔

ایوب نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ ترک کرنے کے متعلق فرمایا یا بھولنے کے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہدی تو ہر صورت میں مکّہ معظمہ پہنچائی جائے گی اور دوسری خواہ کسی بھی وجہ سے قربانی لازم آئے تو قربانی دینے والا جہاں چاہے دے سکتا ہے۔

بَابُ ٨٠ جَامِعُ الْفِدْيَةِ

۲۴۱۔ قَالَ مَالِكٌ، فِيمَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْبَسَ شَيْئًا مِنْ

فدیہ کے متعلق دیگر مسائل

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے کپڑے پہننے

الثِّيَابِ الَّتِي لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَلْبَسَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، أَوْ يُقَصِّرَ شَعَرَهُ أَوْ يَمَسَّ طِيبًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ لِيَسَارَةِ مُؤْنَةِ الْفِدْيَةِ عَلَيْهِ. قَالَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ وَإِنَّمَا أُرْخِصَ فِيهِ لِلضَّرُورَةِ. وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ، الْفِدْيَةُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْفِدْيَةِ مِنَ الصِّيَامِ، أَوِ الصَّدَقَةِ أَوِ النُّسُكِ، أَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ فِي ذَلِكَ؟ وَمَا النُّسُكُ؟ وَكَمِ الطَّعَامُ؟ وَبِأَيِّ مُدٍّ هُوَ؟ وَكَمِ الصِّيَامُ؟ وَهَلْ يُؤَخِّرُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ أَمْ يَفْعَلُهُ فِي فَوْرِهِ ذَلِكَ؟ قَالَ مَالِكٌ: كُلُّ شَيْءٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ فِي الْكَفَّارَاتِ، كَذَا أَوْ كَذَا، فَصَاحِبُهُ مُخَيَّرٌ فِي ذَلِكَ. أَيَّ شَيْءٍ أَحَبَّ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ، فَعَلَ. قَالَ: وَأَمَّا النُّسُكُ فَشَاةٌ. وَأَمَّا الصِّيَامُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. وَأَمَّا الطَّعَامُ فَيُطْعِمُ سِتَّةَ مَسَاكِينَ. لِكُلِّ مِسْكِينٍ مُدَّانِ. بِالْمُدِّ الْأَوَّلِ، مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَسَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُ: إِذَا رَمَى الْمُحْرِمُ شَيْئًا، فَأَصَابَ شَيْئًا مِنَ الصَّيْدِ لَمْ يُرِدْهُ، فَقَتَلَهُ، إِنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَفْدِيَهُ. وَكَذَلِكَ الْحَلَالُ يَرْمِي فِي الْحَرَمِ شَيْئًا، فَيُصِيبُ صَيْدًا لَمْ يُرِدْهُ، فَيَقْتُلُهُ إِنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَفْدِيَهُ. لِأَنَّ الْعَمْدَ وَالْخَطَأَ فِي ذَلِكَ بِمَنْزِلَةٍ، سَوَاءٌ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَوْمِ يُصِيبُونَ الصَّيْدَ جَمِيعًا وَهُمْ مُحْرِمُونَ أَوْ فِي الْحَرَمِ. قَالَ أَرَى أَنَّ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ جَزَاءَهُ. إِنْ حُكِمَ عَلَيْهِمْ بِالْهَدْيِ، فَعَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ. وَإِنْ حُكِمَ عَلَيْهِمْ بِالصِّيَامِ كَانَ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمُ الصِّيَامُ، وَمِثْلُ ذَلِكَ الْقَوْمُ يَقْتُلُونَ الرَّجُلَ خَطَأً. فَتَكُونُ كَفَّارَةُ ذَلِكَ، عِتْقُ رَقَبَةٍ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ. أَوْ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ.

چاہیے جن کا پہننا حالتِ احرام میں درست نہیں یا اپنے بال کٹانے چاہیے، یا بغیر ضرورت خوشبو لگانا چاہیے فدیہ کو آسان سمجھ کر تو ایسا کرنا کسی کے لیے بھی مناسب نہیں ہے کہ اجازت تو ضرورت کے تحت ہے تاکہ جو ایسا کرے وہ فدیہ دے۔

امام مالک سے فدیہ کے روزوں، صدقہ اور قربانی کے بارے میں پوچھا گیا کہ دینے والے کو کیا ان میں اختیار ہے؟ قربانی کس چیز کی ہو؟ کھانا کتنا ہو؟ کس مُد سے ہو؟ روزے کب رکھے جائیں؟ کیا ان میں سے کسی کام کے اندر دیر کی جا سکتی ہے یا فوراً ہونا چاہیے؟ امام مالک نے فرمایا کہ جتنے کفاروں کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا کہ یہ کر دو یا وہ کر دو تو ان میں دینے والے کو اختیار ہے کہ جس کو پسند کرے اُسے کر گزرے۔ فرمایا کہ النُّسُک سے مراد بکری ہے اور روزے تین دن کے ہیں۔ رہی کھانے کی بات تو چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ہر مسکین کو دو مُد۔ پہلے یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد سے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم حضرات کو فرماتے سُنا کہ محرم نے کوئی چیز ماری جو کسی جانور کو جا لگی، اگرچہ اُس کا ارادہ مارنے کا نہ تھا اور وہ جانور مر گیا۔ اسی طرح جو حلال ہو وہ حرم میں کوئی چیز مارے، وہ کسی کو جا لگے، حالانکہ ارادہ قتل کا نہ ہو، تب بھی فدیہ دینا ہوگا کیونکہ اس معاملے میں دانستہ اور نادانستہ کی ایک ہی بات ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے شکار مارا اور انہوں نے احرام باندھا ہوا ہے یا حرم میں ہیں۔ فرمایا کہ اُن میں سے ہر ایک پر فدیہ ہے۔ اگر انہیں قربانی کا حکم دیا جائے گا تو اُن میں سے ہر ایک قربانی دے گا اور اگر روزوں کا حکم دیا جائے گا تو ہر ایک روزے رکھے گا اور اسی طرح اگر چند لوگ مل کر غلطی سے کسی کو قتل کر دیں تو اُن میں سے ہر ایک کو ایک غلام آزاد کرنا ہوگا یا ہر ایک کو دو مہینے کے متواتر روزے رکھنے ہوں گے۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ رَمٰى صَيْدًا، أَوْ صَادَهُ بَعْدَ رَمْيِهِ الْجَمْرَةَ، وَحِلَاقِ رَأْسِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يُفِضْ، إِنَّ عَلَيْهِ جَزَاءَ ذٰلِكَ الصَّيْدِ. لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ - وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا - وَمَنْ لَمْ يُفِضْ. فَقَدْ بَقِيَ عَلَيْهِ مَسُّ الطِّيْبِ وَالنِّسَاءِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کنکریاں مارنے اور سر منڈانے کے بعد شکار مارا یا شکار کیا اور ابھی طوافِ افاضہ نہیں کیا تو اُس پر اُس جانور کا فدیہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :- اور جس نے طوافِ افاضہ نہیں کیا وہ خوشبو اور عورتوں سے کنارا کش رہے۔

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيمَا قَطَعَ مِنَ الشَّجَرِ فِي الْحَرَمِ شَيْءٌ. وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ أَحَدًا حَكَمَ عَلَيْهِ فِيهِ بِشَيْءٍ. وَبِئْسَ مَا صَنَعَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مُحرم اگر حرم کا درخت کاٹے تو اس پر کچھ نہیں اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ اُس پر کسی نے کوئی حکم لگایا ہو اور جو اُس نے کیا وہ بُرا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فِي الَّذِي يَجْهَلُ، أَوْ يَنْسٰى صِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، أَوْ يَمْرَضُ فِيهَا فَلَا يَصُومُهَا حَتّٰى يَقْدَمَ بَلَدَهُ. قَالَ: لِيُهْدِ إِنْ وَجَدَ هَدْيًا وَإِلَّا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي أَهْلِهِ، وَسَبْعَةً بَعْدَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جو بے خبر ہو یا دورانِ حج تین روزے رکھنا بھول جائے یا بیماری کے باعث روزے نہ رکھ سکے اور وہ اپنے شہر پہنچنے تک روزے نہ رکھے۔ فرمایا کہ اگر اُس میں طاقت ہو تو ہدی دے ورنہ اپنے گھر میں تین روزے رکھے اور اس کے بعد سات روزے رکھے۔

بَابُ جَامِعِ الْحَجِّ

حج کے متعلق دیگر روایات

۲۴۲ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ؛ أَنَّهُ قَالَ: وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ بِمِنًى. وَالنَّاسُ يَسْأَلُوْنَهُ. فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. لَمْ أَشْعُرْ، فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "انْحَرْ، وَلَا حَرَجَ" ثُمَّ جَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. لَمْ أَشْعُرْ، فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ "ارْمِ وَلَا حَرَجَ" قَالَ: فَمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ، قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ، إِلَّا قَالَ "افْعَلْ وَلَا حَرَجَ".

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کی خاطر منیٰ میں جلوہ افروز رہے اور لوگ آپ سے سوال کرتے رہے۔ پس ایک آدمی آکر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھے معلوم نہ تھا اس لیے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، اب قربانی ذبح کر لو۔ پھر ایک آدمی آکر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ میں نے بے خبری میں کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی۔ فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، اب کنکریاں مار لو۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس چیز کی بھی تقدیم و تاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے اب کر لو۔

۲۴۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ، يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی غزوہ، حج یا عمرہ سے لوٹتے تو ہر بلندی پر چڑھتے وقت تین مرتبہ تکبیر کہتے، پھر یوں کہتے :- نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اُسی کی ہے اور سب

ثُمَّ يَقُولُ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ. لِرَبِّنَا حَامِدُونَ. صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ. وَنَصَرَ عَبْدَهُ. وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ".

تعریفیں اُسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اُس اکیلے نے فوجوں کو بھگا دیا۔

۲۴۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي مِحَفَّتِهَا. فَقِيلَ لَهَا: هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْ بِضَبْعَيْ صَبِيٍّ كَانَ مَعَهَا. فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ".

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس گزرے جو اپنے ہودج میں تھی۔ اُسے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ پس وہ اپنے بچے کا بازو پکڑ کر عرض گزار ہوئی جو اُس کے ساتھ ہی تھا کہ یا رسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہے؟ فرمایا ہاں اور تمہارے لیے اجر ہے۔

۲۴۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيزٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا، هُوَ فِيهِ أَصْغَرُ وَلَا أَدْحَرُ وَلَا أَحْقَرُ وَلَا أَغْيَظُ، مِنْهُ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ. وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا رَأَى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ، وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ، إِلَّا مَا أُرِيَ يَوْمَ بَدْرٍ" قِيلَ وَمَا رَأَى يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "أَمَا إِنَّهُ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ".

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ شیطان کو اتنا ذلیل، منحوس، حقیر اور غضب ناک کبھی نہیں دیکھا جاتا جتنا عرفہ کے روز اور یہ اس لیے ہے جو وہ دیکھتا ہے رحمتِ الٰہیہ کا نزول اور بڑے بڑے گناہوں سے درگزر، مگر جو اُسے غزوۂ بدر کے روز دیکھا گیا۔ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! بدر کے روز اُس نے کیا دیکھا؟ فرمایا کہ اُس نے حضرت جبرئیل کو صف بستہ فرشتوں کے ساتھ دیکھا۔

۲۴۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيزٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ".

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ سب دعاؤں سے یوم عرفہ کی دعا افضل ہے اور سب سے افضل بات وہ ہے جو میں نے کہی اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام نے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔

۲۴۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ

دَخَلَ مَكَّةَ ، عَامَ الْفَتْحِ ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ . فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ : يَا رَسُولَ اللهِ ! ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " اقْتُلُوهُ "

قَالَ مَالِكٌ ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَوْمَئِذٍ ، مُحْرِمًا . وَاللهُ أَعْلَمُ .

کے سر اقدس پر خود تھا۔ جب آپ نے اسے اتارا تو ایک آدمی آکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔

۲۴۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِقُدَيْدٍ جَاءَهُ خَبَرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ . فَرَجَعَ فَدَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ .

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذَلِكَ .

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر مکہ مکرمہ سے آ رہے تھے یہاں تک کہ قدید آ پہنچے تو مدینہ منورہ میں فساد کی خبر ملی۔ پس واپس لوٹ کر بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے۔ یحییٰ، امام مالک نے ابن شہاب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۴۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيلِيِّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ ؛ أَنَّهُ قَالَ : عَدَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ . فَقَالَ : مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هَذِهِ السَّرْحَةِ ؟ فَقُلْتُ : أَرَدْتُ ظِلَّهَا . فَقَالَ : هَلْ غَيْرُ ذَلِكَ ؟ فَقُلْتُ : لَا . مَا أَنْزَلَنِي إِلَّا ذَلِكَ . فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى ، وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ ، فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ . بِهِ شَجَرَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا "

محمد بن عمران انصاری نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر میرے پاس تشریف لائے اور میں مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے اترا ہوا تھا۔ فرمایا کہ تم اس درخت کے نیچے کیوں اترے ہو؟ میں نے کہا کہ سائے کی غرض سے۔ فرمایا کہ کیا اس کے سوا بھی کوئی غرض ہے؟ میں نے کہا نہیں کیونکہ میں تو اسی غرض سے اترا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم منیٰ کی دو پہاڑیوں کے درمیان میں ہو اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا تو وہاں ایک وادی ہے جس کو سُرر کہا جاتا ہے، اس میں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیائے کرام کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

۲۵۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِامْرَأَةٍ مَجْذُومَةٍ ، وَهِيَ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ . فَقَالَ لَهَا : يَا أَمَةَ اللهِ . لَا تُؤْذِي النَّاسَ . لَوْ جَلَسْتِ فِي بَيْتِكِ . فَجَلَسَتْ . فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ بَعْدَ ذَلِكَ . فَقَالَ لَهَا : إِنَّ الَّذِي كَانَ قَدْ نَهَاكِ ، قَدْ مَاتَ ، فَاخْرُجِي . فَقَالَتْ : مَا كُنْتُ لِأُطِيعَهُ حَيًّا ، وَأَعْصِيَهُ مَيِّتًا .

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ایک کوڑھی عورت کے پاس سے گزرے جو بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی۔ انہوں نے اس سے فرمایا: اے اللہ کی بندی! لوگوں کو تکلیف نہ دو اور اپنے گھر میں بیٹھ رہو۔ پس وہ جا بیٹھی۔ اس کے بعد ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا اور کہا: جنہوں نے آپ کو روکا تھا ان کا وصال ہو گیا، لہٰذا تم چلی جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ زندگی میں ان کی اطاعت اور وفات کے بعد نافرمانی کروں۔

۲۵۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے

ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ: مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، الْمُلْتَزَمُ.

کہ حجرِ اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان ملتزم ہے۔

۲۵۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَذْكُرُ، أَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى أَبِي ذَرٍّ، بِالرَّبَذَةِ. وَأَنَّ أَبَا ذَرٍّ سَأَلَهُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقَالَ: أَرَدْتُ الْحَجَّ. فَقَالَ: هَلْ نَزَعَكَ غَيْرُهُ؟ فَقَالَ: لَا. قَالَ فَأْتَنِفِ الْعَمَلَ. قَالَ الرَّجُلُ: فَخَرَجْتُ حَتَّى قَدِمْتُ مَكَّةَ. فَمَكَثْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ. ثُمَّ إِذَا أَنَا بِالنَّاسِ مُنْقَصِفِينَ عَلَى رَجُلٍ. فَضَاغَطْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ. فَإِذَا أَنَا بِالشَّيْخِ الَّذِي وَجَدْتُ بِالرَّبَذَةِ يَعْنِي أَبَا ذَرٍّ. قَالَ فَلَمَّا رَآنِي، عَرَفَنِي. فَقَالَ: هُوَ الَّذِي حَدَّثْتُكَ.

محمد بن یحییٰ بن حبان نے ایک آدمی کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ وہ ربذہ میں حضرت ابوذر کے پاس سے گزرا۔ حضرت ابوذر نے اس سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ حج کا ارادہ ہے۔ فرمایا کہ کیا اس کے سوا کسی اور غرض سے نکلا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کہ اپنا کام شروع کر دو۔ اس آدمی کا بیان ہے کہ میں چل دیا، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ جا پہنچا۔ پھر وہاں رہا جب تک اللہ نے چاہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ لوگوں نے ایک آدمی کو گھیرا ہوا ہے۔ میں لوگوں کو چیرتا ہوا اس تک جا پہنچا۔ دیکھا تو وہی بزرگ تھے جو مجھے ربذہ میں ملے تھے یعنی حضرت ابوذر۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا اور فرمایا کہ تم وہی ہو جس سے میں نے بات کی تھی؟

۲۵۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنِ الِاسْتِثْنَاءِ فِي الْحَجِّ. فَقَالَ: أَوَ يَصْنَعُ ذَلِكَ أَحَدٌ؟ وَأَنْكَرَ ذَلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے حج میں شرط لگانے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ کیا کوئی ایسا بھی کرتا ہے؟ اور اس کے درست ہونے کا انکار کیا۔

سُئِلَ مَالِكٌ: هَلْ يَحْتَشُّ الرَّجُلُ لِدَابَّتِهِ مِنَ الْحَرَمِ؟ فَقَالَ: لَا.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا اپنی سواری کے لیے کوئی حرم کی گھاس کاٹ سکتا ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔

بَابُ ۸۲ حَجِّ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ ذِي مَحْرَمٍ

بغیر محرم کے عورت کا حج کرنا

۲۵۴- قَالَ مَالِكٌ، فِي الصَّرُورَةِ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَمْ تَحُجَّ قَطُّ: إِنَّهَا، إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا ذُو مَحْرَمٍ يَخْرُجُ مَعَهَا، أَوْ كَانَ لَهَا، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا، أَنَّهَا لَا تَتْرُكُ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَيْهَا فِي الْحَجِّ. لِتَخْرُجْ فِي جَمَاعَةِ النِّسَاءِ.

امام مالک نے اُن بیوہ عورتوں کے بارے میں فرمایا جنہوں نے مطلقاً حج کیا ہی نہیں کہ اگر ساتھ جانے کے لیے اُن کا کوئی محرم نہ ہو یا ہو لیکن اُن کے ساتھ جانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ کے فرض فرمائے ہوئے حج کو ترک نہ کرے اور دوسری عورتوں کے ساتھ چلی جائے۔

بَابُ ۸۳ صِيَامِ الْمُتَمَتِّعِ

تمتع کے روزوں کا بیان

۲۵۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرمایا کرتیں:- روزہ اُس پر ہے جو عمرہ کر کے حج کا تمتع کرے اور ہدی کی توفیق نہ ہو تو حج کا احرام باندھنے سے یوم عرفہ کے درمیان میں روزے رکھ لے۔ اگر

لِمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا. مَا بَيْنَ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ. فَإِنْ لَمْ يَصُمْ، صَامَ أَيَّامَ مِنًى.

ان دنوں میں نہیں رکھے تو منیٰ کے دنوں میں رکھ لے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ، مِثْلَ قَوْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس بارے میں وہی فرماتے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۱ - کِتَابُ الْجِهَادِ

کتاب الجہاد

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الْجِهَادِ

جہاد کی رغبت دلانا

۱ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ، الَّذِي لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلٰوةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ".

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ہمیشہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والے جیسی ہے جو نہ نماز پڑھنے سے تھکے اور نہ روزے رکھنے سے، یہاں تک کہ مجاہد اپنے گھر کو لوٹے ۔

۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيْلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهِ، وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ، أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ. أَوْ يَرُدَّهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ. مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ".

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلے نہیں نکالتی اُسے گھر سے کوئی غرض مگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور کلمۂ حق کی تصدیق تو اللہ تعالیٰ اُس کا ضامن بن جاتا ہے اور اُسے جنت میں داخل فرمائے گا یا اُس کے گھر کی طرف واپس لوٹا دے گا اور ساتھ ہی اجر و غنیمت لے کر لوٹے گا۔

۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

ف ۔ مجاہد چونکہ اپنے گھر بار، اہل و عیال اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی کاروبار اور آرام و راحت سے منہ موڑ کر اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر راہِ خدا میں جان کی بازی لگانے کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے تو پروردگار عالم نے مجاہدین کو اتنا نوازا ہے کہ قیام تک شہداء کے خون سے ملتِ اسلامیہ کی قسمت کو وابستہ کر دیا ہے اور گھر واپس لوٹنے تک مجاہد کو نماز روزے کا ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ ہمیشہ راتوں کو قیام کرنے والا اور دن کو ہمیشہ روزے رکھنے والا آرام و راحت سے دور اور اپنے کاروبار سے کافی حد تک اسی طرح مجبور ہو جاتا ہے جیسے مجاہد محض رضائے الٰہی کے لیے ان باتوں سے بخوشی دست بردار ہوا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ. وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ. وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ. فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ. فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ. فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ. فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ، كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ. وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذَلِكَ، فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ، كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ. وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ. فَهِيَ لَهُ أَجْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا، وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا فِي ظُهُورِهَا. فَهِيَ لِذَلِكَ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ" وَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ، فَقَالَ: "لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ - فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ. وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ -)

وسلم نے فرمایا۔ گھوڑا کسی کے لیے باعث اجر، کسی کے لیے پردہ پوشی اور کسی پر بوجھ ہے۔ باعثِ اجر اُس کے لیے ہے جو اُسے راہِ خدا میں باندھے، پھر کسی گاؤں یا چراگاہ میں اُس کی رسی لمبی کر دے تو اُس گاؤں یا چراگاہ میں جتنی دُور تک وہ چرے گا اُسی کے مطابق مالک کو نیکیاں ملیں گی۔ اگر وہ رسّی کو توڑ کر ایک یا دُو ٹیلے عبور کر جائے تو اُس کے سارے قدم اور لید تک اُس کی نیکیوں میں شمار ہوں گی۔ اور اگر وہ کسی نہر کے پاس سے گزرے اور اُس کا پانی پیئے اگرچہ مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ ہو، تب بھی یہ اُس کی نیکی شمار ہوگی۔ یہ مالک کے لیے باعثِ اجر ہے اور جو امیری ظاہر کرنے اور غربت کو چھپانے کی غرض سے پالے اور اس کے متعلق اللہ کے حق کو نہ بھلائے تو یہ گھوڑا مالک کے لیے پردہ پوشی ہے اور جس نے تکبر اور ریاکاری کے لیے یا مسلمانوں کی عداوت میں گھوڑا باندھا تو یہ مالک پر بوجھ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گدھے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس بارے میں مجھ پر کچھ نازل نہیں فرمایا گیا مگر یہ آیت جو سب باتوں کی جامع ہے۔ تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اُسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اُسے دیکھے گا" (سورۃ الزلزال، آیت ۷، ۸)۔

۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا؟ رَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ، يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ. أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا بَعْدَهُ؟ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي غُنَيْمَتِهِ. يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ اللهَ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا"

عطا بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں وہ آدمی نہ بتاؤں جس کا رتبہ سب سے بلند ہوگا؟ وہ شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر راہِ خدا میں جہاد کرے کیا میں تمہیں وہ آدمی نہ بتاؤں جس کا درجہ اس کے بعد سب سے بلند ہوگا؟ جو اپنی بکریوں کو لے کر ایک طرف ہو جائے، نماز پڑھے، زکوٰۃ ادا کرے، اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ ہر بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ آسانی ہو یا تنگی، خوشی ہو یا غمی اور حکومت کے اہل سے نہیں جھگڑیں گے، جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور حق بات پر قائم رہیں گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت

نَقُولَ اَوْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

کہ ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، قَالَ كَتَبَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، يَذْكُرُ لَهُ جُمُوْعًا مِنَ الرُّوْمِ، وَمَا يَتَخَوَّفُ مِنْهُمْ. فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اَمَّا بَعْدُ. فَاِنَّهُ مَهْمَا يَنْزِلْ بِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ مُنْزَلِ شِدَّةٍ، يَجْعَلِ اللهُ بَعْدَهُ فَرَجًا. وَاِنَّهُ لَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ. وَاَنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِي كِتَابِهِ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے حضرت عمر کے لیے رومی لشکروں کے اجتماع اور ان سے متعلق خدشات کا ذکر کرتے ہوئے خط لکھا۔ حضرت عمر نے ان کے لیے جواب میں لکھا۔ حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ بعض اوقات وہ بندۂ مومن کو سختی کی جگہ اتار دیتا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرما دیتا ہے اور بے شک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا .... الخ

باب ٢ النَّهْيُ عَنْ اَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ

دشمن کے ملک میں قرآنِ کریم لے جانے کی ممانعت

٧ - وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ اَنَّهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ.

قَالَ مَالِكٌ: وَاِنَّمَا ذٰلِكَ، مَخَافَةَ اَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کریم لے کر دشمن کے ملک میں سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس خدشے کے پیش نظر ہے کہ مبادا وہ دشمن کے ہاتھ لگ جائے

باب ٣ النَّهْيُ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ فِي الْغَزْوِ

جہاد میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت

٨ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ (حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ) اَنَّهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْنَ قَتَلُوا ابْنَ اَبِي الْحُقَيْقِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ. قَالَ: فَكَانَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَقُوْلُ: بَرَّحَتْ بِنَا امْرَاَةُ ابْنِ اَبِي الْحُقَيْقِ بِالصِّيَاحِ. فَاَرْفَعُ السَّيْفَ عَلَيْهَا، ثُمَّ اَذْكُرُ نَهْيَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكُفُّ. وَلَوْلَا ذٰلِكَ اسْتَرَحْنَا مِنْهَا.

عبدالرحمن بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان حضرات کو عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا جنہوں نے ابن ابی حقیق کو قتل کیا تھا۔ ان میں سے ایک صاحب کا بیان ہے کہ ابن ابی حقیق (ابورافع) کی بیوی نے چلا کر ہمارا راز فاش کیا تو میں نے اس پر تلوار تول لی، پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منع فرمانا یاد آگیا تو میں نے ہاتھ روک لیا۔ اگر معاملہ یہ نہ ہوتا تو ہم اس سے خلاصی حاصل کر لیتے۔

۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ امْرَأَةً مَقْتُولَةً. فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ. وَنَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی غزوہ میں ایک عورت کو مقتول دیکھا تو اسے ناپسند فرمایا اور عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے کی ممانعت فرمادی۔

۱۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعَثَ جُيُوشًا إِلَى الشَّامِ. فَخَرَجَ يَمْشِي مَعَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَكَانَ أَمِيرَ رُبْعٍ مِنْ تِلْكَ الْأَرْبَاعِ. فَزَعَمُوا أَنَّ يَزِيدَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ أَنْزِلَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَنْتَ بِنَازِلٍ، وَمَا أَنَا بِرَاكِبٍ. إِنِّي أَحْتَسِبُ خُطَايَ هٰذِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ. ثُمَّ قَالَ لَهُ: إِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَّسُوا أَنْفُسَهُمْ لِلّٰهِ. فَذَرْهُمْ وَمَا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَّسُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ. وَسَتَجِدُ قَوْمًا فَحَصُوا عَنْ أَوْسَاطِ رُؤُوسِهِمْ مِنَ الشَّعَرِ. فَاضْرِبْ مَا فَحَصُوا عَنْهُ بِالسَّيْفِ. وَإِنِّي مُوصِيكَ بِعَشْرٍ: لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً، وَلَا صَبِيًّا، وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا، وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا، وَلَا تَعْقِرَنَّ شَاةً، وَلَا بَعِيرًا، إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ، وَلَا تَحْرِقَنَّ نَخْلًا، وَلَا تُفَرِّقَنَّهُ، وَلَا تَغْلُلْ، وَلَا تَجْبُنْ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک لشکر شام کی طرف بھیجا تو وہ یزید بن ابو سفیان کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے نکلے جو چوتھائی لشکر کے امیر تھے۔ حضرت یزید حضرت ابوبکر کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ آپ سوار ہو جائیں ورنہ میں نیچے اُترتا ہوں حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ نہ تم نیچے اُترو اور نہ میں سوار ہوں گا۔ میں اپنے ان قدموں کو راہِ خدا میں شمار کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ تم کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جن کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے اپنی جانوں کو اللہ کے لیے روک رکھا ہے تو انہیں چھوڑ دینا کیونکہ اُن کا یہ گمان نہیں ہے کہ اپنے لیے رُکے ہوئے ہیں۔ علاوہ بریں کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جنہوں نے درمیان سے سر منڈائے ہوئے ہیں تو ان کے منڈے ہوئے سروں پر تلوار مارنا اور میں تمہیں دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں: عورتوں، بچوں اور ان لوگوں کو قتل نہ کرنا جو بہت بوڑھے ہیں۔ پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا آبادیوں کو برباد نہ کرنا، کسی بکری اور اونٹ کی کونچیں نہ کاٹنا مگر کھانے کے لیے کھجور کے درختوں کو نہ جلانا اور نہ انہیں ڈبونا، خیانت نہ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا۔

۱۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عَامِلٍ مِنْ عُمَّالِهِ. أَنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً يَقُولُ لَهُمْ "اغْزُوا بِاسْمِ اللهِ. فِي سَبِيلِ اللهِ. تُقَاتِلُونَ مَنْ كَفَرَ بِاللهِ. لَا تَغُلُّوا. وَلَا تَغْدِرُوا. وَلَا تُمَثِّلُوا. وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا" وَقُلْ ذٰلِكَ لِجُيُوشِكَ وَسَرَايَاكَ إِنْ شَاءَ اللهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے ایک عامل کے لیے لکھا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی سریہ بھیجتے تو ان سے فرماتے: "اللہ کا نام لے کر راہِ خدا میں لڑنا، تم اُن لوگوں سے لڑتے ہو جنہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔ لہٰذا خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مُثلہ نہ کرنا، کسی بچے کو قتل نہ کرنا اور اگر اللہ چاہے تو یہ اپنی فوج یا ٹولی کو بتا دینا اور تم پر سلامتی ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَفَاءِ بِالْأَمَانِ

امان دے کر وعدہ وفا کرنا

۱۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى عَامِلِ جَيْشٍ

کوفے کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک لشکر کے امیر کو لکھا جسے آپ نے مقرر فرمایا تھا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے

كَانَ بَعَثَهُ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يَطْلُبُونَ الْعِلْجَ حَتَّى إِذَا أَسْنَدَ فِي الْجَبَلِ وَامْتَنَعَ. قَالَ رَجُلٌ: مَطْرَسْ، يَقُولُ لَا تَخَفْ. فَإِذَا أَدْرَكَهُ قَتَلَهُ. وَإِنِّي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَعْلَمُ مَكَانَ وَاحِدٍ فَعَلَ ذَلِكَ، إِلَّا ضَرَبْتُ عُنُقَهُ.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: لَيْسَ هَذَا الْحَدِيثُ بِالْمُجْتَمَعِ عَلَيْهِ. وَلَيْسَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْأَمَانِ، أَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. وَإِنِّي أَرَى أَنْ يُتَقَدَّمَ إِلَى الْجُيُوشِ: أَنْ لَا تَقْتُلُوا أَحَدًا أَشَارُوا إِلَيْهِ بِالْأَمَانِ. لِأَنَّ الْإِشَارَةَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ. وَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ، إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ.

بَابُ الْعَمَلِ فِيمَنْ أَعْطَى شَيْئًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

۱۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَعْطَى شَيْئًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ: إِذَا بَلَغْتَ وَادِيَ الْقُرَى، فَشَأْنَكَ بِهِ.

۱۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ: إِذَا أُعْطِيَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الْغَزْوِ، فَيَبْلُغُ بِهِ رَأْسَ مَغْزَاتِهِ، فَهُوَ لَهُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ أَوْجَبَ عَلَى نَفْسِهِ الْغَزْوَ فَتَجَهَّزَ. حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ مَنَعَهُ أَبَوَاهُ، أَوْ أَحَدُهُمَا. فَقَالَ: لَا يُكَابِرْهُمَا. وَلَكِنْ يُؤَخِّرُ ذَلِكَ إِلَى عَامٍ آخَرَ. فَأَمَّا الْجِهَازُ، فَإِنِّي أَرَى أَنْ يَرْفَعَهُ، حَتَّى يَخْرُجَ بِهِ. فَإِنْ خَشِيَ أَنْ يَفْسُدَ، بَاعَهُ وَأَمْسَكَ ثَمَنَهُ، حَتَّى يَشْتَرِيَ بِهِ مَا يُصْلِحُهُ لِلْغَزْوِ. فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا، يَجِدُ مِثْلَ جِهَازِهِ إِذَا خَرَجَ، فَلْيَصْنَعْ

کہ تم میں سے کچھ آدمی عجمی کافر کو بلاتے ہیں، پھر اُسے دلاسا دے کر پہاڑ پر چڑھا دیتے ہیں اور وہ لڑائی سے رُک جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر موقع پاکر اُسے قتل کر دیتے ہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر مجھے معلوم ہوا کہ ایک جگہ بھی ایسا ہوا ہے تو میں اُس کی گردن اُتار دُوں گا۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علما کا اس حدیث پر اتفاق عمل نہیں ہے۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ اشارے سے امان دینا زبان سے امان دینے کا قائم مقام ہے؟ فرمایا ہاں اور میرے خیال میں فوجوں سے کہہ دیا جائے کہ جن کی جانب میں امان کا اشارہ کر دوں اُن میں سے کسی ایک کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ اشارہ میرے نزدیک کلام کی طرح ہے اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ جو قوم عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔

مجاہدین کی امداد کرنے کا بیان

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب کوئی چیز کسی کو راہِ خدا میں عطا فرماتے تو اپنے اُس ساتھی سے کہتے کہ جب تم وادیٔ قریٰ میں پہنچ جاؤ تو — — — — — —

یہ چیز تمہاری ہو جائے گی۔

سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ جب جہاد کرنے کے لیے کسی کو کوئی چیز دی جائے اور وہ میدانِ جہاد تک جا پہنچے تو وہ چیز اس کی ہو گئی۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے اُوپر جہاد واجب کر کے تیاری بھی کر لی یہاں تک کہ جب نکلنے کا ارادہ کیا تو اس کے والدین نے روکا یا ان میں سے ایک نے فرمایا کہ اُن سے نہ جھگڑے بلکہ جہاد کو اگلے سال پر ملتوی کر دے۔ رہا سامان جہاد تو اسے رکھ چھوڑے اور خراب ہو جانے کا ڈر ہو تو فروخت کر کے اس کی قیمت کو محفوظ کر چھوڑے تاکہ اس سے سامانِ حرب خرید سکے۔ اگر وہ صاحب استطاعت ہے کہ نکلتے وقت سامان خرید

بِجَهَازِهٖ مَا شَاءَ.

سکے گا تو اس سامان کا جو چاہے کرے۔

بَابُ جَامِعِ النَّفْلِ فِي الْغَزْوِ

غنیمت کے متعلق روایات

۱۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً. فَكَانَ سُهْمَانُهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجد کی جانب ایک سریہ بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی تھے انہیں غنیمت میں بڑے اونٹ ملے کہ ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ گیارہ گیارہ اونٹ آئے نیز ایک ایک مزید ملا۔

۱۶۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ فِي الْغَزْوِ، إِذَا اقْتَسَمُوا غَنَائِمَهُمْ، يَعْدِلُونَ الْبَعِيرَ بِعَشْرِ شِيَاهٍ.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ مجاہدین جب مال غنیمت تقسیم کرتے تو وہ ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کرتے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْأَجِيرِ فِي الْغَزْوِ: إِنَّهُ إِنْ كَانَ شَهِدَ الْقِتَالَ وَكَانَ مَعَ النَّاسِ عِنْدَ الْقِتَالِ، وَكَانَ حُرًّا فَلَهُ سَهْمُهُ. وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ، فَلَا سَهْمَ لَهُ. وَأَرَى أَنْ لَا يُقْسَمَ إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ الْقِتَالَ مِنَ الْأَحْرَارِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو جہاد میں اجرت پر رکھا گیا ہو کہ اگر وہ قتال میں برابر حصہ لے اور آزاد ہو تو اسے برابر کا حصہ ملے گا اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا حصہ نہیں ہے اور میرے خیال میں حصہ اسی آزاد مرد کا ہے جو قتل و قتال میں شریک رہے۔

بَابُ مَا لَا يَجِبُ فِيهِ الْخُمُسُ

جن چیزوں کا خمس نہیں دیا جائے گا

قَالَ مَالِكٌ، فِيمَنْ وُجِدَ مِنَ الْعَدُوِّ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ بِأَرْضِ الْمُسْلِمِينَ. فَزَعَمُوا أَنَّهُمْ تُجَّارٌ وَأَنَّ الْبَحْرَ لَفَظَهُمْ. وَلَا يَعْرِفُ الْمُسْلِمُونَ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّ مَرَاكِبَهُمْ تَكَسَّرَتْ. أَوْ عَطِشُوا فَنَزَلُوا بِغَيْرِ إِذْنِ الْمُسْلِمِينَ: أَرَى أَنَّ ذٰلِكَ لِلْإِمَامِ يَرَى فِيهِمْ رَأْيَهُ. وَلَا أَرَى لِمَنْ أَخَذَهُمْ فِيهِمْ خُمُسًا.

امام مالک نے ان کے بارے میں فرمایا جنہوں نے ساحل سمندر پر مسلمانوں کی زمین میں دشمن کو پایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں اور سمندر نے ہمیں پھینک دیا ہے۔ مسلمانوں کو اس بات کی تصدیق تو نہ ہو لیکن ان کا جہاز ٹوٹا ہوا ہے یا پیاس کے باعث مسلمانوں سے اجازت لیے بغیر اُتر پڑے ہیں تو ان کے بارے میں امام کو اختیار ہے لیکن گرفتار کرنے والوں کو خمس نہیں ملے گا۔

بَابُ مَا يَجُوزُ لِلْمُسْلِمِينَ أَكْلُهُ قَبْلَ الْخُمُسِ

مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے چیز کا کھانا جائز ہے

قَالَ مَالِكٌ: لَا أَرَى بَأْسًا أَنْ يَأْكُلَ الْمُسْلِمُونَ

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مسلمان دشمن کی زمین میں داخل

إِذَا دَخَلُوا أَرْضَ الْعَدُوِّ مِنْ طَعَامٍ وَ نَحْوِهِ، مَا وَجَدُوا مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ فِي الْمَقَاسِمِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَأَنَا أَرَى الْإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ. يَأْكُلُ مِنْهُ الْمُسْلِمُونَ إِذَا دَخَلُوا أَرْضَ الْعَدُوِّ. كَمَا يَأْكُلُونَ مِنَ الطَّعَامِ. وَلَوْ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يُؤْكَلُ حَتّٰى يَحْضُرَ النَّاسُ الْمَقَاسِمَ، وَيُقْسَمَ بَيْنَهُمْ أَضَرَّ ذٰلِكَ بِالْجُيُوشِ. فَلَا أَرَى بَأْسًا بِمَا أُكِلَ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ، عَلٰى وَجْهِ الْمَعْرُوفِ. وَلَا أَرَى أَنْ يَدَّخِرَ أَحَدٌ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا يَرْجِعُ بِهِ إِلٰى أَهْلِهِ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ الطَّعَامَ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ، فَيَأْكُلُ مِنْهُ وَيَتَزَوَّدُ، فَيَفْضُلُ مِنْهُ شَيْءٌ، أَيَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَحْبِسَهُ فَيَأْكُلَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ يَبِيعَهُ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ بِلَادَهُ فَيَنْتَفِعَ بِثَمَنِهِ؟ قَالَ مَالِكٌ: إِنْ بَاعَهُ وَهُوَ فِي الْغَزْوِ، فَإِنِّي أَرَى أَنْ يَجْعَلَ ثَمَنَهُ فِي غَنَائِمِ الْمُسْلِمِينَ. وَإِنْ بَلَغَ بِهِ بَلَدَهُ، فَلَا أَرَى بَأْسًا أَنْ يَأْكُلَهُ وَيَنْتَفِعَ بِهِ، إِذَا كَانَ يَسِيرًا تَافِهًا.

ہوں اور کھانے کی چیزیں پائیں تو تقسیم ہونے سے پہلے ان میں سے کھا سکتے ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک اونٹ، گائے اور بکری بھی کھانے کی چیزوں کے قائم مقام ہیں۔ دشمن کی زمین میں داخل ہونے پر مسلمان ان میں سے کھا سکتے ہیں جس طرح دوسری کھانے کی چیزوں کو اور اگر نہ کھائیں یہاں تک کہ انہیں تقسیم کیا جائے اور فوجوں کو اس سے تکلیف پہنچے تو اس صورت میں دستور کے مطابق کھاتے ہوئے اگر سارا مالِ غنیمت بھی کھا جائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن جمع کرنا اور اپنے گھر والوں کے لیے لے جانا کسی کے لیے بھی درست نہیں ہے۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو دشمن کی سرزمین میں خوراک پائے تو اس میں سے کھائے اور جمع کر چھوڑے پھر اس سے کچھ بچ رہے۔ کیا اس کے لیے درست ہے کہ اسے روک کر اپنے گھر والوں میں جا کھائے یا اپنے شہر میں پہنچنے سے پہلے اسے فروخت کر دے اور اس کی قیمت سے فائدہ حاصل کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ اگر جہاد کی حالت میں بیچے تو اسے مالِ غنیمت میں شامل کر دے اور اگر اُسے اپنے شہر میں لے آیا تو اسے کھانے اور نفع حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ چیز کم قیمت ہو۔

بَابُ مَا يُرَدُّ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ الْقَسْمُ مِمَّا أَصَابَ الْعَدُوُّ

مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے جو چیز دی جائے

١٧ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَبَقَ. وَأَنَّ فَرَسًا لَهُ عَارَ. فَأَصَابَهُمَا الْمُشْرِكُونَ. ثُمَّ غَنِمَهُمَا الْمُسْلِمُونَ. فَرُدَّا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُصِيبَهُمَا الْمَقَاسِمُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کا ایک غلام بھاگ گیا تھا اور ایک گھوڑا تھا یہ دونوں مشرکوں کے ہتھے چڑھ گئے، پھر مالِ غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے تو انہوں نے تقسیم سے پہلے دونوں کو حضرت عبد اللہ بن عمر کے سپرد کر دیا۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: فِيمَا يُصِيبُ الْعَدُوُّ مِنْ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ. إِنَّهُ إِنْ أُدْرِكَ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ فِيهِ الْمَقَاسِمُ. فَهُوَ رَدٌّ عَلٰى أَهْلِهِ. وَأَمَّا مَا وَقَعَتْ فِيهِ الْمَقَاسِمُ، فَلَا يُرَدُّ عَلٰى أَحَدٍ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ دشمن سے جو مسلمانوں کا مال دستیاب ہو وہ تقسیم سے پہلے اس کے مالک کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور اگر تقسیم ہو چکا تو پھر نہیں لوٹایا جائے گا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ حَازَ الْمُشْرِكُونَ غُلَامَهُ، ثُمَّ غَنِمَهُ الْمُسْلِمُونَ. قَالَ مَالِكٌ: صَاحِبُهُ أَوْلَى بِهِ بِغَيْرِ ثَمَنٍ. وَلَا قِيمَةٍ، وَلَا غُرْمٍ. مَا لَمْ تُصِبْهُ الْمَقَاسِمُ. فَإِنْ وَقَعَتْ فِيهِ الْمَقَاسِمُ، فَإِنِّي أَرَى أَنْ يَكُونَ الْغُلَامُ لِسَيِّدِهِ بِالثَّمَنِ، إِنْ شَاءَ.

قَالَ مَالِكٌ فِي أُمِّ وَلَدِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، حَازَهَا الْمُشْرِكُونَ، ثُمَّ غَنِمَهَا الْمُسْلِمُونَ. فَقُسِمَتْ فِي الْمَقَاسِمِ، ثُمَّ عَرَفَهَا سَيِّدُهَا بَعْدَ الْقَسْمِ: إِنَّهَا لَا تُسْتَرَقُّ. وَأَرَى أَنْ يَفْتَدِيَهَا الْإِمَامُ لِسَيِّدِهَا. فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَى سَيِّدِهَا أَنْ يَفْتَدِيَهَا وَلَا يَدَعُهَا. وَلَا أَرَى لِلَّذِي صَارَتْ لَهُ أَنْ يَسْتَرِقَّهَا. وَلَا يَسْتَحِلَّ فَرْجَهَا. وَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْحُرَّةِ. لِأَنَّ سَيِّدَهَا يُكَلَّفُ أَنْ يَفْتَدِيَهَا، إِذَا جَرَحَتْ. فَهَذَا بِمَنْزِلَةِ ذَلِكَ. فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُسْلِمَ أُمَّ وَلَدِهِ تُسْتَرَقُّ، وَيُسْتَحَلُّ فَرْجُهَا.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَخْرُجُ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ فِي الْمُفَادَاةِ، أَوْ فِي التِّجَارَةِ، فَيَشْتَرِي الْحُرَّ أَوِ الْعَبْدَ، أَوْ يُوهَبَانِ لَهُ. فَقَالَ: أَمَّا الْحُرُّ، فَإِنَّ مَا اشْتَرَاهُ بِهِ دَيْنٌ عَلَيْهِ. وَلَا يُسْتَرَقُّ. وَإِنْ كَانَ وُهِبَ لَهُ، فَهُوَ حُرٌّ. وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ أَعْطَى فِيهِ شَيْئًا مُكَافَأَةً فَهُوَ دَيْنٌ عَلَى الْحُرِّ. بِمَنْزِلَةِ مَا اشْتُرِيَ بِهِ. وَأَمَّا الْعَبْدُ، فَإِنَّ سَيِّدَهُ الْأَوَّلَ مُخَيَّرٌ فِيهِ. إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَهُ، وَيَدْفَعَ إِلَى الَّذِي اشْتَرَاهُ ثَمَنَهُ. فَذَلِكَ لَهُ. وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْلِمَهُ أَسْلَمَهُ. وَإِنْ كَانَ وُهِبَ لَهُ فَسَيِّدُهُ الْأَوَّلُ أَحَقُّ بِهِ. وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ أَعْطَى فِيهِ شَيْئًا مُكَافَأَةً، فَيَكُونُ مَا أَعْطَى فِيهِ غُرْمًا عَلَى سَيِّدِهِ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَفْتَدِيَهُ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے غلام کو مشرکین لے گئے، پھر مسلمانوں کو مالِ غنیمت میں ملا؟ امام مالک نے فرمایا کہ تقسیم سے پہلے مالک بغیر کسی معاوضہ قیمت یا تاوان کے اس کا زیادہ حقدار ہے اور اگر وہ تقسیم ہو چکا تو مالک اسے قیمت دے کر لے سکتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ کسی مسلمان کی اُمِّ ولد کو مشرک لے جائیں پھر وہ غنیمت میں مسلمانوں کو ملے اور تقسیم ہو جائے۔ تقسیم کے بعد مالک اسے پہچان لے تو اسے لونڈی نہیں بنایا جائے گا اور امام اس کا فدیہ دے کر مالک کے حوالے کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو مالک فدیہ دے کر اُسے چھڑا لے اور جس کے حصے میں آئی ہے وہ اسے لونڈی نہیں بنا سکتا اور نہ اس کی شرمگاہ اس کے لیے حلال ہے کیونکہ یہ آزاد عورت کی طرح ہے۔ اگر یہ کسی کو زخمی کرے تو اس کے مالک کو حکم دیا جائے گا کہ فدیہ دے کر اسے چھڑائے پس یہاں بھی یہی حکم ہوگا۔ جس کے حصے میں آئی اسے اختیار نہیں ہوگا کہ اسے لونڈی بنائے اور اس کی شرمگاہ کو۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کفار کے ملک میں گیا مسلمانوں کو چھڑانے یا تجارت کی غرض سے۔ پس اس نے کسی آزاد یا غلام کو خریدا یا اسے ہبہ کیے گئے۔ فرمایا کہ آزاد کی قیمت تو اس پر قرض ہے اور اسے غلام نہیں بنایا جائے گا۔ اگر اسے ہبہ کیا گیا تو وہ آزاد ہے اور اس پر کچھ نہیں مگر یہ کہ اس کے بدلے میں کچھ خرچ کیا ہو تو وہ اس آزاد پر قرض ہوگا گویا یہ قیمتِ خرید کی طرح ہے اور غلام کے پہلے آقا کو اختیار ہے اگر چاہے تو قیمت دے کر خریدنے والے سے حاصل کرلے اور اگر اس کے پاس چھوڑنا چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اسے ہبہ کیا گیا ہے تو پہلا آقا زیادہ حقدار ہے اور اس پر کچھ نہیں مگر یہ کہ اس کے بدلے میں اس شخص نے کچھ خرچ کیا ہو تو پہلا آقا اگر چاہے تو وہ دے کر حاصل کرلے یا نہ لے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَبِ فِي النَّفَلِ

۱۸ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ. فَلَمَّا الْتَقَيْنَا، كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ. قَالَ: فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ فَاسْتَدَرْتُ لَهُ، حَتّٰى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ، فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهِ. فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ. ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ، فَأَرْسَلَنِي. قَالَ: فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ فَقَالَ: أَمْرُ اللّٰهِ. ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا، لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ، فَلَهُ سَلَبُهُ" قَالَ فَقُمْتُ، ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ: "مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا" "لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ" فَلَهُ سَلَبُهُ" قَالَ فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ، الثَّالِثَةَ. فَقُمْتُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟" قَالَ: فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. وَسَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي. فَأَرْضِهِ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَاهَا اللّٰهِ. إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلٰى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَدَقَ. فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ" فَأَعْطَانِيهِ. فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَاشْتَرَيْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ. فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

۱۹ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْقَاسِمِ

ہتھیار قتل کرنے والے کو دینا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب ہماری مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمانوں میں سراسیمگی پھیل گئی راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مشرک کو ایک مسلمان پر غالب دیکھا میں نے پیچھے سے جا کر اس کی گردن پر تلوار کا وار کیا۔ اب وہ مجھ پر ٹوٹ پڑا اور ایسا مجھے دبوچا کہ موت کا مزہ چکھا دیا پھر اچانک وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں حضرت عمر سے ملا اور ان سے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ فرمایا کہ خدا کا حکم۔ پھر لوگ واپس لوٹ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا اور اس کے پاس ثبوت ہو تو مقتول کا سامان اسے ملے گا راوی کا بیان ہے کہ میں کھڑا ہوا اور دل میں کہا کہ میری گواہی کون دے گا لہٰذا بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس ثبوت ہو تو مقتول کا سامان اسی کو ملے گا۔ میں کھڑا ہوا لیکن یہ کہہ کر بیٹھ گیا کہ میری گواہی کون دے گا۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا تو میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوقتادہ! کیا بات ہے؟ پس میں نے سارا واقعہ عرض کر دیا۔ تو ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ! یہ سچ کہہ رہے ہیں اور اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ یا رسول اللہ! انہیں مجھ سے راضی کر دیجیے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہو گا کہ اللہ کا ایک شیر اللہ اور رسول کی طرف سے لڑے اور اس کا سامان تمہیں دے دیا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سامان انہیں دے دو۔ پس اس نے مجھے دے دیا۔ پس میں نے زرہ بیچ کر بنو سلمہ میں ایک باغ خریدا اور یہ میرا پہلا مال ہے جو مجھے حالتِ اسلام میں حاصل ہوا۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے سنا ایک آدمی حضرت

بْنِ مُحَمَّدٍ، اَنَّهٗ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْاَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْاَنْفَالِ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَلْفَرَسُ مِنَ النَّفَلِ وَالسَّلَبُ مِنَ النَّفَلِ. قَالَ ثُمَّ عَادَ الرَّجُلُ لِمَسْاَلَتِهٖ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، ذٰلِكَ اَيْضًا. ثُمَّ قَالَ الرَّجُلُ: اَلْاَنْفَالُ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ مَا هِيَ؟ قَالَ الْقَاسِمُ: فَلَمْ يَزَلْ يَسْاَلُهٗ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُحْرِجَهٗ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَتَدْرُوْنَ مَا مَثَلُ هٰذَا؟ مَثَلُ صَبِيْغٍ الَّذِيْ ضَرَبَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

ابن عباس سے انفال (مالِ غنیمت) کے بارے میں پوچھ رہا تھا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ گھوڑا غنیمت ہے، سامان غنیمت ہے اس نے پھر دوبارہ آکر یہی پوچھا تو حضرت ابن عباس نے وہی جواب دیا پھر اس آدمی نے کہا کہ میں اس انفال کے بارے میں پوچھتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے؟ قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ وہ برابر یہی پوچھتا رہا یہاں تک کہ وہ تنگ آگئے ہوں گے پھر حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی مثال کیا ہے؟ اس کی مثال صبیغ جیسی ہے جس کو حضرت عمر نے پیٹا تھا۔

قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ قَتَلَ قَتِيْلًا مِنَ الْعَدُوِّ اَيَكُوْنُ لَهٗ سَلَبُهٗ بِغَيْرِ اِذْنِ الْاِمَامِ؟ قَالَ لَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ بِغَيْرِ اِذْنِ الْاِمَامِ وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ مِنَ الْاِمَامِ اِلَّا عَلٰى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ. وَلَمْ يَبْلُغْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ" اِلَّا يَوْمَ حُنَيْنٍ.

امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا گیا جس نے دشمن کو قتل کیا تو کیا امام کی اجازت کے بغیر وہ مقتول کا سامان لے سکتا ہے؟ امام مالک نے فرمایا کہ امام کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ لینے کا اختیار نہیں ہے اور ایسا حکم دینا بھی امام کے اپنے اجتہاد پر منحصر ہے اور مجھ تک یہ بات نہیں پہنچی کہ "جو کسی کو قتل کرے تو مقتول کا سامان اسی کو ملے گا" ایسا غزوۂ حنین کے سوا اور کسی موقع پر فرمایا ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِعْطَاءِ النَّفَلِ مِنَ الْخُمُسِ

خمس سے امام کا نفلی عطیہ دینا

۲۰ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ. اَنَّهٗ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُعْطَوْنَ النَّفَلَ مِنَ الْخُمُسِ.

ابوالزناد سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: لوگوں کو خمس سے نفلی عطیات دیئے جاتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ

امام مالک نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے اس بارے میں سُنا یہ سب سے اچھی روایت ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ النَّفَلِ، هَلْ يَكُوْنُ فِيْ اَوَّلِ مَغْنَمٍ؟ قَالَ: ذٰلِكَ عَلٰى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ مِنَ الْاِمَامِ. وَلَيْسَ عِنْدَنَا فِيْ ذٰلِكَ اَمْرٌ مَعْرُوْفٌ مَوْقُوْفٌ. اِلَّا اجْتِهَادُ السُّلْطَانِ. وَلَمْ يَبْلُغْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ فِيْ مَغَازِيْهِ كُلِّهَا. وَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ نَفَّلَ فِيْ بَعْضِهَا يَوْمَ حُنَيْنٍ. وَاِنَّمَا ذٰلِكَ عَلٰى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ مِنَ الْاِمَامِ فِيْ اَوَّلِ مَغْنَمٍ وَفِيْمَا بَعْدَهٗ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا غنیمت پہلے مال میں ہوتی ہے؟ فرمایا کہ یہ امام کے اجتہاد پر موقوف ہے اور اس میں ہمارے نزدیک امام کے اجتہاد کے سوا کوئی مقررہ قانون موجود نہیں ہے اور ہم تک ایسی کوئی بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غزوات میں غنیمت کا کوئی قانون متعین فرمایا ہو سوائے غزوۂ حنین کے اور یہ بھی امام کے اجتہاد پر منحصر ہے کہ وہ پہلے مالِ غنیمت سے کسی کو دے یا بعد والے سے۔

ف۔ مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ امام کے لیے مخصوص ہے۔ باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔ تقسیم سے پہلے مال

باب ۱۲ الْقَسْمُ لِلْخَيْلِ فِي الْغَزْوِ

۲۱ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ يَقُولُ: لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ. وَلِلرَّجُلِ سَهْمٌ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ أَزَلْ أَسْمَعُ ذٰلِكَ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنْ رَجُلٍ يَحْضُرُ بِأَفْرَاسٍ كَثِيرَةٍ، فَهَلْ يُقْسَمُ لَهَا كُلِّهَا؟ فَقَالَ: لَمْ أَسْمَعْ بِذٰلِكَ. وَلَا أَرَى أَنْ يُقْسَمَ إِلَّا لِفَرَسٍ وَاحِدٍ الَّذِي يُقَاتِلُ عَلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا أَرَى الْبَرَاذِينَ وَالْهُجُنَ إِلَّا مِنَ الْخَيْلِ. لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ - وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً - وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ - وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ - فَأَنَا أَرَى الْبَرَاذِينَ وَالْهُجُنَ مِنَ الْخَيْلِ، إِذَا أَجَازَهَا الْوَالِي. وَقَدْ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَسُئِلَ عَنِ الْبَرَاذِينِ، هَلْ فِيهَا مِنْ صَدَقَةٍ؟ فَقَالَ: وَهَلْ فِي الْخَيْلِ مِنْ صَدَقَةٍ؟

جہاد میں گھوڑے کا حصہ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے کہ گھوڑے کے دو حصے ہیں اور آدمی کا ایک حصہ ہے۔ ف

امام مالک نے فرمایا کہ میں ہمیشہ سے یہی سنتا آیا ہوں۔

امام مالک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو بہت سے گھوڑے لے کر شامل ہوا تو کیا اس کو سب گھوڑوں کا حصہ ملے گا؟ فرمایا کہ میں نے ایسا نہیں سنا بلکہ میرے خیال میں اسے صرف ایک گھوڑے کا حصہ ملے گا جس پر ۔

امام مالک نے فرمایا کہ ترکی اور ہجن گھوڑے بھی گھوڑوں میں شمار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے" (۱۶: ۸) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور ان کے لیے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ" (۸: ۶۰) تو میں ترکی اور ہجن گھوڑوں کو گھوڑوں میں شمار کرتا ہوں جبکہ حاکم انہیں قبول کر لے۔ سعید بن مسیب سے جب ترکی گھوڑوں میں زکوٰۃ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا۔ کیا ان میں زکوٰۃ ہے؟ کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔

باب ۱۳ مَا جَاءَ فِي الْغُلُولِ

۲۲ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ صَدَرَ مِنْ حُنَيْنٍ وَهُوَ يُرِيدُ

مال غنیمت سے کچھ چھپا لینا

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حنین سے واپس لوٹے اور جعرانہ کا ارادہ تھا تو لوگ سوال کرنے لگے یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی ایک درخت کے نزدیک چلی گئی اور اس کے

حاشیہ صفحہ گزشتہ

غنیمت سے چوری چھپے کسی چیز کا لینا خیانت شمار ہوتی ہے اور احادیث مطہرہ میں اس پر تہدید آئی ہے۔ امام اپنے پانچویں حصے میں سے کسی کو کچھ دے تو اسے نفل کہتے ہیں۔ خمس سے کسی کو کچھ دینا یا نہ دینا یہ امام کی مرضی اور تقاضائے مصلحت پر موقوف ہے۔ دوسرے کو اس پر اعتراض کا حق نہیں پہنچتا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ غنیمت سے پیدل کا ایک حصہ اور سوار کے تین حصے ہیں ایک اس کا اپنا اور دو حصے گھوڑے کے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک سوار کے دو حصے ہیں جیسا کہ حضرت علی، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

الْجِعْرَانَةِ، سَأَلَهُ النَّاسُ، حَتَّى دَنَتْ بِهِ نَاقَتُهُ مِنْ شَجَرَةٍ، فَتَشَبَّكَتْ بِرِدَائِهِ، حَتَّى نَزَعَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رُدُّوا عَلَيَّ رِدَائِي. أَتَخَافُونَ أَنْ لَا أَقْسِمَ بَيْنَكُمْ مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ سَمُرِ تِهَامَةَ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ. ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا، وَلَا جَبَانًا، وَلَا كَذَّابًا" فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي النَّاسِ، فَقَالَ: "أَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ. فَإِنَّ الْغُلُولَ عَارٌ، وَنَارٌ، وَشَنَارٌ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" قَالَ، ثُمَّ تَنَاوَلَ مِنَ الْأَرْضِ وَبَرَةً مِنْ بَعِيرٍ، أَوْ شَيْئًا. ثُمَّ قَالَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَالِي مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ، وَلَا مِثْلُ هَذِهِ. إِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ".

کانٹے چادر مبارک میں ایسے الجھے کہ وہ پشت مبارک سے ہٹ گئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری چادر تو لا دو۔ کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے گا تو میں تمہارے درمیان تقسیم نہیں کروں گا؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے اتنے اونٹ مرحمت فرمائے جتنی وادی تہامہ کی کنکریاں ہیں پھر بھی میں تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے بخیل، بزدل اور جھوٹا نہیں پاؤ گے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سواری سے اترے تو لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: اگر کسی نے دھاگا یا سوئی بھی لے لی ہو تو لے آؤ کیونکہ بددیانتی باعث شرم اور موجب جہنم ہے۔ ایسا کرنا قیامت میں عیب شمار ہوگا۔ پھر آپ نے زمین سے اونٹ یا کسی اور جانور کا بال اٹھا کر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جو مال اللہ تعالیٰ تمہیں لڑے بھڑے بغیر عطا فرماتا ہے اس میں سے خمس کے علاوہ میرا اتنا بھی حصہ نہیں ہے اور وہ پانچواں حصہ بھی میں تم پر ہی لٹا دیتا ہوں۔

۲۳ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ يَوْمَ حُنَيْنٍ. وَإِنَّهُمْ ذَكَرُوهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ" فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذَلِكَ. فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" قَالَ فَفَتَحْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا خَرَزَاتٍ مِنْ خَرَزِ يَهُودَ. مَا تُسَاوِينَ دِرْهَمَيْنِ.

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین سے لوٹتے ہوئے ایک آدمی کا انتقال ہو گیا اور لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت زید کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ اس پر لوگوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا حضرت زید کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اس کے سامان کو کھولا تو ہم نے اس میں یہودیوں کے چند منکے پائے جن کی مالیت دو درہم ہو گی۔

۲۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ الْكِنَانِيِّ: أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى النَّاسَ فِي قَبَائِلِهِمْ يَدْعُو لَهُمْ. وَأَنَّهُ تَرَكَ قَبِيلَةً مِنَ الْقَبَائِلِ قَالَ، وَإِنَّ الْقَبِيلَةَ وَجَدُوا فِي بَرْدَعَةِ رَجُلٍ مِنْهُمْ عِقْدَ جَزْعٍ، غُلُولًا. فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبد اللہ بن مغیرہ بن ابو بردہ کنانی کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف قبائل کے لوگوں کے پاس دعا کرنے کے لیے تشریف لے گئے لیکن ایک قبیلے والوں کے پاس تشریف نہ لے گئے اور فرمایا کہ اس قبیلے کے ایک آدمی کے بستر تلے سے عقیق کا ایک ہار برآمد ہوا تھا جو بددیانتی سے رکھا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے

فَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ، كَمَا يُكَبِّرُ عَلَى الْمَيِّتِ.

٢٥ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ سَالِمٍ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا، إِلَّا الْأَمْوَالَ، وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ. قَالَ: فَأَهْدَى رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا أَسْوَدَ، يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ. فَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى. حَتَّى إِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرَى، بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ. فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ. فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَلَّا. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَ يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ، لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا" قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذَلِكَ، جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ".

٢٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ. وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ. وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ. وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ. وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ.

پاس تشریف لے گئے اور اس طرح تکبیر کہی جیسے مُردے پر کہتے ہیں۔ ف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے تھے۔ ہمیں غنیمت میں سونا چاندی حاصل نہیں ہوا بلکہ باغات کپڑے اور دیگر سامان ملا تھا۔ پس رفاعہ بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک سیاہ غلام تحفے کے طور پر دیا جس کو مدعم کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وادی قریٰ کی جانب روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب وادی القریٰ میں جا پہنچے تو مدعم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پالان کو درست کرنے لگا۔ اچانک ایک بے نشانہ تیر اسے آلگا اور وہ جان بحق ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، خیبر کے مال غنیمت سے اس نے جو کمبل لیا تھا وہ اسے تقسیم میں نہیں ملا تھا وہ آگ بن کر اس پر بھڑک رہا ہے۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک آدمی جوتے کا ایک تسمہ یا دو تسمے لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تسمہ یا تسمے بھی آگ میں تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو قوم مالِ غنیمت سے چوری کرتی ہے اس کے دلوں میں رعب ڈال دیا جاتا ہے اور جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے اس میں اموات کی کثرت ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اس کا رزق منقطع ہو جاتا ہے اور جو قوم انصاف نہیں کرتی اس میں خونریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

ف۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ خیانت کریں یا خلافِ شرع کاموں کا ارتکاب کرتے رہیں اور سمجھانے والوں کی فہمائش پر کان نہ دھریں، اثر نہ لیں اور بے راہ روی پر قائم رہیں وہ اپنے آپ کو خواہ کتنا ہی عقلمند کیوں نہ شمار کریں اور دوسرے لوگ انہیں دانا و بینا ہی کیوں نہ کہیں لیکن حقیقت میں وہ زندہ نہیں بلکہ مُردوں جیسے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ الشُّهَدَاءِ فِي سَبِيلِ اللهِ

٢٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأُقْتَلُ. ثُمَّ أُحْيَا. فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ". فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ ثَلَاثًا: أَشْهَدُ بِاللهِ.

٢٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَضْحَكُ اللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ، يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ. كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ. يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللهِ. فَيُقْتَلُ. ثُمَّ يَتُوبُ اللهُ عَلَى الْقَاتِلِ، فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ".

٢٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ. لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا. اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ. وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ".

٣٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَتْلِي بِيَدِ رَجُلٍ صَلَّى لَكَ سَجْدَةً وَاحِدَةً. يُحَاجُّنِي بِهَا عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

٣١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، مُقْبِلًا غَيْرَ

راہِ خدا میں شہادت پانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ ہو کر لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ ہو کر لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ نے تین مرتبہ ایسا فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص ایسے ہوں گے کہ جن پر اللہ تعالیٰ ہنسے گا (اپنی شان کے مطابق) ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوگا لیکن دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک نے راہِ خدا میں جہاد کیا اور قتل ہوا۔ پھر قاتل نے اللہ سے توبہ کی، جہاد کیا اور شہادت پائی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے نہیں ہوتا کوئی اللہ کی راہ میں زخمی اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے مگر وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مُشک کی طرح ہوگی۔

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے کہ اے اللہ! مجھے اس شخص کے ہاتھوں قتل نہ کرانا جس نے تجھے ایک بھی سجدہ کیا ہو ورنہ قیامت کے روز اس کی وجہ سے تیرے ساتھ جھگڑے گا۔

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اگر میں صبر کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا قتل کیا جاؤں اور دشمن کے مقابلے سے پیٹھ نہ پھیری ہو تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف فرما دے گا

مُدْبِرٍ، أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" فَلَمَّا أَدْبَرَ الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أَمَرَ بِهِ فَنُوْدِيَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَيْفَ قُلْتَ؟" فَأَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ. إِلَّا الدَّيْنَ كَذٰلِكَ قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ"

۳۲ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِشُهَدَاءِ أُحُدٍ "هٰؤُلَاءِ أَشْهَدُ عَلَيْهِمْ" فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ. أَلَسْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِإِخْوَانِهِمْ؟ أَسْلَمْنَا كَمَا أَسْلَمُوْا. وَجَاهَدْنَا كَمَا جَاهَدُوْا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَلٰى وَلٰكِنْ لَا أَدْرِيْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِيْ" فَبَكٰى أَبُوْ بَكْرٍ. ثُمَّ بَكٰى. ثُمَّ قَالَ: أَئِنَّا لَكَائِنُوْنَ بَعْدَكَ؟

۳۳ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا. وَقَبْرٌ يُحْفَرُ بِالْمَدِيْنَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ، فَقَالَ: بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِئْسَ مَا قُلْتَ" فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّيْ لَمْ أُرِدْ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. إِنَّمَا أَرَدْتُ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا مِثْلَ لِلْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. مَا عَلَى الْأَرْضِ بُقْعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُوْنَ قَبْرِيْ بِهَا مِنْهَا" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ.

بَابُ ۱۵ مَا تَكُوْنُ فِيْهِ الشَّهَادَةُ

۳۴ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلایا یا حکم دیا اور اسے بلایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے اپنی بات دہرا دی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ قرض معاف نہ ہوگا کیونکہ مجھے جبرئیل نے بتایا ہے۔

ابو النضر کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا کہ ان کا گواہ میں ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں؟ ہم بھی اسی طرح اسلام لائے جیسے وہ ہم نے بھی اسی طرح جہاد کیا جیسے انہوں نے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ میرے بعد تم کیا کرو گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رو پڑے، پھر روئے اور عرض گزار ہوئے کہ کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہیں گے؟

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور مدینہ منورہ میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی ایک آدمی نے قبر میں جھانک کر کہا کہ یہ مومن کے لیے بری جگہ ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بری بات کہی وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میری یہ مراد نہیں بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ راہ خدا میں شہادت پاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راہ خدا میں قتل ہونے کی تو بات ہی کیا ہے لیکن دنیا بھر میں زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں جو مجھے اپنی قبر کے لیے مدینہ منورہ سے زیادہ پسند ہو۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔

شہادت کی آرزو

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دعا کیا کرتے: اے اللہ! میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت

أَسْأَلُكَ شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَوَفَاةً بِبَلَدِ رَسُولِكَ.

اور تیرے رسول کے شہر میں وفات مانگتا ہوں۔

۳۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: كَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاهُ. وَدِينُهُ حَسَبُهُ. وَمُرُوءَتُهُ خُلُقُهُ. وَالْجُرْأَةُ وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللهُ حَيْثُ شَاءَ. فَالْجَبَانُ يَفِرُّ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ. وَالْجَرِيءُ يُقَاتِلُ عَمَّا لَا يَؤُوبُ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ. وَالْقَتْلُ حَتْفٌ مِنَ الْحُتُوفِ. وَالشَّهِيدُ مَنِ احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مومن کی عزت تقویٰ سے ہے، دین اس کا حسب و نسب ہے، مروّت اس کا خلق ہے، بہادری اور بزدلی ایسی خصلتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہے رکھے۔ بزدل اپنے والدین کو بھی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس سے بھی لڑتا ہے جس کے متعلق علم ہو کہ گھر نہیں لوٹنے دے گا اور لڑائی بھی ایک موت ہے اور شہید وہ ہے جو اپنی جان اللہ کے سپرد کر دے۔

بَابُ الْعَمَلِ فِي غُسْلِ الشَّهِيدِ ۱۶

شہید کے غسل کا بیان

۳۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غُسِّلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ. وَكَانَ شَهِيدًا. يَرْحَمُهُ اللهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر غسل و کفن دیئے گئے اور ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

۳۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ؛ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ: الشُّهَدَاءُ فِي سَبِيلِ اللهِ لَا يُغَسَّلُونَ، وَلَا يُصَلَّى عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ، وَإِنَّهُمْ يُدْفَنُونَ فِي الثِّيَابِ الَّتِي قُتِلُوا فِيهَا.

امام مالک کو اہل علم حضرات سے یہ بات پہنچی کہ وہ فرمایا کرتے: اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو نہ غسل دیا جائے اور نہ ان میں سے کسی پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور وہ ان کپڑوں میں ہی دفن کیے جاتے ہیں جن میں شہادت پائی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: وَتِلْكَ السُّنَّةُ فِيمَنْ قُتِلَ فِي الْمُعْتَرَكِ، فَلَمْ يُدْرَكْ حَتَّى مَاتَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ طریقہ ان شہداء کے بارے میں ہے جنہیں میدانِ کارزار میں مُردہ پایا جائے۔

قَالَ: وَأَمَّا مَنْ حُمِلَ مِنْهُمْ فَعَاشَ مَا شَاءَ اللهُ بَعْدَ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ يُغَسَّلُ وَيُصَلَّى عَلَيْهِ. كَمَا عُمِلَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

فرمایا کہ جس کو میدان سے اٹھا کر لایا گیا پھر وہ زندہ رہا جتنی دیر اللہ نے چاہا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی جیسا کہ حضرت عمر کے ساتھ کیا گیا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشَّيْءِ يُجْعَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ ۱۷

راہ خدا میں دھوکا دینا بُرا ہے

۳۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَحْمِلُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلَى أَرْبَعِينَ أَلْفِ بَعِيرٍ. يَحْمِلُ الرَّجُلَ إِلَى الشَّامِ عَلَى بَعِيرٍ. وَيَحْمِلُ الرَّجُلَيْنِ إِلَى الْعِرَاقِ عَلَى بَعِيرٍ. فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، فَقَالَ: احْمِلْنِي وَسُحَيْمًا. فَقَالَ لَهُ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالانہ چالیس ہزار اونٹ سواری کے لیے دیتے۔ شام کی طرف جانے والے ہر آدمی کو ایک اونٹ اور عراق کی طرف جانے والے دو آدمیوں کو ایک اونٹ۔ ایک عراقی آکر عرض گزار ہوا کہ مجھے اور سحیم کو ایک اونٹ دے دیجیے۔ حضرت عمر نے اس سے فرمایا میں

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: نَشَدْتُكَ اللّٰهَ! أَسُخَامٌ تُرِيدُ؟ قَالَ لَهُ: نَعَمْ.

تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ سیم سے تمہاری مراد مشک ہے؟ اس نے کہا ہاں۔

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الْجِهَادِ

۳۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ، يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَتُطْعِمُهُ. وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا. فَأَطْعَمَتْهُ. وَجَلَسَتْ تَفْلِي فِي رَأْسِهِ. فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قَالَتْ فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي. عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ. مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ. أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ" (يَشُكُّ إِسْحَاقُ) قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا. ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ. قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: "نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي، عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ. أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ" كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى. قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَقَالَ "أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ" قَالَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ. فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

جہاد کی ترغیب کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب قباء کی طرف جاتے تو حضرت اُم حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے اور وہ آپ کو کھانا کھلاتیں جو حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کھانا کھلایا اور آپ کے گیسوئے مبارک درست کرنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ فرمایا کہ مجھے امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اس سمندر کی پیٹھ پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر یا بادشاہوں کی طرح جو تختوں پر ہوں۔ وہ فرماتی ہیں میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! دعا کیجیے اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمالے آپ نے ان کے لیے دعا کی اور پھر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا کہ مجھے میری اُمت کے کچھ غازی دکھائے گئے جو ایسے بیٹھے ہیں جیسے بادشاہ تخت پر۔ یہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ فرمایا کہ تم پہلی جماعت میں ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں انہوں نے سمندری سفر کیا اور جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر جاں بحق ہو گئیں۔

۴۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ عَنْ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میری اُمت پر گراں نہ گزرتا تو میں پسند کرتا کہ اللہ کی راہ میں کسی سریہ کے نکلتے وقت پیچھے نہ رہتا لیکن نہ میرے پاس اتنی سواریاں ہیں کہ تمام لوگوں کو سوار کر سکوں

فِي سَبِيلِ اللهِ. وَلٰكِنِّي لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا يَجِدُونَ مَا يَتَحَمَّلُونَ عَلَيْهِ، فَيَخْرُجُونَ وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي. فَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللهِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ".

اور نہ جہاد کرنے کے لیے انہیں اتنی سواریاں میسر ہیں اور یہ بھی اُن پر گراں گزرتا اگر میں انہیں چھوڑ کر چلا جاتا ورنہ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں اور قتل کیا جاؤں، پھر جلایا جاؤں اور قتل کیا جاؤں۔

۴۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ". فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ. فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى. فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: بَعَثَنِي إِلَيْكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِآتِيَهُ بِخَبَرِكَ. قَالَ: فَاذْهَبْ إِلَيْهِ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ. وَأَخْبِرْهُ أَنِّي قَدْ طُعِنْتُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ طَعْنَةً. وَأَنِّي قَدْ أُنْفِذَتْ مَقَاتِلِي. وَأَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّهُ لَا عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللهِ، إِنْ قُتِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَوَاحِدٌ مِنْهُمْ حَيٌّ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے روز فرمایا کہ کون ہے جو مجھے سعد بن ربیع انصاری کی خبر لاکر دے۔ ایک شخص عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میں پس وہ گیا اور لاشوں میں پھرتا رہا۔ حضرت سعد بن ربیع نے اس سے کہا: کیا بات ہے؟ وہ آدمی کہنے لگا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کی خبر لانے کے لیے بھیجا ہے فرمایا کہ جاکر حضور کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور بتایا کہ مجھے برچھی کے بارہ زخم آئے جو کاری ہیں اور اپنی قوم کو یہ بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر قابلِ قبول نہ ہوگا اگر تمہارا ایک آدمی بھی زندہ رہا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہید کردیئے گئے۔ ف

۴۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغَّبَ فِي الْجِهَادِ، وَذَكَرَ الْجَنَّةَ. وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْكُلُ تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ. فَقَالَ: إِنِّي لَحَرِيصٌ عَلَى الدُّنْيَا إِنْ جَلَسْتُ حَتَّى أَفْرُغَ مِنْهُنَّ. فَرَمَى مَا فِي يَدِهِ. وَحَمَلَ بِسَيْفِهِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاد کی رغبت دلائی اور جنت کا ذکر فرمایا۔ اس وقت ایک انصاری ہاتھ میں لے کر کھجوریں کھا رہا تھا فرمایا کہ اگر میں ان سے فارغ ہونے تک بیٹھا رہا تو گویا دنیا کا لالچ کیا۔ پس ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں، تلوار سنبھالی، لڑے اور جام شہادت نوش کر گئے۔ ف

ف۔ شمعِ رسالت کو اپنے پروانوں سے اتنا پیار کہ حضرت سعد بن ربیع کا حال معلوم کرنے کے لیے حضرت ابی بن کعب کو بھیجا۔ یہ پروانے اس درجہ فنافی الرسول ہیں کہ دم واپسیں جبکہ زخموں سے نڈھال ہو کر عازمِ جنت ہو رہے ہیں لیکن قوم کے نام پیغام بھیجتے ہیں کہ اگر تمہارا ایک فرد بھی زندہ رہے اور اس کی موجودگی میں حبیبِ خدا کو کوئی ٹھیس پہنچ گئی تو بارگاہِ خداوندی میں تمہارا کوئی عذر قابلِ قبول نہ ہوگا۔ سبحان اللہ! یہ ہیں شمعِ رسالت پر ایمان لانے والے اور یہ ہیں دنیا کو ایمان کی حقیقت بتانے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ف۔ سبحان اللہ! آخرت پر یقین ہو تو ایسا ہو کہ میدانِ کارزار میں مصروفِ جہاد ہیں۔ بھوک نے مجبور کیا تو ایک صحابی ذرا فرصت ملتے ہی چند کھجوریں ہاتھ میں لے کر کھانے لگے۔ زبانِ رسالت سے جنت کا ذکر سنتے ہیں تو فوراً دل میں خیال آتا ہے کہ جو کام میں کر رہا ہوں یہ تو

۴۳ ۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ: فَغَزْوٌ تُنْفَقُ فِيْهِ الْكَرِيْمَةُ، وَيُيَاسَرُ فِيْهِ الشَّرِيْكُ، وَيُطَاعُ فِيْهِ ذُو الْأَمْرِ، وَيُجْتَنَبُ فِيْهِ الْفَسَادُ. فَذٰلِكَ الْغَزْوُ خَيْرٌ كُلُّهُ. وَغَزْوٌ لَا تُنْفَقُ فِيْهِ الْكَرِيْمَةُ، وَلَا يُيَاسَرُ فِيْهِ الشَّرِيْكُ، وَلَا يُطَاعُ فِيْهِ ذُو الْأَمْرِ، وَلَا يُجْتَنَبُ فِيْهِ الْفَسَادُ. فَذٰلِكَ الْغَزْوُ لَا يَرْجِعُ صَاحِبُهُ كَفَافًا.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہاد دو قسم کا ہے۔ ایک جہاد وہ جس پر اچھا مال خرچ کیا جائے، ساتھی کی مدد کی جائے، امیر لشکر کی اطاعت کی جائے اور فساد سے اجتناب کیا جائے تو یہ جہاد سارا ہی بہتر ہے اور دوسرا جہاد وہ جس میں اچھا مال خرچ نہ کیا جائے، ساتھی کی مدد نہ کی جائے، امیر لشکر کی اطاعت نہ کی جائے اور فساد سے نہ بچا جائے تو ایسے جہاد میں جس طرح آدمی گیا تھا اسی طرح لوٹ آنا بھی مشکل ہے۔

بَابُ ۱۹ مَا جَاءَ فِي الْخَيْلِ وَالْمُسَابَقَةِ بَيْنَهَا، وَالنَّفَقَةِ فِي الْغَزْوِ

گھوڑوں، گھڑ دوڑ اور راہ خدا میں خرچ کرنے کا بیان

۴۴ ۔ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْخَيْلُ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ".

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بھلائی قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں سے وابستہ ہے۔

۴۵ ۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ. وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ. وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ. وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تیار کردہ گھوڑوں کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حفیار سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کروائی اور جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا ان کی ثنیۃ الوداع سے بنی زریق کی مسجد تک دوڑ کروائی گئی اور حضرت عبد اللہ بن عمر نے بھی اس میں حصہ لیا تھا۔

۴۶ ۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ: لَيْسَ بِرِهَانِ الْخَيْلِ

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ گھڑ دوڑ کی شرط میں کوئی حرج نہیں جبکہ تیسرا آدمی فیصلے کے لیے رکھ لیا

حاشیہ صفحہ گزشتہ

میرے اور جنت کے درمیان میں حائل ہے اور اس وقت تک حائل رہے گا جب تک میں اس میں مصروف رہوں گا۔ فوراً کھجوریں پھینک کر معرکہ آرا ہو گئے اور تھوڑی ہی دیر میں جام شہادت سے اپنی پیاس بجھا کر دلی مراد پا گئے جب مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر یہ جاں فروشی اور آرام و راحت سے وہ دست برداری رہی تو کامیابی دنیا کے ہر میدان میں ان کے قدم چومتی رہی اور اب جبکہ معاملہ برعکس ہو گیا تو نتیجہ بھی اس کے برعکس برآمد نہ ہو تو اور کیا ہو؟ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی تو یہی فرما گئے ہیں۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

بَأْسَ، إِذَا دَخَلَ فِيهِمَا مُحَلِّلٌ. فَإِنْ سَبَقَ أَخَذَ السَّبَقَ وَإِنْ سُبِقَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

۴۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُئِيَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ. فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: "إِنِّي عُوتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْخَيْلِ".

۴۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ، أَتَاهَا لَيْلًا. وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ حَتَّى يُصْبِحَ. فَخَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ. فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ، وَاللّٰهِ، مُحَمَّدٌ، وَالْخَمِيسُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اللّٰهُ أَكْبَرُ. خَرِبَتْ خَيْبَرُ. إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ".

۴۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ. فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ. وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ، دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ. وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ". فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ. مَا عَلَى مَنْ يُدْعَى مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ. فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ "نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ".

جائے۔ اگر ایک آدمی آگے نکل جائے تو انعام حاصل کرلے اور اگر پیچھے رہ جائے تو اسے کچھ دینا نہ پڑے۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ اپنے گھوڑے کا منہ اپنی چادر سے صاف فرما رہے تھے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ رات مجھ پر گھوڑے کے متعلق عتاب فرمایا گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر کی جانب روانہ ہوئے اور رات کے وقت پہنچے اور آپ جب کسی قوم کے پاس رات میں پہنچتے تو صبح ہونے تک جنگ شروع نہ کرتے۔ چنانچہ یہودی اپنی کسیاں اور زنبیلیں لے کر نکلے۔ جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے۔ محمد خدا کی قسم محمد اور فوج۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تکبیر کہتے ہوئے فرمایا: ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کے برے دن آجاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے تو جنت سے آواز دی جاتی ہے کہ اے اللہ کے بندے! بھلائی یہ ہے۔ جو نمازی ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا جو مجاہد ہوگا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا، جو خیرات زیادہ کرے گا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور روزے رکھنے والے کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! جو ان دروازوں سے بلایا گیا اسے بھر کیا پرواہ کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ فرمایا ہاں امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو۔ (یعنی تمہیں جنت کے ہر ایک دروازے سے بلایا جائے گا)۔

بَابٌ ۲۰ إِحْرَازُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ أَرْضَهُ

ذمیوں میں سے مسلمان ہو جانے والے کی زمین کا بیان

سُئِلَ مَالِكٌ: عَنْ إِمَامٍ قَبِلَ الْجِزْيَةَ مِنْ قَوْمٍ

امام مالک سے پوچھا گیا کہ امام نے ایک قوم پر جزیہ مقرر کیا

وَكَانُوا يُعْطُونَهَا. أَرَأَيْتَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ أَتَكُونُ لَهُ أَرْضُهُ، أَوْ تَكُونُ لِلْمُسْلِمِينَ، وَيَكُونُ لَهُمْ مَالُهُ؟ فَقَالَ مَالِكٌ: ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ. أَمَّا أَهْلُ الصُّلْحِ. فَإِنَّ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَهُوَ أَحَقُّ بِأَرْضِهِ وَمَالِهِ. وَأَمَّا أَهْلُ الْعَنْوَةِ الَّذِينَ أُخِذُوا عَنْوَةً. فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَإِنَّ أَرْضَهُ وَمَالَهُ لِلْمُسْلِمِينَ. لِأَنَّ أَهْلَ الْعَنْوَةِ قَدْ غُلِبُوا عَلَى بِلَادِهِمْ وَصَارَتْ فَيْئًا لِلْمُسْلِمِينَ. وَأَمَّا أَهْلُ الصُّلْحِ. فَإِنَّهُمْ قَدْ مَنَعُوا أَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ حَتَّى صَالَحُوا عَلَيْهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ إِلَّا مَا صَالَحُوا عَلَيْهِ.

بَابُ الدَّفْنِ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَإِنْفَاذِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِدَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۰ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ: أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوحِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، الْأَنْصَارِيَّيْنِ، ثُمَّ السَّلَمِيَّيْنِ، كَانَا قَدْ حَفَرَ السَّيْلُ قَبْرَهُمَا. وَكَانَ قَبْرُهُمَا مِمَّا يَلِي السَّيْلَ وَكَانَا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ. وَهُمَا مِمَّنِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ. فَحُفِرَ عَنْهُمَا لِيُغَيَّرَا مِنْ مَكَانِهِمَا فَوُجِدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا، كَأَنَّهُمَا مَاتَا بِالْأَمْسِ. وَكَانَ أَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جُرْحِهِ، فَدُفِنَ وَهُوَ كَذٰلِكَ. فَأُمِيطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهِ. ثُمَّ أُرْسِلَتْ. فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ. وَكَانَ بَيْنَ أُحُدٍ وَبَيْنَ يَوْمِ حُفِرَ عَنْهُمَا، سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ سَنَةً.

قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ أَنْ يُدْفَنَ الرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ. مِنْ ضَرُورَةٍ. وَيُجْعَلُ الْأَكْبَرُ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ.

۵۱ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ

ان میں سے ایک آدمی مسلمان ہو گیا تو کیا وہ اپنی زمین کا مالک ہوگا یا وہ مسلمانوں کی ملکیت ہوگی اور اس کا مال بھی؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اگر اس قوم سے صلح ہے تو ان میں سے جو مسلمان ہوگا وہ اپنی زمین اور مال کا زیادہ حقدار ہے اور اگر ان سے جنگ ہوئی اور تلوار کے ذریعے زیر کیے گئے تو اس کی زمین اور مال مسلمانوں کا ہوگا کیونکہ دشمنی رکھنے والے اپنے شہروں پر مسلط رہ کر مسلمانوں کے لیے مصیبت کا باعث بنتے رہے اور صلح کر لینے والوں نے اپنے مالوں اور جانوں کو محفوظ کر لیا یہاں تک کہ صلح کر لی تو ان پر کچھ نہیں مگر جن شرائط پر صلح ہوئی۔

دو یا زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا نیز حضور کا وعدہ پورا کرنا

عبد الرحمٰن بن ابو صعصعہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبد اللہ بن عمرو انصاری سلمی کی قبر میں نمی پہنچنے لگی اور ان حضرات کی قبر سیلاب کے نزدیک تھی۔ دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے اور دونوں نے غزوۂ احد میں جام شہادت نوش کیا تھا ان کے لیے دوسری قبر کھودی گئی تاکہ انہیں اس جگہ سے وہاں منتقل کیا جائے دیکھا تو ان کے جسموں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی گویا آج ہی فوت ہوئے ہیں ان میں سے ایک نے اپنے زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور انہیں اسی حالت میں دفن کر دیا گیا تھا۔ ان کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو پھر جب چھوڑا گیا تو اسی جگہ پہنچ گیا جب ان کی دوسری قبر کھودی گئی اس وقت غزوۂ احد کو چھیالیس سال گزر گئے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ضرورت کے تحت اگر دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کیا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن سب سے بڑے کو قبلے کی جانب رکھیں۔

ربیعہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق

الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَالٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ. فَقَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأْيٌ أَوْ عِدَةٌ، فَلْيَأْتِنِي. فَجَاءَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ. فَحَفَنَ لَهُ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ.

کے پاس بحرین سے مال آیا تو انہوں نے فرمایا کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مال دینے کا وعدہ فرمایا ہو وہ میرے پاس آ جائے۔ پس حضرت جابر بن عبداللہ آئے تو حضرت ابوبکر نے انہیں تین لپ بھر کر دیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۲ - كِتَابُ النُّذُوْرِ وَالْاَيْمَانِ

کتاب النذور والایمان

بَابُ مَا يَجِبُ مِنَ النُّذُوْرِ فِي الْمَشْيِ

۱ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، وَلَمْ تَقْضِهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهِ عَنْهَا".

۲ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ: اَنَّهَا حَدَّثَتْهُ عَنْ جَدَّتِهِ، اَنَّهَا كَانَتْ جَعَلَتْ عَلٰى نَفْسِهَا مَشْيًا اِلٰى مَسْجِدِ قُبَاءٍ. فَمَاتَتْ وَلَمْ تَقْضِهِ فَاَفْتٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْنَتَهَا، اَنْ تَمْشِيَ عَنْهَا.

قَالَ يَحْيٰى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ: لَا يَمْشِيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ.

۳ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبَةَ، قَالَ قُلْتُ لِرَجُلٍ، وَاَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ: مَا عَلَى الرَّجُلِ اَنْ يَقُوْلَ عَلَيَّ مَشْيٌ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ، وَلَمْ يَقُلْ عَلَيَّ نَذْرُ مَشْيٍ. فَقَالَ لِيْ رَجُلٌ: هَلْ لَكَ اَنْ اُعْطِيَكَ هٰذَا الْجِرْوَ، لِجِرْوِ قِثَّاءٍ فِيْ يَدِهِ، وَتَقُوْلُ عَلَيَّ مَشْيٌ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ؟ قَالَ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقُلْتُهُ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ. ثُمَّ مَكَثْتُ حَتّٰى عَقَلْتُ

پیدل چلنے کی نذروں کے متعلق

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا کہ میری والدۂ ماجدہ کا انتقال ہو گیا، ان پر ایک نذر تھی جو ادا نہیں کر پائی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کی جانب سے ادا کر دو۔

عبد اللہ بن ابوبکر نے اپنی پھوپھی جان سے روایت کی ہے کہ ان کی دادی جان نے مسجدِ قباء میں پیدل جانے کی نذر مانی تھی۔ نذر ادا کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے ان کے صاحبزادے کو فتویٰ دیا کہ ان کی طرف سے تم چلے جاؤ۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے سنا کہ کسی کی جانب سے کوئی پیدل نہ چلے۔

عبد اللہ بن ابو حبیبہ سے روایت ہے کہ نوعمری میں ایک شخص سے میں نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھ پر بیت اللہ تک پیدل چلنا ہے اور یہ نہ کہے کہ پیدل چلنے کی نذر ہے تو اس آدمی پر کچھ نہیں۔ سننے والے نے مجھ سے کہا جس کے ہاتھ میں ککڑی تھی کہ اگر میں تمہیں یہ ککڑی دے دوں تو کہہ دو گے کہ مجھ پر بیت اللہ تک پیدل چلنا ہے؟ میں نے ہاں کر لی اور ان دنوں میں کم سن تھا۔ کچھ دیر بعد میری عقل درست ہوئی جبکہ مجھے بتایا گیا کہ تمہیں پیدل چلنا ہوگا

فَقِيلَ لِي: إِنَّ عَلَيْكَ مَشْيًا. فَجِئْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ لِي: عَلَيْكَ مَشْيٌ. فَمَشَيْتُ.
قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

بَابُ ۲ فِيمَنْ نَذَرَ مَشْيًا إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ فَعَجَزَ

۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أُذَيْنَةَ اللَّيْثِيِّ: أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ جَدَّةٍ لِي عَلَيْهَا مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ. حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَجَزَتْ. فَأَرْسَلَتْ مَوْلًى لَهَا يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ. فَخَرَجْتُ مَعَهُ. فَسَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ. مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ. ثُمَّ لْتَمْشِ مِنْ حَيْثُ عَجَزَتْ.
قَالَ يَحْيٰى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: وَنَرٰى عَلَيْهَا مَعَ ذٰلِكَ. الْهَدْيَ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّهُ قَالَ: كَانَ عَلَيَّ مَشْيٌ. فَأَصَابَتْنِي خَاصِرَةٌ. فَرَكِبْتُ، حَتّٰى أَتَيْتُ مَكَّةَ. فَسَأَلْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرَهُ فَقَالُوا: عَلَيْكَ هَدْيٌ. فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ سَأَلْتُ عُلَمَاءَهَا فَأَمَرُونِي أَنْ أَمْشِيَ مَرَّةً أُخْرٰى مِنْ حَيْثُ عَجَزْتُ. فَمَشَيْتُ.

قَالَ يَحْيٰى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ يَقُولُ عَلَيَّ مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ. أَنَّهُ إِذَا عَجَزَ رَكِبَ. ثُمَّ عَادَ فَمَشٰى مِنْ حَيْثُ عَجَزَ. فَإِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ الْمَشْيَ فَلْيَمْشِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ. ثُمَّ لْيَرْكَبْ. وَعَلَيْهِ هَدْيٌ بَدَنَةٍ أَوْ بَقَرَةٍ أَوْ شَاةٍ إِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا هِيَ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنِ الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ أَنَا

پس میں نے سعید بن مسیب کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ تمہیں جانا ہوگا۔ پس میں پیدل گیا۔
امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے

جو بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر مانے

عروہ بن اُذینہ لیثی سے روایت ہے کہ میں اپنی دادی جان کے ساتھ بیت اللہ کی طرف پیدل چلا راستے میں وہ چلنے سے مجبور ہوگئیں تو انھوں نے اپنے آزاد کردہ غلام کو حضرت عبد اللہ بن عمر کے پاس پوچھنے کے لیے بھیجا میں بھی اس کے ساتھ گیا تو اس نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے پوچھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ اب سوار ہو جائے اور پھر وہیں سے پیدل چلے جہاں سے عاجز ہوئی ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کے ساتھ اس پر بدنہ بھی ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بھی اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمر کے مطابق فرمایا کرتے۔

امام مالک کو یحییٰ بن سعید نے بتایا کہ مجھ پر پیدل چلنے کی نذر تھی تو میری ناف میں درد ہونے لگا پس میں سوار ہوکر مکہ مکرمہ پہنچ گیا وہاں عطاء بن ابی رباح وغیرہ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ تم پر ہدی ہے جب میں مدینہ منورہ میں آیا تو یہاں کے علماء سے دریافت کیا۔ تو انھوں نے مجھے حکم دیا کہ وہاں سے دوبارہ پیدل چلنا ہوگا جہاں سے میں عاجز ہوا تھا۔ پس میں پیدل گیا۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کہے کہ مجھے بیت اللہ تک پیدل جانا ہے تو مجبور ہونے پر وہ سوار ہو جائے۔ پھر دوسری دفعہ وہاں سے پیدل چلے جہاں سے عاجز ہوا تھا اگر اس میں طاقت نہ ہو تو جتنا چل سکتا ہے چلے پھر سوار ہو جائے اور اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی ہے اور اگر میسر نہ ہو تو بکری ہی سہی۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے دوسرے

أَحْمِلُكَ إِلَى بَيْتِ اللهِ. فَقَالَ مَالِكٌ: إِنْ نَوَى أَنْ يَحْمِلَهُ عَلَى رَقَبَتِهِ، يُرِيدُ بِذَلِكَ الْمَشَقَّةَ وَتَعَبَ نَفْسِهِ، فَلَيْسَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، وَلْيَمْشِ عَلَى رِجْلَيْهِ، وَلْيُهْدِ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ نَوَى شَيْئًا، فَلْيَحْجُجْ وَلْيَرْكَبْ. وَلْيَحْجُجْ بِذَلِكَ الرَّجُلِ مَعَهُ. وَذَلِكَ أَنَّهُ قَالَ: أَنَا أَحْمِلُكَ إِلَى بَيْتِ اللهِ. فَإِنْ أَبَى أَنْ يَحُجَّ مَعَهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ.

قَالَ يَحْيَى: سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَحْلِفُ بِنُذُورٍ مُسَمَّاةٍ مَشْيًا إِلَى بَيْتِ اللهِ، أَنْ لَا يُكَلِّمَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ بِكَذَا وَكَذَا، نَذْرًا لِشَيْءٍ لَا يَقْوَى عَلَيْهِ. وَلَوْ تَكَلَّفَ ذَلِكَ كُلَّ عَامٍ لَعُرِفَ أَنَّهُ لَا يَبْلُغُ عُمُرُهُ مَا جَعَلَ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ ذَلِكَ. فَقِيلَ لَهُ: هَلْ يُجْزِيهِ مِنْ ذَلِكَ نَذْرٌ وَاحِدٌ أَوْ نُذُورٌ مُسَمَّاةٌ؟ فَقَالَ مَالِكٌ: مَا أَعْلَمُهُ يُجْزِئُهُ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا الْوَفَاءُ بِمَا جَعَلَ عَلَى نَفْسِهِ. فَلْيَمْشِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ مِنَ الزَّمَانِ. وَلْيَتَقَرَّبْ إِلَى اللهِ تَعَالَى بِمَا اسْتَطَاعَ مِنَ الْخَيْرِ.

سے کہا کہ میں تمہیں بیت اللہ تک اٹھا کر لے جاؤں گا۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں تمہیں اپنی گردن پر اٹھا کر لے جاؤں گا تو یہ اپنے آپ کو مشقت اور تنگی میں ڈالنا ہے اور اس پر کچھ بھی نہیں لہٰذا چاہیئے کہ پیدل چل کر جائے اور ہدی دے اور اگر کچھ بھی ارادہ نہ ہو تو سوار ہو کر حج کرے اور اس آدمی کے ساتھ حج کرے کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میں بیت اللہ تک لے جاؤں گا۔ اگر یہ اس کے ساتھ حج کرنے سے انکار کرے تو اس پر کچھ نہیں کیونکہ وہ اپنا وعدہ پورا کر چکا۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کئی نذریں مانیں مثلاً بیت اللہ کو پیدل جاؤں گا بھائی یا باپ سے نہیں بولوں گا وغیرہ ایسی نذریں جنہیں پوری کرنے کی طاقت نہیں اور اگر ہر سال پوری کرنے تک کوشش بھی کرے تو عمر بھر کر سکے جتنا بوجھ وہ اپنے اوپر رکھ بیٹھا پس کہا گیا کہ کیا ایک نذر کا پورا کرنا کافی ہو گا یا وہ ساری نذریں پوری کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ میں تو یہی جانتا ہوں کہ اسے سب کو پورا کرنا چاہیئے جتنا اس نے اپنے اوپر بوجھ رکھا لہٰذا جتنی زندگی ہے اس وقت تک پیدل جانا چاہیئے اور اپنی طاقت کے مطابق نیکی کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہیئے۔

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الْكَعْبَةِ

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّ أَحْسَنَ مَا سَمِعَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، فِي الرَّجُلِ يَحْلِفُ بِالْمَشْيِ إِلَى بَيْتِ اللهِ، أَوِ الْمَرْأَةِ فَيَحْنَثُ، أَوْ تَحْنَثُ. أَنَّهُ إِنْ مَشَى الْحَالِفُ مِنْهُمَا فِي عُمْرَةٍ، فَإِنَّهُ يَمْشِي حَتَّى يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. فَإِذَا سَعَى فَقَدْ فَرَغَ. وَإِنَّهُ إِنْ جَعَلَ عَلَى نَفْسِهِ مَشْيًا فِي الْحَجِّ، فَإِنَّهُ يَمْشِي حَتَّى يَأْتِيَ مَكَّةَ. ثُمَّ يَمْشِي حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الْمَنَاسِكِ كُلِّهَا. وَلَا يَزَالُ مَاشِيًا حَتَّى يُفِيضَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَكُونُ مَشْيٌ إِلَّا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ.

کعبہ تک پیدل جانے کا بیان

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ میں نے اہل علم سے یہ بڑی اچھی بات سنی اس شخص کے بارے میں جس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی قسم کھائی اور قسم ٹوٹے تو قسم کھانے والا اگر عمرہ میں پیدل جائے تو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے تک پیدل چلے۔ جب سعی کر چکا تو فارغ ہو گیا اور اگر حج میں اس نے اپنے اوپر پیدل چلنا مقرر کیا ہے تو وہ مکہ مکرمہ تک پیدل جائے، پھر تمام مناسک سے فارغ ہونے تک پیدل چلے اور طواف افاضہ کرنے تک پیدل ہی چلے۔

امام مالک نے فرمایا کہ نہیں ہے پیدل چلنا مگر حج یا عمرہ میں۔

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ النُّذُورِ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ

۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، وَثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَحَدُهُمَا يَزِيدُ فِي الْحَدِيثِ عَلَى صَاحِبِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا قَائِمًا فِي الشَّمْسِ. فَقَالَ "مَا بَالُ هٰذَا؟" فَقَالُوا: نَذَرَ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ، وَلَا يَسْتَظِلَّ مِنَ الشَّمْسِ، وَلَا يَجْلِسَ، وَيَصُومَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرُوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ، وَلْيَجْلِسْ، وَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ"

قَالَ مَالِكٌ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِكَفَّارَةٍ. وَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتِمَّ مَا كَانَ لِلّٰهِ طَاعَةً وَيَتْرُكَ مَا كَانَ لِلّٰهِ مَعْصِيَةً.

۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَتْ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ ابْنِي. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا تَنْحَرِي ابْنَكِ. وَكَفِّرِي عَنْ يَمِينِكِ. فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ: وَكَيْفَ يَكُونُ فِي هٰذَا كَفَّارَةٌ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ- وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ- ثُمَّ جَعَلَ فِيهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ مَا قَدْ رَأَيْتَ.

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے باعث جو منتیں جائز نہیں

حمید بن قیس اور ثور بن زید دیلی سے روایت ہے جبکہ ایک نے اپنے ساتھی سے حدیث کا زیادہ حصہ روایت کیا ہے کہ ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دھوپ میں کھڑے دیکھ کر فرمایا:۔ اس کا کیا حال ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اس نے نہ بولنے، دھوپ میں کھڑے رہنے نہ بیٹھنے اور روزے رکھنے کی قسم کھائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ کلام کرے سائے سے لطف اندوز ہو بیٹھے اور اپنے روزے پورے کرلے۔

امام مالک نے فرمایا:۔ میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کفارہ دینے کا حکم فرمایا ہو بلکہ آپ نے اس چیز کو پورا کرنے کا حکم دیا جو اللہ کی اطاعت ہے اور اسے چھوڑنے کے لیے کہا جس میں اللہ کی نافرمانی ہے۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ابن عباس کے پاس آکر عرض گزار ہوئی کہ میں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو ذبح نہ کرو بلکہ اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ ایک بوڑھے نے کہا جو حضرت ابن عباس کے پاس تھے کہ اس کا کفارہ کیسے ہو؟ حضرت ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تم میں سے اپنی عورتوں کے ساتھ ظہار کر بیٹھیں۔ پھر اس کا کفارہ مقرر فرمایا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ ف

ف۔ کیونکہ بیٹے کو ذبح کرنا خدا کی نافرمانی و معصیت ہے اور معصیت کی نذر کا پورا کرنا بھی معصیت ہے جیسا کہ بخاری، نسائی اور رزین میں حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابن عباس اور مسروق بن اجدع ہمدانی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ جو چیز اپنی ملکیت میں نہ ہو اور کام جان کو معصیت میں ڈالنے والا ہو اس کی منت ماننا بھی درست نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس نے اس عورت کو بیٹا ذبح کرنا سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ کفارۂ ظہار کی طرح قسم کا کفارہ ادا کردے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے رکھے۔ بعض آئمہ کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عباس کی مراد یہ تھی کہ وہ عورت ایک بکری فدیہ دے اور حضرات نے ایسی نذر کو معصیت کے باعث لغو قرار دیا ہے جس کا کفارہ توبہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

٨۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِك، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَيْلِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الصِّدِّيقِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ"

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: مَعْنَى قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ. أَنْ يَنْذِرَ الرَّجُلُ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الشَّامِ أَوْ إِلَى مِصْرَ، أَوْ إِلَى الرَّبَذَةِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ. مِمَّا لَيْسَ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ، إِنْ كَلَّمَ فُلَانًا، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ. فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ، إِنْ هُوَ كَلَّمَهُ، أَوْ حَنِثَ بِمَا حَلَفَ عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ لَيْسَ لِلّٰهِ فِي هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ طَاعَةٌ. وَإِنَّمَا يُوَفَّى لِلّٰهِ بِمَا لَهُ فِيهِ طَاعَةٌ.

قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی اطاعت کرنے کی نذر مانی تو اسے اطاعت کرنی چاہیے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی تو اسے نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی تو نافرمانی نہ کرے مثلاً کسی نے نذر مانی کہ شام یا مصر یا ربذہ تک پیدل جائے گا وغیرہ جس میں اللہ کی اطاعت نہ ہو یا کہے کہ اگر میں فلاں سے بات کروں تو اس پر کچھ نہیں ہے جبکہ اس سے کلام کرے یا اس کی قسم ٹوٹتی ہو کیونکہ ایسی باتوں میں اللہ کی اطاعت نہیں ہے۔ نذریں تو وہ پوری کی جائیں جن کے اندر اللہ کی اطاعت ہو۔

بَابُ اللَّغْوِ فِي الْيَمِينِ

لغو قسم کا بیان

٩۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: لَغْوُ الْيَمِينِ قَوْلُ الْإِنْسَانِ: (لَا وَاللّٰهِ) (وَبَلَى وَاللّٰهِ)

قَالَ مَالِكٌ: أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي هٰذَا، أَنَّ اللَّغْوَ حَلِفُ الْإِنْسَانِ عَلَى الشَّيْءِ، يَسْتَيْقِنُ أَنَّهُ كَذٰلِكَ، ثُمَّ يُوجَدُ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ. فَهُوَ اللَّغْوُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَعَقْدُ الْيَمِينِ، أَنْ يَحْلِفَ الرَّجُلُ أَنْ لَا يَبِيعَ ثَوْبَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ، ثُمَّ يَبِيعُهُ بِذٰلِكَ. أَوْ يَحْلِفَ لَيَضْرِبَنَّ غُلَامَهُ، ثُمَّ لَا يَضْرِبُهُ. وَنَحْوَ هٰذَا. فَهٰذَا الَّذِي يُكَفِّرُ صَاحِبُهُ عَنْ يَمِينِهِ. وَلَيْسَ فِي اللَّغْوِ كَفَّارَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا الَّذِي يَحْلِفُ عَلَى الشَّيْءِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ آثِمٌ، وَيَحْلِفُ عَلَى الْكَذِبِ، وَهُوَ يَعْلَمُ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں: لغو وہ قسم ہے جیسے انسان کہتا رہتا ہے نہیں خدا کی قسم، کیوں نہیں خدا کی قسم۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے خوب سنا کہ ایک آدمی کسی بات کو درست جان کر غلطی سے قسم کھا لیتا ہے جبکہ وہ بات اس کے خلاف نکلتی ہے تو یہ قسم لغو ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ قسم منعقدہ یعنی کہ آدمی نے قسم کھائی کہ اپنا کپڑا دس دینار میں نہیں بیچے گا پھر اسے بیچ دے یا اپنے غلام کو مارنے کی قسم کھائی اور پھر نہ مارے وغیرہ وہ قسمیں ہیں جن کا کفارہ دینا ہوگا اور لغو قسم کا کفارہ نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھا رہا ہے اور جانتا ہے کہ وہ گناہ کا رہا ہے اور جان بوجھ کر جھوٹ بول رہا ہے

لِيُرْضِيَ بِهِ أَحَدًا. أَوْ لِيَعْتَذِرَ بِهِ إِلَى مُعْتَذَرٍ إِلَيْهِ. وَلِيَقْتَطِعَ بِهِ مَالاً. فَهٰذَا أَعْظَمُ مِنْ أَنْ تَكُونَ فِيهِ كَفَّارَةٌ.

تاکہ کسی کو راضی کرلے یا کوئی اس کا عذر قبول کرلے یا کسی کا مال ہڑپ کر جائے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ کفارہ دینے سے اس کی تلافی نہیں ہوتی ۔ف

بَابُ مَا لَا تَجِبُ فِيهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْيَمِينِ

جن قسموں کا کفارہ واجب نہیں

١٠ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَنْ قَالَ: وَاللهِ. ثُمَّ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ. ثُمَّ لَمْ يَفْعَلِ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ، لَمْ يَحْنَثْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جو اللہ کی قسم کھائے پھر کہے کہ اگر اللہ نے چاہا اور اس کام کو نہ کرے جس پر قسم کھائی ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: مَا سَمِعْتُ فِي الثُّنْيَا أَنَّهَا لِصَاحِبِهَا مَا لَمْ يَقْطَعْ كَلَامَهُ. وَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ نَسَقًا، يَتْبَعُ بَعْضُهُ بَعْضًا. قَبْلَ أَنْ يَسْكُتَ. فَإِذَا سَكَتَ وَقَطَعَ كَلَامَهُ. فَلَا ثُنْيَا لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ انشاء اللہ کہنے کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ قسم کھانے والے نے اگر ابھی کلام منقطع نہیں کیا اور خاموش ہونے سے پہلے انشاء اللہ کہا تو استثناء ہوا اور اگر کلام منقطع کرکے خاموش ہو گیا تو استثناء کام نہیں آئے گا۔

قَالَ يَحْيَى: وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ: كَفَرَ بِاللهِ. أَوْ أَشْرَكَ بِاللهِ. ثُمَّ يَحْنَثُ: إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ. وَلَيْسَ بِكَافِرٍ، وَلَا مُشْرِكٍ. حَتَّى يَكُونَ قَلْبُهُ مُضْمِرًا عَلَى الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ. وَلْيَسْتَغْفِرِ اللهَ. وَلَا يَعُدْ إِلَى شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ. وَبِئْسَ مَا صَنَعَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کہے کہ میں نے ایسا کیا تو کافر ہوں یا مشرک۔ تو اس پر کفارہ نہیں اور نہ وہ کافر و مشرک شمار ہو گا جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کے دل میں شرک و کفر چھپا ہوا ہے وہ توبہ کرے اور پھر ایسی بات نہ کہے کیونکہ اس نے برا کیا۔

بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْأَيْمَانِ

جن قسموں کا کفارہ واجب ہے

١١ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔ جو

ف ۔ جھوٹ بولنے، چوری کرنے، کسی کو دھوکا دینے، کسی کا مال مارنے، ظلم و جور کرنے، نماز روزہ چھوڑنے، ماں باپ یا رشتہ داروں کے ساتھ نیکی نہ کرنے کی قسم کھانا ایسی قسم ہے جس کا توڑ دینا ضروری ہے لیکن دنیا میں صرف غلام آزاد کرنے، دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا تین روزے رکھنے سے ہی اس کا کفارہ ادا نہیں ہو گا بلکہ اس کا کفارہ دل سے توبہ کرنا ہے اور اگر کسی کا مال چھینا ہے تو اسے واپس دے اور کسی کی دل آزاری کی ہے تو اس سے معافی مانگے اور اسے راضی کرے۔ غرضیکہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی پورا خیال رکھے کیونکہ حقوق العباد کا معاملہ بہت نازک اور انتہائی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنا حق معاف فرما دیتا ہے لیکن بندے کا حق اس وقت تک معاف نہیں فرماتا جب تک بندہ خود معاف نہ کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ"

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، مَنْ قَالَ: عَلَيَّ نَذْرٌ. وَلَمْ يُسَمِّ شَيْئًا. إِنَّ عَلَيْهِ كَفَّارَةَ يَمِينٍ.

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا التَّوْكِيدُ فَهُوَ حَلِفُ الْإِنْسَانِ فِي الشَّيْءِ الْوَاحِدِ مِرَارًا. يُرَدِّدُ فِيهِ الْأَيْمَانَ يَمِينًا بَعْدَ يَمِينٍ كَقَوْلِهِ: وَاللّٰهِ لَا أَنْقُصُهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا، يَحْلِفُ بِذٰلِكَ مِرَارًا. ثَلَاثًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

قَالَ: فَكَفَّارَةُ ذٰلِكَ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ مِثْلُ كَفَّارَةِ الْيَمِينِ. فَإِنْ حَلَفَ رَجُلٌ مَثَلًا فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا آكُلُ هٰذَا الطَّعَامَ وَلَا أَلْبَسُ هٰذَا الثَّوْبَ. وَلَا أَدْخُلُ هٰذَا الْبَيْتَ. فَكَانَ هٰذَا فِي يَمِينٍ وَاحِدَةٍ. فَإِنَّمَا عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ. وَإِنَّمَا ذٰلِكَ كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ الطَّلَاقُ إِنْ كَسَوْتُكِ هٰذَا الثَّوْبَ وَأَذِنْتُ لَكِ إِلَى الْمَسْجِدِ. يَكُونُ ذٰلِكَ نَسَقًا مُتَتَابِعًا، فِي كَلَامٍ وَاحِدٍ. فَإِنْ حَنِثَ فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ مِنْ ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ. وَلَيْسَ عَلَيْهِ فِيمَا فَعَلَ، بَعْدَ ذٰلِكَ حِنْثٌ. إِنَّمَا الْحِنْثُ فِي ذٰلِكَ حِنْثٌ وَاحِدٌ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي نَذْرِ الْمَرْأَةِ، إِنَّهُ جَائِزٌ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا، يَجِبُ عَلَيْهَا ذٰلِكَ، وَيَثْبُتُ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فِي جَسَدِهَا. وَكَانَ ذٰلِكَ لَا يَضُرُّ بِزَوْجِهَا وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ يَضُرُّ بِزَوْجِهَا، فَلَهُ مَنْعُهَا مِنْهُ. وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا حَتَّى تَقْضِيَهُ.

قسم کھائے اور اس کے خلاف میں بھلائی دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور اس کام کو کرے جس میں بھلائی ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کہے کہ مجھ پر نذر ہے اور کسی چیز کا نام نہ لے تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ آدمی کا ایک ہی بات پر بار بار قسم کھانا تاکید کے لیے ہے کہ ایک کے بعد دوسری قسم کھاتا جائے جیسے کوئی کہے کہ میں اس میں اتنی بھی کمی نہیں کروں گا اور پھر اور پھر بار بار قسمیں کھائے خواہ تین مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ۔

فرمایا کہ اس کا کفارہ وہی ہوگا جو ایک قسم کا کفارہ ہوتا ہے اگر کسی آدمی نے قسم کھائی مثلاً کہا کہ خدا کی قسم میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا نہ یہ کپڑا پہنوں گا اور نہ اس گھر میں داخل ہوں گا تو یہ ایک ہی قسم شمار ہوگی اور اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ اگر میں تجھے یہ کپڑا پہناؤں تو تجھ پر طلاق، اگر تجھے مسجد جانے کی اجازت دوں تو تجھ پر طلاق۔ یہ ایک ہی گفتگو میں متواتر واقع ہوا اگر ان میں سے ایک کام کیا تو اس پر ایک طلاق پڑ گئی اور اس کے بعد اگر دوسرا کام کیا تو دوسری طلاق نہیں پڑے گی۔ یہ ایک ہی قسم کا ٹوٹنا ہے۔

امام مالک نے عورت کی نذر کے بارے میں فرمایا کہ وہ بغیر خاوند کی اجازت کے جائز ہے اور اس پر واجب ہوگی اور باقی رہے گی جبکہ وہ اسی کی ذات سے متعلق ہو اور خاوند کا اس کا نقصان نہ ہو ورنہ وہ منع کر سکتا ہے اور عورت پر اس کی ادائیگی لازم ہے۔

بَابُ الْعَمَلِ فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ

قسم کا کفارہ

۱۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَوَكَّدَهَا، ثُمَّ حَنِثَ. فَعَلَيْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ أَوْ كِسْوَةُ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جو کوئی مرتبہ قسم کھا کر توڑ دے تو اس پر ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور

عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ. وَمَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَلَمْ يُؤَكِّدْهَا، ثُمَّ حَنِثَ. فَعَلَيْهِ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ. لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ، فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

جو صرف ایک مرتبہ قسم کھائے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے ہر مسکین کو ایک مُد گندم اور جس کو یہ توفیق نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ يُكَفِّرُ عَنْ يَمِيْنِهِ بِإِطْعَامِ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ، لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ. وَكَانَ يَعْتِقُ الْمِرَارَ إِذَا وَكَّدَ الْيَمِيْنَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب قسم کا کفارہ دیتے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلاتے اور ہر مسکین کو ایک مُد گندم دیتے اور جب بار بار قسم کھاتے تو ایک غلام آزاد کرتے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّهُ قَالَ، أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ إِذَا أَعْطَوْا فِي كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ، أَعْطَوْا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ بِالْمُدِّ الْأَصْغَرِ. وَرَأَوْا ذٰلِكَ مُجْزِئًا عَنْهُمْ.

سلیمان بن یسار نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ قسم کے کفارے میں چھوٹے مد سے ایک مُد گندم دیتے اور اسے کافی شمار کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ، أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الَّذِي يُكَفِّرُ عَنْ يَمِيْنِهِ بِالْكِسْوَةِ. أَنَّهُ، إِنْ كَسَا الرِّجَالَ، كَسَاهُمْ ثَوْبًا ثَوْبًا. وَإِنْ كَسَا النِّسَاءَ كَسَاهُنَّ ثَوْبَيْنِ ثَوْبَيْنِ دِرْعًا وَخِمَارًا. وَذٰلِكَ أَدْنَى مَا يُجْزِئُ كُلًّا فِي صَلٰوتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ قسم کے کفارے سے متعلق یہ بات میں نے خوب سُنی کہ جب آدمیوں کو کپڑے پہنائے تو انہیں ایک ایک کپڑا پہنائے اور اگر عورتوں کو پہنائے تو دو دو کپڑے دے یعنی کُرتہ اور دوپٹہ۔ اور یہ کم از کم ہے کیونکہ اس سے کم میں نماز نہیں ہوتی۔

بَاب ۹ جَامِعُ الْأَيْمَانِ

قسم کے متعلق دیگر روایات

۱۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يَسِيْرُ فِي رَكْبٍ، وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا، فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ أَوْ لِيَصْمُتْ".

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو دیکھا کہ وہ سوار ہو کر جا رہے ہیں اور اپنے باپ کی قسم کھا رہے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے آباو اجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے جو قسم کھائے تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: "لَا. وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ"

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا کرتے: قسم ہے دلوں کو پھیرنے والے کی۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَفْصٍ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت

ابْنِ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ

أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ حِينَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَهْجُرُ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ، وَأُجَاوِرُكَ، وَأَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ؛ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُجْزِيكَ مِنْ ذٰلِكَ الثُّلُثُ"۔

ابولبابہ بن عبدالمنذر کی توبہ قبول فرمائی تو عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! میں اپنی قوم کے اس گھر کو چھوڑنا چاہتا ہوں جس میں مجھ سے گناہ سرزد ہوا اور آپ کے قریب رہنا چاہتا ہوں اور اپنا سارا مال اللہ اور رسول کی رضا کے لیے خیرات کر دینا چاہتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہائی مال خیرات کر دینا تمہارے لیے کافی ہے۔

۱۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَجَبِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ قَالَ: مَالِي فِي رِتَاجِ الْكَعْبَةِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِينَ.

منصور بن عبدالرحمٰن حجبی نے اپنی والدۂ ماجدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہے کہ میرا مال دروازۂ کعبہ پر وقف ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ وہ کفارہ دے کفارۂ قسم کے برابر۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَقُولُ: مَالِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، ثُمَّ يَحْنَثُ. قَالَ: يَجْعَلُ ثُلُثَ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَذٰلِكَ لِلَّذِي جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرِ أَبِي لُبَابَةَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کہے کہ میرا سارا مال راہِ خدا وقف ہے پھر قسم توڑ دے۔ فرمایا کہ وہ مال کا تہائی حصہ خیرات کر دے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ سے ایسا ہی فرمایا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۲۳۔ كِتَابُ الذَّبَائِحِ

کتاب الذبائح

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ

ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنے کا بیان

۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَأْتُونَنَا بِلُحْمَانٍ. وَلَا نَدْرِي هَلْ سَمَّوُا اللّٰهَ عَلَيْهَا أَمْ لَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهَا، ثُمَّ كُلُوهَا"

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھتے ہوئے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ بعض بدو ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی تھی یا نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لے کر کھا لیا کرو۔ف

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے۔

۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ أَمَرَ غُلَامًا لَهُ أَنْ يَذْبَحَ ذَبِيحَةً. فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَذْبَحَهَا قَالَ لَهُ: سَمِّ اللّٰهَ. فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: قَدْ سَمَّيْتُ. فَقَالَ لَهُ: سَمِّ اللّٰهَ. وَيْحَكَ. قَالَ لَهُ: قَدْ سَمَّيْتُ اللّٰهَ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ: وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهَا أَبَدًا.

عبد اللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ مخزومی نے اپنے غلام سے ایک جانور ذبح کرنے کو کہا جب وہ ذبح کرنے لگا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ۔ غلام نے کہا کہ میں بسم اللہ پڑھ چکا فرمایا کہ تیری خرابی ہو بسم اللہ پڑھ۔ اس نے کہا کہ میں بسم اللہ پڑھ چکا۔ عبد اللہ بن عیاش نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم میں اسے کبھی نہیں کھاؤں گا۔ف

ف۔ یہ حدیث اگرچہ دورِ اسلام کی ابتداء سے متعلق بتائی جاتی ہے لیکن آج کے پرفتن دور میں اصل عظیم کا کام دیتی ہے۔ آج جبکہ مدعیان اسلام نے رنگ برنگے روپ دھار رکھے ہیں اور مقدس شجرِ اسلام میں پوری جرأت اور بے باکی کے ساتھ غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگائی ہوئی ہیں تو ہمیں کیا معلوم کہ جو گوشت ہمارے سامنے ہے وہ کس قسم کے مسلمان کا ذبیحہ ہے؟ اس کا ذبیحہ حلال بھی ہے یا از روئے شرع حلال نہیں؟ دریں حالات ایسے مشکوک گوشت کو کھانے سے پہلے اس پر بسم اللہ پڑھ لینا بہت ہی ضروری ہے تاکہ فرمانِ رسالت کے مطابق اس کا کھانا حلال ہو جائے اور اس کے متعلق عند اللہ باز پرس نہ ہو۔

ف۔ جس جانور پر ذبح کرتے وقت قصداً بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اس کا کھانا قطعاً حلال نہیں ہے۔ دوسری یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو وہ حلال ہے اس کا گوشت کھانے میں قطعاً

باب ۲ مَا يَجُوزُ مِنَ الذَّكٰوةِ فِي حَالِ الضَّرُورَةِ

کسی جانور کو مجبوراً ذبح کرنا

۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ، كَانَ يَرْعَى لِقْحَةً لَهُ بِأُحُدٍ، فَأَصَابَهَا الْمَوْتُ فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ. فَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ، فَكُلُوهَا"۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بنی حارثہ میں سے ایک انصاری اپنی اونٹنی کو احد پہاڑ پر چرا رہا تھا۔ اچانک اونٹنی مرنے لگی تو اس نے ایک دھار والی لکڑی سے اسے ذبح کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اسے کھا لو۔

۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ، أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ: أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لَهَا بِسَلْعٍ. فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا. فَأَدْرَكَتْهَا. فَذَكَّتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "لَا بَأْسَ بِهَا. فَكُلُوهَا"۔

معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن مالک کی ایک لونڈی سلع پہاڑ پر بکریاں چرا رہی تھی کہ ایک بکری مرنے لگی۔ لونڈی نے اسے ایک پتھر سے ذبح کر دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، اسے کھا لو۔

۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

حاشیہ صفحہ گزشتہ

کوئی مضائقہ نہیں خواہ اسے دوسروں کی جانب منسوب کیا جاتا رہا ہو کہ یہ فلاں کا بکرا ہے، یہ فلاں کی گائے ہے وغیرہ۔ اس نسبت سے تو محض اتنی سی مراد ہوتی ہے کہ اس کا ثواب فلاں بزرگ کی نذر کرنا ہے یہ فلاں کے ایصالِ ثواب کے لیے ہے۔ ایسا کرنے اور کہنے سے اس جانور کی حلت قطعاً متاثر نہیں ہوتی بعض علماءِ زمانہ نے اس کے خلاف شور مچا کر آسمان سر پہ اٹھایا ہوا ہے۔ ان حضرات نے بزرگوں کے ایصال ثواب کی چیز کو بتوں کے چڑھاوے کی طرح قرار دے کر یہ ثبوت فراہم کیا ہوا ہے کہ انبیائے کرام و اولیائے عظام ان کرم فرماؤں کی نظر میں بتوں سے ذرا بھی مختلف نہیں ہیں اور ان ہستیوں سے اظہارِ عقیدت کے سارے مظاہرے گویا بت پرستی کی جدید صورت ہیں جو حضرات اسے اپنی خانہ ساز توحید کے خلاف بتا کر بت پرستی ٹھہراتے ہیں ان کی بت پرست نوازی اور بت پرستوں سے پرستش کی حد تک پیار تاریخ انسانیت کا ایک حیرت انگیز باب ہے۔ اس ضمن میں تیسری بات یہ بھی مدِ نظر رکھنی چاہیے کہ تسمیہ پڑھ کر، اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے سے صرف وہی جانور حلال ہوتا ہے جس کا ذبح کرنا شرعاً جائز ہو۔ جس طرح کتے اور گدھے کو خواہ کتنا ہی خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ ہرگز حلال نہیں ہو سکتے اور ان کا گوشت کھانا قطعاً جائز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح چوری، غصب اور رشوت وغیرہ حرام ذرائع سے حاصل کیے ہوئے جانور ایسے حرام ذرائع سے حاصل کی ہوئی رقم سے خریدے ہوئے جانور کا گوشت حرام ہی رہتا ہے، ہرگز حلال نہیں ہو سکتا۔ ہاں جن دوسرے لوگوں نے بے خبری کے باعث اس کا گوشت کھایا ان کے لیے وہ کتے اور گدھے کے گوشت کی طرح نہیں ہے۔ حرام روزی کے جسم پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کے مناظر آج آنکھوں کے سامنے ہیں۔ انسان کے بننے اور بگڑنے کا دار و مدار بڑی حد تک اس کی روزی پر منحصر ہے۔ پاک ہونے کے لیے پاک روزی ضروری ہے۔

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ؛ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا. وَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ۔

عربی نصاریٰ کے ذبیحہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اس میں حرج نہیں اور یہ آیت پڑھی، "اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہیں" (۵ : ۵۱)۔

۶۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ؛ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ: مَا فَرَى الْاَوْدَاجَ فَكُلُوْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس فرمایا کرتے کہ جو چیز رگوں کو کاٹ دے اس کے ذبیحہ کو کھالو۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ. عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: مَا ذُبِحَ بِهِ، إِذَا بَضَعَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَيْهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے۔ جب تمہیں مجبوری ہو تو جس چیز کے ساتھ ذبح کرو اور وہ کاٹ دے تو کوئی حرج نہیں۔

باب۳ مَا يُكْرَهُ مِنَ الذَّبِيْحَةِ فِي الذَّكٰوةِ

جس ذبیحہ کا کھانا مکروہ ہے

۷۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ. اَنَّهُ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ، عَنْ شَاةٍ ذُبِحَتْ فَتَحَرَّكَ بَعْضُهَا. فَاَمَرَهُ اَنْ يَاْكُلَهَا. ثُمَّ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ. فَقَالَ: إِنَّ الْمَيْتَةَ لَتَتَحَرَّكُ. وَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ.

ابو مرہ نے حضرت ابو ہریرہ سے اس بکری کے بارے میں پوچھا جسے ذبح کر دیا گیا لیکن اس کا کوئی حصہ حرکت کر رہا ہوا نہوں نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ پھر حضرت زید بن ثابت سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ مردہ بھی حرکت کرتا ہے اور اس سے منع کر دیا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ شَاةٍ تَرَدَّتْ فَتَكَسَّرَتْ. فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَذَبَحَهَا. فَسَالَ الدَّمُ مِنْهَا وَلَمْ تَتَحَرَّكْ. فَقَالَ مَالِكٌ: إِذَا كَانَ ذَبَحَهَا وَنَفَسُهَا يَجْرِيْ، وَهِيَ تَطْرِفُ، فَلْيَاْكُلْهَا.

امام مالک سے اس بکری کے متعلق پوچھا گیا جو اوپر سے گر پڑی اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ مالک نے اسے دیکھ کر ذبح کر دیا اس سے خون بہا لیکن اس نے حرکت نہیں کی۔ امام مالک نے فرمایا کہ ذبح کے وقت اگر اس کا سانس چل رہا تھا اور پتلیاں پھر رہی تھیں تو اسے کھالو۔

باب۴ ذَكَاةُ مَا فِيْ بَطْنِ الذَّبِيْحَةِ

اگر ذبیحہ کے پیٹ سے بچہ برآمد ہو

۸۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: إِذَا نُحِرَتِ النَّاقَةُ فَذَكَاةُ مَا فِيْ بَطْنِهَا فِيْ ذَكَاتِهَا. إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ، وَنَبَتَ شَعَرُهُ. فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ اُمِّهِ، ذُبِحَ حَتّٰى يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ جَوْفِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جب اونٹنی کو نحر کر دیا گیا تو اس کے پیٹ کا بچہ بھی پاک ہو گیا جبکہ اس کے اعضا مکمل ہو گئے ہوں اور اس کے بال نکل آئے ہوں۔ اگر بچہ اپنی والدہ کے جسم سے زندہ پیدا ہو تو اسے ذبح کیا جائے تاکہ اس کے پیٹ سے خون خارج ہو جائے۔

۹۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ذَكَاةُ مَا فِيْ بَطْنِ الذَّبِيْحَةِ فِيْ ذَكَاةِ اُمِّهِ. إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ، وَنَبَتَ شَعَرُهُ.

یزید بن عبد اللہ بن قسیط لیثی سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے۔ ماں کی ذکاۃ سے پیٹ کے بچے کی ذکاۃ ہو جاتی ہے جبکہ اس کی تخلیق مکمل ہو چکی ہو اور اس کے بال نکل آئے ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۴۔ كِتَابُ الصَّيْدِ

کتاب الصید

بَابُ تَرْكِ أَكْلِ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ وَالْحَجَرُ

۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّهُ قَالَ رَمَيْتُ طَائِرَيْنِ بِحَجَرٍ وَأَنَا بِالْجُرُفِ. فَأَصَبْتُهُمَا. فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَمَاتَ، فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ. وَأَمَّا الْآخَرُ فَذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُذَكِّيهِ بِقَدُومٍ فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُذَكِّيَهُ، فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللّٰهِ أَيْضًا.

۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَكْرَهُ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ وَالْبُنْدُقَةُ.

۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ تُقْتَلَ الْإِنْسِيَّةُ بِمَا يُقْتَلُ بِهِ الصَّيْدُ مِنَ الرَّمْيِ وَأَشْبَاهِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا أَرَى بَأْسًا بِمَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ إِذَا خَسَقَ وَبَلَغَ الْمَقَاتِلَ أَنْ يُؤْكَلَ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ. قَالَ: فَكُلُّ شَيْءٍ نَالَهُ الْإِنْسَانُ بِيَدِهِ أَوْ رُمْحِهِ أَوْ بِشَيْءٍ مِنْ سِلَاحِهِ، فَأَنْفَذَهُ، وَبَلَغَ مَقَاتِلَهُ فَهُوَ صَيْدٌ. كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى.

۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ. إِذَا أَصَابَ الرَّجُلُ الصَّيْدَ، فَأَعَانَهُ عَلَيْهِ غَيْرُهُ، مِنْ مَاءٍ أَوْ كَلْبٍ، غَيْرِ مُعَلَّمٍ، لَمْ يُؤْكَلْ ذٰلِكَ

لکڑی یا پتھر سے مارے ہوئے جانور کو نہ کھانا

نافع کا بیان ہے کہ میں نے جرف کے مقام پر ایک پتھر سے دو چڑیاں شکار کیں۔ پس انہیں لے لیا تو ان میں سے ایک مر گئی تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے وہ پھینک دی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر دوسری کو بسولے سے ذبح کرنے کے لیے دوڑے تو ذبح کرنے سے پہلے وہ بھی مر گئی۔ پس حضرت عبد اللہ نے وہ بھی پھینک دی۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد اسے مکروہ شمار کرتے تھے جس کو لاٹھی یا بندوق سے مارا جائے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب پالتو جانوروں کو شکار کے مانند تیر وغیرہ سے مارنے کو مکروہ جانتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس لاٹھی میں نوکدار لوہا لگا ہوا ہو اور اس نوک سے جانور کو زخمی کیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ایمان والو! ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں" (۵ : ۹۴)۔

فرمایا کہ جس چیز تک آدمی کا ہاتھ برچھی یا کوئی اور ہتھیار پہنچے پس وہ اسے مارے یا قتل کرے تو وہ شکار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

امام مالک نے اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی نے کسی شکار کو زخمی کیا پھر کسی دوسری چیز نے بھی اس پر مدد کی جیسے پانی یا بغیر سکھائے ہوئے کتے نے تو وہ شکار نہیں

الصَّيْدُ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ سَهْمُ الرَّامِي قَدْ قَتَلَهُ أَوْ بَلَغَ مَقَاتِلَ الصَّيْدِ حَتَّى لَا يَشُكَّ أَحَدٌ فِي أَنَّهُ هُوَ قَتَلَهُ وَأَنَّهُ لَا يَكُونُ لِلصَّيْدِ حَيَاةٌ بَعْدَهُ۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الصَّيْدِ وَإِنْ غَابَ عَنْكَ مَصْرَعُهُ، إِذَا وَجَدْتَ بِهِ أَثَرًا مِنْ كَلْبِكَ، أَوْ كَانَ بِهِ سَهْمُكَ مَا لَمْ يَبِتْ. فَإِذَا بَاتَ فَإِنَّهُ يُكْرَهُ أَكْلُهُ۔

کھایا جائے گا۔ ماسوائے اس صورت کے کہ یہ یقین ہو کہ شکار تیر مارنے والے کے تیر سے مرا ہے اور کسی کو بھی اس میں شک نہ رہے کہ اسی نے قتل کیا ہے اور اس کے بعد شکار زندہ نہ رہا ہو۔

میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس شکار کے کھانے میں کوئی حرج نہیں جو تمہارا زخم کھا کر غائب ہو جائے اور جب تمہیں ملے تو تمہارے کتے یا تیر کا اس پر نشان ہو جبکہ رات نہ گزرے اور اگر رات گزر گئی تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْمُعَلَّمَاتِ

سدھائے ہوئے جانوروں کے ذریعے شکار کرنا

۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ: كُلْ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ. إِنْ قَتَلَ، وَإِنْ لَمْ يَقْتُلْ.

نافع سے روایت ہے کہ سدھائے ہوئے کتے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے: اس جانور کو کھا لو جسے تمہارے لیے شکار کیا ہو، خواہ جان سے مار دیا ہو یا نہ مارا ہو۔

۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. أَنَّهُ سَمِعَ نَافِعًا يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: وَإِنْ أَكَلَ، وَإِنْ لَمْ يَأْكُلْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: خواہ اس میں سے کھا لیا ہو یا نہ کھایا ہو۔

۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ إِذَا قَتَلَ الصَّيْدَ. فَقَالَ سَعْدٌ: كُلْ. وَإِنْ لَمْ تَبْقَ إِلَّا بَضْعَةٌ وَاحِدَةٌ.

امام مالک کو حضرت سعد بن ابی وقاص کی یہ بات پہنچی جب ان سے سدھائے ہوئے کتے کے متعلق پوچھا گیا کہ جب کتا شکار کو مار دے حضرت سعد نے فرمایا کہ اسے کھا لو اگرچہ اس میں سے ایک بوٹی ہی باقی بچی ہو۔

۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ، فِي الْبَازِي وَالْعُقَابِ وَالصَّقْرِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ: أَنَّهُ إِذَا كَانَ يَفْقَهُ كَمَا تَفْقَهُ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ، فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِ مَا قَتَلَتْ. مِمَّا صَادَتْ. إِذَا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَى إِرْسَالِهَا.

امام مالک نے بعض اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر باز، عقاب یا صقر وغیرہ جانور کو کتے کی طرح سدھا لیا جائے تو اس کے قتل کیے ہوئے جانور کو کھانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اسی نے شکار کیا اور اسے چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: وَأَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الَّذِي يَتَخَلَّصُ الصَّيْدَ مِنْ مَخَالِبِ الْبَازِي أَوْ مِنَ الْكَلْبِ ثُمَّ يَتَرَبَّصُ بِهِ فَيَمُوتُ، أَنَّهُ لَا يَحِلُّ أَكْلُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں میں نے خوب سنا کہ جو شکار باز یا کتے سے چھوٹ کر مر جائے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، وَكَذَلِكَ كُلُّ مَا قُدِرَ عَلَى ذَبْحِهِ وَهُوَ فِي مَخَالِبِ الْبَازِي، أَوْ فِي الْكَلْبِ، فَيَتْرُكُهُ

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ذبح کرنے پر قدرت پائی جبکہ وہ باز کے نیچے یا کتے کے منہ میں تھا پھر اسے رہنے دیا

صاحبه وهو قادر على ذبحه، حتى يقتله البازي أو الكلب، فإنه لا يحل أكله.

قال مالك، وكذلك الذي يرمي الصيد، فيناله وهو حي، فيفرط في ذبحه حتى يموت فإنه لا يحل أكله.

قال مالك: الأمر المجتمع عليه عندنا، أن المسلم إذا أرسل كلب المجوسي الضاري، فصاد أو قتل، إنه إذا كان معلما، فأكل ذلك الصيد حلال. لا بأس به وإن لم يذكه المسلم وإنما مثل ذلك، مثل المسلم يذبح بشفرة المجوسي أو يرمي بقوسه أو بنبله، فيقتل بها فصيده ذلك وذبيحته حلال. لا بأس بأكله. وإذا أرسل المجوسي كلب المسلم الضاري على صيد، فأخذه فإنه لا يؤكل ذلك الصيد، إلا أن يذكى. وإنما مثل ذلك، مثل قوس المسلم ونبله، يأخذها المجوسي فيرمي بها الصيد فيقتله. وبمنزلة شفرة المسلم يذبح بها المجوسي، فلا يحل أكل شيء من ذلك.

باب ۳ ما جاء في صيد البحر

۹ - وحدثني يحيى عن مالك، عن نافع: أن عبد الرحمن بن أبي هريرة سأل عبد الله بن عمر عما لفظ البحر. فنهاه عن أكله.

قال نافع: ثم انقلب عبد الله فدعا بالمصحف فقرأ - أحل لكم صيد البحر وطعامه - قال نافع: فأرسلني عبد الله بن عمر إلى عبد الرحمن بن أبي هريرة: إنه لا بأس بأكله.

۱۰ - وحدثني عن مالك عن زيد بن أسلم، عن سعد الجاري، مولى عمر بن الخطاب أنه قال

وہ اس کے ذبح کرنے پر قادر تھا یہاں تک کہ باز یا کتے نے اسے جان سے مار دیا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح جس جانور کو تیر مارا پھر اسے زندہ پایا اور ذبح کرنے میں دیر کی یہاں تک کہ وہ مر گیا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس بات پر ہم سب متفق ہیں کہ اگر مسلمان کسی مجوسی یا موذی کے سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑے اور وہ شکار مارے تو اس کا کھانا جائز ہے کوئی حرج نہیں اگرچہ مسلمان نے اسے ذبح نہیں کیا اور اس کی مثال اس مسلمان جیسی ہے جو کسی مجوسی کی چھری سے ذبح کرے یا اس کی کمان یا برچھی سے شکار کرے تو وہ شکار اور اس سے ذبح کیا ہوا حلال ہے، اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور جب مجوسی نے مسلمان کے کتے کو شکار پر چھوڑا اور اس نے پکڑ لیا تو اس شکار سے نہیں کھایا جائے گا مگر یہ کہ اسے ذبح کر لیا جائے اور اس کی مثال مسلمان کے کمان و تیر جیسی ہے کہ اسے لے کر مجوسی شکار مارے اور مسلمان کی چھری سے جیسے مجوسی ذبح کرے تو اس میں سے ذرا سا بھی کھا لینا حلال نہیں۔

دریائی شکار کا بیان

عبد الرحمن بن ابو ہریرہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ جس جانور کو دریا پھینک دے؟ انہوں نے اس کے کھانے سے منع فرمایا۔

نافع کا بیان ہے کہ پھر حضرت عبد اللہ واپس گئے، قرآن مجید منگوایا اور پڑھا: "تمہارے لیے دریائی شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا" نافع نے کہا تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے مجھے عبد الرحمن بن ابو ہریرہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سعد الجاری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان مچھلیوں کے بارے میں پوچھا

سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، عَنِ الْحِيتَانِ يَقْتُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا، أَوْ تَمُوتُ صَرَدًا. فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ. قَالَ سَعْدٌ، ثُمَّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

ایک دوسری کو کھا جاتی ہیں یا سردی سے مرجاتی ہیں ؟ فرمایا کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

۱۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بِمَا لَفَظَ الْبَحْرُ بَأْسًا.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن ثابت دونوں حضرات اس مچھلی کو کھانے میں کوئی حرج محسوس نہ کرتے جس کو دریا نے پھینکا ہو۔

۱۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْجَارِ، قَدِمُوا فَسَأَلُوا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، عَمَّا لَفَظَ الْبَحْرُ. فَقَالَ، لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ. وَقَالَ: اذْهَبُوا إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَأَلُوهُمَا عَنْ ذٰلِكَ. ثُمَّ ائْتُونِي فَأَخْبِرُونِي مَاذَا يَقُولَانِ فَأَتَوْهُمَا، فَسَأَلُوهُمَا. فَقَالَا لَا بَأْسَ بِهِ فَأَتَوْا مَرْوَانَ فَأَخْبَرُوهُ. فَقَالَ مَرْوَانُ قَدْ قُلْتُ لَكُمْ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جار کے کچھ باشندے آئے اور انہوں نے مروان بن حکم سے دریا کے پھینکے ہوئے شکار کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور کہا یہ تم حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوہریرہ کی خدمت میں جاؤ اور ان دونوں سے اس بارے میں پوچھو۔ پھر مجھے بھی آکر بتانا کہ ان دونوں حضرات نے کیا فرمایا۔ پس وہ ان دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا تو دونوں حضرات نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ پس وہ مروان کے پاس آئے اور انہیں بتایا۔ مروان نے کہا کہ میں نے بھی تم سے یہی کہا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْحِيتَانِ يَصِيدُهَا الْمَجُوسِيُّ. لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْبَحْرِ "هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ".

امام مالک نے فرمایا کہ ان مچھلیوں کے کھانے میں کوئی حرج نہیں جن کو مجوسیوں نے شکار کیا ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سمندر کے بارے میں فرمایا کہ اس کا پانی پاک اور اس کا مُردہ حلال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا أُكِلَ ذٰلِكَ، مَيْتًا، فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ صَادَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب یہ مُردہ کھانا بھی حلال ہے تو کسی کے شکار کرنے سے کیا نقصان ہوگا۔

بَابُ تَحْرِيمِ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

دانتوں والے ہر درندے کا حرام ہونا

۱۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ".

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ دانتوں سے پھاڑ کھانے والے ہر درندے کا کھانا حرام ہے۔

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ دانتوں سے پھاڑ کر کھانے والے ہر درندے کا کھانا

"أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ".
قَالَ مَالِكٌ: وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

یہ ہم ہے۔
... کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ أَكْلِ الدَّوَابِّ

جن جانوروں کا کھانا مکروہ ہے

۱۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّ أَحْسَنَ مَا سَمِعَ فِي الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ، أَنَّهَا لَا تُؤْكَلُ، لِأَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ: "وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً". وَقَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي الْأَنْعَامِ: "لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ". وَقَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: "لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ".

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کے بارے میں یہی نے خوب سنا کہ انہیں نہ کھایا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے" (۱۶: ۸) اور مویشیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "کہ کسی پر سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ" (۴۰: ۷۹) اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے: "کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیے ہوئے بے زبان چوپایوں پر" (۲۲: ۳۴) نیز فرمایا: "تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ" (۲۲: ۳۶)۔

قَالَ مَالِكٌ: وَسَمِعْتُ أَنَّ الْبَائِسَ هُوَ الْفَقِيرُ وَأَنَّ الْمُعْتَرَّ هُوَ الزَّائِرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اَلْبَائِسُ تو فقیر کو کہتے ہیں اور اَلْمُعْتَرُّ بھیک مانگنے والا۔

قَالَ مَالِكٌ: فَذَكَرَ اللَّهُ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِلرُّكُوبِ وَالزِّينَةِ، وَذَكَرَ الْأَنْعَامَ لِلرُّكُوبِ وَالْأَكْلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کو سواری اور زینت کے لیے بنایا ہے اور دوسرے چوپایوں کو سواری اور کھانے...

قَالَ مَالِكٌ: وَالْقَانِعُ هُوَ الْفَقِيرُ أَيْضًا.

امام مالک نے فرمایا کہ القانع بھی فقیر کو کہتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ

مُردار کی کھال کا بیان

۱۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قَالَ، مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ، كَانَ أَعْطَاهَا مَوْلَاةً لِمَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَفَلَا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا". فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا".

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مُردہ بکری کے پاس سے گزرے جو حضرت میمونہ اُم المؤمنین کے غلام کو دی گئی تھی۔ فرمایا کہ اس کی کھال کو کیوں کام میں نہ لائے؟ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ تو مُردار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کھانا ہی تو حرام ہے۔

۱۷- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ"

جس کھال کی دباغت کر لی جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ.

محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان کی والدہ ماجدہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مُردار کی کھال سے دباغت کے بعد فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُضْطَرُّ إِلَى أَكْلِ الْمَيْتَةِ

جو مُردار کھانے پر مجبور ہو جائے

۱۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّ أَحْسَنَ مَا سَمِعَ فِي الرَّجُلِ يُضْطَرُّ إِلَى الْمَيْتَةِ: أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهَا حَتَّى يَشْبَعَ، وَيَتَزَوَّدُ مِنْهَا. فَإِنْ وَجَدَ عَنْهَا غِنًى طَرَحَهَا.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يُضْطَرُّ إِلَى الْمَيْتَةِ أَيَأْكُلُ مِنْهَا وَهُوَ يَجِدُ ثَمَرَ الْقَوْمِ، أَوْ زَرْعًا، أَوْ غَنَمًا بِمَكَانِهِ ذٰلِكَ؟ قَالَ مَالِكٌ: إِنْ ظَنَّ أَنَّ أَهْلَ ذٰلِكَ الثَّمَرِ، أَوِ الزَّرْعِ، أَوِ الْغَنَمِ، يُصَدِّقُونَهُ بِضَرُورَتِهِ حَتَّى لَا يُعَدَّ سَارِقًا فَتُقْطَعَ يَدُهُ، رَأَيْتُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ أَيِّ ذٰلِكَ وَجَدَ، مَا يَرُدُّ جُوعَهُ. وَلَا يَحْمِلُ مِنْهُ شَيْئًا. وَذٰلِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَأْكُلَ الْمَيْتَةَ. وَإِنْ هُوَ خَشِيَ أَنْ لَا يُصَدِّقُوهُ، وَأَنْ يُعَدَّ سَارِقًا بِمَا أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّ أَكْلَ الْمَيْتَةِ خَيْرٌ لَهُ عِنْدِي. وَلَهُ فِي أَكْلِ الْمَيْتَةِ عَلَى هٰذَا الْوَجْهِ سَعَةٌ. مَعَ أَنِّي أَخَافُ أَنْ يَعْدُوَ عَادٍ مِمَّنْ لَمْ يُضْطَرَّ إِلَى الْمَيْتَةِ، يُرِيدُ اسْتِجَازَةَ أَخْذِ أَمْوَالِ النَّاسِ وَزُرُوعِهِمْ وَثِمَارِهِمْ بِذٰلِكَ، بِدُونِ اضْطِرَارٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ بہتر بات جو میں نے اس شخص کے بارے میں سُنی جو مُردار کھانے پر مجبور ہو جائے یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھالے اور کچھ رکھ چھوڑے۔ اگر حلال روزی مل جائے تو اُسے پھینک دے۔

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو مُردار کھانے پر مجبور ہو جائے کہ اگر اسے کسی کے پھل، کھیتی یا بکری وغیرہ ملے تو مُردار کی جگہ انہیں کھالے یا نہیں؟ امام مالک نے فرمایا کہ اگر پھلوں کھیتی یا بکریوں کا مالک اس کے اضطرار (مجبوری) کو محسوس کرلے گا اور اسے چور شمار کر کے ہاتھ نہیں کٹوائے گا تو جو چیز پائی ہے اسے کھا کر اپنی بھوک بجھالے اور جمع کر کے نہ رکھے اور یہ مجھے مُردار کھانے سے زیادہ پسند ہے اور اگر یہ خدشہ ہو کہ وہ اسے سچا نہیں سمجھے گا اور اس حرکت کے باعث اُسے چور شمار کرے گا تو اس حالت میں میرے نزدیک اس کا مُردار کو کھا لینا بہتر ہے اور اس وجہ سے اس کے لیے مُردار کھانے کی گنجائش ہے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ جو مردار کھانے پر مجبور نہیں ہو گا اسے بھی لوگوں کے مال، کھیتیاں اور پھل کھانے کی اجازت مل جائے گی، حالانکہ انہیں کوئی مجبوری نہ ہو گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے سُنا یہ بہتر ہے۔
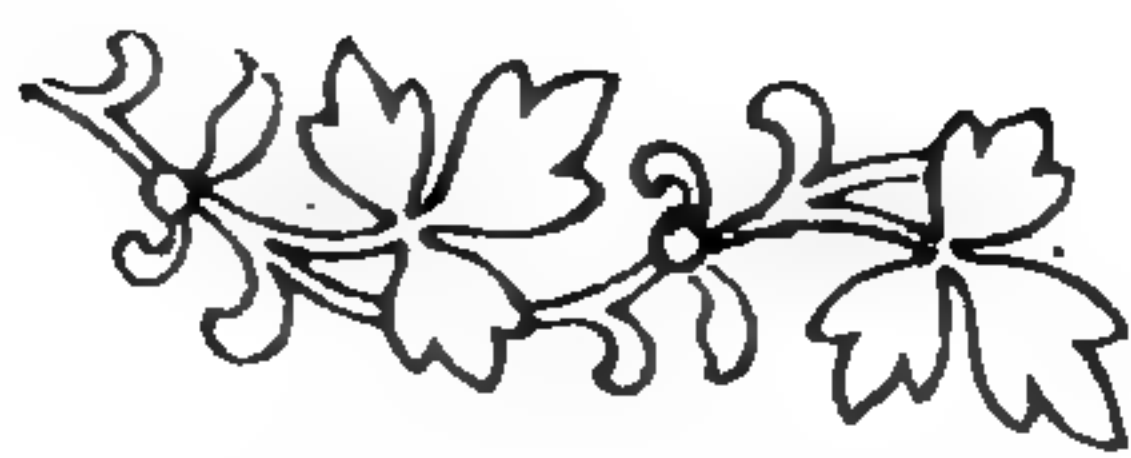
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۵- كِتَابُ الْعَقِيقَةِ

کتاب العقیقہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَقِيقَةِ

۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيقَةِ؟ فَقَالَ "لَا أُحِبُّ الْعُقُوقَ" وَكَأَنَّهُ إِنَّمَا كَرِهَ الْاِسْمَ. وَقَالَ "مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ".

۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعَرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ، وَزَيْنَبَ وَأُمِّ كُلْثُومٍ. فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَةِ ذٰلِكَ فِضَّةً.

۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ؛ أَنَّهُ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعَرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ، فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهِ فِضَّةً.

عقیقے کے متعلق روایات

بنی ضمرہ کے ایک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا گویا اس نام کو ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ف

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ نے امام حسن، امام حسین، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم کے بال اتروا کر ان کے برابر چاندی خیرات فرمائی۔

محمد بن علی بن حسین (امام محمد باقر) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ نے امام حسن اور امام حسین کے بالوں کے برابر چاندی خیرات فرمائی۔ف

ف۔ بچے کا عقیقہ کرنا مستحب ہے۔ فرض یا واجب نہیں ہے کہ اسے ضروری سمجھا جائے۔ صاحب استطاعت کرے تو اچھا ہے ثواب پائے گا لیکن قرض لے کر کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور لڑکے کی طرف سے دو ہوں۔ کچا گوشت تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر کھلا دیا جائے جو ممکن ہو اور بآسانی کر لیا جائے وہ بہتر ہے۔ عقیقے کے گوشت سے گھر والے بھی کھا سکتے ہیں اور بچے کے تمام رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔ کسی کے لیے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا اور اس جانور کا خون بچے کے جسم سے لگانا جہالت کی رسمیں اور بیہودہ خیالات ہیں جن سے اجتناب و احتراز ضروری ہے۔ عقیقہ اور عقوق (والدین کی نافرمانی) کا مادہ چونکہ ایک ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عقوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے عقیقہ ناپسند ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ عقیقے کے بارے میں حضرت عائشہ، حضرت ام کرز، حضرت بریدہ، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر،

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَقِيقَةِ

عقیقے کا طریقہ

۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ عَقِيقَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا. وَكَانَ يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ. عَنِ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے جب ان کے کسی بچے کے عقیقے کی بابت کہا جاتا تو اپنے ہر بچے کے عقیقے میں خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ایک بکری دیا کرتے تھے۔

۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَسْتَحِبُّ الْعَقِيقَةَ، وَلَوْ بِعُصْفُورٍ.

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے خواہ ایک چڑیا ہی کیوں نہ دی جائے۔

۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ عُقَّ عَنْ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی نے اپنے صاحبزادے امام حسن اور امام حسین کا عقیقہ کیا۔

۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ؛ أَنَّ أَبَاهُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَعُقُّ عَنْ بَنِيهِ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ، بِشَاةٍ شَاةٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد عروہ بن زبیر اپنے ہر لڑکے اور لڑکی کی طرف سے ایک ایک بکری کا عقیقہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَقِيقَةِ، أَنَّ مَنْ عَقَّ فَإِنَّمَا يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ. الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ. وَلَيْسَتِ الْعَقِيقَةُ بِوَاجِبَةٍ. وَلٰكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ

امام مالک نے فرمایا کہ عقیقہ میں ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو اپنی اولاد کا عقیقہ کرے تو ایک ایک بکری سے کرے اور عقیقہ واجب نہیں بلکہ یہ ایک مستحب عمل ہے اور یہ ایسا کام ہے جس کو لوگ

حاشیہ صفحہ گزشتہ

حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان بن عامر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت آئی ہیں۔ حضرت سمرہ کی روایت میں ہے کہ عقیقہ کرنے تک گویا بچہ گروی رکھا ہوا ہوتا ہے۔ ساتویں روز اس کی طرف سے جانور ذبح کرے۔ اس کا نام رکھے اور اس کا سر منڈائے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی)۔ امام محمد باقر کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور بالوں کے برابر چاندی خیرات کی جو ایک درہم یا اس سے کم تھی (ترمذی) حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا (ابوداؤد) لیکن ان سے ہی یہ بھی روایت ہے کہ دو دو مینڈھوں سے کیا (نسائی) عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے اور اسے بچے کی طرف سے قربانی کہیں تو بہتر ہے (ابوداؤد، نسائی) نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کان میں بوقت ولادت نماز جیسی اذان کہی تھی۔ چونکہ اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے بچے کے کان میں اس وقت اذان کہنا سنت ہے۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور مستحب ہے کہ بچے کے کان میں یہ بھی کہہ دیا جائے:۔ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ (ترمذی ابوداؤد) واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِهَا. وَهِيَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا فَمَنْ عَقَّ عَنْ وَلَدِهِ فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النُّسُكِ وَالضَّحَايَا لَا يَجُوزُ فِيهَا عَوْرَاءُ وَلَا عَجْفَاءُ وَلَا مَكْسُورَةٌ وَلَا مَرِيضَةٌ. وَلَا يُبَاعُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ. وَلَا جِلْدُهَا، وَيُكْسَرُ عِظَامُهَا. وَيَأْكُلُ أَهْلُهَا مِنْ لَحْمِهَا وَيَتَصَدَّقُونَ مِنْهَا. وَلَا يُمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِنْ دَمِهَا.

ہمیشہ سے کرتے آرہے ہیں جو اپنی اولاد کا عقیقہ کرے تو جانور قربانی جیسا ہو کیونکہ کانے، دُبلے، سینگ ٹوٹے اور بیمار جانور کا عقیقہ درست نہیں ہے اور اس کے گوشت میں سے ذرا سا بھی فروخت نہ کرے اور نہ اس کی کھال بیچے اور اس کی ہڈی توڑ سکتا ہے اور عقیقہ دینے والا بھی اس کا گوشت کھا سکتا ہے اور اس میں سے خیرات کرے اور بچے کو اس جانور کا خون نہ لگایا جائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

۲۶ - كِتَابُ الضَّحَايَا

کتاب الضحایا

باب مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ الضَّحَايَا

جس جانور کی قربانی منع ہے

١- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا؟ فَأَشَارَ بِيَدِهِ، وَقَالَ "أَرْبَعًا" وَكَانَ الْبَرَاءُ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: يَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا. وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا. وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قربانی دینے کے لیے کیسے جانوروں سے بچا جائے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ چار سے اور حضرت براء بھی اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے کہ میرا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے بہت چھوٹا ہے وہ لنگڑا جو چل نہ سکے جس کا کانا ہونا ظاہر ہو جس کی بیماری ظاہر ہو اور ایسا دُبلا جانور جس میں گودا نہ رہے۔

٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَّقِي مِنَ الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الَّتِي لَمْ تُسِنَّ، وَالَّتِي نَقَصَ مِنْ خَلْقِهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ان جانوروں کی قربانی نہ دیتے جو مسنّہ نہ ہوتے اور نہ ان کی قربانی دیتے جن کی پیدائش میں نقص ہوتا۔

باب٢ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا

جن جانوروں کی قربانی مستحب ہے

٣- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ضَحّٰى مَرَّةً بِالْمَدِينَةِ. قَالَ نَافِعٌ: فَأَمَرَنِي أَنْ أَشْتَرِيَ لَهُ كَبْشًا فَحِيلًا أَقْرَنَ. ثُمَّ أَذْبَحَهُ يَوْمَ الْأَضْحٰى، فِي مُصَلَّى النَّاسِ. قَالَ نَافِعٌ: فَفَعَلْتُ. ثُمَّ حُمِلَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَحَلَقَ رَأْسَهُ حِينَ ذُبِحَ الْكَبْشُ، وَكَانَ مَرِيضًا لَمْ يَشْهَدِ الْعِيدَ مَعَ النَّاسِ. قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَيْسَ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے ایک دفعہ مدینہ منورہ میں عید الاضحیٰ کی اور مجھے حکم فرمایا کہ سینگوں والا ایک بکرا خرید کر لاؤں اور عید الاضحیٰ کے روز اسے عید گاہ میں ذبح کروں۔ نافع کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا پھر اسے حضرت عبد اللہ بن عمر کی خدمت میں بھیجا گیا تو بکرا ذبح ہو جانے کے بعد اپنا سر منڈایا وہ بیمار تھے اور لوگوں کے ساتھ عید کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ قربانی

حِلَاقُ الرَّأْسِ بِوَاجِبٍ عَلَى مَنْ ضَحَّى. وَقَدْ فَعَلَهُ ابْنُ عُمَرَ.

کرنے والے پر سر منڈانا واجب نہیں ہے لیکن حضرت ابن عمر نے ایسا کیا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ الضَّحِيَّةِ قَبْلَ انْصِرَافِ الْإِمَامِ

امام کے نمازِ عید سے لوٹنے سے پہلے قربانی کی ممانعت

۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ذَبَحَ ضَحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَضْحَى. فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَعُودَ بِضَحِيَّةٍ أُخْرَى. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: لَا أَجِدُ إِلَّا جَذَعًا يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: وَإِنْ لَمْ تَجِدْ إِلَّا جَذَعًا فَاذْبَحْ.

بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابوبردہ بن نیار نے اپنی قربانی ذبح کرلی اس سے پہلے کہ عید الاضحیٰ کے روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قربانی ذبح کرتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا حضرت ابوبردہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میرے پاس تو صرف بکری کا ایک سالہ بچہ ہے۔ فرمایا اگر اور کچھ میسر نہیں تو وہی ایک سالہ بچہ ذبح کردو۔

۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ: أَنَّ عُوَيْمِرَ بْنَ أَشْقَرَ ذَبَحَ ضَحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ يَوْمَ الْأَضْحَى. وَأَنَّهُ ذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَعُودَ بِضَحِيَّةٍ أُخْرَى.

عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ حضرت عویمر بن اشقر نے عید الاضحیٰ کے روز صبح سویرے ہی اپنی قربانی ذبح کرلی جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے انہیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا۔

بَابُ ادِّخَارِ لُحُومِ الْأَضَاحِي

قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے کا بیان

۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: كُلُوا، وَتَصَدَّقُوا، وَتَزَوَّدُوا، وَادَّخِرُوا.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ پھر اس کے بعد فرما دیا کہ کھاؤ، خیرات کرو، توشہ بناؤ اور جمع رکھ چھوڑا کرو۔

۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ، أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَتْ: صَدَقَ. سَمِعْتُ عَائِشَةَ

حضرت عبد اللہ بن واقد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین روز کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ عبد اللہ بن ابوبکر کا بیان ہے کہ میں نے عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ سچ کہا کیونکہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے

تَذْبَحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. تَقُوْلُ: دَفَّ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحٰى، فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ادَّخِرُوا الثَّلَاثَ. وَتَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِيَ" قَالَتْ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ، قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُوْنَ بِضَحَايَاهُمْ، وَيَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ، وَيَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "وَمَا ذٰلِكَ؟" أَوْ كَمَا قَالَ. قَالُوْا: نَهَيْتَ عَنْ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ عَلَيْكُمْ. فَكُلُوْا، وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا"

يَعْنِي بِالدَّافَّةِ، قَوْمًا مَسَاكِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ.

سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ دیہاتی لوگ قربانی کے دنوں میں آگئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن کے لیے رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی کہ قبل ازیں لوگ اپنی قربانیوں سے نفع حاصل کرتے چربی رکھ چھوڑتے اور مشکیں بناتے تھے۔ رسولِ خدا نے فرمایا تو پھر کیا ہو گیا؟ عرض کی گئی کہ آپ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو تمہارے پاس آگئے تھے۔ پس تم کھاؤ، بانٹو اور جمع کر لو۔ ف

الدَّافَّةُ وہ غریب لوگ مراد ہیں جو مدینہ منورہ میں آئے تھے۔

٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ؛ أَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا. فَقَالَ: انْظُرُوْا أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا مِنْ لُحُوْمِ الْأَضْحٰى. فَقَالُوْا، هُوَ مِنْهَا. فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا؟ فَقَالُوْا: إِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَكَ، أَمْرٌ. فَخَرَجَ أَبُوْ سَعِيْدٍ، فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ. فَأُخْبِرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضْحٰى بَعْدَ ثَلَاثٍ. فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا، وَادَّخِرُوْا. وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاِنْتِبَاذِ،

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایک سفر سے اپنے گھر واپس لوٹے اور گھر والوں نے ان کے آگے گوشت رکھا تو فرمایا: کہیں یہ گوشت قربانی کا تو نہیں؟ کہا گیا کہ قربانی کا ہے چنانچہ حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا؟ عرض کی گئی کہ آپ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی ہے پس حضرت ابو سعید یہ پوچھنے کے لیے باہر نکلے تو انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تین روز کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھانا لیکن اب کھاؤ، خیرات کرو اور جمع کر لو۔ نیز نبیذ بنانے سے منع کیا تھا لیکن اب بنا لیا کرو اور نشہ لانے

ف۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم قربانی کا گوشت تین دن سے زائد نہیں کھایا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت مرحمت فرما دی کہ کھاؤ اور جمع کر لیا کرو تو ہم کھاتے اور جمع کرنے لگ گئے (متفق علیہ)۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے قربانی کرے تو تین دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہ رہے۔ جب اگلا سال آیا تو لوگ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! کیا ہم اسی طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟ فرمایا کہ کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو، سالِ گزشتہ چونکہ کچھ ضرورت مند آگئے تھے ان کی مدد کے پیشِ نظر میں نے وہ حکم دیا تھا (متفق علیہ)۔ معلوم ہوا کہ وہ وقتی ضرورت کے تحت وقتی حکم تھا نہ کہ دائمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فَانْتَبِذُوْا. وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ. وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ. فَزُوْرُوْهَا. وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا ۔ يَعْنِيْ لَا تَقُوْلُوْا سُوْءًا۔

والی ہر چیز حرام ہے اور میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا لیکن اب کر لیا کرو لیکن بُری بات نہ کہنا۔ ف

ف۔ اس حدیث میں تین کاموں کا ذکر ہے جن سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا اور ایک مدت گزرنے کے بعد ان کی اجازت مرحمت فرما دی یعنی:۔

۱۔ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا لیکن اب کھاؤ، خیرات کرو اور جمع کر چھوڑو۔

۲۔ شراب کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا لیکن اب بنا لیا کرو مگر یہ بات مدِ نظر رکھنا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۳۔ زیارتِ قبور سے تمہیں منع کیا تھا مگر اب کر لیا کرو لیکن کوئی بُری بات نہ کہنا۔ اس ارشادِ گرامی یعنی بری بات کہنے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً۔

(۱) تم زیارت کے لیے جاؤ اور اس مردے کی برائی کرنے لگو تو اب جبکہ وہ دار العمل سے جا چکا، دفترِ عمل لپیٹ دیا گیا تو برائی کرنے سے کیا فائدہ؟ اب کونسی اس کی اصلاح ممکن ہے اس کی برائی کر کے اپنا نامۂ عمل سیاہ نہ کرنا کیونکہ اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد ہو چکا۔ اب برائی کر کے ان کا دل نہ دکھانا، جلتی پہ تیل نہ گرانا۔

(۲) تم مردے کو نہلانے لگے تھے تو وہ تم سے کہہ رہا تھا کہ آرام سے نہلاؤ۔ تم دیر کر رہے تھے تو وہ تم سے جلدی لے چلنے کے لیے کہہ رہا تھا تم لے کر چلے تو وہ تمہیں چارپائی ہلانے جلانے سے منع کر رہا تھا تم اسے دفن کر کے چلے تو وہ تمہارے جوتوں کی پہچل سن رہا تھا۔ لہٰذا اب قبرستان میں جاؤ تو ان کو سلام کر کے ان کی بخشش کے لیے دعا کیا کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں گونگے بہرے بتا کر ان کا مذاق اڑانے لگو۔

۳۔ غربا، مسکین ہمیشہ مالداروں کی طرف دوڑتے ہیں اور اس کے بغیر چارہ کار نہیں۔ ایسا کیے بغیر بات بنتی ہی نہیں۔ اللہ والے نہ صرف مالدار ہیں بلکہ رحمتِ الٰہیہ کے خزانے لیے بیٹھے ہیں۔ خدا کے خزانوں سے اپنا حصّہ لینے کے لیے ان کی جانب دوڑتے رہنا مالدار اپنی دولت سے زکوٰۃ اور خیرات بانٹتے ہیں لیکن اللہ والے اپنی خداداد دولت سے رحمتِ الٰہیہ کی خیرات بانٹتے ہیں۔ اس سے رُکنے اور دوسروں کو روکنے نہ لگ جانا کیونکہ یہ خود محروم رہنا اور دوسروں کو محروم رکھنا ہے۔

۴۔ اللہ والوں کی آرام گاہوں پر رحمتِ الٰہیہ کی بارش برستی رہتی ہے۔ وہاں پہنچنے والا محروم کیوں رہے گا؟ اگر اس بارش میں بھیگ نہ سکا تو ایک آدھ چھینٹا اس کے اوپر ضرور پڑ ہی جائے گا۔ اس حاضری کو بے سود یا خلافِ شرع بتا کر کہیں اپنے پیروں پر کلہاڑی نہ مار لینا۔

۵۔ اللہ والے اگرچہ ہرگز خدا نہیں ہیں لیکن وہ اپنے خدا سے ہرگز جدا نہیں ہیں کیونکہ وہ اللہ کے دوست ہیں۔ خدا ان کے ساتھ ہے۔ خدا سے ملنا ہو تو ان کے قریب ہو جانا کیونکہ ان سے دور رہنا خدا سے دور ہونا ہے ان کا ہو رہنا خدا کا ہو رہنا ہے ان کے خلاف زبان کھولنا اپنی دینی موت کو دعوت دینا خدا کا غضب مول لینا، باری تعالیٰ سے اپنے خلاف اعلانِ جنگ کروانا اور جان بوجھ کر اپنے لیے فار دار بالاکوٹ منگوانا ہے۔

۶۔ اللہ والے یقیناً اللہ کے دوست ہیں ان سے محبت رکھنا اللہ سے محبت رکھنا ہے۔ ان کی عقیدت کا خوب اظہار کرنا اور ثابت قدم رہنا لیکن عقیدت سے آگے بڑھتے ہوئے انہیں خدا نہ بنا لینا جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا تھا۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ۔ یعنی یہود بولے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے (۹: ۳۰) نیز اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے: اِتَّخَذُوْا

بَابُ الشِّرْكَةِ فِي الضَّحَايَا، وَعَنْ كَمْ تُذْبَحُ الْبَقَرَةُ وَالْبَدَنَةُ

ایک قربانی میں کئی آدمیوں کا شریک ہونا

۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ. الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ. وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حدیبیہ کے سال ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ نحر کیے تو سات آدمیوں کی طرف سے ایک اور سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

۱۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ. أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ. قَالَ: كُنَّا نُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ، يَذْبَحُهَا الرَّجُلُ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ. ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ بَعْدُ فَصَارَتْ مُبَاهَاةً.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک بکری ذبح کیا کرتے۔ آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے اسے ذبح کرتا پھر لوگوں نے فخر کے طور پر ہر ایک نے علیحدہ قربانی کرنا شروع کر دی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَأَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الْبَدَنَةِ وَالْبَقَرَةِ وَالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ، أَنَّ الرَّجُلَ يَنْحَرُ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ الْبَدَنَةَ. وَيَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ الْوَاحِدَةَ، هُوَ يَمْلِكُهَا. وَيَذْبَحُهَا عَنْهُمْ وَيُشْرِكُهُمْ فِيهَا. فَأَمَّا أَنْ يَشْتَرِيَ النَّفَرُ الْبَدَنَةَ أَوِ الْبَقَرَةَ أَوِ الشَّاةَ، يَشْتَرِكُونَ فِيهَا فِي النُّسُكِ وَالضَّحَايَا. فَيُخْرِجُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ حِصَّةً مِنْ ثَمَنِهَا. وَيَكُونُ لَهُ حِصَّةٌ مِنْ لَحْمِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اچھی بات جو میں نے ایک اونٹ گائے یا بکری کے متعلق سُنی یہ ہے کہ آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک اونٹ نحر کر دے یا گائے ذبح کر دے یا بکری جس کا وہ مالک ہو اسے ذبح کر کے ثواب میں ان سب کو شریک کر لے اگر ایک اونٹ، گائے یا بکری خریدی جائے اور اس قربانی میں کئی آدمیوں کو شریک کرے اور ہر ایک اس کی قیمت کا حصہ دے اور حصے کے مطابق اسے گوشت ملے تو یہ مکروہ ہے اور ہم نے تو یہی بات سنی ہے کہ

حاشیہ صفحہ گزشتہ

أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ (۹: ۳۱) یعنی انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا اور مسیح ابن کریم کو اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر وہی۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ آپ نے تلقین فرمائی کہ تم اللہ والوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ یا اللہ کے بیٹے یا عبادت کے لائق نہ ٹھہرانا کیونکہ یہ بہت ہی بُری بات ہے۔

۷۔ ممکن ہے بری بات سے آپ کی مراد انبیائے کرام و اولیائے عظام کی قبروں کو مسجدیں بنانے سے ہو جیسا کہ حضور نے خود ارشاد فرمایا ہے اشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ یعنی اللہ کا بڑا غضب ہوا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا (موطا امام مالک) یعنی تم دیگر اقوام کی طرح انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی قبروں کو سجدے نہ کرنا۔ انہیں مسجود لہٗ یا مسجود الیہ نہ ٹھہرالینا اور ان کی قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا کیونکہ ایسا کرنا بری بات ہے ایسا کرنے والا بزرگوں کا عقیدت مند نہیں بلکہ اللہ کے غضب کو اپنے اوپر مسلط کرنے والا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فَإِنَّ ذٰلِكَ يُكْرَهُ. وَإِنَّمَا سَمِعْنَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ لَا يُشْتَرَكُ فِي النُّسُكِ. وَإِنَّمَا يَكُونُ عَنْ أَهْلِ الْبَيْتِ الْوَاحِدِ.

قربانی میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور سارے گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی ہو سکتی ہے۔ ف

۱۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ: مَا نَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا بَدَنَةً وَاحِدَةً، أَوْ بَقَرَةً وَاحِدَةً. قَالَ مَالِكٌ: لَا أَدْرِي أَيَّتُهُمَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک اونٹ یا ایک گائے کی قربانی دی۔

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ ابن شہاب نے دونوں میں سے کس کے متعلق فرمایا۔

بَابُ الضَّحِيَّةِ عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ، وَذِكْرُ أَيَّامِ الْأَضْحٰى

پیٹ کے بچے کی قربانی نیز ایام قربانی

۱۲۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: الْأَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحٰى.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے بعد قربانی دو دن تک ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی بات پہنچی۔

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّي عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اس بچے کی جانب سے قربانی نہیں کیا کرتے تھے جو عورت کے پیٹ میں ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: الضَّحِيَّةُ سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَلَا أُحِبُّ لِأَحَدٍ مِمَّنْ قَوِيَ عَلٰى ثَمَنِهَا، أَنْ يَتْرُكَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ قربانی سنت ہے واجب نہیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ ایک آدمی قربانی خریدنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر بھی ترک کردے۔ ف

ف۔ امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ ایک جانور ایک ہی گھر والوں کی طرف سے ہو خواہ وہ اونٹ یا گائے ہی کیوں نہ ہو اور مختلف حضرات کا اس کی قیمت اور گوشت میں شامل ہونا مکروہ ہے۔ نیز امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک ایک بکری ایک ہی شخص کی جانب سے کفایت کرتی ہے۔ اگر گھر کے اندر کوئی اور بھی صاحب نصاب ہو تو اس پر علیحدہ قربانی واجب ہے نیز امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اونٹ، گائے اور بھینس وغیرہ بڑے جانوروں میں سات مختلف آدمی شریک ہو سکتے، اس طرح کہ ساتوں حضرات مساوی قیمت ادا کریں اور ساتوں مساوی گوشت بانٹ لیں ہاں یہ بات دریں ایام بہت قابل لحاظ ہے کہ ان ساتوں شرکاء کا اہلسنت وجماعت سے ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک بھی کسی دوسری جماعت کا فرد یعنی بدمذہب غیر سُنی کو شامل کر لیا جو اہلسنت کو مشرک اور بدعتی وغیرہ بتاتا ہو تو باقی چھ حضرات کی قربانی بھی ضائع جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر اس مسلمان کے لیے قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے جو قربانی کا جانور خریدنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ ایک روایت میں امام احمد کے نزدیک مالدار پر قربانی واجب اور غریبوں کے لیے سنت مؤکدہ

(بقیہ حاشیہ صد ۴۱۰)

ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر صاحب نصاب مسلمان پر قربانی واجب ہے جبکہ وہ آزاد اور مقیم ہو۔ حضرات صاحبین کا بھی یہی مذہب ہے اور یہی موقف زیادہ مضبوط اور کتاب وسنت سے زیادہ قریب نظر آتا ہے۔ ترمذی، ابوداؤد اور نسائی میں اس کے متعلق روایات موجود ہیں۔

یہاں ایک بات اور ملحوظ خاطر رہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی جانب سے بھی قربانی دی ہے مثلاً حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی دی۔ اس روایت کے آخر میں حضور یوں گویا ہیں:- اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی) یعنی اے اللہ! یہ تیری عطا سے ہے، تیرے لیے ہے محمد اور اس کی امت کی طرف سے، پھر تسمیہ وتکبیر کہی۔ معلوم ہوا کہ حضور نے اس قربانی کے ثواب میں اپنی امت کو بھی شامل فرمالیا، عام اس سے کہ وہ غریب ہوں یا امیر، نیک ہوں یا بد، اب موجود ہیں یا جو قیامت تک پیدا ہوں گے سب کو اس کے ثواب سے حصہ مل جائے الحمد للہ۔ امت پر سرکار کا یہ کرم۔ سبحان اللہ! یہ کرم نوازی۔

مسند امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:- قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ یعنی کہا بسم اللہ اللہ اکبر، اے اللہ! یہ میری طرف سے ہے اور میرے ہر اس امتی کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکے۔ سبحان اللہ!

جائے غور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانور کو ذبح کرتے وقت اپنی امت کا ذکر بھی فرمایا جس کے لیے آپ ایصال ثواب کر رہے تھے۔ پہلی روایت میں تسمیہ وتکبیر سے پہلے آپ نے امت کا نام لیا اور دوسری روایت میں تسمیہ وتکبیر کہنے کے بعد ان کی وضاحت فرمائی جن کے لیے ایصال ثواب کیا جا رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے لیے جانور کو اگر کسی کی جانب منسوب کیا جائے تو اس کی حلت میں قطعاً کوئی فرق نہیں آتا خواہ بوقت ذبح بھی اس کا ذکر کر دیا جائے جس کے لیے ایصال ثواب کیا جا رہا ہو۔ بزرگوں کے لیے ایصال ثواب کرنے کی غرض سے جانور ذبح کرنے والے سچے اور پکے مسلمانوں پر بعض بدمذہبین زمانہ بڑی بے دردی سے کفر وشرک کی بمباری کرتے ہیں۔ ایصال ثواب کے گوشت دیگر کھانوں اور مٹھائی وغیرہ کو بھی حرام اور پلید بتاتے رہتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان میں سے جن حضرات کو اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں حاضری پر یقین اور روز پرسش پر اعتماد ہو وہ مذکورہ حدیث کے تحت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذاتی فعل کی روشنی میں اس مسئلے پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور ایسا فیصلہ ہرگز نہیں کریں گے جس کی رو سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذاتی فعل بھی ان کے کفر وشرک کی زد میں آتا ہو۔ واللہ ولی التوفیق۔

مانگ لو حق سے توفیقِ دیں مانگ لو

نورِ ایماں، صدقِ یقیں مانگ لو

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

اور آپ اپنی خواہش سے گفتگو نہیں فرماتے نہیں ہے وہ (گفتگو) مگر وحی جو آپ کی طرف کی جاتی ہے

احادیثِ نبویہ کا اوّلین جامع اور مستند مجموعہ

مؤطّا امام مالِک علیہ الرحمۃ (مکمّل)

ترجمہ و تحشیہ

علّامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری مدظلہ

مترجم

صحیح للبخاری سنن ابن ماجہ سنن ابوداؤد وغیرہا

ناشر

فرید بُک سٹال

اردو بازار

لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۷- كِتَابُ النِّكَاحِ

کتاب النکاح

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِطْبَةِ

۱- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ۔

۲- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيْرُ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا نُرٰى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ. أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ. فَتَرْكَنُ إِلَيْهِ. وَيَتَّفِقَانِ عَلٰى صَدَاقٍ وَاحِدٍ مَعْلُوْمٍ. وَقَدْ تَرَاضَيَا. فَهِيَ تَشْتَرِطُ عَلَيْهِ لِنَفْسِهَا. فَتِلْكَ الَّتِيْ نَهٰى أَنْ يَخْطُبَهَا الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ. وَلَمْ يَعْنِ بِذٰلِكَ إِذَا خَطَبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُوَافِقْهَا أَمْرُهُ. وَلَمْ تَرْكَنْ إِلَيْهِ، أَنْ لَا يَخْطُبَهَا أَحَدٌ. فَهٰذَا بَابُ فَسَادٍ يَدْخُلُ عَلَى النَّاسِ.

۳- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى- وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِيْ أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ

نکاح کے پیغام کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
کوئی تم میں سے اپنے مسلمان بھائی کے پیغام پر نکاح کا پیغام نہ دے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے۔

امام مالکؒ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے" کی تفسیر میں فرمایا کہ کوئی آدمی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے، وہ عورت اس کی جانب جھکے اور دونوں رضامندی سے ایک مہر مقرر کرلیں۔ ایسی صورت میں دوسرے آدمی کو اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام دینے سے منع فرمایا گیا اور اسکی ممانعت نہیں کی کہ کسی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا لیکن موافقت نہ ہوئی اور نہ عورت کا ادھر جھکاؤ ہوا کہ اس صورت میں کوئی پیغام نہ دے۔ بہرحال فساد اسی راستے سے لوگوں میں داخل ہوتا ہے

قاسم بن محمد ارشاد باری تعالیٰ: "اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو، اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے، ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں معروف

لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَعْرُوْفًا۔ أَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلْمَرْأَةِ ، وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا، إِنَّكِ عَلَيَّ لَكَرِيْمَةٌ . وَإِنِّي فِيْكِ لَرَاغِبٌ . وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا وَرِزْقًا . وَنَحْوُ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ.

ہے: (۲: ۲۳۵) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے کہے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو اور وہ عدت گزار رہی ہو کہ مجھے تو پسند ہے یا مجھے تیری جانب رغبت ہے یا اللہ تیرے لئے بھلائی اور روزی بھیجنے والا ہے یا اس جیسی کوئی اور بات۔

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ وَالْأَيِّمِ فِي أَنْفُسِهِمَا

کنواری اور شوہر دیدہ سے اجازت لینا

۴ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا . وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا))

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شوہر دیدہ اپنے نفس کا اپنے ولی کی نسبت زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اجازت لی جائے گی جبکہ خاموشی بھی اس کی اجازت ہے۔ ف

۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ إِلَّا بِإِذْنِ وَلِيِّهَا . أَوْ ذِي الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا. أَوِ السُّلْطَانِ.

امام مالک کو سعید بن مسیب سے یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عورت نکاح نہ کرے مگر اپنے ولی یا عقل مند اہل یا بادشاہ کی اجازت سے۔

ف ۔ عورت سے اذن لینے میں تفصیل ہے تمام صورتیں اور ان کے احکام حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ثیبہ بالغہ کے بارے میں تمام آئمہ وفقہاء کا اتفاق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں ہے جبکہ وہ عاقلہ بھی ہو اگر بڑی حد تک بے عقل ہو تو ولی کی اجازت کافی ہے۔

۲۔ باکرہ صغیرہ یعنی نابالغ کنواری لڑکی کے متعلق بھی سب کا اتفاق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر بھی نکاح کر سکتے ہیں۔ ولی کی اجازت سے نکاح ہو جائے گا۔

۳۔ ثیبہ صغیرہ یعنی وہ لڑکی جو نابالغہ اور شوہر دیدہ ہو تو احناف کے نزدیک اس کی اجازت کے بغیر ولی اس کا نکاح کر سکتا ہے اور ایسا کرنا جائز ہے جبکہ شافعیہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اس لڑکی سے اجازت لینا ہی ضروری ہے۔

۴۔ باکرہ بالغہ یعنی وہ کنواری لڑکی جو بالغہ ہو۔ احناف کے نزدیک بغیر اس کی اجازت کے نکاح جائز نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک جائز ہے۔

گویا احناف کے نزدیک بنائے ولایت بلوغ پر ہے۔ بالغہ ہو تو باکرہ ہو یا ثیبہ اس سے اجازت لینا ضروری ہے اور نابالغہ خواہ ثیبہ ہو یا باکرہ اس سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے شافعیہ کے نزدیک مبنائے ولایت ثیابت وبکارت ہے کہ ثیبہ سے ضرور اجازت لی جائے گی خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ اور باکرہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اگرچہ وہ بالغہ ہی کیوں نہ ہو۔ احادیث کی رو سے کنواری لڑکی کا بوقت اذن خاموش رہنا بھی رضامندی شمار ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، كَانَا يُنْكِحَانِ بَنَاتِهِمَا الْأَبْكَارَ، وَلَا يَسْتَأْمِرَانِهِنَّ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي نِكَاحِ الْأَبْكَارِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ لِلْبِكْرِ جَوَازٌ فِي مَالِهَا، حَتّٰى تَدْخُلَ بَيْتَهَا، وَيُعْرَفَ مِنْ حَالِهَا.

٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَسُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ، كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِي الْبِكْرِ، يُزَوِّجُهَا أَبُوْهَا بِغَيْرِ إِذْنِهَا: إِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اپنی کنواری کا نکاح کر دیتے اور ان سے اجازت نہ لیتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ کنواری کے نکاح کے بارے میں یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ کنواری کو اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں یہانتک کہ اپنے گھر میں داخل ہو جائے اور اسکے حال سے باخبر ہو جائے

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کنواری کے بارے میں فرمایا کرتے کہ باپ اس کی اجازت کے بغیر اس کی شادی کر دے تو یہ نکاح اس پر لازم ہو جاتا ہے۔

بَابٌ ٣ مَا جَاءَ فِي الصَّدَاقِ وَالْحِبَاءِ

مہر اور حباء کا بیان

٨- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ. فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلًا. فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ زَوِّجْنِيْهَا. إِنْ لَّمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا إِيَّاهُ؟) فَقَالَ: مَا عِنْدِيْ إِلَّا إِزَارِيْ هٰذَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ. فَالْتَمِسْ شَيْئًا) فَقَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا. قَالَ: (الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ) فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ؟) فَقَالَ: نَعَمْ، مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا. لِسُوَرٍ سَمَّاهَا. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (قَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ).

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی۔ یا رسول اللہ! میں نے خود کو آپ کے سپرد کیا۔ پس وہ کافی دیر کھڑی رہی تو ایک شخص کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا:۔ یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو اس کا میرے ساتھ نکاح کر دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے دینے کے لئے کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ عرض گزار ہوتے کہ میرے پاس اس تہمد کے سوا اور کچھ نہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ تم اسے دو گے تو خود بغیر تہمد کے بیٹھے رہو گے۔ لہٰذا کوئی چیز ڈھونڈو۔ عرض کی کہ مجھے کوئی چیز نہیں ملتی۔ فرمایا ڈھونڈو تو سہی خواہ لوہے کا چھلا ہو۔ انہوں نے ڈھونڈا مگر کچھ نہ پایا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کیا تمہیں قرآن کریم آتا ہے؟ عرض گزار ہوتے ہاں اور نام بتاتے کہ فلاں فلاں سورتیں آتی ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے قرآن مجید جانتے کے باعث میں نے تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ ق

٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ قَالَ. قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهَا جُنُونٌ أَوْ بَرَصٌ، فَمَسَّهَا، فَلَهَا صَدَاقُهَا كَامِلاً وَذَلِكَ لِزَوْجِهَا غُرْمٌ عَلَى وَلِيِّهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا يَكُونُ ذَلِكَ غُرْمًا عَلَى وَلِيِّهَا لِزَوْجِهَا. إِذَا كَانَ وَلِيُّهَا الَّذِي أَنْكَحَهَا، هُوَ أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا، أَوْ مَنْ يُرَى أَنَّهُ يَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهَا. فَأَمَّا إِذَا كَانَ وَلِيُّهَا الَّذِي أَنْكَحَهَا ابْنَ عَمٍّ، أَوْ مَوْلًى أَوْ مِنَ الْعَشِيرَةِ. مِمَّنْ يُرَى أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ غُرْمٌ. وَتُرَدُّ تِلْكَ الْمَرْأَةُ مَا أَخَذَتْهُ مِنْ صَدَاقِهَا. وَيُتْرَكُ لَهَا قَدْرُ مَا تُسْتَحَلُّ بِهِ.

١٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَةَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأُمُّهَا بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، كَانَتْ تَحْتَ ابْنٍ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ. فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا. وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا صَدَاقًا. فَابْتَغَتْ أُمُّهَا صَدَاقَهَا. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: لَيْسَ لَهَا صَدَاقٌ. وَلَوْ كَانَ لَهَا صَدَاقٌ لَمْ نُمْسِكْهُ، وَلَمْ نَظْلِمْهَا. فَأَبَتْ أُمُّهَا أَنْ تَقْبَلَ ذَلِكَ. فَجَعَلُوا بَيْنَهُمْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ. فَقَضَى أَنْ لَا صَدَاقَ لَهَا. وَلَهَا الْمِيرَاثُ.

١١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ فِي خِلَافَتِهِ إِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ: أَنَّ كُلَّ مَا اشْتَرَطَ الْمُنْكِحُ، مَنْ كَانَ أَبًا أَوْ غَيْرَهُ، مِنْ حِبَاءٍ أَوْ كَرَامَةٍ. فَهُوَ لِلْمَرْأَةِ إِنِ ابْتَغَتْهُ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمَرْأَةِ يُنْكِحُهَا أَبُوهَا وَيَشْتَرِطُ فِي صَدَاقِهَا الْحِبَاءَ يُحْبَى بِهِ: إِنَّ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اسے جنون، جذام یا کوڑھ کی بیماری ہو، پھر اس سے جماع کرے تو عورت کو پورا مہر ادا کرے گا اور خاوند اسے اس عورت کے ولی سے وصول کرے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ بیوی کے ولی کو یہ تاوان اس صورت میں ادا کرنا ہوگا جبکہ اس کا نکاح کرنے والا ولی اس کا باپ یا بھائی ہو یا ایسا شخص جس کو یہ بات معلوم تھی لیکن اس کے نکاح کا ولی اگر چچازاد بھائی یا آزاد کردہ غلام ہو یا دور کا رشتہ دار ہو، جسے اس بات کا علم نہ ہو تو اسے یہ تاوان ادا نہیں کرنا پڑے گا بلکہ اس عورت سے مہر واپس کروایا جائے گا اور صرف اتنا چھوڑ دیا جائے گا جس سے وہ اس کے لئے حلال ہو۔

نافع کا بیان ہے کہ عبیداللہ بن عمر کی صاحبزادی جن کی والدہ زید بن خطاب کی بیٹی تھیں یہ حضرت عبداللہ بن عمر کے صاحبزادے کے نکاح میں تھیں۔ صاحبزادے کا انتقال ہو گیا اور اس نے صحبت نہیں کی تھی اور مہر بھی مقرر نہیں ہوا تھا۔ اس کی والدہ نے مہر کا مطالبہ کیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ یہ مہر کی حق دار نہیں۔ اگر حق دار ہوتی تو ہم مہر نہ روکتے اور اس پر ظلم نہ کرتے۔ اس کی والدہ نے یہ بات نہ مانی اور فریقین نے حضرت زید بن ثابت پر بات رکھی۔ انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ عورت کو مہر نہیں ملے گا اور یہ میراث کی حق دار ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد خلافت میں اپنے ایک عامل کے لئے لکھا کہ نکاح کرنے والا خواہ وہ باپ ہو یا دوسرا شخص، اگر وہ تحفہ یا ہدیہ کی شرط رکھے تو مطالبہ کرنے پر وہ چیز عورت کو ملے گی۔

امام مالک نے اس عورت کے متعلق فرمایا جس کا نکاح اس کے باپ نے کیا اور اس کے مہر میں کچھ تحفہ دینے کی شرط رکھے۔ اگر

حاشیہ صفحہ گزشتہ

ف۔ مہر سے متعلق اس حدیث کے مفہوم و مطالب میں فقہا نے بہت گفتگو کی اور مختلف معانی اور صورتیں تحریر کی ہیں حضرات احناف کا موقف یہ ہے کہ جہاں مہر کا ذکر نہ آئے وہاں مہر مثل دینا لازم آتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

يَقَعُ بِهِ النِّكَاحُ، فَهُوَ لِابْنَتِهِ إِنِ ابْتَغَتْهُ. وَإِنْ فَارَقَهَا
زَوْجُهَا، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَلِزَوْجِهَا شَطْرُ الْحِبَاءِ
الَّذِي وَقَعَ بِهِ النِّكَاحُ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يُزَوِّجُ ابْنَهُ صَغِيرًا لَا
مَالَ لَهُ: إِنَّ الصَّدَاقَ عَلَى أَبِيهِ، إِذَا كَانَ الْغُلَامُ يَوْمَ
تَزَوَّجَ لَا مَالَ لَهُ. وَإِنْ كَانَ لِلْغُلَامِ مَالٌ فَالصَّدَاقُ فِي
أَنْ يُسَمِّيَ الْأَبُ أَنَّ الصَّدَاقَ عَلَيْهِ. وَذٰلِكَ النِّكَاحُ
ثَابِتٌ عَلَى الِابْنِ إِذَا كَانَ صَغِيرًا. وَكَانَ فِي وِلَايَةِ أَبِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي طَلَاقِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ
يَدْخُلَ بِهَا وَهِيَ بِكْرٌ، فَيَعْفُو أَبُوهَا عَنْ نِصْفِ الصَّدَاقِ
ذٰلِكَ جَائِزٌ لِزَوْجِهَا مِنْ أَبِيهَا فِيمَا وَضَعَ عَنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
قَالَ فِي كِتَابِهِ - إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ - فَهُنَّ النِّسَاءُ اللَّاتِي
قَدْ دُخِلَ بِهِنَّ - أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ
فَهُوَ الْأَبُ فِي ابْنَتِهِ الْبِكْرِ، وَالسَّيِّدُ فِي أَمَتِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.
وَالَّذِي عَلَيْهِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْيَهُودِيَّةِ أَوِ النَّصْرَانِيَّةِ تَحْتَ
الْيَهُودِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ، فَتُسْلِمُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا:
إِنَّهُ لَا صَدَاقَ لَهَا

قَالَ مَالِكٌ: لَا أَرَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ بِأَقَلَّ
مِنْ رُبْعِ دِينَارٍ. وَذٰلِكَ أَدْنَى مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ

بَابُ إِرْخَاءِ السُّتُورِ

١٢- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ
سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ قَضَى فِي الْمَرْأَةِ إِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ
أُرْخِيَتِ السُّتُورُ، فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ.

١٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ

وہ ایسی چیز طلب کی ہے جس سے نکاح واقع ہوتا ہے تو مطالبے پر
تحفہ اس کی بیٹی کو ملے گا۔ اور خاوند اگر صحبت کرنے سے پہلے اس سے
جدا ہو گیا تو جسکے ذریعے نکاح واقع ہوا ہے اس نصف تحفے کا حق دار خاوند ہے

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے کم سن لڑکے
کی شادی کی جسکا کوئی مال نہیں مہر اسکے باپ پر ہوگا جبکہ شادی کے روز
لڑکے کا ذاتی مال نہ ہو اور اگر لڑکے کے پاس مال ہو تو مہر لڑکے کے مال
سے دیا جائے گا۔ ماسوائے اس کے کہ باپ کہہ دے کہ مہر اس پر ہے
اور لڑکے کا یہ نکاح واقع ہو جاتا ہے گا جبکہ وہ نابالغ اور اپنے والد کی تحویل میں ہو

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے صحبت
سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ کنواری ہے پس اس کا باپ
نصف مہر معاف کر دے تو خاوند کیلئے وہ وضع کر لینا جائز ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
"مگر جو عورتیں معاف کر دیں" یہ تو وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ دخول
ہو چکا "یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے"
اور وہ کنواری کا باپ اور لونڈی کا آقا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں یہی میں نے سنا اور
ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے اس یہودیہ اور نصرانیہ کے بارے میں فرمایا
جو یہودی یا نصرانی کے نکاح میں ہو۔ پھر عورت دخول سے پہلے مسلمان
ہو جاتی ہے تو اسے مہر نہیں ملے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک چوتھائی دینار سے کم مہر
نہیں ہوتا اور یہ وہ کم سے کم مقدار ہے جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے۔

خلوت صحیحہ کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کے بارے
میں فیصلہ فرمایا جس سے ایک آدمی نے نکاح کیا تھا کہ جب تمام
پردے اٹھ جائیں تو مہر واجب ہو گیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب

زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَأَتِهِ فَأُرْخِيَتْ عَلَيْهَا السُّتُورُ، فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ.

آدمی اپنی بیوی کے پاس جاتے اور خلوت میں ہو جاتے تو مہر واجب ہو گیا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا، صُدِّقَ الرَّجُلُ عَلَيْهَا. وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ، صُدِّقَتْ عَلَيْهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ جب آدمی عورت کے گھر میں داخل ہو گیا تو خاوند کی تصدیق ہو گئی اور جب عورت مرد کے گھر میں داخل ہو گئی تو عورت کی تصدیق ہو گئی۔

قَالَ مَالِكٌ: أَرَى ذَلِكَ فِي الْمَسِيسِ. إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا فِي بَيْتِهَا فَقَالَتْ قَدْ مَسَّنِي، وَقَالَ لَمْ أَمَسَّهَا، صُدِّقَ عَلَيْهَا. فَإِنْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ. فَقَالَ لَمْ أَمَسَّهَا. وَقَالَتْ قَدْ مَسَّنِي، صُدِّقَتْ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ چھونے کے بارے میں میرا خیال ہے کہ جب مرد عورت کے گھر میں داخل ہوا۔ عورت کہتی ہے کہ اس نے مجھ سے جماع کیا، مرد کہے کہ میں نے نہیں کیا تو مرد کے بیان کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر عورت مرد کے گھر میں داخل ہوئی۔ مرد کہتا ہے کہ میں نے اسے ہاتھ نہیں لگایا اور عورت کہتی ہے کہ لگایا ہے، تو عورت پر اعتبار کیا جائے گا۔

بَابُ الْمُقَامِ عِنْدَ الْبِكْرِ وَالْأَيِّمِ

شوہر دیدہ اور کنواری کے پاس رہنے کا بیان

۱۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ. عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ أَبِيهِ. أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ، وَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ، قَالَ لَهَا: لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ. إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ. وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ، فَقَالَتْ: ثَلِّثْ.

حضرت ابوبکر بن عبد الرحمٰن مخزومی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو ان کے پاس رات گزار کر فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے خاندان میں رسوا نہیں کروں گا، اگر تم چاہو تو میں سات روز تمہارے پاس رہوں اور اسی حساب سے دوسری بیویوں کے پاس رہوں اور اگر تم چاہو تو تین دن تمہارے پاس رہوں اور دوسری بیویوں کے پاس حسب معمول؟ پس انہوں نے تین دن کے لئے کہا۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لِلْبِكْرِ سَبْعٌ، وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کنواری کے لئے سات اور شوہر دیدہ کے لئے تین راتیں ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی حکم ہمارے نزدیک ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ غَيْرُ الَّتِي تَزَوَّجَ. فَإِنَّهُ يَقْسِمُ بَيْنَهُمَا. بَعْدَ أَنْ تَمْضِيَ أَيَّامُ الَّتِي تَزَوَّجَ بِالسَّوَاءِ. وَلَا يَحْسِبُ عَلَى الَّتِي تَزَوَّجَ، مَا أَقَامَ عِنْدَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت سے شادی کی ہے اگر اس آدمی کی اس کے سوا بھی بیویاں ہوں تو نئی نویلی کے پاس چند یوم گزار کر سب کی برابر باری مقرر کرے گا اور نو بیاہتا کے یہ دن باری میں شمار نہیں ہوں گے۔

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

۱۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَشْتَرِطُ عَلَى زَوْجِهَا أَنَّهُ لَا يَخْرُجُ بِهَا مِنْ بَلَدِهَا. فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: يَخْرُجُ بِهَا إِنْ شَاءَ.

قَالَ مَالِكٌ: فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ إِذَا شَرَطَ الرَّجُلُ لِلْمَرْأَةِ، وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ، أَنْ لَا أَنْكِحَ عَلَيْكِ، وَلَا أَتَسَرَّرَ: إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِشَيْءٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي ذٰلِكَ يَمِينٌ بِطَلَاقٍ، أَوْ عَتَاقَةٍ، فَيَجِبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَيَلْزَمُهُ.

نکاح میں جو شرطیں درست نہیں

سعید بن مسیب سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے خاوند سے یہ شرط رکھی کہ اسے اس کے شہر سے نہیں نکالا جائے گا۔ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو لے جا سکتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جب آدمی عورت سے شرط رکھے تو اگر وہ نکاح کے وقت رکھی جیسے میں دوسرا نکاح نہیں کروں گا یا لونڈی نہیں رکھوں گا۔ تو یہ فضول بات ہے ماسوائے اس صورت کے کہ اس نے طلاق وعتاق کو اس پر موقوف رکھا ہو۔ دریں حالت یہ بات اس پر واجب ولازم ہو جائیگی۔

بَابُ نِكَاحِ الْمُحَلِّلِ وَمَا أَشْبَهَهُ

۱۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ رِفَاعَةَ بْنَ سِمْوَالٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، تَمِيمَةَ بِنْتَ وَهْبٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا. فَنَكَحَتْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الزُّبَيْرِ. فَاعْتَرَضَ عَنْهَا. فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمَسَّهَا. فَفَارَقَهَا. فَأَرَادَ رِفَاعَةُ أَنْ يَنْكِحَهَا. وَهُوَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَنَهَاهُ عَنْ تَزْوِيجِهَا. وَقَالَ «لَا تَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ».

۱۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ. فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ. فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَا. حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا.

حلالہ اور اس کے مشابہ نکاح کا بیان

زبیر بن عبدالرحمٰن بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں حضرت رفاعہ بن سموال نے اپنی بیوی حضرت تمیمہ بنت وہب کو تین طلاقیں دے دیں تو انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا۔ وہ اپنی بیوی پر قادر نہ ہو سکے اور اسے چھوڑ دیا۔ حضرت رفاعہ نے اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا جو اس کے پہلے خاوند تھے اور اسے طلاق دے دی تھی۔ جب اس بات کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ نے انہیں اُن کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمہارے لئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں۔ پھر عورت نے دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا۔ دوسرے نے جماع کرنے سے پہلے طلاق دے دی۔ کیا پہلے خاوند کے لئے اس سے نکاح کرنا درست ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ درست نہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے کا ذائقہ چکھ لے۔

١٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ. ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ. فَمَاتَ عَنْهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا. هَلْ يَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يُرَاجِعَهَا؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: لَا يَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يُرَاجِعَهَا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُحَلِّلِ: إِنَّهُ لَا يُقِيمُ عَلَى نِكَاحِهِ ذَلِكَ، حَتَّى يَسْتَقْبِلَ نِكَاحًا جَدِيدًا. فَإِنْ أَصَابَهَا فِي ذَلِكَ، فَلَهَا مَهْرُهَا.

قاسم بن محمد سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر عورت نے دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا۔ دوسرا جماع کرنے سے پہلے فوت ہو گیا کیا پہلے خاوند کو اس عورت سے رجوع کرنا حلال ہے؟ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ پہلے خاوند کو اس سے رجوع کرنا حلال نہیں ہے۔ امام مالک نے حاملہ کے بارے میں فرمایا کہ اس نیت سے کیا ہوا نکاح واقع نہیں ہوگا جب تک جدید نکاح نہ کرے۔ اگر مرد جماع کر چکا تو عورت پورے مہر کی حقدار ہوگی۔

بَابُ مَا لَا يُجْمَعُ بَيْنَهُ مِنَ النِّسَاءِ

جن عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں

٢٠ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا، وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کو اس کی پھوپھی کے ساتھ جمع نہ کرو اور نہ عورت کو اس کی خالہ کے ساتھ۔

٢١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: يُنْهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا ——— أَوْ عَلَى خَالَتِهَا. وَأَنْ يَطَأَ الرَّجُلُ وَلِيدَةً. وَفِي بَطْنِهَا جَنِينٌ لِغَيْرِهِ.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ پھوپھی کے اوپر بھتیجی اور خالہ کے اوپر بھانجی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور اس لونڈی کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کیا گیا ہے جس کے پیٹ میں دوسرے کا بچہ ہو۔

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنْ نِكَاحِ الرَّجُلِ أُمَّ امْرَأَتِهِ

ساس سے نکاح جائز نہیں

٢٢ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا. هَلْ تَحِلُّ لَهُ أُمُّهَا؟ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: لَا. الْأُمُّ مُبْهَمَةٌ. لَيْسَ فِيهَا شَرْطٌ. وَإِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی پھر صحبت کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دیا۔ کیا اس عورت کی والدہ اس آدمی کے لئے حلال ہے؟ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ حلال نہیں ہے کیونکہ بغیر کسی شرط کے ساس سے نکاح کرنا حرام فرمایا گیا ہے اور شرط تو گود کھلائی ہوئی لڑکیوں کے بارے میں ہے۔

٢٣ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ اسْتُفْتِيَ وَهُوَ بِالْكُوفَةِ. عَنْ نِكَاحِ الْأُمِّ بَعْدَ الْابْنَةِ، إِذَا لَمْ تَكُنِ الْابْنَةُ مُسَّتْ. فَأَرْخَصَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوفہ میں بیٹی کے بعد ماں سے نکاح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا جبکہ بیٹی سے صحبت نہ کی ہو۔ پس انہوں نے اس کی اجازت دی پھر جب

فِي ذٰلِكَ. ثُمَّ إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ، فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا قَالَ: وَ إِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ. فَرَجَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِلَى الْكُوْفَةِ. فَلَمْ يَصِلْ إِلٰى مَنْزِلِهِ. حَتّٰى أَتَى الرَّجُلَ الَّذِيْ أَفْتَاهُ بِذٰلِكَ. فَأَمَرَهُ أَنْ يُفَارِقَ امْرَأَتَهُ.

حضرت ابن مسعود وارد مدینہ منورہ ہوتے اور اس بارے میں دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ بات یوں نہیں ہے اور شرط تو گود کھلائی ہوئی لڑکیوں کے بارے میں ہے۔ جب حضرت ابن مسعود واپس کوفہ لوٹے تو جس آدمی کو فتویٰ دیا تھا اس کے گھر تشریف لے گئے اور اسے عورت کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ تَكُوْنُ تَحْتَهُ الْمَرْأَةُ، ثُمَّ يَنْكِحُ أُمَّهَا فَيُصِيْبُهَا. إِنَّهَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ. وَيُفَارِقُهُمَا جَمِيْعًا. وَيَحْرُمَانِ عَلَيْهِ أَبَدًا. إِذَا كَانَ قَدْ أَصَابَ الْأُمَّ. فَإِنْ لَمْ يُصِبِ الْأُمَّ. لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ، وَفَارَقَ الْأُمَّ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے نکاح میں ایک عورت ہے۔ پھر وہ اس کی والدہ کے ساتھ نکاح کر کے اس سے صحبت کر لیتا ہے۔ اس صورت میں بیوی اس پر حرام ہوگئی اور دونوں کو چھوڑے گا کیونکہ ماں سے صحبت کرنے کے باعث دونوں ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئیں۔ اگر والدہ سے صحبت نہ کی ہو تو

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ يَنْكِحُ أُمَّهَا فَيُصِيْبُهَا. أَنَّهُ لَا تَحِلُّ لَهُ أُمُّهَا أَبَدًا وَلَا تَحِلُّ لِأَبِيْهِ. وَلَا لِابْنِهِ. وَلَا تَحِلُّ لَهُ ابْنَتُهَا، وَ تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ.

اور امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک عورت سے شادی کی، پھر اس عورت کی والدہ سے نکاح کر کے اسکے ساتھ صحبت کی۔ دریں حالات ماں کی والدہ اسکے لئے کبھی حلال نہیں ہوگی اور نہ اس کے بیٹے کے لئے اور اس آدمی کے لئے اس کی بیٹی حلال نہیں رہے گی

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا الزِّنَا فَإِنَّهُ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ. لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ- وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ- فَإِنَّمَا حَرَّمَ مَا كَانَ تَزْوِيْجًا، وَلَمْ يَذْكُرْ تَحْرِيْمَ الزِّنَا. فَكُلُّ تَزْوِيْجٍ كَانَ عَلٰى وَجْهِ الْحَلَالِ يُصِيْبُ صَاحِبُهُ امْرَأَتَهُ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ التَّزْوِيْجِ الْحَلَالِ.

امام مالک نے فرمایا کہ زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیویوں کی ماؤں کو حرام فرمایا ہے۔ پس نکاح کی وجہ سے حرام قرار دیا اور زنا کی وجہ سے حرمت کا ذکر نہیں فرمایا۔ پس ہر نکاح جو حلال طریقے سے ہوا اور خاوند نے بیوی سے صحبت کی تو وہ حلال نکاح کی جگہ شمار ہوگا۔

فَهٰذَا الَّذِيْ سَمِعْتُ. وَالَّذِيْ عَلَيْهِ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا.

میں نے یہی سنا ہے اور ہمارے نزدیک لوگوں کے لئے یہی حکم ہے۔

بَابُ نِكَاحِ الرَّجُلِ أُمَّ امْرَأَةٍ قَدْ أَصَابَهَا عَلٰى وَجْهِ مَا يُكْرَهُ

جس عورت سے زنا کیا اس کی ماں سے نکاح کرنا

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَزْنِيْ بِالْمَرْأَةِ، فَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ فِيْهَا. إِنَّهُ يَنْكِحُ ابْنَتَهَا. وَيَنْكِحُهَا ابْنُهُ إِنْ شَاءَ وَ ذٰلِكَ أَنَّهُ أَصَابَهَا حَرَامًا. وَإِنَّمَا الَّذِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ، مَا أُصِيْبَ بِالْحَلَالِ أَوْ عَلٰى وَجْهِ الشُّبْهَةِ بِالنِّكَاحِ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کسی عورت سے زنا کیا اور اس کی اس پر حد قائم ہوئی وہ اس کی بیٹی سے نکاح کرے یا اس کا بیٹا چاہے تو اسی عورت سے نکاح کرے کیونکہ جو اس نے کیا اسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے وہ حلال طریقے سے

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى - وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ.

قَالَ مَالِكٌ: فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا نَكَحَ امْرَاَةً فِيْ عِدَّتِهَا نِكَاحًا حَلَالًا. فَاَصَابَهَا حَرُمَتْ عَلٰى ابْنِهِ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا. وَذٰلِكَ اَنَّ اَبَاهُ نَكَحَهَا عَلٰى وَجْهِ الْحَلَالِ، لَا يُقَامُ عَلَيْهِ فِيْهِ الْحَدُّ. وَيُلْحَقُ بِهِ الْوَلَدُ الَّذِيْ يُوْلَدُ فِيْهِ، بِاَبِيْهِ. وَكَمَا حَرُمَتْ عَلٰى ابْنِهِ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا اَبُوْهُ فِيْ عِدَّتِهَا، وَاَصَابَهَا فَكَذٰلِكَ يَحْرُمُ عَلَى الْاَبِ ابْنَتُهَا اِذَا هُوَ اَصَابَ اُمَّهَا.

بَابُ جَامِعِ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ النِّكَاحِ

۲۴ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ. وَالشِّغَارُ اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلٰى اَنْ يُزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهُ. لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

۲۵ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ؛ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ. فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ. فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

۲۶ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ؛ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اُتِيَ بِنِكَاحٍ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ اِلَّا رَجُلٌ وَامْرَاَةٌ. فَقَالَ هٰذَا نِكَاحُ السِّرِّ. وَلَا اُجِيْزُهُ. وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهِ لَرَجَمْتُ.

۲۷ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ. وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ اَنَّ طُلَيْحَةَ الْاَسَدِيَّةَ. كَانَتْ تَحْتَ رُشَيْدٍ الثَّقَفِيِّ فَطَلَّقَهَا فَنَكَحَتْ فِيْ عِدَّتِهَا. فَضَرَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. وَضَرَبَ

صحبت نہیں کی یا نکاح کے شبہ میں نہیں کی جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی کسی عورت سے عدت کے دوران حلال طریقے سے نکاح کرے، پھر اس کے ساتھ صحبت کرے تو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہو گئی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے باپ نے حلال طریقے پر اس سے نکاح کیا اور اس فعل کے باعث اس پر حد قائم نہیں ہوتی اور اس سے جو لڑکا پیدا ہو گا وہ اسی کی جانب منسوب ہو گا یعنی اپنے باپ کی طرف اور جس طرح اس عورت سے نکاح کرنا اس کے بیٹے پر حرام ہے جبکہ عدت میں اس کے باپ نے ۲

جو نکاح جائز نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے شغار یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی دوسرے کے نکاح میں دے کہ دوسرا اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کر دے اور دونوں جانب مہر بالکل نہ ہو۔

حضرت خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد محترم نے ان کا نکاح کر دیا جبکہ وہ شوہر دیدہ تھیں اور انہوں نے اس نکاح کو ناپسند کیا۔ پس یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئیں تو آپ نے ان کے نکاح کو رد فرما دیا۔

زبیر مکی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسا نکاح آیا جس پر ایک مرد گواہ تھا اور ایک عورت۔ فرمایا کہ یہ چوری چھپے کا نکاح ہے جسے میں جائز قرار نہیں دیتا۔ اگر میں پیش قدمی کرتا تو ضرور رجم کرتا۔

سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ طلیحہ اسدیہ، یہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھی۔ اس نے انہیں طلاق دے دی۔ اس نے عدت کے دوران نکاح کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پیٹا اور اس کے خاوند کو کئی درے مارے اور ان کے

زَوْجُهَا بِالْمِخْفَقَةِ ضَرَبَاتٍ. وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ نُكِحَتْ فِي عِدَّتِهَا. فَإِنْ كَانَ زَوْجُهَا الَّذِي تَزَوَّجَهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا، فُرِّقَ بَيْنَهُمَا. ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنْ زَوْجِهَا الْأَوَّلِ. ثُمَّ كَانَ الْآخَرُ خَاطِبًا مِنَ الْخُطَّابِ. وَإِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا، فُرِّقَ بَيْنَهُمَا. ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا الْأَوَّلِ. ثُمَّ اعْتَدَّتْ مِنَ الْآخَرِ. ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: وَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْهَا.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ، يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا، فَتَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا: إِنَّهَا لَا تَنْكِحُ إِنِ ارْتَابَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا، حَتَّى تَسْتَبْرِئَ نَفْسَهَا مِنْ تِلْكَ الرِّيبَةِ، إِذَا خَافَتِ الْحَمْلَ.

درمیان تفریق کروادی۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ جو عورت عدت میں نکاح کرے۔ اگر اس کا خاوند جس سے نکاح کیا ہے اس کے ساتھ خلوت صیحہ نہیں کر چکا تو ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا۔ پھر عورت پہلے خاوند کی باقی عدت پوری کرے گی۔ اس کے بعد وہ شخص پیغام دے سکتا ہے اور اگر یہ عورت کے ساتھ خلوت صیحہ کر چکا تو ان دونوں کو جدا کیا جائے گا، پھر عورت پہلی بقیہ عدت گزارے گی اور اسکے بعد دوسرے خاوند کی عدت پوری کریگی، پھر یہ دونوں کبھی اکٹھے نہیں ہونگے۔

امام مالک کا بیان ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ عورت دوسرے خاوند سے جائز مہر کی حق دار ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد عورت کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس کا خاوند فوت ہو جائے تو چار مہینے دس دن عدت گزارے۔ اگر اس عورت کو حمل کا شک ہو تو جب تک یہ شک دور نہ ہو جائے اس وقت تک نکاح نہ کرے۔

بَابُ ۱۲ نِكَاحِ الْأَمَةِ عَلَى الْحُرَّةِ

آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح

۲۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ. فَأَرَادَ أَنْ يَنْكِحَ عَلَيْهَا أَمَةً. فَكَرِهَا أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا.

۲۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَا تُنْكَحُ الْأَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ. إِلَّا أَنْ تَشَاءَ الْحُرَّةُ. فَإِنْ طَاعَتِ الْحُرَّةُ، فَلَهَا الثُّلُثَانِ مِنَ الْقَسْمِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَنْبَغِي لِحُرٍّ أَنْ يَتَزَوَّجَ أَمَةً، وَهُوَ يَجِدُ طَوْلًا لِحُرَّةٍ. وَلَا يَتَزَوَّجُ أَمَةً إِذَا لَمْ يَجِدْ طَوْلًا لِحُرَّةٍ. إِلَّا أَنْ يَخْشَى الْعَنَتَ. وَذٰلِكَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ - وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ - وَقَالَ - ذٰلِكَ لِمَنْ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے نکاح میں آزاد عورت ہو، پھر وہ کسی لونڈی سے بھی نکاح کرنا چاہے۔ دونوں حضرات نے اسطرح اکٹھا کرنے کو ناپسند فرمایا۔

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ آزاد عورت پر لونڈی کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے مگر جبکہ آزاد عورت رضا مند ہو۔ اگر آزاد عورت رضا مند ہو تو اس کی باری دگنی ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد مرد کے لئے مناسب نہیں ہے کہ لونڈی سے نکاح کرے جبکہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت ہو۔ اگر آزاد عورت سے نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تب بھی لونڈی سے نکاح نہ کرے مگر جبکہ بدکاری میں پھنسنے کا ڈر ہو۔ یہ اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور تم میں بے مقدوری کے باعث جنکے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والی نہ ہوں تو انسے نکاح نہ کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان

حَتّٰى الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَنَتُ هُوَ الزِّنَا ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمْلِكُ امْرَأَتَهُ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ فَفَارَقَهَا

۳۰ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْأَمَةَ ثَلَاثًا، ثُمَّ يَشْتَرِيهَا: إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ، حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۔

۳۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ زَوَّجَ عَبْدًا لَهُ جَارِيَةً، فَطَلَّقَهَا الْعَبْدُ الْبَتَّةَ، ثُمَّ وَهَبَهَا سَيِّدُهَا لَهُ. هَلْ تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ الْيَمِينِ؟ فَقَالَا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۔

۳۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ أَمَةٌ مَمْلُوكَةٌ فَاشْتَرَاهَا وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً. فَقَالَ: تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ يَمِينِهِ مَا لَمْ يَبُتَّ طَلَاقَهَا. فَإِنْ بَتَّ طَلَاقَهَا. فَلَا تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ يَمِينِهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَنْكِحُ الْأَمَةَ فَتَلِدُ مِنْهُ ثُمَّ يَبْتَاعُهَا: إِنَّهَا لَا تَكُونُ أُمَّ وَلَدٍ لَهُ، بِذٰلِكَ الْوَلَدِ الَّذِي وَلَدَتْ مِنْهُ، وَهِيَ لِغَيْرِهِ، حَتّٰى تَلِدَ مِنْهُ، وَهِيَ فِي مِلْكِهِ بَعْدَ ابْتِيَاعِهِ إِيَّاهَا ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنِ اشْتَرَاهَا وَهِيَ حَامِلٌ مِنْهُ، ثُمَّ وَضَعَتْ عِنْدَهُ، كَانَتْ أُمَّ وَلَدِهِ بِذٰلِكَ الْحَمْلِ فِيمَا نُرَى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ۔

والی کنیز بہتر ہے (۴: ۲۵) اور فرمایا یہ اسکے لئے ہے جسے تم میں گناہ کا اندیشہ ہو (۴: ۲۵)

امام مالک نے فرمایا کہ اَلْعَنَتُ سے مراد زنا ہے۔

لونڈی کو تین طلاق دینے کے بعد خریدنا

ابو عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے بارے میں فرمایا کرتے جو لونڈی کو تین طلاق دینے کے بعد خریدے کہ یہ اس کے لئے حلال نہیں ہے جب تک لونڈی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنے غلام کا ایک لونڈی سے نکاح کیا۔ پھر غلام نے اسے تین طلاق دے دیں۔ پھر آقا نے وہ لونڈی غلام کو ہبہ کر دی کیا غلام کیلئے وہ ملک یمین کے طور پر حلال ہے؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ وہ اسکے لئے حلال نہیں ہے جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

ابن شہاب نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے نکاح میں لونڈی ہے اور وہ اس کی زرخرید مملوکہ ہو اور اس آدمی نے لونڈی کو ایک طلاق دے دی۔ فرمایا کہ وہ اس کے لیے ملک یمین کے طور پر حلال رہے گی جب تک تین طلاق نہ دے۔ اگر تین طلاق دے دیں تو پھر ملک یمین کے طور پر حلال نہیں رہے گی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے لونڈی سے نکاح کیا پھر اس سے بچہ پیدا ہوا پھر اسے خریدے تو اسکے لئے وہ ام ولد نہیں ہوگی، اس بچے کی وجہ سے جو اس سے پیدا ہوا اور وہ دوسرے کی ہوگئی، جب تک وہ اسکی ملکیت میں رہتے ہوئے اس سے بچہ نہ جنے اسی سے خریدنے کے بعد۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس نے حاملہ لونڈی خریدی جبکہ حمل اسی کا تھا۔ پھر اس کے پاس بچہ جنا تو یہ حمل جو ظاہر ہوا اس کے باعث وہ اُمّ ولد ہوگی۔ آگے اللہ بہتر جانے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِصَابَةِ الْأُخْتَيْنِ بِمِلْكِ الْيَمِينِ، وَالْمَرْأَةِ وَابْنَتِهَا

دو بہنوں یا ماں بیٹی کو ملک یمین سے رکھنا

۳۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ وَابْنَتِهَا مِنْ مِلْكِ الْيَمِينِ تُوطَأُ إِحْدَاهُمَا بَعْدَ الْأُخْرَى. فَقَالَ عُمَرُ: مَا أُحِبُّ أَنْ أَخْبُرَهُمَا جَمِيعًا. وَنَهَى عَنْ ذَلِكَ.

عبیداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ماں بیٹی کسی کی ملک یمین میں ہوں تو کیا وہ ایک کے بعد دوسری سے صحبت کر سکتا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اس طرح جمع کرنے کو پسند نہیں کرتا اور اس سے منع فرمایا۔

۳۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ؛ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ عَنِ الْأُخْتَيْنِ مِنْ مِلْكِ الْيَمِينِ. هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا؟ فَقَالَ عُثْمَانُ: أَحَلَّتْهُمَا آيَةٌ. وَحَرَّمَتْهُمَا آيَةٌ. فَأَمَّا أَنَا فَلَا أُحِبُّ أَنْ أَصْنَعَ ذَلِكَ.

قَالَ: فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ، فَلَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: لَوْ كَانَ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، ثُمَّ وَجَدْتُ أَحَدًا فَعَلَ ذَلِكَ، لَجَعَلْتُهُ نَكَالًا.

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أُرَاهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.

قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو بہنوں کو ملک یمین کے طور پر رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا انہیں جمع کیا جا سکتا ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا کہ ایک آیت اسے حلال قرار دیتی ہے اور ایک آیت اسے حرام ٹھہراتی ہے لیکن ایسا کرنے کو میں پسند نہیں کرتا۔

ان کا بیان ہے کہ پھر وہ ان کے پاس سے چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے ملا اور اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اگر مجھے اختیار ہوتا، پھر کسی کو ایسا کرتے دیکھتا تو اسے عبرت ناک سزا دیتا۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ حضرت علی تھے۔

۳۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مِثْلُ ذَلِكَ.

امام مالک کو حضرت زبیر بن عوام سے بھی یہی بات پہنچی۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْأَمَةِ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ فَيُصِيبُهَا، ثُمَّ يُرِيدُ أَنْ يُصِيبَ أُخْتَهَا: إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى يُحَرِّمَ عَلَيْهِ فَرْجَ أُخْتِهَا. بِنِكَاحٍ، أَوْ عِتَاقَةٍ أَوْ كِتَابَةٍ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ يُزَوِّجُهَا عَبْدَهُ، أَوْ غَيْرَ عَبْدِهِ.

امام مالک نے لونڈی کے متعلق فرمایا جو کسی کے پاس ہو اور وہ اس سے صحبت کرے، پھر وہ اس کی بہن سے صحبت کرنا چاہے تو یہ اس کے لئے حلال نہیں ہے جب تک اس کی بہن کی شرمگاہ کو اپنے اوپر حرام نہ کرے نکاح، آزادی، کتابت اور ایسی ہی بات سے مثلاً اپنے غلام یا دوسرے شخص سے اس کی شادی کر دے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يُصِيبَ الرَّجُلُ أَمَةً كَانَتْ لِأَبِيهِ

باپ کی لونڈی سے صحبت نہ کرے

۳۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهَبَ لِابْنِهِ جَارِيَةً. فَقَالَ: لَا تَمَسَّهَا. فَإِنِّي قَدْ كَشَفْتُهَا.

نے اپنے صاحبزادے کو لونڈی ہبہ کر کے فرمایا کہ اسے ہاتھ نہ لگانا کیونکہ میں نے اسے بے پردہ کیا تھا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ: أَنَّهُ قَالَ: وَهَبَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لِابْنِهِ جَارِيَةً. فَقَالَ: لَا تَقْرَبْهَا. فَإِنِّي قَدْ أَرَدْتُهَا فَلَمْ أَنْشَطْ إِلَيْهَا.

عبدالرحمٰن بن مجبر نے فرمایا کہ سالم بن عبداللہ نے اپنے بیٹے کو لونڈی ہبہ کر کے فرمایا کہ اس کے نزدیک نہ جانا کیونکہ ایک دفعہ میں نے اس کا ارادہ کیا تھا اگرچہ جماع نہیں کیا۔

٣٧۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا نَهْشَلِ بْنَ الْأَسْوَدِ، قَالَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ: إِنِّي رَأَيْتُ جَارِيَةً لِي مُنْكَشِفًا عَنْهَا. وَهِيَ فِي الْقَمَرِ فَجَلَسْتُ مِنْهَا مَجْلِسَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ. فَقَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ. فَقُمْتُ. فَلَمْ أَقْرَبْهَا بَعْدُ. أَفَأَهَبُهَا لِابْنِي يَطَؤُهَا؟ فَنَهَاهُ الْقَاسِمُ عَنْ ذٰلِكَ.

ابو نہشل بن اسود نے قاسم بن محمد سے کہا کہ میں نے چاندنی رات میں اپنی لونڈی ننگی دیکھی تو میں اسی طرح جماع کرنے بیٹھ گیا جیسے آدمی اپنی عورت سے کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں حائضہ ہوں اس کے بعد میں اس کے قریب نہیں گیا۔ کیا میں صحبت کرنے کے لئے اسے اپنے بیٹے کو ہبہ کر دوں؟ قاسم نے اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

٣٨۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ: أَنَّهُ وَهَبَ لِصَاحِبٍ لَهُ جَارِيَةً. ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْهَا. فَقَالَ: قَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَهَبَهَا لِابْنِي. فَيَفْعَلُ بِهَا كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: لَمَرْوَانُ كَانَ أَوْرَعَ مِنْكَ. وَهَبَ لِابْنِهِ جَارِيَةً. ثُمَّ قَالَ: لَا تَقْرَبْهَا فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ سَاقَهَا مُنْكَشِفَةً.

عبدالملک بن مروان نے اپنے کسی دوست کو ایک لونڈی ہبہ کی، پھر اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ اسے اپنے بیٹے کو ہبہ کر دوں تاکہ وہ اس کے ساتھ صحبت کرے۔ عبدالملک نے فرمایا کہ مروان آپ سے زیادہ پرہیزگار تھے کہ اپنے صاحبزادے کو لونڈی ہبہ کر کے فرمایا کہ اس کے نزدیک نہ جانا کیونکہ میں نے اس کی ننگی پنڈلی دیکھی ہے۔

بَابُ ١٦ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ إِمَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب کی لونڈیوں سے ممانعت نکاح

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَحِلُّ نِكَاحُ أَمَةٍ يَهُودِيَّةٍ وَلَا نَصْرَانِيَّةٍ. لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ فَهُنَّ الْحَرَائِرُ مِنَ الْيَهُودِيَّاتِ وَالنَّصْرَانِيَّاتِ. وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ۔ فَهُنَّ الْإِمَاءُ الْمُؤْمِنَاتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی اور نصرانی کی لونڈی سے نکاح حلال نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔" (۵ : ۵) اور وہ یہود و نصاریٰ کی آزاد عورتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والی نہ ہوں تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں" (۴ : ۲۵) یہ مسلمان لونڈیاں ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنَّمَا أَحَلَّ اللّٰهُ، فِيمَا نُرَى، نِكَاحَ الْإِمَاءِ الْمُؤْمِنَاتِ وَلَمْ يُحْلِلْ نِكَاحَ إِمَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمَةُ الْيَهُودِيَّةُ وَالنَّصْرَانِيَّةُ تَحِلُّ لِسَيِّدِهَا بِمِلْكِ الْيَمِينِ. وَلَا يَحِلُّ وَطْءُ أَمَةٍ مَجُوسِيَّةٍ بِمِلْكِ الْيَمِينِ.

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْصَانِ

۳۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ هُنَّ أُولَاتُ الْأَزْوَاجِ. وَيَرْجِعُ ذٰلِكَ إِلَى أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الزِّنَا.

۴۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَبَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ؛ أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ: إِذَا نَكَحَ الْحُرُّ الْأَمَةَ فَمَسَّهَا، فَقَدْ أَحْصَنَتْهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَكُلُّ مَنْ أَدْرَكْتُ كَانَ يَقُولُ ذٰلِكَ: تُحْصِنُ الْأَمَةُ الْحُرَّ، إِذَا نَكَحَهَا فَمَسَّهَا، فَقَدْ أَحْصَنَتْهُ.

قَالَ مَالِكٌ: يُحْصِنُ الْعَبْدُ الْحُرَّةَ إِذَا مَسَّهَا بِنِكَاحٍ. وَلَا تُحْصِنُ الْحُرَّةُ الْعَبْدَ، إِلَّا أَنْ يَعْتِقَ، وَهُوَ زَوْجُهَا، فَيَمَسَّهَا بَعْدَ عِتْقِهِ. فَإِنْ فَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَعْتِقَ فَلَيْسَ بِمُحْصَنٍ. حَتَّى يَتَزَوَّجَ بَعْدَ عِتْقِهِ، وَيَمَسَّ امْرَأَتَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمَةُ إِذَا كَانَتْ تَحْتَ الْحُرِّ ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ تَعْتِقَ. فَإِنَّهُ لَا يُحْصِنُهَا نِكَاحُهُ إِيَّاهَا وَهِيَ أَمَةٌ. حَتَّى تُنْكَحَ بَعْدَ عِتْقِهَا. وَيُصِيبَهَا زَوْجُهَا. فَذٰلِكَ إِحْصَانُهَا. وَالْأَمَةُ إِذَا كَانَتْ تَحْتَ الْحُرِّ، فَتَعْتِقُ وَهِيَ تَحْتَهُ. قَبْلَ أَنْ يُفَارِقَهَا. فَإِنَّهُ يُحْصِنُهَا إِذَا عَتَقَتْ وَهِيَ عِنْدَهُ، إِذَا هُوَ أَصَابَهَا بَعْدَ أَنْ تَعْتِقَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرنا حلال فرمایا ہے اور اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کی لونڈیوں سے نکاح حلال نہیں فرمایا۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی اور نصرانی کی لونڈی ملک یمین کے طور پر اپنے آقا کے لئے حلال ہے لیکن ملک یمین کے طور پر مجوسی کی لونڈی سے صحبت کرنا حلال نہیں ہے۔

احصان کے متعلق روایات

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا محصنہ عورتوں سے خاوند والی عورتیں مراد ہیں اور اسے اس طرف لوٹاتے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا حرام فرمایا ہے۔

ابن شہاب اور قاسم بن محمد فرمایا کرتے کہ جب آزاد آدمی لونڈی سے نکاح کر کے اس سے صحبت کرلے تو وہ محصن ہو ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے جو بھی ملا یہی کہتا کہ لونڈی آزاد آدمی کو محصن بنا دیگی۔ جب وہ نکاح کر کے اسکے ساتھ جماع کرے تو محصن ہو جائیگا

امام مالک نے فرمایا کہ غلام آزاد عورت کو محصنہ بنا دیتا ہے۔ جبکہ وہ نکاح کر کے اس سے صحبت کرے لیکن آزاد عورت غلام کو محصن نہیں بناتی، سوائے اس کے کہ اسے آزاد کردے اور وہ اس کا خاوند ہو، پھر آزاد ہونے کے بعد اس سے صحبت کرے۔ اگر وہ آزاد ہونے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے تو بھی محصن نہیں یہانتک کہ آزاد ہونے کے بعد نکاح کر کے اپنی بیوی سے صحبت کرے

امام مالک نے فرمایا کہ جب لونڈی آزاد آدمی کے نکاح میں ہو پھر وہ آزاد ہونے سے پہلے (۲) آدمی سے جدا ہو جائے تو وہ لونڈی ہونے کی حالت میں نکاح کرنے سے محصنہ نہیں ہو گی یہاں تک کہ آزاد ہونے کے بعد نکاح کرے اور اس کا خاوند اسکے ساتھ صحبت کرے۔ یہ اس کا احصان ہے لونڈی جب آزاد آدمی کے نکاح میں ہو، پھر وہ نکاح میں رکھتے ہوئے آزاد کردے۔ اسے جدا کرنے سے پہلے۔ پس عورت محصنہ ہوگی جبکہ آزاد ہوتے وقت ایک کے پاس ہو اور جبکہ آزاد کرنے کے بعد اس نے عورت سے صحبت کی ہ

وَقَالَ مَالِكٌ: وَالْحُرَّةُ النَّصْرَانِيَّةُ، وَالْيَهُودِيَّةُ، وَالْأَمَةُ الْمُسْلِمَةُ يُحْصِنَّ الْحُرَّ الْمُسْلِمَ. إِذَا نَكَحَ إِحْدَاهُنَّ، فَأَصَابَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کی آزاد عورت اور مسلمان لونڈی محصن بنا دیتی ہے آزاد مسلمان کو جبکہ ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر کے صحبت کرلے۔

بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ

نکاح متعہ کا بیان

۴۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ، ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ. وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

امام محمد حنیف نے اپنے والد محترم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

ف۔ گدھے کا گوشت اور متعہ دونوں غزوہ خیبر کے روز حرام فرمائے گئے۔ متعہ کی حرمت قرآن کریم اور احادیث مطہرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (۲۳: ۵ تا ۷) وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر اپنی بیویوں یا اپنی شرعی کنیزوں پر کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ (جس عورت سے متعہ کیا) نہ اس کی بیوی ہے اور نہ شرعی کنیز تو یہ وہی تیسری راہ ہے جو خدا کی مقرر فرمودہ حد سے جدا اور حرام و گناہ ہے۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ مردوں سے فرماتا ہے مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ (۵: ۵) نکاح کر و بیوی بنا کر قید میں رکھنے کو نہ کہ پانی گرانے اور نہ آشنا بنانے کو عورتوں سے فرماتا ہے:۔ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ (۴: ۲۵) یعنی قید میں آنے والی عورتیں، جو نہ مستی نکالنے والی ہوں اور نہ یار بنانے والی۔ ظاہر ہے کہ متعہ بھی مستی نکالنے اور پانی گرانے ہی کا صیغہ ہے نہ کہ قید میں رکھنے اور بیوی بنانے کا۔

حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یا ایھا الناس انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع بالنساء وان اللہ عزوجل قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ (صحیح مسلم) اے لوگو! میں نے پہلے تمہیں عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اب بیشک اللہ عزوجل نے اسے تاقیامت حرام فرما دیا ہے۔ حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن لحوم الحمر الانسیہ (بخاری و مسلم) بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور گدھے کا گوشت حرام فرما دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے قال انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدۃ لیس لہ معرفۃ فیتزوج المراۃ بقدر مایری انہ یقیم فتحفظ لہ متاعہ وتصلح لہ شانہ حتی اذا نزلت الآیۃ الا علی ازواجھم او ما (جامع ترمذی) یعنی متعہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ مرد کسی شہر میں جاتا جہاں کسی سے جان پہچان نہ ہوتی تو کسی عورت سے اتنے دنوں کے لیے عقد کر لیتا جتنے روز اس کے خیال میں وہاں ٹھہرنا ہوتا۔ وہ عورت اس کے اسباب کی حفاظت اور اس کے کاموں کی درستی کرتی۔ جب یہ آیت شریفہ نازل

۴۲ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ؛ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيمٍ دَخَلَتْ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: فَقَالَتْ: إِنَّ رَبِيعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ اسْتَمْتَعَ بِامْرَأَةٍ. فَحَمَلَتْ مِنْهُ. فَخَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَزِعًا. يَجُرُّ رِدَاءَهُ. فَقَالَ. هٰذِهِ الْمُتْعَةُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهَا لَرَجَمْتُ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خولہ بنت حکیم حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک عورت سے متعہ کیا ہے جس کے باعث وہ حاملہ ہو گئی پس حضرت عمر ناراضگی کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ متعہ؟ اگر میں حدود شرعیہ سے تجاوز کرتا تو ضرور رجم کر دیتا۔

بَابُ ۱۹ نِكَاحِ الْعَبِيدِ

غلام کے نکاح کا بیان

۴۳ ۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. يَقُولُ: يَنْكِحُ الْعَبْدُ أَرْبَعَ نِسْوَةٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَبْدُ مُخَالِفٌ لِلْمُحَلِّلِ. إِنْ أَذِنَ لَهُ سَيِّدُهُ. ثَبَتَ نِكَاحُهُ. وَإِنْ لَمْ يَأْذَنْ لَهُ سَيِّدُهُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا. وَالْمُحَلِّلُ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا عَلَى كُلِّ حَالٍ. إِذَا أُرِيدَ بِالنِّكَاحِ التَّحْلِيلُ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ إِذَا مَلَكَتْهُ امْرَأَتُهُ، أَوِ الزَّوْجِ يَمْلِكُ امْرَأَتَهُ: إِنْ مِلْكَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ. يَكُونُ فَسْخًا بِغَيْرِ طَلَاقٍ. وَإِنْ تَرَاجَعَا بِنِكَاحٍ بَعْدُ، لَمْ تَكُنْ تِلْكَ الْفُرْقَةُ طَلَاقًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَبْدُ إِذَا أَعْتَقَتْهُ امْرَأَتُهُ، إِذَا

امام مالک نے ربیعہ بن عبد الرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلام چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ اس بارے میں یہ میں نے خوب سنا۔

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کی بات حلالہ والے کے برعکس ہے۔ اگر اس کا آقا اجازت دے تو نکاح برقرار رہے گا اور اگر اجازت نہ دے تو دونوں کو جدا کر دیا جائے گا جبکہ حلالہ کرنے والے دونوں افراد کی ہر حالت میں جدائی کر دائی جائے گی جبکہ انہوں

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس کی بیوی اس کی مالکہ ہو جائے یا خاوند اپنی بیوی کا مالک ہو جائے یعنی ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا مالک ہو جائے تو ان کا نکاح بغیر طلاق کے فسخ ہو جاتا ہے اور اسکے بعد اگر نکاح کرنا چاہیں تو یہ جدائی طلاق شمار نہیں ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب اپنی بیوی کو اپنی ملکیت

ہوئی کہ سب سے اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھو سوائے اپنی بیویوں اور کنیزوں کے (۲۳: ۵ تا ۷) اس روز سے ان دو کے سوا جو فرج ہے وہ حرام ہو گئی۔

حازمی کتاب الناسخ والمنسوخ میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ غزوۂ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متعہ کیا فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر الیھن وقال من ھؤلاء النسوۃ؟ فقلنا یا رسول اللہ نسوۃ تمتعنا منھن قال فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی احمرت وجنتاہ وتمعر وجھہ وقام فینا خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ ثم نھی عن المتعۃ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں دیکھا تو فرمایا۔ یہ عورتیں کون ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ان سے ہم نے متعہ کیا ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غضب فرمایا یہاں تک کہ دونوں رخسارۂ مبارک سرخ ہو گئے اور چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا پھر خطبہ دینے ہم میں کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور متعہ سے منع فرمایا (فتاویٰ رضویہ، جلد پنجم) ان آیات و احادیث کی رو سے معلوم ہوا کہ متعہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے روز قیامت تک کے لیے حرام فرما دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مَلَكَتْهُ. وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْهُ. لَمْ يَكُونَا إِلَّا بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ.

سے آزاد کرے اور وہ اس کی عدت گزار رہی ہو تو وہ جدید نکاح کے بغیر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ف

بَابُ نِكَاحِ الْمُشْرِكِ إِذَا أَسْلَمَتْ زَوْجَتُهُ قَبْلَهُ

مشرک کی زوجہ کا خاوند سے پہلے مسلمان ہونا

۴۴۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ نِسَاءً كُنَّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِمْنَ بِأَرْضِهِنَّ. وَهُنَّ غَيْرُ مُهَاجِرَاتٍ. وَأَزْوَاجُهُنَّ، حِينَ أَسْلَمْنَ، كُفَّارٌ. مِنْهُنَّ بِنْتُ الْوَلِيدِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ. وَكَانَتْ تَحْتَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ. فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ. وَهَرَبَ زَوْجُهَا صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ مِنَ الْإِسْلَامِ. فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ عَمِّهِ وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ. بِرِدَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَانًا لِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ. وَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْإِسْلَامِ. وَأَنْ يَقْدَمَ عَلَيْهِ. فَإِنْ رَضِيَ أَمْرًا قَبِلَهُ. وَإِلَّا سَيَّرَهُ شَهْرَيْنِ. فَلَمَّا قَدِمَ صَفْوَانُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ، نَادَاهُ عَلَى رُؤُوسِ النَّاسِ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ هٰذَا وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ جَاءَنِي بِرِدَائِكَ. وَزَعَمَ أَنَّكَ دَعَوْتَنِي إِلَى الْقُدُومِ عَلَيْكَ. فَإِنْ رَضِيتُ أَمْرًا قَبِلْتُهُ. وَإِلَّا سَيَّرْتَنِي شَهْرَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (انْزِلْ أَبَا وَهْبٍ) فَقَالَ لَا وَاللهِ. لَا أَنْزِلُ حَتَّى تُبَيِّنَ لِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (بَلْ لَكَ تَسْيِيرُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ) فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ. فَأَرْسَلَ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ يَسْتَعِيرُهُ أَدَاةً وَسِلَاحًا عِنْدَهُ. فَقَالَ صَفْوَانُ: أَطَوْعًا أَمْ كَرْهًا؟ فَقَالَ (بَلْ طَوْعًا). فَأَعَارَهُ الْأَدَاةَ وَالسِّلَاحَ الَّتِي عِنْدَهُ.

ابن شہاب کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں چند عورتیں اپنی جگہ مسلمان ہو گئیں اور انہوں نے ہجرت نہ کی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے خاوند کافر تھے ولید بن مغیرہ کی صاحبزادی بھی ان میں سے تھیں اور یہ صفوان بن امیہ اسلام کے خوف سے بھاگ گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے چچازاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر دے کر بھیجا کہ صفوان بن امیہ کے لئے امان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی اور اپنے پاس بلایا کہ مرضی ہو تو اسلام قبول کر لو ورنہ دو مہینے کی مہلت ہے صفوان بن امیہ چادر لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں کے سامنے پکارا:۔ اے محمد! وہب بن عمیر میرے پاس آپ کی چادر لے کر آئے تھے اور کہا تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بلاتے ہیں کہ اگر چاہو تو اسلام قبول کر لو ورنہ تمہیں دو مہینے کی مہلت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو وہب! اتر آؤ۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم، نہیں اتروں گا یہاں تک کہ آپ مجھے صاف صاف بتا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بلکہ تمہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبیلہ ہوازن کی طرف غزوۂ حنین کے لئے نکلے تو صفوان بن امیہ کے لئے پیغام بھیجا کہ کچھ سامان اور ہتھیار عاریۃً دے دو۔ صفوان نے کہا کہ رضامندی سے یا زبردستی؟ فرمایا کہ رضامندی سے۔ پس جو سامان اور ہتھیار اس کے پاس تھے عاریتاً دے دیئے پھر حالت کفر میں صفوان بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا اور کافر

ف۔ امام مالک کا مذہب ہے کہ غلام بھی چار عورتوں کو نکاح میں رکھ سکتا ہے لیکن امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور اکثر فقہاء کے نزدیک غلام دو عورتوں کو نکاح میں رکھنے کا مجاز ہے اور وہ بھی اپنے مولیٰ کی اجازت سے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثُمَّ خَرَجَ صَفْوَانُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ كَافِرٌ. فَشَهِدَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ، وَهُوَ كَافِرٌ، وَامْرَأَتُهُ مُسْلِمَةٌ. وَلَمْ يُفَرِّقْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ. حَتَّى أَسْلَمَ صَفْوَانُ. وَاسْتَقَرَّتْ عِنْدَهُ امْرَأَتُهُ بِذٰلِكَ النِّكَاحِ۔

ہی تھا کہ حنین اور طائف کے غزوات میں موجود رہا اور اس کی بیوی مسلمان ہو چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان زوجین کے درمیان تفریق نہیں کروائی، یہاں تک کہ صفوان مسلمان ہو گئے اور ان کی زوجۂ محترمہ اسی نکاح کے ذریعے ان کے پاس رہیں۔

۴۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ، كَانَ بَيْنَ إِسْلَامِ صَفْوَانَ وَبَيْنَ إِسْلَامِ امْرَأَتِهِ نَحْوٌ مِنْ شَهْرٍ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ صفوان اور ان کی بیوی کے مسلمان ہونے میں قریباً ایک مہینے کا فرق ہے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ امْرَأَةً هَاجَرَتْ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَزَوْجُهَا كَافِرٌ مُقِيمٌ بِدَارِ الْكُفْرِ، إِلَّا فَرَّقَتْ هِجْرَتُهَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا، إِلَّا أَنْ يَقْدَمَ زَوْجُهَا مُهَاجِرًا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا.

ابن شہاب نے فرمایا کہ ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ کسی عورت نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی ہو اور اس کا کافر خاوند دار الکفر میں مقیم رہا ہو مگر عورت کی ہجرت نے اس جوڑے کے درمیان تفریق کروا دی ماسوائے اس صورت کے کہ عدت پوری ہونے سے پہلے ہی اسکا خاوند ہجرت کر آئے۔

۴۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ أُمَّ حَكِيمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَتْ تَحْتَ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ. فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ. وَهَرَبَ زَوْجُهَا عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ مِنَ الْإِسْلَامِ. حَتَّى قَدِمَ الْيَمَنَ. فَارْتَحَلَتْ أُمُّ حَكِيمٍ. حَتَّى قَدِمَتْ عَلَيْهِ بِالْيَمَنِ. فَدَعَتْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ. وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ. فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبَ إِلَيْهِ فَرِحًا. وَمَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ. حَتَّى بَايَعَهُ. فَثَبَتَا عَلَى نِكَاحِهِمَا ذٰلِكَ.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام یہ عکرمہ بن ابو جہل کے نکاح میں تھیں۔ یہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گئیں اور ان کا خاوند عکرمہ بن ابو جہل اسلام کے خوف سے بھاگ گیا اور یمن جا پہنچا۔ حضرت ام حکیم سوار ہو کر یمن گئیں اور اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے اور فتح کے سال ہی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرط مسرت سے ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر ان کے اوپر ڈال دی، یہاں تک کہ بیعت کر لیا۔ پھر ان دونوں کے نکاح کو اسی طرح برقرار رکھا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ قَبْلَ امْرَأَتِهِ. وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ بَيْنَهُمَا، إِذَا عُرِضَ عَلَيْهَا الْإِسْلَامُ فَلَمْ تُسْلِمْ. لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ۔ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی سے پہلے اسلام قبول کرے تو دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو جاتی ہے جبکہ عورت پر اسلام پیش کیا جاتے اور وہ قبول نہ کرے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور کافر عورتوں کے نکاح پر نہ جمے رہو"۔ (۱۰:۶۰)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَلِيمَةِ

ولیمہ کے متعلق روایات

۴۷۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ جَاءَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا؟ فَقَالَ: زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے اوپر زردی کے نشانات تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ شادی کرلی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اسے کیا مہر دیا ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ گٹھلی کے برابر سونا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ بھی کرو خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔ ف

۴۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ: لَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُولِمُ بِالْوَلِيمَةِ، مَا فِيهَا خُبْزٌ وَلَا لَحْمٌ.

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیمہ کرتے تو اس میں روٹی ہوتی اور نہ گوشت

۴۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةٍ فَلْيَأْتِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے جانا چاہیئے۔

۵۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ. يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ. وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ برا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور غریب چھوڑ دیئے جائیں اور جو دعوت میں حاضر نہ ہو تو اس نے اللہ اور

ف۔ اس حدیث پاک سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم یا کپڑوں پر زردی کا اثر دیکھ کر اسے دھونے کا حکم نہیں فرمایا۔ نکاح کے اندر جو مہر مقرر ہوا اس کا ذکر بھی ہوگیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عقیقے کا حکم بھی فرمایا اور وہ بھی ان کی استطاعت کے مطابق۔

شب زفاف کے بعد ولیمہ کرنا چاہیئے۔ اہل علم کا اختلاف ہے کیونکہ بعض اسے مستحب، بعض سنت اور بعض واجب بتاتے ہیں یہ اظہار مسرت ہے اور خوشی کا اظہار وہی ہے جو اپنی بساط کے مطابق اور شریعت مطہرہ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کی جائے خلاف شرع اظہار مسرت آخرت میں وبال جان ہوگا۔ اس زمانے میں شریعت مطہرہ کا لحاظ کم اور ناک بڑھانے کا خیال زیادہ زور پکڑ گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بُرا دعوت ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور غریبوں کو نظر انداز کیا جائے (متفق علیہ) اگر ایسی قباحت نہ ہو اور واقعی حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے ضیافت کی جا رہی ہو تو ایسی دعوت کو قبول نہ کرنا اللہ و رسول کی نافرمانی قرار دی گئی ہے۔

دریں ایام شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کے موقع پر جبکہ ناچ باجے عام، فساد کا اژدحام، مردوں اور عورتوں کا اختلاط، خلاف شرع امور کی افراط ایسا عام مشاہدہ ہے جس کے لیے کسی ثبوت کی حاجت نہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ آزاد ہونے کے بعد ہم ہوش کے ناخن لیتے، عقل سے کام کرتے دولت کو بیکار کاموں میں لٹانا خلاف شرع امور کو گلے لگانا، اسلام کا نام لے کر خلاف اسلام راستے پر جانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ کاموں کو اس طرح کریں جس سے دنیا و آخرت میں بھلا ہو۔ یہ تو کوئی دانشمندی نہ ہوئی کہ اظہار مسرت کے نام سے شیطان کو خوش اور اللہ و رسول کو ناراض کریں۔ ناک نیکیوں سے بڑھتی ہے گھر میں آگ لگانے سے نہیں۔ عزت پرہیزگاری سے بنتی ہے دولت کا مظاہرہ کرنے سے نہیں ملتی نیز دارین کی ساری بہار حبیب پروردگار کی غلامی میں ہے۔ اللھم ارزقنا اتباعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وَمَنْ لَّمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ.

اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

۵۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ. قَالَ أَنَسٌ. فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ. وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ. قَالَ أَنَسٌ. فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک درزی نے کھانا پکا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں بھی اس کھانے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ گیا۔ آپ کی خدمت میں جو کی روٹی اور پیالے میں کدو کا سالن پیش کیا گیا۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیالے کے درمیان سے کدو کے ٹکڑے تلاش کرتے ہوئے دیکھا۔ اس روز سے میں ہمیشہ کدو کو پسند کرتا ہوں۔ ف۔

ف۔ سبحان اللہ! یہی ہے فنافی الرسول ہونا اور یہی ہے محبِ صادق کی پہچان کہ وہ اپنی پسند اور ناپسند کو محبوب کی پسند اور ناپسند میں فنا کر دیتا ہے۔ محبِ صادق وہی چاہتا ہے جو اس کا محبوب چاہے اور اسے ہرگز نہیں چاہتا جسے اس کا محبوب نہ چاہے وہ اپنے ذاتی تعلقات کو بھول جاتا ہے اور اسے دوستی ہوتی ہے تو محبوب کے دوستوں سے اور دشمنی ہوتی ہے تو محبوب کے دشمنوں سے وہ اس دنیا کی ہر چیز کو اپنے محبوب کی نظر سے دیکھنے کا عادی ہو جاتا۔ غرضیکہ اس کی زندگی کا ہر قول و فعل محبوب کے لیے وقف ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے جملہ اقوال و افعال کو رضائے محبوب کے قالب میں ڈھال کر زبانِ حال سے ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے:۔

ان کی دُھن، ان کی لگن، ان کی تمنا، ان کی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامانِ حیات

وہ ہر چیز کو محبوب کے رنگ میں دیکھنے سے لطف و لذت محسوس کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس دنیا کی ہر چیز اور بنی آدم کا ہر فرد اس کے محبوب کا رنگ اختیار کرے۔ صورت ہو یا سیرت، گفتار ہو کردار اسے ان میں سے وہی چیز پسند آتی ہے جو اس کے محبوب کی صورت و سیرت اور گفتار و کردار سے مشابہت رکھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کدو کو پسند کرنے کی جو وجہ بیان فرمائی اس سے ان کے محبِ صادق ہونے کا پورا پتہ مل رہا ہے اور اس طرزِ عمل کا اظہار بھی اس لیے فرمایا کہ محبوب پروردگار کے بارے میں دوسروں کا زاویۂ نظر و اندازِ فکر یہی ہو جائے کیونکہ محبِ صادق کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ ساری دنیا پر محبوب کا رنگ چڑھ جائے۔

صرف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی یہ حالت نہ تھی، فنافی الرسول کے مقام پر وہی فائز نہ تھے بلکہ سارے مسلمان اس وقت ایسے ہی تھے۔ سب شمعِ رسالت کے پروانے تھے۔ ہر ایک پر گمان گزرتا تھا کہ یہ سب سے نرالا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ سارے کے سارے ہی نرالے تھے۔ اپنے اپنے رنگ میں ہر ایک نرالا تھا۔ حبیبِ خدا کی نگاہ کیمیا اثر نے اللہ کے رنگ میں سب کو ایسا رنگا کہ پوری کائنات سے ممتاز کر دکھایا کہ انبیائے کرام کے بعد ان کی نظیر نظر نہیں آتی۔ یہ اسی نگاہِ کیمیا اثر کا کرشمہ تھا کہ کل جو ننگِ انسانیت تھے آج وہ رہبر ہیں کل جو گم کردۂ منزل تھے آج وہ پورے انسانی قافلے کے رہنما ہیں۔ کل جو جہالت کے منہ بولتی تصویریں تھے آج وہ آسمانِ علم و عرفاں کے شمس و قمر ہیں کل جو مُردے تھے آج وہ مسیحائے قوم ہیں اور شمعِ رسالت کے وہ عدیم النظیر پروانے تن من دھن سے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے وقف ہو کر رہ گئے ہیں ایک دانائے راز نے ان کی اس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کھینچا ہے:۔

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

باب ۲۲ جامع النکاح

نکاح کے متعلق دیگر روایات

۵۲۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ. اَوِ اشْتَرَی الْجَارِیَةَ. فَلْیَاْخُذْ بِنَاصِیَتِهَا. وَ لْیَدْعُ بِالْبَرَكَةِ. وَاِذَا اشْتَرَی الْبَعِیْرَ. فَلْیَاْخُذْ. بِذِرْوَةِ سَنَامِهٖ. وَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی عورت کے ساتھ شادی کرے یا لونڈی خریدے تو چاہیئے کہ اس کی پیشانی کو تھام کر برکت کی دعا کرے اور جب کوئی اونٹ خریدے تو چاہیئے کہ اس کے کوہان پر ہاتھ رکھ کر شیطان سے اللہ کی پناہ پکڑے۔

۵۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ الْمَكِّیِّ: اَنَّ رَجُلًا خَطَبَ اِلٰی رَجُلٍ اُخْتَهٗ فَذَكَرَ اَنَّهَا قَدْ كَانَتْ اَحْدَثَتْ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. فَضَرَبَهٗ اَوْ كَادَ یَضْرِبُهٗ. ثُمَّ قَالَ مَالَكَ وَ لِلْخَبَرِ.

ابوزبیر مکی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو اس کی بہن کے لئے نکاح کا پیغام دیا۔ اس کو کسی نے بتایا کہ وہ عورت بدکار ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مخبر کو پیٹا یا پیٹنے لگے۔ پھر فرمایا کہ تیرا اس خبر سے کیا تعلق تھا۔

۵۴۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَیْرِ. كَانَا یَقُوْلَانِ. فِی الرَّجُلِ یَكُوْنُ عِنْدَهٗ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ، فَیُطَلِّقُ اِحْدَاهُنَّ الْبَتَّةَ: اَنَّهٗ یَتَزَوَّجُ اِنْ شَآءَ. وَلَا یَنْتَظِرُ اَنْ تَنْقَضِیَ عِدَّتُهَا.

قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر دونوں اس شخص کے بارے میں فرمایا کرتے جس کی چار بیویاں ہوں اور ان میں سے ایک کو تین طلاق دے دے۔ اگر وہ چاہے تو کسی سے نکاح کر سکتا ہے اور وہ انتظار نہیں کرے گا کہ عورت کی عدت پوری ہو جائے۔ ف

۵۵۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَیْرِ اَفْتَیَا الْوَلِیْدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَامَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ بِذٰلِكَ. غَیْرَ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ. طَلَّقَهَا فِیْ مَجَالِسَ شَتّٰی.

قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر نے ولید بن عبد الملک کو مذکورہ بالا فتویٰ دیا تھا جبکہ وہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تھا۔ ہاں قاسم بن محمد نے یہ بھی فرمایا کہ عورت کو جبکہ مختلف مجالس میں طلاق دی ہو۔

۵۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، اَنَّهٗ قَالَ ثَلَاثٌ لَیْسَ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو ہنسی کھیل نہیں ہیں۔ (۱) نکاح

ف ۔ چونکہ دوران عدت مطلقہ کو مکان دینا اور خرچ برداشت کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے، اس لیے جب تک وہ چوتھی عورت خاوند کے پاس ہے اور عدت پوری کر کے چلی نہ جائے اس وقت تک خاوند پانچویں عورت سے نکاح نہ کرے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی مطلقہ کا یہی حکم ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسا ہی روایت کیا ہے لیکن جن حضرات کے نزدیک مطلقہ کو مکان اور نفقہ دینے کی ذمہ داری خاوند کی نہیں اور وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے ان کے نزدیک چوتھی بیوی کو طلاق دیتے ہی مرد پانچویں بیوی سے نکاح کر سکتا ہے اور امام مالک کے نزدیک بھی یہی حکم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فِيهِنَّ لَعِبٌ : النِّكَاحُ . وَالطَّلَاقُ ، وَالْعِتْقُ .

۵۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ : أَنَّهُ تَزَوَّجَ بِنْتَ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ . فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى كَبِرَتْ . فَتَزَوَّجَ عَلَيْهَا فَتَاةً شَابَّةً . فَآثَرَ الشَّابَّةَ عَلَيْهَا . فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً . ثُمَّ أَمْهَلَهَا . حَتَّى إِذَا كَادَتْ تَحِلُّ رَاجَعَهَا . ثُمَّ عَادَ فَآثَرَ الشَّابَّةَ . فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً . ثُمَّ رَاجَعَهَا . ثُمَّ عَادَ فَآثَرَ الشَّابَّةَ فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ . فَقَالَ : مَا شِئْتِ . إِنَّمَا بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ . فَإِنْ شِئْتِ اسْتَقْرَرْتِ ، عَلَى مَا تَرَيْنَ مِنَ الْأُثْرَةِ . وَإِنْ شِئْتِ فَارَقْتُكِ . قَالَتْ بَلْ أَسْتَقِرُّ عَلَى الْأُثْرَةِ . فَأَمْسَكَهَا عَلَى ذَلِكَ . وَلَمْ يَرَ رَافِعٌ عَلَيْهِ إِثْمًا حِينَ قَرَّتْ عِنْدَهُ عَلَى الْأُثْرَةِ .

(۲) طلاق (۳) لونڈی غلام آزاد کرنا۔

ابن شہاب نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ انہوں نے محمد بن مسلمہ انصاری کی صاحبزادی سے شادی کی۔ وہ ان کے پاس رہیں یہاں تک کہ بڑھیا ہو گئیں۔ پس انہوں نے ایک نوجوان لڑکی سے شادی کر لی اور نوجوان کی طرف زیادہ مائل ہو گئے پس انہوں نے طلاق مانگی تو انہوں نے ایک طلاق دے دی۔ پھر مہلت دی، یہاں تک کہ جب حلال ہونے لگی تو رجوع کر لیا۔ پھر نوجوان لڑکی کی طرف زیادہ مائل رہے تو انہوں نے دوبارہ طلاق کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے ایک طلاق دے دی، پھر رجوع کر لیا۔ پھر نوجوان لڑکی کی جانب زیادہ مائل دیکھے تو انہوں نے سہ بارہ طلاق چاہی۔ انہوں نے کہا کہ جو تمہاری مرضی۔ صرف ایک طلاق باقی رہ گئی جس حالت تم دیکھ رہی ہو اسمیں اگر رہنا چاہو تو رہ سکتی ہو اور اگر چاہو تو تمہیں جدا کر دوں؟ انہوں نے کہا کہ میں اس حالت میں بھی رہنا چاہتی ہوں۔ اس پر انہوں نے انہیں رکھ لیا اور حضرت رافع نے اسمیں کوئی گناہ شمار نہیں کیا جبکہ وہ اس میلان طبع کے ساتھ انکے پاس رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٢٨- كِتَابُ الطَّلَاقِ

کتاب الطلاق

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَتَّةِ

١- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ. إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ. فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلُقَتْ مِنْكَ لِثَلَاثٍ. وَسَبْعٌ وَتِسْعُونَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا.

٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ. فَقَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَمَانِيَ تَطْلِيقَاتٍ. فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ. فَمَاذَا قِيلَ لَكَ؟ قَالَ: قِيلَ لِي إِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّي. فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: صَدَقُوا. مَنْ طَلَّقَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ فَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ لَهُ. وَمَنْ لَبَسَ عَلَى نَفْسِهِ لَبْسًا، جَعَلْنَا لَبْسَهُ مُلْصَقًا بِهِ. لَا تَلْبِسُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَتَتَحَمَّلَهُ عَنْكُمْ. هُوَ كَمَا يَقُولُونَ. دوسرے حضرات کہتے ہیں۔ ف

تین طلاقوں کا بیان

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے اس سے فرمایا کہ تین طلاقوں میں تو عورت تم سے فارغ ہوگئی اور ستانویں کے ساتھ تم نے اللہ کی آیتوں سے مذاق کیا ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ دوسرے حضرات نے تم سے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ عورت پر تمہاری طرف سے طلاقیں پڑ گئیں۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ انہوں نے درست فرمایا ہے۔ جو طلاق دے جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے تو اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا۔ جو گڑبڑ کرے تو اپنی جان پر کرے گا۔ ہم اس گڑبڑ کو اسی کے سر منڈھیں گے۔ اپنی جانوں کو مصیبت میں مت پھینکو اور اپنے بوجھ ہمارے اوپر مت ڈالو فیصلہ وہی ہے جو

ف- چاہیئے تو یہی کہ طلاق شریعت مطہرہ کے مطابق دی جائے کہ ایک طلاق دینے کے بعد دوسری طلاق اگلے طہر میں دے اور تیسری طلاق تیسرے طہر میں۔ یوں تیسرے حیض کے بعد عورت فارغ ہو جائے گی جبکہ کسی طہر میں اس سے صحبت نہ کی ہو اگر صحبت کرلی تو یہ رجوع ہوگا اور پہلے دی ہوئی طلاق شمار نہ ہوگی۔ اگر کوئی ایک ساتھ تین یا سو یا ہزار طلاق دے ڈالے تو یہ حرکت خلاف شرع ہونے کے باعث گناہ ہے لیکن تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور تین سے زیادہ جتنی طلاقیں دی ہیں ان کے ذریعے شریعت مطہرہ اور حکم خداوندی کا مذاق اڑایا ہے جسے جہالت اور سخت گناہ تو کہا جا سکتا ہے لیکن ایسا کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا جیسا کہ ان دونوں روایتوں سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لَهُ: الْبَتَّةُ، مَا يَقُولُ النَّاسُ فِيهَا؛ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَقُلْتُ لَهُ: كَانَ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ يَجْعَلُهَا وَاحِدَةً. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، لَوْ كَانَ الطَّلَاقُ أَلْفًا، مَا أَبْقَتِ الْبَتَّةُ مِنْهَا شَيْئًا. مَنْ قَالَ الْبَتَّةَ فَقَدْ رَمَى الْغَايَةَ الْقُصْوَى.

ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان سے کہا کہ لوگ طلاق بتہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ابوبکر کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا:- ابان بن عثمان تو اسے ایک طلاق شمار کرتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا:- اگر طلاق ہزار تک بھی ہوتی تب بھی لفظ بتہ کچھ باقی نہ چھوڑتا۔ جس نے بتہ کہہ دیا وہ انتہا کو پہنچ گیا۔

۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الَّذِي يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، أَنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ

ابن شہاب کا بیان ہے کہ مروان بن حکم اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی ہو یہ فیصلہ کیا کرتا کہ وہ تین طلاقیں ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ بات میں نے بہت اچھی سنی۔

بَابُ۲ مَا جَاءَ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ

کنایہ کے الفاظ خلیہ وبریہ وغیرہ

۵- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كُتِبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الْعِرَاقِ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ: حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ. فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَامِلِهِ: أَنْ مُرْهُ يُوَافِينِي بِمَكَّةَ فِي الْمَوْسِمِ. فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، إِذْ لَقِيَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ. فَقَالَ عُمَرُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: أَنَا الَّذِي أَمَرْتَ أَنْ أُجْلَبَ عَلَيْكَ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّ هٰذِهِ الْبَنِيَّةِ، وَمَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَوِ اسْتَحْلَفْتَنِي فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَكَانِ مَا صَدَقْتُكَ أَرَدْتُ، بِذٰلِكَ، الْفِرَاقَ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: هُوَ مَا أَرَدْتَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عراق سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خط لکھا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا "تیری رسی تیرے کوہان پر ہے" (تو خود مختار ہے) پس حضرت عمر نے اپنے عامل کے لئے لکھا کہ اس سے کہو، موسم حج میں مکہ مکرمہ کے اندر مجھ سے ملے۔ جب حضرت عمر بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو وہ آدمی انسے ملا، اس نے انہیں سلام کیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اسنے کہا میں وہی ہوں جسکو آپ نے ملنے کا حکم فرمایا۔ حضرت عمر نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں اس گھر کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے "تیری رسی تیرے کوہان پر ہے" سے کیا مراد لی تھی؟ وہ عرض گزار ہوا کہ اگر آپ بیت اللہ کے سوا مجھے کسی اور جگہ قسم دیتے تو سچی بات نہ بتاتا اس بات سے میرا ارادہ چھوڑ دینے کا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہارے ارادے کے مطابق بات واقع ہو گئی

۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ: إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جو آدمی اپنی بیوی سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو تین طلاقیں پڑ گئیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو کچھ سنا یہ بہت بہتر ہے۔

۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ: إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ. كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ خلیہ اور بریہ کہنے سے تین طلاقیں پڑتی ہیں، ان دونوں میں ہر ایک کے ذریعے۔

۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ؛ أَنَّ رَجُلاً كَانَتْ تَحْتَهُ وَلِيدَةٌ لِقَوْمٍ. فَقَالَ لِأَهْلِهَا: شَأْنَكُمْ بِهَا. فَرَأَى النَّاسُ أَنَّهَا تَطْلِيقَةٌ وَاحِدَةٌ.

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ ایک آدمی کے نکاح میں قوم کی لونڈی تھی۔ اس نے لونڈی کے مالکوں سے کہا کہ اس کا معاملہ آپ جانیں۔ پس لوگوں نے اس بات کو ایک طلاق شمار کیا۔

۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ، فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ: بَرِئْتِ مِنِّي وَبَرِئْتُ مِنْكِ. إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ. بِمَنْزِلَةِ الْبَتَّةِ.

امام مالک نے ابن شہاب کو اس آدمی کے بارے میں فرماتے ہوتے سنا جو اپنی بیوی سے کہے: "تم مجھ سے اور میں تم سے بری ہوں" یہ طلاق بتہ کی طرح تین طلاقیں ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ خَلِيَّةٌ أَوْ بَرِيَّةٌ أَوْ بَائِنَةٌ: إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ لِلْمَرْأَةِ الَّتِي قَدْ دَخَلَ بِهَا. وَيُدَيَّنُ فِي الَّتِي لَمْ يَدْخُلْ بِهَا. أَوَاحِدَةً أَرَادَ أَمْ ثَلَاثًا. فَإِنْ كَانَ وَاحِدَةً أُحْلِفَ عَلَى ذَلِكَ. وَكَانَ خَاطِبًا مِنَ الْخُطَّابِ. لِأَنَّهُ لَا يُخْلِي الْمَرْأَةَ الَّتِي قَدْ دَخَلَ بِهَا زَوْجُهَا وَلَا يُبِينُهَا وَلَا يُبْرِيهَا إِلَّا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ. وَالَّتِي لَمْ يَدْخُلْ بِهَا، تُخْلِيهَا وَتُبْرِيهَا وَتُبِينُهَا الْوَاحِدَةُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی سے کہے کہ "تیرا راستہ صاف ہے"، "تو آزاد ہے"، "تو بائنہ ہے"۔ تو عورت پر تین طلاقیں پڑیں گی جبکہ اس سے صحبت کر چکا ہو اور جس سے صحبت نہیں کی تو دیکھا جائے گا کہ ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا یا تین کا۔ اگر وہ ایک کہے تو اس سے قسم لی جائے گی اور وہ بھی پیغام دے سکتا ہے کیونکہ جس عورت سے اس کے خاوند نے صحبت کی ہو وہ بائنہ اور آزاد نہیں ہوتی مگر تین طلاقوں پر اور جس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو وہ ایک طلاق پر آزاد، بری الذمہ اور بائنہ ہو جاتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذَلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو کچھ میں نے سنا یہ خوب ہے۔

بَابٌ ٣ مَا يُبَيِّنُ مِنَ التَّمْلِيكِ

جس تملیک سے طلاق بائن پڑتی ہے

۱۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنِّي جَعَلْتُ أَمْرَ امْرَأَتِي فِي يَدِهَا، فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا، فَمَاذَا تَرَى؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: أُرَاهُ كَمَا قَالَتْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! میں نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کے ہاتھ میں دے دیا تھا تو اس نے اپنے آپ کو طلاق دے لی۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ تمہارے کہنے کے مطابق ہو گیا۔

فَقَالَ الرَّجُلُ: لَا تَفْعَلْ، يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَنَا أَفْعَلُ؟ أَنْتَ فَعَلْتَهُ.

وہ عرض گزار ہوا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! ایسا نہ کیجئے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ میں کر رہا ہوں؟ یہ تو تم نے کیا ہے۔

۱۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: إِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَالْقَضَاءُ مَا قَضَتْ بِهِ. إِلَّا أَنْ يُنْكِرَ عَلَيْهَا وَيَقُولَ: لَمْ أُرِدْ إِلَّا وَاحِدَةً فَيَحْلِفُ عَلَى ذٰلِكَ، وَيَكُونُ أَمْلَكَ بِهَا مَا كَانَتْ فِي عِدَّتِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے، پس عورت خود کو طلاق دے لے تو واقع ہو جائے گی مگر جبکہ آدمی انکار کرے اور کہے کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا۔ پس اس بات پر اس سے قسم لی جائے گی اور عدت کے دوران اسے رجوع کرنے کا اختیار رہے گا۔

باب۴ مَا يَجِبُ فِيهِ تَطْلِيقَةٌ وَاحِدَةٌ مِنَ التَّمْلِيكِ

جس تملیک سے ایک طلاق پڑتی ہے

۱۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِساً عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ. فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَتِيقٍ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ. فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: مَلَّكْتُ امْرَأَتِي أَمْرَهَا فَفَارَقَتْنِي. فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ: مَا حَمَلَكَ عَلَى ذٰلِكَ؟ قَالَ: الْقَدَرُ. فَقَالَ زَيْدٌ: ارْتَجِعْهَا إِنْ شِئْتَ. فَإِنَّمَا هِيَ وَاحِدَةٌ وَأَنْتَ أَمْلَكُ بِهَا.

خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوتے تھے کہ محمد بن ابو عتیق روتے ہوئے آئے۔ حضرت زید نے ان سے فرمایا کہ بات کیا ہے؟ کہا کہ میں نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دے دیا تھا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ حضرت زید نے ان سے فرمایا کہ تمہیں اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہا تقدیر نے۔ حضرت زید نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس سے رجوع کر سکتے ہو کیونکہ یہ ایک طلاق ہے اور تم ابھی اس کے مالک ہو۔

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَجُلاً مِنْ ثَقِيفٍ مَلَّكَ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا. فَقَالَتْ: أَنْتَ الطَّلَاقُ. فَسَكَتَ. ثُمَّ قَالَتْ: أَنْتَ الطَّلَاقُ. فَقَالَ: بِفِيكِ الْحَجَرُ. ثُمَّ قَالَتْ: أَنْتَ الطَّلَاقُ. فَقَالَ: بِفِيكِ الْحَجَرُ. فَاخْتَصَمَا إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَاسْتَحْلَفَهُ: مَا مَلَّكَهَا إِلَّا وَاحِدَةً، وَرَدَّهَا إِلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَكَانَ الْقَاسِمُ يُعْجِبُهُ هٰذَا الْقَضَاءُ. وَيَرَاهُ أَحْسَنَ مَا سَمِعَ فِي ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ وَأَحَبُّهُ إِلَيَّ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ثقیف کے ایک آدمی نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دے دیا۔ عورت نے کہا کہ آپ کو طلاق ہے۔ وہ خاموش رہا۔ عورت نے دوبارہ کہا کہ آپ کو طلاق ہے۔ مرد نے کہا کہ تیرے منہ میں پتھر۔ عورت نے سہ بارہ کہا کہ آپ کو طلاق ہے مرد نے کہا کہ تیرے منہ میں پتھر پس دونوں جھگڑے کو مروان بن حکم کے پاس لے گئے۔ آدمی نے قسم کھائی کہ اس نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا اور عورت اس کی طرف لوٹا دی گئی۔

قاسم بن محمد اس فیصلے کو پسند فرماتے اور جو کچھ اس بارے میں سنا اسے سب سے بہتر شمار کرتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے اچھا سنا اور یہ مجھے پسند ہے۔

باب۵ مَا لَا يُبَيِّنُ مِنَ التَّمْلِيكِ

جس تملیک سے طلاق بائن نہیں پڑتی

۱۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی

بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّهَا خَطَبَتْ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قُرَيْبَةَ بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ. فَزَوَّجُوهُ. ثُمَّ إِنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَالُوا: مَا زَوَّجْنَا إِلَّا عَائِشَةَ. فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ. فَجَعَلَ أَمْرَ قُرَيْبَةَ بِيَدِهَا. فَاخْتَارَتْ زَوْجَهَا. فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا۔

اللہ تعالیٰ عنہا نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کا پیغام قریبہ بنت ابوامیہ کو دیا تو انہوں نے ان کی شادی کر دی۔ پھر وہ لوگ حضرت عبدالرحمٰن سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ یہ شادی حضرت عائشہ نے کی ہے۔ پس حضرت عائشہ نے حضرت عبدالرحمٰن کو بلایا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے قریبہ کو ان کے معاملے کا اختیار دیدیا تو انہوں نے اپنے خاوند کو اختیار کیا لہٰذا اسے طلاق شمار نہیں کیا گیا۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ. وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ. فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: وَمِثْلِي يُصْنَعُ هٰذَا بِهِ؟ وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ. فَقَالَ الْمُنْذِرُ: فَإِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: مَا كُنْتُ لِأَرُدَّ أَمْرًا قَضَيْتِهِ. فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَ الْمُنْذِرِ. وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا نکاح منذر بن زبیر سے کر دیا اور حضرت عبدالرحمٰن شام گئے ہوتے تھے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن واپس آئے تو کہا: "کیا میرے ساتھ ایسا کرنا تھا؟ کیا میرے اوپر جلدی دکھائی تھی"؟ پس حضرت عائشہ نے منذر بن زبیر سے بات کی تو منذر نے کہا میں اس کا اختیار حضرت عبدالرحمٰن کو دیتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: میرے لئے مناسب نہیں کہ آپ کے کئے ہوئے کام کو رد کروں۔ پس حفصہ اسی طرح منذر کے پاس رہیں اور اسے طلاق نہیں سمجھا گیا۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ، سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُمَلِّكُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا. فَتَرُدُّ ذٰلِكَ إِلَيْهِ. وَلَا تَقْضِي فِيهِ شَيْئًا؟ فَقَالَا: لَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا کہ جو طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دے۔ عورت اس حق کو مرد کی طرف لوٹا دے اور خود کو مطلقاً طلاق نہ دے تو دونوں حضرات نے فرمایا کہ یہ طلاق نہیں۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا. فَلَمْ تُفَارِقْهُ. وَقَرَّتْ عِنْدَهُ. فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ۔

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا لیکن عورت نے اسے نہ چھوڑا بلکہ اسی کے پاس رہی تو یہ طلاق نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُمَلَّكَةِ إِذَا مَلَّكَهَا زَوْجُهَا أَمْرَهَا. ثُمَّ افْتَرَقَا. وَلَمْ تَقْبَلْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا. فَلَيْسَ بِيَدِهَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ. وَهُوَ لَهَا مَا دَامَا فِي مَجْلِسِهِمَا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب خاوند اپنی مملوکہ بیوی کو طلاق کا اختیار دے۔ پھر وہ جدا ہو جائیں اور عورت کوئی بات قبول نہ کرے تو عورت کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں رہا۔ یہ اختیار عورت کو اسی مجلس کے اندر تھا۔

بَابُ الْإِيلَاءِ

١٧ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِذَا آلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ. وَإِنْ مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ. حَتَّى يُوقَفَ. فَإِمَّا أَنْ يُطَلِّقَ. وَإِمَّا أَنْ يَفِيءَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

١٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ. أَيُّمَا رَجُلٍ آلَى مِنِ امْرَأَتِهِ، فَإِنَّهُ إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ، وُقِفَ. حَتَّى يُطَلِّقَ، أَوْ يَفِيءَ. وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ، حَتَّى يُوقَفَ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، كَانَا يَقُولَانِ، فِي الرَّجُلِ يُولِي مِنِ امْرَأَتِهِ، إِنَّهَا إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ. فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ. وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ. مَا كَانَتْ فِي الْعِدَّةِ.

١٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الرَّجُلِ إِذَا آلَى مِنِ امْرَأَتِهِ: أَنَّهَا إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ، فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ. وَلَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ. مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى ذٰلِكَ كَانَ رَأْيُ ابْنِ شِهَابٍ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يُولِي مِنِ امْرَأَتِهِ. فَيُوقَفُ

ایلاء کا بیان

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے ایلاء کرے تو اس پر طلاق نہیں پڑے گی خواہ چار مہینے گزر جائیں۔ یہاں تک کہ اسے مجبور کیا جائے گا کہ خواہ اسے طلاق دے دیا اس کے ساتھ صحبت کرے۔ ف

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو اپنی بیوی سے ایلاء کرے تو پھر جب چار مہینے گزر جائیں تو اسے مجبور کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ طلاق دے یا صحبت کرے گا۔ عورت پر طلاق نہیں پڑے گی۔ جب چار مہینے گزر جائیں گے تو آدمی کو مجبور کیا جائے گا۔

سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن اس آدمی کے بارے میں فرمایا کرتے جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا ہو تو جب چار مہینے گزر جائیں گے تو یہ عورت کے لئے ایک طلاق ہو گی۔ خاوند کو اختیار ہو گا کہ دوران عدت عورت سے رجوع کرے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم اس شخص کا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا ہو یہ فیصلہ کیا کرتے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو یہ ایک طلاق ہے اور مرد کو رجوع کرنے کا اختیار ہے جب تک عورت عدت گزار رہی ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ ابن شہاب کی بھی یہی رائے ہے۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی

ف۔ اپنی بیویوں سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھا لینے کو اصطلاح فقہ میں ایلاء کہتے ہیں اگر ایلاء کرنے کے بعد کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے تو قسم توڑنے کا کفارہ لازم آتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اگر ایلاء کرنے والا اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے تو چار مہینے گزرنے پر ایک طلاق خود بخود پڑ جاتی ہے۔ اب اسے حاکم کی عدالت میں پیش کیا جائے گا کہ وہ رجوع کر کے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے یا اپنی بیوی کو طلاق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فيطلق عند انقضاء الاربعة الاشهر. ثم يراجع امراته انه ان لم يصبها حتى تنقضي عدتها. فلا سبيل له اليها ولا رجعة له عليها الا ان يكون له عذر. من مرض، او سجن، او ما اشبه ذلك من العذر. فان ارتجاعه اياها ثابت عليها. فان مضت عدتها ثم تزوجها بعد ذلك. فانه ان لم يصبها حتى تنقضي الاربعة الاشهر، وقف ايضا. فان لم يفئ دخل عليه الطلاق بالايلاء الاول. اذا مضت الاربعة الاشهر. ولم يكن له عليها رجعة. لانه نكحها ثم طلقها قبل ان يمسها. فلا عدة له عليها، ولا رجعة.

قال مالك، في الرجل يولي من امراته، فيوقف بعد الاربعة الاشهر. فيطلق، ثم يرتجع ولا يمسها، فتنقضي اربعة اشهر قبل ان تنقضي عدتها: انه لا يوقف، ولا يقع عليه طلاق. وانه ان اصابها قبل ان تنقضي عدتها، كان احق بها، وان مضت عدتها قبل ان يصيبها. فلا سبيل له اليها. وهذا احسن ما سمعت في ذلك.

قال مالك. في الرجل يولي من امراته، ثم يطلقها، فتنقضي الاربعة الاشهر قبل انقضاء عدة الطلاق. قال: هما تطليقتان. ان هو وقف ولم يفئ وان مضت عدة الطلاق قبل الاربعة الاشهر، فليس الايلاء بطلاق. وذلك ان الاربعة الاشهر التي كانت توقف بعدها، مضت وليست له، يومئذ، بامراة.

قال مالك: ومن حلف ان لا يطا امراته يوما او شهرا. ثم مكث حتى تنقضي اكثر من الاربعة الاشهر. فلا يكون ذلك ايلاء. وانما يوقف في الايلاء من حلف على اكثر من الاربعة الاشهر. فاما من حلف ان لا يطا امراته اربعة اشهر، او

بیوی سے ایلاء کیا۔ پس اسے مجبور کیا جائے اور چار مہینے گزرنے پر ایک طلاق ہوجائے گی۔ پھر اپنی بیوی سے رجعت کرے۔ اگر عدت گزرنے تک اس نے عورت سے جماع نہ کیا تو عورت پر اس کا حق نہیں رہا اور اب رجوع نہیں کرسکتا سوائے اس صورت کے کہ اسے بیماری یا قید وغیرہ قسم کا کوئی عذر ہو تو زبانی رجوع بھی تسلیم کیا جائے گا۔ اگر عدت گزرنے کے بعد دوبارہ شادی کرے اور صحبت نہ کرے یہاں تک کہ چار مہینے گزر جائیں تو پھر مجبور کیا جائے گا۔ اگر صحبت نہ کرے تو پہلے ایلاء کی طلاق بھی ساتھ شامل ہوجائے گی جبکہ چار مہینے گزر جائیں اب رجوع کرنیکا اختیار بھی نہیں رہیگا کیونکہ اسنے عورت سے نکاح کرکے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہے لہذا نہ عورت پر عدت ہے نہ مرد کو رجوع کا اختیار۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تو چار مہینے کے بعد اسے مجبور کیا جائے تو ایک طلاق ڈالے۔ پھر رجوع کرلے اور اسے ہاتھ نہ لگائے، پس چار مہینے گزر جائیں تو عدت پوری ہونے سے پہلے اسے مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ عورت پر طلاق پڑے گی۔ اگر عدت پوری ہونے سے پہلے وہ عورت سے صحبت کرلے تو وہ اسکا حق دار ہوگیا اور اگر عدت پوری ہونے سے پہلے جماع نہ کیا تو مرد کا عورت پر کوئی اختیار نہیں رہا۔ اور اس بارے میں یہ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا، پھر اسے طلاق دے دی پس عدت پوری ہونے سے پہلے چار مہینے گزر گئے۔ فرمایا کہ یہ دو طلاقیں ہیں۔ اگر وہ مجبور کیا گیا اور اس نے صحبت نہ کی اور اگر چار مہینے گزرنے سے پہلے عدت پوری ہوگئی تو ایلاء سے طلاق نہیں پڑے گی اور یہ اس لئے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد جب اسے مجبور کیا تو اس روز وہ اس کی بیوی ہی نہیں تھی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے ایک روز یا ایک مہینہ صحبت نہیں کروں گا۔ پھر وہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ چار مہینے سے زیادہ مدت گزر گئی تو یہ ایلاء شمار نہیں ہوگا۔ ایلاء میں مجبور تو اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ چار ماہ سے زیادہ کی قسم کھائے۔ اگر کوئی قسم کھائے کہ چار مہینے اپنی بیوی سے صحبت نہیں

أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ، فَلَا أَرٰى عَلَيْهِ إِيْلَاءً. لِأَنَّهُ إِذَا دَخَلَ الْأَجَلُ الَّذِيْ يُوْقَفُ عِنْدَهُ، خَرَجَ مِنْ يَمِيْنِهِ، وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ وَقْفٌ.

کروں گا یا اس سے کم دن تو ایلاء نہیں ہو گا کیونکہ جب مجبور کرنے کا وقت آئے گا تو وہ اپنی قسم سے باہر ہو گا لہذا اسے مجبور کرنے کا حق ہی نہ ہو گا۔

قَالَ مَالِكٌ، مَنْ حَلَفَ لِامْرَأَتِهِ أَنْ لَا يَطَأَهَا حَتّٰى تَفْطِمَ وَلَدَهَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ إِيْلَاءً وَقَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ، فَلَمْ يَرَهُ إِيْلَاءً.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے اس وقت تک صحبت نہیں کروں گا جب تک بچے کا دودھ نہیں چھڑایا جائے گا تو یہ ایلاء نہیں ہے اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہی مسئلہ جب حضرت علی سے پوچھا گیا تو انہوں نے اسے ایلاء شمار نہیں فرمایا۔

بَابُ إِيْلَاءِ الْعَبْدِ

غلام کے ایلاء کا بیان

حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ إِيْلَاءِ الْعَبْدِ؟ فَقَالَ: هُوَ نَحْوُ إِيْلَاءِ الْحُرِّ. وَهُوَ عَلَيْهِ وَاجِبٌ. وَإِيْلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے غلام کے ایلاء کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ آزاد آدمی کے ایلاء جیسا اور اس پر واجب ہے اور غلام کے ایلاء کی مدت دو ماہ ہے۔

بَابُ ظِهَارِ الْحُرِّ

آزاد کے ظہار کا بیان

۲۰- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ: أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ، عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَةً، إِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا. فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ امْرَأَةً عَلَيْهِ كَظَهْرِ أُمِّهِ إِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا. فَأَمَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، إِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا، أَنْ لَا يَقْرَبَهَا، حَتّٰى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

سعید بن عمرو بن سلیم زرقی نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ اگر کوئی کسی عورت سے کہے کہ میں تجھ سے شادی کروں تو تجھے طلاق قاسم بن محمد نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ شادی کروں تو تیری پیٹھ میری ماں جیسی۔ حضرت عمر نے اسے حکم دیا کہ اگر اس کے ساتھ شادی کرے تو قریب نہ جائے جب تک کفارہ ظہار ادا نہ کر دے۔

۲۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْكِحَهَا؟ فَقَالَا: إِنْ نَكَحَهَا، فَلَا يَمَسَّهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ کسی نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے نکاح کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ اگر اس نے نکاح کیا تو کفارۂ ظہار ادا کرنے سے پہلے عورت کو ہاتھ نہ لگائے۔

۲۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّهُ قَالَ فِيْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنْ أَرْبَعَةِ نِسْوَةٍ لَهُ بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ: إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ.

عروہ بن زبیر نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی چار بیویوں کے ساتھ ایک ہی کلمہ سے ظہار کیا کہ اس پر ایک ہی کفارہ ادا کرنا لازم آئے گا۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ربیعہ بن عبد الرحمٰن سے مذکورہ بالا روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، وَعَلٰى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كَفَّارَةِ الْمُتَظَاهِرِ ـ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا ـ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا، فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ـ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفارۂ ظہار کے بارے میں فرمایا "تو ان پر ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں.... جسے غلام کی توفیق نہ ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا" (۵۸ : ۴)

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَتَظَاهَرُ مِنِ امْرَأَتِهٖ فِي مَجَالِسَ مُتَفَرِّقَةٍ. قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِنْ تَظَاهَرَ ثُمَّ كَفَّرَ، ثُمَّ تَظَاهَرَ بَعْدَ اَنْ يُّكَفِّرَ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ اَيْضًا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مختلف مجلسوں کے اندر اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ فرمایا کہ اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہے۔ اگر پھر ظہار کرے تو کفارہ دے۔ پھر کفارہ دینے کے بعد ظہار کرے تو پھر بھی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ تَظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهٖ ثُمَّ مَسَّهَا قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ، لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ وَيَكُفُّ عَنْهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ، وَلْيَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ. وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا، پھر کفارہ دینے سے پہلے عورت سے صحبت کی تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا۔ وہ کفارہ دینے تک عورت سے رکا رہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور یہ میں نے اچھی بات سنی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالظِّهَارُ مِنْ ذَوَاتِ الْمَحَارِمِ، مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالنَّسَبِ، سَوَاءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ظہار میں رضاعی یا نسبی محارم سے تشبیہ دینا برابر ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ ظِهَارٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ عورتوں پر ظہار نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ـــ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا ـ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَّ تَفْسِيْرَ ذٰلِكَ اَنْ يَّتَظَاهَرَ الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهٖ، ثُمَّ يُجْمِعَ عَلٰى اِمْسَاكِهَا وَاِصَابَتِهَا فَاِنْ اَجْمَعَ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَاِنْ طَلَّقَهَا. وَلَمْ يُجْمِعْ بَعْدَ تَظَاهُرِهٖ مِنْهَا عَلٰى اِمْسَاكِهَا وَاِصَابَتِهَا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ.

امام مالک نے ارشاد باری تعالیٰ "اور جو عورتوں سے ظہار کرتے ہیں اور پھر اپنے کہے سے پھر جاتے ہیں" کے بارے میں فرمایا: میں نے اس کی تفسیر میں سنا کہ کسی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ پھر اسے روکنا اور صحبت کرنا چاہے۔ اگر اس کے باوجود اس سے جماع کیا تو اس پر کفارہ واجب ہو گیا اور اگر اسے طلاق دے دی اور ظہار کے بعد نہ اس سے جماع کیا نہ روکا تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَاِنْ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ، لَمْ يَمَسَّهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کے بعد نکاح کرے تو ظہار کا کفارہ ادا کرنے تک اسے ہاتھ نہ لگائے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَتَظَاهَرُ مِنْ اَمَتِهٖ: اِنَّهٗ اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّصِيْبَهَا، فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ الظِّهَارِ، قَبْلَ اَنْ يَّطَاَهَا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی لونڈی سے ظہار کیا۔ اگر وہ اس سے صحبت کرنا چاہتا ہے تو اس پر ظہار کا کفارہ ہے۔ جماع کرنے سے پہلے۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَدْخُلُ عَلَى الرَّجُلِ إِيلَاءٌ فِي تَظَاهُرِهِ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُضَارًّا لَا يُرِيدُ أَنْ يَفِيءَ مِنْ تَظَاهُرِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ظہار سے ایلاء نہیں ہوتا مگر جبکہ ضرر پہنچانے اور جس سے ظہار کیا اس کے ساتھ صحبت کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

بَابُ ظِهَارِ الْعَبِيدِ

غلام کے ظہار کا بیان

۲۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ؟ فَقَالَ: نَحْوُ ظِهَارِ الْحُرِّ.

ابن شہاب سے غلام کے ظہار کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ آزاد کی طرح ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: يُرِيدُ أَنَّهُ يَقَعُ عَلَيْهِ كَمَا يَقَعُ عَلَى الْحُرِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس پر بھی آزاد کی طرح کفارہ لازم آتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَظِهَارُ الْعَبْدِ عَلَيْهِ وَاجِبٌ، وَصِيَامُ الْعَبْدِ فِي الظِّهَارِ شَهْرَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کا ظہار اس پر واجب ہے اور ظہار میں غلام کے روزے دو ماہ کے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: فِي الْعَبْدِ يَتَظَاهَرُ مِنِ امْرَأَتِهِ: إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ عَلَيْهِ إِيلَاءٌ. وَذَلِكَ أَنَّهُ لَوْ ذَهَبَ يَصُومُ صِيَامَ كَفَّارَةِ الْمُتَظَاهِرِ. دَخَلَ عَلَيْهِ طَلَاقُ الْإِيلَاءِ. قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صِيَامِهِ.

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تو اس میں ایلاء شامل نہیں ہوگا اور یہ اس لئے کہ جب وہ کفارہ ظہار کے روزے رکھے گا تو روزوں سے فارغ نہیں ہوگا کہ ایلاء کی طلاق پڑ جائے گی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَارِ

اختیار دینے کا بیان

۲۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ. فَكَانَتْ إِحْدَى السُّنَنِ الثَّلَاثِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا. وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ». وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ. فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ؟» فَقَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ. وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ، وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ اسے آزاد کر کے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے۔ تیسری یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو گوشت کی ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ پس آپ کے حضور روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا تو رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں ہانڈی میں گوشت نہیں دیکھتا؟ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں لیکن یہ گوشت بریرہ کو صدقہ دیا گیا ہے۔ جبکہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

(هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ)

۲۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ، فِي الْأَمَةِ تَكُونُ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتُعْتَقُ: إِنَّ الْأَمَةَ لَهَا الْخِيَارُ مَا لَمْ يَمَسَّهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ مَسَّهَا زَوْجُهَا فَزَعَمَتْ أَنَّهَا جَهِلَتْ، أَنَّ لَهَا الْخِيَارَ. فَإِنَّهَا تُتَّهَمُ وَلَا تُصَدَّقُ بِمَا ادَّعَتْ مِنَ الْجَهَالَةِ. وَلَا خِيَارَ لَهَا بَعْدَ أَنْ يَمَسَّهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس لونڈی کے متعلق فرمایا کرتے جو غلام کے نکاح میں ہو، پھر آزاد کر دی جائے۔ لونڈی کو اختیار ہو گا جب تک اسے ہاتھ نہ لگایا جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کے خاوند نے ہاتھ لگایا اور عورت نے کہا کہ اسے یہ معلوم نہ تھا تو عورت کو بدستور اختیار رہے گا اور اگر بے خبری کے دعوے میں وہ جھوٹی ہو اور محض بہانہ بنایا ہو تو ہاتھ لگانے کے بعد عورت کو اختیار نہیں رہے گا۔

۲۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ مَوْلَاةً لِبَنِي عَدِيٍّ يُقَالُ لَهَا زَبْرَاءُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ. وَهِيَ أَمَةٌ يَوْمَئِذٍ، فَعَتَقَتْ. قَالَتْ: فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَدَعَتْنِي. فَقَالَتْ: إِنِّي مُخْبِرَتُكِ خَبَرًا. وَلَا أُحِبُّ أَنْ تَصْنَعِي شَيْئًا. إِنَّ أَمْرَكِ بِيَدِكِ، مَا لَمْ يَمْسَسْكِ زَوْجُكِ. فَإِنْ مَسَّكِ فَلَيْسَ لَكِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ. قَالَتْ: فَقُلْتُ: هُوَ الطَّلَاقُ، ثُمَّ الطَّلَاقُ، ثُمَّ الطَّلَاقُ. فَفَارَقَتْهُ ثَلَاثًا.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ بنی عدی کی مولاۃ نے انہیں بتایا جس کو زبرہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک غلام کے نکاح میں تھی اور ان دنوں لونڈی تھی کہ آزاد کر دی گئی۔ اس کا بیان ہے کہ میری طرف پیغام بھیج کر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتی ہوں اور میں نہیں چاہتی کہ تم نادانستہ کچھ کر بیٹھو۔ تمہیں تمہارے معاملے کا اختیار ہے جب تک تمہارا خاوند تمہیں ہاتھ نہ لگائے۔ اگر اس نے تمہارے ساتھ جماع کیا تو پھر تمہیں کوئی اختیار نہیں رہے گا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے کہا۔ طلاق، پھر طلاق، پھر طلاق اور تین دفعہ کہہ کر جدا ہو گئی۔

۲۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ: أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهِ جُنُونٌ أَوْ ضَرَرٌ، فَإِنَّهَا تُخَيَّرُ. فَإِنْ شَاءَتْ قَرَّتْ. وَإِنْ شَاءَتْ فَارَقَتْ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے اور مرد کو جنون یا کوئی موذی مرض ہو تو عورت کو اختیار ہو گا کہ چاہے تو اس کے پاس رہے اور چاہے جدا ہو جائے۔

۲۹- قَالَ مَالِكٌ فِي الْأَمَةِ تَكُونُ تَحْتَ الْعَبْدِ، ثُمَّ تُعْتَقُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، أَوْ يَمَسَّهَا. إِنَّهَا إِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَلَا صَدَاقَ لَهَا. وَهِيَ تَطْلِيقَةٌ. وَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے اس لونڈی کے بارے میں فرمایا جو غلام کے نکاح میں ہو۔ پھر خلوت صحیحہ یا ہاتھ لگانے سے پہلے وہ آزاد ہو جائے اگر وہ نکاح سے باہر ہونا چاہے تو اسے مہر نہیں ملے گا اور اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۳۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ، إِذَا خَيَّرَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ، فَاخْتَارَتْهُ. فَلَيْسَ ذَلِكَ بِطَلَاقٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے ابن شہاب کو رماتے ہوئے سنا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ خاوند کو اختیار کر لے تو طلاق نہیں پڑے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ میں نے اچھی بات سنی۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُخَيَّرَةِ: إِذَا خَيَّرَهَا زَوْجُهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، فَقَدْ طَلُقَتْ ثَلَاثًا. وَإِنْ قَالَ زَوْجُهَا، لَمْ أُخَيِّرْكِ إِلَّا وَاحِدَةً. فَلَيْسَ لَهُ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُهُ.

امام مالک نے اختیار والی کے متعلق فرمایا کہ جب خاوند نے اسے اختیار دیا اور اس نے جدائی پسند کر لی تو اس پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اگرچہ خاوند یہ کہے کہ میں نے اسے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا تو اسکی یہ بات نہیں سنی جائے گی اور یہ بات میں نے اچھی سنی۔

قَالَ مَالِكٌ، وَإِنْ خَيَّرَهَا فَقَالَتْ قَدْ قَبِلْتُ وَاحِدَةً. وَقَالَ لَمْ أُرِدْ هٰذَا وَإِنَّمَا خَيَّرْتُكِ فِي الثَّلَاثِ جَمِيعًا أَنَّهَا إِنْ لَمْ تَقْبَلْ إِلَّا وَاحِدَةً. أَقَامَتْ عِنْدَهُ عَلَى نِكَاحِهَا. وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ فِرَاقًا. إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر عورت کو اختیار دیا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار قبول کیا۔ مرد کہے کہ میرا یہ مقصد نہیں ہیں نے تجھے اکٹھی تین طلاق کا اختیار دیا ہے۔ لیکن وہ ایک ہی قبول کرے تو اسی نکاح کے ساتھ اس کے پاس رہے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ جدا نہیں ہوگی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ

خلع کے متعلق روایات

۳۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ. وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ. فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ هٰذِهِ؟) فَقَالَتْ: أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ (مَا شَأْنُكِ؟) قَالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا. فَلَمَّا جَاءَ زَوْجُهَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ. قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَذْكُرَ) فَقَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، (خُذْ مِنْهَا) فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي بَيْتِ أَهْلِهَا.

عمرہ بنت عبد الرحمٰن کو حبیبہ بنت سہل انصاری نے بتایا جو حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی الصبح باہر نکلے تو اندھیرے میں حبیبہ بنت سہل کو ان کے دروازے پر پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ کون ہے؟ یہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ میں حبیبہ بنت سہل ہوں۔ فرمایا کیا بات ہے؟ عرض کی کہ میں نہیں اور نہ ثابت بن قیس یعنی ان کا خاوند۔ جب ان کے خاوند حضرت ثابت بن قیس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ حبیبہ بنت سہل ہیں۔ انہوں نے بتایا جو اللہ نے چاہا۔ پس حضرت حبیبہ بنت سہل نے کہا کہ جو کچھ انہوں نے دیا وہ میرے پاس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا کہ ان سے لے لو۔ پس انہوں نے مال لے لیا اور یہ اپنے میکے چلی گئیں۔

۳۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ مَوْلَاةٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ: أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَهَا. فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

نافع نے صفیہ بنت ابو عبید کی مولاۃ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنا سارا مال دے کر خاوند سے خلع کیا تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس کو برا نہیں سمجھا۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُفْتَدِيَةِ الَّتِي تَفْتَدِي مِنْ زَوْجِهَا: أَنَّهُ إِذَا عُلِمَ أَنَّ زَوْجَهَا أَضَرَّ بِهَا. وَضَيَّقَ عَلَيْهَا. وَعُلِمَ أَنَّهُ ظَالِمٌ لَهَا. مَضَى الطَّلَاقُ. وَرَدَّ عَلَيْهَا مَالَهَا.

قَالَ: فَهٰذَا الَّذِي كُنْتُ أَسْمَعُ. وَالَّذِي عَلَيْهِ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِأَنْ تَفْتَدِيَ الْمَرْأَةُ مِنْ زَوْجِهَا، بِأَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَاهَا.

امام مالک نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جو مال دے کر خاوند سے اپنا پیچھا چھڑاتی ہے کہ جب معلوم ہو جائے گا کہ خاوند اس کو تکلیف دیتا رہا اور اس پر تنگی کی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نے عورت پر ظلم کیا ہے تو طلاق پڑ جائیگی اور عورت کا مال اسے لوٹایا جائیگا۔

فرمایا کہ میں نے یہی سنا ہے اور ہمارے نزدیک لوگوں کا یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت اس سے زیادہ فدیہ دے جو خاوند نے مال دیا تھا۔

بَابُ ۱۲ طَلَاقِ الْمُخْتَلِعَةِ

خلع کی طلاق کا بیان

۳۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ، جَاءَتْ هِيَ وَعَمُّهَا إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ. فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا فِي زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: عِدَّتُهَا عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء اپنی پھوپھی کو لے کر حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عثمان کے زمانے میں اپنے خاوند سے خلع کیا تھا۔ جب یہ بات حضرت عثمان تک پہنچی تو انہوں نے برا نہ جانا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اس کی عدت طلاق والی جیسی ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، وَابْنَ شِهَابٍ، كَانُوا يَقُولُونَ. عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ مِثْلُ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَةِ. ثَلَاثَةُ قُرُوءٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب، سلیمان بن یسار اور ابن شہاب فرمایا کرتے کہ خلع والی کی عدت طلاق والی جیسی ہے یعنی تین طہر۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُفْتَدِيَةِ: إِنَّهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى زَوْجِهَا إِلَّا بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ. فَإِنْ هُوَ نَكَحَهَا. فَفَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا، لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا عِدَّةٌ مِنَ الطَّلَاقِ الْآخَرِ. وَتَبْنِي عَلَى عِدَّتِهَا الْأُولَى.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: إِذَا افْتَدَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ زَوْجِهَا بِشَيْءٍ، عَلَى أَنْ يُطَلِّقَهَا. فَطَلَّقَهَا طَلَاقًا مُتَتَابِعًا نَسَقًا فَذٰلِكَ ثَابِتٌ عَلَيْهِ. فَإِنْ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ صُمَاتٌ، فَمَا أَتْبَعَهُ بَعْدَ الصُّمَاتِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

امام مالک نے مال دے کر پیچھا چھڑانے والی کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنے خاوند کی طرف نہیں لوٹے گی مگر نئے نکاح کے ساتھ۔ اگر وہ ہاتھ لگانے سے پہلے اسے چھوڑ دے تو اس پر دوسری طلاق کی عدت نہیں ہو گی بلکہ وہ پہلی عدت پوری کرے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں یہ میں نے خوب سنا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب عورت نے اپنے خاوند کو اس لئے مال دیا کہ اسے طلاق دی جائے اور وہ ایک ہی دفعہ اسے متواتر تین طلاقیں دے ڈالے تو وہ پڑ جائیں گی۔ اگر ایک طلاق دینے کے بعد خاموش ہو گیا تو خاموش ہونے کے بعد جو طلاق دی وہ لغو ہے۔

باب ۱۳ مَا جَاءَ فِي اللِّعَانِ

۳۴ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ. فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ. أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي، يَا عَاصِمُ، عَنْ ذَلِكَ، رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ. فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا. حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ. مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ، جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ. فَقَالَ يَا عَاصِمُ. مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ، لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ. وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا. فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ. أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ؟ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا. قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا. قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا. فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا. قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ مَالِكٌ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، فَكَانَتْ تِلْكَ، بَعْدُ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔

لعان کے متعلق روایات

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عاصم بن عدی انصاری نے حضرت عویمر عجلانی کے پاس آکر کہا۔ اے عاصم! اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسی کو دیکھ کر اسے قتل کردے تو کیا تم اسے قتل کردو گے؟ پھر وہ کیا کرے اے عاصم! اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھ کر مجھے بتاؤ۔ پس حضرت عاصم نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کا پوچھنا ناپسند فرمایا، یہاں تک کہ حضرت عاصم نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ اس کا انہیں دکھ ہوا۔ جب حضرت عاصم اپنے گھر لوٹے تو حضرت عویمر ان کے پاس آئے تو پوچھا کہ اے عاصم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے کیا فرمایا؟ حضرت عویمر کو بتایا کہ میں بھلائی لے کر نہیں آیا کیونکہ جو بات میں نے پوچھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا۔ حضرت عویمر نے کہا کہ خدا کی قسم، میں تو نہیں رکوں گا جب تک یہ بات پوچھ نہ لوں۔ پس حضرت عویمر لوگوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور کہا۔ یارسول اللہ! اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے آدمی کو دیکھ کر اسے قتل کردے تو آپ اسے قتل کردیں گے، پھر وہ کیا کرے؟ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے متعلق حکم نازل ہو گیا ہے۔ جاکر عورت کو لے کر آؤ۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ پھر ان دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں موجود تھا۔ جب دونوں لعان سے فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! اگر میں عورت کو اپنے پاس رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔ پس اس سے پہلے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں کوئی حکم دیتے

ف۔ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو دونوں کو حاکم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ حاکم دونوں سے چار چار مرتبہ قسمیں لیتا ہے اور پانچویں دفعہ جھوٹے پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔ ایسا کرنے والے جوڑے کو متلاعین اور ایسا کرنے کو لعان کہتے ہیں قرآن کریم

۳۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَانْتَفَلَ مِنْ وَلَدِهَا. فَفَرَّقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا. وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ. وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ. وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ. بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ. وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ.

قَالَ مَالِكٌ: السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ لَا يَتَنَاكَحَانِ أَبَدًا. وَإِنْ أَكْذَبَ نَفْسَهُ جُلِدَ الْحَدَّ. وَأُلْحِقَ بِهِ الْوَلَدُ. وَلَمْ تَرْجِعْ إِلَيْهِ أَبَدًا. وَعَلَى هٰذَا. السُّنَّةُ عِنْدَنَا، الَّتِي لَا شَكَّ فِيهَا، وَلَا اخْتِلَافَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا فَارَقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فِرَاقًا بَاتًّا. لَيْسَ لَهُ عَلَيْهَا فِيهِ رَجْعَةٌ، ثُمَّ أَنْكَرَ حَمْلَهَا. لَاعَنَهَا إِذَا كَانَتْ حَامِلًا. وَكَانَ حَمْلُهَا يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ مِنْهُ. إِذَا ادَّعَتْهُ. مَا لَمْ يَأْتِ دُونَ ذٰلِكَ مِنَ الزَّمَانِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ. فَلَا يُعْرَفُ أَنَّهُ مِنْهُ. قَالَ: فَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا. وَالَّذِي سَمِعْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا قَذَفَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ،

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی اور اس کی بیوی نے لعان کیا۔ آدمی نے کہا کہ بچہ میرا نہیں ہے پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکے درمیان جدائی کروادی اور بچہ عورت کے سپرد کیا

امام مالک نے کہا کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:
"اور جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو۔ اور عورت سے یوں سزا ٹل جاتی ہے کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو" (۲۴: ۶ تا ۹)

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی سنت ہے کہ لعان کرنیوالے دونوں کبھی آپس میں نکاح نہیں کر سکتے اور اگر مرد خود کو جھوٹا بتائے تو اس پر حد جاری ہوگی اور بچہ اسے دیا جائیگا اور عورت اسے کبھی نہیں ملے گی اور ہمارے نزدیک یہی سنت ہے جس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ اختلاف۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق بائن دے چکا تو عورت سے رجوع کرنے کا حق نہیں رہ جاتا۔ پھر اس کے حمل کا انکار کرے تو دونوں لعان کریں گے جبکہ عورت حاملہ ہو اور حمل کے متعلق یہ شبہ ہو سکے کہ ممکن ہے اسی کا ہو جبکہ وہ انکار کرتا ہے۔ جس عورت کے بارے میں شک ہو اگر وہ اسکے علاوہ ہو تو اس آدمی کا نہیں سمجھا جائیگا فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور یہی میں نے اہل علم سے سنا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے

حاشیہ صفحہ گذشتہ: میں اس کے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا کہ لعان کرنے کے بعد وہ جوڑا اکٹھا رہے گا یا الگ ہو جائیں گے۔ عورت پر طلاق پڑ جائے گی یا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس وقت تک اس سلسلے میں کچھ نہیں فرمایا تھا۔ لعان کرنے کے بعد حضرت عویمر عجلانی نے غصے میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر جدا کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعان کرنے والوں کے لیے یہی سنت مقرر فرما دی اور ان کے اس فیصلے پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ اسے قیامت تک کے لیے قانون بنا دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی اسی روایت سے معلوم ہو گیا کہ اگرچہ طلاق اکٹھی نہیں دینی چاہیے لیکن کسی نے اگر اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو تین ہی واقع ہوں گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَعْدَ اَنْ يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا. وَهِيَ حَامِلٌ. يُقِرُّ بِحَمْلِهَا ثُمَّ يَزْعُمُ اَنَّهُ رَآهَا تَزْنِي قَبْلَ اَنْ يُفَارِقَهَا جُلِدَ الْحَدَّ وَلَمْ يُلَاعِنْهَا. وَاِنْ اَنْكَرَ حَمْلَهَا بَعْدَ اَنْ يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا، لَاعَنَهَا.

قَالَ، وَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ.

اس کے بعد کہ اسے تین طلاقیں دے دیں اور وہ حاملہ ہے۔ اپنے حمل کا اقرار کر رہی ہے لیکن مرد دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے طلاق سے پہلے اسے زنا کرتے دیکھا ہے تو مرد پہ حد جاری ہوگی اور۔۔ لعان نہیں کرینگے اور تین طلاقیں دینے کے بعد اگر وہ عورت کے حمل کا انکار کرے تو لعان ہوگا۔

فرمایا کہ میں نے یہی سنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَبْدُ بِمَنْزِلَةِ الْحُرِّ فِي قَذْفِهِ وَلِعَانِهِ. وَيَجْرِي مَجْرَى الْحُرِّ فِي مُلَاعَنَتِهِ. غَيْرَ اَنَّهُ لَيْسَ عَلَى مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَةً حَدٌّ.

امام مالک نے فرمایا کہ تذف۔ اور لعان میں غلام بھی آزاد کی طرح ہے۔ اس پر بھی لعان میں وہی واجب ہوگا جو آزاد پر ہے سوائے اس کے کہ مملوکہ لونڈی پر زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف جاری نہیں ہوگی

قَالَ مَالِكٌ: وَالْاَمَةُ الْمُسْلِمَةُ وَالْحُرَّةُ النَّصْرَانِيَّةُ وَالْيَهُودِيَّةُ تُلَاعِنُ الْحُرَّ الْمُسْلِمَ اِذَا تَزَوَّجَ اِحْدَاهُنَّ فَاَصَابَهَا. وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ - وَالَّذِينَ يَرْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ - فَهُنَّ مِنَ الْاَزْوَاجِ وَعَلَى هٰذَا، الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مسلمان لونڈی اور آزاد یہودیہ ونصرانیہ بھی آزاد مسلمان کے ساتھ لعان کریں گی جبکہ وہ ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر کے صحبت کر لے اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ "جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں" اور یہ عورتیں بھی بیویاں ہیں اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَبْدُ اِذَا تَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ الْحُرَّةَ الْمُسْلِمَةَ. اَوِ الْاَمَةَ الْمُسْلِمَةَ، اَوِ الْحُرَّةَ النَّصْرَانِيَّةَ اَوِ الْيَهُودِيَّةَ، لَاعَنَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب آزاد مسلمان عورت یا مسلمان لونڈی یا آزاد نصرانی عورت یا آزاد یہودی عورت سے نکاح کرے تو وہ معاف کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ. فِي الرَّجُلِ يُلَاعِنُ امْرَاَتَهُ فَيَنْزِعُ. وَيُكَذِّبُ نَفْسَهُ بَعْدَ يَمِينٍ اَوْ يَمِينَيْنِ، مَا لَمْ يَلْتَعِنْ فِي الْخَامِسَةِ. اِنَّهُ اِذَا نَزَعَ قَبْلَ اَنْ يَلْتَعِنَ جُلِدَ الْحَدَّ وَلَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی سے لعان کرنے لگے، پھر رک جائے اور ایک یا دو قسموں کے بعد اپنے آپ کو جھٹلائے جبکہ پانچ مرتبہ لعان نہیں کیا اور لعان پورا ہونے سے پہلے رک گیا تو اس پر حد قذف جاری ہوگی اور انکے درمیان جدائی نہیں کرائی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ. فَاِذَا مَضَتِ الثَّلَاثَةُ الْاَشْهُرِ قَالَتِ الْمَرْاَةُ. اَنَا حَامِلٌ. قَالَ: اِنْ اَنْكَرَ زَوْجُهَا حَمْلَهَا، لَاعَنَهَا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْاَمَةِ الْمَمْلُوكَةِ يُلَاعِنُهَا زَوْجُهَا ثُمَّ يَشْتَرِيهَا: اِنَّهُ لَا يَطَؤُهَا، وَاِنْ مَلَكَهَا وَذٰلِكَ اَنَّ السُّنَّةَ مَضَتْ، اَنَّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ لَا يَتَرَاجَعَانِ اَبَدًا.

امام مالک نے مملوکہ لونڈی کے بارے میں فرمایا جسنے اپنے خاوند کیساتھ لعان کیا، پھر خاوند نے اسے خرید لیا تو وہ اسکی مملوکہ ہے لیکن اسکے ساتھ صحبت نہ کرے کیونکہ ہمیشہ سے یہی سنت چلی آرہی ہے کہ لعان کرنیوالے کبھی اکٹھے نہیں ہوتے۔

قَالَ مَالِكٌ: اِذَا لَاعَنَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَلَيْسَ لَهَا اِلَّا نِصْفُ الصَّدَاقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ صحبت کرنے سے پہلے اگر آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا تو عورت کو صرف آدھا مہر ملے گا۔

بَابٌ ۴ مِيرَاثُ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ

۳۶ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا: اَنَّهُ اِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ اُمُّهُ حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى. وَاِخْوَتُهُ لِاُمِّهِ حُقُوقَهُمْ. وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِي اُمِّهِ. اِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً. وَاِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَرِثَتْ حَقَّهَا. وَوَرِثَ اِخْوَتُهُ لِاُمِّهِ حُقُوقَهُمْ. وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَبَلَغَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ وَعَلٰى ذٰلِكَ اَدْرَكْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا

لعان والی عورت کے بیٹے کی میراث

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عروہ بن زبیر ملاعنہ کے بچے اور ولد الزنا کے بارے میں فرمایا کرتے کہ جب وہ مر جاتے تو اللہ تعالٰی کی کتاب کے مطابق اس کی والدہ کو میراث ملے گی اور ماں سے اس کے بھائی مستحق دار ہوں گے اور باقی اس کی والدہ کے موالی کو ملے گا جبکہ وہ آزاد کردہ لونڈی ہو اور اگر عربیہ ہو تو اپنے حصے کی وارث ہو گی اور ماں جاتے بھائی اپنے حصے کے وارث ہوں گے اور باقی مال بیت المال میں جمع کروایا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے یہی بات پہنچی ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔

بَابٌ ۵ طَلَاقُ الْبِكْرِ

۳۷ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ. عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ: اَنَّهُ قَالَ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا. ثُمَّ بَدَا لَهُ اَنْ يَنْكِحَهَا. فَجَاءَ يَسْتَفْتِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ اَسْاَلُ لَهُ. فَسَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَا: لَا نَرٰى اَنْ تَنْكِحَهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ. قَالَ: فَاِنَّمَا طَلَاقِي اِيَّاهَا وَاحِدَةٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اِنَّكَ اَرْسَلْتَ مِنْ يَدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ.

۳۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِي عَيَّاشٍ الْاَنْصَارِيِّ. عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: اَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَسْاَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا. قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا. قَالَ عَطَاءٌ: فَقُلْتُ: اِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ. فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. اِنَّمَا اَنْتَ قَاصٌّ. الْوَاحِدَةُ

کنواری کو طلاق دینا

محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان نے محمد بن ایاس بن بکیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر اس نے نکاح کرنا چاہا تو فتویٰ پوچھنے نکلا۔ پس میں بھی ان کے ساتھ پوچھنے گیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ سے اس بارے میں پوچھا تو دونوں حضرت نے فرمایا کہ تم اس کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتے یہاں تک کہ وہ تمہارے سوا دوسرے سے نکاح کرے۔ اس نے کہا کہ میری ایک ہی طلاق سے وہ بائن ہو گئی؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ میں جو اختیار تھا وہ تم نے خود ہی گنوا دیا۔

نعمان بن ابو عیاش انصاری نے روایت کی ہے کہ عطاء بن یسار نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ کسی نے اپنی بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے تین طلاق دے دیں۔ عطاء کا بیان ہے کہ میں نے کہا کنواری پر ایک طلاق پڑتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے مجھ سے فرمایا کہ تم قصہ خواں ہو، ایک طلاق سے عورت بائن ہو جاتی ہے اور تین طلاقوں سے حرام ہوتی ہے یہاں تک کہ دوسرے

تُبِيْنُهَا، وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

٣٩- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَاصِمِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ. فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا. فَمَاذَا تَرَيَانِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ مَا لَنَا فِيْهِ قَوْلٌ. فَاذْهَبْ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ. فَإِنِّيْ تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ. فَسَلْهُمَا. ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ. فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: الْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا، وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مِثْلَ

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلٰى ذٰلِكَ، الْأَمْرُ عِنْدَنَا. وَالثَّيِّبُ إِذَا مَلَكَهَا الرَّجُلُ فَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا إِنَّهَا تَجْرِيْ مَجْرَى الْبِكْرِ. الْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا، وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

بَابُ طَلَاقِ الْمَرِيْضِ

٤٠- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ. قَالَ، وَكَانَ أَعْلَمَهُمْ بِذٰلِكَ. وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ؛ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ. فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ مِنْهُ، بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا.

٤١- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ. أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَرَّثَ نِسَاءَ ابْنِ مُكْمِلٍ مِنْهُ. وَكَانَ طَلَّقَهُنَّ وَهُوَ مَرِيْضٌ.

خاوند سے نکاح کرے۔

معاویہ بن ابو عیاش انصاری کا بیان ہے کہ وہ عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر بن خطاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک بدو نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاق دے دیں، آپ دونوں حضرات کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ اس بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ لہٰذا تم حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ، کے پاس جاؤ جنہیں میں حضرت عائشہ کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں اور ان سے پوچھ کر ہمیں بھی آکر مطلع کرنا۔ وہ گئے اور دونوں حضرات سے پوچھا۔ حضرت ابن عباس نے حضرت ابوہریرہ سے کہا کہ اے ابوہریرہ افتویٰ دیجئے کیونکہ آپ کے پاس مشکل سوال آیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ ایک طلاق عورت کو بائن اور تین طلاق حرام کر دیتی ہیں یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ ثیبہ جب کسی کی ملک میں آتے اور وہ اس سے صحبت نہ کرے تو اس کا معاملہ کنواری جیسا ہے کہ ایک طلاق سے بائن اور تین طلاق سے حرام ہو جائے گی یہانتک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

بیمار کا طلاق دینا

طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے جنہیں اس بات کا بخوبی علم تھا اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں جبکہ وہ بیمار تھے۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدت گزرنے کے بعد ان کی بیوی کو میراث دلائی۔

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن مکمل کی بیویوں کو میراث دلائی جنہیں ابن مکمل نے بیماری کی حالت میں طلاق دی تھی۔

۴۲ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ بَلَغَنِيْ اَنَّ امْرَاَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَاَلَتْهُ اَنْ يُطَلِّقَهَا. فَقَالَ اِذَا حِضْتِ ثُمَّ طَهُرْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ. فَلَمْ تَحِضْ حَتّٰى مَرِضَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ. فَلَمَّا طَهُرَتْ اٰذَنَتْهُ. فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ. اَوْ تَطْلِيْقَةً. لَمْ يَكُنْ بَقِيَ لَهُ عَلَيْهَا مِنَ الطَّلَاقِ غَيْرُهَا وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمَئِذٍ مَرِيْضٌ. فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْهُ. بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا.

۴۳ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ. قَالَ: كَانَتْ عِنْدَ جَدِّيْ حَبَّانَ امْرَاَتَانِ. هَاشِمِيَّةٌ وَاَنْصَارِيَّةٌ فَطَلَّقَ الْاَنْصَارِيَّةَ وَهِيَ تُرْضِعُ فَمَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ. ثُمَّ هَلَكَ عَنْهَا وَلَمْ تَحِضْ. فَقَالَتْ: اَنَا اَرِثُهُ. لَمْ اَحِضْ. فَاخْتَصَمَتَا اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. فَقَضٰى لَهَا بِالْمِيْرَاثِ. فَلَامَتِ الْهَاشِمِيَّةُ عُثْمَانَ. فَقَالَ: هٰذَا عَمَلُ ابْنِ عَمِّكِ. هُوَ اَشَارَ عَلَيْنَا بِهٰذَا. يَعْنِيْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ.

۴۴ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ؛ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ مَرِيْضٌ. فَاِنَّهَا تَرِثُهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَاِنْ طَلَّقَهَا وَهُوَ مَرِيْضٌ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَلَهَا نِصْفُ الصَّدَاقِ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَلَا عِدَّةَ عَلَيْهَا. وَاِنْ دَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا. فَلَهَا الْمَهْرُ كُلُّهُ، وَالْمِيْرَاثُ اَلْبِكْرُ وَالثَّيِّبُ فِيْ هٰذَا عِنْدَنَا سَوَاءٌ.

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ مُتْعَةِ الطَّلَاقِ

۴۵ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ ؛ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَاَةً لَهُ. فَمَتَّعَ

امام مالک نے ربیعہ بن عبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی بیوی نے ان سے طلاق مانگی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تمہیں حیض آئے پھر پاک ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔ انہیں حیض نہ آیا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بیمار ہو گئے۔ جب یہ پاک ہوئیں تو انہیں بتایا۔ انہوں نے طلاق بتہ یا آخری طلاق دے دی جس کے بعد کوئی طلاق باقی نہ رہی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ان دنوں بیمار تھے۔ حضرت عثمان نے عدت پوری ہونے کے بعد انہیں ترکہ دلایا۔

محمد بن یحییٰ بن حبان نے فرمایا کہ میرے جد امجد حضرت حبان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک ہاشمیہ اور دوسری انصاریہ۔ انہوں نے انصاریہ کو طلاق دے دی جو دودھ پلاتی تھیں۔ اسی طرح سال گزر گیا۔ پھر وہ وفات پا گئے اور انہیں حیض نہ آیا۔ انہوں نے کہا کہ میں میراث لوں گی کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا۔ دونوں کا جھگڑا حضرت عثمان کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ پس اس کے لئے میراث کا فیصلہ ہوا۔ ہاشمیہ نے حضرت عثمان کو ملامت کی تو فرمایا کہ یہ تمہارے چچا زاد بھائی کا عمل ہے۔ انہوں نے ہمیں ایسا ہی بتایا یعنی حضرت علی نے۔

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی مرض الموت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے تو وہ میراث پائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ بیماری میں صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدی تو عورت کو نصف مہر ملے گا اور وہ میراث پائے گی اور اس پر عدت نہیں ہے۔ اگر صحبت کرنے کے بعد اسے طلاق دی ہے تو اسے پورا مہر اور میراث ملے گی۔ کنواری اور شوہر دیدہ اس جگہ ہمارے نزدیک برابر ہیں۔

بوقت طلاق عورت کی مالی مدد

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جب اپنی بیوی کو طلاق دی تو ایک لونڈی دے کر اسے

بولیبدلہ۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ إِلَّا الَّتِي تُطَلَّقُ، وَقَدْ فُرِضَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَمْ تُمَسَّ، فَحَسْبُهَا نِصْفُ مَا فُرِضَ لَهَا.

فائدہ پہنچایا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ ہر مطلقہ کو مالی فائدہ پہنچایا جاتے ماسوائے اس مطلقہ کے جس کا مہر مقرر ہو چکا اور اس کو ہاتھ نہیں لگایا گیا تو اسے نصف مہر ملے گا۔

۴۶ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ ہر مطلقہ کو مالی فائدہ پہنچایا جائے

قَالَ مَالِكٌ: وَبَلَغَنِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے قاسم بن محمد سے بھی یہی بات پہنچی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ لِلْمُتْعَةِ عِنْدَنَا حَدٌّ مَعْرُوفٌ فِي قَلِيلِهَا وَلَا كَثِيرِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مالی فائدہ پہنچانے کی ہمارے نزدیک کوئی حد نہیں اور نہ کم و بیش کا کوئی قانون مقرر ہے۔ ف

ف۔ مطلقہ کو مالی فائدہ پہنچانا مرد کی استطاعت اور مرضی پر موقوف ہے۔ اس سلسلے میں قرآن کریم کے اندر یہ واضح تصریح ہے:۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ۔

(۲: ۲۳۶)

تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورت کو طلاق دو جب تک تم نے عورت کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر نہ کر لیا ہو اور ان کو کچھ برتنے کو دو۔ مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگ دست پر اس کے لائق حسب دستور یہ بھلائی والوں پر واجب ہے۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس سلسلے میں یہ ہدایت بھی فرمائی گئی ہے:۔

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔

(۲: ۲۳۱)

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آلگے تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نیک نامی کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرر پہنچانے کے لیے نہ روکا جائے کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور جو تم پر کتاب اور حکمت اتاری تمہیں سمجھانے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

قرآن کریم نے ایلاء کے بارے میں یہ ہدایت فرمائی ہے:۔

لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ

وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں

بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْعَبْدِ

غلام کی طلاق کے متعلق روایات

۴۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ نُفَيْعًا، مُكَاتَبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ نفیع حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکاتب یا غلام تھا۔ اس کے نکاح میں

فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

(۲: ۲۲۶- ۲۲۷)

چار مہینے کی مہلت ہے لیکن اگر اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا پکا ارادہ کر لیا ہے تو اللہ سنتا جانتا ہے۔

مطلقہ عورتوں کو پروردگارِ عالم نے یہ ہدایت بھی فرمائی ہے:۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

(۲: ۲۲۸ تا ۲۳۰)

اور طلاق والی عورتیں اپنی جانوں کو روکے رکھیں تین حیض تک اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں۔ اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں اور عورتوں کا حق بھی ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہ طلاق دو بار تک ہے، پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھتے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پھر وہ دوسرا اگر طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانشمندوں کے لیے۔ ف

ف:۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کو طلاق کے موقع پر یہ قرآنی ضابطے مدِنظر رکھنے ضروری ہیں۔

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عَبْدًا لَهَا. كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَاَةٌ حُرَّةٌ. فَطَلَّقَهَا اثْنَتَيْنِ. ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُرَاجِعَهَا فَاَمَرَهُ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَاْتِيَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَيَسْاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَلَقِيَهُ عِنْدَ الدَّرَجِ اٰخِذًا بِيَدِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ. فَسَاَلَهُمَا. فَابْتَدَرَاهُ جَمِيعًا فَقَالَا: حَرُمَتْ عَلَيْكَ. حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

آزاد عورت تھی۔ اس نے دو طلاقیں دے دیں اور پھر رجعت کرنی چاہی۔ امہات المومنین نے اسے حکم دیا کہ حضرت عثمان کے پاس جاکر ان سے یہ بات پوچھو۔ وہ درج کے نزدیک حضرت زید بن ثابت کا ہاتھ پکڑے ہوئے ملے۔ پس ان سے مسئلہ پوچھا تو دونوں حضرات نے یک زبان ہوکر فرمایا: تم پر حرام ہوگئی۔ تم پر حرام ہوگئی۔

۴۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ اَنَّ نُفَيْعًا، مُكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقَ امْرَاَةً حُرَّةً تَطْلِيقَتَيْنِ. فَاسْتَفْتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ. فَقَالَ: حَرُمَتْ عَلَيْكَ

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ نفیع حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکاتب تھا۔ اس نے اپنی آزاد بیوی کو دو طلاقیں دے دیں۔ پھر حضرت عثمان سے فتویٰ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: تمہارے اوپر حرام ہوگئی۔

۴۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ؛ اَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَفْتَى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ. فَقَالَ: اِنِّي طَلَّقْتُ امْرَاَةً حُرَّةً تَطْلِيقَتَيْنِ. فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ نفیع جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکاتب تھا، اس نے حضرت زید بن ثابت سے فتویٰ پوچھتے ہوئے کہا کہ میں نے آزاد بیوی کو دو طلاقیں دے دی ہیں۔ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ وہ تم پر حرام ہوگئی ہے۔

۵۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: اِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُ امْرَاَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً. وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ. وَعِدَّةُ الْاَمَةِ حَيْضَتَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب غلام نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر حرام ہو گئی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔ عورت خواہ آزاد ہو یا لونڈی اور آزاد کی عدت تین حیض اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے۔

۵۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: مَنْ اَذِنَ لِعَبْدِهِ اَنْ يَنْكِحَ، فَالطَّلَاقُ بِيَدِ الْعَبْدِ. لَيْسَ بِيَدِ غَيْرِهِ مِنْ طَلَاقِهِ شَيْءٌ. فَاَمَّا اَنْ يَاْخُذَ الرَّجُلُ اَمَةَ غُلَامِهِ، اَوْ اَمَةَ وَلِيدَتِهِ، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جس نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کی اجازت دی تو طلاق کا اختیار غلام کے ہاتھ میں ہوگا کسی دوسرے کو طلاق کا ذرا بھی اختیار نہیں ہوگا۔ جو اپنے غلام یا لونڈی کی لونڈی حاصل کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

باب ۱۹ نَفَقَةِ الْأَمَةِ إِذَا طُلِّقَتْ وَهِيَ حَامِلٌ

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ عَلَى حُرٍّ وَلَا عَبْدٍ طَلَّقَا مَمْلُوكَةً، وَلَا عَلَى عَبْدٍ طَلَّقَ حُرَّةً طَلَاقًا بَائِنًا، نَفَقَةٌ وَإِنْ كَانَتْ حَامِلًا. إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ عَلَى حُرٍّ أَنْ يَسْتَرْضِعَ لِابْنِهِ وَهُوَ عَبْدُ قَوْمٍ آخَرِينَ. وَلَا عَلَى عَبْدٍ أَنْ يُنْفِقَ مِنْ مَالِهِ عَلَى مَا يَمْلِكُ سَيِّدُهُ، إِلَّا بِإِذْنِ سَيِّدِهِ.

باب ۲۰ عِدَّةِ الَّتِي تَفْقِدُ زَوْجَهَا

۵۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ أَيْنَ هُوَ؟ فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ أَرْبَعَ سِنِينَ. ثُمَّ تَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. ثُمَّ تَحِلُّ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا فَدَخَلَ بِهَا زَوْجُهَا أَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَا سَبِيلَ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ إِلَيْهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا، وَإِنْ أَدْرَكَهَا زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَتَزَوَّجَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَأَدْرَكْتُ النَّاسَ يُنْكِرُونَ الَّذِي قَالَ بَعْضُ النَّاسِ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ؛ أَنَّهُ قَالَ: يُخَيَّرُ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ إِذَا جَاءَ، فِي صَدَاقِهَا أَوْ فِي امْرَأَتِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَبَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي الْمَرْأَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، ثُمَّ يُرَاجِعُهَا فَلَا يَبْلُغُهَا رَجْعَتُهُ، وَقَدْ بَلَغَهَا طَلَاقُهُ إِيَّاهَا فَتَزَوَّجَتْ: أَنَّهُ إِنْ دَخَلَ بِهَا زَوْجُهَا الْآخَرُ، أَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا، فَلَا سَبِيلَ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا

حاملہ لونڈی کو طلاق دی تو نفقہ دیا جائے

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد مرد یا غلام اپنی مملوکہ کو طلاق دے یا غلام اپنی آزاد بیوی کو طلاق بائن دے تو ان میں سے کسی پر بھی نفقہ لازم نہیں، خواہ عورت حاملہ ہو، بایں صورت کہ رجعت کا حق نہ رہا ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد مرد پر اپنے بیٹے کا دودھ پلانا نہیں (جبکہ وہ دوسرے کی لونڈی سے ہو) کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کا غلام ہے اور نہ غلام پر اس مال سے خرچ کرنا ہے جو اسکے آقا کی ملک ہو مگر اپنے آقا کی اجازت سے۔

اس عورت کی عدت جس کا خاوند گم ہو جائے

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جس عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے تو عورت چار سال انتظار کرے گی، پھر چار ماہ دس روز عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب عدت گزارنے کے بعد عورت نے شادی کر لی تو خاوند نے اس سے خلوت صحیحہ کی یا نہ کی لیکن پہلے خاوند کا اس پر کوئی حق نہیں رہا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر قبل نکاح کرنے کے پہلا خاوند آجائے تو عورت کا وہ زیادہ حقدار ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو اس آدمی کا انکار کرتے ہوئے پایا ہے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ پہلا خاوند جب بھی آئے اسے مہر یا اپنی بیوی کو لینے کا اختیار ہے۔

امام مالک نے فرمایا، مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جس کو اس کے خاوند نے طلاق دی اور پھر کہیں چلا گیا۔ پھر اس نے رجوع کر لیا لیکن رجعت کی خبر عورت کو نہیں پہنچی۔ جب اس کی طلاق پوری ہو جائے تو نکاح کرے۔ اب دوسرے خاوند نے خواہ اسکے ساتھ صحبت کی ہے یا

اِلَیهَا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ، فِی هٰذَا، وَفِی الْمَفْقُوْدِ۔

نہیں کی لیکن پہلے خاوند کا اس پر کوئی حق نہیں رہا جس نے اسے طلاق دی تھی۔
امام مالک نے فرمایا کہ گم شدہ آدمی کے متعلق یہ میں نے بہت اچھی بات سنی۔

بَابُ ۲۱ مَا جَاءَ فِی الْاَقْرَاءِ وَعِدَّةِ الطَّلَاقِ وَ طَلَاقِ الْحَائِضِ

قرو، طلاق، عدت اور حائضہ کی طلاق کا بیان

۵۳۔ حَدَّثَنِی یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ. عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَسَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (مُرْهُ فَلْیُرَاجِعْهَا، ثُمَّ یُمْسِكْهَا حَتّٰی تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِیضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ اِنْ شَاءَ اَمْسَكَ بَعْدُ. وَاِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ یَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِی اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ یُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنی بیوی کو طلاق دی جبکہ وہ حائضہ تھیں۔ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ان سے کہو کہ رجوع کر لیں، پھر اپنے پاس رکھیں یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے، پھر چاہے اپنے پاس روک لیں اور چاہے ہاتھ لگانے سے پہلے اسے طلاق دے دیں عورتوں کی طلاق کے بارے میں یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

۵۴۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ؛ اَنَّهَا انْتَقَلَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ حِیْنَ دَخَلَتْ فِی الدَّمِ مِنَ الْحَیْضَةِ الثَّالِثَةِ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کو عدت سے اٹھا دیا جبکہ انہیں تیسرے حیض کا خون شروع ہوا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. فَقَالَتْ صَدَقَ عُرْوَةُ. وَقَدْ جَادَلَهَا فِی ذٰلِكَ نَاسٌ فَقَالُوْا: اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ فِی كِتَابِهِ - ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ - فَقَالَتْ عَائِشَةُ: صَدَقْتُمْ تَدْرُوْنَ مَا الْاَقْرَاءُ؟ اِنَّمَا الْاَقْرَاءُ الْاَطْهَارُ۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ جب عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے اس بات کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ عروہ نے سچ کہا ہے اور لوگوں نے حضرت عائشہ سے اس بارے میں بحث کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن جانتے ہو کہ اَلْاَقْرَاء کیا ہے۔ الاقراء سے مراد الاطہار یعنی پاکی ہے۔

۵۵۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ اَنَّهٗ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یَقُوْلُ مَا اَدْرَكْتُ اَحَدًا مِنْ فُقَهَائِنَا اِلَّا وَهُوَ یَقُوْلُ هٰذَا. یُرِیْدُ قَوْلَ عَائِشَةَ۔

ابن شہاب نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے فقہاء میں سے کسی ایک کو نہیں پایا مگر وہی کہتے ہوئے جو حضرت عائشہ نے فرمایا ہے۔

۵۶۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَزَیْدِ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ احوص کا شام میں

بنِ أسلمَ ، عَنْ سُلَيمانَ بنِ يَسَارٍ ، أنَّ الأحوصَ هَلَكَ بالشامِ ، حِينَ دَخَلَتِ امرأتُهُ فِي الدَّمِ مِنَ الحَيضَةِ الثالثةِ ، وَقَد كَانَ طَلَّقَهَا . فَكَتَبَ مُعاوِيَةُ بنُ أبي سُفيانَ إلى زيدِ بنِ ثابتٍ يَسألُهُ عَن ذلكَ . فَكَتَبَ إلَيهِ زَيدٌ : إنَّها إذا دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الحَيضَةِ الثالثةِ ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنهُ ، وَبَرِئَ مِنهَا ، وَلا تَرِثُهُ وَلا يَرِثُهَا .

انتقال ہو گیا جبکہ ان کی بیوی کو تیسرے حیض کا خون شروع ہوا اور انہوں نے اسے طلاق دی ہوئی تھی۔ پس معاویہ بن ابو سفیان نے حضرت زید بن ثابت کو اس کا حکم بتلانے کے لئے لکھا۔ حضرت زید نے ان کے لئے لکھا کہ جب اسے تیسرے حیض کا خون شروع ہو تو عورت کا مرد سے اور مرد کا عورت سے کوئی تعلق نہ رہا اور وہ ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے۔

۵۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ؛ أنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ القَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ ، وَسَالِمِ بنِ عَبدِ اللهِ ، وَأبي بَكرِ بنِ عَبدِ الرَّحمٰنِ ، وَسُلَيمانَ بنِ يَسَارٍ ، وَابنِ شِهابٍ ، أنَّهُم كَانُوا يَقُولُونَ : إذَا دَخَلَتِ المُطَلَّقَةُ فِي الدَّمِ مِنَ الحَيضَةِ الثَّالِثَةِ ، فَقَد بَانَتْ مِن زَوجِهَا . وَلا مِيرَاثَ بَينَهُمَا . وَلا رَجعَةَ لَهُ عَلَيهَا .

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن، سلیمان یسار، ابن شہاب یہ تمام حضرات کہا کرتے کہ جب مطلقہ کو تیسرے حیض کا خون آنے لگا تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جاتے گی اور وہ دونوں ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے اور مرد کو اس عورت سے رجوع کرنے کا حق نہیں رہا۔

۵۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَن نَافِعٍ ، عَن عَبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ ؛ أنَّهُ كَانَ يَقُولُ : إذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امرَأتَهُ ، فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الحَيضَةِ الثَّالِثَةِ . فَقَد بَرِئَتْ مِنهُ وَبَرِئَ مِنهَا .

قَالَ مَالِكٌ : وَهُوَ الأمرُ عِندَنَا .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اسے تیسرے حیض کا خون آنے لگا تو عورت کا مرد سے اور مرد کا عورت سے کوئی تعلق نہ رہا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۵۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ الفُضَيلِ بنِ أبي عَبدِ اللهِ مَولَى المَهرِيِّ . أنَّ القَاسِمَ بنَ مُحَمَّدٍ . وَسَالِمَ بنَ عَبدِ اللهِ كَانَا يَقُولانِ : إذَا طُلِّقَتِ المَرأةُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الحَيضَةِ الثَّالِثَةِ ، فَقَد بَانَتْ مِنهُ وَحَلَّتْ .

قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ فرمایا کرتے کہ جب عورت کو طلاق دے دی جائے اور اسے تیسرے حیض کا خون آنے لگے تو وہ خاوند سے بائن ہو گئی اور دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

۶۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ؛ أنَّهُ بَلَغَهُ عَن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ ، وَابنِ شِهَابٍ ، وَسُلَيمَانَ ابنِ يَسَارٍ ، أنَّهُم كَانُوا يَقُولُونَ : عِدَّةُ المُختَلِعَةِ ثَلاثَةُ قُرُوءٍ .

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب، ابن شہاب اور سلیمان بن یسار کہا کرتے کہ خلع کی عدت تین قروء ہے۔

۶۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ؛ أنَّهُ سَمِعَ ابنَ شِهَابٍ يَقُولُ : عِدَّةُ المُطَلَّقَةِ الأقرَاءُ . وَإن تَبَاعَدَتْ .

امام مالک نے ابن شہاب کو (کہتے) ہوئے سنا کہ مطلقہ کی عدت قروء کے حساب سے ہے اگرچہ دن زیادہ لگیں۔

۶۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَن يَحيَى بنِ سَعِيدٍ ، عَن رَجُلٍ مِنَ الأنصَارِ ؛ أنَّ امرَأتَهُ سَألَتهُ الطَّلاقَ

یحییٰ بن سعید نے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ ان کی بیوی نے طلاق کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا، جب تمہیں

فَقَالَ لَهَا: إِذَا حِضْتِ فَآذِنِينِي. فَلَمَّا حَاضَتْ آذَنَتْهُ. فَقَالَ: إِذَا طَهُرْتِ فَآذِنِينِي. فَلَمَّا طَهُرَتْ آذَنَتْهُ. فَطَلَّقَهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

حیض آئے تو مجھے بتانا۔ جب اسے حیض آیا تو انہیں بتا دیا۔ فرمایا کہ جب پاک ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔ جب وہ پاک ہوئی تو انہیں بتا دیا۔ پس انہوں نے طلاق دے دی۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے جو اس بارے میں سنا یہ بہت اچھا ہے۔

باب ۲۲ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا إِذَا طُلِّقَتْ فِيهِ

جس گھر میں طلاق دی عدت وہیں پوری کرے

۶۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ، أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَتَّةَ. فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَكَمِ. فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ. فَقَالَتْ: اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدِ الْمَرْأَةَ إِلَى بَيْتِهَا. فَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ: إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ غَلَبَنِي. وَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ الْقَاسِمِ: أَوَمَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ. فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنْ كَانَ بِكِ الشَّرُّ، فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

یحییٰ بن سعید نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن سعید نے عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق بتہ دی۔ پس ام المومنین حضرت عائشہ نے مروان بن حکم حاکم مدینہ کے لئے پیغام بھیجا کہ اللہ سے ڈرو اور عورت کو اس کے مکان میں بھیجو۔ سلیمان کی حدیث میں ہے کہ مروان نے کہا: "عبدالرحمٰن مجھ پر غالب آگئے ہیں"۔ قاسم کی حدیث میں ہے کہ مروان نے کہا: کیا فاطمہ بنت قیس کا واقعہ آپ تک نہیں پہنچا؟ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ فاطمہ کی بات کو اگر نظر انداز کر دو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ مروان نے کہا کہ آپ کے نزدیک جو شر اس میں تھا وہی شر ان دونوں کے درمیان موجود ہے۔

۶۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ بِنْتَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ. فَانْتَقَلَتْ. فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی بیٹی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کے نکاح میں تھی۔ پس انہوں نے اسے طلاق بتہ دے دی اور اس نے جگہ تبدیل کر لی۔ اس بات کو حضرت عبداللہ بن عمر نے ناپسند فرمایا۔

۶۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ، فِي مَسْكَنِ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَكَانَ طَرِيقُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَكَانَ يَسْلُكُ الطَّرِيقَ الْأُخْرَى، مِنْ أَدْبَارِ الْبُيُوتِ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ عَلَيْهَا حَتَّى رَاجَعَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدے پر طلاق دی اور اس کے اندر سے مسجد کو راستہ جاتا تھا۔ یہ گھروں کے پیچھے کی جانب دوسرے راستے سے جانے لگے اور رجوع کئے بغیر اجازت مانگنا ناپسند فرمایا۔

۶۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛

سعید بن مسیب سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا

أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا وَهِيَ فِي بَيْتٍ بِكِرَاءٍ، عَلَى مَنِ الْكِرَاءُ؟ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: عَلَى زَوْجِهَا. قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ زَوْجِهَا؟ قَالَ: فَعَلَيْهَا. قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهَا؟ قَالَ: فَعَلَى الْأَمِيرِ.

جس کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہو اور وہ کرایہ کے مکان میں ہو کہ کرایہ کس پر ہے؟ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ اس کے خاوند پر۔ کہا کہ اگر اس کے خاوند کے پاس نہ ہو تو؟ فرمایا کہ پھر عورت پر۔ کہا کہ اگر عورت کے پاس بھی نہ ہو تو؟ فرمایا کہ حاکم پر۔

باب ۲۳ مَا جَاءَ فِي نَفَقَةِ الْمُطَلَّقَةِ

نفقہ مطلقہ کے متعلق روایات

٦٧ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ، وَهُوَ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ، فَسَخِطَتْهُ. فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ. فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ (لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ) وَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ (تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي. اعْتَدِّي عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ. فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى. تَضَعِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ. فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي) قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، وَأَبَا جَهْمِ بْنَ هِشَامٍ خَطَبَانِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ. وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ. انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ) قَالَتْ: فَكَرِهْتُهُ. ثُمَّ قَالَ (انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ) فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ.

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت قیس کو ابو عمرو بن حفص نے طلاق بتہ دی اور وہ شام گئے ہوئے تھے انہوں نے اپنے وکیل کے ہاتھ ان کے لئے جَو بھیجے۔ پس یہ اس سے ناراض ہوئیں۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم، آپ کا ہم پر کچھ نہیں۔ پس یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا خرچ ان کے ذمے نہیں ہے اور انہیں حکم دیا کہ ام شریک کے گھر میں عدت پوری کرلو۔ پھر فرمایا کہ اس گھر میں میرے اصحاب آتے ہیں لہٰذا تم عبد اللہ بن ام مکتوم کے پاس عدت گزارو کیونکہ وہ نابینا ہیں تو ان کے پاس تم اپنے کپڑے بھی اتار سکتی ہو۔ جب عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتانا۔ ان کا بیان ہے کہ جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے آپ کو بتایا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابو جہم بن ہشام نے مجھے پیغام بھیجے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو جہم تو اپنے کندھے سے لاٹھی کو کبھی ہٹاتے ہی نہیں اور معاویہ کا ہاتھ تنگ ہے۔ ان کے پاس مال نہیں ہے، تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے انہیں ناپسند کیا۔ پھر فرمایا کہ تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔ پس میں نے ان سے نکاح کرلیا اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی کہ میری قسمت پر رشک کیا جانے لگا۔

٦٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ: الْمَبْتُوتَةُ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا حَتَّى تَحِلَّ. وَلَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا فَيُنْفَقُ عَلَيْهَا حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ طلاق بتہ والی عدت پوری ہونے تک اپنے گھر سے نہ نکلے اور اسے خرچ نہیں ملے گا مگر اس صورت میں کہ وہ حاملہ ہو، پھر بچہ جننے تک اسے خرچ دیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

بَابُ ۲۴ مَا جَاءَ فِي عِدَّةِ الْأَمَةِ مِنْ طَلَاقِ زَوْجِهَا

مطلقہ لونڈی کی عدت کا بیان

۶۹۔ قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي طَلَاقِ الْعَبْدِ الْأَمَةَ. إِذَا طَلَّقَهَا وَهِيَ أَمَةٌ، ثُمَّ عَتَقَتْ بَعْدُ، فَعِدَّتُهَا عِدَّةُ الْأَمَةِ. لَا يُغَيِّرُ عِدَّتَهَا عِتْقُهَا. كَانَتْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، أَوْ لَمْ تَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ. لَا تَنْتَقِلُ عِدَّتُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ لونڈی کو غلام کے طلاق دینے کا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب طلاق دی تو وہ لونڈی تھی، پھر بعد میں آزاد ہو گئی تو اس کی عدت لونڈی جیسی ہے اور آزاد ہونے سے عدت تبدیل نہیں ہوگی خواہ اس سے رجوع کرنے کا حق باقی رہے لیکن عدت تبدیل نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِثْلُ ذٰلِكَ، الْحَدُّ. يَقَعُ عَلَى الْعَبْدِ. ثُمَّ يَعْتِقُ بَعْدَ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ الْحَدُّ. فَإِنَّمَا حَدُّهُ حَدُّ عَبْدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح حد میں ہے۔ غلام پر واقع ہوئی پھر بعد میں آزاد ہو گیا تو اس پر وہی حد واقع ہوگی جو غلام کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْحُرُّ يُطَلِّقُ الْأَمَةَ ثَلَاثًا وَتَعْتَدُّ بِحَيْضَتَيْنِ. وَالْعَبْدُ يُطَلِّقُ الْحُرَّةَ تَطْلِيقَتَيْنِ. وَتَعْتَدُّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد آدمی لونڈی کو تین طلاق دے گا۔ اور وہ دو حیض عدت گزارے گی اور غلام آزاد عورت کو دو طلاق دے گا جبکہ اس کی عدت تین قروء ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ تَكُونُ تَحْتَهُ الْأَمَةُ، ثُمَّ يَبْتَاعُهَا فَيُعْتِقُهَا. إِنَّهَا تَعْتَدُّ عِدَّةَ الْأَمَةِ حَيْضَتَيْنِ. مَا لَمْ يُصِبْهَا. فَإِنْ أَصَابَهَا بَعْدَ مِلْكِهِ إِيَّاهَا، قَبْلَ عِتَاقِهَا، لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا إِلَّا الْاِسْتِبْرَاءُ بِحَيْضَةٍ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کے نکاح میں لونڈی ہو۔ پھر اسے خرید کر آزاد کر دے تو وہ لونڈی والی دو حیض کی عدت گزارے گی جبکہ اس سے صحبت نہ کی ہو۔ اگر ملکیت کے بعد اور آزاد کرنے سے پہلے صحبت کی ہو تو عورت کو صرف ایک حیض سے پاک ہونا کافی ہے۔

بَابُ ۲۵ جَامِعِ عِدَّةِ الطَّلَاقِ

عدت کے متعلق دیگر روایات

۷۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ طُلِّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً أَوْ حَيْضَتَيْنِ. ثُمَّ رَفَعَتْهَا حَيْضَتُهَا فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ. فَإِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذٰلِكَ. وَإِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ الْأَشْهُرِ، ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، ثُمَّ حَلَّتْ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، جس عورت کو طلاق دی گئی ہو۔ پھر اسے ایک حیض آتے یا دو اور پھر حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے انتظار کرے۔ اگر حمل ظاہر ہو جائے تو فبہا ورنہ نو مہینوں کے بعد تین مہینے عدت گزار کر حلال ہو جائے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: الطَّلَاقُ لِلرِّجَالِ وَالْعِدَّةُ لِلنِّسَاءِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ طلاق مردوں کے لئے اور عدت عورتوں کے واسطے ہے۔

۷۱ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ قَالَ: عِدَّةُ الْمُسْتَحَاضَةِ سَنَةٌ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: مستحاضہ کی عدت ایک سال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمُطَلَّقَةِ الَّتِي تَرْفَعُهَا حَيْضَتُهَا حِينَ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا: أَنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ. فَإِنْ لَمْ تَحِضْ فِيهِنَّ، اعْتَدَّتْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ. فَإِنْ حَاضَتْ قَبْلَ أَنْ تَسْتَكْمِلَ الْأَشْهُرَ الثَّلَاثَةَ، اسْتَقْبَلَتِ الْحَيْضَ. فَإِنْ مَرَّتْ بِهَا تِسْعَةُ أَشْهُرٍ قَبْلَ أَنْ تَحِيضَ. اعْتَدَّتْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ. فَإِنْ حَاضَتِ الثَّانِيَةَ قَبْلَ أَنْ تَسْتَكْمِلَ الْأَشْهُرَ الثَّلَاثَةَ، اسْتَقْبَلَتِ الْحَيْضَ. فَإِنْ مَرَّتْ بِهَا تِسْعَةُ أَشْهُرٍ قَبْلَ أَنْ تَحِيضَ. اعْتَدَّتْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ. فَإِنْ حَاضَتِ الثَّالِثَةَ كَانَتْ قَدِ اسْتَكْمَلَتْ عِدَّةَ الْحَيْضِ. فَإِنْ لَمْ تَحِضِ اسْتَقْبَلَتْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ. وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا، فِي ذَلِكَ، الرَّجْعَةُ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ بَتَّ طَلَاقَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کا حیض بند ہو جائے جبکہ اس کا خاوند اسے طلاق دے تو وہ نو مہینے انتظار کرے۔ اگر ان میں اسے حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت گزارے۔ اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے اسے حیض آجائے تو حیض سے عدت شروع کرے پھر اگر حیض آنے سے پہلے نو مہینے گزر جائیں تو تین مہینے عدت گزارے پھر اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے حیض آجائے تو حیض سے عدت شروع کر دے۔ پھر اگر حیض آنے سے پہلے نو مہینے گزر جائیں تو تین مہینے عدت پوری کرے۔ پھر اگر تیسری مرتبہ حیض آجائے تو حیض کی عدت پوری ہو چکی۔ اگر اب حیض نہ آئے تو تین مہینے پورے کر کے حلال ہو جائے اور اس کے خاوند کو حلال ہونے سے پہلے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے ماسوائے اس کے کہ طلاق بتہ دی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: السُّنَّةُ عِنْدَنَا، أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَلَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، فَاعْتَدَّتْ بَعْضَ عِدَّتِهَا. ثُمَّ ارْتَجَعَهَا. ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا: أَنَّهَا لَا تَبْنِي عَلَى مَا مَضَى مِنْ عِدَّتِهَا. وَأَنَّهَا تَسْتَأْنِفُ مِنْ يَوْمَ طَلَّقَهَا عِدَّةً مُسْتَقْبَلَةً. وَقَدْ ظَلَمَ زَوْجُهَا نَفْسَهُ وَأَخْطَأَ. إِنْ كَانَ ارْتَجَعَهَا وَلَا حَاجَةَ لَهُ بِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دے اور اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے جب وہ کچھ عدت گزارے تو رجوع کرے۔ پھر صحبت کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دے تو وہ عدت کے گزشتہ دنوں کو شمار نہیں کرے گی اور وہ آئندہ اس روز سے عدت پوری کرے گی جس روز طلاق دی ہے اور خاوند نے بیوی کی جان پر ظلم کیا اور خطا کھائی جبکہ وہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اور رجوع کر رہا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا، أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا أَسْلَمَتْ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ، ثُمَّ أَسْلَمَ. فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا. فَإِنِ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَيْهَا. وَإِنْ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا لَمْ يُعَدَّ ذَلِكَ طَلَاقًا. وَإِنَّمَا فَسَخَهَا مِنْهُ الْإِسْلَامُ بِغَيْرِ طَلَاقٍ.

امام مالک نے فرمایا: عورت جب مسلمان ہو جائے اور خاوند کافر ہو۔ پھر وہ مسلمان ہو جائے تو عدت کے دوران وہ عورت کا زیادہ حقدار ہے۔ اگر عدت پوری ہو گئی تو اس کا کوئی حق نہ رہا۔ اگر اس نے عدت پوری ہونے کے بعد شادی کر لی تو یہ طلاق شمار نہیں ہو گی بلکہ بغیر طلاق کے اسلام نے اس کا نکاح فسخ کیا ہے۔

بَابُ ۲۶ مَاجَاءَ فِي الْحَكَمَيْنِ

۷۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ فِي الْحَكَمَيْنِ، اللَّذَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى - وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا -: إِنَّ عَلَيْهِمَا الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا، وَالِاجْتِمَاعَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ الْحَكَمَيْنِ يَجُوزُ قَوْلُهُمَا بَيْنَ الرَّجُلِ وَامْرَأَتِهِ، فِي الْفُرْقَةِ وَالِاجْتِمَاعِ.

تحکیم کا بیان

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو پنچوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔ یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے" (۴: ۳۵) ان دونوں کو توڑنا اور جوڑنا ان کے اختیار میں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اہل علم سے یہ میں نے اچھی بات سنی کہ دو پنچوں کا قول میاں بیوی کو جدا کرنے اور ملانے میں قابل قبول ہے۔

بَابُ ۲۷ يَمِينِ الرَّجُلِ بِطَلَاقِ مَا لَمْ يَنْكِحْ

۷۳۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَابْنَ شِهَابٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، كَانُوا يَقُولُونَ: إِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِطَلَاقِ الْمَرْأَةِ قَبْلَ أَنْ يَنْكِحَهَا ثُمَّ أَثِمَ، إِنَّ ذَلِكَ لَازِمٌ لَهُ إِذَا نَكَحَهَا.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ فِيمَنْ قَالَ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ: إِنَّهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ قَبِيلَةً أَوِ امْرَأَةً بِعَيْنِهَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ الطَّلَاقُ. وَكُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ. وَمَالُهُ صَدَقَةٌ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا، فَحَنِثَ. قَالَ: أَمَّا نِسَاؤُهُ فَطَلَاقٌ كَمَا قَالَ. وَأَمَّا قَوْلُهُ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ. فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ امْرَأَةً بِعَيْنِهَا،

جس عورت سے نکاح نہ کیا اسے طلاق دینے کی قسم کھانا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود۔ سالم بن عبداللہ۔ قاسم بن محمد، ابن شہاب اور سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ جب آدمی نکاح سے پہلے عورت کو طلاق دینے کی قسم کھالے۔ پھر توڑے تو نکاح کرنے پر یہ لازم ہو جائے گی۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے جس نے کہا کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق ہے تو جب اس نے کسی قبیلے کا نام نہیں لیا اور عورت کو معین نہیں کیا تو یہ کچھ بھی نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ میں نے اچھی بات سنی۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی بیوی سے کہا تجھ پر طلاق اور ہر عورت جس سے نکاح کروں اس پر طلاق اور اس کا مال صدقہ ہے اگر فلاں کام نہ کرے۔ پھر قسم توڑ دے تو اس کی بیوی پر اس کے کہنے کے مطابق طلاق پڑ گئی اور اس کا یہ کہنا کہ جس عورت سے بھی میں نکاح کروں اس پر طلاق تو جب اس نے

قَبِيلَةً أَوْ أَرْضًا أَوْ نَحْوَ هٰذَا. فَلَيْسَ يَلْزَمُهُ ذٰلِكَ. وَلْيَتَزَوَّجْ مَا شَاءَ. وَأَمَّا مَالُهُ فَلْيَتَصَدَّقْ بِثُلُثِهِ.

کسی معین عورت، قبیلے یا جگہ وغیرہ کا نام نہیں لیا تو یہ لازم نہیں آئیگی لہٰذا جہاں چاہے شادی کرے۔ رہی مال کی بات تو اس کا تہائی صدقہ کرنا چاہیئے۔

بَابُ ۲۸ أَجَلِ الَّذِي لَا يَمَسُّ امْرَأَتَهُ

جو اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اسے مہلت دینا

۷۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمَسَّهَا فَإِنَّهُ يُضْرَبُ لَهُ أَجَلُ سَنَةٍ. فَإِنْ مَسَّهَا، وَإِلَّا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جو کسی عورت سے نکاح کرے اور پھر اس کے ساتھ صحبت نہ کر سکے تو اسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی اگر وہ اس کے ساتھ صحبت کر سکا تو فبہا ورنہ ان دونوں کے درمیان تفریق کروادی جائے گی۔

۷۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ؛ مَتَى يُضْرَبُ لَهُ الْأَجَلُ؟ أَمِنْ يَوْمِ يَبْنِي بِهَا، أَمْ مِنْ يَوْمِ تُرَافِعُهُ إِلَى السُّلْطَانِ؟ فَقَالَ: بَلْ مِنْ يَوْمِ تُرَافِعُهُ إِلَى السُّلْطَانِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ اسے کس روز سے مہلت دی جائے گی؟ کیا خلوت کے روز سے یا جس روز سلطان کے سامنے پیش کیا گیا؟ فرمایا بلکہ اس روز سے جب سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا الَّذِي قَدْ مَسَّ امْرَأَتَهُ ثُمَّ اعْتَرَضَ عَنْهَا، فَإِنِّي لَمْ أَسْمَعْ أَنَّهُ يُضْرَبُ لَهُ أَجَلٌ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کی پھر کسی وجہ سے عاجز ہوگیا تو اس کو مہلت دینے کی بات نہیں سنی جائے گی اور نہ ان دونوں کے درمیان تفریق کروائی جائے گی۔

بَابُ ۲۹ جَامِعِ الطَّلَاقِ

طلاق کے متعلق دیگر روایات

۷۶۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، أَسْلَمَ وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ، حِينَ أَسْلَمَ الثَّقَفِيُّ (أَمْسِكْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا. وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ).

ابن شہاب نے فرمایا، مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ثقیف کے ایک آدمی سے فرمایا جو مسلمان ہوا اور اس ثقفی کے پاس اسلام قبول کرتے وقت دس بیویاں تھیں کہ چار کو ان میں سے رکھ لو اور باقی سب کو چھوڑ دو۔

۷۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ؛ كُلُّهُمْ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا تَطْلِيقَةً أَوْ تَطْلِيقَتَيْنِ، ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى تَحِلَّ وَتَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَيَمُوتَ

ابن شہاب نے فرمایا کہ میں نے سعید بن مسیب، حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اور سلیمان بن یسار سب کو فرماتے سنا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس عورت کو اس کے خاوند نے ایک یا دو طلاقیں دے دیں، پھر چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ حلال ہوگئی اور دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا۔ پھر یہ خاوند مر جاتے یا طلاق دے چھوڑے۔ پھر عورت پہلے

عَنْهَا أَوْ يُطَلِّقَهَا. ثُمَّ يَنْكِحُهَا زَوْجُهَا الْأَوَّلُ، فَإِنَّهَا تَكُونُ عِنْدَهُ عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ طَلَاقِهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى ذَلِكَ، السُّنَّةُ عِنْدَنَا، الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا.

۷۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَابِتٍ ابْنِ الْأَحْنَفِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: فَدَعَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ. فَجِئْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ. فَإِذَا سِيَاطٌ مَوْضُوعَةٌ. وَإِذَا قَيْدَانِ مِنْ حَدِيدٍ. وَعَبْدَانِ لَهُ قَدْ أَجْلَسَهُمَا فَقَالَ طَلِّقْهَا وَإِلَّا، وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ فَعَلْتُ بِكَ كَذَا وَكَذَا. قَالَ فَقُلْتُ: هِيَ الطَّلَاقُ أَلْفًا. قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَأَدْرَكْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، بِطَرِيقِ مَكَّةَ. فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي. فَتَغَيَّظَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ: لَيْسَ ذَلِكَ بِطَلَاقٍ. وَإِنَّهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ. فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ. قَالَ فَلَمْ تُقْرِرْنِي نَفْسِي حَتَّى أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، أَمِيرٌ عَلَيْهَا. فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي وَبِالَّذِي قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ. قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ. لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ. فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ. وَكَتَبَ إِلَى جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ الزُّهْرِيِّ. وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، أَنْ يُعَاقِبَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. وَأَنْ يُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَهْلِي. قَالَ: فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَهَّزَتْ صَفِيَّةُ. امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، امْرَأَتِي حَتَّى أَدْخَلَتْهَا عَلَيَّ، بِعِلْمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. ثُمَّ دَعَوْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يَوْمَ عُرْسِي، لِوَلِيمَتِي فَجَاءَنِي.

۷۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ،

خاوند سے نکاح کر لے تو اسے باقی ایک طلاق کا حق حاصل ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی طریقہ ہے۔ جس میں کوئی اختلاف نہیں۔

امام مالک نے ثابت بن احنف سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کی ام ولد سے شادی کی ان کا بیان ہے کہ مجھے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے بلایا۔ میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ دیکھا تو کوڑے رکھے ہوئے ہیں، لوہے کی دو بیڑیاں رکھی ہیں اور اپنے دو غلاموں کو بٹھایا ہوا ہے پس کہا کہ اسے طلاق دے دو ورنہ قسم اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے، میں تمہارے ساتھ برا سلوک کروں گا۔ میں نے کہا اسے ہزار طلاق۔ ان کا بیان ہے کہ میں ان کے پاس سے چلا آیا تو مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر مل گئے۔ میں نے انہیں اپنا ماجرا سنایا۔ حضرت عبداللہ ناراض ہوتے اور فرمایا کہ عورت تم پر حرام نہیں ہوئی۔ تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے قلبی سکون نہ ہوا یہاں تک کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس پہنچ گیا جو ان دنوں مکہ مکرمہ میں تھے اور اس کے حاکم تھے۔ پس میں نے انہیں اپنا ماجرا سنایا اور جو حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے مجھ سے فرمایا۔ تم پر حرام نہیں ہوئی، تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور جابر بن اسود زہری امیر مدینہ کے لئے حکم دیتے ہوئے لکھا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو سزا دو تاکہ وہ میرے اور میری بیوی کے درمیان سے ہٹ جائے۔ ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ نے میری بیوی کو بنا سنوار کر میرے پاس بھیج دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کے ایماء پر۔ پھر میں نے ولیمہ کی حضرت عبداللہ بن عمر کو دعوت دی تو وہ میرے پاس

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر

ف۔ آئمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک جبری طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے جس نے احناف کے اس موقف کو سمجھنا اور متعلقہ احادیث و آثار کو دیکھنا ہو وہ شرح معانی الآثار کا مطالعہ کرے واللہ ولی التوفیق

اَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَرَأَ - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ -
قَالَ مَالِكٌ: يَعْنِي بِذٰلِكَ أَنْ يُطَلِّقَ فِي كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً۔

کو پڑھتے ہوئے سنا: "اے نبی! تم جب طلاق دو عورتوں کو تو انہیں عدت کے استقبال میں طلاق دو" (۶۵: ۱)
امام مالک نے فرمایا: اس سے یہ مراد ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے۔

۸۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثُمَّ ارْتَجَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا، كَانَ ذٰلِكَ لَهُ. وَإِنْ طَلَّقَهَا أَلْفَ مَرَّةٍ. فَعَمَدَ رَجُلٌ إِلَى امْرَأَتِهِ فَطَلَّقَهَا. حَتَّى إِذَا شَارَفَتِ انْقِضَاءَ عِدَّتِهَا رَاجَعَهَا. ثُمَّ طَلَّقَهَا. ثُمَّ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، لَا آوِيكِ إِلَيَّ وَلَا تَحِلِّينَ أَبَدًا. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ - فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ الطَّلَاقَ جَدِيدًا مِنْ يَوْمَئِذٍ. مَنْ كَانَ طَلَّقَ مِنْهُمْ أَوْ لَمْ يُطَلِّقْ۔

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جوانی بیوی کو طلاق دے اور پھر عدت پوری ہونے سے پہلے رجوع کرے تو اسے یہ اختیار حاصل تھا اگرچہ ہزار مرتبہ طلاق دیتا۔ چنانچہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اسی ارادے سے یہاں تک کہ جب عدت پوری ہونے گی تو رجوع کر لیا۔ پھر طلاق دی اور کہا: خدا کی قسم! نہ میں تجھے اپنے ساتھ ملاؤں گا اور نہ کسی کیلئے حلال ہونے دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ "طلاق دو مرتبہ ہے۔ پس دستور کے مطابق روک لو یا نیکی کے ساتھ رخصت کر دو" (۲: ۲۲۹) تو اس روز سے لوگ نئے طریقے سے طلاق دینے لگے جو ان میں سے طلاق دیتا یا طلاق نہ دیتا۔

۸۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ؛ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يُرَاجِعُهَا وَلَا حَاجَةَ لَهُ بِهَا. وَلَا يُرِيدُ إِمْسَاكَهَا كَيْمَا يُطَوِّلَ بِذٰلِكَ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ لِيُضَارَّهَا. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا. وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ - يَعِظُهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ۔

امام مالک نے ثور بن زید دیلی سے روایت کی کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر رجوع کر لیتا ہے حالانکہ اس عورت کی اسے حاجت نہیں اور نہ اسے رکھنے کا ارادہ۔ اسی طرح اس کی عدت کو طول دیتا رہتا ہے تاکہ اسے تکلیف پہنچائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: "انہیں تکلیف دینے کیلئے مت روکو تاکہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا" (۲: ۲۳۱) اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح سمجھاتا ہے۔

۸۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ طَلَاقِ السَّكْرَانِ؟ فَقَالَا: إِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَ طَلَاقُهُ. وَإِنْ قَتَلَ قُتِلَ بِهِ۔
قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى ذٰلِكَ، الْأَمْرُ عِنْدَنَا۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے نشے کی حالت میں طلاق دینے کے متعلق پوچھا گیا۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ حالت نشہ کی طلاق پڑے گی اور اگر وہ قتل کرے گا تو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔
امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ: إِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ مَا يُنْفِقُ عَلَى امْرَأَتِهِ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو نان نفقہ نہ دے سکے تو ان کے درمیان تفریق کروا دی جائے گی۔

بَابُ ۳۰ عِدَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا كَانَتْ حَامِلًا

حاملہ کی عدت جس کا خاوند مر جائے

۸۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ؛ أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرَ الْأَجَلَيْنِ. وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ. فَدَخَلَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ، فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ. فَحَطَّتْ إِلَى الشَّابِّ. فَقَالَ الشَّيْخُ: لَمْ تَحِلِّي بَعْدُ. وَكَانَ أَهْلُهَا غَيَبًا. وَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُؤْثِرُوهُ بِهَا فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: (قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ).

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ سے حاملہ عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ دونوں میں سے آخری مدت۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ بچہ جننے پر حلال ہو جائے گی۔ پس ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بارے میں پوچھا۔ حضرت اُم سلمہ نے فرمایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات کے پندرہ روز بعد بچہ جنا تو انہیں دو آدمیوں نے پیغام بھیجے جن میں ایک جوان اور دوسرا ادھیڑ عمر تھا۔ وہ جوان کی طرف مائل ہو گئیں۔ بوڑھے نے کہا کہ تم حلال نہیں ہوئی ہو۔ ان کے گھر والے کہیں گئے ہوئے تھے امید یہ تھی کہ شاید گھر والے آنے پر میری طرف مائل کر دیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئیں تو آپ نے فرمایا: تم حلال ہو چکی ہو جس سے چاہو نکاح کر لو۔

۸۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا فَقَدْ حَلَّتْ. فَأَخْبَرَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ عِنْدَهُ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: لَوْ وَضَعَتْ وَزَوْجُهَا عَلَى سَرِيرِهِ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ، لَحَلَّتْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا اور وہ حاملہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ جب وہ بچہ جن لے تو حلال ہو جائے گی۔ انہیں ایک انصاری نے بتایا جو ان کے پاس تھا کہ حضرت عمر نے فرمایا: کہ اگر وہ بچہ جنے اور خاوند کی میت نہلانے کے تختے پر ہو، بعد میں دفن کیا جائے تو وہ حلال ہو گئی۔

۸۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ. فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ).

عروہ بن زبیر کو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم حلال ہو گئی ہو، جس سے چاہو نکاح کر لو۔

۸۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان اس عورت کے

أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اخْتَلَفَا فِي الْمَرْأَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ. فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِذَا وَضَعَتْ مَا فِي بَطْنِهَا فَقَدْ حَلَّتْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرَ الْأَجَلَيْنِ. فَجَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي. يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ. فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ. فَجَاءَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ: وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ. فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: (قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ).

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ عِنْدَنَا.

بَابُ (٣١) مُقَامِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فِي بَيْتِهَا حَتّٰى تَحِلَّ

٨٧ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ؛ أَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ، وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ. فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدٍ لَهُ أَبَقُوا. حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِطَرَفِ الْقَدُومِ لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوهُ. قَالَتْ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي فِي بَنِي خُدْرَةَ. فَإِنَّ زَوْجِي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ. قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (نَعَمْ) قَالَتْ: فَانْصَرَفْتُ. حَتّٰى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ نَادَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بارے میں اختلاف ہوا جو اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنے۔ پس حضرت ابوسلمہ نے کہا کہ بچہ جننے پر وہ حلال ہو جائے گی حضرت ابن عباس نے کہا کہ دونوں میں سے آخری مدت۔ حضرت ابوہریرہ بھی آ گئے اور کہا کہ میں اپنے بھتیجے (ابوسلمہ) کے ساتھ ہوں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام کریب کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ان سے یہ پوچھنے کی غرض سے بھیجا۔ انہوں نے جا کر ان حضرات کو بتایا کہ حضرت ام سلمہ نے فرمایا، سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "تم حلال ہو چکی ہو، جس سے چاہو نکاح کر لو"

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ وہ حکم ہے جس پر ہمیشہ سے اہل علم رہے۔

عورت کا اسی گھر میں عدت پوری کرنا جہاں خاوند فوت ہوا

زینب بنت کعب بن عجرہ کو حضرت ابوسعید خدری کی بہن حضرت فریعہ بنت مالک بن سنان نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئیں کہ بنی خدرہ میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جائیں کیونکہ ان کا خاوند اپنے غلاموں کی تلاش میں نکلا تھا جو بھاگ گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب قدوم کے اندر پایا تو غلاموں نے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں بنی خدرہ میں اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤں؟ کیونکہ میرے خاوند نے اپنا کوئی ذاتی مکان نہیں چھوڑا اور نہ نفقہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر میں لوٹ آئی یہاں تک کہ جب حجرے میں تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلایا یا مجھے بلانے کا کسی کو حکم دیا اور فرمایا۔ تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے اپنے خاوند کا مذکورہ واقعہ عرض کیا تو فرمایا کہ عدت پوری ہونے

وَسَلَّمَ اَوْ اَمَرَنِیْ فَنُوْدِیْتُ لَهٗ فَقَالَ: كَيْفَ قُلْتِ؟ فَرَدَّدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِيْ ذَكَرْتُ لَهٗ مِنْ شَاْنِ زَوْجِیْ. فَقَالَ: اُمْكُثِیْ فِیْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ. قَالَتْ: فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا. قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، اَرْسَلَ اِلَیَّ فَسَاَلَنِیْ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَاَخْبَرْتُهٗ، فَاتَّبَعَهٗ وَقَضٰى بِهٖ.

تک اپنے گھر میں ہی رہو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اسی میں چار مہینے دس دن عدت پوری کی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان نے مجھے بلایا اور اس بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں بتا دیا تو اس کے پیش نظر ہی فیصلہ کیا۔

۸۸ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّیِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرُدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَيْدَآءِ، يَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت شدگان کی بیویوں کو بیداء سے لوٹا دیتے اور انہیں حج سے روک دیا کرتے تھے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ خَبَّابٍ تُوُفِّیَ. وَاِنَّ امْرَاَتَهٗ جَاءَتْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَذَكَرَتْ لَهٗ وَفَاةَ زَوْجِهَا. وَذَكَرَتْ لَهٗ حَرْثًا لَهُمْ بِقَنَاةَ. وَسَاَلَتْهُ هَلْ يَصْلُحُ لَهَا اَنْ تَبِيْتَ فِيْهِ؟ فَنَهَاهَا عَنْ ذٰلِكَ. فَكَانَتْ تَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ سَحَرًا. فَتُصْبِحُ فِیْ حَرْثِهِمْ. فَتَظَلُّ فِيْهِ يَوْمَهَا. ثُمَّ تَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ اِذَا اَمْسَتْ، فَتَبِيْتُ فِیْ بَيْتِهَا.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ سائب بن خباب کا انتقال ہو گیا تو ان کی زوجہ محترمہ نے اپنے خاوند کی وفات کا حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر ذکر کیا اور بتایا کہ ان کی کھیتی قناۃ میں ہے۔ ان سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے وہاں رات گزارنا درست ہے انہوں نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ پس وہ علی الصبح مدینہ منورہ سے نکلتیں، صبح کے وقت کھیت میں جا پہنچتیں سارا دن وہاں گزارتیں۔ پھر شام کو مدینہ منورہ میں داخل ہو کر رات اپنے گھر میں بسر کرتیں۔

۸۹ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ؛ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ، فِی الْمَرْاَةِ الْبَدَوِيَّةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا: اِنَّهَا تَنْتَوِیْ حَيْثُ انْتَوٰى اَهْلُهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

عروہ بن زبیر خانہ بدوش عورت کے بارے میں فرمایا کرتے کہ جس کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ وہیں رہے۔ جہاں اس کے گھر والے رہیں۔

۹۰ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: لَا تَبِيْتُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا. وَلَا الْمَبْتُوْتَةُ. اِلَّا فِیْ بَيْتِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے یا جس کو طلاق دی گئی ہو وہ رات نہ گزارے مگر اپنے گھر میں۔

بَابُ ۳۲ عِدَّةِ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّیَ عَنْهَا سَيِّدُهَا

اُمِ ولد کی عدت کا بیان جس کا مالک فوت ہو جائے

۹۱ - حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ اَنَّهٗ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ

یحییٰ بن سعید نے قاسم بن محمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ یزید بن عبد الملک نے ان مردوں اور عورتوں کے درمیان جدائی کروا دی

إِنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ فَرَّقَ بَيْنَ رِجَالٍ وَ بَيْنَ نِسَاءِهِمْ وَكُنَّ أُمَّهَاتِ أَوْلَادِ رِجَالٍ هَلَكُوا فَتَزَوَّجُوهُنَّ بَعْدَ حَيْضَةٍ أَوْ حَيْضَتَيْنِ. فَفَرَّقَ بَيْنَهُمْ حَتَّى يَعْتَدُّونَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ. سُبْحَانَ اللَّهِ. يَقُولُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ — وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا — مَا هُنَّ مِنَ الْأَزْوَاجِ.

جن کے مالک ہلاک ہو گئے تھے۔ پس انہوں نے ایک حیض یا دو حیض کے بعد نکاح کر لئے۔ پس چار مہینے دس دن عدت گزارنے کے دوران ان میں دوری رکھی۔ اس پر قاسم بن محمد نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ جو فوت ہو جائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑیں (۲: ۲۳۴) اور یہ عورتیں بیویاں نہیں ہیں۔

۹۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ قَالَ: عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ، إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا، حَيْضَةٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب ام ولد کا مالک فوت ہو جائے تو اس کی عدت ایک حیض ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ، إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا، حَيْضَةٌ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد فرمایا کرتے کہ ام ولد کا جب مالک وفات پا جاتے تو اس کی عدت ایک حیض ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ لَمْ تَكُنْ مِمَّنْ تَحِيضُ، فَعِدَّتُهَا ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔

بَابُ ۳۳ عِدَّةِ الْأَمَةِ إِذَا تُوُفِّيَ سَيِّدُهَا أَوْ زَوْجُهَا

لونڈی کی عدت جبکہ اس کا آقا یا خاوند مر جائے

۹۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، كَانَا يَقُولَانِ: عِدَّةُ الْأَمَةِ، إِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا، شَهْرَانِ وَخَمْسُ لَيَالٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ لونڈی کا خاوند جب فوت ہو جائے تو اس کی عدت دو ماہ پانچ روز ہے۔

۹۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَ ذَلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْعَبْدِ يُطَلِّقُ الْأَمَةَ طَلَاقًا لَمْ يَبُتَّهَا فِيهِ، لَهُ عَلَيْهَا فِيهِ الرَّجْعَةُ. ثُمَّ يَمُوتُ وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ طَلَاقِهِ: إِنَّهَا تَعْتَدُّ عِدَّةَ الْأَمَةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا. شَهْرَيْنِ وَخَمْسَ لَيَالٍ. وَإِنَّهَا

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس نے لونڈی کو طلاق دی جو بتہ نہیں ہے اور اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ پھر وہ عورت کی عدت طلاق کے دوران فوت ہو جاتے تو اب وہ متوفی خاوند کی زوجہ والی عدت گزارے گی۔ یعنی دو ماہ پانچ دن

إِنْ عَتَقَتْ وَلَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ. ثُمَّ لَمْ تَخْتَرْ فِرَاقَهُ بَعْدَ الْعِتْقِ حَتَّى يَمُوتَ، وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ طَلَاقِهِ اعْتَدَّتْ عِدَّةَ الْحُرَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا. أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. وَذٰلِكَ إِنَّهَا إِنَّمَا وَقَعَتْ عَلَيْهَا عِدَّةُ الْوَفَاةِ بَعْدَ مَا عَتَقَتْ. فَعِدَّتُهَا عِدَّةُ الْحُرَّةِ.

قَالَ مَالِكٌ. وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا

اور اگر وہ آزاد ہو جاتے اور مرد کو اس سے رجوع کا حق حاصل ہے پھر آزاد ہونے کے بعد وہ بھی جدا ہونا نہیں چاہتی، یہاں تک کہ دوران ان میں دوری رکھی۔ اس پہ قاسم بن محمد نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ جو فوت ہو جائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑیں (۲: ۲۳۴) اور یہ عورتیں بیویاں نہیں ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

بَابُ ۳۴ مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ

عزل کے متعلق روایات

۹۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ. فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ. فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ. وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ. وَأَحْبَبْنَا الْفِدَاءَ. فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ فَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ؟ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ (مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا. مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ).

ابن محیریز کا بیان ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر ان کے پاس گیا اور ان سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ بنی مصطلق کے لئے نکلے۔ وہاں عربی عورتیں ہماری قید میں آئیں جبکہ ہمیں عورتوں کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی اور مجرد زندگی نے ہمیں تنگ کر رکھا تھا اور ہم ان عورتوں سے مال بھی کمانا چاہتے تھے تو ہم نے عزل کا ارادہ کیا۔ ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے بغیر پوچھے ہم کس طرح عزل کریں؟ پس آپ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا تمہارے اوپر کیا بوجھ ہے اگر نہ کرو۔ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

۹۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ.

عامر بن سعید بن ابی وقاص نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ عزل کیا کرتے تھے۔

۹۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ أَفْلَحَ، مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِأَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ.

حضرت ابو ایوب انصاری کی ام ولد سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

۹۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ. وَكَانَ يَكْرَهُ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر عزل نہیں کیا کرتے تھے اور وہ عزل کو ناپسند فرماتے تھے۔

العَزْلَ

۹۹۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ. عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو بْنِ غَزِيَّةَ؛ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ. فَجَاءَهُ ابْنُ فَهْدٍ. رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ. فَقَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! إِنَّ عِنْدِي جَوَارِيَ لِي، لَيْسَ نِسَائِيَ اللَّاتِي أُكِنُّ بِأَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهُنَّ. وَلَيْسَ كُلُّهُنَّ يُعْجِبُنِي أَنْ تَحْمِلَ مِنِّي. أَفَأَعْزِلُ؟ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَفْتِهِ يَا حَجَّاجُ. قَالَ. فَقُلْتُ: يَغْفِرُ اللهُ لَكَ. إِنَّمَا نَجْلِسُ عِنْدَكَ لِنَتَعَلَّمَ مِنْكَ. قَالَ: أَفْتِهِ. قَالَ فَقُلْتُ: هُوَ حَرْثُكَ. إِنْ شِئْتَ سَقَيْتَهُ. وَإِنْ شِئْتَ أَعْطَشْتَهُ قَالَ وَكُنْتُ أَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْ زَيْدٍ. فَقَالَ زَيْدٌ: صَدَقَ۔

۱۰۰۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ ذَفِيفٌ، أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَدَعَا جَارِيَةً لَهُ. فَقَالَ: أَخْبِرِيهِمْ. فَكَأَنَّهَا اسْتَحْيَيَتْ. فَقَالَ هُوَ ذٰلِكَ. أَمَّا أَنَا فَأَفْعَلُهُ. يَعْنِي أَنَّهُ يَعْزِلُ۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَعْزِلُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ. إِلَّا بِإِذْنِهَا. وَلَا بَأْسَ أَنْ يَعْزِلَ عَنْ أَمَتِهِ. بِغَيْرِ إِذْنِهَا. وَمَنْ كَانَتْ تَحْتَهُ أَمَةُ قَوْمٍ فَلَا يَعْزِلُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ۔

بَابُ ۳۵ مَا جَاءَ فِي الْإِحْدَادِ

۱۰۱۔ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ؛ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ. قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ. فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةُ خَلُوقٍ أَوْ غَيْرُهُ. فَدَهَنَتْ بِهِ جَارِيَةً. ثُمَّ مَسَحَتْ بِعَارِضَيْهَا

حجاج بن عمرو بن غزیہ یہ حضرت زید بن ثابت کے پاس بیٹھے ہوتے تھے کہ اہل یمن سے ابن فہد آ گئے اور کہا میرے پاس چند لونڈیاں ہیں جبکہ میری کوئی بیوی بھی ان جیسی خوبصورت نہیں اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ مجھ سے حاملہ ہو جائیں تو کیا میں عزل کر لوں؟ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ اے حجاج! فتویٰ دو۔ ان کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوا: ہم آپ کی مجلس میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ فتویٰ دو۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے کہا، وہ تمہاری کھیتی ہے، چاہے سیراب کرو چاہے خشک رکھو اور کہا کہ یہ میں حضرت زید سے سنا کرتا ہوں۔ حضرت زید نے فرمایا کہ سچ کہا ہے۔

حمید بن قیس مکی المعروف بہ ذفیف کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو بلا کر کہا کہ انہیں بتا دو۔ اس نے شرم محسوس کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسی ہی بات ہے۔ لیکن میں عزل کرتا ہوں۔

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی آزاد عورت سے عزل نہ کرے مگر اس کی اجازت سے اور اپنی لونڈی سے عزل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ بغیر اجازت ہو اور دوسرے لوگوں کی لونڈی سے بغیر انکی اجازت کے عزل نہ کرے۔

سوگ کے متعلق روایات

حمید بن نافع کا بیان ہے کہ زینب بنت ابو سلمہ نے مجھے مندرجہ ذیل تین حدیثیں بتائیں۔ زینب نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ کی خدمت میں گئی جبکہ ان کے والد محترم حضرت ابو سفیان کا انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت اُم حبیبہ نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق وغیرہ کی زردی تھی۔ پھر اپنی لونڈی کو لگا کر اپنے دونوں عارضوں پر ہاتھ مل دیئے اور فرمایا کہ مجھے خوشبو کی حاجت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ. غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ. إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر اپنے خاوند کا چار ماہ دس دن ہے۔

١٠٢- قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا. فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ. ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا لِي بِالطِّيبِ حَاجَةٌ. غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ. إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

زینب نے فرمایا کہ پھر میں نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ان کے بھائی کا انتقال ہوا۔ انہوں نے خوشبو منگا کر اس میں سے ملی اور فرمایا۔ خدا کی قسم، مجھے خوشبو کی حاجت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہوتے سنا کہ کسی عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی مرنے والے کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر اپنے خاوند کا چار ماہ دس دن ہے۔

١٠٣- قَالَتْ زَيْنَبُ: وَسَمِعْتُ أُمِّي أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا. وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا. أَفَتَكْحُلُهُمَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ «لَا». ثُمَّ قَالَ «إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ».

قَالَ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ: فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فَقَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا. دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا. وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَلَا شَيْئًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ. ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ. حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ. فَتَفْتَضُّ بِهِ. فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ. ثُمَّ تَخْرُجُ. فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا. ثُمَّ تُرَاجِعُ، بَعْدُ، مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْحِفْشُ الْبَيْتُ الرَّدِيءُ. وَتَفْتَضُّ تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا كَالنُّشْرَةِ.

زینب نے فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ محترمہ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ کو فرماتے ہوتے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور لڑکی کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا میں ان میں سرمہ لگا دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اور انکار کے لفظ دو تین مرتبہ دہراتے ہوتے فرمایا۔ یہ تو صرف چار ماہ دس دن ہیں جبکہ عہد جاہلیت میں عورت سال کے بعد سر کے اوپر سے مینگنیاں پھینکتی ہوئی نکلتی تھی۔

حمید بن نافع کا بیان ہے کہ میں نے زینب سے کہا کہ سر کے اوپر سے مینگنیاں پھینکنے کا مطلب کیا ہے؟ زینب نے کہا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی میں میلے کچیلے کپڑے پہن کر داخل ہو جاتی۔ خوشبو وغیرہ کوئی چیز نہ لگاتی، یہاں تک کہ سال گزر جاتا۔ پھر ایک جانور لایا جاتا گدھا، بکری یا کوئی پرندہ وغیرہ جسے وہ اپنے جسم سے ملتی۔ ملتے ہوتے اکثر وہ مر جاتا۔ پھر وہ نکلتی تو اسے اونٹ کی مینگنیاں دی جاتیں جنہیں وہ پھینکتی۔ اسکے بعد وہ واپس لوٹتی۔ پھر جو وہ چاہتی*

امام مالک نے فرمایا کہ الحفش خراب گھر کو کہتے ہیں تفتض جلد سے ملنا رگڑنے کی طرح۔

* خوشبو وغیرہ استعمال کرتی

١٠٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت

بِنْتَ اَبِیْ عُبَیْدٍ، عَنْ عَائِشَۃَ وَحَفْصَۃَ زَوْجَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا یَحِلُّ لِامْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ، اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ۔

ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کیلئے جائز نہیں ہے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے ماسوائے خاوند کے۔

۱۰۵۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ: اَنَّہٗ بَلَغَہٗ: اَنَّ اُمَّ سَلَمَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لِامْرَاَۃٍ حَادٍّ عَلٰی زَوْجِھَا، اشْتَکَتْ عَیْنَیْھَا، فَبَلَغَ ذٰلِکَ مِنْھَا: اکْتَحِلِیْ بِکُحْلِ الْجِلَاءِ بِاللَّیْلِ وَامْسَحِیْہِ بِالنَّھَارِ۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت سے کہا جو اپنے خاوند کے سوگ میں تھی اور اس کی آنکھیں دکھتی تھیں کہ رات میں سرمہ لگا لیا کرو اور دن میں پونچھ دیا کرو۔

۱۰۶۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ: اَنَّہٗ بَلَغَہٗ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَسُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ: اَنَّھُمَا کَانَا یَقُوْلَانِ فِی الْمَرْاَۃِ یُتَوَفّٰی عَنْھَا زَوْجُھَا: اِنَّھَا اِذَا خَشِیَتْ عَلٰی بَصَرِھَا مِنْ رَمَدٍ، اَوْ شَکْوٍ اَصَابَھَا، اِنَّھَا تَکْتَحِلُ وَتَتَدَاوٰی بِدَوَاءٍ اَوْ کُحْلٍ وَاِنْ کَانَ فِیْہِ طِیْبٌ۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار اس عورت کے بارے میں جس کا خاوند فوت ہو جاتے فرمایا کرتے کہ اگر اس کی آنکھ میں آشوب یا کوئی شکایت پیدا ہو جاتے وہ سرمہ اور دوائی کا استعمال کر سکتی ہے اگرچہ اس میں خوشبو ہو۔

قَالَ مَالِکٌ: وَاِذَا کَانَتِ الضَّرُوْرَۃُ، فَاِنَّ دِیْنَ اللّٰہِ یُسْرٌ۔

امام مالک نے فرمایا جبکہ ضرورت ہو کیونکہ اللہ کا دین آسان ہے۔

۱۰۷۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ: اَنَّ صَفِیَّۃَ بِنْتَ اَبِیْ عُبَیْدٍ اشْتَکَتْ عَیْنَیْھَا، وَھِیَ حَادٌّ عَلٰی زَوْجِھَا عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ۔ فَلَمْ تَکْتَحِلْ حَتّٰی کَادَتْ عَیْنَاھَا تَرْمَصَانِ۔

امام مالک نے نافع سے روایت کی ہے کہ صفیہ بنت ابو عبید کی آنکھوں میں تکلیف ہو گئی جبکہ وہ اپنے خاوند حضرت عبد اللہ بن عمر کے سوگ میں تھیں تو انہوں نے سرمہ نہ لگایا یہانتک کہ انکی آنکھیں چپک گئیں

قَالَ مَالِکٌ: تَدَّھِنُ الْمُتَوَفّٰی عَنْھَا زَوْجُھَا بِالزَّیْتِ وَالشَّبْرَقِ، وَمَا اَشْبَہَ ذٰلِکَ۔ اِذَا لَمْ یَکُنْ فِیْہِ طِیْبٌ۔

امام مالک نے فرمایا کہ متوفی کی بیوی زیتون اور تل وغیرہ کا تیل لگا سکتی ہے جبکہ اس میں خوشبو نہ ہو۔

قَالَ مَالِکٌ: وَلَا تَلْبَسُ الْمَرْاَۃُ الْحَادُّ عَلٰی زَوْجِھَا مِنَ الْحَلْیِ خَاتَمًا وَلَا خَلْخَالًا، وَلَا غَیْرَ ذٰلِکَ مِنَ الْحَلْیِ۔ وَلَا تَلْبَسُ شَیْئًا مِنَ الْعَصْبِ۔ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ عَصْبًا غَلِیْظًا۔ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِشَیْءٍ مِنَ الصِّبْغِ۔ اِلَّا بِالسَّوَادِ۔ وَلَا تَمْتَشِطُ اِلَّا بِالسِّدْرِ۔ وَمَا اَشْبَھَہٗ مِمَّا لَا یَخْتَمِرُ فِیْ رَاْسِھَا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اپنے خاوند کا سوگ کرنے والی عورت زیورات سے انگوٹھی، پازیب وغیرہ کوئی چیز نہ پہنے اور نہ زیورات کے علاوہ دوسری آرائشی چیز اور یمنی کپڑا بھی نہ پہنے مگر جبکہ موٹا اور سخت ہو اور رنگا ہوا کپڑا بھی نہ پہنے ماسوائے سیاہ کے اور بالوں کو نہ دھوتے مگر بیری کے پتوں سے یا ایسی ہی کسی اور چیز کے ساتھ جس سے سر میں خوشبو نہ ہو۔

۱۰۸۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ: اَنَّہٗ بَلَغَہٗ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ وَھِیَ حَادٌّ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَۃَ۔ وَقَدْ جَعَلَتْ عَلٰی عَیْنَیْھَا صَبِرًا۔ فَقَالَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ حضرت ابو سلمہ کے سوگ میں تھیں اور انہوں نے اپنی آنکھوں میں مصبر لگایا تھا۔ آپ

(مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ)؟ فَقَالَتْ: إِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ (اجْعَلِيهِ فِي اللَّيْلِ وَامْسَحِيهِ بِالنَّهَارِ).

نے فرمایا۔ اے ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ مصبر ہے فرمایا کہ اسے رات میں لگا لیا کرو۔ اور دن میں پونچھ دیا کرو۔

قَالَ مَالِكٌ: الْإِحْدَادُ عَلَى الصَّبِيَّةِ الَّتِي لَمْ تَبْلُغِ الْمَحِيضَ كَهَيْئَتِهِ عَلَى الَّتِي قَدْ بَلَغَتِ الْمَحِيضَ. تَجْتَنِبُ مَا تَجْتَنِبُ الْمَرْأَةُ الْبَالِغَةُ، إِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ سوگ والی نابالغ لڑکی جو حیض کی عمر کو نہیں پہنچی، ان کے مانند ہے جو حیض کو پہنچ گئیں اور ان تمام باتوں سے اجتناب کرے گی جن سے بالغہ عورت بچتی ہے جبکہ اسکا خاوند فوت ہو گیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: تُحِدُّ الْأَمَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا، شَهْرَيْنِ وَخَمْسَ لَيَالٍ، مِثْلَ عِدَّتِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ لونڈی کا سوگ جبکہ اس کا خاوند فوت ہو جائے تو عدت کی طرح دو ماہ پانچ دن ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ عَلَى أُمِّ الْوَلَدِ إِحْدَادٌ إِذَا هَلَكَ عَنْهَا سَيِّدُهَا. وَلَا عَلَى أَمَةٍ يَمُوتُ عَنْهَا سَيِّدُهَا إِحْدَادٌ وَإِنَّمَا الْإِحْدَادُ عَلَى ذَوَاتِ الْأَزْوَاجِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ام ولد پر سوگ نہیں ہے جبکہ اس کا آقا فوت ہو جائے اور لونڈی پر بھی سوگ نہیں جس کا آقا فوت ہو، کیونکہ سوگ تو خاوند والی عورتوں پر ہے۔

۱۰۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ تَقُولُ: تَجْمَعُ الْحَادُّ رَأْسَهَا بِالسِّدْرِ وَالزَّيْتِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں، سوگ والی عورت اپنے سر میں بیری اور زیتون کو جمع کر سکتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الرَّضَاعِ
کتاب الرضاع

بَابُ رَضَاعَةِ الصَّغِيْرِ

۱۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبَرَتْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا، وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (اُرَاهُ فُلَانًا) لِعَمِّ لِحَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا، لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، دَخَلَ عَلَيَّ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (نَعَمْ. اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.)

۲۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ؛ اَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَاْذِنُ عَلَيَّ. فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ عَلَيَّ، حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ. فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: (اِنَّهٗ عَمُّكِ فَاْذَنِيْ لَهٗ) قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِي الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ. فَقَالَ: (اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ.) قَالَتْ عَائِشَةُ: وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ۔

بچے کو دودھ پلانا

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھیں اور اس شخص کی آواز سن رہی تھیں جو حضرت حفصہ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے خیال میں حفصہ کا فلاں رضاعی چچا ہے۔ حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! اگر فلاں زندہ ہوتا یعنی ان کا رضاعی چچا تو وہ میرے پاس آیا کرتا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بے شک رضاعت بھی اسی طرح حرام کرتی ہے جیسے ولادت حرام کرتی ہے۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے رضاعی چچا نے آکر مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا۔ فرمایا کہ وہ تمہارا چچا ہے اسے اجازت دے دینا۔ وہ فرماتی ہیں، میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے تو نہیں پلایا۔ فرمایا کہ وہ تمہارا چچا ہے تمہارے پاس آسکتا ہے۔

حضرت عائشہ نے فرمایا، پردے کا حکم نازل ہونے سے بعد کی بات ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کرتی ہے جن کو ولادت حرام کر دیتی ہے۔

۳- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ؛ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أَفْلَحَ، أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ، جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا. وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ. بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَ الْحِجَابُ. قَالَتْ: فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ. فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ. فَأَمَرَنِيْ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ.

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ابو قعیس کے بھائی افلح نے آکر ان سے اجازت مانگی اور وہ ان کا رضاعی چچا تھا، اس کے بعد کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے تو جو میں نے کیا تھا آپ کو بتا دیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دیا کروں۔

۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ، وَإِنْ كَانَ مَصَّةً وَاحِدَةً. فَهُوَ يُحَرِّمُ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ دو سال کے دوران خواہ ایک ہی دفعہ دودھ پیا ہو لیکن حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ، فَأَرْضَعَتْ إِحْدَاهُمَا غُلَامًا، وَأَرْضَعَتِ الْأُخْرَى جَارِيَةً. فَقِيْلَ لَهُ: هَلْ يَتَزَوَّجُ الْغُلَامُ الْجَارِيَةَ؟ فَقَالَ: لَا. اللِّقَاحُ وَاحِدٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کی دو بیویاں ہوں۔ اس کی ایک بیوی نے کسی لڑکے کو دودھ پلایا اور دوسری نے ایک لڑکی کو۔ ان سے کہا گیا کہ کیا اس لڑکے اور لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے؟ فرمایا نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا باپ (رضاعی) ایک ہے۔

۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: لَا رَضَاعَةَ إِلَّا لِمَنْ أُرْضِعَ فِي الصِّغَرِ وَلَا رَضَاعَةَ لِكَبِيْرٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ رضاعت نہیں ہے مگر چھوٹی عمر میں اور بڑے کی کوئی رضاعت نہیں ہے۔

۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَرْسَلَتْ بِهِ وَهُوَ يَرْضَعُ، إِلَى أُخْتِهَا أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ. فَقَالَتْ: أَرْضِعِيْهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ حَتّٰى يَدْخُلَ عَلَيَّ. قَالَ سَالِمٌ: فَأَرْضَعَتْنِيْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ ثَلَاثَ رَضَعَاتٍ

سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حالت رضاعت میں انہیں اپنی بہن حضرت ام کلثوم بنت ابو بکر صدیق کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اسے دس دفعہ دودھ پلا دیا جائے تاکہ میرے پاس آجایا کرے۔ حضرت ام کلثوم نے مجھے تین دفعہ دودھ پلایا پھر بیمار پڑ گئیں تو تین دفعہ سے زیادہ مجھے دودھ نہ

ف- اہل حق کے ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ رضاعت صرف بچپن میں دودھ پلانے سے ثابت ہوتی ہے جبکہ بچے کی خوراک صرف دودھ ہے اکثر فقہاء کے نزدیک یہ مدت دو سال کی عمر تک ہے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اڑھائی سال کی مدت تک یہی حکم ہے اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پینے اور پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثُمَّ مَرِضَتْ فَلَمْ تُرْضِعْنِي غَيْرَ ثَلَاثِ رَضَعَاتٍ فَلَمْ أَكُنْ أَدْخُلُ عَلَى عَائِشَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّ أُمَّ كُلْثُومٍ لَمْ تُتِمَّ لِي عَشْرَ رَضَعَاتٍ

پلا سکیں۔ پس میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت ام کلثوم نے مجھے پورے دس دفعہ دودھ نہیں پلایا۔

۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرْسَلَتْ بِعَاصِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ إِلَى أُخْتِهَا، فَاطِمَةَ بِنْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، تُرْضِعُهُ عَشْرَ رَضَعَاتٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهَا، وَهُوَ صَغِيرٌ يَرْضَعُ. فَفَعَلَتْ. فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا.

صفیہ بنت ابو عبید سے روایت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عاصم بن عبداللہ بن سعد کو اپنی بہن حضرت فاطمہ بنت عمر کے پاس بھیجا کہ اسے دس دفعہ دودھ پلا دیں تاکہ ان کے پاس آجایا کرے اور وہ دودھ پیتے بچے تھے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو یہ ان کے پاس آیا کرتے۔ ف

۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَتْهُ أَخَوَاتُهَا، وَبَنَاتُ أَخِيهَا. وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَهُ نِسَاءُ إِخْوَتِهَا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس وہ حضرات آتے جن کو ان کی بہنوں اور اور بھتیجیوں نے دودھ پلایا ہوتا اور وہ لوگ نہ آتے جن کو ان کی بھاوجوں نے دودھ پلایا ہوتا۔

۱۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ؛ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّضَاعَةِ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ: كُلُّ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ قَطْرَةً وَاحِدَةً، فَهُوَ يُحَرِّمُ. وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ، فَإِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ.

سعید بن مسیب سے رضاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو سعید نے فرمایا کہ جو دو سالوں کے درمیان ہو خواہ وہ ایک ہی قطرہ ہو تو اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور جو رضاعت کے دو سالوں کے بعد ہو تو وہ کھانے کی طرح ہے جو کھایا جاتا ہے۔

ف۔ ان دونوں روایتوں کی بنیاد اصل میں یہ روایت ہے عن عائشة رضی الله عنها قالت كان فيما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات يحرمن ثم نسخن بخمس معلومات فتوفى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي فيما يقرء من القرآن (صحیح مسلم) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں نازل کیا گیا کہ دس دفعہ دودھ پلانا حرام کر دیتا ہے پھر یہ آیت پانچ دفعہ پلانے کے حکم سے منسوخ ہوئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات پائی اور قرآن کریم میں یہ آیت اسی طرح پڑھی جاتی تھی۔ امام شافعی کا قول ہے کہ پانچ دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہونے کی مذکورہ آیت کی تلاوت تو منسوخ ہو گئی لیکن یہ حکم باقی ہے جمہور کے نزدیک پانچ دفعہ سے حرمت ثابت ہونے کا حکم بھی منسوخ ہے اور وہ اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرتے کہ پانچ دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہونے کی آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال تک قرآن مجید میں پڑھی جاتی تھی۔ اگر واقعی صورت حال یہی ہے تو کون اس آیت کی تلاوت منسوخ کر سکتا تھا اور کون اسے قرآن کریم سے نکال سکتا تھا در یں حالات یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ پانچ دفعہ دودھ پینے والی آیت کی تلاوت بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس ہی کے اندر منسوخ ہوئی ہو گی اور اسی لیے اسے قرآن کریم میں شامل نہیں کیا گیا ہو گا اور جب تلاوت اس کی بھی منسوخ ہوئی تو حکم کہاں رہا؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ اِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ. ثُمَّ سَأَلْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ؟ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ.

۱۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: لَا رَضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْمَهْدِ. وَ إِلَّا مَا أَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: الرَّضَاعَةُ، قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا تُحَرِّمُ. وَ الرَّضَاعَةُ مِنْ قِبَلِ الرِّجَالِ تُحَرِّمُ.

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الرَّضَاعَةُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا إِذَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ تُحَرِّمُ. فَأَمَّا مَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ، فَإِنَّ قَلِيلَهُ وَكَثِيرَهُ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا. وَ إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ.

ابراہیم بن عقبہ نے کہا پھر میں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا تو انہوں نے سعید بن مسیب کی طرح فرمایا۔

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ رضاعت نہیں ہے مگر پنگوڑے میں اور وہی جس سے گوشت اور خون بنتا ہے۔

ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ دودھ خواہ تھوڑا پیا ہو یا زیادہ حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور رضاعت مردوں کی طرف سے بھی حرام کر دیتی ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ رضاعت تھوڑی ہو یا زیادہ جبکہ دو سالوں کے درمیان ہو تو حرام کر دیتی ہے اور جو دو سالوں کے بعد ہو خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ تو وہ کسی چیز کو حرام نہیں کرتی کیونکہ وہ تو کھانے کی طرح ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّضَاعَةِ بَعْدَ الْكِبَرِ

جوان آدمی کو دودھ پلانا

۱۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ؟ فَقَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ. أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ. وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا. وَكَانَ تَبَنَّى سَالِمًا الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ. كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ. وَأَنْكَحَ أَبُو حُذَيْفَةَ سَالِمًا. وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ ابْنُهُ. أَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ. وَهِيَ مِنْ أَفْضَلِ أَيَامَى قُرَيْشٍ. فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ، فِي زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ، مَا أَنْزَلَ. فَقَالَ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ. فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ رُدَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ أُولَئِكَ إِلَى أَبِيهِ. فَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ أَبُوهُ رُدَّ إِلَى مَوْلَاهُ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ، وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ.

ابن شہاب سے بڑے آدمی کو دودھ پلانے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے انہوں نے سالم کو متبنیٰ بنا لیا تھا جس کو سالم مولیٰ ابو حذیفہ کہا جاتا تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو متبنیٰ بنایا تھا اور حضرت ابو حذیفہ نے سالم کا نکاح کر دیا تھا اور وہ اسے اپنا بیٹا ہی سمجھتے تھے۔ اس کا نکاح اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے کیا تھا جو ان دنوں سب سے پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں سے تھیں اور وہ قریش کی افضل ثیبہ عورتوں سے تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضرت زید بن حارثہ کے متعلق حکم نازل کرتے ہوئے فرمایا:۔ انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست (۳۳: ۵) تو ان میں سے ہر ایک کی نسبت اس کے باپ کی طرف ہونے لگی۔ اگر کسی کے باپ کا نام معلوم نہ ہوتا تو اس کے

وَهِيَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ. إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا، وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ. وَأَنَا فُضُلٌ. وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا بَيْتٌ وَاحِدٌ. فَمَاذَا تَرَى فِي شَأْنِهِ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَحْرُمُ بِلَبَنِهَا. وَكَانَتْ تَرَاهُ ابْنًا مِنَ الرَّضَاعَةِ. فَأَخَذَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَنْ كَانَتْ تُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ. فَكَانَتْ تَأْمُرُ أُخْتَهَا أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. وَبَنَاتِ أَخِيهَا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ. وَأَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ. وَقُلْنَ: لَا وَاللّٰهِ، مَا نَرَى الَّذِي أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ، إِلَّا رُخْصَةً مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهُ. لَا. وَاللّٰهِ، لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ.

فَعَلَى هٰذَا كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ.

آزاد کرنے والے کی طرف نسبت کی جاتی پس حضرت سہلہ بنت سہیل جو حضرت ابو حذیفہ کی بیوی اور بنو عامر بن لوی سے تھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے اور وہ میرے پاس آ جاتا خود میں ننگے سر بھی ہوتی اور ہمارے پاس صرف ایک ہی گھر ہے تو اب اس کے متعلق کیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ پانچ دفعہ اسے دودھ پلا دو تو وہ دودھ سے محرم ہو جائے گا اور اس طرح وہ اسے رضاعی بیٹا سمجھنے لگیں حضرت عائشہ صدیقہ اسی کو لیتی تھیں۔ پس جس کے متعلق چاہتیں کہ ان کے پاس آیا کرے تو اپنی بہن حضرت ام کلثوم یا اپنی بھتیجیوں کو حکم دیتیں کہ اسے دودھ پلا دے جبکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باقی تمام ازواج مطہرات نے ایسے کسی بھی رضاعی آدمی کو اپنے پاس آنے سے منع فرما دیا تھا اور فرمایا نہیں، خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سہلہ بنت سہیل کو جو حکم دیا یہ اجازت صرف سالم کی رضاعت کے ساتھ مخصوص ہے۔ خدا کی قسم، ایسی رضاعت والا ہمارے پاس کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔

پس ازواج النبی کا بڑے آدمی کی رضاعت کے متعلق یہی موقف ہے۔ ف

ف۔ آئمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پلانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بڑی عمر میں دس دفعہ یا پانچ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہونے کی روایتوں کا دارومدار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اجتہاد پر ہے اس سلسلے کی تمام احادیث صحیحہ صریحہ کو پس پشت رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کو اپنا دین و مذہب بنانے والے کبھی اس پر بھی غور فرمائیں کہ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فانما الرضاعۃ عن المجاعۃ (متفق علیہ) کیونکہ رضاعت تو وہ ہے جب بچے کا دارومدار دودھ پر ہو۔ یہ حالت چونکہ صرف مدت رضاعت میں ہوتی ہے لہٰذا قابل یقین و اعتماد اور لائق عمل وہی بات ہے جو جمہور کا مذہب ہے کہ حرمت ایام رضاعت میں ثابت ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے موقف سے باقی تمام امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اتفاق نہیں کیا اس طرح جس کو دودھ پلا کر محرم بنایا جاتا وہ اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دیا کرتی تھیں اور یہ بات وہی زیادہ درست ہے جو ظاہر ہے نے فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو سہلہ بنت سہیل کو اجازت مرحمت فرمائی کہ سالم مولیٰ حذیفہ کو دودھ پلا دیں کیونکہ اب

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَقَالَ: إِنِّي كَانَتْ لِي وَلِيدَةٌ. وَكُنْتُ أَطَؤُهَا. فَعَمَدَتِ امْرَأَتِي إِلَيْهَا فَأَرْضَعَتْهَا. فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا. فَقَالَتْ: دُونَكَ فَقَدْ، وَاللهِ، أَرْضَعْتُهَا. فَقَالَ عُمَرُ: أَوْجِعْهَا. وَأْتِ جَارِيَتَكَ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ رَضَاعَةُ الصَّغِيرِ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں آیا اور میں دار القضا کے پاس ان کے ساتھ تھا، تاکہ بڑے آدمی کی رضاعت کے بارے میں پوچھے وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میری ایک لونڈی تھی جس سے صحبت کیا کرتا تھا۔ میری بیوی نے قصداً اسے اپنا دودھ پلا دیا جب میں لونڈی کے پاس گیا تو میری بیوی نے کہا کہ اس سے دور رہنا[۲]

۲ کیونکہ خدا کی قسم میں نے اسے دودھ پلایا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو سزا دو اور لونڈی کے پاس چلے جایا کرو کیونکہ رضاعت تو بچپن کی ہے۔

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ فَقَالَ: إِنِّي مَصِصْتُ عَنِ امْرَأَتِي مِنْ ثَدْيِهَا لَبَنًا. فَذَهَبَ فِي بَطْنِي. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: لَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: انْظُرْ مَاذَا تُفْتِي بِهِ الرَّجُلَ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى: فَمَاذَا تَقُولُ أَنْتَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: لَا رَضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ، مَا كَانَ هَذَا الْحَبْرُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کے پستانوں سے دودھ چوسا تو وہ میرے پیٹ میں چلا گیا۔ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ تمہارے اوپر حرام ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا غور کیجئے کہ آپ اس آدمی کو کیا فتویٰ دے رہے ہیں؟ حضرت ابو موسیٰ نے کہا کہ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رضاعت نہیں ہے۔ مگر دو سالوں میں۔

حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ جب تک یہ جید عالم تمہارے درمیان موجود ہیں مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو۔

بَابُ ۳ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الرَّضَاعَةِ

رضاعت کے متعلق دیگر روایات

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ وَعَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ».

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ. عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ؛ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ غیلہ سے منع کر دوں، یہاں تک کہ مجھے بتایا گیا کہ روم اور ایران

حاشیہ صفحہ گزشتہ

تک اسے بیٹا بنا کر رکھا تھا لہٰذا یوں حرمت ثابت ہو جائے گی تو یہ اجازت صرف ان کے ساتھ ہی خاص تھی اور ان کے نزدیک یہ عام قانون نہیں تھا۔ رضاعت کے اس مسئلے میں جمہور کا مذہب ہی اس پُرفتن دور کے اندر تقویٰ و طہارت اور صحت و سلامتی کا ضامن ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ. حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذٰلِكَ. فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ».

کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ (یعنی دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے)۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْغِيلَةُ أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ.

امام مالک نے فرمایا: غیلہ یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور وہ بچے کو دودھ پلاتی ہو۔

۱۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ. عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ. فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں حکم نازل ہوا کہ دس دفعہ دودھ پلانا عورتوں کو حرام کر دیتا ہے۔ پھر یہ بات، پانچ دفعہ کے حکم سے منسوخ ہو گئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات تک قرآن مجید میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔

قَالَ يَحْيَى. قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ عَلَى هٰذَا الْعَمَلُ.

یحییٰ: امام مالک نے فرمایا کہ اس پر عمل نہیں ہے۔ ف

ف۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس ارشاد پر پیچھے بحث کی جا چکی ہے۔ حضرت صدیقہ کے اس اجتہاد پر باقی جملہ امہات المؤمنین، صحابہ کرام، آئمہ اربعہ اور جمہور علماء نے اسے قابل عمل شمار نہیں کیا بلکہ منسوخ قرار دیا ہے۔ حضرت صدیقہ نے اپنے اجتہاد کی بنیاد غالباً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس اجازت پر رکھی ہے جو حضرت سہلہ بنت سہیل کو مرحمت فرمائی گئی تھی۔ مذکورہ جملہ حضرات نے اس اجازت کو مخصوص قرار دیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۰۔ كِتَابُ الْعِتْقِ وَالْوَلَاءِ

کتاب العتق والولاء

بَابُ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ

۱۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ، قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ، فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ، وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يُعْتِقُ سَيِّدُهُ مِنْهُ شِقْصًا ثُلُثَهُ أَوْ رُبُعَهُ أَوْ نِصْفَهُ أَوْ سَهْمًا مِنَ الْأَسْهُمِ بَعْدَ مَوْتِهِ، أَنَّهُ لَا يَعْتِقُ مِنْهُ إِلَّا مَا أَعْتَقَ سَيِّدُهُ وَسَمَّى مِنْ ذٰلِكَ الشِّقْصِ، وَذٰلِكَ أَنَّ عَتَاقَةَ ذٰلِكَ الشِّقْصِ، إِنَّمَا وَجَبَتْ وَكَانَتْ بَعْدَ وَفَاةِ الْمَيِّتِ، وَأَنَّ سَيِّدَهُ كَانَ مُخَيَّرًا فِي ذٰلِكَ مَا عَاشَ، فَلَمَّا وَقَعَ الْعِتْقُ لِلْعَبْدِ عَلَى سَيِّدِهِ الْمُوصِي، لَمْ يَكُنْ لِلْمُوصِي إِلَّا مَا أَخَذَ مِنْ مَالِهِ، وَلَمْ يَعْتِقْ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ، لِأَنَّ مَالَهُ قَدْ صَارَ لِغَيْرِهِ، فَكَيْفَ يَعْتِقُ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ عَلَى قَوْمٍ آخَرِينَ، لَيْسُوا هُمُ ابْتَدَءُوا الْعَتَاقَةَ، وَلَا أَثْبَتُوهَا، وَلَا لَهُمُ الْوَلَاءُ، وَلَا يَثْبُتُ لَهُمْ، وَإِنَّمَا صَنَعَ ذٰلِكَ الْمَيِّتُ، هُوَ الَّذِي أَعْتَقَ وَأُثْبِتَ لَهُ الْوَلَاءُ، فَلَا يُحْمَلُ ذٰلِكَ فِي مَالِ غَيْرِهِ، إِلَّا أَنْ يُوصِيَ بِأَنْ يَعْتِقَ مَا بَقِيَ مِنْهُ فِي مَالِهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لِشُرَكَائِهِ وَوَرَثَتِهِ، وَلَيْسَ لِشُرَكَائِهِ أَنْ يَأْبَوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ۔

جو غلام میں اپنا حصہ آزاد کرے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مشترک غلام سے اپنے حصے کا آزاد کرے اور اس کے پاس غلام کی قیمت کے برابر مال ہو تو انصاف سے اس کی قیمت لگائی جائے گی اور وہ ہر شریک کو اسکا حصہ دیگا اور غلام اسکی جانب سے آزاد ہوگا۔ ورنہ اتنا ہی آزاد ہوگا

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے متعلق ہمارے نزدیک متفق علیہ حکم یہ ہے کہ آقا اگر اپنے مرنے کے بعد ایک حصہ آزاد کرے، تہائی چوتھائی یا نصف تو اس کے مرنے کے بعد اتنا ہی آزاد ہوگا جتنا کہ اس نے آزاد کیا ہے، کیونکہ اس کی وفات کے بعد اتنے حصے کی آزادی ہی واجب ہوئی ہے جبکہ زندگی بھر آقا کو اس کا اختیار تھا۔ جب غلام پر اپنے آقا کی وصیت کے مطابق اتنی آزادی واقع ہوگئی۔ وصیت کرنے والے کے لئے نہیں پہنچتا مگر جو اس کے مال سے لیا ہو اور غلام کا باقی حصہ آزاد نہیں ہوگا کیونکہ اس کا مال غیروں کا ہو چکا۔ تو غلام کا باقی دوسرے لوگوں سے کیسے آزاد ہوگا جبکہ نہ انہوں نے آزادی شروع کی اور نہ ثابت کی اور نہ ان کے لئے ولاء ہے اور نہ ثابت کی۔ کیونکہ یہ کام تو میت کا ہے کہ اس نے آزاد کیا اور ولاء اسی کے لئے ثابت ہوئی اور یہ بات دوسرے کے مال پر نہیں رکھی جا سکتی مگر یہ کہ وہ وصیت کر جاتا کہ باقی حصہ بھی اس کے مال سے آزاد کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ اس کے شرکاء اور وارثوں کے لیے لازم ہو جاتا۔ اس کے شریکوں کو انکار کا حق نہیں پہنچتا اور یہ

لِأَنَّهُ لَيْسَ عَلَى وَرَثَتِهِ فِي ذٰلِكَ ضَرَرٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَوْ أَعْتَقَ رَجُلٌ ثُلُثَ عَبْدِهِ وَهُوَ مَرِيضٌ. فَبَتَّ عِتْقَهُ. عَتَقَ عَلَيْهِ كُلُّهُ فِي ثُلُثِهِ وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُعْتِقُ ثُلُثَ عَبْدِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ لِأَنَّ الَّذِي يُعْتِقُ ثُلُثَ عَبْدِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ. وَلَوْ عَاشَ رَجَعَ فِيهِ وَلَمْ يَنْفُذْ عِتْقُهُ. وَأَنَّ الْعَبْدَ الَّذِي يَبِتُّ سَيِّدُهُ عِتْقَ ثُلُثِهِ فِي مَرَضِهِ يَعْتِقُ عَلَيْهِ كُلُّهُ إِنْ عَاشَ. وَإِنْ مَاتَ أُعْتِقَ عَلَيْهِ فِي ثُلُثِهِ. وَذٰلِكَ أَنَّ أَمْرَ الْمَيِّتِ جَائِزٌ فِي ثُلُثِهِ كَمَا أَنَّ أَمْرَ الصَّحِيحِ جَائِزٌ فِي مَالِهِ كُلِّهِ.

میت کے تہائی مال سے ہوتا اور اس میں وارثوں کا کوئی نقصان نہیں؟

امام مالک نے فرمایا کہ اگر آدمی بیماری کی حالت میں اپنے غلام کا تہائی حصہ آزاد کردے تو اس کی آزادی یقینی ہے کیونکہ باقی حصہ اس کے تہائی مال سے آزاد ہو جاتے گا اور یہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جس نے غلام کی تہائی آزادی اپنی موت پر رکھی تو غلام کا تہائی حصہ اس کی موت کے بعد آزاد ہوگا۔ اگر وہ زندہ رہے اور رجوع کرلے تو آزادی نافذ نہ ہوئی اور جس غلام کا تہائی حصہ آقا نے اپنی بیماری میں آزاد کر دیا۔ اگر زندہ رہا تو کل آزاد کر دیگا اور اگر مر جاتے تو اسکے تہائی مال سے آزاد کر دیا جاتے کیونکہ میت کا معاملہ اس کے تہائی مال سے جائز ہے جیساکہ زندگی میں سارے مال پر اسکا تصرف جائز ہے

بَابُ الشَّرْطِ فِي الْعِتْقِ

آزاد کرنے میں شرط رکھنا

۲۔ قَالَ مَالِكٌ: مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ فَبَتَّ عِتْقَهُ حَتّٰى تَجُوزَ شَهَادَتُهُ وَتَتِمَّ حُرْمَتُهُ وَيَثْبُتَ مِيرَاثُهُ. فَلَيْسَ لِسَيِّدِهِ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا يَشْتَرِطُ عَلَى عَبْدِهِ مِنْ مَالٍ أَوْ خِدْمَةٍ. وَلَا يَحْمِلُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الرِّقِّ. لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ. فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ. وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ.

قَالَ مَالِكٌ: فَهُوَ، إِذَا كَانَ لَهُ الْعَبْدُ خَالِصًا، أَحَقُّ بِاسْتِكْمَالِ عَتَاقَتِهِ. وَلَا يَخْلِطُهَا بِشَيْءٍ مِنَ الرِّقِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام کو قطعی طور پر آزاد کر دیا، یہاں تک کہ اس کی گواہی جائز ہو گئی اور اس کی حرمت مکمل ہو گئی اور اس کی میراث ثابت ہو گئی تو اس کے آقا کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس پر کوئی شرط لگاتے جیسے اپنے غلام پر مال یا خدمت کی شرط رکھے اور نہ اس پر غلامی کا ذرا بھی بوجھ ڈالے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے غلام کو اپنے حصے کا آزاد کر دیا تو انصاف کے ساتھ اسکی قیمت لگائی جائے گی۔ پس وہ تمام شرکاء

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ غلام خالص اسی کا ہو تو مکمل آزادی دینے کا وہی زیادہ حقدار ہے اور غلامی وغیرہ کسی چیز کو اسمیں شامل نہ کرے۔

بَابُ مَنْ أَعْتَقَ رَقِيقًا لَا يَمْلِكُ مَالًا غَيْرَهُمْ

جو غلاموں کو آزاد کر دے اور انکے سوا مال نہ رکھتا ہو

۳۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ. سِتَّةً عِنْدَ مَوْتِهِ. فَأَسْهَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ. فَأَعْتَقَ ثُلُثَ تِلْكَ الْعَبِيدِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَبَلَغَنِي أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ

حسن بن ابو الحسن بصری نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور غلاموں کی تہائی تعداد کو آزاد کر دیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس آدمی کا

مَالٌ غَيْرُهُمْ.

ان کے سوا اور مال نہ تھا۔

۴. وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ رَجُلًا فِي إِمَارَةِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ أَعْتَقَ رَقِيقًا لَهُ، كُلَّهُمْ جَمِيعًا. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ. فَأَمَرَ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ بِتِلْكَ الرَّقِيقِ فَقُسِمَتْ أَثْلَاثًا. ثُمَّ أَسْهَمَ عَلَى أَيِّهِمْ يَخْرُجُ سَهْمُ الْمَيِّتِ فَيَعْتِقُونَ. فَوَقَعَ السَّهْمُ عَلَى أَحَدِ الْأَثْلَاثِ. فَعَتَقَ الثُّلُثُ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهِ السَّهْمُ.

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابان بن عثمان کی گورنری میں اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا اور ان کے سوا اس کے پاس اور مال نہ تھا۔ ابان بن عثمان کے حکم سے غلاموں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تاکہ جو ایک حصہ میت کے نام پر نکلے اسے آزاد کر دیا جائے۔ پس ہر تہائی پر قرعہ ڈالا گیا، پس اس تہائی کو آزاد کر دیا گیا جس پر میت کا قرعہ آیا۔ ف

بَابُ الْقَضَاءِ فِي مَالِ الْعَبْدِ إِذَا عَتَقَ

غلام آزاد ہو جائے تو اس کا مال کون لے گا

۵. حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَتَقَ تَبِعَهُ مَالُهُ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلام جب آزاد ہو گیا تو اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَتَقَ تَبِعَهُ مَالُهُ، أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا كُوتِبَ تَبِعَهُ مَالُهُ. وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ. وَذٰلِكَ أَنَّ عَقْدَ الْكِتَابَةِ هُوَ عَقْدُ الْوَلَاءِ. إِذَا تَمَّ ذٰلِكَ. وَلَيْسَ مَالُ الْعَبْدِ وَالْمُكَاتَبِ بِمَنْزِلَةِ مَا كَانَ لَهُمَا مِنْ وَلَدٍ. إِنَّمَا أَوْلَادُهُمَا بِمَنْزِلَةِ رِقَابِهِمَا لَيْسُوا بِمَنْزِلَةِ أَمْوَالِهِمَا. لِأَنَّ السُّنَّةَ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا، أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَتَقَ تَبِعَهُ مَالُهُ. وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَلَدُهُ. وَأَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا كُوتِبَ، تَبِعَهُ مَالُهُ وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَلَدُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب آزاد ہو گا تو اس کا مال اسی کے پاس رہے گا، اس کی نظیر یہ ہے کہ جب غلام کو مکاتب کیا جائے تو اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔ جبکہ شرط نہ کی ہو اور یہ اس لئے کہ کتابت کا عہد ولاء کے عہد کی طرح ہے جبکہ یہ تمام ہو جائے اور غلام و مکاتب کا مال ان کے لئے اولاد کی جگہ نہیں ہے۔ ان کی اولاد ان کی گردنوں کی جگہ ہے ان کے مال کی جگہ نہیں ہے۔ اسی لئے یہ سنت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ غلام جب آزاد ہوا تو اس کا مال اسی کا ہے اور اولاد اس میں شامل نہیں ہو گی اور مکاتب کی جب کتابت ہو تو اس کا مال اسی کا ہو گا اور اولاد اس میں شامل نہیں ہو گی

قَالَ مَالِكٌ: وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ الْعَبْدَ وَالْمُكَاتَبَ إِذَا أَفْلَسَا أُخِذَتْ أَمْوَالُهُمَا. وَأُمَّهَاتُ أَوْلَادِهِمَا وَلَمْ تُؤْخَذْ أَوْلَادُهُمَا. لِأَنَّهُمْ لَيْسُوا بِأَمْوَالٍ لَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی یہ نظیر بھی ہے کہ غلام اور مکاتب جب مفلس ہو جائیں تو ان کا مال اور ان کی ام ولد سے لی جائیں گی لیکن ان کی اولاد نہیں لی جائے گی۔ کیونکہ یہ ان کا مال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا بِيعَ وَاشْتَرَطَ الَّذِي ابْتَاعَهُ مَالَهُ. لَمْ يَدْخُلْ وَلَدُهُ فِي مَالِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی نظیر ہے کہ غلام کو جب فروخت کیا جائے اور خریدار مال کی شرط بھی کرے تو اس کی اولاد اس کے مال میں شمار نہیں ہو گی۔

ف۔ میت کو اپنے کل مال کے تہائی سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ بخاری، مسلم اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَرَحَ أُخِذَ هُوَ وَمَالُهُ وَلَمْ يُؤْخَذْ وَلَدُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی نظیر یہ بھی ہے کہ غلام جب کسی کو زخمی کرے تو اسے اور اسکے مال کو لیا جائیگا اور اس کے بیٹے کو نہیں لیا جائیگا۔

باب ۵ عِتْقِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ وَجَامِعِ الْقَضَاءِ فِي الْعَتَاقَةِ

اُم ولد کا آزاد ہونا اور آزاد کرنے کا اختیار

۶۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: أَيُّمَا وَلِيدَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَبِيعُهَا وَلَا يَهَبُهَا وَلَا يُوَرِّثُهَا. وَهُوَ يَسْتَمْتِعُ بِهَا فَإِذَا مَاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو لونڈی اپنے آقا سے بچہ جنے تو وہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے اور نہ اس کی میراث بنے بلکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور آقا مر جائے تو وہ آزاد ہے۔

۷۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَتْهُ وَلِيدَةٌ قَدْ ضَرَبَهَا سَيِّدُهَا بِنَارٍ أَوْ أَصَابَهَا

فَأَعْتَقَهَا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لونڈی آئی جس کو اس کے آقا نے آگ سے مارا تھا یا اس کے جسم سے لگائی تھی تو آپ نے اسے آزاد کروا دیا۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّهُ لَا تَجُوزُ عَتَاقَةُ رَجُلٍ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ يُحِيطُ بِمَالِهِ. وَأَنَّهُ لَا تَجُوزُ عَتَاقَةُ الْغُلَامِ حَتّٰى يَحْتَلِمَ. أَوْ يَبْلُغَ مَبْلَغَ الْمُحْتَلِمِ. وَأَنَّهُ لَا تَجُوزُ عَتَاقَةُ الْمُوَلّٰى عَلَيْهِ فِي مَالِهِ. وَإِنْ بَلَغَ الْحُلُمَ، حَتّٰى يَلِيَ مَالَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ حکم یہ ہے کہ اس شخص کا لونڈی غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں جس پر اس کے مال کے برابر قرض ہو اور لڑکے کا آزاد کرنا درست نہیں جب تک بالغ نہ ہو جائے یا بالغ ہونے کی عمر کو نہ پہنچ جائے اور نہ لڑکے کے ولی کو اسکے مال سے لونڈی غلام آزاد کرنا جائز اور اگر وہ سوجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ گیا ہے تو اپنا مال خود سنبھالے

باب ۶ مَا يَجُوزُ مِنَ الْعِتْقِ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

جس کو عتاق واجب میں آزاد کرنا جائز ہے

۸۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ، أَنَّهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ جَارِيَةً لِي كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لِي. فَجِئْتُهَا وَقَدْ فُقِدَتْ شَاةٌ مِنَ الْغَنَمِ. فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ: أَكَلَهَا الذِّئْبُ. فَأَسِفْتُ عَلَيْهَا. وَكُنْتُ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ أَفَأُعْتِقُهَا؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْنَ اللّٰهُ؟ فَقَالَتْ: فِي السَّمَاءِ. فَقَالَ: مَنْ أَنَا؟ فَقَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَعْتِقْهَا)

حضرت معاویہ بن حکم کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ میری ایک لونڈی میرے ریوڑ کو چرایا کرتی تھی۔ ایک روز میں گیا تو ریوڑ سے ایک بکری گم تھی۔ میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اسنے کہا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا۔ مجھے اس پر افسوس ہوا، آخر میں آدمی تھا، چنانچہ اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ میرے اوپر ایک گردن آزاد کرنا ہے، تو اسی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لونڈی سے پوچھا، اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ آسمان میں۔ فرمایا کہ میں کون ہوں؟ لونڈی نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔ ف

ف۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لونڈی سے پوچھنا کہ خدا کہاں ہے اور لونڈی کا جواب دینا کہ آسمان میں ہے اس سے ،

۹ - حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ؛ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ لَّهُ سَوْدَاءَ. فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً فَاِنْ كُنْتَ تَرَاهَا مُؤْمِنَةً اُعْتِقُهَا. فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اَتَشْهَدِيْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟) قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ (اَتَشْهَدِيْنَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ؟) قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ (اَتُوْقِنِيْنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ؟) قَالَتْ: نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اَعْتِقْهَا)

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک انصاری اپنی کالی لونڈی کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! بے شک میرے اوپر ایک ایمان والی گردن کا آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ آپ کو مومنہ نظر آتی ہے تو میں اسی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لونڈی سے فرمایا۔ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں؟ اسنے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تو گواہی دیتی ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ اسنے کہا ہاں۔ فرمایا کہ تو یقین رکھتی ہے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے؟ اسنے کہا ہاں پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔

۱۰ - وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ. هَلْ يُعْتِقُ فِيْهَا ابْنَ زِنًا؟ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ.

حضرت ابو ہریرہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس پر ایک گردن کا آزاد کرنا ہے کہ کیا وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ہاں۔ یہ اسکی طرف سے کافی ہوگا۔

۱۱ - وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ؛ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ. وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ. هَلْ يَجُوْزُ لَهٗ اَنْ يُعْتِقَ وَلَدَ زِنًا؟ قَالَ نَعَمْ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ.

حضرت فضالہ بن عبید انصاری یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے تھے۔ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا۔ جس پر ایک گردن آزاد کرنا ہو کہ کیا وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے؟ فرمایا ہاں یہ اس کی طرف سے کافی ہوگا۔

بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْعِتْقِ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

جن کو عتاق واجب میں آزاد کرنا جائز نہیں

۱۲ - وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ؛ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الرَّقَبَةِ الْوَاجِبَةِ. هَلْ تُشْتَرٰى بِشَرْطٍ؟ فَقَالَ: لَا. قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الرِّقَابِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ جس غلام کا آزاد کرنا واجب ہے کیا وہ شرط کیساتھ خریدا جا سکتا ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ عتاق واجب میں یہ بات میں نے خوب

بعض بلتذعین زمانہ خدا کا آسمان میں ہونا بیان کرتے اور اس جواب سے دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ یہ ایک لونڈی سے محض بایں وجہ سوال کیے گئے کہ اللہ اور رسول کے بارے میں وہ کچھ جانتی ہے یا نہیں۔ ان سوالات سے معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ اور رسول کی قائل ہے اور یہی بات اس کی آزادی کی بنا دی گئی۔ باقی خدا کے آسمان یا کسی جگہ میں ہونے یا نہ ہونے پر چونکہ پیچھے تفصیلی حاشیہ لکھا جا چکا ہے لہٰذا یہاں دوبارہ اس پر بحث کرنا محض تضیع اوقات اور تحصیل حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعیٔ اسلام کو توفیق بخشے کہ وہ اسلامی عقائد و نظریات کو اس کے اصلی رنگ روپ میں قبول کر کے دولت ایمان حاصل کرے اور خواہ مخواہ کی ضد میں ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر دینے کی عادتِ بد سے بچائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

الْوَاجِبَةِ. أَنَّهُ لَا يَشْتَرِيهَا الَّذِي يُعْتِقُهَا فِيمَا وَجَبَ عَلَيْهِ. بِشَرْطٍ عَلَى أَنْ يُعْتِقَهَا. لِأَنَّهُ إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَيْسَتْ بِرَقَبَةٍ تَامَّةٍ. لِأَنَّهُ يَضَعُ مِنْ ثَمَنِهَا لِلَّذِي يَشْتَرِطُ مِنْ عِتْقِهَا۔

سنی کہ جس کو آزاد کرنا اس کے اوپر واجب ہو اسے آزاد کرنے کی شرط پر نہ خریدے کیونکہ جب اس طرح کرے گا تو وہ پورا آزاد نہ ہوگا کیونکہ آزادی کی شرط پر وہ اس کی قیمت کم لگائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّقَبَةَ فِي التَّطَوُّعِ. وَيَشْتَرِطُ أَنْ يُعْتِقَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر نفلی طور پر آزاد کرنا چاہے تو آزاد کرنے کی شرط کے ساتھ خریدنے میں مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يُعْتَقَ فِيهَا نَصْرَانِيٌّ وَلَا يَهُودِيٌّ. وَلَا يُعْتَقُ فِيهَا مُكَاتَبٌ وَلَا مُدَبَّرٌ. وَلَا أُمُّ وَلَدٍ. وَلَا مُعْتَقٌ إِلَى سِنِينَ. وَلَا أَعْمَى. وَلَا بَأْسَ أَنْ يُعْتَقَ النَّصْرَانِيُّ وَالْيَهُودِيُّ وَالْمَجُوسِيُّ تَطَوُّعًا. لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ - فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً - فَالْمَنُّ الْعَتَاقَةُ۔

امام مالک نے فرمایا کہ جن غلاموں کا آزاد کرنا واجب ہے ان کے متعلق یہ خوب سنا گیا کہ یہ جائز نہیں ہے۔ کہ ان میں نصرانی و یہودی مکاتب و مدبر، ام ولد و مدت کے وعدے پر آزاد اور اندھے کو آزاد کرے ہاں نصرانی، یہودی اور مجوسی کو نفلی طور پر آزاد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو" (۴،۴۷) اَلْمَنّ سے مراد آزاد کرنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا الرِّقَابُ الْوَاجِبَةُ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ فِي الْكِتَابِ. فَإِنَّهُ لَا يُعْتَقُ فِيهَا إِلَّا رَقَبَةٌ مُؤْمِنَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جن غلاموں کا آزاد کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے تو انہیں آزاد نہ کیا جائے مگر مومن کی گردن

قَالَ مَالِكٌ: وَكَذٰلِكَ فِي إِطْعَامِ الْمَسَاكِينِ فِي الْكَفَّارَاتِ. لَا يَنْبَغِي أَنْ يُطْعَمَ فِيهَا إِلَّا الْمُسْلِمُونَ وَلَا يُطْعَمُ فِيهَا أَحَدٌ عَلَى غَيْرِ دِينِ الْإِسْلَامِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح جن کفاروں میں مسکین کو کھانا کھلانا ہے تو کھانا کھلانا مناسب نہیں ہے مگر مسلمان کو اور کسی بھی غیر مسلم کو ان میں کھانا نہ کھلائے۔ ف

ف۔ کفارہ روزے، ظہار یا قسم وغیرہ کسی چیز کا ہو جب اس کے تحت مساکین کو کھانا کھلایا جائے تو مسکینوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے غیر مسلموں کو کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف مسلمانی کا دعویٰ ہی کافی نہیں بلکہ مسلمان بننا پڑتا۔ ہے اس پُرفتن دور میں اسلام کا دعویٰ کرنے والے ایسے کتنے ہی افراد مل جاتے ہیں جنہوں نے غیر اسلامی عقائد و نظریات اختیار کر کے اپنے ایمان کی دولت کو بڑی بے دردی سے ضائع کر دیا ہوتا ہے۔ ایسے افراد کو کھلانا غیر مسلموں کو کھلانے سے چنداں مختلف نہیں بلکہ بے راہ روی اور اسلام دشمنی میں ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ راسخ العقیدہ اور اہل علم حضرات پر فرض عائد ہوتا ہے کہ بڑے حکیمانہ انداز میں ایسے لوگوں کو سمجھائیں، سمجھا بجھا کر راہ راست پر لائیں اور جو کسی طرح بھی مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگانے سے باز نہ آئیں تو ایسے حضرات کی زندگی کے ہر میدان میں حوصلہ شکنی کرنا رضائے الٰہی کا موجب ہوگا۔

کفارے میں بردہ آزاد کرنا بھی ہے جس کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اسلام کی بدولت لونڈی غلام کا رواج مدت ہوئی کہ دنیا سے ختم ہو چکا۔ اگر دنیا میں لونڈیوں کا اس وقت کچھ وجود پایا جاتا ہے تو صرف ان چند حضرات کے پاس جو زمانہ حال کی خارجیت کے سرپرست اور ذوالخویصرہ کی معنوی ذریت سے ہیں۔ دعویٰ اسلام کے باعث ان لوگوں کا وجود اسلام کی مقدس پیشانی پر کلنک کا ٹیکا ہو کر رہ گیا ہے۔

بَابُ عِتْقِ الْحَيِّ عَنِ الْمَيِّتِ

مردے کی جانب سے آزاد کرنا

۱۳- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أُمَّهُ أَرَادَتْ أَنْ تُوصِيَ. ثُمَّ أَخَّرَتْ ذٰلِكَ إِلَى أَنْ تُصْبِحَ فَهَلَكَتْ. وَقَدْ كَانَتْ هَمَّتْ بِأَنْ تُعْتِقَ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ: أَيَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ: إِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّي هَلَكَتْ. فَهَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (نَعَمْ).

عبد الرحمن بن ابوعمرہ انصاری کی والدہ محترمہ نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر اس بات کو صبح پر ملتوی کر دیا اور رات کو فوت ہو گئیں اور انہوں نے غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ عبد الرحمن نے فرمایا کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ اگر ان کی جانب سے آزاد کر دیا جائے تو کیا انہیں فائدہ دیگا۔ قاسم نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ بھی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے تھے کہ میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا ہے، ان کی طرف سے غلام آزاد کر دوں تو کیا انہیں نفع دیگا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔

۱۴- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ: تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي نَوْمٍ نَامَهُ. فَأَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رِقَابًا كَثِيرَةً.

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر بحالت خواب ہی وفات پا گئے تھے تو حضرت عائشہ نے ان کی طرف سے کتنے ہی غلام آزاد کئے۔ ف

حاشیہ صفحہ گذشتہ

اس کے ان نادان دوستوں نے نفاق، بے راہ روی اور عیاشی کے عالمی ریکارڈ قائم کر کے الف لیلیٰ کی داستانوں کو تازہ کر دکھایا ہے خدائے ذوالمنن سارے مدعیان اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے، آمین یا الٰہ العالمین۔

ف۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات کے بعد بیشمار بردے آزاد کر کے ان کے لیے ایصالِ ثواب کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وفات پانے والے کے لواحقین و متعلقین اگر صدقہ خیرات کر کے ایصالِ ثواب کریں تو میت کو ثواب پہنچتا ہے اور ایصال ثواب کرنے والا بھی ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اس مضمون کی کتنی ہی احادیث موجود ہیں جن سے مترشح ہے کہ مختلف صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کر کے اپنے فوت شدہ لواحقین کے لیے ایصالِ ثواب کیا۔ ان تمام حقائق کے باوجود یہ سراسر جائز اور مستحسن فعل مبتدعین زمانہ کو بہت کھٹکتا ہے اور وہ طرح طرح کے حیلے اور بہانے تراش کر اسے روکنے اور اموات کو ثواب سے محروم کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں خاص لطف و لذت محسوس کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل عہد رسالت سے لے کر تا حال مسلمانوں کا معمول رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک راسخ العقیدہ مسلمان اپنے لواحقین کے لیے ایصال ثواب کرتے ہی رہیں گے جس کے لیے ایصال ثواب کیا جائے اسے تو یقیناً ثواب پہنچ جاتا ہے جیسا کہ احادیث مطہرہ سے ثابت ہے اس کے علاوہ ایصال ثواب کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب مل جاتا ہے اور یہ خدا کے فضل سے کچھ بعید نہیں اس بارے میں فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم سے تین حدیثیں پیش کی جاتی ہیں وباللہ التوفیق:-

۱- امام ابوالقاسم اصبہانی کتاب الترغیب اور امام احمد بن الحسین بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من حج عن والدیہ بعد وفاتہما کتب اللہ لہ عتقا من النار،

بَابُ فَضْلِ عِتْقِ الرِّقَابِ وَعِتْقِ الزَّانِيَةِ وَ ابْنِ الزِّنَا

۱۵ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ، أَيُّهَا أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلَاهَا ثَمَنًا. وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا.

۱۶ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَعْتَقَ وَلَدَ زِنًا. وَأُمَّهُ.

غلام آزاد کرنے کی فضیلت نیز زانیہ اور ولد الزنا کا آزاد کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکی قیمت زیادہ ہو اور جو اس کے مالکوں کو زیادہ پسند ہو۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ولد الزنا اور اس کی والدہ کو آزاد کیا۔

بَابُ مَصِيرِ الْوَلَاءِ لِمَنْ أَعْتَقَ

۱۷ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ

ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ میرے پاس آکر کہنے لگی کہ میں نے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کی ہے، سالانہ ایک اوقیہ تو میری مدد فرمائیے

حاشیہ صفحہ گذشتہ

وكان للمحجوج عنهما اجر تام من غير ان ينتقص من اجورهما شيء - جو اپنے ماں باپ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد حج کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے لیے پورے حج کا اجر ہو بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

۲- طبرانی اوسط میں اور ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما علی احدکم اذا اراد ان یتصدق للہ صدقۃ تطوعا ان یجعلھا عن والدیہ اذا کانا مسلمین فیکون لوالدیہ اجرھا وله مثل اجورھما بعد ان لا ینقص من اجورھما شیء - یعنی جب تم میں سے کوئی شخص کسی صدقہ نافلہ کا ارادہ کرے تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے ماں باپ کی نیت سے دے کہ انہیں اس کا ثواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں کے اجروں کے برابر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

۳- امام دار قطنی اور ابو عبداللہ ثقفی فوائد ثقفیات میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:- اذا حج الرجل عن والدیہ تقبل منه ومنھما واستبشرت ارواحھما وکتب عند اللہ برا - جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس حج کرنے والے اور ماں باپ تینوں کی طرف سے قبول کیا جائے گا اور ان کی روحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکو کار لکھا جائے گا۔ مذکورہ الفاظ دار قطنی کے ہیں فوائد ثقفیات میں ان لفظوں سے ہے:- من حج عن ابویه ولم یحج اجزاء عنھما وبشرت ارواحھما فی السماء وکتب عند اللہ برا - جس کے ماں باپ بے حج کیے مر گئے ہوں اور یہ ان کی طرف سے حج کرے تو ان دونوں کا حج ہو جائے گا اور ان کی روحوں کو آسمان میں خوشخبری دی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک سلوک کرنے والا لکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ فَضْلِ عِتْقِ الرِّقَابِ وَعِتْقِ الزَّانِيَةِ وَ ابْنِ الزِّنَا

۱۵۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ، أَيُّهَا أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلَاهَا ثَمَنًا. وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا.

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ. عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَعْتَقَ وَلَدَ زِنًا. وَأُمَّهُ.

غلام آزاد کرنے کی فضیلت نیز زانیہ اور ولد الزنا کا آزاد کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکی قیمت زیادہ ہو اور جو اس کے مالکوں کو زیادہ پسند ہو۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ولد الزنا اور اس کی والدہ کو آزاد کیا۔

بَابُ مَصِيرُ الْوَلَاءِ لِمَنْ أَعْتَقَ

۱۷۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ. عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ

ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ میرے پاس آکر کہنے لگی کہ میں نے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کی ہے، سالانہ ایک اوقیہ تو میری مدد فرمائیے

حاشیہ صفحہ گذشتہ

وکان للمحجوج عنہما اجر تامۃ غیران ینتقص من اجورھما شیء ۔ جو اپنے ماں باپ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد حج کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے لیے پورے حج کا اجر ہو بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

۲۔ طبرانی اوسط میں اور ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما علی احدکم اذا اراد ان یتصدق للہ صدقۃ تطوعا ان یجعلھا عن والدیہ اذا کانا مسلمین فیکون لوالدیہ اجرھا وله مثل اجورھما بعد ان لا ینقص من اجورھما شیء ۔ یعنی جب تم میں سے کوئی شخص کسی صدقہ نافلہ کا ارادہ کرے تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے ماں باپ کی نیت سے دے کہ انہیں اس کا ثواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں کے اجروں کے برابر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

۳۔ امام دارقطنی اور ابو عبداللہ ثقفی فوائد ثقفیات میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ اذا حج الرجل عن والدیہ تقبل منہ ومنھما واستبشرت ارواحھما وکتب عند اللہ برا۔ جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس حج کرنے والے اور ماں باپ تینوں کی طرف سے قبول کیا جائے گا اور ان کی روحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکوکار لکھا جائے گا۔ مذکورہ الفاظ دارقطنی کے ہیں فوائد ثقفیات میں ان لفظوں سے ہے:۔ من حج عن ابویہ ولم یحج اجزاء عنھما وبشرت ارواحھما فی السماء وکتب عند اللہ برا ۔ جس کے ماں باپ بے حج کیے مر گئے ہوں اور یہ ان کی طرف سے حج کرے تو ان دونوں کا حج ہو جائے گا اور ان کی روحوں کو آسمان میں خوشخبری دی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک سلوک کرنے والا لکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَنْكِ، عَدَدْتُهَا وَيَكُونُ لِي وَلَاؤُكِ. فَعَلْتُ. فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا. فَقَالَتْ لَهُمْ ذٰلِكَ. فَأَبَوْا عَلَيْهَا. فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ. فَقَالَتْ لِعَائِشَةَ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِمْ ذٰلِكَ فَأَبَوْا عَلَيَّ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ. فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ. فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ. ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ. فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: (أَمَّا بَعْدُ) فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ؟ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ. وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ. قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ. وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ. وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۱۸- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا. فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا. فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: (لَا يَمْنَعَنَّكِ ذٰلِكِ. فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ).

۱۹- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَاحِدَةً، وَأُعْتِقَكِ، فَعَلْتُ. فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا. فَقَالُوا: لَا. إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ.

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: فَزَعَمَتْ عَمْرَةُ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اشْتَرِيهَا وَ

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تمہارے مالک اگر پسند کریں تو میں انہیں یکمشت ادا کردوں اور تمہاری ولاء میرے لئے ہوگی۔ بریرہ نے ان لوگوں کے پاس جاکر انہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ اپنے گھر والوں کے پاس سے آئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اس نے حضرت عائشہ سے کہا کہ میں نے یہ بات ان کے سامنے رکھی تو انہوں نے مجھ سے انکار کر دیا مگر یہ کہ ولاء ان کے لئے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر اس سے پوچھا تو حضرت عائشہ نے واقعہ عرض کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے لے لو اور انہیں ولاء کی شرط کرنے دو کیونکہ ولاء تو اسی کی ہے جو آزاد کرے۔ پس حضرت عائشہ نے یہ کام کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا:۔ اما بعد لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں رکھتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے، خواہ سو شرطیں ہوں، اللہ کا فیصلہ زیادہ سچا اور اللہ کی شرط زیادہ مضبوط ہے اور ولاء اسی کیلئے ہے جو آزاد کرے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ارادہ کیا کہ لونڈی خرید کر آزاد کر دیں اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم آپ کے ہاتھوں بیچ دیں گے لیکن ولاء ہمارے لئے ہوگی انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تو فرمایا کہ یہ بات تمہیں ارادے سے نہ روکے کیونکہ ولاء تو اسی کیلئے ہے جو آزاد کرے۔

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ بریرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مدد مانگنے آئی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر تمہارے مالک پسند کریں تو میں یکمشت تمہاری قیمت ادا کردوں اور آزاد کر دوں؟ بریرہ نے اپنے مالکوں سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا نہیں مگر اس صورت میں کہ تمہاری ولاء ہمارے لئے ہو۔

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ عمرہ نے کہا کہ حضرت عائشہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ ولاء اسی کے لئے ہے جس نے آزاد کیا۔

أَعْتِقِيهَا. فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ).

٢٠ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: فِي الْعَبْدِ يَبْتَاعُ نَفْسَهُ مِنْ سَيِّدِهِ عَلَى أَنَّهُ يُوَالِي مَنْ شَاءَ. إِنَّ ذٰلِكَ لَا يَجُوزُ. وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ. وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا أَذِنَ لِمَوْلَاهُ أَنْ يُوَالِيَ مَنْ شَاءَ مَا جَازَ ذٰلِكَ. لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ) وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ. فَإِذَا جَازَ لِسَيِّدِهِ أَنْ يَشْتَرِطَ ذٰلِكَ لَهُ، وَأَنْ يَأْذَنَ لَهُ أَنْ يُوَالِيَ مَنْ شَاءَ فَتِلْكَ الْهِبَةُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے اس غلام کے متعلق فرمایا جو اپنی جان کو اپنے آقا سے خریدے کہ اپنی ولاء جس کو چاہوں دوں، یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ولاء اسی کی ہے جس نے آزاد کیا۔ اگر کوئی اپنے آقا سے اجازت بھی حاصل کرلے کہ اپنی ولاء جس کو چاہو دے دو تب بھی جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ولاء اسی کی ہے جو آزاد کرے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب آقا کو غلام سے اسکی شرط کرنا جائز ہو جائے اور یہ کہ جس کو چاہو ولاء دو تو ہبہ ہی ہے

بَابُ جَرِّ الْعَبْدِ الْوَلَاءَ إِذَا أُعْتِقَ

غلام جب آزاد ہو تو ولاء کو اپنی طرف کھینچتا ہے

٢١ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ اشْتَرَى عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ. وَلِذٰلِكَ الْعَبْدِ بَنُونَ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ. فَلَمَّا أَعْتَقَهُ الزُّبَيْرُ قَالَ: هُمْ مَوَالِيَّ. وَقَالَ مَوَالِي أُمِّهِمْ: بَلْ هُمْ مَوَالِينَا. فَاخْتَصَمُوا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. فَقَضَى عُثْمَانُ لِلزُّبَيْرِ بِوَلَائِهِمْ.

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنْ عَبْدٍ لَهُ وَلَدٌ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ، لِمَنْ وَلَاؤُهُمْ فَقَالَ سَعِيدٌ: إِنْ مَاتَ أَبُوهُمْ، وَهُوَ عَبْدٌ لَمْ يُعْتَقْ، فَوَلَاؤُهُمْ لِمَوَالِي أُمِّهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَثَلُ ذٰلِكَ، وَلَدُ الْمُلَاعَنَةِ مِنَ الْمَوَالِي. يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ. فَيَكُونُونَ هُمْ مَوَالِيَهُ. إِنْ مَاتَ وَرِثُوهُ. وَإِنْ جَرَّ جَرِيرَةً عَقَلُوا عَنْهُ. فَإِنِ اعْتَرَفَ بِهِ أَبُوهُ أُلْحِقَ بِهِ. وَصَارَ وَلَاؤُهُ إِلَى مَوَالِي أَبِيهِ. وَكَانَ مِيرَاثُهُ لَهُمْ وَعَقْلُهُ عَلَيْهِمْ

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن عوام نے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا اور اس غلام کے آزاد عورت سے کئی بیٹے تھے۔ جب حضرت زبیر نے اسے آزاد کیا تو کہا کہ یہ میرے موالی ہیں اور ان کی والدہ کے موالی بولے کہ ان کی ولاء ہمارے لئے ہے پس وہ اس جھگڑے کو حضرت عثمان کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت عثمان نے فیصلہ فرمایا کہ ان کی ولاء حضرت زبیر کے لئے ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب سے اس غلام کے متعلق پوچھا گیا جس کے آزاد عورت سے لڑکے ہوں؟ سعید نے فرمایا کہ اگر ان کا باپ غلامی کی حالت میں مرگیا اور آزاد نہ ہوا تو انکی ولاء ان کی والدہ کے موالی کی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مثال موالی سے ملاعنہ عورت کا لڑکا ہے کہ اپنی والدہ کے موالی سے منسوب ہوگا۔ پس وہ اس کے موالی ہیں۔ اگر مر جائے تو وارث ہوں گے اگر جنایت کرے تو اس کی طرف سے دیت ادا کریں گے۔ اگر اس کا باپ اعتراف کرے تو اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور لڑکے کی ولاء اس کے باپ کے موالی

وَيَجُرُّ وَلَاءَهُ أَبُوهُ الْحَدَّ.

قَالَ مَالِكٌ: وَكَذَٰلِكَ الْمَرْأَةُ الْمُلَاعِنَةُ مِنَ الْعَرَبِ. إِذَا اعْتَرَفَ زَوْجُهَا الَّذِي لَاعَنَهَا بِوَلَدِهَا صَارَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ. إِلَّا أَنَّ بَقِيَّةَ مِيرَاثِهِ، بَعْدَ مِيرَاثِ أُمِّهِ وَإِخْوَتِهِ لِأُمِّهِ، لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ. مَا لَمْ يُلْحَقْ بِأَبِيهِ. وَإِنَّمَا وَرَّثَ وَلَدَ الْمُلَاعِنَةِ الْمُوَالَاةَ مَوَالِيَ أُمِّهِ قَبْلَ أَنْ يَعْتَرِفَ بِهِ أَبُوهُ. لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَسَبٌ وَلَا عَصَبَةٌ. فَلَمَّا ثَبَتَ نَسَبُهُ صَارَ إِلَى عَصَبَتِهِ.

ہوگی اور اسکی میراث انکے لئے ہوگی اور وہی اسکی دیت ادا کریں گے

امام مالک نے فرمایا کہ ملاعنہ عورت عربی ہو تو جب اس کا خاوند اعتراف کرے تو لڑکے کو اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور وہ اسی کا شمار ہو گا ورنہ اس کی میراث سے اس کی والدہ اور اس کے انحیافی بھائیوں کو حصہ دے کر جتنا مال باقی بچے گا وہ بیت المال میں جمع کروایا جائے گا جبکہ وہ اپنے باپ سے ملحق نہ ہو اور ملاعنہ کے لڑکے کے وارث اس کی والدہ کے موالی ہوں گے جب تک اس کا باپ اعتراف نہ کرے کیونکہ اس صورت میں نہ اس کا نسب ہے اور نہ عصبہ۔ جب نسب ثابت ہو جائے تو میراث عصبہ کی جانب لوٹ جائیگی۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي وَلَدِ الْعَبْدِ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ. وَأَبُو الْعَبْدِ حُرٌّ: أَنَّ الْجَدَّ أَبَا الْعَبْدِ يَجُرُّ وَلَاءَ وَلَدِ ابْنِهِ الْأَحْرَارِ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ. يَرِثُهُمْ مَا دَامَ أَبُوهُمْ عَبْدًا. فَإِنْ عَتَقَ أَبُوهُمْ رَجَعَ الْوَلَاءُ إِلَى مَوَالِيهِ. وَإِنْ مَاتَ وَهُوَ عَبْدٌ كَانَ الْمِيرَاثُ وَالْوَلَاءُ لِلْجَدِّ. وَإِنِ الْعَبْدُ كَانَ لَهُ ابْنَانِ حُرَّانِ. فَمَاتَ أَحَدُهُمَا وَأَبُوهُ عَبْدٌ. جَرَّ الْجَدُّ أَبُو الْأَبِ الْوَلَاءَ وَالْمِيرَاثَ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کی آزاد عورت سے اولاد کے بارے میں ہمارے نزدیک متفقہ حکم یہ ہے جبکہ غلام کا باپ آزاد ہو تو اس کی ولاء دادا یعنی غلام کے باپ کی طرف جائے گی اور آزاد عورت سے اسکے بیٹے کی آزاد اولاد اس وقت تک اسکی میراث پائے گی جب تک ان کا باپ غلام رہے۔ اگر ان کا باپ آزاد ہو گیا تو ولاء اس کے موالی کی جانب لوٹ جائے گی اور اگر وہ غلامی کی حالت میں مر جائے تو میراث اور ولاء دادا کیلئے ہوگی اور اگر غلام کے دو آزاد بیٹے ہوں۔ ایک ان میں سے مر جائے اور اس کا باپ غلام رہے تو ولاء اور

قَالَ مَالِكٌ: فِي الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَهِيَ حَامِلٌ. وَزَوْجُهَا مَمْلُوكٌ. ثُمَّ يَعْتِقُ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَوْ بَعْدَ مَا تَضَعُ: إِنَّ وَلَاءَ مَا كَانَ فِي بَطْنِهَا لِلَّذِي أَعْتَقَ أُمَّهُ. لِأَنَّ ذٰلِكَ الْوَلَدَ قَدْ كَانَ أَصَابَهُ الرِّقُّ. قَبْلَ أَنْ تُعْتَقَ أُمُّهُ. وَلَيْسَ هُوَ بِمَنْزِلَةِ الَّذِي تَحْمِلُ بِهِ أُمُّهُ بَعْدَ الْعَتَاقَةِ. لِأَنَّ الَّذِي تَحْمِلُ بِهِ أُمُّهُ بَعْدَ الْعَتَاقَةِ إِذَا أُعْتِقَ أَبُوهُ، جَرَّ وَلَاءَهُ.

امام مالک نے لونڈی کے بارے میں فرمایا جس کو آزاد کیا گیا او وہ حاملہ ہے اور اس کا خاوند مملوک۔ پھر اس کا خاوند اس کے بچہ جننے سے پہلے آزاد ہو گیا یا اس کے بعد تو اس بچے کی ولاء اس کیلئے ہے جس نے اس کی والدہ کو آزاد کیا کیونکہ اس بچے نے اپنی والدہ کے آزاد ہونے سے پہلے غلامی پائی ہے اور یہ اس کی طرح نہیں ہے جس کی والدہ کو آزاد ہونے کے بعد حمل رہا ہو کیونکہ جسکو آزاد ہونے کے بعد حمل ٹھہرے تو جب اسکا باپ آزاد کر دیا جائیگا تو بچے کی ولاء اسکی طرف جائیگی۔

قَالَ مَالِكٌ: فِي الْعَبْدِ يَسْتَأْذِنُ سَيِّدَهُ أَنْ يُعْتِقَ عَبْدًا لَهُ. فَيَأْذَنُ لَهُ سَيِّدُهُ. إِنَّ وَلَاءَ الْعَبْدِ الْمُعْتَقِ لِسَيِّدِ الْعَبْدِ، لَا يَرْجِعُ وَلَاؤُهُ لِسَيِّدِهِ الَّذِي أَعْتَقَهُ. وَإِنْ عَتَقَ.

امام مالک نے اس غلام کے متعلق فرمایا جو اپنے آقا سے اپنا غلام آزاد کرنے کی اجازت مانگے پس آقا نے اسے اجازت دے دی تو آزاد ہونے والے غلام کی ولاء غلام کے آقا کی ہے۔ اس کی ولاء آزاد کرنے والے آقا کی طرف نہیں لوٹے گی اگرچہ اس نے آزاد کیا ہے۔

بَابُ مِيرَاثِ الْوَلَاءِ

ولاء کی میراث کا بیان

۲۲ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْعَاصِيَ ابْنَ هِشَامٍ هَلَكَ. وَتَرَكَ بَنِينَ لَهُ ثَلَاثَةً. اثْنَانِ لِأُمٍّ، وَرَجُلٌ لِعَلَّةٍ. فَهَلَكَ أَحَدُ اللَّذَيْنِ لِأُمٍّ. وَتَرَكَ مَالًا وَمَوَالِيَ. فَوَرِثَهُ أَخُوهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ. مَالَهُ وَوَلَاءَهُ مَوَالِيهِ. ثُمَّ هَلَكَ الَّذِي وَرِثَ الْمَالَ وَوَلَاءَ الْمَوَالِي وَتَرَكَ ابْنَهُ وَأَخَاهُ لِأَبِيهِ. فَقَالَ ابْنُهُ: قَدْ أَحْرَزْتُ مَا كَانَ أَبِي أَحْرَزَ مِنَ الْمَالِ وَوَلَاءِ الْمَوَالِي. وَقَالَ أَخُوهُ: لَيْسَ كَذٰلِكَ. إِنَّمَا أَحْرَزْتَ الْمَالَ. وَأَمَّا وَلَاءُ الْمَوَالِي. فَلَا. أَرَأَيْتَ لَوْ هَلَكَ أَخِي الْيَوْمَ أَلَسْتُ أَرِثُهُ أَنَا؟ فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. فَقَضَى لِأَخِيهِ بِوَلَاءِ الْمَوَالِي.

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے کہ عاصی بن ہشام فوت ہوگئے اور پیچھے تین بیٹے چھوڑے۔ دو ان میں سے ماں جاتے تھے اور ایک علاتی۔ ماں جاتے بھائیوں میں سے ایک فوت ہوگیا اور اس نے مالی و موالی چھوڑے تو اس کے مال و ولاء کا وارث وہ بھائی ہوا جو ماں اور باپ دونوں سے ملتا تھا۔ پھر وہ بھائی بھی فوت ہوگیا جو مال اور ولاء کا وارث بنا تھا اور پیچھے اس نے ایک بیٹا چھوڑا اور وہ بھائی جو باپ سے تھا۔ بیٹے نے کہا کہ میں اپنے باپ کے مال اور ولاء کا مالک ہوں۔ مرنے والے کے بھائی نے کہا کہ بات یوں نہیں ہے۔ بلکہ مال کے یقیناً تم مالک ہو لیکن موالی کی ولاء کے نہیں ہو۔ بالفرض اگر میرا بھائی آج فوت ہوتا تو میں اس کا وارث ہوتا یا تم؟ دونوں جھگڑے کو حضرت عثمان کی خدمت میں لے گئے۔ انہوں نے موالی کی ولاء کا فیصلہ بھائی کے حق میں فرمایا۔

۲۳ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَبُوهُ: أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ فَاخْتَصَمَ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَنَفَرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ. وَكَانَتِ امْرَأَةٌ مِنْ جُهَيْنَةَ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ. يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ كُلَيْبٍ. فَمَاتَتِ الْمَرْأَةُ. وَتَرَكَتْ مَالًا وَمَوَالِيَ. فَوَرِثَهَا ابْنُهَا وَزَوْجُهَا. ثُمَّ مَاتَ ابْنُهَا. فَقَالَ وَرَثَتُهُ: لَنَا وَلَاءُ الْمَوَالِي قَدْ كَانَ ابْنُهَا أَحْرَزَهُ. فَقَالَ الْجُهَنِيُّونَ: لَيْسَ كَذٰلِكَ. إِنَّمَا هُمْ مَوَالِي صَاحِبَتِنَا. فَإِذَا مَاتَ وَلَدُهَا فَلَنَا وَلَاؤُهُمْ. وَنَحْنُ نَرِثُهُمْ. فَقَضَى أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ لِلْجُهَنِيِّينَ بِوَلَاءِ الْمَوَالِي.

ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ وہ ابان بن عثمان کے پاس بیٹھے ہوتے تھے کہ جہینہ کے کچھ لوگ اور بنی حارث بن خزرج کے کچھ آدمی جھگڑتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ جہینہ کی ایک عورت بنی حارث بن خزرج کے ایک آدمی کے نکاح میں تھی جس کو ابراہیم بن کلیب کہا جاتا ہے۔ وہ عورت فوت ہوگئی اور اس نے مال اور موالی چھوڑے۔ اس کا بیٹا اور خاوند اس کے وارث ہوئے۔ پھر اس کا بیٹا فوت ہوگیا۔ لڑکے کے وارثوں نے کہا کہ موالی کی ولاء ہمیں ملے گی کیونکہ عورت کا بیٹا اس پر قابض ہوگیا تھا۔ جہنیوں نے کہا کہ بات یوں نہیں بلکہ یہ ہماری لڑکی کے موالی ہیں۔ جب اس کا بیٹا فوت ہوگیا تو ولاء ہماری ہوگئی اور اس کے وارث ہم ہیں۔ ابان بن عثمان نے موالی کی ولاء کا فیصلہ جہنیوں کے لئے فرمایا۔

۲۴ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب نے اس شخص کے

حاشیہ صفحہ گذشتہ

ف - اخیافی بھائی انہیں کہتے ہیں جو ایک ماں سے ہوں۔ علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جو ایک باپ سے ہوں لیکن ایک والدہ سے نہ ہوں اور حقیقی یا عینی بھائی وہ کہلاتے ہیں جو ایک ماں اور ایک باپ سے ہوں جنہیں عرف عام میں سگے بھائی کہتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

الْمُسَيَّبِ قَالَ، فِي رَجُلٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِينَ لَهُ ثَلَاثَةً وَتَرَكَ مَوَالِيَ أَعْتَقَهُمْ هُوَ عَتَاقَةً. ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ بَنِيهِ هَلَكَا. وَتَرَكَا أَوْلَادًا. قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: يَرِثُ الْمَوَالِيَ، الْبَاقِي مِنَ الثَّلَاثَةِ. فَإِذَا هَلَكَ هُوَ، فَوَلَدُهُ وَوَلَدُ إِخْوَتِهِ فِي وَلَاءِ الْمَوَالِي، شَرَعٌ، سَوَاءٌ.

بَابُ ۱۳ مِيرَاثِ السَّائِبَةِ وَوَلَاءِ مَنْ أَعْتَقَ الْيَهُودِيُّ وَالنَّصْرَانِيُّ

۲۵ . وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبَةِ؟ قَالَ: يُوَالِي مَنْ شَاءَ. فَإِنْ مَاتَ. وَلَمْ يُوَالِ أَحَدًا، فَمِيرَاثُهُ لِلْمُسْلِمِينَ. وَعَقْلُهُ عَلَيْهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ: إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي السَّائِبَةِ أَنَّهُ لَا يُوَالِي أَحَدًا. وَأَنَّ مِيرَاثَهُ لِلْمُسْلِمِينَ. وَعَقْلَهُ عَلَيْهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ يُسْلِمُ عَبْدُ أَحَدِهِمَا فَيُعْتِقُهُ قَبْلَ أَنْ يُبَاعَ عَلَيْهِ: إِنَّ وَلَاءَ الْعَبْدِ الْمُعْتَقِ لِلْمُسْلِمِينَ. وَإِنْ أَسْلَمَ الْيَهُودِيُّ أَوِ النَّصْرَانِيُّ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ الْوَلَاءُ أَبَدًا.

قَالَ: وَلٰكِنْ إِذَا أَعْتَقَ الْيَهُودِيُّ أَوِ النَّصْرَانِيُّ عَبْدًا عَلَى دِينِهِمَا. ثُمَّ أَسْلَمَ الْمُعْتَقُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ الْيَهُودِيُّ أَوِ النَّصْرَانِيُّ الَّذِي أَعْتَقَهُ. ثُمَّ أَسْلَمَ الَّذِي أَعْتَقَهُ. رَجَعَ إِلَيْهِ الْوَلَاءُ. لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ ثَبَتَ لَهُ الْوَلَاءُ يَوْمَ أَعْتَقَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ كَانَ لِلْيَهُودِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ وَلَدٌ مُسْلِمٌ، وَرِثَ مَوَالِيَ أَبِيهِ الْيَهُودِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ، إِذَا أَسْلَمَ الْمَوْلَى الْمُعْتَقُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ الَّذِي أَعْتَقَهُ وَإِنْ كَانَ الْمُعْتَقُ، حِينَ أُعْتِقَ، مُسْلِمًا. لَمْ يَكُنْ لِوَلَدِ النَّصْرَانِيِّ أَوِ الْيَهُودِيِّ الْمُسْلِمِينَ مِنْ وَلَاءِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ. لِأَنَّهُ لَيْسَ لِلْيَهُودِيِّ وَلَا لِلنَّصْرَانِيِّ وَلَاءٌ. فَوَلَاءُ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ لِجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ.

متعلق فرمایا جو فوت ہو جائے اور وہ تین بیٹے چھوڑے اور اپ[نے] آزاد کردہ غلام چھوڑے۔ پھر اس آدمی کے دو بیٹے فوت ہو گ[ئے] اور دونوں نے پیچھے اولاد چھوڑی۔ سعید بن مسیب نے فرمایا[کہ] تیسرا بھائی ان کا وارث ہوگا۔ جب وہ فوت ہو جائے تو اسکے بی[ٹے] اور بھتیجے موالی کی ولاء میں برابر کے حقدار ہوں گے۔

میراث سائبہ اور اس غلام کی میراث جس کو یہودی یا نصرانی نے آزاد کیا

ابن شہاب سے سائبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ جس سے چاہے عقد ولاء کر لے۔ اگر وہ مر جائے اور اگر کسی سے موالات نہ کرے تو اس کی میراث مسلمانوں کیلئے ہو گی اور وہی اسکی دیت ادا کرینگے۔

امام مالک نے فرمایا کہ سائبہ کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ اگر وہ کسی سے موالاۃ نہ کرے تو اسکی میراث مسلمانوں کیلئے ہوگی اور اسکی دیت بھی ان پر ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی یا نصرانی کا غلام اگر مسلمان ہو جائے پھر وہ فروخت کرنے سے پہلے اسے آزاد کر دے تو اس آزاد ہونے وا[لے] غلام کی میراث مسلمانوں کو ملے گی۔ پھر اس کے بعد یہودی یا نصرانی بھی مسلمان ہو جائے تو ولاء اس کی طرف کبھی نہیں لوٹے گی۔

فرمایا کہ یہودی یا نصرانی نے جب غلام آزاد کیا تو وہ ان کے دین پر تھا۔ پھر آزاد ہونے پر اسلام قبول کیا، آزاد کرنے والے یہودی یا نصرانی کے مسلمان ہونے سے پہلے یعنی جس نے اسے آزاد کیا وہ بھی مسلمان ہو گیا تو ولاء اس کی طرف لوٹ گئی کیونکہ ولاء اس کے لئے اسی روز ثابت ہو گئی جس روز کہ اسے آزاد کیا تھا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی کا بیٹا مسلمان ہو تو اپنے یہودی یا نصرانی باپ کے موالی کی میراث پائے گا جبکہ وہ غلام مسلمان ہو گیا ہو آزاد کرنے والے سے پہلے اور اگر وہ غلام آزادی کے وقت مسلمان تھا تو نصرانی یا یہودی کے بیٹے کو مسلمان غلام کی ولاء سے کوئی چیز نہیں ملے گی کیونکہ یہودی یا نصرانی کے لئے ولاء نہیں ہے، پس مسلمان غلام کی ولاء مسلمانوں کی جماعت کے لئے ہے۔ ف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْمُكَاتَبِ

کتاب المکاتب

بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمُكَاتَبِ

۱۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ.

۲۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، كَانَا يَقُولَانِ: الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهُوَ رَأْيِي.

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ هَلَكَ الْمُكَاتَبُ، وَتَرَكَ مَالًا أَكْثَرَ مِمَّا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ، وَلَهُ وَلَدٌ وُلِدُوا فِي كِتَابَتِهِ، أَوْ كَاتَبَ عَلَيْهِمْ، وَرِثُوا مَا بَقِيَ مِنَ الْمَالِ بَعْدَ قَضَاءِ كِتَابَتِهِ.

۳۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِابْنِ الْمُتَوَكِّلِ، هَلَكَ بِمَكَّةَ، وَتَرَكَ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِنْ كِتَابَتِهِ، وَدُيُونًا لِلنَّاسِ، وَتَرَكَ ابْنَتَهُ. فَأَشْكَلَ عَلَى عَامِلِ مَكَّةَ الْقَضَاءُ فِيهِ. فَكَتَبَ إِلَى

مکاتب کی ادائیگی کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ مکاتب اس وقت تک غلام رہے گا جب تک اس کی کتابت میں سے کچھ بھی باقی رہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ مکاتب اس وقت تک غلام ہے جب تک اس کی کتابت سے کچھ بھی اس پر باقی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہی میری رائے ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب مکاتب فوت ہو جائے اور کافی مال چھوڑ کر جائے جو باقی کتابت سے بھی زیادہ ہے اور اس کی اولاد ہے جو کتابت کے دوران پیدا ہوئی یا عقد کتابت میں شامل تھی تو بدل کتابت ادا کرنے کے بعد جو مال بچے وہ اس کے وارث ہوں گے۔

حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ابن متوکل کے مکاتب کا مکہ مکرمہ میں انتقال ہو گیا جبکہ کتابت اس پر باقی تھی اور لوگوں کا قرضہ تھا۔ اس نے ایک لڑکی چھوڑی تھی۔ عامل مکہ کو یہ فیصلہ کرنے میں مشکل پیش آئی تو یہ بات پوچھتے ہوئے عبدالملک بن مروان

حاشیہ صفحہ گزشتہ

ف۔ غلام کے بارے میں شرعی قانون یہ ہے کہ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ (بخاری شریف) یعنی ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔ لہٰذا آزاد کردہ غلام کی ولاء اسی کو ملے گی جس نے آزاد کیا۔ لیکن آزاد کرنے والا آزاد کرتے وقت اپنی خوشی سے کہہ دے کہ تو اپنی ولاء کا خود مالک ہے یا یہ کہ اپنا حق ولاء بخش دے دیا تو ایسے آزاد کردہ غلام کو سائبہ کہتے ہیں اب وہ جس سے چاہے عقد موالات کرے ورنہ اس کی میراث عام مسلمانوں کا حق ہو گی اور بیت المال میں جمع کروائی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ: أَنِ ابْدَأْ بِدُيُونِ النَّاسِ. ثُمَّ اقْضِ مَا بَقِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ. ثُمَّ اقْسِمْ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِهِ بَيْنَ ابْنَتِهِ وَمَوْلَاهُ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا: أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ أَنْ يُكَاتِبَهُ إِذَا سَأَلَهُ ذٰلِكَ. وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْأَئِمَّةِ أَكْرَهَ رَجُلًا عَلَى أَنْ يُكَاتِبَ عَبْدَهُ. وَقَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا. يَتْلُو هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ. وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا. فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا ذٰلِكَ أَمْرٌ أَذِنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ لِلنَّاسِ. وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ عَلَيْهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ: وَسَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى — وَآتُوهُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي آتَاكُمْ — إِنَّ ذٰلِكَ أَنْ يُكَاتِبَ الرَّجُلُ غُلَامَهُ ثُمَّ يَضَعَ عَنْهُ مِنْ آخِرِ كِتَابَتِهِ شَيْئًا مُسَمًّى.

قَالَ مَالِكٌ: فَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ. وَأَدْرَكْتُ عَمَلَ النَّاسِ عَلَى ذٰلِكَ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَاتَبَ غُلَامًا لَهُ عَلَى خَمْسَةٍ وَثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ. ثُمَّ وَضَعَ عَنْهُ مِنْ آخِرِ كِتَابَتِهِ خَمْسَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا: أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا كَاتَبَهُ سَيِّدُهُ تَبِعَهُ مَالُهُ. وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَلَدُهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُمْ فِي كِتَابَتِهِ.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْمُكَاتَبِ يُكَاتِبُهُ سَيِّدُهُ وَلَهُ جَارِيَةٌ بِهَا حَبَلٌ مِنْهُ. لَمْ يَعْلَمْ بِهِ هُوَ وَلَا سَيِّدُهُ يَوْمَ كِتَابَتِهِ. فَإِنَّهُ لَا يَتْبَعُهُ ذٰلِكَ

کے لئے لکھا۔ عبدالملک نے جواب لکھا کہ لوگوں کے قرضے سے ابتدا کرو۔ پھر جتنی کتابت باقی ہے وہ ادا کرو۔ پھر باقی مال کو اس کی بیٹی اور مولیٰ کے درمیان تقسیم کردو۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ آقا کیلئے ضروری نہیں ہے کہ وہ غلام کے کہنے پر اسے مکاتب کردے اور میں نے آئمہ میں سے کسی ایک کے متعلق نہیں سنا کہ انہوں نے اپنے غلام کو مکاتب کرنا ناپسند فرمایا ہو اور میں نے سنا کہ بعض اہل علم سے جب اس بارے میں پوچھا جاتا تو اس سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کہ اگر ان میں بھلائی دیکھو تو انہیں مکاتب کردو" (۳۳:۲۴) تو وہ حضرات یہ دو آیتیں پڑھ دیتے: "جب احرام سے نکلو تو شکار کرو" (۲:۵) "جب نماز پوری کر چکو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو" (۱۰:۶۲)

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ایسا حکم ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اجازت دی ہے اور یہ ان پر واجب نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم کو ارشاد باری تعالیٰ "اور انہیں اللہ کے اس مال سے دو جو تمہیں دیا ہے" (۳۳:۲۴) کے بارے میں فرماتے ہوتے سنا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب آدمی اپنے غلام کو مکاتب کرے تو آخر میں بدل کتابت میں سے کچھ معاف کردے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہی میں نے اہل علم سے سنا اور میں نے لوگوں کو اسی پر عمل کرتے ہوتے پایا۔

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے ایک غلام کو پینتیس ہزار درہم پر مکاتب کیا۔ پھر کتابت کے آخر میں پانچ ہزار درہم معاف کردیتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام کو جب اس کا آقا مکاتب کردے تو اس کا مال اسی کو ملے گا اور اس کی اولاد عقد کتابت میں داخل نہیں ہوگی مگر یہ کہ کتابت میں ان کی شرط رکھی ہو۔

یحییٰ نے کہا کہ میں نے امام مالک کو مکاتب کے بارے میں فرماتے ہوتے سنا جس کو اس کا آقا مکاتب کرے اور غلام کی ایک لونڈی ہو جسے حمل ہو، جسکے متعلق کتابت کے روز معلوم نہ ہو کہ اسکا ہے یا اسکے آقا کا ہے

الْوَلَدُ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ دَخَلَ فِي كِتَابَتِهِ. وَهُوَ لِسَيِّدِهِ.
فَأَمَّا الْجَارِيَةُ فَإِنَّهَا لِلْمُكَاتَبِ لِأَنَّهَا مِنْ مَالِهِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ وَرِثَ مُكَاتَبًا مِنِ امْرَأَتِهِ هُوَ وَابْنُهَا: إِنَّ الْمُكَاتَبَ إِنْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ كِتَابَتَهُ، اقْتَسَمَا مِيرَاثَهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ. وَإِنْ أَدَّى كِتَابَتَهُ ثُمَّ مَاتَ، فَمِيرَاثُهُ لِابْنِ الْمَرْأَةِ. وَلَيْسَ لِلزَّوْجِ مِنْ مِيرَاثِهِ شَيْءٌ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُكَاتَبِ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ قَالَ: يُنْظَرُ فِي ذَلِكَ. فَإِنْ كَانَ إِنَّمَا أَرَادَ الْمُحَابَاةَ لِعَبْدِهِ، وَعُرِفَ ذَلِكَ مِنْهُ بِالتَّخْفِيفِ عَنْهُ. فَلَا يَجُوزُ ذَلِكَ. وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا كَاتَبَهُ عَلَى وَجْهِ الرَّغْبَةِ وَطَلَبِ الْمَالِ، وَابْتِغَاءِ الْفَضْلِ وَالْعَوْنِ عَلَى كِتَابَتِهِ. فَذَلِكَ جَائِزٌ لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ وَطِئَ مُكَاتَبَةً لَهُ: إِنَّهَا إِنْ حَمَلَتْ فَهِيَ بِالْخِيَارِ. إِنْ شَاءَتْ كَانَتْ أُمَّ وَلَدٍ. وَإِنْ شَاءَتْ قَرَّتْ عَلَى كِتَابَتِهَا. فَإِنْ لَمْ تَحْمِلْ، فَهِيَ عَلَى كِتَابَتِهَا.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ: إِنَّ أَحَدَهُمَا لَا يُكَاتِبُ نَصِيبَهُ مِنْهُ. أَذِنَ لَهُ بِذَلِكَ صَاحِبُهُ أَوْ لَمْ يَأْذَنْ. إِلَّا أَنْ يُكَاتِبَاهُ جَمِيعًا. لِأَنَّ ذَلِكَ يَعْقِدُ لَهُ عِتْقًا. وَيَصِيرُ، إِذَا أَدَّى الْعَبْدُ مَا كُوتِبَ عَلَيْهِ، إِلَى أَنْ يَعْتِقَ نِصْفُهُ. وَلَا يَكُونُ عَلَى الَّذِي كَاتَبَ بَعْضَهُ، أَنْ يَسْتَتِمَّ عِتْقَهُ. فَذَلِكَ خِلَافُ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ).

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ جَهِلَ ذَلِكَ حَتَّى يُؤَدِّيَ الْمُكَاتَبُ أَوْ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ. رَدَّ عَلَيْهِ الَّذِي كَاتَبَهُ مَا قَبَضَ مِنَ الْمُكَاتَبِ. فَاقْتَسَمَهُ هُوَ وَشَرِيكُهُ عَلَى قَدْرِ حِصَصِهِمَا. وَبَطَلَتْ كِتَابَتُهُ. وَكَانَ عَبْدًا لَهُمَا عَلَى حَالِهِ الْأُولَى.

تو یہ بچہ مکاتب کو نہیں ملے گا کیونکہ یہ اس کی کتابت میں داخل نہیں ہے اور وہ اس کے آقا کو ملے گا اور لونڈی مکاتب کو ملے گی کیونکہ یہ اس کا مال ہے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اپنی بیوی کے مکاتب کا وارث ہوا۔ مکاتب اگر کتابت پوری ہونے سے پہلے مرجائے تو اس کی میراث اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم ہوگی اور اگر کتابت ادا کرکے پھر مرا تو اس کی میراث عورت کے بیٹے کے لئے ہے اور خاوند کو اس کی میراث سے کچھ نہیں ملے گا۔

امام مالک نے اس مکاتب کے بارے میں فرمایا جو اپنے غلام کو مکاتب کرے فرمایا کہ اس میں دیکھا جائے گا۔ اگر اس کا غلام کے ساتھ رعایت کا ارادہ ہے اور اس سے تخفیف مراد لی جائے تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر رغبت اور طلب مال کے لئے کتابت کی ہو اور فائدہ و مدد کی تلاش میں کتابت کی ہو تو یہ جائز ہے۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی مکاتبہ لونڈی سے صحبت کی تو اگر وہ حاملہ ہوگئی تو اسے اختیار ہے کہ چاہے ام ولد بن کر رہے اور چاہے اپنی کتابت پر برقرار رہے۔ اگر وہ حاملہ نہیں ہے تو وہ مکاتبہ رہے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے بارے میں یہ حکم متفقہ ہے کہ جب وہ دو آدمیوں کا مشترکہ ہو تو ان میں سے کوئی ایک بھی اپنے حصے کی مکاتبت نہیں کرسکتا خواہ اس کا ساتھی اجازت دے یا نہ دے مگر یہ کہ دونوں اکٹھے مکاتبت کریں کیونکہ اگر وہ اپنے حصے کی مکاتبت کرے اور غلام اپنی کتابت ادا کردے تو نصف ہی آزاد ہوگا اور اس پر لازم نہیں کہ دوسرے نصف حصے کی ضمانت دے کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کے خلاف ہے کہ جو غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرے تو غلام کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس شریک کو یہ بات معلوم نہ ہو اور وہ اپنے حصے کو مکاتبت کرکے کل یا بعض بدل کتابت وصول کرے تو جس قدر وصول کیا ہے اس کو وہ اور اس کا شریک اپنے حصوں کے مطابق بانٹ لیں کتابت باطل ہوجائے گی اور مکاتب بدستور غلام رہیگا

قَالَ مَالِكٌ فِي مُكَاتَبٍ بَيْنَ رَجُلَيْنِ. فَأَنْظَرَهُ أَحَدُهُمَا بِحَقِّهِ الَّذِي عَلَيْهِ. وَأَبَى الْآخَرُ أَنْ يُنْظِرَهُ. فَاقْتَضَى الَّذِي أَبَى أَنْ يُنْظِرَهُ. بَعْضَ حَقِّهِ. ثُمَّ مَاتَ الْمُكَاتَبُ. وَتَرَكَ مَالًا لَيْسَ فِيهِ وَفَاءٌ مِنْ كِتَابَتِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: يَتَحَاصَّانِ بِقَدْرِ مَا بَقِيَ لَهُمَا عَلَيْهِ. يَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِقَدْرِ حِصَّتِهِ. فَإِنْ تَرَكَ الْمُكَاتَبُ فَضْلًا. عَنْ كِتَابَتِهِ. أَخَذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا بَقِيَ مِنَ الْكِتَابَةِ. وَكَانَ مَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا بِالسَّوَاءِ. فَإِنْ عَجَزَ مُكَاتَبٌ، وَقَدِ اقْتَضَى الَّذِي لَمْ يُنْظِرْهُ أَكْثَرَ مِمَّا اقْتَضَى صَاحِبُهُ. كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ. وَلَا يَرُدُّ عَلَى صَاحِبِهِ فَضْلَ مَا اقْتَضَى. لِأَنَّهُ إِنَّمَا اقْتَضَى الَّذِي لَهُ بِإِذْنِ صَاحِبِهِ. وَإِنْ وَضَعَ عَنْهُ أَحَدُهُمَا الَّذِي لَهُ. ثُمَّ اقْتَضَى صَاحِبُهُ بَعْضَ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ. ثُمَّ عَجَزَ. فَهُوَ بَيْنَهُمَا. وَلَا يَرُدُّ الَّذِي اقْتَضَى عَلَى صَاحِبِهِ شَيْئًا. لِأَنَّهُ إِنَّمَا اقْتَضَى الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ. وَذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ لِلرَّجُلَيْنِ. بِكِتَابٍ وَاحِدٍ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ. فَيُنْظِرُهُ أَحَدُهُمَا. وَيَشِحُّ الْآخَرُ فَيَقْتَضِي بَعْضَ حَقِّهِ. ثُمَّ يُفْلِسُ الْغَرِيمُ. فَلَيْسَ عَلَى الَّذِي اقْتَضَى. أَنْ يَرُدَّ شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترک ہو اور ایک ان میں سے اپنے حق کے اندر اسے مہلت دے اور دوسرا مہلت دینے سے انکار کر دے۔ مہلت نہ دینے والا اپنا بعض حق وصول کر لے پھر مکاتب مر جائے اور اتنا مال چھوڑے جو بدل کتابت کے برابر نہ ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کو دونوں شریک اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کر لیں گے۔ اگر مکاتب اتنا مال چھوڑ گیا ہے جو بدل کتابت سے زیادہ ہو تو ان میں سے ہر ایک اپنا باقی بدل کتابت وصول کر کے جو باقی بچے اسے برابر تقسیم کر لیں گے۔ اگر مکاتب عاجز ہو گیا اور مہلت نہ دینے والے نے دوسرے کی نسبت کچھ زیادہ وصول کر لیا تب بھی غلام دونوں میں برابر رہے گا اور زیادہ وصول کرنیوالا اپنے شریک کو کچھ واپس نہیں کرے گا کیونکہ اس نے وصول کیا ہے تو اپنا حق۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کا ایک ہی تحریر کی رو سے کسی پر قرض ہو۔ ایک اسے کچھ مہلت دے اور دوسرا لالچ کے تحت کچھ وصول کر لے۔ اس کے بعد قرض دار مفلس ہو جائے تو کچھ وصول کرنے والا دوسرے کو وصولیابی میں سے کچھ بھی نہ دے گا۔

بَابُ الْحَمَالَةِ فِي الْكِتَابَةِ

کتابت میں ضمانت

۴۔ قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا: أَنَّ الْعَبِيدَ إِذَا كُوتِبُوا جَمِيعًا. كِتَابَةً وَاحِدَةً. فَإِنَّ بَعْضَهُمْ حُمَلَاءُ عَنْ بَعْضٍ. وَإِنَّهُ لَا يُوضَعُ عَنْهُمْ، لِمَوْتِ أَحَدِهِمْ شَيْءٌ. وَإِنْ قَالَ أَحَدُهُمْ. قَدْ عَجَزْتُ. وَأَلْقَى بِيَدَيْهِ. فَإِنَّ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَسْتَعْمِلُوهُ فِيمَا يُطِيقُ مِنَ الْعَمَلِ. وَيَتَعَاوَنُونَ بِذَلِكَ فِي كِتَابَتِهِمْ. حَتَّى يَعْتِقَ بِعِتْقِهِمْ. إِنْ عَتَقُوا. وَيَرِقَّ بِرِقِّهِمْ. إِنْ رَقُّوا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے کہ کئی غلاموں کی جب ایک ہی کتابت کی جائے تو وہ ایک دوسرے کا بوجھ اٹھائیں گے اور ان میں سے کسی کی موت کے باعث کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی ان میں سے کہے کہ میں عاجز ہو گیا ہوں اور ہمت ہار جائے تو اس کے ساتھی اس کی ہمت کے مطابق کام لے کر کتابت میں اس کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ یہ آزاد ہوا تو وہ بھی آزاد ہوں گے اور یہ غلام رہا تو وہ بھی غلام رہیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا: أَنَّ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ حکم ہے کہ غلام کو

العبد إذا كاتبه سيده. لم ينبغ لسيده أن يتحمل له بكتابة عبده أحد. إن مات العبد أو عجز. وليس هذا من سنة المسلمين. وذلك أنه إن تحمل رجل لسيد المكاتب، بما عليه من كتابته. ثم اتبع ذلك سيد المكاتب قبل الذي تحمل له. أخذ ماله باطلا. لا هو ابتاع المكاتب، فيكون ما أخذ منه من ثمن شيء هو له. ولا المكاتب عتق، فيكون في ثمن حرمة ثبتت له. فإن عجز المكاتب رجع إلى سيده. وكان عبدا مملوكا له. وذلك أن الكتابة ليست بدين ثابت يتحمل لسيد المكاتب بها. إنما هي شيء إن أداه المكاتب عتق. وإن مات المكاتب وعليه دين لم يحاص الغرماء سيده بكتابته. وكان الغرماء أولى بذلك من سيده. وإن عجز المكاتب وعليه دين للناس. رد عبدا مملوكا لسيده. وكانت ديون الناس في ذمة المكاتب. لا يدخلون مع سيده في شيء من ثمن رقبته.

قال مالك: إذا كاتب القوم جميعا كتابة واحدة. ولا رحم بينهم يتوارثون بها، فإن بعضهم حملاء عن بعض. ولا يعتق بعضهم دون بعض. حتى يؤدوا الكتابة كلها. فإن مات أحد منهم وترك مالا هو أكثر من جميع ما عليهم. أدى عنهم جميع ما عليهم. وكان فضل المال لسيده. ولم يكن لمن كاتب معه من فضل المال شيء. ويتبعهم السيد بحصصهم التي بقيت عليهم. من الكتابة التي قضيت من مال الهالك. لأن الهالك إنما كان تحمل عنهم. فعليهم أن يؤدوا ما عتقوا به من ماله. وإن كان للمكاتب الهالك ولد حر لم يولد في الكتابة. ولم يكاتب عليه. لم يرثه. لأن المكاتب لم يعتق حتى مات.

جب اس کا آقا مکاتب کرے۔ اس کے آقا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے اس غلام کی کتابت کا بوجھ کسی دوسرے پر رکھے خواہ غلام مر جائے یا عاجز ہو جائے کیونکہ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر کوئی مکاتب کے آقا کو کتابت پر ضمانت دے پھر مکاتب کا آقا ضامن کا پیچھا کرے اور اس کا مال ہتھیا لے تو یہ باطل ہے کیونکہ اس نے مکاتب کو خریدا نہیں ہے تاکہ جو کچھ اس نے چھینا ہے وہ اس کی قیمت شمار ہو جائے اور نہ مکاتب آزاد ہوا کہ اس مال کو اس کی آزادی کا بدلہ شمار کیا جائے۔ اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو اپنے آقا کی طرف لوٹے گا اور غلام اسی کی ملک رہے گا اور یہ اس لئے ہے کہ کتابت دین صحیح نہیں ہے۔ اسی لئے اس کا آقا کتابت پہ ضمانت نہیں لے سکتا۔ یہ تو ایک ایسی چیز ہے کہ مکاتب اسے ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا اور مکاتب اگر مر جائے اور اس پر قرض ہو تو آقا اور قرض خواہ اس کے مال کے برابر حصے نہیں کریں گے بلکہ قرض خواہ آقا سے زیادہ حقدار ہوں گے اور اگر مکاتب عاجز ہو جائے یا اس پر لوگوں کا قرض ہو تو غلام اپنے آقا کا مملوک رہے گا اور لوگوں کا قرض مکاتب کے سر پہ ہے وہ اس کی قیمت میں آقا کے اوپر شمار نہیں ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب ایک ہی عقد میں کئی غلام مکاتب کئے جائیں اور ان کے درمیان آپس میں ایسی کوئی رشتہ داری نہ ہو جس کے باعث ایک دوسرے کے وارث ہوں۔ وہ ایک دوسرے کے کفیل ہوں گے اور دوسروں کے بغیر کوئی آزاد نہیں ہو سکے گا یہاں تک کہ وہ ساری کتابت ادا کر دیں۔ اور اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے گا اور اتنا مال چھوڑے کہ اس سے زیادہ ہو جو ان پر ہے تو وہ اس سے بدل کتابت ادا کریں گے اور زائد مال آقا کا ہوگا اور ساتھیوں کو اس مال سے کچھ نہیں ملے گا۔ پھر ہر ایک غلام کی آزادی میں جس قدر روپیہ اس مال سے صرف ہوا ہے اس کو آقا ہر ایک کے حصے سے مجرا کرے گا کیونکہ اس کا جس قدر مال ان کی آزادی میں لگا وہ ادا کرنا ہوگا۔ اگر مرنے والے مکاتب کا کوئی آزاد لڑکا ہو جو حالت کتابت میں پیدا نہ ہوا ہو اور نہ اس پر عہد کتابت واقع ہوا ہو تو وہ اسکا وارث نہ ہوگا کیونکہ مرتے وقت مکاتب آزاد نہیں تھا۔

بَابُ الْقِطَاعَةِ فِي الْكِتَابَةِ

٥ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُقَاطِعُ مُكَاتَبِيهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْمُكَاتَبِ يَكُونُ بَيْنَ الشَّرِيكَيْنِ. فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ لِأَحَدِهِمَا أَنْ يُقَاطِعَهُ عَلَى حِصَّتِهِ، إِلَّا بِإِذْنِ شَرِيكِهِ. وَذَلِكَ أَنَّ الْعَبْدَ وَمَالَهُ بَيْنَهُمَا. فَلَا يَجُوزُ لِأَحَدِهِمَا أَنْ يَأْخُذَ شَيْئاً مِنْ مَالِهِ إِلَّا بِإِذْنِ شَرِيكِهِ. وَلَوْ قَاطَعَهُ أَحَدُهُمَا دُونَ صَاحِبِهِ ثُمَّ حَازَ ذَلِكَ. ثُمَّ مَاتَ الْمُكَاتَبُ وَلَهُ مَالٌ. أَوْ عَجَزَ. لَمْ يَكُنْ لِمَنْ قَاطَعَهُ شَيْءٌ مِنْ مَالِهِ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَرُدَّ مَا قَاطَعَهُ عَلَيْهِ وَيَرْجِعُ حَقُّهُ فِي رَقَبَتِهِ. وَلَكِنْ مَنْ قَاطَعَ مُكَاتَباً بِإِذْنِ شَرِيكِهِ. ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ. فَإِنْ أَحَبَّ الَّذِي قَاطَعَهُ أَنْ يَرُدَّ الَّذِي أَخَذَ مِنْهُ مِنَ الْقِطَاعَةِ. وَيَكُونُ عَلَى نَصِيبِهِ مِنْ رَقَبَةِ الْمُكَاتَبِ. كَانَ ذَلِكَ لَهُ. وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ. وَتَرَكَ مَالاً. اسْتَوْفَى الَّذِي بَقِيَتْ لَهُ الْكِتَابَةُ حَقَّهُ الَّذِي بَقِيَ لَهُ عَلَى الْمُكَاتَبِ مِنْ مَالِهِ. ثُمَّ كَانَ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِ الْمُكَاتَبِ بَيْنَ الَّذِي قَاطَعَهُ وَبَيْنَ شَرِيكِهِ. عَلَى قَدْرِ حِصَصِهِمَا فِي الْمُكَاتَبِ. وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمَا قَاطَعَهُ وَتَمَاسَكَ صَاحِبُهُ بِالْكِتَابَةِ. ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ قِيلَ لِلَّذِي قَاطَعَهُ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تَرُدَّ عَلَى صَاحِبِكَ نِصْفَ الَّذِي أَخَذْتَ، وَيَكُونُ الْعَبْدُ بَيْنَكُمَا شَطْرَيْنِ. وَإِنْ أَبَيْتَ، فَجَمِيعُ الْعَبْدِ لِلَّذِي تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ خَالِصاً.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُكَاتَبِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، فَيُقَاطِعُهُ أَحَدُهُمَا بِإِذْنِ صَاحِبِهِ. ثُمَّ يَقْتَضِي الَّذِي تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ مِثْلَ مَا قَاطَعَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ. ثُمَّ يَعْجِزُ الْمُكَاتَبُ،

مکاتب سے نقد رقم لینے کا بیان

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکاتب سے سونے چاندی کے بدلے نقد رقم لے لیا کرتی تھیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کے بارے میں یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ اس میں دو شریک ہوں تو کسی ایک کے لئے جائز نہیں ہے کہ دوسرے کی اجازت کے بغیر ایک ساتھی اپنے حصے کی نقد رقم لے کیونکہ غلام اور اس کا مال دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ کسی ایک کو حق نہیں کہ دوسرے کے مال میں تصرف کرے۔ بغیر اس کی اجازت کے اگر ایک شریک نے دوسرے سے پوچھے بغیر قطاعت کی اور زرِ قطاعت وصول کر لیا ہو لیکن اس کے بعد مکاتب کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عاجز ہو گیا تو جو قطاعت کر چکا اس کا مال مکاتب میں استحقاق نہ ہوگا اور زرِ قطاعت کو واپس بھی نہیں کر سکے گا کہ مکاتب کو پھر غلام بنا لے، ہاں جو اپنے شریک کی اجازت سے قطاعت کرے پھر مکاتب عاجز ہو جائے اور قطاعت کرنے والا یہ چاہے کہ زرِ قطاعت دے کر اس غلام کا اپنے حصے کے مطابق مالک ہو جائے تو ہو سکتا ہے۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑے تو جس شریک نے قطاعت نہیں کی، وہ اس کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ مال بچے اس کو دونوں شریک اپنے حصے کے موافق بانٹ لیں گے۔ اگر ایک نے قطاعت کی اور دوسرے نے نہیں کی بعد اس کے کہ مکاتب عاجز ہو گیا تو جس نے قطاعت کی اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر روپیہ اس نے قطاعت کا لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے تو غلام دونوں میں مشترک رہے گا۔ ورنہ پورا غلام اس کا ہو گا جس نے قطاعت نہیں کی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ان میں سے ایک نے قطاعت نہیں کی تو وہ بھی غلام سے اسی قدر مال وصول کرے جتنا قطاعت وصول کرنے والے نے حاصل کیا یا اس سے زیادہ، بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قطاعت

قَالَ مَالِكٌ: فَهُوَ بَيْنَهُمَا، لِأَنَّهُ إِنَّمَا اقْتَضَى الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ. وَإِنِ اقْتَضَى أَقَلَّ مِمَّا أَخَذَ الَّذِي قَاطَعَهُ، ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ، فَأَحَبَّ الَّذِي قَاطَعَهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى صَاحِبِهِ نِصْفَ مَا تَفَضَّلَهُ بِهِ، وَيَكُونُ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ. فَذَلِكَ لَهُ. وَإِنْ أَبَى، فَجَمِيعُ الْعَبْدِ لِلَّذِي لَمْ يُقَاطِعْهُ. وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ وَتَرَكَ مَالًا، فَأَحَبَّ الَّذِي قَاطَعَهُ أَنْ يَرُدَّ عَلَى صَاحِبِهِ نِصْفَ مَا تَفَضَّلَهُ بِهِ. وَيَكُونُ الْمِيرَاثُ بَيْنَهُمَا. فَذَلِكَ لَهُ. وَإِنْ كَانَ الَّذِي تَمَسَّكَ بِالْكِتَابَةِ قَدْ أَخَذَ مِثْلَ مَا قَاطَعَ عَلَيْهِ شَرِيكُهُ أَوْ أَفْضَلَ. فَالْمِيرَاثُ بَيْنَهُمَا بِقَدْرِ مِلْكِهِمَا. لِأَنَّهُ إِنَّمَا أَخَذَ حَقَّهُ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُكَاتَبِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ. فَيُقَاطِعُ أَحَدُهُمَا عَلَى نِصْفِ حَقِّهِ بِإِذْنِ صَاحِبِهِ. ثُمَّ يَقْبِضُ الَّذِي تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ أَقَلَّ مِمَّا قَاطَعَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ، ثُمَّ يَعْجِزُ الْمُكَاتَبُ.

قَالَ مَالِكٌ: إِنْ أَحَبَّ الَّذِي قَاطَعَ الْعَبْدَ أَنْ يَرُدَّ عَلَى صَاحِبِهِ نِصْفَ مَا تَفَضَّلَهُ بِهِ، كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا شَطْرَيْنِ. وَإِنْ أَبَى أَنْ يَرُدَّ، فَلِلَّذِي تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ حِصَّةُ صَاحِبِهِ الَّذِي كَانَ قَاطَعَ عَلَيْهِ الْمُكَاتَبَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ، أَنَّ الْعَبْدَ يَكُونُ بَيْنَهُمَا شَطْرَيْنِ. فَيُكَاتِبَانِهِ جَمِيعًا. ثُمَّ يُقَاطِعُ أَحَدُهُمَا الْمُكَاتَبَ عَلَى نِصْفِ حَقِّهِ، بِإِذْنِ صَاحِبِهِ. وَذَلِكَ الرُّبُعُ مِنْ جَمِيعِ الْعَبْدِ. ثُمَّ يَعْجِزُ الْمُكَاتَبُ، فَيُقَالُ لِلَّذِي قَاطَعَهُ: إِنْ شِئْتَ فَارْدُدْ عَلَى صَاحِبِكَ نِصْفَ مَا فَضَلْتَهُ بِهِ. وَيَكُونُ الْعَبْدُ بَيْنَكُمَا شَطْرَيْنِ. وَإِنْ أَبَى كَانَ لِلَّذِي تَمَسَّكَ بِالْكِتَابَةِ رُبُعُ صَاحِبِهِ الَّذِي قَاطَعَ الْمُكَاتَبَ عَلَيْهِ خَالِصًا. وَكَانَ لَهُ نِصْفُ الْعَبْدِ فَذَلِكَ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعِ الْعَبْدِ. وَكَانَ لِلَّذِي قَاطَعَ رُبُعُ الْعَبْدِ. لِأَنَّهُ أَبَى أَنْ يَرُدَّ ثَمَنَ رُبُعِهِ الَّذِي قَاطَعَ عَلَيْهِ.

لینے والا قطاعت نہ کرنے والے سے کچھ واپس نہیں لے سکے گا مگر دوسرے شریک نے قطاعت سے کم وصول کیا پھر غلام عاجز ہو گیا تو قطاعت والے کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں برابر کا شریک ہو جائے۔ اگر نہ دے تو سارا غلام دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ گیا اور قطاعت کرنے والے نے چاہا کہ جتنا مال لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور میراث میں شریک ہو جائے تو یہ ہو سکتا ہے اور جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت کے برابر یا اس سے زیادہ وصول کر چکا ہو، اس صورت میں میراث دونوں کو ملے گی کیونکہ ہر ایک نے اپنا حق وصول کر لیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو۔ ایک اپنے ساتھی کی اجازت کے بغیر غلام سے اپنے نصف حق پر قطاعت کرے۔ پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت سے کم وصول کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ قطاعت والا اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ وصول کی ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں برابر کا حصہ دار ہو جائے ورنہ غلام کا اس قدر حصہ دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو، دونوں مل کر اسے مکاتب کریں۔ پھر ایک شریک اپنے نصف حصے پر غلام سے قطاعت کرے اپنی ساتھی کی اجازت کے ساتھ اور یہ غلام کا چوتھائی حصہ ہوا۔ اس کے بعد مکاتب عاجز ہو جائے تو جس نے قطاعت کی اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر تم نے زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو ادا کر دو اور غلام میں برابر کے حصے دار ہو جاؤ۔ اگر وہ انکار کرے تو قطاعت والے کا چوتھائی غلام بھی دوسرے کو مل جائے گا اور اس صورت میں وہ تین چوتھائی اور یہ ایک چوتھائی کا مالک ہو گا۔ کیونکہ اس نے مقاطعت کی چوتھائی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُكَاتَبِ يُقَاطِعُهُ سَيِّدُهُ، فَيَعْتِقُ وَيُكْتَبُ عَلَيْهِ مَا بَقِيَ مِنْ قَطَاعَتِهِ دَيْنًا عَلَيْهِ. ثُمَّ يَمُوتُ الْمُكَاتَبُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس سے اس کے آقا نے مقاطعت کی۔ پھر وہ آزاد ہو گیا اور قطاعت سے جو باقی رہا وہ اس پر قرض لکھ لیا گیا۔ پھر مکاتب مر گیا اور اس پر لوگوں کا قرض بھی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنَّ سَيِّدَهُ لَا يُحَاصُّ غُرَمَاءَهُ بِالَّذِي عَلَيْهِ مِنْ قَطَاعَتِهِ. وَلِغُرَمَائِهِ أَنْ يُبَدَّءُوا عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ قرض خواہوں میں قطاعت کرنے والے اس کے آقا کی تخصیص نہیں ہوگی اور سب قرض خواہوں سے ابتدا کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ أَنْ يُقَاطِعَ سَيِّدَهُ إِذَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ. فَيَعْتِقُ وَيَصِيرُ لَا شَيْءَ لَهُ. لِأَنَّ أَهْلَ الدَّيْنِ أَحَقُّ بِمَالِهِ مِنْ سَيِّدِهِ. فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِجَائِزٍ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ آقا کو ایسے مکاتب سے مقاطعت نہیں کرنی چاہیے جس کے سر پر لوگوں کا قرض ہو کہ وہ آزاد ہو جائے تو اس کے پلے کچھ بھی نہ رہے کیونکہ قرض خواہ اس کے مال کے اس کے آقا سے زیادہ حقدار ہیں۔ لہٰذا یہ جائز نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ ثُمَّ يُقَاطِعُهُ بِالذَّهَبِ. فَيَضَعُ عَنْهُ مِمَّا عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ عَلَى أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ مَا قَاطَعَهُ عَلَيْهِ: أَنَّهُ لَيْسَ بِذٰلِكَ بَأْسٌ. وَإِنَّمَا كَرِهَ ذٰلِكَ مَنْ كَرِهَهُ، لِأَنَّهُ أَنْزَلَهُ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ، يَكُونُ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ إِلَى أَجَلٍ. فَيَضَعُ عَنْهُ وَيَنْقُدُهُ. وَلَيْسَ هٰذَا مِثْلَ الدَّيْنِ. إِنَّمَا كَانَتْ قَطَاعَةُ الْمُكَاتَبِ سَيِّدَهُ، عَلَى أَنْ يُعْطِيَهُ مَالًا فِي أَنْ يَتَعَجَّلَ الْعِتْقَ. فَيَجِبُ لَهُ الْمِيرَاثُ وَالشَّهَادَةُ وَالْحُدُودُ. وَيَثْبُتُ لَهُ حُرْمَةُ الْعَتَاقَةِ. وَلَمْ يَشْتَرِ دَرَاهِمَ بِدَرَاهِمَ. وَلَا ذَهَبًا بِذَهَبٍ. وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ قَالَ لِغُلَامِهِ: ائْتِنِي بِكَذَا وَكَذَا دِينَارًا. وَأَنْتَ حُرٌّ. فَوَضَعَ عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: إِنْ جِئْتَنِي بِأَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ فَأَنْتَ حُرٌّ. فَلَيْسَ هٰذَا دَيْنًا ثَابِتًا. وَلَوْ كَانَ دَيْنًا ثَابِتًا لَحَاصَّ بِهِ السَّيِّدُ غُرَمَاءَ الْمُكَاتَبِ، إِذَا مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ. فَدَخَلَ مَعَهُمْ فِي مَالِ مُكَاتَبِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے۔ پھر اس سے سونے پر قطاعت کرے اور زر قطاعت فوراً ادا کرنے کی شرط پر بدل کتابت معاف کر دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جس نے اسے مکروہ کہا ہے اس نے یہ سمجھا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کا کسی پر میعادی قرضہ ہو اور اس کے بدلے میں کچھ نقد رقم لے کر قرض چھوڑ دے۔ حالانکہ یہ قرض اس کی مثال ہی نہیں ہے کیونکہ قطاعت تو اس لئے ہوتی ہے کہ غلام جلد آزاد ہو جاتے اور اس کے لئے میراث، شہادت اور حدود لازم آجائیں اور حرمت عتاقہ ثابت ہو جاتے۔ یہ نہیں ہوا ہے کہ اس نے روپوں کو روپے کے بدلے یا سونے کو سونے کے عوض خریدا ہو بلکہ اس کی مثال تو یہ ہے کہ ایک شخص اپنے غلام سے کہے کہ تم مجھے اتنی اشرفیاں لا دو تو آزاد ہو۔ پھر گھٹا کر کہے کہ اگر اتنی لا دو تب بھی آزاد ہو۔ بدل کتابت دین صحیح نہیں ہے ورنہ مکاتب کے مرجانے کی صورت میں آقا بھی قرض خواہوں کے برابر اس کے مال پر حق رکھتا۔

ف۔ غلام کو مکاتب کر دینے کے بعد اگر فریقین یعنی مولیٰ اور مکاتب غلام کسی نقد رقم پر کتابت کے بدلے رضامند ہو جائیں تو اسے قطاعت کہتے ہیں۔ مثلاً ایک غلام کو یوں مکاتب کیا کہ وہ دس سال کے اندر ایک ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے دس ہزار روپے ادا کر دے تو اس کے بعد وہ آزاد ہے ابھی غلام ایک قسط ہی ادا کرتے پایا تھا کہ اس کے پاس کچھ نقد رقم جمع ہو گئی جس کے باعث بدل کتابت کے باقی نو ہزار کی جگہ فریقین پانچ ہزار نقد پر رضامند ہو گئے یہی دوسرا معاہدہ قطاعت کہلاتا ہے اس میں فریقین کا مفاد اور

بَابُ جِرَاحِ الْمُكَاتَبِ

٦ - قَالَ مَالِكٌ : أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الْمُكَاتَبِ يَجْرَحُ الرَّجُلَ جَرْحًا يَقَعُ فِيهِ الْعَقْلُ عَلَيْهِ أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِنْ قَوِيَ عَلَى أَنْ يُؤَدِّيَ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ مَعَ كِتَابَتِهِ أَدَّاهُ . وَكَانَ عَلَى كِتَابَتِهِ . فَإِنْ لَمْ يَقْوَ عَلَى ذٰلِكَ ، فَقَدْ عَجَزَ عَنْ كِتَابَتِهِ . وَذٰلِكَ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُؤَدِّيَ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ قَبْلَ الْكِتَابَةِ . فَإِنْ هُوَ عَجَزَ عَنْ أَدَاءِ عَقْلِ ذٰلِكَ الْجَرْحِ خُيِّرَ سَيِّدُهُ . فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤَدِّيَ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ ، فَعَلَ وَأَمْسَكَ غُلَامَهُ . وَصَارَ عَبْدًا مَمْلُوكًا . وَإِنْ شَاءَ أَنْ يُسَلِّمَ الْعَبْدَ إِلَى الْمَجْرُوحِ أَسْلَمَهُ . وَلَيْسَ عَلَى السَّيِّدِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُسَلِّمَ عَبْدَهُ .

قَالَ مَالِكٌ ، فِي الْقَوْمِ يُكَاتَبُونَ جَمِيعًا . فَيَجْرَحُ أَحَدُهُمْ جَرْحًا فِيهِ عَقْلٌ .

قَالَ مَالِكٌ : مَنْ جَرَحَ مِنْهُمْ جَرْحًا فِيهِ عَقْلٌ . قِيلَ لَهُ وَلِلَّذِينَ مَعَهُ فِي الْكِتَابَةِ : أَدُّوا جَمِيعًا عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ . فَإِنْ أَدَّوْا ثَبَتُوا عَلَى كِتَابَتِهِمْ . وَإِنْ لَمْ يُؤَدُّوا فَقَدْ عَجَزُوا . وَيُخَيَّرُ سَيِّدُهُمْ . فَإِنْ شَاءَ أَدَّى عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ وَرَجَعُوا عَبِيدًا لَهُ جَمِيعًا . وَإِنْ شَاءَ أَسْلَمَ الْجَارِحَ وَحْدَهُ وَرَجَعَ الْآخَرُونَ عَبِيدًا لَهُ جَمِيعًا . بِعَجْزِهِمْ عَنْ أَدَاءِ عَقْلِ ذٰلِكَ الْجَرْحِ الَّذِي جَرَحَ صَاحِبُهُمْ .

قَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا ، أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا أُصِيبَ بِجَرْحٍ يَكُونُ لَهُ فِيهِ عَقْلٌ . أَوْ أُصِيبَ أَحَدٌ مِنْ وَلَدِ الْمُكَاتَبِ الَّذِينَ مَعَهُ فِي كِتَابَتِهِ . فَإِنَّ عَقْلَهُمْ عَقْلُ الْعَبِيدِ فِي

مکاتب کا کسی کو زخمی کرنا

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مکاتب کسی کو ایسے زخمی کرے جس میں دیت واجب ہو تو اگر مکاتب اپنے بدل کتابت کے ساتھ دیت بھی ادا کر سکے تو دیت ادا کر دے تاکہ وہ مکاتب بنا رہے ۔ اگر اس پر قادر نہ ہو تو کتابت سے عاجز شمار کیا جائے گا کیونکہ دیت کا ادا کرنا کتابت پر مقدم ہے ۔ پھر جب دیت دینے سے عاجز ہو جائے تو اس کے آقا کو اختیار ہے اگر چاہے تو دیت ادا کر دے اور مکاتب کو غلام سمجھ کر رکھ لے اور وہ بدستور اس کا غلام رہے گا ۔ اگر چاہے تو خود مکاتب کو اس شخص کے حوالے کر دے جس کو زخمی کیا تھا مگر آقا پر لازم نہیں ہے کہ غلام کو دینے سے زیادہ اپنا اور نقصان کرے ۔

امام مالک نے اُن چند غلاموں کے متعلق فرمایا جنہیں ایک ساتھ مکاتب کیا گیا ۔ پھر ان میں سے کوئی کسی کو زخمی کرے جس پہ دیت لازم آئے ۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو اُن میں سے ایسا زخمی کرے جس کی دیت ہے تو اُس سے کہا جائے گا اور جو اس کے ساتھ کتابت میں شامل ہیں کہ سب مل کر اِس زخم کی دِیت ادا کرو ۔ اگر وہ دِیت ادا کر دیں تو اپنی کتابت پر قائم رہے اور اگر ادا نہ کریں تو عاجز شمار ہوں گے اور اس صورت میں اُن کے آقا کو اختیار ہو گا کہ چاہے تو اُس زخم کی دِیت ادا کر دے اور وہ سارے حسب سابق اُس کے غلام رہیں اور چاہے تو زخمی کرنے والے کو مجروح کے سپرد کر دے اور باقی سارے حسب سابق اُس کے غلام رہیں گے کیونکہ وہ اُس زخم کی دِیت ادا کرنے سے عاجز رہ گئے تھے جو اُن کے ساتھی نے

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مکاتب کو جب کوئی زخمی کرے تو اسے دیت دلائی جائے گی یا مکاتب کے کسی بیٹے کو زخمی کرے جو کتابت میں اس کے ساتھ ہو اور ان کی دیت غلام والی ہے اور دیت کا جو کچھ وہ وصول

حاشیہ صفحہ گذشتہ

ضرورت کارفرما ہوتی ہے ۔ مولیٰ کو یکمشت پانچ ہزار روپے نقد مل گئے اور غلام نو سال پہلے آزاد ہو گیا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

رِقِیْنِہِمْ. وَ اِنَّ مَا اُخِذَ لَہُمْ مِنْ عَقْلِہِمْ یُدْفَعُ اِلٰی سَیِّدِہِمُ الَّذِیْ لَہُ الْکِتَابَۃُ. وَ یُحْسَبُ ذٰلِکَ لِلْمُکَاتَبِ فِیْ اٰخِرِ کِتَابَتِہٖ. فَیُوْضَعُ عَنْہُ مَا اَخَذَ سَیِّدُہٗ مِنْ دِیَۃِ جَرْحِہٖ.

کریں گے وہ ان کے آقا کو دیا جائے گا اور وہ مکاتب کی آخری کتابت میں شمار کیا جائے گا۔ پس آقا نے اس کے زخم کی جو دیت وصول کی ہے وہ وضع کر لی جائے گی

قَالَ مَالِکٌ: وَ تَفْسِیْرُ ذٰلِکَ، اَنَّہٗ کَاَنَّہٗ کَاتَبَہٗ عَلٰی ثَلَاثَۃِ اٰلَافِ دِرْھَمٍ. وَ کَانَ دِیَۃُ جَرْحِہِ الَّذِیْ اَخَذَھَا سَیِّدُہٗ اَلْفَ دِرْھَمٍ. فَاِذَا اَدَّی الْمُکَاتَبُ اِلٰی سَیِّدِہٖ اَلْفَیْ دِرْھَمٍ فَھُوَ حُرٌّ. وَ اِنْ کَانَ الَّذِیْ بَقِیَ عَلَیْہِ مِنْ کِتَابَتِہٖ اَلْفَ دِرْھَمٍ. وَ کَانَ الَّذِیْ اَخَذَ مِنْ دِیَۃِ جَرْحِہٖ اَلْفَ دِرْھَمٍ. فَقَدْ عَتَقَ. وَ اِنْ کَانَ عَقْلُ جَرْحِہٖ اَکْثَرَ مِمَّا بَقِیَ عَلَی الْمُکَاتَبِ. اَخَذَ سَیِّدُ الْمُکَاتَبِ مَا بَقِیَ مِنْ کِتَابَتِہٖ وَ عَتَقَ. وَ کَانَ مَا فَضَلَ بَعْدَ اَدَاءِ کِتَابَتِہٖ لِلْمُکَاتَبِ. وَ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُدْفَعَ اِلَی الْمُکَاتَبِ شَیْءٌ مِنْ دِیَۃِ جَرْحِہٖ. فَیَاْکُلَہٗ وَ یَسْتَھْلِکَہٗ. فَاِنْ عَجَزَ رَجَعَ اِلٰی سَیِّدِہٖ. اَعْوَرَ اَوْ مَقْطُوْعَ الْیَدِ اَوْ مَعْضُوْبَ الْجَسَدِ. وَ اِنَّمَا کَاتَبَہٗ سَیِّدُہٗ عَلٰی مَالِہٖ وَ کَسْبِہٖ. وَ لَمْ یُکَاتِبْہُ عَلٰی اَنْ یَاْخُذَ ثَمَنَ وَلَدِہٖ وَ لَا مَا اُصِیْبَ مِنْ عَقْلِ جَسَدِہٖ. فَیَاْکُلَہٗ وَ یَسْتَھْلِکَہٗ. وَ لٰکِنْ عَقْلُ جِرَاحَاتِ الْمُکَاتَبِ وَ وَلَدِہِ الَّذِیْنَ وُلِدُوْا فِیْ کِتَابَتِہٖ. اَوْ کَاتَبَ عَلَیْہِمْ. یُدْفَعُ اِلٰی سَیِّدِہٖ وَ یُحْسَبُ ذٰلِکَ لَہٗ فِیْ اٰخِرِ کِتَابَتِہٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ کسی نے اپنے غلام کو تین ہزار درہم پر مکاتب کیا اور اس کے زخم کی دیت ایک ہزار وصول ہوئی تو مکاتب جب دو ہزار درہم ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا۔ اگر آقا کے غلام پر ایک ہزار درہم کتابت سے باقی تھے کہ دیت کے ایک ہزار درہم پائے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ جس قدر کتابت کے درہم باقی تھے اگر دیت کے اس سے زیادہ وصول پائے تو آقا اپنی بقایا رقم رکھ کر زائد رقم مکاتب کو پھیر دے گا اور وہ آزاد ہو جائے گا۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ مکاتب کی دیت اسی کے حوالے کر دیں کہ وہ کھا پی کر برابر کر دے اور اگر عاجز ہو جائے اور کانا، لنگڑا یا لولا ہو کر اپنے آقا کے پاس واپس آئے اور کیونکہ آقا نے تو اسے اس کے مال اور کمائی پر اختیار دیا تھا نہ کہ اس کی اولاد کی قیمت اور اس کی دیت پر کہ وہ کھا پی کر برابر کر لے بلکہ مکاتب کی دیت اور اس اولاد کی دیت جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی یا ان پر عقد کتابت ہوا وہ سب آقا کو دی جائے گی اور بدل کتابت میں سے مجرا ہو گی۔

بَابُ بَیْعِ الْمُکَاتَبِ

مکاتب کی کتابت کو بیچ دینا

۷۔ قَالَ مَالِکٌ: اِنَّ اَحْسَنَ مَا سَمِعَ فِی الرَّجُلِ یَشْتَرِیْ مُکَاتَبَ الرَّجُلِ: اَنَّہٗ لَا یَبِیْعُہٗ. اِذَا کَانَ کَاتَبَہٗ بِدَنَانِیْرَ اَوْ دَرَاھِمَ. اِلَّا بِعَرْضٍ مِنَ الْعُرُوْضِ یُعَجِّلُہٗ وَ لَا یُؤَخِّرُہٗ. لِاَنَّہٗ اِذَا اَخَّرَہٗ کَانَ دَیْنًا بِدَیْنٍ. وَ قَدْ نُھِیَ عَنِ الْکَالِیْ بِالْکَالِیْ.

قَالَ: وَ اِنْ کَاتَبَ الْمُکَاتَبَ سَیِّدُہٗ بِعَرْضٍ

امام مالک نے فرمایا کہ کسی مکاتب کو خریدنے کے متعلق یہ خوب سنا گیا کہ اسے نہ بیچے جبکہ کتابت درہم و دینار میں ہو مگر فوری سامان کے بدلے ہو اور اس میں تاخیر نہ کی جائے کیونکہ جب تاخیر ہو جائے گی تو یہ قرض شمار ہو گا اور ہمیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

فرمایا کہ مالک اگر سامان کے بدلے اسے مکاتب کرے یعنی

مِنَ الْعُرُوضِ. مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ أَوِ الرَّقِيقِ. فَإِنَّهُ يَصْلُحُ لِلْمُشْتَرِي أَنْ يَشْتَرِيَهُ بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ أَوْ عَرْضٍ مُخَالِفٍ لِلْعُرُوضِ الَّتِي كَاتَبَهُ سَيِّدُهُ عَلَيْهَا. يُعَجِّلُ ذٰلِكَ وَلَا يُؤَخِّرُهُ.

قَالَ مَالِكٌ: أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الْمُكَاتَبِ: أَنَّهُ إِذَا بِيعَ أَحَقُّ بِاشْتِرَاءِ كِتَابَتِهِ مِمَّنِ اشْتَرَاهَا. إِذَا قَوِيَ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَى سَيِّدِهِ الثَّمَنَ الَّذِي بَاعَهُ بِهِ نَقْدًا. وَذٰلِكَ أَنَّ اشْتِرَاءَهُ نَفْسَهُ عَتَاقَةٌ. وَالْعَتَاقَةُ تُبَدَّأُ عَلَى مَا كَانَ مَعَهَا مِنَ الْوَصَايَا. وَإِنْ بَاعَ بَعْضُ مَنْ كَاتَبَ الْمُكَاتَبَ نَصِيبَهُ مِنْهُ. فَبَاعَ نِصْفَ الْمُكَاتَبِ أَوْ ثُلُثَهُ أَوْ رُبُعَهُ. أَوْ سَهْمًا مِنْ أَسْهُمِ الْمُكَاتَبِ. فَلَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ فِيمَا بِيعَ مِنْهُ شُفْعَةٌ. وَذٰلِكَ أَنَّهُ يَصِيرُ بِمَنْزِلَةِ الْقَطَاعَةِ. وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُقَاطِعَ بَعْضَ مَنْ كَاتَبَهُ. إِلَّا بِإِذْنِ شُرَكَائِهِ. وَأَنَّمَا بِيعَ مِنْهُ لَيْسَتْ لَهُ بِهِ حُرْمَةٌ تَامَّةٌ. وَأَنَّ مَالَهُ مَحْجُورٌ عَنْهُ. وَأَنَّ اشْتِرَاءَهُ بَعْضَهُ يُخَافُ عَلَيْهِ مِنْهُ الْعَجْزُ بِمَا يَذْهَبُ مِنْ مَالِهِ. وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ اشْتِرَاءِ الْمُكَاتَبِ نَفْسَهُ كَامِلًا. إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ مَنْ بَقِيَ لَهُ فِيهِ كِتَابَةٌ. فَإِنْ أَذِنُوا لَهُ كَانَ أَحَقَّ بِمَا بِيعَ مِنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَحِلُّ بَيْعُ نَجْمٍ مِنْ نُجُومِ الْمُكَاتَبِ. وَذٰلِكَ أَنَّهُ غَرَرٌ. إِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ بَطَلَ مَا عَلَيْهِ. وَإِنْ مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ وَعَلَيْهِ دُيُونٌ لِلنَّاسِ. لَمْ يَأْخُذِ الَّذِي اشْتَرَى نَجْمَهُ بِحِصَّتِهِ مَعَ غُرَمَائِهِ شَيْئًا. وَإِنَّمَا الَّذِي يَشْتَرِي نَجْمًا مِنْ نُجُومِ الْمُكَاتَبِ. بِمَنْزِلَةِ سَيِّدِ الْمُكَاتَبِ. فَسَيِّدُ الْمُكَاتَبِ لَا يُحَاصُّ بِكِتَابَةِ غُلَامِهِ غُرَمَاءَ الْمُكَاتَبِ. وَكَذٰلِكَ الْخَرَاجُ أَيْضًا يَجْتَمِعُ لَهُ عَلَى غُلَامِهِ. فَلَا يُحَاصُّ بِمَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ الْخَرَاجِ غُرَمَاءَ غُلَامِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِأَنْ يَشْتَرِيَ الْمُكَاتَبُ

- اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام پر تو مشتری کے لئے مناسب یہی ہے کہ روپیہ اشرفی دے کر اس کی کتابت خریدے یا جس چیز پر کتابت ہوئی ہے آقا کو اس کے علاوہ دے کر لیکن ایسا فوراً ہو تاخیر نہ کی جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ جب اسے بیچا جاتے تو وہ اپنی کتابت کو خریدنے کا زیادہ مستحق ہے جبکہ وہ اپنے آقا کو وہ قیمت ادا کر سکتا ہو جتنے میں اسے بیچا گیا ہے اور یہ اس لئے کہ اس کا اپنے آپ کو خریدنا آزادی ہے اور آزادی وصیتوں پر مقدم ہے اور اگر کوئی مکاتب سے اپنے حصے کی کتابت فروخت کرے۔ پس مکاتب کا نصف، تہائی، چوتھائی یا کوئی حصہ فروخت کرے تو اس سودے میں مکاتب کو شفعہ کا حق نہیں ہے بلکہ یہ تو قطاعت کی طرح ہے اور مکاتب کے لئے مناسب نہیں ہے کہ کتابت کرنے والوں میں سے کسی کے ساتھ قطاعت کرے مگر اپنے شرکاء کی اجازت سے اور اس سودے سے پوری آزادی بھی حاصل نہیں ہوتی اور وہ اپنے مال پر قادر بھی نہیں ہے اور اگر بعض حصہ خریدے تو عاجز ہو جانے کا خوف ہے کہ اس میں اس کا مال جاتا رہے گا اور یہ اس کی طرح نہیں ہے کہ مکاتب اپنے آپ کو پوری طرح خرید لے مگر یہ کہ باقی شرکاء اسے اجازت دیں اور اگر وہ اجازت دے دیں تو اس حصے کو خریدنے کا وہ زیادہ مستحق ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کو قسطوں پر فروخت کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ اگر وہ عاجز ہو جائے تو جو اس پر ہے وہ باطل ہو گیا اور اگر وہ مر گیا یا اس پر لوگوں کا قرض ہو تو قرض خواہوں کے ساتھ خریدنے والوں کو کچھ بھی نہیں ملے گا اور مکاتب کو قسطوں میں خریدنے والا مکاتب کے آقا کی طرح ہے کیونکہ مکاتب کا آقا قرض خواہوں کے ساتھ اپنے غلام کی کتابت نہیں پاتا اور خراج میں بھی اسی طرح ہے کہ وہ اس کے غلام پر جمع ہو جائے تب بھی وہ اپنے غلام کے قرض خواہوں کے برابر جمع شدہ رقم کو نہیں پاتے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ مکاتب اپنی

كِتَابَتَهُ بِعَيْنٍ، أَوْ عَرْضٍ مُخَالِفٍ لِمَا كُوتِبَ بِهِ مِنَ الْعَيْنِ، أَوِ الْعَرْضِ. أَوْ غَيْرِ مُخَالِفٍ مُعَجَّلٍ أَوْ مُؤَخَّرٍ.

٧ قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُكَاتَبِ يَهْلِكُ وَيَتْرُكُ أُمَّ وَلَدٍ وَوَلَدًا لَهُ صِغَارًا. مِنْهَا أَوْ مِنْ غَيْرِهَا. فَلَا يَقْوَوْنَ عَلَى السَّعْيِ. وَيُخَافُ عَلَيْهِمُ الْعَجْزُ عَنْ كِتَابَتِهِمْ. قَالَ: تُبَاعُ أُمُّ وَلَدِ أَبِيهِمْ. إِذَا كَانَ فِي ثَمَنِهَا مَا يُؤَدَّى بِهِ عَنْهُمْ جَمِيعُ كِتَابَتِهِمْ. أُمَّهُمْ كَانَتْ أَوْ غَيْرَ أُمِّهِمْ. يُؤَدَّى عَنْهُمْ وَيَعْتِقُونَ. لِأَنَّ أَبَاهُمْ. كَانَ لَا يَمْنَعُ بَيْعَهَا إِذَا خَافَ الْعَجْزَ عَنْ كِتَابَتِهِ. فَهَؤُلَاءِ إِذَا خِيفَ عَلَيْهِمُ الْعَجْزُ بِيعَتْ أُمُّ وَلَدِ أَبِيهِمْ. فَيُؤَدَّى عَنْهُمْ ثَمَنُهَا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي ثَمَنِهَا مَا يُؤَدَّى عَنْهُمْ. وَلَمْ تَقْوَ هِيَ وَلَا هُمْ عَلَى السَّعْيِ. رَجَعُوا جَمِيعًا رَقِيقًا لِسَيِّدِهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الَّذِي يَبْتَاعُ كِتَابَةَ الْمُكَاتَبِ. ثُمَّ يَهْلِكُ الْمُكَاتَبُ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ كِتَابَتَهُ: أَنَّهُ يَرِثُهُ الَّذِي اشْتَرَى كِتَابَتَهُ. وَإِنْ عَجَزَ فَلَهُ رَقَبَتُهُ. وَإِنْ أَدَّى الْمُكَاتَبُ كِتَابَتَهُ إِلَى الَّذِي اشْتَرَاهَا وَعَتَقَ. فَوَلَاؤُهُ لِلَّذِي عَقَدَ كِتَابَتَهُ. لَيْسَ لِلَّذِي اشْتَرَى كِتَابَتَهُ مِنْ وَلَائِهِ شَيْءٌ.

بَابُ سَعْيِ الْمُكَاتَبِ

٨ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَلَى نَفْسِهِ وَعَلَى بَنِيهِ. ثُمَّ مَاتَ. هَلْ يَسْعَى بَنُو الْمُكَاتَبِ فِي كِتَابَةِ أَبِيهِمْ أَمْ هُمْ عَبِيدٌ؟ فَقَالَا: بَلْ يَسْعَوْنَ فِي كِتَابَةِ أَبِيهِمْ. وَلَا يُوضَعُ عَنْهُمْ. لِمَوْتِ أَبِيهِمْ، شَيْءٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ كَانُوا صِغَارًا لَا يُطِيقُونَ السَّعْيَ لَمْ يُنْتَظَرْ بِهِمْ أَنْ يَكْبَرُوا. وَكَانُوا رَقِيقًا لِسَيِّدِ أَبِيهِمْ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمُكَاتَبُ تَرَكَ مَا يُؤَدَّى عَنْهُمْ نُجُومُهُمْ إِلَى أَنْ يَتَكَلَّفُوا السَّعْيَ. فَإِنْ كَانَ فِيمَا تَرَكَ مَا يُؤَدَّى

کتابت کو نقد روپیہ اشرفی یا اسباب کے بدلے خریدلے جو بدل کتابت کی جنس سے نہ ہو یا اسی جنس سے مؤجل یا معجل ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مکاتب مرجائے اور اپنی ام ولد اور چھوٹی اولاد کو چھوڑ جائے جو اسی ام ولد سے ہو یا کسی اور عورت سے اور اس کی اولاد محنت مزدوری پر قادر نہ ہو اور کتابت سے عاجز ہو جانے کا خوف ہو تو لونڈی کو فروخت کر دیں گے جبکہ اس کی قیمت اتنی ہو کہ بدل کتابت پورا ادا ہو سکے کیونکہ مکاتب کو جب عجز کا خوف ہو تو ام ولد کو بیچ سکتا ہے اور اسی طرح جب اولاد پر خوف ہو تو ان کے باپ کی ام ولد فروخت کی جائے گی اور وہ آزاد ہو جائیں گے اگر ام ولد کی قیمت بدل کتابت کے لئے کافی نہ ہو اور نہ ام ولد سے محنت مزدوری ہو سکے اور نہ مکاتب کی اولاد سے تو سارے اپنے آقا کے غلام ہو جائیں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب کی کتابت کو خریدے۔ پھر مکاتب اپنی کتابت ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا وارث وہی ہوگا جس نے کتابت خریدی ہے۔ اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو اسی کا غلام رہے گا اور اگر مکاتب اس شخص کو بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گیا تو ولاء اسی کو ملے گی جس نے اسے مکاتب کیا تھا نہ کہ کتابت خریدنے والے کو۔

مکاتب کی محنت مزدوری کا بیان

عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے آپ کو اور اپنے بیٹوں کو مکاتب کرے، پھر مرجائے تو کیا مکاتب کے بیٹے اپنے باپ کی کتابت کے لئے مزدوری کریں گے یا غلام ہی رہیں گے؟ دونوں نے فرمایا کہ اپنے باپ کی کتابت کے لئے محنت مزدوری کریں گے اور ان کے باپ کی موت کے باعث بدل کتابت

امام مالک نے فرمایا۔ اگر وہ اتنے چھوٹے ہوں کہ محنت مزدوری نہ کر سکیں تو ان کے بڑے ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا اور وہ اپنے باپ کے آقا کے غلام رہیں گے مگر جبکہ مکاتب اس قدر مال چھوڑ جائے کہ ان کے بالغ ہونے تک کی قسطوں کے لئے کافی ہو، تاکہ وہ محنت

عَنْهُمْ. اَدّٰى ذٰلِكَ عَنْهُمْ. وَ تُرِكُوْا عَلٰى حَالِهِمْ. حَتّٰى يَبْلُغُوا السَّعْيَ. فَاِنْ اَدَّوْا عَتَقُوْا. وَاِنْ عَجَزُوْا رَقُّوْا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُكَاتَبِ يَمُوْتُ وَيَتْرُكُ مَالًا لَيْسَ فِيْهِ وَفَاءُ الْكِتَابَةِ. وَيَتْرُكُ وَلَدًا مَعَهٗ فِيْ كِتَابَتِهٖ. وَاُمَّ وَلَدٍ. فَاَرَادَتْ اُمُّ وَلَدِهٖ اَنْ تَسْعٰى عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ يُدْفَعُ اِلَيْهَا الْمَالُ اِذَا كَانَتْ مَاْمُوْنَةً عَلٰى ذٰلِكَ قَوِيَّةً عَلَى السَّعْيِ. وَاِنْ لَمْ تَكُنْ قَوِيَّةً عَلَى السَّعْيِ. وَلَا مَاْمُوْنَةً عَلَى الْمَالِ. لَمْ تُعْطَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ. وَ رَجَعَتْ هِيَ وَوَلَدُ الْمُكَاتَبِ رَقِيْقًا لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ.

قَالَ مَالِكٌ: اِذَا كَاتَبَ الْقَوْمُ جَمِيْعًا كِتَابَةً وَاحِدَةً. وَلَا رَحِمَ بَيْنَهُمْ. فَعَجَزَ بَعْضُهُمْ وَ سَعٰى بَعْضُهُمْ حَتّٰى عَتَقُوْا جَمِيْعًا فَاِنَّ الَّذِيْنَ سَعَوْا يَرْجِعُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ عَجَزُوْا. بِحِصَّةِ مَا اَدَّوْا عَنْهُمْ لِاَنَّ بَعْضَهُمْ حُمَلَاءُ عَنْ بَعْضٍ.

بَابُ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ اِذَا اَدّٰى مَا عَلَيْهِ قَبْلَ مَحِلِّهٖ

۹۔ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ؛ اَنَّهٗ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرَهٗ، يَذْكُرُوْنَ اَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِلْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيِّ، وَاَنَّهٗ عَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يَدْفَعَ اِلَيْهِ جَمِيْعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهٖ. فَاَبَى الْفُرَافِصَةُ. فَاَتَى الْمُكَاتَبُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَدَعَا مَرْوَانُ الْفُرَافِصَةَ. فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ. فَاَبٰى فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِذٰلِكَ الْمَالِ اَنْ يُقْبَضَ مِنَ الْمُكَاتَبِ فَيُوْضَعَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ. وَقَالَ لِلْمُكَاتَبِ: اِذْهَبْ فَقَدْ عَتَقْتَ. فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ الْفُرَافِصَةُ قَبَضَ الْمَالَ.

قَالَ مَالِكٌ: فَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ الْمُكَاتَبَ اِذَا اَدّٰى جَمِيْعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ نُجُوْمِهٖ. قَبْلَ مَحِلِّهَا جَازَ

مزدوری کے قابل ہو جائیں۔ بالغ ہونے کے بعد اگر بدل کتابت کو ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں گے ورنہ غلام رہیں گے۔

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو فوت ہو جائے اور اتنا مال چھوڑے جس سے کتابت ادا نہ کی جا سکے اور وہ اپنی اولاد اور ام ولد پیچھے چھوڑے جو کتابت میں اس کے ساتھ ہیں۔ اس کی ام ولد چاہے کہ وہ محنت مزدوری کرے گی تو مال اسے لوٹا دیا جائے گا جبکہ وہ قابل اعتبار اور لائق مزدوری ہو اور اگر محنت مزدوری کرنے کے قابل اور مال کے حساب سے قابل اعتبار نہ ہو تو اسے کچھ نہیں دیا جائیگا اور وہ اور مکاتب کی اولاد مکاتب کے آقا کے غلام رہیں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کئے جائیں اور ان کے درمیان رشتہ داری نہ ہو۔ ان میں سے بعض عاجز ہو جائیں اور بعض محنت مزدوری کریں، یہاں تک کہ سب آزاد ہو جائیں تو جنہوں نے محنت مزدوری کی ہے وہ عاجز ہونے والوں سے اتنا حصہ وصول کرینگے جو انہوں نے ادا کیا کیونکہ وہ ایکدوسرے کے کفیل تھے۔

مکاتب اگر قسطوں میں بدل کتابت ادا کرے تو آزاد ہو جائے گا

امام مالک نے ربیعہ بن عبد الرحمٰن وغیرہ کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ فرافصہ بن عمیر حنفی کے ایک مکاتب نے انہیں کتابت کا سارا مال دیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ مکاتب مروان بن حکم کے پاس چلا گیا جو ان دنوں مدینہ منورہ کے حاکم تھے اور انہیں یہ بات بتائی تو مروان نے فرافصہ کو بلایا۔ ان سے کہا تب بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ مروان نے حکم دیا کہ مکاتب سے وہ مال لے کر بیت المال میں جمع کروا دیا جائے اور مکاتب سے کہا کہ جا تو آزاد ہے۔ جب فرافصہ نے یہ بات دیکھی تو مال لے لیا۔

امام مالک نے فرمایا۔ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ مکاتب جب وقت سے پہلے اپنی تمام واجب الادا قسطیں ادا کر دے تو

ذٰلِكَ لَهٗ. وَلَمْ يَكُنْ لِسَيِّدِهٖ اَنْ يَاْبٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِ. وَذٰلِكَ اَنَّهٗ يَضَعُ عَنِ الْمُكَاتَبِ بِذٰلِكَ كُلَّ شَرْطٍ، اَوْ خِدْمَةٍ اَوْسَفَرٍ. لِاَنَّهٗ لَا تَتِمُّ عَتَاقَةُ رَجُلٍ وَعَلَيْهِ بَقِيَّةٌ مِنْ رِقٍّ وَلَا تَتِمُّ حُرْمَتُهٗ وَلَا تَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ وَلَا يَجِبُ مِيْرَاثُهٗ. وَلَا اَشْبَاهُ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ. وَلَا يَنْبَغِىْ اَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِ خِدْمَةً بَعْدَ عَتَاقَتِهٖ.

قَالَ مَالِكٌ فِىْ مُكَاتَبٍ مَرِضَ مَرَضًا شَدِيْدًا. فَاَرَادَ اَنْ يَدْفَعَ نُجُوْمَهٗ كُلَّهَا اِلٰى سَيِّدِهٖ. لِاَنْ يَرِثَهٗ وَرَثَةٌ لَهٗ اَحْرَارٌ. وَلَيْسَ مَعَهٗ، فِىْ كِتَابَتِهٖ، وَلَدٌ لَهٗ.

قَالَ مَالِكٌ: ذٰلِكَ جَائِزٌ لَهٗ. لِاَنَّهٗ تَتِمُّ بِذٰلِكَ حُرْمَتُهٗ. وَتَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ. وَيَجُوْزُ اعْتِرَافُهٗ بِمَا عَلَيْهِ مِنْ دُيُوْنِ النَّاسِ. وَتَجُوْزُ وَصِيَّتُهٗ. وَلَيْسَ

لِسَيِّدِهٖ اَنْ يَاْبٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِ، بِاَنْ يَقُوْلَ: فَرَّ مِنِّىْ بِمَالِهٖ.

بَابُ مِيْرَاثِ الْمُكَاتَبِ اِذَا اَعْتَقَ

۱۰۔ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ؛ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنْ مُكَاتَبٍ كَانَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَاَعْتَقَ اَحَدُهُمَا نَصِيْبَهٗ. فَمَاتَ الْمُكَاتَبُ. وَتَرَكَ مَالًا كَثِيْرًا. فَقَالَ: يُؤَدّٰى اِلَى الَّذِىْ تَمَاسَكَ بِكِتَابَتِهٖ، الَّذِىْ بَقِىَ لَهٗ. ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ مَا بَقِىَ بِالسَّوِيَّةِ.

قَالَ مَالِكٌ: اِذَا كَاتَبَ الْمُكَاتَبُ فَعَتَقَ. فَاِنَّمَا يَرِثُهٗ اَوْلَى النَّاسِ بِمَنْ كَاتَبَهٗ مِنَ الرِّجَالِ، يَوْمَ تُوُفِّىَ الْمُكَاتَبُ مِنْ وَلَدٍ اَوْ عَصَبَةٍ.

قَالَ: وَهٰذَا اَيْضًا فِىْ كُلِّ مَنْ اُعْتِقَ. فَاِنَّمَا مِيْرَاثُهٗ لِاَقْرَبِ النَّاسِ مِمَّنْ اَعْتَقَهٗ مِنْ وَلَدٍ اَوْ عَصَبَةٍ مِنَ الرِّجَالِ. يَوْمَ يَمُوْتُ الْمُعْتَقُ. بَعْدَ اَنْ يَعْتِقَ وَيَصِيْرَ مَوْرُوْثًا بِالْوَلَاءِ.

قَالَ مَالِكٌ: اَلْاِخْوَةُ فِى الْكِتَابَةِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ

اس کے لئے جائز ہے اور آقا کو یہ حق نہیں کہ لینے سے انکار کرے کیونکہ یہ چیز مکاتب سے ہر شرط، خدمت اور سفر کو ہٹا دیتی ہے اور اس کے بغیر باقی غلامی سے آزاد نہیں ہوتا اور حرمت مکمل نہیں ہوتی نہ اس کی شہادت جائز ہوتی ہے، نہ میراث واجب ہوتی ہے اور نہ دوسری ایسی باتیں اور آقا کو یہ حق نہیں کہ آزادی کے بعد اس سے خدمت وغیرہ کی شرط کرے۔

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو سخت بیمار ہو جائے، لہٰذا وہ چاہے کہ اپنے آقا کو سارا بدل کتابت ادا کر دے تاکہ اس کے آزاد وارث اس کی میراث پائیں اور اس کے بیٹے کتابت میں اس کے ساتھ نہیں ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز ہے کیونکہ اس سے حرمت تمام ہوتی ہے، شہادت جائز ہوتی ہے اور جن لوگوں کے قرضے کا اعتراف کرے وہ اعتراف جائز ہوتا ہے۔ اس کی وصیت جائز ہوتی ہے لہٰذا آقا کو اس سے انکار کرنے کا حق نہیں اور

مکاتب جب آزاد ہو جائے تو اس کی میراث

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب سے اس مکاتب کے متعلق پوچھا گیا جو دو آدمیوں کا مشترک ہے۔ ایک نے اپنے حصے کا آزاد کر دیا۔ مکاتب مر گیا اور اس نے کافی مال چھوڑا۔ فرمایا کہ جس نے آزاد نہیں کیا وہ بدل کتابت ادا کر کے باقی مال کو دونوں برابر تقسیم کر لیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب جب بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے تو سب سے پہلے اس کا وارث وہ ہے جس نے اسے مکاتب کیا اور مکاتب کرنے کے بعد اس کی اولاد و عصبہ۔

فرمایا اور یہ ہر اس شخص کے متعلق ہے جس کو آزاد کیا گیا اس کی میراث آزاد کرنے والے کے قریب ترین لوگوں کے لئے ہے یعنی لوگوں سے بیٹا اور عصبہ وغیرہ جس روز کہ آزاد کردہ غلام فوت ہوا، آزاد ہونے کے بعد اور میراث ولاء کے مطابق ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ کتابت میں بھائی اولاد کی طرح ہیں۔

إِذَا كُوتِبُوا جَمِيعًا كِتَابَةً وَاحِدَةً، إِذَا لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ وَلَدٌ. كَاتَبَ عَلَيْهِمْ. أَوْ وُلِدُوا فِي كِتَابَتِهِ. أَوْ كَاتَبَ عَلَيْهِمْ. ثُمَّ هَلَكَ أَحَدُهُمْ وَتَرَكَ مَالًا. أُدِّيَ عَنْهُمْ جَمِيعُ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ كِتَابَتِهِمْ. وَعَتَقُوا. وَكَانَ فَضْلُ الْمَالِ بَعْدَ ذَلِكَ لِوَلَدِهِ دُونَ إِخْوَتِهِ۔

جب ایک عقد کتابت سے سب کی کتابت ہو اور ان میں سے کسی کا بیٹا نہ ہو جو کتابت کے دوران پیدا ہوا ہو یا جو عقد کتابت میں شامل ہو۔ پھر ان میں سے ایک فوت ہو جائے اور مال چھوڑے تو کتابت کا جو ان سب کے اوپر تھا اسے ادا کر کے وہ سب آزاد ہو گئے اور اسکے بعد اس کا مال اسکے بیٹے کو ملے گا اور اس کے بھائیوں کو نہیں ملے گا۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الْمُكَاتَبِ

مکاتب پر شرط لگانے کا بیان

۱۱۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ. فِي رَجُلٍ كَاتَبَ عَبْدَهُ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ. وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ فِي كِتَابَتِهِ سَفَرًا أَوْ خِدْمَةً أَوْ ضَحِيَّةً: إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ سَمَّى بِاسْمِهِ. ثُمَّ قَوِيَ الْمُكَاتَبُ عَلَى أَدَاءِ نُجُومِهِ كُلِّهَا قَبْلَ مَحِلِّهَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے غلام کو سونے چاندی پر مکاتب کیا اور اس کی کتابت میں سفر، خدمت یا قربانی کی شرط رکھی اور اسے معین کر دیا۔ پھر وقت سے پہلے مکاتب اپنی تمام قسطوں کو وقت سے پہلے ادا کرنے پر قادر ہو گیا۔

قَالَ: إِذَا أَدَّى نُجُومَهُ كُلَّهَا وَعَلَيْهِ هَذَا الشَّرْطُ عَتَقَ فَتَمَّتْ حُرْمَتُهُ. وَنُظِرَ إِلَى مَا شُرِطَ عَلَيْهِ مِنْ خِدْمَةٍ أَوْ سَفَرٍ. أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِمَّا يُعَالِجُهُ هُوَ بِنَفْسِهِ. فَذَلِكَ مَوْضُوعٌ عَنْهُ. لَيْسَ لِسَيِّدِهِ فِيهِ شَيْءٌ. وَمَا كَانَ مِنْ ضَحِيَّةٍ أَوْ كِسْوَةٍ أَوْ شَيْءٍ يُؤَدِّيهِ فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ. يُقَوَّمُ ذَلِكَ عَلَيْهِ. فَيَدْفَعُهُ مَعَ نُجُومِهِ. وَلَا يَعْتِقُ حَتَّى يَدْفَعَ ذَلِكَ مَعَ نُجُومِهِ.

فرمایا کہ جب اس نے تمام قسطیں ادا کر دیں اور یہ شرط اس پر باقی ہے تو وہ آزاد ہو گیا اور حرمت اس کی مکمل ہو گئی۔ اب جو خدمت اور سفر وغیرہ کی اس پر شرط رکھی گئی تھی اس کی جانب دیکھا جائے گا اگر وہ اس پر جانی طور سے ادا کی جانے والی تھی تو ساقط ہو گئی اور آقا کا اس پر کوئی حق نہیں رہا اور اگر وہ قربانی یا کپڑے وغیرہ کی ہے تو ادا کی جائے گی کیونکہ وہ درہم و دینار کی جگہ ہے۔ یہ اس پر قائم رہے گی اور قسطوں کے ساتھ ادا کی جائے گی اور قسطوں کے ساتھ جب تک اسے ادا نہ کرے آزاد نہیں ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا. الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ أَنَّ الْمُكَاتَبَ بِمَنْزِلَةِ عَبْدٍ أَعْتَقَهُ سَيِّدُهُ بَعْدَ خِدْمَةِ عَشْرِ سِنِينَ. فَإِذَا هَلَكَ سَيِّدُهُ الَّذِي أَعْتَقَهُ، قَبْلَ عَشْرِ سِنِينَ. فَإِنَّ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ خِدْمَتِهِ لِوَرَثَتِهِ. وَكَانَ وَلَاؤُهُ لِلَّذِي عَقَدَ عِتْقَهُ، وَلِوَلَدِهِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الْعَصَبَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مکاتب اس غلام کی طرح ہے جس کو آقا نے دس سال کی خدمت کے بعد آزاد کر دیا ہو۔ اگر دس سال پورے ہونے سے پہلے اس کا آقا فوت ہو جائے تو وارثوں کی خدمت میں باقی مدت پوری کرے گا اور اس کی ولاء اس کے لئے ہو گی جس نے اس سے آزادی کا عہد کیا یا اس کی نرینہ اولاد اور عصبہ کے لئے۔

قَالَ مَالِكٌ. فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِطُ عَلَى مُكَاتَبِهِ أَنَّكَ لَا تُسَافِرُ وَلَا تَنْكِحُ وَلَا تَخْرُجُ مِنْ أَرْضِي إِلَّا بِإِذْنِي. فَإِنْ فَعَلْتَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ بِغَيْرِ إِذْنِي. فَمَحْوُ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے مکاتب سے شرط کرے کہ سفر نہ کرے، نکاح نہ کرے اور میری اجازت کے بغیر اس جگہ سے نہ جائے۔ اگر میری اجازت کے بغیر ان میں سے کوئی کام

كِتَابَتَكَ بِيَدِي.

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ مَحْوُ كِتَابَتِهِ بِيَدِهِ. إِنْ فَعَلَ الْمُكَاتَبُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ. وَلْيَرْفَعْ سَيِّدُهُ ذَلِكَ إِلَى السُّلْطَانِ. وَلَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ أَنْ يَنْكِحَ وَلَا يُسَافِرَ وَلَا يَخْرُجَ مِنْ أَرْضِ سَيِّدِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ. اشْتَرَطَ ذَلِكَ أَوْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ. وَذَلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ بِمِائَةِ دِينَارٍ. وَلَهُ أَلْفُ دِينَارٍ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ. فَيَنْطَلِقُ فَيَنْكِحُ الْمَرْأَةَ. فَيُصْدِقُهَا الصَّدَاقَ الَّذِي يُجْحِفُ بِمَالِهِ. وَيَكُونُ فِيهِ عَجْزُهُ. فَيَرْجِعُ إِلَى سَيِّدِهِ عَبْدًا لَا مَالَ لَهُ. أَوْ يُسَافِرُ فَتَحِلُّ نُجُومُهُ وَهُوَ غَائِبٌ فَلَيْسَ ذَلِكَ لَهُ. وَلَا عَلَى ذَلِكَ لَهُ. وَلَا عَلَى ذَلِكَ كَاتَبَهُ. وَذَلِكَ بِيَدِ سَيِّدِهِ. إِنْ شَاءَ أَذِنَ لَهُ فِي ذَلِكَ. وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ.

کرے تو میں اس کی کتابت کو اپنے ہاتھوں ختم کر دوں گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھوں کتابت کو ختم نہیں کر سکتا۔ اگر مکاتب نے ان میں سے کوئی کام کیا تو اس کے آقا کو چاہیئے کہ اس بات کو بادشاہ کی خدمت میں لے جائے کیونکہ مکاتب کو حق نہیں ہے کہ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح یا سفر کرے یا اس کی جگہ سے نکلے خواہ اس نے اس بات کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو اور یہ اس وجہ سے ہے کہ کوئی اپنے غلام سے سو دینار کی مکاتبت کرے اور اس کے پاس ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ دینار ہوں۔ پس وہ نکاح کر لیتا ہے اور اپنے مال کو مہر میں دے کر عاجز ہو جاتا ہے۔ پھر وہ غلام اپنے آقا کی طرف خالی ہاتھ لوٹے یا وہ سفر کرتا ہے اور قسطیں ادا کرنے کے دن آجاتے ہیں مگر وہ موجود نہیں ہوتا تو اسے کتابت کی وصولی نہیں ہوتی لہٰذا یہ اختیار آقا کے ہاتھ میں ہے کہ اگر چاہے تو اجازت دے اور چاہے منع کر دے۔

بَابُ وَلَاءِ الْمُكَاتَبِ إِذَا أَعْتَقَ

مکاتب جب آزاد ہو تو اس کی ولاء کا بیان

۱۲- قَالَ مَالِكٌ: إِنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا أَعْتَقَ عَبْدَهُ، إِنَّ ذَلِكَ غَيْرُ جَائِزٍ لَهُ. إِلَّا بِإِذْنِ سَيِّدِهِ فَإِنْ أَجَازَ ذَلِكَ سَيِّدُهُ لَهُ. ثُمَّ عَتَقَ الْمُكَاتَبُ كَانَ وَلَاؤُهُ لِلْمُكَاتَبِ. وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ قَبْلَ أَنْ يُعْتَقَ. كَانَ وَلَاءُ الْمُعْتَقِ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ. وَإِنْ مَاتَ الْمُعْتَقُ قَبْلَ أَنْ يُعْتَقَ الْمُكَاتَبُ وَرِثَهُ سَيِّدُ الْمُكَاتَبِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَكَذَلِكَ أَيْضًا لَوْ كَاتَبَ الْمُكَاتَبُ عَبْدًا. فَعَتَقَ الْمُكَاتَبُ الْآخَرُ قَبْلَ سَيِّدِهِ الَّذِي كَاتَبَهُ فَإِنَّ وَلَاءَهُ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ. مَا لَمْ يَعْتِقِ الْمُكَاتَبُ الْأَوَّلُ الَّذِي كَاتَبَهُ. فَإِنْ عَتَقَ الَّذِي كَاتَبَهُ. رَجَعَ إِلَيْهِ وَلَاءُ مُكَاتَبِهِ الَّذِي كَانَ عَتَقَ قَبْلَهُ. وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ الْأَوَّلُ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ أَوْ عَجَزَ عَنْ كِتَابَتِهِ وَلَهُ وَلَدٌ أَحْرَارٌ. لَمْ يَرِثُوا وَلَاءَ مُكَاتَبِ أَبِيهِمْ. لِأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ لِأَبِيهِمُ الْوَلَاءُ. وَلَا يَكُونُ لَهُ

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب اگر اپنے غلام کو آزاد کرے تو یہ جائز نہیں ہے مگر اپنے آقا کی اجازت سے۔ اگر اس بات کی اپنے آقا سے اجازت لے کر مکاتب پھر آزاد کرے تو اس کی ولاء مکاتب کے لیے ہے اور اگر آزاد ہونے سے پہلے مکاتب مر جاتے تو آزاد ہونے والے کی ولاء مکاتب کے آقا کی ہوگی اور اگر آزاد ہونے والا مکاتب کے ذریعے آزاد ہونے سے پہلے مر جاتے تو اس کا وارث مکاتب کا آقا ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح مکاتب اگر اپنے غلام کو مکاتب کرے۔ پھر دوسرا مکاتب ہونے والا اگر کتابت کرنے والے اپنے آقا سے پہلے آزاد ہو جائے تو اس کی ولاء مکاتب کے آقا کی ہے جب تک مکاتبت کرنے والا پہلا آقا آزاد نہیں ہو جاتا۔ اگر وہ کتابت کرنے والا آزاد ہو جائے تو پہلے آزاد ہونے والے مکاتب کی ولاء اس کی طرف لوٹے گی اور اگر پہلا مکاتب مر گیا یا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا اور اس کی آزاد اولاد ہے تو وہ اپنے مکاتب باپ کی وارث نہیں ہوگی کیونکہ ان کے باپ کے لئے ولاء ثابت نہیں۔ ولاء تو آزاد ہونے

الْوَلَاءُ حَتَّى يَعْتِقَ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُكَاتَبِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ. فَيَتْرُكُ أَحَدُهُمَا لِلْمُكَاتَبِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ. وَيَشِحُّ الْآخَرُ. ثُمَّ يَمُوتُ الْمُكَاتَبُ. وَيَتْرُكُ مَالًا.

قَالَ مَالِكٌ، يَقْضِي الَّذِي لَمْ يَتْرُكْ لَهُ شَيْئًا مَا بَقِيَ لَهُ عَلَيْهِ. ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ الْمَالَ. كَهَيْئَتِهِ لَوْ مَاتَ عَبْدًا. لِأَنَّ الَّذِي صَنَعَ لَيْسَ بِعَتَاقَةٍ. وَإِنَّمَا تَرَكَ مَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ، وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذَلِكَ، أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ وَتَرَكَ مُكَاتَبًا. وَتَرَكَ بَنِينَ رِجَالًا وَنِسَاءً. ثُمَّ أَعْتَقَ أَحَدُ الْبَنِينَ نَصِيبَهُ مِنَ الْمُكَاتَبِ إِنَّ ذَلِكَ لَا يُثْبِتُ لَهُ مِنَ الْوَلَاءِ شَيْئًا. وَلَوْ كَانَتْ عَتَاقَةً. لَثَبَتَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ مِنْهُمْ مِنْ رِجَالِهِمْ وَنِسَائِهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ، وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذَلِكَ أَيْضًا، أَنَّهُمْ إِذَا أَعْتَقَ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ. ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ. لَمْ يُقَوَّمْ عَلَى الَّذِي أَعْتَقَ نَصِيبَهُ. مَا بَقِيَ مِنَ الْمُكَاتَبِ. وَلَوْ كَانَتْ عَتَاقَةً قُوِّمَ عَلَيْهِ حَتَّى يَعْتِقَ فِي مَالِهِ. كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ مَا عَتَقَ)

قَالَ، وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذَلِكَ أَيْضًا، أَنَّ مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا، أَنَّ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مُكَاتَبٍ. لَمْ يُعْتَقْ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ. وَلَوْ عَتَقَ عَلَيْهِ كَانَ الْوَلَاءُ لَهُ دُونَ شُرَكَائِهِ. وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذَلِكَ أَيْضًا أَنَّ مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ. أَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ عَقَدَ الْكِتَابَةَ. وَأَنَّهُ لَيْسَ لِمَنْ وَرِثَ سَيِّدَ الْمُكَاتَبِ، مِنَ النِّسَاءِ مِنْ وَلَاءِ الْمُكَاتَبِ. وَإِنْ أَعْتَقْنَ نَصِيبَهُنَّ، شَيْءٌ. إِنَّمَا وَلَاؤُهُ لِوَلَدِ سَيِّدِ الْمُكَاتَبِ الذُّكُورِ. أَوْ عَصَبَتِهِ مِنَ الرِّجَالِ.

پر ثابت ہوتی ہے۔

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترک ہو۔ ان میں سے ایک شخص مکاتب کو اپنا حق معاف کر دیتا ہے اور دوسرا نہیں کرتا۔ پھر مکاتب مال چھوڑ کر مر جاتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے معاف نہیں کیا تو اپنا پورا حق لے اور جو بچے اس باقی مال کو دونوں تقسیم کر لیں گے جیسے گویا غلام مرا ہے کیونکہ اس نے جو کچھ کیا وہ آزاد کرنا نہیں ہے اور اس نے صرف اپنا حق کتابت چھوڑا تھا۔

امام مالک نے فرمایا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک آدمی جب مکاتب چھوڑ کر مر جاتے اور اس نے بیٹے اور بیٹیاں بھی چھوڑی ہوں۔ پھر اس کی ایک بیٹی مکاتب میں سے اپنا حصہ معاف کر دے۔ اس کے لئے ولاء میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوگا۔ اگر وہ آزاد ہوتا تو ان میں سے ہر آزاد کرنے والے کے لئے ولاء ثابت ہوتی خواہ وہ مرد ہوتا یا عورت۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ ان میں سے ایک نے جب اپنا حصہ معاف کر دیا۔ پھر مکاتب عاجز ہو گیا تو حصہ چھوڑنے والے کو بدل کتابت میں حصہ ادا نہیں کرنا ہوگا۔ اگر یہ آزادی ہوتی تو مکمل آزاد ہونے تک اسے حصہ دینا پڑتا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو غلام میں سے اپنے حصے کا آزاد کرے تو انصاف سے لگائی گئی قیمت سے اپنا حصہ دینا ہوگا۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو جتنا آزاد کیا اتنا آزاد ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی یہ بھی دلیل ہے اور یہ مسلمانوں کی سنت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے مکاتب کو اپنے حصے کا آزاد کیا تو وہ اس کے مال سے آزاد نہیں ہوگا۔ اگر وہ آزاد ہو جاتا تو ولاء اسی کے لئے ہوگی نہ کہ دوسرے شریکوں کی۔ اور اس کی یہ بھی دلیل ہے اور یہ مسلمانوں کا دستور ہے کہ ولاء اس شریک کی ہے جس نے عقد کتابت کیا اور مکاتب کے آقا کے وارثوں میں سے کسی عورت کو مکاتب کی میراث نہیں ملے گی اگرچہ وہ اپنا کچھ حصہ آزاد کر دیں۔ اس کی ولاء مکاتب کے آقا کی نرینہ اولاد کو ملے گی یا عصبہ میں سے صرف مردوں کو۔

باب ۱۱ مَا لَا يَجُوزُ مِنْ عِتْقِ الْمُكَاتَبِ

۱۳- قَالَ مَالِكٌ، إِذَا كَانَ الْقَوْمُ جَمِيعًا فِي كِتَابَةٍ وَاحِدَةٍ. لَمْ يُعْتِقْ سَيِّدُهُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ، دُونَ مُؤَامَرَةِ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ مَعَهُ فِي الْكِتَابَةِ وَرِضًا مِنْهُمْ. وَإِنْ كَانُوا صِغَارًا. فَلَيْسَ مُؤَامَرَتُهُمْ بِشَيْءٍ. وَلَا يَجُوزُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ.

قَالَ: وَذَلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ رُبَّمَا كَانَ يَسْعَى عَلَى جَمِيعِ الْقَوْمِ. وَيُؤَدِّي عَنْهُمْ كِتَابَتَهُمْ. لِتَتِمَّ بِهِ عَتَاقَتُهُمْ. فَيَعْمِدُ السَّيِّدُ إِلَى الَّذِي يُؤَدِّي عَنْهُمْ. وَبِهِ نَجَاتُهُمْ مِنَ الرِّقِّ. فَيُعْتِقُهُ. فَيَكُونُ ذَلِكَ عَجْزًا لِمَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ. وَإِنَّمَا أَرَادَ بِذَلِكَ. الْفَضْلَ وَالزِّيَادَةَ لِنَفْسِهِ. فَلَا يَجُوزُ ذَلِكَ عَلَى مَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ. وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ) وَهَذَا أَشَدُّ الضَّرَرِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْعَبِيدِ يُكَاتَبُونَ جَمِيعًا: إِنَّ لِسَيِّدِهِمْ أَنْ يُعْتِقَ مِنْهُمُ الْكَبِيرَ الْفَانِيَ وَالصَّغِيرَ الَّذِي لَا يُؤَدِّي وَاحِدٌ مِنْهُمَا شَيْئًا. وَلَيْسَ عِنْدَ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَوْنٌ وَلَا قُوَّةٌ فِي كِتَابَتِهِمْ. فَذَلِكَ جَائِزٌ لَهُ.

باب ۱۲ مَا جَاءَ فِي عِتْقِ الْمُكَاتَبِ وَأُمِّ وَلَدِهِ

۱۴- قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ. ثُمَّ يَمُوتُ الْمُكَاتَبُ وَيَتْرُكُ أُمَّ وَلَدِهِ. وَقَدْ بَقِيَتْ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ بَقِيَّةٌ. وَيَتْرُكُ وَفَاءً بِمَا عَلَيْهِ. إِنَّ أُمَّ وَلَدِهِ أَمَةٌ مَمْلُوكَةٌ. حِينَ لَمْ يُعْتَقِ الْمُكَاتَبُ حَتَّى مَاتَ. وَلَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا فَيُعْتَقُونَ بِأَدَاءِ مَا بَقِيَ. فَتُعْتَقُ أُمُّ وَلَدِ أَبِيهِمْ بِعِتْقِهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُكَاتَبِ يُعْتِقُ عَبْدًا لَهُ. أَوْ يَتَصَدَّقُ بِبَعْضِ مَالِهِ. وَلَمْ يَعْلَمْ بِذَلِكَ سَيِّدُهُ.

جس مکاتب کا آزاد کرنا درست نہیں

امام مالک نے فرمایا کہ جب چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کئے جائیں تو آقا ان میں سے کسی ایک مکاتب کو آزاد نہیں کرسکتا دوسرے ان لوگوں کی رضامندی کے بغیر جو کتابت میں اس کے ساتھ ہیں اور اگر وہ نوعمر ہوں تو ان کی رضامندی ناقابل اعتبار ہے اور ان کا اعتبار کرنا جائز نہیں ہوگا۔

فرمایا کہ اس لئے ہے کہ بعض اوقات کئی غلاموں میں سے ایک بھاگ دوڑ کرنے والا ہوتا ہے جو سب کی کتابت ادا کرواسکتا ہے تاکہ ان کی آزادی مکمل ہوجائے۔ چنانچہ اس تگ و دو کرنے والے کی جانب آقا متوجہ ہوتا ہے کیونکہ یہ انہیں غلامی سے نجات دلاکر آزاد کروا دے گا لہٰذا وہ اسی کو آزاد کردے گا۔ پس باقی عاجز ہوجاتے ہیں۔ یہ اس کی زیادتی ہے اور باقی لوگوں کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے: "نہ ضرر ہے نہ ضرر پہنچانا" اور یہ بہت بڑا ضرر ہے۔

امام مالک نے ان غلاموں کے متعلق فرمایا جن کی مشترکہ کتابت ہو اگر ان کا آقا ان میں سے کسی بوڑھے یا کم سن کو آزاد کردے جو بدل کتابت سے کچھ ادا نہ کرسکتا ہو اور ان میں سے کسی کے پاس کوئی مدد یا قوت برائے کتابت نہ ہو تو یہ جائز ہے۔

مکاتب اور ام ولد کی آزادی کا بیان

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جو اپنے غلام کو مکاتب کرے۔ پھر مکاتب مرجاتے اور ام ولد چھوڑے اور باقی کتابت اس کی طرف واجب الادا ہے اور بدل کتابت کے برابر مال چھوڑے تو اس کی ام ولد مملوکہ لونڈی ہوگی کیونکہ جب مکاتب فوت ہوا تو وہ آزاد نہیں ہوئی تھی اور نہ اولاد چھوڑ کر گیا کہ وہ باقی ادائیگی کرکے آزاد ہوجاتے اور یہ بھی ان کے ساتھ آزاد ہوجاتی۔

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا یا اپنا کچھ مال اسے بطور صدقہ دیا اور اس کے آقا کو

حَتّٰی عَتَقَ الْمُكَاتَبُ .

قَالَ مَالِكٌ : يَنْفُذُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ . وَلَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ أَنْ يَرْجِعَ فِيهِ . فَإِنْ عَلِمَ سَيِّدُ الْمُكَاتَبِ قَبْلَ أَنْ يَعْتِقَ الْمُكَاتَبُ ، فَرَدَّ ذٰلِكَ وَلَمْ يُجِزْهُ ، فَإِنَّهُ ، إِنْ عَتَقَ الْمُكَاتَبُ ، وَذٰلِكَ فِي يَدِهِ . لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ . وَلَا أَنْ يُخْرِجَ تِلْكَ الصَّدَقَةَ . إِلَّا أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ طَائِعًا مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ .

اسکا علم نہ ہو، یہاں تک کہ مکاتب آزاد ہو جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات برقرار رہے گی اور مکاتب کو اس سے پھرنے کا حق نہیں۔ اگر مکاتب کو آزاد کرنے سے پہلے مکاتب کے آقا کو اس بات کا علم ہو جائے اور وہ اسے منظور نہ کرے تو لغو ہو جائے گی کیونکہ اگر مکاتب آزاد ہو جائے تو یہ بات اس کے ہاتھ ہو گی ورنہ اسے حق نہیں کہ اس غلام کو آزاد کرے اور نہ صدقہ دینے کا حق مگر جو اپنی خوشی سے کرے۔

بَابٌ ۱۳ الْوَصِيَّةُ فِي الْمُكَاتَبِ

مکاتب کے متعلق وصیت کرنے کا بیان

۱۵ - قَالَ مَالِكٌ : إِنَّ أَحْسَنَ مَا سَمِعْتُ فِي الْمُكَاتَبِ يُعْتِقُهُ سَيِّدُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ : أَنَّ الْمُكَاتَبَ يُقَامُ عَلَى هَيْئَتِهِ تِلْكَ . الَّتِي لَوْ بِيعَ كَانَ ذٰلِكَ الثَّمَنَ الَّذِي يَبْلُغُ فَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ أَقَلَّ مِمَّا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ . وُضِعَ ذٰلِكَ فِي ثُلُثِ الْمَيِّتِ . وَلَمْ يُنْظَرْ إِلٰى عَدَدِ الدَّرَاهِمِ الَّتِي بَقِيَتْ عَلَيْهِ . وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْ قُتِلَ لَمْ يَغْرَمْ قَاتِلُهُ . إِلَّا قِيمَتَهُ يَوْمَ قَتْلِهِ . وَلَوْ جُرِحَ لَمْ يَغْرَمْ جَارِحُهُ . إِلَّا دِيَةَ جَرْحِهِ يَوْمَ جَرَحَهُ . وَلَا يُنْظَرُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ إِلٰى مَا كُوتِبَ عَلَيْهِ . مِنَ الدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ لِأَنَّهُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ . وَإِنْ كَانَ الَّذِي بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ ، أَقَلَّ مِنْ قِيمَتِهِ . لَمْ يُحْسَبْ فِي ثُلُثِ الْمَيِّتِ . إِلَّا مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ . وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِنَّمَا تَرَكَ الْمَيِّتُ لَهُ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ . فَصَارَتْ وَصِيَّةً أَوْصَى بِهَا .

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کو اس کا آقا موت کے وقت آزاد کرے تو اس سلسلے میں یہ بات میں نے خوب سنی کہ مکاتب کی قیمت لگائیں گے وہ کہاں پہنچتی ہے۔ اگر اس کی قیمت بقیہ کتابت سے کم ہے تو وہ میت کے تہائی مال سے وضع کر لی جائے گی اور ان درہموں کو نہیں دیکھا جائے گا جو اس پر باقی ہیں اور یہ اس لئے کہ اگر وہ قتل کر دیا جاتا تو قاتل پر اس روز کی قیمت ہی لازم آتی اور اگر زخمی کر دیا جاتا تو زخمی کرنے والے پر اس روز کی دیت ہی لازم آتی لہذا اس مرحلے پر کتابت کے درہم و دینار کی گنتی کو نہیں دیکھیں گے کیونکہ کتابت سے جب تک کچھ باقی ہو وہ غلام ہوتا ہے اور جس پر بدل کتابت اس کی قیمت سے کم ہو تو وہ میت کے تہائی مال میں محسوب نہیں ہوگی مگر وہی جو کتابت سے باقی رہ گیا ہے اور یہ اس لئے کہ میت نے اس کے لئے اس کے باقی بدلِ کتابت کے برابر مال چھوڑا ہے جس کی کہ وصیت کی۔

قَالَ مَالِكٌ : وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ ، أَنَّهُ لَوْ كَانَتْ قِيمَةُ الْمُكَاتَبِ أَلْفَ دِرْهَمٍ . وَلَمْ يَبْقَ مِنْ كِتَابَتِهِ إِلَّا مِائَةُ دِرْهَمٍ . فَأَوْصَى سَيِّدُهُ لَهُ بِالْمِائَةِ دِرْهَمٍ الَّتِي بَقِيَتْ عَلَيْهِ . حُسِبَتْ لَهُ فِي ثُلُثِ سَيِّدِهِ . فَصَارَ حُرًّا بِهَا .

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اگر مکاتب کی قیمت ایک ہزار درہم ہو اور اس کے بدل کتابت سے سو درہم باقی رہ گئے ہوں۔ پھر اس کا آقا اس کے لئے ان باقی سو درہم کی وصیت کر دے جو آقا کے تہائی مال سے نکل سکیں تو وہ ان کے ساتھ آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ ، فِي رَجُلٍ كَاتَبَ عَبْدَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ .

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی

إِنَّهُ يُقَوَّمُ عَبْدًا. فَإِنْ كَانَ فِي ثُلُثِهِ سَعَةٌ لِثَمَنِ الْعَبْدِ جَازَ لَهُ ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: فِي الْمُكَاتَبِ يَكُونُ لِسَيِّدِهِ عَلَيْهِ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ. فَيَضَعُ عَنْهُ عِنْدَ مَوْتِهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

قَالَ مَالِكٌ: يُقَوَّمُ الْمُكَاتَبُ. فَيُنْظَرُ كَمْ قِيمَتُهُ؟ فَإِنْ كَانَتْ قِيمَتُهُ أَلْفَ دِرْهَمٍ. فَالَّذِي وُضِعَ عَنْهُ عُشْرُ الْكِتَابَةِ. وَذَلِكَ فِي الْقِيمَةِ مِائَةُ دِرْهَمٍ. وَهُوَ عُشْرُ الْقِيمَةِ. فَيُوضَعُ عَنْهُ عُشْرُ الْكِتَابَةِ. فَيَصِيرُ ذَلِكَ إِلَى عُشْرِ الْقِيمَةِ نَقْدًا. وَإِنَّمَا ذَلِكَ كَهَيْئَتِهِ لَوْ وُضِعَ عَنْهُ جَمِيعُ مَا عَلَيْهِ. لَوْ فَعَلَ ذَلِكَ لَمْ يُحْسَبْ فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ. إِلَّا قِيمَةُ الْمُكَاتَبِ أَلْفُ دِرْهَمٍ. وَإِنْ كَانَ الَّذِي وُضِعَ عَنْهُ نِصْفُ الْكِتَابَةِ. حُسِبَ فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ نِصْفُ الْقِيمَةِ. وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ أَوْ أَكْثَرَ. فَهُوَ عَلَى هَذَا الْحِسَابِ.

قَالَ مَالِكٌ: إِذَا وَضَعَ الرَّجُلُ عَنْ مُكَاتَبِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ مِنْ عَشَرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ. وَلَمْ يُسَمِّ أَنَّهَا مِنْ أَوَّلِ كِتَابَتِهِ أَوْ مِنْ آخِرِهَا. وُضِعَ عَنْهُ مِنْ كُلِّ نَجْمٍ عُشْرُهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا وَضَعَ الرَّجُلُ عَنْ مُكَاتَبِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ مِنْ أَوَّلِ كِتَابَتِهِ أَوْ مِنْ آخِرِهَا. وَكَانَ أَصْلُ الْكِتَابَةِ عَلَى ثَلَاثَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ. قُوِّمَ الْمُكَاتَبُ قِيمَةَ النَّقْدِ. ثُمَّ قُسِمَتْ تِلْكَ الْقِيمَةُ. فَجُعِلَ لِتِلْكَ الْأَلْفِ الَّتِي مِنْ أَوَّلِ الْكِتَابَةِ حِصَّتُهَا مِنْ تِلْكَ الْقِيمَةِ بِقَدْرِ قُرْبِهَا مِنَ الْأَجَلِ. وَفَضْلِهَا. ثُمَّ الْأَلْفُ الَّتِي تَلِي الْأَلْفَ الْأُولَى بِقَدْرِ فَضْلِهَا أَيْضًا. ثُمَّ الْأَلْفُ الَّتِي تَلِيهَا بِقَدْرِ فَضْلِهَا أَيْضًا. حَتَّى يُؤْتَى عَلَى آخِرِهَا. تَفْضُلُ كُلُّ أَلْفٍ بِقَدْرِ مَوْضِعِهَا. فِي تَعْجِيلِ الْأَجَلِ وَتَأْخِيرِهِ. لِأَنَّ مَا اسْتَأْخَرَ مِنْ ذَلِكَ كَانَ أَقَلَّ فِي الْقِيمَةِ. ثُمَّ

موت کے وقت اپنے غلام کو مکاتب کیا تو غلام کی قیمت لگائیں گے اگر تہائی مال میں غلام کی قیمت کی گنجائش ہوئی تو یہ اس کیلئے جائز ہوگا۔

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس پر اس کے آقا کے دس ہزار درہم ہیں۔ پھر اس کا آقا مرتے وقت ایک ہزار درہم کم کر دیتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کی قیمت لگا کر دیکھا جائے گا کہ اگر قیمت ہزار درہم ہے پس اس کے اوپر سے کتابت کے دسویں حصے کا بوجھ اتر گیا کیونکہ اس کی قیمت ہزار درہم ہے جو قیمت کا دسواں حصہ ہے۔ پس اس سے کتابت کا دسواں حصہ اتر گیا اور یہ کتابت کا دسواں حصہ نقد شمار ہوگا اور یہ اسی کی طرح ہے جس کے سر سے سارا بوجھ اتر گیا ہو اور اگر ایسا کیا تو میت کے تہائی مال میں محسوب نہیں ہوگا مگر وہی ایک ہزار روپیہ جو مکاتب کی قیمت ہے۔ اگر اس سے نصف کتابت ادا ہو سکے تو میت کے مال سے تہائی کتابت ادا کی جائے گی یعنی آدھی کتابت اور اس سے کم و بیش ہو تب بھی اسی حساب سے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی مرتے وقت اپنے مکاتب سے دس ہزار درہم سے ایک ہزار درہم وضع کر دے اور یہ نہ بتائے کہ یہ اس کی کتابت کے اول سے ہے یا آخر سے تو ہر قسط سے دسواں حصہ وضع کیا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی آدمی نے مرتے وقت اپنے مکاتب سے ایک ہزار درہم گھٹا دیئے اس کی کتابت کے اول یا آخر سے اور اصل کتابت تین ہزار درہم ہے۔ مکاتب کی اصل قیمت لگائی جائے گی۔ پھر اس قیمت کو تقسیم کیا جائے گا۔ پس ان ایک ہزار کے جو اول کتابت سے ہیں اس قیمت سے حصے بنائے جائیں گے مدت کے قرب و بعد کے حساب سے۔ پھر اگلے ہزار کی جو پہلے ہزار کے نزدیک ہے، پھر وہ ہزار جو اس کے نزدیک ہے یہاں تک کہ جو آخری ہزار ہوگا اس کی قیمت اس کے دور و نزدیک مقام کے حساب سے ہوگی یعنی جو سب سے آخری ہوگا اس کی قیمت سب سے کم ہو گی۔ پھر یہ میت کے تہائی مال سے وضع

يُوضَعُ فِي ثُلُثِ الْمَيِّتِ. قَدْرَ مَا أَصَابَ تِلْكَ الْأَلْفَ مِنَ الْقِيمَةِ. عَلَى تَفَاضُلِ ذٰلِكَ. إِنْ قَلَّ أَوْ كَثُرَ. فَهُوَ عَلَى هٰذَا الْحِسَابِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ. أَنْ تَكُونَ قِيمَةُ الْعَبْدِ أَلْفَ دِينَارٍ. فَيُكَاتِبُهُ سَيِّدُهُ عَلَى مِائَتَيْ دِينَارٍ عِنْدَ مَوْتِهِ. فَيَكُونُ ثُلُثُ مَالِ سَيِّدِهِ أَلْفَ دِينَارٍ. فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَهُ. وَإِنَّمَا هِيَ وَصِيَّةٌ أَوْصَى لَهُ بِهَا فِي ثُلُثِهِ. فَإِنْ كَانَ السَّيِّدُ قَدْ أَوْصَى لِقَوْمٍ بِوَصَايَا. وَلَيْسَ فِي الثُّلُثِ فَضْلٌ عَنْ قِيمَةِ الْمُكَاتَبِ. بُدِئَ بِالْمُكَاتَبِ. لِأَنَّ الْكِتَابَةَ عَتَاقَةٌ. وَالْعَتَاقَةُ تُبَدَّأُ عَلَى الْوَصَايَا. ثُمَّ تُجْعَلُ تِلْكَ الْوَصَايَا فِي كِتَابَةِ الْمُكَاتَبِ. يَتَّبِعُونَهُ بِهَا. وَيُخَيَّرُ وَرَثَةُ الْمُوصِي. فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ يُعْطُوا أَهْلَ الْوَصَايَا وَصَايَاهُمْ كَامِلَةً. وَتَكُونُ كِتَابَةُ الْمُكَاتَبِ لَهُمْ فَذٰلِكَ لَهُمْ. فَإِنْ أَبَوْا وَأَسْلَمُوا الْمُكَاتَبَ وَمَا عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِ الْوَصَايَا فَذٰلِكَ لَهُمْ. لِأَنَّ الثُّلُثَ صَارَ فِي الْمُكَاتَبِ. وَلِأَنَّ كُلَّ وَصِيَّةٍ أَوْصَى بِهَا أَحَدٌ. فَقَالَ الْوَرَثَةُ: الَّذِي أَوْصَى بِهِ صَاحِبُنَا أَكْثَرُ مِنْ ثُلُثِهِ. وَقَدْ أَخَذَ مَا لَيْسَ لَهُ. قَالَ: فَإِنَّ وَرَثَتَهُ يُخَيَّرُونَ. فَيُقَالُ لَهُمْ: قَدْ أَوْصَى صَاحِبُكُمْ بِمَا قَدْ عَلِمْتُمْ. فَإِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ تُنَفِّذُوا ذٰلِكَ لِأَهْلِهِ. عَلَى مَا أَوْصَى بِهِ الْمَيِّتُ. وَإِلَّا فَأَسْلِمُوا أَهْلَ الْوَصَايَا ثُلُثَ مَالِ الْمَيِّتِ كُلِّهِ.

قَالَ: فَإِنْ أَسْلَمَ الْوَرَثَةُ الْمُكَاتَبَ إِلَى أَهْلِ الْوَصَايَا. كَانَ لِأَهْلِ الْوَصَايَا مَا عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ. فَإِنْ أَدَّى الْمُكَاتَبُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ أَخَذُوا ذٰلِكَ فِي وَصَايَاهُمْ. عَلَى قَدْرِ حِصَصِهِمْ. وَإِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ. كَانَ عَبْدًا لِأَهْلِ الْوَصَايَا. لَا يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِ الْمِيرَاثِ. لِأَنَّهُمْ تَرَكُوهُ حِينَ خُيِّرُوا. وَلِأَنَّ أَهْلَ الْوَصَايَا حِينَ أُسْلِمَ إِلَيْهِمْ ضَمِنُوهُ. فَلَوْ مَاتَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَلَى

کیا جائے گا جو اس ہزار کی قیمت ہوگی۔ ان کی کمی یا بیشی اسی حساب سے ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا، تفسیر اس کی یہ ہے کہ غلام کی قیمت اگر ایک ہزار دینار ہو اور اس کا آقا مرتے وقت اسے دو ہزار دینار میں مکاتب کرے تو آقا کا تہائی مال اگر ایک ہزار دینار ہو تو کتابت جائز ہوگی کیونکہ آقا کی وصیت تہائی مال کے اندر ہے۔ اگر آقا نے دیگر لوگوں کے حق میں بھی وصیتیں کی ہوں اور تہائی مال مکاتب کی قیمت سے زیادہ نہیں تو پہلے کتابت کی وصیت پوری کی جائے گی کیونکہ کتابت کا نتیجہ آزادی ہے اور آزادی دیگر وصیتوں پر مقدم ہے اور پھر دیگر لوگوں سے جن کے لئے وصیتیں کی گئیں کہا جائے گا کہ مکاتب کا پیچھا کریں اور وصیت کرنے والے کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ وہ اگر چاہیں تو باقی وصیتیں خود پوری کردیں اور مکاتب کی کتابت لے لیں اور اگر چاہیں تو مکاتب اور بدل کتابت کو ان کے حوالے کردیں کیونکہ تہائی مال مکاتب ہی میں رہ گیا ہے اس لئے جس وصیت کے متعلق اس کے وارث کہیں کہ یہ تہائی مال سے زیادہ ہے اور اس نے اپنے حق سے تجاوز کیا ہے تو وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں تو وصیت والوں کے سپرد وصیتیں کردیں اگر اسے قبول کریں تو میت کی وصیت کے مطابق اتنا مال وصیت والوں کے حوالے کردیں اور چاہیں تو میت کے مال کا تہائی مال وصیت کے سپرد کردیں۔

فرمایا کہ اگر وارث مکاتب کو وصیت والوں کے سپرد کردیں تو بدل کتابت وصیت والوں کا ہو جائے گا۔ اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کردیا تو وصیت والے اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کرلیں گے اور اگر مکاتب عاجز ہوگیا تو وصیت والوں کا غلام بن جائے گا جو وارثوں کو لوٹایا نہیں جائے گا۔ کیونکہ اختیار کے وقت انہوں نے چھوڑ دیا تھا اور یہ لوگ اسے قبول کرکے ضامن بن گئے اگر وہ مر گیا تو اس پر کوئی حق نہیں ہوگا اور اگر مکاتب کتابت ادا

الْوَرَثَةِ شَيْءٌ. وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ كِتَابَتَهُ. وَتَرَكَ مَالًا هُوَ أَكْثَرُ مِمَّا عَلَيْهِ فَمَالُهُ لِأَهْلِ الْوَصَايَا. وَإِنْ أَدَّى الْمُكَاتَبُ مَا عَلَيْهِ. عَتَقَ. وَرَجَعَ وَلَاؤُهُ إِلَى عَصَبَتِهِ الَّذِي عَقَدَ كِتَابَتَهُ.

قَالَ مَالِكٌ. فِي رَجُلٍ أَوْصَى لِرَجُلٍ بِرُبُعِ مُكَاتَبٍ. أَوْ أَعْتَقَ رُبُعَهُ. فَهَلَكَ الرَّجُلُ. ثُمَّ هَلَكَ الْمُكَاتَبُ. وَتَرَكَ مَالًا كَثِيرًا أَكْثَرَ مِمَّا بَقِيَ عَلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ: يُعْطَى وَرَثَةُ السَّيِّدِ وَالَّذِي أَوْصَى لَهُ بِرُبُعِ الْمُكَاتَبِ، مَا بَقِيَ لَهُمْ عَلَى الْمُكَاتَبِ. ثُمَّ يَقْتَسِمُونَ مَا فَضَلَ. فَيَكُونُ لِلْمُوصَى لَهُ بِرُبُعِ الْمُكَاتَبِ ثُلُثُ مَا فَضَلَ بَعْدَ أَدَاءِ الْكِتَابَةِ. وَلِوَرَثَةِ سَيِّدِهِ، الثُّلُثَانِ. وَذَلِكَ أَنَّ الْمُكَاتَبَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ فَإِنَّمَا يُورَثُ بِالرِّقِّ.

قَالَ مَالِكٌ. فِي مُكَاتَبٍ أَعْتَقَهُ سَيِّدُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ. قَالَ: إِنْ لَمْ يَحْمِلْهُ ثُلُثُ الْمَيِّتِ عَتَقَ مِنْهُ قَدْرُ مَا حَمَلَ الثُّلُثُ. وَيُوضَعُ عَنْهُ مِنَ الْكِتَابَةِ قَدْرُ ذَلِكَ. إِنْ كَانَ عَلَى الْمُكَاتَبِ خَمْسَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ. وَكَانَتْ قِيمَتُهُ أَلْفَيْ دِرْهَمٍ نَقْدًا. وَيَكُونُ ثُلُثُ الْمَيِّتِ أَلْفَ دِرْهَمٍ. عَتَقَ نِصْفُهُ. وَيُوضَعُ عَنْهُ شَطْرُ الْكِتَابَةِ.

قَالَ مَالِكٌ. فِي رَجُلٍ قَالَ فِي وَصِيَّتِهِ: غُلَامِي فُلَانٌ حُرٌّ. وَكَاتِبُوا فُلَانًا: تُبَدَّأُ الْعَتَاقَةُ عَلَى الْكِتَابَةِ.

کرنے سے پہلے مر جاتے اور وہ مال چھوڑے جو اس کے بدل کتابت سے زیادہ ہو تو اس کا مال وصیت والوں کے لئے ہے اور مکاتب اگر کتابت ادا کردے تو وہ آزاد ہوگیا اور اس کی ولاء کتابت کرنے والے عصبہ کی جانب لوٹ جائے گی۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جسنے مکاتب کے چوتھائی کی وصیت کی یا اسکا چوتھائی حصہ آزاد کردیا، پھر وہ فوت ہوگیا، پھر مکاتب فوت ہوگیا اور بہت سا مال چھوڑا جو اس باقی کتابت سے زیادہ ہے۔

امام مالک نے فرمایا۔ آقا کے وارثوں اور موصی لہ کو مکاتب کا چوتھائی دیا جائے گا۔ ان کا مکاتب پر کچھ باقی نہ رہا۔ اب باقی حصص کو تقسیم کریں گے۔ تو موصی لہ کے لئے مکاتب کا چوتھائی یعنی کتابت ادا کرنے کے بعد باقی کا ایک تہائی اور آقا کے وارثوں کے لئے دو تہائی اور یہ مکاتب اب ایسا غلام ہے۔ جس پر کتابت کا کچھ باقی نہ رہا اور وہ غلامی کی وجہ سے میراث دیا گیا ہے

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس کو اسکے آقا نے مرتے وقت آزاد کیا۔ فرمایا کہ اگر وہ تہائی مال میں آزاد نہ ہو سکے تو تہائی مال کے برابر ہی آزاد ہوگا اور اس کی کتابت سے اتنا وضع کر دیا جائے گا۔ اگر مکاتب پر پانچ ہزار درہم تھے جبکہ اس کی نقد قیمت دو ہزار درہم ہے اور میت کے مال کا تہائی ایک ہزار ہے تو اس کا نصف حصہ آزاد ہو جائے گا اور آدھی کتابت اس سے ساقط ہو جائے گی۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا، جس نے اپنی وصیت میں کہا کہ میرا فلاں غلام آزاد ہے اور فلاں سے کتابت کر لینا تو آزادی کو کتابت پر ترجیح دی جائے گی۔ ف

ف: قبل ازیں موطا امام مالک کا اردو ترجمہ مولوی وحید الزمان خانصاحب حیدر آبادی نے تقریباً ایک سو سال پہلے کیا تھا موصوف نے اس سلسلے میں بڑا کام کیا۔ وہ ترجمہ ایک مدت سے کراچی اور لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس مندرجہ بالا طویل عبارت کی پندرہ سطروں کا ترجمہ ہی غائب ہے تو ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ اسی ایک عبارت کا رونا نہیں بلکہ درجنوں ایسے مقامات ہیں جہاں دو چار سطروں کا ترجمہ بڑی دلیری سے غائب کر دیا گیا ہے اور ایک آدھ سطر کا ترجمہ چھوڑ جانا یا ایک آدھ سطر کا اپنی جانب سے پیوند لگا دینا تو پوری کتاب میں معمول رہا ہے۔ یہ بھی ہوا کہ مثلاً عبارت عربی دس سطروں میں ہے اور ترجمے کے نام سے پانچ سطروں میں مفہوم بیان دیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

کہیں مفہوم اصل سے مطابقت رکھتا ہے اور کہیں سرے سے مطابقت بھی ندارد۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

کوئی فاضل مترجم کو مورد الزام ٹھہرائے یا ناشرین کو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں اور نہ ہمیں کسی کے کام میں کیڑے نکالنے کی چنداں ضرورت۔ ہاں موطا امام مالک اور حدیث کی دوسری کتابوں پر بعض حضرات کے کام کو دیکھ کر یہ ضرور واضح ہو گیا کہ جو حضرات اہل حق کے بزرگوں سے متفق ہی نہیں وہ ان کے علمی ذخیروں پر کس نیت سے کام کرتے رہے ہیں؟ آخر ان کام کرنے والوں کی اگر نیت واقعی نیک تھی تو اپنے مسلمہ بزرگوں کے علمی ذخیروں پر کیوں کام نہ کیا اور اکابر اہلسنت وجماعت کی تصانیف پر کیوں تابڑ توڑ کام کرنا شروع کیا؟ یہ سوال سب کے لیے غور طلب اور لمحۂ فکریہ ہے۔

دوسری جانب یہ ناچیز علمائے اہلسنت کی مقدس بارگاہوں میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ حضور والا! آپ کا نائب انبیاء ہونا ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ یقیناً آپ انبیائے کرام کے وارث ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علمی میراث آپ کی الماریوں میں محفوظ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ آج آپ ہی کشتیٔ امت کے ناخدا اور سرمایۂ ملت کے نگہبان ہیں جہاں بوقت گفتار آپ کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں وہاں آپ کے کردار کو دیکھ کر لوگ اپنی بے راہ روی کو چھوڑنے پر مجبور ہوتے رہتے ہیں اور باطل کی ظلمتوں کو تو آپ کے باعث کہیں منہ چھپانے کے لیے بھی جگہ نہیں ملتی، کیونکہ حق کے علمبرداروں کی یہی شان اور غلامان مصطفیٰ کی یہی پہچان ہوتی ہے۔

حضور والا! اگر طبع نازک پہ گراں نہ گزرے تو عرض پرداز ہوں کہ نصف صدی سے سرمایۂ ملت کو دن دہاڑے لوٹا جا رہا ہے راتوں کو نقب زنی ہو رہی ہے اور دن کے اجالے میں ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں آپ کے سرمائے کا اکثر حصہ لٹیروں کے گھروں میں جا پہنچا اور وہ اسے اپنا مال بتا رہے ہیں۔ باقی جو رہ گیا ہے اس پر بھی نگاہیں جمائی ہوئی ہیں بلکہ خاکم بدہن اب تو وہ الٹا آپ حضرات کو چور بتا رہے ہیں۔ بھلا آپ کے عفو ودرگزر پر قربان ہوئیے کو کس کا جی نہیں چاہے گا جبکہ سرمایۂ ملت کی بربادی کو آپ بچشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اس کے باوجود "حق تو جلال تو، صاحب کمال تو، آئی بلا کو ٹال تو" کا وظیفہ پڑھ کر روحانی منزلیں طے فرمانے میں مشغول ہیں۔ خدا کرے کہ کبھی تو آپ کو ایسے ورد وظائف سے تھوڑی بہت فرصت میسر آ جائے جس کے باعث آپ کے دل ودماغ کے کسی گوشے میں ہم غربائے اہلسنت کے دین وایمان کو بچانے کی فکر بھی سما جائے اور کچھ بھی نہ سہی تو کم از کم ملت اسلامیہ کی حالتِ زار پر آپ کو کبھی دو آنسو بہانے کی توفیق ہی مل جائے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۲۔ کتاب المدبر

کتاب المدبر

باب القضاء فی المدبر

۱۔ حدثنی مالک: انہ قال: الامر عندنا فیمن دبر جاریۃ لہ، فولدت اولادا بعد تدبیرہ ایاھا ثم ماتت الجاریۃ قبل الذی دبرھا: ان ولدھا بمنزلتھا. قد ثبت لھم من الشرط مثل الذی ثبت لھا. ولا یضرھم ھلاک امھم. فاذا مات الذی کان دبرھا، فقد عتقوا. ان وسعھم الثلث.

وقال مالک: کل ذات رحم فولدھا بمنزلتھا. ان کانت حرۃ فولدت بعد عتقھا، فولدھا احرار. وان کانت مدبرۃ، او مکاتبۃ، او معتقۃ الی سنین، او مخدمۃ، او بعضھا حرا، او مرھونۃ او ام ولد، فولد کل واحدۃ منھن علی مثال حال امہ. یعتقون بعتقھا ویرقون برقھا.

قال مالک: فی مدبرۃ دبرت وھی حامل: ان ولدھا بمنزلتھا. وانما ذلک بمنزلۃ رجل اعتق جاریۃ لہ وھی حامل. ولم یعلم بحملھا.

قال مالک: فالسنۃ فیھا ان ولدھا یتبعھا ویعتق بعتقھا.

قال مالک: وکذلک لو ان رجلا ابتاع جاریۃ وھی حامل. فالولیدۃ وما فی بطنھا لمن

مدبر کی اولاد کا بیان

امام مالک نے فرمایا۔ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جس نے اپنی لونڈی کو مدبر کیا اور مدبر ہونے کے بعد اس سے اولاد ہوئی پھر مدبر کرنے والے سے پہلے لونڈی فوت ہوگئی تو اولاد لونڈی کی جگہ مدبر ہوگی۔ جو اس کے لئے شرط تھی وہی ان کے لئے ثابت ہوگی اور والدہ کا انتقال ہونا انہیں نقصان نہ دے گا۔ اگر مدبر کرنے والا مرجائے تو وہ آزاد ہوجائیں گے جبکہ تہائی مال میں گنجائش ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہر اولاد اپنی والدہ کی مثل ہوگی۔ اگر ان کی ماں آزاد ہے اور آزاد ہونے کے بعد اس نے بچے جنے تو اس کے بچے آزاد ہوں گے۔ اگر وہ مدبر یا مکاتبہ یا چند سالوں تک معتقہ یا مخدمہ یا بعض حصہ آزاد اور بعض مرہونہ یا ام ولد رہی تو اولاد کی بھی وہی حالت شمار ہوگی جو ان کی والدہ کی ہے اس کی آزادی کے ساتھ آزاد ہوں گے اور اس کی غلامی کے ساتھ وہ بھی میراث بنیں گے۔

امام مالک نے اس مدبرہ کے بارے میں فرمایا جو حاملہ تھی کہ اس کا بچہ بھی اسی کی جگہ ہے اور یہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا جو حاملہ تھی اور اسے حمل کا علم بھی نہ تھا۔

امام مالک نے فرمایا۔ اس میں سنت یہی ہے کہ بیٹا اس کے پیچھے ہے اور اس کے ساتھ آزاد ہوجائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی نے لونڈی خریدی اور وہ حاملہ ہے۔ تو لونڈی اور جو اس کے پیٹ میں ہے، خریدنے والے

أَبْتَاعَهَا. اشْتَرَطَ ذٰلِكَ الْمُبْتَاعُ، أَوْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَحِلُّ لِلْبَائِعِ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مَا فِي بَطْنِهَا. لِأَنَّ ذٰلِكَ غَرَرٌ. يَضَعُ مِنْ ثَمَنِهَا. وَلَا يَدْرِي أَيَصِلُ ذٰلِكَ إِلَيْهِ أَمْ لَا. وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ مَا لَوْ بَاعَ جَنِينًا فِي بَطْنِ أُمِّهِ. وَذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لَهُ. لِأَنَّهُ غَرَرٌ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي مُكَاتَبٍ أَوْ مُدَبَّرٍ ابْتَاعَ أَحَدُهُمَا جَارِيَةً. فَوَطِئَهَا. فَحَمَلَتْ مِنْهُ وَوَلَدَتْ.

قَالَ: وَلَدُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ جَارِيَتِهِ بِمَنْزِلَتِهِ. يَعْتِقُونَ بِعِتْقِهِ. وَيَرِقُّونَ بِرِقِّهِ.

قَالَ مَالِكٌ: فَإِذَا أُعْتِقَ هُوَ. فَإِنَّمَا أُمُّ وَلَدِهِ مَالٌ مِنْ مَالِهِ. يُسَلَّمُ إِلَيْهِ إِذَا أُعْتِقَ.

بَابُ جَامِعِ مَا فِي التَّدْبِيرِ

۲ - قَالَ مَالِكٌ، فِي مُدَبَّرٍ قَالَ لِسَيِّدِهِ: عَجِّلْ لِي الْعِتْقَ. وَأُعْطِيكَ خَمْسِينَ مِنْهَا مُنَجَّمَةً عَلَيَّ. فَقَالَ سَيِّدُهُ: نَعَمْ. أَنْتَ حُرٌّ. وَعَلَيْكَ خَمْسُونَ دِينَارًا تُؤَدِّي إِلَيَّ كُلَّ عَامٍ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ. فَرَضِيَ بِذٰلِكَ الْعَبْدُ. ثُمَّ هَلَكَ السَّيِّدُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ.

قَالَ مَالِكٌ: يَثْبُتُ لَهُ الْعِتْقُ. وَصَارَتِ الْخَمْسُونَ دِينَارًا دَيْنًا عَلَيْهِ وَجَازَتْ شَهَادَتُهُ. وَثَبَتَتْ حُرْمَتُهُ، وَمِيرَاثُهُ، وَحُدُودُهُ. وَلَا يَضَعُ عَنْهُ، مَوْتُ سَيِّدِهِ، شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ الدَّيْنِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ دَبَّرَ عَبْدًا لَهُ. فَمَاتَ السَّيِّدُ. وَلَهُ مَالٌ حَاضِرٌ وَمَالٌ غَائِبٌ. فَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِهِ الْحَاضِرِ مَا يَخْرُجُ فِيهِ الْمُدَبَّرُ.

کے ہیں خواہ خریدار نے شرط لگائی ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ فروخت کرنے والے کیلئے جائز نہیں علاوہ پیٹ کے بچے کو مستثنیٰ کرے کیونکہ یہ دھوکا ہے۔ وہ اسکی قیمت وضع کر دیتا ہے لیکن کیا معلوم کہ اسے ملے گا یا نہیں اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی پیٹ کے بچے کو خریدے اور وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہو۔ یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب یا مدبر سے اگر کوئی لونڈی خریدے وہ اس سے حاملہ ہو کر بچہ جنے۔

فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کی اولاد اس کے باپ کے حکم میں ہے۔ اسکی آزادی کے ساتھ آزاد ہوں گے اور اسکی غلامی سے غلام رہیں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسے جب آزاد کیا جائے گا تو ام ولد بھی اس کا ایک مال ہوگا اور آزاد کرتے وقت اسکے سپرد کر دی جائے گی۔ ف

مدبّر کے احکام

امام مالک نے فرمایا، مدبر نے اپنے آقا سے کہا کہ مجھے جلدی آزاد کر دیجئے۔ میں قسط وار آپ کو پچاس دینار ادا کر دوں گا۔ آقا نے کہا کہ اچھا تم آزاد ہو اور تمہارے اوپر پچاس دینار ہیں۔ تم مجھے ہر سال دس دینار دے دیا کرنا۔ وہ غلام بھی رضامند ہو گیا۔ پھر اس کے ایک دو روز بعد آقا فوت ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی آزادی ثابت ہو گئی اور پچاس دینار اس پر قرضہ ہوگا۔ اس کی شہادت جائز ہو گئی، حرمت ثابت ہو گئی نیز میراث وحدود لیکن آقا کی وفات سے اس قرض میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے غلام کو مدبر کیا۔ پس آقا فوت ہو گیا اور اس کا حاضر و غائب مال ہے اس کا حاضر مال اتنا ہو کہ اس کے ذریعے مدبر نہ نکل سکے۔

ف۔ مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کا مولیٰ زندگی میں کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اور جس لونڈی سے ایسا کہا جائے اسے مدبرہ کہا جاتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ: يُوقَفُ الْمُدَبَّرُ بِمَالِهِ. وَيُجْمَعُ بِمَالِهِ وَيُجْمَعُ خَرَاجُهُ، حَتَّى يَتَبَيَّنَ مِنَ الْمَالِ الْغَائِبِ. فَإِنْ كَانَ فِيمَا تَرَكَ سَيِّدُهُ، مِمَّا يَحْمِلُهُ الثُّلُثُ. عَتَقَ بِمَالِهِ. وَبِمَا جُمِعَ مِنْ خَرَاجِهِ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيمَا تَرَكَ سَيِّدُهُ مَا يَحْمِلُهُ، عَتَقَ مِنْهُ قَدْرُ الثُّلُثِ. وَتُرِكَ مَالُهُ فِي يَدَيْهِ.

فرمایا کہ مدبر کو اس کے مال کے ساتھ روک لیں گے یہاں تک کہ جو اس کا غائب مال ہے وہ بھی آجائے اگر آقا کے کل مال کی تہائی سے وہ آزاد ہو سکے نیز اس کی کمائی جو جمع کی گئی تو اس مال سے آزاد ہو جائے گا۔ اگر آقا کا ترکہ اس کا متحمل نہ ہو تو تہائی مال کے برابر وہ آزاد ہو جائے گا اور اس کا مال اسی کے پاس رہنے دیا جائے گا۔

بَابُ ٣ الْوَصِيَّةِ فِي التَّدْبِيرِ

مدبر کرنے کی وصیت کرنا

٣ - قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا. أَنَّ كُلَّ عَتَاقَةٍ أَعْتَقَهَا رَجُلٌ. فِي وَصِيَّةٍ أَوْصَى بِهَا، فِي صِحَّةٍ أَوْ مَرَضٍ. أَنَّهُ يَرُدُّهَا مَتَى شَاءَ. وَيُغَيِّرُهَا مَتَى شَاءَ. مَا لَمْ يَكُنْ تَدْبِيرًا. فَإِذَا دَبَّرَ. فَلَا سَبِيلَ لَهُ إِلَى رَدِّ مَا دَبَّرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ آزادی کی تمام وصیتیں خواہ تندرستی میں کی ہوں یا بیماری میں، وہ آدمی جب چاہے ان میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے لیکن جب مدبر کر دیا تو اب اسے رد کرنے کا کوئی راستہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَكُلُّ وَلَدٍ وَلَدَتْهُ أَمَةٌ، أَوْصَى بِعِتْقِهَا وَلَمْ تُدَبَّرْ. فَإِنَّ وَلَدَهَا لَا يَعْتِقُونَ مَعَهَا إِذَا عَتَقَتْ. وَذَلِكَ أَنَّ سَيِّدَهَا يُغَيِّرُ وَصِيَّتَهُ إِنْ شَاءَ وَيَرُدُّهَا مَتَى شَاءَ. وَلَمْ يَثْبُتْ لَهَا عَتَاقَةٌ. وَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ قَالَ لِجَارِيَتِهِ: إِنْ بَقِيَتْ عِنْدِي فُلَانَةُ حَتَّى أَمُوتَ. فَهِيَ حُرَّةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس بچے کو اس کی والدہ نے جنا، جس کو آزاد کرنے کی وصیت کی اور مدبر نہ کیا تو لونڈی کو جب آزاد کیا گیا اس وقت اس کے بیٹے آزاد نہیں ہوں گے اور یہ اس لئے کہ آقا کو اپنے وصیت کا اختیار تھا کہ جب چاہے بدل دے اور جب چاہے اسے رد کر دے۔ اور لونڈی کے لئے بھی آزادی ثابت نہیں ہوئی اور یہ اسکی طرح ہے جیسے کسی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر میری موت تک فلاں میرے پاس رہی

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ أَدْرَكَتْ ذَلِكَ، كَانَ لَهُ ذَلِكَ وَإِنْ شَاءَ، قَبْلَ ذَلِكَ، بَاعَهَا وَوَلَدَهَا. لِأَنَّهُ لَمْ يُدْخِلْ وَلَدَهَا فِي شَيْءٍ مِمَّا جَعَلَ لَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو جائے تب بھی اسے اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اسے اور اس کی اولاد کو مرنے سے پہلے فروخت کر دے کیونکہ اس کی اولاد اس کے ساتھ شامل نہیں ہے۔

قَالَ: وَالْوَصِيَّةُ فِي الْعَتَاقَةِ مُخَالِفَةٌ لِلتَّدْبِيرِ فَرَّقَ بَيْنَ ذَلِكَ، مَا مَضَى مِنَ السُّنَّةِ.

فرمایا کہ آزاد کرنے اور مدبر کرنے کی وصیت مختلف ہیں سنت کی رو سے ان کے درمیان فرق ہے۔

قَالَ: وَلَوْ كَانَتِ الْوَصِيَّةُ بِمَنْزِلَةِ التَّدْبِيرِ. كَانَ كُلُّ مُوصٍ لَا يَقْدِرُ عَلَى تَغْيِيرِ وَصِيَّتِهِ. وَمَا ذُكِرَ فِيهَا مِنَ الْعَتَاقَةِ. وَكَانَ قَدْ حَبَسَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِهِ مَا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهِ.

فرمایا کہ اگر وصیت بھی مدبر کرنے کی طرح ہوتی تو کوئی وصیت کرنے والا وصیت میں تغیر و تبدل کا مجاز نہ ہوتا۔ اور اس میں جو آزادی کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا مال روکا گیا ہے جس سے فائدہ حاصل کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

قَالَ مَالِكٌ: فِي رَجُلٍ دَبَّرَ رَقِيقًا لَهُ جَمِيعًا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے کئی

فِي صِحَّتِهِ. وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ: إِنْ كَانَ دَبَّرَ بَعْضَهُمْ قَبْلَ بَعْضٍ، بُدِئَ بِالأَوَّلِ فَالأَوَّلِ. حَتَّى يَبْلُغَ الثُّلُثَ. وَإِنْ كَانَ دَبَّرَهُمْ جَمِيعاً فِي مَرَضِهِ. فَقَالَ: فُلاَنٌ حُرٌّ. وَفُلاَنٌ حُرٌّ. وَفُلاَنٌ حُرٌّ فِي كَلاَمٍ وَاحِدٍ. إِنْ حَدَثَ بِي فِي مَرَضِي هَذَا حَدَثُ مَوْتٍ. أَوْ دَبَّرَهُمْ جَمِيعاً فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ تَحَاصُّوا فِي الثُّلُثِ. وَلَمْ يُبَدَّأْ أَحَدٌ مِنْهُمْ قَبْلَ صَاحِبِهِ. وَإِنَّمَا هِيَ وَصِيَّةٌ. وَإِنَّمَا لَهُمُ الثُّلُثُ. يُقْسَمُ بَيْنَهُمْ بِالْحِصَصِ. ثُمَّ يُعْتَقُ مِنْهُمُ الثُّلُثُ بَالِغاً مَا بَلَغَ.

غلام بحالت صحت مدبر کئے اور ان کے سوا اس کے پاس اور مال نہ ہو۔ اگر اس نے یکے بعد دیگرے مدبر کئے ہوں تو اول کو اولیت حاصل ہو گی یہاں تک کہ تہائی مال کو پہنچ جائیں۔ اگر ان سب کو اپنے مرض میں ایک ہی دفعہ مدبر کیا ہو اور کہا کہ فلاں آزاد۔ فلاں آزاد اور فلاں آزاد ایک ہی سلسلہ کلام میں کہا اور جبکہ اس کی موت اسی مرض میں واقع ہو جائے یا ان سب کو ایک ہی کلمے سے مدبر کیا ہو تو وہ تہائی مال میں مستحق ہونگے لیکن ایک دوسرے سے پہلے نہیں ہوگا بلکہ اس وصیت میں تہائی کے اندر سب شامل ہوں گے۔ انکے درمیان حصے بانٹے جائینگے، پھر جس آدمی تک شمار پہنچ سکے اسکا تہائی حصہ آزاد ہو گا۔

قَالَ: وَلاَ يُبَدَّأُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِذَا كَانَ ذَلِكَ كُلُّهُ فِي مَرَضِهِ.

فرمایا کہ ان میں کسی ایک سے ابتدا نہیں کی جاتی جبکہ سب کو اسی مرض میں کیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ دَبَّرَ غُلاَماً لَهُ. فَهَلَكَ السَّيِّدُ وَلاَ مَالَ لَهُ إِلاَّ الْعَبْدُ الْمُدَبَّرُ. وَلِلْعَبْدِ مَالٌ. قَالَ: يُعْتَقُ ثُلُثُ الْمُدَبَّرِ. وَيُوقَفُ مَالُهُ بِيَدَيْهِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے غلام کو مدبر کیا۔ پھر آقا فوت ہو گیا اور اس مدبر غلام کے سوا اسکا اور مال نہ ہو اور غلام کے پاس مال ہو۔ فرمایا کہ مدبر کا تہائی آزاد ہو جائیگا اور اسکا مال اسی کے پاس رہیگا۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي مُدَبَّرٍ كَاتَبَهُ سَيِّدُهُ فَمَاتَ السَّيِّدُ وَلَمْ يَتْرُكْ مَالاً غَيْرَهُ.

امام مالک نے اس مدبر کے متعلق فرمایا جس کو اسکے آقا نے مدبر کیا پس آقا فوت ہو گیا اور اسکے سوا اور اس نے مال نہ چھوڑا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: يُعْتَقُ مِنْهُ ثُلُثُهُ. وَيُوضَعُ عَنْهُ ثُلُثُ كِتَابَتِهِ. وَيَكُونُ عَلَيْهِ ثُلُثَاهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ وہ تہائی آزاد ہو جائے گا اور تہائی کتابت کا بوجھ اس کے سر سے اتر جائے گا اور دو تہائی کتابت اس پر رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ أَعْتَقَ نِصْفَ عَبْدٍ لَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَبَتَّ عِتْقَ نِصْفِهِ. أَوْ بَتَّ عِتْقَهُ كُلَّهُ. وَقَدْ كَانَ دَبَّرَ عَبْداً لَهُ آخَرَ قَبْلَ ذَلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے حالت مرض میں اپنے غلام کا نصف آزاد کر دیا۔ پھر اس کا نصف یا مکمل قطعی طور پر آزاد کر دیا اور اس سے پہلے اُسنے ایک اور غلام کو مدبر کیا تھا۔

قَالَ: يُبَدَّأُ بِالْمُدَبَّرِ قَبْلَ الَّذِي أَعْتَقَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ. وَذَلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَرُدَّ مَا دَبَّرَ. وَلاَ أَنْ يَتَعَقَّبَهُ بِأَمْرٍ يَرُدُّهُ بِهِ. فَإِذَا عَتَقَ الْمُدَبَّرُ، فَلْيَكُنْ مَا بَقِيَ مِنَ الثُّلُثِ فِي الَّذِي أَعْتَقَ شَطْرَهُ. حَتَّى يَسْتَتِمَّ عِتْقُهُ كُلُّهُ. فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ. فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ فَضْلُ الثُّلُثِ. عَتَقَ مِنْهُ مَا بَلَغَ فَضْلُ الثُّلُثِ. بَعْدَ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ الأَوَّلِ.

فرمایا کہ اس مدبر سے ابتدا کرے جس کو بیماری کی حالت میں آزاد کیا اور یہ اس لئے کہ مدبر کرنے کے بعد کسی کو پھرنے کا حق نہیں ہے تو تہائی میں سے جتنا وہ غلام آزاد ہو سکا اتنا ہو جائے گا۔ اگر تہائی مال سے وہ پورا آزاد نہ ہو سکے تو پہلے مدبر کو آزاد کرنے کے بعد باقی مال سے جتنا آزاد ہو سکے اتنا آزاد ہو جائے گا۔

باب ۴ مَسِّ الرَّجُلِ وَلِيدَةً إِذَا دَبَّرَهَا

۴- وَحَدَّثَنِي مَالِك عَنْ نَافِعٍ "أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ دَبَّرَ جَارِيَتَيْنِ لَهُ" فَكَانَ يَطَؤُهُمَا وَهُمَا مُدَبَّرَتَانِ

۵- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَبَّرَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يَطَأَهَا وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا وَلَا يَهَبَهَا وَوَلَدُهَا بِمَنْزِلَتِهَا.

باب ۵ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

۶- قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْمُدَبَّرِ أَنَّ صَاحِبَهُ لَا يَبِيعُهُ وَلَا يُحَوِّلُهُ عَنْ مَوْضِعِهِ الَّذِي وَضَعَهُ فِيهِ وَأَنَّهُ إِنْ رَهِقَ سَيِّدَهُ دَيْنٌ فَإِنَّ غُرَمَاءَهُ لَا يَقْدِرُونَ عَلَى بَيْعِهِ مَا عَاشَ سَيِّدُهُ فَإِنْ مَاتَ سَيِّدُهُ وَلَا دَيْنَ عَلَيْهِ فَهُوَ فِي ثُلُثِهِ لِأَنَّهُ اسْتَثْنَى عَلَيْهِ عَمَلَهُ مَا عَاشَ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَخْدُمَهُ حَيَاتَهُ ثُمَّ يُعْتِقَهُ عَلَى وَرَثَتِهِ إِذَا مَاتَ مِنْ رَأْسِ مَالِهِ وَإِنْ مَاتَ سَيِّدُ الْمُدَبَّرِ وَلَا مَالَ لَهُ غَيْرُهُ عَتَقَ ثُلُثُهُ وَكَانَ ثُلُثَاهُ لِوَرَثَتِهِ فَإِنْ مَاتَ سَيِّدُ الْمُدَبَّرِ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مُحِيطٌ بِالْمُدَبَّرِ بِيعَ فِي دَيْنِهِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَعْتِقُ فِي الثُّلُثِ.

قَالَ: فَإِنْ كَانَ الدَّيْنُ لَا يُحِيطُ إِلَّا بِنِصْفِ الْعَبْدِ بِيعَ نِصْفُهُ لِلدَّيْنِ ثُمَّ عَتَقَ ثُلُثُ مَا بَقِيَ بَعْدَ الدَّيْنِ

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَجُوزُ بَيْعُ الْمُدَبَّرِ وَلَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَشْتَرِيَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَ الْمُدَبَّرُ نَفْسَهُ مِنْ سَيِّدِهِ فَيَكُونُ ذَلِكَ جَائِزًا لَهُ أَوْ يُعْطِيَ أَحَدٌ سَيِّدَ الْمُدَبَّرِ مَالًا وَيُعْتِقُهُ سَيِّدُهُ الَّذِي دَبَّرَهُ فَذَلِكَ يَجُوزُ لَهُ أَيْضًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَوَلَاؤُهُ لِسَيِّدِهِ الَّذِي دَبَّرَهُ

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَجُوزُ بَيْعُ خِدْمَةِ الْمُدَبَّرِ لِأَنَّهُ

لونڈی کو مدبر کرنے کے بعد صحبت کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی دو لونڈیوں کو مدبر کیا اور وہ ان دونوں سے صحبت کیا کرتے تھے جبکہ وہ مدبرہ تھیں۔

سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی اپنی لونڈی کو مدبر کرے تو اسے اس کے ساتھ صحبت کرنے کا حق ہے لیکن اسے یہ حق نہیں کہ اسے بیچے یا ہبہ کرے اور اس کی اولاد بھی اسی کی طرح ہے۔

مدبر کو فروخت کرنے کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کے بارے میں یہ بات ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ آقا نہ اسے فروخت کرے اور نہ تبدیل کرے اور آقا اگر مقروض ہو جائے تو قرضخواہ اسے فروخت نہیں کر سکتے جب تک اس کا آقا زندہ ہے۔ اگر اس کا آقا فوت ہو جائے اور اس پر قرض نہ ہو تو یہ تہائی مال میں آزاد ہو جائے گا کیونکہ زندگی بھر وہ اس کے لئے کام کرتا رہا تو زندگی بھر خدمت لینے کے باعث اپنی میراث سے اسے آزاد کر دیا یعنی مرتے وقت ذاتی مال سے اور اگر مدبر کا آقا مر جائے اور اس کے سوا اور مال نہ چھوڑا تو وہ تہائی آزاد ہو گا اور اس کا دو تہائی حصہ وارثوں کا ہو گا۔ اگر مدبر کا آقا مر گیا اور اس پر مدبر کی قیمت کے برابر قرض ہو تو اسے قرضے کی وجہ سے بیچیں گے کیونکہ وہ تہائی مال میں آزاد ہوتا ہے۔

فرمایا کہ اگر قرض مدبر کی نصف قیمت کے برابر ہو تو اسکا نصف قرض کیلئے بیچ دیں گے اور قرض کے بعد باقی تہائی آزاد ہو جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کا فروخت کرنا درست نہیں ہے اور کسی کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ اسے خریدے۔ مگر مدبر خود کو اپنے آقا سے خرید سکتا ہے اور اسکے لیے یہ جائز ہے۔ یا کوئی مدبر کے آقا کو مال دے اور مدبر کرنے والا اسکا آقا آزاد کر دے تو یہ بھی اس کے لئے جائز ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسکی ولاء اسکے مدبر کرنے والے آقا کیلئے ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کی خدمت کو فروخت کرنا درست نہیں

غُرُورٌ إِذَا لَا يُدْرَىٰ كَمْ يَعِيشُ سَيِّدُهُ فَذَلِكَ غَرَرٌ لَا يَصْلُحُ.

وَقَالَ مَالِكٌ: فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُدَبِّرُ أَحَدُهُمَا حِصَّتَهُ: إِنَّهُمَا يَتَقَاوَمَانِهِ فَإِنِ اشْتَرَاهُ الَّذِي دَبَّرَهُ كَانَ مُدَبَّرًا كُلَّهُ وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِهِ انْتَقَضَ تَدْبِيرُهُ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الَّذِي بَقِيَ لَهُ فِيهِ الرِّقُّ أَنْ يُعْطِيَهُ شَرِيكَهُ الَّذِي دَبَّرَهُ بِقِيمَتِهِ لَزِمَهُ ذَلِكَ فَإِنْ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ بِقِيمَتِهِ وَكَانَ

وَقَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ نَصْرَانِيٍّ دَبَّرَ عَبْدًا لَهُ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ الْعَبْدُ.

قَالَ مَالِكٌ: يُحَالُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَبْدِ وَيُخَارَجُ عَلَى سَيِّدِهِ النَّصْرَانِيِّ. وَلَا يُبَاعُ عَلَيْهِ حَتَّى يَتَبَيَّنَ أَمْرُهُ فَإِنْ هَلَكَ النَّصْرَانِيُّ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ قُضِيَ دَيْنُهُ مِنْ ثَمَنِ الْمُدَبَّرِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي مَالِهِ مَا يَحْمِلُ الدَّيْنَ فَيَعْتِقُ الْمُدَبَّرُ.

ہے کیونکہ یہ دھوکا ہے جبکہ یہ معلوم ہی نہیں کہ اس کا آقا کب تک جئے گا۔ لہٰذا یہ دھوکا ہے جو درست نہیں۔

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترکہ ہو۔ پس ایک ان میں سے اپنا حصہ مدبر کر دے تو اس کی قیمت لگائی جائیگی اگر مدبر کرنے والا اس کا حصہ خرید لے تو وہ سارا ہی مدبر ہو جائے گا اور اگر وہ نہ خریدے تو اس کا مدبر کرنا بھی باطل ہو جائیگا مگر جبکہ وہ شخص چاہے جس کا اس کی غلامی میں حصہ ہے کہ مدبر کرنیوالے اپنے ساتھی کو م

امام مالک نے فرمایا کہ نصرانی نے اپنے نصرانی غلام کو مدبر کیا پھر غلام مسلمان ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور آقا کی غلامی سے اسے نکال دیا جائیگا اور اسے بیچا نہیں جائے گا یہاں تک کہ اس کا معاملہ واضح ہو جائے۔ اگر نصرانی ہلاک ہو گیا اور اس پر قرض ہے تو اس کا قرض مدبر کی قیمت سے ادا کیا جائے گا مگر جبکہ اسکے مال میں قرض کی گنجائش ہو تو مدبر آزاد ہو جائے گا۔

بَابُ جِرَاحِ الْمُدَبَّرِ

مدبر کسی کو اگر آزاد کر دے

٧- حَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى فِي الْمُدَبَّرِ إِذَا جَرَحَ أَنَّ لِسَيِّدِهِ أَنْ يُسَلِّمَ مَا يَمْلِكُ مِنْهُ إِلَى الْمَجْرُوحِ فَيَخْتَدِمُهُ الْمَجْرُوحُ وَيُقَاصُّهُ بِجِرَاحِهِ مِنْ دِيَةِ جَرْحِهِ فَإِنْ أَدَّى قَبْلَ أَنْ يَهْلِكَ سَيِّدُهُ رَجَعَ إِلَى سَيِّدِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمُدَبَّرِ إِذَا جَرَحَ ثُمَّ هَلَكَ سَيِّدُهُ. وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ أَنَّهُ يُعْتَقُ ثُلُثُهُ، ثُمَّ يُقْسَمُ عَقْلُ الْجَرْحِ أَثْلَاثًا فَيَكُونُ ثُلُثُ الْعَقْلِ عَلَى الثُّلُثِ الَّذِي عَتَقَ مِنْهُ وَيَكُونُ ثُلُثَاهُ عَلَى الثُّلُثَيْنِ اللَّذَيْنِ بِأَيْدِي الْوَرَثَةِ إِنْ شَاءُوا أَسْلَمُوا الَّذِي لَهُمْ مِنْهُ إِلَى صَاحِبِ الْجَرْحِ وَإِنْ شَاءُوا أَعْطَوْهُ ثُلُثَيِ الْعَقْلِ وَأَمْسَكُوا نَصِيبَهُمْ مِنَ الْعَبْدِ وَذَلِكَ أَنَّ عَقْلَ ذَلِكَ الْجَرْحِ إِنَّمَا كَانَتْ جِنَايَتُهُ مِنَ الْعَبْدِ وَلَمْ تَكُنْ دَيْنًا عَلَى السَّيِّدِ فَلَمْ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فیصلہ فرمایا کہ مدبر جب کسی کو زخمی کرے تو آقا اسے مجروح کے سپرد کر دے تاکہ مجروح اس سے اپنے زخم کی دیت میں خدمت لے۔ اگر آقا کے فوت ہونے سے پہلے دیت ادا ہو جائے تو وہ اپنے آقا کی طرف لوٹ جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک مدبر کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جب وہ کسی کو زخمی کرے۔ پھر اس کا آقا فوت ہو جائے اور اس کے سوا اس کا اور مال نہ ہو تو اس کا تہائی حصہ آزاد ہو جائے گا۔ پھر زخم کی دیت کو تین حصوں میں تقسیم کریں گے۔ ان میں سے ایک تہائی تو مدبر پر پڑے گا جس کا تہائی حصہ آزاد ہوا ہے۔ اور دو تہائی وارثوں پر پڑیں گے۔ ورثاء اگر چاہیں تو یہ دو تہائی بھی مدبر کے مجروح کے حوالے کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت کی دو تہائی ادا کر دیں اور مدبر کی دو تہائی رکھ چھوڑیں کیونکہ اس زخم کی دیت غلام

يكون ذلك الذي احدث العبد بالذي يبطل ما صنع السيد من عتقه وتدبيره. فان كان على سيد العبد دين للناس مع جناية العبد بيع من المدبر بقدر عقل الجرح وقدر الدين ثم يبدأ بالعقل الذي كان في جناية العبد فيقضى من ثمن العبد ثم يقضى دين سيده. ثم ينظر الى ما بقي بعد ذلك من العبد فيعتق ثلثه ويبقى ثلثاه للورثة وذلك ان جناية العبد هي اولى من دين سيده. وذلك ان الرجل اذا هلك وترك عبدا مدبرا قيمته خمسون ومائة دينار وكان العبد قد شج رجلا حرا موضحة عقلها خمسون دينارا وكان على سيد العبد من الدين خمسون دينارا.

قال مالك: فانه يبدأ بالخمسين دينارا التي في عقل الشجة فتقضى من ثمن العبد ثم يقضى دين سيده. ثم ينظر الى ما بقي من العبد فيعتق ثلثه ويبقى ثلثاه للورثة فالعقل اوجب في رقبته من دين سيده ودين سيده اوجب من التدبير الذي انما هو وصية في ثلث مال الميت فلا ينبغي ان يجوز شيء من التدبير وعلى سيد المدبر دين لم يقض وانما هو وصية وذلك ان الله تبارك وتعالى قال - من بعد وصية يوصى بها او دين -

قال مالك: فان كان في ثلث الميت ما يعتق فيه المدبر كله، عتق وكان عقل جنايته دينا عليه يتبع به بعد عتقه وان كان ذلك العقل الدية كاملة وذلك اذا لم يكن على سيده دين.

وقال مالك، في المدبر اذا جرح رجلا فاسلمه سيده الى المجروح ثم هلك سيده وعليه دين ولم يترك مالا غيره فقال الورثة نحن نسلمه الى صاحب الجرح وقال صاحب الدين انا ازيد على ذلك انه اذا زاد الغريم شيئا فهو اولى به ويحط

کی جنابت کے باعث ہے اور آقا پر یہ قرض نہیں تھا۔ تو غلام کی غلطی سے آقا پر جو بوجھ پڑا اس سے اس کی آزادی اور مدبر ہونا باطل نہیں ہوگا۔ اگر آقا اس صورت میں قرض دار بھی ہو تو مدبر میں سے دیت اور قرضہ کے مطابق بیچ کر پہلے دیت ادا کریں گے، پھر قرض ادا کیا جائے گا اور اس کے بعد غلام کا جتنا حصہ بچ رہے گا اس کا ایک تہائی آزاد ہو جائے گا اور اس کے دو تہائی وارثوں کو ملیں گے کیونکہ غلام کی جنابت کا تاوان آقا کے قرض پر مقدم ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی آدمی فوت ہو جائے اور مدبر غلام چھوڑے جس کی قیمت ایک سو پچاس دینار ہے اور اس غلام نے ایک آدمی کو زخمی کیا جس کی دیت پچاس دینار ہے اور غلام کے آقا پر قرض سے پچاس دینار ہیں

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کی قیمت میں سے پہلے دیت کے پچاس دینار ادا کریں گے۔ پھر قرض کے پچاس دینار ادا کئے جائیں گے۔ اب جو باقی بچا اس کا ایک تہائی آزاد ہو جائے گا اور دو تہائی سے وارثوں کو ملے گا۔ کیونکہ دیت قرض سے مقدم ہے اور قرض تدبیر سے مقدم ہے۔ چونکہ وصیت تو مرنے والا تہائی مال میں کرتا ہے۔ لہٰذا تدبیر وغیرہ کسی چیز کو تہائی سے آگے بڑھانا مناسب نہیں اور آقا پر قرض ہے جو ادا نہیں ہوا۔ اور یہ تو وصیت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "کی گئی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد"

امام مالک نے فرمایا کہ اگر میت کے تہائی مال سے مدبر آزاد ہو سکتا ہو تو آزاد ہو جائے اور زخم کی دیت اس پر قرض ہوگا اگرچہ پوری دیت ہو۔ آزادی کے بعد اس پر مواخذہ کیا جائے گا جبکہ اس کے آقا پر قرض نہ ہو۔

امام مالک نے مدبر کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ کسی شخص کو زخمی کرے اور اس کا آقا اسے مجروح کے حوالے کر دے۔ پھر اس کا آقا فوت ہو جائے اور اس پر قرض ہو اور اس کے سوا اور مال نہ چھوڑے وارث کہیں کہ ہم اسے مجروح کے حوالے کرتے ہیں اور قرض خواہ کہے کہ میں مدبر کی زیادہ قیمت دیتا ہوں۔ اس صورت میں

عَنِ الَّذِیْ عَلَیْهِ الدَّیْنُ ، قَدْرَ مَا زَادَ الْغَرِیْمُ عَلٰی دِیَةِ الْجُرْحِ فَاِنْ لَّمْ یَزِدْ شَیْئًا ، لَمْ یَاْخُذِ الْعَبْدَ .

وَقَالَ مَالِكٌ ، فِی الْمُدَبَّرِ اِذَا جَرَحَ وَلَهٗ مَالٌ فَاَبٰی سَیِّدُهٗ اَنْ یَّفْتَدِیَهٗ فَاِنَّ الْمَجْرُوْحَ یَاْخُذُ مَالَ الْمُدَبَّرِ فِیْ دِیَةِ جُرْحِهٖ . فَاِنْ كَانَ فِیْهِ وَفَاءٌ اسْتَوْفَى الْمَجْرُوْحُ دِیَةَ جُرْحِهٖ وَرَدَّ الْمُدَبَّرَ اِلٰی سَیِّدِهٖ وَاِنْ لَّمْ یَكُنْ فِیْهِ وَفَاءٌ ، اِقْتَضَاهُ مِنْ دِیَةِ جُرْحِهٖ ، وَاسْتَعْمَلَ الْمُدَبَّرَ بِمَا بَقِیَ لَهٗ مِنْ دِیَةِ جُرْحِهٖ .

مدبر کو حوالے کرنا بہتر ہے اور قرض خواہ نے دیت سے جتنا زیادہ دیا ہے اتنا قرضہ آقا کے اوپر سے ساقط ہوجائیگا اور اگر دیت سے زیادہ نہ دے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر جب کسی کو زخمی کرے اور اس کے پاس مال ہو اور اس کا آقا دیت دینے سے انکار کرے تو مجروح اس مدبر کا مال اپنی دیت میں وصول کر لے گا۔ اگر دیت اسی مال میں پوری ہو گئی تو مدبر کو اس کے آقا کی طرف لوٹا دے گا ورنہ جتنی دیت باقی رہ گئی ہے اس کے مطابق مدبر سے خدمت لے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ جِرَاحِ اُمِّ الْوَلَدِ

۸ - قَالَ مَالِكٌ ، فِیْ اُمِّ الْوَلَدِ تَجْرَحُ ، اِنَّ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجُرْحِ ضَامِنٌ عَلٰی سَیِّدِهَا فِیْ مَالِهٖ ، اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ عَقْلُ ذٰلِكَ الْجُرْحِ اَكْثَرَ مِنْ قِیْمَةِ اُمِّ الْوَلَدِ . فَلَیْسَ عَلٰی سَیِّدِهَا اَنْ یُّخْرِجَ اَكْثَرَ مِنْ قِیْمَتِهَا وَذٰلِكَ اَنَّ رَبَّ الْعَبْدِ اَوِ الْوَلِیْدَةِ اِذَا اَسْلَمَ غُلَامَهٗ اَوْ وَلِیْدَتَهٗ ، بِجُرْحٍ اَصَابَهٗ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا فَلَیْسَ عَلَیْهِ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ ، وَاِنْ كَثُرَ الْعَقْلُ فَاِذَا لَمْ یَسْتَطِعْ سَیِّدُ اُمِّ الْوَلَدِ اَنْ یُّسْلِمَهَا ، لِمَا مَضٰی فِیْ ذٰلِكَ مِنَ السُّنَّةِ ، فَاِنَّهٗ اِذَا اَخْرَجَ قِیْمَتَهَا فَكَاَنَّهٗ اَسْلَمَهَا فَلَیْسَ عَلَیْهِ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ .

وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ وَلَیْسَ عَلَیْهِ اَنْ یَّحْمِلَ مِنْ جِنَایَتِهَا اَكْثَرَ مِنْ قِیْمَتِهَا .

عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ قَضٰی اَحَدُهُمَا فِی امْرَاَةٍ غَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ اَنَّهَا حُرَّةٌ فَوَلَدَتْ لَهٗ اَوْلَادًا فَقَضٰی اَنْ یَّفْدِیَ وَلَدَهٗ بِمِثْلِهِمْ .

اُمّ ولد اگر کسی کو زخمی کردے

امام مالک نے ام الولد کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اس زخم کی دیت کا ضامن اس کا آقا ہے، اسی کے مال سے مگر یہ کہ اس زخم کی دیت ام ولد کی قیمت سے زیادہ ہو تو آقا کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ام ولد کی قیمت سے زیادہ ادا کرے۔ اسی لئے لونڈی یا غلام اگر جنایت کرے تو آقا پر اس سے زیادہ لازم نہیں خواہ اس غلام یا لونڈی کی قیمت سے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو" لیکن اُم ولد کا، آقا یہ نہیں کر سکتا کہ اسے صاحب جنایت کے حوالے کرے، کیونکہ یہ خلاف سنت ہے اور جب اس کی قیمت ادا کردی تو گویا وہ سپرد ہی کردی اور آقا پر اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔

اور یہ میں نے خوب سنا اور اس پر قیمت سے زیادہ جنایت میں دینا ضروری نہیں۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان میں سے کسی ایک نے فیصلہ فرمایا کہ جو عورت کسی کو دھوکے سے یہ بتلائے کہ وہ آزاد عورت ہے۔ پھر اس آدمی سے اس عورت کے ہاں اولاد ہو۔ تو فیصلہ فرمایا کہ اپنی اولاد کا لونڈی غلام جیسا فدیہ دے کر آزاد کروائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔

کِتَابُ الْبُيُوْعِ

کتاب البیوع

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْعُرْبَانِ

١- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ، فِيمَا نُرَى، وَاللهُ أَعْلَمُ، أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ أَوِ الْوَلِيدَةَ أَوْ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ ثُمَّ يَقُولُ لِلَّذِي اشْتَرَى مِنْهُ، أَوْ تَكَارَى مِنْهُ: أُعْطِيكَ دِينَارًا أَوْ دِرْهَمًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَقَلَّ عَلَى أَنِّي إِنْ أَخَذْتُ السِّلْعَةَ، أَوْ رَكِبْتُ مَا تَكَارَيْتُ مِنْكَ، فَالَّذِي أَعْطَيْتُكَ هُوَ مِنْ ثَمَنِ السِّلْعَةِ أَوْ مِنْ كِرَاءِ الدَّابَّةِ وَإِنْ تَرَكْتُ ابْتِيَاعَ السِّلْعَةِ، أَوْ كِرَاءَ الدَّابَّةِ فَمَا أَعْطَيْتُكَ، لَكَ بَاطِلٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا، أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَبْتَاعَ الْعَبْدَ التَّاجِرَ الْفَصِيحَ، بِالْأَعْبُدِ مِنَ الْحَبَشَةِ أَوْ مِنْ جِنْسٍ مِنَ الْأَجْنَاسِ. لَيْسُوا مِثْلَهُ فِي الْفَصَاحَةِ وَلَا فِي التِّجَارَةِ وَالنَّفَاذِ وَالْمَعْرِفَةِ. لَا بَأْسَ بِهٰذَا أَنْ تَشْتَرِيَ مِنْهُ الْعَبْدَ بِالْعَبْدَيْنِ. أَوْ بِالْأَعْبُدِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ إِذَا اخْتَلَفَ فَبَانَ اخْتِلَافُهُ فَإِنْ أَشْبَهَ بَعْضُ ذٰلِكَ بَعْضًا حَتَّى يَتَقَارَبَ، فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ

بیع عربان کے متعلق روایات

عمرو بن شعیب نے اپنے والد محترم اور انہوں نے ان کے جد امجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ اس لئے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانے کہ کوئی جب غلام یا لونڈی خریدے یا جانور کرائے پر لے اور پھر جس سے چیز خریدی یا کرائے پر لی ہے اس سے کہے کہ میں آپ کو ایک دینار یا درہم یا اس سے کم و بیش دیتا ہوں کہ اگر میں نے یہ چیز خرید لی یا کرائے کے جانور پر سواری کی تو یہ رقم اس چیز کی قیمت میں شمار کر لینا یا جانور کے کرائے میں اور اگر میں اس چیز کو نہ خریدوں یا کرائے کے جانور کو تو جو کچھ میں نے آپ کو دیا ہے وہ ضبط کر لینا۔

امام مالک نے فرمایا۔ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ایک ماہر تجارت اور اچھی زبان جاننے والے غلام کو حبشی غلاموں کے بدلے بیچا جائے یا ایک جنس کو دوسری جنسوں کے بدلے۔ وہ فصاحت و تجارت اور یہ نفاذ و معرفت میں چونکہ ایک جیسی چیزیں نہیں ہیں لہذا ایک غلام کے بدلے دو یا زیادہ غلام خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ انکا مختلف ہونا واضح ہے۔ اگر ایک چیز کو دوسری سے مشابہت ہو یہاں تک کہ ایک ہی معلوم ہوں تو

إِلَى أَجَلٍ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَجْنَاسُهُمْ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ بِأَنْ تَبِيعَ مَا اشْتَرَيْتَ مِنْ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَسْتَوْفِيَهُ، إِذَا انْتَقَدْتَ ثَمَنَهُ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَنْبَغِي أَنْ يُسْتَثْنَى جَنِينٌ فِي بَطْنِ أُمِّهِ، إِذَا بِيعَتْ. لِأَنَّ ذَلِكَ. لَا يُدْرَى أَذَكَرٌ هُوَ أَمْ أُنْثَى. أَحَسَنٌ أَمْ قَبِيحٌ. أَوْ نَاقِصٌ أَوْ تَامٌّ. أَوْ حَيٌّ أَوْ مَيِّتٌ. وَذَلِكَ يَضَعُ مِنْ ثَمَنِهَا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَبْتَاعُ الْعَبْدَ أَوِ الْوَلِيدَةَ بِمِائَةِ دِينَارٍ إِلَى أَجَلٍ. ثُمَّ يَنْدَمُ الْبَائِعُ. فَيَسْأَلُ الْمُبْتَاعَ أَنْ يُقِيلَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ. يَدْفَعُهَا إِلَيْهِ نَقْدًا. أَوْ إِلَى أَجَلٍ. وَيَمْحُو عَنْهُ الْمِائَةَ دِينَارٍ الَّتِي لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِذَلِكَ. وَإِنْ نَدِمَ الْمُبْتَاعُ، فَسَأَلَ الْبَائِعَ أَنْ يُقِيلَهُ فِي الْجَارِيَةِ أَوِ الْعَبْدِ، وَيَزِيدَهُ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ نَقْدًا أَوْ إِلَى أَجَلٍ. أَبْعَدَ مِنَ الْأَجَلِ الَّذِي اشْتَرَى إِلَيْهِ الْعَبْدَ أَوِ الْوَلِيدَةَ.

فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَنْبَغِي. وَإِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِأَنَّ الْبَائِعَ كَأَنَّهُ بَاعَ مِنْهُ مِائَةَ دِينَارٍ لَهُ. إِلَى سَنَةٍ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ بِجَارِيَةٍ وَبِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا. أَوْ إِلَى أَجَلٍ أَبْعَدَ مِنَ السَّنَةِ. فَدَخَلَ فِي ذَلِكَ بَيْعُ الذَّهَبِ إِلَى أَجَلٍ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مِنَ الرَّجُلِ الْجَارِيَةَ بِمِائَةِ دِينَارٍ إِلَى أَجَلٍ. ثُمَّ يَشْتَرِيهَا بِأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ الثَّمَنِ الَّذِي بَاعَهَا بِهِ إِلَى أَبْعَدَ مِنْ ذَلِكَ الْأَجَلِ. الَّذِي بَاعَهَا إِلَيْهِ: إِنَّ ذَلِكَ لَا يَصْلُحُ. وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذَلِكَ، أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ إِلَى أَجَلٍ. ثُمَّ يَبْتَاعُهَا إِلَى أَجَلٍ أَبْعَدَ مِنْهُ يَبِيعُهَا بِثَلَاثِينَ دِينَارًا إِلَى شَهْرٍ. ثُمَّ يَبْتَاعُهَا بِسِتِّينَ دِينَارًا إِلَى سَنَةٍ. أَوْ إِلَى نِصْفِ سَنَةٍ. فَصَارَ، إِنْ رَجَعَتْ إِلَيْهِ سِلْعَتُهُ بِعَيْنِهَا، وَأَعْطَاهُ صَاحِبُهُ ثَلَاثِينَ دِينَارًا، إِلَى شَهْرٍ، بِسِتِّينَ

ایک کے بدلے میں دو چیزیں نہ لی جائیں اگرچہ ان کی جنس مختلف ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ کھانے کی چیزوں کے سوا اور چیزوں کا قبضے سے پہلے فروخت کرنا درست ہے جبکہ فروخت کرنے والے کے سوا اس چیز کی قیمت کسی دوسرے کو ادا کر دی ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ فروخت کرتے وقت عورت کے پیٹ کے بچے کو مستثنیٰ کر لینا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ دھوکا ہے نہیں معلوم کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی، خوب صورت ہے یا بدصورت، ناقص ہے یا مکمل اور زندہ ہے یا مردہ؟ اور اس کو وہ عورت کی قیمت سے وضع کرے گا۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو ایک مدت مقرر کر کے غلام یا لونڈی کو ایک سو دینار میں خرید لے، پھر فروخت کرنے والا نادم ہو اور خریدنے والے سے کہے کہ وہ دس دینار قبول کرے۔ اسے نقد دے یا چند دنوں کا وعدہ کرے اور جو سو دینار اسنے دینے ہیں انہیں صفحۂ دل سے مٹا دے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اگر خریدار نادم ہو کر بائع سے کہے کہ وہ لونڈی یا غلام کو قبول کرے اور وہ دس دینار زائد اسے نقد دیتا ہے یا کوئی مدت مقرر کرتا ہے جو غلام یا لونڈی کو خریدنے کی مدت سے دور ہے تو یہ مناسب نہیں ہے اور اس میں کراہت ہے کیونکہ اس نے اپنے سو دینار کو حلال ہونے سے پہلے لونڈی اور دس دینار کے بدلے نقد یا کسی میعاد پر فروخت کیا۔ پس یہ سونے کی سونے کے ساتھ میعادی بیع میں داخل ہے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اپنی لونڈی کو ایک میعاد پر سو دینار میں فروخت کرے۔ پھر اسے زیادہ قیمت پر خرید لے جس مدت پر فروخت کی تھی اس سے لمبی مدت پر تو یہ درست نہیں ہے اور اس کی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ کوئی اپنی لونڈی کو ایک میعاد پر فروخت کرے، پھر اسے اس سے لمبی مدت پر خرید لے یعنی ایک ماہ کے وعدے پر اسے تیس دینار میں فروخت کرے پھر اسے ساٹھ دینار میں ایک سال یا چھ ماہ کے وعدے پر خرید لے تو ہوگا یوں کہ اگر وہ اس کا سامان واپس کرے اور ایک ماہ کے بعد اس کے صاحب کو تیس دینار دے اور یہ ساٹھ دینار ایک سال یا چھ ماہ بعد دے گا تو

دِيْنَارًا إِلَى سَنَةٍ، أَوْ إِلَى نِصْفِ سَنَةٍ. فَهٰذَا لَا يَنْبَغِي.

درست نہیں ہوگا۔ ف

بَابُ ۲ مَا جَاءَ فِي مَالِ الْمَمْلُوكِ

۲۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الْمُبْتَاعَ إِنِ اشْتَرَطَ مَالَ الْعَبْدِ فَهُوَ لَهُ. نَقْدًا كَانَ أَوْ دَيْنًا أَوْ عَرْضًا يُعْلَمُ أَوْ لَا يُعْلَمُ وَإِنْ كَانَ لِلْعَبْدِ مِنَ الْمَالِ أَكْثَرُ مِمَّا اشْتُرِيَ بِهِ، كَانَ ثَمَنُهُ نَقْدًا أَوْ دَيْنًا أَوْ عَرْضًا. وَذٰلِكَ أَنَّ مَالَ الْعَبْدِ لَيْسَ عَلَى سَيِّدِهِ فِيهِ زَكَاةٌ. وَإِنْ كَانَتْ لِلْعَبْدِ جَارِيَةٌ اسْتَحَلَّ فَرْجَهَا بِمِلْكِهِ إِيَّاهَا. وَإِنْ عَتَقَ الْعَبْدُ، أَوْ كَاتَبَ تَبِعَهُ مَالُهُ. وَإِنْ أَفْلَسَ، أَخَذَ الْغُرَمَاءُ مَالَهُ. وَلَمْ يُتْبَعْ سَيِّدُهُ بِشَيْءٍ مِنْ دَيْنِهِ.

لونڈی غلام کے مال کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص غلام کو فروخت کرے تو اس کا مال فروخت کرنے والے کا ہوگا مگر یہ کہ خریدار شرط کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ خریدار اگر غلام کے مال کی شرط کرے تو وہ اسی کا ہوگا، نقد، قرض یا سامان جو کچھ بھی ہو، معلوم ہو یا نا معلوم۔ غلام کے پاس اگر اس سے زیادہ مال ہو جتنے میں فروخت کیا گیا ہے، خواہ وہ نقد قیمت ہو یا قرض یا اسباب اور اسی لئے غلام کے مال میں آقا پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر غلام کی ایک لونڈی ہو تو ملکیت کے باعث آقا کے لئے اس کی شرمگاہ حلال ہو جائیگی۔ اگر غلام کو آزاد یا مکاتب کیا تو اسکا مال بھی تابع ہوگا کہ اگر وہ مفلس ہو جاتا تو قرض خواہوں کو مل جاتا اور آقا سے اسکے قرض کا مطلقاً مطالبہ نہ ہوتا۔

بَابُ ۳ مَا جَاءَ فِي الْعُهْدَةِ

۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ؛ أَنَّ أَبَانَ ابْنَ عُثْمَانَ، وَهِشَامَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، كَانَا يَذْكُرَانِ فِي خُطْبَتِهِمَا عُهْدَةَ الرَّقِيقِ. فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ مِنْ حِينِ يُشْتَرَى الْعَبْدُ أَوِ الْوَلِيدَةُ. وَعُهْدَةَ السَّنَةِ.

قَالَ مَالِكٌ: مَا أَصَابَ الْعَبْدُ أَوِ الْوَلِيدَةُ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ، مِنْ حِينِ يُشْتَرَيَانِ حَتَّى تَنْقَضِيَ الْأَيَّامُ الثَّلَاثَةُ

مواخذے کا حکم

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسمٰعیل دونوں نے اپنے خطبے میں بیان فرمایا کہ غلام کی ایک جواب دہی تین دن تک ہے، اس روز سے جس روز لونڈی یا غلام کو خریدا اور دوسری جواب دہی ایک سال ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ غلام یا لونڈی میں تین دن تک جو عارضہ نظر آجائے جبکہ خریداری کے دن سے تین روز پورے ہونے

ف۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب کے اندر تجارت کے مختلف طریقے رائج تھے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:۔ بیع عربان[1]، عریہ[2]، مزابنہ[3]، محاقلہ[4]، بیع صرف[5]، مراطلہ[6]، بیع عینہ[7]، بیع سلف[8]، ملامسہ[9]، منابذہ[10]، مرابحہ[11]، طلاقیع[12]، حبل الحبلہ[13] اور دیگر نام سے پہ بیع وغیرہ۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے بعض کو ناجائز قرار دیتے ہوئے ان سے منع فرمادیا اور باقی کی جائز اور ناجائز صورتیں متعین فرمادیں۔ بیع عربان کی تعریف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کے تحت فرمائی ہوئی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ. وَإِنْ عُهْدَةُ السَّنَةِ مِنَ الْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ. فَإِذَا مَضَتِ السَّنَةُ. فَقَدْ بَرِئَ الْبَائِعُ مِنَ الْعُهْدَةِ كُلِّهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا أَوْ وَلِيدَةً مِنْ أَهْلِ الْمِيرَاثِ، أَوْ غَيْرِهِمْ بِالْبَرَاءَةِ. فَقَدْ بَرِئَ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ. وَلَا عُهْدَةَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلِمَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ. فَإِنْ كَانَ عَلِمَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ، لَمْ تَنْفَعْهُ الْبَرَاءَةُ. وَكَانَ ذَلِكَ الْبَيْعُ مَرْدُودًا. وَلَا عُهْدَةَ عِنْدَنَا إِلَّا فِي الرَّقِيقِ.

بَابُ الْعَيْبِ فِي الرَّقِيقِ

٤ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بَاعَ غُلَامًا لَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ. وَبَاعَهُ بِالْبَرَاءَةِ. فَقَالَ الَّذِي ابْتَاعَهُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: بِالْغُلَامِ دَاءٌ لَمْ تُسَمِّهِ لِي. فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. فَقَالَ الرَّجُلُ: بَاعَنِي عَبْدًا وَبِهِ دَاءٌ لَمْ يُسَمِّهِ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: بِعْتُهُ بِالْبَرَاءَةِ. فَقَضَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنْ يَحْلِفَ لَهُ، لَقَدْ بَاعَهُ الْعَبْدَ وَمَا بِهِ دَاءٌ يَعْلَمُهُ. فَأَبَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ يَحْلِفَ. وَارْتَجَعَ الْعَبْدَ. فَصَحَّ عِنْدَهُ. فَبَاعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ بِأَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةِ دِرْهَمٍ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا. أَنَّ كُلَّ مَنِ ابْتَاعَ وَلِيدَةً فَحَمَلَتْ، أَوْ عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ. وَكُلَّ أَمْرٍ دَخَلَهُ الْفَوْتُ حَتَّى لَا يُسْتَطَاعَ رَدُّهُ. فَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ، إِنَّهُ قَدْ كَانَ بِهِ عَيْبٌ عِنْدَ الَّذِي بَاعَهُ. أَوْ عُلِمَ ذَلِكَ بِاعْتِرَافٍ مِنَ الْبَائِعِ أَوْ غَيْرِهِ. فَإِنَّ الْعَبْدَ أَوِ الْوَلِيدَةَ يُقَوَّمُ وَبِهِ الْعَيْبُ الَّذِي كَانَ بِهِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ. فَيُرَدُّ مِنَ الثَّمَنِ قَدْرُ مَا بَيْنَ قِيمَتِهِ صَحِيحًا وَقِيمَتِهِ وَبِهِ ذَلِكَ الْعَيْبُ.

بجز وہ فروخت کرنے والے کی طرف سے ہے اور سال بھر والا عہد جنون، جذام اور برص کا ہے۔ اگر ایک سال گزر جائے تو فروخت کرنے والا ہر قسم کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میراث پانے والوں یا دوسرے لوگوں نے غلام یا لونڈی کو فروخت کیا، اس شرط پر کہ وہ جواب دہی سے بری ہیں تو وہ ہر عیب سے بری الذمہ ہوں گے اور ان پر کوئی جواب دہی نہیں ہو گی مگر جبکہ عیب کا علم ہو اور انہوں نے چھپایا ہو۔ اگر انہیں عیب کا علم تھا اور اسے چھپایا تو برأت ان کے کام نہیں آئے گی اور یہ بیع باطل قرار پائے گی اور ہمارے نزدیک جواب دہی صرف لونڈی غلام میں ہے۔

لونڈی غلام میں عیب نکل آنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ایک غلام کو آٹھ سو درہم میں برأت کے ساتھ فروخت کیا۔ خریدنے والے نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا کہ غلام کو ایک مرض ہے جو آپ نے مجھے نہیں بتایا۔ دونوں جھگڑے کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ اس آدمی نے کہا کہ میں نے غلام خریدا جس کو مرض ہے جو مجھے بتایا نہیں گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے برأت کے ساتھ فروخت کیا تھا۔ حضرت عثمان نے فیصلہ فرمایا کہ عبداللہ بن عمر اس کا حلف اٹھائیں کہ انہوں نے جب غلام بیچا تو کوئی مرض ایسا نہ تھا جو ان کے علم میں ہو۔ حضرت عبداللہ نے حلف سے انکار کیا۔ غلام لوٹ آیا اور پھر تندرست ہو گیا تو اس کے بعد حضرت عبداللہ نے اسے ایک ہزار پانچ سو درہم میں فروخت کیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو لونڈی خریدے اور وہ حاملہ ہو جائے یا غلام خریدے اور اسے آزاد کر دے اور ایسی کوئی وجہ اس کے ساتھ شامل ہو جائے کہ اسے لوٹایا نہ جا سکے تو گواہ کھڑے کئے جائیں گے کہ فروخت کرنے والے کے پاس ہی اس میں عیب تھا یا اس کے معلوم ہونے کا بائع اعتراف کر لے یا کوئی دوسرا۔ پس اس عیب والے غلام یا لونڈی کی خریداری کے روز کی قیمت لگائی جائے گی۔ پس یہ عیب والی قیمت صحیح قیمت سے جتنی کم ہو گی اتنی رقم واپس پھیری جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْعَبْدَ، ثُمَّ يَظْهَرُ مِنْهُ عَلَى عَيْبٍ يَرُدُّهُ مِنْهُ، وَقَدْ حَدَثَ بِهِ عِنْدَ الْمُشْتَرِي عَيْبٌ آخَرُ: إِنَّهُ، إِذَا كَانَ الْعَيْبُ الَّذِي حَدَثَ بِهِ مُفْسِدًا، مِثْلُ الْقَطْعِ أَوِ الْعَوَرِ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْعُيُوبِ الْمُفْسِدَةِ. فَإِنَّ الَّذِي اشْتَرَى الْعَبْدَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ. إِنْ أَحَبَّ أَنْ يُوضَعَ عَنْهُ قَدْرُ الْعَيْبِ قَالَ أَحَبَّ أَنْ يُوضَعَ عَنْهُ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ، بِقَدْرِ الْعَيْبِ الَّذِي كَانَ بِالْعَبْدِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ، وُضِعَ عَنْهُ. وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَغْرَمَ قَدْرَ مَا أَصَابَ الْعَبْدَ مِنَ الْعَيْبِ عِنْدَهُ، ثُمَّ يَرُدُّ الْعَبْدَ، فَذٰلِكَ لَهُ. وَإِنْ مَاتَ الْعَبْدُ عِنْدَ الَّذِي اشْتَرَاهُ أُقِيمَ الْعَبْدُ وَبِهِ الْعَيْبُ الَّذِي كَانَ بِهِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ. فَيُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُهُ؟ فَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ الْعَبْدِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ بِغَيْرِ عَيْبٍ، مِائَةَ دِينَارٍ. وَقِيمَتُهُ يَوْمَ اشْتَرَاهُ وَبِهِ الْعَيْبُ ثَمَانُونَ دِينَارًا. وُضِعَ عَنِ الْمُشْتَرِي مَا بَيْنَ الْقِيمَتَيْنِ. وَإِنَّمَا تَكُونُ الْقِيمَةُ يَوْمَ اشْتُرِيَ الْعَبْدُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ کسی نے غلام خریدا۔ پس اس میں ایسا عیب ظاہر ہوا کہ لوٹایا جا سکتا ہے۔ پھر خریدار کے پاس دوسرا عیب پیدا ہو گیا مثلاً کوئی عضو کٹ گیا یا کانا ہو گیا یا کوئی دوسرا عیب۔ دریں حالات غلام کو صحیح حالت میں خریدنے والا اگر چاہے تو عیب کے مطابق قیمت وضع کرے گا اور اگر چاہے تو غلام کو لوٹا دے اور جو عیب اس کے ہاں پیدا ہوا اس کا تاوان ادا کر دے۔ اگر خریدار کے پاس غلام مر جائے تو غلام کی قیمت لگائی جائے گی اس عیب کے ساتھ جو خریداری کے روز موجود تھا۔ پھر اس کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر خریداری کے روز عیب کے بغیر قیمت سو دینار تھی اور خریداری کے روز عیب کے ساتھ اسّی دینار قیمت تھی تو مشتری بائع سے دونوں قیمتوں کا فرق وضع کرے گا لیکن قیمت اس روز کی ہو گی جس روز کہ غلام کو خریدا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا. أَنَّ مَنْ رَدَّ وَلِيدَةً مِنْ عَيْبٍ وَجَدَهُ بِهَا. وَكَانَ قَدْ أَصَابَهَا: أَنَّهَا إِنْ كَانَتْ بِكْرًا فَعَلَيْهِ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا. وَإِنْ كَانَتْ ثَيِّبًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِي إِصَابَتِهِ إِيَّاهَا شَيْءٌ. لِأَنَّهُ كَانَ ضَامِنًا لَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو لونڈی کو عیب کے باعث لوٹائے اور خریدار اس کے ساتھ صحبت کر چکا ہے تو اگر وہ کنواری تھی تو قیمت میں جتنی کمی آئی ہے وہ ادا کرے اور اگر شوہر دیدہ تھی تو صحبت کرنے کے باعث اسے تاوان نہیں دینا پڑے گا۔

قَالَ مَالِكٌ، اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا. فِيمَنْ بَاعَ عَبْدًا أَوْ وَلِيدَةً أَوْ حَيَوَانًا بِالْبَرَاءَةِ. مِنْ أَهْلِ الْمِيرَاثِ أَوْ غَيْرِهِمْ. فَقَدْ بَرِئَ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ فِيمَا بَاعَ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلِمَ فِي ذٰلِكَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ. فَإِنْ كَانَ عَلِمَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ لَمْ تَنْفَعْهُ تَبْرِئَتُهُ. وَكَانَ مَا بَاعَ مَرْدُودًا عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جس نے غلام، لونڈی یا کسی جانور کو برأت کے ساتھ فروخت کیا خواہ وہ اہل میراث سے ہو یا دوسرا، تو وہ اس چیز کے ہر عیب سے بری الذمہ ہو جائے گا ماسوائے اس صورت کے کہ اس کو عیب کا علم ہو اور چھپائے۔ اگر عیب کا اسے علم ہو اور دانستہ چھپایا ہو تو برأت سے

قَالَ مَالِكٌ: فِي الْجَارِيَةِ تُبَاعُ بِالْجَارِيَتَيْنِ، ثُمَّ يُوجَدُ بِإِحْدَى الْجَارِيَتَيْنِ عَيْبٌ تُرَدُّ مِنْهُ. قَالَ: تُقَامُ الْجَارِيَةُ الَّتِي كَانَتْ قِيمَةَ الْجَارِيَتَيْنِ. فَيُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُهَا؟ ثُمَّ تُقَامُ الْجَارِيَتَانِ بِغَيْرِ الْعَيْبِ الَّذِي وُجِدَ بِإِحْدَاهُمَا

امام مالک نے اس لونڈی کے متعلق فرمایا جو دو لونڈیوں کے بدلے فروخت کی گئی۔ پھر ان میں سے ایک کے اندر ایسا عیب پایا گیا جس کی وجہ سے وہ پھر سکتی ہے فرمایا کہ اس لونڈی کی قیمت لگائی جائے گی جو دونوں لونڈیوں کے برابر تھی۔ دیکھا جائیگا کہ اسکی قیمت کیا ہے؟ پھر دونوں

لَهُمَا أَنْ صَحِيحَتَيْنِ سَالِمَتَيْنِ. ثُمَّ يُقْسَمُ ثَمَنُ الْجَارِيَةِ الَّتِي بِيعَتْ بِالْجَارِيَتَيْنِ عَلَيْهِمَا، بِقَدْرِ ثَمَنِهِمَا. حَتَّى يَقَعَ عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا حِصَّتُهَا مِنْ ذَلِكَ. عَلَى الْمُرْتَفِعَةِ بِقَدْرِ ارْتِفَاعِهَا. وَعَلَى الأُخْرَى بِقَدْرِهَا. ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى الَّتِي بِهَا الْعَيْبُ. فَيُرَدُّ بِقَدْرِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا مِنْ تِلْكَ الْحِصَّةِ إِنْ كَانَتْ كَثِيرَةً أَوْ قَلِيلَةً. وَإِنَّمَا تَكُونُ قِيمَةُ الْجَارِيَتَيْنِ عَلَيْهِ يَوْمَ قَبْضِهِمَا.

لونڈیوں کی قیمت لگائی جائیگی اس عیب کے بغیر جو ان میں سے ایک کے اندر پایا گیا پھر ان کی صحیح سالم کی قیمت لگائی جاتی تھی۔ پھر دیکھا جائے گا کہ اس ایک لونڈی کی قیمت ان دونوں لونڈیوں سے کتنی زیادہ ہے۔ پھر زائد رقم کو ان دونوں لونڈیوں کی قیمت پر تقسیم کریں گے اور دیکھیں گے کہ صحیح سالم کی قیمت کیا بنی اور عیب والی کی کتنی۔ پھر عیب والی کو دیکھ کر جتنا اس پر حصہ پڑا اسکے حساب سے واپس لوٹا دی جائیگی خواہ وہ قلیل حصہ ہو یا کثیر اور ان دونوں لونڈیوں کی قبضے کے روز کی قیمت لگائی جائیگی۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْعَبْدَ فَيُؤَاجِرُهُ بِالإِجَارَةِ الْعَظِيمَةِ، أَوِ الْغَلَّةِ الْقَلِيلَةِ. ثُمَّ يَجِدُ بِهِ عَيْبًا يُرَدُّ مِنْهُ: إِنَّهُ يَرُدُّهُ بِذَلِكَ الْعَيْبِ. وَتَكُونُ لَهُ إِجَارَتُهُ وَغَلَّتُهُ. وَهَذَا الأَمْرُ الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ بِبَلَدِنَا. وَذَلِكَ لَوْ أَنَّ رَجُلاً ابْتَاعَ عَبْدًا، فَبَنَى لَهُ دَارًا قِيمَةُ بِنَائِهَا ثَمَنُ الْعَبْدِ أَضْعَافًا. ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا يُرَدُّ مِنْهُ رَدَّهُ. وَلاَ يُحْتَسَبُ لِلْعَبْدِ عَلَيْهِ إِجَارَةٌ فِيمَا عَمِلَ لَهُ. فَكَذَلِكَ تَكُونُ لَهُ إِجَارَتُهُ، إِذَا آجَرَهُ مِنْ غَيْرِهِ. لأَنَّهُ ضَامِنٌ لَهُ. وَهَذَا الأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے غلام خرید کر مزدوری کروائی۔ مزدوری سے خواہ زیادہ حاصل کیا یا تھوڑا پھر اس میں ایسا عیب پاتے جس کے باعث لوٹا سکے تو وہ غلام کو واپس کر دے بوجہ عیب کے اور مزدوری کی رقم رکھ لے اور اس بات پر ہمارے شہر کی ایک جماعت ہے۔ جیسے کسی شخص نے اگر غلام خریدا اور غلام سے ایک گھر بنوایا جس کی مزدوری غلام کی قیمت سے کئی گنا ہے۔ پھر اس میں عیب پائے جس کے باعث لوٹا سکے تو اسے لوٹا دے اور غلام نے جو مزدوری کی وہ واپس نہیں کی جائے گی کیونکہ مشتری اس کا ضامن تھا اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الأَمْرُ عِنْدَنَا، فِيمَنِ ابْتَاعَ رَقِيقًا فِي صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ. فَوَجَدَ فِي ذَلِكَ الرَّقِيقِ عَبْدًا مَسْرُوقًا أَوْ وَجَدَ بِعَبْدٍ مِنْهُمْ عَيْبًا. إِنَّهُ يُنْظَرُ فِيمَا وُجِدَ مَسْرُوقًا أَوْ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا. فَإِنْ كَانَ هُوَ وَجْهَ ذَلِكَ الرَّقِيقِ أَوْ أَكْثَرَهُ ثَمَنًا. أَوْ مِنْ أَجْلِهِ اشْتَرَى. وَهُوَ الَّذِي فِيهِ الْفَضْلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ. كَانَ ذَلِكَ الْبَيْعُ مَرْدُودًا كُلُّهُ. وَإِنْ كَانَ الَّذِي وُجِدَ مَسْرُوقًا، أَوْ وُجِدَ بِهِ الْعَيْبُ مِنْ ذَلِكَ الرَّقِيقِ فِي الشَّيْءِ الْيَسِيرِ مِنْهُ. لَيْسَ هُوَ وَجْهَ ذَلِكَ الرَّقِيقِ. وَلاَ مِنْ أَجْلِهِ اشْتُرِيَ وَلاَ فِيهِ الْفَضْلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ. رُدَّ ذَلِكَ الَّذِي وُجِدَ بِهِ الْعَيْبُ. أَوْ وُجِدَ مَسْرُوقًا بِعَيْنِهِ بِقَدْرِ قِيمَتِهِ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي اشْتَرَى بِهِ أُولَئِكَ الرَّقِيقَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ایک ہی عقد میں کئی غلام خریدے پھر ان میں سے ایک غلام چوری کا نکل آیا یا ایک غلام کے اندر کوئی عیب پایا گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ جو غلام چوری کا نکلا یا جس میں عیب پایا گیا کہ کیا وہ سب غلاموں میں عمدہ یا زیادہ قیمتی ہے جس کے باعث خریدا گیا یا لوگوں کے نزدیک اُس کے اندر کوئی خاص خوبی ہے؟ ایسا ہے تو وہ ساری بیع فسخ ہو گی اور اگر جس کو چوری پایا گیا یا جس میں عیب نکلا وہ دوسرے غلاموں میں معمولی شمار ہوتا ہے اور اس غلام کی وجہ سے سودا نہیں ہوا اور نہ لوگوں کے نزدیک اس کے اندر کوئی خاص خوبی ہے تو جس میں عیب پایا گیا یا چوری کا نکلا تو اُس غلام کو اُتنی ہی قیمت پر واپس کر دیا جائے گا جتنے میں اُسے خریدا تھا۔

بَابُ مَا یُفْعَلُ فِی الْوَلِیدَۃِ إِذَا بِیعَتْ وَالشَّرْطُ فِیہَا

۵۔ حَدَّثَنِی یَحْیَی عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، أَنَّ عُبَیْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَخْبَرَہُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُودٍ ابْتَاعَ جَارِیَۃً مِنِ امْرَأَتِہِ زَیْنَبَ الثَّقَفِیَّۃِ. وَاشْتَرَطَتْ عَلَیْہِ أَنَّکَ إِنْ بِعْتَہَا فَہِیَ لِی بِالثَّمَنِ الَّذِی تَبِیعُہَا بِہِ. فَسَأَلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ ذٰلِکَ، عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: لَا تَقْرَبْہَا وَفِیہَا شَرْطٌ لِأَحَدٍ.

اگر لونڈی کو شرط لگا کر بیچا جائے

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اپنی بیوی حضرت زینب ثقفیہ سے ایک لونڈی خریدی۔ انہوں نے شرط رکھی کہ جتنی قیمت پر آپ اسے فروخت کریں اتنے داموں میری ہوگی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اس کا حضرت عمر سے ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس میں ایک بھی شرط ہو اس سے صحبت نہ کرنا۔

۶۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّہُ کَانَ یَقُولُ: لَا یَطَأُ الرَّجُلُ وَلِیدَۃً، إِلَّا وَلِیدَۃً إِنْ شَاءَ بَاعَہَا، وَإِنْ شَاءَ وَہَبَہَا، وَإِنْ شَاءَ أَمْسَکَہَا، وَإِنْ شَاءَ صَنَعَ بِہَا مَا شَاءَ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ آدمی اس لونڈی سے صحبت کر سکتا ہے جس کو چاہے فروخت کرے، چاہے ہبہ کرے، چاہے روکے اور چاہے جو مرضی ہو کرے۔

قَالَ مَالِکٌ، فِیمَنِ اشْتَرَی جَارِیَۃً عَلَی شَرْطِ أَنْ لَا یَبِیعَہَا، وَلَا یَہَبَہَا، أَوْ مَا أَشْبَہَ ذٰلِکَ مِنَ الشُّرُوطِ، فَإِنَّہُ لَا یَنْبَغِی لِمُشْتَرِی أَنْ یَطَأَہَا. وَذٰلِکَ أَنَّہُ لَا یَجُوزُ لَہُ أَنْ یَبِیعَہَا وَلَا أَنْ یَہَبَہَا. فَإِذَا کَانَ لَا یَمْلِکُ ذٰلِکَ مِنْہَا، فَلَمْ یَمْلِکْہَا مِلْکًا تَامًّا. لِأَنَّہُ قَدِ اسْتُثْنِیَ عَلَیْہِ فِیہَا مَا مَلَکَہُ بِیَدِ غَیْرِہِ. فَإِذَا دَخَلَ ہٰذَا الشَّرْطُ، لَمْ یَصْلُحْ. وَکَانَ بَیْعًا مَکْرُوہًا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اس شرط پر لونڈی خریدی کہ نہ اسے بیچے گا اور نہ ہبہ کرے گا وغیرہ ایسی ہی شرط کے ساتھ تو خریدنے والے کو اس سے صحبت کرنا درست نہیں اور اسے فروخت یا ہبہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ اس صورت میں وہ پوری طرح اس کا مالک نہ ہوا کیونکہ مکمل اختیار نہیں رکھتا۔ چونکہ اس کا کچھ اختیار دوسرے کے ہاتھ میں رہا۔ لہٰذا ایسی شرط کا شامل کرنا درست نہیں اور ایسی بیع مکروہ قرار پائے گی۔

بَابُ النَّہْیِ عَنْ أَنْ یَطَأَ الرَّجُلُ وَلِیدَۃً وَلَہَا زَوْجٌ

خاوند والی لونڈی سے وطی کی ممانعت ہے

۷۔ حَدَّثَنِی یَحْیَی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِہَابٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَامِرٍ أَہْدَی لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ جَارِیَۃً. وَلَہَا زَوْجٌ. ابْتَاعَہَا بِالْبَصْرَۃِ. فَقَالَ عُثْمَانُ: لَا أَقْرَبُہَا حَتَّی یُفَارِقَہَا زَوْجُہَا. فَأَرْضَی ابْنُ عَامِرٍ زَوْجَہَا، فَفَارَقَہَا.

عبد اللہ بن عامر نے حضرت عثمان کی خدمت میں ایک لونڈی تحفے کے طور پر پیش کیا۔ اس کا خاوند بھی تھا اور لونڈی کو بصرے سے خریدا تھا۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ جب تک اس کا خاوند چھوڑ نہ دے میں اسکے نزدیک نہیں جاؤں گا۔ ابن عامر نے اسکے خاوند کو راضی کر لیا تو اس نے لونڈی کو چھوڑ دیا۔

۸۔ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِہَابٍ، عَنْ

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت

أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؛ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ ابْتَاعَ وَلِيدَةً فَوَجَدَهَا ذَاتَ زَوْجٍ. فَرَدَّهَا.

عبدالرحمن بن عوف نے ایک لونڈی خریدی، معلوم ہوا کہ وہ خاوند والی ہے تو اسے واپس کر دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَمَرِ الْمَالِ يُبَاعُ أَصْلُهُ

درخت بیچا گیا تو پھل اس میں شامل نہیں

۹۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ. فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو تابیر کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو اس کے پھل بائع کے ہونگے مگر یہ کہ خریدار انکی شرط کرلے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

پھلوں کو پختگی ظاہر ہونے تک بیچنا منع ہے

۱۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا. نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھلوں کو بیچنے سے جب تک پختگی ظاہر نہ ہو بائع اور مشتری کو منع فرمایا ہے۔

۱۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ. فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا تُزْهِيَ؟ فَقَالَ: "حِينَ تَحْمَرُّ" وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ، فَبِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ؟"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوش رنگ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! خوش رنگ ہونا کیا ہے؟ فرمایا جب سرخ ہو جائے اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ پکنے دے تو تم کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال لوگے؟

۱۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ، مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ.

عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھلوں کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ ہر آفت سے نجات پا جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَبَيْعُ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا مِنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا دھوکے کی تجارت ہے۔

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَبِيعُ ثِمَارَهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا.

خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھلوں کو نہ بیچتے یہاں تک کہ ثریا کے تارے نکلنے لگتے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي بَيْعِ الْبِطِّيخِ وَالْقِثَّاءِ وَالْخِرْبِزِ وَالْجَزَرِ، إِنَّ بَيْعَهُ إِذَا بَدَا صَلَاحُهُ حَلَالٌ جَائِزٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک خربوزے، ککڑی، دوسرے خربوزے اور گاجر کی بیع کا یہ حکم ہے کہ بہتری معلوم

ثُمَّ يَكُونُ لِلْمُشْتَرِي مَا يَنْبُتُ حَتَّى يَنْقَطِعَ ثَمَرُهُ، وَيَهْلِكَ. وَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ وَقْتٌ يُؤَقَّتُ. وَذٰلِكَ أَنَّ وَقْتَهُ مَعْرُوفٌ عِنْدَ النَّاسِ. وَرُبَّمَا دَخَلَتْهُ الْعَاهَةُ. فَقَطَعَتْ ثَمَرَتَهُ، قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ. وَإِذَا دَخَلَتْهُ الْعَاهَةُ بِجَائِحَةٍ تَبْلُغُ الثُّلُثَ فَصَاعِدًا. كَانَ ذٰلِكَ مَوْضُوعًا عَنِ الَّذِي ابْتَاعَهُ.

ہونے پران کی بیع حلال وجائز ہے۔ پھر جو لگیں گے وہ پھلوں کے ختم ہونے یا ہلاک ہونے تک مشتری کے ہوں گے اور اس کی کوئی مقررہ مدت نہیں ہے بلکہ لوگوں کے دستور کے مطابق ہے اور بعض اوقات کوئی آفت آکر پھلوں کو ضائع کر دیتی ہے اس وقت کے آنے سے پہلے کوئی آفت آجاتے تو مقررہ قیمت کے تہائی تک مجرا کیا جا سکتا ہے کہ اسے خریدار وضع کرلے گا۔

بَاب ٩ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ

عریہ کے فروخت کرنے کا بیان

١٤۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيعَهَا بِخَرْصِهَا.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اندازے سے میوے فروخت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا. فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ. أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اندازے سے بیع عرایا (میووں) کی اجازت مرحمت فرمائی ہے جبکہ وہ پانچ وسق سے کم یا تقریباً پانچ وسق ہوں۔

يَشُكُّ دَاوُدُ قَالَ: خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ.

داؤد کو شک ہے، فرمایا کہ پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا تُبَاعُ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ. يُتَحَرَّى ذٰلِكَ وَيُخْرَصُ فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ. وَإِنَّمَا أُرْخِصَ فِيهِ لِأَنَّهُ أُنْزِلَ بِمَنْزِلَةِ التَّوْلِيَةِ وَالْإِقَالَةِ وَالشِّرْكِ. وَلَوْ كَانَ بِمَنْزِلَةِ غَيْرِهِ مِنَ الْبُيُوعِ. مَا أَشْرَكَ أَحَدٌ أَحَدًا فِي طَعَامِهِ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ. وَلَا أَقَالَهُ مِنْهُ. وَلَا وَلَّاهُ أَحَدًا حَتَّى يَقْبِضَهُ الْمُبْتَاعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ میووں کا درختوں پر اندازہ کر لیا جاتا ہے گا کیونکہ اس کی اجازت دی گئی ہے اور اسے تولیہ، اقالہ اور شراکت کی طرح شمار کیا گیا ہے۔ اگر یہ دوسری بیوع کی طرح ہوتا تو جیسے کھانے کی چیزوں کا تولیہ، اقالہ یا شرکت خریدار کے قبضے سے پہلے درست نہیں اسی طرح اس کا بھی درست نہ ہوتا۔

بَاب ١٠ الْجَائِحَةِ فِي بَيْعِ الثِّمَارِ وَالزَّرْعِ

پھلوں اور کھیتی کی بیع میں آفت آنے کا بیان

١٥۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ، مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّهُ

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی نے کسی باغ کے پھل خریدے

سَمِعَهَا تَقُولُ: ابْتَاعَ رَجُلٌ ثَمَرَ حَائِطٍ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَعَالَجَهُ وَقَامَ فِيهِ حَتَّى تَبَيَّنَ لَهُ النُّقْصَانُ. فَسَأَلَ رَبَّ الْحَائِطِ أَنْ يَضَعَ لَهُ أَوْ أَنْ يُقِيلَهُ. فَحَلَفَ أَنْ لَا يَفْعَلَ. فَذَهَبَتْ أُمُّ الْمُشْتَرِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «تَأَلَّى أَنْ لَا يَفْعَلَ خَيْرًا» فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَبُّ الْحَائِطِ. فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هُوَ لَهُ.

اس نے بہتری کی تدبیر کی لیکن بالآخر نقصان ہوا۔ اس نے باغ کے مالک سے کہا کہ قیمت کچھ گھٹا دو یا واپس کر لو۔ اس نے قسم کھائی کہ ایسا نہیں کرے گا۔ پس خریدار کی والدہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا واقعی اس نے قسم کھائی کہ بھلائی نہیں کروں گا؟ یہ بات باغ والے نے سنی تو عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ! مجھے اس کی بات منظور ہے۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى بِوَضْعِ الْجَائِحَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عمر بن عبدالعزیز نے خریدار کے نقصان کو پورا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى ذٰلِكَ، الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْجَائِحَةُ الَّتِي تُوضَعُ عَنِ الْمُشْتَرِي، الثُّلُثُ فَصَاعِدًا. وَلَا يَكُونُ مَا دُونَ ذٰلِكَ جَائِحَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ خریدار کا نقصان پورا کیا جائے گا جبکہ تہائی یا اس سے زیادہ نقصان ہو، لیکن کم ہو تو پورا نہیں کیا جاتے گا۔

بَابُ مَا يَجُوزُ فِي اسْتِثْنَاءِ الثَّمَرِ

کچھ پھلوں کو بیع سے مستثنیٰ کرنا جائز ہے

۱۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَبِيعُ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَيَسْتَثْنِي مِنْهُ.

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اپنے باغ کے پھلوں کو فروخت کرتے تو بعض کو مستثنیٰ کر لیا کرتے۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ، مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ، أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَتْ تَبِيعُ ثِمَارَهَا وَتَسْتَثْنِي مِنْهَا.

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ان کے جدامجد محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باغ کے پھل بیچے جس کو افراق کہا جاتا تھا، چار ہزار درہم میں اور آٹھ سو درہم کی کھجوریں اس سے مستثنیٰ کر لیں۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا بَاعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ، أَنَّ لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْ ثَمَرِ حَائِطِهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ ثُلُثِ الثَّمَرِ. لَا يُجَاوِزُ ذٰلِكَ. وَمَا كَانَ دُونَ الثُّلُثِ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جب کوئی اپنے باغ کا پھل بیچے تو اسے حق ہے کہ اپنے باغ کے پھل میں تہائی تک مستثنیٰ کر لے اور اس سے تجاوز نہ کرے ہاں تہائی سے کم میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا الرَّجُلُ يَبِيعُ ثَمَرَ حَائِطِهِ، وَيَسْتَثْنِي مِنْ ثَمَرِ حَائِطِهِ، ثَمَرَ نَخْلَةٍ أَوْ نَخَلَاتٍ يَخْتَارُهَا، وَيُسَمِّي عَدَدَهَا. فَلَا أَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا. لِأَنَّ رَبَّ الْحَائِطِ إِنَّمَا اسْتَثْنَى شَيْئًا مِنْ ثَمَرِ حَائِطِ نَفْسِهِ. وَإِنَّمَا ذٰلِكَ

امام مالک نے فرمایا کہ جو اپنے باغ کا پھل بیچے اور اس میں سے کچھ پھل مستثنیٰ کرے نیز ایک دو درخت بھی نہ بیچے اور ان کی تعداد بتا دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ مالک نے جن درختوں کو مستثنیٰ کیا ہے گویا انہیں بیچا ہی نہیں اور بلکہ روک لیا ہے اور ان کے سوا باقی باغ کے پھل بیچے ہیں۔

شَيْءٌ اُخْتَبَسَهُ مِنْ حَائِطِهِ. وَاَمْسَكَهُ لَمْ يَبِعْهُ. وَبَاعَ مِنْ حَائِطِهِ مَا سِوٰى ذٰلِكَ.

۱۹۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ: اَنَّ جَدَّهُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ بَاعَ ثَمَرَ حَائِطٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ الْاَفْرَاقُ. بِاَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ. وَاسْتَثْنٰى مِنْهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ، تَمْرًا.

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ان کے جدِ امجد حضرت محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باغ کا پھل چار ہزار درہم میں فروخت کیا جس کو افراق کہا جاتا تھا اور اس میں سے آٹھ سو درہم کی کھجوریں مستثنیٰ کر لی تھیں۔

بَابُ ۱۲ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ التَّمْرِ

کھجوروں کی مکروہ بیع

۲۰۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ اَنَّهُ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ". فَقِيْلَ لَهُ: اِنَّ عَامِلَكَ عَلٰى خَيْبَرَ يَاْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "ادْعُوْهُ لِيْ". فَدُعِيَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَتَاْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ؟" فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَبِيْعُوْنَنِي الْجَنِيْبَ بِالْجَمْعِ صَاعًا بِصَاعٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ. ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا".

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور کے بدلے کھجور برابر بیچو۔ عرض کی گئی کہ آپ کا عامل خیبر تو ایک صاع دو صاع کھجوروں کے بدلے لیتا ہے آپ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس بلاؤ۔ اسے بلایا گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دو صاع کے بدلے ایک صاع لیتے ہو؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ایک صاع گھٹیا کھجوروں کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجوریں نہیں ملتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ گھٹیا کھجوروں کو نقدی سے بیچ دو اور پھر عمدہ کھجوریں نقدی سے خرید لو۔

۲۱۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ. فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟" فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ. وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَفْعَلْ. بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ. ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا".

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو خیبر کا عامل مقرر فرمایا تو وہ عمدہ کھجوریں لے کر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا خیبر میں ساری کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم نہیں ہم اپنی دو صاع کے بدلے ایک صاع اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ گھٹیا کھجوروں کو دراہم سے بیچ دو اور پھر عمدہ کھجوریں نقدی سے خرید لو۔

۲۲۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ؛ اَنَّ زَيْدًا اَبَا عَيَّاشٍ، اَخْبَرَهُ؛ اَنَّهُ سَاَلَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ

ابو عیاش زید نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سلت کے بدلے بیضا لینے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا دونوں میں سے کون سا غلہ

عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ؟ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَيَّتُهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْبَيْضَاءُ، فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ. وَقَالَ سَعْدٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟" فَقَالُوا: نَعَمْ. فَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ.

بہتر ہے؟ عرض کی بیضاء۔ آپ نے اُنہیں اس سے منع فرمایا۔ حضرت سعد نے بتایا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تازی کھجوروں کے بدلے خشک کھجوریں لینے کے متعلق پوچھا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تازہ کھجوروں کا سوکھ کر وزن گھٹتا ہے؟ عرض کی گئی ہاں تو آپ نے اس سے منع فرما دیا۔

بَابُ ۱۳ مَا جَاءَ فِي الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

مزابنہ اور محاقلہ بیع کا بیان

۲۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ اندازے سے کھجور کے بدلے کھجور بیچنے کو مزابنہ کہتے ہیں۔ اسی طرح انگور کے بدلے کشمکش خریدنے کو۔

۲۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ. وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنا اور محاقلہ مثلاً گندم کے کھیت کو گندم کے بدلے دینا۔

۲۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ. وَالْمُحَاقَلَةُ اشْتِرَاءُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ. وَاسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ مزابنہ تو کھجور کے بدلے کھجور خریدنا ہے اور محاقلہ کھیتی کے بدلے گندم یا گندم لے کر زمین کرائے پر دینا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ اسْتِكْرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے سونے کے بدلے زمین کرائے پر دینے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں

قَالَ مَالِكٌ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ. وَتَفْسِيرُ الْمُزَابَنَةِ: أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنَ الْجِزَافِ الَّذِي لَا يُعْلَمُ كَيْلُهُ وَلَا وَزْنُهُ وَلَا عَدَدُهُ، ابْتِيعَ بِشَيْءٍ مُسَمًّى مِنَ الْكَيْلِ أَوِ الْوَزْنِ أَوِ الْعَدَدِ. وَذٰلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الطَّعَامُ الْمُصَبَّرُ الَّذِي لَا يُعْلَمُ كَيْلُهُ مِنَ الْحِنْطَةِ أَوِ التَّمْرِ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأَطْعِمَةِ. أَوْ

امام مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مزاب[illegible] سے منع فرمایا ہے۔ مزابنہ کی تفسیر یہ ہے کہ اندازہ کی ہوئی کسی چیز [illegible] جس کی تول یا وزن یا تعداد معلوم ، ہو اس کی کسی ایسی چیز کے سا[illegible] خرید و فروخت کرنا جس کی تول یا وزن معلوم ہو۔ مثلاً کوئی آدمی [illegible] سے کہے کہ اپنے اس ڈھیر کا اندازہ کرو، جس کی تول معلوم نہیں ہے [illegible] ڈھیر گندم، کھجور یا ان جیسی کھانے کی کسی چیز کا ہو یا اُس آدمی کا کوئی او[illegible]

يَكُونُ لِلرَّجُلِ السِّلْعَةُ مِنَ الْحِنْطَةِ أَوِ النَّوَى أَوِ الْقَضْبِ أَوِ الْعُصْفُرِ أَوِ الْكُرْسُفِ أَوِ الْكَتَّانِ أَوِ الْقَزِّ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ السِّلَعِ. لَا يُعْلَمُ كَيْلُ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا وَزْنُهُ وَلَا عَدَدُهُ. فَيَقُولُ الرَّجُلُ لِرَبِّ تِلْكَ السِّلْعَةِ: كِلْ سِلْعَتَكَ هٰذِهِ. أَوْ مُرْ مَنْ يَكِيلُهَا أَوْ زِنْ مِنْ ذٰلِكَ مَا يُوزَنُ. أَوْ عُدَّ مِنْ ذٰلِكَ مَا كَانَ يُعَدُّ. فَمَا نَقَصَ عَنْ كَيْلِ كَذَا وَكَذَا صَاعًا، لِتَسْمِيَةٍ يُسَمِّيهَا أَوْ وَزْنِ كَذَا وَكَذَا رِطْلًا. أَوْ عَدَدِ كَذَا وَكَذَا، فَمَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ فَعَلَيَّ غُرْمُهُ لَكَ. حَتّٰى أُوفِيَكَ تِلْكَ التَّسْمِيَةَ. فَمَا زَادَ عَلٰى تِلْكَ التَّسْمِيَةِ فَهُوَ لِي. أَضْمَنُ مَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى أَنْ يَكُونَ لِي مَا زَادَ. فَلَيْسَ ذٰلِكَ بَيْعًا. وَلٰكِنَّهُ الْمُخَاطَرَةُ وَالْغَرَرُ. وَالْقِمَارُ. يَدْخُلُ هٰذَا. لِأَنَّهُ لَمْ يَشْتَرِ مِنْهُ شَيْئًا بِشَيْءٍ أَخْرَجَهُ. وَلٰكِنَّهُ ضَمِنَ لَهُ مَا سُمِّيَ مِنْ ذٰلِكَ الْكَيْلِ أَوِ الْوَزْنِ أَوِ الْعَدَدِ. عَلٰى أَنْ يَكُونَ لَهُ مَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ. فَإِنْ نَقَصَتْ تِلْكَ السِّلْعَةُ عَنْ تِلْكَ التَّسْمِيَةِ أَخَذَ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ مَا نَقَصَ بِغَيْرِ ثَمَنٍ وَلَا هِبَةٍ. طَيِّبَةٍ بِهَا نَفْسُهُ. فَهٰذَا يُشْبِهُ الْقِمَارَ. وَمَا كَانَ مِثْلُ هٰذَا مِنَ الْأَشْيَاءِ فَذٰلِكَ يَدْخُلُهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ لَهُ الثَّوْبُ: أَضْمَنُ لَكَ مِنْ ثَوْبِكَ هٰذَا كَذَا وَكَذَا ظِهَارَةَ قَلَنْسُوَةٍ. قَدْرُ كُلِّ ظِهَارَةٍ كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ يُسَمِّيهِ. فَمَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ فَعَلَيَّ غُرْمُهُ حَتّٰى أُوفِيَكَ. وَمَا زَادَ فَلِي. أَوْ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: أَضْمَنُ لَكَ مِنْ ثِيَابِكَ هٰذِي كَذَا وَكَذَا قَمِيصًا. ذَرْعُ كُلِّ قَمِيصٍ كَذَا وَكَذَا. فَمَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ فَعَلَيَّ غُرْمُهُ. وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَلِي. أَوْ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ، لَهُ الْجُلُودُ مِنْ جُلُودِ الْبَقَرِ أَوِ الْإِبِلِ: أُقَطِّعُ جُلُودَكَ هٰذِهِ نِعَالًا عَلٰى إِمَامٍ يُرِيهِ إِيَّاهُ. فَمَا نَقَصَ مِنْ مِائَةِ زَوْجٍ فَعَلَيَّ غُرْمُهُ. وَمَا زَادَ فَهُوَ لِي بِمَا ضَمِنْتُ لَكَ. وَمِمَّا يُشْبِهُ ذٰلِكَ، أَنْ

سامان ہو، جیسے گندم یا گٹھلیاں یا لکڑیوں کا گٹھا، کسم روئی یا کتان یا ابریشم وغیرہ کسی بھی چیز کا ڈھیر ہو، جس کی نہ تول معلوم ہے اور نہ وزن اور نہ گنتی۔ اِس سامان والے سے وہ آدمی کہتا ہے کہ اپنے اِس سامان کو تولو یا گنو۔ پس اندازے کی تول کے بعد وزن کرنے پر جو وزن نکلے یا گننے پر جہاں تک شمار پہنچے اندازے کے مقابلے میں جتنے صاع کم نکلے یا جتنے رطل وزن گھٹے یا گنتی میں جتنا کم واقع ہو، تو اُس کی کمی کا تاوان میں ادا کر دوں گا، یہانتک کہ اُس اندازے کے برابر کر دوں گا اور اگر زائد نکلے تو میرا ہو گا کیونکہ میں نقصان کی ضمانت اسی لیے دے رہا ہوں کہ جتنا زائد نکلے وہ میرا ہو گا۔ پس یہ تجارت نہیں بلکہ خطرناک دھوکا ہے اور اِس میں جوا بازی شامل ہے کیونکہ جتنی چیز زائد نکلی وہ خریدی نہیں ہے بلکہ ایک تول یا وزن یا گنتی کی صرف ضمانت دی تھی جس کی تول یا وزن یا گنتی مقرر کر لی گئی کہ اِس سے زائد اُس کا ہو گا اور اگر وہ سامان مقررہ اندازے سے کم نکلے گا تو دوسرے ساتھی کے سامان میں سے اُتنا بغیر قیمت دئے یا ہبہ کے اُس کے دِل کی خوشی سے لے گا۔ یہ جوا سے مشابہت ہے اور چیزوں کی ایسی خرید و فروخت اِسی حکم میں داخل ہے۔

امام مالک نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ یہ کپڑا اتنی ٹوپیوں کے لئے کافی ہو جائے گا کیونکہ ایک ٹوپی پر اتنا کپڑا لگتا ہے۔ اگر یہ کم رہ جائے تو تمہارا نقصان میں پورا کروں گا یا ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ اس کپڑے میں اتنی قمیصیں بنیں گی کیونکہ ایک قمیص پر اتنا کپڑا لگتا ہے۔ اگر کم رہ جائے تو نقصان میں پورا کروں گا اور اگر بڑھ جائے تو میرا ہے یا ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ جس کے پاس گائے یا اونٹ کی کھالیں ہوں کہ میرے سامنے ان کے جوتے بناؤ۔ اگر ایک سو جوڑوں سے گھٹ جائیں تو میں پورے کروں گا اور زائد رہے تو میں لے لوں گا کیونکہ میں نے ضمانت دی ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ یہ تل ہیں۔ ان کا تیل نکالو۔ اگر اتنے رطل سے کم ہوا تو میں پورا کروں گا۔

يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ عِنْدَهُ حَبُّ الْبَانِ: اَعْصُرُ حَبَّكَ هٰذَا فَمَا نَقَصَ مِنْ كَذَا وَكَذَا رِطْلًا فَعَلَيَّ اَنْ اُعْطِيَكَهُ وَمَا زَادَ فَهُوَ لِي فَهٰذَا كُلُّهُ وَمَا اَشْبَهَهُ مِنَ الْاَشْيَاءِ اَوْضَارَعَهُ مِنَ الْمُزَابَنَةِ الَّتِي لَا تَصْلُحُ وَلَا تَجُوزُ. وَ كَذٰلِكَ اَيْضًا اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ، لَهُ الْخَبَطُ اَوِ النَّوٰى اَوِ الْكُرْسُفُ اَوِ الْكَتَّانُ اَوِ الْقَضْبُ اَوِ الْعُصْفُرُ: اَبْتَاعُ مِنْكَ هٰذَا الْخَبَطَ بِكَذَا وَكَذَا صَاعًا. مِنْ خَبَطٍ يُخْبَطُ مِثْلَ خَبَطِهِ. اَوْهٰذَا النَّوٰى بِكَذَا وَكَذَا صَاعًا مِنْ نَوًى مِثْلِهِ. وَفِي الْعُصْفُرِ وَالْكُرْسُفِ وَالْكَتَّانِ وَالْقَضْبِ مِثْلَ ذٰلِكَ. فَهٰذَا كُلُّهُ يَرْجِعُ اِلٰى مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمُزَابَنَةِ.

اور اگر زیادہ ہوا تو میں لے لوں گا۔ چنیلی اور سلمان کے یہ تمام سودے ایسے ہیں جن کی مزابنت سے مشابہت ہے جو درست اور جائز نہیں ”اور اسی طرح جب ایک آدمی دوسرے سے کہے جس کے پاس گٹھلیوں یا روئی یا کتان یا لکڑیوں یا کسم کا ڈھیر ہو کہ میں تمہارے اس ڈھیر کو اتنے صاع کے بدلے خرید تا ہوں یا اس ڈھیر کے بدلے جو تمہارے ڈھیر جیسا ہے یا اتنے صاع گٹھلیوں کے بدلے جو تمہاری گٹھلیوں جیسی ہیں یا کسم اور روئی اور کتان اور لکڑیوں کے بدلے جو ان جیسی ہیں۔ تو جیسا ہم نے بتایا ہے اس کے مطابق یہ تمام سودے مزابنہ کی طرف لوٹتے ہیں۔

بَابُ جَامِعِ بَيْعِ الثَّمَرِ

پھلوں کی بیع کے دیگر مسائل

۲۶۔ قَالَ مَالِكٌ: مَنِ اشْتَرٰى ثَمَرًا مِنْ نَخْلٍ مُسَمَّاةٍ اَوْ حَائِطٍ مُسَمًّى، اَوْ لَبَنًا مِنْ غَنَمٍ مُسَمَّاةٍ: اِنَّهُ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِذَا كَانَ يُؤْخَذُ عَاجِلًا. يَشْرَعُ الْمُشْتَرِي فِي اَخْذِهِ عِنْدَ دَفْعِهِ الثَّمَنَ. وَاِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ، بِمَنْزِلَةِ رَاوِيَةِ زَيْتٍ. يَبْتَاعُ مِنْهَا رَجُلٌ بِدِينَارٍ اَوْ دِينَارَيْنِ. وَيُعْطِيهِ ذَهَبَهُ. وَيَشْتَرِطُ عَلَيْهِ اَنْ يَكِيلَ لَهُ مِنْهَا. فَهٰذَا لَا بَاْسَ بِهِ. فَاِنِ انْشَقَّتِ الرَّاوِيَةُ. فَذَهَبَ زَيْتُهَا، فَلَيْسَ لِلْمُبْتَاعِ اِلَّا ذَهَبُهُ. وَلَا يَكُونُ بَيْنَهُمَا بَيْعٌ وَاَمَّا كُلُّ شَيْءٍ كَانَ حَاضِرًا يُشْتَرٰى عَلٰى وَجْهِهِ، مِثْلُ اللَّبَنِ اِذَا حُلِبَ، وَالرُّطَبِ يُسْتَجْنٰى فَيَاْخُذُ الْمُبْتَاعُ يَوْمًا بِيَوْمٍ. فَلَا بَاْسَ بِهِ. فَاِنْ فَنِيَ قَبْلَ اَنْ يَسْتَوْفِيَ الْمُشْتَرِي مَا اشْتَرٰى. رَدَّ عَلَيْهِ الْبَائِعُ مِنْ ذَهَبِهِ، بِحِسَابِ مَا بَقِيَ لَهُ. اَوْ يَاْخُذُ مِنْهُ الْمُشْتَرِي سِلْعَةً بِمَا بَقِيَ لَهُ. يَتَرَاضَيَانِ عَلَيْهَا. وَلَا يُفَارِقُهُ حَتّٰى يَاْخُذَهَا فَاِنْ فَارَقَهُ، فَاِنَّ ذٰلِكَ مَكْرُوهٌ. لِاَنَّهُ يَدْخُلُهُ الدَّيْنُ بِالدَّيْنِ. وَقَدْ نُهِيَ عَنِ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ. فَاِنْ وَقَعَ فِي بَيْعِهِمَا اَجَلٌ، فَاِنَّهُ مَكْرُوهٌ. وَلَا يَحِلُّ فِيهِ تَاْخِيرٌ وَلَا نَظِرَةٌ. وَلَا يَصْلُحُ اِلَّا بِصِفَةٍ مَعْلُومَةٍ. اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کھجور کے درختوں کا معین پھل خریدا یا معین خریدا یا ریوڑ کا معین دودھ خریدا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ قیمت ادا کرنے کے ساتھ ہی مشتری اس چیز پر قبضہ کرلے اور اس کی مثال زیتون کے کپے کی طرح ہے جیسے ایک آدمی نے ایک دینار یا دو دینار میں خریدا اور قیمت ادا کردی اور شرط یہ کی کہ اس میں سے تول کرے گا تو اس میں بھی مضائقہ نہیں اگر کپہ پھٹ جائے اور روغن زیتون بہہ جائے تو خریدار کو قیمت واپس ملے گی اور ان کے درمیان بیع واقع نہیں ہوگی کیونکہ چیز حاضر اور مشتری کے روبرو ہونی چاہیئے۔ جیسے دودھ جب دوہ لیا جائے اور کھجوریں جب اتاری جائیں تو خریدار روزانہ حاصل کرلیا کرے گا۔ اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اگر خریدار کے قبضے میں جانے سے پہلے وہ چیز ضائع ہوگئی تو بائع اس کی رقم واپس کرے گا جتنی چیز باقی رہی اسی کے حساب سے یا مشتری ضائع شدہ مال کے عوض مال لے گا، جس بات پر دونوں رضامند ہوں لیکن جدا ہونے سے پہلے قبضہ ضروری ہے۔ اگر جدا ہوگئے تو یہ مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ تو قرض کے بدلے قرض ہوا جس سے روکا گیا ہے۔ اگر ان کی بیع میں کوئی مدت مقرر کی گئی تو یہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں تاخیر اور ڈھیل جائز

فَيَضْمَنُ ذٰلِكَ الْبَائِعُ لِلْمُبْتَاعِ. وَلَا يُسْتَثْنَى ذٰلِكَ فِي حَائِطٍ بِعَيْنِهِ وَلَا فِي غَنَمٍ بِأَعْيَانِهَا.

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنِ الرَّجُلِ يَشْتَرِي مِنَ الرَّجُلِ الْحَائِطَ، فِيهِ أَلْوَانٌ مِنَ النَّخْلِ، مِنَ الْعَجْوَةِ وَالْكَبِيسِ وَالْعَذْقِ. وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَلْوَانِ التَّمْرِ. فَيَسْتَثْنِي مِنْهَا ثَمَرَ النَّخْلَةِ أَوِ النَّخَلَاتِ، يَخْتَارُهَا مِنْ نَخْلِهِ؟ فَقَالَ مَالِكٌ: ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ. لِأَنَّهُ إِذَا صَنَعَ ذٰلِكَ، تَرَكَ ثَمَرَ النَّخْلَةِ مِنَ الْعَجْوَةِ. وَمَكِيلَةُ ثَمَرِهَا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا. وَأَخَذَ مَكَانَهَا ثَمَرَ نَخْلَةٍ مِنَ الْكَبِيسِ. وَمَكِيلَةُ ثَمَرِهَا عَشَرَةُ أَصْوُعٍ. فَإِنْ أَخَذَ الْعَجْوَةَ الَّتِي فِيهَا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا. وَتَرَكَ الَّتِي فِيهَا عَشَرَةُ أَصْوُعٍ مِنَ الْكَبِيسِ. فَكَأَنَّهُ اشْتَرَى الْعَجْوَةَ بِالْكَبِيسِ مُتَفَاضِلًا. وَذٰلِكَ مِثْلُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ، بَيْنَ يَدَيْهِ صُبَرٌ مِنَ التَّمْرِ. قَدْ صَبَّرَ الْعَجْوَةَ فَجَعَلَهَا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا. وَجَعَلَ صُبْرَةَ الْكَبِيسِ عَشَرَةَ آصُعٍ. وَجَعَلَ صُبْرَةَ الْعَذْقِ اثْنَيْ عَشَرَ صَاعًا. فَأَعْطَى صَاحِبَ التَّمْرِ دِينَارًا عَلَى أَنَّهُ يَخْتَارُ. فَيَأْخُذُ أَيَّ تِلْكَ الصُّبَرِ شَاءَ.

قَالَ مَالِكٌ: فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ، عَنِ الرَّجُلِ يَشْتَرِي الرُّطَبَ مِنْ صَاحِبِ الْحَائِطِ. فَيُسْلِفُهُ الدِّينَارَ. مَاذَا لَهُ إِذَا ذَهَبَ رُطَبُ ذٰلِكَ الْحَائِطِ؟ قَالَ مَالِكٌ: يُحَاسِبُ صَاحِبَ الْحَائِطِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِينَارِهِ. إِنْ كَانَ أَخَذَ بِثُلُثَيْ دِينَارٍ رُطَبًا. أَخَذَ ثُلُثَ الدِّينَارِ. الَّذِي بَقِيَ لَهُ. وَإِنْ كَانَ أَخَذَ ثَلَاثَةَ أَرْبَاعِ دِينَارِهِ رُطَبًا. أَخَذَ الرُّبُعَ الَّذِي بَقِيَ لَهُ. أَوْ يَتَرَاضَيَانِ بَيْنَهُمَا. فَيَأْخُذُ بِمَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِينَارِهِ عِنْدَ صَاحِبِ الْحَائِطِ مَا بَدَا لَهُ. إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَأْخُذَ تَمْرًا أَوْ سِلْعَةً سِوَى التَّمْرِ، أَخَذَهَا بِمَا فَضَلَ لَهُ. فَإِنْ أَخَذَ تَمْرًا أَوْ سِلْعَةً أُخْرَى فَلَا يُفَارِقْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَ ذٰلِكَ مِنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا هٰذَا بِمَنْزِلَةِ أَنْ يُكْرِيَ الرَّجُلُ

نہیں اور یہ درست نہیں جب تک معین صفت کے ساتھ مدت مقرر نہ ہو اور بائع خریدار کو ضمانت دے اور باغ یا ریوڑ میں اس قسم کا تعین نہ کیا جائے۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے کسی سے باغ خریدا جس میں عجوہ، کبیس اور عذق وغیرہ مختلف قسم کی کھجوریں ہیں۔ وہ ایک یا دو درختوں کے پھل مستثنیٰ کر لیتا ہے۔ کسی بھی کھجور کا اختیار ہو گا۔ امام مالک نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ جب وہ ایسا کرے گا تو بالفرض وہ عجوہ کے درخت کو چھوڑ دے جس کی کھجور کا وزن پندرہ صاع ہے یا وہ پندرہ صاع والے عجوہ کھجور کے درخت کو لیتا ہے اور اس کی جگہ دس صاع والے کبیس کے درخت کو چھوڑ دیتا ہے تو گویا اس نے عجوہ کو کبیس کے بدلے زیادتی پر خریدا ہے

اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دوسرے آدمی سے کہے جس کے سامنے کھجوروں کے ڈھیر ہوں۔ پندرہ صاع کا ڈھیر عجوہ کھجور کا، دس صاع کا ڈھیر کبیس کا اور بارہ صاع کا ڈھیر عذق کا۔ مشتری اگر کھجور والے کو ایک دینار دے کر کہے کہ جس ڈھیر کو میں چاہوں لے لوں۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے باغ والے سے تر کھجوریں خریدیں۔ پھر اسے ایک دینار پیشگی دے کہ یہ میری ہیں، جبکہ باغ کا پھل ضائع یا ختم ہو جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ باغ والے سے حساب کیا جائے گا اور دینار میں سے جو باقی رہ گیا وہ وصول کیا جائے گا۔ اگر اس نے دو تہائی کی کھجوریں وصول کر لی ہیں تو ایک تہائی اور لے گا جو باقی ہے اور اگر اس نے تین چوتھائی دینار کی کھجوریں لی ہیں تو باقی ایک چوتھائی کی مزید وصول کرے گا یا جس طرح دونوں رضامند ہوں یعنی باقی دینار کے بدلے میں کھجوروں کے علاوہ باغ والا کوئی اور پھل یا سامان دے۔ اگر وہ کھجوروں کے علاوہ کوئی اور چیز لے تو قبضے سے پہلے دونوں جدا نہ ہوں۔

امام مالک نے فرمایا:۔ یہ اس طرح ہے جیسے ایک آدمی دوسرے

الرَّجُلُ رَاحِلَتَهُ بِعَيْنِهَا. أَوْ يُؤَاجِرُ غُلَامَهُ، الْخَيَّاطَ أَوِ النَّجَّارَ أَوِ الْعَمَّالَ. لِغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَعْمَالِ. أَوْ يُكْرِي مَسْكَنَهُ. وَيَسْتَلِفُ إِجَارَةَ ذٰلِكَ الْغُلَامِ. أَوْ كِرَاءَ ذٰلِكَ الْمَسْكَنِ. أَوْ تِلْكَ الرَّاحِلَةِ. ثُمَّ يَحْدُثُ فِي ذٰلِكَ حَدَثٌ بِمَوْتٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ. فَيَرُدُّ رَبُّ الرَّاحِلَةِ أَوِ الْعَبْدِ أَوِ الْمَسْكَنِ إِلَى الَّذِي سَلَّفَهُ مَا بَقِيَ مِنْ كِرَاءِ الرَّاحِلَةِ أَوْ إِجَارَةِ الْعَبْدِ أَوْ كِرَاءِ الْمَسْكَنِ. يُحَاسِبُ صَاحِبَهُ بِمَا اسْتَوْفَى مِنْ ذٰلِكَ. إِنْ كَانَ اسْتَوْفَى نِصْفَ حَقِّهِ رَدَّ عَلَيْهِ النِّصْفَ الْبَاقِيَ الَّذِي لَهُ عِنْدَهُ. وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ يَرُدُّ إِلَيْهِ مَا بَقِيَ لَهُ.

کو اپنی سواری کرائے پر دیتا ہے یا اسے اپنا غلام اجرت پر دے جو درزی، بڑھئی یا اور کوئی کاریگر ہو یا مکان کرائے پر دے اور اس غلام گھر یا سواری وغیرہ کا کرایہ پیشگی وصول کرلے۔ پھر اس چیز کو موت یا کوئی دوسرا حادثہ پیش آجاتا ہے تو سواری، غلام اور گھر والا حساب کر کے باقی کرایہ واپس کر دیتا ہے۔ وہ مستاجر سے حساب کر کے اس کا پورا حق دے گا۔ اگر وہ نصف حق وصول کر چکا ہے تو باقی نصف اسے ادا کرے گا اور اگر کم و بیش ہے تو اسی حساب سے باقی حق ادا کرے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَصْلُحُ التَّسْلِيفُ فِي شَيْءٍ مِنْ هٰذَا يُسَلَّفُ فِيهِ بِعَيْنِهِ. إِلَّا أَنْ يَقْبِضَ الْمُسْتَلِفُ مَا سَلَّفَ فِيهِ عِنْدَ دَفْعِهِ الذَّهَبَ إِلَى صَاحِبِهِ. يَقْبِضُ الْعَبْدَ أَوِ الرَّاحِلَةَ أَوِ الْمَسْكَنَ. أَوْ يَبْدَأُ فِيمَا اشْتَرَى مِنَ الرُّطَبِ فَيَأْخُذُ مِنْهُ عِنْدَ دَفْعِهِ الذَّهَبَ إِلَى صَاحِبِهِ. لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُونَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ تَأْخِيرٌ وَلَا أَجَلٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ پیشگی قیمت دینا درست نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ جس پر پیشگی دی ہے اسے قبضے میں لے یعنی غلام سواری اور گھر پر قبضہ کرے یا تر کھجوریں ہیں تو انہیں توڑنا شروع کر دیا جائے گا تاکہ جس نے پیشگی دی ہے وہ ان پر قبضہ کرے۔ اس بارے میں تاخیر یا مدت مقرر کرنا درست نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: أُسَلِّفُكَ فِي رَاحِلَتِكَ فُلَانَةَ أَرْكَبُهَا فِي الْحَجِّ. وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَجِّ أَجَلٌ مِنَ الزَّمَانِ. أَوْ يَقُولُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي الْعَبْدِ أَوِ الْمَسْكَنِ. فَإِنَّهُ إِذَا صَنَعَ ذٰلِكَ، كَانَ إِنَّمَا يُسَلِّفُهُ ذَهَبًا، عَلَى أَنَّهُ إِنْ وَجَدَ تِلْكَ الرَّاحِلَةَ صَحِيحَةً لِذٰلِكَ الْأَجَلِ الَّذِي سَمَّى لَهُ، فَهِيَ لَهُ بِذٰلِكَ الْكِرَاءِ. وَإِنْ حَدَثَ بِهَا حَدَثٌ مِنْ مَوْتٍ أَوْ غَيْرِهِ رَدَّ عَلَيْهِ ذَهَبَهُ. وَكَانَتْ عَلَيْهِ عَلَى وَجْهِ السَّلَفِ عِنْدَهُ.

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا جو اس کے اندر مکروہ ہے کہ ایک آدمی مثلاً دوسرے سے کہے کہ میں آپکو کرایہ پیشگی دیتا ہوں کہ حج کے دنوں میں آپ کے فلاں اونٹ پر سواری کروں گا اور ایام حج کی ابھی مدت پڑی ہو یا ایسی ہی بات غلام اور گھر کے بارے میں کہے اس کی صورت یہ ہوگی کہ جس کی پیشگی دی ہے اگر وہ سواری صحیح سالم ہوئی تو کرائے پر دے دی جائے گی اور اگر اسے موت یا کوئی دوسرا حادثہ پیش آگیا تو مالک کے پاس پیشگی کے نام سے جو رقم موجود ہے وہ واپس کر دی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا فَرَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ، الْقَبْضُ مَنْ قَبَضَ مَا اسْتَأْجَرَ أَوِ اسْتَكْرَى فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْغَرَرِ، وَالسَّلَفِ الَّذِي يُكْرَهُ. وَأَخَذَ أَمْرًا مَعْلُومًا. وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ، أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ أَوِ الْوَلِيدَةَ فَيَقْبِضَهُمَا

امام مالک نے فرمایا کہ مذکورہ دونوں صورتوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو چیز اجرت یا کرائے پر لی ہے اس پر فوراً قبضہ کر لیا جائے تو وہ دھوکے اور کراہت سے نکل جاتی ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص غلام یا لونڈی خرید کر اس

وَيَنْقُدُ اَثْمَانَهُمَا. فَإِنْ حَدَثَ بِهِمَا حَدَثٌ مِنْ عُهْدَةِ السَّنَةِ، اَخَذَ ذَهَبَهُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِي ابْتَاعَ مِنْهُ. فَهٰذَا لَا بَاسَ بِهِ. وَبِهٰذَا مَضَتِ السُّنَّةُ فِي بَيْعِ الرَّقِيقِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنِ اسْتَاجَرَ عَبْدًا بِعَيْنِهِ، اَوْ تَكَارٰى رَاحِلَةً بِعَيْنِهَا اِلٰى اَجَلٍ. يَقْبِضُ الْعَبْدَ اَوِ الرَّاحِلَةَ اِلٰى ذٰلِكَ الْاَجَلِ. فَقَدْ عَمِلَ بِمَا لَا يَصْلُحُ. لَا هُوَ قَبَضَ مَا اسْتَكْرٰى اَوِ اسْتَاْجَرَ، وَلَا هُوَ سَلَّفَ فِي دَيْنٍ يَكُونُ ضَامِنًا عَلٰى صَاحِبِهِ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

پر قبضہ کر لے اور ان کی قیمت ادا کر دے۔ پھر اسے کوئی حادثہ پیش آجائے اور بائع سے قیمت واپس پھیر لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور غلام کی خرید و فروخت میں یہی سنت چلی آرہی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو کسی معین غلام یا اونٹ کو ایک مدت تک کیلئے کرائے پر لے کہ اس غلام یا سواری پر اسی وقت قبضہ کرے گا تو ایسا کرنا درست نہیں ہے کیونکہ مستاجر نے قبضہ نہیں کیا اس چیز پر جو کرایہ یا اجرت پر لی ہے اور نہ دینے والے نے پیشگی لی کہ اپنے قرض کی پوری ادائیگی پر اسے ضمانت مل جاتی۔

باب ۱۵ بَيْعِ الْفَاكِهَةِ

پھلوں کی بیع کا بیان

۲۷۔ قَالَ مَالِكٌ: اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، اَنَّ مَنِ ابْتَاعَ شَيْئًا مِنَ الْفَاكِهَةِ مِنْ رَطْبِهَا اَوْ يَابِسِهَا. فَاِنَّهُ لَا يَبِيعُهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ. وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهَا بَعْضُهُ بِبَعْضٍ اِلَّا يَدًا بِيَدٍ. وَمَا كَانَ مِنْهَا مِمَّا يَيْبَسُ فَيَصِيرُ فَاكِهَةً يَابِسَةً تُدَّخَرُ وَتُؤْكَلُ. فَلَا يُبَاعُ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ اِلَّا يَدًا بِيَدٍ. وَمِثْلًا بِمِثْلٍ. اِذَا كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ. فَاِنْ كَانَ مِنْ صِنْفَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، فَلَا بَاْسَ بِاَنْ يُبَاعَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ. يَدًا بِيَدٍ وَلَا يَصْلُحُ اِلٰى اَجَلٍ. وَمَا كَانَ مِنْهَا مِمَّا لَا يَيْبَسُ وَلَا يُدَّخَرُ وَاِنَّمَا يُؤْكَلُ رَطْبًا كَهَيْئَةِ الْبِطِّيخِ وَالْقِثَّاءِ وَالْخِرْبِزِ وَالْجَزَرِ وَالْاُتْرُجِّ وَالْمَوْزِ وَالرُّمَّانِ وَمَا كَانَ مِثْلَهُ. وَاِنْ يَبِسَ لَمْ يَكُنْ فَاكِهَةً بَعْدَ ذٰلِكَ. وَلَيْسَ هُوَ مِمَّا يُدَّخَرُ وَيَكُونُ فَاكِهَةً قَالَ: فَاَرَاهُ حَقِيقًا اَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ، اثْنَانِ بِوَاحِدٍ. يَدًا بِيَدٍ. فَاِذَا لَمْ يَدْخُلْ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْاَجَلِ فَاِنَّهُ لَا بَاْسَ بِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو کوئی پھل خریدے، خواہ وہ تر ہو یا خشک تو اس وقت تک نہ بیچے یہاں تک کہ قبضہ کرے اور ایک چیز کے بدلے دوسری نہ بیچے مگر دست بدستی جو میوہ ایسا ہے کہ سکھایا جاتا ہے اور خشک کر کے کھایا جاتا ہے تو انہیں ایک دوسرے کے بدلے نہ بیچے مگر دست بدستی۔ اگر ایک ہی قسم ہو تو دونوں ایک دوسرے کے برابر ہوں۔ اگر دونوں کی مختلف قسمیں ہوں تو دو کے بدلے ایک فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہو دست بدستی اور مدت مقرر کرنا درست نہیں ہے اور جو خشک نہیں کئے جاتے اور جمع نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ تر کھائے جاتے ہیں جیسے خربوزہ ککڑی، ترنج، کیلا، گاجر اور انار وغیرہ یہ خشک کرنے پر خراب ہو جاتے اور جمع نہیں کئے جاتے، انہیں ایک دوسری جنس کی دو کے یا اسی جنس کی دو کے بدلے ایک خریدنا، اگر اس کی مدت مقرر نہ کی جائے تو ایسے سودے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

باب ۱۶ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ تِبْرًا وَعَيْنًا

سونے چاندی کو فروخت کرنے کا بیان

۲۸۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، اَنَّهُ قَالَ: اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعْدَيْنِ

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں سعدوں کو حکم فرمایا کہ غنیمت کے جو سونے

أَنْ يَبِيعَا آنِيَةً مِنَ الْمَغَانِمِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ . فَبَاعَا كُلَّ ثَلَاثَةٍ بِأَرْبَعَةٍ عَيْنًا، أَوْ كُلَّ أَرْبَعَةٍ بِثَلَاثَةٍ عَيْنًا. فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَرْبَيْتُمَا فَرُدَّا ".

چاندی کے برتن ہیں انہیں فروخت کردو۔ انہوں نے ہر تین برتنوں کے عوض چار یا چار برتنوں کے بدلے تین کے حساب سے فروخت کردیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم نے سود لیا، بیع کو رد کردو۔

۲۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دینار کو دینار کے بدلے اور درہم کو درہم کے بدلے بیچا جائے تو کمی بیشی نہ ہو۔

۳۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ ".

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسرے سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسری سے کم و بیش نہ ہوں اور نقد کو غائب کے بدلے نہ بیچو۔

۳۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ : أَنَّهُ قَالَ : كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ صَائِغٌ فَقَالَ لَهُ : يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، إِنِّي أَصُوغُ الذَّهَبَ، ثُمَّ أَبِيعُ الشَّيْءَ مِنْ ذٰلِكَ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهِ، فَأَسْتَفْضِلُ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ عَمَلِ يَدِي. فَنَهَاهُ عَبْدُ اللهِ عَنْ ذٰلِكَ. فَجَعَلَ الصَّائِغُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ، وَعَبْدُ اللهِ يَنْهَاهُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، أَوْ إِلَى دَابَّةٍ يُرِيدُ أَنْ يَرْكَبَهَا. ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ : الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا. هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا إِلَيْنَا، وَعَهْدُنَا إِلَيْكُمْ.

مجاہد کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس تھا تو ایک سنار ان کی خدمت میں آکر عرض گزار ہوا :- اے ابو عبدالرحمٰن! میں سونے کا کام کرتا ہوں۔ پھر چیز کو اس سے زیادہ وزن کے بدلے فروخت کرتا ہوں۔ زیادہ میں اپنی محنت کے معاوضے میں لیتا ہوں۔ حضرت عبداللہ نے اسے ایسا کرنے سے روکا۔ وہ سنار پوچھتا رہا اور حضرت عبداللہ منع کرتے رہے یہاں تک کہ مسجد کے دروازے پر آ گئے یا سواری کے پاس جس پر سوار ہونا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ دینار کے بدلے دینار اور درہم کے بدلے درہم ہوں تو ان میں کمی بیشی نہ ہو۔ یہ ہمارے نبی نے ہمیں سکھایا اور ہم تمہیں سکھاتے ہیں۔

۳۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ : أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ جَدِّهِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ : أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ، وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ ".

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ایک دینار دو دیناروں کے بدلے اور ایک درہم دو درہموں کے بدلے فروخت نہ کیا کرو۔

۳۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ بَاعَ سِقَايَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا. فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ. فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: مَا أَرَى بِمِثْلِ هٰذَا بَأْسًا. فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ مُعَاوِيَةَ؟ أَنَا أُخْبِرُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُخْبِرُنِي عَنْ رَأْيِهِ. لَا أُسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ أَنْتَ بِهَا. ثُمَّ قَدِمَ أَبُو الدَّرْدَاءِ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى مُعَاوِيَةَ: أَنْ لَا تَبِيعَ ذٰلِكَ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ. وَزْنًا بِوَزْنٍ.

نے سونے یا چاندی کا ایک پیالہ اس سے زیادہ سونے یا چاندی کے عوض خریدا۔ حضرت ابودرداء نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ایسا کرنے سے منع فرماتے مگر یہ کہ برابر برابر ہوں۔ حضرت معاویہ نے ان سے کہا کہ میرے خیال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت ابودرداء نے کہا کہ معاویہ کے مقابلے میں میرا عذر کون قبول کرے گا۔ میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم بتارہا ہوں اور وہ مجھے اپنی رائے بتاتے ہیں۔ میں اس ملک میں نہیں رہوں گا جس میں آپ ہیں حضرت ابودرداء پھر حضرت عمر کے پاس آگئے اور یہ بات انہیں بتائی تو حضرت عمر نے حضرت معاویہ کیلئے لکھا کہ ایسی بیع نہ کیا کریں مگر وزن برابر ہو۔

۳۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ. وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ. وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ. وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ. وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالذَّهَبِ، أَحَدُهُمَا غَائِبٌ، وَالْآخَرُ نَاجِزٌ. وَإِنِ اسْتَنْظَرَكَ إِلَى أَنْ يَلِجَ بَيْتَهُ فَلَا تُنْظِرْهُ. إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ. وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسرے سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسری سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو سونے کے بدلے اس طرح نہ بیچو کہ ایک موجود نہ ہو اور دوسری چیز موجود ہو اور ساتھی اگر گھر جانے آنے کی اجازت مانگے تو اتنا انتظار بھی نہ کرو کیونکہ مجھے تمہارے اوپر رماء کا ڈر ہے اور رماء سود ہے

۳۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ. وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ. وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ. وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ. وَلَا تَبِيعُوا شَيْئًا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ. وَإِنِ اسْتَنْظَرَكَ إِلَى أَنْ يَلِجَ بَيْتَهُ فَلَا تُنْظِرْهُ. إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ. وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر دونوں برابر ہوں اور ایک دوسرے سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر دونوں برابر ہوں اور ایک دوسری سے زائد نہ ہو اور غائب چیز کے بدلے حاضر کو نہ بیچو اور اگر تم سے گھر جانے آنے کی اجازت مانگی جاتے تب بھی انتظار نہ کرو کیونکہ تمہارے اوپر مجھے رماء کا خوف ہے اور رماء سود ہے۔

۳۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ. وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ. وَالصَّاعُ بِالصَّاعِ. وَلَا يُبَاعُ كَالِئٌ بِنَاجِزٍ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دینار کے بدلے دینار، درہم کے بدلے درہم، صاع کے بدلے صاع اور حاضر چیز کو وعدے پر فروخت نہ کیا کرو۔

۳۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، أَنَّهُ سَمِعَ

ابوالزناد نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ نہیں

سعید بن المسیب یقول: لا ربا الا فی ذھب او فضۃ. او ما یکال او یوزن بما یؤکل او یشرب.

ہے سود مگر سونے میں یا چاندی میں یا کھانے پینے کی چیزوں میں جو ناپ تول کر بکتی ہیں۔

وحدثنی عن مالک، عن یحیی بن سعید، انہ سمع سعید بن المسیب یقول قطع الذھب والورق من الفساد فی الارض۔

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ سونے چاندی (سکوں) کو کاٹنا زمین میں فساد برپا کرنا ہے۔

قال مالک: ولا باس ان یشتری الرجل الذھب بالفضۃ والفضۃ بالذھب جزافا اذا کان تبرا او حلیا قد صیغ. فاما الدراھم المعدودۃ والدنانیر المعدودۃ فلا ینبغی لاحد ان یشتری شیئا من ذلک جزافا حتی یعلم ویعد. فان اشتری ذلک جزافا فانما یراد بہ الغرر حین یترک عدہ ویشتری جزافا. ولیس ھذا من بیوع المسلمین. فاما ما کان یوزن من التبر والحلی فلا باس ان یباع ذلک جزافا. وانما ابتیاع ذلک جزافا کھیئۃ الحنطۃ والتمر ونحوھما من الاطعمۃ التی تباع جزافا، ومثلھا یکال، فلیس بابتیاع ذلک جزافا باس۔

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی اگر چاندی کے بدلے سونا خریدے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح چاندی کو سونے کے بدلے ڈھیر لگا کر جبکہ وہ ڈلی یا زیور کی شکل میں ہوں۔ اگر درہم و دینار ہوں تو گنتی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ انہیں ڈھیر لگا کر خریدنا درست نہیں ہے جب تک تعداد معلوم نہ ہو۔ اگر یہ گنتی کو چھوڑ کر ڈھیر لگا کر خریدے جائیں گے تو یہ دھوکا بازی ہے اور مسلمانوں کی تجارت یہ نہیں ہے۔ جن کا وزن کیا جاتا ہے جیسے ڈلی اور زیور تو ان کا ڈھیر خریدنے میں مضائقہ نہیں اور انہیں بھی گندم، کھجور وغیرہ کھانے کی چیزوں کی طرح ڈھیر کی صورت میں خرید سکتے ہیں اور ایسی ہی دوسری چیزوں کا ڈھیر کی شکل میں خریدنا کوئی قباحت نہیں رکھتا۔

قال مالک: من اشتری مصحفا او سیفا او خاتما وفی شیء من ذلک ذھب او فضۃ بدنانیر او دراھم. فان ما اشتری من ذلک وفیہ الذھب بدنانیر، فانہ ینظر الی قیمتہ. فان کانت قیمۃ ذلک الثلثین، وقیمۃ ما فیہ من الذھب الثلث، فذلک جائز لا باس بہ. اذا کان ذلک یدا بید. ولا یکون فیہ تاخیر. وما اشتری من ذلک بالورق، مما فیہ الورق، نظر الی قیمتہ. فان کان قیمۃ ذلک الثلثین، وقیمۃ ما فیہ من الورق الثلث. فذلک جائز لا باس بہ. اذا کان ذلک یدا بید. ولم یزل ذلک من امر الناس عندنا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو قرآن کریم، یا انگوٹھی دینار یا درہم سے خریدے جس میں سونا یا چاندی لگی ہوئی ہو۔ اگر سونا لگی ہوئی چیز کو دیناروں کے بدلے خریدے تو اس چیز کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر اس کی قیمت دو تہائی اور اس میں لگے ہوئے سونے کی ایک تہائی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ دست بدستی ہو اور اس میں تاخیر نہ ہو اور جو چیز درہموں سے خریدی جائے اور اس میں چاندی لگی ہوئی ہو تو اس کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر اس چیز کی قیمت دو تہائی ہے تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔

باب ما جاء فی الصرف

بیع صرف کا بیان

۳۸۔ حدثنی یحیی عن مالک، عن ابن شہاب، عن

مالک بن اوس بن حدثان نصری کو سو دینار کے درہم لینے کی

مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ؛ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ. قَالَ فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ. فَتَرَاوَضْنَا حَتَّى اصْطَرَفَ مِنِّي. وَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ. ثُمَّ قَالَ حَتَّى يَأْتِيَنِي خَازِنِي مِنَ الْغَابَةِ. وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْمَعُ. فَقَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ. ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

قَالَ مَالِكٌ: إِذَا اصْطَرَفَ الرَّجُلُ الدَّرَاهِمَ بِالدَّنَانِيرِ، ثُمَّ وَجَدَ فِيهَا دِرْهَمًا زَائِفًا فَأَرَادَ رَدَّهُ. انْتَقَضَ صَرْفُ الدِّينَارِ. وَرَدَّ إِلَيْهِ وَرِقَهُ. وَأَخَذَ إِلَيْهِ دِينَارَهُ. وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذَلِكَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ» وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: وَإِنِ اسْتَنْظَرَكَ إِلَى أَنْ يَلِجَ بَيْتَهُ فَلَا تُنْظِرْهُ. وَهُوَ إِذَا رَدَّ عَلَيْهِ دِرْهَمًا مِنْ صَرْفٍ، بَعْدَ أَنْ يُفَارِقَهُ، كَانَ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ أَوِ الشَّيْءِ الْمُتَأَخِّرِ. فَلِذَلِكَ كُرِهَ ذَلِكَ. وَانْتَقَضَ الصَّرْفُ. وَإِنَّمَا أَرَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ لَا يُبَاعَ الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ وَالطَّعَامُ كُلُّهُ عَاجِلٌ بِآجِلٍ. فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ تَأْخِيرٌ وَلَا نَظِرَةٌ. وَإِنْ كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ. أَوْ كَانَ مُخْتَلِفَةً أَصْنَافُهُ.

بَابُ ١٨ الْمُرَاطَلَةِ

٣٩- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ قُسَيْطٍ؛ أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُرَاطِلُ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ. فَيُفْرِغُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ. وَيُفْرِغُ صَاحِبُهُ الَّذِي يُرَاطِلُهُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ الْأُخْرَى. فَإِذَا اعْتَدَلَ لِسَانُ الْمِيزَانِ، أَخَذَ وَأَعْطَى.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ. مُرَاطَلَةً: أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ. أَنْ يَأْخُذَ

ضرورت پڑی۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے بلایا۔ ہم دونوں راضی ہو گئے یہاں تک کہ مجھ سے بیع صرف کر لی۔ وہ دیناروں کو لے کر ہاتھوں میں پلٹنے لگے اور فرمایا: میرے خازن کو غابہ سے آجانے دو۔ حضرت عمر سن رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا: خدا کی قسم ان سے جدا نہ ہونا جب تک وصول نہ کر لو۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سونا چاندی کے بدلے سود ہے۔ مگر ہاتھوں ہاتھ۔ گندم گندم کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔ کھجوریں کھجوروں کے بدلے سود ہیں مگر ہاتھوں ہاتھ۔ جَو جَو کے بدلے سود ہیں مگر

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی نے درہموں کے بدلے دیناروں کی بیع صرف کی۔ پھر ایک درہم کھوٹا نکل آیا تو اسے پھیرنا چاہتا ہے تو یہ دیناروں کی بیع صرف ختم ہوئی لہٰذا اس کے درہم لوٹا دے اور اپنے دینار واپس لے اور اس کی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا چاندی کے بدلے خریدنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور حضرت عمر نے فرمایا کہ دوسرا فریق اپنے گھر جانے آنے کی مہلت بھی مانگے تب بھی انتظار نہ کرو اور جب وہ بیع صرف کے درہم کو واپس کرے گا جدا ہونے کے بعد تو یہ قرض یا میعادی چیز کی طرح ہو جائے گا اور اس میں کراہت ہے اور بیع کو توڑ دے اور حضرت عمر کا مقصد یہ تھا کہ سونا، چاندی اور کھانے کی چیزیں سب جلد از جلد طے پائیں کیونکہ ان میں تاخیر اور مہلت درست نہیں ہے خواہ جنس ایک ہو یا مختلف۔

مراطلہ کا بیان

یزید بن عبداللہ بن قسیط نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ سونے کے بدلے سونا تول رہے تھے۔ انہوں نے اپنا سونا ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا اور اپنے ساتھی کا سونا ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ تولا۔ جب کانٹا برابر ہو گیا تو یہ لے لیا اور وہ دے دیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ سونے کی سونے کے بدلے اور چاندی کی چاندی کے بدلے مراطلہ بیع کا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس

أَحَدَ عَشَرَ دِينَارًا بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ. يَدًا بِيَدٍ. إِذَا كَانَ وَزْنُ الذَّهَبَيْنِ سَوَاءً عَيْنًا بِعَيْنٍ. وَإِنْ تَفَاضَلَ الْعَدَدُ. وَالدَّرَاهِمُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ، بِمَنْزِلَةِ الدَّنَانِيرِ.

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ رَاطَلَ ذَهَبًا بِذَهَبٍ. أَوْ وَرِقًا بِوَرِقٍ. فَكَانَ بَيْنَ الذَّهَبَيْنِ. فَضْلُ مِثْقَالٍ فَأَعْطَى صَاحِبَهُ قِيمَتَهُ مِنَ الْوَرِقِ أَوْ مِنْ غَيْرِهَا. فَلَا يَأْخُذُهُ. فَإِنَّ ذٰلِكَ قَبِيحٌ. وَذَرِيعَةٌ إِلَى الرِّبَا. لِأَنَّهُ إِذَا جَازَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْمِثْقَالَ بِقِيمَتِهِ. حَتّٰى كَأَنَّهُ اشْتَرَاهُ عَلٰى حِدَتِهِ. جَازَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْمِثْقَالَ بِقِيمَتِهِ مِرَارًا. لِأَنْ يُجِيزَ ذٰلِكَ الْبَيْعَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَاحِبِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَوْ أَنَّهُ بَاعَهُ ذٰلِكَ الْمِثْقَالَ مُفْرَدًا لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ، لَمْ يَأْخُذْهُ بِعُشْرِ الثَّمَنِ الَّذِي أَخَذَهُ بِهِ لِأَنْ يُجَوِّزَ لَهُ الْبَيْعَ. فَذٰلِكَ الذَّرِيعَةُ إِلٰى إِحْلَالِ الْحَرَامِ وَالْأَمْرُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يُرَاطِلُ الرَّجُلَ. وَيُعْطِيهِ الذَّهَبَ الْعُتُقَ الْجِيَادَ، وَيَجْعَلُ مَعَهَا تِبْرًا ذَهَبًا غَيْرَ جَيِّدَةٍ. وَيَأْخُذُ مِنْ صَاحِبِهِ ذَهَبًا كُوفِيَّةً مُقَطَّعَةً. وَتِلْكَ الْكُوفِيَّةُ مَكْرُوهَةٌ عِنْدَ النَّاسِ. فَيَتَبَايَعَانِ ذٰلِكَ مِثْلًا بِمِثْلٍ: إِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ، أَنَّ صَاحِبَ الذَّهَبِ الْجِيَادِ أَخَذَ فَضْلَ عُيُونِ ذَهَبِهِ فِي التِّبْرِ الَّذِي طَرَحَ مَعَ ذَهَبِهِ. وَلَوْلَا فَضْلُ ذَهَبِهِ عَلٰى ذَهَبِ صَاحِبِهِ، لَمْ يُرَاطِلْهُ بِتِبْرِهِ ذٰلِكَ إِلٰى ذَهَبِهِ الْكُوفِيَّةِ. فَامْتَنَعَ. وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَ ثَلَاثَةَ أَصْوُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَجْوَةٍ. بِصَاعَيْنِ وَمُدٍّ مِنْ تَمْرٍ كَبِيسٍ. فَقِيلَ لَهُ: هٰذَا لَا يَصْلُحُ. فَجَعَلَ صَاعَيْنِ مِنْ كَبِيسٍ. وَصَاعًا مِنْ حَشَفٍ. يُرِيدُ أَنْ يُجِيزَ بِذٰلِكَ، بَيْعَهُ. فَذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُ الْعَجْوَةِ، لِيُعْطِيَهُ صَاعًا مِنَ الْعَجْوَةِ بِصَاعٍ مِنْ حَشَفٍ. وَلٰكِنَّهُ إِنَّمَا أَعْطَاهُ ذٰلِكَ، لِفَضْلِ

میں کوئی مضائقہ نہیں اگرچہ دس دینار کے بدلے ہاتھوں ہاتھ گیارہ دینار لے جبکہ وزن میں دونوں طرف سونا برابر ہو اگرچہ گنتی میں کم و بیش ہوں اور اسی طرح دراہم کا معاملہ ہے جو اس جگہ دینار کی طرح ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے سونے کو سونے کے بدلے یا چاندی کو چاندی کے بدلے تولا تو ایک مثقال کا فرق نکلا۔ یہ اس ایک مثقال کی قیمت کے حساب سے چاندی یا کوئی اور چیز دے تو نہ لی جائے کیونکہ ایسا کرنا برا ہے اور ذریعۂ سود ہے کیونکہ جب اس کی اجازت دی جائے گی کہ ایک مثقال کی قیمت وصول کرے۔ اگر وہ اس کو علیحدہ بیچے تو اتنی چاندی کے بدلے ایک مثقال سونا کبھی نہ دے گا یہ صرف بیع کو مکمل کرنے کیلئے ایسا کر رہا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ اس ایک مثقال سونے کو علیحدہ فروخت کرتا تو جو اس کی قیمت لی ہے اس کا دسواں حصہ بھی نہ ملتا تو یہ بیع کس طرح جائز ہو جبکہ یہ حرام کو حلال کرنے کا ایک ذریعہ ہوا لہٰذا اس سے منع کرنے کا حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے سے مراطلہ کیا اور اسے عمدہ سونے کے ساتھ گھٹیا سونے کے پترے بھی دیئے اور دوسرے سے کٹا ہوا کوفی سونا لیا جبکہ کوفی سونا لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ ہے چونکہ دونوں کا مال ایک دوسرے کے مطابق نہیں اس لئے یہ درست نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا۔ اس کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ جس نے کھرے سونے کے ساتھ گھٹیا سونے کے پترے بھی رکھے اور دوسرے نے درمیانی کوفی سونا رکھا۔ عمدہ سونے والے نے گھٹیا سونا ساتھ ملا کر اپنا نقصان پورا کر لیا اسی طرح تو دوسرا اس کے بدلے کوفی سونا دے رہا ہے۔ وہ اس بیع کو جائز سمجھ رہا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوا دو صاع کبیس کھجوریں دے کر تین صاع عجوہ کھجوریں خریدے۔ جب اس سے کہا جائے کہ یہ بیع جائز نہیں ہے تو وہ دو صاع کبیس اور ایک صاع خراب کھجوریں دے کر خریدے تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اگر الگ بیچتا تو وہ ایک صاع عجوہ کے بدلے ہرگز ایک صاع خراب کھجوریں نہ لیتا

الْكَبِيسِ. أَوْ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: بِعْنِي ثَلَاثَةَ أَصْوُعٍ مِنَ الْبَيْضَاءِ بِصَاعَيْنِ وَنِصْفٍ مِنْ حِنْطَةٍ شَامِيَّةٍ. فَيَقُولُ: هٰذَا لَا يَصْلُحُ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ. فَيَجْعَلُ صَاعَيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ شَامِيَّةٍ. وَصَاعًا مِنْ شَعِيرٍ. يُرِيدُ أَنْ يُجِيزَ بِذٰلِكَ الْبَيْعَ فِيمَا بَيْنَهُمَا. فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ. لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيُعْطِيَهُ بِصَاعٍ مِنْ شَعِيرٍ صَاعًا مِنْ حِنْطَةٍ بَيْضَاءَ. لَوْ كَانَ ذٰلِكَ الصَّاعُ مُفْرَدًا. وَإِنَّمَا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ لِفَضْلِ الشَّامِيَّةِ عَلَى الْبَيْضَاءِ. فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ. وَهُوَ مِثْلُ مَا وَصَفْنَا مِنَ التِّبْرِ.

یہاں اس نے صرف کبیس کی وجہ سے لی ہیں۔ اس کی مثال یہ بھی ہے کہ ایک شخص تین صاع متوسط گندم کو اڑھائی صاع عمدہ گندم کے بدلے خریدے جب اس سے کہا جائے کہ یہ درست نہیں ہے تو اس نے عمدہ گندم کے دو صاع میں ایک صاع جو ملا دیئے، تاکہ وزن برابر ہونے کے باعث بیع حلال ہو جائے لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ اگر یہ علیحدہ فروخت کرتا تو ایک صاع جو کے بدلے دوسرا کبھی ایک صاع متوسط گندم نہ دیتا۔

قَالَ مَالِكٌ: فَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَالطَّعَامِ كُلِّهِ. الَّذِي لَا يَنْبَغِي أَنْ يُبَاعَ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَلَا يَنْبَغِي أَنْ يُجْعَلَ مَعَ الصِّنْفِ الْجَيِّدِ مِنَ الْمَرْغُوبِ فِيهِ، الشَّيْءُ الرَّدِيءُ الْمَسْخُوطُ لِيُجَازَ الْبَيْعُ. وَلِيُسْتَحَلَّ بِذٰلِكَ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَا يَصْلُحُ. إِذَا جُعِلَ ذٰلِكَ مَعَ الصِّنْفِ الْمَرْغُوبِ فِيهِ. وَإِنَّمَا يُرِيدُ صَاحِبُ ذٰلِكَ أَنْ يُدْرِكَ بِذٰلِكَ فَضْلَ جَوْدَةِ مَا يَبِيعُ. فَيُعْطِي الشَّيْءَ الَّذِي لَوْ أَعْطَاهُ وَحْدَهُ، لَمْ يَقْبَلْهُ صَاحِبُهُ. وَلَمْ يَهْمُمْ بِذٰلِكَ وَإِنَّمَا يَقْبَلُهُ مِنْ أَجْلِ الَّذِي يَأْخُذُ مَعَهُ. لِفَضْلِ سِلْعَةِ صَاحِبِهِ عَلَى سِلْعَتِهِ. فَلَا يَنْبَغِي لِشَيْءٍ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَالطَّعَامِ أَنْ يَدْخُلَهُ شَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ الصِّفَةِ. فَإِنْ أَرَادَ صَاحِبُ الطَّعَامِ الرَّدِيءِ، أَنْ يَبِيعَهُ بِغَيْرِهِ، فَلْيَبِعْهُ عَلَى حِدَتِهِ. وَلَا يَجْعَلُ مَعَ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ كَذٰلِكَ۔

امام مالک نے فرمایا کہ سونا، چاندی اور کھانے کی تمام چیزوں کو متبادل خریدنا درست نہیں ہے جب تک وہ ایک جیسی نہ ہوں یہ مناسب نہیں ہے کہ عمدہ اور مرغوب چیز میں گھٹیا اور ناپسندیدہ چیز ملا کر وزن پورا کرے تاکہ بیع جائز اور حلال ہو جائے، جس سے منع کیا گیا ہے اور جو درست نہیں ہے۔ عمدہ مال میں گھٹیا اس لئے ملایا جاتا ہے کہ دوسرا اپنے سے عمدہ مال کے باعث اسے بھی قبول کر لے گا۔ اگر عمدہ مال ساتھ نہ ہوتا تو متوسط مال والا کبھی اس گھٹیا مال کو قبول نہ کرتا۔ پس سونا چاندی یا کھانے کی چیزوں میں عمدہ کے ساتھ گھٹیا مال کو ملانا درست نہیں ہے۔ ہاں مال والا اگر اپنے ردی مال کو علیحدہ بیچے اور دوسرا مال اس کے ساتھ نہ ملائے تو اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابُ ١٩ الْعِينَةِ وَمَا يُشْبِهُهَا

بیع عینہ اور قبضے سے پہلے فروخت کرنا

٤٠۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو غلہ خریدے تو اسے فروخت نہ کرے یہاں تک کہ قبضہ کر لے۔

٤١۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ، "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ"۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کھانے کی چیز خریدے تو اسے فروخت نہ کرے یہاں تک کہ قبضہ کر لے۔

۴۲۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّهُ قَالَ ، كُنَّا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ . فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَاْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ . مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيْهِ . اِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ ، قَبْلَ اَنْ نَبِيْعَهُ .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم غلہ خریدتے تو آپ ہماری طرف آدمی بھیجتے جو ہمیں حکم دیتا کہ فروخت کرنے سے پہلے غلہ کو خریدنے کی جگہ سے دوسری جگہ لے جاؤ۔

۴۳۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ؛ اَنَّ حَكِيْمَ ابْنَ حِزَامٍ ابْتَاعَ طَعَامًا . اَمَرَ بِهٖ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ فَبَاعَ حَكِيْمٌ الطَّعَامَ قَبْلَ اَنْ يَسْتَوْفِيَهُ . فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ . فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ : لَا تَبِعْ طَعَامًا ابْتَعْتَهُ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهُ .

حضرت حکیم بن حزام نے غلہ خریدا جس کے لئے حضرت عمر نے لوگوں کو حکم دیا تھا۔ پس حضرت حکیم نے وہ غلہ قبضے سے پہلے فروخت کر دیا۔ جب یہ بات حضرت عمر تک پہنچی تو انہوں نے واپس کروا دیا اور فرمایا کہ غلے کو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک اس پر قبضہ نہ کر لو۔

۴۴۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ صُكُوْكًا خَرَجَتْ لِلنَّاسِ فِيْ زَمَانِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ . مِنْ طَعَامِ الْجَارِ . فَتَبَايَعَ النَّاسُ تِلْكَ الصُّكُوْكَ بَيْنَهُمْ ، قَبْلَ اَنْ يَسْتَوْفُوْهَا . فَدَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ . فَقَالَا : اَتُحِلُّ بَيْعَ الرِّبَا يَا مَرْوَانُ ؟ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ . وَمَا ذَاكَ ؟ فَقَالَا : هٰذِهِ الصُّكُوْكُ تَبَايَعَهَا النَّاسُ ثُمَّ بَاعُوْهَا . قَبْلَ اَنْ يَسْتَوْفُوْهَا فَبَعَثَ مَرْوَانُ الْحَرَسَ يَتْبَعُوْنَهَا . يَنْزِعُوْنَهَا مِنْ اَيْدِي النَّاسِ وَيَرُدُّوْنَهَا اِلٰى اَهْلِهَا .

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم کے زمانے میں لوگوں کو جار کے غلے کی سندیں ملیں تو لوگوں نے غلے پر قبضہ کرنے سے پہلے آپس میں ان سندوں کو بیچنا شروع کر دیا۔ پس حضرت زید بن ثابت نیز ایک اور صحابی مروان بن حکم کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا۔ اے مروان! کیا تم سود کو حلال کرتے ہو؟ کہا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں، بات کیا ہوئی؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ ان سندوں سے لوگ خریدتے ہیں اور قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دیتے ہیں۔ پس مروان نے چوکیداروں کو بھیجا جنہوں نے ایسے لوگوں سے سندیں چھین کر سند والوں کے حوالے کر دیں۔

۴۵۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا اَرَادَ اَنْ يَبْتَاعَ طَعَامًا مِنْ رَجُلٍ اِلٰى اَجَلٍ فَذَهَبَ بِهِ الرَّجُلُ الَّذِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَبِيْعَهُ الطَّعَامَ اِلَى السُّوْقِ . فَجَعَلَ يُرِيْهِ الصُّبَرَ . وَيَقُوْلُ لَهُ : مِنْ اَيِّهَا تُحِبُّ اَنْ اَبْتَاعَ لَكَ ؟ فَقَالَ الْمُبْتَاعُ ، اَتَبِيْعُنِيْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ ؟ فَاَتَيَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهُ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِلْمُبْتَاعِ : لَا تَبْتَعْ مِنْهُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ . وَقَالَ لِلْبَائِعِ : لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ .

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے دوسرے سے ایک مدت کے وعدے پر غلہ خریدنا چاہا تو غلہ بیچنے والا اسے بازار لے گیا تاکہ غلہ خریدے تو اسکے مختلف ڈھیر دکھا کر کہنے لگا کہ آپ کے لئے میں کون سا غلہ خریدوں؟ خریدار نے کہا کہ میرے ہاتھوں وہ چیز فروخت کر رہے ہیں جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ پس وہ دونوں حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بات کا ذکر کیا حضرت عبداللہ بن عمر نے خریدار سے فرمایا کہ جو چیز انکے پاس نہیں ہے آپ مت خریدو اور بائع سے کہا کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے اسے فروخت مت کرو۔

۴۶۔ وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ، اَنَّهُ

... جَمِيلَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنَ، يَقُولُ لِسَعِيدِ بْنِ [الْمُسَ]يَّبِ: إِنِّي رَجُلٌ أَبْتَاعُ مِنَ الْأَرْزَاقِ الَّتِي تُعْطَى النَّاسُ [بِالْجَ]ارِ. مَا شَاءَ اللّٰهُ. ثُمَّ أُرِيدُ أَنْ أَبِيعَ الطَّعَامَ الْمَضْمُونَ [عَلَيَّ] إِلَى أَجَلٍ. فَقَالَ لَهُ سَعِيدٌ: أَتُرِيدُ أَنْ تُوَفِّيَهُمْ مِنْ تِلْكَ [الْأَرْزَ]اقِ الَّتِي ابْتَعْتَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، الَّذِي لَا [اخْتِ]لَافَ فِيهِ أَنَّهُ مَنِ اشْتَرَى طَعَامًا، بُرًّا أَوْ شَعِيرًا أَوْ [سُلْتً]ا أَوْ ذُرَةً أَوْ دُخْنًا. أَوْ شَيْئًا مِنَ الْحُبُوبِ الْقِطْنِيَّةِ أَوْ [شَيْ]ئًا مِمَّا يُشْبِهُ الْقِطْنِيَّةَ. مِمَّا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ أَوْ شَيْئًا [مِ]نَ الْأُدْمِ كُلِّهَا، الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَالْعَسَلِ وَالْخَلِّ وَ[الْجُ]بْنِ وَالشِّبْرِقِ (وَالشَّيْرِقِ) وَاللَّبَنِ. وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ [الْأُدْ]مِ. فَإِنَّ الْمُبْتَاعَ، لَا يَبِيعُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، حَتّٰى يَقْبِضَهُ [وَيَ]سْتَوْفِيَهُ.

جمیل بن عبدالرحمٰن مؤذن نے سعید بن میسب سے کہا کہ میں لوگوں سے جار کے غلے کی سندیں خرید لیتا ہوں جتنی اللہ چاہے پھر میں چاہتا ہوں کہ مدت مقرر کر کے وہ غلہ لوگوں کو فروخت کر دوں سعید نے ان سے فرمایا۔ کیا تم اسی غلے سے لوگوں کو دینا چاہتے ہو جو خریدا تھا؟ کہا ہاں۔ تو انہوں نے اس سے منع فرمایا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے غلہ خریدا گندم، جَو، جوار، باجرہ یا دالیں وغیرہ جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی تمام چیزیں جیسے روغن زیتون، گھی، شہد، سرکہ، پنیر، تل کا تیل اور دودھ وغیرہ یا جو سالن کے مشابہ ہیں تو ان میں سے کوئی چیز نہ بیچی جائے یہاں تک کہ اس پر قبضہ کر لیا جائے۔

[بَا]بُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ الطَّعَامِ إِلَى أَجَلٍ

اناج کی وہ میعادی بیع جو مکروہ ہے

[٤]١ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، أَنَّهُ [سَ]مِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَنْهَيَانِ [أَنْ] يَبِيعَ الرَّجُلُ حِنْطَةً بِذَهَبٍ إِلَى أَجَلٍ. ثُمَّ يَشْتَرِيَ [بِالذَّ]هَبِ تَمْرًا، قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ.

ابو الزناد نے سعید بن میسب اور سلیمان بن یسار کو منع فرماتے ہوئے سنا جو مدت مقرر کر کے گندم کو سونے کے بدلے فروخت کرے اور پھر سونے پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی سونے سے کھجوریں خریدے۔

[٤]٢ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، أَنَّهُ [سَ]أَلَ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: عَنِ الرَّجُلِ [يَ]بِيعُ الطَّعَامَ مِنَ الرَّجُلِ بِذَهَبٍ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ يَشْتَرِي [بِ]الذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ؟ فَكَرِهَ ذٰلِكَ، [وَ]نَهَى عَنْهُ.

کثیر بن فرقد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جس نے میعاد مقرر کر کے کسی سے سونے کے بدلے غلہ خریدا۔ پھر سونے پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی سونے کے ساتھ کھجوریں خریدیں تو انہوں نے یہ بات ناپسند کی اور اس سے منع فرمایا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، بِمِثْلِ [ذٰ]لِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے اسی کے مطابق روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا نَهَى سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَ[سُ]لَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، [وَ]ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ أَنْ لَا يَبِيعَ الرَّجُلُ حِنْطَةً بِذَهَبٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ سعید بن میسب، سلیمان بن یسار، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور ابن شہاب نے منع فرمایا ہے کہ ایک آدمی سونے کے بدلے گندم خریدے پھر وہ اس سونے کے بدلے کھجوریں خریدے

ثُمَّ يَشْتَرِي الرَّجُلُ بِالذَّهَبِ تَمْرًا، قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ مِنْ بَيْعِهِ الَّذِي اشْتَرَى مِنْهُ الْحِنْطَةَ. فَأَمَّا أَنْ يَشْتَرِيَ بِالذَّهَبِ الَّتِي بَاعَ بِهَا الْحِنْطَةَ، إِلَى أَجَلٍ، تَمْرًا مِنْ غَيْرِ بَائِعِهِ الَّذِي بَاعَ مِنْهُ الْحِنْطَةَ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ وَيُحِيلُ الَّذِي اشْتَرَى مِنْهُ التَّمْرَ عَلَى غَرِيمِهِ الَّذِي بَاعَ مِنْهُ الْحِنْطَةَ. بِالذَّهَبِ الَّتِي لَهُ عَلَيْهِ فِي ثَمَرِ التَّمْرِ. فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

اس سے پہلے کہ اس نے سونے پر قبضہ کیا ہو جس سے گندم خریدی تھی اگر وہ اس سونے سے جس کے بدلے گندم بیچی ہے گندم والے کے علاوہ کسی اور سے کھجوریں خریدے اور کھجوروں والے سے گندم والے کا حوالہ کر دے اس سونے کا جو اس پر ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَقَدْ سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَلَمْ يَرَوْا بِهِ بَأْسًا.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ بات کتنے ہی اہل علم سے پوچھی تو انہوں نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

بَابُ السُّلْفَةِ فِي الطَّعَامِ

اناج میں سلفہ کرنے کا بیان

۴۹ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ قَالَ: لَا بَأْسَ بِأَنْ يُسَلِّفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوفِ بِسِعْرٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى. مَا لَمْ يَكُنْ فِي زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ، أَوْ تَمْرٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک آدمی دوسرے سے کھانے کی چیزوں میں وصف، نرخ اور مدت مقرر کر کے سلف کرے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ایسے کھیت کا نہ ہو جس کی بہتری معلوم نہ ہوئی ہو اور نہ ایسی کھجوروں کا ہو جن کی بہتری واضح نہ ہوئی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ سَلَّفَ فِي طَعَامٍ بِسِعْرٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَحَلَّ الْأَجَلُ فَلَمْ يَجِدِ الْمُبْتَاعُ عِنْدَ الْبَائِعِ وَفَاءً مِمَّا ابْتَاعَ مِنْهُ فَأَقَالَهُ. فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ إِلَّا وَرِقَهُ أَوْ ذَهَبَهُ. أَوِ الثَّمَنَ الَّذِي دَفَعَ إِلَيْهِ بِعَيْنِهِ. وَإِنَّهُ لَا يَشْتَرِي مِنْهُ بِذَلِكَ الثَّمَنِ شَيْئًا حَتَّى يَقْبِضَهُ مِنْهُ. وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا أَخَذَ غَيْرَ الثَّمَنِ الَّذِي دَفَعَ إِلَيْهِ أَوْ صَرَفَهُ فِي سِلْعَةٍ غَيْرِ الطَّعَامِ الَّذِي ابْتَاعَ مِنْهُ. فَهُوَ بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى.

امام مالک نے فرمایا کہ کھانے کی چیزوں میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو نرخ اور مدت مقرر کر کے ہو کہ جب مدت پوری ہو جائے تو خریدار بائع کے پاس وہ اناج نہ پائے تو بیع فسخ کر دے کیونکہ اپنی چاندی، سونا یا قیمت جو دی اسے واپس لینے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے اور یہ نہ ہو کہ اپنے زرِ ثمن سے دوسری چیز بائع سے خریدے جب تک اپنے زرِ ثمن پر قبضہ نہ کر لے۔ کیونکہ خریدار نے جو غلہ یا دوسری چیز کے لیے رقم دی اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی کے ساتھ دوسرا غلہ خرید لیا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى.

امام مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضے سے پہلے غلے کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ نَدِمَ الْمُشْتَرِي فَقَالَ لِلْبَائِعِ: أَقِلْنِي وَأُنْظِرُكَ بِالثَّمَنِ الَّذِي دَفَعْتُ إِلَيْكَ. فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَصْلُحُ. وَأَهْلُ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْهُ. وَذَلِكَ أَنَّهُ لَمَّا حَلَّ الطَّعَامُ لِلْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ، أَخَّرَ عَنْهُ حَقَّهُ، عَلَى أَنْ يُقِيلَهُ. فَكَانَ

امام مالک نے فرمایا کہ مشتری نادم ہوا تو بائع نے کہا کہ میں زرِ ثمن کی واپسی میں جو میں نے تمہیں دی ہے مہلت دیتا ہوں تو یہ درست نہیں ہے اور اہل علم اس سے منع کرتے ہیں کیونکہ جب میعاد گزر گئی اور غلہ بائع کے ذمے واجب ہوا تو مشتری نے اس شرط کی وجہ سے

ذٰلِكَ بَيْعُ الطَّعَامِ إِلَى أَجَلٍ، قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى.

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ، أَنَّ الْمُشْتَرِيَ حِينَ حَلَّ الْأَجَلُ، وَكَرِهَ الطَّعَامَ. أَخَذَ بِهِ دِينَارًا إِلَى أَجَلٍ. وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِالْإِقَالَةِ. وَإِنَّمَا الْإِقَالَةُ مَا لَمْ يَزْدَدْ فِيهِ الْبَائِعُ وَلَا الْمُشْتَرِي. فَإِذَا وَقَعَتْ فِيهِ الزِّيَادَةُ بِنَسِيئَةٍ إِلَى أَجَلٍ. أَوْ بِشَيْءٍ يَزْدَادُهُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ. أَوْ بِشَيْءٍ يَنْتَفِعُ بِهِ أَحَدُهُمَا، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِالْإِقَالَةِ. وَإِنَّمَا تَصِيرُ الْإِقَالَةُ، إِذَا فَعَلَا ذٰلِكَ بَيْعًا. وَإِنَّمَا أُرْخِصَ فِي الْإِقَالَةِ، وَالشِّرْكِ، وَالتَّوْلِيَةِ، مَا لَمْ يَدْخُلْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ زِيَادَةٌ، أَوْ نُقْصَانٌ، أَوْ نَظِرَةٌ. فَإِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ زِيَادَةٌ أَوْ نُقْصَانٌ، أَوْ نَظِرَةٌ، صَارَ بَيْعًا. يُحِلُّهُ مَا يُحِلُّ الْبَيْعَ وَيُحَرِّمُهُ مَا يُحَرِّمُ الْبَيْعَ.

اپنا حق لینے میں دیر کی اور یہ قبضے سے پہلے اناج فروخت کر دینا ہوا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب مدت پوری ہو گئی اور خریدار نے اناج لینا پسند نہ کیا بلکہ اس اناج کے بدلے ایک مدت کے وعدے پر کچھ روپے ٹھہرا لئے تو یہ اقالہ نہ ہوا کیونکہ اقالہ تو جب ہے کہ بائع یا مشتری کی طرف سے کمی یا بیشی نہ ہوا اور اگر اس میں کمی بیشی ہوئی یا میعاد بڑھائی یا بائع یا مشتری کا کوئی فائدہ مقرر ہوا تو اسے اقالہ نہیں سمجھا جائے گا جبکہ اقالہ، شرکت اور تولیہ اسی وقت تک درست ہیں کہ کمی یا بیشی نہ کی جائے اور میعاد نہ بڑھائی جائے۔ اگر ان میں سے کوئی بات ہوئی تو وہ نئی بیع ہوئی اور جن وجوہات سے بیع درست ہوتی ہے ان سے یہ بھی درست ہوگی اور جن سے بیع حرام ہو جاتی ہے ان سے یہ بھی حرام ہو جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ سَلَّفَ فِي حِنْطَةٍ شَامِيَّةٍ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَأْخُذَ مَحْمُولَةً، بَعْدَ مَحِلِّ الْأَجَلِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَكَذٰلِكَ مَنْ سَلَّفَ فِي صِنْفٍ مِنَ الْأَصْنَافِ. فَلَا بَأْسَ أَنْ يَأْخُذَ خَيْرًا مِمَّا سَلَّفَ فِيهِ أَوْ أَدْنَى بَعْدَ مَحِلِّ الْأَجَلِ. وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ: أَنْ يُسَلِّفَ الرَّجُلُ فِي حِنْطَةٍ مَحْمُولَةٍ. فَلَا بَأْسَ أَنْ يَأْخُذَ شَعِيرًا أَوْ شَامِيَّةً. وَإِنْ سَلَّفَ فِي تَمْرٍ عَجْوَةٍ. فَلَا بَأْسَ أَنْ يَأْخُذَ صَيْحَانِيًّا أَوْ جَمْعًا. وَإِنْ سَلَّفَ فِي زَبِيبٍ أَحْمَرَ. فَلَا بَأْسَ أَنْ يَأْخُذَ أَسْوَدَ. إِذَا كَانَ ذٰلِكَ كُلُّهُ بَعْدَ مَحِلِّ الْأَجَلِ إِذَا كَانَتْ مَكِيلَتُهُ ذٰلِكَ سَوَاءً. بِمِثْلِ كَيْلِ مَا سَلَّفَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اچھی گندم کا سلف کیا اور مدت پوری ہونے پر گھٹیا یا بڑھیا اتنی ہی گندم لے لی تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کسی بھی چیز کا سلف کیا تو مدت پوری ہونے پر اس سے بہتر یا کمتر لینے میں کوئی قباحت نہیں اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ جس نے درمیانی گندم کا سلف کیا تو جو یا بڑھیا گندم لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر عجوہ کھجور کا سلف کیا یا صیحانی یا جمع کے لینے میں کوئی ڈر نہیں۔ اگر سرخ کشمش کا سلف کیا تو سیاہ کشمش لینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ مدت پوری ہو جانے کے بعد ہوا اور وزن وہی ہو جتنے کا سلف کیا تھا۔

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ بِالطَّعَامِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا

اناج کے بدلے اناج بیچا جائے تو کمی بیشی نہ ہو

۵۰۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ قَالَ: فَنِيَ عَلَفُ حِمَارِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. فَقَالَ لِغُلَامِهِ: خُذْ مِنْ حِنْطَةِ أَهْلِكَ. فَابْتَعْ بِهَا شَعِيرًا. وَلَا تَأْخُذْ إِلَّا مِثْلَهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سلیمان بن یسار نے فرمایا: حضرت سعد بن ابی وقاص کے گھوڑے کا چارہ ختم ہو گیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا کہ گھر سے گندم لے جاؤ اور اس کے بدلے جو لے آنا لیکن نہ لینا مگر برابر۔

۵۱۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ

نافع کو سلیمان بن یسار نے بتایا کہ عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد

يَسَارٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ : أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، فَنِيَ عَلَفُ دَابَّتِهِ فَقَالَ لِغُلَامِهِ. خُذْ مِنْ حِنْطَةِ أَهْلِكَ طَعَامًا فَابْتَعْ بِهَا شَعِيرًا . وَلَا تَأْخُذْ إِلَّا مِثْلَهُ.

یغوث کی سواری کا چارہ ختم ہوگیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا کہ اپنے گھر سے کھانے کی گندم لے جاؤ اور اس کے بدلے جو خرید لاؤ اور نہ لینا مگر برابر۔

۵۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ابْنِ مُعَيْقِيبٍ الدَّوْسِيِّ، مِثْلُ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ : وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا .

قَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا ، أَنْ لَا تُبَاعَ الْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَلَا التَّمْرُ بِالتَّمْرِ . وَلَا الْحِنْطَةُ بِالتَّمْرِ وَلَا التَّمْرُ بِالزَّبِيبِ . وَلَا الْحِنْطَةُ بِالزَّبِيبِ . وَلَا شَيْءَ مِنَ الطَّعَامِ كُلِّهِ ، إِلَّا يَدًا بِيَدٍ ، فَإِنْ دَخَلَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ الْأَجَلُ لَمْ يَصْلُحْ . وَكَانَ حَرَامًا . وَلَا شَيْءَ مِنَ الْأُدُمِ كُلِّهَا إِلَّا يَدًا بِيَدٍ .

امام مالک نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے ابن معیقب دوسی سے اسی کے مطابق روایت کی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے کہ گندم کے بدلے گندم، کھجور کے بدلے کھجور، گندم کے بدلے کھجور، کھجور کے بدلے کشمش اور گندم کے بدلے کشمش نہ بیچی جائے اور کھانے کی کوئی چیز بھی بیچی نہ جائے مگر ہاتھوں ہاتھ۔ اگر اس میں کوئی مدت مقرر کی تو درست نہیں اور بیع حرام ہو جائے گی اور روٹی سے لگا کر کھانے کی کوئی چیز نہ بیچی جائے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

قَالَ مَالِكٌ : وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنَ الطَّعَامِ وَالْأُدُمِ إِذَا كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ ، اِثْنَانِ بِوَاحِدٍ . فَلَا يُبَاعُ مُدُّ حِنْطَةٍ بِمُدَّيْ حِنْطَةٍ . وَلَا مُدُّ تَمْرٍ بِمُدَّيْ تَمْرٍ . وَلَا مُدُّ زَبِيبٍ بِمُدَّيْ زَبِيبٍ . وَلَا مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْحُبُوبِ وَالْأُدُمِ كُلِّهَا . إِذَا كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ . وَإِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ . إِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ . لَا يَحِلُّ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ الْفَضْلُ . وَلَا يَحِلُّ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ .

امام مالک نے فرمایا کہ غلہ یا روٹی سے لگا کر کھانے کی ایک چیز کے بدلے دو نہ خریدی جائیں۔ اسی طرح ایک مد گندم کے بدلے دو مد گندم، ایک مد کھجوروں کے بدلے دو مد کھجوریں، ایک مد کشمش کے بدلے دو مد کشمش نیز ایسے ہی تمام اجناس اور ترکاریاں وغیرہ ایک جنس سے برابر اور ہاتھوں ہاتھ خریدی جائیں۔ یہ اس جگہ چاندی اور سونے کی طرح ہیں۔ کسی چیز کی زیادتی جائز نہیں۔ جائز یہی ہے کہ برابر ہوں اور ہاتھوں ہاتھ ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ : وَإِذَا اخْتَلَفَ مَا يُكَالُ أَوْ يُوزَنُ ، مِمَّا يُؤْكَلُ أَوْ يُشْرَبُ . فَبَانَ اخْتِلَافُهُ . فَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ . يَدًا بِيَدٍ . وَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ بِصَاعَيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ وَصَاعٌ مِنْ تَمْرٍ بِصَاعَيْنِ مِنْ زَبِيبٍ . وَصَاعٌ مِنْ حِنْطَةٍ بِصَاعَيْنِ مِنْ سَمْنٍ . فَإِذَا كَانَ الصِّنْفَانِ مِنْ هٰذَا مُخْتَلِفَيْنِ . فَلَا بَأْسَ بِاثْنَيْنِ مِنْهُ بِوَاحِدٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . يَدًا بِيَدٍ . فَإِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ الْأَجَلُ ، فَلَا يَحِلُّ .

امام مالک نے فرمایا کہ جب کھانے پینے کی چیزوں کے اندر ناپ تول کا فرق ہو اور وہ مختلف جنس ہوں تو ایک کے بدلے دو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اس میں کوئی قباحت نہیں کہ ایک صاع کھجور کے بدلے دو صاع گندم لی جائے، ایک صاع کھجور کی دو صاع کشمش اور ایک صاع گندم کا دو صاع گھی لیا جائے۔ جبکہ دونوں چیزوں کی جنس مختلف ہو تو ان میں ایک کے زیادہ ہونے میں کوئی قباحت نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اگر اس میں مدت مقرر کی گئی تو بیع حلال نہیں رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا تَحِلُّ صُبْرَةُ الْحِنْطَةِ. وَلَا بَأْسَ بِصُبْرَةِ الْحِنْطَةِ بِصُبْرَةِ التَّمْرِ. يَدًا بِيَدٍ. وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يُشْتَرَى الْحِنْطَةُ بِالتَّمْرِ جِزَافًا.

امام مالک نے فرمایا کہ گندم کے ڈھیر کے بدلے گندم کا ڈھیر اور گندم کے ڈھیر کے بدلے کھجوروں کا ڈھیر خریدنا جائز نہیں ہے خواہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور یہ اس لئے ہے کہ گندم کو اندازے سے کھجوروں کے بدلے خریدنے

قَالَ مَالِكٌ: وَكُلُّ مَا اخْتَلَفَ مِنَ الطَّعَامِ وَالْأُدْمِ. فَبَانَ اخْتِلَافُهُ. فَلَا بَأْسَ أَنْ يُشْتَرَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ. جِزَافًا. يَدًا بِيَدٍ. فَإِنْ دَخَلَهُ الْأَجَلُ فَلَا خَيْرَ فِيهِ. وَإِنَّمَا اشْتِرَاءُ ذٰلِكَ جِزَافًا. كَاشْتِرَاءِ بَعْضِ ذٰلِكَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ جِزَافًا.

امام مالک نے فرمایا کہ کھانے یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جتنی چیزیں ہیں جبکہ وہ مختلف ہوں تو ان کا ایک کے بدلے دوسری کو خریدنے میں مضائقہ نہیں جبکہ لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اگر مدت مقرر کی گئی تو اس میں کوئی بھلائی نہیں اور ان چیزوں کا ڈھیر لگا کر بیچنا ایسا ہی ہے جیسے سونے چاندی کا ڈھیر لگا کر فروخت کرنا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ، أَنَّكَ تَشْتَرِي الْحِنْطَةَ بِالْوَرِقِ جِزَافًا. وَالتَّمْرَ بِالذَّهَبِ جِزَافًا. فَهٰذَا حَلَالٌ. لَا بَأْسَ بِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ گندم کے ڈھیر کو چاندی سے اور کھجوروں کے ڈھیر کو سونے سے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ صَبَّرَ صُبْرَةَ طَعَامٍ. وَقَدْ عَلِمَ كَيْلَهَا. ثُمَّ بَاعَهَا. وَكَتَمَ الْمُشْتَرِيَ كَيْلَهَا. فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ. فَإِنْ أَحَبَّ الْمُشْتَرِي أَنْ يَرُدَّ ذٰلِكَ الطَّعَامَ عَلَى الْبَائِعِ، رَدَّهُ بِمَا كَتَمَهُ كَيْلَهُ وَغَرَّهُ. وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَا عَلِمَ الْبَائِعُ كَيْلَهُ وَعَدَدَهُ مِنَ الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ، ثُمَّ بَاعَهُ جِزَافًا. وَلَمْ يَعْلَمِ الْمُشْتَرِي ذٰلِكَ. فَإِنَّ الْمُشْتَرِيَ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَرُدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْبَائِعِ رَدَّهُ. وَلَمْ يَزَلْ أَهْلُ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے غلے کا ڈھیر لگایا اور اسے وزن معلوم ہے۔ پھر اس نے ڈھیر کے حساب سے فروخت کیا اور مشتری سے وزن چھپایا تو یہ درست نہیں ہے۔ اگر مشتری چاہے تو وہ غلہ بائع کو واپس کر دے کیونکہ اس نے وزن چھپایا اور دھوکا دیا۔ اسی طرح جس غلے وغیرہ کی تول کا بائع کو علم ہو، پھر وہ اسے ڈھیری کے حساب سے بیچے اور مشتری کو اس بات کا علم نہ ہو تو مشتری اگر چاہے تو وہ چیز بائع کو واپس کر دے اور اہل علم ہمیشہ اس بات سے منع کرتے رہے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا خَيْرَ فِي الْخُبْزِ، قُرْصٍ بِقُرْصَيْنِ. وَلَا عَظِيمٍ بِصَغِيرٍ. إِذَا كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ أَكْبَرَ مِنْ بَعْضٍ. فَأَمَّا إِذَا كَانَ يَتَحَرَّى أَنْ يَكُونَ مِثْلًا بِمِثْلٍ. فَلَا بَأْسَ بِهِ. وَإِنْ لَمْ يُوزَنْ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک روٹی کے بدلے دو روٹیاں اور چھوٹی روٹی کے بدلے بڑی لینے میں کوئی بھلائی نہیں جبکہ بعض دوسری بعض سے بڑی ہوں۔ ہاں اگر یہ اندازہ کیا گیا کہ دونوں طرف برابر ہیں تو کوئی قباحت نہیں اگرچہ وزن نہ کیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَصْلُحُ مُدُّ زُبْدٍ وَمُدُّ لَبَنٍ بِمُدَّيْ زُبْدٍ. وَهُوَ مِثْلُ الَّذِي وَصَفْنَا مِنَ التَّمْرِ الَّذِي يُبَاعُ صَاعَيْنِ. مِنْ كَبِيسٍ، وَصَاعًا مِنْ حَشَفٍ، بِثَلَاثَةِ أَصْوُعٍ مِنْ عَجْوَةٍ، حِينَ قَالَ لِصَاحِبِهِ. إِنَّ صَاعَيْنِ مِنْ كَبِيسٍ بِثَلَاثَةِ أَصْوُعٍ مِنَ الْعَجْوَةِ لَا يَصْلُحُ. فَفَعَلَ ذٰلِكَ لِيُجِيزَ بَيْعَهُ. وَإِنَّمَا جَعَلَ صَاحِبُ اللَّبَنِ اللَّبَنَ مَعَ زُبْدِهِ لِيَأْخُذَ فَضْلَ زُبْدِهِ عَلَى زُبْدِ صَاحِبِهِ. حِينَ أَدْخَلَ

امام مالک نے فرمایا کہ ایک مد زبد اور ایک مد دودھ کو دو مد زبد کے بدلے لینا درست نہیں کیونکہ اس کی مثال وہی ہے جو ہم نے کھجوروں کی بیان کی کہ جو دو صاع کبیس اور ایک صاع حشف کے بدلے تین صاع عجوہ خریدے اور اپنے ساتھی سے کہہ دے کہ دو صاع کبیس ہی تین صاع عجوہ کے برابر ہیں تو یہ درست نہیں۔ یہ گھڑنت اس نے اپنی بیع کو جائز بنانے کیلئے کی۔ اسی لئے تو دودھ والے نے زبد کے ساتھ دودھ دیا تاکہ دودھ

مَعَهُ اللَّبَنَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالدَّقِيقُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ لَا بَأْسَ بِهِ، وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ أَخْلَصَ الدَّقِيقَ فَبَاعَهُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ. وَلَوْ جَعَلَ نِصْفَ الْمُدِّ مِنْ دَقِيقٍ، وَنِصْفَهُ مِنْ حِنْطَةٍ، فَبَاعَ ذٰلِكَ بِمُدٍّ مِنْ حِنْطَةٍ، كَانَ ذٰلِكَ مِثْلَ الَّذِي وَصَفْنَا. لَا يَصْلُحُ. لِأَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ فَضْلَ حِنْطَتِهِ الْجَيِّدَةِ، حَتّٰى جَعَلَ مَعَهَا الدَّقِيقَ. فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ.

شامل کرنے کے باعث اپنے ساتھی سے زائد زبد کو لے سکے۔

امام مالک نے فرمایا کہ آٹے کو گندم کے برابر بیچے تو کوئی قباحت نہیں اور یہ اس لئے کہ خالص آٹے کو گندم کے بدلے برابری پر بیچا ہے۔ اگر نصف مد آٹا اور نصف مد گندم کو ایک مد گندم کے بدلے بیچے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہ اسی کی طرح ہے جو صورت ہم نے بیان کی کیونکہ اس نے اپنی بڑھیا گندم کی عمدگی آٹا ساتھ شامل کر کے برابر کرلی اور یہ درست نہیں۔

بَابُ ۲۳ جَامِعِ بَيْعِ الطَّعَامِ

اناج بیچنے کے متعلق دیگر روایات

۵۳۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ؛ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أَبْتَاعُ الطَّعَامَ يَكُونُ مِنَ الصُّكُوكِ بِالْجَارِ. فَرُبَّمَا ابْتَعْتُ مِنْهُ بِدِينَارٍ وَنِصْفِ دِرْهَمٍ. فَأُعْطِي بِالنِّصْفِ طَعَامًا. فَقَالَ سَعِيدٌ: لَا. وَلٰكِنْ أَعْطِ أَنْتَ دِرْهَمًا. وَخُذْ بَقِيَّتَهُ طَعَامًا.

محمد بن عبداللہ بن ابو مریم نے سعید بن مسیب سے پوچھتے ہوئے کہا کہ میں جار کی سندوں سے غلہ خریدا کرتا ہوں تو کبھی میں ایک دینار اور نصف درہم کا خریدتا ہوں۔ کیا میں نصف درہم کا اناج دے دوں؟ سعید نے فرمایا نہیں بلکہ تم ایک درہم دے دو اور باقی کا بھی غلہ لے لیا کرو۔

۵۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ كَانَ يَقُولُ: لَا تَبِيعُوا الْحَبَّ فِي سُنْبُلِهِ حَتّٰى يَبْيَضَّ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ محمد بن سیرین کہا کرتے: نہ بیچو اناج کو بالیوں میں یہاں تک کہ پک جائے۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا بِسِعْرٍ مَعْلُومٍ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى. فَلَمَّا حَلَّ الْأَجَلُ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الطَّعَامُ لِصَاحِبِهِ: لَيْسَ عِنْدِي طَعَامٌ. فَبِعْنِي الطَّعَامَ الَّذِي لَكَ عَلَيَّ إِلٰى أَجَلٍ. فَيَقُولُ صَاحِبُ الطَّعَامِ: هٰذَا لَا يَصْلُحُ لِأَنَّهُ قَدْ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتّٰى يُسْتَوْفٰى. فَيَقُولُ الَّذِي عَلَيْهِ الطَّعَامُ لِغَرِيمِهِ: فَبِعْنِي طَعَامًا إِلٰى أَجَلٍ حَتّٰى أَقْضِيَكَهُ. فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ. لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُعْطِيهِ طَعَامًا ثُمَّ يَرُدُّهُ إِلَيْهِ. فَيَصِيرُ الذَّهَبُ الَّذِي أَعْطَاهُ ثَمَنَ الَّذِي كَانَ لَهُ عَلَيْهِ. وَيَصِيرُ الطَّعَامُ الَّذِي أَعْطَاهُ مُحَلِّلًا فِيمَا بَيْنَهُمَا. وَيَكُونُ ذٰلِكَ إِذَا فَعَلَاهُ،

امام مالک نے فرمایا کہ جو نرخ اور مدت مقرر کر کے اناج خریدے۔ مدت پوری ہونے پر بائع مشتری سے کہے کہ اناج اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ جتنا اناج میرے ذمے واجب ہے تم اسے میرے ہاتھوں بیچ دو۔ مشتری کہے کہ یہ تو جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قبضے سے پہلے اناج بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ بائع کہے کہ اچھا تم کوئی اور اناج میرے ہاتھوں مدت مقرر کر کے بیچ دو تاکہ وہ اناج میں تمہارے حوالے کر دوں تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ مشتری جو غلہ دے گا وہی اس کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور بائع جو رقم واپس دے گا وہ مشتری کی اپنی ہوگی اور جو غلہ دیا جائے گا یہ دونوں کے درمیان بیع کو حلال بنانے

بَیْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ یُسْتَوْفٰی۔

قَالَ مَالِكٌ، فِی رَجُلٍ لَهُ عَلٰی رَجُلٍ طَعَامٌ ابْتَاعَهُ مِنْهُ. وَلِغَرِيمِهِ عَلٰی رَجُلٍ طَعَامٌ مِثْلُ ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَالَ الَّذِی عَلَيْهِ الطَّعَامُ لِغَرِيمِهِ: اُحِيلُكَ عَلٰی غَرِيمٍ لِی عَلَيْهِ مِثْلُ الطَّعَامِ الَّذِی لَكَ عَلَیَّ، بِطَعَامِكَ الَّذِی لَكَ عَلَیَّ۔

قَالَ مَالِكٌ: اِنْ كَانَ الَّذِی عَلَيْهِ الطَّعَامُ اِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ ابْتَاعَهُ، فَاَرَادَ اَنْ يُحِيلَ غَرِيمَهُ بِطَعَامٍ ابْتَاعَهُ، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ. وَذٰلِكَ بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ يُسْتَوْفٰی

فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ سَلَفًا حَالًّا. فَلَا بَاْسَ اَنْ يُحِيلَ بِهِ غَرِيمَهُ. لِاَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِبَيْعٍ. وَلَا يَحِلُّ بَيْعُ الطَّعَامِ اَنْ يُسْتَوْفٰی. لِنَهْیِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ. غَيْرَ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ قَدِ اجْتَمَعُوا عَلٰی اَنَّهُ لَا بَاْسَ بِالشِّرْكِ وَالتَّوْلِيَةِ وَالْاِقَالَةِ، فِی الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ اَنْزَلُوهُ عَلٰی وَجْهِ الْمَعْرُوفِ. وَلَمْ يُنْزِلُوهُ عَلٰی وَجْهِ الْبَيْعِ. وَذٰلِكَ مِثْلُ الرَّجُلِ يُسَلِّفُ الدَّرَاهِمَ النُّقَّصَ. فَيُقْضٰی دَرَاهِمَ وَازِنَةً. فِيهَا فَضْلٌ فَيَحِلُّ لَهُ ذٰلِكَ. وَيَجُوزُ وَلَوِ اشْتَرٰی مِنْهُ دَرَاهِمَ نُقَّصًا بِوَازِنَةٍ. لَمْ يَحِلَّ ذٰلِكَ. وَلَوِ اشْتَرَطَ عَلَيْهِ حِينَ اَسْلَفَهُ وَازِنَةً. وَاِنَّمَا اَعْطَاهُ نُقَّصًا. لَمْ يَحِلَّ لَهُ ذٰلِكَ۔

۵۵۔ قَالَ مَالِكٌ: وَمِمَّا يُشْبِهُ ذٰلِكَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَاَرْخَصَ فِی بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ. وَاِنَّمَا فُرِقَ بَيْنَ ذٰلِكَ. اَنَّ بَيْعَ الْمُزَابَنَةِ بَيْعٌ عَلٰی وَجْهِ الْمُكَايَسَةِ وَالتِّجَارَةِ. وَاَنَّ بَيْعَ الْعَرَايَا عَلٰی وَجْهِ الْمَعْرُوفِ، لَا مُكَايَسَةَ فِيهِ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَنْبَغِی اَنْ يَشْتَرِیَ رَجُلٌ طَعَامًا بِرُبُعٍ اَوْ ثُلُثٍ اَوْ كِسْرٍ مِنْ دِرْهَمٍ عَلٰی اَنْ يُعْطٰی بِذٰلِكَ طَعَامًا اِلٰی اَجَلٍ. وَلَا بَاْسَ اَنْ يَبْتَاعَ الرَّجُلُ طَعَامًا بِكِسْرٍ مِنْ دِرْهَمٍ اِلٰی اَجَلٍ ثُمَّ يُعْطٰی دِرْهَمًا وَيَاْخُذُ بِمَا بَقِیَ

کیلئے ہوگا۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ قبضے سے پہلے اناج کی بیع ہوئی۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کا دوسرے پر غلہ ہے جو اس سے خریدا تھا۔ دوسرے کا اتنا ہی غلہ کسی تیسرے پر تھا۔ دوسرے نے پہلے سے کہا کہ جتنا میرے اوپر تمہارا غلہ ہے اتنا ہی غلہ میرا فلاں پر ہے میں اسے تمہارے روبرو کروا دیتا ہوں۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس پر غلہ ہے یہ وہی غلہ ہے جو اس نے خریدا۔ پھر اس نے اپنے فریق ثانی سے خریدے ہوئے غلے کا حوالہ کرنا چاہا تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ قبضے سے پہلے غلے کی بیع ہے۔ اگر اس غلے سے بیع سلف کی جاتی تو فریق ثانی سے حیلے میں مضائقہ نہ تھا۔ کیونکہ یہ بیع نہیں ہے اور قبضے سے پہلے غلے کی بیع حلال نہیں ہوتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور جبکہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ شرکت تولیہ اور اقالہ میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسی لئے اہل علم نے رواج اور دستور کا اعتبار کیا اور اسے بیع نہیں سمجھا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے سلم میں ناقص اور کم وزن درہم دیئے اور اسے وزن میں پورے دراہم دیئے گئے تو اس اضافے کے باوجود اس کے لئے یہ حلال اور جائز ہے۔ اگر وہ ناقص اور کم وزن دراہم خریدے تو جائز نہیں اگر سلم کے وقت وزن کی شرط کر لی جائے اور پھر کم دے تو یہ حلال نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا اور اندازے سے کھجور بیچنے یعنی بیع عرایا کی اجازت دی ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ بیع مزابنہ تو تجارت اور چالاکی ہے اور بیع عرایا دستور کے مطابق ہے جس میں دھوکا نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ چوتھائی تہائی یا درہم کے اور کسی حصے کا غلہ اس شرط پر خریدنا درست نہیں ہے کہ اتنی مدت کے بعد اس کے بدلے غلہ ادا کر دے گا۔ ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ درہم کے کسی حصے کا غلہ مدت مقرر کر کے خریدے۔ پھر ایک درہم دے کر

لَهُ مِنْ دِرْهَمِهِ سِلْعَةً مِنَ السِّلَعِ، لِأَنَّهُ أَعْطَى الْكِسْرَ الَّذِي عَلَيْهِ فِضَّةً، وَأَخَذَ بِبَقِيَّةِ دِرْهَمِهِ سِلْعَةً، فَهٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ عِنْدَ الرَّجُلِ دِرْهَمًا، ثُمَّ يَأْخُذُ مِنْهُ بِرُبُعٍ أَوْ بِثُلُثٍ أَوْ بِكِسْرٍ مَعْلُومٍ، سِلْعَةً مَعْلُومَةً، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ سِعْرٌ مَعْلُومٌ، وَقَالَ الرَّجُلُ: آخُذُ مِنْكَ بِسِعْرِ كُلِّ يَوْمٍ، فَهٰذَا لَا يَحِلُّ، لِأَنَّهُ غَرَرٌ، يَقِلُّ مَرَّةً وَيَكْثُرُ مَرَّةً، وَلَمْ يَفْتَرِقَا عَلَى بَيْعٍ مَعْلُومٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ بَاعَ طَعَامًا جِزَافًا، وَلَمْ يَسْتَثْنِ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ مِنْهُ شَيْئًا، إِلَّا مَا كَانَ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْهُ، وَذٰلِكَ الثُّلُثُ فَمَا دُونَهُ، فَإِنْ زَادَ عَلَى الثُّلُثِ صَارَ ذٰلِكَ إِلَى الْمُزَابَنَةِ، وَإِلَى مَا يُكْرَهُ، فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ مِنْهُ شَيْئًا، إِلَّا مَا كَانَ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْهُ، وَلَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْهُ إِلَّا الثُّلُثَ فَمَا دُونَهُ، وَهٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا.

بَابُ ٢٤ الْحُكْرَةِ وَالتَّرَبُّصِ

٥٦ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: لَا حُكْرَةَ فِي سُوقِنَا، لَا يَعْمِدُ رِجَالٌ بِأَيْدِيهِمْ فُضُولٌ مِنْ أَذْهَابٍ، إِلَى رِزْقٍ مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ نَزَلَ بِسَاحَتِنَا، فَيَحْتَكِرُونَهُ عَلَيْنَا، وَلٰكِنْ أَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلَى عَمُودِ كَبِدِهِ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ، فَذٰلِكَ ضَيْفُ عُمَرَ، فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَاءَ اللّٰهُ، وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ اللّٰهُ.

٥٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ، وَهُوَ يَبِيعُ زَبِيبًا لَهُ بِالسُّوقِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ:

باقی درہم کی کوئی اور چیز اس سے خرید لے کیونکہ اس نے درہم کی جو کسر دی تو باقی درہم کا اور سامان خرید لیا تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ایک آدمی دوسرے کے پاس درہم رکھے۔ پھر اس سے چوتھائی، تہائی یا درہم کے کسی معین حصے کی کوئی معین چیز خریدے اگر یہ نرخ معین ہو اگر کوئی دوسرے سے کہے کہ میں آپ سے روزانہ کے بھاؤ کے حساب سے لوں گا تو یہ حلال نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ بھاؤ تو گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور انہوں نے بیع معین نہیں کی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اناج کا ڈھیر فروخت کیا اور اس کا کچھ حصہ مستثنیٰ نہیں کیا تھا۔ پھر اس میں سے کچھ خریدنا چاہے تو اس میں سے ذرا بھی خریدنا درست نہیں کیونکہ جائز وہی ہوگا جس کا استثناء کر لیا جائے جبکہ وہ تہائی یا اس سے کم ہو۔ اگر وہ تہائی سے زیادہ ہوا تو ایسا کرنا مزابنہ کی طرح مکروہ ہوگا پس اس میں سے ذرا بھی خریدنا مناسب نہیں ہے کیونکہ جائز وہی ہوگا جس کا استثناء کر لیا جائے اور وہ تہائی یا اس سے کم ہو اور اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ذخیرہ اندوزی اور نرخ بڑھانا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے بازاروں میں کوئی ذخیرہ اندوزی نہ کرے۔ جن لوگوں کے پاس زائد روپیہ پیسہ ہے وہ ہمارے ملک میں آنے والے اللہ کے رزق کو ذخیرہ کرنے کے لئے نہ خریدیں۔ ہاں جو خون پسینہ ایک کر کے، گرمی اور سردی برداشت کر کے ہمارے ملک میں غلہ لاتے وہ عمر کا مہمان ہے۔ پھر جیسے اللہ چاہے اپنے غلے کو بیچے اور جیسے اللہ چاہے اسے روکے۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر کا حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزر ہوا جو بازار میں اپنی کشمش بیچ رہے تھے۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ آپ نرخ بڑھا دیں۔ یا ہمارے

ابْنُ الْخَطَّابِ: إِمَّا أَنْ تَزِيدَ فِي السِّعْرِ، وَإِمَّا أَنْ تُرْفَعَ مِنْ سُوقِنَا.

بازار سے اٹھ جائیں۔

۵۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْحُكْرَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

باب ۲۵ مَا يَجُوزُ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ وَالسَّلَفِ فِيهِ

جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا

۵۹ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ حَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بَاعَ جَمَلاً لَهُ يُدْعَى عُصَيْفِيرًا بِعِشْرِينَ بَعِيرًا، إِلَى أَجَلٍ.

حسن بن محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصیفیر نامی اپنا اونٹ مدت مقرر کرکے بیس اونٹوں کے بدلے فروخت کیا تھا۔

۶۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ اشْتَرَى رَاحِلَةً بِأَرْبَعَةِ أَبْعِرَةٍ مَضْمُونَةٍ عَلَيْهِ، يُوفِيهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک سانڈنی چار اونٹوں کے بدلے خریدی کہ اونٹوں کو بائع کے پاس ربذہ پہنچا دیا جائے گا۔

۶۱ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ، اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ؟ فَقَالَ: لاَ بَأْسَ بِذَلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے ایک جانور کے بدلے دو کی بیع کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّهُ لاَ بَأْسَ بِالْجَمَلِ بِالْجَمَلِ مِثْلِهِ وَزِيَادَةِ دَرَاهِمَ يَدًا بِيَدٍ. وَلاَ بَأْسَ بِالْجَمَلِ بِالْجَمَلِ مِثْلِهِ وَزِيَادَةِ دَرَاهِمَ، الْجَمَلُ بِالْجَمَلِ يَدًا بِيَدٍ. وَالدَّرَاهِمُ إِلَى أَجَلٍ. قَالَ: وَلاَ خَيْرَ فِي الْجَمَلِ بِالْجَمَلِ مِثْلِهِ وَزِيَادَةِ دَرَاهِمَ، الدَّرَاهِمُ نَقْدًا، وَالْجَمَلُ إِلَى أَجَلٍ. وَإِنْ أَخَّرْتَ الْجَمَلَ وَالدَّرَاهِمَ، لاَ خَيْرَ فِي ذَلِكَ أَيْضًا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ ایک اونٹ کو دوسرے سے بدلنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور دراہم کا اضافہ ہو تو ہاتھوں ہاتھ۔ اس میں بھی قباحت نہیں کہ اونٹ کے بدلے اونٹ اور کچھ روپے ہوں تو اونٹ ہاتھوں ہاتھ ہوں اور روپوں کی مدت مقرر ہو۔ لیکن اس میں بھلائی نہیں کہ اونٹ کے بدلے اونٹ اور کچھ روپے ہوں، جبکہ روپے تو نقد ادا کیے جائیں اونٹ ایک مدت کے بعد اگر اونٹ اور روپے دونوں میں تاخیر کی جاتے تو اس میں بھی بھلائی نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلاَ بَأْسَ أَنْ يَبْتَاعَ الْبَعِيرَ النَّجِيبَ بِالْبَعِيرَيْنِ، أَوْ بِالأَبْعِرَةِ مِنَ الْحَمُولَةِ مِنْ مَاشِيَةِ الإِبِلِ، وَإِنْ كَانَتْ مِنْ نَعَمٍ وَاحِدَةٍ. فَلاَ بَأْسَ أَنْ يُشْتَرَى مِنْهَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، إِذَا اخْتَلَفَتْ فَبَانَ اخْتِلاَفُهَا. وَإِنْ أَشْبَهَ بَعْضُهَا بَعْضًا، وَاخْتَلَفَتْ أَجْنَاسُهَا أَوْ لَمْ تَخْتَلِفْ، فَلاَ يُؤْخَذُ مِنْهَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ سواری کے اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ وہ ایک ہی جنس کے ہوں۔ اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ کہ مدت مقرر کرکے ایک کے بدلے دو خریدے جبکہ ان کا اختلاف واضح ہو۔ اگر یہ ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوں، جنس کا اختلاف ہو یا نہ ہو لیکن مدت مقرر کرکے ایک کے بدلے دو نہ لے۔

قَالَ مَالِكٌ، وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ، أَنْ يُؤْخَذَ الْبَعِيرُ بِالْبَعِيرَيْنِ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ. وَلَا بَأْسَ أَنْ تَبِيعَ مَا اشْتَرَيْتَ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ تَسْتَوْفِيَهُ، مِنْ غَيْرِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ، إِذَا انْتَقَدْتَ ثَمَنَهُ.

قَالَ مَالِكٌ. وَمَنْ سَلَّفَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْحَيَوَانِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَوَصَفَهُ وَحَلَّاهُ، وَنَقَدَ ثَمَنَهُ. فَذٰلِكَ جَائِزٌ. وَهُوَ لَازِمٌ لِلْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعِ عَلَى مَا وَصَفَا وَحَلَّيَا. لَيْسَ بَيْنَهُمَا تَفَاضُلٌ فِي نَجَابَتِهٍ وَلَا رِحْلَةٍ فَإِذَا كَانَ هٰذَا عَلَى مَا وَصَفْتُ لَكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ مِنْ عَمَلِ النَّاسِ الْجَائِزِ بَيْنَهُمْ. وَالَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا، اسکی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ ایک اونٹ کے بدلے دو اونٹ لئے جائیں جن میں سواری یا بوجھ لادنے کا فرق نہ ہو جب وہ ایسے ہوں تو مدت مقرر کرکے ایک کے بدلے دو نہ خریدے جائیں اسمیں قباحت نہیں کہ جو خریدا ہے اسے قبضے سے پہلے فروخت کر دے دوسرے

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے مدت مقرر کرکے جانور کی بیع سلم کی۔ پھر اوصاف اور حلیہ بیان کرکے قیمت نقد ادا کی گئی ہو تو جائز ہے اور اوصاف و حلیہ بیان کرنے بائع اور مشتری دونوں کے لئے ضروری ہے لوگوں کا ہمیشہ سے اسی جائز طریقے پر عمل رہا ہمیشہ سے اسی پر ہمارے شہر کے اہل علم ہیں۔

بَابٌ ٢٦ مَا لَا يَجُوزُ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ

جانوروں کو جس طرح بیچنا جائز نہیں ہے

٦٢. حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ. وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ. كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ. ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حبل الحبلہ بیع سے منع فرمایا ہے اس بیع کا دور جاہلیت میں رواج تھا آدمی ایک اونٹ خریدتا اس سے اونٹنی حاملہ ہوتی پھر وہ بچہ پیدا ہو جو اس کے پیٹ میں ہے۔

٦٣. وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ قَالَ: لَا رِبًا فِي الْحَيَوَانِ. وَإِنَّمَا نُهِيَ عَنِ الْحَيَوَانِ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ الْمَضَامِينِ، وَالْمَلَاقِيحِ، وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ. وَالْمَضَامِينُ بَيْعُ مَا فِي بُطُونِ إِنَاثِ الْإِبِلِ. وَالْمَلَاقِيحُ بَيْعُ مَا فِي ظُهُورِ الْجِمَالِ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حیوان میں سود نہیں۔ حیوان کی تین قسم کی بیع سے منع فرمایا گیا ہے: مضامین، ملاقیح۔ اور حبل الحبلہ سے مضامین یعنی بچہ اونٹنی کے پیٹ میں ہو۔ ملاقیح یہ کہ بچہ اونٹ کی پشت میں ہو۔

قَالَ مَالِكٌ. لَا يَنْبَغِي أَنْ يَشْتَرِيَ أَحَدٌ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ بِعَيْنِهِ إِذَا كَانَ غَائِبًا عَنْهُ. وَإِنْ كَانَ قَدْ رَآهُ وَرَضِيَهُ، عَلَى أَنْ يَنْقُدَ ثَمَنَهُ. لَا قَرِيبًا وَلَا بَعِيدًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ، لِأَنَّ الْبَائِعَ يَنْتَفِعُ بِالثَّمَنِ، وَلَا يُدْرَى هَلْ تُوجَدُ تِلْكَ السِّلْعَةُ عَلَى مَا رَآهَا الْمُبْتَاعُ أَمْ لَا؛ فَلِذٰلِكَ، كُرِهَ ذٰلِكَ. وَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ مَضْمُونًا مَوْصُوفًا.

امام مالک نے فرمایا:۔ یہ درست نہیں کہ ایسے معین جانور کو خریدے جو موجود نہ ہو۔ اگرچہ مشتری اس جانور کو دیکھ کر پسند کر چکا ہو جبکہ قیمت نقد ادا کرے اور جانور خواہ قریب ہو یا دور۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کراہت بایں وجہ ہے کہ بائع قیمت سے فائدہ اٹھائے گا اور وہ نہیں جانتا کہ جو چیز اس نے دیکھی تھی وہ اسے مل جائے گی۔ یہی اس میں کراہت ہے اور غیر معین جانور کو اوصاف بیان کرکے بیچے تو کوئی قباحت نہیں۔

بَابُ ۲۷ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ

جانور کو گوشت کے بدلے فروخت کرنا

۶۴ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

زید بن اسلم نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانور کو گوشت کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

۶۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ؛ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: مِنْ مَيْسِرِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ، بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ.

داؤد بن حصین نے سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ یہ بھی جاہلیت کا جؤا ہے کہ جانور کو ایک یا دو بکریوں کے گوشت کے بدلے بیچا جائے۔

۶۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: نُهِيَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

ابو الزناد سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جانور کو گوشت کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

قَالَ أَبُو الزِّنَادِ، فَقُلْتُ لِسَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا اشْتَرَى شَارِفًا بِعَشَرَةِ شِيَاهٍ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ: إِنْ كَانَ اشْتَرَاهَا لِيَنْحَرَهَا، فَلَا خَيْرَ فِي ذٰلِكَ.

ابو الزناد کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا کہ دس بکریوں کے بدلے ایک اونٹ خریدنا کیسا ہے؟ سعید نے فرمایا کہ اگر اسے ذبح کرنے کے لئے خریدا ہے تو اس میں بھلائی نہیں۔

قَالَ أَبُو الزِّنَادِ: وَكُلُّ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنَ النَّاسِ يَنْهَوْنَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

ابو الزناد نے فرمایا کہ میں ہر ایک کو گوشت کے بدلے جانور بیچنے سے منع کرتے ہوئے پایا۔

قَالَ أَبُو الزِّنَادِ: وَكَانَ ذٰلِكَ يُكْتَبُ فِي عُهُودِ الْعُمَّالِ، فِي زَمَانِ أَبَانَ ابْنِ عُثْمَانَ، وَهِشَامِ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ: يَنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ.

ابو الزناد نے فرمایا کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسمٰعیل کے دور میں عاملوں کے لئے یہ حکم لکھا جاتا اور ایسا کرنے سے انہیں منع کیا جاتا۔

بَابُ ۲۸ بَيْعِ اللَّحْمِ بِاللَّحْمِ

گوشت کو گوشت کے بدلے فروخت کرنا

۶۷ - قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي لَحْمِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْوُحُوشِ أَنَّهُ لَا يُشْتَرَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ، إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَزْنًا بِوَزْنٍ، يَدًا بِيَدٍ. وَلَا بَأْسَ بِهِ وَإِنْ لَمْ يُوزَنْ إِذَا تَحَرَّى أَنْ يَكُونَ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اونٹ، گائے، بکری اور ان جیسے جانوروں کے گوشت کے بارے میں متفقہ حکم یہ ہے کہ ان میں سے ایک کو دوسرے کے بدلے نہ خریدا جائے مگر ایک جیسے وزن میں، برابر اور ہاتھوں ہاتھ اور وزن نہ کرنے میں بھی مضائقہ نہیں جبکہ اندازے سے برابر ہو اور ہاتھوں ہاتھ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ بِلَحْمِ الْحِيتَانِ، بِلَحْمِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْوُحُوشِ كُلِّهَا. اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ. وَأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. يَدًا بِيَدٍ فَإِنْ

امام مالک نے فرمایا کہ مچھلی کا گوشت اگر اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ جانوروں کے گوشت کے بدلے ایک صاع کے عوض دو صاع یا کم وبیش ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔

دخل، ذٰلِكَ الْاَجَلُ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَاَرٰى لُحُوْمَ الطَّيْرِ كُلَّهَا مُخَالِفَةً لِلُحُوْمِ الْاَنْعَامِ وَالْحِيْتَانِ. فَلَا اَرٰى بَاْسًا بِاَنْ يُّشْتَرٰى بَعْضُ ذٰلِكَ بِبَعْضٍ. مُتَفَاضِلًا. يَدًا بِيَدٍ. وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ اِلٰى اَجَلٍ

اگر مدت مقرر کی گئی تو اس میں بھلائی نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ پرندوں کا گوشت مویشیوں اور مچھلی کا گوشت اگر کم و بیش ہو تو میرے نزدیک کوئی قباحت نہیں جبکہ لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو اور مدت مقرر کر کے ان میں سے کوئی چیز نہ بیچی جائے۔

بَابُ ۲۹ مَا جَاءَ فِيْ ثَمَنِ الْكَلْبِ

کتے کی بیع کا بیان

۶۸ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ. وَمَهْرِ الْبَغِيِّ. وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

يَعْنِيْ بِمَهْرِ الْبَغِيِّ مَا تُعْطَاهُ الْمَرْاَةُ عَلَى الزِّنَا. وَ حُلْوَانُ الْكَاهِنِ رِشْوَتُهُ، وَمَا يُعْطٰى عَلٰى اَنْ يَّتَكَهَّنَ.

قَالَ مَالِكٌ: اَكْرَهُ ثَمَنَ الْكَلْبِ الضَّارِيْ وَغَيْرِ الضَّارِيْ. لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ.

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کسبی اور کاہن کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

بمہر البغی وہ رقم جو عورت کو زنا کے بدلے دی جائے اور حلوان الکاہن جو کاہن کو بات بتانے پر رشوت دی جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں ہر قسم کے کتے کی قیمت کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

بَابُ ۳۰ السَّلَفِ وَبَيْعِ الْعُرُوْضِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ

بیع سلف اور سامان کو سامان کے بدلے بیچنا

۶۹ - حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ اٰخُذُ سِلْعَتَكَ بِكَذَا وَكَذَا. عَلٰى اَنْ تُسْلِفَنِيْ كَذَا وَكَذَا. فَاِنْ عَقَدَا بَيْعَهُمَا عَلٰى هٰذَا فَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ. فَاِنْ تَرَكَ الَّذِي اشْتَرَطَ السَّلَفَ، مَا اشْتَرَطَ مِنْهُ، كَانَ ذٰلِكَ الْبَيْعُ جَائِزًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَاْسَ اَنْ يُّشْتَرَى الثَّوْبُ مِنَ الْكَتَّانِ. اَوِ الشَّطَوِيِّ، وَالْقَصَبِيِّ. بِالْاَثْوَابِ. مِنَ الْاِتْرِبِيِّ. اَوِ الْقَسِّيِّ. اَوِ الزِّيْقَةِ. اَوِ الثَّوْبِ الْهَرَوِيِّ. اَوِ الْمَرْوِيِّ بِالْمَلَاحِفِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیع اور سلف سے منع فرمایا۔

امام مالک نے فرمایا: اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں تمہارا فلاں فلاں اسباب لیتا ہوں کہ تم فلاں فلاں شرائط پر میرے ساتھ سلف کرو۔ اگر وہ اپنی بیع پر متفق ہو جائیں تو یہ جائز نہیں۔ اگر ان شرطوں کو چھوڑ دیا جاتے جو لگائیں تو یہ بیع جائز ہو جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ کتان، شطوی اور قصبی کے کپڑوں کو اتربی، زیقہ، ہروی کپڑے، مروی، ملاحف یمانیہ اور شقاق وغیرہ کے بدلے خریدنے میں کوئی قباحت نہیں، خواہ ایک کے بدلے میں

الْيَمَانِيَّةِ وَالشَّقَائِقِ. وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ. الْوَاحِدُ بِالِاثْنَيْنِ، أَوِ الثَّلَاثَةِ. يَدًا بِيَدٍ. أَوْ إِلَى أَجَلٍ. وَإِنْ كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ. فَإِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ نَسِيئَةٌ. فَلَا خَيْرَ فِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَصْلُحُ حَتَّى يَخْتَلِفَ. فَيَبِينَ اخْتِلَافُهُ. فَإِذَا أَشْبَهَ بَعْضُ ذٰلِكَ بَعْضًا. وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَسْمَاؤُهُ. فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ. وَذٰلِكَ أَنْ يَأْخُذَ الثَّوْبَيْنِ مِنَ الْهَرَوِيِّ بِالثَّوْبِ مِنَ الْمَرْوِيِّ. أَوِ الْقُوهِيِّ إِلَى أَجَلٍ. أَوْ يَأْخُذَ الثَّوْبَيْنِ مِنَ الْفُرْقُبِيِّ بِالثَّوْبِ مِنَ الشَّطَوِيِّ. فَإِذَا كَانَتْ هٰذِهِ الْأَجْنَاسُ عَلَى هٰذِهِ الصِّفَةِ. فَلَا يُشْتَرَى مِنْهَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ أَنْ تَبِيعَ مَا اشْتَرَيْتَ مِنْهَا، قَبْلَ أَنْ تَسْتَوْفِيَهُ. مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ. إِذَا انْتَقَدْتَ ثَمَنَهُ.

دو یا تین لئے جائیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہوں یا مدت مقرر کر کے اگر وہ کپڑے ایک ہی قسم کے ہوں تو کمی بیشی میں بھلائی نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر دونوں طرف کے کپڑوں میں اختلاف واضح نہ ہو تو درست نہیں۔ اگر ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوں اگرچہ نام مختلف ہوں تو مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ لئے جائیں۔ مثلاً دو ہروی کپڑے لئے جائیں ایک مروی یا قوہی کپڑے کے بدلے مدت مقرر کر کے یا دو فرقبی کپڑے لئے جائیں۔ ایک شطوی کپڑے سے۔ جب ان کے اختلاف کا یہ حال ہو تو مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ خریدے جائیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ بائع سے جو خریدا ہے قبضہ کرنے سے پہلے اسے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ بائع کے سوا دوسرے شخص کو دے اور قیمت نقد وصول کرے۔

باب ۳۱ السُّلْفَةِ فِي الْعُرُوضِ

۷۰. حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ: عَنْ رَجُلٍ سَلَّفَ فِي سَبَائِبَ فَأَرَادَ بَيْعَهَا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهَا. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تِلْكَ الْوَرِقُ بِالْوَرِقِ. وَكَرِهَ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ فِيمَا نُرَى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَبِيعَهَا مِنْ صَاحِبِهَا الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ، بِأَكْثَرَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَهَا بِهِ. وَلَوْ أَنَّهُ بَاعَهَا مِنْ غَيْرِ الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ، لَمْ يَكُنْ بِذٰلِكَ بَأْسٌ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، فِيمَنْ سَلَّفَ فِي رَقِيقٍ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ عُرُوضٍ. فَإِذَا كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ مَوْصُوفًا. فَسَلَّفَ فِيهِ إِلَى أَجَلٍ. فَحَلَّ الْأَجَلُ. فَإِنَّ الْمُشْتَرِيَ لَا يَبِيعُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ. مِنَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْهُ. بِأَكْثَرَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي سَلَّفَهُ

سامان میں سلف کرنے کا بیان

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ ایک آدمی نے دوسرے کے ساتھ کپڑوں کی سلف کی اور پھر ارادہ کیا کہ قبضہ کرنے سے پہلے انہیں فروخت کر دے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ تو چاندی کے بدلے چاندی ہوئی اور اسے ناپسند فرمایا۔

امام مالک نے فرمایا: میرا خیال یہ ہے آگے اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اسی کو کپڑے بیچنا چاہتا ہوگا جس سے خریدے تھے اور قیمت خرید سے زیادہ میں دیتا ہوگا ورنہ کسی دوسرے آدمی کے ہاتھوں فروخت کرتا تو اس میں قباحت نہ تھی۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ حکم یہ ہے کہ جو غلام، جانور یا کسی قسم کے اسباب میں سلف کرے تو اس چیز کے اوصاف بیان کر دے، پھر مدت مقرر کر کے سلف کرے۔ مدت پوری ہونے پر مشتری بائع کو ان میں سے کوئی چیز اس سے زیادہ میں نہیں بیچ سکے گا جتنے میں کہ سلف کی تھی اور نہ جب تک کی سلف کی ہے

فِيهِ. قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ مَا سَلَّفَهُ فِيهِ. وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا فَعَلَهُ، فَهُوَ الرِّبَا. صَارَ الْمُشْتَرِي إِنْ أَعْطَى الَّذِي بَاعَهُ دَنَانِيرَ أَوْ دَرَاهِمَ فَانْتَفَعَ بِهَا. فَلَمَّا حَلَّتْ عَلَيْهِ السِّلْعَةُ وَلَمْ يَقْبِضْهَا الْمُشْتَرِي. بَاعَهَا مِنْ صَاحِبِهَا بِأَكْثَرَ مِمَّا سَلَّفَهُ فِيهَا. فَصَارَ أَنْ رَدَّ إِلَيْهِ مَا سَلَّفَهُ، وَزَادَهُ مِنْ عِنْدِهِ۔

اس سے پہلے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو سود ہوگا کیونکہ بائع نے مشتری کے دیئے ہوئے دیناروں اور درہموں سے فائدہ اٹھایا، پھر وہ چیز جب اس پر حلال ہوئی اور مشتری نے ابھی قبضہ نہیں کیا کہ سلف سے زیادہ میں وہ چیز اسی کو لوٹا دی اور اپنی جانب سے اضافہ کیا۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ سَلَّفَ ذَهَبًا أَوْ وَرِقًا. فِي حَيَوَانٍ أَوْ عُرُوضٍ. إِذَا كَانَ مَوْصُوفًا إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ حَلَّ الْأَجَلُ. فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يَبِيعَ الْمُشْتَرِي تِلْكَ السِّلْعَةَ مِنَ الْبَائِعِ. قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الْأَجَلُ. أَوْ بَعْدَ مَا يَحِلُّ بِعَرْضٍ مِنَ الْعُرُوضِ. يُعَجِّلُهُ وَلَا يُؤَخِّرُهُ. بَالِغًا مَا بَلَغَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ. إِلَّا الطَّعَامَ. فَإِنَّهُ لَا يَبِيعُهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ. وَلِلْمُشْتَرِي أَنْ يَبِيعَ تِلْكَ السِّلْعَةَ. مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنْهُ. بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ أَوْ عَرْضٍ مِنَ الْعُرُوضِ. يَقْبِضُ ذٰلِكَ وَلَا يُؤَخِّرُهُ. لِأَنَّهُ إِذَا أَخَّرَ ذٰلِكَ قَبُحَ. وَدَخَلَهُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ. وَالْكَالِئُ بِالْكَالِئِ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ دَيْنًا لَهُ عَلٰى رَجُلٍ. بِدَيْنٍ عَلٰى رَجُلٍ آخَرَ۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو سونا چاندی دے کر جانور یا اسباب کی سلف کرے تو جب اوصاف بیان کردے اور مدت مقرر کرلی، پھر مدت پوری ہو جانے پر کوئی مضائقہ نہیں کہ مشتری اسے بائع کے ہاتھوں فروخت کردے، اس سے پہلے کہ مدت پوری ہونے پر، جبکہ سامان کے بدلے سامان ہو خواہ جلدی سے دے یا دیر کرے مگر نقد دے سوائے اناج کے کہ قبضے سے پہلے اس کا بیچنا حلال نہیں ہے اگر مشتری اس چیز کو بائع کے سوا کسی اور کے ہاتھوں بیچنا چاہے، سونے چاندی یا کسی اور سامان کے بدلے تو قبضہ کرنے میں تاخیر نہ کرے کیونکہ اگر تاخیر کی تو یہ برا ہے اور اس میں وہی کراہت ہوگی جو کالی کے بدلے کالی یعنی قرض کے بدلے قرض میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، وَمَنْ سَلَّفَ فِي سِلْعَةٍ إِلٰى أَجَلٍ. وَتِلْكَ السِّلْعَةُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ وَلَا يُشْرَبُ. فَإِنَّ الْمُشْتَرِيَ يَبِيعُهَا مِمَّنْ شَاءَ. بِنَقْدٍ أَوْ عَرْضٍ. قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَهَا مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهَا الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ. وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا مِنَ الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنْهُ. إِلَّا بِعَرْضٍ يَقْبِضُهُ وَلَا يُؤَخِّرُهُ۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اسباب میں ایک مدت پر سلف کیا اور وہ کھانے پینے کی چیزوں میں سے نہیں ہے تو مشتری جس کو چاہے اسے فروخت کردے، نقد یا سامان کے بدلے، قبضے سے پہلے جبکہ بائع کے سوا دوسرے کو بیچے اور اسے بائع کے ہاتھوں بیچنا مناسب نہیں ہے مگر سامان کے بدلے جس پر قبضہ کرے اور تاخیر نہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ كَانَتِ السِّلْعَةُ لَمْ تَحِلَّ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَبِيعَهَا بِعَرْضٍ مُخَالِفٍ لَهَا. بَيِّنٍ خِلَافُهُ. يَقْبِضُهُ وَلَا يُؤَخِّرُهُ۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ سامان بائع کو دوسری چیز کے بدلے بیچ دیا جائے، مدت پوری ہونے سے پہلے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ اس چیز پر قبضہ کرلے اور تاخیر نہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ: فِيمَنْ سَلَّفَ دَنَانِيرَ أَوْ دَرَاهِمَ فِي أَرْبَعَةِ أَثْوَابٍ مَوْصُوفَةٍ. إِلٰى أَجَلٍ. فَلَمَّا حَلَّ الْأَجَلُ تَقَاضٰى صَاحِبَهَا. فَلَمْ يَجِدْهَا عِنْدَهُ. وَوَجَدَ عِنْدَهُ ثِيَابًا دُونَهَا مِنْ صِنْفِهَا. فَقَالَ لَهُ الَّذِي عَلَيْهِ الْأَثْوَابُ: أُعْطِيكَ

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے چار کپڑوں کا دینار و درہم کے بدلے، مدت مقرر کرکے سلف کیا اور ان کے اوصاف بیان کردیئے مدت پوری ہونے پر مشتری نے بائع سے تقاضا کیا تو اس کے پاس نہ پائے مگر اس سے گھٹیا قسم کے کپڑے۔ بائع نے کہا میں تمہیں ان کے

بِهَا ثَمَانِيَةَ أَثْوَابٍ مِنْ ثِيَابِي هٰذِهٖ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا أَخَذَ تِلْكَ الْأَثْوَابَ الَّتِي يُعْطِيهِ قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا. فَإِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ الْأَجَلُ، فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ. وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ مَحِلِّ الْأَجَلِ. فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ أَيْضًا إِلَّا أَنْ يَبِيعَهُ ثِيَابًا لَيْسَتْ مِنْ صِنْفِ الثِّيَابِ الَّتِي سَلَّفَهُ فِيهَا.

بدلے یہ آٹھ کپڑے دیتا ہوں۔ اس میں بھی کوئی قباحت نہیں جبکہ جدا ہونے سے پہلے انہیں حاصل کرلے۔ اگر ان کپڑوں کی کوئی میعاد مقرر کرے تو درست نہیں۔ ہاں ان کپڑوں کے بدلے خریدے تو سلف والے کپڑوں سے علاوہ قسم ہو تو مضائقہ نہیں۔

باب ٣٢ بَيْعِ النُّحَاسِ وَالْحَدِيدِ وَمَا أَشْبَهَهُمَا مِمَّا يُوزَنُ

تانبا لوہا اور تلنے والی چیزوں کی بیع

٧١ - قَالَ مَالِكٌ، الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَا كَانَ مِمَّا يُوزَنُ. مِنْ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. مِنَ النُّحَاسِ وَالشَّبَهِ وَالرَّصَاصِ وَالْآنُكِ وَالْحَدِيدِ وَالْقَضْبِ وَالتِّينِ وَالْكُرْسُفِ. وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ. مِمَّا يُوزَنُ. فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤْخَذَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ. اثْنَانِ بِوَاحِدٍ. يَدًا بِيَدٍ. وَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ رِطْلُ حَدِيدٍ. بِرِطْلَيْ حَدِيدٍ. وَرِطْلُ صُفْرٍ. بِرِطْلَيْ صُفْرٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا خَيْرَ فِيهِ. اثْنَانِ بِوَاحِدٍ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ. إِلَى أَجَلٍ. فَإِذَا اخْتَلَفَ الصِّنْفَانِ مِنْ ذٰلِكَ فَبَانَ اخْتِلَافُهُمَا. فَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ. إِلَى أَجَلٍ. فَإِنْ كَانَ الصِّنْفُ مِنْهُ يُشْبِهُ الصِّنْفَ الْآخَرَ. وَإِنِ اخْتَلَفَ فِي الِاسْمِ. مِثْلُ الرَّصَاصِ وَالْآنُكِ وَالشَّبَهِ وَالصُّفْرِ. فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ. إِلَى أَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو چیزیں وزن کرکے بکتی ہیں ان کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جبکہ وہ سونے چاندی کے علاوہ تانبا، پیتل، رانگ، سیسہ، لوہا، پتے، گھاس، روئی وغیرہ جو چیزیں وزن کرکے بیچی جاتی ہیں تو ان کی ایک چیز کے بدلے دو چیزیں لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور ایک رطل لوہے کے بدلے دو رطل لوہا اور ایک رطل پیتل کے بدلے دو رطل پیتل لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں بھلائی نہیں کہ مدت مقرر کرکے ایک چیز کے بدلے دو لی جائیں۔ اگر دونوں کی جنس مختلف اور اختلاف واضح ہو تو مدت مقرر کرکے ایک چیز کے بدلے دو چیزیں لینے میں کوئی قباحت نہیں۔ اگر وہ ایک دوسری سے مشابہت رکھنے والی جنس ہوں اگرنام مختلف ہوں جیسے قلعی، سیسہ، پیتل اور کانسی تو میں ناپسند کرتا ہوں کہ مدت مقرر کرکے ان میں سے ایک کے بدلے دو چیزیں لی جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمَا اشْتَرَيْتَ مِنْ هٰذِهِ الْأَصْنَافِ كُلِّهَا. فَلَا بَأْسَ أَنْ تَبِيعَهُ. قَبْلَ أَنْ تَقْبِضَهُ. مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ. إِذَا قَبَضْتَ ثَمَنَهُ. إِذَا كُنْتَ اشْتَرَيْتَهُ كَيْلًا أَوْ وَزْنًا. فَإِنِ اشْتَرَيْتَهُ جِزَافًا. فَبِعْهُ مِنْ غَيْرِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ. بِنَقْدٍ. أَوْ إِلَى أَجَلٍ. وَذٰلِكَ أَنَّ ضَمَانَهُ مِنْكَ. إِذَا اشْتَرَيْتَهُ جِزَافًا. وَلَا يَكُونُ ضَمَانُهُ مِنْكَ إِذَا اشْتَرَيْتَهُ وَزْنًا. حَتّٰى تَزِنَهُ. وَتَسْتَوْفِيَهُ. وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا. وَهُوَ الَّذِي

امام مالک نے فرمایا کہ اس قسم کی تمام چیزوں کو قبضے سے پہلے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ جس سے خریدی تھی۔ اس کے علاوہ دوسرے کو بیچے اور قیمت وصول کرلی ہو اور جبکہ وہ ناپ یا تول سے بیچی ہو اور اگر ڈھیری کے حساب سے خریدی ہو تو نقد اور ادھار دونوں طرح فروخت کی جاسکتی ہے کیونکہ ڈھیری کی صورت میں خریدنے سے وہ چیز اسی وقت مشتری کی تحویل میں آ جاتی ہے جبکہ وزن کی صورت میں ایسا نہیں ہوتا جب تک وزن کر کے سپرد نہ کردی جائے اور ان چیزوں کے بارے میں یہ میں نے سب سے

لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ اَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ: اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَا يُكَالُ اَوْ يُوْزَنُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ وَلَا يُشْرَبُ. مِثْلُ الْعُصْفُرِ وَالنَّوَى وَالْخَبَطِ وَالْكَتَمِ وَمَا يُشْبِهُهُ ذٰلِكَ. اَنَّهُ لَا بَاْسَ بِاَنْ يُؤْخَذَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْهُ. اثْنَانِ بِوَاحِدٍ. يَدًا بِيَدٍ. وَلَا يُؤْخَذُ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ. اِلٰى اَجَلٍ. فَاِنِ اخْتَلَفَ الصِّنْفَانِ. فَبَانَ اخْتِلَافُهُمَا. فَلَا بَاْسَ بِاَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُمَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ اِلٰى اَجَلٍ وَمَا اشْتُرِيَ مِنْ هٰذِهِ الْاَصْنَافِ كُلِّهَا. فَلَا بَاْسَ بِاَنْ يُبَاعَ قَبْلَ اَنْ يَسْتَوْفِيَ. اِذَا قَبَضَ ثَمَنَهُ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِيْ اشْتَرَاهُ مِنْهُ.

اچھی بات سنی اور لوگوں کا ہمیشہ سے اسی پر عمل ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو چیز کھانے پینے کی نہیں ہیں ان کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جیسے زرد رنگ، گٹھلیوں، پتوں، کسم اور ان کے مشابہ دوسری چیزیں ہیں، اگر مختلف جنس کی ایک کے بدلے دو لی جائیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ لین دین ہو۔ ہاں ایک ہی جنس سے ایک کے بدلے دو چیزیں نہ لی جائیں مدت مقرر کرکے۔ اگر دونوں مختلف جنس ہوں اور اختلاف واضح ہو تو ان میں ہر ایک چیز سے ایک کے بدلے دو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ قبضے سے پہلے بیچے جبکہ جس سے خریدی تھی اس کے علاوہ دوسرے سے قیمت وصول کر لی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: وَكُلُّ شَيْءٍ يَنْتَفِعُ بِهِ النَّاسُ مِنَ الْاَصْنَافِ كُلِّهَا. وَاِنْ كَانَتِ الْحَصْبَاءَ وَالْقَصَّةَ. فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِمِثْلَيْهِ اِلٰى اَجَلٍ. فَهُوَ رِبًا. وَوَاحِدٌ مِنْهُمَا بِمِثْلِهِ. وَزِيَادَةُ شَيْءٍ مِنَ الْاَشْيَاءِ. اِلٰى اَجَلٍ. فَهُوَ رِبًا.

امام مالک نے فرمایا کہ ان تمام چیزوں سے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں، خواہ وہ ریت اور چونا ہو تو ان میں ایک کے بدلے وہی چیز دگنی لینا سود ہے بلکہ ہر ایک برابر ہو اور مدت مقرر کرکے زیادہ لینا دینا سود ہے۔

بَابٌ ۳۳ اَلنَّهْيُ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ

ایک کی دو بیع کرنا ممنوع ہے

۷۲۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ؛ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع فرمایا ہے۔

۷۳۔ وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ؛ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَجُلٍ. اِبْتَعْ لِيْ هٰذَا الْبَعِيْرَ بِنَقْدٍ. حَتّٰى اَبْتَاعَهُ مِنْكَ اِلٰى اَجَلٍ. فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَكَرِهَهُ وَنَهٰى عَنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا کہ مجھ سے یہ اونٹ نقد خرید لیجیے، میں آپ سے مدت مقرر کرکے خرید لوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا۔

۷۴۔ وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ؛ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اشْتَرٰى سِلْعَةً بِعَشَرَةِ دَنَانِيْرَ نَقْدًا. اَوْ بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِيْنَارًا اِلٰى اَجَلٍ. فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے کوئی چیز دس دینار نقد یا پندرہ دینار مدت مقرر کرکے خریدی تو انہوں نے ناپسند کیا اور ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ ابْتَاعَ سِلْعَةً مِنْ رَجُلٍ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ایک

بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا، أَوْ بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِينَارًا إِلَى أَجَلٍ. قَدْ وَجَبَتْ لِلْمُشْتَرِي بِأَحَدِ الثَّمَنَيْنِ. إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي ذَلِكَ. لِأَنَّهُ إِنْ أَخَّرَ الْعَشَرَةَ كَانَتْ خَمْسَةَ عَشَرَ إِلَى أَجَلٍ. وَإِنْ نَقَدَ الْعَشَرَةَ كَانَ إِنَّمَا اشْتَرَى بِهَا الْخَمْسَةَ عَشَرَ الَّتِي إِلَى أَجَلٍ.

چیز دس دینار نقد یا پندرہ دینار میں مدت مقرر کر کے خریدی تو مشتری پر دونوں میں سے ایک قیمت واجب ہوئی اور یہ مناسب نہیں کیونکہ اگر وہ دس دینار کو مؤخر کرے تو مدت پوری ہونے پر پندرہ دینار ہو جائیں گے اور اگر نقد دس دینار ادا کرے تو اس نے مدت پر پندرہ دینار پر خریدی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فِي رَجُلٍ اشْتَرَى مِنْ رَجُلٍ سِلْعَةً بِدِينَارٍ نَقْدًا، أَوْ بِشَاةٍ مَوْصُوفَةٍ إِلَى أَجَلٍ. قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ بِأَحَدِ الثَّمَنَيْنِ. إِنَّ ذَلِكَ مَكْرُوهٌ لَا يَنْبَغِي. لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ. وَهَذَا مِنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کوئی چیز خریدی ایک دینار نقد یا حلیہ بتائی ہوئی ایک بکری کے بدلے مدت مقرر کر کے۔ اس پر دونوں میں سے ایک قیمت واجب ہو گئی جبکہ یہ مکروہ اور نامناسب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو سے منع فرمایا ہے اور یہ ایک میں دو بیع ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: فِي رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ أَشْتَرِي مِنْكَ هَذِهِ الْعَجْوَةَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا. أَوِ الصَّيْحَانِيَّ عَشَرَةَ أَصْوُعٍ. أَوِ الْحِنْطَةَ الْمَحْمُولَةَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا. أَوِ الشَّامِيَّةَ عَشَرَةَ أَصْوُعٍ بِدِينَارٍ. قَدْ وَجَبَتْ لِي أَحَدُهُمَا. إِنَّ ذَلِكَ مَكْرُوهٌ لَا يَحِلُّ. وَذَلِكَ أَنَّهُ قَدْ أَوْجَبَ لَهُ عَشَرَةَ أَصْوُعٍ صَيْحَانِيًّا. فَهُوَ يَدَعُهَا وَيَأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنَ الْعَجْوَةِ. أَوْ تَجِبُ عَلَيْهِ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنَ الْحِنْطَةِ الْمَحْمُولَةِ. فَيَدَعُهَا وَيَأْخُذُ عَشَرَةَ أَصْوُعٍ مِنَ الشَّامِيَّةِ. فَهَذَا أَيْضًا مَكْرُوهٌ لَا يَحِلُّ. وَهُوَ أَيْضًا يُشْبِهُ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ. وَهُوَ أَيْضًا مِمَّا نُهِيَ عَنْهُ أَنْ يُبَاعَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ مِنَ الطَّعَامِ. اثْنَانِ بِوَاحِدٍ.

امام مالک نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے کہا کہ میں آپ سے پندرہ صاع عجوہ یا دس صاع صیحانی یا پندرہ صاع درمیانی گندم یا دس صاع عمدہ گندم ایک دینار میں خریدتا ہوں مجھ پر ایک چیز واجب ہو گئی۔ یہ مکروہ ہے حلال نہیں کیونکہ اس پر دس صاع صیحانی واجب ہوئی اور اسے چھوڑ کر پندرہ صاع عجوہ لیتا ہے یا اس پر پندرہ صاع درمیانی گندم واجب ہوئی اور اسے چھوڑ کر دس صاع عمدہ گندم لے رہا ہے۔ یہ بھی مکروہ ہے حلال نہیں۔ یہ بھی اسی کے مشابہ ہے جو ایک بیع میں دو سے منع فرمایا گیا ہے اور اس ممانعت سے بھی ہے کہ کھانے کی چیزوں میں سے ایک کے بدلے دو چیزیں نہ خریدی جائیں۔

بَابُ ۳۲ بَيْعِ الْغَرَرِ

دھوکے کی بیع

۷۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِنَ الْغَرَرِ وَالْمُخَاطَرَةِ أَنْ يَعْمِدَ الرَّجُلُ قَدْ ضَلَّتْ دَابَّتُهُ، أَوْ أَبَقَ غُلَامُهُ. وَثَمَنُ الشَّيْءِ مِنْ ذَلِكَ خَمْسُونَ دِينَارًا. فَيَقُولُ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُ

امام مالک نے فرمایا: یہ دھوکا و فریب ہے کہ کسی کی سواری گم ہو جائے یا غلام بھاگ جائے اور اس کی قیمت پچاس دینار ہو۔ ایک آدمی اس سے کہے کہ میں آپ سے بیس دینار میں لیتا ہوں

مِنْكَ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا. فَإِنْ وَجَدَهُ الْمُبْتَاعُ، ذَهَبَ مِنَ الْبَائِعِ ثَلَاثُوْنَ دِيْنَارًا. وَإِنْ لَمْ يَجِدْهُ، ذَهَبَ الْبَائِعُ مِنَ الْمُبْتَاعِ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا۔

اگر وہ خریدار کو مل جائے تو بائع کے بیس دینار گئے اور اگر نہ ملے تو مشتری کے بائع کی طرف بیس دینار گئے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَفِيْ ذٰلِكَ عَيْبٌ آخَرُ. إِنَّ تِلْكَ الضَّالَّةَ إِنْ وُجِدَتْ لَمْ يُدْرَ أَزَادَتْ أَمْ نَقَصَتْ أَمْ مَا حَدَثَ بِهَا مِنَ الْعُيُوْبِ فَهٰذَا أَعْظَمُ الْمُخَاطَرَةِ۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں دوسرا عیب یہ ہے کہ اگر وہ چیز مل گئی تو کیا معلوم اس کی قیمت بڑھی یا گھٹی ہے؟ یا اسے کون سا عیب لاحق ہو گیا ہے؟ پس یہ بہت بڑا فریب ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا، أَنَّ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ وَالْغَرَرِ اشْتِرَاءَ مَا فِيْ بُطُوْنِ الْإِنَاثِ مِنَ النِّسَاءِ وَالدَّوَابِّ. لِأَنَّهُ لَا يُدْرٰى أَيَخْرُجُ أَمْ لَا يَخْرُجُ. فَإِنْ خَرَجَ لَمْ يُدْرَ أَيَكُوْنُ حَسَنًا أَمْ قَبِيْحًا. أَمْ تَامًّا أَمْ نَاقِصًا. أَمْ ذَكَرًا أَمْ أُنْثٰى. وَذٰلِكَ كُلُّهُ يَتَفَاضَلُ. إِنْ كَانَ عَلٰى كَذَا، فَقِيْمَتُهُ كَذَا. وَإِنْ كَانَ عَلٰى كَذَا، فَقِيْمَتُهُ كَذَا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ پیٹ کے بچے خریدنا خواہ عورتوں کے ہوں یا جانوروں کے یہ بھی دھوکا فریب ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ بچہ نکلے یا نہ نکلے۔ اگر نکلے تو معلوم نہیں کہ خوبصورت ہوگا یا بدصورت، مکمل ہوگا یا ناقص، نر ہوگا یا مادہ! ان میں سے ہر برتری کے لحاظ سے قیمتوں میں فرق ہوگا۔ وہ جیسا ہوگا اسی کے لحاظ سے قیمت ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَنْبَغِيْ بَيْعُ الْإِنَاثِ وَاسْتِثْنَاءُ مَا فِيْ بُطُوْنِهَا. وَذٰلِكَ أَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: ثَمَنُ شَاتِي الْغَزِيْرَةِ ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ. فَهِيَ لَكَ بِدِيْنَارَيْنِ. وَلِيْ مَا فِيْ بَطْنِهَا. فَهٰذَا مَكْرُوْهٌ. لِأَنَّهُ غَرَرٌ وَمُخَاطَرَةٌ۔

امام مالک نے فرمایا کہ پیٹ کا بچہ خریدنا یا مستثنیٰ کرنا مناسب نہیں ہے مثلاً کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میری بکری کی قیمت تین دینار ہے۔ یہ میں تمہیں دو دینار میں دیتا ہوں اور اس کے پیٹ کا بچہ میرے لئے ہوگا۔ یہ مکروہ ہے۔ کیونکہ دھوکا و فریب ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَحِلُّ بَيْعُ الزَّيْتُوْنِ بِالزَّيْتِ. وَلَا الْجُلْجُلَانِ. وَلَا الزُّبْدِ بِالسَّمْنِ. لِأَنَّ الْمُزَابَنَةَ تَدْخُلُهُ. وَلِأَنَّ الَّذِيْ يَشْتَرِي الْحَبَّ وَمَا أَشْبَهَهُ بِشَيْءٍ مُسَمًّى مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهُ لَا يَدْرِيْ أَيَخْرُجُ مِنْهُ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ أَكْثَرُ. فَهٰذَا غَرَرٌ وَمُخَاطَرَةٌ۔

امام مالک نے فرمایا کہ روغن زیتون کی زیتون کے بدلے، تلوں کے تیل کی تلوں کے بدلے اور مکھن کے بدلے گھی کی بیع حلال نہیں ہے کیونکہ یہ مزابنہ میں داخل ہے کیونکہ اس نے دانوں وغیرہ کے بدلے اس چیز کو خریدا ہے جو ان سے ہی نکلی ہے، تو کیا معلوم کہ اب وہ اس روغن سے کم نکلے یا زیادہ، لہذا یہ دھوکا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا، اشْتِرَاءُ حَبِّ الْبَانِ بِالسَّلِيْخَةِ. فَذٰلِكَ غَرَرٌ. لِأَنَّ الَّذِيْ يَخْرُجُ مِنْ حَبِّ الْبَانِ هُوَ السَّلِيْخَةُ. وَلَا بَأْسَ بِحَبِّ الْبَانِ بِالْبَانِ الْمُطَيَّبِ. لِأَنَّ الْبَانَ الْمُطَيَّبَ قَدْ طُيِّبَ وَنُشَّ وَتَحَوَّلَ عَنْ حَالِ السَّلِيْخَةِ۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح روغن بان کو تخم بان کے ذریعے خریدنا ہے، تو اس میں دھوکا ہے کیونکہ سلیخہ تخم بان ہی سے نکلا ہے۔ ہاں تخم بان کو خوشبو کے بدلے لینے میں مضائقہ نہیں کیونکہ خوشبودار بان باوجود لطافت کے روغن بان نہیں بنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِيْ رَجُلٍ بَاعَ سِلْعَةً مِنْ رَجُلٍ، عَلٰى أَنَّهُ لَا نُقْصَانَ عَلَى الْمُبْتَاعِ. إِنَّ ذٰلِكَ بَيْعٌ غَيْرُ جَائِزٍ وَهُوَ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ. وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ. أَنَّهُ كَأَنَّهُ اسْتَأْجَرَهُ بِرِبْحٍ إِنْ كَانَ فِيْ تِلْكَ السِّلْعَةِ. وَإِنْ بَاعَ بِرَأْسِ الْمَالِ أَوْ بِنُقْصَانٍ

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے اپنی کوئی چیز دوسرے کو اس شرط پر بیچی کہ خریدار کا نقصان نہیں ہوگا۔ یہ بیع جائز نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ مشتری کو گویا اس چیز کے لئے مزدور رکھا گیا ہے۔ اگر مال بیچنے میں نقصان ہوا تو اسے

فَلَا شَيْءَ لَهُ، وَذَهَبَ عَنَاؤُهُ بَاطِلًا. فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ. لِلْمُبْتَاعِ فِي هٰذَا أَجْرُهُ بِمِقْدَارِ مَا عَالَجَ مِنْ ذٰلِكَ. وَمَا كَانَ فِي تِلْكَ السِّلْعَةِ مِنْ نُقْصَانٍ أَوْ رِبْحٍ، فَهُوَ لِلْبَائِعِ وَعَلَيْهِ إِنَّمَا يَكُونُ ذٰلِكَ. إِذَا فَاتَتِ السِّلْعَةُ وَبِيعَتْ. فَإِنْ لَمْ تَفُتْ فُسِخَ الْبَيْعُ بَيْنَهُمَا.

کچھ نہیں ملے گا اور اس کی محنت رائگاں گئی، لہٰذا یہ درست نہیں۔ ہوتا یہ کہ اس سودے میں اس کی مزدوری مقرر کی جاتی اور نفع و نقصان بائع کا ہوتا۔ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ مشتری اس چیز کو فروخت کر کے دے چکا ہو ورنہ ایسی بیع کو دونوں فسخ کر دیں۔

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا أَنْ يَبِيعَ رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ سِلْعَةً يَبُتُّ بَيْعَهَا. ثُمَّ يَنْدَمُ الْمُشْتَرِي فَيَقُولُ لِلْبَائِعِ ضَعْ عَنِّي فَيَأْبَى الْبَائِعُ. وَيَقُولُ: بِعْ فَلَا نُقْصَانَ عَلَيْكَ فَهٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ. لِأَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ. وَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ وَضَعَهُ لَهُ. وَلَيْسَ عَلَى ذٰلِكَ عَقَدَا بَيْعَهُمَا. وَذٰلِكَ الَّذِي عَلَيْهِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے کے ہاتھوں کوئی چیز فروخت کی اور لین دین ہو چکا پھر مشتری نادم ہوا اور بائع سے کہا کہ کچھ کمی کر دو۔ بائع نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ تم بیچ دو، تمہارا نقصان نہیں ہوگا۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ دھوکا نہیں ہے۔ یہ اس نے صرف مشورہ دیا ہے بیع کا کوئی معاہدہ نہیں کیا اور اس کا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

بَابُ ۳۵ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

ملامسہ اور منابذہ کا بیان

۷۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ: وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ (دونوں قسم کی بیع) سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ. وَالْمُلَامَسَةُ أَنْ يَلْمِسَ الرَّجُلُ الثَّوْبَ وَلَا يَنْشُرُهُ وَلَا يَتَبَيَّنَ مَا فِيهِ أَوْ يَبْتَاعَهُ لَيْلًا وَلَا يَعْلَمُ مَا فِيهِ. وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ ثَوْبَهُ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ عَلَى غَيْرِ تَأَمُّلٍ مِنْهُمَا. وَيَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: هٰذَا بِهٰذَا. فَهٰذَا الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

امام مالک نے فرمایا: ملامسہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو ہاتھ لگا دے اور کھول کر نہ دیکھے کہ اس میں کیا ہے یا رات میں خریدے بغیر اسے جانے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی جانب اپنا کپڑا پھینکے اور دوسرا اس کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے۔ دونوں بغیر سوچے سمجھے اور کہہ دیں کہ یہ اس کے بدلے ہے۔ اسی لئے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا گیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ. فِي السَّاجِ الْمُدْرَجِ فِي جِرَابِهِ. أَوِ الثَّوْبِ الْقُبْطِيِّ الْمُدْرَجِ فِي طَيِّهِ: إِنَّهُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُمَا حَتَّى يُنْشَرَا. وَيُنْظَرَ إِلَى مَا فِي أَجْوَافِهِمَا. وَذٰلِكَ أَنَّ بَيْعَهُمَا مِنَ الْغَرَرِ وَهُوَ مِنَ الْمُلَامَسَةِ.

امام مالک نے تہ کئے ہوئے تھان کے متعلق فرمایا جو تھیلے میں ہو یا چادر جو بستر ے میں ہو کہ ان کی بیع درست نہیں جب تک کھول کر نہ دکھائیں کیونکہ ان کی بیع دھوکے کی بیع ہے اور یہ ملامسہ سے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ. وَبَيْعُ الْأَعْدَالِ عَلَى الْبَرْنَامَجِ مُخَالِفٌ لِبَيْعِ السَّاجِ فِي جِرَابِهِ. وَالثَّوْبِ فِي طَيِّهِ. وَمَا أَشْبَهَ

امام مالک نے فرمایا کہ برنامے والی بیع تھیلے میں ڈالے ہوئے تھان یا بستر کے اندر والے کپڑے کی طرح نہیں بلکہ مخالف ہے اور

ذٰلِكَ فَرْقٌ بَيْنَ ذٰلِكَ وَالْأَمْرُ الْمَعْمُوْلُ بِهٖ، وَمَعْرِفَةُ ذٰلِكَ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ، وَمَا مَضٰى مِنْ عَمَلِ الْمَاضِيْنَ فِيْهِ، وَأَنَّهٗ لَمْ يَزَلْ مِنْ بُيُوْعِ النَّاسِ الْجَائِزَةِ وَالتِّجَارَةِ بَيْنَهُمْ، الَّتِيْ لَا يَرَوْنَ بِهَا بَأْسًا، لِأَنَّ بَيْعَ الْأَعْدَالِ عَلَى الْبَرْنَامَجِ، عَلٰى غَيْرِ نَشْرٍ، لَا يُرَادُ بِهِ الْغَرَرُ، وَلَيْسَ يُشْبِهُ الْمُلَامَسَةَ.

ان میں مشابہت نہیں بلکہ فرق ہے۔ یہ لوگوں کا معمول ہے۔ سب کے دلوں میں اس کی معرفت ہے۔ پچھلے زمانے سے اس پر عمل ہو رہا ہے اور ہمیشہ اسے لوگوں کی جائز بیع شمار کیا گیا اور تاجر آپس میں اس کے اندر قباحت نہ سمجھتے کیونکہ برنامے کی بیع نشر کرکے نہیں ہوتی اور نہ اس میں دھوکا ہے اور نہ ملامسہ سے مشابہت۔

بَابُ ۳۶ بَيْعِ الْمُرَابَحَةِ

بیع مرابحہ کا بیان

۷۷۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى: قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْبَزِّ يَشْتَرِيْهِ الرَّجُلُ بِبَلَدٍ، ثُمَّ يَقْدَمُ بِهٖ بَلَدًا آخَرَ، فَيَبِيْعُهٗ مُرَابَحَةً، أَنَّهٗ لَا يَحْسِبُ فِيْهِ أَجْرَ السَّمَاسِرَةِ، وَلَا أَجْرَ الطَّيِّ وَلَا الشَّدِّ، وَلَا النَّفَقَةَ، وَلَا كِرَاءَ بَيْتٍ، فَأَمَّا كِرَاءُ الْبَزِّ فِيْ حُمْلَانِهٖ، فَإِنَّهٗ يَحْسِبُ فِيْ أَصْلِ الثَّمَنِ، وَلَا يَحْسِبُ فِيْهِ رِبْحٌ، إِلَّا أَنْ يُعْلِمَ الْبَائِعُ مَنْ يُسَاوِمُهٗ بِذٰلِكَ كُلِّهٖ، فَإِنْ رَبَّحُوْهُ عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهٖ بَعْدَ الْعِلْمِ بِهٖ، فَلَا بَأْسَ بِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ ایک آدمی کسی شہر سے کپڑا خریدے اور اسے دوسرے شہر میں لاکر مرابحہ کے طور پر فروخت کرنا چاہے تو دلالوں کی دلالی، تہہ کرنے والوں کی مزدوری، باندھنے اٹھانے والوں کی اجرت، اپنا خرچ اور مکان کا کرایہ اس میں شامل نہ کرے۔ صرف باربرداری کا خرچ شامل کرسکتا ہے لیکن اس پر نفع نہ لے۔ ہاں مشتری کو اگر بتا دے اور وہ بھی اس پر منافع دینے پر رضامند ہو جاتے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا الْقِصَارَةُ وَالْخِيَاطَةُ وَالصِّبَاغُ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْبَزِّ، يَحْسِبُ فِيْهِ الرِّبْحُ كَمَا يَحْسِبُ فِي الْبَزِّ، فَإِنْ بَاعَ الْبَزَّ وَلَمْ يُبَيِّنْ شَيْئًا مِمَّا سَمَّيْتُ أَنَّهٗ لَا يَحْسِبُ لَهٗ فِيْهِ رِبْحٌ، فَإِنْ فَاتَ الْبَزُّ، فَإِنَّ الْكِرَاءَ يُحْسَبُ عَلَيْهِ رِبْحٌ. فَإِنْ لَمْ يَفُتِ الْبَزُّ، فَالْبَيْعُ مَفْسُوْخٌ بَيْنَهُمَا، إِلَّا أَنْ يَتَرَاضَيَا عَلٰى شَيْءٍ مِمَّا يَجُوْزُ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ کپڑوں کی دھلائی، سلائی اور رنگائی وغیرہ اخراجات لاگت کی طرح ہیں اور منافع میں ان کا شمار ہوگا جیسے لاگت شمار کی جاتی ہے۔ اگر گانٹھ کو بیچا اور کپڑوں کا حال بیان نہ کیا جو اس میں ہیں تو اس پر نفع نہیں ملے گا۔ اگر کپڑے ضائع ہوگئے تو کرایہ محسوب ہوگا اور اس پر نفع نہیں لگایا جائے گا۔ اگر کپڑے ضائع نہیں ہوتے تو ان کے درمیان بیع فسخ کر دی جائے گی مگر جبکہ دونوں کسی بات پر راضی ہو جائیں تو جائز ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْمَتَاعَ بِالذَّهَبِ أَوْ بِالْوَرِقِ، وَالصَّرْفُ يَوْمَ اشْتَرَاهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ بِدِيْنَارٍ، فَيَقْدَمُ بِهٖ بَلَدًا فَيَبِيْعُهٗ مُرَابَحَةً، أَوْ يَبِيْعُهٗ حَيْثُ اشْتَرَاهُ، مُرَابَحَةً عَلٰى صَرْفِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِيْ بَاعَهٗ فِيْهِ، فَإِنَّهٗ إِنْ كَانَ ابْتَاعَهٗ بِدَرَاهِمَ، وَبَاعَهٗ بِدَنَانِيْرَ، أَوِ ابْتَاعَهٗ بِدَنَانِيْرَ، وَبَاعَهٗ بِدَرَاهِمَ، وَ

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی سونے چاندی کے بدلے اسباب خریدے اور اس وقت سونے چاندی کا بھاؤ یہ ہو کہ دس درہم میں ایک دینار آتا ہو۔ پھر مشتری اس مال کو دوسرے شہر میں لے گیا اور وہاں مرابحہ کے طور پر بیچنا چاہا، سونے چاندی کے اسی بھاؤ سے جو خریدنے کے روز تھا۔ اگر اس نے دراہم سے خریدا تھا اور دیناروں سے بیچا، یا دیناروں سے خریدا تھا اور دراہم سے

كَانَ الْمَتَاعُ لَمْ يَفُتْ فَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَخَذَهُ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهُ فَإِنْ فَاتَ الْمَتَاعُ كَانَ لِلْمُشْتَرِي بِالثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَهُ بِهِ الْبَائِعُ وَيُحْسَبُ لِلْبَائِعِ الرِّبْحُ عَلَى مَا اشْتَرَاهُ بِهِ عَلَى مَا رَبَّحَهُ الْمُبْتَاعُ.

بیچا۔ تو اسباب اگر موجود ہوا اور تلف نہ ہوا ہو تو خریدار کو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ اگر وہ اسباب تلف ہوگیا تو مشتری سے وہ ثمن جتنے میں بائع نے مال خریدا تھا دلایا جائیگا اور ساتھ ہی منافع کا حساب کرکے دیا جائیگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا بَاعَ رَجُلٌ سِلْعَةً قَامَتْ عَلَيْهِ بِمِائَةِ دِينَارٍ لِلْعَشَرَةِ أَحَدَ عَشَرَ ثُمَّ جَاءَهُ بَعْدَ ذَلِكَ أَنَّهَا قَامَتْ عَلَيْهِ بِتِسْعِينَ دِينَارًا وَقَدْ فَاتَتِ السِّلْعَةُ خُيِّرَ الْبَائِعُ فَإِنْ أَحَبَّ فَلَهُ قِيمَةُ سِلْعَتِهِ يَوْمَ قُبِضَتْ مِنْهُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْقِيمَةُ أَكْثَرَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي وَجَبَ لَهُ بِهِ الْبَيْعُ أَوَّلَ يَوْمٍ فَلَا يَكُونُ لَهُ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ وَذَلِكَ مِائَةُ دِينَارٍ وَعَشَرَةُ دَنَانِيرَ وَإِنْ أَحَبَّ ضُرِبَ لَهُ الرِّبْحُ عَلَى التِّسْعِينَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الَّذِي بَلَغَتْ سِلْعَتُهُ مِنَ الثَّمَنِ أَقَلَّ مِنَ الْقِيمَةِ فَيُخَيَّرُ فِي الَّذِي بَلَغَتْ سِلْعَتُهُ وَفِي رَأْسِ مَالِهِ وَرِبْحِهِ وَذَلِكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ دِينَارًا.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کو ایک چیز سو دینار میں پڑی۔ اس نے دس فیصد نفع پر فروخت کر دی۔ معلوم ہوا کہ وہ چیز تو نوے دینار میں پڑی تھی اور مشتری کے پاس وہ تلف ہوگئی تو بائع کو اختیار ہوگا کہ چاہے بازار کی موجودہ قیمت لے یا اس روز کی جبکہ وہ مشتری کے پاس آئی۔ بازار کی موجودہ قیمت لینے کی صورت میں زر ثمن اس قیمت سے زیادہ نہ ہو جو پہلے روز ٹھہری تھی یعنی ایک سو دس دینار سے اور بائع کو ایک سو دس دینار سے زیادہ نہیں ملیں گے اور اگر چاہے تو نوے دینار پر اسی دس فیصد کے حساب سے نفع لگا کر۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ بَاعَ رَجُلٌ سِلْعَةً مُرَابَحَةً فَقَالَ قَامَتْ عَلَيَّ بِمِائَةِ دِينَارٍ ثُمَّ جَاءَهُ بَعْدَ ذَلِكَ أَنَّهَا قَامَتْ بِمِائَةٍ وَعِشْرِينَ دِينَارًا خُيِّرَ الْمُبْتَاعُ فَإِنْ شَاءَ أَعْطَى الْبَائِعَ قِيمَةَ السِّلْعَةِ يَوْمَ قَبَضَهَا وَإِنْ شَاءَ أَعْطَى الثَّمَنَ الَّذِي ابْتَاعَ بِهِ عَلَى حِسَابِ مَا رَبَّحَهُ بَالِغًا مَا بَلَغَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ أَقَلَّ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَ بِهِ السِّلْعَةَ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُنْقِصَ رَبَّ السِّلْعَةِ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَهَا بِهِ لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ رَضِيَ بِذَلِكَ وَإِنَّمَا جَاءَ رَبُّ السِّلْعَةِ يَطْلُبُ الْفَضْلَ فَلَيْسَ لِلْمُبْتَاعِ فِي هَذَا حُجَّةٌ عَلَى الْبَائِعِ بِأَنْ يَضَعَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَ بِهِ عَلَى الْبَرْنَامَجِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی نے ایک چیز مرابحہ پر فروخت کی اور کہا کہ سو دینار کی مجھے پڑی ہے۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ یہ تو ایک سو بیس دینار میں پڑی تھی۔ دریں حالات خریدار کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو وصولی کے روز بازار میں جو قیمت تھی وہ دے اور چاہے تو جس ثمن کے بدلے بائع نے خریدی تھی اس پر نفع لگا کر ادا کر دے۔ اگر یہ قیمت پہلے روز کے ثمن سے کم ہو تو مشتری کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس سے کم ادا کرے کیونکہ اس پر [illegible] رضامند ہو چکا ہے۔ اگر بائع نے کچھ زیادہ بیان کیا [illegible] سے گھٹانے کا اختیار نہیں ہوگا۔

بَابُ ۳۱ الْبَيْعِ عَلَى الْبَرْنَامَجِ

برنامے پر بیع کرنا

۷۸ ۔ قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْقَوْمِ يَشْتَرُونَ

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر [illegible]

السِّلْعَةَ. الْبَزَّ أَوِ الرَّقِيقَ. فَيَسْمَعُ بِهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ. الْبَزُّ الَّذِي اشْتَرَيْتَ مِنْ فُلَانٍ قَدْ بَلَغَتْنِي صِفَتُهُ وَأَمْرُهُ. فَهَلْ لَكَ أَنْ أُرْبِحَكَ فِي نَصِيبِكَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيُرْبِحُهُ وَيَكُونُ شَرِيكًا لِلْقَوْمِ مَكَانَهُ. فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ رَآهُ قَبِيحًا وَاسْتَغْلَاهُ.

مل کر مال اسباب خرید لیں۔ پھر ان میں سے ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ تم نے جو فلاں سے مال خریدا ہے مجھے اس کے اوصاف معلوم ہو گئے ہیں۔ کیا تم اپنے حصے کو بطور مرابحہ اتنے میں بیچتے ہو؟ وہ کہے ہاں چنانچہ وہ مرابحہ کر کے اس کی جگہ بھی دوسرے لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ بیچنے والا جب اس کی طرف دیکھتا ہے تو برا مانتا اور گرانی محسوس کرتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: ذَلِكَ لَازِمٌ لَهُ وَلَا خِيَارَ لَهُ فِيهِ. إِذَا كَانَ ابْتَاعَهُ عَلَى بَرْنَامَجٍ وَصِفَةٍ مَعْلُومَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے لازم ہو گیا اور اسے اختیار نہیں رہا جبکہ اسے برنامے پر بیچا اور اوصاف بتا دیئے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَقْدَمُ لَهُ أَصْنَافٌ مِنَ الْبَزِّ. وَيَحْضُرُهُ السُّوَّامُ. وَيَقْرَأُ عَلَيْهِمْ بَرْنَامَجَهُ وَيَقُولُ: فِي كُلِّ عِدْلٍ كَذَا وَكَذَا مِلْحَفَةً بَصْرِيَّةً وَكَذَا وَكَذَا رَيْطَةً سَابِرِيَّةً. ذَرْعُهَا كَذَا وَكَذَا. وَيُسَمِّي أَصْنَافًا مِنَ الْبَزِّ بِأَجْنَاسِهِ. وَيَقُولُ: اشْتَرُوا مِنِّي عَلَى هَذِهِ الصِّفَةِ. فَيَشْتَرُونَ الْأَعْدَالَ عَلَى مَا وَصَفَ لَهُمْ. ثُمَّ يَفْتَحُونَهَا فَيَسْتَغْلُونَهَا وَيَنْدَمُونَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس کپڑوں کی گانٹھیں آئیں اور بیوپاری بھی آ پہنچے۔ اس نے انہیں برنامے پڑھ کر سنا دیئے اور کہا کہ ہر گانٹھ میں اتنے بصری لحاف اور اتنی سابری چادریں ہیں اور انہیں کپڑے کی جنس بتا کر کہا کہ ان اوصاف پر مجھ سے خرید لو۔ پس بتاتے ہوئے اوصاف پر انہوں نے گانٹھیں خرید لیں۔ جب کھول کر دیکھیں تو مہنگی نظر آئیں اور پشیمان ہوئے۔

قَالَ مَالِكٌ: ذَلِكَ لَازِمٌ لَهُمْ. إِذَا كَانَ مُوَافِقًا لِلْبَرْنَامَجِ الَّذِي بَاعَهُمْ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے لازم ہے جبکہ وہ برنامے کے مطابق ہو جس پر بیچا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا. يُجِيزُونَهُ بَيْنَهُمْ. إِذَا كَانَ الْمَتَاعُ مُوَافِقًا لِلْبَرْنَامَجِ. وَلَمْ يَكُنْ مُخَالِفًا لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک لوگوں کا ہمیشہ اس پر عمل رہا ہے اور سب اسے جائز سمجھتے رہے ہیں جبکہ سامان برنامے کے مطابق ہو اور اس سے اختلاف نہ رکھتا ہو۔

بَابُ ۳۸ بَيْعِ الْخِيَارِ

بیع خیار کا بیان

۷۹ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ. مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا. إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بیع میں جدا ہونے سے پہلے بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہوتا ہے ماسوائے بیع خیار کے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ لِهَذَا عِنْدَنَا حَدٌّ مَعْرُوفٌ وَلَا أَمْرٌ مَعْمُولٌ بِهِ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس کی کوئی حد یا کوئی معمول بہ حکم نہیں ہے۔ ف

ف۔ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار حاصل ہے کہ بیع کو قائم رکھیں یا جدا ہونے سے پہلے اسے کالعدم قرار دے دیں لیکن جس بیع میں اختیار کی شرط رکھی گئی ہو جسے بیع بالخیار کہتے ہیں اس میں بائع اور مشتری کو بعد میں بھی بیع کے قائم رکھنے یا ختم کر دینے کا اختیار رہتا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس اختیار کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸۰۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَيُّمَا بَيِّعَيْنِ تَبَايَعَا. فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ، أَوْ يَتَرَادَّانِ".

قَالَ مَالِكٌ، فِيمَنْ بَاعَ مِنْ رَجُلٍ سِلْعَةً. فَقَالَ الْبَائِعُ عِنْدَ مُوَاجَبَةِ الْبَيْعِ: أَبِيعُكَ عَلَى أَنْ أَسْتَشِيرَ فُلَانًا. فَإِنْ رَضِيَ فَقَدْ جَازَ الْبَيْعُ. وَإِنْ كَرِهَ فَلَا بَيْعَ بَيْنَنَا. فَيَتَبَايَعَانِ عَلَى ذَلِكَ. ثُمَّ يَنْدَمُ الْمُشْتَرِي قَبْلَ أَنْ يَسْتَشِيرَ الْبَائِعُ فُلَانًا. إِنَّ ذَلِكَ الْبَيْعَ لَازِمٌ لَهُمَا. عَلَى مَا وَصَفَا. وَلَا خِيَارَ لِلْمُبْتَاعِ. وَهُوَ لَازِمٌ لَهُ. إِنْ أَحَبَّ الَّذِي اشْتَرَطَ لَهُ الْبَائِعُ أَنْ يُجِيزَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي السِّلْعَةَ مِنَ الرَّجُلِ. فَيَخْتَلِفَانِ فِي الثَّمَنِ. فَيَقُولُ الْبَائِعُ: بِعْتُكَهَا بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ. وَيَقُولُ الْمُبْتَاعُ: ابْتَعْتُهَا مِنْكَ بِخَمْسَةِ دَنَانِيرَ. إِنَّهُ يُقَالُ لِلْبَائِعِ: إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِهَا لِلْمُشْتَرِي بِمَا قَالَ. وَإِنْ شِئْتَ فَاحْلِفْ بِاللَّهِ مَا بِعْتَ سِلْعَتَكَ إِلَّا بِمَا قُلْتَ. فَإِنْ حَلَفَ قِيلَ لِلْمُشْتَرِي: إِمَّا أَنْ تَأْخُذَ السِّلْعَةَ بِمَا قَالَ الْبَائِعُ. وَإِمَّا أَنْ تَحْلِفَ بِاللَّهِ مَا اشْتَرَيْتَهَا إِلَّا بِمَا قُلْتَ. فَإِنْ حَلَفَ بَرِئَ مِنْهَا. وَذَلِكَ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مُدَّعٍ عَلَى صَاحِبِهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جاتے تو بائع کی بات کا اعتبار کیا جائے گا یا دونوں بیع کو رد کر دیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے اپنی چیز بیچتے وقت یہ شرط لگائی کہ میں فلاں شخص سے مشورہ کروں گا، اگر اس نے اجازت دی تو بیع نافذ رہے گی اور اس نے منع کیا تو بیع کالعدم ہو جائے گی دوسرا بھی اس شرط پر رضامند ہو گیا۔ پھر مشتری اس پر نادم ہوا، اس سے پہلے کہ بائع اس سے مشورہ کرے۔ یہ بیع مذکورہ صورت میں دونوں پر لازم ہو گئی اور خریدار کو اختیار نہ رہا۔ یہ اس پر بھی لازم ہے جبکہ بائع نے جس آدمی کی شرط رکھی وہ اسے اجازت دے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کوئی چیز خریدے۔ پھر دونوں میں قیمت کا اختلاف پڑ جائے۔ بائع کہے کہ میں نے دس دینار میں بیچی ہے مشتری کہے کہ میں نے پانچ دینار میں خریدی ہے۔ دریں حالات بائع سے کہا جائے گا کہ پانچ دینار میں مشتری کو دے دو ورنہ قسم کھاؤ کہ میں نے اسے اپنی چیز دس دینار میں بیچی ہے اگر بائع قسم کھالے تو مشتری سے کہا جائے گا کہ تم چاہو تو دس دینار میں یہ چیز لے لو ورنہ قسم کھاؤ کہ میں نے یہ چیز پانچ دینار میں خریدی ہے۔ اگر قسم کھا گیا تو یہ بھی بری ہو گیا اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی پر مدعی ہے۔

بَابُ ۳۹ مَا جَاءَ فِي الرِّبَا فِي الدَّيْنِ

قرض میں سود کے متعلق روایات

۸۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدٍ، أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى السَّفَّاحِ؛ أَنَّهُ قَالَ: بِعْتُ بَزًّا لِي مِنْ أَهْلِ دَارِ نَخْلَةَ. إِلَى أَجَلٍ. ثُمَّ أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى الْكُوفَةِ. فَعَرَضُوا عَلَيَّ أَنْ أَضَعَ عَنْهُمْ بَعْضَ الثَّمَنِ وَيَنْقُدُونِي. فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ. فَقَالَ: لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَ هَذَا، وَلَا تُوكِلَهُ۔

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ عبید ابو صالح مولیٰ سفاح نے فرمایا کہ میں نے ایک مدت مقرر کر کے دار نخلہ والوں کے ہاتھوں کپڑا بیچا۔ پھر میں نے کوفے کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ قیمت کچھ کم کر دیں تو ہم نقد ادا کر دیتے ہیں پس میں نے اس بارے میں حضرت زید بن ثابت سے پوچھا تو فرمایا کہ میں تمہیں اس کے کھانے اور کھلانے کی اجازت نہیں دیتا۔

۸۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَفْصِ

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر

بْنِ خَلْدَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهُ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ إِلَى أَجَلٍ. فَيَضَعُ عَنْهُ صَاحِبُ الْحَقِّ. وَيُعَجِّلُهُ الْآخَرُ. فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ. وَنَهَى عَنْهُ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس پر دوسرے کا قرض ہو ایک مدت تک۔ قرض خواہ اس میں سے کچھ کم کر دے اور دوسرا جلدی ادا کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا۔ ف

۸۳۔ وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؛ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ الرِّبَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، أَنْ يَكُوْنَ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ الْحَقُّ إِلَى أَجَلٍ. فَإِذَا حَلَّ الْأَجَلُ، قَالَ: أَتَقْضِيْ أَمْ تُرْبِيْ؟ فَإِنْ قَضَى، أَخَذَ. وَإِلَّا زَادَهُ فِي حَقِّهِ. وَأَخَّرَ عَنْهُ۔

زید بن اسلم نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں سود اس طرح ہوتا تھا کہ ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہوتا۔ جب مدت پوری ہو جاتی تو قرض خواہ کہتا، قرض ادا کرو گے یا سود دو گے؟ اگر وہ ادا کرتا تو قرض خواہ لے لیتا ورنہ سود ساتھ لگا کر مدت اور بڑھا دیتا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ الْمَكْرُوْهُ الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا أَنْ يَكُوْنَ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ الدَّيْنُ إِلَى أَجَلٍ. فَيَضَعُ عَنْهُ الطَّالِبُ وَيُعَجِّلُهُ الْمَطْلُوْبُ. وَذٰلِكَ عِنْدَنَا بِمَنْزِلَةِ الَّذِيْ يُؤَخِّرُ دَيْنَهُ بَعْدَ مَحِلِّهِ، عَنْ غَرِيْمِهِ. وَيَزِيْدُهُ الْغَرِيْمُ فِيْ حَقِّهِ. قَالَ فَهٰذَا الرِّبَا بِعَيْنِهِ. لَا شَكَّ فِيْهِ۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم کی کراہت میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہو۔ طالب قرض میں کچھ کمی کر دے اور مطلوب جلد ادا کر دے۔ یہ ہمارے نزدیک مدت پوری ہونے پر قرض بڑھانے کی طرح ہے اور قرض دار اپنا حق بڑھا لے۔ فرمایا کہ یہ بالکل سود ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهُ عَلَى الرَّجُلِ مِائَةُ دِيْنَارٍ. إِلَى أَجَلٍ. فَإِذَا حَلَّتْ، قَالَ لَهُ الَّذِيْ عَلَيْهِ الدَّيْنُ: بِعْنِيْ سِلْعَةً يَكُوْنُ ثَمَنُهَا مِائَةَ دِيْنَارٍ نَقْدًا. بِمِائَةٍ وَخَمْسِيْنَ إِلَى أَجَلٍ. هٰذَا بَيْعٌ لَا يَصْلُحُ. وَلَمْ يَزَلْ أَهْلُ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْهُ۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کے دوسرے پر سو دینار ہوں ایک مدت کے وعدے پر۔ جب مدت پوری ہو جائے تو مقروض کہے کہ اپنی فلاں چیز، جس کی قیمت سو دینار ہے، مدت مقرر کر کے مجھے ڈیڑھ سو دینار میں فروخت کر دو۔ یہ بیع درست نہیں اور اہل علم ہمیشہ اس سے منع کرتے آئے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ. لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُعْطِيْهِ ثَمَنَ مَا بَاعَهُ بِعَيْنِهِ. وَيُؤَخِّرُ عَنْهُ الْمِائَةَ الْأُوْلَى. إِلَى الْأَجَلِ الَّذِيْ ذَكَرَ لَهُ آخِرَ مَرَّةٍ. وَيَزْدَادُ عَلَيْهِ خَمْسِيْنَ

امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ قیمت ادا کر دینی چاہیے جتنے میں واقعی چیز بیچی جبکہ مدت پوری ہونے پر پہلے سو دینار کو مؤخر کیا جا رہا ہے اور تاخیر کے باعث اس پر پچاس

ف۔ زید کے مثلاً بکر پر ایک ہزار روپے ہیں جن کی ادائیگی میں ابھی چار ماہ کی مدت باقی ہے۔ زید کہے کہ تم ان ایک ہزار کے بدلے مجھے نقد آٹھ سو روپے دے دو یا بکر کہے کہ آٹھ سو لے لو۔ ایسا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ایک ہزار ادھار روپوں کو آٹھ سو نقد کے بدلے بیچنا اور خریدنا ہے چونکہ اس کے اندر یہ شبہ پایا جاتا ہے کہ شائد دو سو روپے سود قرار پائیں بایں وجہ اسے جائز نہیں سمجھا گیا۔ حضرت عمر، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسا ہی مروی ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

دِينَارًا إِلَى تَأْخِيرِهِ عَنْهُ فَهٰذَا مَكْرُوهٌ. وَلَا يَصْلُحُ. وَهُوَ أَيْضًا يُشْبِهُ حَدِيثَ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ فِي بَيْعِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا حَلَّتْ دُيُونُهُمْ، قَالُوا لِلَّذِي عَلَيْهِ الدَّيْنُ: إِمَّا أَنْ تَقْضِيَ وَإِمَّا أَنْ تُرْبِيَ. فَإِنْ قَضَى، أَخَذُوا. وَإِلَّا زَادُوهُمْ فِي حُقُوقِهِمْ. وَزَادُوهُمْ فِي الْأَجَلِ

دینار بڑھاتے جارہے ہیں۔ یہ مکروہ ہے، درست نہیں۔ یہ اس سے مشابہت رکھتا ہے جو زید بن اسلم کی روایت میں اہل جاہلیت کا سود بتایا۔ یعنی جب ان کے قرض کی مدت پوری ہو جاتی تو مقروض سے کہتے کہ قرض ادا کرو یا سود دو؟ اگر وہ قرض ادا کرتا تو لے لیتے ورنہ سود لگا کر مدت اور بڑھا دیتے۔

بَابُ جَامِعِ الدَّيْنِ وَالْحُلُولِ

قرض کے متعلق دیگر روایات

۸۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ. وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ، فَلْيَتْبَعْ».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مال دار کا قرض ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کوئی مال دار پر حوالہ کیا جائے تو حوالے کو قبول کر لینا چاہیئے۔

۸۵۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ؛ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أَبِيعُ بِالدَّيْنِ. فَقَالَ سَعِيدٌ: لَا تَبِعْ إِلَّا مَا آوَيْتَ إِلَى رَحْلِكَ.

ایک آدمی نے سعید بن مسیب سے پوچھتے ہوئے کہا کہ میں قرض کے بدلے تجارت کرتا ہوں۔ سعید نے فرمایا: اس چیز کو نہ بیچو جو تمہارے پاس نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الَّذِي يَشْتَرِي السِّلْعَةَ مِنَ الرَّجُلِ عَلَى أَنْ يُوَفِّيَهُ تِلْكَ السِّلْعَةَ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى. إِمَّا لِسُوقٍ يَرْجُو نَفَاقَهَا فِيهِ. وَإِمَّا لِحَاجَةٍ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ الَّذِي اشْتَرَطَ عَلَيْهِ. ثُمَّ يُخْلِفُهُ الْبَائِعُ عَنْ ذٰلِكَ الْأَجَلِ. فَيُرِيدُ الْمُشْتَرِي رَدَّ تِلْكَ السِّلْعَةِ عَلَى الْبَائِعِ: إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ لِلْمُشْتَرِي. وَإِنَّ الْبَيْعَ لَازِمٌ لَهُ. وَإِنَّ الْبَائِعَ لَوْ جَاءَ بِتِلْكَ السِّلْعَةِ قَبْلَ مَحِلِّ الْأَجَلِ لَمْ يُكْرَهِ الْمُشْتَرِي عَلَى أَخْذِهَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی کہ مدت پوری ہونے پر اسے واپس کر دی جائے گی خواہ یہ شرط بازار کی مانگ کے باعث رکھی ہو یا کسی ضرورت کے تحت مدت پوری ہونے پر بائع خلاف ورزی کرے۔ پس مشتری وہ چیز بائع کو لوٹانا چاہے تو مشتری کو یہ حق نہیں کیونکہ بیع اس پر لازم ہو چکی اور بائع اس چیز کو اگر مدت پوری ہونے سے پہلے لے جائے تو مشتری اس کے لینے کا برا نہیں منائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الَّذِي يَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَكْتَالُهُ. ثُمَّ يَأْتِيهِ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنْهُ. فَيُخْبِرُ الَّذِي يَأْتِيهِ أَنَّهُ قَدِ اكْتَالَهُ لِنَفْسِهِ وَاسْتَوْفَاهُ. فَيُرِيدُ الْمُبْتَاعُ أَنْ يُصَدِّقَهُ وَيَأْخُذَهُ بِكَيْلِهِ. إِنَّ مَا بِيعَ عَلَى هٰذِهِ الصِّفَةِ بِنَقْدٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ. وَمَا بِيعَ عَلَى هٰذِهِ الصِّفَةِ إِلَى أَجَلٍ

امام مالک نے فرمایا کہ جو اناج خریدے، پھر اسے تول لے۔ پھر اس کے پاس ایک آدمی خریدنے آئے تو یہ آنے والے کو بتا دے کہ میں نے اسے خود تولا ہے۔ خریدار اس کا اعتبار کر کے اسی وزن کے حساب سے خریدے تو اس طرح کی یہ بیع جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور مدت مقرر کر کے ایسی بیع ہو تو مکروہ ہے یہاں تک

فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ. حَتَّى يَكْتَالَهُ الْمُشْتَرِي الْآخَرُ لِنَفْسِهِ. وَإِنَّمَا كُرِهَ الَّذِي إِلَى أَجَلٍ. لِأَنَّهُ ذَرِيعَةٌ إِلَى الرِّبَا. وَتَخَوُّفٌ أَنْ يُدَارَ عَلَى هَذَا الْوَجْهِ بِغَيْرِ كَيْلٍ وَلَا وَزْنٍ. فَإِنْ كَانَ إِلَى أَجَلٍ فَهُوَ مَكْرُوهٌ. وَلَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا.

کہ دوسرا مشتری خود نہ تول لے اور یہ کراہت مدت کے باعث ہے کیونکہ یہ ذریعہ سود ہے۔ خطرہ یہ ہے کہ اس بیع کا دارومدار اس چیز پر ہے جس کی ناپ تول نہیں ہوئی۔ اگر وہ مدت مقرر کرکے ہو تو مکروہ ہے اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَنْبَغِي أَنْ يُشْتَرَى دَيْنٌ عَلَى رَجُلٍ غَائِبٍ وَلَا حَاضِرٍ. إِلَّا بِإِقْرَارٍ مِنَ الَّذِي عَلَيْهِ الدَّيْنُ. وَعَلَى مَيِّتٍ. وَإِنْ عَلِمَ الَّذِي تَرَكَ الْمَيِّتُ. وَذَلِكَ أَنَّ اشْتِرَاءَ ذَلِكَ غَرَرٌ. لَا يُدْرَى أَيَتِمُّ أَمْ لَا يَتِمُّ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے قرض کو خرید نا مناسب نہیں ہے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب مگر جبکہ وہ اقرار کرلے جس پر قرض ہے اور نہ میت کے قرض کو، خواہ علم بھی ہو کہ میت نے مال چھوڑا ہے کیونکہ اس کے خریدنے میں دھوکا ہے نہیں معلوم کہ کچھ ملے گا یا نہیں۔

قَالَ: وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذَلِكَ. أَنَّهُ إِذَا اشْتَرَى دَيْنًا عَلَى غَائِبٍ، أَوْ مَيِّتٍ. أَنَّهُ لَا يُدْرَى مَا يَلْحَقُ الْمَيِّتَ مِنَ الدَّيْنِ. الَّذِي لَمْ يُعْلَمْ بِهِ. فَإِنْ لَحِقَ الْمَيِّتَ دَيْنٌ. ذَهَبَ الثَّمَنُ الَّذِي أَعْطَى الْمُبْتَاعُ بَاطِلًا.

امام مالک نے فرمایا:۔ اس کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ جب اس نے غائب یا میت کے قرض کو خریدا تو اسے کیا معلوم کہ میت پر اور کتنا قرض نکلے جس کا اسے علم نہ ہو۔ اگر میت پر اور بھی قرض نکلا تو خریدار کی پونجی رائیگاں گئی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَفِي ذَلِكَ أَيْضًا عَيْبٌ آخَرُ. أَنَّهُ اشْتَرَى شَيْئًا لَيْسَ بِمَضْمُونٍ لَهُ. وَإِنْ لَمْ يَتِمَّ ذَهَبَ ثَمَنُهُ بَاطِلًا. فَهَذَا غَرَرٌ لَا يَصْلُحُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں یہ خرابی بھی ہے کہ اس نے ایسی چیز خریدی جس کا کوئی ضامن نہیں۔ اگر قرض ادا نہ ہوا تو قیمت بیکار گئی۔ یہ دھوکا ہے جو درست نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا فَرْقُ بَيْنَ أَنْ لَا يَبِيعَ الرَّجُلُ إِلَّا مَا عِنْدَهُ. وَأَنْ يُسَلِّفَ الرَّجُلُ فِي شَيْءٍ لَيْسَ عِنْدَهُ أَصْلُهُ. أَنَّ صَاحِبَ الْعِينَةِ إِنَّمَا يَحْمِلُ ذَهَبَهُ الَّتِي يُرِيدُ أَنْ يَبْتَاعَ بِهَا. فَيَقُولُ: هَذِهِ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ. فَمَا تُرِيدُ أَنْ أَشْتَرِيَ لَكَ بِهَا؟ فَكَأَنَّهُ يَبِيعُ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ نَقْدًا بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِينَارًا إِلَى أَجَلٍ. فَلِهَذَا كُرِهَ هَذَا. وَإِنَّمَا تِلْكَ الدُّخْلَةُ وَالدُّلْسَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ آدمی نہیں خریدتا مگر جو چیز اس کے پاس ہے اور سلف میں آدمی اس چیز کو خریدتا ہے جو حقیقت میں پاس نہیں ہے اور بیع عینہ والا اپنے جس سونے کو بیچنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ دس دینار ہیں کیا انہیں مجھ سے خریدنا چاہتے ہو؟ گویا وہ دس دینار نقد کو مدت مقرر کرکے پندرہ دینار کے بدلے بیچ دیتا ہے جبکہ یہ دھوکا اور فریب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّرْكَةِ وَالتَّوْلِيَةِ وَالْإِقَالَةِ

شرکت، تولیہ اور اقالہ کا بیان

۸۶۔ قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ الْبَزَّ الْمُصَنَّفَ. وَيَسْتَثْنِي ثِيَابًا بِرُقُومِهَا: إِنَّهُ إِنِ اشْتَرَطَ أَنْ يَخْتَارَ مِنْ ذَلِكَ الرَّقْمِ، فَلَا بَأْسَ بِهِ. وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ أَنْ يَخْتَارَ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مختلف قسم کے کپڑے فروخت کئے اور ان میں سے کچھ کپڑے ان کی قیمت کے ساتھ مستثنیٰ کرلئے۔ اگر یہ شرط کی کہ رقم میں مختار ہوگا تو کوئی مضائقہ

مِنْهُ حِيْنَ اسْتَثْنٰى، فَاِنِّيْ اَرَاهُ شَرِيْكًا فِيْ عَدَدِ الْبَزِّ الَّذِيْ مِنْهُ. وَذٰلِكَ اَنَّ الثَّوْبَيْنِ يَكُوْنُ رَقْمُهُمَا سَوَاءً، وَبَيْنَهُمَا تَفَاوُتٌ فِي الثَّمَنِ.

قَالَ مَالِكٌ: اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا: اَنَّهُ لَا بَاْسَ بِالشِّرْكِ وَالتَّوْلِيَةِ وَالْاِقَالَةِ مِنْهُ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ. قَبَضَ ذٰلِكَ اَوْ لَمْ يَقْبِضْ. اِذَا كَانَ ذٰلِكَ بِالنَّقْدِ. وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ رِبْحٌ وَلَا وَضِيْعَةٌ وَلَا تَاْخِيْرٌ لِلثَّمَنِ. فَاِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ رِبْحٌ اَوْ وَضِيْعَةٌ اَوْ تَاْخِيْرٌ مِنْ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، صَارَ بَيْعًا يُحِلُّهُ مَا يُحِلُّ الْبَيْعَ وَيُحَرِّمُهُ مَا يُحَرِّمُ الْبَيْعَ. وَلَيْسَ بِشِرْكٍ وَلَا تَوْلِيَةٍ وَلَا اِقَالَةٍ.

قَالَ مَالِكٌ: مَنِ اشْتَرٰى سِلْعَةً بَزًّا اَوْ رَقِيْقًا. فَبَتَّ بِهِ. ثُمَّ سَاَلَهُ رَجُلٌ اَنْ يُشَرِّكَهُ فَفَعَلَ. وَنَقَدَا الثَّمَنَ صَاحِبَ السِّلْعَةِ جَمِيْعًا. ثُمَّ اَدْرَكَ السِّلْعَةَ شَيْءٌ يَنْتَزِعُهَا مِنْ اَيْدِيْهِمَا. فَاِنَّ الْمُشَرَّكَ يَاْخُذُ مِنَ الَّذِيْ اَشْرَكَهُ الثَّمَنَ وَيَطْلُبُ الَّذِيْ بَاعَهُ السِّلْعَةَ بِالثَّمَنِ كُلِّهِ. اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشَرَّكُ عَلَى الَّذِيْ اَشْرَكَ بِحَضْرَةِ الْبَيْعِ. وَعِنْدَ مُبَايَعَةِ الْبَائِعِ الْاَوَّلِ. وَقَبْلَ اَنْ يَتَفَاوَتَ ذٰلِكَ. اَنَّ عُهْدَتَكَ عَلَى الَّذِي ابْتَعْتَ مِنْهُ. وَاِنْ تَفَاوَتَ ذٰلِكَ. وَفَاتَ الْبَائِعُ الْاَوَّلُ. فَشَرْطُ الْاٰخَرِ بَاطِلٌ. وَعَلَيْهِ الْعُهْدَةُ.

قَالَ مَالِكٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ: اشْتَرِ هٰذِهِ السِّلْعَةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ. وَانْقُدْ عَنِّيْ وَاَنَا اَبِيْعُهَا لَكَ: اِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ. حِيْنَ قَالَ: انْقُدْ عَنِّيْ وَاَنَا اَبِيْعُهَا لَكَ. وَاِنَّمَا ذٰلِكَ سَلَفٌ يُسْلِفُهُ اِيَّاهُ. عَلٰى اَنْ يَبِيْعَهَا لَهُ. وَلَوْ اَنَّ تِلْكَ السِّلْعَةَ هَلَكَتْ. اَوْ فَاتَتْ اَخَذَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ الَّذِيْ نَقَدَ الثَّمَنَ. مِنْ شَرِيْكِهِ مَا نَقَدَ عَنْهُ. فَهٰذَا مِنَ السَّلَفِ الَّذِيْ يَجُرُّ مَنْفَعَةً.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ سِلْعَةً. فَوَجَبَتْ لَهُ. ثُمَّ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: اَشْرِكْنِيْ بِنِصْفِ هٰذِهِ السِّلْعَةِ. وَاَنَا اَبِيْعُهَا جَمِيْعًا. كَانَ ذٰلِكَ حَلَالًا لَا بَاْسَ بِهِ. وَتَفْسِيْرُ

نہیں اور مستثنیٰ کرتے وقت اگر شرط نہیں کی تو میرے خیال میں جتنے کپڑے مشتری نے خریدے ان کی تعداد میں شریک رہے گا۔ یہ اس لئے کہ بعض اوقات دو کپڑے ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن انکی قیمتوں میں تفاوت ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اناج وغیرہ میں شرکت، تولیہ اور اقالہ میں کوئی قباحت نہیں۔ خواہ قبضہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو جبکہ ادائیگی نقد ہو، میعاد، کمی بیشی یا قیمت میں تاخیر نہ ہو اگر اس میں میعاد، کمی بیشی یا تاخیر کا دخل ہوا تو بیع ہو جائے گی۔ جو بیع کے اصولوں سے حلال یا حرام ہو جائے گی اور وہ شرکت، تولیہ یا اقالہ نہ رہے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اسباب خریدا جیسے کپڑے اور غلام وغیرہ۔ پھر اس سے ایک آدمی نے شریک ہونے کے لئے کہا، اس نے پیشکش قبول کر لی اور مل کر بائع کو قیمت ادا کر دی۔ پھر وہ سامان متنازعہ نکلا تو شریک ہونے والا اپنے دام مشتری سے وصول کرے گا اور مشتری دونوں کی جملہ رقم بائع سے لے گا، ماسوائے اس کے کہ مشتری نے سودے کے وقت اپنے شریک سے بائع کے سامنے کہہ دیا ہو کہ بیع میں اگر فتور نکلا تو اس کا ذمہ دار بائع ہو گا، تو اس صورت میں شریک بائع سے لے گا ورنہ مشتری کی شرط بیکار ہو گی اور نقصان اسے ادا کرنا پڑے گا۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے کہا کہ یہ چیز میرے اور اپنے ساجھے میں خرید لو، میری طرف سے بھی تم قیمت ادا کر دینا، میں اسے تمہارے لئے فروخت کر دوں گا۔ یہ بیع درست نہیں ہے کیونکہ اس نے کہا ہے کہ "میری طرف سے بھی ادائیگی کر دو" اور "تمہارے لئے میں فروخت کر دوں گا"۔ یہ فروخت کروانے کی شرط پر سلف ہے۔ اگر وہ چیز تلف یا گم ہو جائے تو یہ اپنے شریک سے وہ قیمت وصول کریگا جو اسکی طرف سے ادا کی تھی۔ سلف میں یہی ہوتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی نے کوئی چیز خرید لی۔ پھر ایک آدمی نے اس سے کہا کہ مجھے اس چیز میں آدھے کا ساجھی کر لو، فروخت کروانے کا ذمہ دار میں ہوں۔ وہ بیع حلال ہو گئی، اس میں کوئی قباحت

ذٰلِكَ: اَنَّ هٰذَا الْبَيْعَ حَلَالٌ. بَاعَهُ نِصْفَ السِّلْعَةِ عَلٰى اَنْ يَبِيْعَ لَهُ النِّصْفَ الْاٰخَرَ.

نہیں۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ یہ بیع جائز ہے۔ اس نے اسے نصف چیز بیچی کہ اس کے لئے آدھی خرید لے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِفْلَاسِ الْغَرِيْمِ

مقروض کے مفلس ہو جانے کا بیان

۸۷- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ مَتَاعًا. فَاَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ مِنْهُ. وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِيْ بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا. فَوَجَدَهُ بِعَيْنِهِ. فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ. وَاِنْ مَاتَ الَّذِي ابْتَاعَهُ. فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ فِيْهِ اُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ".

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کو اپنا سامان بیچا۔ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع اس سے قیمت نہ لے سکا۔ اگر اپنی چیز اسی طرح مشتری کے پاس پاتے تو بائع زیادہ حقدار ہے۔ اگر مشتری مر جائے تو بائع دوسرے قرض خواہوں کے برابر ہے۔

۸۸- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ. عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ. عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَيُّمَا رَجُلٍ اَفْلَسَ. فَاَدْرَكَ الرَّجُلُ مَالَهُ بِعَيْنِهِ. فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ".

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مفلس ہو جائے اور بائع اس کے پاس اپنا مال اسی حالت میں پائے تو وہ دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِيْ رَجُلٍ بَاعَ مِنْ رَجُلٍ مَتَاعًا. فَاَفْلَسَ الْمُبْتَاعُ. فَاِنَّ الْبَائِعَ اِذَا وَجَدَ شَيْئًا مِنْ مَتَاعِهِ بِعَيْنِهِ، اَخَذَهُ. وَاِنْ كَانَ الْمُشْتَرِيْ قَدْ بَاعَ بَعْضَهُ. وَفَرَّقَهُ. فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ اَحَقُّ بِهِ مِنَ الْغُرَمَاءِ. لَا يَمْنَعُهُ مَا فَرَّقَ الْمُبْتَاعُ مِنْهُ. اَنْ يَاْخُذَ مَا وَجَدَ بِعَيْنِهِ. فَاِنِ اقْتَضٰى مِنْ ثَمَنِ الْمُبْتَاعِ شَيْئًا. فَاَحَبَّ اَنْ يَرُدَّهُ وَيَقْبِضَ مَا وَجَدَ مِنْ مَتَاعِهِ. وَيَكُوْنُ فِيْمَا لَمْ يَجِدْ اُسْوَةَ الْغُرَمَاءِ، فَذٰلِكَ لَهُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے مال خریدا، پھر خریدار مفلس ہو گیا۔ اگر بائع اس کے پاس اپنی چیز اسی حالت میں پائے تو لے سکتا ہے۔ اگر مشتری نے اس کا کچھ حصہ فروخت کر دیا تو باقی کا مالک والا قرض خواہوں سے زیادہ حقدار ہے۔ اگر بائع تھوڑی سی قیمت وصول کر چکا ہو تو بائع کو اختیار ہے کہ وصول کردہ قیمت واپس دے کر باقی چیز پر قبضہ کر لے اور بقایا وصولی کے لیے قرض خواہوں میں شامل ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنِ اشْتَرٰى سِلْعَةً مِنَ السِّلَعِ غَزْلًا اَوْ مَتَاعًا اَوْ بُقْعَةً مِنَ الْاَرْضِ. ثُمَّ اَحْدَثَ فِيْ ذٰلِكَ الْمُشْتَرٰى عَمَلًا. بَنَى الْبُقْعَةَ دَارًا. اَوْ نَسَجَ الْغَزْلَ ثَوْبًا. ثُمَّ اَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَبُّ الْبُقْعَةِ: اَنَا اٰخُذُ الْبُقْعَةَ وَمَا

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز خریدی یعنی سوت، مال یا قطعۂ زمین، پھر مشتری نے زمین پر مکان بنا لیا یا سوت کا کپڑا بن لیا پھر مشتری مفلس ہو گیا۔ بائع کہے کہ میں زمین کو عمارت سمیت لیتا ہوں تو یہ اسے حق نہیں پہنچتا۔ ہاں زمین کی اور جو کچھ مشتری نے اس پر

فِيهَا مِنَ الْبُنْيَانِ، إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ لَهُ. وَلٰكِنْ تُقَوَّمُ الْبُقْعَةُ وَمَا فِيهَا مِمَّا أَصْلَحَ الْمُشْتَرِي. ثُمَّ يُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُ الْبُقْعَةِ؟ وَكَمْ ثَمَنُ الْبُنْيَانِ مِنْ تِلْكَ الْقِيمَةِ؟ ثُمَّ يَكُونَانِ شَرِيكَيْنِ فِي ذٰلِكَ. لِصَاحِبِ الْبُقْعَةِ بِقَدْرِ حِصَّتِهِ. وَيَكُونُ لِلْغُرَمَاءِ بِقَدْرِ حِصَّةِ الْبُنْيَانِ.

بنایا ہے اس کی قیمت لگائی جائے گی۔ پھر دیکھیں گے کہ زمین کی قیمت کتنی ہے اور عمارت کی کتنی؟ پھر دونوں اس میں شریک ہوں گے زمین والا اپنے حصے کے مطابق حق دار ہوگا اور دوسرے قرض خواہ عمارت کے حصے کے مطابق۔

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنْ تَكُونَ قِيمَةُ ذٰلِكَ كُلِّهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَخَمْسَمِائَةٍ. فَتَكُونُ قِيمَةُ الْبُقْعَةِ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ وَقِيمَةُ الْبُنْيَانِ أَلْفَ دِرْهَمٍ. فَيَكُونُ لِصَاحِبِ الْبُقْعَةِ الثُّلُثُ. وَيَكُونُ لِلْغُرَمَاءِ الثُّلُثَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ گویا ان دونوں کی مجموعی قیمت پندرہ سو درہم ہے۔ زمین کی قیمت پانچ سو درہم اور عمارت کی قیمت ایک ہزار درہم تو قطعۂ زمین والا تہائی کا حقدار ہوگا اور قرض خواہ دو تہائی کے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَكَذٰلِكَ الْغَزْلُ وَغَيْرُهُ، مِمَّا أَشْبَهَهُ. إِذَا دَخَلَهُ هٰذَا. وَلَحِقَ الْمُشْتَرِيَ دَيْنٌ لَا وَفَاءَ لَهُ عِنْدَهُ. وَهٰذَا الْعَمَلُ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی حال سوت وغیرہ کا جبکہ اسے بن لیا اور مشتری مقروض ہو، ادا کرنے کے لئے کچھ پاس نہ ہو تو اس میں بھی یہی کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا مَا بِيعَ مِنَ السِّلَعِ الَّتِي لَمْ يُحْدِثْ فِيهَا الْمُبْتَاعُ شَيْئًا. إِلَّا أَنَّ تِلْكَ السِّلْعَةَ نَفَقَتْ وَارْتَفَعَ ثَمَنُهَا. فَصَاحِبُهَا يَرْغَبُ فِيهَا وَالْغُرَمَاءُ يُرِيدُونَ إِمْسَاكَهَا. فَإِنَّ الْغُرَمَاءَ يُخَيَّرُونَ. بَيْنَ أَنْ يُعْطُوا رَبَّ السِّلْعَةِ الثَّمَنَ الَّذِي بَاعَهَا بِهِ. وَلَا يُنَقِّصُوهُ شَيْئًا. وَبَيْنَ أَنْ يُسَلِّمُوا إِلَيْهِ سِلْعَتَهُ. وَإِنْ كَانَتِ السِّلْعَةُ قَدْ نَقَصَ ثَمَنُهَا. فَالَّذِي بَاعَهَا بِالْخِيَارِ. إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَ سِلْعَتَهُ وَلَا تِبَاعَةَ لَهُ فِي شَيْءٍ مِنْ مَالِ غَرِيمِهِ. فَذٰلِكَ لَهُ. وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَكُونَ غَرِيمًا مِنَ الْغُرَمَاءِ، يُحَاصُّ بِحَقِّهِ، وَلَا يَأْخُذُ سِلْعَتَهُ. فَذٰلِكَ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز بیچی، جس میں مشتری نے کوئی تبدیلی نہیں کی مگر اس چیز کی قیمت بڑھ گئی۔ بائع اسے لینا چاہتا ہے اور قرض خواہ چاہتے ہیں کہ روکے۔ اس حالت میں قرض خواہوں کو اختیار ہوگا کہ جتنے میں بائع سے وہ چیز خریدی گئی وہ رقم اس کے حوالے کر دیں اور اس میں کمی نہ کریں ورنہ بائع کی چیز اس کے سپرد کر دی جائے۔ اگر اس چیز کی قیمت گر گئی ہو تو بائع کو اختیار ہوگا کہ اپنی چیز واپس لوٹا لے اور مشتری کے مال سے اسے کوئی سروکار نہ ہوگا اور اگر چاہے تو قرض خواہوں میں شامل ہو جائے اور اپنی چیز نہ لے۔

وَقَالَ مَالِكٌ، فِيمَنِ اشْتَرَى جَارِيَةً أَوْ دَابَّةً. فَوَلَدَتْ عِنْدَهُ. ثُمَّ أَفْلَسَ الْمُشْتَرِي: فَإِنَّ الْجَارِيَةَ أَوِ الدَّابَّةَ وَوَلَدَهَا لِلْبَائِعِ. إِلَّا أَنْ يَرْغَبَ الْغُرَمَاءُ فِي ذٰلِكَ فَيُعْطُونَهُ حَقَّهُ كَامِلًا وَيُمْسِكُونَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے لونڈی خریدی یا جانور۔ پھر اس نے بچہ جنا۔ پھر مشتری مفلس ہو گیا لونڈی یا جانور کا بچہ بائع کا ہوگا۔ مگر قرض خواہ اگر پورا پورا حق ادا کر دیں تو لے کر دونوں کو رکھ سکتے ہیں۔

باب ۴۳ مَا يَجُوزُ مِنَ السَّلَفِ

جس چیز میں سلف جائز ہے

۸۹ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ،

ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان ہے

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهُ قَالَ: اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا. فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ. قَالَ أَبُو رَافِعٍ. فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ. فَقُلْتُ. لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَعْطِهِ إِيَّاهُ. فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً"

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا اونٹ بطور قرض لیا۔ پھر صدقہ کے اونٹ آئے۔ ابورافع کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے چھوٹا اونٹ ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا کہ یہ تمام اونٹ اچھے اچھے اور بڑے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی دے دو کیونکہ اچھے لوگ وہی ہیں جو قرض کو اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔

۹۰۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ. اسْتَسْلَفَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ مِنْ رَجُلٍ دَرَاهِمَ. ثُمَّ قَضَاهُ دَرَاهِمَ خَيْرًا مِنْهَا. فَقَالَ الرَّجُلُ. يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، هٰذِهِ خَيْرٌ مِنْ دَرَاهِمِي الَّتِي أَسْلَفْتُكَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ. قَدْ عَلِمْتُ. وَلٰكِنْ نَفْسِي بِذٰلِكَ طَيِّبَةٌ۔

مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کسی سے کچھ درہم قرض لئے۔ پھر ان سے بہتر درہم ادا کئے۔ اس نے کہا، اے ابوعبدالرحمٰن! یہ میرے درہموں سے بہتر ہیں جو آپ نے قرض لئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے لیکن میں نے بخوشی دیئے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ. لَا بَأْسَ بِأَنْ يُقْبِضَ مَنْ أُسْلِفَ شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ أَوِ الطَّعَامِ أَوِ الْحَيَوَانِ، مِمَّنْ أَسْلَفَهُ ذٰلِكَ، أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفَهُ. إِذَا لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلَى شَرْطٍ مِنْهُمَا. أَوْ عَادَةٍ. فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى شَرْطٍ. أَوْ وَأْيٍ أَوْ عَادَةٍ. فَذٰلِكَ مَكْرُوهٌ. وَلَا خَيْرَ فِيهِ۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ جس نے سونا، چاندی، اناج یا جانور بطور قرض لیا ہو اور پھر قرض سے بہتر ادا کرے جبکہ یہ شرط یا رواج کے تحت نہ ہو۔ اگر یہ شرط، وعدہ یا رواج کی وجہ سے کیا جائے گا تو مکروہ ہے اور اس میں بھلائی نہیں۔

قَالَ. وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى جَمَلًا رَبَاعِيًا خِيَارًا. مَكَانَ بَكْرٍ اسْتَسْلَفَهُ. وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ اسْتَسْلَفَ دَرَاهِمَ. فَقَضَى خَيْرًا مِنْهَا. فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى طِيبِ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْتَسْلِفِ. وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلَى شَرْطٍ وَلَا وَأْيٍ وَلَا عَادَةٍ. كَانَ ذٰلِكَ حَلَالًا لَا بَأْسَ بِهِ۔

فرمایا یہ اس لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوٹا اونٹ ادھار لیا تو اس کی جگہ بڑا اور عمدہ اونٹ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کچھ درہم قرض لئے تو ان سے بہتر ادا کئے، جبکہ یہ ادھار لینے والے کی طرف سے بخوشی ہو۔ اگر یہ کسی شرط، وعدہ یا رواج کی وجہ سے نہ ہو تو حلال ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بَابُ ۴۳ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ السَّلَفِ

جو باتیں سلف میں درست نہیں

۹۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي رَجُلٍ أَسْلَفَ رَجُلًا طَعَامًا. عَلَى أَنْ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے سے کہا کہ مجھے اناج ادھا

يُعْطِيَهُ إِيَّاهُ فِي بَلَدٍ آخَرَ. فَكَرِهَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، وَقَالَ: فَأَيْنَ الْحَمْلُ؟ يَعْنِي حُمْلَانَهُ.

٩٢- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ. فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، إِنِّي أَسْلَفْتُ رَجُلًا سَلَفًا. وَاشْتَرَطْتُ عَلَيْهِ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتُهُ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: فَذٰلِكَ الرِّبَا. قَالَ: فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: السَّلَفُ عَلَى ثَلَاثَةِ وُجُوهٍ: سَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ، فَلَكَ وَجْهُ اللهِ. وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ صَاحِبِكَ، فَلَكَ وَجْهُ صَاحِبِكَ. وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ لِتَأْخُذَ خَبِيثًا بِطَيِّبٍ، فَذٰلِكَ الرِّبَا. قَالَ: فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: أَرَى أَنْ تَشُقَّ الصَّحِيفَةَ. فَإِنْ أَعْطَاكَ مِثْلَ الَّذِي أَسْلَفْتَهُ قَبِلْتَهُ. وَإِنْ أَعْطَاكَ دُونَ الَّذِي أَسْلَفْتَهُ فَأَخَذْتَهُ أُجِرْتَ. وَإِنْ أَعْطَاكَ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتَهُ طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ، فَذٰلِكَ شُكْرٌ شَكَرَهُ لَكَ. وَلَكَ أَجْرُ مَا أَنْظَرْتَهُ.

دے دوں میں تمہیں فلاں شہر میں اتنا ہی ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا کہ بار برداری کہاں سے آتے گی؟

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے ابو عبدالرحمٰن! میں نے ایک آدمی کو قرض دیا ہے اور اس سے شرط کی ہے کہ اس سے بہتر چیز لوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ یہ تو سود ہے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ قرض تین طرح کا ہے۔ ایک وہ قرض جو رضائے الٰہی کے لئے ہے۔ دوسرا وہ کہ دوست کی مدد کی جاتے تو یہ دوست کی مدد ہے۔ تیسرا وہ ہے کہ پاک مال کے بدلے ناپاک مال لے اور یہ سود ہے۔ کہا اے ابو عبدالرحمٰن! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے خیال میں دستاویز کو پھاڑ دو۔ اگر وہ تمہارے جیسی چیز دے تو قبول کر لینا۔ اگر گھٹا دے تب بھی لے لینا کہ تمہیں اجر ملے گا۔ اگر تمہاری چیز سے بہتر دے اپنی خوشی سے تو یہ اس نے تمہارا شکریہ ادا کیا اور تمہیں مہلت دینے کا اجر ملے گا۔

٩٣- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ إِلَّا قَضَاءَهُ.

٩٤- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ: مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ أَفْضَلَ مِنْهُ. وَإِنْ كَانَتْ قَبْضَةً مِنْ عَلَفٍ، فَهُوَ رِبًا.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا. أَنَّ مَنِ اسْتَسْلَفَ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ بِصِفَةٍ وَتَحْلِيَةٍ مَعْلُومَةٍ. فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ. وَعَلَيْهِ أَنْ يَرُدَّ مِثْلَهُ. إِلَّا مَا كَانَ مِنَ الْوَلَائِدِ. فَإِنَّهُ يُخَافُ فِي ذٰلِكَ الذَّرِيعَةُ إِلَى إِحْلَالِ مَا لَا يَحِلُّ. فَلَا يَصْلُحُ. وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ يَسْتَسْلِفَ الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ. فَيُصِيبُهَا مَا بَدَا لَهُ. ثُمَّ يَرُدُّهَا إِلَى صَاحِبِهَا بِعَيْنِهَا. فَذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ وَلَا يَحِلُّ. وَلَمْ يَزَلْ أَهْلُ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْهُ. وَلَا يُرَخِّصُونَ

نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو قرض دے تو ادا کرنے کے سوا اور کوئی شرط نہ رکھے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ جو قرض دے تو اس سے زیادہ کی شرط نہ رکھے۔ اگر وہ مٹھی بھر گھاس بھی ہوئی تب بھی سود ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو کسی کو جانور قرض دے جس کے اوصاف اور حلیہ بتا دیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور وہ اسی طرح کا لوٹاتے گا لیکن لونڈی قرض نہیں دے گا کیونکہ اس میں حرام کو حلال کرنے کا خوف ہے، اس لئے درست نہیں اس میں کراہت بایں وجہ ہے کہ جب کسی نے دوسرے سے لونڈی قرض لی، پھر اس سے صحبت کرتا رہا، پھر اسی طرح مالک کو واپس کر دی تو یہ درست اور حلال نہیں اور اہل علم ہمیشہ اس سے منع کرتے آتے ہیں اور کسی ایک نے بھی اجازت نہیں دی۔

بَيْعِهِ لِأَحَدٍ.

بَابُ ۴۵ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الْمُسَاوَمَةِ وَالْمُبَايَعَةِ

مول تول یا بیع جو ممنوع ہے

۹۵ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ".

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔

۹۶ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ. وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ. وَلَا تَنَاجَشُوا. وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ. وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ. فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ. بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا. إِنْ رَضِيَهَا، أَمْسَكَهَا. وَإِنْ سَخِطَهَا، رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال خریدنے کے لئے آگے جا کر بیوپاریوں سے نہ ملو اور دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو اور نہ ملی بھگت سے قیمت بڑھاؤ اور شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے اور اونٹ اور بکری کا دودھ نہ روکو اور جس نے ایسی چیز خریدلی تو دوہنے کے بعد اسے اختیار ہے کہ خوش ہو تو رکھ لے اور ناراض ہو تو لوٹادے اور ایک صاع کھجور ادا کرے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا نُرَى وَاللهُ أَعْلَمُ: لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ. أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى أَنْ يَسُومَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ. إِذَا رَكَنَ الْبَائِعُ إِلَى السَّائِمِ. وَجَعَلَ يَشْتَرِطُ وَزْنَ الذَّهَبِ. وَيَتَبَرَّأُ مِنَ الْعُيُوبِ. وَمَا أَشْبَهَ هٰذَا. مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ أَنَّ الْبَائِعَ قَدْ أَرَادَ مُبَايَعَةَ السَّائِمِ. فَهٰذَا الَّذِي نَهَى عَنْهُ. وَاللهُ أَعْلَمُ.

امام مالک نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی تفسیر میں فرمایا، میرا خیال یہ ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے یعنی کوئی ایسا سودا نہ کرے جو اس کا بھاؤ کر چکا ہو اور بائع بھی رضامند ہو چکا ہو تو یہ سونے کے وزن کی شرط سمجھائے اور اس کا نقائص سے پاک ہونا بتائے وغیرہ باتیں بنائے تاکہ ان کا علم ہونے پر بائع سودے سے پھر جائے۔ اسی سے منع فرمایا گیا ہے آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ بِالسَّوْمِ بِالسِّلْعَةِ. تُوقَفُ لِلْبَيْعِ فَيَسُومُ بِهَا غَيْرُ وَاحِدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس مال کا سودا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جو بیچنے کیلئے رکھا ہو۔ پس متعدد آدمی اس کا سودا کر سکتے ہیں۔

قَالَ: وَلَوْ تَرَكَ النَّاسُ السَّوْمَ عِنْدَ أَوَّلِ مَنْ يَسُومُ بِهَا. أُخِذَتْ بِشِبْهِ الْبَاطِلِ مِنَ الثَّمَنِ. وَدَخَلَ عَلَى الْبَاعَةِ، فِي سِلَعِهِمْ، الْمَكْرُوهُ. وَلَمْ يَزَلِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا عَلَى هٰذَا.

فرمایا اگر ایک آدمی کے قیمت پوچھتے ہی دوسروں کے لئے ممانعت ہو جائے تو غلط قیمت وصول کی جا سکتی ہے اور بائع اپنی چیزوں کی مکروہ تجارت کرنے لگیں، لہٰذا ہمارے نزدیک ہمیشہ سے یہی حکم ہے۔

۹۷ - قَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجْشِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملی بھگت کی تجارت سے منع فرمایا ہے

قَالَ مَالِكٌ: وَالنَّجْشُ أَنْ تُعْطِيَهُ بِسِلْعَتِهِ أَكْثَرَ

امام مالک نے فرمایا، نجش یہ ہے کہ کسی چیز کی زیادہ قیمت

مِنْ ثَمَنِهَا. وَلَيْسَ فِي نَفْسِكَ اشْتِرَاؤُهَا فَيَقْتَدِي بِكَ غَيْرُكَ.

لگانا اور ارادہ خریدنے کا نہ ہو بلکہ مقصد یہ ہو کہ دوسرے اس سے بڑھ کر قیمت دیں گے۔

بَابُ جَامِعِ الْبُيُوعِ

بیع کے متعلق دیگر روایات

۹۸ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ" قَالَ، فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے گزارش کی کہ بیع میں لوگ اسے دھوکا دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع کرتے وقت کہہ دیا کرو: "دھوکا نہ دینا" فرمایا:- وہ صاحب بیع کرتے وقت یہی کہا کرتے۔

۹۹ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ: أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا. سَمْحًا إِنْ بَاعَ سَمْحًا إِنِ ابْتَاعَ. سَمْحًا إِنْ قَضَى. سَمْحًا إِنِ اقْتَضَى.

یحییٰ بن سعید نے محمد بن منکدر کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ بہت محبوب ہے جو بیچتے وقت نرمی، خریدتے وقت نرمی، قرض دیتے وقت نرمی اور قرض لیتے وقت نرمی کرتا ہے۔

۱۰۰ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِذَا جِئْتَ أَرْضًا يُوفُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، فَأَطِلِ الْمُقَامَ بِهَا. وَإِذَا جِئْتَ أَرْضًا يُنَقِّصُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ. فَأَقْلِلِ الْمُقَامَ بِهَا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ایسے مقام پر پہنچو جہاں لوگ ناپ تول پوری کرتے ہوں تو وہاں خوب ٹھہرو اور جہاں لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہوں تو وہاں بہت کم ٹھہرا کرو۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْإِبِلَ أَوِ الْغَنَمَ أَوِ الْبَزَّ أَوِ الرَّقِيقَ. أَوْ شَيْئًا مِنَ الْعُرُوضِ جِزَافًا: إِنَّهُ لَا يَكُونُ الْجِزَافُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يُعَدُّ عَدًّا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو اونٹ، بکریاں، کپڑے، غلام یا سامان وغیرہ جمگھٹے کے حساب سے خریدے تو جن چیزوں کو گنا جاتا ہے۔ ان کی بے حساب بیع نہ کی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يُعْطِي الرَّجُلَ السِّلْعَةَ يَبِيعُهَا لَهُ. وَقَدْ قَوَّمَهَا صَاحِبُهَا قِيمَةً. فَقَالَ: إِنْ بِعْتَهَا بِهٰذَا الثَّمَنِ الَّذِي أَمَرْتُكَ بِهِ، فَلَكَ دِينَارٌ. أَوْ شَيْءٌ يُسَمِّيهِ لَهُ. يَتَرَاضَيَانِ عَلَيْهِ. وَإِنْ لَمْ تَبِعْهَا. فَلَيْسَ لَكَ شَيْءٌ. أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ. إِذَا سَمَّى ثَمَنًا يَبِيعُهَا بِهِ. وَسَمَّى أَجْرًا مَعْلُومًا. إِذَا بَاعَ أَخَذَهُ. وَإِنْ لَمْ يَبِعْ فَلَا شَيْءَ لَهُ.

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا کہ جس نے دوسرے کو اپنی چیز بیچنے کے لئے، قیمت مقرر کر دی اور کہا:- جو قیمت میں نے تمہیں بتائی ہے اگر اتنے میں بیچ دو گے تو تمہیں ایک دینار ملے گا۔ یا جتنے پر دونوں رضامند ہو جائیں اور اگر نہیں بیچو گے تو کچھ نہیں ملے گا اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ قیمت اور اجرت دونوں کی وضاحت کر دی جائے۔ اگر وہ بیچ دے تو مزدوری لے گا اور نہ بیچے گا تو کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ:

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی دوسرے سے کہے

إِذَا قَدَرْتَ عَلَى غُلَامِي الْآبِقِ. أَوْ جِئْتَ بِجَمَلِي الشَّارِدِ. فَلَكَ كَذَا. فَهٰذَا مِنْ بَابِ الْجُعْلِ. وَلَيْسَ مِنْ بَابِ الْإِجَارَةِ. وَلَوْ كَانَ مِنْ بَابِ الْإِجَارَةِ، لَمْ يَصْلُحْ.

کہ اگر تم میرے نکلے ہوئے غلام یا بھاگے ہوئے اونٹ کو لے آؤ تو تمہیں اتنی رقم دوں گا۔ یہ مزدوری ہے اجارہ نہیں ہے اگر یہ اجارے کی بات ہوتی تو درست قرار نہ پاتی۔

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا الرَّجُلُ يُعْطَى السِّلْعَةَ. فَيُقَالُ لَهُ: بِعْهَا وَلَكَ كَذَا وَكَذَا. فِي كُلِّ دِينَارٍ. بِشَيْءٍ يُسَمِّيهِ. فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ. لِأَنَّهُ، كُلَّمَا نَقَصَ دِينَارٌ مِنْ ثَمَنِ السِّلْعَةِ نَقَصَ مِنْ حَقِّهِ الَّذِي سَمَّى لَهُ. فَهٰذَا غَرَرٌ. لَا يَدْرِي كَمْ جَعَلَ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کو کوئی چیز دی پھر اس سے کہا گیا کہ اسے فروخت کر دو اور تمہیں ہر دینار پر اتنا ملے گا۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ چیز کی قیمت جتنے دینار گھٹے گی اتنی ہی مزدوری گھٹ جائے گی۔ یہ دھوکا ہے کیونکہ اسے اپنی مزدوری معلوم نہیں۔

۱۰۱ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ. ثُمَّ يُكْرِيهَا بِأَكْثَرَ مِمَّا تَكَارَاهَا بِهِ. فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

ابن شہاب سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کرائے پر جانور لیا۔ پھر اس سے زیادہ کرائے پر دوسرے کو دے دیا۔ فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

پوری ہوئی کتاب بیع کی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْقِرَاضِ

کتاب القراض

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاضِ

١ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي جَيْشٍ إِلَى الْعِرَاقِ. فَلَمَّا قَفَلَا مَرَّا عَلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ. وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ. فَرَحَّبَ بِهِمَا وَسَهَّلَ. ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَقْدِرُ لَكُمَا عَلَى أَمْرٍ أَنْفَعُكُمَا بِهِ لَفَعَلْتُ. ثُمَّ قَالَ: بَلَى هَاهُنَا مَالٌ مِنْ مَالِ اللّٰهِ أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَ بِهِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأُسْلِفُكُمَا. فَتَبْتَاعَانِ بِهِ مَتَاعًا مِنْ مَتَاعِ الْعِرَاقِ. ثُمَّ تَبِيعَانِهِ بِالْمَدِينَةِ. فَتُؤَدِّيَانِ رَأْسَ الْمَالِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَيَكُونُ الرِّبْحُ لَكُمَا. فَقَالَا: وَدِدْنَا ذٰلِكَ. فَفَعَلَ. وَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُمَا الْمَالَ. فَلَمَّا قَدِمَا بَاعَا فَأُرْبِحَا. فَلَمَّا دَفَعَا ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ، قَالَ: أَكُلُّ الْجَيْشِ أَسْلَفَهُ مِثْلَ مَا أَسْلَفَكُمَا؟ قَالَا: لَا. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ابْنَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ. فَأَسْلَفَكُمَا. أَدِّيَا الْمَالَ وَرِبْحَهُ. فَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ، فَسَكَتَ. وَأَمَّا عُبَيْدُ اللّٰهِ، فَقَالَ: مَا يَنْبَغِي لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هٰذَا. لَوْ نَقَصَ هٰذَا الْمَالُ أَوْ هَلَكَ لَضَمِنَّاهُ. فَقَالَ عُمَرُ: أَدِّيَاهُ. فَسَكَتَ عَبْدُ اللّٰهِ.

قراض یا مضاربت کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ اور حضرت عبید اللہ ایک لشکر کے ساتھ عراق کی طرف گئے۔ واپسی پر حضرت ابو موسیٰ اشعری کے پاس گئے جو حاکم بصرہ تھے۔ انہوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ کاش! میں کوئی ایسا کام کر سکوں جس سے تمہیں فائدہ پہنچے۔ پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا مال ہے جو میں نے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجنا ہے۔ تم اس کے بدلے عراق سے مال خرید لو اور مدینہ منورہ میں جا کر فروخت کر دینا۔ اصل پونجی امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دینا اور منافع تم دونوں رکھ لینا۔ دونوں نے کہا کہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ پس انہوں نے مال دے کر حضرت عمر کے لیے لکھ دیا کہ ان دونوں سے اصل رقم وصول کر لینا۔ جب یہ پہنچ گئے اور مال بیچ کر نفع کما لیا تو اسے حضرت عمر کی خدمت میں لے گئے۔ فرمایا کہ کیا ساری فوج کو اسی طرح قرض دیا تھا جیسے تمہیں دیا؟ دونوں نے کہا نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ امیر المومنین کے بیٹے ہونے کے باعث تمہیں مال دیا ہوگا، لہٰذا اصل رقم اور منافع دونوں پیش کرو۔ حضرت عبد اللہ تو خاموش رہے اور حضرت عبید اللہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المومنین اگر اس مال میں نقصان ہوتا یا ضائع ہو جاتا تو ضامن ہم ہوتے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ منافع دے دو۔ حضرت عبد اللہ

وَرَاجَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ عُمَرَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَوْ جَعَلْتَهُ قِرَاضًا. فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ جَعَلْتُهُ قِرَاضًا. فَأَخَذَ عُمَرُ رَأْسَ الْمَالِ وَنِصْفَ رِبْحِهِ

وَأَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ، ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ.

۲۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ؛ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْطَاهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلُ فِيهِ. عَلٰى أَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا.

خاموش رہے۔ اور حضرت عبیداللہ جواب عرض کرنے لگے کہ حضرت عمر کے ہم نشینوں میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ اسے مضاربت کیوں نہیں بنا لیتے۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے اسے مضاربت بنا دیا پس اصل مال اور نصف منافع تو حضرت عمر نے لیا اور نصف منافع حضرت عمر کے دونوں صاحبزادوں حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ

یعقوب کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال دیا کہ وہ اس کے ذریعے کام کریں اور منافع آدھا آدھا دونوں کا ہوگا۔ ف

بَابٌ۲ مَا يَجُوزُ فِي الْقِرَاضِ

۳۔ قَالَ مَالِكٌ: وَجْهُ الْقِرَاضِ الْمَعْرُوفِ الْجَائِزِ. أَنْ يَأْخُذَ الرَّجُلُ الْمَالَ مِنْ صَاحِبِهِ. عَلٰى أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ. وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ. وَنَفَقَةُ الْعَامِلِ فِي الْمَالِ، فِي سَفَرِهِ مِنْ طَعَامِهِ وَكِسْوَتِهِ، وَمَا يُصْلِحُهُ بِالْمَعْرُوفِ، بِقَدْرِ الْمَالِ إِذَا شَخَصَ فِي الْمَالِ، إِذَا كَانَ الْمَالُ يَحْمِلُ ذٰلِكَ. فَإِنْ كَانَ مُقِيمًا فِي أَهْلِهِ، فَلَا نَفَقَةَ لَهُ مِنَ الْمَالِ وَلَا كِسْوَةَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُعِينَ الْمُتَقَارِضَانِ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَلٰى وَجْهِ الْمَعْرُوفِ. إِذَا صَحَّ ذٰلِكَ مِنْهُمَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَشْتَرِيَ رَبُّ الْمَالِ مِمَّنْ قَارَضَهُ بَعْضَ مَا يَشْتَرِي مِنَ السِّلَعِ. إِذَا كَانَ ذٰلِكَ صَحِيحًا عَلٰى غَيْرِ شَرْطٍ.

قَالَ مَالِكٌ: فِيمَنْ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ وَإِلٰى غُلَامٍ

کس طرح کی مضاربت جائز ہے

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت کی جائز اور معروف صورت یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے ساتھی سے محنت کرنے کے لئے مال لے اور ضمان اس پر نہیں ہوگا اور محنت کرنے والے کا سفر خرچ اور کھانا پہننا مال میں سے ہوگا، جو بھی دستور کے مطابق ہو اور جبکہ اس کا متحمل ہو سکے۔ اگر وہ اپنے گھر میں رہے تو اس مال میں خرچ اور لباس وغیرہ نہیں ملے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت کرنے والے دونوں میں سے اگر کوئی بھی اپنے ساتھی کی دستور کے مطابق مدد کرے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کوئی شرط نہ کی ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ رب المال مضارب سے کوئی چیز خریدے۔ یہ اس وقت صحیح ہے جب بغیر کسی شرط کے ہو۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک آدمی

ف۔ قراض کو مضاربت بھی کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک آدمی کا مال یا نقد رقم ہوتی ہے اور دوسرے آدمی کی محنت یعنی زید کی رقم سے بکر تجارت کرتا ہے اور نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں جو حصہ بھی طرفین کی رضامندی سے طے ہو جائے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مضاربت جائز ہے لیکن مزارعت اور مساقات ان کے نزدیک جائز نہیں ہیں اور متعدد احادیث ان کے موقف کی تائید بھی کر رہی ہیں لیکن بعض دیگر روایات کی بنا پر صاحبین اور ائمہ ثلاثہ انہیں جائز قرار دیتے ہیں مزارعت و مساقات میں احناف کا فتویٰ بھی صاحبین کے قول پر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مَالًا قِرَاضًا. يَعْمَلَانِ فِيهِ جَمِيعًا: إِنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ. لَا بَأْسَ بِهِ. لِأَنَّ الرِّبْحَ مَالٌ لِغُلَامِهِ. لَا يَكُونُ الرِّبْحُ لِلسَّيِّدِ. حَتّٰى يَنْتَزِعَهُ مِنْهُ وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ غَيْرِهِ مِنْ كَسْبِهِ.

اور اپنے غلام کو مضاربت کے طور پر مال دیا تاکہ دونوں اس پر محنت کریں۔ یہ جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ منافع غلام کا ہو گا آقا کا نہیں ہو گا، خواہ وہ اس سے جھگڑا کرے اور وہ اپنی محنت کے باعث یہاں غیر کی طرح ہے۔

باب ۳ مَا لَا يَجُوزُ فِي الْقِرَاضِ

کس طرح کی مضاربت جائز نہیں ہے

۴ - قَالَ مَالِكٌ: إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَجُلٍ دَيْنٌ. فَسَأَلَهُ أَنْ يُقِرَّهُ عِنْدَهُ قِرَاضًا. إِنَّ ذٰلِكَ يُكْرَهُ حَتّٰى يَقْبِضَ مَالَهُ. ثُمَّ يُقَارِضُهُ بَعْدُ، أَوْ يُمْسِكُ. وَإِنَّمَا ذٰلِكَ، مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ أَعْسَرَ بِمَالِهِ. فَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُؤَخِّرَ ذٰلِكَ عَلٰى أَنْ يَزِيدَهُ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کا دوسرے پر قرض ہو اور مقروض قرض خواہ سے کہے کہ میرے پاس مضاربت کے لئے رہنے دو۔ یہ مکروہ ہے جب تک اپنے مال پر قبضہ نہ کر لے، پھر چاہے مضاربت پر دے یا رکھ چھوڑے۔ ورنہ اس طرح مال میں سود کا خوف ہے، وہ چاہے گا کہ تاخیر کر کے قرض کی مدت میں زیادتی کرے۔

قَالَ مَالِكٌ: فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. فَهَلَكَ بَعْضُهُ قَبْلَ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ. ثُمَّ عَمِلَ فِيهِ فَرَبِحَ. فَأَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ رَأْسَ الْمَالِ بَقِيَّةَ الْمَالِ بَعْدَ الَّذِي هَلَكَ مِنْهُ. قَبْلَ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ. قَالَ مَالِكٌ: لَا يُقْبَلُ قَوْلُهُ. وَيُجْبَرُ رَأْسُ الْمَالِ مِنْ رِبْحِهِ. ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ مَا بَقِيَ بَعْدَ رَأْسِ الْمَالِ عَلٰى شَرْطِهِمَا مِنَ الْقِرَاضِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے کسی کو مضاربت کیلئے مال دیا۔ اس پر محنت کرنے سے پہلے مال کا بعض حصہ ضائع ہو گیا۔ پھر باقی مال پر محنت کر کے اس نے نفع کمایا اگر وہ چاہے کہ تلف ہونے کے بعد جو مال باقی بچا تھا اسے راس المال قرار دے تو اس کا یہ کہنا قابل قبول نہیں وہ پہلے راس المال کو پورا کرے گا اور راس المال کے بعد جو باقی بچے گا اسے مضاربت کی شرط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَصْلُحُ الْقِرَاضُ إِلَّا فِي الْعَيْنِ مِنَ الذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ. وَلَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْعُرُوضِ وَالسِّلَعِ، وَمِنَ الْبُيُوعِ، مَا يَجُوزُ إِذَا تَفَاوَتَ أَمْرُهُ وَتَفَاحَشَ رَدُّهُ. فَأَمَّا الرِّبَا، فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ فِيهِ إِلَّا الرَّدُّ أَبَدًا. وَلَا يَجُوزُ مِنْهُ قَلِيلٌ وَلَا كَثِيرٌ. وَلَا يَجُوزُ فِيهِ مَا يَجُوزُ فِي غَيْرِهِ. لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِي كِتَابِهِ: وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت درست نہیں مگر عین مال یعنی سونے اور چاندی میں۔ اسباب اور سامان میں مضاربت نہیں ہو گی۔ جائز تجارتوں میں جب کوئی فرق یا فساد آجاتا ہے تو رد کر دی جاتی ہے تاکہ اس میں سود شامل نہ ہونے پاتے جو ہمیشہ کے لئے رد کیا گیا ہے، وہ کم ہو یا زیادہ قطعاً جائز نہیں ہے اور جو دوسری چیزوں میں جائز ہے اس میں جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو" (۲:۲۷۹)۔

باب ۴ مَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي الْقِرَاضِ

مضاربت میں جو شرطیں جائز ہیں

۵ - قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، وَشَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ لَا تَشْتَرِيَ بِمَالِي إِلَّا سِلْعَةً

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اپنا مال دوسرے کو مضاربت کے لئے دے اور شرط رکھے کہ میرے مال سے نہ خریدنا مگر

كذا وكذا. أو ينهاه أن يشتري سلعة باسمها.

قال مالك: من اشترط على من قارض أن لا يشتري حيوانا أو سلعة باسمها. فلا بأس بذلك. ومن اشترط على من قارض أن لا يشتري إلا سلعة كذا وكذا. فإن ذلك مكروه. إلا أن تكون السلعة، التي أمره أن لا يشتري غيرها، كثيرة موجودة. لا تخلف في شتاء ولا صيف. فلا بأس بذلك.

قال مالك، في رجل مالا قراضا. واشترط عليه فيه شيئا من الربح. خالصا دون صاحبه. فإن ذلك لا يصلح. وإن كان درهما واحدا. إلا أن يشترط نصف الربح له. ونصفه لصاحبه. أو ثلثه أو ربعه. أو أقل من ذلك أو أكثر. فإذا سمى شيئا من ذلك، قليلا أو كثيرا. فإن كل شيء سمى من ذلك حلال. وهو قراض المسلمين.

قال: ولكن إن اشترط أن له من الربح درهما واحدا. فما فوقه. خالصا له دون صاحبه. وما بقي من الربح فهو بينهما نصفين. فإن ذلك لا يصلح. وليس على ذلك قراض المسلمين.

باب ۵ ما لا يجوز من الشرط في القراض

۳۶ قال يحيى: قال مالك: لا ينبغي لصاحب المال أن يشترط لنفسه شيئا من الربح خالصا دون العامل. ولا ينبغي للعامل أن يشترط لنفسه شيئا من الربح خالصا. دون صاحبه. ولا يكون مع القراض بيع، ولا كراء، ولا عمل، ولا سلف، ولا مرفق. يشترطه أحدهما لنفسه دون صاحبه. إلا أن يعين أحدهما صاحبه على غير شرط. على وجه المعروف. إذا صح ذلك منهما. ولا ينبغي للمتقارضين أن يشترط أحدهما على صاحبه زيادة، من ذهب ولا فضة ولا طعام

فلاں فلاں چیزیں یا کسی چیز کا نام لے کر اس کے خریدنے سے منع کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو مضاربت میں نام لے کر یہ شرط رکھے کہ فلاں حیوان اور چیز نہ خریدنا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور جو مضارب سے یہ شرط کرے کہ نہ خریدنا مگر فلاں فلاں چیزیں تو یہ مکروہ ہے مگر جبکہ وہ چیز جس کے متعلق اسے حکم دیا کہ اس کے علاوہ نہ خریدنا، بازار میں کثرت سے موجود رہتی ہو۔ سردی اور گرمی میں ختم نہ ہو، تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ کسی نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا اور کچھ منافع کی صرف اپنے ہی لئے شرط کر لی تو یہ درست نہیں ہے۔ خواہ ایک ہی درہم کی بات ہو مگر جبکہ یہ شرط کی ہو کہ نصف منافع اس کا ہوگا اور نصف اس کے ساتھی کا یا اس کا تہائی یا چوتھائی کم و بیش جب اس طرح حصہ مقرر کر لیا جائے خواہ کم ہو یا زیادہ تو جس مضاربت میں ایسے مقرر کیا وہ حلال ہے اور مسلمانوں کی مضاربت یہی ہے۔

فرمایا اگر یہ شرط کی کہ منافع میں سے ایک درہم اس کا ہوگا اور جو اس سے اوپر ہے وہ بھی ساتھی کے علاوہ اسی کا ہوگا اور جو باقی منافع ہو وہ دونوں میں آدھا آدھا۔ یہ درست نہیں ہے اور مسلمان اس طرح مضاربت نہیں کرتے۔

جو شرطیں مضاربت میں جائز نہیں

امام مالک نے فرمایا کہ مال والے کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ مضارب کو چھوڑ کر منافع سے صرف اپنے لیے کوئی شرط کرے اور اسی طرح مضارب کے لیے بھی ایسا کرنا مناسب نہیں مضاربت کے ساتھ بیع، کرایہ، محنت، ادھار اور احسان کی دونوں یا کسی ایک کے لیے شرط کرنا درست نہیں۔ ہاں بغیر کسی شرط کے دستور کے مطابق دونوں ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں اور مضاربت کرنے والے دونوں میں سے کسی کو سونا، چاندی، اناج یا کوئی دوسری چیز اپنے ساتھی کے علاوہ زائد لینے کی شرط کرنا مناسب نہیں ہے اگر ان میں سے کوئی بات مضاربت میں شامل ہوئی تو یہ اجارہ ہو جائے

وَلَا شَيْءٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ. يَزْدَادُهُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ. قَالَ: فَإِنْ دَخَلَ الْقِرَاضَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ، صَارَ إِجَارَةً. وَلَا تَصْلُحُ الْإِجَارَةُ إِلَّا بِشَيْءٍ ثَابِتٍ مَعْلُومٍ. وَلَا يَنْبَغِي لِلَّذِي أَخَذَ الْمَالَ أَنْ يَشْتَرِطَ، مَعَ أَخْذِهِ الْمَالَ، أَنْ يُكَافِئَ. وَلَا يُوَلِّيَ مِنْ سِلْعَتِهِ أَحَدًا. وَلَا يَتَوَلَّى مِنْهَا شَيْئًا لِنَفْسِهِ. فَإِذَا وَفَرَ الْمَالُ. وَحَصَلَ عَزْلُ رَأْسِ الْمَالِ. ثُمَّ اقْتَسَمَا الرِّبْحَ عَلَى شَرْطِهِمَا. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمَالِ رِبْحٌ. أَوْ دَخَلَتْهُ وَضِيعَةٌ. لَمْ يَلْحَقِ الْعَامِلَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ. لَا مِمَّا أَنْفَقَ عَلَى نَفْسِهِ. وَلَا مِنَ الْوَضِيعَةِ

وَذٰلِكَ عَلَى رَبِّ الْمَالِ فِي مَالِهِ. وَالْقِرَاضُ جَائِزٌ عَلَى مَا تَرَاضَى عَلَيْهِ رَبُّ الْمَالِ وَالْعَامِلُ. مِنْ نِصْفِ الرِّبْحِ، أَوْ ثُلُثِهِ، أَوْ رُبُعِهِ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ أَكْثَرَ.

گا اور اجارہ کے درست ہونے کی باتیں معروف اور ثابت شدہ ہیں۔ مال لینے والے کے لیے مال لیتے وقت یہ شرط کرنا مناسب نہیں کہ اس مال سے کسی کے احسان کا بدلہ دے گا یا وہ مال کسی کو تولیہ کے طور پر دے گا اور نہ کوئی چیز اپنے لیے مخصوص کرے۔ جب مال بڑھ گیا تو راس المال کو ایک طرف کرکے نفع کو دونوں شرط کے مطابق تقسیم کر لیں گے اگر مال پر نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو مضارب پر کچھ نہیں پڑے گا۔ نہ اس سے وضع ہوگا جو اس نے اپنے اوپر خرچ کیا۔ یہ نقصان مال والے کے مال پر ہوا ہے۔ رب المال اور مضارب جتنے منافع پر رضامند ہو جائیں۔ مضاربت جائز ہے خواہ شرح نصف، تہائی یا چوتھائی رکھی یا اس سے کم و بیش۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا يَجُوزُ لِلَّذِي يَأْخُذُ الْمَالَ قِرَاضًا أَنْ يَشْتَرِطَ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ سِنِينَ لَا يُنْزَعُ مِنْهُ. قَالَ: وَلَا يَصْلُحُ لِصَاحِبِ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِطَ أَنَّكَ لَا تَرُدُّهُ إِلَى سِنِينَ، لِأَجَلٍ يُسَمِّيَانِهِ. لِأَنَّ الْقِرَاضَ لَا يَكُونُ إِلَى أَجَلٍ. وَلٰكِنْ يَدْفَعُ رَبُّ الْمَالِ مَالَهُ إِلَى الَّذِي يَعْمَلُ لَهُ فِيهِ. فَإِنْ بَدَا لِأَحَدِهِمَا أَنْ يَتْرُكَ ذٰلِكَ. وَالْمَالُ نَاضٌّ لَمْ يَشْتَرِ بِهِ شَيْئًا، تَرَكَهُ. وَأَخَذَ صَاحِبُ الْمَالِ مَالَهُ. وَإِنْ بَدَا لِرَبِّ الْمَالِ أَنْ يَقْبِضَهُ، بَعْدَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهِ سِلْعَةً. فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ. حَتَّى يُبَاعَ الْمَتَاعُ وَيَصِيرَ عَيْنًا. فَإِنْ بَدَا لِلْعَامِلِ أَنْ يَرُدَّهُ وَهُوَ عَرْضٌ. لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لَهُ. حَتَّى يَبِيعَهُ، فَيَرُدَّهُ عَيْنًا كَمَا أَخَذَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضارب کے لیے یہ شرط کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ اتنے سالوں تک محنت کرے گا اور اس سے مال نہیں لیا جائے گا۔ امام مالک نے فرمایا کہ رب المال کے لیے بھی یہ شرط کرنا مناسب نہیں کہ اتنے سالوں تک مال میری طرف نہ لوٹایا جائے کیونکہ مضاربت میں مدت مقرر نہیں کی جاتی۔ ہاں رب المال نے اپنا مال مضارب کے سپرد کر دیا۔ مضارب نے اس میں محنت کی اب کسی ایک نے چھوڑنے کا ارادہ کیا اور مال اسی طرح موجود ہے اس سے کوئی چیز نہیں خریدی تو مال والا اپنا مال حاصل کرے اگر مال والا یہ چاہے کہ اس کے ذریعے سامان خرید لیا جائے پھر لے گا تو یہ اسے حق حاصل نہیں جب تک مال کو بیچ کر نقدی حاصل نہ کی جائے۔ اگر مضارب اسے لوٹانا چاہے جبکہ سامان کی صورت میں ہو تو اسے یہ حق ۴

۴ حاصل نہیں یہاں تک کہ اسے فروخت کرکے اور نقد کی صورت میں اس طرح واپس کرے جس طرح مال لیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَصْلُحُ لِمَنْ دَفَعَ إِلَى أَحَدٍ مَالًا قِرَاضًا، أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِ الزَّكٰوةَ فِي حِصَّتِهِ مِنَ الرِّبْحِ خَاصَّةً. لِأَنَّ رَبَّ الْمَالِ، إِذَا اشْتَرَطَ ذٰلِكَ، فَقَدِ اشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ، فَضْلًا مِنَ الرِّبْحِ ثَابِتًا فِيمَا سَقَطَ عَنْهُ مِنْ حِصَّةِ الزَّكٰوةِ. الَّتِي تُصِيبُهُ مِنْ حِصَّتِهِ. وَلَا يَجُوزُ لِرَجُلٍ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَى مَنْ قَارَضَهُ، أَنْ لَا يَشْتَرِيَ

امام مالک نے فرمایا کہ رب المال کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جس کو مال دیا ہے اس سے یہ شرط کرے کہ صرف اپنے حصے سے ہی زکوٰۃ ادا کرے کیونکہ رب المال جب یہ شرط کرے گا تو اپنے مال کو بچا کر شرط کی حالانکہ اس کے حصے پر بھی زکوٰۃ تھی جس کو علیحدہ کر دیا۔ نیز کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ مضارب سے یہ کہے کہ مال نہ خریدے مگر فلاں شخص سے کسی شخص کو معین کرنا جائز نہیں ہے

إِلَّا مِنْ فُلَانٍ. لِرَجُلٍ يُسَمِّيهِ. فَذٰلِكَ غَيْرُ جَائِزٍ. لِأَنَّهُ يَصِيرُ لَهُ أَجِيرًا بِأَجْرٍ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ.

قَالَ مَالِكٌ: فِي الرَّجُلِ يَدْفَعُ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا وَيَشْتَرِطُ عَلَى الَّذِي دَفَعَ إِلَيْهِ الْمَالَ الضَّمَانَ. قَالَ: لَا يَجُوزُ لِصَاحِبِ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِطَ فِي مَالِهِ غَيْرَ مَا وُضِعَ الْقِرَاضُ عَلَيْهِ وَمَا مَضَى مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ فِيهِ فَإِنْ نَمَا الْمَالُ عَلَى شَرْطِ الضَّمَانِ. كَانَ قَدِ ازْدَادَ فِي حَقِّهِ مِنَ الرِّبْحِ مِنْ أَجْلِ مَوْضِعِ الضَّمَانِ. وَإِنَّمَا يَقْتَسِمَانِ الرِّبْحَ عَلَى مَا لَوْ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ عَلَى غَيْرِ ضَمَانٍ. وَإِنْ تَلِفَ الْمَالُ لَمْ أَرَ عَلَى الَّذِي أَخَذَهُ ضَمَانًا. لِأَنَّ شَرْطَ الضَّمَانِ فِي الْقِرَاضِ بَاطِلٌ.

عَلَيْهِ أَنْ لَا يَبْتَاعَ بِهِ إِلَّا نَخْلًا أَوْ دَوَابَّ. لِأَجْلِ أَنَّهُ يَطْلُبُ ثَمَرَ النَّخْلِ أَوْ نَسْلَ الدَّوَابِّ. وَيَحْبِسُ رِقَابَهَا. قَالَ مَالِكٌ: لَا يَجُوزُ هٰذَا. وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ فِي الْقِرَاضِ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَ ذٰلِكَ. ثُمَّ يَبِيعَهُ. ثُمَّ يَبِيعَهُ كَمَا يُبَاعُ غَيْرُهُ مِنَ السِّلَعِ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُقَارِضُ عَلَى رَبِّ الْمَالِ غُلَامًا يُعِينُهُ بِهِ. عَلَى أَنْ يَقُومَ مَعَهُ الْغُلَامُ فِي الْمَالِ. إِذَا لَمْ يَعْدُ أَنْ يُعِينَهُ فِي الْمَالِ. لَا يُعِينُهُ فِي غَيْرِهِ.

بَابُ الْقِرَاضِ فِي الْعُرُوضِ

۷۔ قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُقَارِضَ أَحَدًا إِلَّا فِي الْعَيْنِ. لِأَنَّهُ لَا تَنْبَغِي الْمُقَارَضَةُ فِي الْعُرُوضِ. إِنَّمَا تَكُونُ عَلَى أَحَدِ وَجْهَيْنِ. إِمَّا أَنْ يَقُولَ لَهُ صَاحِبُ الْعَرْضِ: خُذْ هٰذَا الْعَرْضَ فَبِعْهُ فَمَا خَرَجَ مِنْ ثَمَنِهِ فَاشْتَرِ بِهِ. وَبِعْ عَلَى وَجْهِ الْقِرَاضِ. فَقَدِ اشْتَرَطَ صَاحِبُ الْمَالِ فَضْلًا لِنَفْسِهِ. مِنْ بَيْعِ سِلْعَتِهِ وَمَا يَكْفِيهِ مِنْ مُؤْنَتِهَا. أَوْ يَقُولُ: اشْتَرِ بِهٰذِهِ السِّلْعَةِ وَبِعْ. فَإِذَا فَرَغْتَ فَابْتَعْ لِي مِثْلَ عَرْضِي الَّذِي

کیونکہ یوں تو وہ اجیر ہوگا اور یہ دستور کے مطابق نہیں۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنا مال مضاربت کے لیے دیا اور جس کو مال دیا ہے اس سے ضمان کی شرط کرے۔ فرمایا کہ مال والے کو ایسی شرط کرنا جائز نہیں جو اصول مضاربت کے خلاف ہوں اور جو اسلاف کا طریقہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر ضمان کی شرط پر مال دیا جائے تو منافع میں سے تاوان کے باعث مضارب کے لیے زیادہ حصہ ہونا چاہیئے حالانکہ منافع کو وہ تاوان کے بغیر دونوں آپس میں تقسیم کریں گے اور اگر مال تلف ہو گیا تو مضارب پر تاوان نہیں پڑے گا کیونکہ اس نے اس سے شرط کی کہ اس کے بدلے نہ خریدنا مگر کھجور کے درخت یا مویشی تاکہ ان کے پھل یا بچے فروخت کرتا رہے اور اصل چیز کو روکے رکھنا۔ امام مالک نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہے اور مضاربت میں مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ انہیں خرید کر اسی طرح بیچ دے جیسے دوسری چیزوں کو فروخت کیا جاتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ مضارب رب المال سے مدد کی خاطر غلام کی شرط کرے کہ غلام کو مال سے خریدا جائے گا۔ اگر اس کی قیمت مال سے نہ دی جائے تو علیحدہ مال سے نہیں دی جائے گی۔

اسباب میں مضاربت

امام مالک نے فرمایا کہ سونے چاندی کے علاوہ دوسرے مال میں مضاربت کرنا کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کیونکہ سامان میں مضاربت درست نہیں ہے۔ سامان میں مضاربت کرنے کی دو میں سے ایک وجہ ہو گی یا تو سامان والا یہ کہے کہ یہ مال لے کر فروخت کر دو اور اس سے جو قیمت وصول ہو اس کے ساتھ مضاربت کی تجارت کرو۔ یہ مال والے نے اپنے سامان کے بکنے کے لیے شرط کی ہے کہ بغیر مشقت اٹھائے اس کا سامان بک جائے گا یا یہ کہے کہ یہ سامان لے کر بیچ دو جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اسی طرح کا مال خرید دو جو مجھ سے لیا اور جو

دَفَعْتُ إِلَيْكَ. فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ. وَلَعَلَّ صَاحِبَ الْعَرْضِ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى الْعَامِلِ فِي زَمَنٍ هُوَ فِيهِ نَافِقٌ. كَثِيرُ الثَّمَنِ. ثُمَّ يَرُدَّهُ الْعَامِلُ حِينَ يَرُدُّهُ وَقَدْ رَخُصَ فَيَشْتَرِيهِ بِثُلُثِ ثَمَنِهِ. أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ. فَيَكُونُ الْعَامِلُ قَدْ رَبِحَ نِصْفَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَرْضِ فِي حِصَّتِهِ مِنَ الرِّبْحِ. أَوْ يَأْخُذُ الْعَرْضَ فِي زَمَانٍ ثَمَنُهُ فِيهِ قَلِيلٌ. فَيَعْمَلُ فِيهِ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ فِي يَدَيْهِ ثُمَّ يَغْلُو ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَيَرْتَفِعُ ثَمَنُهُ حِينَ يَرُدُّهُ. فَيَشْتَرِيهِ بِكُلِّ مَا فِي يَدَيْهِ. فَيَذْهَبُ عَمَلُهُ وَعِلَاجُهُ بَاطِلًا. فَهٰذَا غَرَرٌ لَا يَصْلُحُ. فَإِنْ جُهِلَ ذٰلِكَ. حَتّٰى يَمْضِيَ. نُظِرَ إِلَى قَدْرِ أَجْرِ الَّذِي دُفِعَ إِلَيْهِ الْقِرَاضُ. فِي بَيْعِهِ إِيَّاهُ، وَعِلَاجِهِ فَيُعْطَاهُ. ثُمَّ يَكُونُ الْمَالُ قِرَاضًا. مِنْ يَوْمِ نَضَّ الْمَالُ. وَاجْتَمَعَ عَيْنًا وَيُرَدُّ إِلَى قِرَاضِ مِثْلِهِ.

بَابُ الْكِرَاءِ فِي الْقِرَاضِ

۸ - قَالَ يَحْيٰى: قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. فَاشْتَرٰى بِهِ مَتَاعًا. فَحَمَلَهُ إِلَى بَلَدِ التِّجَارَةِ. فَبَارَ عَلَيْهِ. وَخَافَ النُّقْصَانَ إِنْ بَاعَهُ. فَتَكَارٰى عَلَيْهِ إِلَى بَلَدٍ آخَرَ. فَبَاعَ بِنُقْصَانٍ. فَاغْتَرَقَ الْكِرَاءُ أَصْلَ الْمَالِ كُلَّهُ.

قَالَ مَالِكٌ: إِنْ كَانَ فِيمَا بَاعَ وَفَاءٌ لِلْكِرَاءِ، فَسَبِيلُهُ ذٰلِكَ. وَإِنْ بَقِيَ مِنَ الْكِرَاءِ شَيْءٌ، بَعْدَ أَصْلِ الْمَالِ كَانَ عَلَى الْعَامِلِ. وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ مِنْهُ شَيْءٌ يُتْبَعُ بِهِ. وَذٰلِكَ أَنَّ رَبَّ الْمَالِ إِنَّمَا أَمَرَهُ بِالتِّجَارَةِ فِي مَالِهِ. فَلَيْسَ لِلْمُقَارِضِ أَنْ يَتْبَعَهُ. بِمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْمَالِ. وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ يُتْبَعُ بِهِ رَبُّ الْمَالِ، لَكَانَ ذٰلِكَ دَيْنًا عَلَيْهِ. مِنْ غَيْرِ الْمَالِ الَّذِي قَارَضَهُ فِيهِ. فَلَيْسَ لِلْمُقَارِضِ أَنْ يَحْمِلَ ذٰلِكَ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ.

منافع بروہ ہم دونوں کا۔ ہو سکتا ہے کہ مال والے مضارب کو جب مال دیا تو گراں ہو قیمت زیادہ ہو اور جب مضارب واپس دے تو قیمت گر جائے کہ وہ تہائی خرید یا جائے یا نرخ میں اس سے بھی کم۔ پس مال والے نے مال کی قیمت سے جو نقصان ہوا اس سے آدھا نفع کا لیا اپنے حصے کے منافع سے یا سامان ایسے وقت لیا کہ ان دونوں قیمت کم تھی جب کام کیا تو اس کے ہاتھوں میں مال بڑھ گیا اور واپس دیتے وقت اس کی قیمت چڑھ گئی تو جو کچھ اس کے پاس ہو سب کا مال خرید لے اور یوں اس کی محنت مزدوری رائگاں جائے۔ یہ دھوکا ہے جو درست نہیں۔ اگر وہ اس سے بے خبر ہو یہاں تک کہ جو ہونا ہے ہو گزرے۔ اب مال کو دیکھ کر مضارب کو اس کی مزدوری دلائی جائے گی اور مال کی اس روز سے مضاربت شروع ہو گی جب اس کی نقدی حاصل کی اور مال والے کو اسی کے برابر لوٹائی جائے گی۔

مضاربت کے مال کا کرایہ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت کے لیے مال دیا۔ اس نے مال خریدا اور بیچنے کے لیے ایک شہر میں لے گیا معلوم ہوا کہ وہاں بیچنے میں اسے نقصان ہو گا۔ پس وہ دوسرے شہر میں لے گیا اور وہاں نقصان کے ساتھ بیچا اور سارا مال کرائے میں ہی غرق ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کرایہ میں مال برابر ہو گیا تو کوئی آئی بات ہوئی۔ اگر کرایہ مزید کچھ باقی رہ گیا اس مال کے بعد جو مضارب کو دیا تھا تو رب المال مزید کچھ نہیں دے گا کیونکہ رب المال نے اپنے مال سے تجارت کرنے کا حکم دیا تھا لہٰذا مال کے سوا وہ اور کچھ دینے کا پابند نہیں اگر رب المال پر اور بھی دینا آیا تو یہ اس پر قرض ہو گا اس مال کے سوا جو اس نے مضاربت کے لیے دیا۔ لہٰذا مضارب کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ رب المال پر اس کا بوجھ بھی ڈالے۔

بَابُ التَّعَدِّي فِي الْقِرَاضِ

٩ - قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. فَعَمِلَ فِيهِ فَرَبِحَ. ثُمَّ اشْتَرَى مِنْ رِبْحِ الْمَالِ أَوْ مِنْ جُمْلَتِهِ جَارِيَةً. فَوَطِئَهَا. فَحَمَلَتْ مِنْهُ. ثُمَّ نَقَصَ الْمَالُ. قَالَ مَالِكٌ: إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، أُخِذَتْ قِيمَةُ الْجَارِيَةِ مِنْ مَالِهِ. فَيُجْبَرُ بِهِ الْمَالُ. فَإِنْ كَانَ فَضْلٌ بَعْدَ وَفَاءِ الْمَالِ. فَهُوَ بَيْنَهُمَا عَلَى الْقِرَاضِ الْأَوَّلِ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَفَاءٌ، بِيعَتِ الْجَارِيَةُ حَتَّى يُجْبَرَ الْمَالُ مِنْ ثَمَنِهَا۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. فَتَعَدَّى فَاشْتَرَى بِهِ سِلْعَةً وَزَادَ فِي ثَمَنِهَا مِنْ عِنْدِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: صَاحِبُ الْمَالِ بِالْخِيَارِ. إِنْ بِيعَتِ السِّلْعَةُ بِرِبْحٍ أَوْ وَضِيعَةٍ. أَوْ لَمْ تُبَعْ. إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَ السِّلْعَةَ، أَخَذَهَا وَقَضَاهُ مَا أَسْلَفَهُ فِيهَا. وَإِنْ أَبَى. كَانَ الْمُقَارِضُ شَرِيكًا لَهُ بِحِصَّتِهِ مِنَ الثَّمَنِ فِي النَّمَاءِ وَالنُّقْصَانِ. بِحِسَابِ مَا زَادَ الْعَامِلُ فِيهَا مِنْ عِنْدِهِ۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ أَخَذَ مِنْ رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى رَجُلٍ آخَرَ. فَعَمِلَ فِيهِ قِرَاضًا. بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ: إِنَّهُ ضَامِنٌ لِلْمَالِ. إِنْ نَقَصَ فَعَلَيْهِ النُّقْصَانُ. وَإِنْ رَبِحَ فَلِصَاحِبِ الْمَالِ شَرْطُهُ مِنَ الرِّبْحِ. ثُمَّ يَكُونُ لِلَّذِي عَمِلَ، شَرْطُهُ بِمَا بَقِيَ مِنَ الْمَالِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ تَعَدَّى فَتَسَلَّفَ مِمَّا بِيَدَيْهِ مِنَ الْقِرَاضِ مَالًا. فَابْتَاعَ بِهِ سِلْعَةً لِنَفْسِهِ. قَالَ مَالِكٌ: إِنْ رَبِحَ، فَالرِّبْحُ عَلَى شَرْطِهِمَا فِي الْقِرَاضِ. وَإِنْ نَقَصَ، فَهُوَ ضَامِنٌ لِلنُّقْصَانِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَاسْتَسْلَفَ مِنْهُ الْمَدْفُوعُ إِلَيْهِ الْمَالُ مَالًا وَاشْتَرَى بِهِ سِلْعَةً لِنَفْسِهِ. إِنَّ صَاحِبَ الْمَالِ بِالْخِيَارِ. إِنْ شَاءَ

مالِ مضاربت میں نقصان

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مضاربت کے لیے دوسرے کو مال دیا۔ پس اس نے محنت کی اور نفع ہوا۔ پھر اس نے اصل مال یا سارے مال سے لونڈی خریدی اور اس سے صحبت کی تو وہ حاملہ ہو گئی اور مال میں نقصان ہوا۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر مضارب کے پاس مال ہے تو لونڈی کی قیمت اس کے مال سے لی جائے گی اور اس سے راس المال پورا کیا جائے گا اگر مال پورا کرنے کے بعد کچھ بچے تو پہلے مضاربت کے مطابق دونوں میں تقسیم ہو گا اگر پورا نہ ہو تو لونڈی کو بیچ کر اس کی قیمت سے مال پورا کیا جائے گا۔

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت کے لیے مال دیا مضارب نے غلطی سے قیمت بڑھا کر مال خرید لیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ مال والے کو اختیار ہے کہ سامان کو نفع کے ساتھ بیچ لے یا نقصان کے ساتھ۔ یا فروخت ہی نہ کرے۔ اگر چاہے تو سامان کو لے کر جو زائد ہے اُسے واپس ادا کر دے۔ اگر ایسا کرنے سے انکار کرے تو مضارب بھی اپنے حصے کے مطابق اس میں نفع و نقصان کا شریک ہو گا جب تک کہ مضارب اس میں محنت کرے گا۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مضاربت کے بطور مال لیا پھر بغیر مالک کی اجازت کے دوسرے کو مضاربت پر دے دیا تو ضامن پہلا مضارب ہی ہے۔ اگر نقصان ہوا تو اسی پر پڑے گا اور نفع ہوا تو مال والے کو شرط کے مطابق ملے گا پھر باقی مال میں سے کام کرنے والے کو شرط کے مطابق دیا جائے گا۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے زیادتی کرتے ہوئے مضاربت کے مال سے سلف کر لی اور اپنی مرضی سے دوسرا سامان خرید لیا۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر نفع ہو تو مضاربت کی شرط کے مطابق تقسیم ہو گا اور اگر نقصان ہوا تو وہ خود نقصان کا ضامن ہے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کو مضاربت پر مال دیا گیا تھا لیکن اس نے مال سے سلف کر کے اپنے لیے دوسرا سامان خرید لیا۔ دریں حالات مال والے کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو مضاربت

شَرِكَةُ فِي السِّلْعَةِ عَلَى قِرَاضِهَا . وَإِنْ شَاءَ خَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا . وَأَخَذَ مِنْهُ رَأْسَ الْمَالِ كُلِّهِ . وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُ بِكُلِّ مَنْ تَعَدّٰى .

بَاب۹ مَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ

۱۰ - قَالَ يَحْيٰى : قَالَ مَالِكٌ . فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا : إِنَّهُ إِذَا كَانَ الْمَالُ كَثِيرًا يَحْمِلُ النَّفَقَةَ ، فَإِذَا شَخَصَ فِيهِ الْعَامِلُ ، فَإِنَّ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ ، وَيَكْتَسِيَ بِالْمَعْرُوفِ مِنْ قَدْرِ الْمَالِ . وَيَسْتَأْجِرَ مِنَ الْمَالِ إِذَا كَانَ كَثِيرًا لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ بَعْضَ مَنْ يَكْفِيهِ .

بَعْضَ مُؤْنَتِهِ . وَمِنَ الْمَالِ أَعْمَالٌ لَا يَعْمَلُهَا الَّذِي يَأْخُذُ الْمَالَ . وَلَيْسَ مِثْلُهُ يَعْمَلُهَا . مِنْ ذٰلِكَ تَقَاضِي الدَّيْنِ ، وَنَقْلُ الْمَتَاعِ ، وَشَدُّهُ ، وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ . فَلَهُ أَنْ يَسْتَأْجِرَ مِنَ الْمَالِ مَنْ يَكْفِيهِ ذٰلِكَ . وَلَيْسَ لِلْمُقَارِضِ أَنْ يَسْتَنْفِقَ مِنَ الْمَالِ . وَلَا يَكْتَسِيَ مِنْهُ . مَا كَانَ مُقِيمًا فِي أَهْلِهِ . إِنَّمَا يَجُوزُ لَهُ النَّفَقَةُ إِذَا شَخَصَ فِي الْمَالِ . وَكَانَ الْمَالُ يَحْمِلُ النَّفَقَةَ . فَإِنْ كَانَ إِنَّمَا يَتَّجِرُ فِي الْمَالِ فِي الْبَلَدِ الَّذِي هُوَ بِهِ مُقِيمٌ . فَلَا نَفَقَةَ لَهُ مِنَ الْمَالِ وَلَا كِسْوَةَ .

قَالَ مَالِكٌ : فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا . فَخَرَجَ بِهِ وَبِمَالِ نَفْسِهِ . قَالَ : يَجْعَلُ النَّفَقَةَ مِنَ الْقِرَاضِ وَمِنْ مَالِهِ ، عَلٰى قَدْرِ حِصَصِ الْمَالِ .

بَاب۱۰ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ

۱۱ - قَالَ يَحْيٰى : قَالَ مَالِكٌ ، فِي رَجُلٍ مَعَهُ مَالُ قِرَاضٍ . فَهُوَ يَسْتَنْفِقُ مِنْهُ وَيَكْتَسِي : إِنَّهُ لَا يَهَبُ مِنْهُ شَيْئًا . وَلَا يُعْطِي مِنْهُ سَائِلًا وَلَا غَيْرَهُ . وَلَا يُكَافِئُ فِيهِ أَحَدًا . فَأَمَّا إِنِ اجْتَمَعَ هُوَ وَقَوْمٌ . فَجَاؤُا بِطَعَامٍ وَجَاءَ هُوَ بِطَعَامٍ . فَأَرْجُوا أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ

کے طور پر اس مال میں شامل ہو جائے اور چاہے لاتعلق ہو کر لینا مال اس سے وصول کرے اور جب کوئی زیادتی کرے تو ایسا ہی کیا جاتا ہے۔

مالِ مضاربت سے کتنا خرچ کرنا جائز ہے

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مضاربت پر دوسرے کو مال دیا۔ جب مال اتنا زیادہ ہو کہ خرچ کا بوجھ اٹھا سکے تو مضارب محنت کرے گا اور دستور کے مطابق اسی میں سے کھائے پہنے گا مال کی مناسبت سے اگر کام زیادہ ہو کہ اکیلا نہ کر سکے تو مال کی اُجرت اسی میں سے دے گا اور بعض کام ایسے بھی ہیں جنہیں وہ

خود نہ کر سکے جیسے قرض کا تقاضا کرنا ، مال کا باندھنا کھولنا اور مال اٹھا کر لے جانا وغیرہ اور مضارب کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جب اپنے گھر میں رہے تو اسی مال سے کھائے پہنے۔ مال سے خرچ کرنا اس وقت جائز ہے جبکہ مال اس کا متحمل ہو سکے۔ جب تک وہ مال کی تجارت اسی شہر میں رہ کر کرے جس میں مقیم ہے تو مال میں سے اسے کھانا پہننا نہیں ملے گا۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا تو وہ اسے اور اپنے ذاتی مال کو لے کر نکلا۔ فرمایا اب وہ مضاربت کے مال اور اپنے مال سے حصے کے مطابق خرچ کرے گا۔

مال مضاربت سے کیا خرچ جائز نہیں ہے

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس مضاربت کا مال ہے تو وہ اس میں سے خرچ لیتا اور کپڑے پہنتا ہے وہ اس میں سے کوئی چیز ہبہ نہیں کر سکتا کسی سائل وغیرہ کو اس میں سے نہیں دے سکتا کسی کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ اگر اس کے پاس کچھ لوگ اکٹھے ہو جائیں وہ کھانا لائیں تو یہ بھی کھانا لے آئے مجھے امید ہے کہ

وَاسِعًا. إِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْهِمْ. فَإِنْ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ، أَوْ مَا يُشْبِهُهُ، بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِ الْمَالِ، فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَحَلَّلَ ذٰلِكَ مِنْ رَبِّ الْمَالِ. فَإِنْ حَلَّلَهُ ذٰلِكَ، فَلَا بَأْسَ بِهِ. وَإِنْ أَبَى أَنْ يُحَلِّلَهُ، فَعَلَيْهِ أَنْ يُكَافِئَهُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ. إِنْ كَانَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَهُ مُكَافَأَةٌ.

باب الدَّيْنِ فِي الْقِرَاضِ

١٢ - قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَاشْتَرَى بِهِ سِلْعَةً. ثُمَّ بَاعَ السِّلْعَةَ بِدَيْنٍ، فَرَبِحَ فِي الْمَالِ. ثُمَّ هَلَكَ الَّذِي أَخَذَ الْمَالَ. قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الْمَالَ. قَالَ: إِنْ أَرَادَ وَرَثَتُهُ أَنْ يَقْبِضُوا ذٰلِكَ الْمَالَ، وَهُمْ عَلَى شَرْطِ أَبِيهِمْ مِنَ الرِّبْحِ، فَذٰلِكَ لَهُمْ. إِذَا كَانُوا أُمَنَاءَ عَلَى ذٰلِكَ. فَإِنْ كَرِهُوا أَنْ يَقْتَضُوهُ، وَخَلَّوْا بَيْنَ صَاحِبِ الْمَالِ وَبَيْنَهُ، لَمْ يُكَلَّفُوا أَنْ يَقْتَضُوهُ. وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ. وَلَا شَيْءَ لَهُمْ. إِذَا أَسْلَمُوهُ إِلَى رَبِّ الْمَالِ. فَإِنِ اقْتَضَوْهُ. فَلَهُمْ فِيهِ مِنَ الشَّرْطِ وَالنَّفَقَةِ، مِثْلُ مَا كَانَ لِأَبِيهِمْ فِي ذٰلِكَ هُمْ فِيهِ بِمَنْزِلَةِ أَبِيهِمْ. فَإِنْ لَمْ يَكُونُوا أُمَنَاءَ عَلَى ذٰلِكَ. فَإِنَّ لَهُمْ أَنْ يَأْتُوا بِأَمِينٍ ثِقَةٍ. فَيَقْتَضِي ذٰلِكَ الْمَالَ. فَإِذَا اقْتَضَى جَمِيعَ الْمَالِ. وَجَمِيعَ الرِّبْحِ. كَانُوا فِي ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ أَبِيهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا عَلَى أَنَّهُ يَعْمَلُ فِيهِ. فَمَا بَاعَ بِهِ مِنْ دَيْنٍ فَهُوَ ضَامِنٌ لَهُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهُ. إِنْ بَاعَ بِدَيْنٍ فَقَدْ ضَمِنَهُ.

باب الْبِضَاعَةِ فِي الْقِرَاضِ

١٣ - قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. وَاسْتَسْلَفَ مِنْ صَاحِبِ الْمَالِ سَلَفًا. أَوِ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ صَاحِبُ الْمَالِ سَلَفًا. أَوْ أَبْضَعَ مَعَهُ صَاحِبُ الْمَالِ

اس کی وسعت ہو گی جبکہ ان پر برتری حاصل کرنے کا ارادہ نہ ہو اگر اس کا مال والے کی اجازت کے بغیر ایسا کرنے کا ارادہ ہو تو چاہیے کہ رب المال سے اجازت حاصل کرلے اگر وہ اجازت دینے سے انکار کرے تو جس قدر خرچ کیا ہے اس کی تلافی کرے۔

مال مضاربت کو قرض بیچنا

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے۔ اس شخص کے متعلق جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ اس نے سامان خریدا، پھر سامان کو ادھار بیچا منافع کے ساتھ پھر وصول کرنے سے پہلے مضارب فوت ہو گیا۔ اگر اس کے وارث اس مال کو قبضے میں لینا چاہیں تو وہ اپنے باپ کی شرط پر نفع پائیں گے یہ ان کا حق ہو گا جبکہ وہ معتبر ہوں۔ اگر وہ وصول کرنا ناپسند کریں تو لاتعلق ہو جائیں انہیں وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ نہ ان پر کچھ ہو گا اور نہ انہیں کچھ ملے گا جبکہ وہ رب المال کے سامنے یہ تسلیم کر لیں۔ اگر وہ وصول کر لیں تو ان کے لیے ان کے باپ کی طرح نفقہ وغیرہ کی شرط ہو گی اور وہ اپنے باپ کی جگہ ہو جائیں گے۔ اگر وہ اس کے لیے معتبر نہ ہوں تو انہیں چاہیے کہ کوئی معتبر شخص لائیں جو اس مال کو وصول کرے جب وہ سارا مال نفع سمیت جمع کر دے تو یہ اپنے باپ کی جگہ ہو جائیں گے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا کہ اس میں محنت کرے اور پھر قرض بیچا اس کا وہی ضامن ہو گا تو یہ اس کے لیے ضروری ہو گیا کہ جو ادھار بیچے گا اس کا وہ خود ذمہ دار ہو گا۔

مضاربت میں بضاعہ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ مضارب نے مال والے سے کچھ قرض لیا یا مال والے نے مضارب سے یا مال والے نے کچھ مال اور دیا کہ اسے اس

بِضَاعَةً يَبِيعُهَا لَهُ أَوْ بِدَنَانِيرَ يَشْتَرِي لَهُ بِهَا سِلْعَةً. قَالَ مَالِكٌ: إِنْ كَانَ صَاحِبُ الْمَالِ إِنَّمَا يَصْنَعُ مَعَهُ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ مَالُهُ عِنْدَهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ مِثْلَ ذَلِكَ لَفَعَلَهُ. لِإِخَاءٍ بَيْنَهُمَا، أَوْ لِيَسَارَةِ مَؤُونَةِ ذَلِكَ عَلَيْهِ. وَلَوْ أَبَى ذَلِكَ عَلَيْهِ لَمْ يَنْزِعْ مَالَهُ مِنْهُ. أَوْ كَانَ الْعَامِلُ إِنَّمَا اسْتَسْلَفَ مِنْ صَاحِبِ الْمَالِ. أَوْ حَمَلَ لَهُ بِضَاعَةً، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَالُهُ مِثْلَ ذَلِكَ. وَلَوْ أَبَى ذَلِكَ عَلَيْهِ لَمْ يَرْدُدْ عَلَيْهِ مَالَهُ. فَإِذَا صَحَّ ذَلِكَ مِنْهُمَا جَمِيعًا. وَكَانَ ذَلِكَ مِنْهُمَا عَلَى وَجْهِ الْمَعْرُوفِ، وَلَمْ يَكُنْ شَرْطًا فِي أَصْلِ الْقِرَاضِ. فَذَلِكَ جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ. وَإِنْ دَخَلَ ذَلِكَ شَرْطٌ. أَوْ خِيفَ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا صَنَعَ ذَلِكَ الْعَامِلُ لِصَاحِبِ الْمَالِ. لِيُقِرَّ مَالَهُ فِي يَدَيْهِ. أَوْ إِنَّمَا صَنَعَ ذَلِكَ صَاحِبُ الْمَالِ. لِأَنْ يُمْسِكَ الْعَامِلُ مَالَهُ. وَلَا يَرُدَّهُ عَلَيْهِ. فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَجُوزُ فِي الْقِرَاضِ. وَهُوَ مِمَّا يَنْهَى عَنْهُ أَهْلُ الْعِلْمِ.

کے لیے بیچ دینا یا دینار دیئے کہ ان سے اس کے لیے سامان خرید لانا۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر صاحب مال جس نے اس کے ساتھ مضاربہ کیا ہے یہ جانتا ہو کہ اگر اس کے پاس میرا مال نہ ہوتا پھر بھی کہنے پر وہ کر دیتا باہمی بھائی چارے اور اعتبار کے باعث اور اگر وہ انکار کر دے تو یہ اپنا مال نہیں چھینے گا یا مضارب مال والے سے ادھار لیتا رہتا ہے یا اس کا سامان لادلاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس کے پاس اس کا مال نہ بھی ہوتا تب بھی کر دیتا اور اگر انکار کرے تو یہ اپنا مال واپس نہیں لے گا تو ان تمام صورتوں میں یہ صحیح ہے اور یہ فعل دستور کے مطابق ہوگا یہ مضاربت کی شرط نہیں ہوگا لہٰذا جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر یہ شرط کے طور پر داخل ہو یا خفیف سمجھ کر کہ مضارب اس لیے مال والے کا کام کرے گا کہ اس کا مال اس کے ہاتھوں میں رہے یا مال والا اس لیے ایسا کرے کہ مضارب اس کا مال روکے رکھے اور واپس نہ کرے تو مضاربت میں یہ جائز نہیں اور اہل علم اس سے منع کرتے آئے ہیں۔

بَابُ ۱۳ السَّلَفِ فِي الْقِرَاضِ

مضاربت میں قرض

۱۴ - قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: فِي رَجُلٍ أَسْلَفَ رَجُلًا مَالًا. ثُمَّ سَأَلَهُ الَّذِي تَسَلَّفَ الْمَالَ أَنْ يُقِرَّهُ عِنْدَهُ قِرَاضًا. قَالَ مَالِكٌ: لَا أُحِبُّ ذَلِكَ حَتَّى يَقْبِضَ مَالَهُ مِنْهُ. ثُمَّ يَدْفَعَهُ إِلَيْهِ قِرَاضًا إِنْ شَاءَ أَوْ يُمْسِكَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ عِنْدَهُ. وَسَأَلَهُ أَنْ يَكْتُبَهُ عَلَيْهِ سَلَفًا. قَالَ: لَا أُحِبُّ ذَلِكَ. حَتَّى يَقْبِضَ مِنْهُ مَالَهُ. ثُمَّ يُسَلِّفَهُ إِيَّاهُ إِنْ شَاءَ. أَوْ يُمْسِكَهُ. وَإِنَّمَا ذَلِكَ. مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ قَدْ نَقَصَ فِيهِ. فَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَهُ عَنْهُ. عَلَى أَنْ يَزِيدَهُ فِيهِ مَا نَقَصَ مِنْهُ فَذَلِكَ مَكْرُوهٌ وَلَا يَجُوزُ وَلَا يَصْلُحُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو ادھار مال دیا پھر مقروض سے کہا کہ تم اسے مضاربت کے طور پر رکھ لو امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اپنے مال کو اس سے لے کر قبضہ کرے پھر اگر چاہے تو اسے مضاربت پر دے اور چاہے نہ دے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ مضارب نے اسے بتایا کہ مال اس کے پاس جمع ہے اور وہ اس پر قرض لکھ لے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا جب تک اس سے اپنا مال وصول نہ کر لے۔ پھر اگر چاہے تو اسے قرض دے یا روک رکھے اس میں یہ خطرہ ہے کہ کہیں نقصان واقع نہ ہو جائے اور اسی لیے وہ دیر کرنا چاہتا ہو کہ نقصان زیادہ ہو جائے لہٰذا یہ مکروہ ہے جائز اور درست نہیں ہے۔

باب المحاسبة في القراض

١٥- قال يحيى قال مالك في رجل دفع إلى رجل مالا قراضا. فعمل فيه فربح. فأراد أن يأخذ حصته من الربح. وصاحب المال غائب. قال: لا ينبغي له أن يأخذ منه شيئا إلا بحضرة صاحب المال. وإن أخذ شيئا فهو له ضامن. حتى يحسب مع المال إذا اقتسماه.

قال مالك: لا يجوز للمتقارضين أن يتحاسبا ويتفاصلا. والمال غائب عنهما. حتى يحضر المال فيستوفي صاحب المال رأس ماله. ثم يقتسمان الربح على شرطهما.

قال مالك: في رجل أخذ مالا قراضا. فاشترى به سلعة. وقد كان عليه دين. فطلبه غرماؤه. فأدركوه ببلد غائب عن صاحب المال. وفي يديه عرض مربح بين فضله. فأرادوا أن يباع يحضر صاحب المال فيأخذ ماله. ثم يقتسمان الربح على شرطهما.

قال مالك: في رجل دفع إلى رجل مالا قراضا فتجر فيه فربح. ثم عزل رأس المال. وقسم الربح. فأخذ حصته وطرح حصة صاحب المال في المال. بحضرة شهداء أشهدهم على ذلك. قال: لا تجوز قسمة الربح إلا بحضرة صاحب المال. وإن كان أخذ شيئا رده حتى يستوفي صاحب المال رأس ماله. ثم يقتسمان ما بقي بينهما على شرطهما.

قال مالك: في رجل دفع إلى رجل مالا قراضا. فعمل فيه فجاءه. فقال له: هذه حصتك من الربح. وقد أخذت لنفسي مثله. ورأس مالك وافر عندي. قال مالك: لا أحب ذلك. حتى يحضر المال كله. فيحاسبه. حتى يحصل رأس المال. ويعلم أنه وافر. ويصل إليه. ثم يقتسمان الربح بينهما.

مضاربت کا حساب کرنا

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا اس نے محنت کرکے نفع کمایا اب وہ چاہتا ہے کہ منافع سے اپنا حصہ لے اور مال والا موجود نہیں ہے۔ فرمایا کہ اس کے لیے کچھ بھی اس میں سے لینا مناسب نہیں ہے مگر مال والے کی موجودگی میں اگر کچھ لے لیا ہے تو وہ اس کا ضامن ہے یہاں تک کہ مال کے ساتھ تقسیم کرتے ہوئے اس کا حساب کرلیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ فریقین کے لیے یہ جائز نہیں کہ منافع کا حساب کریں اور مال ان کے پاس موجود نہ ہو پہلے مال کو حاضر کیا جائے اور اصل پونجی رب المال کے سپرد کردی جائے پھر منافع کو دونوں اپنی شرط کے مطابق تقسیم کرلیں۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مضاربت کے لیے مال دیا۔ پس اس سے سامان خریدا اس پر قرض ہے قرض خواہ اسے مال والے کے شہر سے دور لے گئے۔ پس انہوں نے ارادہ کیا کہ ان کے لیے سامان بیچ دیا جائے تاکہ منافع میں سے وہ اس کا حصہ لے لیں فرمایا کہ مضاربت کے نفع سے کچھ نہ لیا جائے یہاں تک کہ مال والا موجود ہو وہ اپنا مال حاصل کر

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ اس نے تجارت کرکے نفع کمایا پھر اس نے پونجی کو ایک طرف کرکے منافع تقسیم کیا اور اپنا حصہ لے لیا مال والے کا تمام حصہ مال میں رہنے دیا اور یہ گواہوں کی موجودگی میں کیا تاکہ وہ اس بات کی گواہی دیں فرمایا کہ مال کی تقسیم جائز نہیں مگر مال والے کی موجودگی میں اگر کچھ لے لیا ہے تو اسے واپس کرے یہاں تک کہ راس المال تو مال والے کے سپرد کردیا جائے پھر باقی کو دونوں اپنی شرط کے مطابق تقسیم کرلیں۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ مضارب نے اس میں محنت کی پھر اس کے پاس آکر کہنے لگا کہ یہ منافع سے آپ کا حصہ ہے اور اتنا ہی میں نے اپنا حصہ لے لیا ہے اور آپ کا راس المال الگ میرے پاس ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ سارا مال حاضر کرکے پھر اس کا حساب کیا جائے یہاں تک کہ راس المال کو لے کر دیکھا جائے کہ وافر کتنا ہے

ثُمَّ يَرُدُّ إِلَيْهِ الْمَالَ إِنْ شَاءَ، أَوْ يَحْبِسُهُ. وَإِنَّمَا يَجِبُ حُضُورُ الْمَالِ، مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ الْعَامِلُ قَدْ نَقَصَ فِيهِ. فَهُوَ يُحِبُّ أَنْ لَا يُنْزَعَ مِنْهُ. وَأَنْ يُقِرَّهُ فِي يَدِهِ.

بَابُ[٥] جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاضِ

١٦۔ قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. فَابْتَاعَ بِهِ سِلْعَةً. فَقَالَ صَاحِبُ الْمَالِ: بِعْهَا. وَقَالَ الَّذِي أَخَذَ الْمَالَ: لَا أَرَى وَجْهَ بَيْعٍ. فَاخْتَلَفَا فِي ذٰلِكَ. قَالَ: لَا يُنْظَرُ إِلَى قَوْلِ وَاحِدٍ مِنْهُمَا. وَيُسْأَلُ عَنْ ذٰلِكَ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ وَالْبَصَرِ بِتِلْكَ السِّلْعَةِ. فَإِنْ رَأَوْا وَجْهَ بَيْعٍ، بِيعَتْ عَلَيْهِمَا. وَإِنْ رَأَوْا وَجْهَ انْتِظَارٍ، انْتُظِرَ بِهَا.

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ أَخَذَ مِنْ رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. فَعَمِلَ فِيهِ. ثُمَّ سَأَلَهُ صَاحِبُ الْمَالِ عَنْ مَالِهِ. فَقَالَ: هُوَ عِنْدِي وَافِرٌ. فَلَمَّا أَخَذَهُ بِهِ. قَالَ: قَدْ هَلَكَ عِنْدِي مِنْهُ كَذَا وَكَذَا. لِمَالٍ يُسَمِّيهِ. وَإِنَّمَا قُلْتُ لَكَ ذٰلِكَ لِكَيْ تَتْرُكَهُ عِنْدِي. قَالَ: لَا يَنْتَفِعُ بِإِنْكَارِهِ بَعْدَ إِقْرَارِهِ أَنَّهُ عِنْدَهُ. وَيُؤْخَذُ بِإِقْرَارِهِ عَلَى نَفْسِهِ. إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ فِي هَلَاكِ ذٰلِكَ الْمَالِ بِأَمْرٍ يُعْرَفُ بِهِ قَوْلُهُ. فَإِنْ لَمْ يَأْتِ بِأَمْرٍ مَعْرُوفٍ أُخِذَ بِإِقْرَارِهِ وَلَمْ يَنْفَعْهُ إِنْكَارُهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَكَذٰلِكَ أَيْضًا لَوْ قَالَ: رَبِحْتُ فِي الْمَالِ كَذَا وَكَذَا. فَسَأَلَهُ رَبُّ الْمَالِ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِ مَالَهُ وَرِبْحَهُ. فَقَالَ: مَا رَبِحْتُ فِيهِ شَيْئًا. وَمَا قُلْتُ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ تُقِرَّهُ فِي يَدِي. فَذٰلِكَ لَا يَنْفَعُهُ. وَيُؤْخَذُ بِمَا أَقَرَّ بِهِ. إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ بِأَمْرٍ يُعْرَفُ بِهِ قَوْلُهُ وَصِدْقُهُ. فَلَا يَلْزَمُهُ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا. فَرَبِحَ فِيهِ رِبْحًا. فَقَالَ الْعَامِلُ: قَارَضْتُكَ عَلَى أَنَّ لِيَ الثُّلُثَيْنِ وَقَالَ صَاحِبُ الْمَالِ: قَارَضْتُكَ عَلَى أَنَّ لَكَ الثُّلُثَ. قَالَ مَالِكٌ: الْقَوْلُ قَوْلُ الْعَامِلِ. وَعَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ الْيَمِينُ. إِذَا

پھر منافع کو دونوں باہم تقسیم کر لیں گے۔ پھر رب المال چاہے تو اپنا مال اسی کے سپرد کر دے اور چاہے روک لے لیکن مال کا حاضر ہونا ضروری ہے مبادا مضارب نے اس میں کمی کر دی ہو لہٰذا وہ اپنا مال اس سے چھین لے۔

مضاربت کے دیگر مسائل

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت کے لیے مال دیا۔ اس نے سامان خرید لیا مال والے نے اس سے کہا کہ اسے فروخت کر دو۔ مضارب نے کہا کہ میرے خیال میں بیچنا نہیں چاہیے اس پر دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ فرمایا کہ ان میں سے کسی ایک کی بات کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ اس سامان کے متعلق اس میدان کے تجربہ کار لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ اگر وہ بیچنا مناسب بتائیں تو بیچ دیا جائے اور اگر انتظار کرنے کا مشورہ دیں تو انتظار کرنا چاہیے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا پس اس نے محنت کی پھر مال والے نے اس سے مال کے متعلق پوچھا تو کہا کہ وہ میرے پاس وافر مقدار میں ہے جب وہ اسے لے کر آیا تو کہا کہ فلاں فلاں چیز مجھ سے ضائع ہو گئی ہے وہ میں نے اس لیے کہا تھا کہ اپنا مال آپ میرے پاس ہی رہنے دیں گے فرمایا کہ اقرار کے بعد انکار اسے نفع نہیں دے گا کہ میرے پاس ہے یہ اقرار کر کے اس نے اپنے اوپر گواہی دی ہے مگر یہ کہ ضائع شدہ مال کا دستور کے مطابق ثبوت پیش کرے اگر ثبوت پیش نہ کر سکے گا تو اقرار کے مطابق مال لیا جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح اگر مضارب نے کہا کہ میں نے مال میں اتنا منافع کمایا ہے۔ رب المال کہے کہ اصل مال اور منافع مجھے واپس کر دو اس نے کہا کہ مجھے تو کوئی نفع نہیں ہوا۔ میں نے تو صرف اس لیے کہا تھا کہ آپ مال کو میرے پاس رہنے دیں گے یہ بات اسے نفع نہ دے گی اور اس کے اقرار کے مطابق لیا جائے گا مگر یہ کہ اپنی بات کی سچائی میں ثبوت پیش کرے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا پس اس میں نفع ہوا۔ مضارب نے کہا کہ میں اس بات پر مضاربت کروں گا کہ میرا حصہ دو تہائی ہو گا۔ مال والے نے کہا کہ مضاربت میں تمہارا ایک تہائی حصہ ہو گا۔ امام مالک نے فرمایا کہ مضارب

كَانَ مَا قَالَ يُشْبِهُ قِرَاضَ مِثْلِهِ. وَكَانَ ذٰلِكَ نَحْوًا مِمَّا يَتَقَارَضُ عَلَيْهِ النَّاسُ. وَإِنْ جَاءَ بِأَمْرٍ يُسْتَنْكَرُ. لَيْسَ عَلَىٰ مِثْلِهِ يَتَقَارَضُ النَّاسُ، لَمْ يُصَدَّقْ. وَرُدَّ إِلَىٰ قِرَاضِ مِثْلِهِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ أَعْطَىٰ رَجُلًا مِائَةَ دِينَارٍ قِرَاضًا. فَاشْتَرَىٰ بِهَا سِلْعَةً. ثُمَّ ذَهَبَ لِيَدْفَعَ إِلَىٰ رَبِّ السِّلْعَةِ الْمِائَةَ دِينَارٍ. فَوَجَدَهَا قَدْ سُرِقَتْ. فَقَالَ رَبُّ الْمَالِ: بِعِ السِّلْعَةَ فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ كَانَ لِي. وَإِنْ كَانَ فِيهَا نُقْصَانٌ كَانَ عَلَيْكَ. لِأَنَّكَ أَنْتَ ضَيَّعْتَ. وَقَالَ الْمُقَارِضُ: بَلْ عَلَيْكَ وَفَاءُ حَقِّ هٰذَا. إِنَّمَا اشْتَرَيْتُهَا بِمَالِكَ الَّذِي أَعْطَيْتَنِي. قَالَ مَالِكٌ: يَلْزَمُ الْعَامِلَ الْمُشْتَرِيَ أَدَاءُ ثَمَنِهَا إِلَى الْبَائِعِ. وَيُقَالُ لِصَاحِبِ الْمَالِ الْقِرَاضِ: إِنْ شِئْتَ فَأَدِّ الْمِائَةَ الدِّينَارِ إِلَى الْمُقَارِضِ، وَالسِّلْعَةُ بَيْنَكُمَا. وَتَكُونُ قِرَاضًا عَلَىٰ مَا كَانَتْ عَلَيْهِ الْمِائَةُ الْأُولَىٰ. وَإِنْ شِئْتَ فَابْرَأْ مِنَ السِّلْعَةِ. فَإِنْ دَفَعَ الْمِائَةَ دِينَارٍ إِلَى الْعَامِلِ كَانَتْ قِرَاضًا عَلَىٰ سُنَّةِ الْقِرَاضِ الْأَوَّلِ. وَإِنْ أَبَىٰ، كَانَتِ السِّلْعَةُ لِلْعَامِلِ. وَكَانَ عَلَيْهِ ثَمَنُهَا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْمُتَقَارِضَيْنِ إِذَا تَفَاصَلَا فَبَقِيَ بِيَدِ الْعَامِلِ مِنَ الْمَتَاعِ الَّذِي يَعْمَلُ فِيهِ خَلَقُ الْقِرْبَةِ أَوْ خَلَقُ الثَّوْبِ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ. قَالَ مَالِكٌ: كُلُّ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ كَانَ تَافِهًا، لَا خَطْبَ لَهُ، فَهُوَ لِلْعَامِلِ. وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا أَفْتَىٰ بِرَدِّ ذٰلِكَ. وَإِنَّمَا يُرَدُّ، مِنْ ذٰلِكَ، الشَّيْءُ الَّذِي لَهُ ثَمَنٌ. وَإِنْ كَانَ شَيْئًا لَهُ اسْمٌ، مِثْلُ الدَّابَّةِ أَوِ الْجَمَلِ أَوِ الشَّاذَكُونَةِ أَوْ أَشْبَاهِ ذٰلِكَ مِمَّا لَهُ ثَمَنٌ، فَإِنِّي أَرَىٰ أَنْ يَرُدَّ مَا بَقِيَ عِنْدَهُ مِنْ هٰذَا. إِلَّا أَنْ يَتَحَلَّلَ صَاحِبَهُ مِنْ ذٰلِكَ.

کی بات مانی جائے گی اور عرف اسی قسم کا ہوگا جبکہ یہ دستور کے مطابق ہو اور لوگوں کا اس پر عمل ہو۔ اگر وہ ایسی بات کہے جو قابلِ قبول نہ ہو اور مضاربت میں لوگوں کا اس پر عمل نہ ہو تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور اسے برابر مضاربت دی جائے گی۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو سو دینار مضاربت کے لیے دیئے اس نے ان کے ساتھ سامان خریدا وہ سامان والے کو سو دینار دینے گیا تو معلوم ہوا کہ وہ چوری ہو چکے رب المال نے کہا کہ سامان بیچ دو۔ اگر اس میں نفع ہوا تو میرا اور نقصان ہوا تو تمہارا۔ کیونکہ تم کافی نقصان کر چکے ہو۔ مضارب نے کہا کہ آپ اس کی قیمت ادا کریں کیونکہ میں نے اسے آپ کے دیئے ہوئے مال سے خریدا تھا۔ امام مالک نے فرمایا کہ مضارب مشتری پر لازم ہے کہ بائع کو قیمت ادا کرے اور مال والے سے کہا جائے گا کہ اگر آپ چاہیں کہ مضارب کو سو دینار پھیر دے اور سامان آپ دونوں کے درمیان رہے اور مضاربت اسی طرح پہلے سو دینار پر قائم رہے اور اگر آپ چاہیں تو سامان سے لاتعلق ہو جائیں اگر وہ مضارب کو سو دینار ادا کر دے تو حسبِ سابق مضاربت باقی رہے گی اور اگر انکار کرے تو سامان مضارب کا ہو گیا اور مضارب ہی اس کی قیمت دے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں کے درمیان مضاربت ختم ہو گئی لیکن مضارب کے پاس ایک آدھ چیز ایسی رہ گئی جو کام میں لایا کرتا تھا۔ جیسے پھٹی پرانی مشک یا پھٹا پرانا کپڑا یا ایسی ہی کوئی چیز۔ امام مالک نے فرمایا کہ ایسی ہر چیز جو قابلِ ذکر نہ ہو وہ مضارب کی ہو گی اور میں نے کسی کو اس کے خلاف فتویٰ دیتے نہیں سنا۔ ہاں ان میں سے وہ چیز لوٹائی جائے گی جو قیمتی ہو خواہ وہ ایسی چیز ہو جس کا کوئی نام ہو جیسے جانور اونٹ عمدہ کپڑا وغیرہ جو قیمتی ہوں۔ میرے خیال میں ایسی جو چیز اس کے پاس ہو وہ واپس کر دی جائے ماسوائے اس صورت کے کہ رب المال معاف کر دے۔ رف

ف۔ افسوس! اس کتاب القراض کے اندر مولوی وحید الزمان خاں صاحب نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اقوال کا ترجمہ کرتے ہوئے دل کھول کر چھری پھیری ہے۔ موصوف نے طویل طویل عبارتوں کا چند سطروں میں مفہوم بیان کر کے ترجمانی کا حق ادا کیا ہوا ہے۔ ترجمہ اڑا دینا اور اپنی جانب سے پیوند لگا دینا بھی ساتھ ساتھ چلتا ہی رہا ہے۔ امید ہے بعض حضرات کو ہماری یہ بات بری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ

کتاب المساقاہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسَاقَاةِ

۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَهُودِ خَيْبَرَ، يَوْمَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ: "أُقِرُّكُمْ فِيهَا مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ. عَلَى أَنَّ التَّمْرَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ" قَالَ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ. ثُمَّ يَقُولُ: إِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ فَلِي. فَكَانُوا يَأْخُذُونَهُ.

۲- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ إِلَى خَيْبَرَ. فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَهُودِ خَيْبَرَ. قَالَ، فَجَمَعُوا لَهُ حُلِيًّا مِنْ حَلْيِ نِسَائِهِمْ. فَقَالُوا لَهُ: هٰذَا لَكَ. وَخَفِّفْ عَنَّا. وَتَجَاوَزْ فِي الْقَسْمِ.

مساقات کے متعلق روایات

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے روز خیبر کے یہود سے فرمایا۔ ہم تمہیں ان زمینوں پر اس وقت تک برقرار رکھیں گے جب تک اللہ تعالیٰ برقرار رکھے گا۔ پھل ہمارے اور تمہارے درمیان برابر برابر ہوں گے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو بھیجا کرتے تو وہ اندازہ کرکے فرمایا کرتے کہ جس حصے کو تم چاہے لے لو یا جس حصے کو میں لے لوں پس وہ ایک حصہ لے لیا کرتے۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو خیبر بھیجا کرتے ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنی عورتوں کے زیور اکٹھے کیے اور کہنے لگے کہ یہ آپ کا نذرانہ ہے آپ تخفیف کرکے ہمارا بوجھ ہلکا کردیں۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کہ اے یہودیو! خدا کی قسم، میں ساری مخلوق خدا

حاشیہ صفحہ گذشتہ

لگے اور وہ اسے فرقہ وارانہ تعصب یا پگڑی اچھالنا قرار دیں جبکہ خدا گواہ ہے کہ ہرگز ایسا کوئی جذبہ ہماری نیت کے اندر کارفرما نہیں بلکہ ان الفاظ کے لکھنے پر ہمیں صرف اس بات نے مجبور کیا ہے کہ اختلاف مذہب رہا اپنی جگہ پر لیکن ایسا کرنا موصوف جیسی قد آور علمی شخصیت کی شان کے شایان نہ تھا۔ حقیقت خواہ کچھ بھی ہو لیکن ہر پڑھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ فاضل مترجم نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جبکہ ایسا کرنا کسی کے لیے بھی مناسب نہیں ہوتا۔

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

فقال عبدُ اللهِ بنُ رواحةَ ، يا معشرَ اليهودِ . واللهِ إنكم لَمِن أبغضِ خلقِ اللهِ إليَّ وما ذاك بحاملي على أن أحيفَ عليكم . فأما ما عرضتم من الرشوةِ فإنها سحتٌ . وإنا لا نأكلها . فقالوا : بهذا قامتِ السمواتُ والأرضُ .

میں تمہیں سب سے برا سمجھتا ہوں، اس کے باوجود میں تمہارے ساتھ ناانصافی نہیں کرنا چاہتا۔ جو رشوت تم پیش کرتے ہو یہ حرام ہے اور ہم اسے نہیں کھایا کرتے۔ ساتھیوں نے کہا کہ اسی لیے تو زمین و آسمان قائم ہیں۔

قال مالكٌ ، إذا ساقى الرجلُ النخلَ وفيها البياضُ ، فما ازدرعَ الرجلُ الداخلُ في البياضِ . فهو له .

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی نے کھجور کا باغ مساقات کے طور پر لیا اور اس میں خالی جگہ ہے جو کچھ وہ خالی زمین میں بوئے گا وہ اسی کا ہوگا۔

قال : وإن شرطَ صاحبُ الأرضِ أنه يزرعُ في البياضِ لنفسه ، فذلك لا يصلحُ . لأن الرجلَ الداخلَ في المالِ ، يسقي لربِّ الأرضِ . فذلك زيادةٌ ازدادها عليه .

فرمایا اگر زمین کا مالک یہ شرط کرے کہ میں خالی زمین میں خود کھیتی کروں گا تو یہ درست نہیں کیونکہ مالک کی زمین کو سیراب تو کسان کرے گا، لہٰذا یہ زیادتی ہے۔

قال : وإن اشترطَ الزرعَ بينهما ، فلا بأسَ بذلك . إذا كانتِ المؤونةُ كلُّها على الداخلِ في المالِ . البذرُ والسقيُ والعلاجُ كلُّه . فإن اشترطَ الداخلُ في المالِ على ربِّ المالِ أن البذرَ عليك . كان ذلك غيرَ جائزٍ . لأنه قد اشترطَ على ربِّ المالِ زيادةً ازدادها عليه . وإنما تكونُ المساقاةُ على أن على الداخلِ في المالِ المؤونةَ كلَّها والنفقةَ . ولا يكونُ على ربِّ المالِ منها شيءٌ . فهذا وجهُ المساقاةِ المعروفُ .

فرمایا اگر یہ شرط کی کہ زراعت میں دونوں مشترک ہوں گے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ محنت بیج، پانی دینا اور زمین کو درست کرنا یہ سب کچھ کسان کی ذمہ داری ہو۔ اگر کسان نے یہ شرط رکھی کہ بیج مالک دے گا تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ مالک زمین پر زیادتی ہے۔ مساقات تو اسی صورت ہوتی ہے کہ زمین میں محنت اور سارا خرچ کسان پر اور مالک زمین پر ان میں سے کچھ بھی نہیں۔ مساقات کا یہ طریقہ معروف ہے۔

قال مالكٌ ، في العينِ تكونُ بين الرجلين . فينقطعُ ماؤها . فيريدُ أحدُهما أن يعملَ في العينِ . ويقولُ الآخرُ لا أجدُ ما أعملُ به : إنه يقالُ للذي يريدُ أن يعملَ في العينِ :

اعملْ وأنفقْ ويكونُ لك الماءُ كلُّه . تسقي به حتى يأتيَ صاحبُك بنصفِ ما أنفقتَ . فإذا جاءَ بنصفِ ما أنفقتَ أخذَ حصتَه من الماءِ . وإنما أُعطيَ الأولُ الماءَ كلَّه لأنه أنفقَ . ولو لم يدركْ شيئًا بعملِه ، لم يعلقِ الآخرَ من النفقةِ شيءٌ .

امام مالک نے ایسے چشمہ کے متعلق فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترک ہو۔ پس اس کا پانی بند ہو جائے ان میں سے ایک چشمے پر خرچ کرنے کے لیے تیار ہے اور دوسرا کہے کہ میرے پاس خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں اس شخص سے کہا جائے گا جس نے خرچ کیا کہ پانی کو استعمال کرو اس پر تمہارا ہی حق ہے اس سے اس وقت تک پانی دیتے رہو جب تک ساتھی نصف خرچ نہ دے۔ جب اس سے نصف حصہ مل جائے تو اس کے حصے کا پانی اسے دیا جائے اور پہلے کو تمام پانی دیا جائے گا اگر اس کی محنت کا اسے کچھ نہ ملا اور دوسرے کو کوئی خرچ نہیں ملے گا۔

قال مالكٌ : وإذا كانتِ النفقةُ كلُّها والمؤونةُ على ربِّ الحائطِ . ولم يكنْ على الداخلِ في المالِ شيءٌ . إلا أنه يعملُ بيدِه . إنما هو أجيرٌ ببعضِ الثمرِ . فإن ذلك لا

امام مالک نے فرمایا کہ جب سارا خرچ اور محنت باغ والے پر ہو اور کسان کا مال میں کوئی حصہ نہ ہو مگر جو اپنے ہاتھ سے کرے تو کچھ پھل اجرت میں ملیں گے۔ یہ درست نہیں کیونکہ اسے اپنی مزدوری

يَصْلُحُ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي كَمْ إِجَارَتُهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ لَهُ شَيْئًا يَعْرِفُهُ وَيَعْمَلُ عَلَيْهِ. لَا يَدْرِي أَيَقِلُّ ذٰلِكَ أَمْ يَكْثُرُ؟

قَالَ مَالِكٌ: وَكُلُّ مُقَارِضٍ أَوْ مُسَاقٍ فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنَ الْمَالِ وَلَا مِنَ النَّخْلِ شَيْئًا دُونَ صَاحِبِهِ. وَذٰلِكَ أَنَّهُ يَصِيرُ لَهُ أَجِيرًا بِذٰلِكَ. يَقُولُ: أُسَاقِيكَ عَلَى أَنْ تَعْمَلَ لِي فِي كَذَا وَكَذَا نَخْلَةً. تَسْقِيهَا وَتَأْبُرُهَا. وَأُقَارِضُكَ فِي كَذَا وَكَذَا مِنَ الْمَالِ. عَلَى أَنْ تَعْمَلَ لِي بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ. لَيْسَتْ مِمَّا أُقَارِضُكَ عَلَيْهِ. فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَنْبَغِي وَلَا يَصْلُحُ. وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَالسُّنَّةُ فِي الْمُسَاقَاةِ الَّتِي يَجُوزُ لِرَبِّ الْحَائِطِ أَنْ يَشْتَرِطَهَا عَلَى الْمُسَاقِي، شَدُّ الْحِظَارِ، وَخَمُّ الْعَيْنِ. وَسَرْوُ الشَّرَبِ، وَإِبَارُ النَّخْلِ وَقَطْعُ الْجَرِيدِ، وَجَذُّ الثَّمَرِ. هٰذَا وَأَشْبَاهُهُ. عَلَى أَنَّ لِلْمُسَاقِي شَطْرَ الثَّمَرِ أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرَ إِذَا تَرَاضَيَا عَلَيْهِ. غَيْرَ أَنَّ صَاحِبَ الْأَصْلِ لَا يَشْتَرِطُ ابْتِدَاءَ عَمَلٍ جَدِيدٍ يُحْدِثُهُ الْعَامِلُ فِيهَا مِنْ بِئْرٍ يَحْتَفِرُهَا. أَوْ عَيْنٍ يَرْفَعُ رَأْسَهَا أَوْ غِرَاسٍ يَغْرِسُهُ فِيهَا. يَأْتِي بِأَصْلِ ذٰلِكَ مِنْ عِنْدِهِ. أَوْ ضَفِيرَةٍ يَبْنِيهَا. تَعْظُمُ فِيهَا نَفَقَتُهُ. وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ أَنْ يَقُولَ رَبُّ الْحَائِطِ لِرَجُلٍ مِنَ النَّاسِ: ابْنِ لِي هَاهُنَا بَيْتًا. أَوِ احْفِرْ لِي بِئْرًا أَوْ أَجْرِ لِي عَيْنًا. أَوِ اعْمَلْ لِي عَمَلًا. بِنِصْفِ ثَمَرِ حَائِطِي هٰذَا قَبْلَ أَنْ يَطِيبَ ثَمَرُ الْحَائِطِ. وَيَحِلَّ بَيْعُهُ. فَهٰذَا بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ. وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا.

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا إِذَا طَابَ الثَّمَرُ وَبَدَا صَلَاحُهُ وَحَلَّ بَيْعُهُ، ثُمَّ قَالَ رَجُلٌ لِرَجُلٍ: اعْمَلْ لِي بَعْضَ هٰذِهِ الْأَعْمَالِ، لِعَمَلٍ يُسَمِّيهِ لَهُ. بِنِصْفِ ثَمَرِ حَائِطِي هٰذَا. فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ. إِنَّمَا اسْتَأْجَرَهُ بِشَيْءٍ مَعْرُوفٍ مَعْلُومٍ. قَدْ رَآهُ وَرَضِيَهُ. فَأَمَّا الْمُسَاقَاةُ، فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْحَائِطِ

معلوم نہیں کہ کتنی مزدوری پر اسے کام کرنا ہوگا۔ کیا معلوم وہ کم ہوگی یا زیادہ۔

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت اور مساقات میں کچھ مال یا درختوں کو اپنے ساتھی کے علاوہ مخصوص کر لینا مناسب نہیں ہے اور یہ اس لیے کہ اس میں وہ اجیر ہو جائے گا مثلاً کہے کہ میں اتنے کھجور کے درخت تمہیں مساقات کے لیے دیتا ہوں کہ پانی دو اور دیکھ بھال کرو یا میں تمہیں اتنا مال مضاربت کے لیے دیتا ہوں کہ میرے دس دینار پر بھی محنت کرو۔ یہ مضاربت کے خلاف ہے جو مناسب یا درست نہیں اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات کا یہ طریقہ ہے اور باغ والے کو محنت کش سے یہ شرط کرنا جائز ہے کہ باغ کی حد بندی، چشمے کی صفائی تھالوں کی دیکھ بھال، درختوں کی صفائی اور ان کی کاٹ چھانٹ اور کھجوریں اوپر سے توڑنا وغیرہ امور اور یہ اس پر ہے کہ عامل کے لیے آدھے یا کم و بیش پھل مقرر کر دے۔ رضامندی سے۔ ہاں عامل سے کسی نئے کام کی شرط نہیں کی جائے گی جیسے کنواں کھودنا، چشمہ جاری کرنا، نئے درخت لگانا اور جڑیں عامل لے کر آئے یا تالاب بنائے جس پر بہت خرچ ہوتا ہے یہ تو اسی طرح ہے جیسے باغ والا کسی آدمی سے کہے کہ میرے لیے یہاں ایک گھر بنا دو یا میرے لیے کنواں کھود دو یا میرے لیے چشمہ جاری کر دو یا میرے لیے محنت کرو تو میں تمہیں اس باغ کے آدھے پھل دوں گا اور پھل ابھی بہتری نہیں دکھا سکے کہ ان کی بیع حلال ہو جائے یہ پھلوں کی بیع صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہتری ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب پھل پک جائیں ان کی بہتری ظاہر اور بیع حلال ہو جائے پھر کوئی دوسرے سے کہے کہ میرے لیے ان کاموں میں سے بعض کام کرو تو اس باغ کے تمہیں نصف پھل ملیں گے اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اسے دستور کے مطابق اجرت بتا کر رکھا ہے اور اس نے رضامندی ظاہر کی ہے۔ مساقات میں اگر باغ میں پھل نہ

ثَمَرٌ، أَوْ أَقَلَّ ثَمَرُهُ أَوْ فَسَدَ. فَلَيْسَ لَهُ إِلَّا ذٰلِكَ. وَأَنَّ الْأَجِيرَ لَا يُسْتَأْجَرُ إِلَّا بِشَيْءٍ مُسَمًّى. لَا تَجُوزُ الْإِجَارَةُ إِلَّا بِذٰلِكَ. وَإِنَّمَا الْإِجَارَةُ بَيْعٌ مِنَ الْبُيُوعِ. إِنَّمَا يَشْتَرِي مِنْهُ عَمَلَهُ. وَلَا يَصْلُحُ ذٰلِكَ إِذَا دَخَلَهُ الْغَرَرُ. لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

قَالَ مَالِكٌ: السُّنَّةُ فِي الْمُسَاقَاةِ عِنْدَنَا أَنَّهَا تَكُونُ فِي أَصْلِ كُلِّ نَخْلٍ أَوْ كَرْمٍ أَوْ زَيْتُونٍ أَوْ رُمَّانٍ أَوْ فِرْسِكٍ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ. جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ عَلَى أَنَّ لِرَبِّ الْمَالِ نِصْفَ الثَّمَرِ مِنْ ذٰلِكَ. أَوْ ثُلُثَهُ أَوْ رُبُعَهُ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَقَلَّ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْمُسَاقَاةُ أَيْضًا تَجُوزُ فِي الزَّرْعِ إِذَا خَرَجَ وَاسْتَقَلَّ. فَعَجَزَ صَاحِبُهُ عَنْ سَقْيِهِ وَعَمَلِهِ وَعِلَاجِهِ. فَالْمُسَاقَاةُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا جَائِزَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا تَصْلُحُ الْمُسَاقَاةُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأُصُولِ مِمَّا تَحِلُّ فِيهِ الْمُسَاقَاةُ. إِذَا كَانَ فِيهِ ثَمَرٌ قَدْ طَابَ وَبَدَا صَلَاحُهُ وَحَلَّ بَيْعُهُ. وَإِنَّمَا يَنْبَغِي أَنْ يُسَاقَى مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ. وَإِنَّمَا مُسَاقَاةُ مَا حَلَّ بَيْعُهُ مِنَ الثِّمَارِ إِجَارَةٌ. لِأَنَّهُ إِنَّمَا سَاقَى صَاحِبَ الْأَصْلِ ثَمَرًا قَدْ بَدَا صَلَاحُهُ. عَلَى أَنْ يَكْفِيَهُ إِيَّاهُ وَيَجُدَّهُ لَهُ. بِمَنْزِلَةِ الدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ. يُعْطِيهِ إِيَّاهَا. وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِالْمُسَاقَاةِ. إِنَّمَا الْمُسَاقَاةُ مَا بَيْنَ أَنْ يَجُدَّ النَّخْلَ إِلَى أَنْ يَطِيبَ الثَّمَرُ وَيَحِلَّ بَيْعُهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ سَاقَى ثَمَرًا فِي أَصْلٍ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَيَحِلَّ بَيْعُهُ. فَتِلْكَ الْمُسَاقَاةُ بِعَيْنِهَا جَائِزَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَنْبَغِي أَنْ تُسَاقَى الْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ. وَذٰلِكَ أَنَّهُ يَحِلُّ لِصَاحِبِهَا كِرَاؤُهَا بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ. وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأَثْمَانِ الْمَعْلُومَةِ.

قَالَ: فَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي يُعْطِي أَرْضَهُ الْبَيْضَاءَ

پھل گھٹ جائیں یا خراب ہو جائیں تو اسے کچھ نہیں ملے گا جبکہ مزدور کو مقررہ اجرت ملے گی۔ اجارہ اسی طرح جائز ہے اور یہ بھی تجارتوں میں سے ایک تجارت ہے کہ کام کو خرید لیا جاتا ہے اور جب اس میں دھوکا شامل ہو جائے تو درست نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات میں ہمارے نزدیک یہ سنت ہے کہ اصل میں ہو جیسے کھجور، انگور، زیتون، انار، زرد آلو وغیرہ۔ ان چیزوں میں ہو تو جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں کہ رب المال کو آدھے، تہائی یا چوتھائی پھل ملیں گے یا کم و بیش۔

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات زراعت میں بھی جائز ہے جبکہ پھوٹ نکلی ہو اور کھیتی والا پانی دینے، کام کرنے اور نلائی وغیرہ سے عاجز ہو تو اس میں بھی مساقات جائز ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جن چیزوں میں مساقات حلال ہوتی ہے جب ان میں پھل لگ کر پک گئے ہوں اور ان کی بہتری ظاہر ہو گئی ہو اور بیع حلال ہو چکی ہو تو اب ان میں مساقات درست نہیں ہے چاہیے کہ اب اگلے سال کے لیے مساقات کریں۔ ان پھلوں کی مساقات جن میں بیع حلال ہو چکی اجارہ ہے اگر درختوں والا پھلوں کی مساقات کرے جبکہ پھلوں کی بہتری ظاہر ہو چکی تو اسے بغیر کسی کام کے جو دیا جائے گا وہ درہم و دینار کی طرح ہے اور یہ مساقات نہیں ہے مساقات تو پھلوں کے پکنے اور بیع حلال ہونے سے پہلے ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے پھلوں کی مساقات ان کی بہتری ظاہر ہونے اور بیع حلال ہونے سے پہلے کی تو یہ مساقات بالکل جائز ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ سفید زمین کو مساقات پر دینا درست نہیں ہے اور یہ اس لیے مالک کے لیے اسے کرائے پر دینا حلال ہے درہم و دینار کے بدلے یا دستور کے مطابق جیسے قیمت لی جاتی ہے

امام مالک نے فرمایا کہ جو اپنی خالی زمین کو تہائی یا چوتھائی

بِالثُّلُثِ أَوِ الرُّبُعِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا. فَذَلِكَ مِمَّا يَدْخُلُهُ الْغَرَرُ. لِأَنَّ الزَّرْعَ يَقِلُّ مَرَّةً وَيَكْثُرُ مَرَّةً وَرُبَّمَا هَلَكَ رَأْسًا. فَيَكُونُ صَاحِبُ الْأَرْضِ قَدْ تَرَكَ كِرَاءً مَعْلُومًا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يُكْرِيَ أَرْضَهُ بِهِ. وَأَخَذَ أَمْرًا غَرَرًا. لَا يَدْرِي أَيَتِمُّ أَمْ لَا؟ فَهَذَا مَكْرُوهٌ. وَإِنَّمَا ذَلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا لِسَفَرٍ مَعْلُومٍ. ثُمَّ قَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَ الْأَجِيرَ: هَلْ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ عُشْرَ مَا أَرْبَحُ فِي سَفَرِي هَذَا إِجَارَةً لَكَ؟ فَهَذَا لَا يَحِلُّ وَلَا يَنْبَغِي.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَنْبَغِي لِرَجُلٍ أَنْ يُؤَاجِرَ نَفْسَهُ وَلَا أَرْضَهُ وَلَا سَفِينَتَهُ إِلَّا بِشَيْءٍ مَعْلُومٍ لَا يَزُولُ إِلَى غَيْرِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا فَرَّقَ بَيْنَ الْمُسَاقَاةِ فِي النَّخْلِ وَالْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ، أَنَّ صَاحِبَ النَّخْلِ لَا يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَهَا حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ. وَصَاحِبُ الْأَرْضِ يُكْرِيهَا وَهِيَ أَرْضٌ بَيْضَاءُ لَا شَيْءَ فِيهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي النَّخْلِ أَيْضًا إِنَّهَا تُسَاقَى السِّنِينَ الثَّلَاثَ وَالْأَرْبَعَ وَأَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ وَأَكْثَرَ.

قَالَ: وَذَلِكَ الَّذِي سَمِعْتُ. وَكُلُّ شَيْءٍ مِثْلُ ذَلِكَ مِنَ الْأُصُولِ بِمَنْزِلَةِ النَّخْلِ. يَجُوزُ فِيهِ لِمَنْ سَاقَى مِنَ السِّنِينَ مِثْلُ مَا يَجُوزُ فِي النَّخْلِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُسَاقِي: إِنَّهُ لَا يَأْخُذُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِي سَاقَاهُ شَيْئًا مِنْ ذَهَبٍ وَلَا وَرِقٍ يَزْدَادُهُ. وَلَا طَعَامٍ وَلَا شَيْئًا مِنَ الْأَشْيَاءِ. لَا يَصْلُحُ ذَلِكَ. وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَأْخُذَ الْمُسَاقَى مِنْ رَبِّ الْحَائِطِ شَيْئًا يَزِيدُهُ إِيَّاهُ. مِنْ ذَهَبٍ وَلَا وَرِقٍ وَلَا طَعَامٍ وَلَا شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ. وَالزِّيَادَةُ فِيمَا بَيْنَهُمَا لَا تَصْلُحُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْمُقَارِضُ أَيْضًا بِهَذِهِ الْمَنْزِلَةِ لَا يَصْلُحُ. إِذَا دَخَلَتِ الزِّيَادَةُ فِي الْمُسَاقَاةِ أَوِ الْمُقَارَضَةِ صَارَتْ

وغیرہ حصے پر دے تو یہ دھوکا ہے کیونکہ فصل کبھی کم ہوتی ہے اور کبھی زیادہ اور کبھی سرے سے برباد ہو جاتی ہے تو زمین والے نے معلوم کرائے کو چھوڑ کر جو درست ہے اپنی زمین کو ایسے کرائے پر دیا ہے جس میں دھوکا ہے نہیں معلوم کہ بیل منڈھے چڑھے یا نہ چڑھے لہٰذا یہ مکروہ ہے۔ یہ تو اس آدمی کی طرح ہے جس نے اجرت بتا کر ایک آدمی کو سفر کا ساتھی بنایا پھر کہا کہ اس سفر میں مجھے جو نفع ہوگا تو دسواں حصہ تمہارے لیے بطور مزدوری ہوگا۔ یہ حلال نہیں اور مناسب بھی نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے آپ کو، اپنی زمین کو یا اپنی کشتی کو اجرت پر دے مگر مقررہ اجرت پر جس کا دوسرے پر انحصار نہ ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ کھجوروں کی مساقات اور خالی زمین میں یہ فرق ہے کہ کھجوروں والا اپنے پھلوں کو بیچ نہیں سکتا جب تک ان کی بہتری ظاہر نہ ہو جائے اور خالی زمین والا جو کرائے پر دے رہا ہے اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ کھجوروں کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ یہ تین چار سال یا کم و بیش کے لیے بھی مساقات کی جا سکتی ہے۔

فرمایا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ اس طرح کی جتنی اصلی چیزیں ہیں سب کھجور کے درختوں کی طرح ہیں ان میں بھی کھجور کے درختوں کی طرح کئی سال کے لیے مساقات پر دینا جائز ہے۔

امام مالک نے مساقات کے متعلق فرمایا کہ مالک عامل سے اس سونا چاندی وغیرہ سے زیادہ نہ لے جتنا کہ مقرر ہوا نہ اناج اور نہ کوئی دوسری چیز کیونکہ یہ درست نہیں ہے اور نہ عامل کے لیے مناسب ہے کہ وہ باغ والے سے مقرر کردہ رقم سے زیادہ لے خواہ وہ سونا، چاندی، اناج یا کوئی دوسری چیز ہو اضافہ خواہ کسی جانب سے ہو درست نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت بھی اسی کی طرح ہے جو درست نہیں یعنی جب مساقات یا مضاربت میں اضافہ داخل ہو جائے تو اجارہ

إِجَارَةً . وَمَا دَخَلَتْهُ الْإِجَارَةُ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ . وَلَا يَنْبَغِي أَنْ تَقَعَ الْإِجَارَةُ بِأَمْرٍ غَرَرٍ . لَا يَدْرِي أَيَكُونُ أَمْ لَا يَكُونُ . أَوْ يَقِلُّ أَوْ يَكْثُرُ .

ہو جائے گا اور اجارہ داخل ہو جائے تو درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ کیا معلوم ہو یا نہ ہو اور گھٹے یا بڑھے۔

قَالَ مَالِكٌ ، فِي الرَّجُلِ يُسَاقِي الرَّجُلَ الْأَرْضَ فِيهَا النَّخْلُ وَالْكَرْمُ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْأُصُولِ فَيَكُونُ فِيهَا الْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ .

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو زمین مساقات پر دی جس میں کھجور، انگور اور ان جیسی دوسری اصلی چیزیں ہیں پھر اس میں خالی زمین بھی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ : إِذَا كَانَ الْبَيَاضُ تَبَعًا لِلْأَصْلِ ، وَكَانَ الْأَصْلُ أَعْظَمَ ذَلِكَ أَوْ أَكْثَرَهُ . فَلَا بَأْسَ بِمُسَاقَاتِهِ ، وَذَلِكَ أَنْ يَكُونَ النَّخْلُ الثُّلُثَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ . وَيَكُونُ الْبَيَاضُ الثُّلُثَ أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ . وَذَلِكَ أَنَّ الْبَيَاضَ حِينَئِذٍ تَبَعٌ لِلْأَصْلِ . وَإِذَا كَانَتِ الْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ فِيهَا نَخْلٌ أَوْ كَرْمٌ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْأُصُولِ . فَكَانَ الْأَصْلُ الثُّلُثَ أَوْ أَقَلَّ . وَالْبَيَاضُ الثُّلُثَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ . جَازَ ، فِي ذَلِكَ ، الْكِرَاءُ وَحَرُمَتْ فِيهِ الْمُسَاقَاةُ . وَذَلِكَ أَنَّ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ أَنْ يُسَاقُوا الْأَصْلَ وَفِيهِ الْبَيَاضُ . وَتُكْرَى الْأَرْضُ وَفِيهَا الشَّيْءُ الْيَسِيرُ مِنَ الْأَصْلِ . أَوْ يُبَاعَ الْمُصْحَفُ أَوِ السَّيْفُ وَفِيهِمَا الْحِلْيَةُ مِنَ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ . أَوِ الْقِلَادَةُ أَوِ الْخَاتَمُ وَفِيهِمَا الْفُصُوصُ وَالذَّهَبُ بِالدَّنَانِيرِ . وَلَمْ تَزَلْ هَذِهِ الْبُيُوعُ جَائِزَةً يَتَبَايَعُهَا النَّاسُ وَيَبْتَاعُونَهَا . وَلَمْ يَأْتِ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ مَوْصُوفٌ مَوْقُوفٌ عَلَيْهِ . إِذَا هُوَ بَلَغَهُ كَانَ حَرَامًا . أَوْ قَصُرَ عَنْهُ كَانَ حَلَالًا . وَالْأَمْرُ فِي ذَلِكَ عِنْدَنَا الَّذِي عَمِلَ بِهِ النَّاسُ وَأَجَازُوهُ بَيْنَهُمْ ، إِنَّهُ إِذَا كَانَ الشَّيْءُ مِنْ ذَلِكَ الْوَرِقِ أَوِ الذَّهَبِ تَبَعًا لِمَا هُوَ فِيهِ ، جَازَ بَيْعُهُ . وَذَلِكَ أَنْ يَكُونَ النَّصْلُ أَوِ الْمُصْحَفُ أَوِ الْفُصُوصُ قِيمَتُهُ الثُّلُثَانِ أَوْ أَكْثَرُ . وَالْحِلْيَةُ قِيمَتُهَا الثُّلُثُ أَوْ أَقَلُّ .

امام مالک نے فرمایا کہ خالی زمین جب اصلی کے تابع ہو یعنی اصلی بہت زیادہ ہو تو مساقات میں مضائقہ نہیں اور وہ اس طرح کہ کھجور کے درخت دو تہائی یا اس سے بھی زیادہ ہوں اور خالی جگہ ایک تہائی یا اس سے بھی کم ہو اور یہ خالی جگہ یہاں اصلی کے تابع ہے اور جب خالی جگہ میں کھجور، انگور یا ان جیسی دوسری اصلی چیزیں ہوں اور اصلی زمین تہائی یا اس سے کم ہو اور خالی جگہ دو تہائی یا اس سے بھی زیادہ ہو تو ایسی زمین میں کرایہ جائز اور مساقات حرام ہے لوگوں کا دستور یہ ہے کہ اصلی زمین کو مساقات پر دیتے ہیں اور یہاں خالی ہے اور اس زمین کو کرایہ پر دیتے ہیں جس میں اصلی کم ہو مثلاً ایسے مصحف یا تلوار کو چاندی کے بدلے بیچتے ہیں جس میں چاندی لگی ہوئی ہو یا ایسے ہار اور انگوٹھی کو سونے کے بدلے بیچتے ہیں جس میں نگ یا دینار وں کا سونا ہو۔ یہ بیع ہمیشہ سے جائز ہے لوگ بیچتے اور خریدتے رہتے ہیں اور اس کی کوئی حد بندی نہیں کی گئی کہ اتنا ہو تو حرام اور اتنا ہو تو حلال اور اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جس پر لوگ عمل کرتے آئے اور ایک دوسرے کو اجازت دیتے آئے ہیں کہ جب چاندی یا سونا وغیرہ اس چیز کے تابع ہوں جس میں ہیں تو اس کی بیع جائز ہے اور یہ جبکہ اس تلوار مصحف یا انگوٹھی کی قیمت دو تہائی یا اس سے زیادہ ہو اور اس سونے چاندی کی قیمت تہائی یا اس سے کم ہو۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرَّقِيقِ فِي الْمُسَاقَاةِ

مساقات میں خدمت غلام کی شرط کرنا

۳ - قَالَ يَحْيَى ، قَالَ مَالِكٌ : إِنَّ أَحْسَنَ مَا سَمِعَ فِي عُمَّالِ الرَّقِيقِ فِي الْمُسَاقَاةِ ، يَشْتَرِطُهُمُ الْمُسَاقِي عَلَى صَاحِبِ الْأَصْلِ :

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات میں کام کرنے والے غلاموں کے متعلق میں نے خوب سنی کہ عامل اگر ان کی مالک سے شرط کرے تو

ازدیاد بذلك. لأنهم عمال المال. فهم بمنزلة المال، لا منفعة فيهم للداخل إلا أنه تخف عنه بهم المؤونة. وإن لم يكونوا في المال اشتدت مؤونته. وإنما ذلك بمنزلة المساقاة في العين والنضح. ولن تجد أحدا يساقي في أرضين سواء في الأصل والمنفعة. إحداهما بعين واثنة غزيرة. والأخرى بنضح على شيء واحد. لخفة مؤونة العين. وشدة مؤونة النضح. قال: وعلى ذلك الأمر عندنا.

قال: والواثنة. الثابت ماؤها. التي لا تغور ولا تنقطع.

قال مالك: وليس للمساقي أن يعمل بعمال المال في غيره. ولا أن يشترط ذلك على الذي ساقاه.

قال مالك: ولا يجوز للذي ساقى أن يشترط على رب المال رقيقا يعمل بهم في الحائط. ليسوا فيه حين ساقاه إياه.

قال مالك: ولا ينبغي لرب المال أن يشترط على الذي دخل في ماله بمساقاة، أن يأخذ من رقيق المال أحدا يخرجه من المال. وإنما مساقاة المال على حاله الذي هو عليه.

قال: فإن كان صاحب المال يريد أن يخرج من رقيق المال أحدا. فليخرجه قبل المساقاة. أو يريد أن يدخل فيه أحدا. فليفعل ذلك قبل المساقاة. ثم ليساق بعد ذلك إن شاء.

قال: ومن مات من الرقيق أو غاب أو مرض، فعلى رب المال أن يخلفه.

کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ عمالِ مال ہونے کی وجہ سے مال کی طرح ہیں اس میں عامل کا کوئی فائدہ نہیں ماسوائے محنت کی کمی کے۔ اگر وہ مال میں نہ ہوتے تو محنت ہی زیادہ ہوتی اور مساقات میں یہ چشمے سے سیراب کرنے اور دوسرے پانی لاکر سینچنے کی طرح ہے۔ دونوں طرح سے زمینوں کو سیراب کرنا اصل اور منافع میں برابر نہیں ایک چشمے سے چشم زدن میں سیراب کر دیتا ہے دوسرا مشک وغیرہ میں پانی لاتا ہے اس میں محنت کم اور اس میں زیادہ ہے۔ فرمایا کہ ہمارے نزدیک اسی کے مطابق حکم ہے۔

فرمایا: جاری چشمے کا پانی نہ جوش مار کر بہتا ہے اور نہ بند ہوتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ عامل کے لیے مناسب نہیں کہ عمال کو دوسرے کام میں لگائے یا یہ کہ اس کی مالک سے شرط کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ عامل کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ مالک سے ان غلاموں سے کام لینے کی شرط کرے جو مساقات کے وقت اس کام پر نہ تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ رب المال کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جو غلام مساقات کے وقت اس کے مال میں تھے ان میں سے کسی ایک کو مال سے نکالنے کی شرط کرے۔ مساقات کے وقت جو حال تھا وہی برقرار رہنا چاہیے۔

فرمایا اگر مال والا کسی ایک غلام کو مال سے نکالنا چاہے تو اسے مساقات سے پہلے نکال لینا چاہیے اور اگر کسی کو شامل کرنا چاہے تو اسے مساقات سے پہلے شامل کر لینا چاہیے اور اگر چاہے تو اس کے بعد مساقات کرے۔

فرمایا کہ اگر کوئی غلام مر جائے یا بھاگ جائے یا بیمار پڑ جائے تو یہ رب المال پر حق ہے کہ اس کی جگہ دوسرا دے۔ ف

ف۔ مولوی وحید الزمان خانصاحب حیدر آبادی نے کتاب المساقاۃ کی تینوں عبارتوں کے ترجمے میں بھی وہی کارگیری دکھائی ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے کتاب المکاتب اور کتاب القراض کے اندر کیا تھا موصوف کا معاملہ تو مدت ہوئی خدا کے سپرد ہے اب وہ جانیں اور ان کا پروردگار جانے لیکن اس طرزِ عمل سے موصوف نے اپنے متبعین کے لیے کوئی اچھی روش قائم نہیں کی حالانکہ
کہنے کو ان سے کہہ رہا ہوں حالِ دل مگر ڈر ہے کہ شانِ ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ

کتاب کراء الارض

بَابُ مَا جَاءَ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ

زمین کو کرائے پر دینے کے متعلق روایات

١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھیتی کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ حَنْظَلَةُ: فَسَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ بِالذَّهَبِ بِالْوَرِقِ؟ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

حنظلہ بن قیس نے حضرت رافع بن خدیج سے پوچھا کہ سونے چاندی کے بدلے؟ فرمایا کہ سونے چاندی کے بدلے مضائقہ نہیں۔

٢ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ.

سعید بن مسیب سے سونے چاندی کے بدلے زمین کرائے پر دینے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

٣ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ؟ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا، بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

سالم بن عبد اللہ بن عمر سے کرائے پر کھیتی دینے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ سونے چاندی کے بدلے کوئی قباحت نہیں ہے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَقُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ الْحَدِيثَ الَّذِي يُذْكَرُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ؟ فَقَالَ: أَكْثَرَ رَافِعٌ، وَلَوْ كَانَ لِي مَزْرَعَةٌ أَكْرَيْتُهَا.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا: کیا آپ کو حضرت رافع بن خدیج کی حدیث یاد نہیں؟ فرمایا کہ حضرت رافع نے ٹھیک کہا ہے اور اگر میرے پاس کھیتی ہوتی تو کرائے پر دے دیتا۔

٤ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَكَارَى أَرْضًا. فَلَمْ تَزَلْ فِي يَدَيْهِ بِكِرَاءٍ حَتَّى مَاتَ. قَالَ ابْنُهُ: فَمَا كُنْتُ أُرَاهَا إِلَّا لَنَا، مِنْ طُولِ مَا مَكَثَتْ فِي يَدَيْهِ. حَتَّى ذَكَرَهَا لَنَا عِنْدَ مَوْتِهِ. فَأَمَرَنَا بِقَضَاءِ شَيْءٍ حَتَّى كَانَ

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے ایک زمین کرائے پر لی تھی وہ وفات تک ان کے پاس رہی۔ ان کے ایک صاحبزادے نے فرمایا کہ اتنی مدت پاس رہنے کے باعث ہم اس زمین کو اپنی سمجھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بوقت وصال والد محترم نے اس کا ذکر فرمایا اور ہمیں سونے

عَلَيْهِ مِنْ كِرَائِهَا. ذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ.

یا چاندی کی صورت میں کرایہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

۵ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يُكْرِي أَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

عروہ بن زبیر سونے چاندی کے بدلے اپنی زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ أَكْرَى مَزْرَعَتَهُ بِمِائَةِ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ. أَوْ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنَ الْحِنْطَةِ أَوْ مِنْ غَيْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا؟ فَكَرِهَ ذَلِكَ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنی زمین کو سو صاع کھجور یا پیداوار سے گندم وغیرہ یا زمین سے پیدا نہ ہونے والی کسی چیز کے بدلے کرائے پر دے تو انہوں نے اسے ناپسند فرمایا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الشُّفْعَةِ

کتاب الشفعہ

بَابُ مَا تَقَعُ فِيهِ الشُّفْعَةُ

۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ. فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ بَيْنَهُمْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى ذٰلِكَ، السُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا عِنْدَنَا.

۲۔ قَالَ مَالِكٌ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الشُّفْعَةِ، هَلْ فِيهَا مِنْ سُنَّةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، الشُّفْعَةُ فِي الدُّورِ وَالْأَرَضِينَ. وَلَا تَكُونُ إِلَّا بَيْنَ الشُّرَكَاءِ.

۳۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ اشْتَرَى شِقْصًا مَعَ قَوْمٍ فِي أَرْضٍ بِحَيَوَانٍ، عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْعُرُوضِ. فَجَاءَ الشَّرِيكُ يَأْخُذُ بِشُفْعَتِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ. فَوَجَدَ الْعَبْدَ أَوِ الْوَلِيدَةَ قَدْ هَلَكَا. وَلَمْ يَعْلَمْ أَحَدٌ قَدْرَ قِيمَتِهِمَا. فَيَقُولُ الْمُشْتَرِي: قِيمَةُ الْعَبْدِ أَوِ الْوَلِيدَةِ مِائَةُ دِينَارٍ. وَيَقُولُ صَاحِبُ الشُّفْعَةِ الشَّرِيكُ: بَلْ قِيمَتُهُمَا خَمْسُونَ

جس میں شفعہ ہو سکتا ہے

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شفعہ اس چیز میں ہے جو شرکاء میں تقسیم نہ ہوئی ہو جب آپس میں حد بندی ہو جائے تو اب اس میں شفعہ نہیں ہے۔ رف

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ایسی سنت ہے جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب سے پوچھا گیا کہ شفعہ میں سنت کیا ہے؟ فرمایا ہاں شفعہ گھر اور زمین میں ہے اور حق نہیں مگر شریک کو۔

امام مالک کو سلیمان بن یسار سے یہی بات پہنچی۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مشترکہ زمین کا ایک قطعہ کسی جانور، غلام یا لونڈی وغیرہ کے بدلے خریدا۔ اس کے بعد شریک شفعہ کرنے آگیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ لونڈی یا غلام تو ہلاک ہو گیا اور کسی کو اس کی قیمت معلوم نہیں۔ مشتری کہتا ہے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت سو دینار تھی۔ شفعہ کرنے والا شریک کہتا ہے کہ اس کی قیمت پچاس دینار تھی۔

قَالَ مَالِكٌ: يَحْلِفُ الْمُشْتَرِي أَنَّ قِيمَةَ مَا اشْتَرَى بِهِ لَصَادِقٌ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَ صَاحِبُ الشُّفْعَةِ، أَخَذَ أَوْ يَتْرُكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ الشَّفِيعُ بِبَيِّنَةٍ، أَنَّ قِيمَةَ الْعَبْدِ أَوِ الْوَلِيدَةِ دُونَ مَا اشْتَرَى.

امام مالک نے فرمایا کہ مشتری سے قسم لی جائے گی کہ اس کی قیمت جتنے میں خریدا سودا سیا ہے پھر چاہے شفعہ کرنے والا لے یا چھوڑ دے مگر جبکہ شفیع گواہ پیش کر دے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت اس سے کم ہے جو مشتری نے بتائی۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ وَهَبَ شِقْصًا فِي دَارٍ، أَوْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ، فَأَثَابَهُ الْمَوْهُوبُ لَهُ بِهَا نَقْدًا أَوْ عَرْضًا فَإِنَّ الشُّرَكَاءَ يَأْخُذُونَهَا بِالشُّفْعَةِ إِنْ شَاؤُوا. وَيَدْفَعُونَ إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ قِيمَةَ مَثُوبَتِهِ. دَنَانِيرَ أَوْ دَرَاهِمَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے گھر کا ایک حصہ ہبہ کیا یا مشترک زمین کا۔ پس موہوب لہٗ سے اسے کچھ نقدی یا سامان ملا۔ شریک اگر چاہیں تو شفعہ کے ذریعے اسے لے لیں اور موہوب لہٗ کو درہم و دینار میں اس کی قیمت ادا کر دیں۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ وَهَبَ هِبَةً فِي دَارٍ أَوْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ. فَلَمْ يُثَبْ مِنْهَا. وَلَمْ يَطْلُبْهَا فَأَرَادَ شَرِيكُهُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِقِيمَتِهَا فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ مَا لَمْ يُثَبْ عَلَيْهَا. فَإِنْ أُثِيبَ، فَهُوَ لِلشَّفِيعِ بِقِيمَةِ الثَّوَابِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے گھر یا مشترکہ زمین ہبہ کی اس سے حاصل کچھ نہ ہوا اور نہ طلب کیا۔ شریک قیمت دے کر اسے لینا چاہے تو اسے یہ حق نہیں جبکہ اس پر حاصل کچھ نہیں ہوا۔ اگر کچھ حاصل کیا ہوتا تو شفیع کے لیے وہی قیمت ہوتی۔

قَالَ مَالِكٌ: فِي رَجُلٍ اشْتَرَى شِقْصًا فِي أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ بِثَمَنٍ إِلَى أَجَلٍ. فَأَرَادَ الشَّرِيكُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِالشُّفْعَةِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مشترکہ زمین کا ایک حصہ مدت مقرر کر کے خریدا شریک نے شفعہ کے ذریعے اسے لینے کا ارادہ کیا۔

قَالَ مَالِكٌ: إِنْ كَانَ مَلِيًّا، فَلَهُ الشُّفْعَةُ بِذٰلِكَ الثَّمَنِ إِلَى ذٰلِكَ الْأَجَلِ. وَإِنْ كَانَ مَخُوفًا أَنْ لَا يُؤَدِّيَ الثَّمَنَ إِلَى ذٰلِكَ الْأَجَلِ. فَإِذَا جَاءَهُمْ بِحَمِيلٍ مَلِيٍّ ثِقَةٍ مِثْلِ الَّذِي اشْتَرَى مِنْهُ الشِّقْصَ فِي الْأَرْضِ الْمُشْتَرَكَةِ، فَذٰلِكَ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مدت مقرر کر کے سودا ہوا ہے تو شفعہ کرنے والا وہی قیمت اتنی مدت بعد ادا کرے۔ اگر شفیع کے متعلق خوف ہو کہ مقررہ مدت پر قیمت ادا نہیں کرے گا تو کوئی ایسا معتبر ضامن لائے جو اس شخص کی طرح ہو جس نے مشترکہ زمین کا قطعہ خریدا ہے تو یہ حق دار ہو گا لینے کا۔

قَالَ مَالِكٌ: لَا تَقْطَعُ شُفْعَةَ الْغَائِبِ غَيْبَتُهُ. وَإِنْ طَالَتْ غَيْبَتُهُ. وَلَيْسَ لِذٰلِكَ عِنْدَنَا حَدٌّ تُقْطَعُ إِلَيْهِ الشُّفْعَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ شفیع اگر غائب ہو تو حق شفعہ ختم نہیں ہو گا خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے اور اس کی ہمارے نزدیک کوئی حد نہیں جس کے بعد شفعہ کا حق ختم ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يُوَرِّثُ الْأَرْضَ نَفَرًا مِنْ وَلَدِهِ. ثُمَّ يُولَدُ لِأَحَدِ النَّفَرِ. ثُمَّ يَهْلِكُ الْأَبُ. فَيَبِيعُ أَحَدُ وَلَدِ الْمَيِّتِ حَقَّهُ فِي تِلْكَ الْأَرْضِ. فَإِنَّ أَخَا الْبَائِعِ أَحَقُّ بِشُفْعَتِهِ مِنْ عُمُومَتِهِ، شُرَكَاءِ أَبِيهِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ترکہ میں اپنے بیٹوں کے لیے زمین چھوڑی پھر ایک بیٹے کے گھر لڑکے ہوئے ایک پوتے نے مرحوم باپ کی زمین سے اپنا حصہ فروخت کر دیا۔ بائع کا ہر بھائی اس کے ہر چچا کی نسبت شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الشُّفْعَةُ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ عَلَى قَدْرِ حِصَصِهِمْ. يَأْخُذُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ بِقَدْرِ نَصِيبِهِ. إِنْ كَانَ قَلِيلًا فَقَلِيلًا.

امام مالک نے فرمایا کہ شرکاء اپنے اپنے حصے کے مطابق شفعہ کر سکتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو اس کے حصے کے مطابق ملے گا

وَإِنْ كَانَ كَثِيرًا فَبِقَدْرِهِ. وَذٰلِكَ إِنْ تَخَاصَمُوا فِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا أَنْ يَشْتَرِيَ رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ مِنْ شُرَكَائِهِ حَقَّهُ. فَيَقُولُ أَحَدُ الشُّرَكَاءِ: أَنَا آخُذُ مِنَ الشُّفْعَةِ بِقَدْرِ حِصَّتِي. وَيَقُولُ الْمُشْتَرِي: إِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْخُذَ الشُّفْعَةَ كُلَّهَا أَسْلَمْتُهَا إِلَيْكَ. وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَدَعَ فَدَعْ. فَإِنَّ الْمُشْتَرِيَ إِذَا خَيَّرَهُ فِي هٰذَا وَأَسْلَمَهُ إِلَيْهِ. فَلَيْسَ لِلشَّفِيعِ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ الشُّفْعَةَ كُلَّهَا. أَوْ يُسْلِمَهَا إِلَيْهِ. فَإِنْ أَخَذَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا. وَإِلَّا فَلَا شَيْءَ لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْأَرْضَ فَيَعْمُرُهَا بِالْأَصْلِ يَضَعُهُ فِيهَا. أَوِ الْبِئْرِ يَحْفِرُهَا. ثُمَّ يَأْتِي رَجُلٌ فَيُدْرِكُ فِيهَا حَقًّا. فَيُرِيدُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِالشُّفْعَةِ: إِنَّهُ لَا شُفْعَةَ لَهُ فِيهَا إِلَّا أَنْ يُعْطِيَهُ قِيمَةَ مَا عَمَرَ. فَإِنْ أَعْطَاهُ قِيمَةَ مَا عَمَرَ. كَانَ أَحَقَّ بِالشُّفْعَةِ. وَإِلَّا فَلَا حَقَّ لَهُ فِيهَا.

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ بَاعَ حِصَّتَهُ مِنْ أَرْضٍ أَوْ دَارٍ مُشْتَرَكَةٍ. فَلَمَّا عَلِمَ أَنَّ صَاحِبَ الشُّفْعَةِ يَأْخُذُ بِالشُّفْعَةِ، اسْتَقَالَ الْمُشْتَرِيَ، فَأَقَالَهُ. قَالَ: لَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ. وَالشَّفِيعُ أَحَقُّ بِهَا بِالثَّمَنِ الَّذِي كَانَ بَاعَهَا بِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: مَنِ اشْتَرَى شِقْصًا فِي دَارٍ أَوْ أَرْضٍ. وَحَيَوَانًا وَعُرُوضًا فِي صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ. فَطَلَبَ الشَّفِيعُ شُفْعَتَهُ فِي الدَّارِ أَوِ الْأَرْضِ. فَقَالَ الْمُشْتَرِي: خُذْ مَا اشْتَرَيْتُ جَمِيعًا. فَإِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُهُ جَمِيعًا.

قَالَ مَالِكٌ: بَلْ يَأْخُذُ الشَّفِيعُ شُفْعَتَهُ فِي الدَّارِ أَوِ الْأَرْضِ. بِحِصَّتِهَا مِنْ ذٰلِكَ الثَّمَنِ. يُقَامُ كُلُّ شَيْءٍ اشْتَرَاهُ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى حِدَتِهِ. عَلَى الثَّمَنِ الَّذِي اشْتَرَاهُ بِهِ. ثُمَّ يَأْخُذُ الشَّفِيعُ شُفْعَتَهُ بِالَّذِي يُصِيبُهَا مِنَ الْقِيمَةِ مِنْ رَأْسِ الثَّمَنِ. وَلَا يَأْخُذُ مِنَ الْحَيَوَانِ وَالْعُرُوضِ شَيْئًا. إِلَّا أَنْ يَشَاءَ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ بَاعَ شِقْصًا مِنْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ. فَسَلَّمَ بَعْضُ مَنْ لَهُ فِيهَا الشُّفْعَةُ لِلْبَائِعِ. وَأَبَى بَعْضُهُمْ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ بِشُفْعَتِهِ: إِنَّ مَنْ أَبَى أَنْ يُسَلِّمَ يَأْخُذُ بِالشُّفْعَةِ

خواہ حصہ کم ہو یا زیادہ جبکہ وہ باہمی جھگڑیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ شرکاء میں سے اگر کوئی دوسرے شریک کا حق خرید ے تو ایک شریک کہے کہ میں تو شفعہ سے اپنا حصہ لیتا ہوں مشتری کہے کہ اگر تم سارا شفعہ لو تو میں تمہارے سپرد کر دوں گا ورنہ اسے بھی چھوڑ دو۔ مشتری نے جب اسے اختیار دے دیا اور اس پہ بات ڈال دی تو شفیع کے لیے کوئی راستہ نہیں مگر یہی کہ سارا شفعہ لے یا اسی کے سپرد کر دے۔ اگر وہ لے تو اس کا زیادہ حق دار ہے ورنہ اسے کچھ نہیں ملے گا۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے زمین خرید کر اسے آباد کیا یا اس میں کنواں کھودا۔ پھر ایک آدمی آ کر اس پہ اپنا حق جتائے اور اسے شفعہ کے ذریعے لینا چاہے۔ اس میں اسے شفعہ کا حق نہیں مگر یہ کہ آباد کرنے کی قیمت ادا کر دے اگر وہ قیمت ادا کر دے تو شفعہ کا اسے سب سے زیادہ حق ہوگا ورنہ اسے کوئی حق حاصل نہیں

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی زمین یا گھر سے اپنا حصہ فروخت کر دے جب اسے معلوم ہو کہ شفعہ کا حق دار شفعہ کے ذریعے لے جائے گا تو مشتری اقالہ کے لیے کہے اور وہ اقالہ کر دے۔ فرمایا کہ اسے یہ حق نہیں اور شفیع اس قیمت پر لینے کا زیادہ حق دار ہے جس پر وہ چیز بیچی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کسی گھر یا زمین کا ایک حصہ خریدا یا حیوان اور جانور بھی ایک ہی رسید میں۔ پس ایک شفیع نے اس گھر یا زمین وغیرہ سے اپنا حصہ طلب کیا۔ مشتری نے کہا کہ سارا مال لو کیونکہ میں نے ساری چیزیں خریدی ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ شفیع اپنا حصہ گھر اور زمین سے ملنے والی قیمت سے اس حصے کے مطابق جو ہر چیز کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگنے پر مجموعے سے اس کا حصہ آئے گا۔ شفیع اپنے اس حصے کے مطابق قیمت ادا کر کے اپنا حصہ لے گا اور جانور و اسباب سے لینا اس کے لیے ضروری نہیں۔ ہاں اگر اپنی خوشی سے لے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے مشترکہ زمین کا ایک حصہ فروخت کیا۔ تمام شفیعوں نے اپنا حق بائع کے سپرد کر دیا لیکن ایک شفیع اپنے حق سے دست بردار نہ ہوا۔ جس نے اپنا حق چھوڑنے سے انکار کیا وہ

كُلِّهَا. وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِقَدْرِ حَقِّهِ وَيَتْرُكَ مَا بَقِيَ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي نَفَرٍ شُرَكَاءَ فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ. فَبَاعَ أَحَدُهُمْ حِصَّتَهُ. وَشُرَكَاؤُهُ غُيَّبٌ كُلُّهُمْ إِلَّا رَجُلًا. فَعُرِضَ عَلَى الْحَاضِرِ أَنْ يَأْخُذَ بِالشُّفْعَةِ أَوْ يَتْرُكَ. فَقَالَ: أَنَا آخُذُ بِحِصَّتِي وَأَتْرُكُ حِصَصَ شُرَكَائِي حَتَّى يَقْدَمُوا. فَإِنْ أَخَذُوا فَذَلِكَ. وَإِنْ تَرَكُوا أَخَذْتُ جَمِيعَ الشُّفْعَةِ.

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ لَهُ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ ذَلِكَ كُلَّهُ أَوْ يَتْرُكَ. فَإِنْ جَاءَ شُرَكَاؤُهُ، أَخَذُوا مِنْهُ أَوْ تَرَكُوا إِنْ شَاءُوا. فَإِذَا عُرِضَ هَذَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَقْبَلْهُ، فَلَا أَرَى لَهُ شُفْعَةً.

سارا شفعہ لے یا دے دے یہ حق نہیں ہے کہ اپنے حصے کے مطابق لے اور باقی چھوڑ دے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ایک گھر میں کئی آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے اپنا حصہ فروخت کر دیا جبکہ اس کے تمام شرکاء موجود نہ تھے۔ سوائے ایک کے حاضر سے کہا گیا کہ شفعہ لے لو یا چھوڑ دو۔ اس نے کہا کہ میں اپنا حصہ لیتا ہوں اور دوسرے حصے چھوڑتا ہوں یہاں تک کہ وہ آجائیں اگر وہ لیں تو فبہا اور اگر وہ چھوڑیں تو سارا شفعہ میں لوں گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسے حق نہیں مگر یہ کہ ساری چیز کو لے یا چھوڑ دے۔ جب شرکاء آئے انہوں نے لیا یا چھوڑ دیا ان کی مرضی۔ لیکن جب اس پر یہ بات پیش ہوئی تو اس نے قبول نہیں کی تھی۔ لہٰذا اسے شفعہ کا حق نہیں رہا۔

بَابُ مَا لَا تَقَعُ فِيهِ الشُّفْعَةُ

جن چیزوں میں شفعہ نہیں ہو سکتا

۴- قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ؛ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ: إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فِي الْأَرْضِ فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا. وَلَا شُفْعَةَ فِي بِئْرٍ وَلَا فِي فَحْلِ النَّخْلِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى هَذَا، الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا شُفْعَةَ فِي طَرِيقٍ صَلُحَ الْقَسْمُ فِيهَا أَوْ لَمْ يَصْلُحْ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا شُفْعَةَ فِي عَرْصَةِ دَارٍ صَلُحَ الْقَسْمُ فِيهَا أَوْ لَمْ يَصْلُحْ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي رَجُلٍ اشْتَرَى شِقْصًا مِنْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ. عَلَى أَنَّهُ فِيهَا بِالْخِيَارِ. فَأَرَادَ شُرَكَاءُ الْبَائِعِ أَنْ يَأْخُذُوا مَا بَاعَ شَرِيكُهُمْ بِالشُّفْعَةِ. قَبْلَ أَنْ يَخْتَارَ الْمُشْتَرِي: إِنَّ ذَلِكَ لَا يَكُونُ لَهُمْ حَتَّى يَأْخُذَ الْمُشْتَرِي وَيَثْبُتَ لَهُ الْبَيْعُ. فَإِذَا وَجَبَ لَهُ الْبَيْعُ، فَلَهُمُ الشُّفْعَةُ.

وَقَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي أَرْضًا فَتَمْكُثُ فِي يَدَيْهِ حِينًا. ثُمَّ يَأْتِي رَجُلٌ فَيُدْرِكُ فِيهَا حَقًّا بِمِيرَاثٍ: إِنَّ لَهُ الشُّفْعَةَ إِنْ ثَبَتَ حَقُّهُ. وَإِنَّ مَا أَغَلَّتِ الْأَرْضُ

ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ زمین کی جب حد بندی ہو جائے تو اس میں شفعہ نہیں ہوتا نیز کنوئیں اور نہ کھجور کے درخت میں شفعہ نہیں ہوتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ راستے میں شفعہ نہیں ہے خواہ اس کی تقسیم درست ہو یا درست نہ ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ مکان کے صحن میں شفعہ نہیں ہے خواہ وہ قابل تقسیم ہو یا نہ ہو۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مشترکہ زمین کا ایک حصہ خریدا اس شرط پر کہ اسے اختیار ہوگا۔ جو اس نے بیچی اس کے شرکاء نے اسے شفعہ کے ذریعے لینا چاہا۔ اس سے پہلے کہ مشتری کو اختیار حاصل ہو۔ یہ انہیں حق نہیں یہاں تک کہ مشتری وصول کر لے اور اس کے لیے بیع ثابت ہو جائے جب اس کے لیے بیع واجب ہو گئی۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے زمین خریدی اور وہ مدتوں اس کے قبضے میں رہی پھر ایک شخص نے آکر اس میں اپنا میراث کا حق بتایا تو اسے شفعہ کا حق ہوگا جبکہ وہ اپنا حق ثابت کر دے اور زمین سے

مِنْ غَلَّةٍ فَهِيَ لِلْمُشْتَرِي الْأَوَّلِ إِلَى يَوْمِ يَثْبُتُ حَقُّ الْآخَرِ لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ ضَمِنَهَا لَوْ هَلَكَ مَا كَانَ فِيهَا مِنْ غِرَاسٍ أَوْ ذَهَبَ بِهِ سَيْلٌ.

قَالَ: فَإِنْ طَالَ الزَّمَانُ أَوْ هَلَكَ الشُّهُودُ، أَوْ مَاتَ الْبَائِعُ أَوِ الْمُشْتَرِي، أَوْ هُمَا حَيَّانِ، فَنُسِيَ أَصْلُ الْبَيْعِ وَالِاشْتِرَاءِ لِطُولِ الزَّمَانِ، فَإِنَّ الشُّفْعَةَ تَنْقَطِعُ. وَيَأْخُذُ حَقَّهُ الَّذِي ثَبَتَ لَهُ. وَإِنْ كَانَ أَمْرُهُ عَلَى غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ فِي حَدَاثَةِ الْعَهْدِ وَقُرْبِهِ، وَأَنَّهُ يَرَى أَنَّ الْبَائِعَ غَيَّبَ الثَّمَنَ وَأَخْفَاهُ لِيَقْطَعَ بِذَلِكَ حَقَّ صَاحِبِ الشُّفْعَةِ، قُوِّمَتِ الْأَرْضُ عَلَى قَدْرِ مَا يُرَى أَنَّهُ ثَمَنُهَا. فَيَصِيرُ ثَمَنُهَا إِلَى ذَلِكَ. ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى مَا زَادَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بِنَاءٍ أَوْ غِرَاسٍ أَوْ عِمَارَةٍ. فَيَكُونُ عَلَى مَا يَكُونُ عَلَيْهِ مَنِ ابْتَاعَ الْأَرْضَ بِثَمَنٍ مَعْلُومٍ. ثُمَّ بَنَى فِيهَا وَغَرَسَ ثُمَّ أَخَذَهَا صَاحِبُ الشُّفْعَةِ بَعْدَ ذَلِكَ.

جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ مشتری کا ہوگا اس وقت تک جبکہ دوسرے کا حق ثابت ہو کیونکہ وہ اس کا ضامن تھا جبکہ وہ ہلاک ہو جاتی یا وہاں سے سیلاب جاتا۔

فرمایا اگر مدت زیادہ گزر گئی یا گواہ مر گئے یا بائع اور مشتری فوت ہو گئے اور یا دونوں زندہ ہیں لیکن مدت دراز کے باعث اصل خرید و فروخت کو بھول گئے تو شفعہ ختم ہوگیا اور اپنا حق وہی لے گا جو ثابت کر دے۔ اگر زمانے کے قرب و بعد کے علاوہ وجہ کچھ اور ہو اور دیکھے کہ بائع نے جان بوجھ کر بیع کو چھپایا ہے تاکہ شفعہ کا حق ختم ہو جائے تو دریں حالات زمین کی قیمت لگائی جائے گی کہ کہاں تک پہنچتی ہے پھر دیکھا جائے گا کہ اس کے علاوہ زمین پر کیا ہے یعنی بنیاد درخت اور عمارت۔ یہ مناسب قیمت کے مطابق اسی کا ہوگا جس نے خریدی پھر عمارت بنائی اور درخت لگائے۔ اس کے بعد یہ صاحب شفعہ اسے لے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالشُّفْعَةُ ثَابِتَةٌ فِي مَالِ الْمَيِّتِ كَمَا هِيَ فِي مَالِ الْحَيِّ. فَإِنْ خَشِيَ أَهْلُ الْمَيِّتِ أَنْ يَنْكَسِرَ مَالُ الْمَيِّتِ، قَسَمُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ. فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ فِيهِ شُفْعَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ شفعہ میت کے مال میں بھی اسی طرح ہے جیسے زندہ کے مال میں۔ اگر میت والے اس بات سے ڈریں کہ تقسیم کرنے اور بیچنے سے میت کا مال بکھر جائے گا تو اس میں ان پر شفعہ نہیں

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا شُفْعَةَ عِنْدَنَا فِي عَبْدٍ وَلَا وَلِيدَةٍ وَلَا بَعِيرٍ وَلَا بَقَرَةٍ وَلَا شَاةٍ وَلَا فِي شَيْءٍ مِنَ الْحَيَوَانِ. وَلَا فِي ثَوْبٍ وَلَا فِي بِئْرٍ لَيْسَ لَهَا بَيَاضٌ. إِنَّمَا الشُّفْعَةُ فِيمَا يَصْلُحُ أَنَّهُ يَنْقَسِمُ وَتَقَعُ فِيهِ الْحُدُودُ مِنَ الْأَرْضِ. فَأَمَّا مَا لَا يَصْلُحُ فِيهِ الْقَسْمُ فَلَا شُفْعَةَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک غلام، لونڈی، کنواں گائے، بکری اور کسی بھی جانور اور کپڑے اور اس کنوئیں میں جس کی متعلقہ زمین نہ ہو شفعہ نہیں ہے۔ شفعہ تو اس چیز میں درست ہے جو تقسیم ہو سکے اور جس کی زمین میں حد بندی کی جاتی ہو۔ پس جس چیز کو تقسیم نہ کیا جا سکے اس میں شفعہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنِ اشْتَرَى أَرْضًا فِيهَا شُفْعَةٌ لِنَاسٍ حُضُورٍ، فَلْيَرْفَعْهُمْ إِلَى السُّلْطَانِ. فَإِمَّا أَنْ يَسْتَحِقُّوا وَإِمَّا أَنْ يُسَلِّمَ لَهُ السُّلْطَانُ. فَإِنْ تَرَكَهُمْ فَلَمْ يَرْفَعْ أَمْرَهُمْ إِلَى السُّلْطَانِ، وَقَدْ عَلِمُوا بِاشْتِرَائِهِ. فَتَرَكُوا ذَلِكَ حَتَّى طَالَ زَمَانُهُ. ثُمَّ جَاءُوا يَطْلُبُونَ شُفْعَتَهُمْ. فَلَا أَرَى ذَلِكَ

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ایسی زمین خریدی جس میں لوگوں کو شفعہ کا حق حاصل ہے تو وہ انہیں حاکم وقت کے پاس لے جائے تو حاکم وقت انہیں مستحق بنا دے گا یا ان سے چھڑا دے گا اگر انہوں نے چھوڑے رکھا اور حاکم وقت تک اس بات کو نہیں لے گئے حالانکہ انہیں خرید و فروخت کا علم تھا لیکن پھر بھی مدتوں اس بات کو چھوڑے رکھا پھر آکر اپنا حق شفعہ طلب کرنے لگے تو اب اس میں ان کے لیے کچھ نہیں ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْأَقْضِيَةِ

کتاب الاقضیہ

بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الْقَضَاءِ بِالْحَقِّ

حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کی ترغیب

۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ. وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ. فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ. فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ. فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْهُ شَيْئًا. فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ»

زینب بنت ابو سلمہ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں بھی بشر ہوں تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک تم میں سے اپنی دلیل کو دوسرے سے بہتر بیان کرے پس میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس جس کے لیے میں نے اس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کیا تو اسے مطلقاً وہ چیز نہیں لینی چاہیے کیونکہ میں اسے آگ کی آنگار دے رہا ہوں۔ ف

ف۔ الوہیت کے بعد منصب نبوت ہی تمام مناصب سے بلند و بالا ہے۔ جملہ مناصب ور بنی کے غلام ہیں اور ہر عالی منصب کے لیے نبی کی تعظیم و تکریم فرض عین و جزو ایمان ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے کہ جس نبی کا وہ کلمہ پڑھتے اور جس کے امتی ہونے کا دم بھرتے ہیں اسی کی توہین و تنقیص میں ایک خاص لذت محسوس کرتے ہیں اس سراسر خلافِ دین و دیانت فعل کو اپنا محبوب ترین مشغلہ بنا کر اس میں انہوں نے اس درجہ ترقی کی ہے کہ منکرین منصب نبوت کے سابقہ سارے ریکارڈ توڑ کر پھینک دیئے ہیں ان مہربانوں نے عبداللہ بن ابی بن سلول اور ذوالخویصرہ والی روش کو دین کی بہت بڑی خدمت سمجھا ہوا ہے اور مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے کہ وہ دنیا میں توحید کا علم بلند کر رہے ہیں۔

جب وہ حضرات اپنے مخصوص زاویۂ نظر سے اس حدیث کو دیکھتے ہیں تو کہہ اٹھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب دیا ہوتا تو آپ ایسا کیوں فرماتے؟ اگر ان مہربانوں کی نظر اور آگے پہنچ جائے اور کہنے لگیں کہ خدا کو اگر سارے انسانوں کا علم ہوتا اور سب کے جملہ افعال اس کی نظر میں ہوتے تو کراماً کاتبین کا نظام کیوں قائم کرتا؟ ہر انسان کے کندھوں پر دو فرشتوں کو کیوں

٢۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ وَيَهُودِيٌّ. فَرَأَى عُمَرُ أَنَّ الْحَقَّ لِلْيَهُودِيِّ فَقَضَى لَهُ. فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ: وَاللّٰهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ. فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدِّرَّةِ. ثُمَّ قَالَ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ: إِنَّا نَجِدُ أَنَّهُ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِي بِالْحَقِّ، إِلَّا كَانَ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ. يُسَدِّدَانِهِ وَيُوَفِّقَانِهِ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ. فَإِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مسلمان اور ایک یہودی جھگڑا لے کر آئے حضرت عمر نے حق یہودی کی طرف دیکھ کر فیصلہ کر دیا۔ یہودی نے ان سے کہا کہ خدا کی قسم آپ نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ حضرت عمر نے اسے درہ مار کر فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ یہودی نے ان سے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں جو حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے دائیں اور ایک بائیں ہوتا ہے جو اس کی مدد کرتا اور اسے حق پر قائم رکھتا ہے جب تک وہ حق پر رہے جب وہ حق کو چھوڑ دے تو وہ اسے چھوڑ کر اوپر چلے جاتے ہیں۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ

بٹھاتا بلکہ قیامت میں بعض انسانوں کے منہ پر مہر لگا کر ان کے ہاتھوں اور پیروں سے گواہی لینے کے لیے کیوں فرماتا اگر یہاں تک پہنچ جاتے اپنے اجتہاد کے گھوڑے کو اس میدان میں بھی دوڑاتے تو اس مادر پدر آزادی کے دور میں کون ان کی زبان پکڑ سکتا تھا۔ اسلام کی جڑوں کو پوری جرأت کے ساتھ یوں دن دیہاڑے کھودنے پر کون انہیں پکڑ سکتا تھا؟

ہائے اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے افسوس تو جن کا چاند تھا وہ ہالے نہ رہے

دوستو! اسلام کا ایک اپنا قانونی اور عدالتی نظام ہے جس کے مطابق حاکم کو فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور وہ فریقین کے بیانات کی روشنی میں کیا جاتا ہے اس کے بارے میں حاکم یا قاضی کے ذاتی علم کو کسی پلڑے میں نہیں ڈالا گیا۔ اگر ایسا کیا جاتا یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اپنی زندگی میں ایک فیصلہ بھی شرعی تقاضوں کو نظر انداز کر کے صرف اپنے ذاتی علم کی بنا پر کر دیتے تو بعد میں آنے والے قاضی اور حاکم جس مقدمے میں چاہتے تو اپنے ذاتی علم کا بہانہ بنا کر تمام شرعی تقاضوں کو توڑ دیتے اور ان کا اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کر لیا کرتے اس سے حاکموں اور قاضیوں کو ایسا فتنہ کھڑا کرنے کا موقع مل جاتا کہ سعیٔ بسیار کے باوجود قیامت تک اس کا دروازہ بند نہ کیا جا سکتا۔

بایں وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی فیصلہ اپنے ذاتی علم کی بنا پر نہیں کرتے تھے بلکہ شریعت مطہرہ کی رو سے جو قانونی تقاضے پورے کر دیتا اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا جاتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ جیتنے والے نے غلط بیانی یا چرب زبانی سے شرعی تقاضے پورے کیے ہوں جبکہ فریق ثانی حق پر ہونے کے باوجود کم گوئی یا کم عقلی سے اپنے حق کو ثابت کرنے سے قاصر رہ گیا ہو تو مقدمہ جیت جانے والے کے لیے جو چیز حلال نہ تھی وہ مقدمہ جیتنے سے حلال نہیں ہو جائے گی بلکہ وہ بدستور اس کے لیے حرام ہی رہے گی اور اسے جہنم کا ٹکڑا سمجھنا چاہیے کہ اس نے اس طرح جو کچھ حاصل کیا وہ جہنم کا ایک ٹکڑا حاصل کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں یہ بات ذہنوں میں بٹھا رہے ہیں کہ ہمیشہ اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور جو چیز تمہارا حق نہیں ہے اگر اسے حاصل کرو گے تو گویا تم اپنے لیے جہنم کا ٹکڑا خریدو گے۔ رہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش ہونے والے جھگڑوں کا ذاتی طور پر علم تھا یا نہ تھا یہ بات یہاں سرے سے زیر بحث ہی نہیں ہے بلکہ مقصود صرف اس حقیقت کا ذہن نشین کروانا ہے جو مذکور ہوئی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب۲ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَاتِ

۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ؟ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا. أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا".

گواہی کے متعلق روایات

ابو عمرہ انصاری نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اچھے گواہ نہ بتاؤں۔ اچھے گواہ وہ ہیں جو پوچھنے سے پہلے گواہی دیں یا پوچھنے سے پہلے اپنی گواہی کے متعلق بتا دیں۔

۴- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ. فَقَالَ: لَقَدْ جِئْتُكَ لِأَمْرٍ مَا لَهُ رَأْسٌ وَلَا ذَنَبٌ. فَقَالَ عُمَرُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: شَهَادَاتُ الزُّورِ. ظَهَرَتْ بِأَرْضِنَا. فَقَالَ عُمَرُ: أَوَ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ. فَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ لَا يُؤْسَرُ رَجُلٌ فِي الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعُدُولِ.

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَصْمٍ وَلَا ظَنِينٍ.

ربیعہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عراق کا ایک آدمی آیا اور وہ عرض گزار ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں ایسی بات لایا ہوں جس کا سر پیر کوئی نہیں حضرت عمر نے فرمایا وہ کیا ہے؟ کہا کہ جھوٹی گواہی کا ہمارے علاقے میں ظہور ہو گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کیا واقعی یہ ہو گیا؟ جواب دیا ہاں حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم اب تو معتبر گواہوں کے بغیر

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر نے فرمایا۔ دشمن اور متہم کی گواہی جائز ہے انہوں نے فرمایا ہاں جبکہ اس کی سچی توبہ ظاہر ہو گئی ہو۔

باب۳ الْقَضَاءُ فِي شَهَادَةِ الْمَحْدُودِ

قَالَ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَغَيْرِهِ أَنَّهُمْ سُئِلُوا. عَنْ رَجُلٍ جُلِدَ الْحَدَّ. أَتَجُوزُ شَهَادَتُهُ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ. إِذَا ظَهَرَتْ مِنْهُ التَّوْبَةُ.

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُسْأَلُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا. وَذٰلِكَ لِقَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ. إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ.

قَالَ مَالِكٌ: فَالْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ الَّذِي يُجْلَدُ الْحَدَّ ثُمَّ تَابَ وَأَصْلَحَ. تَجُوزُ شَهَادَتُهُ.

حد قذف والے کی گواہی

سلیمان بن یسار وغیرہ سے پوچھا گیا کہ جس پر حد جاری ہوئی ہو کیا اس کی گواہی جائز ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں جبکہ اس کی سچی توبہ ظاہر ہو گئی ہو۔

امام مالک نے سنا کہ ابن شہاب سے یہی بات پوچھی گئی تو انہوں نے سلیمان بن یسار کے مطابق فرمایا۔

امام مالک نے فرمایا۔ ہمارے نزدیک حکم یہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہی فاسق ہیں۔ مگر جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے" (۲۴: ۴، ۵)

امام مالک نے فرمایا کہ جس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں یہ ہے کہ جس پر حد قائم ہوئی پھر اس نے توبہ کر کے اصلاح کر لی تو

وَهُوَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

اس کی گواہی درست ہے اور میں نے اس سلسلے میں جو سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ

گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کرنا

۵ - قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

امام محمد جعفر نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ فرمایا۔

۶ - وَعَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ عَامِلٌ عَلَى الْكُوفَةِ: إِنِ اقْضِ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

حضرت عمر بن عبد العزیز نے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن خطاب کے لیے لکھا جو کوفہ کے عامل تھے کہ گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا کرو۔

۷ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا: هَلْ يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ؟ فَقَالَا: نَعَمْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور سلیمان بن یسار سے پوچھا گیا کہ کیا گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا جائے؟ دونوں نے فرمایا ہاں۔

قَالَ مَالِكٌ: مَضَتِ السُّنَّةُ فِي الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ. يَحْلِفُ صَاحِبُ الْحَقِّ مَعَ شَاهِدِهِ، وَيَسْتَحِقُّ حَقَّهُ. فَإِنْ نَكَلَ وَأَبَى أَنْ يَحْلِفَ، أُحْلِفَ الْمَطْلُوبُ. فَإِنْ حَلَفَ سَقَطَ عَنْهُ ذٰلِكَ الْحَقُّ. وَإِنْ أَبَى أَنْ يَحْلِفَ ثَبَتَ عَلَيْهِ الْحَقُّ لِصَاحِبِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کرنا ایسی سنت ہے جو شروع سے چلی آرہی ہے کہ ایک گواہ کے ساتھ مدعی قسم کھا کر اپنے دعوے کو ثابت کرے۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعا علیہ قسم کھائے گا اگر وہ قسم کھا گیا تو حق اس کے اوپر سے ساقط ہو جائے گا اور اگر انکار کرے تو مدعی کا دعویٰ اس

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا يَكُونُ ذٰلِكَ فِي الْأَمْوَالِ خَاصَّةً. وَلَا يَقَعُ ذٰلِكَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْحُدُودِ. وَلَا فِي نِكَاحٍ وَلَا فِي طَلَاقٍ. وَلَا فِي عَتَاقَةٍ وَلَا فِي سَرِقَةٍ. وَلَا فِي فِرْيَةٍ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: فَإِنَّ الْعَتَاقَةَ مِنَ الْأَمْوَالِ، فَقَدْ أَخْطَأَ. لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى مَا قَالَ. وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى مَا قَالَ، لَحَلَفَ الْعَبْدُ مَعَ شَاهِدِهِ، إِذَا جَاءَ بِشَاهِدٍ، أَنَّ سَيِّدَهُ أَعْتَقَهُ. وَأَنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَاءَ بِشَاهِدٍ عَلَى مَالٍ مِنَ الْأَمْوَالِ ادَّعَاهُ، حَلَفَ مَعَ شَاهِدِهِ، وَاسْتَحَقَّ حَقَّهُ كَمَا يَحْلِفُ الْحُرُّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم صرف مال کے دعووں سے تعلق رکھتا ہے اور یہ حدود، نکاح، طلاق، عتاق، سرقہ اور قذف میں واقع نہیں ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ عتاق تو اموال سے ہے تو اس کا یہ کہنا غلط ہوگا کیونکہ پھر تو غلام ایک گواہ پیش کر کے قسم کھا جائے کہ آقا نے اسے آزاد کیا ہے اور اس دعویٰ مال کے مطابق غلام جب ایک گواہ لا کر قسم کھا گیا تو آزاد آدمی کی طرح اس کا حق بھی ثابت ہو جانا چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَاءَ بِشَاهِدٍ عَلَى عَتَاقَتِهِ اسْتُحْلِفَ سَيِّدُهُ مَا أَعْتَقَهُ، وَبَطَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب اپنی آزادی ثابت کرنے کے لیے ایک گواہ لائے کہ آقا نے اسے آزاد کیا ہے تو اس کا یہ دعوے باطل ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَكَذٰلِكَ السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَيْضًا فِي الطَّلَاقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی سنت ہمارے نزدیک طلاق میں

إِذَا جَاءَتِ الْمَرْأَةُ بِشَاهِدٍ أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا، أُحْلِفَ زَوْجُهَا مَا طَلَّقَهَا. فَإِذَا حَلَفَ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ.

قَالَ مَالِكٌ: فَسُنَّةُ الطَّلَاقِ وَالْعَتَاقَةِ فِي الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ وَاحِدَةٌ. إِنَّمَا يَكُونُ الْيَمِينُ عَلَى زَوْجِ الْمَرْأَةِ. وَعَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ. وَإِنَّمَا الْعَتَاقَةُ حَدٌّ مِنَ الْحُدُودِ لَا تَجُوزُ فِيهَا شَهَادَةُ النِّسَاءِ. لِأَنَّهُ إِذَا عَتَقَ الْعَبْدُ ثَبَتَتْ حُرْمَتُهُ. وَوَقَعَتْ لَهُ الْحُدُودُ. وَوَقَعَتْ عَلَيْهِ. وَإِنْ زَنَى وَقَدْ أُحْصِنَ رُجِمَ. وَإِنْ قَتَلَ الْعَبْدُ قُتِلَ بِهِ. وَثَبَتَ لَهُ الْمِيرَاثُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَنْ يُوَارِثُهُ. فَإِنِ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فَقَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عَبْدَهُ. وَجَاءَ رَجُلٌ يَطْلُبُ سَيِّدَ الْعَبْدِ بِدَيْنٍ لَهُ عَلَيْهِ. فَشَهِدَ لَهُ، عَلَى حَقِّهِ ذَلِكَ، رَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ. فَإِنَّ ذَلِكَ يُثْبِتُ الْحَقَّ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ حَتَّى تُرَدَّ بِهِ عَتَاقَتُهُ. إِذَا لَمْ يَكُنْ لِسَيِّدِ الْعَبْدِ مَالٌ غَيْرُ الْعَبْدِ. يُرِيدُ أَنْ يُجِيزَ بِذَلِكَ شَهَادَةَ النِّسَاءِ فِي الْعَتَاقَةِ. فَإِنَّ ذَلِكَ لَيْسَ عَلَى مَا قَالَ. وَإِنَّمَا مَثَلُ ذَلِكَ، الرَّجُلُ يَعْتِقُ عَبْدَهُ. ثُمَّ يَأْتِي طَالِبُ الْحَقِّ عَلَى سَيِّدِهِ بِشَاهِدٍ وَاحِدٍ. فَيَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِهِ. ثُمَّ يَسْتَحِقُّ حَقَّهُ. وَتُرَدُّ بِذَلِكَ عَتَاقَةُ الْعَبْدِ. أَوْ يَأْتِي الرَّجُلُ قَدْ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَيِّدِ الْعَبْدِ مُخَالَطَةٌ وَمُلَابَسَةٌ. فَيَزْعُمُ أَنَّ لَهُ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ مَالًا. فَيُقَالُ لِسَيِّدِ الْعَبْدِ: احْلِفْ مَا عَلَيْكَ مَا ادَّعَى. فَإِنْ نَكَلَ وَأَبَى أَنْ يَحْلِفَ، حُلِّفَ صَاحِبُ الْحَقِّ، وَثَبَتَ حَقُّهُ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ. فَيَكُونُ ذَلِكَ يَرُدُّ عَتَاقَةَ الْعَبْدِ. إِذَا ثَبَتَ الْمَالُ عَلَى سَيِّدِهِ.

قَالَ: وَكَذَلِكَ أَيْضًا الرَّجُلُ يَنْكِحُ الْأَمَةَ. فَتَكُونُ امْرَأَتَهُ. فَيَأْتِي سَيِّدُ الْأَمَةِ إِلَى الرَّجُلِ الَّذِي تَزَوَّجَهَا فَيَقُولُ: ابْتَعْتَ مِنِّي جَارِيَتِي فُلَانَةَ. أَنْتَ وَفُلَانٌ بِكَذَا وَكَذَا دِينَارًا. فَيُنْكِرُ ذَلِكَ زَوْجُ الْأَمَةِ. فَيَأْتِي سَيِّدُ الْأَمَةِ بِرَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ. فَيَشْهَدُونَ عَلَى مَا قَالَ. فَيَثْبُتُ بَيْعُهُ وَيَحِقُّ حَقُّهُ. وَتَحْرُمُ الْأَمَةُ عَلَى زَوْجِهَا. وَيَكُونُ ذَلِكَ فِرَاقًا

ہے کہ جب عورت ایک گواہ لائے کہ خاوند نے اسے طلاق دی ہے تو خاوند سے طلاق دینے کی قسم لی جائے گی جب وہ قسم کھا گیا تو عورت پر طلاق واقع ہو گئی۔

امام مالک نے فرمایا کہ طلاق اور عتاق میں ایک گواہی ایک ہی شمار ہو گی۔ عورت کے خاوند اور غلام کے آقا پر قسم لازم آئے گی۔ عتاق بھی ایک حد ہے۔ اس میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں کیونکہ جب غلام آزاد ہو گیا تو اس کی حرمت ثابت ہو گئی اس کی حدود دوسروں پر اور دوسروں کی اس پر پڑتی ہیں اور جب وہ محصن ہو کر زنا کرے گا تو رجم کیا جائے گا اور اگر کسی کو قتل کرے گا تو اس کے بدلے قتل کیا جائے گا اور اس کے لیے میراث ثابت ہو گی اور جو اس کے وارث ہوں اور ایک دوسرے کی میراث لیں گے۔ اگر کوئی احتجاج کرنے والا کہے کہ ایک آدمی نے اپنا غلام آزاد کیا اور آقا کے پاس ایک آدمی اپنا قرض مانگنے آیا تو اس کے اس حق پر ایک آدمی اور دو عورتوں نے گواہی دی۔ اس سے غلام کے آقا پر حق ثابت ہو جائے گا یہاں تک کہ غلام کی آزادی رد کر دی جائے گی جبکہ آقا کے پاس اس کے سوا کوئی اور مال نہ ہو۔ حجت کرنے والے کا منشا یہ ہو کہ عتاق میں عورت کی گواہی جائز ہو گئی۔ بات یوں نہیں ہے جو اس نے کہی۔ اس کی مثال اس آدمی کی ہے جس نے اپنا غلام آزاد کیا۔ پھر قرض خواہ اپنا قرض مانگنے آقا کے پاس آیا اور ایک گواہ لے کر۔ پس وہ اپنے گواہ کے ساتھ قسم کھائے گا اور پھر قرض کا حق دار ہو گا اور اس سے غلام کا عتاق رد کر دیا جائے گا یا کوئی آدمی آئے جس کی غلام کا آقا سے میل جول ہو اور وہ دعویٰ کرے کہ غلام کے آقا پر اس کا مال ہے۔ پس آقا سے اس دعوے کے خلاف قسم کھانے کو کہا جائے گا۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو قرض خواہ سے قسم لی جائے گی اور آقا پر اس کا حق ثابت ہو جائے گا پس اس سے غلام کا عتاق رد کر دیا جائے گا جبکہ اس کے آقا پر مال ثابت ہو گیا۔

فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی نے لونڈی سے نکاح کیا تو وہ اس کی بیوی ہو گئی۔ نکاح کرنے والے کے پاس لونڈی کا آقا آ کر کہے کہ تم نے اور فلاں آدمی نے مل کر میری لونڈی کو اتنے دینار میں خریدا ہے ر لونڈی کا خاوند انکار کرے تو لونڈی کا آقا ایک آدمی اور دو عورتیں لے آئے جو اس بات کی گواہی دیں تو بیع ثابت ہوئی اور اس کا حق ثابت ہوا اور لونڈی خاوند پر حرام ہو گئی اور ان میں جدائی کروا دی جائے گی

بَيْنَهُمَا. وَشَهَادَةُ النِّسَاءِ لَا تَجُوزُ فِي الطَّلَاقِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا الرَّجُلُ يَفْتَرِي عَلَى الرَّجُلِ الْحُرِّ. فَيَقَعُ عَلَيْهِ الْحَدُّ. فَيَأْتِي رَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ فَيَشْهَدُونَ أَنَّ الَّذِي افْتُرِيَ عَلَيْهِ عَبْدٌ مَمْلُوكٌ. فَيَضَعُ ذٰلِكَ الْحَدَّ عَنِ الْمُفْتَرِي بَعْدَ أَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ. وَشَهَادَةُ النِّسَاءِ لَا تَجُوزُ فِي الْفِرْيَةِ.

قَالَ مَالِكٌ، وَمِمَّا يُشْبِهُ ذٰلِكَ أَيْضًا مِمَّا يَفْتَرِقُ فِيهِ الْقَضَاءُ. وَمَا مَضَى مِنَ السُّنَّةِ، أَنَّ الْمَرْأَتَيْنِ يَشْهَدَانِ عَلَى اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ. فَيَجِبُ بِذٰلِكَ مِيرَاثُهُ حَتَّى يَرِثَ. وَيَكُونُ مَالُهُ لِمَنْ يَرِثُهُ. إِنْ مَاتَ الصَّبِيُّ. وَلَيْسَ مَعَ الْمَرْأَتَيْنِ، اللَّتَيْنِ شَهِدَتَا، رَجُلٌ وَلَا يَمِينٌ. وَقَدْ يَكُونُ ذٰلِكَ فِي الْأَمْوَالِ الْعِظَامِ. مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ. وَالرِّبَاعِ وَالْحَوَائِطِ وَالرَّقِيقِ. وَمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْأَمْوَالِ وَلَوْ شَهِدَتِ امْرَأَتَانِ عَلَى دِرْهَمٍ وَاحِدٍ. أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرَ. لَمْ تَقْطَعْ شَهَادَتُهُمَا شَيْئًا وَلَمْ تَجُزْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعَهُمَا شَاهِدٌ أَوْ يَمِينٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ لَا تَكُونُ الْيَمِينُ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ. وَيَحْتَجُّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَقَوْلُهُ الْحَقُّ. وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ — يَقُولُ: فَإِنْ لَمْ يَأْتِ بِرَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ فَلَا شَيْءَ لَهُ. وَلَا يُحَلَّفُ مَعَ شَاهِدِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: فَمِنَ الْحُجَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ ذٰلِكَ الْقَوْلَ، أَنْ يُقَالَ لَهُ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا ادَّعَى عَلَى رَجُلٍ مَالًا. أَلَيْسَ يَحْلِفُ الْمَطْلُوبُ مَا ذٰلِكَ الْحَقُّ عَلَيْهِ. فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ. وَإِنْ نَكَلَ عَنِ الْيَمِينِ حُلِّفَ صَاحِبُ الْحَقِّ إِنَّ حَقَّهُ لَحَقٌّ وَثَبَتَ حَقُّهُ عَلَى صَاحِبِهِ. فَهٰذَا مَا لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ. وَلَا بِبَلَدٍ مِنَ الْبُلْدَانِ. فَبِأَيِّ شَيْءٍ أَخَذَ هٰذَا؟ أَوْ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَجَدَهُ؟ فَإِنْ أَقَرَّ

حالانکہ عورتوں کی شہادت طلاق میں جائز نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی دوسرے آزاد آدمی پر تہمت لگاتا ہے تو اس پر حد بیان کر دی جاتی ہے پھر ایک آدمی اور دو عورتوں نے اگر گواہی دی کہ جس نے تہمت لگائی وہ مملوک غلام ہے پس مفتری سے حد ہٹالی جاتی ہے اس کے بعد کہ اس پر حد بیان کر دی تھی حالانکہ قذف میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ایسی باتوں سے یہ بھی ہے جس کو قضا میں ملحوظ رکھا جاتا اور پرانی سنت ہے کہ اگر دو عورتیں کسی بچے کے رونے کی گواہی دیں تو اس کی میراث واجب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ میراث پاتا اور اس کا مال وارثوں کا ہو جاتا ہے اگر بچہ فوت ہو گیا اور دونوں عورتوں کے ساتھ کوئی مرد گواہ نہیں اور نہ قسم ہے۔ یہ لحاظ کثیر مال میں ہوتا ہے جیسے سونا، چاندی، زمین، باغ اور غلام وغیرہ میں اور جو مال اس کے سوا ہے خواہ دو عورتیں ایک درہم یا اس سے کم و بیش کی بھی گواہی دیں تو ان کی گواہی کچھ بھی نہیں بنائے گی اور نہ جائز ہو گی مگر یہ کہ ان کے ساتھ ایک مرد گواہ ہو یا قسم کھائی جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک گواہ اور قسم سے دعویٰ ثابت نہیں ہوتا اور ثبوت کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہیں ”اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے۔ پھر اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، ایسے گواہ جن کو پسند کرو“ (۲: ۲۸۲) کہ جب ایک مرد اور دو عورتیں نہ لایا تو اس کے پاس کچھ نہ ہوا اور ایک گواہ کے ساتھ قسم نہیں ہو گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس حجت کا جواب یہ ہے کہ ایک آدمی اگر دوسرے پر مال کا دعویٰ کرے تو مدعا علیہ سے کیا اس قرض پر قسم نہیں لیتے؟ اگر وہ انکار کرے تو مدعی سے قسم لے جائے گی کہ اس کا اتنا حق ہے اور دوسرے پر اس کا حق ثابت ہو جائے گا۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں اور نہ کسی شہر والوں نے کیا تو اس نے وہ مال کس وجہ سے لیا؟ یہ مسئلہ قرآن مجید میں کس جگہ پایا؟ اگر اس بات کا اقرار کر لے تو اسے ایک گواہ کے ساتھ قسم کا بھی اقرار کر لینا

بِهٰذَا فَلْيُعْتَبَرْ بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. وَإِنَّهُ لَيَكْفِي مِنْ ذٰلِكَ مَا مَضَى مِنَ السُّنَّةِ. وَلٰكِنِ الْمَرْءُ قَدْ يُحِبُّ أَنْ يَعْرِفَ وَجْهَ الصَّوَابِ وَمَوْقِعَ الْحُجَّةِ. فَفِي هٰذَا بَيَانُ مَا أَشْكَلَ مِنْ ذٰلِكَ. إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى.

چاہیے اور جبکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہے اور اس بارے میں ہمارے لیے اسلاف کا طریقہ کافی ہے جو سنت پر مبنی ہے اور آدمی اگر راہ صواب اور دلیل کا موقع و محل جاننا چاہے تو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کا تفصیلی بیان پیش کیا جائے گا۔

بَابُ ۵ الْقَضَاءِ فِيمَنْ هَلَكَ، وَلَهُ دَيْنٌ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، لَهُ فِيهِ شَاهِدٌ وَاحِدٌ

ایک شخص ہلاک ہو گیا جس کا لوگوں پر قرض تھا نیز اس پر لوگوں کا قرض تھا اور گواہ صرف ایک ہو۔

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَهْلِكُ وَلَهُ دَيْنٌ، عَلَيْهِ شَاهِدٌ وَاحِدٌ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ، لَهُمْ فِيهِ شَاهِدٌ وَاحِدٌ. فَيَأْبَى وَرَثَتُهُ أَنْ يَحْلِفُوا عَلَى حُقُوقِهِمْ مَعَ شَاهِدِهِمْ. قَالَ: فَإِنَّ الْغُرَمَاءَ يَحْلِفُونَ وَيَأْخُذُونَ حُقُوقَهُمْ. فَإِنْ فَضَلَ فَضْلٌ لَمْ يَكُنْ لِلْوَرَثَةِ مِنْهُ شَيْءٌ. وَذٰلِكَ أَنَّ الْأَيْمَانَ عُرِضَتْ عَلَيْهِمْ قَبْلُ، فَتَرَكُوهَا. إِلَّا أَنْ يَقُولُوا لَمْ نَعْلَمْ لِصَاحِبِنَا فَضْلًا. وَيُعْلَمُ أَنَّهُمْ إِنَّمَا تَرَكُوا الْأَيْمَانَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ. فَإِنِّي أَرَى أَنْ يَحْلِفُوا وَيَأْخُذُوا مَا بَقِيَ بَعْدَ دَيْنِهِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو فوت ہو گیا اور اس کا لوگوں پر قرض ہے جس کا گواہ ایک ہے اور اس پر لوگوں کا قرض ہے جس کا گواہ بھی ایک ہے اس کے وارث گواہ کے ساتھ اپنے حق کے لیے قسم کھانے سے انکار کریں تو قرض خواہ قسم کھا کر اپنا قرض وصول کر لیں۔ اگر کچھ مال بچ رہا تو اس میں سے وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ حق کے لیے ان سے قسم کھانے کو کہا گیا تھا مگر انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔ مگر اس صورت کے سوا جبکہ وہ کہیں کہ ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ مال بچے گا اور یہ معلوم ہو جائے کہ انہوں نے قسم واقعی اسی وجہ سے نہیں کھائی تھی تو میرے خیال میں وہ قسم کھا کر جو مال قرض سے بچا اسے لینے کے حق دار ہو جائیں گے۔

بَابُ ۶ الْقَضَاءِ فِي الدَّعْوَى

دعوے کا فیصلہ

۸۔ قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ يَقْضِي بَيْنَ النَّاسِ. فَإِذَا جَاءَهُ الرَّجُلُ يَدَّعِي عَلَى الرَّجُلِ حَقًّا، نَظَرَ. فَإِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ أَوْ مُلَابَسَةٌ، أَحْلَفَ الَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ، لَمْ يُحَلِّفْهُ.

جمیل بن عبد الرحمٰن، یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس حاضر ہوا کرتے جبکہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے جب ایک آدمی اپنے حق کا دوسرے پر دعویٰ کرتا تو دیکھتے کہ اگر ان میں میل جول ہے تو مدعا علیہ سے قسم لیتے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو قسم نہ لیتے۔

قَالَ مَالِكٌ، وَعَلَى ذٰلِكَ، الْأَمْرُ عِنْدَنَا. أَنَّهُ مَنِ ادَّعَى عَلَى رَجُلٍ بِدَعْوَى، نُظِرَ. فَإِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ أَوْ مُلَابَسَةٌ أُحْلِفَ الْمُدَّعَى عَلَيْهِ. فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَ ذٰلِكَ الْحَقُّ عَنْهُ. وَإِنْ أَبَى أَنْ يَحْلِفَ، وَرَدَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعِي،

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ جو آدمی دوسرے پر دعویٰ کرے تو دیکھا جائے اگر ان میں میل جول نظر آئے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے اگر وہ قسم کھا جائے تو مدعی کا دعویٰ باطل ہو گیا اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے اور مدعی پر قسم ڈالے تو

تحلف طالب الحق، اخذ حقه۔

مگر قسم کھا کر اپنا حق وصول کر سکتا۔

باب القضاء في شهادة الصبيان

لڑکوں کی گواہی

۹۔ قال یحیی: قال مالك، عن هشام بن عروة؛ ان عبد الله بن الزبير كان يقضي بشهادة الصبيان فيما بينهم من الجراح۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر لڑکوں کی گواہی پر ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کر دیا کرتے تھے۔

قال مالك: الامر المجتمع عليه عندنا، ان شهادة الصبيان تجوز فيما بينهم من الجراح. ولا تجوز على غيرهم. وانما تجوز شهادتهم فيما بينهم من الجراح وحدها. لا تجوز في غير ذلك. اذا كان ذلك قبل ان يتفرقوا. او يخببوا او يعلموا. فان افترقوا فلا شهادة لهم. الا ان يكونوا قد اشهدوا العدول على شهادتهم. قبل ان يفترقوا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ بات متفق ہے کہ لڑکوں کی گواہی ان کے آپس کے جھگڑے فساد میں جائز ہے اور دوسروں کے لیے جائز نہیں کیونکہ ان کی گواہی صرف ان کے ہی باہمی جھگڑوں میں جائز ہے جبکہ ابھی بکھرے نہ ہوں۔ سازش نہ کی ہو اور سکھائے نہ گئے ہوں۔ اگر جدا ہو گئے ہوں تو ان کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی مگر جبکہ جدا ہونے سے پہلے اپنی گواہی پر عادل لوگوں کو کھڑے کر گئے ہوں۔

باب ما جاء في الحنث على منبر النبي صلى الله عليه وسلم

منبر رسول پر جھوٹی قسم کھانے کا بیان

۱۰۔ قال یحیی: حدثنا مالك، عن هشام بن هشام بن عتبة بن ابي وقاص، عن عبد الله بن نسطاس، عن جابر بن عبد الله الانصاري؛ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من حلف على منبري آثما تبوأ مقعده من النار"

عبداللہ بن نسطاس نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے منبر پر جھوٹی قسم کھائی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

۱۱۔ وحدثني مالك عن العلاء بن عبد الرحمن، عن معبد بن كعب السلمي، عن اخيه عبد الله بن كعب بن مالك الانصاري، عن ابي امامة؛ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من اقتطع حق امرئ مسلم بيمينه حرم الله عليه الجنة. واوجب له النار." قالوا: وان كان شيئا يسيرا يا رسول الله؟ قال "وان كان قضيبا من اراك. وان كان قضيبا من اراك. وان كان قضيبا من اراك"

عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا مال ہڑپ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام فرما دیتا ہے اور جہنم اس کے لیے واجب کر دیتا ہے لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اگر وہ معمولی چیز ہو؟ فرمایا کہ خواہ وہ پیلو کی لکڑی ہو خواہ وہ پیلو کی لکڑی ہو خواہ وہ پیلو کی لکڑی ہو یہ تین مرتبہ فرمایا۔

فَإِنَّهُ نَذْرُ مَرَّاتٍ.

بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الْيَمِينِ عَلَى الْمِنْبَرِ.

۱۲- قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ يَقُولُ: اخْتَصَمَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ مُطِيعٍ فِي دَارٍ كَانَتْ بَيْنَهُمَا إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ. وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْمَدِينَةِ. فَقَضَى مَرْوَانُ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَحْلِفُ لَهُ مَكَانِي. قَالَ فَقَالَ مَرْوَانُ: لَا وَاللَّهِ إِلَّا عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ. قَالَ فَجَعَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَحْلِفُ أَنَّ حَقَّهُ لَحَقٌّ. وَيَأْبَى أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ فَجَعَلَ مَرْوَانُ ابْنُ الْحَكَمِ يَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا أَرَى أَنْ يُحَلَّفَ أَحَدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلَى أَقَلَّ مِنْ رُبُعِ دِينَارٍ. وَذَلِكَ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

منبر پر قسم کھانے کا بیان

داؤد بن حصین نے ابوغطفان بن ظریف مری کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت زید بن ثابت انصاری اور ابن مطیع کا ایک مکان پر جھگڑا ہوا جو ان میں مشترک تھا اور وہ مقدمے کو مروان بن حکم کے پاس لے گئے جو ان دنوں مدینہ منورہ کے حاکم تھے۔ مروان بن حکم نے فیصلہ کیا کہ حضرت زید بن ثابت منبر پر قسم کھائیں۔ حضرت زید نے فرمایا کہ میں اپنے مکان پر قسم کھاؤں گا۔ مروان نے کہا، خدا کی قسم ایسا نہ کرو لوگوں کے فیصلے یہیں ہوتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت قسم کھانے کے لیے تیار تھے لیکن منبر پر قسم کھانے سے انکار کرتے رہے اور مروان بن حکم کو اس پر حیرانی تھی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو منبر پر قسم کھائے تو کم از کم چوتھائی دینار دے جو تین درہم کے برابر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الرَّهْنِ

کتاب الرہن

بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنْ غَلَقِ الرَّهْنِ

۱۳- قَالَ يَحْيٰى:

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ".

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ، فِيْمَا نُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ، اَنْ يَرْهَنَ الرَّجُلُ الرَّهْنَ عِنْدَ الرَّجُلِ بِالشَّيْءِ. وَفِي الرَّهْنِ فَضْلٌ عَمَّا رُهِنَ بِهِ. فَيَقُوْلُ الرَّاهِنُ لِلْمُرْتَهِنِ: اِنْ جِئْتُكَ بِحَقِّكَ، اِلٰى اَجَلٍ يُسَمِّيْهِ لَهُ، وَاِلَّا فَالرَّهْنُ لَكَ بِمَا رُهِنَ فِيْهِ.

قَالَ: فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ وَلَا يَحِلُّ. وَهٰذَا الَّذِيْ نُهِيَ عَنْهُ، وَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهُ بِالَّذِيْ رَهَنَ بِهِ بَعْدَ الْاَجَلِ، فَهُوَ لَهُ. وَاُرٰى هٰذَا الشَّرْطَ مُنْفَسِخًا.

مرہونہ کا روکنا جائز نہیں ہے

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہن کو روکا نہ جائے۔

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ میرا تو یہ خیال ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ جب کوئی آدمی کسی کے پاس کوئی چیز رہن رکھے اور رہن رکھتے ہوئے مرہونہ پر اضافہ کرتے ہوئے کہے کہ اگر میں اتنی مدت میں اپنی چیز چھڑا لوں تو میری ورنہ جتنے میں رہن رکھی ہے اتنے میں تمہاری ہو جائے گی فرمایا کہ یہ درست اور حلال نہیں ہے اور اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر رہن رکھنے والا مدت ختم ہونے کے بعد بھی آئے تو لے سکتا ہے اور مذکورہ شرط فسخ ہو جائے گی۔

بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ رَهْنِ الثَّمَرِ وَالْحَيَوَانِ

قَالَ يَحْيٰى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ، فِيْمَنْ رَهَنَ حَائِطًا لَهُ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى، فَيَكُوْنُ ثَمَرُ ذٰلِكَ الْحَائِطِ قَبْلَ الْاَجَلِ: اِنَّ الثَّمَرَ لَيْسَ بِرَهْنٍ مَعَ الْاَصْلِ. اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ اشْتَرَطَ ذٰلِكَ، الْمُرْتَهِنُ فِيْ رَهْنِهِ. وَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا ارْتَهَنَ جَارِيَةً وَهِيَ حَامِلٌ اَوْ حَمَلَتْ بَعْدَ ارْتِهَانِهِ اِيَّاهَا، اِنَّ وَلَدَهَا مَعَهَا۔

پھلوں اور جانوروں کو رہن رکھنا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مدت مقرر کر کے اپنے باغ کو رہن رکھا۔ باغ کے پھل جو رہن رکھنے سے پہلے نکل آئے تھے وہ اصل کے ساتھ شمار نہیں ہوں گے مگر یہ کہ مرتہن نے ان کی شرط کر لی ہو۔ اگر کسی نے لونڈی رہن رکھی اور وہ حاملہ تھی یا رہن رکھنے کے بعد حاملہ ہو گئی تو اس کا بچہ ساتھ شمار ہو گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَفُرِّقَ بَيْنَ الثَّمَرِ وَبَيْنَ وَلَدِ الْجَارِيَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ".

قَالَ: وَالْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا: أَنَّ مَنْ بَاعَ وَلِيدَةً، أَوْ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ، وَفِي بَطْنِهَا جَنِينٌ، أَنَّ ذٰلِكَ الْجَنِينَ لِلْمُشْتَرِي. اشْتَرَطَهُ الْمُشْتَرِي أَوْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ. فَلَيْسَتِ النَّخْلُ مِثْلَ الْحَيَوَانِ. وَلَيْسَ الثَّمَرُ مِثْلَ الْجَنِينِ فِي بَطْنِ أُمِّهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ پھلوں اور لونڈی کے بچے کے درمیان فرق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کھجور کے درخت بیچے تو پھل بائع کو ملیں گے مگر یہ کہ خریدار ان کی شرط کرے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس نے لونڈی بیچی یا کوئی حیوان جس کے پیٹ میں بچہ ہے تو وہ بچہ مشتری کا ہوگا خواہ مشتری نے اس کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو لیکن کھجور کے درخت حیوان کی طرح نہیں ہیں، اور نہ پھل پیٹ کے بچے کی طرح ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا: أَنَّ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ أَنْ يَرْهَنَ الرَّجُلُ ثَمَرَ النَّخْلِ. وَلَا يَرْهَنُ النَّخْلَ. وَلَيْسَ يَرْهَنُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ جَنِينًا فِي بَطْنِ أُمِّهِ. مِنَ الرَّقِيقِ. وَلَا مِنَ الدَّوَابِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی مثال ہے کہ لوگ کھجور کے پھل رہن رکھ دیتے ہیں اور درختوں کو رہن نہیں رکھتے لیکن کوئی آدمی پیٹ کے بچے کو رہن نہیں رکھتا جو لونڈی یا جانور کے پیٹ میں ہو۔

بَابُ ۱۲ الْقَضَاءِ فِي الرَّهْنِ مِنَ الْحَيَوَانِ

جانور کو گروی رکھنے کا بیان

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا فِي الرَّهْنِ: أَنَّ مَا كَانَ مِنْ أَمْرٍ يُعْرَفُ مِنْ أَرْضٍ أَوْ دَارٍ أَوْ حَيَوَانٍ. فَهَلَكَ فِي يَدِ الْمُرْتَهِنِ. وَعُلِمَ هَلَاكُهُ. فَهُوَ مِنَ الرَّاهِنِ. وَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ مِنْ حَقِّ الْمُرْتَهِنِ شَيْئًا. وَمَا كَانَ مِنْ رَهْنٍ يَهْلِكُ فِي يَدِ الْمُرْتَهِنِ. فَلَا يُعْلَمُ هَلَاكُهُ إِلَّا بِقَوْلِهِ. فَهُوَ مِنَ الْمُرْتَهِنِ. وَهُوَ لِقِيمَتِهِ ضَامِنٌ. يُقَالُ لَهُ: صِفْهُ. فَإِذَا وَصَفَهُ، أُحْلِفَ عَلَى صِفَتِهِ. وَتَسْمِيَةِ مَالِهِ فِيهِ. ثُمَّ يُقَوِّمُهُ أَهْلُ الْبَصَرِ بِذٰلِكَ. فَإِنْ كَانَ فِيهِ فَضْلٌ عَمَّا سَمَّى فِيهِ الْمُرْتَهِنُ، أَخَذَهُ الرَّاهِنُ. وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِمَّا سَمَّى. أُحْلِفَ الرَّاهِنُ عَلَى مَا سَمَّى الْمُرْتَهِنُ. وَمَا بَطَلَ عَنْهُ الْفَضْلُ الَّذِي سَمَّى الْمُرْتَهِنُ فَوْقَ قِيمَةِ الرَّهْنِ. وَإِنْ أَبَى الرَّاهِنُ أَنْ يَحْلِفَ، أُعْطِيَ الْمُرْتَهِنُ مَا فَضَلَ بَعْدَ قِيمَةِ الرَّهْنِ. فَإِنْ قَالَ الْمُرْتَهِنُ: لَا عِلْمَ لِي بِقِيمَةِ الرَّهْنِ. حُلِّفَ الرَّاهِنُ عَلَى صِفَةِ الرَّهْنِ. وَكَانَ ذٰلِكَ لَهُ. إِذَا جَاءَ بِالْأَمْرِ الَّذِي لَا يُسْتَنْكَرُ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ رہن کے اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس زمین، گھر یا حیوان کا ایک ہونا مرتہن کے ہاتھ میں عام معلوم ہو تو وہ رہن رکھنے والے کا نقصان ہے مرتہن کا اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور مرتہن کے ہاتھ میں جو ایسی چیز ہلاک ہوئی ہو جس کا ہلاک ہونا اس کے کہنے سے معلوم ہو تو اس کی قیمت کا وہ ضامن ہے اس سے کہا جائے گا کہ اس کے اوصاف بیان کرو۔ وہ اوصاف بیان کر کے ان اوصاف پر قسم کھائے گا اور جو اس پر مال لیا ہے۔ پھر اہلِ نظر حضرات اس کی قیمت لگائیں گے اگر وہ اس سے زیادہ ہے جو مرتہن نے بتائی تو اسے راہن لے گا اور اگر وہ بتائی ہوئی قیمت سے کم ہے تو مرتہن کی بتائی ہوئی پر راہن سے قسم لی جائے گی اور وہ اضافہ باطل ہو جائے گا جو مرتہن نے بتایا یعنی رہن کی قیمت سے زیادہ اور اگر راہن قسم کھانے سے انکار کرے تو رہن کی قیمت سے زائد جو ہے وہ مرتہن کو دے دیا جائے گا اگر مرتہن کہے کہ مجھے باقی رہن کا علم نہیں تو راہن سے رہن کے اوصاف پر قسم لی جائے گی اور یہ اس کا ہوگا جبکہ وہ غلط بیانی نہ کرے

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ إِذَا قَبَضَ الْمُرْتَهِنُ الرَّهْنَ وَلَمْ يَقَعْ عَلٰى يَدَيْ غَيْرِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جبکہ مرتہن نے رہن پر قبضہ کر لیا ہو اور دوسرے کے ہاتھ میں نہ دی ہو۔

باب ۱۳ الْقَضَاءِ فِي الرَّهْنِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ

دو آدمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بیان

قَالَ يَحْيٰى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الرَّجُلَيْنِ يَكُونُ لَهُمَا رَهْنٌ بَيْنَهُمَا. فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا أَبِيعُ رَهْنِي. وَقَدْ كَانَ الْآخَرُ أَنْظَرَهُ بِحَقِّهِ سَنَةً. قَالَ: إِنْ كَانَ يُقْدَرُ عَلٰى أَنْ يُقْسَمَ الرَّهْنُ. وَلَا يَنْقُصُ حَقُّ الَّذِي أَنْظَرَهُ بِحَقِّهِ، بِيعَ لَهُ نِصْفُ الرَّهْنِ الَّذِي بَيْنَهُمَا. فَأُوفِيَ حَقَّهُ. وَإِنْ خِيفَ أَنْ يَنْقُصَ حَقُّهُ، بِيعَ الرَّهْنُ كُلُّهُ. فَأُعْطِيَ الَّذِي قَامَ بِبَيْعِ رَهْنِهِ، حَقَّهُ مِنْ ذٰلِكَ. فَإِنْ طَابَتْ نَفْسُ الَّذِي أَنْظَرَهُ بِحَقِّهِ، أَنْ يَدْفَعَ نِصْفَ الثَّمَنِ إِلَى الرَّاهِنِ. وَإِلَّا حُلِّفَ الْمُرْتَهِنُ أَنَّهُ مَا أَنْظَرَهُ إِلَّا لِيُوقِفَ لِي رَهْنِي عَلٰى هَيْئَتِهِ. ثُمَّ أُعْطِيَ حَقَّهُ عَاجِلًا.

یحییٰ نے امام مالک کو ان دو آدمیوں کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جن کے پاس کوئی چیز رہن ہو۔ ایک ان میں سے مرہونہ کو بیچنا چاہے اور دوسرا راہن کو مہلت دے۔ فرمایا کہ اگر وہ رہن کو تقسیم کرنے پر قادر ہے کہ ڈھیل دینے والے کے حق میں کمی نہ آئے تو مشترکہ سے نصف حصے کو فروخت کر دے اور دوسرے کا حق ادا کر دے اگر یہ ڈر ہو کہ ساری رہن کو بیچنے سے اس کے حق میں کمی آئے گی تو جو بیچنا چاہتا ہے اس کا حق ادا کر دے اور ڈھیل دینے والا دلی خوشی سے اپنی نصف قیمت کو راہن کے حوالے کر دے ورنہ یہ مرتہن قسم کھائے کہ میں نے اس لیے ڈھیل دی تھی کہ میری رہن اپنی حالت پر رہے تو اس کا حق فوراً ادا کیا جائے گا۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْعَبْدِ يَرْهَنُهُ سَيِّدُهُ، وَلِلْعَبْدِ مَالٌ: إِنَّ مَالَ الْعَبْدِ لَيْسَ بِرَهْنٍ. إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُرْتَهِنُ.

فرمایا کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس غلام کو اس کے آقا نے رہن رکھ دیا ہو اور غلام کا مال ہو تو غلام کا مال رہن نہیں ہے مگر یہ کہ مرتہن نے شرط کر لی ہو۔

باب ۱۴ الْقَضَاءِ فِي جَامِعِ الرُّهُونِ

رہن کے متعلق دیگر احکام

قَالَ يَحْيٰى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِيمَنِ ارْتَهَنَ مَتَاعًا فَهَلَكَ الْمَتَاعُ عِنْدَ الْمُرْتَهِنِ. وَأَقَرَّ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ بِتَسْمِيَةِ الْحَقِّ. وَاجْتَمَعَا عَلَى التَّسْمِيَةِ. وَتَدَاعَيَا فِي الرَّهْنِ. فَقَالَ الرَّاهِنُ: قِيمَتُهُ عِشْرُونَ دِينَارًا. وَقَالَ الْمُرْتَهِنُ: قِيمَتُهُ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ. وَالْحَقُّ الَّذِي لِلرَّجُلِ فِيهِ عِشْرُونَ دِينَارًا. قَالَ مَالِكٌ: يُقَالُ لِلَّذِي بِيَدِهِ الرَّهْنُ: صِفْهُ. فَإِذَا وَصَفَهُ، أُحْلِفَ عَلَيْهِ. ثُمَّ أَقَامَ تِلْكَ الصِّفَةَ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِهَا. فَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ أَكْثَرَ مِمَّا رُهِنَ بِهِ، قِيلَ لِلْمُرْتَهِنِ: ارْدُدْ إِلَى الرَّاهِنِ بَقِيَّةَ حَقِّهِ. وَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ أَقَلَّ مِمَّا رُهِنَ بِهِ، أَخَذَ الْمُرْتَهِنُ بَقِيَّةَ حَقِّهِ

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے سامان رہن رکھا اور وہ مرتہن کے پاس تلف ہو گیا۔ راہن اور مرتہن اس چیز کی مقدار یا گنتی پر متفق ہیں لیکن قیمت میں اختلاف ہے راہن کہتا ہے کہ اس کی قیمت بیس دینار ہے اور مرتہن اس کی قیمت دس دینار بتاتا ہے اور حق اس کا بیس دینار ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ مرتہن سے اس کے اوصاف بیان کرنے کو کہا جائے گا۔ جب وہ اوصاف بیان کر دے تو ان پر قسم لی جائے گی۔ پھر ان اوصاف پر اہل نظر سے قیمت لگوائی جائے گی۔ اگر قیمت اس سے زیادہ ہے جتنے میں رہن رکھی تو مرتہن سے کہا جائے گا کہ باقی قیمت راہن کو ادا کرو اور اگر قیمت اس سے کم ہے جتنے میں رہن رکھی تو مرتہن باقی حق

مِنَ الرَّاهِنِ. وَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ بِقَدْرِ حَقِّهِ، فَالرَّهْنُ بِمَا فِيهِ.

راہن سے لے گا اور اگر قیمت اسی حق کے برابر ہے تو رہن اپنی حالت پر رہے گی۔

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلَيْنِ يَخْتَلِفَانِ فِي الرَّهْنِ. يَرْهَنُهُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ. فَيَقُولُ الرَّاهِنُ: أَرْهَنْتُكَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ. وَيَقُولُ الْمُرْتَهِنُ: ارْتَهَنْتُهُ مِنْكَ بِعِشْرِينَ دِينَارًا. وَالرَّهْنُ ظَاهِرٌ بِيَدِ الْمُرْتَهِنِ. قَالَ: يُحَلَّفُ الْمُرْتَهِنُ حَتَّى يُحِيطَ بِقِيمَةِ الرَّهْنِ. فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ لَا زِيَادَةَ فِيهِ وَلَا نُقْصَانَ عَمَّا حُلِّفَ أَنَّ لَهُ فِيهِ. أَخَذَهُ الْمُرْتَهِنُ بِحَقِّهِ. وَكَانَ أَوْلَى بِالتَّبْدِئَةِ بِالْيَمِينِ. لِقَبْضِهِ الرَّهْنَ وَحِيَازَتِهِ إِيَّاهُ. إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّ الرَّهْنِ أَنْ يُعْطِيَهُ حَقَّهُ الَّذِي حُلِّفَ عَلَيْهِ، وَيَأْخُذَ رَهْنَهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جن دو آدمیوں کا رہن میں اختلاف ہو ان کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کہ ایک دوسرے کو جھوٹا کرے کہ راہن کہے میں نے دس دینار لیے ہیں اور مرتہن کہے کہ میں نے بیس دینار دیئے ہیں اور رہن مرتہن کے ہاتھ میں ہے۔ فرمایا کہ مرتہن سے مرہونہ کی قیمت کا حلف لیا جائے گا۔ اگر وہ اتنی ہو جس میں نہ نفع ہو نہ نقصان تو مرتہن اپنا حق وصول کرے گا کہ قیمت لے یا چیز کو اپنے پاس رکھے مگر یہ کہ راہن اس کا حق دینا چاہے جس پر قسم کھائی ہے اور مرہونہ کو واپس لے۔

قَالَ: وَإِنْ كَانَ الرَّهْنُ أَقَلَّ مِنَ الْعِشْرِينَ الَّتِي سَمَّى. أُحْلِفَ الْمُرْتَهِنُ عَلَى الْعِشْرِينَ الَّتِي سَمَّى. ثُمَّ يُقَالُ لِلرَّاهِنِ: إِمَّا أَنْ تُعْطِيَهُ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ، وَتَأْخُذَ رَهْنَكَ. وَإِمَّا أَنْ تَحْلِفَ عَلَى الَّذِي قُلْتَ أَنَّكَ رَهَنْتَهُ بِهِ. وَيَبْطُلُ عَنْكَ مَا زَادَ الْمُرْتَهِنُ عَلَى قِيمَةِ الرَّهْنِ. فَإِنْ حَلَفَ الرَّاهِنُ بَطَلَ ذَلِكَ عَنْهُ. وَإِنْ لَمْ يَحْلِفْ لَزِمَهُ غُرْمُ مَا حَلَفَ عَلَيْهِ الْمُرْتَهِنُ.

فرمایا کہ اگر مرہونہ کی قیمت بتائے ہوئے بیس دینار سے کم ہو تو مرتہن سے بیس دینار پر قسم لی جائے گی۔ پھر راہن سے کہا جائے گا کہ وہ قیمت ادا کرے جس پر قسم لی گئی ہے یا اپنی چیز واپس کر لو یا حلف اٹھاؤ کہ میں نے اتنے پر رہن دی ہے تاکہ مرتہن رہن کی جو زیادہ قیمت بتاتا ہے وہ باطل ہو جائے اگر راہن قسم کھا جائے تو مرتہن کا دعویٰ باطل اور اگر قسم نہ کھائے تو مرتہن کی بتائی ہوئی قیمت اس پر لازم ہو جاتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ هَلَكَ الرَّهْنُ. وَتَنَاكَرَا الْحَقَّ. فَقَالَ الَّذِي لَهُ الْحَقُّ: كَانَتْ لِي فِيهِ عِشْرُونَ دِينَارًا. وَقَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ: لَمْ يَكُنْ لَكَ فِيهِ إِلَّا عَشَرَةُ دَنَانِيرَ. وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْحَقُّ: قِيمَةُ الرَّهْنِ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ. وَقَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ: قِيمَتُهُ عِشْرُونَ دِينَارًا. قِيلَ لِلَّذِي لَهُ الْحَقُّ: صِفْهُ. فَإِذَا وَصَفَهُ، أُحْلِفَ عَلَى صِفَتِهِ. ثُمَّ أَقَامَ تِلْكَ الصِّفَةَ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِهَا. فَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ الرَّهْنِ أَكْثَرَ مِمَّا ادَّعَى فِيهِ الْمُرْتَهِنُ، أُحْلِفَ عَلَى مَا ادَّعَى. ثُمَّ يُعْطَى الرَّاهِنُ مَا فَضَلَ مِنْ قِيمَةِ الرَّهْنِ. وَإِنْ كَانَتْ قِيمَتُهُ أَقَلَّ مِمَّا يَدَّعِي فِيهِ الْمُرْتَهِنُ. أُحْلِفَ عَلَى

امام مالک نے فرمایا کہ رہن رکھی ہوئی چیز تلف ہو گئی اور قیمت میں اختلاف ہو گیا۔ مرتہن کہتا ہے کہ میں نے بیس دینار میں رکھی اور راہن کہتا ہے کہ دس دینار میں۔ مرتہن بتاتا ہے کہ اس کی قیمت دس دینار تھی اور راہن بیس دینار کہتا ہے۔ مرتہن سے کہا جائے گا کہ اس کے اوصاف بیان کرو اور ان اوصاف پر قسم لی جائے گی پھر ان اوصاف پر اہلِ نظر سے قیمت لگوائی جائے گی اگر یہ قیمت مرتہن کی بتائی ہوئی قیمت سے زیادہ ہوئی تو اس دعوے پر قسم لی جائے گی اور قیمت سے جو زیادہ ہو گا وہ راہن دے گا اور اگر قیمت اس سے کم ہوئی جو مرتہن نے بتائی تو کمی پر راہن سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھا جائے تو مرتہن راہن سے کچھ نہیں لے گا اور اگر قسم نہ کھائے

الَّذِیْ زَعَمَ اَنَّهٗ لَهٗ فِیْهِ. ثُمَّ قَاصَّهٗ بِمَا بَلَغَ الرَّهْنُ. ثُمَّ اُحْلِفَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ. عَلٰی فَضْلِ الَّذِیْ بَقِیَ لِلْمُدَّعِیْ عَلَیْهِ. بَعْدَ مَبْلَغِ ثَمَنِ الرَّهْنِ. وَذٰلِكَ اَنَّ الَّذِیْ بِیَدِهِ الرَّهْنُ، صَارَ مُدَّعِیًا عَلَی الرَّاهِنِ. فَاِنْ حَلَفَ بَطَلَ عَنْهُ بَقِیَّةُ مَا حَلَفَ عَلَیْهِ الْمُرْتَهِنُ، مِمَّا ادَّعٰی فَوْقَ قِیْمَةِ الرَّهْنِ. وَاِنْ نَكَلَ، لَزِمَهٗ مَا بَقِیَ مِنْ حَقِّ الْمُرْتَهِنِ. بَعْدَ قِیْمَةِ الرَّهْنِ.

باب ۱۵ الْقَضَاءِ فِیْ كِرَاءِ الدَّابَّةِ وَالتَّعَدِّیْ بِهَا

قَالَ یَحْیٰی: سَمِعْتُ مَالِكًا یَقُوْلُ: اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِی الرَّجُلِ یَسْتَكْرِی الدَّابَّةَ اِلَی الْمَكَانِ الْمُسَمّٰی. ثُمَّ یَتَعَدّٰی ذٰلِكَ الْمَكَانَ وَیَتَقَدَّمُ: اِنَّ رَبَّ الدَّابَّةِ یُخَیَّرُ. فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ یَاْخُذَ كِرَاءَ دَابَّتِهٖ اِلَی الْمَكَانِ الَّذِیْ تُعُدِّیَ بِهَا اِلَیْهِ اُعْطِیَ ذٰلِكَ. وَیَقْبِضُ دَابَّتَهٗ. وَلَهُ الْكِرَاءُ الْاَوَّلُ. وَاِنْ اَحَبَّ رَبُّ الدَّابَّةِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِیْ تَعَدّٰی مِنْهُ الْمُسْتَكْرِیْ، وَلَهُ الْكِرَاءُ الْاَوَّلُ. اِنْ كَانَ اسْتَكْرَی الدَّابَّةَ الْبَدْاَةَ. فَاِنْ كَانَ اسْتَكْرَاهَا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا. ثُمَّ تَعَدّٰی حِیْنَ بَلَغَ الْبَلَدَ الَّذِی اسْتَكْرٰی اِلَیْهِ، فَاِنَّمَا لِرَبِّ الدَّابَّةِ نِصْفُ الْكِرَاءِ الْاَوَّلِ. وَذٰلِكَ اَنَّ الْكِرَاءَ نِصْفُهٗ فِی الْبَدْاَةِ وَنِصْفُهٗ فِی الرَّجْعَةِ. فَتَعَدَّی الْمُتَعَدِّیْ بِالدَّابَّةِ. وَلَمْ یَجِبْ عَلَیْهِ اِلَّا نِصْفُ الْكِرَاءِ الْاَوَّلِ. وَلَوْ اَنَّ الدَّابَّةَ هَلَكَتْ حِیْنَ بَلَغَ بِهَا الْبَلَدَ الَّذِی اسْتَكْرٰی اِلَیْهِ، لَمْ یَكُنْ عَلَی الْمُسْتَكْرِیْ ضَمَانٌ. وَلَمْ یَكُنْ لِلْمُكْرِیْ اِلَّا نِصْفُ الْكِرَاءِ.

قَالَ: وَعَلٰی ذٰلِكَ، اَمْرُ اَهْلِ التَّعَدِّیْ وَالْخِلَافِ، لِمَا اَخَذُوا الدَّابَّةَ عَلَیْهِ.

قَالَ: وَكَذٰلِكَ اَیْضًا مَنْ اَخَذَ مَالًا قِرَاضًا مِنْ صَاحِبِهٖ. فَقَالَ لَهٗ رَبُّ الْمَالِ: لَا تَشْتَرِ بِهٖ حَیَوَانًا وَلَا سِلَعًا كَذَا وَكَذَا. لِسِلَعٍ یُسَمِّیْهَا، وَیَنْهَاهُ عَنْهَا، وَیَكْرَهُ اَنْ یَضَعَ مَالَهٗ فِیْهَا. فَیَشْتَرِی الَّذِیْ اَخَذَ الْمَالَ، الَّذِیْ

تو رہن کی قیمت سے زائد جو ہے وہ مرتہن کا حق ہوگا۔ جبکہ زائد قیمت پر وہ قسم کھائے اور یہ اس لیے ہے کہ راہن جس کے قبضے میں ہے وہ راہن پہ مدعی ہے اگر یہ قسم کھا جائے تو وہ اس پر لازم نہیں آئے گا جس کی مرتہن نے قسم کھائی اور رہن کی قیمت سے زیادہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اگر قسم سے انکار کیا تو راہن کی قیمت کے بعد مرتہن کا حق اس پر لازم آیا۔

جانور کو کرائے پر لے کر زیادتی کرنا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی نے ایک جانور مقررہ مقام تک کرائے پر لیا۔ پھر زیادتی کر کے آگے لے گیا جانور والے کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو جہاں تک وہ لے گیا اس کا کرایہ ادا کرے اور یہ اپنے جانور پر قبضہ کرے اور اگر جانور والا چاہے تو اپنے جانور کی قیمت وصول کرے جس کو کرائے پر مقررہ جگہ سے آگے لے گیا اور پہلا کرایہ بھی جبکہ ایک طرف کا کرایہ ٹھہرا ہو۔ اگر کرایہ جانے اور آنے کا مقرر ہوا تھا۔ پھر زیادتی کر کے آگے لے گیا تو جانور والے کو پہلے کرائے کا نصف ملے گا کیونکہ آدھا کرایہ جانے کا تھا اور آدھا آنے کا اور اس پر پہلے کرائے کا نصف ہی واجب ہے اور اگر جانور وہاں جا کر ہلاک ہو گیا جہاں تک کے لیے کرائے پر لیا تھا تو کرائے پر لینے والے پر تاوان نہیں پڑے گا اور وہ نصف کرایہ ہی ادا کرے گا۔

فرمایا کہ زیادتی اور خلاف ورزی کرنے والوں کا یہی حکم ہے کیونکہ وہ جانور اسی لیے لیتے ہیں۔

فرمایا کہ اسی طرح جس نے اپنے ساتھی سے مضاربت پر مال لیا۔ رب المال نے اس سے کہا کہ اس سے جانور اور فلاں فلاں چیزیں نہ خریدنا اور مال کو ان میں ضائع کرنا ناپسند کیا۔ پس وہ اسی مال کو خریدے جس سے منع کیا گیا تھا اور ارادہ یہ ہو کہ مال کا

يُعِي عَنْهُ. يُرِيْدُ بِذَالِكَ أَنْ تَضْمَنَ الْمَالَ. وَيَذْهَبَ بِرِبْحِ صَاحِبِهِ. فَإِذَا صَنَعَ ذَلِكَ، فَرَبُّ الْمَالِ بِالْخِيَارِ. إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ مَعَهُ فِي السِّلْعَةِ عَلَى مَا شَرَطَا بَيْنَهُمَا مِنَ الرِّبْحِ، فَعَلَ، وَإِنْ أَحَبَّ، فَلَهُ رَأْسُ مَالِهِ. ضَامِنًا عَلَى الَّذِي أَخَذَ الْمَالَ وَتَعَدَّى.

تاوان دے کر ساتھی کا منافع ہڑپ کر جاؤں گا۔ دریں حالات مال والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو جس منافع پر اس کے ساتھ مضاربت کی ہے اسے قائم رکھے اور چاہے اپنا راس المال واپس کرلے کہ اس نے مال لے کر زیادتی کی ہے۔

قَالَ: وَكَذَلِكَ، أَيْضًا، الرَّجُلُ يُبْضِعُ مَعَهُ الرَّجُلُ بِضَاعَةً فَيَأْمُرُهُ صَاحِبُ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِيَ لَهُ سِلْعَةً بِاسْمِهَا. فَيُخَالِفُ فَيَشْتَرِي بِبِضَاعَتِهِ غَيْرَ مَا أَمَرَهُ بِهِ. وَيَتَعَدَّى ذَلِكَ. فَإِنَّ صَاحِبَ الْبِضَاعَةِ عَلَيْهِ بِالْخِيَارِ. إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَأْخُذَ مَا اشْتَرَى بِمَالِهِ، أَخَذَهُ. وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ الْمُبْضِعُ مَعَهُ ضَامِنًا لِرَأْسِ مَالِهِ. فَذَلِكَ لَهُ.

فرمایا کہ یہ بھی مثال ہے کہ ایک آدمی کے ساتھ دوسرے نے بضاعہ کیا اور مال والے نے اسے حکم دیا کہ فلاں فلاں چیزیں میرے لیے خرید لینا۔ مشتری ان کے علاوہ دوسری چیز خرید لیتا ہے اور زیادتی کرتا ہے تو مال والے کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو جو کچھ خریدا ہے اسے وصول کرے اور چاہے تو اپنے راس المال پر ضامن لے جس کا اسے حق ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمُسْتَكْرَهَةِ مِنَ النِّسَاءِ

عورت سے جبراً جماع کرنے کا بیان

۱۴- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَضَى، فِي امْرَأَةٍ أُصِيبَتْ مُسْتَكْرَهَةً، بِصَدَاقِهَا. عَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ بِهَا.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عبد الملک بن مروان نے اس عورت کے متعلق فیصلہ کیا جس سے جبراً جماع کیا گیا تھا کہ ایسا کرنے والا عورت کو مہر دے۔

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَغْتَصِبُ الْمَرْأَةَ. بِكْرًا كَانَتْ أَوْ ثَيِّبًا. إِنَّهَا إِنْ كَانَتْ حُرَّةً فَعَلَيْهِ صَدَاقُ مِثْلِهَا. وَإِنْ كَانَتْ أَمَةً فَعَلَيْهِ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا. وَالْعُقُوبَةُ فِي ذَلِكَ عَلَى الْمُغْتَصِبِ. وَلَا عُقُوبَةَ عَلَى الْمُغْتَصَبَةِ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ. وَإِنْ كَانَ الْمُغْتَصِبُ عَبْدًا. فَذَلِكَ عَلَى سَيِّدِهِ. إِلَّا أَنْ يَشَاءَ أَنْ يُسَلِّمَهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورت کو غصب کرنے والے کے متعلق ہمارے نزدیک حکم ہے کہ عورت کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ اگر عورت آزاد ہے تو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر لونڈی ہے تو جتنی قیمت گھٹ گئی وہ دینی پڑے گی۔ غصب کرنے والے کو سزا بھی ملے گی جبکہ اس کے لیے کوئی سزا نہیں جس کو غصب کیا گیا۔ اگر غصب کرنے والا غلام ہو تو تاوان اس کے آقا پر پڑے گا مگر یہ کہ غلام کو سپرد کر دے۔

بَابُ الْقَضَاءِ فِي اسْتِهْلَاكِ الْحَيَوَانِ وَالطَّعَامِ وَغَيْرِهِ

کسی کے جانور یا غلے کو تلف کرنے کا حکم

قَالَ يَحْيَى:- سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنِ اسْتَهْلَكَ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ. أَنَّ عَلَيْهِ قِيمَتَهُ يَوْمَ اسْتَهْلَكَهُ. لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُؤْخَذَ بِمِثْلِهِ مِنَ الْحَيَوَانِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس جانور کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ہلاک کر دیا جائے تو اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس پر یوم ہلاک کی قیمت پڑے گی اور

وَلَا يَكُونُ لَهُ أَنْ يُعْطِيَ صَاحِبَهُ، فِيمَا اسْتَهْلَكَ، شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ. وَلَكِنْ عَلَيْهِ قِيمَتُهُ يَوْمَ اسْتَهْلَكَهُ. الْقِيمَةُ أَعْدَلُ ذَلِكَ فِيمَا بَيْنَهُمَا، فِي الْحَيَوَانِ وَالْعُرُوضِ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِيمَنِ اسْتَهْلَكَ شَيْئًا مِنَ الطَّعَامِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ، فَإِنَّمَا يَرُدُّ عَلَى صَاحِبِهِ مِثْلَ طَعَامِهِ. بِمَكِيلَتِهِ مِنْ صِنْفِهِ. وَإِنَّمَا الطَّعَامُ بِمَنْزِلَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. إِنَّمَا يَرُدُّ مِنَ الذَّهَبِ الذَّهَبَ. وَمِنَ الْفِضَّةِ الْفِضَّةَ. وَلَيْسَ الْحَيَوَانُ بِمَنْزِلَةِ الذَّهَبِ فِي ذَلِكَ، فَرَّقَ بَيْنَ ذَلِكَ السُّنَّةُ. وَالْعَمَلُ الْمَعْمُولُ بِهِ.

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: إِذَا اسْتُودِعَ الرَّجُلُ مَالًا فَابْتَاعَ بِهِ لِنَفْسِهِ وَرَبِحَ فِيهِ. فَإِنَّ ذَلِكَ الرِّبْحَ لَهُ. لِأَنَّهُ ضَامِنٌ لِلْمَالِ. حَتَّى يُؤَدِّيَهُ إِلَى صَاحِبِهِ.

بَابُ الْقَضَاءِ فِيمَنِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ

١٥. حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ غَيَّرَ دِينَهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ".

وَمَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا نُرَى وَاللهُ أَعْلَمُ، مَنْ غَيَّرَ دِينَهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ. أَنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَى غَيْرِهِ، مِثْلُ الزَّنَادِقَةِ وَأَشْبَاهِهِمْ. فَإِنَّ أُولَئِكَ، إِذَا ظُهِرَ عَلَيْهِمْ، قُتِلُوا وَلَمْ يُسْتَتَابُوا. لِأَنَّهُ لَا تُعْرَفُ تَوْبَتُهُمْ. وَأَنَّهُمْ كَانُوا يُسِرُّونَ الْكُفْرَ وَيُعْلِنُونَ الْإِسْلَامَ. فَلَا أَرَى أَنْ يُسْتَتَابَ هَؤُلَاءِ. وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ قَوْلُهُمْ. وَأَمَّا مَنْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَى غَيْرِهِ، وَأَظْهَرَ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ يُسْتَتَابُ. فَإِنْ تَابَ، وَإِلَّا قُتِلَ. وَذَلِكَ، لَوْ أَنَّ قَوْمًا كَانُوا عَلَى ذَلِكَ، رَأَيْتُ أَنْ يُدْعَوْا إِلَى الْإِسْلَامِ وَيُسْتَتَابُوا. فَإِنْ تَابُوا قُبِلَ ذَلِكَ مِنْهُمْ. وَإِنْ لَمْ يَتُوبُوا قُتِلُوا. وَلَمْ يُعْنَ بِذَلِكَ، فِيمَا نُرَى وَاللهُ أَعْلَمُ، مَنْ خَرَجَ مِنَ الْيَهُودِيَّةِ إِلَى النَّصْرَانِيَّةِ. وَلَا مِنَ النَّصْرَانِيَّةِ

اس جیسا جانور اس سے نہیں لیا جائے گا اور نہ اسے یہ حق کہ اس کے بدلے مالک کو کوئی اور جانور دے بلکہ اس پر روزِ ہلاکت کی قیمت ہے اس جانور یا سامان کی دونوں انصاف سے قیمت لگا لیں۔

نیز امام مالک کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جس سے مالک کی اجازت کے بغیر اناج تلف ہو جائے تو مالک کو اسی جیسا اناج واپس کر دیا جائے گا جو اس کی ملک میں ہو اور اناج یہاں سونے چاندی کی جگہ ہے۔ سونے کے بدلے سونا اور چاندی کے بدلے چاندی لوٹائی جاتی ہے لیکن حیوان یہاں سونے کی جگہ نہیں ہیں سنت اور مسلمانوں کے عمل نے ان میں فرق رکھا ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کے مال سپرد کیا گیا اس نے اپنے لیے سامان خریدا اور نفع کمایا تو وہ منافع اسی کا ہے کیونکہ وہ مال کا ضامن ہے جب تک مالک کو واپس نہ کر دے۔

اسلام سے پھر جانے والے کا حکم

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- جو اپنا دین تبدیل کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کہ جو اپنا دین تبدیل کر لے اس کی گردن اڑا دو کا مطلب میرے خیال میں یہ ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ جو اسلام سے کسی اور طرف نکل جائے یعنی زندیق وغیرہ ہو جائے تو قابو پانے پر مسلمان اسے قتل کر دیں اور اس سے توبہ نہ لی جائے کیونکہ اس کی توبہ کا اعتبار نہیں ایسے لوگ اپنے کفر کو چھپاتے اور اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ایسے لوگوں سے توبہ کے لیے نہ کہا جائے اور ان کی باتوں کا اعتبار نہ کیا جائے اور جو اسلام سے نکل کر کسی اور دین میں شامل ہوا اور اسے ظاہر کیا تو اس سے توبہ کرائی جائے گی۔ اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ قتل کیا جائے گا۔ اگر کتنے ہی لوگ ایسا کریں تو انہیں اسلام کی طرف بلایا جائے گا اور توبہ کرائی جائے گی۔ اگر توبہ کر لیں تو ان کی توبہ قبول کی جائے گی اور توبہ نہ کریں تو قتل کیے جائیں گے اور اس سلسلے میں ان

إِلَى الْيَهُودِيَّةِ. وَلَا مَنْ يُغَيِّرُ دِينَهُ مِنْ أَهْلِ الْأَدْيَانِ كُلِّهَا. إِلَّا الْإِسْلَامَ. فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَى غَيْرِهِ، وَأَظْهَرَ ذٰلِكَ، فَذٰلِكَ الَّذِي عُنِيَ بِهِ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

کی مدد نہیں کی جائے گی۔ آگے اللہ بہتر جانے جو یہودی سے نصرانی یا نصرانی سے یہودی ہو جائے یا اسلام کے علاوہ دیگر ادیان میں تبدیل ہونا پھرے یہ الگ بات ہے کیونکہ جو اسلام سے دوسرے دین کی طرف نکلے اور اسے ظاہر کرے تو یہی مراد اس کے لیے ہے۔ آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔

١٦ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ. فَأَخْبَرَهُ. ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ: هَلْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ. قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهِ؟ قَالَ قَرَّبْنَاهُ، فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ. فَقَالَ عُمَرُ أَفَلَا حَبَسْتُمُوهُ ثَلَاثًا. وَأَطْعَمْتُمُوهُ

محمد بن عبداللہ بن عبد القاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر کی خدمت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کی طرف سے ایک آدمی آیا آپ نے اس سے لوگوں کا حال پوچھا تو اس نے بتا دیا۔ پھر حضرت عمر نے اس سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی خاص خبر ہے؟ وہ عرض گزار ہوا کہ ہاں۔ ایک مسلمان کافر ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ عرض کی ہم نے پکڑ کر اس کی گردن اڑا دی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تم اسے تین دن قید رکھتے، روزانہ ایک روٹی دیتے اور اس سے توبہ کا

ف۔ دین تبدیل کرنے اور کافر و مرتد ہونے کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ آدمی اسلام کو چھوڑ کر ہندو سکھ عیسائی یہودی پارسی کمیونسٹ وغیرہ ہو جائے۔ ملت اسلامیہ کو چھوڑ کر کافروں کے کسی بھی گروہ میں شامل ہو جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی شامل تو مسلمانوں میں ہی رہے اور مسلمان ہی کہلائے لیکن کوئی غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لے جو صریح کفریہ ہو اور اس عقیدے کو اسلامی عقیدے پر محمول کرنے کا کوئی ضعیف سے ضعیف پہلو بھی نہ مل سکے اور وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے تو ایسے حالات میں یقیناً اس شخص کو کافر و مرتد قرار دیا جائے گا۔ عام مسلمان اس کے ساتھ کافروں مرتدوں جیسا سلوک کریں گے اور اسلامی حکومت ہو تو اسے قتل کر کے دنیا کو اس کے وجود سے پاک کرے گی۔

ماضی قریب میں جبکہ متحدہ ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی تو حکومت کی ضرورت کے لیے اس کے اشارہ چشم و ابرو پر کفر و ارتداد کی یہ دوسری راہ ملک کے کتنے ہی اہل علم حضرات نے اختیار کر لی تھی بے خبر مسلمان ان حضرات کو اپنے دینی رہنما، مذہبی پیشوا اور قومی لیڈر سمجھتے رہے اور حق کی علمبرداری کرنے والے علماء کے سمجھانے بجھانے، صورتِ حال بتانے جتانے کے باوجود کتنے ہی لوگ ان کی مولویت و مشیخیت اور لیڈری سے دھوکا کھا کر ان کی پیشوائی کا دم بھرتے ہی رہے یوں وہ گمراہ گر کفریہ عقائد اختیار کر کے خود تو جہنم کا ایندھن بنے ہی تھے لیکن ان غیر اسلامی عقائد و نظریات کی تشہیر کر کے اپنے ساتھ اور کتنے ہی مسلمانوں کو لے ڈوبے مدعیان اسلام میں سے جو اس طرح راہ کفر و ارتداد اختیار کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے لیے کھلے کافروں مرتدوں سے ہزاروں گنا زیادہ مضر اور خطرناک ہیں۔ کھلے کافروں مرتدوں کے بہکانے سے کوئی مسلمان اپنے ایمان کی دولت کو ضائع کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا لیکن ایسے کافروں مرتدوں کی ظاہری مولویت و مشیخیت اور جبہ و دستار کو دیکھ کر کتنے ہی مسلمان ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور یوں بے خبری میں اپنی ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ایسے گندم نما جو فروش قسم کے پیشواؤں سے خبردار رہنا چاہیئے۔ مدعیان اسلام کے اندر جو اتنے سارے فرقے نظر آ رہے ہیں یہ ایسے ہی حضرات کی کارگزاری کا زندہ ثبوت ہے جو ظاہر میں علم و فضل کی مسندوں پر براجمان تھے لیکن حقیقت میں شیطان ملعون کے نائب بن کر ملت اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے کمزور کرنے اور حقیقت میں اپنے دشمن دین و ایمان ہونے کا ثبوت پیش کر رہے تھے

كُلَّ يَوْمٍ دِغِيفًا. وَاسْتَتِبْتُمُوهُ لَعَلَّهُ يَتُوبُ وَيُرَاجِعُ أَمْرَ اللهِ؟ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَمْ أَحْضُرْ وَلَمْ آمُرْ. وَلَمْ أَرْضَ. إِذْ بَلَغَنِي.

مطالبہ کرتے، شاید وہ توبہ کرکے اللہ کے دین کی طرف لوٹ آتا، پھر حضرت عمر گویا ہوئے:۔ اے اللہ! میں موجود نہ تھا میں نے یہ حکم نہیں دیا، جب مجھ تک یہ بات پہنچی تو میں راضی نہیں ہوا۔

بَابُ ۱۹ الْقَضَاءِ فِيمَنْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی کو پائے

۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ إِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا. أَأُمْهِلُهُ حَتّٰى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَعَمْ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پاؤں تو کیا اسے مہلت دوں کہ چار گواہ لاؤں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ. يُقَالُ لَهُ ابْنُ خُبَيْرِيٍّ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ، أَوْ قَتَلَهُمَا مَعًا. فَأَشْكَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْقَضَاءُ فِيهِ. فَكَتَبَ إِلٰى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، يَسْأَلُ لَهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنْ ذٰلِكَ. فَسَأَلَ أَبُو مُوسٰى، عَنْ ذٰلِكَ، عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ. فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّ هٰذَا الشَّيْءَ مَا هُوَ بِأَرْضِي. عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّي. فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسٰى: كَتَبَ إِلَيَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَبُو حَسَنٍ. إِنْ لَمْ يَأْتِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ، فَلْيُعْطَ بِرُمَّتِهِ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک شامی نے جس کو ابن خیبری کہا جاتا تھا، اپنی بیوی کے پاس ایک آدمی کو دیکھ کر اسے قتل کر دیا یا دونوں کو قتل کر دیا۔ حضرت معاویہ کو اس فیصلے میں دقت پیش آئی تو انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے لیے لکھا کہ یہ مسئلہ حضرت علی سے پوچھ کر انہیں بتایا جائے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھے پوری بات بتائی جائے۔ حضرت ابوموسیٰ نے انہیں واقعہ بتا دیا کہ حضرت معاویہ نے مجھے آپ سے پوچھنے کے لیے لکھا تھا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ میں ابوالحسن ہوں، اگر چار گواہ نہ لا سکے تو اپنی گردن پیش کر دینی چاہیے۔

بَابُ ۲۰ الْقَضَاءِ فِي الْمَنْبُوذِ

راستے میں پڑے ہوئے بچے کا حکم

۱۹۔ قَالَ يَحْيٰى: قَالَ مَالِكٌ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ. رَجُلٌ مِنْ سُلَيْمٍ؛ أَنَّهُ وَجَدَ مَنْبُوذًا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. قَالَ فَجِئْتُ بِهِ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَخْذِ هٰذِهِ النَّسَمَةِ؟ فَقَالَ: وَجَدْتُهَا ضَائِعَةً فَأَخَذْتُهَا. فَقَالَ لَهُ عَرِيفُهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ:

بنی سلیم کے سنین ابوجمیلہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں انہیں راستے میں پڑا ہوا بچہ ملا، وہ فرماتے ہیں کہ میں اسے حضرت عمر کی خدمت میں لے گیا۔ فرمایا کہ اس جان کو اٹھانے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہا کہ میں نے اس لیے اٹھایا کہ یہ مر جاتا، ان کے عریف نے کہا اے امیر المومنین! یہ نیک آدمی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کیا اسی طرح کا ہے؟ کہا ہاں۔

أَكَذٰلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اِذْهَبْ فَهُوَ حُرٌّ. وَلَكَ وَلَاؤُهُ. وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمَنْبُوذِ، أَنَّهُ حُرٌّ. وَأَنَّ وَلَاءَهُ لِلْمُسْلِمِينَ هُمْ يَرِثُونَهُ، وَيَعْقِلُونَ عَنْهُ.

بَابُ ۲۱ الْقَضَاءِ بِإِلْحَاقِ الْوَلَدِ بِأَبِيهِ

۲۰ - قَالَ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي. فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ. قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ. وَقَالَ: ابْنُ أَخِي. قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ. فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي. وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي. وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي. قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ. وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي. وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي. وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ. وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ» ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ «احْتَجِبِي مِنْهُ» لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. قَالَتْ: فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ.

۲۱ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: أَنَّ امْرَأَةً هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا. فَاعْتَدَّتْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. ثُمَّ تَزَوَّجَتْ حِينَ حَلَّتْ. فَمَكَثَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَنِصْفَ شَهْرٍ. ثُمَّ وَلَدَتْ وَلَدًا تَامًّا. فَجَاءَ زَوْجُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَدَعَا عُمَرُ نِسْوَةً مِنْ نِسَاءِ

حضرت عمر نے فرمایا کہ جاؤ یہ آزاد ہے اور اس کی ولاء تمہارے لیے ہوگی اور اس کا خرچ ہم پر ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ راستے میں پڑے ہوئے بچے کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ وہ آزاد ہے اس کی ولاء مسلمانوں کے لیے ہے وہی اس کے وارث ہیں اور وہی اس کی دیت ادا کریں گے۔

بیٹے کو باپ سے ملانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص سے عہد لیا کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے تم اسے اپنے قبضے میں لے لینا وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال حضرت سعد نے اسے لے لیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اور مجھ سے اس کے متعلق عہد لیا گیا ہے۔ عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے دونوں جھگڑتے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔ حضرت سعد عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے اس کے متعلق مجھ سے عہد لیا گیا تھا۔ حضرت عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے، میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اور ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے عبد بن زمعہ! یہ تمہارا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ بستر والے کا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ پھر حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کرو کیونکہ اسے عتبہ بن ابی وقاص سے مشابہ ہے حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ پھر اس لڑکے نے

سلیمان بن یسار نے عبد اللہ بن ابوامیہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا تو اس نے چار مہینے دس دن کی عدت پوری کر کے حلال ہونے پر دوسرا نکاح کر لیا۔ اس خاوند کے پاس ساڑھے چار مہینے ہوئے تھے کہ عورت نے پورا بچہ جنا۔ اس کا خاوند حضرت عمر کی خدمت میں آیا اور اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عمر نے زمانۂ جاہلیت کی سمجھدار اور بڑی بوڑھی عورتیں بلائیں اور ان سے یہ بات پوچھی ان میں سے ایک نے کہا کہ میں آپ کو اس عورت کے متعلق

الْجَاهِلِيَّةِ، قُدَمَاءَ. فَسَأَلَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: أَنَا أُخْبِرُكَ عَنْ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ. هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا حِينَ حَمَلَتْ مِنْهُ. فَأُهْرِيقَتْ عَلَيْهِ الدِّمَاءُ. فَحَشَّ وَلَدُهَا فِي بَطْنِهَا. فَلَمَّا أَصَابَهَا زَوْجُهَا الَّذِي نَكَحَهَا، وَأَصَابَ الْوَلَدَ الْمَاءُ، تَحَرَّكَ الْوَلَدُ فِي بَطْنِهَا. وَكَبِرَ.

فَصَدَّقَهُنَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. وَقَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْنِي عَنْكُمَا إِلَّا خَيْرٌ. وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْأَوَّلِ.

۲۲- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُلِيطُ أَوْلَادَ الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنِ ادَّعَاهُمْ فِي الْإِسْلَامِ. فَأَتَى رَجُلَانِ، كِلَاهُمَا يَدَّعِي وَلَدَ امْرَأَةٍ. فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَائِفًا فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا. فَقَالَ الْقَائِفُ: لَقَدِ اشْتَرَكَا فِيهِ. فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدِّرَّةِ. ثُمَّ دَعَا الْمَرْأَةَ فَقَالَ: أَخْبِرِينِي خَبَرَكِ. فَقَالَتْ: كَانَ هٰذَا، لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ، يَأْتِينِي. وَهِيَ فِي إِبِلٍ لِأَهْلِهَا. فَلَا يُفَارِقُهَا حَتَّى يَظُنَّ وَتَظُنَّ أَنَّهُ قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا حَبَلٌ. ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهَا. فَأُهْرِيقَتْ عَلَيْهِ دِمَاءٌ. ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا هٰذَا، تَعْنِي الْآخَرَ، فَلَا أَدْرِي مِنْ أَيِّهِمَا هُوَ؟ قَالَ: فَكَبَّرَ الْقَائِفُ. فَقَالَ عُمَرُ لِلْغُلَامِ: وَالِ أَيَّهُمَا شِئْتَ.

۲۳- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، أَوْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، قَضَى أَحَدُهُمَا فِي امْرَأَةٍ غَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا. وَذَكَرَتْ أَنَّهَا حُرَّةٌ فَتَزَوَّجَهَا. فَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا. فَقَضَى أَنْ يَفْدِيَ وَلَدَهُ بِمِثْلِهِمْ.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: وَالْقِيمَةُ أَعْدَلُ فِي هٰذَا، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

بَابُ ۲۲ الْقَضَاءِ فِي مِيرَاثِ الْوَلَدِ الْمُسْتَلْحَقِ

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَهْلِكُ وَلَهُ بَنُونَ. فَيَقُولُ أَحَدُهُمْ: قَدْ أَقَرَّ أَبِي أَنَّ فُلَانًا ابْنُهُ. إِنَّ ذٰلِكَ النَّسَبَ لَا يَثْبُتُ

بتاتی ہوں جب اس کا خاوند فوت ہوا تو یہ حاملہ تھی حیض کا خون گرنے سے پیٹ میں بچہ سوکھ گیا جب دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور بچے کو پانی لگا تو پیٹ میں بچہ حرکت کرنے لگا اور بڑا ہو گیا۔ حضرت عمر نے اس کی تصدیق کی اور مرد و عورت کو جدا کر کے حضرت عمر نے فرمایا۔ مجھے تم سے بھلائی ہی ملتی ہے اور بچے کا نسب پہلے آدمی سے ملا دیا۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاہلیت کی اولاد کے متعلق عہد اسلام میں جو دعویٰ کرتا اس کے ساتھ ملا دیتے۔ آپ کی خدمت میں دو آدمی آئے جو دونوں ایک بچے کے مدعی تھے حضرت عمر نے قیافہ شناس کو بلایا۔ اس نے دونوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ اس میں دونوں شریک ہیں۔ حضرت عمر نے اسے درے سے مارا اور پھر عورت کو بلا کر اس سے کہا کہ مجھے حقیقت بتاؤ۔ وہ عرض گزار ہوئی کہ ان میں سے ایک آدمی آیا کرتا اور میں اپنے اونٹوں میں ہوتی تھی یہ ساتھ کی طرح مجھ سے جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ مجھے حمل ٹھہر گیا ہے۔ پھر یہ چلا گیا اور مجھے حیض آتا تھا۔ پھر یہ دوسرا آدمی میرے پاس آنے لگا میں نہیں جانتی کہ یہ بچہ دونوں میں سے کس کا ہے قائف پھولے نہ سمایا حضرت عمر نے لڑکے سے کہا کہ جس کے ساتھ چاہو موالات کر لو۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر یا حضرت عثمان نے اس عورت کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا جس نے ایک آدمی کو دھوکا دیتے ہوئے خود کو آزاد بتا کر اس سے نکاح کر لیا اور بچہ پیدا ہوا پس فیصلہ فرمایا کہ مرد اپنے بچے کا فدیہ دے کر آزاد کروائے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کی قیمت دینا زیادہ مناسب ہے۔

جو لڑکا کسی سے ملایا جائے اس کا وارث ہونا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو فوت ہو جائے اور اس کے کئی بیٹے ہوں ان میں سے ایک کہے:۔ ابا جان نے اقرار کیا تھا کہ فلاں میرا بیٹا ہے۔ چنانچہ نسب

بِشَهَادَةِ إِنْسَانٍ وَاحِدٍ. وَلَا يَجُوزُ إِقْرَارُ الَّذِي أَقَرَّ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ فِي حِصَّتِهِ مِنْ مَالِ أَبِيهِ. يُعْطِي الَّذِي شَهِدَ لَهُ قَدْرَ مَا يُصِيبُهُ مِنَ الْمَالِ الَّذِي بِيَدِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ، أَنْ يَهْلِكَ الرَّجُلُ وَيَتْرُكَ ابْنَيْنِ لَهُ. وَيَتْرُكَ سِتَّمِائَةِ دِينَارٍ. فَيَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ثَلَاثَمِائَةِ دِينَارٍ. ثُمَّ يَشْهَدُ أَحَدُهُمَا أَنَّ أَبَاهُ الْهَالِكَ أَقَرَّ أَنَّ فُلَانًا ابْنُهُ. فَيَكُونُ عَلَى الَّذِي شَهِدَ لِلَّذِي اسْتُلْحِقَ مِائَةُ دِينَارٍ. وَذَلِكَ نِصْفُ مِيرَاثِ الْمُسْتَلْحَقِ لَوْ لَحِقَ. وَلَوْ أَقَرَّ لَهُ الْآخَرُ أَخَذَ الْمِائَةَ الْأُخْرَى فَاسْتَكْمَلَ حَقَّهُ وَثَبَتَ نَسَبُهُ. وَهُوَ أَيْضًا بِمَنْزِلَةِ الْمَرْأَةِ تُقِرُّ بِالدَّيْنِ عَلَى أَبِيهَا أَوْ عَلَى زَوْجِهَا. وَيُنْكِرُ ذَلِكَ الْوَرَثَةُ. فَعَلَيْهَا أَنْ تَدْفَعَ إِلَى الَّذِي أَقَرَّتْ لَهُ بِالدَّيْنِ قَدْرَ الَّذِي يُصِيبُهَا مِنْ ذَلِكَ الدَّيْنِ. لَوْ ثَبَتَ عَلَى الْوَرَثَةِ كُلِّهِمْ. إِنْ كَانَتِ امْرَأَةً وَرِثَتِ الثُّمُنَ، دَفَعَتْ إِلَى الْغَرِيمِ ثُمُنَ دَيْنِهِ. وَإِنْ كَانَتِ ابْنَةً وَرِثَتِ النِّصْفَ، دَفَعَتْ إِلَى الْغَرِيمِ نِصْفَ دَيْنِهِ. عَلَى حِسَابِ هَذَا يَدْفَعُ إِلَيْهِ مَنْ أَقَرَّ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ شَهِدَ رَجُلٌ عَلَى مِثْلِ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْمَرْأَةُ أَنَّ لِفُلَانٍ عَلَى أَبِيهِ دَيْنًا. أُحْلِفَ صَاحِبُ الدَّيْنِ مَعَ شَهَادَةِ شَاهِدِهِ. وَأُعْطِيَ الْغَرِيمُ حَقَّهُ كُلَّهُ. وَلَيْسَ هَذَا بِمَنْزِلَةِ الْمَرْأَةِ. لِأَنَّ الرَّجُلَ تَجُوزُ شَهَادَتُهُ. وَيَكُونُ عَلَى صَاحِبِ الدَّيْنِ، مَعَ شَهَادَةِ شَاهِدِهِ، أَنْ يَحْلِفَ. وَيَأْخُذُ حَقَّهُ كُلَّهُ. فَإِنْ لَمْ يَحْلِفْ أَخَذَ مِنْ مِيرَاثِ الَّذِي أَقَرَّ لَهُ. قَدْرَ مَا يُصِيبُهُ مِنْ ذَلِكَ الدَّيْنِ. لِأَنَّهُ أَقَرَّ بِحَقِّهِ. وَأَنْكَرَ الْوَرَثَةُ. وَجَازَ عَلَيْهِ إِقْرَارُهُ.

بَابُ (۲۳) الْقَضَاءِ فِي أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ

۲۴ - قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

ایک آدمی کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتا۔ وہ اقرار کوئی کام نہیں آئے گا ماسوائے اس کے کہ اقرار کرنے والے کو اس کے باپ کے مال سے جو حصہ ملا ہے شہادت کے باعث وہ اسے حصہ دے گا۔

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ایک آدمی فوت ہو گیا پیچھے دو بیٹے اور چھ سو دینار چھوڑے۔ ان میں سے ہر ایک کو تین سو دینار مل جائیں گے۔ پھر ان میں سے ایک کہے کہ میرے مرحوم باپ نے اقرار کیا تھا کہ فلاں بھی میرا بیٹا ہے۔ پس گواہی دینے والا اس ملحق کو سو دینار دے یہ اس ملائے گئے کی نصف میراث ہے مگر دوسرا بھی اقرار کر لیتا تو وہ دوسرے ایک سو دینار بھی لیتا یوں اس کو پورا حق مل جاتا اور اس کا نسب ثابت ہو جاتا اس کی مثال یہ ہے جیسے کوئی عورت اپنے باپ یا بھائی پر قرضے کا اقرار کرے اور دوسرے وارث انکار کریں تو وہ اپنے حصے کے مطابق قرض ادا کرے جتنا تمام وارثوں کے حصوں سے آتا ہے۔ اگر اس عورت کو میراث کا آٹھواں ملا ہے تو قرض کا آٹھواں حصہ ادا کرے گی اور اگر بیٹی کی صورت میں اسے نصف ترکہ ملا ہے تو قرض خواہ کو نصف قرض ادا کرے گی جو عورت بھی اقرار کرے اسے اسی حساب سے دینا ہو گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس عورت کی طرح ایک مرد بھی گواہی دے کہ فلاں کا میرے باپ پر قرض ہے تو اس گواہ کے ساتھ قرض خواہ سے قسم لی جائے گی اور قرض خواہ کو اس کا پورا حق دیا جائے گا اور یہاں یہ معاملہ عورت والے کی طرح نہیں ہے کیونکہ آدمی کی شہادت جائز ہے اور قرض خواہ پر ضروری ہے کہ وہ گواہ کی گواہی کے ساتھ قسم کھائے اور اپنا پورا حق لے۔ اگر قسم نہ کھائے تو اقرار کرنے والے کی میراث سے جو اس کے حصے میں آتا ہے وہ قرض وصول کرے کیونکہ اس نے اپنے حق کا اقرار کیا ہے اور دوسرے وارثوں نے انکار کیا ہے اور اس کے اقرار نے اسے جائز کیا ہے۔

لونڈیوں کی اولاد کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ لونڈیوں سے صحبت کرتے

قَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَؤُونَ وَلَائِدَهُمْ، ثُمَّ يَعْزِلُونَهُنَّ؟ لَا تَأْتِينِي وَلِيدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا أَنْ قَدْ أَلَمَّ بِهَا، إِلَّا أَلْحَقْتُ بِهِ وَلَدَهَا. فَاعْزِلُوا بَعْدُ، أَوِ اتْرُكُوا.

٢٥ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ؛ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَؤُونَ وَلَائِدَهُمْ. ثُمَّ يَدَعُوهُنَّ يَخْرُجْنَ. لَا تَأْتِينِي وَلِيدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا أَنْ قَدْ أَلَمَّ بِهَا، إِلَّا قَدْ أَلْحَقْتُ بِهِ وَلَدَهَا. فَأَرْسِلُوهُنَّ بَعْدُ، أَوْ أَمْسِكُوهُنَّ.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي أُمِّ الْوَلَدِ إِذَا جَنَتْ جِنَايَةً. ضَمِنَ سَيِّدُهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ قِيمَتِهَا. وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُسَلِّمَهَا. وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَحْمِلَ مِنْ جِنَايَتِهَا أَكْثَرَ مِنْ قِيمَتِهَا.

بَابُ ٢٤ الْقَضَاءِ فِي عِمَارَةِ الْمَوَاتِ

٢٦ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ. وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ».

قَالَ مَالِكٌ: وَالْعِرْقُ الظَّالِمُ كُلُّ مَا احْتُفِرَ أَوْ أُخِذَ أَوْ غُرِسَ بِغَيْرِ حَقٍّ.

٢٧ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى ذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

بَابُ ٢٥ الْقَضَاءِ فِي الْمِيَاهِ

٢٨ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي سَيْلِ مَهْزُورٍ وَمُذَيْنِبٍ: «يُمْسَكُ حَتَّى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلُ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ».

ہیں اور پھر عزل بھی کرتے ہیں میرے پاس آئندہ جو لونڈی آئی اور اس کے آقا نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کا اقرار کیا تو میں اس اولاد کو اسی مرد سے ملا دوں گا۔ اب اس کے ساتھ عزل کرنا یا چھوڑ دینا۔

صفیہ بنت ابو عبید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ لونڈیوں سے صحبت کرتے ہیں اور پھر انہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ نکل جائیں آئندہ میرے پاس کوئی لونڈی آئی اور آقا نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کا اقرار کیا تو میں اس عورت کے بچے کو اس مرد کے ساتھ ملا دوں گا اس کے بعد ایسی عورتوں کو بھیج دینا یا روکے رکھنا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ام الولد کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب وہ جنایت کرے تو آقا اس کی قیمت سے تاوان ادا کرے گا اور وہ لونڈی نہیں دے گا اور جنایت میں اس کی قیمت سے زیادہ رقم بھی نہیں دے گا۔

بنجر زمین کو آباد کرنے کا حکم

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بنجر زمین کو قابل کاشت بنایا تو وہ اسی کی ہے اور کسی زبردستی قبضہ کرنے والے کا اس پر کوئی حق نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ العرق الظالم سے مراد ہے جو بغیر حق کے گڑھا کھودے، قبضہ کرے یا درخت لگائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو بنجر زمین کو قابل کاشت بنائے تو وہ اسی کی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

پانی دینے کا بیان

عبد اللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مہزور اور مذینب نالوں کے بارے میں فرمایا کہ ٹخنوں تک ان کا پانی بھر لیا جائے، پھر اونچی جگہ والا نیچی جگہ والے کی طرف پانی چھوڑ دے۔

۲۹۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ“۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ زائد پانی نہ روکا جائے کہ لوگ گھاس سے رُک جائیں۔

۳۰۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”لَا يُمْنَعُ نَقْعُ بِئْرٍ“۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کہ کنوئیں کے بچے ہوئے پانی سے نہ روکا جائے۔

بَابُ ۲۶ الْقَضَاءِ فِي الْمِرْفَقِ

مروّت کا بیان

۳۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ“۔

یحییٰ بن عمارہ مازنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ اپنا نقصان کرو۔

۳۲۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”لَا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ خَشَبَةً يَغْرِزُهَا فِي جِدَارِهِ“ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ. وَاللهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی کسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ پھر حضرت ابوہریرہ کہا کرتے کہ آپ اسے توجہ سے نہیں سنتے۔ خدا کی قسم میں آپ کو بار بار سناؤں گا۔

۳۳۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ خَلِيفَةَ سَاقَ خَلِيجًا لَهُ مِنَ الْعُرَيْضِ. فَأَرَادَ أَنْ يَمُرَّ بِهِ فِي أَرْضِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ. فَأَبٰى مُحَمَّدٌ. فَقَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ: لِمَ تَمْنَعُنِي؟ وَهُوَ لَكَ مَنْفَعَةٌ. تَشْرَبُ بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَلَا يَضُرُّكَ. فَأَبٰى مُحَمَّدٌ. فَكَلَّمَ فِيهِ الضَّحَّاكُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ. فَأَمَرَهُ أَنْ يُخَلِّيَ سَبِيلَهُ. فَقَالَ مُحَمَّدٌ: لَا. فَقَالَ عُمَرُ: لِمَ تَمْنَعُ أَخَاكَ مَا يَنْفَعُهُ؟ وَهُوَ لَكَ نَافِعٌ. تَسْقِي بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا. وَهُوَ لَا يَضُرُّكَ. فَقَالَ مُحَمَّدٌ: لَا. وَاللهِ. فَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ لَيَمُرَّنَّ بِهِ وَلَوْ عَلٰى بَطْنِكَ. فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَمُرَّ بِهِ. فَفَعَلَ الضَّحَّاكُ۔

یحییٰ بن عمارہ سے روایت ہے کہ ضحاک بن خلیفہ نے عریض میں ایک نہر نکالی اور چاہا کہ وہ محمد بن مسلمہ کی زمین سے گزرے۔ محمد نے انکار کیا۔ ضحاک نے ان سے کہا کہ آپ کیوں منع کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے کہ شروع اور آخر میں آپ کو پانی ملے گا اور نقصان کچھ نہیں۔ محمد نے پھر بھی انکار کیا۔ ضحاک نے حضرت عمر سے بات کی تو حضرت عمر نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر فرمایا کہ انہیں نہ روکو۔ محمد نے کہا کہ یہ نہیں ہوگا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ایک مفید کام سے اپنے بھائی کو کیوں روکتے ہو جبکہ وہ تمہارے لیے مفید ہے اور اول و آخر تم اپنی زمین کو سیراب کیا کروگے اور تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا؟ محمد نے کہا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ ضرور گزرے گی خواہ تمہارے پیٹ کے اوپر سے ہو۔ پس حضرت عمر نے اس کے گزرنے کا حکم دیا تو ضحاک نے ایسا ہی کیا۔

٣٤ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ فِي حَائِطِ جَدِّهِ، رَبِيعٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. فَأَرَادَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْ يُحَوِّلَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْحَائِطِ، هِيَ أَقْرَبُ إِلَى أَرْضِهِ. فَمَنَعَهُ صَاحِبُ الْحَائِطِ. فَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي ذٰلِكَ. فَقَضَى لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ بِتَحْوِيلِهِ.

یحییٰ بن عمارہ سے روایت ہے کہ میرے جد امجد کے باغ سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کی ایک نہر گزرتی تھی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے رخ تبدیل کرکے باغ کے قریب سے لے جانا چاہا جو ان کی زمین سے قریبی راستہ تھا۔ باغ والے نے منع کیا تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت عمر سے بات کی تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے لیے تبدیل کرنے کا فیصلہ ہو گیا۔

بَابُ الْقَضَاءِ فِي قَسْمِ الْأَمْوَالِ

مال تقسیم کرنے کا بیان

٣٥ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَيُّمَا دَارٍ أَوْ أَرْضٍ قُسِمَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْجَاهِلِيَّةِ. وَأَيُّمَا دَارٍ أَوْ أَرْضٍ أَدْرَكَهَا الْإِسْلَامُ وَلَمْ تُقْسَمْ، فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْإِسْلَامِ».

ثور بن زید دیلی کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو گھر یا زمین دورِ جاہلیت میں تقسیم ہوئی وہ جاہلیت کی تقسیم پر ہی رہے گی اور جو گھر یا زمین دورِ اسلام میں حاصل ہوئی اور اسے تقسیم نہیں کیا گیا تو اس کی تقسیم اسلامی طریقے پر ہو گی۔

٣٦ - قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِيمَنْ هَلَكَ وَتَرَكَ أَمْوَالًا بِالْعَالِيَةِ وَالسَّافِلَةِ: إِنَّ الْبَعْلَ لَا يُقْسَمُ مَعَ النَّضْحِ. إِلَّا أَنْ يَرْضَى أَهْلُهُ بِذٰلِكَ. وَإِنَّ الْبَعْلَ يُقْسَمُ مَعَ الْعَيْنِ. إِذَا كَانَ يُشْبِهُهَا. وَأَنَّ الْأَمْوَالَ إِذَا كَانَتْ بِأَرْضٍ وَاحِدَةٍ، الَّذِي بَيْنَهُمَا مُتَقَارِبٌ، أَنَّهُ يُقَامُ كُلُّ مَالٍ مِنْهَا، ثُمَّ يُقْسَمُ بَيْنَهُمْ. وَالْمَسَاكِنُ وَالدُّورُ بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو فوت ہو جائے اور بارانی و چاہی زمینیں چھوڑے تو بارانی چاہی کے ساتھ نہیں ملائی جائے گی مگر جبکہ ورثا اس پر رضامند ہوں۔ بارانی کو چشمے والی کے ساتھ تقسیم کر دیں گے جبکہ وہ ایک جیسی ہوں۔ ایک ہی زمین کے قطعات کی قدر و قیمت اگر مختلف ہو تو ہر ایک کی قیمت لگا کر پھر انہیں تقسیم کیا جائے گا۔ اسی طرح رہنے کے گھروں اور مکانوں کا معاملہ ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ فِي الضَّوَارِي وَالْحَرِيسَةِ

ضواری اور حریسہ کا بیان

٣٧ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ؛ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْ فِيهِ. فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ عَلَى أَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ. وَأَنَّ مَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِي بِاللَّيْلِ، ضَامِنٌ عَلَى أَهْلِهَا.

حرام بن سعد بن محیصہ سے روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب کی اونٹنی کسی کے باغ میں داخل ہوئی اور نقصان کیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ دن میں حفاظت کرنا باغ والوں کی ذمہ داری ہے اور جو جانور رات کے وقت نقصان کرے تو اس کا مالک تاوان دے۔

٣٨ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ،

یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ حاطب

عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، أَنَّ رَقِيقًا لِحَاطِبٍ سَرَقُوا نَاقَةً لِرَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ. فَانْتَحَرُوهَا. فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَأَمَرَ عُمَرُ كَثِيرَ بْنَ الصَّلْتِ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ. ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: أَرَاكَ تُجِيعُهُمْ. ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ، لَأُغَرِّمَنَّكَ غُرْمًا يَشُقُّ عَلَيْكَ. ثُمَّ قَالَ لِلْمُزَنِيِّ: كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ؟ فَقَالَ الْمُزَنِيُّ: قَدْ كُنْتُ وَاللّٰهِ أَمْنَعُهَا مِنْ أَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ. فَقَالَ عُمَرُ: أَعْطِهِ ثَمَانَمِائَةِ دِرْهَمٍ.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: وَلَيْسَ عَلَى هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَنَا فِي تَضْعِيفِ الْقِيمَةِ. وَلٰكِنْ مَضَى أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا، عَلَى أَنَّهُ إِنَّمَا يَغْرَمُ الرَّجُلُ قِيمَةَ الْبَعِيرِ، أَوِ الدَّابَّةِ، يَوْمَ يَأْخُذُهَا.

کہ غلاموں نے مزینہ کے ایک آدمی کی اونٹنی چرا کر ذبح کر لی۔ یہ مقدمہ حضرت عمر کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت عمر نے کثیر بن صلت کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ میرے خیال میں تم انہیں بھوکے رکھتے ہو۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تمہارے اوپر اتنا تاوان ڈالوں گا کہ تم گرانی محسوس کرو گے پھر مزنی سے فرمایا کہ تمہاری اونٹنی کی قیمت کیا ہو گی؟ مزنی نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے وہ چار سو درہم میں نہیں دی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے آٹھ سو درہم دو۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کہ دگنی قیمت لی جائے بلکہ ہمارے نزدیک اسلاف کا عمل یہ ہے کہ اونٹ یا دوسرے جانور کی اس روز کی قیمت بطور تاوان لی جائے جس روز اسے پکڑا تھا۔

بَابُ ۲۹ الْقَضَاءِ فِيمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنَ الْبَهَائِمِ

جو کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنَ الْبَهَائِمِ، إِنَّ عَلَى الَّذِي أَصَابَهَا قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کے جانور کو نقصان پہنچایا تو نقصان پہنچانے سے قیمت جتنی کم ہو گئی اتنا تاوان دے۔

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِي الْجَمَلِ يَصُولُ عَلَى الرَّجُلِ فَيَخَافُهُ عَلَى نَفْسِهِ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يَعْقِرُهُ: فَإِنَّهُ إِنْ كَانَتْ لَهُ بَيِّنَةٌ، عَلَى أَنَّهُ أَرَادَهُ وَصَالَ عَلَيْهِ فَلَا غُرْمَ عَلَيْهِ. وَإِنْ لَمْ تَقُمْ لَهُ بَيِّنَةٌ إِلَّا مَقَالَتُهُ، فَهُوَ ضَامِنٌ لِلْجَمَلِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اونٹ اگر کسی آدمی پر حملہ کر دے اور وہ اپنی جان کے خوف سے اسے مار دے یا زخمی کر دے۔ اگر اس کے پاس حملہ کرنے کے دو گواہ ہوں تب تو اس پر تاوان نہیں پڑے گا اور اگر اپنی بات پر گواہ پیش نہ کر سکے تو اسے اونٹ کا تاوان دینا ہو گا۔

بَابُ ۳۰ الْقَضَاءِ فِيمَا يُعْطَى الْعُمَّالُ

کاریگروں کو جو چیزیں دی جاتی ہیں

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِيمَنْ دَفَعَ إِلَى الْغَسَّالِ ثَوْبًا يَصْبُغُهُ فَصَبَغَهُ. فَقَالَ صَاحِبُ الثَّوْبِ: لَمْ آمُرْكَ بِهٰذَا الصَّبْغِ. وَقَالَ الْغَسَّالُ: بَلْ أَنْتَ أَمَرْتَنِي بِذٰلِكَ. فَإِنَّ الْغَسَّالَ مُصَدَّقٌ فِي ذٰلِكَ. وَالْخَيَّاطُ مِثْلُ ذٰلِكَ. وَالصَّائِغُ مِثْلُ ذٰلِكَ. وَيَحْلِفُونَ عَلَى ذٰلِكَ. إِلَّا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے رنگریز کو رنگنے کے لیے کپڑا دیا۔ کپڑے والا کہے کہ میں نے تم سے اس رنگ کے لیے نہیں کہا تھا۔ رنگریز کہے کہ تم نے مجھے اسی رنگ کے لیے کہا تھا۔ رنگریز کو اس میں سچا سمجھا جائے گا اس طرح درزی اور سنار کا معاملہ ہے اور وہ اس بات پر قسم کھائیں گے مگر جبکہ ایسی بات کہیں جو دستور

أَنْ يَأْتُوا بِأَمْرٍ لَا يُسْتَعْمَلُونَ فِي مِثْلِهِ. فَلَا يَجُوزُ قَوْلُهُمْ فِي ذَلِكَ. وَلْيَحْلِفْ صَاحِبُ الثَّوْبِ. فَإِنْ رَدَّهَا وَأَبَى أَنْ يَحْلِفَ، حُلِّفَ الصَّبَّاغُ.

کے خلاف ہو تو پھر ان کی بات قابل قبول نہ ہوگی بلکہ کپڑے والے سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ رد کرے اور قسم کھانے سے انکار کرے تو کاریگر سے قسم لی جائے گی۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِي الصَّبَّاغِ يُدْفَعُ إِلَيْهِ الثَّوْبُ فَيُخْطِئُ بِهِ "فَيَدْفَعُهُ إِلَى رَجُلٍ آخَرَ" حَتَّى يَلْبَسَهُ الَّذِي أَعْطَاهُ إِيَّاهُ: إِنَّهُ لَا غُرْمَ عَلَى الَّذِي لَبِسَهُ. وَيَغْرَمُ الْغَسَّالُ لِصَاحِبِ الثَّوْبِ. وَذَلِكَ إِذَا لَبِسَ الثَّوْبَ الَّذِي دُفِعَ إِلَيْهِ عَلَى غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِأَنَّهُ لَيْسَ لَهُ. فَإِنْ لَبِسَهُ وَهُوَ يَعْرِفُ أَنَّهُ لَيْسَ ثَوْبَهُ، فَهُوَ ضَامِنٌ لَهُ.

امام مالک کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ رنگریز کو ایک کپڑا دیا اس نے غلطی سے وہ کپڑا دوسرے آدمی کو دے دیا۔ جسے دیا تھا اس نے وہ کپڑا پہن لیا۔ پہننے والے پر کوئی تاوان نہیں۔ دھونے والا کپڑے والے کو تاوان دے۔ یہ اس وقت ہے جبکہ جس نے کپڑا پہنا اور جس کو دیا گیا اس کو یہ علم نہ ہوا ہو کہ کپڑا اس کا نہیں ہے اگر اس نے یہ جانتے ہوئے پہنا کہ کپڑا اس کا نہیں ہے تو تاوان اسی پر ہوگا۔

بَابُ ۳۱ الْقَضَاءِ فِي الْحَمَالَةِ وَالْحِوَلِ

حوالے اور کفالت کا بیان

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يُحِيلُ الرَّجُلَ عَلَى الرَّجُلِ بِدَيْنٍ لَهُ عَلَيْهِ. أَنَّهُ إِنْ أَفْلَسَ الَّذِي أُحِيلَ عَلَيْهِ. أَوْ مَاتَ فَلَمْ يَدَعْ وَفَاءً. فَلَيْسَ لِلْمُحْتَالِ عَلَى الَّذِي أَحَالَهُ شَيْءٌ. وَأَنَّهُ لَا يَرْجِعُ عَلَى صَاحِبِهِ الْأَوَّلِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ: فَأَمَّا الرَّجُلُ يَتَحَمَّلُ لَهُ الرَّجُلُ بِدَيْنٍ لَهُ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ. ثُمَّ يَهْلِكُ الْمُتَحَمِّلُ. أَوْ يُفْلِسُ. فَإِنَّ الَّذِي تُحُمِّلَ لَهُ. يَرْجِعُ عَلَى غَرِيمِهِ الْأَوَّلِ.

یحیی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نے دوسرے پر اپنے قرض کا حوالہ کیا۔ اگر وہ آدمی جس پر قرض کا حوالہ کیا گیا مفلس ہو گیا یا مر گیا اور پیچھے کوئی مال نہ چھوڑا تو قرض خواہ کا اس پر کچھ بھی نہیں رہا اور وہ پہلے مقروض کی طرف رجوع نہیں کرے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے دوسرے کے قرض کا ذمہ لیا۔ پھر ذمہ لینے والا مر گیا یا مفلس ہو گیا تو قرض خواہ اپنے پہلے قرض دار کی طرف رجوع کرے۔

بَابُ ۳۲ الْقَضَاءِ فِيمَنِ ابْتَاعَ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ

جس نے کپڑا خریدا اور اس میں عیب نکل آیا

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: إِذَا ابْتَاعَ الرَّجُلُ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ مِنْ حَرْقٍ أَوْ غَيْرِهِ قَدْ عَلِمَهُ الْبَائِعُ. فَشُهِدَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ. أَوْ أَقَرَّ بِهِ. فَأَحْدَثَ فِيهِ الَّذِي ابْتَاعَهُ حَدَثًا مِنْ تَقْطِيعٍ يُنْقِصُ ثَمَنَ الثَّوْبِ. ثُمَّ عَلِمَ الْمُبْتَاعُ بِالْعَيْبِ. فَهُوَ رَدٌّ عَلَى الْبَائِعِ وَ

یحیی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی آدمی دوسرے سے کپڑا خریدے اور اس میں کوئی جلنے وغیرہ کا عیب نکل آئے جو بائع کے علم میں ہو۔ پس وہ اس بات کی گواہی دے یا اقرار کرے پھر مشتری اس میں تحریف کرے یا کاٹ دے جس سے اس کی قیمت گھٹ جائے اور مشتری کو اس کے بعد عیب کا پتہ لگے تو وہ بائع کو واپس

لَيْسَ عَلَى الَّذِي ابْتَاعَهُ غُرْمٌ فِي تَقْطِيعِهِ إِيَّاهُ.

قَالَ: وَإِنِ ابْتَاعَ رَجُلٌ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ مِنْ حَرْقٍ أَوْ عَوَارٍ. فَزَعَمَ الَّذِي بَاعَهُ أَنَّهُ لَمْ يَعْلَمْ بِذَلِكَ. وَقَدْ قَطَعَ الثَّوْبَ الَّذِي ابْتَاعَهُ. أَوْ صَبَغَهُ. فَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ. إِنْ شَاءَ أَنْ يُوضَعَ عَنْهُ قَدْرُ مَا نَقَصَ الْحَرْقُ أَوِ الْعَوَارُ مِنْ ثَمَنِ الثَّوْبِ. وَيُمْسِكُ الثَّوْبَ، فَعَلَ. وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَغْرَمَ مَا نَقَصَ التَّقْطِيعُ أَوِ الصَّبْغُ مِنْ ثَمَنِ الثَّوْبِ، وَيَرُدُّهُ، فَعَلَ. وَهُوَ فِي ذَلِكَ بِالْخِيَارِ. فَإِنْ كَانَ الْمُبْتَاعُ قَدْ صَبَغَ الثَّوْبَ صِبْغًا يَزِيدُ فِي ثَمَنِهِ. فَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ. إِنْ شَاءَ أَنْ يُوضَعَ عَنْهُ قَدْرُ مَا نَقَصَ الْعَيْبُ مِنْ ثَمَنِ الثَّوْبِ. وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَكُونَ شَرِيكًا لِلَّذِي بَاعَهُ الثَّوْبَ. فَعَلَ. وَيُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُ الثَّوْبِ وَفِيهِ الْحَرْقُ وَالْعَوَارُ. فَإِنْ كَانَ ثَمَنُهُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ. وَثَمَنُ مَا زَادَ فِيهِ الصَّبْغُ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ، كَانَا شَرِيكَيْنِ فِي الثَّوْبِ. لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِقَدْرِ حِصَّتِهِ. فَعَلَى حِسَابِ هَذَا، يَكُونُ مَا زَادَ الصَّبْغُ فِي ثَمَنِ الثَّوْبِ.

دے سکتا ہے اور خریدار پر کاٹنے وغیرہ کا تاوان نہیں ہے۔

فرمایا کہ اگر آدمی نے کپڑا خریدا جس میں جلنے یا ادھڑنے کا عیب ہے۔ بائع کہے کہ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا اور اس کپڑے کو کاٹ لیا یا رنگ دیا۔ مشتری کو پھر بھی اختیار ہے کہ چاہے تو کپڑا رکھ لے اور جلنے یا ادھڑنے سے جتنی قیمت کم ہوئی وہ وصول کرے اور کپڑا اپنے پاس رکھے۔ یا چاہے تو کاٹنے اور رنگنے سے قیمت میں جو کمی آئی ہے وہ ادا کر کے کپڑا واپس کر دے یہ اسے اختیار ہے اگر خریدار کے کپڑا رنگنے سے قیمت میں اضافہ ہوا ہے پھر بھی خریدار کو اختیار ہے کہ چاہے تو عیب سے جتنی قیمت گھٹی ہے وہ وصول کرے اور چاہے کپڑے میں بائع کے ساتھ شریک ہو جائے۔ یعنی یہ دیکھیں گے کہ اس جلے ہوئے یا ادھڑے ہوئے کپڑے کی قیمت کیا ہے۔ اگر اس کپڑے کی قیمت دس درہم ہو اور رنگنے سے اس کی قیمت میں پانچ درہم کا اضافہ ہو گیا ہو تو دونوں اس کپڑے میں شریک ہوں گے اور ہر ایک کو اس کے حصے کے مطابق ملے گا۔ پس حساب اسی کے مطابق ہو گا جتنی کہ کپڑے کی قیمت بڑھی۔

بَابُ ۳۳ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ النُّحْلِ.

جو ہبہ جائز نہیں

۳۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ. وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَبَاهُ بَشِيرًا أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا. غُلَامًا كَانَ لِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا؟" فَقَالَ: لَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَارْتَجِعْهُ"

حمید بن عبد الرحمن بن عوف اور محمد بن نعمان بن بشیر دونوں سے روایت ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر نے فرمایا کہ ان کے والد ماجد بشیر انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہبہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو بھی کچھ دیا ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے واپس لے لو۔ ف

ف۔ اس حدیث کے پیش نظر امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مذہب ہے کہ اولاد کے درمیان عدل و مساوات قائم رکھنا واجب ہے جبکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس حکم کو استحباب پر محمول کرتے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے والد ماجد کو اولاد میں عدل و

۴۰- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے غابہ میں انہیں کھجور کے

مساوات کا حکم دینا اور ہبہ کیا ہوا غلام واپس کروانا وجوب کے طور پر نہیں بلکہ بوجہ استحباب تھا۔ امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے ہی کچھ فیصلوں کی آڑ لے کر بعض مبتدعین نے آپ کے خلاف ایک طوفان کھڑا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی گمراہ کری اور بے راہ روی پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت امام اعظم پر اعتراضات کرنا اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے سرکردہ اہل علم اور یگانۂ روزگار علمی ہستیوں کا ایک بورڈ بنا کر قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اسلامی احکام کو ان کی صحیح ترین صورت میں منضبط کر کے گمراہ گروں کے سامنے جو سدِ سکندری تعمیر کر دی تھی یہ حضرات اسی دیوار کو گرانے اور اپنی اسلام دشمنی و بے راہ روی کا منہ بولتا ثبوت پیش کرنے میں شب و روز مشغول رہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایرا غیرا نتھو خیرا محقق دوراں بن کر اپنے اس سراسر خلافِ دین و دیانت طرزِ عمل کو پیش خویش اسلام کی بہت بڑی خدمت اور ملت اسلامیہ کی خیر خواہی کا تقاضا بنائے بیٹھا ہے۔ ان حضرات کا یہ طرزِ عمل بوجوہ خلافِ دین و دیانت اور حق و صداقت کے خلاف ہے:-

اولاً- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عدیم المثال علمی کارنامے اور خدمت دینِ متین کے باعث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ، سراجِ امتِ محمدیہ، علمِ شرع کو سب سے پہلے مدون کرنے والے، آئمہ مجتہدین میں سب سے پہلے، تابعی امام المسلمین اور امتِ محمدیہ کے سوادِ اعظم کے پیشوا ہیں جنہیں اکثر آئمہ و فقہاء ان کی جلالت شان کے پیش نظر امام اعظم کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

ثانیاً- امام اعظم کا زمانہ عہدِ رسالت سے اتنا قریب ہے کہ ایسا قرب باقی آئمہ مجتہدین کو بھی نصیب نہ ہوا اور محدثین میں سے اصحابِ صحاح ستہ کا زمانہ تو تیسری صدی ہجری ہے صحابۂ کرام کی بارگاہوں کے مایۂ ناز تربیت یافتہ تابعین سے وہ حضرات جو آسمانِ علم و عرفاں پر شمس و قمر بن کر چمکے اور جنہیں ملت اسلامیہ آج بھی اپنا پیشوا اور علوم دینیہ کا سرچشمہ مانتی ہے وہ حضرات امام اعظم کے سامنے تھے جو حضرات صحابۂ کرام کے بعد ہر آیت و حدیث کے مفہوم و محمل کو باقی ساری امت سے زیادہ جانتے تھے۔ یہ سہولت مابعد کے حضرات کو میسر آ ہی نہیں سکتی تھی۔

ثالثاً- امام اعظم نے صرف اپنے زورِ علم ہی سے اجتہاد نہیں کیا بلکہ مختلف علوم و فنون میں اس زمانے کی چالیس یگانۂ روزگار علمی ہستیوں کا ایک بورڈ بنایا تھا جن میں علمی فوقیت کے باعث امام اعظم میرِ مجلس ہوتے تھے۔ یہ جملہ حضرات ایک مسئلے پر ہر پہلو سے غور کرتے۔ دلائل کی رو سے اس پر تمام حضرات میں بحث ہوتی اور مسئلے کی جس صورت پر سب کا اتفاق ہوتا اسے تحریر کر لیا جاتا تھا۔ پوری امت محمدیہ میں یہ اہتمام کسی بزرگ کے ہاں نظر نہیں آتا۔ اس طرح آپ نے تراسی ۸۳ ہزار مسائل طے فرمائے جن میں سے اڑتیس ۳۸ ہزار کا تعلق عبادات سے ہے اور باقی مسائل معاملات کے متعلق ہیں۔

رابعاً- اہل حق سے چند بزرگوں نے بھی بعض مسائل کے پیش نظر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کی ہے اور یہ اس لیے وقوع میں آیا کہ وہ حضرات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی رفعتوں کو سمجھنے سے قاصر رہ گئے یہی وجہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کے باقی بزرگوں نے ان حضرات کی تنقید کے پیش نظر قطعاً امام اعظم کو مطعون نہیں کیا اور نہ ان تنقید کرنے والے حضرات سے اتفاق کیا بلکہ علمی انداز میں ایسے بزرگوں کے شبہات کا ازالہ کر دیا کیونکہ ان حضرات کی تنقید بھی بدنیتی کا نتیجہ نہ تھی بلکہ علمی لحاظ سے وہ اسی نتیجے پر پہنچے تھے جب کہ حقیقت نفس الامری تک ان کی رسائی نہیں ہوئی تھی۔ علمی اور روحانی لحاظ سے امت محمدیہ کی مایۂ ناز ہستی اور اپنے دور میں سرمایۂ

أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ. فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ:

چند درخت ہبہ کیے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ اے میری بیٹی! دوسرا کوئی نہیں جس کا

ملت کے عدیم المثال نگہبان ثابت ہونے والے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:۔

عجب معاملہ است کہ امام ابوحنیفہ در تقلید سنت از ہمہ پیش قدم است و احادیث مرسل را در رنگ احادیث مسند شایان متابعت میداند و بر رائے خود مقدم می دارد وہمچنیں قول صحابی را بواسطہ شرف صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات بر رائے خود مقدم می دارد و دیگراں نہ چنیں اند مع ذلک مخالفان او را صاحب رائے میدانند و الفاظے کہ مبنی از سوئے ادب اند باو منتسب می سازند باوجود آنکہ ہمہ بکمال علم و وفور ورع و تقویٰ او معترف اند حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ایشاں را توفیق دہاد کہ آزار رأس دین رئیس اہل اسلام را ایذا نکنند۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ جماعہ کہ اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاں بہ رائے خود حکم می کردند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضلال و مبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اہل اسلام بیروں بوند ایں اعتقاد نکند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است ناقصے چند احادیث چند یاد گرفتہ اند و احکام شریعت را متحصر دراں ساختہ اند و ماوراء معلوم خود را نفی می نمایند و آنچہ نزد ایشاں ثابت نشدہ منتفی می سازند (مکتوبات، دفتر دوم، مکتوب ۵۵)۔

عجیب معاملہ ہے کہ امام ابوحنیفہ سنت کی پیروی میں باقی جملہ آئمہ سے آگے ہیں اور اسی لیے مرسل احادیث کو وہ مسند احادیث کی طرح لائق متابعت جانتے ہیں اور اپنی رائے سے بہر صورت مقدم رکھتے ہیں بلکہ اسی طرح قول صحابی کو صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے مشرف ہونے کے باعث اپنی ذاتی رائے پر مقدم رکھتے ہیں جبکہ دوسرے آئمہ کرام کے ہاں یہ معاملہ نہیں ہے اس کے باوجود مخالفین انہیں صاحب رائے جانتے ہیں اور ایسے الفاظ سے انہیں یاد کرتے ہیں جو بے ادبی پر مبنی ہیں حالانکہ وہ سب آپ کے علمی کمال اور ورع و تقویٰ سے مالا مال ہونے کے معترف ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو توفیق بخشے کہ وہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے پیشوا کو اذیت نہ پہنچائیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں وہ جماعت جو اکابر دین کو اصحاب رائے جانتی ہے اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ بزرگ اپنی رائے سے حکم لگاتے ہیں اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے تو اس طرح ان کے زعم فاسد سے مسلمانوں کا سواد اعظم گمراہ اور بدعتی قرار پاتا ہے بلکہ یہ لوگ دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو جاتے ہیں ایسا عقیدہ نہیں رکھے گا مگر وہ جاہل جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا ایسا زندیق جو آدھے دین کو باطل کر دینا چاہتا ہے بعض نیم ملاؤں نے چند حدیثیں یاد کر کے شرعی احکام کو ان پر منحصر کر لیا ہے اس طرح جو باتیں ان کی ذاتی معلومات سے باہر ہیں ان کا انکار کر دیتے ہیں اور جو چیز ان حضرات کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ غِنًى بَعْدِي مِنْكِ، وَلَا أَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِي مِنْكِ، وَإِنِّي كُنْتُ

اپنے بعد غنی ہونا مجھے تم سے زیادہ پسند ہو اور اپنے بعد مجھے کسی کی مفلسی تمہاری سے زیادہ گراں نہیں۔ میں نے تمہیں کچھ درخت دیئے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے اپنے صاحبزادگان یعنی حضرت خواجہ محمد سعید (المتوفی ۱۰۷۰ھ) اور حضرت خواجہ محمد معصوم (المتوفی ۱۰۷۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ علیہما کو پند و نصائح سے نوازتے ہوئے اسی مکتوب گرامی میں یہ بھی فرمایا :-

مثل روح اللہ بمثل امام اعظم کوفی ست رحمۃ اللہ علیہ کہ برکت ورع و تقویٰ و بدولت متابعت سنت درجۂ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم آں عاجز و قاصر اند و مجتہدات او را بواسطۂ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند و او را و اصحاب او را اصحاب رائے پندارند كُلُّ ذٰلِكَ لِعَدَمِ الْوُصُوْلِ إِلٰى حَقِيْقَةِ عِلْمِهٖ وَدِرَايَتِهٖ وَعَدَمِ الْاِطِّلَاعِ عَلٰى فَهْمِهٖ وفراست امام شافعی بکرشمہ از دقت فقاہت او عَلَيْهِ الرِّضْوَانُ دریافت کہ گفت اَلْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ عِيَالُ أَبِيْ حَنِيْفَةَ۔ وائے از جرأتہائے قاصر نظراں کہ قصور خود را بدیگرے نسبت نمایند (ایضاً)۔

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی مثال امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہے کہ ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت کی پیروی کے باعث اجتہاد و استنباط میں اعلیٰ مقام پایا ہے کہ دوسرے لوگوں کا فہم اس کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے اور ان کے اجتہادی مسائل کو دقت معانی کے سبب کتاب و سنت کے خلاف جانتے ہیں اور انہیں اور ان کے ساتھیوں کو اصحاب رائے شمار کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کے علم کی حقیقت اور درایت تک نہ پہنچنے کے باعث ہے اور ان کے فہم پر وہ مطلع نہ ہو سکے۔ دقت فقاہت کے باعث یہ امام شافعی کی فراست کا کرشمہ ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ تمام فقہاء امام ابوحنیفہ کے بال بچے ہیں ان کوتاہ اندیش لوگوں کی جرأت پر افسوس ہے جو اپنے قصور کو دوسرے (امام ابوحنیفہ) کے سر منڈھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جہاں علوم عقلیہ و نقلیہ میں درجہ کمال رکھتے تھے وہاں آپ کا روحانی مقام بھی اتنا بلند ہے کہ اہل کمال نے انہیں طریقت میں امام و مجتہد اور میدانِ مکاشفہ میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۸ھ) سے بلند پایا قرار دیتے ہوئے رئیس المکاشفین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ جتنے شرعی معاملات کو کشفی نظر سے دیکھ کر انہوں نے ظاہر فرمایا اور کشف کے ذریعے جتنے سربستہ راز کھولے جو کتاب و سنت سے بال برابر بھی متصادم نہیں ہیں ان کے لحاظ سے دیکھیے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پوری امت محمدیہ میں اپنی مثال آپ ہیں کہ یہ اجازت و سعادت آپ کے حصے میں آئی۔ انہوں نے حضرت امام اعظم اور حنفی مذہب کو کشفی نظر سے کیا پایا؟ خود مجدد اعظم ہی کے لفظوں میں ملاحظہ فرمائیے :-

بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ میشود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریائے عظیم می نماید و سائر مذاہب

بغیر کسی تکلف اور تعصب کے شائبہ کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشف کی نظر سے ایک بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے

نَحَلَنِی جَادَّ عِشْرِینَ وَسْقًا. فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِیهِ وَاحْتَزْتِیهِ كَانَ لَكِ. وَإِنَّمَا هُوَ الْیَوْمَ مَالُ وَارِثٍ. وَإِنَّمَا هُمَا أَخَوَاكِ وَأُخْتَاكِ. فَاقْتَسِمُوهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ یَا أَبَتِ، وَاللهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِیَ أَسْمَاءُ فَمَنِ الْأُخْرَى؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ذُو بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ أُرَاهَا جَارِیَةً.

تھے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں۔ اگر تم نے ان پر قبضہ کیا ہوتا تو تمہارے ہو جاتے۔ اب وہ میراث کا مال ہے اور تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ پس سارے مال کو اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی۔ ابا جان! مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہوتا میں چھوڑ دیتی لیکن میری بہن تو صرف حضرت اسماء ہیں، دوسری کون ہے؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور میرے خیال میں وہ لڑکی ہے۔

در رنگ حیاض وجداول بنظر می درآیند و بظاہر ہم ملاحظہ نمودہ می آید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان و ایں مذہب باوجود کثرت متابعان در اصول و فروع از سائر مذاہب متمیز است و در استنباط طریق علیحدہ دارد و ایں معنی مبنی از حقیقت است (ایضاً)

اور باقی سارے مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں اور ظاہری نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ اہل اسلام کا سوادِ اعظم امام ابوحنیفہ کے متبعین پر مشتمل ہے علیہم الرضوان اور پیروی کرنے والوں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب اصول و فروع میں دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط مسائل میں اس کا طریقہ ہی نرالا ہے اور یہ اس کے حقیقت پر مبنی ہونے کی دلیل ہے۔

اجتہادی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دیگر آئمہ کی نسبت کتاب و سنت کی تعلیمات سے زیادہ قریب ہیں۔ اکابر دین و ملت نے اسی حقیقت کے پیش نظر آپ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اہل حق کے دیگر آئمہ مجتہدین اور ان کے پیروکار اکثر فقہاء و محدثین نے امام ابوحنیفہ کو فقہ کا بانی اور کشور اجتہاد کا فرمانروا تسلیم کر کے آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ امت محمدیہ کی ایسی عدیم المثال اور سرمایۂ افتخار ہستی پر زبان طعن کھولنے سے پہلے معترض کو اپنے ورع و تقویٰ، علم و عرفان اور اتباع و اذناب کی پونجی کا جائزہ لے لینا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ آخر وہ ہے کس شمار میں؟

چلی ہی آتی ہیں شوق میں یاں زباں پہ بے اختیار باتیں
سکوت نخوت بھی مسکرا دے سُنے جو دیوانہ وار باتیں۔

ف ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی یعنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ان کی زوجہ محترمہ یعنی حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ اُن کے خیال میں لڑکی ہے اور اُن کے ترکہ میں سے اسے بھی حصہ ملنا چاہیے۔ حضرت ابوبکر کی یہ کرامت ہے کہ اس بچے کے متعلق جان لیا کہ یہ لڑکی ہے یا لڑکا جبکہ وہ ابھی اپنی والدہ کے پیٹ ہی میں تھا۔ یہ علم ما فی الارحام ہے جو ان پانچ باتوں میں سے ایک ہے جنہیں غیوبِ خمسہ اور مفاتیح الغیب کہا جاتا ہے اس روایت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ غیوبِ خمسہ کی ایک شق یعنی علم ما فی الارحام سے کچھ حصہ پروردگار عالم نے حضرت ابوبکر صدیق کو بھی مرحمت فرمایا تھا۔ حالانکہ یہ نبی نہیں تھے۔ دریں حالات حضرات انبیائے کرام اور خصوصاً سید الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کو تو علیٰ قدرِ مراتب ان غیوب خمسہ سے یقیناً بدرجہا زیادہ حصہ ملا ہوگا چونکہ قرآن و حدیث کے واضح نصوص اس پر قائم ہیں لہٰذا مسلمانوں کے

۴۱۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يَنْحَلُوْنَ أَبْنَاءَهُمْ

عبدالرحمن بن عبد القاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو کوئی چیز ہبہ کرتے ہیں اور اسے اپنے پاس روک رکھتے ہیں۔ اگر بیٹا

حاشیہ صفحہ گزشتہ

ناجی گروہ یعنی حضرات اہلسنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔

بعض بتدعین زمانہ جو مسلمانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام کی عداوت میں مغلوب الحال ہوئے پھرتے ہیں انہیں اہل حق سے اس عقیدے میں اتفاق نہیں بلکہ ان کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا بالاتفاق کافر ومشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ان کے نزدیک اہل حق تو سرے سے مسلمان ہی نہیں رہے بلکہ مسلمان تو وہ حضرات ہیں جو ہمہ وقت ایسا کارنامہ سرانجام دیتے ہوں کہ جس نبی کا کلمہ پڑھیں اس کی توہین وتنقیص کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بہرحال غیوبِ خمسہ کے متعلق پروردگار عالم نے یوں فرمایا ہے:۔

إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (۳۱ : ۳۴)

بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اور دوسرے مقام پر خدائے علیم وخبیر نے یوں فرمایا ہے:۔

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ (۶ : ۵۹)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک مگر وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اس مفاتح الغیب والی آیت میں پروردگار عالم نے بتایا کہ لوح محفوظ میں سب کچھ لکھا ہوا ہے اور لوح محفوظ کے متعلق بتایا کہ وہ چھپی ہوئی چیز نہیں بلکہ مخلوق کے بعض افراد پر ظاہر، روشن اور بیان کرنے والی ہے۔ جن فرشتوں یا انسانوں کے خاص افراد پر وہ ظاہر اور روشن رہے یا جن سے وہ بیان کرتی ہے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مندرجات لوح محفوظ کا علم حاصل ہو جاتا ہے یہ اعلام علم کائنات ہے جو پروردگار عالم کی طرف سے بعض محبین کو مرحمت فرما دیا جاتا ہے۔ عارفِ کامل، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لیے فرمایا ہے:۔

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء
آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

سورۂ لقمان کی مذکورہ بالا آیت متعلقہ غیوبِ خمسہ کی تفسیر میں فخر سلاطین ہند یعنی سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے امت محمدیہ کے لیے فتاویٰ عالمگیری جیسی عدیم المثال یادگار چھوڑی، ان کے استاد محترم حضرت علامہ احمد جیون امیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۳۰ھ) فرماتے ہیں:۔

ولك ان تقول ان علم الساعة هذه الخمسة ان

اور تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ چیزوں کا علم کسی کو نہیں مگر

نُحْلًا. ثُمَّ يُمْسِكُونَهَا. فَإِنْ مَاتَ ابْنُ أَحَدِهِمْ، قَالَ: مَالِي بِيَدِي. لَمْ أُعْطِهِ أَحَدًا. وَإِنْ مَاتَ هُوَ، قَالَ هُوَ لِابْنِي قَدْ كُنْتُ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهُ. مَنْ نَحَلَ نِحْلَةً، فَلَمْ

فوت ہو جائے تو کہتے ہیں کہ مال میرے قبضے میں ہے میں کسی کو نہیں دوں گا اور اگر خود مرے تو کہتا ہے کہ میرے بیٹے کا ہے میں نے اسے دے دیا تھا۔ آئندہ جو ہبہ کرے اور موہوب لہ اس پر قبضہ نہ کرے

لا يعلمها احد الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشاء من محبيه واوليائه بقرينة قوله تعالى ان الله عليم خبير المخبر (تفسیرات احمدیہ)

اللہ کو لیکن یہ جائز ہے کہ وہ اپنے پیاروں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے بتا دے یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے قرینہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبیر یعنی بتانے والا ہے۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے برکت پاک و ہند، خاتم المحققین سیدنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) نے یوں غیوبِ خمسہ کے بارے میں اسلامی عقیدے کی وضاحت فرمائی ہے:۔

مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہا را نداند و آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از خود کسے را بداناند بوحی والہام (اشعۃ اللمعات، جلد اول ص ۴۴۴)۔

مراد یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے عقل کے زور سے کوئی انہیں نہیں جان سکتا اور یہ غیب کی باتوں سے ہیں جنہیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر جس کو خود اللہ تعالیٰ ہی وحی یا الہام کے ذریعے بتا دے۔

معلوم ہوا کہ عقل کے زور یا حساب وغیرہ کے ذریعے سے انسان کو ان پانچ چیزوں کا علم نہیں ہوتا لیکن اس بات کی ہرگز کوئی تصریح نہیں ملتی کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم کسی کو مطلقاً دیتا ہی نہیں ہے۔ قرآن مجید و احادیث مطہرہ کے اندر ایسے بیشمار واقعات موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو ان کا علم عطا فرمایا۔ تفصیل کی گنجائش نہیں محض چند اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

قربِ قیامت کے وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ صُور پھونکنے کا حکم دے گا جس کے باعث انہیں قیامت کا علم ہو جائے گا اگرچہ چند لمحے پہلے ہی سہی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میدان بدر میں معرکہ آرائی ہونے سے ایک روز پہلے کفار قریش کے سرداروں کے متعلق اپنے اصحاب کو بتایا کہ فلاں اس جگہ گرے گا اور فلاں یہاں پچھاڑا جائے گا۔ اگلے روز اسی طرح ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔ یہ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کی خبر ہے اور وہ عِلْمُ السَّاعَۃِ کی۔ چونکہ زیر بحث حدیث علم مافی الارحام کے متعلق ہے لہٰذا اسی کے متعلق چند اشارے کر کے اس حاشیے کو ختم کرتا ہوں۔ قرآن کریم نے حضرت جبرئیل کا بیان یوں نقل فرمایا۔ لاھب لک غلاما زکیا تاکہ تجھے پاک بیٹا دے دوں۔ حضرت عیسیٰ ابھی شکم مادر میں بھی نہیں پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بتا دیا اور ان کی معرفت حضرت مریم کو بھی اسی طرح فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا اور فرشتے کی معرفت حضرت زکریا علیہ السلام کو۔ اسی طرح حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی۔ مشہور حدیث ہے کہ بچہ جب شکم مادر میں چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو ایک فرشتہ آکر اس کی پیشانی پر چار باتیں لکھ جاتا ہے۔ (۱) اس کی عمر (۲) اس کا رزق (۳) جنتی ہے یا جہنمی (۴) لڑکی ہے یا لڑکا۔ غور فرمائیے کہ اس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے جس بچے کی طرف بھیجا اس کے بارے میں قبل از وقت کیسے اہم ترین امور کا علم دے کر بھیجا اور جواب بھی ان کے بارے میں شک کرے تو کم از کم اسے مرتے وقت ضرور یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے متعلق حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا علم دیا ہوا ہے یا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

نَحَرَهَا الَّذِي نَحَلَهَا، حَتّٰى يَكُوْنَ إِنْ مَاتَ يُوْمَئِذٍ لَمْ يَكُنْ بَاطِلٌ۔

تو مرنے پر وہ وارثوں کا ہوگا اور ہبہ باطل ہو جائے گا۔

بَابُ ٣٤ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَطِيَّةِ

جو عطیہ جائز نہیں ہے

قَالَ يَحْيٰى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ: اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَنْ أَعْطٰى أَحَدًا عَطِيَّةً لَا يُرِيْدُ ثَوَابَهَا. فَأَشْهَدَ عَلَيْهَا. فَإِنَّهَا ثَابِتَةٌ لِلَّذِي أُعْطِيَهَا. إِلَّا أَنْ يَمُوْتَ الْمُعْطِي قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهَا الَّذِي أُعْطِيَهَا.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو ثواب کی نیت سے کسی کو عطیہ دے اور اس پر لوگوں کو گواہ بنا لے تو وہ معطیٰ لہٗ کے لیے ثابت ہو جائے گا جبکہ وہ معطی کی موت سے پہلے عطیہ پر قبضہ کر لے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ أَرَادَ الْمُعْطِي إِمْسَاكَهَا بَعْدَ أَنْ أَشْهَدَ عَلَيْهَا. فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ. إِذَا قَامَ عَلَيْهِ بِهَا صَاحِبُهَا، أَخَذَهَا.

فرمایا کہ معطی اگر گواہ بنانے کے بعد عطیہ کو روکنا چاہے تو اسے یہ حق نہیں۔ معطیٰ لہٗ جب چاہے اسے لے سکتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ أَعْطٰى عَطِيَّةً. ثُمَّ نَكَلَ الَّذِي أَعْطَاهَا. فَجَاءَ الَّذِي أُعْطِيَهَا بِشَاهِدٍ يَشْهَدُ لَهُ أَنَّهُ أَعْطَاهُ ذٰلِكَ. عَرْضًا كَانَ أَوْ ذَهَبًا أَوْ وَرِقًا أَوْ حَيَوَانًا. أُحْلِفَ الَّذِي أُعْطِيَ مَعَ شَهَادَةِ شَاهِدِهِ. فَإِنْ أَبَى الَّذِي أُعْطِيَ أَنْ يَحْلِفَ، حُلِّفَ الْمُعْطِي. وَإِنْ أَبٰى أَنْ يَحْلِفَ أَيْضًا، أَدّٰى إِلَى الْمُعْطٰى مَا ادَّعٰى عَلَيْهِ. إِذَا كَانَ لَهُ شَاهِدٌ وَاحِدٌ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَاهِدٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے عطیہ دیا اور پھر دینے سے انکار کر دیا۔ معطیٰ لہٗ عطیہ دینے کا گواہ لے آیا۔ عطیہ خواہ سامان ہو یا سونا چاندی اور جانور وغیرہ تو گواہ کی گواہی کے ساتھ معطیٰ لہٗ سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو معطی سے قسم لی جائے گی اور اگر یہ بھی قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کو وہی کچھ دیا جائے گا جس کا اس نے دعویٰ کیا اور اس پر ایک گواہ رکھتا ہو۔ اگر اس کا گواہ ایک بھی نہ ہو تو اسے کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: مَنْ أَعْطٰى عَطِيَّةً لَا يُرِيْدُ ثَوَابَهَا. ثُمَّ مَاتَ الْمُعْطٰى. فَوَرَثَتُهُ بِمَنْزِلَتِهِ. وَإِنْ مَاتَ الْمُعْطِي قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الْمُعْطٰى عَطِيَّتَهُ، فَلَا شَيْءَ لَهُ. وَذٰلِكَ أَنَّهُ أُعْطِيَ عَطَاءً لَمْ يَقْبِضْهُ. فَإِنْ أَرَادَ الْمُعْطِي أَنْ يُمْسِكَهَا، وَقَدْ أَشْهَدَ عَلَيْهَا حِيْنَ أَعْطَاهَا، فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ. إِذَا قَامَ صَاحِبُهَا، أَخَذَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ثواب کی نیت سے عطیہ دیا پھر معطی فوت ہو گیا تو وارث اس کے قائم مقام ہوں گے اگر معطیٰ لہٗ کے عطیہ پر قبضہ کرنے سے پہلے معطی فوت ہوا تو اسے کچھ نہیں ملے گا کیونکہ اس نے عطیہ پر قبضہ نہیں کیا تھا۔ اگر معطی عطیہ کو روکنا چاہے جبکہ دینے کے گواہ موجود ہوں تو اسے کوئی حق نہیں رہا۔ معطیٰ لہٗ جب چاہے لے سکتا ہے۔

بَابُ ٣٥ الْقَضَاءِ فِي الْهِبَةِ

ہبہ کا حکم

٤٢۔ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيْفٍ الْمُرِّيِّ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِصِلَةِ رَحِمٍ، أَوْ عَلٰى وَجْهِ صَدَقَةٍ،

ابو غطفان بن طریف مری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے صلہ رحمی یا صدقہ کے طور پر کوئی چیز ہبہ کی تو اسے واپس نہیں لے سکتا۔ جس نے بدلے کی نیت

فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ فِيهَا. وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً يَرَى أَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِهَا الثَّوَابَ. فَهُوَ عَلَى هِبَتِهِ. يَرْجِعُ فِيهَا. إِذَا لَمْ يُرْضَ مِنْهَا

سے کوئی چیز ہبہ کی تو جب اس کی مرضی نہ رہے واپس لے سکتا ہے۔

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الْهِبَةَ إِذَا تَغَيَّرَتْ عِنْدَ الْمَوْهُوبِ لَهُ لِلثَّوَابِ. بِزِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ. فَإِنَّ عَلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ أَنْ يُعْطِيَ صَاحِبَهَا قِيمَتَهَا. يَوْمَ قَبَضَهَا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ بدلے کی غرض سے ہبہ کی ہوئی چیز جب موہوب لہٗ کے پاس خراب ہو جائے یا اس میں کمی بیشی آجائے تو دینے والا موہوب لہٗ سے قبضے کے روز کی قیمت لے سکتا ہے۔

بَابُ الْاِعْتِصَارِ فِي الصَّدَقَةِ

صدقہ میں رجوع کرنے کا بیان

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ. أَنَّ كُلَّ مَنْ تَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهِ بِصَدَقَةٍ قَبَضَهَا الِابْنُ. أَوْ كَانَ فِي حَجْرِ أَبِيهِ فَأَشْهَدَ لَهُ عَلَى صَدَقَتِهِ. فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَعْتَصِرَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ لِأَنَّهُ لَا يَرْجِعُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّدَقَةِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس نے اپنے بیٹے کو کوئی چیز بطور صدقہ دی جس پر بیٹے نے قبضہ کر لیا یا وہ گود میں ہے اور باپ نے صدقہ کے گواہ بنا لیے تو اب اسے کوئی چیز واپس لینے کا حق نہیں رہا۔ کیونکہ صدقہ کی چیز کو واپس نہیں لیا تھا۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيمَنْ نَحَلَ وَلَدَهُ نُحْلًا. أَوْ أَعْطَاهُ عَطَاءً لَيْسَ بِصَدَقَةٍ. إِنَّ لَهُ أَنْ يَعْتَصِرَ ذَلِكَ مَا لَمْ يَسْتَحْدِثِ الْوَلَدُ دَيْنًا يُدَايِنُهُ النَّاسُ بِهِ. وَيَأْمَنُونَهُ عَلَيْهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْعَطَاءِ الَّذِي أَعْطَاهُ أَبُوهُ. فَلَيْسَ لِأَبِيهِ أَنْ يَعْتَصِرَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا. بَعْدَ أَنْ تَكُونَ عَلَيْهِ الدُّيُونُ

أَوْ يُعْطِي الرَّجُلُ ابْنَهُ أَوِ ابْنَتَهُ. فَتَنْكِحُ الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ. وَإِنَّمَا تَنْكِحُهُ لِغِنَاهُ. وَلِلْمَالِ الَّذِي أَعْطَاهُ أَبُوهُ. فَيُرِيدُ أَنْ يَعْتَصِرَ ذَلِكَ الْأَبُ. أَوْ يَتَزَوَّجُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ قَدْ نَحَلَهَا أَبُوهَا النُّحْلَ. إِنَّمَا يَتَزَوَّجُهَا وَيَرْفَعُ فِي صِدَاقِهَا لِغِنَاهَا وَمَالِهَا. وَمَا أَعْطَاهَا أَبُوهَا. ثُمَّ يَقُولُ الْأَبُ: أَنَا أَعْتَصِرُ ذَلِكَ. فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَعْتَصِرَ مِنِ ابْنِهِ وَلَا مِنِ ابْنَتِهِ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ. إِذَا كَانَ عَلَى مَا وَصَفْتُ لَكَ.

اور انہوں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو کوئی چیز اپنے بیٹے کو بخوشی دے جو بطور صدقہ نہ دی ہو تو اسے رجوع کرنے کا حق ہے جب تک بیٹا اس بھروسے کے ساتھ قابض ہو کر لوگوں کے ساتھ اس کا لین دین نہ کرے اور لوگ یہ جانتے ہوں کہ یہ اسے اس کے باپ نے دی ہے۔ اب باپ اس میں سے کوئی چیز نہیں لے سکتا جبکہ اس پر قرضے بھی ہوں یا کوئی اپنے

بیٹے یا بیٹی کو عطیہ دے۔ پھر کوئی عورت اس سے نکاح کرے اور وہ اس کے باپ کے مال کی وجہ سے نکاح کرے کہ مالدار ہو گیا ہے۔ اب باپ اسے واپس لینا چاہے۔ یا کسی نے ایک عورت سے شادی کی جس کو اس کے باپ نے مال ہبہ کیا۔ اس نے اس عورت سے شادی کی اور بڑھ چڑھ کر مہر دیا کہ اس مال کی وجہ سے وہ عورت مالدار ہے جو اس کے باپ نے دیا تھا۔ پھر باپ کہے کہ میں واپس لیتا ہوں، تو مذکورہ حالات میں وہ اپنے بیٹے اور اپنی بیٹی سے واپس نہیں لے سکتے۔

بَابٌ ۳۷ اَلْقَضَاءُ فِی الْعُمْرٰی

۴۳۔ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اَیُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰی لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ، فَاِنَّهَا لِلَّذِیْ یُعْطَاهَا. لَا تَرْجِعُ اِلَی الَّذِیْ اَعْطَاهَا اَبَدًا»، لِاَنَّهٗ اَعْطٰی عَطَاءً وَقَعَتْ فِیْهِ الْمَوَارِیْثُ۔

عمریٰ کا بیان

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی کو عمریٰ دے اور اس کے وارثوں کے لیے تو اب لینے والا دینے والے کو کبھی واپس نہیں دے گا کیونکہ اس نے جب چیز دے دی تو اس میں وراثت جاری ہو گئی۔

۴۴۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ؛ اَنَّهٗ سَمِعَ مَكْحُوْلًا الدِّمَشْقِیَّ یَسْاَلُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعُمْرٰی. وَمَا یَقُوْلُ النَّاسُ فِیْهَا؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ عَلٰی شُرُوْطِهِمْ فِیْ اَمْوَالِهِمْ. وَفِیْمَا اُعْطُوْا۔

قَالَ یَحْیٰی: سَمِعْتُ مَالِكًا یَقُوْلُ وَعَلٰی ذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا. اَنَّ الْعُمْرٰی تَرْجِعُ اِلَی الَّذِیْ اَعْمَرَهَا. اِذَا لَمْ یَقُلْ هِیَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ۔

عبد الرحمن بن قاسم نے مکحول دمشقی سے سنا کہ قاسم بن محمد سے عمریٰ کے متعلق پوچھا گیا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ میں نے تو مال میں لوگوں کو ان کی شرطیں پوری کرتے پایا ہے اور عطیات میں بھی۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عمریٰ دینے والے کی طرف لوٹتا ہے جبکہ اس نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ تمہارے لیے اور تمہارے وارثوں کے لیے ہے۔

۴۵۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ؛ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَرِثَ مِنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ دَارَهَا. قَالَ: وَكَانَتْ حَفْصَةُ قَدْ اَسْكَنَتْ بِنْتَ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ مَا عَاشَتْ. فَلَمَّا تُوُفِّیَتْ بِنْتُ زَیْدٍ، قَبَضَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْمَسْكَنَ. وَرَاٰی اَنَّهٗ لَهٗ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کو حضرت حفصہ بنت عمر کا گھر ورثے میں ملا۔ فرمایا کہ حضرت حفصہ عمر بھر رہنے کے لیے حضرت زید بن خطاب کی بیٹی کو دے گئی تھیں۔ جب بنت زید کا انتقال ہوا تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس گھر پر قبضہ کر لیا اور اسے اپنا سمجھا۔

بَابٌ ۳۸ اَلْقَضَاءُ فِی اللُّقَطَةِ

۴۶۔ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ یَزِیْدَ، مَوْلَی الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ؛ اَنَّهٗ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنِ اللُّقَطَةِ؟ فَقَالَ: «اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا. ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً. فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا. وَاِلَّا فَشَاْنَكَ بِهَا» قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «هِیَ لَكَ، اَوْ

گری پڑی چیز کا بیان

یزید مولیٰ منبعث نے حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر ایک آدمی نے گری پڑی چیز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:۔ اس کا ظرف اور بندھن پہچان لو پھر ایک سال تک لوگوں میں بیان کرو۔ اگر اس کا مالک آجائے تو دے دو ورنہ خود رکھ لو۔ عرض کی یا رسول اللہ! گم شدہ بکری؟ فرمایا کہ وہ تمہارے لیے ہے یا تمہارے بھائی کے

لِأَخِيكَ، أَوْ لِلذِّئْبِ» قَالَ: فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ «مَالَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا. تَرِدُ الْمَاءَ، وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ، حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا».

بیے یا بھیڑیئے کے لیے عرض کی اور گم شدہ اونٹ؟ فرمایا تمہیں اس سے کیا سروکار؟ اس کا مشکیزہ اور توشہ دان اس کے پاس ہے پانی پیئے گا اور درختوں کے پتے کھائے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالے گا۔

۴۷۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ نَزَلَ مَنْزِلَ قَوْمٍ بِطَرِيقِ الشَّامِ. فَوَجَدَ صُرَّةً فِيهَا ثَمَانُونَ دِينَاراً. فَذَكَرَهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: عَرِّفْهَا عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ. وَاذْكُرْهَا لِكُلِّ مَنْ يَأْتِي مِنَ الشَّامِ، سَنَةً. فَإِذَا مَضَتِ السَّنَةُ، فَشَأْنَكَ بِهَا.

معاویہ بن عبداللہ بن بدر جہنی نے اپنے والد محترم سے روایت کی ہے کہ شام کے راستے میں جب وہ ایک منزل پر اترے تو انہیں ایک تھیلی ملی جس میں اسی دینار تھے۔ انہوں نے حضرت عمر سے ذکر کیا تو حضرت عمر نے ان سے فرمایا۔ مسجدوں کے دروازوں پر لوگوں سے کہا کرو اور جو بھی شام سے آئے اس سے ذکر کیا کرو جب ایسا کرتے ہوئے ایک سال گزر جائے تو پھر جو چاہو کرو۔

۴۸۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ رَجُلاً وَجَدَ لُقَطَةً. فَجَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ. فَقَالَ لَهُ: إِنِّي وَجَدْتُ لُقَطَةً. فَمَاذَا تَرَى فِيهَا؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: عَرِّفْهَا. قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ. قَالَ: زِدْ. قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لاَ آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَهَا. وَلَوْ شِئْتَ، لَمْ تَأْخُذْهَا.

نافع سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو پڑی ہوئی چیز ملی تو وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور کہا کہ مجھے پڑی ہوئی چیز ملی ہے اس کا حکم بتائیے؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس سے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کرو۔ عرض کی میں کر چکا۔ فرمایا کہ اور کرو عرض کی اور بھی کر چکا حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں کھانے کا حکم نہیں دوں گا۔ اگر تم چاہتے تو نہ اٹھاتے۔

باب ۳۹ الْقَضَاءُ فِي اسْتِهْلاَكِ الْعَبْدِ اللُّقَطَةَ

غلام نے اگر لقطے کو خرچ کر دیا

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكاً يَقُولُ: الأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يَجِدُ اللُّقَطَةَ فَيَسْتَهْلِكُهَا، قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ الأَجَلَ الَّذِي أُجِّلَ فِي اللُّقَطَةِ. وَذَلِكَ سَنَةٌ. أَنَّهَا فِي رَقَبَتِهِ. إِمَّا أَنْ يُعْطِيَ سَيِّدُهُ ثَمَنَ مَا اسْتَهْلَكَ غُلاَمُهُ. وَإِمَّا أَنْ يُسَلِّمَ إِلَيْهِمْ غُلاَمَهُ. وَإِنْ أَمْسَكَهَا حَتَّى يَأْتِيَ الأَجَلُ الَّذِي أُجِّلَ فِي اللُّقَطَةِ، ثُمَّ اسْتَهْلَكَهَا، كَانَتْ دَيْناً عَلَيْهِ يُتْبَعُ بِهِ. وَلَمْ تَكُنْ فِي رَقَبَتِهِ. وَلَمْ يَكُنْ عَلَى سَيِّدِهِ فِيهَا شَيْءٌ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام اگر لقطہ پائے اور اسے خرچ کر دے لقطہ کی مدت یعنی ایک سال پورا ہونے سے پہلے تو یہ اسی کی گردن پر ہے خواہ اس کا آقا اس چیز کی قیمت دے جو غلام نے خرچ کر دی یا غلام کو ان کے سپرد کر دے۔ اگر غلام نے لقطہ کی مدت یعنی ایک سال پورا ہو جانے کے بعد اسے خرچ کیا تو وہ آزاد ہونے تک اس پر قرض رہے گا۔ اس سے پہلے اس پر یا اس کے آقا پر کچھ واجب الادا نہیں۔

ف۔ بہتر تو یہی ہے کہ کسی کا پڑا ہوا مال نہ اٹھایا جائے بلکہ اس کی اطلاع قریبی تھانے میں کر دی جائے۔ اگر اٹھا لیا ہے تو اس کی تشہیر کی جائے آج کل اخبارات کے ذریعے خوب تشہیر ہوتی ہے۔ پوری کوشش کی جائے کہ مال مالک تک پہنچ جائے اور اٹھانے والے کی اپنی نیت نہ بگڑنے پائے کیونکہ اس نے بہت بڑی ذمہ داری کا بوجھ خود اپنے سر پر اٹھا لیا ہے۔ اب جلد از جلد سبک دوش ہونے کی کوشش کرے۔

باب الْقَضَاءِ فِي الضَّوَالِّ

۴۹ - مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ بَعِيرًا بِالْحَرَّةِ. فَعَقَلَهُ. ثُمَّ ذَكَرَهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُعَرِّفَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: إِنَّهُ قَدْ شَغَلَنِي عَنْ ضَيْعَتِي. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَرْسِلْهُ حَيْثُ وَجَدْتَهُ.

گم ہو جانے والے جانور کا بیان

سلیمان بن یسار کو ثابت بن ضحاک انصاری نے بتایا کہ انہیں حرہ کے مقام پر ایک اونٹ ملا تو اس کا گھٹنا باندھ دیا اور حضرت عمر سے فرمایا کہ تین مرتبہ اس کا اعلان کرو۔ حضرت ثابت عرض گزار ہوئے کہ میں اپنی کھیتی میں بہت مشغول ہوں۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ اسی جگہ پہنچا دو جہاں یہ پایا تھا۔

۵۰ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ، وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ: مَنْ أَخَذَ ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جبکہ وہ کعبے سے پیٹھ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ جو گم شدہ چیز لے وہ خود گم کردہ راہ ہے۔

۵۱ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ: كَانَتْ ضَوَالُّ الْإِبِلِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِبِلًا مُؤَبَّلَةً تَنَاتَجُ. لَا يَمَسُّهَا أَحَدٌ. حَتَّى إِذَا كَانَ زَمَانُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، أَمَرَ بِتَعْرِيفِهَا. ثُمَّ تُبَاعُ. فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا، أُعْطِيَ ثَمَنَهَا.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر کے زمانے میں گم شدہ اونٹ چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ اونٹنیاں بچے جنا کرتیں اور کوئی انہیں ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ جب حضرت عثمان کا زمانہ آیا تو حکم دیا کہ وہ بتائے جائیں اور انہیں بیچ دیا گیا۔ جب کسی کا مالک آیا تو اسے قیمت دے دی گئی۔

باب صَدَقَةِ الْحَيِّ عَنِ الْمَيِّتِ

۵۲ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ. وَحَضَرَتْ أُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ. فَقِيلَ لَهَا: أَوْصِي. فَقَالَتْ: فِيمَ أُوصِي؟ إِنَّمَا الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ. فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ سَعْدٌ. فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، ذُكِرَ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «نَعَمْ». فَقَالَ سَعْدٌ: حَائِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا. لِحَائِطٍ سَمَّاهُ.

زندہ اگر مردے کی طرف سے صدقہ خیرات کرے

سرحبیل بن سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ کسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت سعد بن عبادہ نکلے اور مدینہ منورہ میں ان کی والدۂ محترمہ کا آخری وقت آگیا۔ ان سے وصیت کرنے کے لیے کہا گیا تو فرمایا: میں کس چیز میں وصیت کروں جبکہ مال تو سعد کا ہے۔ وہ حضرت سعد کی واپسی سے پہلے وفات پا گئیں۔ جب حضرت سعد بن عبادہ واپس آئے اور ان سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو حضرت تو حضرت سعد عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں چنانچہ حضرت سعد نے کہا کہ فلاں فلاں باغ میری والدہ ماجدہ کی طرف سے صدقہ ہیں۔

۵۳ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

۱۴۰۸، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا. وَأَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ، تَصَدَّقَتْ. أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «نَعَمْ»

روایت کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گزارش کی کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا ہے اگر وہ کلام کرتیں تو کچھ خیرات کرتیں۔ کیا میں ان کی طرف سے خیرات کرسکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔

ف۔ ایصالِ ثواب کے جواز میں اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث موجود ہیں۔ جس طرح زندوں کو حسنِ سلوک کی ضرورت ہے مُردے ان سے بھی زیادہ ضرورت مند ہیں کیونکہ جب انہیں نیکیوں کی قدر معلوم ہوئی تو نیکی کرنے کا وقت گزر چکا۔ اب تو انہیں صرف وہی نیکی مل سکے گی جو صدقہ جاریہ کی صورت کے اندر اس دنیا میں چھوڑ گئے یا لواحقین سے جو بھی اس دارالعمل میں رہتے ہوئے صدقہ و خیرات کا ثواب ان کے نامۂ اعمال میں لکھوائے یا کلمہ و کلام پڑھ کر اس کا ثواب ان کے لیے پہنچائے۔ اب قدر ہونے پر ایک ایک نیکی کے لیے وہ کیسی آس لگائے رکھتے ہوں گے؟ کیسی حسرت سے ہر ایک کا منہ تکتے ہوں گے؟

ایصالِ ثواب ایک تو بزرگانِ دین کے لیے کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ ہمارے ایصالِ ثواب کے حاجت مند نہیں اور نہ یہ آس لگائے بیٹھے رہتے ہوں گے کہ کوئی ہمارے لیے ایصالِ ثواب کرے تو ممکن ہے ہمارا بھی بیڑہ پار ہوجائے کیونکہ بفضلہ تعالیٰ وہ اپنی برزخی زندگی اپنے خالق و مالک کے قُربِ خاص میں مہمانوں کی طرح گزار رہے ہوں گے۔ جہاں ان کی پیروی نجات کی ضامن ہے وہاں ان حضرات کے لیے ایصالِ ثواب کرنے والے کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ پروردگارِ عالم اسے بھی اپنے پیاروں کے چاہنے والوں میں شمار فرمالے وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

دوسری طرف اپنے والدین، بہن بھائی اور بیٹا بیٹی وغیرہ لواحقین کے لیے ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے صلہ رحمی اور باہمی ہمدردی کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ اگر آج کوئی تساہل یا اغماض کا شکار ہو کر اپنے لواحقین کو چند نیکیوں سے محروم رکھتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بھی اسی صورتِ حال سے دوچار ہونے والا ہے۔ آج نہیں تو کل اس کے سامنے بھی یہی حالات پیش آئیں گے جبکہ اس کی نیکیوں کا دفترِ عمل بھی لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ ترس کھانے والوں پر ترس کھایا جائے گا اور جو آج اپنے لواحقین پر بھی ترس نہیں کھاتے ان پر ترس کھانے والے ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گے کیونکہ لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا۔

جس کو غم جہاں میں بھی یاد رہے غم بیکساں
میری طرف سے ہمنشیں جا کر اسے سلام دے

ایصالِ ثواب سے بعض حضرات کو آجکل ایک چڑ سی ہوگئی ہے کہ وہ اس سے بڑی حد تک دور رہتے اور دوسروں کو طرح طرح کے بہانے اور سہارے تلاش کر کے روکنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل اور اندازِ فکر یقیناً ان لوگوں کے مفاد میں نہیں کہا جاسکتا جو اس دارِ فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں جا پہنچے ہیں۔ ایسے حضرات کو اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے دوسری جانب ایصالِ ثواب کو نام و نمائش کا ذریعہ بنا لینا بھی قطعاً درست نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے اموات کے کچھ بھی پلے نہیں پڑتا اور شہرت کے لیے ایصالِ ثواب کرنے والا بھی ثواب کی جگہ گناہ ہی کماتا ہے۔ بعض جگہ قرآن خوانی کرنے والے حضرات سب یا اکثر بلند آواز سے پڑھتے ہیں حالانکہ

۵۴ - وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، تَصَدَّقَ عَلَى أَبَوَيْهِ بِصَدَقَةٍ فَهَلَكَا. فَوَرِثَ ابْنُهُمَا الْمَالَ. وَهُوَ نَخْلٌ. فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ أُجِرْتَ فِيْ صَدَقَتِكَ. وَخُذْهَا بِمِيْرَاثِكَ"

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ بنی حارث بن خزرج سے ایک انصاری نے اپنے والدین کو صدقہ دیا وہ دونوں فوت ہو گئے تو ان کا بیٹا ہی مال کا وارث بنا اور وہ کھجور کے درخت تھے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ تمہیں اپنے صدقے کا ثواب مل گیا، اب اسے میراث میں لے لو۔
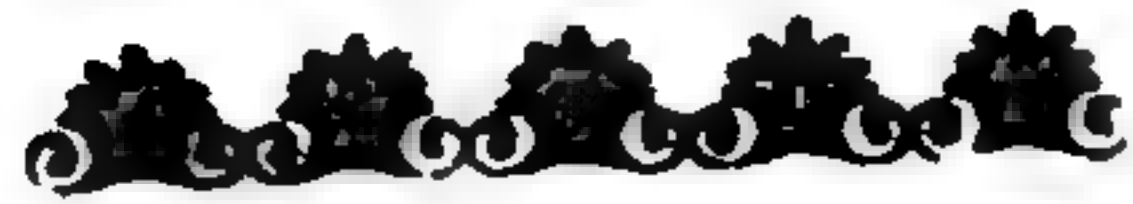
حاشیہ صفحہ گزشتہ

جب ایک شخص بھی بلند آواز سے تلاوت کرے تو حاضرین کے لیے اس کا سننا واجب ہو جاتا ہے اگر نہیں سنیں گے تو سب گنہگار ہوں گے یوں تلاوت کرنے والے گناہ کا ارتکاب کر کے گھر لوٹے تو اموات کو ثواب کہاں سے ملے گا جبکہ صاحب خانہ اور پڑھنے والے سب گناہ کے مرتکب ہوئے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے مواقع پر سب اس طرح تلاوت کریں کہ دوسرے کے کانوں تک آواز نہ جائے اور پڑھنا خلوص نیت سے ہو جس میں کسی طمع یا معاوضے کا دخل نہ ہو۔ غرضیکہ ہر کام حدودِ شرعیہ کے اندر ہونا چاہیئے تاکہ ثواب کی امید ہو سکے اور اموات کو فائدہ پہنچ سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْوَصِيَّةِ

کتاب الوصیّۃ

بَابُ الْأَمْرِ بِالْوَصِيَّةِ

١- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَهُ شَيْءٌ يُوصَى فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ، إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ"

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الْمُوصِيَ إِذَا أَوْصَى فِي صِحَّتِهِ أَوْ مَرَضِهِ بِوَصِيَّةٍ، فِيهَا عَتَاقَةُ رَقِيقٍ مِنْ رَقِيقِهِ، أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ يُغَيِّرُ مِنْ ذٰلِكَ مَا بَدَا لَهُ. وَيَصْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ حَتَّى يَمُوتَ وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَطْرَحَ تِلْكَ الْوَصِيَّةَ وَيُبْدِلَهَا، فَعَلَ. إِلَّا أَنْ يُدَبِّرَ مَمْلُوكًا. فَإِنْ دَبَّرَ، فَلَا سَبِيلَ إِلَى تَغْيِيرِ مَا دَبَّرَ. وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصَى فِيهِ، يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ"

قَالَ مَالِكٌ: فَلَوْ كَانَ الْمُوصِي لَا يَقْدِرُ عَلَى تَغْيِيرِ وَصِيَّتِهِ. وَلَا مَا ذَكَرَ فِيهَا مِنَ الْعَتَاقَةِ. كَانَ كُلُّ مُوصٍ قَدْ حَبَسَ مَالَهُ الَّذِي أَوْصَى فِيهِ مِنَ الْعَتَاقَةِ وَغَيْرِهَا. وَقَدْ يُوصِي الرَّجُلُ فِي صِحَّتِهِ وَعِنْدَ سَفَرِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، أَنَّهُ يُغَيِّرُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ، غَيْرَ التَّدْبِيرِ.

وصیت کا حکم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی مسلمان کو یہ حق نہیں ہے کہ جس کے پاس کوئی ایسی چیز یا معاملہ ہو جس میں وصیت کرنا ضروری ہو اور وصیت لکھے بغیر دو راتیں بھی گزارے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ آدمی بحالت صحت یا مرض جب کوئی وصیت کرے مثلاً غلام آزاد کرنے کی یا کوئی اور تو جب وہ چاہے اس میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے اور اپنی موت تک اس میں تصرف کر سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی جگہ کوئی اور وصیت کر دے ماسوائے غلام مدبر کرنے کے کہ مدبر کرنے کے بعد اب اسے بدل نہیں سکتا اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے یہ لائق نہیں ہے کہ اس کے پاس قابل وصیت کوئی چیز ہو اور وہ بغیر وصیت لکھے دو راتیں بھی گزارے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر موصی اپنی وصیت کو بدلنے پر قادر نہ ہوتا اور نہ عتاق میں جس کا ذکر کیا گیا تو ہر موصی کا مال جس کی اس نے عتاق وغیرہ میں وصیت کی رُکا رہتا حالانکہ آدمی اپنی صحت اور سفر میں بھی وصیت کرتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وصیت میں جو چاہے تبدیلی کر سکتا ہے ماسوائے مدبر کے

بَابُ جَوَازِ وَصِيَّةِ الصَّغِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمُصَابِ وَالسَّفِيهِ

کمزور، کم سن، مجنون اور بے وقوف کی وصیت

۲ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: إِنَّ هَهُنَا غُلَامًا يَفَاعًا. لَمْ يَحْتَلِمْ. مِنْ غَسَّانَ وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ. وَهُوَ ذُو مَالٍ. وَلَيْسَ لَهُ هَاهُنَا إِلَّا ابْنَةُ عَمٍّ لَهُ. قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَلْيُوصِ لَهَا قَالَ فَأَوْصَى لَهَا بِمَالٍ يُقَالُ لَهُ بِئْرُ جُشَمٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ. فَبِيعَ ذَلِكَ الْمَالُ بِثَلَاثِينَ أَلْفِ دِرْهَمٍ. وَابْنَةُ عَمِّهِ الَّتِي أَوْصَى لَهَا. هِيَ أُمُّ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ.

ابوبکر بن حزم نے عمرو بن سلیم زرقی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ یہاں ایک غسانی لڑکا قریب البلوغ ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوا اور اس کے وارث شام میں ہیں وہ مال دار ہے اور یہاں ایک چچا زاد بہن کے سوا اس کا کوئی نہیں حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کے لیے وصیت کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے مال کی وصیت کر دی جس کو بئر جشم کہا جاتا تھا۔ عمرو بن سلیم کا بیان ہے کہ وہ مال تیس ہزار درہم میں بیچا گیا۔ اس کی چچا زاد بہن جس کے لیے وصیت کی تھی۔ وہ عمرو بن سلیم کی والدہ تھیں۔

۳ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ: أَنَّ غُلَامًا مِنْ غَسَّانَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ. وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ. فَذُكِرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ فُلَانًا يَمُوتُ. أَفَيُوصِي؟ قَالَ: فَلْيُوصِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ. وَكَانَ الْغُلَامُ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ. أَوِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً. قَالَ. فَأَوْصَى بِبِئْرِ جُشَمٍ. فَبَاعَهَا أَهْلُهَا بِثَلَاثِينَ أَلْفِ دِرْهَمٍ.

ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ ایک غسانی لڑکا مدینہ منورہ میں فوت ہونے لگا اور اس کے وارث شام میں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر ہوا اور کہا گیا کہ فلاں مرنے لگا ہے، کیا وہ وصیت کرے؟ فرمایا کہ وصیت کرے۔

یحییٰ بن سعید نے ابوبکر سے روایت کی ہے کہ وہ لڑکا دس یا بارہ سال کا تھا کہا کہ اس نے بئر جشم کی وصیت کی لوگوں نے اسے تیس ہزار درہم میں فروخت کیا۔

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا. أَنَّ الضَّعِيفَ فِي عَقْلِهِ. وَالسَّفِيهَ. وَالْمُصَابَ الَّذِي يُفِيقُ أَحْيَانًا. تَجُوزُ وَصَايَاهُمْ. إِذَا كَانَ مَعَهُمْ مِنْ عُقُولِهِمْ مَا يَعْرِفُونَ مَا يُوصُونَ بِهِ. فَأَمَّا مَنْ لَيْسَ مَعَهُ مِنْ عَقْلِهِ مَا يَعْرِفُ بِذَلِكَ مَا يُوصِي بِهِ. وَكَانَ مَغْلُوبًا عَلَى عَقْلِهِ. فَلَا وَصِيَّةَ لَهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے کہ ضعیف العقل، پاگل اور وہ مجنوں جس کو کبھی کبھی افاقہ ہو جائے ان کی وصیت بھی جائز ہے جبکہ انہیں کچھ نہ کچھ عقل ہو اور اتنا جانیں کہ کیا وصیت کی ہے اور جس کو اتنی عقل بھی نہ ہو کہ کیا وصیت کی ہے اور اس کی عقل جاتی رہی ہو تو اس کی وصیت نہیں ہے۔

بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي الثُّلُثِ لَا تَتَعَدَّى

تہائی سے زیادہ مال کی وصیت نہ کرے

۴ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال میری سخت بیماری کے دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں عرض گزار

وجع اشتد بي. فقلت: يا رسول الله، قد بلغ بي من الوجع ما ترى. وأنا ذو مال. ولا يرثني إلا ابنة لي. أفأتصدق بثلثي مالي؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لا" فقلت: فالشطر؟ قال "لا". ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "الثلث. والثلث كثير. إنك أن تذر ورثتك أغنياء، خير من أن تذرهم عالة يتكففون الناس. وإنك لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله، إلا أجرت، حتى ما تجعل في في امرأتك" قال: فقلت: يا رسول الله أأخلف بعد أصحابي؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم "إنك لن تخلف، فتعمل عملا صالحا، إلا ازددت به درجة ورفعة. ولعلك أن تخلف حتى ينتفع بك أقوام ويضر بك آخرون. اللهم أمض لأصحابي هجرتهم. ولا تردهم على أعقابهم. لكن البائس سعد ابن خولة. يرثي له رسول الله صلى الله عليه وسلم أن مات بمكة.

قال يحيى: سمعت مالكا يقول في الرجل يوصي بثلث ماله لرجل. ويقول غلامي يخدم فلانا ما عاش. ثم هو حر. فينظر في ذلك. فيوجد العبد ثلث مال الميت. قال: فإن خدمة العبد تقوم. ثم يتحاصان. يحاص الذي أوصي له بالثلث بثلثه. ويحاص الذي أوصي له بخدمة العبد بما قوم له من خدمة العبد. فيأخذ كل واحد منهما من خدمة العبد، أو من إجارته، إن كانت له إجارة، بقدر حصته. فإذا مات الذي جعلت له خدمة العبد ما عاش، عتق العبد.

قال: وسمعت مالكا يقول، في الذي يوصي في ثلثه. فيقول: لفلان كذا وكذا. ولفلان كذا وكذا. يسمي مالا من ماله. فيقول ورثته: قد زاد على ثلثه. فإن الورثة يخيرون بين أن يعطوا أهل الوصايا

ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھے اتنی تکلیف ہے جو حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میں مالدار آدمی ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں عرض گزار ہوا کہ نصف؟ فرمایا نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہائی اور تہائی بھی زیادہ ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ دو تو یہ انہیں کنگال چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور تم جو کچھ رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرو گے اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پیچھے نہیں چھوڑے جاؤ گے بلکہ تم نیک اعمال کرو گے جن سے تمہارے درجات اور رفعت میں اضافہ ہو گا شاید چھوڑے جانے تو کچھ لوگ تم سے نفع پاتے اور لوگوں کو تم سے نقصان پہنچتا۔ اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت پوری فرما اور انہیں واپس نہ لوٹا لیکن حضرت سعد بن خولہ کا صدمہ جو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو دوسرے کے لیے تہائی مال کی وصیت کرے اور کہے کہ میرا یہ غلام فلاں کی زندگی بھر خدمت کرے گا پھر یہ آزاد ہے تو دیکھیں گے اگر اس غلام کی قیمت تہائی مال نکلے تو غلام کی خدمت کی قیمت لگائیں گے اور اس غلام میں حصہ رکھ لیں گے جس کے لیے مال کی وصیت کی ہے اور ایک تہائی حصہ اس کا ہو گا جس کے لیے خدمت کی وصیت کی ہے۔ اس کا حصہ خدمت کی قیمت کے مطابق ہو گا۔ اس کے بعد دونوں شخص غلام کی خدمت یا کمائی سے اپنا اپنا حصہ لیا کریں گے اور جب وہ شخص فوت ہو جائے جس کے لیے خدمت کی وصیت کی تھی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔

امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ جس نے تہائی مال کی وصیت کی اور کہے کہ اتنا مال فلاں کے لیے ہے اور اتنا فلاں کے لیے۔ وارث کہیں کہ یہ تو تہائی سے زیادہ ہو گیا۔ دریں حالات ورثاء کو اختیار ہے کہ وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کر دیں اور میت کا

وَصَايَاهُمْ، وَيَأْخُذُوا جَمِيعَ مَالِ الْمَيِّتِ. وَبَيْنَ أَنْ يَقْسِمُوا لِأَهْلِ الْوَصَايَا ثُلُثَ مَالِ الْمَيِّتِ. فَيُسَلِّمُوا إِلَيْهِمْ ثُلُثَهُ. فَتَكُونُ حُقُوقُهُمْ فِيهِ إِنْ أَرَادُوا. بَالِغًا مَا بَلَغَ.

کا سارا مال خود لے لیں یا اہل وصایا کے درمیان میت کا تہائی مال تقسیم ہو جائے لہٰذا تہائی ان کے سپرد کر دیں تاکہ وہ اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کر لیں، خواہ حصہ کہیں تک پہنچے۔

باب ۴ أَمْرِ الْحَامِلِ وَالْمَرِيضِ وَالَّذِي يَحْضُرُ الْقِتَالَ فِي أَمْوَالِهِمْ

حاملہ مریض اور جو میدان جنگ میں ہو اسے اپنے کتنے مال کا اختیار ہے

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي وَصِيَّةِ الْحَامِلِ وَفِي قَضَايَاهَا فِي مَالِهَا وَمَا يَجُوزُ لَهَا أَنَّ الْحَامِلَ كَالْمَرِيضِ. فَإِذَا كَانَ الْمَرَضُ الْخَفِيفُ، غَيْرُ الْمَخُوفِ عَلَى صَاحِبِهِ فَإِنَّ صَاحِبَهُ يَصْنَعُ فِي مَالِهِ مَا يَشَاءُ. وَإِذَا كَانَ الْمَرَضُ الْمَخُوفُ عَلَيْهِ، لَمْ يَجُزْ لِصَاحِبِهِ شَيْءٌ إِلَّا فِي ثُلُثِهِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاملہ کی وصیت کے متعلق یہ میں نے خوب سنا اور جو اس کے مال میں جائز نہیں ہے کہ حاملہ مریض کی طرح ہے۔ جب مرض کم ہو، جس میں موت کا خطرہ نہ ہو تو آدمی اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور جب مرض خطرناک ہو تو تہائی مال سے زیادہ میں تصرف کرنا جائز نہیں۔

قَالَ: وَكَذَلِكَ الْمَرْأَةُ الْحَامِلُ. أَوَّلُ حَمْلِهَا بِشْرٌ وَسُرُورٌ. وَلَيْسَ بِمَرَضٍ وَلَا خَوْفٍ. لِأَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ: فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَقَ يَعْقُوبَ. وَقَالَ: حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ.

فرمایا کہ حاملہ شروع میں جب خوش و خرم اور تندرست رہے اور اسے کوئی مرض یا خوف نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی" (۱۱: ۷۱) اور فرمایا ہے: "جب اسے ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لیے پھرتی رہی۔ پھر جب بوجھ محسوس ہوا تو دونوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ ضرور تو ہمیں جیسا چاہیے بچہ دے گا تو ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہوں گے (۷: ۱۸۹)"

فَالْمَرْأَةُ الْحَامِلُ إِذَا أَثْقَلَتْ لَمْ يَجُزْ لَهَا قَضَاءٌ إِلَّا فِي ثُلُثِهَا. فَأَوَّلُ الْإِتْمَامِ سِتَّةُ أَشْهُرٍ. قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ. وَقَالَ: وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا. فَإِذَا مَضَتْ لِلْحَامِلِ سِتَّةُ أَشْهُرٍ مِنْ يَوْمِ حَمَلَتْ لَمْ يَجُزْ لَهَا قَضَاءٌ فِي مَالِهَا، إِلَّا فِي الثُّلُثِ.

پس عورت کا حمل جب وزنی ہو جائے تو اسے تہائی سے زیادہ مال میں تصرف جائز نہیں اور پہلا دور چھ ماہ پر مکمل ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں" (۲: ۲۳۳) اور فرمایا ہے: "اور اسے اٹھائے پھرنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں میں ہے" (۴۶: ۱۵) لہٰذا جب حاملہ کو چھ مہینے ہو جائیں یعنی حمل ٹھہرے ہوئے تو اب اس کے لیے تہائی مال سے زیادہ ۴

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَحْضُرُ الْقِتَالَ: إِنَّهُ إِذَا زَحَفَ فِي الصَّفِّ لِلْقِتَالِ، لَمْ يَجُزْ لَهُ أَنْ يَقْضِيَ فِي مَالِهِ شَيْئًا. إِلَّا فِي الثُّلُثِ. وَإِنَّهُ بِمَنْزِلَةِ الْحَامِلِ وَالْمَرِيضِ الْمَخُوفِ عَلَيْهِ مَا كَانَ بِتِلْكَ الْحَالِ.

امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو میدان کارزار میں صف بستہ ہو وہ بھی اپنے مال کی تہائی سے زیادہ میں تصرف نہیں کر سکتا وہ اس وقت حاملہ اور خوف والے مریض کی طرح ہے جب تک کہ اس حال میں رہے۔

بَابُ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ وَالْحِيَازَةِ

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: إِنَّهَا مَنْسُوخَةٌ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ - نَسَخَهَا مَا نَزَلَ مِنْ قِسْمَةِ الْفَرَائِضِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: السُّنَّةُ الثَّابِتَةُ عِنْدَنَا الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا. أَنَّهُ لَا تَجُوزُ وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ. إِلَّا أَنْ يُجِيزَ لَهُ ذٰلِكَ وَرَثَةُ الْمَيِّتِ. وَأَنَّهُ إِنْ أَجَازَ لَهُ بَعْضُهُمْ وَأَبَى بَعْضٌ. جَازَ لَهُ حَقُّ مَنْ أَجَازَ مِنْهُمْ. وَمَنْ أَبَى أَخَذَ حَقَّهُ مِنْ ذٰلِكَ۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْمَرِيضِ الَّذِي يُوصِي، فَيَسْتَأْذِنُ وَرَثَتَهُ فِي وَصِيَّتِهِ وَهُوَ مَرِيضٌ، لَيْسَ لَهُ مِنْ مَالِهِ إِلَّا ثُلُثُهُ. فَيَأْذَنُونَ لَهُ أَنْ يُوصِيَ لِبَعْضِ وَرَثَتِهِ بِأَكْثَرَ مِنْ ثُلُثِهِ: إِنَّهُ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَرْجِعُوا فِي ذٰلِكَ. وَلَوْ جَازَ ذٰلِكَ لَهُمْ، صَنَعَ كُلُّ وَارِثٍ ذٰلِكَ. فَإِذَا هَلَكَ الْمُوصِي. أَخَذُوا ذٰلِكَ لِأَنْفُسِهِمْ. وَمَنَعُوهُ الْوَصِيَّةَ فِي ثُلُثِهِ. وَمَا أُذِنَ لَهُ بِهِ فِي مَالِهِ۔

قَالَ: فَأَمَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ وَرَثَتَهُ فِي وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا لِوَارِثٍ فِي صِحَّتِهِ، فَيَأْذَنُونَ لَهُ. فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَلْزَمُهُمْ وَلِوَرَثَتِهِ أَنْ يَرُدُّوا إِنْ شَاءُوا. وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ صَحِيحًا كَانَ أَحَقَّ بِجَمِيعِ مَالِهِ. يَصْنَعُ فِيهِ مَا شَاءَ. إِنْ شَاءَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ جَمِيعِهِ، خَرَجَ. فَيَتَصَدَّقُ بِهِ. أَوْ يُعْطِيهِ مَنْ شَاءَ. وَإِنَّمَا يَكُونُ اسْتِئْذَانُهُ وَرَثَتَهُ جَائِزًا عَلَى الْوَرَثَةِ، إِذَا أَذِنُوا لَهُ حِينَ يُحْجَبُ عَنْهُ مَالُهُ. وَلَا يَجُوزُ لَهُ شَيْءٌ إِلَّا فِي ثُلُثِهِ. وَحِينَ هُمْ أَحَقُّ بِثُلُثَيْ مَالِهِ مِنْهُ. فَذٰلِكَ حِينَ يَجُوزُ عَلَيْهِمْ أَمْرُهُمْ وَمَا أَذِنُوا لَهُ بِهِ. فَإِنْ سَأَلَ بَعْضُ وَرَثَتِهِ أَنْ يَهَبَ لَهُ مِيرَاثَهُ حِينَ تَحْضُرُهُ الْوَفَاةُ فَيَفْعَلُ. ثُمَّ لَا

وارث کے لیے وصیت کرنا اور اسے کچھ مال دے دینا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ آیت "اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے" (۲: ۱۸۰) یہ تقسیم میراث کی ان آیتوں سے منسوخ ہے جو اللہ کی کتاب میں ہیں۔

امام مالک کو یہ بھی فرماتے سنا کہ ہمارے نزدیک ثابت شدہ سنت یہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں مگر جبکہ ورثاء اجازت دیں اور اگر بعض اس کے لیے اجازت دیں اور بعض اجازت نہ دیں تو اجازت دینے والوں کے حق سے دینا جائز ہو گیا اور انکار کرنے والے اس سے اپنا حق لے لیں۔

امام مالک کو وصیت کرنے والے مریض کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جو مرض کی حالت میں اپنے وارثوں سے وصیت کی اجازت لے جبکہ اسے تہائی سے زیادہ مال کا اختیار نہیں پس وہ اجازت دے دیں کہ بعض وارثوں کے لیے تہائی سے زیادہ کی وصیت کر دی جائے تو نہیں رجوع کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔ اگر ان کے لیے یہ جائز ہوتا تو ہر وارث ایسا ہی کرتا کہ جب موصی فوت ہو جاتا تو مال کو خود لے لیتے اور تہائی سے زیادہ کا انکار کر دیتے جس کی اس کے مال میں خود اجازت دی ہوتی۔

فرمایا اگر کوئی صحت کی حالت میں اپنے وارثوں سے اجازت لے اور وہ اسے اجازت دے دیں۔ یہ ان پر لازم نہیں آئے گی اور وارث جب چاہیں اس سے پھر سکتے ہیں اور یہ اس لیے ہے کہ جب وہ آدمی تندرست ہے تو اپنے سارے مال میں تصرف کر سکتا ہے جو چاہے کرے اگر چاہے تو سارے مال کو لٹا دے، خیرات کر دے، کسی کو دے چھوڑے وارثوں سے اجازت یقیناً تو تب ہے جب اسے مال پر اختیار نہ رہے اور اس کے لیے صرف تہائی جائز رہ گیا ہو اور دو تہائی کا حق وارثوں کا ہو تو وہ اجازت دے سکتے ہیں اگر مریض نے اپنے وارث سے کہا کہ تم اپنا حصہ میراث مجھے ہبہ کر دو۔ اس نے ہبہ کر دیا۔ مریض نے اس میں تصرف نہ کیا اور فوت ہو گیا تو وہ حصہ اسی طرح وارث کا ہو

يَقْضِي فِيهِ الْهَالِكُ شَيْئًا. فَإِنَّهُ رَدٌّ عَلَى مَنْ وَهَبَهُ. إِلَّا أَنْ يَقُولَ لَهُ الْمَيِّتُ: فُلَانٌ، لِبَعْضِ وَرَثَتِهِ، ضَعِيفٌ. وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ تَهَبَ لَهُ مِيرَاثَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. فَإِنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ إِذَا سَمَّاهُ الْمَيِّتُ لَهُ.

قَالَ: وَإِنْ وَهَبَ لَهُ مِيرَاثَهُ. ثُمَّ أَنْفَذَ الْهَالِكُ بَعْضَهُ وَبَقِيَ بَعْضٌ فَهُوَ رَدٌّ عَلَى الَّذِي وَهَبَ يَرْجِعُ إِلَيْهِ مَا بَقِيَ بَعْدَ وَفَاةِ الَّذِي أُعْطِيَهُ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ. فِيمَنْ أَوْصَى بِوَصِيَّةٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ أَعْطَى بَعْضَ وَرَثَتِهِ شَيْئًا لَمْ يَقْبِضْهُ فَأَبَى الْوَرَثَةُ أَنْ يُجِيزُوا ذٰلِكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرْجِعُ إِلَى الْوَرَثَةِ مِيرَاثًا عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ. لِأَنَّ الْمَيِّتَ لَمْ يُرِدْ أَنْ يَقَعَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ فِي ثُلُثِهِ. وَلَا يُحَاصُّ أَهْلُ الْوَصَايَا فِي ثُلُثِهِ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ.

جاننا چاہیے کہ اگر میت ایک وارث سے کہے کہ فلاں وارث کمزور ہے تم اپنا حصہ اسے ہبہ کر دو۔ وہ ہبہ کر دے تو درست ہے۔ اگر وارث اپنا حصہ مرنے والے ہی کو ہبہ کر دے۔ مرنے والے نے اس میں سے کچھ کسی کو دلا دیا تو جو باقی بچا وہ اسی وارث کا ہے۔

فرمایا کہ اگر وارث نے اپنے حصہ میراث سے کسی کو کچھ ہبہ کیا پھر مرنے والے نے دوسرے کو کچھ دے دیا اور کچھ باقی رہا تو دینے والے کی وفات کے بعد باقی مال ہبہ کرنے والے کی طرف لوٹایا جائے گا۔

امام مالک سے سنا کہ جس نے وصیت کی۔ پھر بتایا کہ اس نے ایک وارث کو کوئی چیز دی تھی لیکن اس نے قبضہ نہ کیا۔ ورثاء نے اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تو وہ وارثوں کا ہو گا اللہ کی کتاب کے مطابق کیونکہ میت نے تہائی میں سے اس کے اندر کچھ نہیں ڈالا اور نہ اہل وصیت کو تہائی مال سے کوئی علیحدہ حصہ دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤَنَّثِ مِنَ الرِّجَالِ وَمَنْ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ

نامرد کا بیان اور لڑکے کا وارث کون ہے

٥ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا، فَأَنَا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ. فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ".

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک مخنث حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا تو اس نے حضرت عبد اللہ بن ابو امیہ سے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن رہے تھے کہ اے عبد اللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے کل طائف پر آپ لوگوں کو فتح دی تو میں تمہیں بنت غیلان دکھاؤں گا جو آتی ہے تو چار بل پڑتے ہیں اور جاتی ہیں تو آٹھ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مخلوق تمہارے پاس نہ آیا کرے ۔ق

ف: جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مخنث کے بارے میں فرما دیا کہ یہ گھروں میں نہ آیا کرے جس نے ایک عورت کی خوبصورتی کا ذکر کر دیا تھا تو اس کی روشنی میں ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ گھروں میں غیر محرم مردوں کا آنا جانا اور عورتوں کا غیر محرموں کے اندر بازاروں اور دفتروں وغیرہ میں جانا کتنی قباحت کا حامل ہو گا؟ نسلیں خراب ہونا اخلاقی قدروں کا پامال ہونا اور خاندانی خصائص کا مٹنا اسی بے راہ روی اور نفسانی زاویۂ نظر کی وجہ سے ہے۔ عورت ایک جنس عزیزہ اور انسانیت کی کان ہے جو ماں بہن اور بیٹی کے روپ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مائیں ہی تو قوم کے لیے سپوت جنتی ہیں اور اسلام کے رنگ میں رنگنے کے بعد اپنے بچوں کو معاشر اور ملک و ملت کے سپرد کرتی ہیں۔ قوم کو بنانے کے لیے عورت جیسی متاع عزیز کی عفت کو محفوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ماں کا دودھ

٧- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ: كَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَوَلَدَتْ لَهُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ. ثُمَّ إِنَّهُ فَارَقَهَا. فَجَاءَ عُمَرُ قُبَاءً. فَوَجَدَ ابْنَهُ عَاصِمًا يَلْعَبُ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ. فَأَخَذَ بِعَضُدِهِ. فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الدَّابَّةِ. فَأَدْرَكَتْهُ جَدَّةُ الْغُلَامِ. فَنَازَعَتْهُ إِيَّاهُ. حَتَّى أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ. فَقَالَ عُمَرُ: ابْنِي. وَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: ابْنِي. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ. قَالَ: فَمَا رَاجَعَهُ عُمَرُ الْكَلَامَ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: وَهَذَا الْأَمْرُ الَّذِي آخُذُ بِهِ فِي ذَلِكَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے نکاح میں ایک انصاری عورت تھی جس سے عاصم بن عمر پیدا ہوئے پھر اس عورت کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمر قباء گئے تو اس لڑکے کو مسجد کے صحن میں کھیلتے ہوئے پایا تو اسے اٹھا کر سوار کر لیا۔ لڑکے کی نانی آئی اور جھگڑنے لگی۔ یہاں تک کہ دونوں حضرت ابوبکر کی خدمت میں گئے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میرا بیٹا ہے۔ عورت نے کہا کہ میرا بیٹا ہے۔ پس حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ عورت کے پاس رہنے دو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے کچھ نہ کہا۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس بارے میں اسی پر عمل ہے۔

بَابُ الْعَيْبِ فِي السِّلْعَةِ وَضَمَانِهَا

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِي الرَّجُلِ يَبْتَاعُ السِّلْعَةَ مِنَ الْحَيَوَانِ أَوِ الثِّيَابِ أَوِ الْعُرُوضِ. فَيُوجَدُ ذَلِكَ الْبَيْعُ غَيْرَ جَائِزٍ. فَيُرَدُّ وَيُؤْمَرُ الَّذِي قَبَضَ السِّلْعَةَ أَنْ يَرُدَّ إِلَى صَاحِبِهِ سِلْعَتَهُ.

قَالَ مَالِكٌ: فَلَيْسَ لِصَاحِبِ السِّلْعَةِ إِلَّا قِيمَتُهَا يَوْمَ قُبِضَتْ مِنْهُ. وَلَيْسَ يَوْمَ يَرُدُّ ذَلِكَ إِلَيْهِ. وَذَلِكَ أَنَّهُ ضَمِنَهَا مِنْ يَوْمِ قَبَضَهَا. فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ نُقْصَانٍ بَعْدَ ذَلِكَ كَانَ عَلَيْهِ. فَبِذَلِكَ كَانَ نِمَاؤُهَا وَزِيَادَتُهَا لَهُ. وَإِنَّ الرَّجُلَ يَقْبِضُ السِّلْعَةَ فِي زَمَانٍ هِيَ فِيهِ نَافِقَةٌ. مَرْغُوبٌ فِيهَا. ثُمَّ يَرُدُّهَا فِي زَمَانٍ هِيَ فِيهِ سَاقِطَةٌ لَا يُرِيدُهَا أَحَدٌ. فَيَقْبِضُ الرَّجُلُ السِّلْعَةَ مِنَ الرَّجُلِ. فَيَبِيعُهَا بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ. وَيُمْسِكُهَا وَثَمَنُهَا ذَلِكَ. ثُمَّ يَرُدُّهَا وَإِنَّمَا ثَمَنُهَا دِينَارٌ. فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَذْهَبَ

مال میں عیب نکلے تو تاوان کس پر ہے

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کوئی جانور کپڑا یا سامان خریدا۔ پھر دیکھا کہ یہ بیع ناجائز ہے اور اسے واپس کرے مشتری کو حکم دیا جائے گا کہ جیسی چیز پر قبضہ کیا تھا اسی طرح کی واپس پھیرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ سامان والے پر اس روز کی قیمت ہے جس روز قبضہ کیا تھا اور واپسی کے روز کی نہیں دی جائے گی اور یہ اس لیے کہ قبضہ کے روز سے وہ ضامن ہو گیا تھا۔ اگر بعد میں کوئی نقصان ہوا تو اسی پر پڑے گا اور جو اضافہ ہوگا وہ بھی اسی کا ہوگا۔ ایک آدمی چیز پر جب قبضہ کرتا ہے تو اس کی تلاش اور رغبت ہوتی ہے اور پھر ایسے وقت واپس کرتا ہے کہ طلب گار ایک بھی نہیں یعنی ایک آدمی جب دوسرے سے چیز کو اپنے قبضے میں لیتا ہے اور وہ چیز دس دینار میں خریدتا ہے۔ پھر اس چیز اور قیمت کو رکھ چھوڑتا ہے پھر اسے واپس کرتا ہے تو اس کی قیمت ایک دینار ہوتی ہے۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ

اور اس کی پرورش بچے کی ساری زندگی کے اندر وہی عمل دخل ہے جو جسم کے اندر روح کا مقام ہے۔ ملت اسلامیہ کو ایسے بچوں کی اشد ضرورت ہے جو علوم دینیہ کے زیور سے آراستہ اور اعلائے کلمۃ الحق کے جذبے سے سرشار ہوں تاکہ کشتی ملت کو منجدھار سے نکال کر ساحل مراد پر لگا سکیں اور ایسے بچے وہی مسلمان عورتیں جن سکتی ہیں جو عفت مآب اور اسلامی غیرت وحمیت کے مجسمے ہوں گی مسلمانان عالم کا قافلہ آج اسی صورت اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کرنے کی جانب رواں ہو سکتا ہے۔

مِنْ مَّالِ الرَّجُلِ بِتِسْعَةِ دَنَانِيرَ. أَوْ يَقْبِضُهَا مِنْهُ
الرَّجُلُ فَيَبِيعُهَا بِدِينَارٍ. أَوْ يُمْسِكُهَا. وَإِنَّمَا ثَمَنُهَا دِينَارٌ.
ثُمَّ يَرُدُّهَا وَقِيمَتُهَا يَوْمَ يَرُدُّهَا عَشَرَةُ دَنَانِيرَ. فَلَيْسَ
عَلَى الَّذِي قَبَضَهَا أَنْ يَغْرَمَ لِصَاحِبِهَا مِنْ مَالِهِ تِسْعَةَ دَنَانِيرَ
إِنَّمَا عَلَيْهِ قِيمَةُ مَا قَبَضَ يَوْمَ قَبْضِهِ.

قَالَ: وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذَلِكَ. أَنَّ السَّارِقَ إِذَا سَرَقَ
السِّلْعَةَ. فَإِنَّمَا يُنْظَرُ إِلَى ثَمَنِهَا يَوْمَ يَسْرِقُهَا. فَإِنْ كَانَ
يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ. كَانَ ذَلِكَ عَلَيْهِ. وَإِنِ اسْتَأْخَرَ قَطْعُهُ.
إِمَّا فِي سِجْنٍ يُحْبَسُ فِيهِ حَتَّى يُنْظَرَ فِي شَأْنِهِ. وَإِمَّا أَنْ
يَهْرُبَ السَّارِقُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بَعْدَ ذَلِكَ. فَلَيْسَ اسْتِئْخَارُ
قَطْعِهِ بِالَّذِي يَضَعُ عَنْهُ حَدًّا قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ يَوْمَ سَرَقَ.
وَإِنْ رَخُصَتْ تِلْكَ السِّلْعَةُ بَعْدَ ذَلِكَ. وَلَا بِالَّذِي يُوجِبُ
عَلَيْهِ قَطْعًا لَمْ يَكُنْ وَجَبَ عَلَيْهِ يَوْمَ أَخَذَهَا. إِنْ غَلَتْ
تِلْكَ السِّلْعَةُ بَعْدَ ذَلِكَ.

بَابُ جَامِعِ الْقَضَاءِ وَكَرَاهِيَتِهِ

۷- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ
كَتَبَ إِلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ: أَنْ هَلُمَّ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ.
فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَلْمَانُ: إِنَّ الْأَرْضَ لَا تُقَدِّسُ أَحَدًا. وَإِنَّمَا
يُقَدِّسُ الْإِنْسَانَ عَمَلُهُ. وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ جُعِلْتَ طَبِيبًا
تُدَاوِي. فَإِنْ كُنْتَ تُبْرِئُ فَنِعِمَّا لَكَ. وَإِنْ كُنْتَ مُتَطَبِّبًا
فَاحْذَرْ أَنْ تَقْتُلَ إِنْسَانًا فَتَدْخُلَ النَّارَ. فَكَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ
إِذَا قَضَى بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ أَدْبَرَا عَنْهُ نَظَرَ إِلَيْهِمَا. وَقَالَ:
ارْجِعَا إِلَيَّ. أَعِيدَا عَلَيَّ قِصَّتَكُمَا. مُتَطَبِّبٌ. وَاللهِ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: مَنِ اسْتَعَانَ عَبْدًا
بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ فِي شَيْءٍ لَهُ بَالٌ. وَلِمِثْلِهِ إِجَارَةٌ. فَهُوَ
ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَ الْعَبْدَ. إِنْ أُصِيبَ الْعَبْدُ بِشَيْءٍ. وَإِنْ
سَلِمَ الْعَبْدُ، فَطَلَبَ سَيِّدُهُ إِجَارَتَهُ لِمَا عَمِلَ. فَذَلِكَ
لِسَيِّدِهِ. وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

پس اسے یہ حق نہیں ہے کہ مالک کا نو دینار کا نقصان کرے یا قبضے کے
وقت وہ چیز ایک دینار کی ہوتی ہے۔ پھر جب واپس کرتا ہے تو
اس کی قیمت دس دینار ہو جاتی ہے۔ قبضہ کرنے والے کو یہ حق نہیں
ہے کہ اپنے ساتھی کو نو دینار کا نقصان پہنچائے۔ اس کے اوپر قبضہ
کے روز والی قیمت ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ چور جب کوئی چیز چراتا ہے تو اس روز
کی قیمت دیکھی جائے گی جس روز چرائی۔ اگر وہ اتنی ہے جس پر ہاتھ
کاٹا جاتا ہے تو یہی ہوگا، خواہ دیر سے کاٹا جائے یا جیل میں بند کر دیا جائے
پھر اس کا فیصلہ ہو۔ خواہ چور بھاگ جائے اور اس کے بعد پکڑا جائے۔
ہاتھ کاٹنے کی سزا کو ہٹا دینے کا اختیار نہیں ہوگا جبکہ چوری کے روز
واجب ہو چکی ہو۔ اگر اس کے بعد چیز کی قیمت اتنی چڑھ گئی جس پر
ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور اگر اس چیز کی قیمت اتنی گر گئی کہ اس پر ہاتھ
نہیں کاٹا جاتا تو چوری کے روز کی قیمت لگانا ضروری نہیں خواہ
اس کے بعد اس چیز کی قیمت پھر چڑھ جائے۔

دیگر مسائل قضا اور قضا کا مکروہ ہونا

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابو درداء نے
حضرت سلمان فارسی کے لیے لکھا کہ مقدس زمین کی طرف چلے آؤ۔ حضرت
سلمان نے ان کے لیے لکھا کہ زمین کسی کو مقدس نہیں کرتی بلکہ انسان
کے عمل اسے مقدس بناتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ طبیب (قاضی)
بنا دیے گئے ہیں اگر آپ لوگوں کو شفا دیتے ہیں تو آپ کا بھلا ہے
اور اگر آپ اس سے ناواقف ہیں تو کسی انسان کو قتل کر کے جہنم میں
جانے سے بچ جائیے۔ چنانچہ حضرت ابو درداء جب دو آدمیوں کا فیصلہ
کرتے تو انہیں دوبارہ بلا کر دیکھتے اور فرماتے کہ میری طرف آؤ اور مجھے ۲

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی غلام
سے اس کے آقا کی منظوری کے بغیر کسی بڑے کام میں مدد لی، جس کے لیے
مزدور رکھا جاتا ہے، اس سے غلام کو کوئی تکلیف پہنچی تو ضامن یہ ہوگا
اور اگر غلام صحیح سالم رہا لیکن اس کے آقا نے اس کام کی مزدوری طلب
کی تو آقا کو دی جائے اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَعْضُهُ حُرًّا وَبَعْضُهُ مُسْتَرَقًّا: إِنَّهُ يُوقَفُ مَالُهُ بِيَدِهِ. وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُحْدِثَ فِيهِ شَيْئًا. وَلَكِنَّهُ يَأْكُلُ فِيهِ وَيَكْتَسِي بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا هَلَكَ، فَمَالُهُ لِلَّذِي بَقِيَ لَهُ فِيهِ الرِّقُّ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس غلام کا بعض حصہ آزاد اور بعض مملوک ہو تو اس کا مال اسی کے قبضہ میں رہے گا لیکن وہ اس سے کوئی نیا کام نہیں کرے گا لیکن اس میں سے دستور کے مطابق کھاتا پہنتا رہے۔ جب وہ فوت ہو تو مال اس کا ہو گا جس کا اس کی غلامی میں حصہ باقی ہے۔

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْوَالِدَ يُحَاسِبُ وَلَدَهُ بِمَا أَنْفَقَ عَلَيْهِ مِنْ يَوْمِ يَكُونُ لِلْوَلَدِ مَالٌ. نَاضًّا كَانَ أَوْ عَرْضًا. إِنْ أَرَادَ الْوَالِدُ ذَلِكَ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ باپ اپنے بیٹے سے وہ حساب وصول کر سکتا ہے جو لڑکے کے مالدار ہونے کے دن سے اس پر خرچ کیا، خواہ نقد کی صورت میں ہے یا جنس کی شکل میں۔ اگر والد ایسا کرنا چاہے۔

٨ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دَلَافٍ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ كَانَ يَسْبِقُ الْحَاجَّ. فَيَشْتَرِي الرَّوَاحِلَ فَيُغْلِي بِهَا. ثُمَّ يُسْرِعُ السَّيْرَ فَيَسْبِقُ الْحَاجَّ. فَأَفْلَسَ. فَرُفِعَ أَمْرُهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ. أَيُّهَا النَّاسُ. فَإِنَّ الْأُسَيْفِعَ، أُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ، رَضِيَ مِنْ دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ بِأَنْ يُقَالَ سَبَقَ الْحَاجَّ. أَلَا وَإِنَّهُ قَدْ دَانَ مُعْرِضًا. فَأَصْبَحَ قَدْ رِينَ بِهِ. فَمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا بِالْغَدَاةِ. نَقْسِمُ مَالَهُ بَيْنَهُمْ. وَإِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ. فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ وَآخِرَهُ حَرْبٌ.

عبدالرحمٰن بن دلاف مزنی سے روایت ہے کہ جہینہ کا ایک آدمی حاجیوں سے آگے جا کر سواریاں خرید لیتا اور چھانٹ کر پھر انہیں تیز چلا کر حاجیوں سے پہلے پہنچ جاتا وہ مفلس ہو گیا۔ اس کا معاملہ حضرت عمر کی خدمت میں پیش ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ اما بعد اے لوگو! بے شک اسیفع جہنی قرض اور امانت سے خوش تھا تاکہ یہ کہا جائے کہ وہ حاجیوں سے آگے نکل گیا۔ اس نے قرض خریدا اور مفلس ہو گیا جس کا اس کے اوپر قرض ہو کل وہ ہمارے پاس آئے اس کا مال ان کے درمیان تقسیم کیا جائے گا اور قرض سے بچو کیونکہ اس کی ابتدا غم ہے اور انتہا لڑائی۔ ف

بَابُ ۹ مَا جَاءَ فِيمَا أَفْسَدَ الْعَبِيدُ أَوْ جَرَحُوا

غلام اگر کسی کا نقصان کرے یا زخمی کر دے

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: السُّنَّةُ عِنْدَنَا فِي جِنَايَةِ الْعَبِيدِ. أَنَّ كُلَّ مَا أَصَابَ الْعَبْدُ مِنْ جُرْحٍ جَرَحَ بِهِ إِنْسَانًا. أَوْ شَيْءٍ اخْتَلَسَهُ أَوْ حَرِيسَةٍ احْتَرَسَهَا. أَوْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ جَدَّهُ أَوْ أَفْسَدَهُ أَوْ سَرِقَةٍ سَرَقَهَا لَا قَطْعَ عَلَيْهِ

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلام کی جنایت کے بارے میں ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ غلام اگر کسی کو زخمی کرے یا کسی کی چیز لے اڑے، درخت سے پھل توڑ لے یا چوری کرے جس پر ہاتھ نہ کاٹا جائے تو اس کا اثر غلام کی آزادی پر پڑا کہ وہ آزاد شمار نہ

ف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرض کو محبت کی قینچی فرمایا ہے۔ جس طرح قینچی کپڑے کو کاٹ دیتی ہے اسی طرح قرض محبت کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ قرض کے باعث کتنے ہی جڑے ہوئے دل بچھڑ جاتے ہیں۔ یگانوں میں بیگانگی اور دوستوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا بغیر کسی اشد مجبوری کے قرض کی جانب وہی قدم بڑھائے گا جس نے محبت، اخوت اور دوستی کا جنازہ اپنے ہاتھوں سے نکالنا ہو۔ قرض ایک قسم کا عذاب ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شروع میں یہ رنج و الم لاتا ہے اور آخر میں لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے، لہٰذا بغیر کسی خاص مجبوری کے اس عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر لینا دانشمندی نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فِيهَا. إِنَّ ذٰلِكَ فِي رَقَبَةِ الْعَبْدِ. لَا يَعْدُوْ ذٰلِكَ، الرَّقَبَةَ قَلَّ ذٰلِكَ أَوْ كَثُرَ. فَإِنْ شَاءَ سَيِّدُهُ أَنْ يُعْطِيَ قِيمَةَ مَا أَخَذَ غُلَامُهُ، أَوْ أَفْسَدَ. أَوْ عَقْلَ مَا جَرَحَ، أَعْطَاهُ. وَأَمْسَكَ غُلَامَهُ. وَإِنْ شَاءَ أَنْ يُسْلِمَهُ، أَسْلَمَهُ. وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ غَيْرُ ذٰلِكَ. فَسَيِّدُهُ فِي ذٰلِكَ بِالْخِيَارِ.

ہو گا خواہ نقصان کم ہو یا زیادہ۔ آقا اگر چاہے تو غلام نے جو چرایا یا نقصان کیا اس کی قیمت ادا کر دے، زخم کی دیت ادا کر دے اور غلام کو اپنے پاس رکھ لے اور اگر چاہے تو غلام کو ان کے سپرد کر دے آقا پر غلام کے سوا اور کچھ نہیں اور آقا کو دونوں میں سے ایک بات کا اختیار ہے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ النَّحْلِ

۶۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ؛ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ: مَنْ نَحَلَ وَلَدًا لَهُ صَغِيرًا. لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَحُوزَ نُحْلَهُ. فَأَعْلَنَ ذٰلِكَ لَهُ. وَأَشْهَدَ عَلَيْهَا. فَهِيَ جَائِزَةٌ. وَإِنْ وَلِيَهَا أَبُوهُ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا. أَنَّ مَنْ نَحَلَ ابْنًا لَهُ صَغِيرًا. ذَهَبًا أَوْ وَرِقًا، ثُمَّ هَلَكَ. وَهُوَ يَلِيهِ. إِنَّهُ لَا شَيْءَ لِلِابْنِ مِنْ ذٰلِكَ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْأَبُ عَزَلَهَا بِعَيْنِهَا. أَوْ دَفَعَهَا إِلَى رَجُلٍ وَضَعَهَا لِابْنِهِ عِنْدَ ذٰلِكَ الرَّجُلِ. فَإِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ جَائِزٌ لِلِابْنِ.

اپنی اولاد کو کیا دینا جائز ہے

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو اپنے کم سن بچے کو کوئی چیز ہبہ کرے اور وہ اس عمر کو نہیں پہنچا کہ اُسے ہبہ کرنا جائز ہو۔ وہ آدمی اُس پر گواہ بنا لے تو یہ جائز ہے اور باپ اُس کا ولی ہو گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی چیز اپنے چھوٹے بچے کو ہبہ کرے سونا چاندی وغیرہ۔ پھر بچہ فوت ہو جائے اور مال والد کے پاس ہو تو بیٹے کا کچھ نہیں ہو گا مگر یہ کہ باپ نے وہ مال الگ کر دیا ہو یا اپنے بیٹے کے لیے کسی دوسرے آدمی کے پاس رکھ دیا ہو۔ اگر ایسا کر دیا تھا تو بیٹے کا شمار کرنا جائز ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْفَرَائِضِ

کتاب الفرائض

بَابُ مِيرَاثِ الصُّلْبِ

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا، فِي فَرَائِضِ الْمَوَارِيثِ: أَنَّ مِيرَاثَ الْوَلَدِ مِنْ وَالِدِهِمْ، أَوْ وَالِدَتِهِمْ، أَنَّهُ إِذَا تُوُفِّيَ الْأَبُ أَوِ الْأُمُّ. وَتَرَكَا وَلَدًا رِجَالًا وَنِسَاءً. فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ. فَإِنْ شَرِكَهُمْ أَحَدٌ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ، وَكَانَ فِيهِمْ ذَكَرٌ، بُدِئَ بِفَرِيضَةِ مَنْ شَرِكَهُمْ وَكَانَ مَا بَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ بَيْنَهُمْ، عَلَى قَدْرِ مَوَارِيثِهِمْ وَمَنْزِلَةُ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ الذُّكُورِ، إِذَا لَمْ يَكُنْ وَلَدٌ، كَمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ سَوَاءٌ ذُكُورُهُمْ كَذُكُورِهِمْ. وَإِنَاثُهُمْ كَإِنَاثِهِمْ. يَرِثُونَ كَمَا يَرِثُونَ. وَيَحْجُبُونَ كَمَا يَحْجُبُونَ. فَإِنِ اجْتَمَعَ الْوَلَدُ لِلصُّلْبِ، وَوَلَدُ الِابْنِ، وَكَانَ فِي الْوَلَدِ لِلصُّلْبِ ذَكَرٌ. فَإِنَّهُ لَا مِيرَاثَ مَعَهُ لِأَحَدٍ مِنْ وَلَدِ الِابْنِ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْوَلَدِ لِلصُّلْبِ ذَكَرٌ، وَكَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَنَاتِ لِلصُّلْبِ. فَإِنَّهُ لَا مِيرَاثَ لِبَنَاتِ الِابْنِ مَعَهُنَّ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعَ بَنَاتِ الِابْنِ ذَكَرٌ، هُوَ مِنَ الْمُتَوَفَّى بِمَنْزِلَتِهِنَّ. أَوْ هُوَ

اولاد کی میراث کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہلِ علم کو اسی پر پایا ہے میت کی میراث کے بارے میں جو والد یا والدہ نے بچوں کے لئے چھوڑی جب ماں یا باپ فوت ہو جائے اور پیچھے بیٹے اور بیٹیاں چھوڑیں تو ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اگر بیٹیاں دو سے زیادہ ہوں تو میراث میں اُن کا حصہ دو تہائی اور ایک ہو تو نصف ملے گا۔ اگر ذوی الفروض میں سے کوئی شریک ہو اور وہ مرد ہوں تو اُن سے ابتدا کی جائے گی اور جو بچے گا وہ بعد میں حصے کے مطابق اولاد میں تقسیم ہوگا۔ اگر بیٹا نہ ہو تو پوتے بھی بیٹے کی جگہ ہیں۔ پوتے بیٹوں کی جگہ اور پوتیاں بہنوں کی جگہ۔ یہ ان کی طرح میراث پائیں گے اور اُن کی طرح محروم ہونگے۔ اگر بیٹا اور پوتا دونوں جمع ہو جائیں تو صلبی بیٹے کی موجودگی میں کسی پوتے کو میراث نہیں ملے گی۔ اگر صلبی بیٹا نہ ہو بلکہ دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو بیٹیوں کی موجودگی میں پوتیوں کا حصہ نہیں ہے مگر جبکہ پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی ہو، جو متوفی کے لئے اُن کی جگہ یا اُن سے دُور ہوں تو مال اگر باقی بچا تو وہ ایسی پوتیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اور مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو گا۔ اگر کچھ نہیں بچا تو اُنہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اگر بیٹے کی صرف ایک صلبی بیٹی ہو تو اُس کو نصف ملے گا اور پوتی خواہ

أَطْرَفُ مِنْهُنَّ. فَإِنَّهُ يَرُدُّ، عَلَى مَنْ هُوَ بِمَنْزِلَتِهِ وَمَنْ هُوَ فَوْقَهُ مِنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ، فَضْلًا إِنْ فَضَلَ. فَيَقْتَسِمُونَهُ بَيْنَهُمْ. لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ. وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْوَلَدُ لِلصُّلْبِ إِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً، فَلَهَا النِّصْفُ. وَلِابْنَةِ ابْنِهِ، وَاحِدَةً كَانَتْ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ مِنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ، مِمَّنْ هُوَ مِنَ الْمُتَوَفَّى بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ، السُّدُسُ. فَإِنْ كَانَ مَعَ بَنَاتِ الِابْنِ ذَكَرٌ، هُوَ مِنَ الْمُتَوَفَّى بِمَنْزِلَتِهِنَّ. فَلَا فَرِيضَةَ وَلَا سُدُسَ لَهُنَّ. وَلٰكِنْ إِنْ فَضَلَ بَعْدَ فَرَائِضِ أَهْلِ الْفَرَائِضِ فَضْلٌ، كَانَ ذٰلِكَ الْفَضْلُ لِذٰلِكَ الذَّكَرِ. وَلِمَنْ هُوَ بِمَنْزِلَتِهِ، وَمَنْ فَوْقَهُ مِنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ. لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. وَلَيْسَ لِمَنْ هُوَ أَطْرَفُ مِنْهُمْ شَيْءٌ. فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ فَلَا شَيْءَ لَهُمْ. وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ - يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ -

قَالَ مَالِكٌ: الْأَطْرَفُ هُوَ الْأَبْعَدُ.

ایک یا زیادہ جو بیٹوں کی بیٹیاں ہوں تو متوفی کے سلئے وہ ایک کی جگہ ہیں اور چھٹا حصّہ پائیں گی۔ اگر پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی ہو تو متوفی کے سلئے وہ اُنہیں کی جگہ ہے۔ اب اُنہیں چھٹا حصّہ نہیں ملے گا بلکہ اہل فرائض کو تقسیم کرنے کے بعد جو بچے گا وہ اس پوتے کو ملے گا اور جو اس کی جگہ ہو۔ پوتیاں اگر زیادہ ہوں تو مرد کا حصّہ دو عورتوں کے برابر اور دُور والے کے سلئے کچھ نہیں۔ اگر کچھ نہ بچا تو اِنہیں کچھ نہیں ملے گا کیونکہ اللہ تعالٰے نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے :۔ " اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ بیٹے کا حصّہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو اُن کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اُس کا آدھا" (۴: ۱۱)

امام مالک نے فرمایا کہ الْأَطْرَفُ دُور والے مراد ہیں۔

بَابُ ۲ مِيرَاثِ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ زَوْجِهَا

میاں بیوی کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ: وَمِيرَاثُ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ، إِذَا لَمْ تَتْرُكْ وَلَدًا وَلَا وَلَدَ ابْنٍ مِنْهُ أَوْ مِنْ غَيْرِهِ، النِّصْفُ. فَإِنْ تَرَكَتْ وَلَدًا، أَوْ وَلَدَ ابْنٍ، ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى، فَلِزَوْجِهَا الرُّبُعُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ.

وَمِيرَاثُ الْمَرْأَةِ مِنْ زَوْجِهَا، إِذَا لَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا وَلَا وَلَدَ ابْنٍ، الرُّبُعُ. فَإِنْ تَرَكَ وَلَدًا، أَوْ وَلَدَ ابْنٍ، ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى، فَلِامْرَأَتِهِ الثُّمُنُ. مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ. وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ -

امام مالک نے فرمایا کہ آدمی کو اُس کی بیوی کی میراث سے نصف ملے گا جبکہ اُس نے بیٹا یا بیٹے کی اولاد وغیرہ نہ چھوڑی ہو۔ اگر اس نے بیٹا چھوڑا ہو یا بیٹے کی اولاد جو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں تو خاوند کو وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد چوتھائی حصّہ ملے گا۔

اور عورت کو اُس کے خاوند کی میراث سے جبکہ اس نے بیٹے پوتے نہ چھوڑے ہوں چوتھائی ملے گی۔ اگر بیٹا یا بیٹے کی اولاد چھوڑی جو لڑکے ہوں یا لڑکیاں تو بیوی کا آٹھواں حصہ، وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد اور یہ اس سلئے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی کتاب میں فرمایا

فَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ، فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ، فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ، وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ. فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ، مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ.

باب ٣ مِيرَاثُ الْأَبِ وَالْأُمِّ مِنْ وَلَدِهِمَا

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا: أَنَّ مِيرَاثَ الْأَبِ مِنِ ابْنِهِ أَوِ ابْنَتِهِ، أَنَّهُ إِنْ تَرَكَ الْمُتَوَفَّى وَلَدًا، أَوْ وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا، فَإِنَّهُ يُفْرَضُ لِلْأَبِ السُّدُسُ فَرِيضَةً. فَإِنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفَّى وَلَدًا، وَلَا وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا، فَإِنَّهُ يُبْدَأُ بِمَنْ شَرَّكَ الْأَبَ مِنْ أَهْلِ الْفَرَائِضِ. فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ. فَإِنْ فَضَلَ مِنَ الْمَالِ السُّدُسُ، فَمَا فَوْقَهُ، كَانَ لِلْأَبِ. وَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ عَنْهُمُ السُّدُسُ فَمَا فَوْقَهُ، فُرِضَ لِلْأَبِ السُّدُسُ، فَرِيضَةً.

وَمِيرَاثُ الْأُمِّ مِنْ وَلَدِهَا، إِذَا تُوُفِّيَ ابْنُهَا أَوِ ابْنَتُهَا، فَتَرَكَ الْمُتَوَفَّى وَلَدًا أَوْ وَلَدَ ابْنٍ، ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى، أَوْ تَرَكَ مِنَ الْإِخْوَةِ اثْنَيْنِ فَصَاعِدًا، ذُكُورًا كَانُوا أَوْ إِنَاثًا، مِنْ أَبٍ وَأُمٍّ، أَوْ مِنْ أَبٍ أَوْ مِنْ أُمٍّ، فَالسُّدُسُ لَهَا. وَإِنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفَّى وَلَدًا، وَلَا وَلَدَ ابْنٍ، وَلَا اثْنَيْنِ مِنَ الْإِخْوَةِ فَصَاعِدًا، فَإِنَّ لِلْأُمِّ الثُّلُثَ كَامِلًا. إِلَّا فِي فَرِيضَتَيْنِ فَقَطْ.

وَإِحْدَى الْفَرِيضَتَيْنِ، أَنْ يُتَوَفَّى رَجُلٌ وَيَتْرُكَ امْرَأَتَهُ وَأَبَوَيْهِ. فَلِامْرَأَتِهِ الرُّبُعُ. وَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ مِمَّا بَقِيَ. وَهُوَ الرُّبُعُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ.

وَالْأُخْرَى، أَنْ تُتَوَفَّى امْرَأَةٌ. وَتَتْرُكَ زَوْجَهَا وَأَبَوَيْهَا. فَيَكُونُ لِزَوْجِهَا النِّصْفُ. وَلِأُمِّهَا الثُّلُثُ مِمَّا بَقِيَ. وَهُوَ السُّدُسُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ.

ہے۔ اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اُس میں تمہیں آدھا ہے۔ اگر اُن کی اولاد نہ ہو، پھر اگر ان کی اولاد ہو تو اُن کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور قرض نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو اُن کا تمہارے ترکہ میں آٹھواں ہے جو وصیت تم کر جاؤ اور قرضہ نکال کر (۴: ۱۲)

صاحبِ اولاد ماں باپ کی میراث

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور اِسی پر میں نے اپنے شہر کے اہلِ علم کو پایا ہے کہ باپ کی میراث بیٹا یا پوتے سے، اگر متوفی نے بیٹا یا پوتا چھوڑا تو باپ کو چھٹا حصہ۔ اگر متوفی نے بیٹا یا پوتا نہیں چھوڑا تو باپ سے تعلق رکھنے والے جتنے ذوی الفروض ہیں پہلے ان کے حصے دیئے جائیں گے۔ اگر چھٹا حصہ بچا یا زیادہ تو وہ باپ کا ہوگا۔ اگر اُن سے چھٹا حصہ یا اُس سے زیادہ نہ بچا تو باپ کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

والدہ کو اس کے بیٹے کی میراث جبکہ متوفی کا بیٹا یا بیٹی ہو۔ پس متوفی نے بیٹا یا بیٹے کی اولاد لڑکے یا لڑکیاں چھوڑیں یا بھائی کے دو بچے چھوڑے خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں جو ماں اور باپ دونوں سے ہوں یا صرف باپ سے یا صرف ماں سے تو اُس کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اور متوفی نے اگر کوئی بیٹا یا پوتا نہیں چھوڑا اور نہ دو بھائی یا بہنیں تو ماں کو پورا تہائی ملے گا ماسوائے دو صورتوں کے۔

ایک صورت یہ ہے کہ متوفی بیوی اور والدین چھوڑے تو اُس کی بیوی کو چوتھائی اور اُس کی ماں کو باقی کا تہائی جو سارے مال کا چوتھائی حصہ ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عورت فوت ہو جائے تو خاوند اور اپنے والدین چھوڑے۔ پس اُس کے خاوند کو نصف اور اُس کی ماں کو باقی کا تہائی جو سارے مال کا چھٹا حصہ ہے۔

وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ـ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ، فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ـ

فَمَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْإِخْوَةَ اثْنَانِ فَصَاعِدًا ـ

اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کی اولاد ہو۔ پھر اگر اس کی اولاد ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی۔ پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا" (م: ۱۱) یہ جاری سنت ہے کہ دو بھائی ہوں یا دو بہنیں۔

بَابُ مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأُمِّ

اخیافی بھائی بہنوں کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْإِخْوَةَ لِلْأُمِّ لَا يَرِثُونَ مَعَ الْوَلَدِ ، وَلَا مَعَ وَلَدِ الْأَبْنَاءِ ، ذُكْرَانًا كَانُوا أَوْ إِنَاثًا ، شَيْئًا ، وَلَا يَرِثُونَ مَعَ الْأَبِ وَلَا مَعَ الْجَدِّ أَبِي الْأَبِ ، شَيْئًا . وَأَنَّهُمْ يَرِثُونَ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ ، يُفْرَضُ لِلْوَاحِدِ مِنْهُمُ السُّدُسُ . ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى . فَإِنْ كَانَا اثْنَيْنِ . فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ . فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ . يَقْتَسِمُونَهُ بَيْنَهُمْ بِالسَّوَاءِ ، لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ . وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ـ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ـ فَكَانَ الذَّكَرُ وَالْأُنْثَى ، فِي هٰذَا ، بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ .

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ اخیافی بھائی بہن اپنے بیٹے یا پوتوں کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں اور اسی طرح وہ باپ اور دادا کے ساتھ بھی وارث نہیں ہوتے اور باقی کے ساتھ وہ وارث ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔ اگر وہ دو ہوں تو ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر زیادہ ہوں تو سارے تہائی میں شامل۔ آپس میں برابر بانٹ لیں گے لیکن ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں" (م: ۱۲) یہاں مرد اور عورت سب برابر ہیں۔

بَابُ مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ

سگے بھائی بہنوں کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا ، أَنَّ الْإِخْوَةَ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ لَا يَرِثُونَ مَعَ الْوَلَدِ الذَّكَرِ شَيْئًا ، وَلَا مَعَ وَلَدِ الْابْنِ الذَّكَرِ شَيْئًا ، وَلَا مَعَ الْأَبِ دِنْيَا شَيْئًا . وَهُمْ يَرِثُونَ مَعَ الْبَنَاتِ وَبَنَاتِ الْأَبْنَاءِ ، مَا لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفَّى جَدًّا أَبَا أَبٍ ، مَا فَضَلَ مِنَ الْمَالِ ، يَكُونُونَ فِيهِ عَصَبَةً . يُبْدَأُ بِمَنْ كَانَ لَهُ أَصْلُ فَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ . فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ . فَإِنْ فَضَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَضْلٌ ، كَانَ لِلْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ يَقْتَسِمُونَهُ بَيْنَهُمْ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ . ذُكْرَانًا كَانُوا أَوْ إِنَاثًا . لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ سگے بھائی بہن بھی اپنے بیٹوں، پوتوں یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں پائیں گے۔ وہ بیٹیوں اور پوتیوں کے ہوتے ہوئے میراث پائیں گے۔ جب متوفی دادا نہ چھوڑے تو باقی مال ذوی الفروض کا ہوگا۔ زیادہ قرب کے لحاظ سے ابتدا کی جائے گی اور ان کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کی جائیگی، خواہ وہ مرد ہوں یا عورت یعنی مرد کو دو عورتوں کے برابر۔ اگر کچھ نہ بچے تو انہیں بھی کچھ نہیں

الْأُنْثَيَيْنِ. فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ.

قَالَ: وَإِنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفَّى أَبًا، وَلَا جَدًّا أَبَا أَبٍ، وَلَا وَلَدًا، وَلَا وَلَدَ ابْنٍ، ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى، فَإِنَّهُ يُفْرَضُ لِلْأُخْتِ الْوَاحِدَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، النِّصْفُ. فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ، فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ مِنَ الْأَخَوَاتِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، فُرِضَ لَهُمَا الثُّلُثَانِ. فَإِنْ كَانَ مَعَهُمَا أَخٌ ذَكَرٌ، فَلَا فَرِيضَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الْأَخَوَاتِ وَاحِدَةً، كَانَتْ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ. وَيُبْدَأُ بِمَنْ شَرِكَهُمْ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ. فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ. فَمَا فَضَلَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ شَيْءٍ، كَانَ بَيْنَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ. لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. إِلَّا فِي فَرِيضَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَطْ. لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِيهَا شَيْءٌ، فَاشْتَرَكُوا فِيهَا مَعَ بَنِي الْأُمِّ فِي ثُلُثِهِمْ. وَتِلْكَ الْفَرِيضَةُ هِيَ امْرَأَةٌ تُوُفِّيَتْ. وَتَرَكَتْ زَوْجَهَا، وَأُمَّهَا، وَإِخْوَتَهَا لِأُمِّهَا، وَإِخْوَتَهَا لِأُمِّهَا وَأَبِيهَا فَكَانَ لِزَوْجِهَا النِّصْفُ. وَلِأُمِّهَا السُّدُسُ وَلِإِخْوَتِهَا لِأُمِّهَا الثُّلُثُ. فَلَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ بَعْدَ ذَلِكَ. فَيَشْتَرِكُ بَنُو الْأَبِ وَالْأُمِّ فِي هَذِهِ الْفَرِيضَةِ، مَعَ بَنِي الْأُمِّ فِي ثُلُثِهِمْ. فَيَكُونُ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَى مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ إِخْوَةُ الْمُتَوَفَّى لِأُمِّهِ. وَإِنَّمَا وَرِثُوا بِالْأُمِّ. وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ — وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ. فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ. فَلِذَلِكَ شُرِّكُوا فِي هَذِهِ الْفَرِيضَةِ. لِأَنَّهُمْ كُلَّهُمْ إِخْوَةُ الْمُتَوَفَّى لِأُمِّهِ.

بَابُ مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ مِيرَاثَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ، إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ أَحَدٌ مِنْ بَنِي الْأَبِ وَالْأُمِّ كَمَنْزِلَةِ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، سَوَاءٌ. ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ. وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ. إِلَّا أَنَّهُمْ لَا يُشَرَّكُونَ مَعَ بَنِي الْأُمِّ

ملے گا۔

فرمایا اور متوفی اگر باپ یا دادا نہ چھوڑے نیز بیٹا نہ پوتا خواہ مرد ہو یا عورت اور ایک سگی بہن ہو تو اُسے نصف ملے گا۔ اگر دو یا اِس سے زیادہ سگی بہنیں ہوں تو دو تہائی ملے گا۔ اگر اُن کے ساتھ بھائی بھی ہو تو بہنوں میں سے کسی کو معین حصہ نہیں ملے گا خواہ ایک ہو یا زیادہ بلکہ ذوی الفروض کے حصے ادا کر کے جو بچے گا وہ سگے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگا بمطابق مرد کو دو عورتوں کے برابر۔ اگر اس صورت میں اُن کے لئے کچھ نہ بچے تو وہ اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔ یہ مسئلہ یوں ہے کہ ایک عورت فوت ہوگئی اور اس نے خاوند، والدہ، اخیافی بہن بھائی اور سگے بہن بھائی چھوڑے تو خاوند کو نصف، والدہ کو چھٹا، اخیافی بہن بھائیوں کو تہائی۔ اگر اس کے بعد کچھ نہ بچے تو سگے بہن بھائی بھی اخیافی بہن بھائیوں کے تہائی میں شریک ہوں گے۔ یہاں مرد کو عورت کے برابر حصہ ملے گا کیونکہ فوت شدہ والدہ اُن سب کی برابر ہے اور انہوں نے ماں کی وراثت پائی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: — اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اُس کا بھائی یا بہن ہے تو اُن میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں" (۴: ۱۲) لہذا سب اس میں حصہ دار ہیں کیونکہ سب مادری بہن بھائی ہیں۔

سوتیلے بہن بھائیوں کی میراث کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ یہ علاتی بھائیوں کی میراث کا حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جب سگا بھائی نہ ہو تو علاتی اور اخیافی بھائی بھی ان کی طرح ہے۔ بھائی کی طرح بھائی اور بہن کی طرح بہن، سوائے اس کے کہ وہ اخیافی بھائیوں کے ساتھ ذوی الفروض

فِي الْفَرِيضَةِ الَّتِي شَرَّكَهُمْ فِيهَا بَنُو الْأَبِ وَالْأُمِّ، لِأَنَّهُمْ خَرَجُوا مِنْ وِلَادَةِ الْأُمِّ الَّتِي جَمَعَتْ أُولَئِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنِ اجْتَمَعَ الْإِخْوَةُ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَالْإِخْوَةُ لِلْأَبِ، فَكَانَ فِي بَنِي الْأَبِ وَالْأُمِّ ذَكَرٌ، فَلَا مِيرَاثَ لِأَحَدٍ مِنْ بَنِي الْأَبِ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ بَنُو الْأَبِ وَالْأُمِّ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ مِنَ الْإِنَاثِ، لَا ذَكَرَ مَعَهُنَّ، فَإِنَّهُ يُفْرَضُ لِلْأُخْتِ الْوَاحِدَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، النِّصْفُ، وَيُفْرَضُ لِلْأَخَوَاتِ لِلْأَبِ، السُّدُسُ، تَتِمَّةَ الثُّلُثَيْنِ. فَإِنْ كَانَ مَعَ الْأَخَوَاتِ لِلْأَبِ ذَكَرٌ، فَلَا فَرِيضَةَ لَهُنَّ. وَيُبْدَأُ بِأَهْلِ الْفَرَائِضِ الْمُسَمَّاةِ، فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ. فَإِنْ فَضَلَ بَعْدَ ذَلِكَ فَضْلٌ، كَانَ بَيْنَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ، لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. وَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ فَلَا شَيْءَ لَهُمْ. فَإِنْ كَانَ الْإِخْوَةُ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، امْرَأَتَيْنِ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ مِنَ الْإِنَاثِ، فُرِضَ لَهُنَّ الثُّلُثَانِ. وَلَا مِيرَاثَ مَعَهُنَّ لِلْأَخَوَاتِ لِلْأَبِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعَهُنَّ أَخٌ لِأَبٍ. فَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ أَخٌ لِأَبٍ، بُدِئَ بِمَنْ شَرَّكَهُمْ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ. فَأُعْطُوا فَرَائِضَهُمْ. فَإِنْ فَضَلَ بَعْدَ ذَلِكَ فَضْلٌ، كَانَ بَيْنَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ، لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. وَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ. وَلِبَنِي الْأُمِّ، مَعَ بَنِي الْأَبِ وَالْأُمِّ، وَمَعَ بَنِي الْأَبِ، لِلْوَاحِدِ السُّدُسُ. وَلِلِاثْنَيْنِ فَصَاعِدًا الثُّلُثُ، لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَى، هُمْ فِيهِ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ سَوَاءٌ.

میں شامل نہیں ہوں گے جن میں سگے بھائی شامل ہیں کیونکہ یہ اُس والدہ کی پیدائش سے خارج ہیں کہ جس نے انہیں جمع کیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر سگے اور علاتی بھائی جمع ہو جائیں تو کسی سگے بھائی کو میراث نہیں ملے گی۔ اگر سگی صرف ایک بہن ہو یا اس سے زیادہ اور اس کے ساتھ بھائی کوئی نہ ہو تو وہ ایک ہی شمار ہو گی اور سگی بہن کے لئے نصف اور علاتی بہنوں کے لئے چھٹا یعنی دو تہائی پورا کرنے کے لئے۔ اگر علاتی بہنوں کے ساتھ بھائی بھی ہو تو اُن کا حصّہ نہیں ہے۔ ذوی الفروض سے ابتدا کی جائے گی۔ ہر ایک کو اُس کا حصّہ دیا جائے گا اور اس کے بعد جو باقی بچا تو وہ علاتی بہنوں میں تقسیم ہو گا اس حساب سے کہ ایک مرد کا حصّہ دو عورتوں کے برابر۔ اگر کچھ باقی نہ بچا تو اُن کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر سگی دو بہنیں یا اس سے زیادہ ہوں تو اُن کا حصّہ دو تہائی اور اُن کے ساتھ علاتی بہنوں کو میراث نہیں ملے گی مگر جب کہ اُن کے ساتھ علاتی بھائی ہو۔ اگر اُن کے ساتھ علاتی بھائی ہو تو ذوی الفروض کا حصّہ دے کر جو بچے گا اس کو علاتی بہنوں میں مرد کو دو عورتوں کے برابر کے حساب سے بانٹ دیا جائے گا اور اگر کچھ نہ بچا تو انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اور اخیافی بھائی کو سگے اور علاتی بھائی کے ساتھ ایک کو چھٹا اور دو کو تہائی۔ یہاں مرد اور عورت برابر ہیں۔

بَابُ مِيرَاثِ الْجَدِّ

١ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْجَدِّ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: إِنَّكَ كَتَبْتَ إِلَيَّ تَسْأَلُنِي عَنِ الْجَدِّ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ. وَذَلِكَ مِمَّا لَمْ يَكُنْ يَقْضِي فِيهِ إِلَّا الْأُمَرَاءُ. يَعْنِي الْخُلَفَاءَ. وَقَدْ

دادا کی میراث کا بیان

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت معاویہ نے حضرت زید بن ثابت کے لئے لکھا اور اُن سے دادا کی میراث کے متعلق پوچھا تو حضرت زید بن ثابت نے اُن کے لئے لکھا کہ آپ نے مجھ سے دادا کی میراث کے متعلق پوچھتے ہوئے لکھا تو اللہ بہتر جانے اور اس کا فیصلہ حکام ہی کیا کرتے

حَضَرْتُ الْخَلِيفَتَيْنِ قَبْلَكَ يُعْطِيَانِهِ النِّصْفَ مَعَ الْأَخِ الْوَاحِدِ، وَالثُّلُثَ مَعَ الِاثْنَيْنِ. فَإِنْ كَثُرَتِ الْإِخْوَةُ لَمْ يُنَقِّصُوهُ مِنَ الثُّلُثِ.

ہیں یعنی خلیفۂ وقت اور آپ سے پہلے دو خلفاء ایک بھائی کے ساتھ اُسے نصف دلاتے اور دو کے ساتھ تہائی اور اگر بھائی زیادہ ہوں تو تہائی سے کم نہ کرتے۔

٢ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. عَنْ قَبِيصَةَ ابْنِ ذُؤَيْبٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَرَضَ لِلْجَدِّ، الَّذِي يَفْرِضُ النَّاسُ لَهُ الْيَوْمَ.

قبیصہ بن ذؤیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دادا کو وہی دلاتے جو کچھ لوگ آج دلاتے ہیں۔

٣ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ: فَرَضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِلْجَدِّ مَعَ الْإِخْوَةِ الثُّلُثَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت زید بن ثابت نے دادا کو بھائی کے ساتھ تہائی حصہ دلایا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا، أَنَّ الْجَدَّ أَبَا الْأَبِ. لَا يَرِثُ مَعَ الْأَبِ دِنْيَا، شَيْئًا. وَهُوَ يُفْرَضُ لَهُ مَعَ الْوَلَدِ الذَّكَرِ، وَمَعَ ابْنِ الِابْنِ الذَّكَرِ، السُّدُسُ فَرِيضَةً. وَهُوَ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ، مَا لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفَّى أُمًّا أَوْ أُخْتًا لِأَبِيهِ. يُبَدَّأُ بِأَحَدٍ إِنْ شَرَكَهُ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ. فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ فَإِنْ فَضَلَ مِنَ الْمَالِ السُّدُسُ فَمَا فَوْقَهُ. فُرِضَ لِلْجَدِّ السُّدُسُ فَرِيضَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ دادا باپ کے ساتھ میراث نہیں پائے گا لیکن بیٹے اور پوتے کے ساتھ بطور فرض کے دادا کو چھٹا حصہ ملتا ہے۔ اور یہ اس کے علاوہ ہے جبکہ متوفی ماں یا علاتی بہن نہ چھوڑے تو ذوی الفروض کو اُن کا حصہ دے کہ اگر مال کا چھٹا حصہ یا اِس سے زیادہ بچا تو دادا کا چھٹا حصہ مقرر کر دیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْجَدُّ وَالْإِخْوَةُ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ إِذَا شَرَكَهُمْ أَحَدٌ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ. يُبَدَّأُ بِمَنْ شَرَكَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْفَرَائِضِ. فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ. فَمَا بَقِيَ بَعْدَ ذَلِكَ لِلْجَدِّ وَالْإِخْوَةِ مِنْ شَيْءٍ، فَإِنَّهُ يُنْظَرُ، أَيُّ ذَلِكَ أَفْضَلُ لِحَظِّ الْجَدِّ، أُعْطِيَهُ. الثُّلُثُ مِمَّا بَقِيَ لَهُ وَلِلْإِخْوَةِ. أَوْ يَكُونُ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ مِنَ الْإِخْوَةِ. فِيمَا يَحْصُلُ لَهُ وَلَهُمْ. يُقَاسِمُهُمْ بِمِثْلِ حِصَّةِ أَحَدِهِمْ، أَوِ السُّدُسُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ كُلِّهِ، أَيُّ ذَلِكَ كَانَ أَفْضَلَ لِحَظِّ الْجَدِّ، أُعْطِيَهُ الْجَدُّ. وَكَانَ مَا بَقِيَ بَعْدَ ذَلِكَ لِلْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ. لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. إِلَّا فِي فَرِيضَةٍ وَاحِدَةٍ. تَكُونُ قِسْمَتُهُمْ فِيهَا عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ. وَتِلْكَ الْفَرِيضَةُ، امْرَأَةٌ تُوُفِّيَتْ. وَتَرَكَتْ زَوْجَهَا، وَأُمَّهَا، وَأُخْتَهَا لِأُمِّهَا وَأَبِيهَا،

امام مالک نے فرمایا کہ دادا اور اس کے سگے بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوی الفروض بھی ہو تو پہلے ذوی الفروض کو اُن کا حصہ دیں گے۔ پھر جو باقی بچا تو وہ دادا اور بھائی کا ہوگا اور اس کی کئی صورتیں ہیں، لہٰذا دیکھا جائے گا کہ دادا کے لئے کونسی صورت بہتر ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ دادا اور بھائی کو باقی کا تہائی۔ دوسری صورت یہ کہ دادا کو بھی بھائیوں کی طرح سمجھا جائے۔ تیسری صورت یہ کہ اُسے کل مال کا چھٹا حصہ دیا جائے جو حصہ دادا کے لئے بہتر ہو وہ دیا جائے گا اور اس کے بعد جو باقی بچے وہ سگے بھائی بہنوں کا ہوگا مرد کو دو عورتوں کے برابر کے حساب سے مگر ایک صورت میں تقسیم اور طرح ہوگی جو یہ ہے کہ عورت فوت ہوگئی اور اُس نے خاوند، والدہ، سگی بہن اور دادا کو چھوڑا۔ خاوند کو نصف، والدہ کو تہائی

وَجَدِّهَا. فَلِلزَّوْجِ النِّصْفُ. وَلِلْأُمِّ الثُّلُثُ. وَلِلْجَدِّ السُّدُسُ وَلِلْأُخْتِ لِلْأُمِّ وَالْأَبِ النِّصْفُ. ثُمَّ يُجْمَعُ سُدُسُ الْجَدِّ وَنِصْفُ الْأُخْتِ، فَيُقْسَمُ أَثْلَاثًا. لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَيَكُونُ لِلْجَدِّ ثُلُثَاهُ. وَلِلْأُخْتِ ثُلُثُهُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمِيرَاثُ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ مَعَ الْجَدِّ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ إِخْوَةٌ لِأَبٍ وَأُمٍّ، كَمِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، سَوَاءٌ. ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ فَإِذَا اجْتَمَعَ الْإِخْوَةُ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَالْإِخْوَةُ لِلْأَبِ، فَإِنَّ الْإِخْوَةَ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، يُعَادُّونَ الْجَدَّ بِإِخْوَتِهِمْ لِأَبِيهِمْ فَيَمْنَعُونَهُ بِهِمْ كَثْرَةَ الْمِيرَاثِ بِعَدَدِهِمْ. وَلَا يُعَادُّونَهُ بِالْإِخْوَةِ لِلْأُمِّ. لِأَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ مَعَ الْجَدِّ غَيْرُهُمْ، لَمْ يَرِثُوا مَعَهُ شَيْئًا. وَكَانَ الْمَالُ كُلُّهُ لِلْجَدِّ. فَمَا حَصَلَ لِلْإِخْوَةِ مِنْ بَعْدِ حَظِّ الْجَدِّ، فَإِنَّهُ يَكُونُ لِلْإِخْوَةِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ. دُونَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَلَا يَكُونُ لِلْإِخْوَةِ لِلْأَبِ مَعَهُمْ شَيْءٌ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْإِخْوَةُ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ امْرَأَةً وَاحِدَةً. فَإِنْ كَانَتِ امْرَأَةً وَاحِدَةً فَإِنَّهَا تُعَادُّ الْجَدَّ بِإِخْوَتِهَا لِأَبِيهَا، مَا كَانُوا. فَمَا حَصَلَ لَهُمْ وَلَهَا مِنْ شَيْءٍ، كَانَ لَهَا دُونَهُمْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَنْ تَسْتَكْمِلَ فَرِيضَتَهَا النِّصْفُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ كُلِّهِ. فَإِنْ كَانَ فِيمَا يُحَازُ لَهَا وَلِإِخْوَتِهَا لِأَبِيهَا فَضْلٌ عَنْ نِصْفِ رَأْسِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَهُوَ لِإِخْوَتِهَا لِأَبِيهَا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ. فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ.

بَابُ مِيرَاثِ الْجَدَّةِ

۴۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خَرَشَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا. فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ. وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دادا کو چھٹا اور سگی بہن کو نصف ملے گا۔ پھر دادا کے چھٹے اور بہن کے نصف کو ملا کر مرد کا عورت سے دُگنا حصہ کے مطابق تقسیم کریں گے یعنی دادا کے لئے دو تہائی اور بہن کے لئے تہائی۔

امام مالک نے فرمایا کہ علاتی بھائی کی دادا کے ساتھ میراث جبکہ اُن کے ساتھ سگا بھائی نہ ہو، یہ بھی سگے بھائی کی طرح ہے۔ مرد مردوں کی طرح اور عورت عورتوں کی طرح۔ جب سگے بھائی اور علاتی بھائی اکٹھے ہو جائیں تو سگے بھائی علاتی بھائیوں کے ساتھ مل کر دادا کے حصے کو گھٹا دیں گے اور اخیافی بھائی بہن گھٹائیں گے کیونکہ وہ دادا میں شریک نہ ہونے کے باعث میراث نہیں پائیں گے اور سارا مال دادا کا ہوگا۔ دادا کے بعد جو مال بھائیوں کے لئے بچے گا تو وہ علاتی بھائیوں کے سوا سگے بھائیوں کا ہوگا اور علاتی بھائی کو اُن کے ساتھ کچھ نہیں ملے گا مگر جبکہ ایک ہی سگی بہن ہو۔ اگر ایک سگی بہن ہو تو علاتی بہن کے ساتھ دادا کے حصے کو گھٹا دے گی۔ یوں اُنہیں اور اسے اپنے مکمل حصے کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا اور ان کا مکمل حصہ کل مال کا نصف ہے۔ پھر اگر کچھ بچا تو وہ علاتی بھائیوں میں مرد کو عورت سے دو گنا کے حساب سے دیا جائے گا۔ اگر کچھ نہ بچا تو اُنہیں کچھ نہیں ملے گا۔

نانی اور دادی کی میراث کا بیان

قبیصہ بن ذؤیب سے روایت ہے کہ ایک دادی اپنا حصہ پوچھنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں تمہارے لئے کچھ نہیں ہے اور میرے علم میں کوئی ایسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی نہیں۔ تم جاؤ میں

شَيْئًا. فَارْجِعِي حَتّٰى اَسْاَلَ النَّاسَ. فَسَاَلَ النَّاسَ. فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهَا السُّدُسَ. فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْاَنْصَارِيُّ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ. فَاَنْفَذَهُ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ. ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْاُخْرٰى. اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا. فَقَالَ لَهَا. مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ. وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ اِلَّا لِغَيْرِكِ. وَمَا اَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا. وَلٰكِنَّهُ ذٰلِكَ السُّدُسُ. فَاِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَيْنَكُمَا. وَاَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا.

لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹا حصہ دلایا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا! پس حضرت محمد بن مسلمہ انصاری نے حضرت مغیرہ کی تصدیق کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے دادی کو حصہ دلا دیا۔ پھر ایک اور دادی حضرت عمر کی خدمت میں میراث سے اپنا حصہ پوچھنے آئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میں اللہ کی کتاب میں تمہارے لیے کچھ نہیں پاتا۔ قبل ازیں جو فیصلے ہوئے وہ دادی کے نہ تھے اور میں فرائض کے اندر اپنی جانب سے اضافہ نہیں کر سکتا وہی چھٹا حصہ ہے اگر نانی اور دادی جمع ہو جائیں تو دونوں کا اور ایک ہو تو اکیلی کا ہوگا۔

٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ؛ اَنَّهُ قَالَ. اَتَتِ الْجَدَّتَانِ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ. فَاَرَادَ اَنْ يَجْعَلَ السُّدُسَ لِلَّتِي مِنْ قِبَلِ الْاُمِّ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ، اَمَا اِنَّكَ تَتْرُكُ الَّتِي لَوْ مَاتَتْ وَهُوَ حَيٌّ، كَانَ اِيَّاهَا يَرِثُ. فَجَعَلَ اَبُوْ بَكْرٍ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں نانی اور دادی دونوں حاضر ہوئیں تو چاہا کہ والدہ کی طرف سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دلا دیا جائے۔ ایک انصاری نے کہا کہ اگر یہ مر گئی ہوتی اور وہ زندہ ہوتا تو اس کا وارث ہوتا۔ پس حضرت ابوبکر نے دونوں کو چھٹا حصہ دلایا

٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ؛ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ، كَانَ لَا يَفْرِضُ اِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ.

ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے کہ حصہ نہیں دلایا جاتا تھا مگر نانی اور دادی کو۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ، وَالَّذِي اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا؛ اَنَّ الْجَدَّةَ اُمَّ الْاُمِّ، لَا تَرِثُ مَعَ الْاُمِّ دِنْيَا. شَيْئًا. وَهِيَ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ يُفْرَضُ لَهَا السُّدُسُ. فَرِيْضَةً. وَاَنَّ الْجَدَّةَ اُمَّ الْاَبِ، لَا تَرِثُ مَعَ الْاُمِّ. وَلَا مَعَ الْاَبِ شَيْئًا. وَهِيَ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ يُفْرَضُ لَهَا السُّدُسُ، فَرِيْضَةً. فَاِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَدَّتَانِ، اُمُّ الْاَبِ وَاُمُّ الْاُمِّ، وَلَيْسَ لِلْمُتَوَفّٰى دُوْنَهُمَا اَبٌ وَلَا اُمٌّ. قَالَ مَالِكٌ. فَاِنِّي سَمِعْتُ اَنَّ اُمَّ الْاُمِّ، اِنْ كَانَتْ اَقْعَدَهُمَا، كَانَ لَهَا السُّدُسُ، دُوْنَ اُمِّ الْاَبِ. وَاِنْ كَانَتْ اُمُّ الْاَبِ اَقْعَدَهُمَا، اَوْ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے کہ نانی کو والدہ کے ساتھ کچھ نہیں ملے گا اور وہ نہ ہو تو اسے چھٹا حصہ ملے گا اور دادی کو ماں اور باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں ملے گا اور یہ نہ ہوں تو اس کا چھٹا حصہ ہوگا۔ جب نانی اور دادی دونوں جمع ہو جائیں اور ان کے سوا متوفی کے ماں باپ نہ ہوں۔ امام مالک نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ نانی اگر زیادہ قریب ہوگی تو اس کا چھٹا حصہ دادی کے سوا اور اگر دادی زیادہ قریب ہو یا دونوں ہی زیادہ قریب ہوں تو دونوں برابر ہیں اور چھٹے

كَانَتَا فِي الْقُعْدُدِ مِنَ الْمُتَوَفَّى، بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ . فَإِنَّ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ .

حصّے سے دونوں بانٹ لیں گی۔

قَالَ مَالِكٌ : وَلَا مِيرَاثَ لِأَحَدٍ مِنَ الْجَدَّاتِ إِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ . لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَّثَ الْجَدَّةَ . ثُمَّ سَأَلَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ ذٰلِكَ حَتّٰى أَتَاهُ الثَّبَتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنَّهُ وَرَّثَ الْجَدَّةَ . فَأَنْفَذَهُ لَهَا . ثُمَّ أَتَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرٰى إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ . فَقَالَ لَهَا : مَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا . فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا . فَهُوَ بَيْنَكُمَا . وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا .

امام مالک نے فرمایا کہ دادیوں اور نانیوں کے لیے میراث نہیں ہے مگر ایک دادی اور ایک نانی کو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے نانی کو ترکہ دلایا، پھر حضرت ابو بکر نے اس بارے میں پوچھا، یہاں تک کہ انہیں ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نانی کو ترکہ دلایا۔ پھر دادی حضرت عمر کی خدمت میں آئی تو انہوں نے فرمایا:۔ میں فرائض میں اضافہ نہیں کرسکتا اگر وہ دونوں جمع ہوں تو اسی حصے میں دونوں شامل ہیں اور ایک ہو تو یہ حصہ اسی کا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ : ثُمَّ لَمْ نَعْلَمْ أَحَدًا وَرَّثَ غَيْرَ جَدَّتَيْنِ مُنْذُ كَانَ الْإِسْلَامُ إِلَى الْيَوْمِ .

امام مالک نے فرمایا کہ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ شروع اسلام سے آج تک کسی نے نانی اور دادی کے سوا کسی دوسری کو ترکہ دلایا ہو۔

بَابُ ۹ مِيرَاثِ الْكَلَالَةِ

کلالہ کی میراث کا بیان

۷ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلَالَةِ ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "يَكْفِيكَ ، مِنْ ذٰلِكَ ؛ الْآيَةُ الَّتِي أُنْزِلَتْ فِي الصَّيْفِ ، آخِرَ سُورَةِ النِّسَاءِ "

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلالہ کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:۔ تمہارے لئے سورۃ النسار کی وہ آخری آیت کافی ہے جو گرمیوں میں نازل ہوئی تھی۔

قَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا ، الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ ، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا ؛ أَنَّ الْكَلَالَةَ عَلٰى وَجْهَيْنِ . فَأَمَّا الْآيَةُ الَّتِي أُنْزِلَتْ فِي أَوَّلِ سُورَةِ النِّسَاءِ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيهَا : وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ، فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ــ فَهٰذِهِ الْكَلَالَةُ الَّتِي لَا يَرِثُ فِيهَا الْإِخْوَةُ لِلْأُمِّ . حَتّٰى يَكُونَ وَلَدٌ وَلَا وَالِدٌ . وَأَمَّا الْآيَةُ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيهَا ـ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے اپنے شہر کے اہلِ علم کو اسی پر پایا ہے کہ کلالہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک سورۂ نسار کی ابتدائی آیت، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس میں فرمایا:۔ اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اُس کا بھائی یا بہن ہے تو اُن میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں" (۴:۱۲)۔ یہ وہ کلالہ ہے کہ ماں جائی بہن جس کی وارث نہیں اور جس کا بیٹا یا باپ نہ ہو۔ دوسری سورۃ النسار کی وہ آخری آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔" اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما

امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَّلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔

قَالَ مَالِكٌ: فَهٰذِهِ الْكَلَالَةُ الَّتِي تَكُونُ فِيهَا الْإِخْوَةُ عَصَبَةً، إِذَا لَمْ يَكُنْ وَلَدٌ، فَيَرِثُونَ مَعَ الْجَدِّ فِي الْكَلَالَةِ فَالْجَدُّ يَرِثُ مَعَ الْإِخْوَةِ، لِأَنَّهُ أَوْلَى بِالْمِيرَاثِ مِنْهُمْ وَذٰلِكَ أَنَّهُ يَرِثُ، مَعَ ذُكُورِ وَلَدِ الْمُتَوَفَّى، السُّدُسَ، وَالْإِخْوَةُ لَا يَرِثُونَ. مَعَ ذُكُورِ وَلَدِ الْمُتَوَفَّى شَيْئًا. وَكَيْفَ لَا يَكُونُ كَأَحَدِهِمْ. وَهُوَ يَأْخُذُ السُّدُسَ مَعَ وَلَدِ الْمُتَوَفَّى؟ فَكَيْفَ لَا يَأْخُذُ الثُّلُثَ مَعَ الْإِخْوَةِ، وَبَنُو الْأُمِّ يَأْخُذُونَ مَعَهُمُ الثُّلُثَ؛ فَالْجَدُّ هُوَ الَّذِي حَجَبَ الْإِخْوَةَ لِلْأُمِّ. وَمَنَعَهُمْ مَكَانَهُ الْمِيرَاثَ. فَهُوَ أَوْلَى بِالَّذِي كَانَ لَهُمْ. لِأَنَّهُمْ سَقَطُوا مِنْ أَجْلِهِ. وَلَوْ أَنَّ الْجَدَّ لَمْ يَأْخُذْ ذٰلِكَ الثُّلُثَ، أَخَذَهُ بَنُو الْأُمِّ. فَإِنَّمَا أَخَذَ مَا لَمْ يَكُنْ يَرْجِعُ إِلَى الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ. وَكَانَ الْإِخْوَةُ لِلْأُمِّ هُمْ أَوْلَى بِذٰلِكَ الثُّلُثِ مِنَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ. وَكَانَ الْجَدُّ هُوَ أَوْلَى بِذٰلِكَ مِنَ الْإِخْوَةِ لِلْأُمِّ۔

دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اُس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اُس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا جبکہ بہن کے اولاد نہ ہو۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں اُنکا دو تہائی اور اگر بہن بھائی ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی، تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں م (بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے (م ۴: ۱۷۶)۔)

امام مالک نے فرمایا کہ یہ وہ کلالہ ہے جس میں بھائی عصبہ ہوں گے جبکہ اُس کی اولاد نہ ہو۔ تو وہ دادا کے ساتھ کلالہ کی میراث پائیں گے اور دادا بھائیوں کے ساتھ میراث پائے گا کیونکہ یہ تو اُن سے بھی زیادہ حقدار ہے۔ اسی لئے وہ متوفی کی نرینہ اولاد کے ساتھ چھٹا حصہ پائے گا اور متوفی کی نرینہ اولاد کے ساتھ بھائیوں کو ترکہ نہیں ملے گا۔ اور وہ اُن جیسا کیوں نہ ہوگا جبکہ متوفی کی اولاد کے ہوتے ہوئے چھٹا حصہ پاتا ہے تو بھائی کے ساتھ تہائی کیوں نہ لے گا اور تہائی اُس کے ساتھ ماں کے بیٹے لیں گے۔ پس وہ دادا ہے جس نے مادری بھائیوں کا حصہ ختم کیا اور اُنہیں میراث سے محروم کیا۔ بس وہ اُن سے زیادہ حقدار ہے۔ کیونکہ وہ اُن کا حصہ ساقط کر دیتا ہے۔ اگر دادا تہائی نہ لے تو اُسے مادری بیٹے لیں گے کیونکہ انھوں نے وہ مال لیا ہے جو علاتی بھائیوں کی طرف نہیں لوٹتا۔ اخیافی بھائی اس جگہ علاتی بھائیوں سے زیادہ حق دار ہیں اور دادا اخیافی بھائیوں سے بھی زیادہ حق دار ہے۔ ف

ف۔ کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جو مرتے وقت نہ پیچھے ماں باپ چھوڑے اور نہ اولاد۔ اس کی میراث کے بارے میں قرآن کریم کے اندر دو آیتیں نازل ہوئیں جن کے اندر اس کا ترکہ تقسیم کرنے کے احکام نازل فرمائے گئے۔ دونوں آیات سورۃ النساء کے اندر ہیں۔ احادیث کے مطابق سردیوں میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے۔

وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ۔

(۴: ۱۲)

اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں میت کی وصیت اور قرض نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچا ہو۔ یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَمَّةِ

۸- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيِّ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، عَنْ مَوْلًى لِقُرَيْشٍ كَانَ قَدِيمًا يُقَالُ لَهُ ابْنُ مِرْسَى، أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ، قَالَ: يَا يَرْفَا. هَلُمَّ ذٰلِكَ الْكِتَابَ. لِكِتَابٍ كَتَبَهُ فِي شَأْنِ الْعَمَّةِ. فَنَسْأَلُ عَنْهَا وَنَسْتَخْبِرُ فِيهَا. فَأَتَاهُ بِهِ يَرْفَا. فَدَعَا بِتَوْرٍ، أَوْ قَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ. فَمَحَا ذٰلِكَ الْكِتَابَ فِيهِ. ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَضِيَكِ اللّٰهُ وَارِثَةً، أَقَرَّكِ. لَوْ رَضِيَكِ اللّٰهُ أَقَرَّكِ.

۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ حَزْمٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ كَثِيرًا يَقُولُ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ: عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تُورَثُ وَلَا تَرِثُ.

پھوپھی کی میراث کا بیان

عبدالرحمن بن حنظلہ زرقی کو قریش کے ایک قدیمی مولیٰ ابن موسیٰ نے بتایا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ظہر کی نماز پڑھا لی تو فرمایا: اے یرفا! وہ کتاب لانا۔ یہ وہ کتاب تھی جو پھوپھی کے متعلق لکھی تھی کہ معلومات حاصل کرنے کے لئے اس بارے میں پوچھیں۔ پس یرفا کتاب لے آیا۔ پھر پانی کا ایک چھاگل یا پیالہ منگایا اور اُس لکھے ہوئے کو دھو دیا پھر فرمایا کہ اگر اللہ اُسے ترکہ دلاتا تو مقرر فرماتا۔ اگر اللہ اُسے ترکہ دلاتا تو مقرر فرماتا۔

ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ پھوپھی پر تعجب ہے کہ بھتیجا اُس کا وارث ہوتا ہے لیکن وہ بھتیجے کی وارث نہیں ہوتی۔

بَابُ مِيرَاثِ وِلَايَةِ الْعَصَبَةِ

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا. فِي وِلَايَةِ الْعَصَبَةِ؛ أَنَّ الْأَخَ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ أَوْلَى بِالْمِيرَاثِ مِنَ

عصبات کی میراث کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ عصبہ کی ولایت میں سگا بھائی سوتیلے بھائی

حاشیہ صفحہ گزشتہ

کلالہ کے متعلق گرمیوں میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے:

يَسْتَفْتُونَكَ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ط إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ط فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ط وَإِنْ كَانُوٓا إِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ط يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(۴: ۱۷۶)

اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہو گا جبکہ بہن کی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

الْأَخِ لِلْأَبِ. وَالْأَخُ لِلْأَبِ، أَوْلَى بِالْمِيرَاثِ مِنْ بَنِي الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ. وَبَنُو الْأَخِ وَالْأُمِّ أَوْلَى مِنْ بَنِي الْأَخِ لِلْأَبِ. وَبَنُو الْأَخِ لِلْأَبِ. أَوْلَى مِنْ بَنِي ابْنِ الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ وَبَنُو ابْنِ الْأَخِ لِلْأَبِ، أَوْلَى مِنَ الْعَمِّ أَخِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ وَالْعَمُّ أَخُو الْأَبِ وَالْأُمِّ، أَوْلَى مِنَ الْعَمِّ أَخِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْعَمُّ أَخُو الْأَبِ لِلْأَبِ، أَوْلَى مِنْ بَنِي الْعَمِّ أَخِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ. وَابْنُ الْعَمِّ لِلْأَبِ أَوْلَى مِنْ عَمِّ الْأَبِ أَخِي أَبِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ.

پر مقدم ہے اور سوتیلا بھائی سگے بھتیجے پر مقدم ہے اور سگا بھتیجا سوتیلے بھتیجے پر مقدم ہے اور سوتیلا بھتیجا سگے بھائی کے پوتے پر مقدم ہے اور سوتیلے بھائی کا بیٹا سگے چچا پر مقدم ہے اور سگا چچا سوتیلے چچا پر مقدم ہے اور سوتیلا چچا سگے چچا کے بیٹوں پر مقدم ہے اور سوتیلے چچا کے بیٹے باپ کے سگے چچا پر مقدم ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَكُلُّ شَيْءٍ سُئِلْتَ عَنْهُ مِنْ مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ، فَإِنَّهُ عَلَى نَحْوِ هٰذَا: انْسُبِ الْمُتَوَفَّى وَمَنْ يُنَازِعُ فِي وِلَايَتِهِ مِنْ عَصَبَتِهِ. فَإِنْ وَجَدْتَ أَحَدًا مِنْهُمْ يَلْقَى الْمُتَوَفَّى إِلَى أَبٍ لَا يَلْقَاهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَى أَبٍ دُونَهُ فَاجْعَلْ مِيرَاثَهُ لِلَّذِي يَلْقَاهُ إِلَى الْأَبِ الْأَدْنَى، دُونَ مَنْ يَلْقَاهُ إِلَى فَوْقِ ذٰلِكَ. فَإِنْ وَجَدْتَهُمْ كُلَّهُمْ يَلْقَوْنَهُ إِلَى أَبٍ وَاحِدٍ يَجْمَعُهُمْ جَمِيعًا، فَانْظُرْ أَقْعَدَهُمْ فِي النَّسَبِ. فَإِنْ كَانَ ابْنَ أَبٍ فَقَطْ فَاجْعَلِ الْمِيرَاثَ لَهُ دُونَ الْأَطْرَفِ. وَإِنْ كَانَ ابْنَ أَبٍ وَأُمٍّ. وَإِنْ وَجَدْتَهُمْ مُسْتَوِينَ يَنْتَسِبُونَ مِنْ عَدَدِ الْآبَاءِ إِلَى عَدَدٍ وَاحِدٍ حَتَّى يَلْقَوْا نَسَبَ الْمُتَوَفَّى جَمِيعًا. وَكَانُوا كُلُّهُمْ جَمِيعًا بَنِي أَبٍ، أَوْ بَنِي أَبٍ وَأُمٍّ. فَاجْعَلِ الْمِيرَاثَ بَيْنَهُمْ سَوَاءً. وَإِنْ كَانَ وَالِدُ بَعْضِهِمْ أَخَا وَالِدِ الْمُتَوَفَّى لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَكَانَ مَنْ سِوَاهُ مِنْهُمْ إِنَّمَا هُوَ أَخُو أَبِي الْمُتَوَفَّى لِأَبِيهِ فَقَطْ، فَإِنَّ الْمِيرَاثَ لِبَنِي أَخِي الْمُتَوَفَّى لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ، دُونَ بَنِي الْأَخِ لِلْأَبِ. وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ. وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب عصبہ کی میراث کے بارے میں پوچھا جائے تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جتنے عصبات ہوں اُن کو میت سے نسبت کے حساب سے دیکھیں گے کہ یہ میت کا کیا لگتا ہے۔ جو اُن میں سے میت کے ساتھ ایسے باپ میں مل جائے جو دوسروں سے قریب ہو تو میراث اُسی کو ملے گی نہ کہ اُسے جو میت کے ساتھ اُوپر والے باپ میں ملتا ہو۔ اگر اُن میں سے ایک ہی باپ میں کئی ملتے ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ کس کا رشتہ نزدیک ہے، اگرچہ نزدیک والا سوتیلا ہو تب بھی میراث اُسی کو ملے گی اور دُور والا خواہ سگا بھی ہو تب بھی اُسے میراث نہیں ملے گی۔ اگر رشتے میں سب برابر ہوں اور سارے سگے ہوں یا سارے سوتیلے ہوں تو ترکہ میں سارے ہی برابر حصہ پائیں گے۔ اگر اُن میں سے بعض کا باپ میت کا سگا بھائی اور بعض کا باپ میت کا سوتیلا بھائی ہو تو میراث سگے بھائی کی اولاد کو ملے گی اور سوتیلے بھائی کی اولاد کو میراث نہیں ملے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ "بعض رشتے والے اللہ کی کتاب میں بعض سے نزدیک ہیں اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے" (۸: ۷۵)۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْجَدُّ أَبُو الْأَبِ، أَوْلَى مِنْ بَنِي الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، وَأَوْلَى مِنَ الْعَمِّ أَخِي الْأَبِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ بِالْمِيرَاثِ. وَابْنُ الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ، أَوْلَى مِنَ الْجَدِّ بِوَلَاءِ

امام مالک نے فرمایا کہ دادا سگے بھتیجوں اور سگے چچا سے میراث میں مقدم ہے اور ولاء میں سگا بھتیجا دادا سے مقدم ہے۔

الْمَوَالِي ـ

باب ۱۲ مَنْ لَا مِيرَاثَ لَهُ

قَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ ، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا : أَنَّ ابْنَ الْأَخِ لِلْأُمِّ ، وَالْجَدَّ أَبَا الْأُمِّ ، وَالْعَمَّ أَخَا الْأَبِ لِلْأُمِّ ، وَالْخَالَ ، وَالْجَدَّةَ أُمَّ أَبِي الْأُمِّ ، وَابْنَةَ الْأَخِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ ، وَالْعَمَّةَ ، وَالْخَالَةَ ؛ لَا يَرِثُونَ بِأَرْحَامِهِمْ شَيْئًا

قَالَ : وَإِنَّهُ لَا تَرِثُ امْرَأَةٌ ، هِيَ أَبْعَدُ نَسَبًا مِنَ الْمُتَوَفَّى مِمَّنْ سُمِّيَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ ، بِرَحِمِهَا شَيْئًا . وَإِنَّهُ لَا يَرِثُ أَحَدٌ مِنَ النِّسَاءِ شَيْئًا ، إِلَّا حَيْثُ سُمِّينَ . وَإِنَّمَا ذَكَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ : مِيرَاثَ الْأُمِّ مِنْ وَلَدِهَا ، وَمِيرَاثَ الْبَنَاتِ مِنْ أَبِيهِنَّ ، وَمِيرَاثَ الزَّوْجَةِ مِنْ زَوْجِهَا ، وَمِيرَاثَ الْأَخَوَاتِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ ، وَمِيرَاثَ الْأَخَوَاتِ لِلْأُمِّ . وَوَرِثَتِ الْجَدَّةُ بِالَّذِي جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا . وَالْمَرْأَةُ تَرِثُ مَنْ أَعْتَقَتْ هِيَ نَفْسُهَا . لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ — فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ـ

جو میراث کا حق دار نہیں

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ اخیانی بھائی کا بیٹا اور نانا اور چچا جو باپ کا اخیانی بھائی ہو اور ماموں اور نانا کی ماں اور سگے بھائی کے بیٹے اور پھوپھی اور خالہ یہ رحم کے حساب سے میراث نہیں پائیں گے ۔

اور فرمایا کہ کوئی عورت جو متوفی سے نسبت میں دُور ہو میراث نہیں پائے گی، جن کا اس کتاب میں ذکر کر دیا گیا ہے اور کسی عورت کو کوئی میراث نہیں ملے گی مگر جن کو بیان کر دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے کہ والدہ کی میراث اولاد سے ، بیٹیوں کی باپ سے ، بیوی کی میراث خاوند سے ، سگی بہنوں ، علاتی بہنوں ، اخیانی بہنوں اور دادی نانی کی میراث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وارد ہے اور عورت نے جس کو آزاد کیا ہو اُس کی میراث پائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے :" تو دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں"(۳۳ : ۵)

باب ۱۳ مِيرَاثُ أَهْلِ الْمِلَلِ

۱۰ ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ "

۱۱ ـ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ : إِنَّمَا وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ . وَلَمْ يَرِثْهُ عَلِيٌّ . قَالَ : فَلِذٰلِكَ تَرَكْنَا نَصِيبَنَا مِنَ الشِّعْبِ .

مختلف مذاہب والوں کی وراثت کا بیان

عمر بن عثمان بن عفان نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :- مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں خبر دی کہ ابو طالب کے وارث عقیل اور طالب ہوئے جبکہ علی نہیں ہوئے ۔ فرمایا کہ اسی لیے ہم نے شعب میں سے اپنا حصہ چھوڑ دیا تھا ۔

۱۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَمَّةً لَهُ يَهُودِيَّةً أَوْ نَصْرَانِيَّةً تُوُفِّيَتْ. وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ ذَكَرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. وَقَالَ لَهُ: مَنْ يَرِثُهَا؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَرِثُهَا أَهْلُ دِينِهَا. ثُمَّ أَتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: أَتُرَانِي نَسِيتُ مَا قَالَ لَكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ؟ يَرِثُهَا أَهْلُ دِينِهَا۔

سلیمان بن یسار کو محمد بن اشعث نے بتایا کہ اُن کی ایک یہودیہ یا نصرانیہ پھوپھی کا انتقال ہوگیا تو محمد بن اشعث نے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس کا وارث کون ہوگا؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ اُس کے وارث اُس کے دین والے ہوں گے۔ پھر حضرت عثمان آئے تو اُن سے اِس کے متعلق پوچھا۔ حضرت عثمان نے اُن سے فرمایا:۔ تمہارے خیال میں جو حضرت عمر نے فرمایا میں اُسے بھول گیا ہوں؟ اُس کے وارث اُس کے دین والے ہوں گے۔

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ؛ أَنَّ نَصْرَانِيًّا، أَعْتَقَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، هَلَكَ. قَالَ إِسْمَاعِيلُ: فَأَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنْ أَجْعَلَ مَالَهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ۔

اسمٰعیل بن ابو حکیم سے روایت ہے کہ نصرانی کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے آزاد کر دیا۔ وہ فوت ہوگیا۔ اسمٰعیل کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے مجھے حکم دیا کہ اُس کا مال بیت المال میں جمع کر دو۔

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ؛ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: أَبَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُوَرِّثَ أَحَدًا مِنَ الْأَعَاجِمِ. إِلَّا أَحَدًا وُلِدَ فِي الْعَرَبِ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے غیر عربی کا وارث بننے سے روک دیا تھا مگر جبکہ کوئی عرب میں پیدا ہوا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ حَامِلٌ مِنْ أَرْضِ الْعَدُوِّ. فَوَضَعَتْهُ فِي أَرْضِ الْعَرَبِ فَهُوَ وَلَدُهَا، يَرِثُهَا إِنْ مَاتَتْ. وَتَرِثُهُ إِنْ مَاتَ، مِيرَاثَهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی حاملہ عورت کفار کے ملک سے آجائے اور وہ عرب میں آکر بچہ جنے تو وہ اُسی کا بیٹا ہے اور اگر وہ مرگئی تو اُس کا وارث ہوگا اور لڑکا مرگیا تو یہ اُس کی وارث ہوگی۔ اُس کی میراث اللہ کی کتاب میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَالسُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا: أَنَّهُ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، بِقَرَابَةٍ، وَلَا وَلَاءٍ. وَلَا رَحِمٍ وَلَا يَحْجُبُ أَحَدًا عَنْ مِيرَاثِهِ۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے اور اِس سنت میں کسی کا اختلاف نہیں اور اِسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ قرابت، ولاء، یا رحم کسی وجہ سے حق دار نہیں اور نہ کسی کو اُس کی میراث سے محروم کر سکتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَكَذَلِكَ كُلُّ مَنْ لَا يَرِثُ، إِذَا لَمْ يَكُنْ دُونَهُ وَارِثٌ. فَإِنَّهُ لَا يَحْجُبُ أَحَدًا عَنْ مِيرَاثِهِ۔

امام مالک نے فرمایا کہ اِسی طرح جو میراث نہ پائے جبکہ اُس کے سوا کوئی وارث نہ ہو تو وہ کسی کو میراث سے محروم نہیں کر سکتا۔

بَابُ مَنْ جُهِلَ أَمْرُهُ بِالْقَتْلِ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ

۱۵۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ، أَنَّهُمْ لَمْ يَتَوَارَثْ مَنْ قُتِلَ يَوْمَ الْجَمَلِ. وَيَوْمَ صِفِّينَ. وَيَوْمَ الْحَرَّةِ. ثُمَّ كَانَ يَوْمَ قُدَيْدٍ. فَلَمْ يُوَرَّثْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مِنْ صَاحِبِهِ شَيْئًا. إِلَّا مَنْ عُلِمَ أَنَّهُ قُتِلَ قَبْلَ صَاحِبِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ. وَلَا شَكَّ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا. وَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ فِي كُلِّ مُتَوَارِثَيْنِ هَلَكَا، بِغَرَقٍ، أَوْ قَتْلٍ، أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمَوْتِ. إِذَا لَمْ يُعْلَمْ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلَ صَاحِبِهِ، لَمْ يَرِثْ أَحَدٌ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ شَيْئًا. وَكَانَ مِيرَاثُهُمَا لِمَنْ بَقِيَ مِنْ وَرَثَتِهِمَا. يَرِثُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَرَثَتُهُ مِنَ الْأَحْيَاءِ.

وَقَالَ مَالِكٌ: لَا يَنْبَغِي أَنْ يَرِثَ أَحَدٌ أَحَدًا بِالشَّكِّ. وَلَا يَرِثُ أَحَدٌ أَحَدًا إِلَّا بِالْيَقِينِ مِنَ الْعِلْمِ وَالشُّهَدَاءِ. وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ يَهْلِكُ هُوَ وَمَوْلَاهُ الَّذِي أَعْتَقَهُ أَبُوهُ، فَيَقُولُ بَنُو الرَّجُلِ الْعَرَبِيِّ: قَدْ وَرِثَهُ أَبُونَا. فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُمْ أَنْ يَرِثُوهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا شَهَادَةٍ. إِنَّهُ مَاتَ قَبْلَهُ. وَإِنَّمَا يَرِثُهُ أَوْلَى النَّاسِ بِهِ مِنَ الْأَحْيَاءِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا الْأَخَوَانِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ. يَمُوتَانِ. وَلِأَحَدِهِمَا وَلَدٌ. وَالْآخَرُ لَا وَلَدَ لَهُ. وَلَهُمَا أَخٌ لِأَبِيهِمَا. فَلَا يُعْلَمُ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلَ صَاحِبِهِ. فَمِيرَاثُ الَّذِي لَا وَلَدَ لَهُ، لِأَخِيهِ لِأَبِيهِ. وَلَيْسَ لِبَنِي أَخِيهِ، لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ، شَيْءٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنْ تَهْلِكَ الْعَمَّةُ وَابْنُ أَخِيهَا، أَوِ ابْنَةُ الْأَخِ وَعَمُّهَا، فَلَا يُعْلَمُ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ. فَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ، لَمْ يَرِثْ

اُن کی میراث جن کی موت کا وقت معلوم نہ ہو

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے کتنے ہی اپنے علمائے کرام سے روایت کی ہے کہ جو جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ حرہ اور جنگ قدید میں مارے گئے اُن میں سے کسی کو اُس کے دوسرے ساتھی کا وارث نہیں بنایا گیا مگر جس کے متعلق علم ہو گیا کہ وہ اپنے ساتھی سے پہلے قتل کر دیا گیا تھا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں اور ہمارے شہر کے اہل علم میں سے کسی ایک کو بھی شک نہیں ہے اور وارثوں کے بارے میں اسی پر عمل ہے کہ جب کتنے ہی آدمی ڈوب جائیں یا کسی طریقے سے قتل کر دیے جائیں اور یہ پتہ نہ ہو کہ کون اپنے ساتھی سے پہلے مرا تو اُن میں سے کوئی بھی دوسرے کا وارث نہیں ہو گا اُن کی میراث زندہ بچنے والے باقی وارثوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا: یہ مناسب نہیں ہے کہ شک کے ساتھ کوئی کسی کا وارث بنے۔ کوئی کسی کا وارث نہ بنے مگر پورے علم اور شہادتوں کی بنا پر مثلاً ایک آدمی فوت ہو جائے اور اُن کا آزاد کردہ غلام بھی جس کو اُس کے باپ نے آزاد کیا تھا اب متوفی کے وارث کہیں کہ اس کا وارث ہمارا باپ تھا تو اُن کی یہ بات بغیر علم اور شہادت کے نہیں مانی جائے گی کہ وہ پہلے مرا تھا اور اُس کے قریبی رشتہ داروں میں سے جو زندہ ہوں وہی اُس کے وارث ہوں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح دو سگے بھائی فوت ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کی اولاد ہے اور دوسرے کی کوئی اولاد نہیں اور اُن کا ایک علاتی بھائی ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ دونوں میں سے کون پہلے فوت ہوا تو لاولد کی میراث علاتی بھائی کو ملے گی اور سگے بھتیجوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر پھوپھی اور بھتیجا ایک ساتھ فوت ہو جائیں یا بھتیجے اور چچا کا ایک ساتھ انتقال ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون فوت ہوا تو چچا کو بھتیجے کی میراث سے

الْعَمِّ مِنِ ابْنَةِ أَخِيهِ شَيْئًا. وَلَا يَرِثُ ابْنُ الْأَخِ مِنْ عَمَّتِهِ شَيْئًا.

کچھ نہیں ملے گا اور نہ بھتیجا پھوپھی کے ترکہ سے کچھ پائے گا۔ف

بَابُ ۱۵ مِيرَاثِ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا

لعان والی عورت کے بچے اور ولد الزنا کی میراث

۱۶۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا: إِنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ، حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ، مَوَالِي أُمِّهِ إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً. وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً، وَرِثَتْ حَقَّهَا وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ. وَمَا كَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ.

عروہ بن زبیر فرمایا کرتے تھے کہ لعان والی کا بیٹا اور ولد الزنا جب فوت ہو جائے تو اُس کی والدہ وارث ہوگی اور اللہ کی کتاب کے مطابق اپنا حق لے گی اور اُس کے اخیانی بھائی بھی حصہ لیں گے اور باقی اُس کی والدہ کے موالی کو ملے گا جب کہ وہ آزاد کردہ ہو اور اگر وہ عربیہ ہو تو اُس کی والدہ اور اخیانی بھائی بہنوں سے جو بچے گا وہ مسلمانوں کا حق ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ، وَبَلَغَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہی بات سلیمان بن یسار سے پہنچی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى ذٰلِكَ أَدْرَكْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر کے اہلِ علم کو اسی پر پایا ہے۔
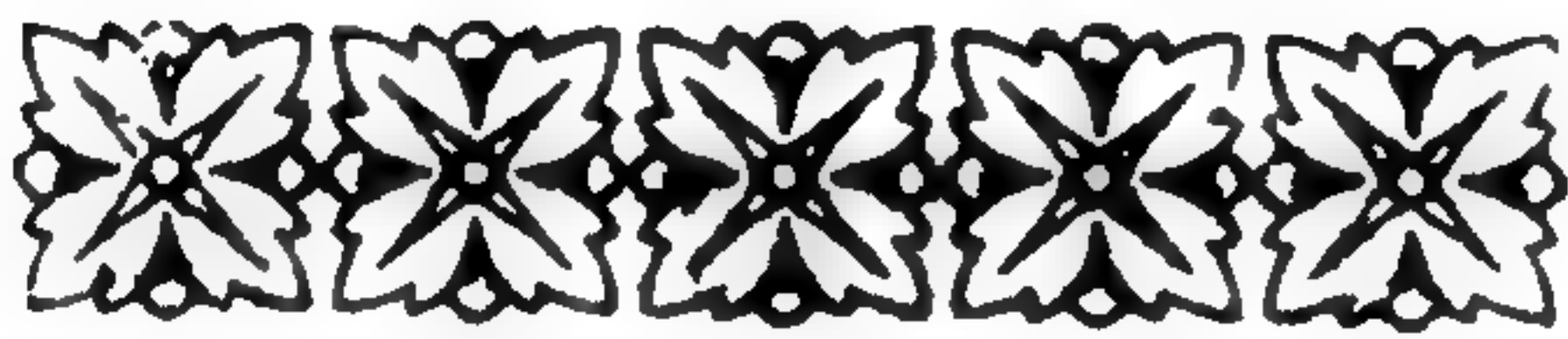
ف۔ جنگ جمل حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ہوئی۔ جنگ صفین حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوئی۔ دونوں مواقع پر اکابر صحابہ بھی شریک ہوئے اور کم و بیش نصف لاکھ مسلمان شہید ہوئے یہ بدبخت خارجیوں اور سبائیوں کی شرارت تھی کہ امت محمدیہ کے ایسے مایۂ ناز بھی خواہ مخواہ آپس میں ٹکرائے بغیر بندہ سکے تقدیر پروردگارِ عالم نے امت محمدیہ کو خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خونِ ناحق کی ۳۶ھ میں جنگ جمل اور ۳۷ھ میں جنگ صفین کی صورت میں سزا دی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْعُقُولِ

کتاب العقول

بَابُ ذِكْرِ الْعُقُولِ

١ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِيْ كَتَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُوْلِ. أَنَّ فِي النَّفْسِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ. وَفِي الْأَنْفِ، إِذَا أُوْعِيَ جَدْعًا، مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ. وَفِي الْجَائِفَةِ مِثْلُهَا. وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُوْنَ. وَفِي الْيَدِ خَمْسُوْنَ. وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ وَفِيْ كُلِّ أُصْبُعٍ مِمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ. وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ. وَفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ.

دیتوں کا بیان

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ دیتوں کے بارے میں جو گرامی نامہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کے لئے لکھا تھا، اُس میں تھا کہ جان کے بدلے سو اونٹ اور ناک جب پوری کاٹ دی جائے تو سو اونٹ اور مامومہ و جائفہ میں تہائی دیت۔ آنکھ، ہاتھ اور ٹانگ ہر ایک کے بدلے پچاس اونٹ، ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ، دانت کے بدلے پانچ اونٹ اور جس زخم سے ہڈی نظر آ جائے اُس کے بدلے پانچ اونٹ۔ ف

بَابُ الْعَمَلِ فِي الدِّيَةِ

٢ - حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ. أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَوَّمَ الدِّيَةَ عَلٰى أَهْلِ الْقُرٰى. فَجَعَلَهَا عَلٰى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِيْنَارٍ. وَعَلٰى أَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

قَالَ مَالِكٌ: فَأَهْلُ الذَّهَبِ أَهْلُ الشَّامِ وَأَهْلُ مِصْرَ. وَأَهْلُ الْوَرِقِ أَهْلُ الْعِرَاقِ.

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ، أَنَّ الدِّيَةَ

دیت کے وصول کرنے کا طریقہ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر نے گاؤں والوں کے لئے دیت کی قیمت لگائی تو سونے والوں کے لئے ایک ہزار دینار مقرر کی اور چاندی والوں کے لئے بارہ ہزار درہم۔

امام مالک نے فرمایا کہ سونے والے شامی اور مصری ہیں اور چاندی والے عراقی ہیں۔

امام مالک نے سُنا کہ دیت تین یا چار سال میں پوری

ف - مامومہ سر کے اس زخم کو کہتے ہیں جو بھیجے تک پہنچ جائے۔ جائفہ وہ زخم کہلاتا ہے جو پیٹ کے اندر پہنچ جائے خواہ ضرب شکم کی جانب سے لگائی ہو یا پیچھے یا دائیں بائیں جانب سے اور موضحہ اس زخم کو کہتے ہیں جس سے ہڈی کھل جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

تُقْطَعُ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ أَوْ أَرْبَعِ سِنِينَ۔
قَالَ مَالِكٌ: وَالثَّلَاثُ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ۔
قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا: أَنَّهُ لَا يُقْبَلُ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فِي الدِّيَةِ الْإِبِلُ۔ وَلَا مِنْ أَهْلِ الْعَمُودِ الذَّهَبُ وَلَا الْوَرِقُ۔ وَلَا مِنْ أَهْلِ الذَّهَبِ الْوَرِقُ۔ وَلَا مِنْ أَهْلِ الْوَرِقِ الذَّهَبُ۔

ادا کر دی جائے۔
امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے اس بارے میں سنا، وہ مجھے زیادہ پسند ہے۔
امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ گاؤں والوں سے دیت میں اونٹ نہ لئے جائیں اور شہریوں سے سونا چاندی نہ لیا جائے نیز سونے والوں سے چاندی اور چاندی والوں سے سونا قبول نہ کیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ الْعَمْدِ إِذَا قُبِلَتْ وَجِنَايَةِ الْمَجْنُونِ

قتلِ عمد کی دیت پر رضا مندی اور مجنون کی جنایت

۳ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَانَ يَقُولُ: فِي دِيَةِ الْعَمْدِ إِذَا قُبِلَتْ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ۔ وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ۔ وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ حِقَّةً۔ وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ جَذَعَةً۔
وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ: أَنَّهُ أُتِيَ بِمَجْنُونٍ قَتَلَ رَجُلًا۔ فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ: أَنِ اعْقِلْهُ وَلَا تُقِدْ مِنْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَى مَجْنُونٍ قَوَدٌ۔
قَالَ مَالِكٌ: فِي الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ إِذَا قَتَلَا رَجُلًا جَمِيعًا عَمْدًا: أَنَّ عَلَى الْكَبِيرِ أَنْ يُقْتَلَ وَعَلَى الصَّغِيرِ نِصْفُ الدِّيَةِ۔
قَالَ مَالِكٌ: وَكَذٰلِكَ الْحُرُّ وَالْعَبْدُ يَقْتُلَانِ الْعَبْدَ۔ فَيُقْتَلُ الْعَبْدُ۔ وَيَكُونُ عَلَى الْحُرِّ نِصْفُ قِيمَتِهِ۔

ابن شہاب قتلِ عمد کی دیت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ پچیس ایک سال کی اونٹنیاں، پچیس دو سال کی اونٹنیاں، پچیس تین سال کی اونٹنیاں اور پچیس چار سال کی اونٹنیاں دی جائیں گی۔
یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ کے لئے لکھا کہ میرے پاس ایک مجنون لایا گیا ہے جس نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت معاویہ نے ان کے لیے لکھا کہ اُسے قید کر لو اور اس سے قصاص نہ لو کیونکہ جنون والے پر قصاص نہیں ہے۔
امام مالک نے فرمایا کہ ایک بالغ اور ایک نابالغ نے مل کر کسی کو عمداً قتل کیا تو بالغ سے قصاص لیا جائے گا اور نابالغ سے نصف دیت وصول کی جائے گی۔
امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح آزاد اور غلام نے ایک غلام کو قتل کر دیا تو غلام سے قصاص لیا جائیگا اور آزاد پر اس کی نصف قیمت واجب آئیگی

ف۔ عمر کے لحاظ سے اونٹنیوں کے مذکورہ نام کتاب الزکوٰۃ میں گزشتہ صفحات کے اندر گزر چکے ہیں اور وہاں ان ناموں کی تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ قارئین کو تلاش کرنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے اس لیے یہاں دوبارہ ان کے معانی بیان کر دیئے جاتے ہیں۔
بنت مخاض۔ ایک سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔
بنت لبون۔ دو سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

بَابُ دِيَةِ الْخَطَاءِ فِي الْقَتْلِ

۴ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عِرَاكِ ابْنِ مَالِكٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ أَجْرَى فَرَسًا فَوَطِئَ عَلَى إِصْبَعِ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ. فَنُزِيَ مِنْهَا فَمَاتَ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِمْ: أَتَحْلِفُونَ بِاللَّهِ خَمْسِينَ يَمِينًا مَا مَاتَ مِنْهَا؟ فَأَبَوْا وَتَحَرَّجُوا. وَقَالَ لِلآخَرِينَ: أَتَحْلِفُونَ أَنْتُمْ؟ فَأَبَوْا. فَقَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِشَطْرِ الدِّيَةِ عَلَى السَّعْدِيِّينَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى هَذَا.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ وَسُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ وَرَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانُوا يَقُولُونَ: دِيَةُ الْخَطَإِ عِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ. وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِشْرُونَ ابْنَ لَبُونٍ ذَكَرًا. وَعِشْرُونَ حِقَّةً. وَعِشْرُونَ جَذَعَةً.

قَالَ مَالِكٌ: الأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لاَ قَوَدَ بَيْنَ الصِّبْيَانِ. وَإِنَّ عَمْدَهُمْ خَطَأٌ مَا لَمْ تَجِبْ عَلَيْهِمُ الْحُدُودُ وَيَبْلُغُوا الْحُلُمَ. وَإِنَّ قَتْلَ الصَّبِيِّ لاَ يَكُونُ إِلاَّ خَطَأً. كَانَ عَلَى عَاقِلَةِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ قَتَلَ خَطَأً فَإِنَّمَا عَقْلُهُ مَالٌ لاَ قَوَدَ فِيهِ. وَإِنَّمَا هُوَ كَغَيْرِهِ مِنْ مَالِهِ يُقْضَى بِهِ دَيْنُهُ. وَيَجُوزُ فِيهِ وَصِيَّتُهُ. فَإِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ تَكُونُ الدِّيَةُ قَدْرَ ثُلُثِهِ، ثُمَّ عُفِيَ عَنْ دِيَتِهِ فَذَلِكَ جَائِزٌ لَهُ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُ دِيَتِهِ جَازَ لَهُ مِنْ ذَلِكَ الثُّلُثُ، إِذَا عُفِيَ عَنْهُ، وَأَوْصَى بِهِ.

قتل خطا کی دیت کا بیان

عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ بنی سعد بن لیث کے ایک آدمی نے گھوڑا دوڑایا اور جُہینہ کے ایک آدمی کی انگلی کچل دی جس سے اتنا خون بہا کہ وہ مر گیا

حضرت عمرؓ نے مدعا علیہم سے فرمایا کہ کیا تم پچاس مرتبہ اللہ کی قسم کھاتے ہو کہ وہ انگلی کے باعث نہیں مرا؟ انہوں نے انکار کیا اور قسم کھانے سے رُکے رہے۔ پھر دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو؟ انہوں نے بھی انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا کہ بنی سعد والے

امام مالک نے فرمایا اور نہیں عمل اوپر اس کے۔

ابن شہاب، سلیمان بن یسار اور ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن فرمایا کرتے تھے کہ قتل خطا کی دیت میں بیس ایک سالہ اونٹنیاں، بیس دو سالہ اونٹنیاں، بیس دو سالہ اونٹ بیس تین سالہ اور بیس چار سالہ دیئے جاتے ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ بچوں سے قصاص نہیں لیا جائیگا اگرچہ عمداً غلطی کی ہو، جبتک اُن پر حدود واجب نہ ہوں اور بالغ نہ ہو جائیں۔ اگر لڑکا نابالغ کسی کو قتل کر دے تو اُسے قتل خطا شمار کیا جائیگا اسی طرح اگر ایک نابالغ لڑکا اور ایک بڑا آدمی مل کر کسی آزاد آدمی کو غلطی سے قتل کر دیں تو دونوں میں سے ہر ایک پر نصف دیت لازم آئے گی

امام مالک نے فرمایا کہ جو غلطی سے قتل کر دیا جائے تو اُس کی دیت مثل اس کے مال کے ہوگی اور اسی سے اُس کا قرض ادا کیا جائیگا اور اسی سے اُس کی وصیت پوری کی جائے گی۔ اگر اُس کے پاس اتنا مال ہو کہ دیت اس کا تہائی حصہ بنے، پھر اُس کی دیت معاف کر دی جائے تو یہ جائز ہے اور اگر دیت کے سوا اُس کے پاس اور مال نہ ہو تو اُس میں سے اُس کے لیے تہائی جائز ہے جبکہ معاف کر دیا جائے اور اُسکی وصیت کی ہو۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

حقہ - تین سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

جذعہ - چار سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

بَابٌ عَقْلِ الْجِرَاحِ فِي الْخَطَأِ

حَدَّثَنِي مَالِكٌ: أَنَّ الْأَمْرَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ عِنْدَهُمْ فِي الْخَطَأِ أَنَّهُ لَا يُعْقَلُ حَتَّى يَبْرَأَ الْمَجْرُوحُ وَيَصِحَّ. وَأَنَّهُ إِنْ كُسِرَ عَظْمٌ مِنَ الْإِنْسَانِ يَدٌ أَوْ رِجْلٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الْجَسَدِ، خَطَأً فَبَرَأَ وَصَحَّ وَعَادَ لِهَيْئَتِهِ. فَلَيْسَ فِيهِ عَقْلٌ. فَإِنْ نَقَصَ أَوْ كَانَ فِيهِ عَثَلٌ فَفِيهِ مِنْ عَقْلِهِ بِحِسَابِ مَا نَقَصَ مِنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ الْعَظْمُ مِمَّا جَاءَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْلٌ مُسَمًّى، فَبِحِسَابِ مَا فَرَضَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَمَا كَانَ مِمَّا لَمْ يَأْتِ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْلٌ مُسَمًّى، وَلَمْ تَمْضِ فِيهِ سُنَّةٌ وَلَا عَقْلٌ مُسَمًّى، فَإِنَّهُ يُجْتَهَدُ فِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ فِي الْجِرَاحِ فِي الْجَسَدِ، إِذَا كَانَتْ خَطَأً، عَقْلٌ. إِذَا بَرَأَ الْجُرْحُ وَعَادَ لِهَيْئَتِهِ. فَإِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ عَثَلٌ أَوْ شَيْنٌ. فَإِنَّهُ يُجْتَهَدُ فِيهِ. إِلَّا الْجَائِفَةَ. فَإِنَّ فِيهَا ثُلُثَ دِيَةِ النَّفْسِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ فِي مُنَقِّلَةِ الْجَسَدِ عَقْلٌ. وَهِيَ مِثْلُ مُوضِحَةِ الْجَسَدِ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الطَّبِيبَ إِذَا خَتَنَ فَقَطَعَ الْحَشَفَةَ، إِنَّ عَلَيْهِ الْعَقْلَ. وَأَنَّ ذَلِكَ مِنَ الْخَطَأِ الَّذِي تَحْمِلُهُ الْعَاقِلَةُ. وَأَنَّ كُلَّ مَا أَخْطَأَ بِهِ الطَّبِيبُ أَوْ تَعَدَّى، إِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ ذَلِكَ، فَفِيهِ الْعَقْلُ.

بَابٌ عَقْلِ الْمَرْأَةِ

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: تُعَاقِلُ الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ الدِّيَةِ. إِصْبَعُهَا كَإِصْبَعِهِ. وَسِنُّهَا كَسِنِّهِ. وَمُوضِحَتُهَا كَمُوضِحَتِهِ وَمُنَقِّلَتُهَا كَمُنَقِّلَتِهِ.

غلطی سے کسی کو زخمی کردینے کی دیت

امام مالک نے فرمایا کہ غلطی سے زخمی کرنے میں یہ بات لوگوں کے نزدیک متفقہ ہے کہ جب تک زخمی اچھا اور تندرست نہ ہو جائے دیت کا حکم نہیں ہوگا۔ اگر غلطی سے کسی انسان کی ہڈی ٹوٹ جائے یا ہاتھ پاؤں وغیرہ جسم کا کوئی حصہ۔ پھر وہ پہلے کی طرح درست ہو جائے تو اُس کی دیت نہیں۔ اگر کوئی نقص رہ گیا تو نقص کے مطابق دیت ادا کی جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایسی ہڈی کی بات ہو جس کی نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دیت دلائی ہو تو اُس کی اُسی حساب سے دلائی جائے جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دلائی اور جو دیت سنت سے ثابت نہ ہو تو وہ اجتہاد سے دلائی جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جسم کے اُس زخم کی دیت نہیں ہے جو مندمل ہو کر پہلی حالت پر آجائے۔ اگر کوئی دھبہ یا عیب باقی رہ جائے تو اُس کے مطابق اجتہاد سے دیت دلائی جائے گی ماسوائے جائفہ کے کہ اس میں جان کی تہائی دیت ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس زخم میں ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے اُس میں موضحہ جسد کی طرح دیت نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ طبیب جب ختنہ کرے اور حشفہ کاٹ دے تو اُس پر دیت ہے اور یہ غلطی عاقلہ کی حامل ہے اور طبیب سے جو غلطی یا زیادتی ہو جائے جبکہ وہ عمداً نہ ہو تو اس میں دیت ہے۔

عورت کی دیت کا بیان

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے:۔ عورت اور مرد کا معاملہ تہائی دیت تک ایک جیسا ہے۔ عورت کی انگلی مرد کی انگلی کی طرح۔ دانت دانت کی طرح، موضحہ موضحے کی طرح اور منقلہ منقلے کی طرح۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَبَلَغَهُ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِي الْمَرْأَةِ. أَنَّهَا تُعَاقِلُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ دِيَةِ الرَّجُلِ فَإِذَا بَلَغَتْ ثُلُثَ دِيَةِ الرَّجُلِ كَانَتْ إِلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ.

ابن شہاب اور عروہ بن زبیر بھی عورت کے بارے میں سعید بن مسیب کی طرح فرمایا کرتے تھے کہ مرد کی تہائی دیت تک عورت کی دیت بھی اس کے برابر رہے گی اور اس سے آگے مرد کی دیت کا نصف رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ أَنَّهَا تُعَاقِلُهُ فِي الْمُوضِحَةِ وَالْمُنَقِّلَةِ. وَمَا دُونَ الْمَأْمُومَةِ وَالْجَائِفَةِ وَأَشْبَاهِهِمَا. مِمَّا يَكُونُ فِيهِ ثُلُثُ الدِّيَةِ فَصَاعِدًا. فَإِذَا بَلَغَتْ ذَلِكَ كَانَ عَقْلُهَا فِي ذَلِكَ، النِّصْفَ مِنْ عَقْلِ الرَّجُلِ.

امام مالک نے فرمایا، اس کی تفسیر یہ ہے کہ موضحہ اور منقلہ میں دونوں کی دیت برابر رہے گی اور اس کے علاوہ مامومہ اور جائفہ وغیرہ جن میں تہائی دیت ہوتی ہے، جب یہاں تک بات پہنچے گی تو عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہوگی۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ: مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَصَابَ امْرَأَتَهُ بِجُرْحٍ أَنَّ عَلَيْهِ عَقْلَ ذَلِكَ الْجُرْحِ. وَلَا يُقَادُ مِنْهُ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب عورت کو زخمی کرے تو اس سے زخم کی دیت لی جائے گی اور قصاص نہیں لیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْخَطَإِ. أَنْ يَضْرِبَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ، فَيُصِيبَهَا مِنْ ضَرْبِهِ مَا لَمْ يَتَعَمَّدْ. كَمَا يَضْرِبُهَا بِسَوْطٍ فَيَفْقَأُ عَيْنَهَا. وَنَحْوَ ذَلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ غیر ارادی کے بارے میں ہے کہ مرد نے کسی عورت کو بغیر ارادے کے مارا کہ اُس نے کوڑا مارا اور اُس کی آنکھ میں جا لگا، وغیرہ۔

قَالَ مَالِكٌ: فِي الْمَرْأَةِ يَكُونُ لَهَا زَوْجٌ وَوَلَدٌ مِنْ غَيْرِ عَصَبَتِهَا وَلَا قَوْمِهَا. فَلَيْسَ عَلَى زَوْجِهَا، إِذَا كَانَ مِنْ قَبِيلَةٍ أُخْرَى، مِنْ عَقْلِ جِنَايَتِهَا شَيْءٌ. وَلَا عَلَى وَلَدِهَا إِذَا كَانُوا مِنْ غَيْرِ قَوْمِهَا. وَلَا عَلَى إِخْوَتِهَا مِنْ أُمِّهَا إِذَا كَانُوا مِنْ غَيْرِ عَصَبَتِهَا وَلَا قَوْمِهَا. فَهَؤُلَاءِ أَحَقُّ بِمِيرَاثِهَا. وَالْعَصَبَةُ عَلَيْهِمُ الْعَقْلُ مُنْذُ زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَوْمِ. وَكَذَلِكَ مَوَالِي الْمَرْأَةِ. مِيرَاثُهُمْ لِوَلَدِ الْمَرْأَةِ. وَإِنْ كَانُوا مِنْ غَيْرِ قَبِيلَتِهَا. وَعَقْلُ جِنَايَةِ الْمَوَالِي عَلَى قَبِيلَتِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند یا لڑکا اُس کی قوم سے نہ ہو، بلکہ دوسرے قبیلے سے ہو تو خیانت کی دیت میں خاوند یا لڑکے پر کچھ نہیں آئے گا اور نہ اخیافی بھائی پر جبکہ وہ دوسری قوم سے ہو حالانکہ وہ اس کی میراث کے حقدار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس سے آج تک دیت عصبہ پر رہی ہے اور اسی طرح عورت کے موالی پر۔ اُن کی میراث عورت کے لڑکے کی ہوگی خواہ وہ عورت کے قبیلے سے دوسرے کا ہو اور جنایت کی دیت اُس کے قبیلے کے موالی پر ہوگی۔

بَابُ عَقْلِ الْجَنِينِ

پیٹ کے بچے کی دیت

۵ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى. فَطَرَحَتْ

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہذیل کی دو عورتوں نے ایک دوسری کو پتھر مارے تو ایک کا حمل گر گیا

جَنِينِهَا . فَقَضَى فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ: عَبْدًا أَوْ وَلِيدَةٍ.

٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الْجَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ: عَبْدًا أَوْ وَلِيدَةٍ. فَقَالَ الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ: كَيْفَ أَغْرَمُ مَا لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ. وَلَا نَطَقَ فَلَا اسْتَهَلَّ. وَمِثْلُ ذَلِكَ بَطَلَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ".

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: الْغُرَّةُ تُقَوَّمُ خَمْسِينَ دِينَارًا أَوْ سِتَّمِائَةِ دِرْهَمٍ. وَدِيَةُ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ خَمْسُمِائَةِ دِينَارٍ أَوْ سِتَّةُ آلَافِ دِرْهَمٍ.

قَالَ مَالِكٌ: فَدِيَةُ جَنِينِ الْحُرَّةِ عُشْرُ دِيَتِهَا. وَالْعُشْرُ خَمْسُونَ دِينَارًا أَوْ سِتُّمِائَةِ دِرْهَمٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يُخَالِفُ فِي أَنَّ الْجَنِينَ لَا تَكُونُ فِيهِ الْغُرَّةُ، حَتَّى يُزَايِلَ بَطْنَ أُمِّهِ وَيَسْقُطَ مِنْ بَطْنِهَا مَيِّتًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَسَمِعْتُ أَنَّهُ إِذَا خَرَجَ الْجَنِينُ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ حَيًّا ثُمَّ مَاتَ أَنَّ فِيهِ الدِّيَةَ كَامِلَةً.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا حَيَاةَ لِلْجَنِينِ إِلَّا بِالِاسْتِهْلَالِ. فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ فَاسْتَهَلَّ ثُمَّ مَاتَ فَفِيهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً. وَنَرَى أَنَّ فِي جَنِينِ الْأَمَةِ عُشْرَ ثَمَنِ أُمِّهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا قَتَلَتِ الْمَرْأَةُ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً عَمْدًا. وَالَّتِي قَتَلَتْ حَامِلٌ. لَمْ يُقَدْ مِنْهَا حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا وَإِنْ قُتِلَتِ الْمَرْأَةُ وَهِيَ حَامِلٌ، عَمْدًا أَوْ خَطَأً، فَلَيْسَ عَلَى مَنْ قَتَلَهَا فِي جَنِينِهَا شَيْءٌ. فَإِنْ قُتِلَتْ عَمْدًا قُتِلَ الَّذِي قَتَلَهَا. وَلَيْسَ فِي جَنِينِهَا دِيَةٌ. وَإِنْ قُتِلَتْ خَطَأً فَعَلَى عَاقِلَةِ قَاتِلِهَا دِيَتُهَا. وَلَيْسَ فِي جَنِينِهَا دِيَةٌ.

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ جَنِينِ الْيَهُودِيَّةِ

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیت میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا حکم فرمایا۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچے کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس کو قتل کر دیا گیا ہو کہ دیت میں ایک غلام یا لونڈی دی جائے جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اُس نے کہا کہ میں تاوان کس طرح دوں جبکہ بچے نے کھایا نہ پیا اور وہ بولا نہ رویا۔ اور ایسی ہی بیکار بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کاہنوں کا بھائی ہے۔

ربیعہ بن عبد الرحمٰن فرمایا کرتے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت پچاس دینار یا چھ سو درہم ہو اور آزاد مسلمان عورت کی دیت پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم ہو (یہ اُس وقت کے حساب سے اجتہادی فتویٰ ہے)۔

امام مالک نے فرمایا کہ پیٹ کے بچے کا فدیہ آزاد عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے یعنی پچاس دینار یا چھ سو درہم۔

امام مالک نے فرمایا کہ پیٹ کے بچے کے متعلق میں نے کسی کو اختلاف کرتے ہوئے نہیں سُنا کہ اُس کا تاوان نہ ہو جبکہ وہ والدہ کے پیٹ میں مر جائے اور پیٹ سے مرا ہوا ساقط ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ سُنا ہے کہ جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے زندہ پیدا ہو کر مرے تو اُس کی پوری دیت لازم آئے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ بچے کی زندگی کا اُس کے رونے سے پتہ لگے گا۔ جب اپنی ماں کے پیٹ سے خارج ہو کر روئے، پھر مر جائے تو اُس کی دیت پوری ہے اور لونڈی کے بچے کی دیت اُسکی قیمت کا دسواں حصہ ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی عورت کسی مرد یا عورت کو دانستہ قتل کر دے اور جس نے قتل کیا وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اُس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اگر حاملہ عورت کو کسی نے دانستہ یا نادانستہ قتل کر دیا تو قاتل پر بچے کی کوئی دیت نہیں ہے، اگر اُسے دانستہ قتل کیا ہے تو قاتل کو قتل کیا جائے گا اور بچے کی دیت نہیں ہوگی اور اگر نادانستہ قتل کیا ہے تو قاتل کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی اور بچے کی دیت نہیں ہوگی۔

امام مالک سے یہودیہ اور نصرانیہ کے بچے کے متعلق پوچھا گیا

وَالنَّصْرَانِيَّةِ يُطْرَحُ؟ فَقَالَ: أَرَى أَنَّ فِيهِ عُشْرَ دِيَةِ أُمِّهِ.

باب ۸ مَا فِيهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ كَامِلَةً. فَإِذَا قُطِعَتِ السُّفْلَى فَفِيهَا ثُلُثَا الدِّيَةِ.

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ الأَعْوَرِ يَفْقَأُ عَيْنَ الصَّحِيحِ؟ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ إِنْ أَحَبَّ الصَّحِيحُ أَنْ يَسْتَقِيدَ مِنْهُ فَلَهُ الْقَوَدُ. وَإِنْ أَحَبَّ فَلَهُ الدِّيَةُ أَلْفُ دِينَارٍ. أَوِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ فِي كُلِّ زَوْجٍ مِنَ الإِنْسَانِ الدِّيَةَ كَامِلَةً. وَأَنَّ فِي اللِّسَانِ الدِّيَةَ كَامِلَةً. وَأَنَّ فِي الأُذُنَيْنِ، إِذَا ذَهَبَ سَمْعُهُمَا، الدِّيَةَ كَامِلَةً. اصْطُلِمَتَا أَوْ لَمْ تُصْطَلَمَا. وَفِي ذَكَرِ الرَّجُلِ الدِّيَةُ كَامِلَةً. وَفِي الأُنْثَيَيْنِ الدِّيَةُ كَامِلَةً.

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ فِي ثَدْيَيِ الْمَرْأَةِ الدِّيَةَ كَامِلَةً.

قَالَ مَالِكٌ: وَأَخَفُّ ذَلِكَ عِنْدِي الْحَاجِبَانِ، وَثَدْيَا الرَّجُلِ.

قَالَ مَالِكٌ: الأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أُصِيبَ مِنْ أَطْرَافِهِ أَكْثَرُ مِنْ دِيَتِهِ، فَذَلِكَ لَهُ. إِذَا أُصِيبَتْ يَدَاهُ وَرِجْلاَهُ وَعَيْنَاهُ، فَلَهُ ثَلاَثُ دِيَاتٍ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي عَيْنِ الأَعْوَرِ الصَّحِيحَةِ إِذَا فُقِئَتْ خَطَأً: إِنَّ فِيهَا الدِّيَةَ كَامِلَةً.

باب ۹ مَا جَاءَ فِي عَقْلِ الْعَيْنِ إِذَا ذَهَبَ بَصَرُهَا

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ: فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ إِذَا طُفِئَتْ مِائَةُ دِينَارٍ.

جس کو مار کر نکال دیا گیا ہو۔ فرمایا کہ اس میں والدہ کی دیت کا دسواں حصہ ہے۔

جس پر پوری دیت لازم آتی ہے

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے:۔ دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اور جب نیچے کا ہونٹ کاٹ دیا جائے تو دیت کا تہائی ہے۔

ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ کانا اگر صحیح سالم آدمی کی آنکھ پھوڑ دے؟ ابن شہاب نے فرمایا کہ صحیح آدمی اگر قصاص چاہے تو اُس کی آنکھ پھوڑ دے اور چاہے تو دیت کے ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم وصول کرے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ جسم انسانی کی ڈبل چیزوں میں پوری دیت ہے، زبان میں پوری دیت ہے اور دونوں کانوں میں پوری دیت ہے جبکہ دونوں کی سماعت جاتی رہے خواہ کانوں کو کاٹے یا نہ کاٹے عضوِ مخصوص کی پوری دیت ہے اور دونوں خصیوں کی پوری دیت ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عورت کے دونوں پستانوں کی پوری دیت ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک دونوں ابروؤں اور مرد کے پستانوں میں تخفیف ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ آدمی کو جب مختلف تکلیفیں پہنچائی گئیں تو دیت میں اضافہ ہو گا مثلاً دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹے گئے اور دونوں آنکھیں نکالی گئیں تو اسکی تین دیت ہونگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ کسی نے نادانستہ کانے کی صحیح آنکھ پھوڑ ڈالی تو اِس کی پوری دیت ہے۔

اُس آنکھ کی دیت جو قائم رہی مگر بینائی جاتی رہی

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب آنکھ قائم رہے اور بینائی جاتی رہے تو سو دینار دینے ہوں گے۔

قَالَ يَحْيَى: وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ شَتَرِ الْعَيْنِ وَحِجَاجِ الْعَيْنِ، فَقَالَ: لَيْسَ فِي ذَلِكَ إِلَّا الِاجْتِهَادُ. إِلَّا أَنْ يَنْقُصَ بَصَرُ الْعَيْنِ. فَيَكُونُ لَهُ بِقَدْرِ مَا نَقَصَ مِنْ بَصَرِ الْعَيْنِ.

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ الْعَوْرَاءِ إِذَا طُفِئَتْ. وَفِي الْيَدِ الشَّلَّاءِ إِذَا قُطِعَتْ. إِنَّهُ لَيْسَ فِي ذَلِكَ إِلَّا الِاجْتِهَادُ. وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ عَقْلٌ مُسَمًّى.

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْلِ الشِّجَاجِ

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ يَذْكُرُ: أَنَّ الْمُوضِحَةَ فِي الْوَجْهِ مِثْلُ الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ. إِلَّا أَنْ تَعِيبَ الْوَجْهَ فَيُزَادُ فِي عَقْلِهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ عَقْلِ نِصْفِ الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ. فَيَكُونُ فِيهَا خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ دِينَارًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ فِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرِيضَةً.

قَالَ: وَالْمُنَقِّلَةُ الَّتِي يَطِيرُ فِرَاشُهَا مِنَ الْعَظْمِ. وَلَا تَخْرِقُ إِلَى الدِّمَاغِ. وَهِيَ تَكُونُ فِي الرَّأْسِ وَفِي الْوَجْهِ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْمَأْمُومَةَ وَالْجَائِفَةَ لَيْسَ فِيهِمَا قَوَدٌ. وَقَدْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لَيْسَ فِي الْمَأْمُومَةِ قَوَدٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْمَأْمُومَةُ مَا خَرَقَ الْعَظْمَ إِلَى الدِّمَاغِ. وَلَا تَكُونُ الْمَأْمُومَةُ إِلَّا فِي الرَّأْسِ وَمَا يَصِلُ إِلَى الدِّمَاغِ إِذَا خَرَقَ الْعَظْمَ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَيْسَ فِيمَا دُونَ الْمُوضِحَةِ مِنَ الشِّجَاجِ عَقْلٌ. حَتَّى تَبْلُغَ الْمُوضِحَةَ وَإِنَّمَا الْعَقْلُ فِي الْمُوضِحَةِ فَمَا فَوْقَهَا. وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَهَى إِلَى الْمُوضِحَةِ فِي كِتَابِهِ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ. فَجَعَلَ فِيهَا خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ. وَلَمْ تَقْضِ الْأَئِمَّةُ فِي الْقَدِيمِ وَلَا فِي الْحَدِيثِ فِيمَا دُونَ الْمُوضِحَةِ بِعَقْلٍ.

امام مالک سے آنکھ کے پپوٹے اور آنکھ کے گرد والی ہڈی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں اجتہاد ہی کیا جائے گا مگر جبکہ آنکھ کی بینائی گھٹ جائے تو جتنی بینائی گھٹی ہے اُس کے لحاظ سے تاوان ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ کانی آنکھ پھوڑ دی یا شل ہاتھ کو کاٹ دیا تو ان کے بارے میں اجتہاد ہی کیا جائے گا کیونکہ ان کی مقررہ دیت نہیں ہے۔

زخموں کی دیت کا بیان

یحییٰ بن سعید نے سلیمان بن یسار کو ذکر کرتے ہوئے سُنا کہ چہرے کا موضحہ سر کے موضحہ کی طرح ہے مگر جب چہرے میں عیب پیدا ہو جائے تو دیت بڑھا دی جائے گی یعنی اُس کے اور سر کے موضحہ کے درمیان نصف دیت گویا پچھتر دینار۔

امام مالک نے فرمایا:- ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ منقلہ میں پندرہ اونٹ ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ منقلہ اُس چوٹ کو کہتے ہیں جس میں ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے لیکن دماغ تک نہ پہنچے اور یہ چوٹ سر اور چہرے میں ہوتی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ مامومہ اور جائفہ میں قصاص نہیں ہے۔ اسی طرح ابن شہاب نے فرمایا ہے کہ مامومہ میں قصاص نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا: مامومہ وہ چوٹ ہے جو ہڈی کو توڑ کر دماغ تک پہنچ جائے۔ مامومہ چوٹ صرف سر میں ہوتی ہے اور دماغ تک نہیں پہنچتی مگر ہڈی کو توڑ کر۔

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ موضحہ سے کم زخم میں دیت نہیں ہے جب تک وہ موضحہ کو نہ پہنچ جائے۔ دیت موضحہ میں ہے یا اس سے اوپر جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موضحہ کو اپنے اس گرامی نامہ میں حد قرار دیا جو حضرت عمرو بن حزم کے لئے لکھا تھا اور اُس میں پانچ اونٹ مقرر فرمائے تھے کسی گزشتہ یا موجودہ امام نے بھی موضحہ سے کم میں دیت کا فیصلہ نہیں کیا۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ نَافِذَةٍ فِي عُضْوٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ فَفِيهَا ثُلُثُ عَقْلِ ذَلِكَ الْعُضْوِ.

یحیی بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ ہر وہ زخم جو کسی عضو میں پار ہو جائے تو اس کی دیت اس عضو کی تہائی ہوگی۔

حَدَّثَنِي مَالِكٌ: كَانَ ابْنُ شِهَابٍ لَا يَرَى ذَلِكَ، وَأَنَا لَا أَرَى فِي نَافِذَةٍ فِي عُضْوٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ فِي الْجَسَدِ أَمْرًا مُجْتَمَعًا عَلَيْهِ. وَلَكِنِّي أَرَى فِيهَا الِاجْتِهَادَ. يَجْتَهِدُ الْإِمَامُ فِي ذَلِكَ. وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَنَا.

ابن شہاب کی یہ رائے نہیں ہے اور میرے خیال میں جسم کے کسی عضو میں پار ہونے والے زخم کی کوئی متفقہ دیت نہیں ہے بلکہ اجتہاد کیا جائے گا یعنی امام اس میں اجتہاد کرے گا اور ہمارے نزدیک اس بارے میں کوئی متفقہ حکم نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمَأْمُومَةَ وَالْمُنَقِّلَةَ وَالْمُوضِحَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا فِي الْوَجْهِ وَالرَّأْسِ. فَمَا كَانَ فِي الْجَسَدِ مِنْ ذَلِكَ فَلَيْسَ فِيهِ إِلَّا الِاجْتِهَادُ.

امام مالک نے فرمایا۔ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مامومہ، منقلہ اور موضحہ صرف چہرے اور سر میں ہوتا ہے۔ اگر ان میں کوئی زخم جسم میں ہو تو اس کے متعلق اجتہاد ہی کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: فَلَا أَرَى اللَّحْيَ الْأَسْفَلَ وَالْأَنْفَ مِنَ الرَّأْسِ فِي جِرَاحِهِمَا، لِأَنَّهُمَا عَظْمَانِ مُنْفَرِدَانِ. وَالرَّأْسُ بَعْدَهُمَا عَظْمٌ وَاحِدٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ زخموں کے سلسلے میں نیچے کا جبڑا اور ناک سر میں شامل نہیں ہیں۔ یہ دونوں علیحدہ ہڈیاں ہیں اور سر ان سے علیحدہ ایک ہڈی ہے۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَادَ مِنَ الْمُنَقِّلَةِ.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے منقلہ میں قصاص لیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْلِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ: كَمْ فِي إِصْبَعِ الْمَرْأَةِ؟ فَقَالَ: عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ. فَقُلْتُ: كَمْ فِي إِصْبَعَيْنِ؟ قَالَ: عِشْرُونَ مِنَ الْإِبِلِ. فَقُلْتُ: كَمْ فِي ثَلَاثٍ؟ فَقَالَ: ثَلَاثُونَ مِنَ الْإِبِلِ. فَقُلْتُ: كَمْ فِي أَرْبَعٍ؟ قَالَ: عِشْرُونَ مِنَ الْإِبِلِ. فَقُلْتُ: حِينَ عَظُمَ جُرْحُهَا وَاشْتَدَّتْ مُصِيبَتُهَا نَقَصَ عَقْلُهَا؟ فَقَالَ سَعِيدٌ: أَعِرَاقِيٌّ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: بَلْ عَالِمٌ مُتَثَبِّتٌ، أَوْ جَاهِلٌ مُتَعَلِّمٌ. فَقَالَ سَعِيدٌ: هِيَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ أَخِي.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمن نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ عورت کی انگلی میں کتنی دیت ہے؟ فرمایا کہ دس اونٹ۔ میں نے پوچھا کہ دو انگلیوں میں؟ فرمایا کہ بیس اونٹ۔ میں نے پوچھا کہ تین میں؟ فرمایا کہ تیس اونٹ۔ میں نے کہا کہ چار میں؟ فرمایا کہ بیس اونٹ۔ میں عرض گزار ہوا کہ جب زخم بڑھا اور تکلیف میں اضافہ ہوا تو دیت گھٹ گئی؟ سعید نے فرمایا کہ کیا تم عراقی ہو؟ عرض کی کہ میں تو ثابت قدم عالم یا بے خبر طالب علم ہوں۔ سعید نے فرمایا کہ اے بھتیجے! سنت یہی ہے۔ ف

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي أَصَابِعِ الْكَفِّ إِذَا قُطِعَتْ فَقَدْ تَمَّ عَقْلُهَا، وَذَلِكَ أَنَّ خَمْسَ الْأَصَابِعِ إِذَا قُطِعَتْ، كَانَ عَقْلُهَا عَقْلَ الْكَفِّ. خَمْسِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي كُلِّ إِصْبَعٍ

امام مالک نے فرمایا۔ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ ہتھیلی کی تمام انگلیوں کو کاٹ دینے میں پوری دیت لازم آئے گی یعنی جبکہ پانچوں انگلیاں کاٹ دی جائیں تو ان کی دیت ہتھیلی کی دیت کے برابر

عَشَرَةٌ مِنَ الْإِبِلِ.

ہے یعنی پچاس اونٹ، ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ۔

قَالَ مَالِكٌ: وَحِسَابُ الْأَصَابِعِ ثَلَاثَةٌ وَثَلَاثُونَ دِينَارًا فِي كُلِّ أَنْمُلَةٍ. وَهِيَ مِنَ الْإِبِلِ ثَلَاثُ فَرَائِضَ وَثُلُثُ فَرِيضَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ انگلی کا حساب تینتیس اور ایک تہائی دینار ہے ہر پورے کے بدلے میں اور یہ اونٹوں کے حساب سے تین اور ایک تہائی اونٹ ہیں۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ

ف۔ حضرت ربیعہ بن عبد الرحمٰن کا حضرت سعید بن مسیب سے پوچھنا اور ان کا بتانا کہ دو انگلیوں کی دیت بیس اونٹ تین کی تیس اور چار کی بیس اونٹ ہیں۔ اس پر حضرت ربیعہ بن عبد الرحمٰن کا تعجب کرنا اصول درایت کے عین مطابق ہے کیونکہ صورتِ حال اگر یہی ہو تو چار انگلیوں کی صورت میں مدعی چار انگلیاں بتا کر کیوں بیس اونٹ لے؟
وہ کیوں نہ تین انگلیوں کا مقدمہ دائر کر کے کم از کم تیس اونٹوں کا حقدار تو بنے گا۔ نیز اس سے اسلام کے اصول انصاف پر حرف آتا ہے کہ نقصان زیادہ ہوا تو دیت کس وجہ سے گھٹ گئی؟ اس کا یقیناً کوئی معقول جواب نہیں دیا جا سکتا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے وفی کل اصبع من اصابع الید و الرجل عشر من الابل (نسائی، دارمی) یعنی ہاتھ اور پیر کی ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ ہیں۔ نیز فرمایا ہے کہ اصابع الیدین والرجلین سواء (ترمذی، ابوداؤد) یعنی دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی انگلیاں (دیت میں) ایک جیسی ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب کے بموجب چار میں سے باقی دو انگلیاں اچھی برابر ہوئیں کہ ان کی دیت ندارد ہو گئی۔ حضرت سعید بن مسیب کو ایسی کوئی روایت پہنچی ہو گی جس کے مطابق انہوں نے سائل کو جواب دیا لیکن یہ فیصلہ صرف عقلی لحاظ ہی سے نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اسلام کے اصول انصاف کے مطابق نظر نہیں آتا تھا اسی لیے حضرت ربیعہ بن عبد الرحمٰن اس پر چونکے اور اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بر ملا عرض گزار ہوئے کہ جب نقصان بڑھ گیا تو دیت کس وجہ سے گھٹ گئی؟
یقیناً شریعت مطہرہ کے اندر ایسی کوئی نظیر نہیں ہو گی کہ نقصان بڑھنے پر دیت گھٹ جائے۔ یہ اصول درایت کے مطابق اظہار حیرت ہے حدیث پر عقلی اعتراض نہیں۔ ان کی حیرت اس بات پر ہے کہ اسلام کا حصول انصاف یہ نہیں ہے جو بتایا جا رہا ہے اس بحث سے ہر صاحب علم و دانش کے سامنے دو نظریے اور انداز فکر آتے ہیں جو ذرا تفصیل طلب ہیں۔
پہلا نظریہ یہ ہے کہ ہر حدیث پر عمل کیا جائے اور حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ قطعاً ناممکن ہے کیونکہ بعض ایسے بھی موضوعات ہیں جن کے متعلق متضاد اور مختلف روایات موجود ہیں جیسے مس ذکر اور آگ پر پکائی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا ضروری ہے یا نہیں دوسرا نظریہ یہ سامنے آیا کہ کسی ایک موضوع سے متعلق جملہ روایات کو سامنے رکھ کر انہیں قرآن کریم پر پیش کیا جائے اور انہیں قرآن مجید سے مطابقت، راویوں کی جلالت، روایات کی کثرت، اسناد کی صحت اور ناسخ و منسوخ وغیرہ امور کے لحاظ سے دیکھیں کہ کس روایت پر عمل کیا جائے اور کس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ فقہ اسی کو کہتے ہیں اور اسی دوسرے نظریہ کی تعریف کرتے ہوئے حبیب پروردگار نے فرمایا ہے:۔

وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔

اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے فقہ (دین کی سوجھ بوجھ) عطا فرماتا ہے۔

اگر پروردگار عالم کی عطا فرمائی ہوئی یہ بھلائی کسی کو مذموم اور قبیح نظر آتی ہے اور بتدعین زمانہ ایسے حضرات کو دائرہ ایمان

باب ۱۲ جامع عقل الاسنان

۷ - وحدثنی یحیی عن مالك، عن زيد بن اسلم عن مسلم بن جندب، عن اسلم مولى عمر بن الخطاب، ان عمر بن الخطاب قضى في الضرس بجمل. وفي الترقوة بجمل. وفي الضلع بجمل.

وحدثنی یحیی عن مالك، عن يحيى بن سعيد، انه سمع سعيد بن المسيب يقول. قضى عمر بن الخطاب في الاضراس ببعير بعير. وقضى معاوية بن ابي سفيان في الاضراس بخمسة ابعرة، خمسة ابعرة.

قال سعيد بن المسيب، فالدية تنقص في قضاء عمر بن الخطاب وتزيد في قضاء معاوية. فلو كنت انا لجعلت في الاضراس بعيرين بعيرين. فتلك الدية سواء. وكل مجتهد ماجور.

وحدثنی یحیی عن مالك، عن يحيى بن سعيد، عن سعيد ابن المسيب؛ انه كان يقول: اذا اصيبت السن فاسودت ففيها عقلها تاما. فان طرحت بعد ان تسود ففيها عقلها ايضا تاما.

دانتوں کی دیت

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے داڑھ میں ایک اونٹ کا فیصلہ کیا اور ہنسلی کی ہڈی میں ایک اونٹ کا اور پہلو کی ہڈی میں ایک اونٹ کا۔

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سُنا کہ حضرت عمر نے داڑھوں میں ایک ایک اونٹ کا فیصلہ کیا اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان نے داڑھوں میں پانچ پانچ اونٹوں کا فیصلہ کیا۔

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے میں دیت گھٹ گئی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے میں بڑھ گئی۔ اگر میں ہوتا تو داڑھوں میں دو دو اونٹ دلاتا کہ دیت برابر ہو جاتی اور اجر ہر مجتہد کو ملتا ہے۔

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جب دانت کو زخم پہنچے اور وہ سیاہ ہو جائے تو اس کی دیت پوری ہے اور کالا ہو کر گر جائے تب بھی دیت پوری لازم آئے گی۔

باب ۱۳ العمل في عقل الاسنان

۸ - حدثنی یحیی عن مالك، عن داود بن الحصين، عن ابي غطفان بن طريف المري؛ انه اخبره: ان مروان ابن الحكم بعثه الى عبد الله بن عباس. يسأله ماذا في الضرس. فقال عبد الله بن عباس: فيه خمس من الابل قال فردني مروان الى عبد الله بن عباس. فقال: اتجعل مقدم الفم مثل الاضراس؟ فقال عبد الله بن عباس لو

دانتوں کی دیت کا طریقہ

ابو غطفان بن طریف مری کو مروان بن حکم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں داڑھ کی دیت پوچھنے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ اس میں پانچ اونٹ ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ مروان نے مجھے پھر حضرت عبد اللہ بن عباس کی خدمت میں یہ کہہ کر بھیجا کہ آپ اگلے دانتوں اور داڑھوں کو برابر کرتے ہیں؟ حضرت عبد اللہ بن عباس نے

حاشیہ صفحہ گذشتہ
سے خارج بتانے پر مصر ہیں تو انہیں کسی روحانی ڈاکٹر سے اپنا معائنہ کروانا چاہیے کہ وہ عقل کے دشمن ہونے کے ساتھ کہیں اسلام دشمنی کے مرض میں تو مبتلا نہیں؟

لَمْ تَعْتَبِرْ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْأَصَابِعِ، عَقْلُهَا سَوَاءٌ.

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يُسَوِّي بَيْنَ الْأَسْنَانِ فِي الْعَقْلِ. وَلَا يُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ مُقَدَّمَ الْفَمِ وَالْأَضْرَاسِ وَالْأَنْيَابِ، عَقْلُهَا سَوَاءٌ. وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «فِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ» وَالضِّرْسُ سِنٌّ مِنَ الْأَسْنَانِ. لَا يُفَضَّلُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ.

فرمایا کہ تم نے اسے انگلیوں پر قیاس کیوں نہ کیا جن کی دیت برابر ہے۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر میت میں دانتوں کو برابر رکھتے تھے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیا کرتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ سامنے کے دانت، داڑھیں اور کیلے دیت میں سب برابر ہیں اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دانت کی دیت پانچ اونٹ ہیں اور داڑھ بھی دانتوں میں شمار ہے، لہٰذا ایک کو دوسرے پر برتری نہیں ہوگی۔ ف

بَابُ ١٤ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ جِرَاحِ الْعَبْدِ

غلام کے زخموں کی دیت کا بیان

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ: فِي مُوضِحَةِ الْعَبْدِ نِصْفُ عُشْرِ ثَمَنِهِ.

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الْعَبْدِ يُصَابُ بِالْجِرَاحِ: أَنَّ عَلَى مَنْ جَرَحَهُ قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ فِي مُوضِحَةِ الْعَبْدِ نِصْفَ عُشْرِ ثَمَنِهِ. وَفِي مُنَقِّلَتِهِ الْعُشْرُ وَنِصْفُ الْعُشْرِ مِنْ ثَمَنِهِ. وَفِي مَأْمُومَتِهِ وَجَائِفَتِهِ، فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ثُلُثُ ثَمَنِهِ. وَفِيمَا سِوَى هٰذِهِ الْخِصَالِ الْأَرْبَعِ مِمَّا يُصَابُ بِهِ الْعَبْدُ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهِ. يُنْظَرُ فِي ذٰلِكَ بَعْدَ مَا يَصِحُّ الْعَبْدُ وَيَبْرَأُ، كَمْ بَيْنَ قِيمَةِ الْعَبْدِ بَعْدَ أَنْ أَصَابَهُ الْجُرْحُ، وَقِيمَتِهِ صَحِيحًا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهُ هٰذَا؟

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار دونوں فرمایا کرتے کہ غلام کے موضحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم فیصلہ کیا کرتا کہ اُس کو زخمی کرنے کے باعث غلام کی قیمت میں جو کمی آئی اس کے برابر دیت ادا کی جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ غلام کا موضحہ اُس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے اور منقلہ میں دسواں اور بیسواں حصہ اس کی قیمت کا اور مامومہ و جائفہ ہر ایک میں اُس کی تہائی قیمت اور ان چاروں کے سوا اگر غلام کو کسی اور قسم کی ضرب لگائی تو قیمت کی کمی کے مطابق یعنی تندرست ہونے کے بعد دیکھا جائے گا کہ زخم کے باعث غلام کی قیمت میں کتنی کمی آئی۔ زخم سے پہلے صحیح سالم کی قیمت کیا تھی۔ جو دونوں قیمتوں کے درمیان

ف۔ انسان کے سارے دانتوں کا دیت کے لحاظ سے ایک جیسا حکم ہے۔ حدیث پاک ہے۔ وفی السن خمس من الابل (نسائی، دارمی) اور ہر دانت کی دیت کے پانچ اونٹ ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے: الاصابع سواء والانسان سواء الثنیۃ والضرس سواء (ابو داؤد) یعنی سب انگلیاں برابر ہیں، سب دانت برابر ہیں اور دیت میں سامنے والے دانتوں اور داڑھوں کا ایک جیسا حکم ہے لہٰذا کوئی دانت توڑے یا داڑھ، ہر صورت میں پانچ اونٹ دینے لازم آتے ہیں اور زیادہ دانت توڑے ہوں تو پانچ اونٹ فی دانت کے حساب سے ادا کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثُمَّ يَغْرَمُ الَّذِي أَصَابَهُ مَا بَيْنَ الْقِيمَتَيْنِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْعَبْدِ إِذَا كُسِرَتْ يَدُهُ أَوْ رِجْلُهُ ثُمَّ صَحَّ كَسْرُهُ. فَلَيْسَ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ فَإِنْ أَصَابَ كَسْرَهُ ذٰلِكَ نَقْصٌ أَوْ عَثَلٌ، كَانَ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ قَدْرُ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ.

قَالَ مَالِكٌ، الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْقِصَاصِ بَيْنَ الْمَمَالِيكِ كَهَيْئَةِ قِصَاصِ الْأَحْرَارِ. نَفْسُ الْأَمَةِ بِنَفْسِ الْعَبْدِ. وَجُرْحُهَا بِجُرْحِهِ. فَإِذَا قَتَلَ الْعَبْدُ عَبْدًا عَمْدًا خُيِّرَ سَيِّدُ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ. فَإِنْ شَاءَ قَتَلَ. وَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الْعَقْلَ. فَإِنْ أَخَذَ الْعَقْلَ أَخَذَ قِيمَةَ عَبْدِهِ. وَإِنْ شَاءَ رَبُّ الْعَبْدِ الْقَاتِلِ أَنْ يُعْطِيَ ثَمَنَ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ فَعَلَ. وَإِنْ شَاءَ أَسْلَمَ عَبْدَهُ. فَإِذَا أَسْلَمَهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُ ذٰلِكَ وَلَيْسَ لِرَبِّ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ، إِذَا أَخَذَ الْعَبْدَ الْقَاتِلَ وَرَضِيَ بِهِ، أَنْ يَقْتُلَهُ. وَذٰلِكَ فِي الْقِصَاصِ كُلِّهِ بَيْنَ الْعَبِيدِ. فِي قَطْعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ، بِمَنْزِلَتِهِ فِي الْقَتْلِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ يَجْرَحُ الْيَهُودِيَّ أَوِ النَّصْرَانِيَّ، إِنَّ سَيِّدَ الْعَبْدِ إِنْ شَاءَ أَنْ يَعْقِلَ عَنْهُ مَا قَدْ أَصَابَ فَعَلَ. أَوْ أَسْلَمَهُ. فَيُبَاعُ فَيُعْطِي الْيَهُودِيَّ أَوِ النَّصْرَانِيَّ، مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ، دِيَةَ جُرْحِهِ. أَوْ ثَمَنَهُ كُلَّهُ، إِنْ أَحَاطَ بِثَمَنِهِ. وَلَا يُعْطِي الْيَهُودِيَّ وَلَا النَّصْرَانِيَّ عَبْدًا مُسْلِمًا.

فرق ہو وہ تاوان ڈالا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے غلام کا ہاتھ یا پاؤں توڑ دیا۔ پھر وہ درست ہوگیا تو زخمی کرنے والے پر کوئی تاوان نہیں۔ اگر کسی قدر نقص آگیا یا عیب رہ گیا تو جتنی غلام کی قیمت گھٹی اُس کے مطابق تاوان دینا ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ لونڈی غلاموں کے قصاص کا حکم ہمارے نزدیک آزاد آدمیوں کے قصاص کی طرح ہے اور ان کا زخم اُن کے زخم کی طرح۔ اگر ایک غلام دوسرے غلام کو دانستہ قتل کر دے تو مقتول غلام کے آقا کو اختیار ہے کہ چاہے تو اسے قتل کرے اور چاہے دیت لے یعنی غلام کی قیمت لے۔ اگر قاتل غلام کا آقا چاہے تو مقتول غلام کی قیمت ادا کر دے اور چاہے اپنا غلام اس کے سپرد کر دے۔ جب اس نے غلام کو اس کے سپرد کر دیا تو مزید اس پر کچھ نہیں اور مقتول غلام کے آقا کو یہ حق نہیں کہ جب رضامندی سے وہ غلام لے لیا تو اب اُسے قتل کرے۔ غلاموں کے قصاص میں یہی قاعدہ ہے اور ہاتھ پیر وغیرہ کاٹ دینے میں بھی بلکہ یہ بھی قتل کی جگہ ہیں

امام مالک نے مسلمان غلام کے بارے میں فرمایا جس نے یہودی یا نصرانی کو زخمی کیا کہ غلام کا آقا اگر چاہے تو اس کی دیت ادا کر دے یا اُسے سپرد کر دے کہ فروخت کر کے اُس غلام کی قیمت یہودی یا نصرانی کو دے دی جائے، زخم کے مطابق یا ساری قیمت لیکن مسلمان غلام کسی یہودی یا نصرانی کو مطلقاً نہیں دیا جائے گا۔

بَابٌ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمی کافر کی دیت کا بیان

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى أَنَّ دِيَةَ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ، إِذَا قُتِلَ أَحَدُهُمَا، مِثْلُ نِصْفِ دِيَةِ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ، إِلَّا أَنْ يَقْتُلَهُ مُسْلِمٌ قَتْلَ غِيلَةٍ. فَيُقْتَلُ بِهِ.

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ يَقُولُ: دِيَةُ الْمَجُوسِيِّ ثَمَانِي مِائَةِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فیصلہ فرمایا کہ جب یہودی یا نصرانی کو قتل کر دیا جائے تو اُن کی دیت آزاد مسلمان سے نصف ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ کافر کے بدلے مسلمان قتل نہیں کیا جائے گا مگر جبکہ مسلمان نے دھوکے سے

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

دِيَاتِهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ: وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَجِرَاحُ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَالْمَجُوسِيِّ فِي دِيَاتِهِمْ عَلَى حِسَابِ جِرَاحِ الْمُسْلِمِينَ فِي دِيَاتِهِمْ. الْمُوضِحَةُ نِصْفُ عُشْرِ دِيَتِهِ. وَالْمَأْمُومَةُ ثُلُثُ دِيَتِهِ. وَالْجَائِفَةُ ثُلُثُ دِيَتِهِ. فَعَلَى حِسَابِ ذَلِكَ، جِرَاحَاتُهُمْ كُلُّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی، نصرانی اور مجوسی کی زخموں میں دیت اُسی طرح ہے جیسے مسلمانوں کی زخموں میں ہے موضحہ میں بیسواں حصہ اور ماموہ و جائفہ میں دیت کا تہائی پس اُن کے تمام زخموں میں اسی حساب سے ہے۔

بَابُ مَا يُوجِبُ الْعَقْلُ عَلَى الرَّجُلِ فِي مَالِهِ خَاصَّةً

جن جنایات کی دیت قاتل کو اپنے مال سے ادا کرنا ہوتی ہے

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ عَقْلٌ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ. إِنَّمَا عَلَيْهِمْ عَقْلُ قَتْلِ الْخَطَإِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر فرمایا کرتے دانستہ قتل میں عاقلہ پر دیت نہیں ہے اُن پہ دیت قتل خطا میں ہے۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْعَاقِلَةَ لَا تَحْمِلُ شَيْئًا مِنْ دِيَةِ الْعَمْدِ، إِلَّا أَنْ يَشَاءُوا ذَلِكَ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ قتل عمد میں عاقلہ پہ دیت کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا مگر جب کہ وہ خود چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، مِثْلَ ذَلِكَ.

امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے اسی طرح روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: إِنَّ ابْنَ شِهَابٍ قَالَ: مَضَتِ السُّنَّةُ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ حِينَ يَعْفُو أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ، أَنَّ الدِّيَةَ تَكُونُ عَلَى الْقَاتِلِ فِي مَالِهِ خَاصَّةً. إِلَّا أَنْ تُعِينَهُ الْعَاقِلَةُ، عَنْ طِيبِ نَفْسٍ مِنْهَا.

امام مالک کا بیان ہے کہ ابن شہاب نے فرمایا کہ قتل عمد میں یہ جاری سنت ہے جبکہ مقتول کے اولیا معاف کر دیں کیونکہ دیت قاتل کے ذاتی مال سے دی جاتی ہے مگر جبکہ عاقلہ دل کی خوشی سے اس کی مدد کرنا چاہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الدِّيَةَ لَا تَجِبُ عَلَى الْعَاقِلَةِ، حَتَّى تَبْلُغَ الثُّلُثَ فَصَاعِدًا. فَمَا بَلَغَ الثُّلُثَ فَهُوَ عَلَى الْعَاقِلَةِ. وَمَا كَانَ دُونَ الثُّلُثِ فَهُوَ فِي مَالِ الْجَارِحِ خَاصَّةً.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ دیت عاقلہ پر واجب نہیں ہوتی یہاں تک کہ تہائی یا اس سے زیادہ ہو جائے۔ تہائی کو پہنچ جائے تو وہ عاقلہ پہ ہے اور تہائی سے کم ہو تو وہ زخمی کرنے والے کے اپنے مال سے دی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، فِيمَنْ قُبِلَتْ مِنْهُ الدِّيَةُ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ، أَوْ فِي شَيْءٍ مِنَ الْجِرَاحِ الَّتِي فِيهَا الْقِصَاصُ: أَنَّ عَقْلَ ذَلِكَ لَا يَكُونُ عَلَى

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب قتل عمد میں دیت قبول کر لی جائے یا اُن زخموں میں جن پہ قصاص ہے تو اُن کی دیت عاقلہ پہ نہیں ہوگی مگر جبکہ خود چاہیں اور

الْعَاقِلَةِ. إِلَّا أَنْ يَشَاءُوا. وَإِنَّمَا عَقْلُ ذٰلِكَ فِي مَالِ الْقَاتِلِ أَوِ الْجَارِحِ خَاصَّةً. إِنْ وُجِدَ لَهُ مَالٌ. فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ لَهُ مَالٌ، كَانَ دَيْنًا عَلَيْهِ. وَلَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ مِنْهُ شَيْءٌ. إِلَّا أَنْ يَشَاءُوا.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا تَعْقِلُ الْعَاقِلَةُ أَحَدًا أَصَابَ نَفْسَهُ عَمْدًا أَوْ خَطَأً، بِشَيْءٍ. وَعَلَى ذٰلِكَ رَأْيُ أَهْلِ الْفِقْهِ عِنْدَنَا. وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ أَحَدًا ضَمَّنَ الْعَاقِلَةَ مِنْ دِيَةِ الْعَمْدِ شَيْئًا. وَمِمَّا يُعْرَفُ بِهِ ذٰلِكَ أَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ - فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ - فَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ فِيمَا نُرَى وَاللهُ أَعْلَمُ. أَنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْعَقْلِ فَلْيَتْبَعْهُ بِالْمَعْرُوفِ. وَلْيُؤَدِّ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الصَّبِيِّ الَّذِي لَا مَالَ لَهُ. وَالْمَرْأَةِ لَا مَالَ لَهَا. إِذَا جَنَى أَحَدُهُمَا جِنَايَةً دُونَ الثُّلُثِ: إِنَّهُ ضَامِنٌ عَلَى الصَّبِيِّ وَالْمَرْأَةِ فِي مَالِهِمَا خَاصَّةً. إِنْ كَانَ لَهُمَا مَالٌ أُخِذَ مِنْهُ. وَإِلَّا فَجِنَايَتُهُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا دَيْنٌ عَلَيْهِ. لَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ مِنْهُ شَيْءٌ. وَلَا يُؤْخَذُ أَبُو الصَّبِيِّ بِعَقْلِ جِنَايَةِ الصَّبِيِّ. وَلَيْسَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا قُتِلَ كَانَتْ فِيهِ الْقِيمَةُ يَوْمَ يُقْتَلُ. وَلَا تَحْمِلُ عَاقِلَةُ قَاتِلِهِ مِنْ قِيمَةِ الْعَبْدِ شَيْئًا. قَلَّ أَوْ كَثُرَ. وَإِنَّمَا ذٰلِكَ عَلَى الَّذِي أَصَابَهُ فِي مَالِهِ خَاصَّةً. بَالِغًا مَا بَلَغَ. وَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ الْعَبْدِ الدِّيَةَ أَوْ أَكْثَرَ، فَذٰلِكَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ. وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْعَبْدَ سِلْعَةٌ مِنَ السِّلَعِ.

بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْعَقْلِ وَالتَّغْلِيظِ فِيهِ

٩ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَشَدَ النَّاسَ بِمِنًى: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الدِّيَةِ أَنْ يُخْبِرَنِي؟ فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ

دیت قاتل یا جارح کے اپنے مال سے دی جائے گی جبکہ اس کے پاس مال ہو۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو بلکہ اس پر قرض ہو، تب بھی عاقلہ پر کچھ نہیں ہے مگر جب کہ وہ خود چاہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنے آپ کو دانستہ یا نادانستہ زخمی کرے تو کسی عاقلہ پر دیت نہیں ہے اور ہمارے نزدیک اہلِ فقہ کی یہی رائے ہے اور میں نے کسی ایک کو نہیں سنا جس نے قتلِ عمد میں عاقلہ کو ذمہ دار ٹھہرایا ہو اور یہی کچھ سمجھا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا" (۲: ۱۷۸) اس کی تفسیر یہ ہے کہ بھائی کو جو دیت دینی ہے تو بھلائی کے ساتھ تقاضا کرے اور اچھے طریقے سے ادائیگی ہو۔

امام مالک نے اس بچے کے متعلق فرمایا جس کے پاس مال نہ ہو اور اس عورت کے متعلق جس کے پاس مال نہ ہو، جب ان میں سے کوئی جنایت کرے جس میں تہائی سے کم دیت لازم آئے تو دیت ان کے اپنے مال سے ہی دی جائے گی۔ اگر ان کے پاس مال ہو تو اسی سے لی جائے گی اور نہ ہو تو ہر ایک کی جنایت اس پر قرض ہوگی اور عاقلہ پر کچھ نہیں ہوگا۔ اور بچے کی جنایت کا اس کے باپ سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ غلام کو اگر قتل کر دیا جائے تو اس کی وہ قیمت لازم آئے گی جو قتل کے روز تھی اور قاتل کے عاقلہ پر غلام کی قیمت سے کچھ نہیں ڈالا جائے گا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور یہ اس کے ذاتی مال سے لی جائیگی خواہ کہیں تک پہنچے۔ اگر غلام کی قیمت دیت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تب بھی اسی پر ہے اور اسی کے مال سے اور یہ اس لئے کہ غلام بھی ایک مال

دیت میں میراث کا بیان

ابن شہاب سے روایت ہے کہ منیٰ میں حضرت عمر نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ جس کے پاس دیت کا علم ہو وہ مجھے بتائے۔ پس حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ

الْكِلَابِيُّ فَقَالَ، كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُوَرِّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ. مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ادْخُلِ الْخِبَاءَ حَتَّى آتِيَكَ. فَلَمَّا نَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ. فَقَضَى بِذَلِكَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ.

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكَانَ قَتْلُ أَشْيَمَ خَطَأً.

صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے سپے لکھا تھا کہ اشیم ضبابی کی دیت سے اُس کی بیوی کو میراث دلاؤں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خیمے میں جاؤ، یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ جب حضرت عمر آئے تو حضرت ضحاک نے وہی بات بتائی۔ چنانچہ حضرت عمر نے یہی فیصلہ فرمایا۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ اشیم کو غلطی سے قتل کیا گیا تھا۔

۱۰۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ؛ أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يُقَالُ لَهُ قَتَادَةُ - حَذَفَ ابْنَهُ بِالسَّيْفِ. فَأَصَابَ سَاقَهُ. فَنُزِيَ فِي جُرْحِهِ فَمَاتَ فَقَدِمَ سُرَاقَةُ ابْنُ جُعْشُمٍ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اعْدُدْ، عَلَى مَاءِ قُدَيْدٍ، عِشْرِينَ وَمِائَةَ بَعِيرٍ. حَتَّى أَقْدَمَ عَلَيْكَ. فَلَمَّا قَدِمَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، أَخَذَ مِنْ تِلْكَ الإِبِلِ ثَلاَثِينَ حِقَّةً، وَثَلاَثِينَ جَذَعَةً، وَأَرْبَعِينَ خَلِفَةً. ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ أَخُو الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: هَأَنَذَا. قَالَ: خُذْهَا. فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَيْسَ لِقَاتِلٍ شَيْءٌ».

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ بنی مدلج کے قتادہ نامی شخص نے اپنے بیٹے کو تلوار ماری جو اس کی پنڈلی پہ لگی۔ خون اتنا جاری ہوا کہ وہ مرگیا۔ چنانچہ سراقہ بن جعشم حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اِس کا اُن سے ذکر کیا۔ حضرت عمر نے اُن سے فرمایا کہ قدید کے مقام پہ ایک سو بیس اونٹ تیار رکھو یہانتک کہ میں آؤں۔ جب حضرت عمر اُن کے پاس پہنچے تو اُونٹوں سے تیس تین سالہ اُونٹنیاں، تیس چالیس سالہ اونٹنیاں اور چالیس حاملہ اونٹنیاں لے کر فرمایا کہ مقتول کا بھائی کہاں ہے؟ اُس نے کہا، میں موجود ہوں۔ فرمایا انہیں لے لو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاتل کے لیے کچھ نہیں ہے۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلاَ أَتُغَلَّظُ الدِّيَةُ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ؟ فَقَالاَ: لاَ. وَلَكِنْ يُزَادُ فِيهَا لِلْحُرْمَةِ. فَقِيلَ لِسَعِيدٍ: هَلْ يُزَادُ فِي الْجِرَاحِ كَمَا يُزَادُ فِي النَّفْسِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ.

قَالَ مَالِكٌ: أُرَاهُمَا أَرَادَا مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فِي عَقْلِ الْمُدْلِجِيِّ، حِينَ أَصَابَ ابْنَهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے پوچھا گیا کہ کیا حرمت والے مہینوں میں دیت کی سختی کی جائے گی؟ دونوں نے فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ حرمت کے باعث دن بڑھادیں گے۔ سعید سے پوچھا گیا کہ جان کی طرح کیا زخم میں بھی دن بڑھائیں گے؟ فرمایا ہاں۔

امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں دونوں حضرات کی مراد وہی ہے جو حضرت عمر نے مدلجی کی دیت میں کیا جبکہ اس نے اپنے بیٹے کو قتل کیا تھا

۱۱۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ؛ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أُحَيْحَةُ بْنُ الْجُلاَحِ. كَانَ لَهُ عَمٌّ صَغِيرٌ. هُوَ أَصْغَرُ مِنْ أُحَيْحَةَ. وَكَانَ عِنْدَ أَخْوَالِهِ. فَأَخَذَهُ أُحَيْحَةُ فَقَتَلَهُ. فَقَالَ أَخْوَالُهُ: كُنَّا أَهْلَ ثُمِّهِ وَرُمِّهِ. حَتَّى إِذَا اسْتَوَى عَلَى عُمَمِهِ. غَلَبَنَا حَقُّ امْرِئٍ فِي عَمِّهِ.

قَالَ عُرْوَةُ: فَلِذَلِكَ لاَ يَرِثُ قَاتِلٌ مَنْ قَتَلَ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک انصاری جس کو اُحیحہ بن جلاح کہا جاتا تھا اور جس کا ایک کم سن چچا تھا جو اُحیحہ سے چھوٹا تھا۔ چنانچہ اُحیحہ نے پکڑ کر اُسے قتل کردیا۔ اُس کی ننہال والوں نے کہا کہ ہم نے اُس کی پرورش کی یہاں تک کہ جوان ہوگیا اور چھین لینے میں اُس کا چچا ہم پہ غالب آگیا۔

عروہ نے فرمایا کہ اِسی لیے قاتل مقتول کی میراث نہیں پاتا۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلْاَمْرُ الَّذِی لَا اخْتِلَافَ فِیهِ عِنْدَنَا، اَنَّ قَاتِلَ الْعَمْدِ لَا یَرِثُ مِنْ دِیَةِ مَنْ قَتَلَ شَیْئًا. وَلَا مِنْ مَالِهٖ. وَلَا یَحْجُبُ اَحَدًا وَقَعَ لَهٗ مِیْرَاثٌ. وَاَنَّ الَّذِی یَقْتُلُ خَطَاً لَا یَرِثُ مِنَ الدِّیَةِ شَیْئًا وَقَدِ اخْتُلِفَ فِی اَنْ یَرِثَ مِنْ مَالِهٖ. لِاَنَّهٗ لَا یُتَّهَمُ عَلٰی اَنَّهٗ قَتَلَهٗ لِیَرِثَهٗ وَلِیَاْخُذَ مَالَهٗ. فَاَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَرِثَ مِنْ مَالِهٖ. وَلَا یَرِثُ مِنْ مَالِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ دانستہ قتل کرنے والا مقتول کی میراث سے کچھ نہیں پاتا اور نہ اُس کے مال سے اور جس کا میراث میں حق بنتا ہو اس کے لیے رکاوٹ نہیں ہو سکتا اور جو دانستہ قتل کرے وہ دیت سے میراث نہیں پاتا اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے مال سے میراث پائیگا یا نہیں اور اس پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ اس نے میراث کیلیے قتل کیا تا مال حاصل کرے تو میں یہی پسند کرتا ہوں کہ مال سے اُسے میراث دی جائے

بَابُ [۱۸] جَامِعِ الْعَقْلِ

دِیت کے دیگر متعلقات

۱۲ - حَدَّثَنِی یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِی سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ؛ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «جَرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ. وَفِی الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کے زخمی کرنے پر بدلہ نہیں، کنوئیں میں گرنے کا بدلہ نہیں، کان میں مرنے کا بدلہ نہیں اور دفینہ میں پانچواں حصہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَتَفْسِیرُ الْجُبَارِ اَنَّهٗ لَا دِیَةَ فِیهِ.

امام مالک نے فرمایا الجبارُ کی تفسیر یہ ہے کہ اس میں دیت نہیں

وَقَالَ مَالِكٌ: اَلْقَائِدُ وَالسَّائِقُ وَالرَّاكِبُ. كُلُّهُمْ ضَامِنُونَ لِمَا اَصَابَتِ الدَّابَّةُ. اِلَّا اَنْ تَرْمَحَ الدَّابَّةُ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُفْعَلَ بِهَا شَیْءٌ تَرْمَحُ لَهٗ. وَقَدْ قَضٰی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِی الَّذِی اَجْرٰی فَرَسَهٗ بِالْعَقْلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جانور کو آگے بڑھانے والا، پیچھے دھکیلنے والا اور سوار سارے ضامن ہیں جبکہ جانور زخمی کرے مگر جبکہ جانور کسی کو اچانک لات مار دے اور حضرت عمر نے اس شخص سے دیت دلائی جس نے گھوڑے کو دوڑا کر ایک آدمی کچل دیا تھا

قَالَ مَالِكٌ: فَالْقَائِدُ وَالرَّاكِبُ وَالسَّائِقُ اَحْرٰی، اَنْ یَغْرَمُوا، مِنَ الَّذِی اَجْرٰی فَرَسَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹانے والا تاوان دینے کے گھوڑا دوڑانے والے کی نسبت زیادہ مستحق ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا فِی الَّذِی یَحْفِرُ الْبِئْرَ عَلَی الطَّرِیقِ، اَوْ یَرْبِطُ الدَّابَّةَ، اَوْ یَصْنَعُ اَشْبَاهَ هٰذَا عَلٰی طَرِیقِ الْمُسْلِمِینَ. اَنَّ مَا صَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَا یَجُوزُ لَهٗ اَنْ یَصْنَعَهٗ عَلٰی طَرِیقِ الْمُسْلِمِینَ. فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا اُصِیبَ فِی ذٰلِكَ مِنْ جَرْحٍ اَوْ غَیْرِهٖ. فَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ عَقْلُهٗ دُونَ ثُلُثِ الدِّیَةِ، فَهُوَ فِی مَالِهٖ خَاصَّةً. وَمَا بَلَغَ الثُّلُثَ فَصَاعِدًا فَهُوَ عَلَی الْعَاقِلَةِ. وَمَا صَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا یَجُوزُ لَهٗ اَنْ یَصْنَعَهٗ عَلٰی طَرِیقِ الْمُسْلِمِینَ، فَلَا ضَمَانَ عَلَیْهِ فِیهِ،

امام مالک نے فرمایا کہ جو راستے میں کنواں کھودے اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے یا جانور باندھے یا ایسا کوئی دوسرا کام مسلمانوں کے راستے میں کرے۔ مسلمانوں کے راستے میں ایسے ایسا کام کرنا جائز نہیں ہے اور اُس کے باعث اگر کسی کو زخم وغیرہ پہنچے تو وہ ضامن ہو گا اور اس کا تاوان تہائی دیت سے کم نہیں ہے اور وہ اس کے ذاتی مال سے دیا جائے گا اور تہائی سے جتنا زیادہ ہو گا وہ عاقلہ سے لیا جائے گا جس نے مسلمانوں کے راستے میں کوئی ایسا کام کیا جو اُس کے لیے جائز تھا تو اُس کا وہ ضامن

وَلَا غُرْمَ. وَمِنْ ذٰلِكَ، الْبِئْرُ يَحْفِرُهَا الرَّجُلُ لِلْمَطَرِ. وَالدَّابَّةُ، يَنْزِلُ عَنْهَا الرَّجُلُ لِحَاجَةٍ. فَيَقِفُهَا عَلَى الطَّرِيقِ فَلَيْسَ عَلَى أَحَدٍ فِي هٰذَا غُرْمٌ.

وَقَالَ مَالِكٌ. فِي الرَّجُلِ يَنْزِلُ فِي الْبِئْرِ. فَيُدْرِكُهُ رَجُلٌ آخَرُ فِي أَثَرِهِ. فَيَجْبِذُ الْأَسْفَلُ الْأَعْلَى. فَيَخِرَّانِ فِي الْبِئْرِ. فَيَهْلِكَانِ جَمِيعًا: أَنَّ عَلَى عَاقِلَةِ الَّذِي جَبَذَهُ الدِّيَةَ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الصَّبِيِّ يَأْمُرُهُ الرَّجُلُ يَنْزِلُ فِي الْبِئْرِ، أَوْ يَرْقَى فِي النَّخْلَةِ، فَيَهْلِكُ فِي ذٰلِكَ. أَنَّ الَّذِي أَمَرَهُ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَهُ مِنْ هَلَاكٍ أَوْ غَيْرِهِ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا. أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ عَقْلٌ يَجِبُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْقِلُوهُ مَعَ الْعَاقِلَةِ. فِيمَا تَعْقِلُهُ الْعَاقِلَةُ مِنَ الدِّيَاتِ. وَإِنَّمَا يَجِبُ الْعَقْلُ عَلَى مَنْ بَلَغَ الْحُلُمَ مِنَ الرِّجَالِ.

وَقَالَ مَالِكٌ، فِي عَقْلِ الْمَوَالِي تُلْزَمُهُ الْعَاقِلَةُ إِنْ شَاؤُوا. وَإِنْ أَبَوْا كَانُوا أَهْلَ دِيوَانٍ أَوْ مُقْطَعِينَ. وَقَدْ تَعَاقَلَ النَّاسُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَفِي زَمَانِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. قَبْلَ أَنْ يَكُونَ دِيوَانٌ. وَإِنَّمَا كَانَ الدِّيوَانُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَعْقِلَ عَنْهُ غَيْرُ قَوْمِهِ وَمَوَالِيهِ. لِأَنَّ الْوَلَاءَ لَا يَنْتَقِلُ. وَلِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ".

قَالَ مَالِكٌ: وَالْوَلَاءُ نَسَبٌ ثَابِتٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَا أُصِيبَ مِنَ الْبَهَائِمِ، أَنَّ عَلَى مَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا، قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عَلَيْهِ الْقَتْلُ. فَيُصِيبُ حَدًّا مِنَ الْحُدُودِ. أَنَّهُ لَا يُؤْخَذُ بِهِ. وَذٰلِكَ أَنَّ الْقَتْلَ يَأْتِي عَلَى ذٰلِكَ كُلِّهِ. إِلَّا الْفِرْيَةَ. فَإِنَّهَا تَثْبُتُ عَلَى مَنْ قِيلَتْ لَهُ. يُقَالُ لَهُ. مَا لَكَ لَمْ تَجْلِدْ مَنِ افْتَرَى عَلَيْكَ؟ فَأَرَى أَنْ يُجْلَدَ الْمَقْتُولُ الْحَدَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْتَلَ. ثُمَّ يُقْتَلَ.

نہیں ہوگا اور نہ تاوان دے گا جیسے بارش کے لیے گڑھا کھودا یا کسی ضرورت کے تحت سواری سے اُترا اور اُسے راستے میں کھڑا کر دیا، تو ان میں سے کسی کے باعث تاوان نہیں دے گا۔

امام مالک نے اُس شخص کے متعلق فرمایا جو کنوئیں میں اُترا اور دوسرا شخص اُس کے پیچھے اُترے۔ پھر نیچے والا اوپر والے کو کھینچے اور دونوں کنوئیں میں گر پڑیں اور مر جائیں تو دیت اُس کھینچنے والے کے عاقلہ پر لازم آئے گی۔

امام مالک نے اُس بچے کے بارے میں فرمایا جو کنوئیں میں کسی کے کہنے پر اترے یا درخت پر چڑھے اور مر جائے تو ہلاک ہونیکا ضامن وہ شخص ہوگا جس نے اُسے حکم دیا تھا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اِس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عورتوں اور بچوں پر دیت واجب نہیں ہے کہ وہ بھی عاقلہ کے ساتھ ادا کریں جو دیات کہ عاقلہ کو ادا کرنی پڑتی ہوں۔ دیت اُن پر ہے جو بالغ ہو چکے ہوں۔

امام مالک نے موالی کی دیت کے بارے میں فرمایا کہ عاقلہ پر لازم آئے گی اگر وہ چاہیں، اگرچہ وہ سرکاری ملازم ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق کے زمانے میں ہوتا رہا دفاتر قائم ہونے سے پہلے۔ دفتری نظام حضرت عمر کے زمانے میں قائم ہوا۔ دوسری قوم اور موالی پر اُس کی دیت نہیں ہے کیونکہ ولاء انہیں نہیں ملے گی اور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولاء

امام مالک نے فرمایا کہ نسب کے لیے ولاء ثابت ہے

امام مالک نے فرمایا کہ جو کسی جانور کو نقصان پہنچائے تو اتنا تاوان دے گا جتنی اس جانور کی قیمت میں کمی آئی ہے۔

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے قتل کیا اور پھر اُس نے ایسا کام کیا جس پر حد لازم آئے تو اُس سے کچھ نہیں لیا جائے گا سوائے قتل کرنے کے مگر حدِ قذف قائم ہوگی جس نے ایسی بات کہی وہ افترا شمار کی جائے گی اور قتل کرنے سے پہلے اُس پر حد جاری کی جائے گی، پھر قتل کیا جائے گا۔ اس سے

وَ رَأَى أَنْ يُقَادَ مِنْهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْجِرَاحِ إِلَّا الْقَتْلَ . لِأَنَّ الْقَتْلَ يَأْتِي عَلَى ذٰلِكَ كُلِّهِ .

وَقَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْقَتِيلَ إِذَا وُجِدَ بَيْنَ ظَهْرَانِي قَوْمٍ فِي قَرْيَةٍ أَوْ غَيْرِهَا لَمْ يُؤْخَذْ بِهِ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهِ دَارًا . وَلَا مَكَانًا . وَ ذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يُقْتَلُ الْقَتِيلُ . ثُمَّ يُلْقَى عَلَى بَابِ قَوْمٍ لِيُلَطَّخُوا بِهِ . فَلَيْسَ يُؤَاخَذُ أَحَدٌ بِمِثْلِ ذٰلِكَ .

قَالَ مَالِكٌ ، فِي جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ اقْتَتَلُوا فَانْكَشَفُوا وَبَيْنَهُمْ قَتِيلٌ أَوْ جَرِيحٌ . لَا يُدْرٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ بِهِ . إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي ذٰلِكَ أَنَّ عَلَيْهِ الْعَقْلَ . وَ أَنَّ عَقْلَهُ عَلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ نَازَعُوهُ . وَ إِنْ كَانَ الْجَرِيحُ أَوِ الْقَتِيلُ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ . فَعَقْلُهُ عَلَى الْفَرِيقَيْنِ جَمِيعًا .

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيلَةِ وَالسِّحْرِ

١٣ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ؛ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا . خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ قَتَلُوهُ قَتْلَ غِيلَةٍ . وَقَالَ عُمَرُ : لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا .

١٤ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ : أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَتْ جَارِيَةً لَهَا سَحَرَتْهَا . وَقَدْ كَانَتْ دَبَّرَتْهَا . فَأَمَرَتْ بِهَا فَقُتِلَتْ .

قَالَ مَالِكٌ : السَّاحِرُ الَّذِي يَعْمَلُ السِّحْرَ وَلَمْ يَعْمَلْ ذٰلِكَ لَهُ غَيْرُهُ . هُوَ مِثْلُ الَّذِي قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ . وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ - فَأَرَى أَنْ يُقْتَلَ ذٰلِكَ . إِذَا عَمِلَ ذٰلِكَ هُوَ نَفْسُهُ -

قتل کے سوا کسی زخم کی دیت نہیں لی جائے گی کیونکہ قتل میں سب کچھ آجائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ کسی مقتول کی لاش جب کسی بستی یا محلے میں ملے تو جن لوگوں کے گھر قریب ہوں انہیں پکڑنا ضروری نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات قتل کرنے والے دوسرے کے دروازے پر ڈال جاتے ہیں تاکہ وہ پکڑے جائیں لہٰذا کسی کو اس بنا پر نہیں پکڑا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ چند لوگ لڑے۔ معلوم ہوا کہ ایک آدمی قتل یا زخمی ہو گیا اور یہ معلوم نہیں کہ اس کے ساتھ الیسا کس نے کیا۔ یہ میں نے خوب سنا کہ اس کی دیت سارے بدمقابل فریق پر ہو گی۔ اگر وہ دونوں فریقوں سے نہ ہو تو ہر دو فریق پر اس کی دیت لازم آئے گی۔

جو مکر وفریب یا جادو سے مارا گیا

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کے بدلے پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا، جس کو دھوکے سے قتل کیا گیا تھا اور حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر صنعاء والے سارے اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا

محمد بن عبد الرحمٰن بن سعد بن زرارہ کو یہ بات پہنچی کہ ام المؤمنین حضرت حفصہ نے اپنی لونڈی کو قتل کر دیا تھا جس نے ان پر جادو کیا تھا۔ انہوں نے اسے مدبّرہ کر رکھا تھا، پھر حکم فرمایا تو اسے قتل کر دیا گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو جادوگر جادو کرے اور دوسرا اس کے لئے نہ کرے تو وہ اس کی طرح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا :- "اور انہوں نے جان لیا کہ انہوں نے جو خریدا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے" (۲ : ۱۰۲) میرے خیال میں جب وہ کسی جان پر جادو کرے تو قتل کر دیا جائے۔

باب۳ مَا يَجِبُ فِي الْعَمْدِ

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحُسَيْنِ مَوْلَى عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ: أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ ابْنَ مَرْوَانَ أَقَادَ وَلِيَّ رَجُلٍ مِنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ بِعَصًا. فَقَتَلَهُ وَلِيُّهُ بِعَصًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا. أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا ضَرَبَ الرَّجُلَ بِعَصًا. أَوْ رَمَاهُ بِحَجَرٍ. أَوْ ضَرَبَهُ عَمْدًا. فَمَاتَ مِنْ ذٰلِكَ. فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْعَمْدُ وَفِيهِ الْقِصَاصُ.

قَالَ مَالِكٌ: فَقَتْلُ الْعَمْدِ عِنْدَنَا أَنْ يَعْمِدَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فَيَضْرِبَهُ حَتَّى تَفِيضَ نَفْسُهُ. وَمِنَ الْعَمْدِ أَيْضًا أَنْ يَضْرِبَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي النَّائِرَةِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا. ثُمَّ يَنْصَرِفُ عَنْهُ وَهُوَ حَيٌّ. فَيُنْزَى فِي ضَرْبِهِ فَيَمُوتُ فَتَكُونُ، فِي ذٰلِكَ الْقَسَامَةُ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ يُقْتَلُ فِي الْعَمْدِ الرِّجَالُ الْأَحْرَارُ بِالرَّجُلِ الْحُرِّ الْوَاحِدِ. وَالنِّسَاءُ بِالْمَرْأَةِ كَذٰلِكَ. وَالْعَبِيدُ بِالْعَبْدِ كَذٰلِكَ.

قتلِ عمد میں کیا واجب ہے

عمر بن حسین مولیٰ عائشہ بنت قدامہ سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان نے ایک قاتل کو مقتول کے ولی کے حوالے کیا تاکہ اُسے لاٹھی سے قتل کر دے۔ پس ولی نے اُسے لاٹھی سے قتل کر دیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب ایک آدمی دوسرے کو لاٹھی مارے یا پتھر یا دانستہ اور کوئی ضرب اور وہ اس سے مر جائے تو یہی قتلِ عمد ہے اور اس کا قصاص لیا جاتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک قتلِ عمد یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو چوٹ مارے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ یہ بھی قتلِ عمد ہے کہ لڑائی جھگڑے میں ایک آدمی نے دوسرے کو چوٹ ماری۔ پھر وہ اُسے زندہ چھوڑ کر چلا آیا۔ چوٹ سے خون بہا اور وہ مر گیا۔ اس میں قسامت لازم آئے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ قتلِ عمد میں ایک آزاد آدمی کے بدلے آزاد آدمیوں کو، عورت کے بدلے عورت کو اور غلام کے بدلے غلام کو قتل کیا جائے گا۔

باب۴ الْقِصَاصِ فِي الْقَتْلِ

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُتِيَ بِسَكْرَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا. فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ: أَنِ اقْتُلْهُ بِهِ.

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي تَأْوِيلِ هٰذِهِ الْآيَةِ، قَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى - الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ - فَهٰؤُلَاءِ الذُّكُورُ - وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى - أَنَّ الْقِصَاصَ يَكُونُ بَيْنَ الْإِنَاثِ كَمَا يَكُونُ بَيْنَ الذُّكُورِ وَالْمَرْأَةُ الْحُرَّةُ تُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ. كَمَا يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْحُرِّ. وَالْأَمَةُ تُقْتَلُ بِالْأَمَةِ. كَمَا يُقْتَلُ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ

قتل کا قصاص

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ کے لیے لکھا کہ ان کے پاس مدہوش کو لایا گیا ہے جس نے دوسرے کو قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہ نے اُن کے لیے لکھا کہ اُسے قتل کر دو۔

یحییٰ، امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات میں نے خوب سُنی اس ارشادِ باری تعالیٰ کی تاویل میں کہ آزاد کے بدلے آزاد اور غلاموں کے بدلے غلام۔ یہ تو مردوں کے متعلق ہے اور "عورت کے بدلے عورت" (۲:۱۷۸) تو عورتوں سے بھی اُسی طرح قصاص لیا جاتا ہے جیسے مردوں سے اور آزاد عورت کو آزاد عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا جیسے آزاد مرد کے بدلے آزاد مرد کو اور لونڈی

وَالْقِصَاصُ يَكُونُ بَيْنَ النِّسَاءِ كَمَا يَكُونُ بَيْنَ الرِّجَالِ. وَالْقِصَاصُ أَيْضًا يَكُونُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ. وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِي كِتَابِهِ ـ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ. فَذَكَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ. فَنَفْسُ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ بِنَفْسِ الرَّجُلِ الْحُرِّ. وَجُرْحُهَا بِجُرْحِهِ.

کو لونڈی کے بدلے قتل کیا جائے گا جیسے غلام کو غلام کے بدلے قتل کیا جاتا ہے۔ قصاص عورتوں میں بھی اُسی طرح ہے جیسے مردوں میں اور قصاص مردوں اور عورتوں کے درمیان بھی ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور ہم نے ان کے لیے لکھ دیا ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا قصاص ہے" (۵:۴۵) یہاں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ جان کے بدلے جان تو آزاد عورت آزاد مرد جیسی اور عورت کا زخم

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يُمْسِكُ الرَّجُلَ لِلرَّجُلِ فَيَضْرِبُهُ فَيَمُوتُ مَكَانَهُ: إِنَّهُ، إِنْ أَمْسَكَهُ، وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ يُرِيدُ قَتْلَهُ قُتِلَا بِهِ جَمِيعًا. وَإِنْ أَمْسَكَهُ وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ إِنَّمَا يُرِيدُ الضَّرْبَ مِمَّا يَضْرِبُ بِهِ النَّاسُ، لَا يَرَى أَنَّهُ عَمَدَ لِقَتْلِهِ، فَإِنَّهُ يُقْتَلُ الْقَاتِلُ. وَيُعَاقَبُ الْمُمْسِكُ أَشَدَّ الْعُقُوبَةِ وَيُسْجَنُ سَنَةً. لِأَنَّهُ أَمْسَكَهُ. وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ الْقَتْلُ.

امام مالک نے اُس آدمی کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو تیسرے کے لیے پکڑا۔ تیسرے نے آکر دوسرے کو مارا اور وہ اُسی جگہ مر گیا اگر اس نے یہ جانتے ہوئے پکڑا کہ وہ اُسے قتل کرنا چاہتا ہے تو پہلا بھی تیسرے کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور اگر اُس نے یہ جانتے ہوئے روکا کہ وہ اسے پیٹے گا جیساکہ لوگ پٹائی کر دیتے ہیں اور اُس کا یہ خیال ہو کہ وہ اسے قتل نہیں کرے گا تو روکنے کے باعث روکنے والے کو سخت سزا دیکر ایک سال کے لیے قید کیا جائے اور اُسے قتل نہیں کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ الرَّجُلَ عَمْدًا. أَوْ يَفْقَأُ عَيْنَهُ عَمْدًا. فَيُقْتَلُ الْقَاتِلُ أَوْ تُفْقَأُ عَيْنُ الْفَاقِئِ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مِنْهُ، أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ دِيَةٌ وَلَا قِصَاصٌ. وَإِنَّمَا كَانَ حَقُّ الَّذِي قُتِلَ أَوْ فُقِئَتْ عَيْنُهُ فِي الشَّيْءِ، بِالَّذِي ذَهَبَ وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَقْتُلُ الرَّجُلَ عَمْدًا. ثُمَّ يَمُوتُ الْقَاتِلُ. فَلَا يَكُونُ لِصَاحِبِ الدَّمِ، إِذَا مَاتَ الْقَاتِلُ، شَيْءٌ. دِيَةٌ وَلَا غَيْرُهَا. وَذٰلِكَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ـ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ ـ.

امام مالک نے اُس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دانستہ دوسرے کو قتل کر دیا یا دانستہ اُس کی آنکھ پھوڑ دی۔ تیسرے نے قاتل کو قتل کر دیا یا جارح کی آنکھ پھوڑ دی بدلہ لینے سے پہلے تو اب اُس پر کوئی دیت یا قصاص نہیں ہے کیونکہ اُس کا حق یہی تھا کہ اُسے قتل کر دیا جائے یا اُس کی آنکھ پھوڑی جائے اور یہ بات ہو چکی۔ اِس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو دانستہ قتل کیا۔ پھر قاتل فوت ہو گیا تو قاتل کے مرجانے پر خون والوں کے لیے دیت وغیرہ کچھ نہیں اور یہ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنَّمَا يَكُونُ لَهُ الْقِصَاصُ عَلٰى صَاحِبِهِ الَّذِي قَتَلَهُ. وَإِذَا هَلَكَ قَاتِلُهُ الَّذِي قَتَلَهُ. فَلَيْسَ لَهُ قِصَاصٌ وَلَا دِيَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ قصاص صرف قاتل کی ذات پر ہے۔ اگر قاتل ہی فوت ہو جائے تو اب قصاص یا دیت کسی پر نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قَوَدٌ فِي شَيْءٍ مِنَ الْجِرَاحِ. وَالْعَبْدُ يُقْتَلُ بِالْحُرِّ إِذَا قَتَلَهُ عَمْدًا. وَلَا يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ وَإِنْ قَتَلَهُ عَمْدًا. وَهُوَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد پر غلام کو زخمی کرنے کا تاوان نہیں اور غلام اگر آزاد آدمی کو دانستہ قتل کرے تو اُسے قتل کیا جائے گا لیکن اگر آزاد آدمی دانستہ غلام کو قتل کرے تو اُسے قتل نہیں کیا جائیگا اور یہ میں نے اچھی بات سُنی۔

باب ۲۲ الْعَفْوِ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ أَدْرَكَ مَنْ يَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَوْصَى أَنْ يُعْفَى عَنْ قَاتِلِهِ، إِذَا قَتَلَ عَمْدًا: إِنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ لَهُ. وَأَنَّهُ أَوْلَى بِدَمِهِ مِنْ غَيْرِهِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ مِنْ بَعْدِهِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَعْفُو عَنْ قَتْلِ الْعَمْدِ بَعْدَ أَنْ يَسْتَحِقَّهُ. وَيَجِبُ لَهُ. إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْقَاتِلِ عَقْلٌ يَلْزَمُهُ. إِلَّا أَنْ يَكُونَ الَّذِي عَفَا عَنْهُ اشْتَرَطَ ذَلِكَ عِنْدَ الْعَفْوِ عَنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَاتِلِ عَمْدًا إِذَا عُفِيَ عَنْهُ: أَنَّهُ يُجْلَدُ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَيُسْجَنُ سَنَةً.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ عَمْدًا وَقَامَتْ عَلَى ذَلِكَ الْبَيِّنَةُ. وَلِلْمَقْتُولِ بَنُونَ وَبَنَاتٌ. فَعَفَا الْبَنُونَ وَأَبَى الْبَنَاتُ أَنْ يَعْفُونَ. فَعَفْوُ الْبَنِينَ جَائِزٌ عَلَى الْبَنَاتِ. وَلَا أَمْرَ لِلْبَنَاتِ مَعَ الْبَنِينَ فِي الْقِيَامِ بِالدَّمِ وَالْعَفْوِ عَنْهُ.

قتل عمد میں معاف کر دینا

امام مالک کو یہ بات کتنے ہی اہل علم سے پہنچی کہ جب آدمی اپنے قاتل کو معاف کرنے کی وصیت کرے جس نے دانستہ قتل کیا ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ اپنے خون کا وہ اپنے اولیاء وغیرہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو حق حاصل ہونے اور اس کے لیے واجب ہونے کے بعد قاتل کو معاف کر دے تو قاتل پر دیت لازم نہیں آئے گی، مگر یہ کہ معاف کرنے والے نے اس کی شرط کر لی ہو۔

امام مالک نے قاتل کے بارے میں فرمایا جس کو معاف کر دیا گیا ہو۔ کہ اُسے سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال قید رکھا جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کو دانستہ قتل کیا گیا اور اس پر شہادتیں قائم ہو گئیں اور مقتول کے بیٹے اور بیٹیاں ہوں تو بیٹے معاف کر دیں اور بیٹیاں معاف کرنے سے انکار کر دیں تو بیٹیوں کے برخلاف بیٹوں کا معاف کرنا جائز ہے اور واقع ہوگا اور بیٹیوں کا دعویٰ خون یا معاف کرنا بیٹوں کے ساتھ مؤثر ہوتا ہے۔

باب ۲۳ الْقِصَاصِ فِي الْجِرَاحِ

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا: أَنَّ مَنْ كَسَرَ يَدًا أَوْ رِجْلًا عَمْدًا، أَنَّهُ يُقَادُ مِنْهُ وَلَا يَعْقِلُ.

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يُقَادُ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى تَبْرَأَ جِرَاحُ صَاحِبِهِ. فَيُقَادُ مِنْهُ. فَإِنْ جَاءَ جُرْحُ الْمُسْتَقَادِ مِنْهُ مِثْلَ جُرْحِ الْأَوَّلِ حِينَ يَصِحُّ، فَهُوَ الْقَوَدُ. وَإِنْ زَادَ جُرْحُ الْمُسْتَقَادِ مِنْهُ أَوْ مَاتَ، فَلَيْسَ عَلَى الْمَجْرُوحِ الْأَوَّلِ الْمُسْتَقِيدِ شَيْءٌ. وَإِنْ بَرَأَ جُرْحُ الْمُسْتَقَادِ مِنْهُ. وَشَلَّ الْمَجْرُوحُ الْأَوَّلُ. أَوْ بَرَأَتْ جِرَاحُهُ وَبِهَا عَيْبٌ أَوْ نَقْصٌ أَوْ عَثَلٌ. فَإِنَّ الْمُسْتَقَادَ مِنْهُ لَا يَكْسِرُ الثَّانِيَةَ. وَلَا يُقَادُ بِجُرْحِهِ. قَالَ: وَلَكِنَّهُ يُعْقَلُ لَهُ بِقَدْرِ مَا نَقَصَ مِنْ يَدِ

زخموں کا قصاص

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جس نے دانستہ ہاتھ یا پاؤں توڑا تو اُس سے قصاص لیا جائیگا دیت وصول نہیں کی جائیگی

امام مالک نے فرمایا کہ زخم کا اُس وقت تک قصاص نہیں لیا جائے گا جب تک مجروح اچھا نہ ہو جائے۔ اگر جارح کا زخم مندمل ہونے پر جارح کی طرح ہو جائے تو قصاص ہو گیا۔ اگر جارح کا زخم بڑھ گیا یا وہ مر گیا تو مجروح پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ اگر جارح تندرست ہو گیا اور پہلا مجروح شل ہو جائے یا اچھا ہونے پر کوئی عیب اور نقص رہ جائے تو جارح سے دوبارہ قصاص نہیں لیا جائے گا اور اب اُس زخم کا قصاص نہیں ہے۔

فرمایا کہ نقص رہنے اور فساد آنے کے مطابق تاوان

الرِّجْلِ أَوْ فَسَدَ مِنْهَا وَالْجِرَاحُ فِي الْجَسَدِ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا عَمَدَ الرَّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَفَقَأَ عَيْنَهَا أَوْ كَسَرَ يَدَهَا، أَوْ قَطَعَ إِصْبَعَهَا، أَوْ شِبْهَ ذَلِكَ مُتَعَمِّدًا لِذَلِكَ. فَإِنَّهَا تُقَادُ مِنْهُ. وَأَمَّا الرَّجُلُ يَضْرِبُ امْرَأَتَهُ بِالْحَبْلِ. أَوْ بِالسَّوْطِ. فَيُصِيبُهَا مِنْ ضَرْبِهِ مَا لَمْ يُرِدْ وَلَمْ يَتَعَمَّدْ. فَإِنَّهُ يَعْقِلُ مَا أَصَابَ مِنْهَا عَلَى هَذَا الْوَجْهِ. وَلَا يُقَادُ مِنْهُ.

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَقَادَ مِنْ كَسْرِ الْفَخِذِ.

دلایا جائے گا اور جسم کے زخم کی بھی یہی بات ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی نے دانستہ اپنی بیوی کی آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ توڑ دیا یا انگلی کاٹ دی تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور جو اپنی بیوی کو رسی یا کوڑے سے مارے اور غیر ارادی طور پر وانستہ اُسے چوٹ آجائے تو اُس زخم کی دیت لازم آئے گی قصاص نہیں لیا جائے گا۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ران توڑ دینے کا قصاص لیا۔

بَابُ ۲۴ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ السَّائِبَةِ وَجِنَايَتِهِ

سائبہ کی دیت و جنایت

حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ سَائِبَةً أَعْتَقَهُ بَعْضُ الْحُجَّاجِ فَقَتَلَ ابْنَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَائِذٍ. فَجَاءَ الْعَائِذِيُّ، أَبُو الْمَقْتُولِ، عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. يَطْلُبُ دِيَةَ ابْنِهِ. فَقَالَ عُمَرُ: لَا دِيَةَ لَهُ. فَقَالَ الْعَائِذِيُّ: أَرَأَيْتَ لَوْ قَتَلَهُ ابْنِي؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِذًا تُخْرِجُونَ دِيَتَهُ. فَقَالَ: هُوَ، إِذًا، كَالْأَرْقَمِ. إِنْ يُتْرَكْ يَلْقَمْ. وَإِنْ يُقْتَلْ يَنْقَمْ.

ابو الزناد نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک سائبہ غلام جس کو کسی حاجی نے آزاد کیا تھا اُس نے بنی عائذ کے کسی آدمی کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ مقتول کا عائذی باپ اپنے بیٹے کی دیت طلب کرنے حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کی دیت نہیں ہے۔ عائذی نے کہا کہ اگر میرا بیٹا اُسے قتل کر دیتا تو آپ کیا کرتے؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ اُس وقت تم دیت ادا کرتے۔ کہا پھر تو وہ چتلا سانپ ہوا کہ چھوڑو تو ڈسے اور مارو تو بدلہ لے۔

ف۔ سائبہ اس غلام کو کہتے ہیں جس کو آزاد کرتے وقت مولیٰ نے یہ کہہ دیا ہو کہ میں تیرا وارث نہیں ہوں گا لہٰذا تیری ولاء میرا حق نہیں بلکہ اپنی ولاء کا تو آپ مالک ہے یا جس کو تو اپنی مرضی سے مالک بنا دے۔ ایسا غلام اگر کسی کو زخمی کرے تو مولیٰ پر اس کی دیت لازم نہیں آئے گی بلکہ سائبہ اپنے جمیع افعال کا خود ذمہ دار ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

کِتَابُ الْقَسَامَۃِ

کتاب القسامہ

بَابُ: تَبۡدِئَۃِ اَھۡلِ الدَّمِ فِی الْقَسَامَۃِ

۱۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِیْ لَیْلٰی بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَھْلٍ، عَنْ سَھْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ؛ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ رِجَالٌ مِّنْ کُبَرَآءِ قَوْمِہٖ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ سَھْلٍ وَّمُحَیِّصَۃَ خَرَجَا اِلٰی خَیْبَرَ. مِنْ جَھْدٍ اَصَابَھُمْ. فَاُتِیَ مُحَیِّصَۃُ. فَاُخْبِرَ: اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ سَھْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِیْ فَقِیْرِ بِئْرٍ اَوْ عَیْنٍ. فَاَتٰی یَھُوْدَ. فَقَالَ: اَنْتُمْ وَاللّٰہِ قَتَلْتُمُوْہُ. فَقَالُوْا: وَاللّٰہِ مَا قَتَلْنَاہُ. فَاَقْبَلَ حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی قَوْمِہٖ فَذَکَرَ لَھُمْ ذٰلِكَ ثُمَّ اَقْبَلَ ھُوَ وَاَخُوْہُ حُوَیِّصَۃُ، وَھُوَ اَکْبَرُ مِنْہُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ. فَذَھَبَ مُحَیِّصَۃُ لِیَتَکَلَّمَ. وَھُوَ الَّذِیْ کَانَ بِخَیْبَرَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "کَبِّرْ کَبِّرْ"، یُرِیْدُ السِّنَّ. فَتَکَلَّمَ حُوَیِّصَۃُ. ثُمَّ تَکَلَّمَ مُحَیِّصَۃُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اِمَّا اَنْ یَّدُوْا صَاحِبَکُمْ وَاِمَّا اَنْ یُّؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ"، فَکَتَبَ اِلَیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ فَکَتَبُوْا: اِنَّا وَاللّٰہِ مَا قَتَلْنَاہُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحُوَیِّصَۃَ وَمُحَیِّصَۃَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ "اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِکُمْ؟" فَقَالُوْا: لَا. قَالَ "اَفَتَحْلِفُ لَکُمْ یَھُوْدُ؟" قَالُوْا: لَیْسُوْا بِمُسْلِمِیْنَ. فَوَدَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ

قسامت میں پہلے وارثوں سے قسم لینا

سہل بن ابو حثمہ کو ان کی قوم کے چند معزز لوگوں نے بتایا کہ معاشی تنگی کے باعث عبداللہ بن سہل اور محیصہ خیبر کی طرف گئے۔ محیصہ کے پاس کسی نے آکر بتایا کہ عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر کے کنوئیں یا چشمے میں پھینک دیا ہے۔ وہ یہودیوں کے پاس جاکر کہنے لگے کہ خدا کی قسم تم نے اُسے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے قتل نہیں کیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور اس بات کا ذکر کیا۔ پھر وہ، اُن کے بڑے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن حاضر بارگاہ ہوئے محیصہ عرض کرنے لگے کیونکہ خیبر وہی گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا بڑا ہوتا ہے۔ پس حویصہ نے بات کی پھر محیصہ نے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی تمہارے ساتھی کی دیت ادا کریں یا لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ پس رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اُن کے لیے یہ بات لکھی تو انہوں نے لکھا کہ خدا کی قسم ہم نے اُسے قتل نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کے حقدار بنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اگر یہودی قسم کھا جائیں؟ عرض گزار ہوئے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت ادا

عِندِهٖ، فَبَعَثَ اِلَيۡهِمۡ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰی اُدۡخِلَتۡ عَلَيۡهِمُ الدَّارَ. قَالَ سَهۡلٌ: لَقَدۡ رَكَضَتۡنِیۡ مِنۡهَا نَاقَةٌ حَمۡرَاءُ.

قَالَ مَالِكٌ: اَلۡفَقِيۡرُ هُوَ الۡبِئۡرُ.

کر دی اور سو اونٹ اُن کے گھر میں داخل کر دیئے۔ سہل کا بیان ہے کہ ان میں سے ایک سُرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

امام مالک نے فرمایا کہ الفقیر سے مراد کنواں ہے۔

۲۔ قَالَ يَحۡيٰی عَنۡ مَالِكٍ. عَنۡ يَحۡيَی بۡنِ سَعِيۡدٍ، عَنۡ بُشَيۡرِ بۡنِ يَسَارٍ؛ اَنَّهٗ اَخۡبَرَهٗ: اَنَّ عَبۡدَ اللّٰهِ بۡنَ سَهۡلٍ الۡاَنۡصَارِیَّ وَمُحَيِّصَةَ بۡنَ مَسۡعُوۡدٍ خَرَجَا اِلٰی خَيۡبَرَ. فَتَفَرَّقَا فِیۡ حَوَائِجِهِمَا. فَقُتِلَ عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ سَهۡلٍ. فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ. فَاَتٰی هُوَ، وَاَخُوۡهُ حُوَيِّصَةُ. وَعَبۡدُ الرَّحۡمٰنِ بۡنُ سَهۡلٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبۡدُ الرَّحۡمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ. لِمَكَانِهٖ مِنۡ اَخِيۡهِ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ "كَبِّرۡ كَبِّرۡ" فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ. فَذَكَرَا شَاْنَ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ سَهۡلٍ. فَقَالَ لَهُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ "اَتَحۡلِفُوۡنَ خَمۡسِيۡنَ يَمِيۡنًا وَتَسۡتَحِقُّوۡنَ دَمَ صَاحِبِكُمۡ اَوۡ قَاتِلِكُمۡ؟" قَالُوۡا: يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ. لَمۡ نَشۡهَدۡ وَلَمۡ نَحۡضُرۡ. فَقَالَ لَهُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ "فَتُبۡرِئُكُمۡ يَهُوۡدُ بِخَمۡسِيۡنَ يَمِيۡنًا؟" فَقَالُوۡا: يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ. كَيۡفَ نَقۡبَلُ اَيۡمَانَ قَوۡمٍ كُفَّارٍ؟

قَالَ يَحۡيَی بۡنُ سَعِيۡدٍ: فَزَعَمَ بُشَيۡرُ بۡنُ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَدَاهُ مِنۡ عِنۡدِهٖ.

بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود خیبر کی طرف گئے۔ اپنی ضرورتوں کے تحت جدا ہو گئے تو عبد اللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا۔ محیصہ آئے تو وہ اور اُن کے بھائی حویصہ اور عبد الرحمٰن بن سہل تینوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ عبد الرحمٰن اپنے بھائی کی جگہ بات کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا بڑا ہے۔ چنانچہ حویصہ اور محیصہ نے عبد الرحمٰن بن سہل کا واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم پچاس قسمیں کھاتے اور قاتل پر اپنے بھائی کے خون کے مستحق بنتے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ! ہم کیسے گواہی دیں جبکہ حاضر نہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! قوم کفار کی قسموں کا ہم کیسے اعتبار کریں!

یحییٰ بن سعید نے بشیر بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے دیت ادا فرمائی۔

ف۔ قسامت دورِ جاہلیت میں قسم کے ذریعے قاتل کو معلوم کرنے کی ایک رسم تھی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسے برقرار رکھا۔ جب خیبر کے یہودیوں نے ایک انصاری حضرت عبد اللہ بن سہل کو شہید کر دیا تو آپ نے مقتول کے وارثوں اور یہود کے درمیان قسامت کے ذریعے ہی فیصلہ کرنا چاہا تھا اور بالآخر اپنے پاس سے دیت ادا فرمادی تھی۔

پہلے مقتول کے وارث خون کا حق ثابت کرنے کے لیے پچاس قسمیں کھاتے ہیں اور پھر جن پر قتل کرنے کا شبہ ہے وہ لوگ اپنی برأت کے لیے پچاس قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا اور قاتل کا انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے پیشِ نظر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قسم صرف ان لوگوں سے لی جائے گی جن پر قتل کا شبہ ہے یہی فیصلہ احادیث کی روشنی میں زیادہ مناسب نظر آتا ہے کیونکہ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر مشہور حدیث میں قضاء کا یہی اصول ذہن نشین کروایا گیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ دعویٰ خواہ قتل عمد کا کیا ہو یا قتل خطا کا لیکن قسامت کے ذریعے فیصلہ ہونے پر دیت ادا کی جائے گی قصاص لازم نہیں آئے گا۔ امام مالک کے نزدیک اگر قتل کا دعویٰ کیا ہو تو قصاص لازم آئے گا اور امام شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے (اشعۃ اللمعات)، واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا. وَالَّذِي سَمِعْتُ مِمَّنْ أَرْضَى فِي الْقَسَامَةِ. وَالَّذِي اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأَئِمَّةُ فِي الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ. أَنْ يَبْدَأَ بِالْأَيْمَانِ، الْمُدَّعُونَ فِي الْقَسَامَةِ. فَيَحْلِفُونَ. وَأَنَّ الْقَسَامَةَ لَا تَجِبُ إِلَّا بِأَحَدِ أَمْرَيْنِ. إِمَّا أَنْ يَقُولَ الْمَقْتُولُ: دَمِي عِنْدَ فُلَانٍ، أَوْ يَأْتِيَ وُلَاةُ الدَّمِ بِلَوْثٍ مِنْ بَيِّنَةٍ. وَإِنْ لَمْ تَكُنْ قَاطِعَةً عَلَى الَّذِي يُدَّعَى عَلَيْهِ الدَّمُ. فَهَذَا يُوجِبُ الْقَسَامَةَ. لِلْمُدَّعِينَ الدَّمَ عَلَى مَنِ ادَّعَوْهُ عَلَيْهِ. وَلَا تَجِبُ الْقَسَامَةُ عِنْدَنَا إِلَّا بِأَحَدِ هَذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے اور اچھے لوگوں سے سُنا جس پر پہلے اور موجودہ آئمہ کا اتفاق ہے کہ قسامت میں پہلے دعویٰ کرنے والوں سے قسم لی جائے گی اور قسامت دو میں سے کسی ایک بات پر لازم آتی ہے۔ اولاً مقتول کے کہ مجھے فلاں نے مارا ہے یا مقتول کے وارث گواہی کی جگہ شبہ ظاہر کریں۔ اگر مدعی کے پاس خون کا کوئی قطعی ثبوت نہ ہو تو قسامت واجب ہو جاتی ہے۔ اُن پر جو خون کا دعوےٰ کر رہے ہیں اور ہمارے نزدیک قسامت واجب نہیں ہوتی مگر ان دو وجہوں سے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَتِلْكَ السُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا عِنْدَنَا. وَالَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ أَنَّ الْمُبَدَّئِينَ بِالْقَسَامَةِ أَهْلُ الدَّمِ. وَالَّذِينَ يَدَّعُونَهُ فِي الْعَمْدِ وَالْخَطَإِ.

امام مالک نے فرمایا:۔ سنت یہ ہے جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور جس پر لوگوں کا ہمیشہ عمل رہا ہے کہ ابتدا اُن سے ہوگی جو خون کے مدعی ہیں خواہ قتلِ عمد کا دعوےٰ کریں یا قتلِ خطا کا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَقَدْ بَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَارِثِيِّينَ فِي قَتْلِ صَاحِبِهِمُ الَّذِي قُتِلَ بِخَيْبَرَ.

امام مالک نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی حارث سے ابتدا فرمائی جن کے آدمی کو خیبر میں قتل کیا گیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ حَلَفَ الْمُدَّعُونَ اسْتَحَقُّوا دَمَ صَاحِبِهِمْ وَقَتَلُوا مَنْ حَلَفُوا عَلَيْهِ. وَلَا يُقْتَلُ فِي الْقَسَامَةِ إِلَّا وَاحِدٌ. لَا يُقْتَلُ فِيهَا اثْنَانِ. يَحْلِفُ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ خَمْسُونَ رَجُلًا خَمْسِينَ يَمِينًا. فَإِنْ قَلَّ عَدَدُهُمْ أَوْ نَكَلَ بَعْضُهُمْ رُدَّتِ الْأَيْمَانُ عَلَيْهِمْ. إِلَّا أَنْ يَنْكُلَ أَحَدٌ مِنْ وُلَاةِ الْمَقْتُولِ، وُلَاةِ الدَّمِ، الَّذِينَ يَجُوزُ لَهُمُ الْعَفْوُ عَنْهُ. فَإِنْ نَكَلَ أَحَدٌ مِنْ أُولَئِكَ فَلَا سَبِيلَ إِلَى الدَّمِ إِذَا نَكَلَ أَحَدٌ مِنْهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر دعویٰ کرنے والے قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کا حق ثابت کر دیں اور اُسے قتل کر دیں جس کے خلاف قسم کھائی تو قسامت میں قتل نہیں کیا جاتا مگر ایک آدمی۔ اس میں دو آدمی قتل نہیں کئے جاتے۔ خون کے پچاس مدعیوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی۔ اگر وہ پچاس سے کم ہوں یا بعض قسم کھانے سے انکار کریں تو بعض سے زیادہ قسمیں لی جائیں گی۔ اگر مقتول کے وارثوں سے ایک بھی قسم کھانے سے انکار کرے جسے معاف کرنے کا اختیار ہو تو ایسا ایک شخص کے انکار کر دینے کے بعد خون کے دعویٰ کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی خواہ ایک نے ہی انکار کیا ہو۔

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا تُرَدُّ الْأَيْمَانُ عَلَى مَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ. إِذَا نَكَلَ أَحَدٌ مِمَّنْ لَا يَجُوزُ لَهُ عَفْوٌ. فَإِنْ نَكَلَ أَحَدٌ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ الَّذِينَ يَجُوزُ لَهُمُ الْعَفْوُ عَنِ الدَّمِ، وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا، فَإِنَّ الْأَيْمَانَ لَا تُرَدُّ عَلَى مَنْ بَقِيَ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ. إِذَا نَكَلَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنِ الْأَيْمَانِ. وَلَكِنِ الْأَيْمَانُ إِذَا كَانَ ذَلِكَ. تُرَدُّ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِمْ. فَيَحْلِفُ

امام مالک نے فرمایا کہ بار بار قسمیں ان لوگوں سے لی جائیں گی جو باقی ہیں اور ایسا شخص انکار کرے جو معاف نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا شخص انکار کرے جو خون کا وارث ہو اور خون معاف کر سکتا ہو تو خواہ وہ ایک ہو تو خون کا دعوےٰ کرنے والے باقی لوگوں سے زائد قسم نہیں لی جائے گی جبکہ وارثوں میں سے ایک بھی قسم سے انکار کر دے۔ اس صورت میں قسم مدعا علیہم سے لی جائے گی

مِنْهُمْ. فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ أَحَدٌ إِلَّا الَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِ، حَلَفَ مِنْهُمْ خَمْسُونَ يَمِينًا. فَإِنْ لَمْ يَبْلُغُوا خَمْسِينَ رَجُلًا رُدَّتِ الْأَيْمَانُ عَلَى مَنْ حَلَفَ مِنْهُمْ فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ أَحَدٌ إِلَّا الَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِ حَلَفَ ـــــ هُوَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَبَرِئَ.

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا فُرِقَ بَيْنَ الْقَسَامَةِ فِي الدَّمِ وَالْأَيْمَانِ فِي الْحُقُوقِ. أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا دَايَنَ الرَّجُلَ اسْتَثْبَتَ عَلَيْهِ فِي حَقِّهِ. وَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَرَادَ قَتْلَ الرَّجُلِ لَمْ يَقْتُلْهُ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ. وَإِنَّمَا يَلْتَمِسُ الْخَلْوَةَ. قَالَ: فَلَوْ لَمْ تَكُنِ الْقَسَامَةُ إِلَّا فِيمَا تَثْبُتُ فِيهِ الْبَيِّنَةُ، وَلَوْ عُمِلَ فِيهَا كَمَا يُعْمَلُ فِي الْحُقُوقِ، هَلَكَتِ الدِّمَاءُ، وَاجْتَرَأَ النَّاسُ عَلَيْهَا إِذَا عَرَفُوا الْقَضَاءَ فِيهَا. وَلَكِنْ إِنَّمَا جُعِلَتِ الْقَسَامَةُ إِلَى وُلَاةِ الْمَقْتُولِ، يُبْدَءُونَ بِهَا فِيهَا، لِيَكُفَّ النَّاسُ عَنِ الدَّمِ. وَلِيَحْذَرَ الْقَاتِلُ أَنْ يُؤْخَذَ فِي مِثْلِ ذَلِكَ بِقَوْلِ الْمَقْتُولِ.

قَالَ يَحْيَى: وَقَدْ قَالَ مَالِكٌ، فِي الْقَوْمِ يَكُونُ لَهُمُ الْعَدَدُ يُتَّهَمُونَ بِالدَّمِ. فَيَرُدُّ وُلَاةُ الْمَقْتُولِ الْأَيْمَانَ عَلَيْهِمْ. وَهُمْ نَفَرٌ لَهُمْ عَدَدٌ: أَنَّهُ يَحْلِفُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ عَنْ نَفْسِهِ خَمْسِينَ يَمِينًا. وَلَا تُقْطَعُ الْأَيْمَانُ عَلَيْهِمْ بِقَدْرِ عَدَدِهِمْ. وَلَا يَبْرَءُونَ دُونَ أَنْ يَحْلِفَ كُلُّ إِنْسَانٍ عَنْ نَفْسِهِ خَمْسِينَ يَمِينًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذَلِكَ.

قَالَ: وَالْقَسَامَةُ تَصِيرُ إِلَى عَصَبَةِ الْمَقْتُولِ، وَهُمْ وُلَاةُ الدَّمِ الَّذِينَ يُقْسِمُونَ عَلَيْهِ، وَالَّذِينَ يُقْتَلُ بِقَسَامَتِهِمْ.

بَابُ ۲ مَنْ تَجُوزُ قَسَامَتُهُ فِي الْعَمْدِ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، أَنَّهُ لَا يَحْلِفُ فِي الْقَسَامَةِ فِي الْعَمْدِ أَحَدٌ مِنَ النِّسَاءِ. وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمَقْتُولِ وُلَاةٌ إِلَّا النِّسَاءُ، فَلَيْسَ لِلنِّسَاءِ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ قَسَامَةٌ وَلَا عَفْوٌ.

کہ ان کے پچاس آدمی پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر پچاس آدمی پورے نہ ہوں تو ان میں سے دوسرے آدمیوں سے زائد قسمیں لی جائیں گی۔ اگر مدعا علیہ ایک ہو تو وہ پچاس قسمیں کھا کر بری ہو سکتا ہے۔

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ قسامت کے خون اور دوسرے دعووں کی قسم میں فرق ہے کہ اس میں قسم کھا کر اپنا حق ثابت کیا جاتا ہے اور اس میں جب ایک آدمی دوسرے کو قتل کرتا ہے تو کسی جماعت کے سامنے نہیں کرتا بلکہ تنہائی میں قتل کرتا ہے۔ فرمایا کہ قسامت نہیں ہوتی مگر گواہی قائم کرنے کے لیے۔ اگر اس میں بھی دوسرے دعووں کی طرح کیا جاتا تو کتنے ہی خون ضائع جاتے اور ایسے فیصلوں سے لوگ قتل پر جری ہو جاتے لہذا ہوتا یوں ہے کہ مقتول کے وارثوں سے پہلے قسم لی جاتی ہے تاکہ لوگ خون کرنے سے باز رہیں اور مقتول کی بات قابل قبول ہونے کے باعث قاتل ایسا کرنے سے بچے۔

امام مالک نے فرمایا کہ کتنے ہی لوگوں پر خون کی تہمت لگائی گئی۔ مقتول کے وارث ان سے قسم لینا چاہیں اور وہ چند آدمی ہوں تو ہر ایک ان میں سے پچاس قسمیں کھائے گا اور یہ نہیں ہوگا کہ ان کی تعداد کے مطابق قسمیں کھائی جائیں بلکہ وہ اس وقت تک بری الذمہ نہیں ہوں گے جب تک ہر ایک ان میں سے پچاس قسمیں نہ کھائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ بات میں نے خوب سنی فرمایا کہ قسامت مقتول کے عصبہ کی طرف لوٹتی ہے اور یہی خون کے وارث ہیں جن سے قسم لی جاتی اور قسامت کی وجہ سے قتل کیے جاتے ہیں۔

خون کے وارثوں میں سے کن سے قسم لی جائیگی

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد کی قسامت میں عورتوں سے قسم نہیں لی جائے گی۔ اگر مقتول کے وارث صرف عورتیں ہوں تو عورتوں کو قتل عمد کی قسامت میں معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُقْتَلُ عَمْدًا: أَنَّهُ إِذَا قَامَ عَصَبَةُ الْمَقْتُولِ أَوْ مَوَالِيهِ، فَقَالُوا: نَحْنُ نَحْلِفُ وَنَسْتَحِقُّ دَمَ صَاحِبِنَا. فَذَلِكَ لَهُمْ.

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ أَرَادَ النِّسَاءُ أَنْ يَعْفُونَ عَنْهُ، فَلَيْسَ ذَلِكَ لَهُنَّ. الْعَصَبَةُ وَالْمَوَالِي أَوْلَى بِذَلِكَ مِنْهُنَّ. لِأَنَّهُمْ هُمُ الَّذِينَ اسْتَحَقُّوا الدَّمَ وَحَلَفُوا عَلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ عَفَتِ الْعَصَبَةُ أَوِ الْمَوَالِي، بَعْدَ أَنْ يَسْتَحِقُّوا الدَّمَ، وَأَبَى النِّسَاءُ، وَقُلْنَ: لَا نَدَعُ قَاتِلَ صَاحِبِنَا. فَهُنَّ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِذَلِكَ. لِأَنَّ مَنْ أَخَذَ الْقَوَدَ أَحَقُّ مِمَّنْ تَرَكَهُ مِنَ النِّسَاءِ وَالْعَصَبَةِ. إِذَا ثَبَتَ الدَّمُ وَوَجَبَ الْقَتْلُ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا يُقْسِمُ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ مِنَ الْمُدَّعِينَ إِلَّا اثْنَانِ فَصَاعِدًا. تُرَدَّدُ الْأَيْمَانُ عَلَيْهِمَا حَتَّى يَحْلِفَا خَمْسِينَ يَمِينًا. ثُمَّ قَدِ اسْتَحَقَّا الدَّمَ. وَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِذَا ضَرَبَ النَّفَرُ الرَّجُلَ حَتَّى يَمُوتَ تَحْتَ أَيْدِيهِمْ، قُتِلُوا بِهِ جَمِيعًا. فَإِنْ هُوَ مَاتَ بَعْدَ ضَرْبِهِمْ كَانَتِ الْقَسَامَةُ. وَإِذَا كَانَتِ الْقَسَامَةُ لَمْ تَكُنْ إِلَّا عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ. وَلَمْ يُقْتَلْ غَيْرُهُ. وَلَمْ نَعْلَمْ قَسَامَةً كَانَتْ قَطُّ إِلَّا عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ.

باب ۳ الْقَسَامَةِ فِي قَتْلِ الْخَطَإِ

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: الْقَسَامَةُ فِي قَتْلِ الْخَطَإِ يُقْسِمُ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الدَّمَ وَيَسْتَحِقُّونَهُ بِقَسَامَتِهِمْ. يَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا. تَكُونُ عَلَى قَسْمِ مَوَارِيثِهِمْ مِنَ الدِّيَةِ. فَإِنْ كَانَ فِي الْأَيْمَانِ كُسُورٌ إِذَا قُسِمَتْ بَيْنَهُمْ، نُظِرَ إِلَى الَّذِي يَكُونُ عَلَيْهِ أَكْثَرُ تِلْكَ الْأَيْمَانِ إِذَا قُسِمَتْ. فَتُجْبَرُ عَلَيْهِ تِلْكَ الْيَمِينُ.

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمَقْتُولِ وَرَثَةٌ إِلَّا النِّسَاءُ

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو دانستہ قتل کیا گیا تو جب مقتول کے عصبہ یا وارث کھڑے ہو جائیں اور کہیں کہ ہم قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کے مستحق بنتے ہیں تو انہیں یہ حق ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ عورتیں اگر معاف کریں تو اُنہیں یہ حق نہیں کیونکہ اُن سے عصبہ اور وارث زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ خون کا حق ثابت کرنے کے لیے قسم یہ لوگ کھائیں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر عصبہ اور دوسرے وارث معاف کر دیں اس کے بعد کہ خون کے مستحق ثابت ہو گئے اور عورتیں اس بات سے انکار کریں اور کہیں کہ ہم اپنے ساتھی کے قاتل کو نہیں چھوڑتے تو یہ عورتیں اس بات کا اُن سے زیادہ حق رکھتی ہیں، کیونکہ عورتوں کے چھوڑنے کی نسبت قصاص لینے کے عصبہ زیادہ مستحق ہیں جبکہ خون ثابت اور قتل واجب ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ قتل عمد میں کم از کم دو دعوے کرنے والوں سے قسم لی جائے گی۔ اُن میں ہر ایک سے پچاس قسمیں لی جائیں گی پھر وہ قتل کے مستحق ثابت ہوں گے۔ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب کئی آدمی ایک شخص کو ماریں اور وہ ان کے ہاتھوں مر جائے تو وہ سارے قتل کئے جائیں گے اگر وہ اُن کی ضربوں کے بعد مرے تو قسامت ہو گی اور جب قسامت ہو گی تو ایک ہی آدمی پر ہو گی اور اُس کے سوا دوسرے کو قتل نہیں کیا جائے گا اور قسامت تو ہوتی ہی ایک آدمی پر ہے۔

قتلِ خطا میں قسامت

امام مالک نے فرمایا کہ قتل خطا کی قسامت میں بھی خون کا دعوےٰ کرنے والے قسم کھا کر قسامت کے ذریعے مستحق بنیں گے۔ وہ پچاس قسمیں کھائیں گے اور قسم دیت کے وارثوں پر ہو گی۔ اگر قسم میں کسر رہ جائیں جبکہ اُن پر بانٹی جائیں تو جس پر بڑی کسر آئے گی اُس سے پوری قسم لی جائے گی اور قسم میں اُسے مجبور کیا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ مقتول کے وارث اگر صرف عورتیں

فَإِنَّهُنَّ يَحْلِفْنَ وَيَأْخُذْنَ الدِّيَةَ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ، حَلَفَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَأَخَذَ الدِّيَةَ. وَإِنَّمَا يَكُونُ ذَلِكَ فِي قَتْلِ الْخَطَإِ، وَلَا يَكُونُ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ.

ہوں تو وہی قسم کھا کر دیت لیں گی۔ اگر اُس کا وارث صرف ایک آدمی ہو تو وہ پچاس قسمیں کھا کر دیت لے گا۔ ایسا قتلِ خطا میں ہوگا قتلِ عمد میں ایسا نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ الْمِيرَاثِ فِي الْقَسَامَةِ

قسامت میں میراث

قَالَ يَحْيَى. قَالَ مَالِكٌ: إِذَا قَبِلَ وُلَاةُ الدَّمِ الدِّيَةَ فَهِيَ مَوْرُوثَةٌ عَلَى كِتَابِ اللهِ. يَرِثُهَا بَنَاتُ الْمَيِّتِ وَأَخَوَاتُهُ. وَمَنْ يَرِثُهُ مِنَ النِّسَاءِ. فَإِنْ لَمْ يُحْرِزِ النِّسَاءُ مِيرَاثَهُ، كَانَ مَا بَقِيَ مِنْ دِيَتِهِ لِأَوْلَى النَّاسِ بِمِيرَاثِهِ مَعَ النِّسَاءِ.

امام مالک نے فرمایا کہ خون کے وارث جب دیت قبول کر لیں تو اللہ کی کتاب کے مطابق اُسے تقسیم کریں اور میت کی بیٹیوں اور بہنوں کو بھی ترکہ دیں اور دوسری عورتوں کو بھی۔ اگر عورتوں میں تقسیم کرنے کے بعد کچھ دیت بچ رہے تو اُن لوگوں کو دی جائے جو اُسکی میراث میں عورتوں کے ساتھ

قَالَ مَالِكٌ: إِذَا قَامَ بَعْضُ وَرَثَةِ الْمَقْتُولِ الَّذِي يُقْتَلُ خَطَأً، يُرِيدُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الدِّيَةِ بِقَدْرِ حَقِّهِ مِنْهَا، وَأَصْحَابُهُ غَيَبٌ. لَمْ يَأْخُذْ ذَلِكَ. وَلَمْ يَسْتَحِقَّ مِنَ الدِّيَةِ شَيْئًا، قَلَّ وَلَا كَثُرَ. دُونَ أَنْ يَسْتَكْمِلَ الْقَسَامَةَ. يَحْلِفُ خَمْسِينَ يَمِينًا. فَإِنْ حَلَفَ خَمْسِينَ يَمِينًا اسْتَحَقَّ حِصَّتَهُ مِنَ الدِّيَةِ. وَذَلِكَ أَنَّ الدَّمَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا بِخَمْسِينَ يَمِينًا. وَلَا تَثْبُتُ الدِّيَةُ حَتَّى يَثْبُتَ الدَّمُ. فَإِنْ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْوَرَثَةِ أَحَدٌ، حَلَفَ مِنَ الْخَمْسِينَ يَمِينًا بِقَدْرِ مِيرَاثِهِ. وَأَخَذَ حَقَّهُ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ الْوَرَثَةُ حُقُوقَهُمْ إِنْ جَاءَ أَخٌ لِأُمٍّ فَلَهُ السُّدُسُ. وَعَلَيْهِ مِنَ الْخَمْسِينَ يَمِينًا السُّدُسُ. فَمَنْ حَلَفَ اسْتَحَقَّ مِنَ الدِّيَةِ. وَمَنْ نَكَلَ بَطَلَ حَقُّهُ. وَإِنْ كَانَ بَعْضُ الْوَرَثَةِ غَائِبًا أَوْ صَبِيًّا لَمْ يَبْلُغْ، حَلَفَ الَّذِينَ حَضَرُوا خَمْسِينَ يَمِينًا. فَإِنْ جَاءَ الْغَائِبُ بَعْدَ ذَلِكَ، أَوْ بَلَغَ الصَّبِيُّ الْحُلُمَ، حَلَفَ كُلٌّ مِنْهُمَا يَحْلِفُونَ عَلَى قَدْرِ حُقُوقِهِمْ مِنَ الدِّيَةِ. وَعَلَى قَدْرِ مَوَارِيثِهِمْ مِنْهَا.

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

وارث ہوں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب قتلِ خطا کے مقتول کے بعض وارث دیت لینے کھڑے ہوں اور بعض غائب ہوں تو اس طرح وہ دیت کے مستحق نہیں ہوں گے خواہ تھوڑے ہوں یا زیادہ جب تک کہ قسامت پوری نہ ہو کر پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر وہ پچاس قسمیں کھائیں تو دیت میں اپنے حصے کے حق دار ہو گئے اور یہ اس لیے ہے کہ دیت ثابت نہیں ہوتی مگر پچاس قسموں سے اور دیت اس وقت تک ثابت نہیں ہوتی جب تک خون ثابت نہ ہو جائے۔ اگر اس کے بعد وارثوں میں سے ایک بھی آئے تو میراث سے اپنا حصہ لینے کے لیے پچاس قسمیں کھائے اور اپنا حصہ وصول کرے یہاں تک کہ تمام وارثوں کے حصے پورے ہو جائیں۔ اگر اخیافی بھائی آئے تو اُس کے لیے چھٹا حصہ ہے اور حصے کے باعث اُس پر پچاس قسمیں ہیں۔ جو قسم کھا جائے وہ دیت میں حق دار ہو جائے گا اور جو انکار کرے اُس کا حصہ باطل ہوا۔ اگر بعض وارث غائب یا نابالغ ہوں تو حاضر وارث اُن کی جگہ پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر اس کے بعد غائب آجائے یا نابالغ بالغ ہو جائے تو اُن سے بھی قسم لی جائے گی۔ وہ دیت سے اپنے حصوں کے مطابق قسم کھائیں گے اور اُس سے جو اُنہیں اپنے حصے کی میراث ملے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات میں نے خوب سُنی۔

بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْعَبِيدِ

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَبِيدِ. أَنَّهُ إِذَا أُصِيبَ الْعَبْدُ عَمْدًا أَوْ خَطَأً. ثُمَّ جَاءَ سَيِّدُهُ بِشَاهِدٍ حَلَفَ مَعَ شَاهِدِهِ يَمِينًا وَاحِدَةً ثُمَّ كَانَ لَهُ قِيمَةُ عَبْدِهِ. وَلَيْسَ فِي الْعَبِيدِ قَسَامَةٌ فِي عَمْدٍ وَلَا خَطَإٍ. وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ قُتِلَ الْعَبْدُ عَمْدًا أَوْ خَطَأً، لَمْ يَكُنْ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ قَسَامَةٌ وَلَا يَمِينٌ. وَلَا يَسْتَحِقُّ سَيِّدُهُ ذَلِكَ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ عَادِلَةٍ. أَوْ بِشَاهِدٍ. فَيَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِهِ.

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: وَهَذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

غلام میں قسامت

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب غلام دانستہ یا نادانستہ مارا جائے۔ پھر اس کا آقا گواہ لے آئے تو گواہ کے ساتھ وہ ایک قسم کھائے گا، اس کے بعد غلام کی قیمت کا حق دار ہو گا۔ غلام خواہ دانستہ مارا جائے یا نادانستہ، اس میں قسامت نہیں ہو گی اور میں نے نہیں سنا کہ کسی صاحب علم نے ایسا کہا ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ غلام دانستہ یا نادانستہ قتل کر دیا جائے تو اس کے آقا پر قسامت یا قسم نہیں ہے اور آقا اس وقت تک مستحق نہیں ہوتا جب تک دو گواہ نہ لائے یا ایک گواہ ہو اور اس کے ساتھ خود قسم کھائے۔

یحیٰی، امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات میں نے خوب سنی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

کتاب الحدود

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ

۱۔ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَتِ الْيَهُوْدُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا. فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟" فَقَالُوْا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ. فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا. فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، ثُمَّ قَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ. فَرَفَعَ يَدَهُ، فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ. فَقَالُوْا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ. فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا.

فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِيْ عَلَى الْمَرْأَةِ، يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.

قَالَ مَالِكٌ: يَعْنِيْ يَحْنِيْ يُكِبُّ عَلَيْهَا حَتّٰى تَقَعَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهِ.

۲۔ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ الْآخِرَ زَنٰى. فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ: هَلْ ذَكَرْتَ هٰذَا لِأَحَدٍ غَيْرِيْ؟ فَقَالَ: لَا. فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ: فَتُبْ إِلَى اللهِ وَ

سنگسار کرنے کے متعلق روایات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ رجم کے متعلق توریت میں تم کیا پاتے ہو؟ بعض نے کہا ہم اُنہیں رُسوا کرتے اور کوڑے مارتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، اس میں رجم ہے۔ پس توریت لاکر کھولی گئی تو ایک نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ لیا اور سیاق و سباق سے پڑھ دیا۔ عبداللہ بن سلام نے اُس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اُٹھاؤ۔ اس نے ہاتھ اُٹھایا تو نیچے آیت رجم تھی۔ انہوں نے کہا، اے محمد! آپ نے سچ فرمایا۔ اس میں آیت رجم ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں نے اُس آدمی کو دیکھا کہ پتھروں سے بچانے کے لیے اُس عورت پر جھک جاتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ عورت پر جھک جاتا کہ پتھر اُس آدمی کو لگے۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی حضرت ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اس نالائق نے زنا کیا ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تم نے کیا میرے سوا کسی سے ذکر کیا ہے؟ عرض کی کہ نہیں۔ حضرت ابوبکر نے اُس سے فرمایا کہ اللہ سے توبہ

اسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللهِ. فَإِنَّ اللهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ. فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰى اَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ. فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ. فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰى جَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ: اِنَّ الْاٰخِرَ زَنٰى. فَقَالَ سَعِيْدٌ: فَاَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثَلٰثَ مَرَّاتٍ. كُلُّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حَتّٰى اِذَا اَكْثَرَ عَلَيْهِ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَقَالَ: "اَيَشْتَكِيْ اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ"، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ. وَاللهِ اِنَّهٗ لَصَحِيْحٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَبِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ؟" فَقَالُوْا: بَلْ ثَيِّبٌ. يَا رَسُوْلَ اللهِ. فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ.

کرو اور اللہ کے پردے میں چھپے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اُس کی دلی تسلی نہ ہوئی اور حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوکر اُن سے وہی کہا جو حضرت ابوبکر سے کہا تھا۔ حضرت عمر نے اُس سے وہی فرمایا جو حضرت ابوبکر نے فرمایا تھا، لیکن اُس کی دلی تسلی نہ ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا کہ اِس نالائق نے زنا کیا ہے۔ سعید کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ تین مرتبہ کہا اور ہر مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا۔ جب اُس نے بس نہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاشانۂ اقدس کی طرف جانے لگے اور فرمایا: تم بیمار ہو کہ پاگل؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم یہ تندرست ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کنوارے ہو یا شادی شدہ؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! شادی شدہ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اُسے سنگسار کر دیا گیا۔

۳- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهٗ قَالَ: بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ اَسْلَمَ. يُقَالُ لَهٗ هَزَّالٌ "يَا هَزَّالُ. لَوْ سَتَرْتَهٗ بِرِدَائِكَ لَكَانَ خَيْرًا لَكَ"، قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ. وَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ يَزِيْدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ الْاَسْلَمِيُّ. فَقَالَ يَزِيْدُ: هَزَّالٌ جَدِّيْ. وَهٰذَا الْحَدِيْثُ حَقٌّ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ہزال نامی شخص سے فرمایا کہ اگر تم اُسے چادر میں چھپا لیتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔ یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ یہ حدیث میں نے ایک مجلس میں بیان کی جس میں یزید بن نُعیم بن ہزال اسلمی بھی تھے۔ یزید نے کہا کہ ہزال میرے جدِ امجد تھے اور یہ حدیث درست ہے۔

۴- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

ف۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کیمیا اثر کی کیا ہی بات ہے کہ جن حضرات نے اس بارگاہ سے خاص تربیت حاصل نہیں کی اور زیادہ عرصہ حضور کی خدمت میں رہ کر کسبِ فیض کا موقع نہیں ملا وہ بھی آخرت کی کامیابی کے کس درجہ متوالے تھے کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اخروی زندگی سنوارنے کے لیے کس طرح بارگاہ صدیقی، بارگاہ فاروقی اور بارگاہ رسالت میں دیوانہ وار حاضر ہو رہے تھے۔ پتھروں کی بوچھاڑ میں خود موت کو دعوت دیتے رہے۔ جگہ جگہ تلاش کرتے پھر رہے ہیں تاکہ اخروی مواخذے سے اپنے آپ کو اسی دنیا میں پاک کر لیں۔ ایسے ایک ہی بزرگ کا ورع و تقویٰ اگر لاکھوں آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ان میں سے ہر ایک آج کے بزرگوں سے تقویٰ و طہارت میں بڑھ کر ہوگا۔ دریں حالات جید صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ورع و تقویٰ کا بھلا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اس نگاہِ کیمیا اثر کے لیے اسی لیے تو کہا گیا ہے:۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر ہو گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

تَجْلَّدُ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ. فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ.

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِهِ عَلَى نَفْسِهِ.

۵ - حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ اَبِيْهِ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ؛ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا زَنَتْ. وَهِيَ حَامِلٌ. فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اذْهَبِيْ حَتّٰى تَضَعِيْ" فَلَمَّا وَضَعَتْ جَاءَتْهُ. فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اذْهَبِيْ حَتّٰى تُرْضِعِيْهِ" فَلَمَّا اَرْضَعَتْهُ جَاءَتْهُ. فَقَالَ "اذْهَبِيْ فَاسْتَوْدِعِيْهِ" قَالَ فَاسْتَوْدَعَتْهُ. ثُمَّ جَاءَتْ. فَاَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ.

۶ - حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ؛ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ. وَقَالَ الْاٰخَرُ، وَهُوَ اَفْقَهُهُمَا، اَجَلْ. يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ. وَائْذَنْ لِيْ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ "تَكَلَّمْ" فَقَالَ: اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا. فَزَنٰى بِامْرَاَتِهِ. فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ. فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِيْ. ثُمَّ اِنِّيْ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ. وَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَاَتِهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ. اَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ". وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً. وَغَرَّبَهُ عَامًا. وَاَمَرَ اُنَيْسًا الْاَسْلَمِيَّ اَنْ يَاْتِيَ امْرَاَةَ الْاٰخَرِ. فَاِنِ اعْتَرَفَتْ، رَجَمَهَا. فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَسِيْفُ الْاَجِيْرُ.

علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی نے چار مرتبہ اپنے زنا کا اعتراف کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اُسے سنگسار کر دیا گیا۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ آدمی کے اعتراف کر لینے سے مواخذہ ہوتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو بتایا کہ اُس نے زنا کیا ہے اور وہ حاملہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ چلی جاؤ یہاں تک کہ بچہ جن لو۔ جب وہ جن چکی تو حاضر ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلی جاؤ یہاں تک کہ دودھ چھڑاؤ۔ دودھ چھڑانے کے بعد وہ پھر حاضر ہوئی۔ فرمایا جاؤ بچہ کسی کے سپرد کر دو۔ راوی کا بیان ہے کہ بچہ سپرد کر کے حاضر ہو گئی۔ پس آپ کے حکم سے اُسے سنگسار کر دیا گیا۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ دو آدمی جھگڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اُن میں سے ایک عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمایئے اور دوسرے نے کہا جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ فرمایئے اور مجھے عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا کہ بیان کرو۔ عرض گزار ہوا کہ میرا بیٹا اس کے پاس مزدوری کرتا تھا۔ اُس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ تمہارے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ میں دیں۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ تمہارے بیٹے کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور مجھے بتایا کہ عورت کو سنگسار کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان ضرور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لیے جلا وطن کیا جائے گا اور حضرت انیس اسلمی کو حکم فرمایا کہ کل اُس عورت کے پاس جانا۔ اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے سنگسار کر دینا۔ چنانچہ اس نے اعتراف کیا تو اسے سنگسار کر دیا گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ العسیف سے مزدور مراد ہے۔

۷۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَرَأَيْتَ لَوْ أَنِّي وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلاً، أُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. "نَعَمْ".

۸۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ. الرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ. إِذَا أُحْصِنَ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ. أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ.

۹۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَاهُ رَجُلٌ، وَهُوَ بِالشَّامِ. فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً. فَبَعَثَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ إِلَى امْرَأَتِهِ. يَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ. فَأَتَاهَا وَعِنْدَهَا نِسْوَةٌ حَوْلَهَا. فَذَكَرَ لَهَا الَّذِي قَالَ زَوْجُهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. وَأَخْبَرَهَا أَنَّهَا لاَ تُؤْخَذُ بِقَوْلِهِ. وَجَعَلَ يُلَقِّنُهَا أَشْبَاهَ ذَلِكَ لِتَنْزِعَ. فَأَبَتْ أَنْ تَنْزِعَ، وَتَمَّتْ عَلَى الِاعْتِرَافِ. فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَرُجِمَتْ.

۱۰۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ؛ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ. لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى، أَنَاخَ بِالأَبْطَحِ. ثُمَّ كَوَّمَ كَوْمَةً بَطْحَاءَ. ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَاءَهُ وَاسْتَلْقَى. ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ. اللّٰهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّي. وَضَعُفَتْ قُوَّتِي وَانْتَشَرَتْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی کو پاؤں تو اُسے مہلت دوں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔

حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ کی کتاب میں زنا کرنے والے مرد اور عورت کے لیے سنگسار کرنے کا حکم بالکل درست ہے جب کہ وہ شادی شدہ ہوں اور جب شہادتیں قائم ہو جائیں یا حمل سے معلوم ہو یا اعتراف کرے۔

سلیمان بن یسار نے ابو واقد لیثی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کی خدمت میں ایک آدمی آیا جبکہ وہ شام میں تھے اور ذکر کیا کہ اُس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پایا ہے۔ حضرت عمر نے اُس عورت کے پاس ابو واقد لیثی کو بھیجا تاکہ اِس بارے میں اُس سے پوچھے وہ گئے تو اُس کے پاس عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اُس بات کا ذکر کیا جو حضرت عمر نے فرمائی تھی اور اسے بتایا کہ خاوند کے کہنے پر اُس کا مواخذہ نہیں ہوگا اور اُسے ایسی باتیں سکھائے گئے کہ وہ اقرار نہ کرے لیکن عورت نے اعتراف کیا اور حضرت عمر کے حکم سے اُسے سنگسار کر دیا گیا۔ ف

سعید بن مسیب نے حضرت عمر کو کہتے ہوئے سُنا جبکہ وہ منیٰ سے لوٹے اور ابطح میں اپنے اونٹ کو بٹھا رہے تھے تو کنکریوں کا ایک ڈھیر لگا کر اپنی چادر اُس پر بچھا دی اور چت لیٹ گئے پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر عرض گذار ہوئے:۔ اے اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی، میری قوت گھٹ گئی، میری رعیت بہت پھیل گئی لہٰذا

ف۔ قربان جائیں اس محترمہ کی عظمت پر کہ آخرت پر ایمان کتنا پختہ ہے کہ اس کی کامیابی کے راستے میں دنیاوی زندگی کو ذرا بھی حائل نہیں ہونے دیا۔ لغزش کا اقرار کرکے رجم ہونا، پتھروں کی بارش کے اندر دائمی اجل کو لبیک کہنا قبول کرلیا لیکن آخرت کا ذرا سا خطرہ بھی باقی نہیں رہنے دیا۔ اسی لیے تو ابو الاثر جناب حفیظ جالندھری نے کہا ہے:۔

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے

رَعِيَّتِي. فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ. ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ. قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ. وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ إِلَّا أَنْ تَضِلُّوا بِالنَّاسِ يَمِينًا وَشِمَالًا. وَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى. ثُمَّ قَالَ. إِيَّاكُمْ أَنْ تَهْلِكُوا عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ. أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدَّيْنِ فِي كِتَابِ اللهِ. فَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ، زَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالَى، لَكَتَبْتُهَا "الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ" فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا.

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَمَا انْسَلَخَ ذُو الْحِجَّةِ حَتَّى قُتِلَ عُمَرُ. رَحِمَهُ اللهُ. قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبَ وَالثَّيِّبَةَ. فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ

۱۱- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِي سِتَّةِ أَشْهُرٍ. فَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُرْجَمَ. فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا. إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ. وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا. وَقَالَ. وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ. لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ. فَالْحَمْلُ يَكُونُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَيْهَا. فَبَعَثَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِي أَثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْ رُجِمَتْ.

حَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ: فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: عَلَيْهِ الرَّجْمُ أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنْ.

بَابُ ۲ مَا جَاءَ فِيمَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا

۱- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

مجھے اپنی بارگاہ میں بلا لے کہ نہ تیرے احکام کو ضائع کرنے والا ہوں اور نہ افراط کرنے والا۔ پھر جب مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:۔ اے لوگو! راستہ تمہارے لیے صاف ہو گیا اور فرائض تمہارے لیے مقرر ہو گئے اور تم واضح راستے پر ڈال دیئے گئے مگر یہ کہ تم لوگوں کے ساتھ دائیں بائیں کو بہک جاؤ۔ پھر ایک ہاتھ دوسرے پر مار کر فرمایا کہ ایسا نہ ہو تم آیت رجم کو بھلا دو اور کوئی کہنے والا کہے کہ ہم اس کی حدیں اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رجم کیا ہم نے رجم کیا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر لوگوں کے کہنے کا ڈر نہ ہوتا کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا تو ضرور میں الشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ کو لکھ دیتا کیونکہ ہم نے اسے پڑھا ہے۔

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیّب سے روایت کی ہے کہ ذوالحجہ کا مہینہ گزر رہا تھا کہ حضرت عمر کو قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ سے شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت مراد ہے کہ دونوں کو سنگسار کر دیا جائے

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے چھ مہینے میں بچہ جنا تھا۔ آپ نے اُس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی نے اُن سے کہا کہ اُس کی یہ سزا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "اور اُسے اٹھائے پھرنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے" (۴۶: ۱۵) نیز فرماتا ہے۔ اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔ اس لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی ہے پس حمل چھ ماہ کا ہو سکتا ہے تو وہ رجم نہ کی جائے حضرت عثمان نے اسکے پیچھے آدمی بھیجا تو اسے رجم کر دیا گیا تھا۔

ابن شہاب سے قوم لوط کے عمل کے متعلق پوچھا گیا! ابن شہاب نے فرمایا کہ اُسے سنگسار کیا جائے خواہ شادی شدہ ہو یا شادی شدہ نہ ہو۔

جو خود زنا کا اقرار کرے

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنے متعلق زنا کا اعتراف کیا۔ رسول اللہ

وَسَلَّمَ. فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوْطٍ. فَأُتِيَ بِسَوْطٍ مَكْسُورٍ. فَقَالَ «فَوْقَ هٰذَا» فَأُتِيَ بِسَوْطٍ جَدِيدٍ، لَمْ تُقْطَعْ ثَمَرَتُهُ. فَقَالَ «دُونَ هٰذَا» فَأُتِيَ بِسَوْطٍ قَدْ رُكِبَ بِهِ وَلَانَ. فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُلِدَ. ثُمَّ قَالَ «أَيُّهَا النَّاسُ. قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تَنْتَهُوا عَنْ حُدُودِ اللهِ. مَنْ أَصَابَ مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُورَاتِ شَيْئًا، فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللهِ. فَإِنَّهُ مَنْ يُبْدِ لَنَا صَفْحَتَهُ، نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللهِ».

۱۳ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةٍ بِكْرٍ فَأَحْبَلَهَا. ثُمَّ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا. وَلَمْ يَكُنْ أَحْصَنَ فَأَمَرَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ فَجُلِدَ الْحَدَّ. ثُمَّ نُفِيَ إِلَى فَدَكَ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَعْتَرِفُ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا ثُمَّ يَرْجِعُ عَنْ ذٰلِكَ وَيَقُولُ لَمْ أَفْعَلْ وَإِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنِّي عَلَى وَجْهِ كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ يَذْكُرُهُ إِنَّ ذٰلِكَ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَذٰلِكَ أَنَّ الْحَدَّ الَّذِي هُوَ لِلّٰهِ لَا يُؤْخَذُ إِلَّا بِأَحَدِ وَجْهَيْنِ إِمَّا بِبَيِّنَةٍ عَادِلَةٍ تَثْبُتُ عَلَى صَاحِبِهَا وَإِمَّا بِاعْتِرَافٍ يُقِيمُ عَلَيْهِ حَتَّى يُقَامَ عَلَيْهِ الْحَدُّ. فَإِنْ أَقَامَ عَلَى اعْتِرَافِهِ أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

قَالَ مَالِكٌ الَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَا نَفْيَ عَلَى الْعَبِيدِ إِذَا زَنَوْا.

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کے لیے کوڑا منگایا۔ آپ کی خدمت میں ٹوٹا ہوا کوڑا لایا گیا۔ فرمایا کہ اچھا لاؤ تو ایک نیا کوڑا لایا گیا جس کا سرا ابھی کاٹا بھی نہیں گیا تھا۔ فرمایا کہ اس سے کم تر لاؤ۔ پس آپ کی خدمت میں استعمال شدہ لایا گیا جو نرم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کوڑے کے ساتھ مارنے کا حکم فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے لوگو! وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدوں سے بچو۔ اگر کوئی کسی بُرائی میں ملوث ہو جائے تو اللہ کے پردے میں چھپا رہے، جو ہمارے سامنے اپنا پردہ فاش کر دے گا تو ہم اُس پر اللہ کی کتاب کے مطابق حد قائم کریں گے۔

نافع کو صفیہ بنت ابو عُبید نے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں ایک آدمی کو لایا گیا جس نے ایک کنواری لونڈی سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی، پھر اپنے متعلق زنا کا اعتراف کیا اور وہ شادی شدہ نہ تھا۔ حضرت ابوبکر نے اُسے کوڑے مارنے کا حکم دیا اور پھر اُسے فدک کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے متعلق زنا کا اعتراف کرے پھر اس بات سے پھر جائے اور کہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے جو کچھ کیا اُسے زنا فلاں وجہ سے کہا ہے اور وہ بات بیان کرے تو اسے قبول کیا جائے گا اور اس پر حد جاری نہیں ہوگی کیونکہ حد تو اللہ کے لیے ہے اور دو میں سے ایک وجہ سے ثابت ہوتی ہے، خواہ عادل گواہ قائم ہو جائیں یا اعتراف کرے اور قائم رہے تو اُس پر حد قائم کی جائے گی اگر وہ اپنے اعتراف پر قائم رہے تو اُس پر حد جاری ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اہل علم کو میں نے اسی بات پر پایا ہے کہ زنا کرنے والے غلام کو جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ ۳، جَامِعِ مَا جَاءَ فِي حَدِّ الزِّنَا

حدِ زنا کے متعلق دیگر روایات

۱۴ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ؟ فَقَالَ: «إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا. ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا. ثُمَّ إِنْ

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لونڈی کے متعلق پوچھا گیا جو زنا کرے اور محصنہ نہ ہو۔ فرمایا کہ وہ زنا کرے تو کوڑے مارو پھر زنا کرے تو کوڑے مارو۔ پھر زنا کرے تو کوڑے مارو اور

زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ.

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لَا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ.

١٥ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدًا كَانَ يَقُومُ عَلَى رَقِيقِ الْخُمُسِ، وَأَنَّهُ اسْتَكْرَهَ جَارِيَةً مِنْ ذَلِكَ الرَّقِيقِ، فَوَقَعَ بِهَا، فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ، وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيدَةَ، لِأَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا.

١٦ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ قَالَ: أَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَجَلَدْنَا وَلَائِدَ مِنْ وَلَائِدِ الْإِمَارَةِ خَمْسِينَ خَمْسِينَ فِي الزِّنَا.

اُسے بیچ دو خواہ ایک رسی کے بدلے۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ ایسا تیسری دفعہ کے بعد فرمایا یا چوتھی دفعہ کے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ الضفیر رسی کو کہتے ہیں۔

نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام جو خمس کے لونڈی غلاموں پر مقرر تھا اُس نے اُن میں سے ایک لونڈی کے ساتھ زبردستی زنا کیا۔ حضرت عمر نے اُسے کوڑے مارے اور نکال دیا اور لونڈی کو کوڑے نہ مارے کیونکہ اُس کے ساتھ زبردستی کی گئی تھی۔

عبد اللہ بن عباس بن ابوربیعہ مخزومی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھے اور قریش کے چند جوانوں کو حکم فرمایا کہ زنا کی سزا میں بیت المال کی لونڈیوں کو پچاس پچاس کوڑے ماریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُغْتَصَبَةِ

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمَرْأَةِ تُوجَدُ حَامِلًا وَلَا زَوْجَ لَهَا، فَتَقُولُ: قَدِ اسْتُكْرِهْتُ، أَوْ تَقُولُ: تَزَوَّجْتُ، إِنَّ ذَلِكَ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا، وَإِنَّهَا يُقَامُ عَلَيْهَا الْحَدُّ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهَا عَلَى مَا ادَّعَتْ مِنَ النِّكَاحِ بَيِّنَةٌ، أَوْ عَلَى أَنَّهَا اسْتُكْرِهَتْ، أَوْ جَاءَتْ تَدْمَى إِنْ كَانَتْ بِكْرًا، أَوِ اسْتَغَاثَتْ حَتَّى أُتِيَتْ وَهِيَ عَلَى ذَلِكَ الْحَالِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ هَذَا مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي تَبْلُغُ فِيهِ فَضِيحَةَ نَفْسِهَا. قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَأْتِ بِشَيْءٍ مِنْ هَذَا أُقِيمَ عَلَيْهَا الْحَدُّ، وَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهَا مَا ادَّعَتْ مِنْ ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْمُغْتَصَبَةُ لَا تَنْكِحُ حَتَّى تَسْتَبْرِئَ نَفْسَهَا بِثَلَاثِ حِيَضٍ.

قَالَ: فَإِنِ ارْتَابَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا، فَلَا تَنْكِحُ حَتَّى تَسْتَبْرِئَ نَفْسَهَا مِنْ تِلْكَ الرِّيبَةِ.

عورت کو غصب کر لینے والے کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ جو عورت حاملہ پائی جائے اور اُس کا خاوند نہ ہو اُس کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جبکہ کہے کہ میرے ساتھ زبردستی ہوئی ہے یا کہے کہ میں نے شادی کر لی ہے تو اُس کی بات قبول نہ کی جائے اور اُس پر حد جاری کی جائے مگر جبکہ اُس کے پاس نکاح کے گواہ ہوں یا اِس بات کے کہ واقعی اُس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی یا بُلانے پر چلی آئے جبکہ کنواری ہو یا اسی حال میں فریاد کرتی ہوئی چلی آئے یا ایسی ہی کوئی بات جس سے دلی ناراضگی کا ثبوت ملے۔

فرمایا کہ اگر اِن میں سے کوئی بات نہ ہوئی تو اُس پر حد قائم ہوگی اور اُس کا دعویٰ قبول نہیں ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس کے ساتھ زیادتی ہوئی وہ نکاح نہ کرے جبتک تین حیضوں سے پاک نہ ہو جائے۔ فرمایا کہ اگر اُسے حیض کا شک ہو تو نکاح نہ کرے

بَابُ الْحَدِّ فِي الْقَذْفِ وَالنَّفْيِ وَالتَّعْرِيضِ

۱۷ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ؛ أَنَّهُ قَالَ: جَلَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَبْدًا، فِي فِرْيَةٍ، ثَمَانِينَ.

قَالَ أَبُو الزِّنَادِ: فَسَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: أَدْرَكْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَالْخُلَفَاءَ هَلُمَّ جَرًّا. فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا جَلَدَ عَبْدًا فِي فِرْيَةٍ، أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ.

۱۸ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمٍ الْأَيْلِيِّ؛ أَنَّ رَجُلًا، يُقَالُ لَهُ مِصْبَاحٌ، اسْتَعَانَ ابْنًا لَهُ. فَكَأَنَّهُ اسْتَبْطَأَهُ. فَلَمَّا جَاءَهُ، قَالَ لَهُ: يَا زَانٍ. قَالَ زُرَيْقٌ: فَاسْتَعْدَانِي عَلَيْهِ. فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَجْلِدَهُ، قَالَ ابْنُهُ: وَاللَّهِ لَئِنْ جَلَدْتَهُ لَأَبُوءَنَّ عَلَى نَفْسِي بِالزِّنَا. فَلَمَّا قَالَ ذٰلِكَ أَشْكَلَ عَلَيَّ أَمْرُهُ. فَكَتَبْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ. وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ. أَذْكُرُ لَهُ ذٰلِكَ. فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ أَنْ أَجِزْ عَفْوَهُ.

قَالَ زُرَيْقٌ: وَكَتَبْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَيْضًا: أَرَأَيْتَ رَجُلًا افْتُرِيَ عَلَيْهِ أَوْ عَلَى أَبَوَيْهِ وَقَدْ هَلَكَا أَوْ أَحَدُهُمَا. قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ: إِنْ عَفَا فَأَجِزْ عَفْوَهُ فِي نَفْسِهِ. وَإِنِ افْتُرِيَ عَلَى أَبَوَيْهِ وَقَدْ هَلَكَ أَوْ أَحَدُهُمَا، فَخُذْ لَهُ بِكِتَابِ اللَّهِ. إِلَّا أَنْ يُرِيدَ سِتْرًا.

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: وَذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ الْمُفْتَرَى عَلَيْهِ يَخَافُ إِنْ كُشِفَ ذٰلِكَ مِنْهُ، أَنْ تَقُومَ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ. فَإِذَا كَانَ عَلَى مَا وَصَفْتُ فَعَفَا، جَازَ عَفْوُهُ.

۱۹ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ فِي رَجُلٍ قَذَفَ قَوْمًا جَمَاعَةً: أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا حَدٌّ وَاحِدٌ.

قَالَ مَالِكٌ: وَإِنْ تَفَرَّقُوا فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا حَدٌّ وَاحِدٌ.

حدِ قذف، نفی نسب اور اشارتاً گالی دینا

ابو الزناد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے حدِ قذف میں ایک غلام کو اسّی کوڑے مارے۔

ابو الزناد کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں نے حضرت عمر، حضرت عثمان اور ان کے خلفاء کو دیکھا کہ حدِ قذف میں کسی نے غلام کو چالیس سے زیادہ کوڑے نہیں مارے۔

زُریق بن حکیم اَیلی سے روایت ہے کہ مصباح نامی ایک شخص نے کسی کام کے لیے اپنے بیٹے کو بلایا۔ اُس نے دیر کر دی۔ جب وہ حاضر ہوا تو باپ نے کہا، اے زانی! لڑکے نے مجھ سے فریاد کی۔ میں نے باپ کو کوڑے مارنے چاہے تو اُس کے بیٹے نے کہا کہ خدا کی قسم اگر آپ انہیں کوڑے ماریں گے تو میں زنا کا اقرار کر لوں گا۔ جب اُس نے یہ کہا تو میرے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا۔ پس میں نے عمر بن عبد العزیز کے لیے لکھا جو والی تھے اور اُنہیں یہ بات بتائی۔ حضرت عمر نے مجھے لکھا کہ اُس کے معاف کرنے کو جائز سمجھو۔

زُریق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے لیے یہ بھی لکھا کہ اگر کسی پر تہمت لگائی جائے یا اُس کے والدین پر اور وہ دونوں فوت ہو گئے یا اُن میں سے ایک۔ اُن کا بیان ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے مجھے لکھا کہ اگر وہ معاف کر دے تو اُسکا معاف کرنا درست ہے اور اگر اس کے والدین پر تہمت لگائی تھی جو دونوں فوت ہو چکے یا اُن میں سے ایک، تو اُسے اللہ کی کتاب کے مطابق پکڑ لو مگر یہ کہ وہ پردہ چاہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ تہمت لگانے والا اگر ڈرے کہ اگر اُس نے یہ راز فاش کیا تو اُس کے کہنے کے مطابق اِس پر گواہیاں قائم ہو جائیں گی۔ لہٰذا وہ معاف کر دیتا ہے تو یہ معاف کرنا جائز ہے۔

عُروہ بن زُبیر نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ایک جماعت پر تہمت لگائی کہ اُس پر نہیں ہے مگر ایک حد۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ جُدا جُدا ہو جائیں تب بھی اُس پر ایک حد ہے۔

حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيِّ، ثُمَّ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اسْتَبَّا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: وَاللّٰهِ مَا أَبِي بِزَانٍ، وَلَا أُمِّي بِزَانِيَةٍ. فَاسْتَشَارَ فِي ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. فَقَالَ قَائِلٌ: مَدَحَ أَبَاهُ وَأُمَّهُ. وَقَالَ آخَرُونَ: قَدْ كَانَ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مَدْحٌ غَيْرُ هٰذَا. نَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ الْحَدَّ. فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ، ثَمَانِينَ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا حَدَّ عِنْدَنَا إِلَّا فِي نَفْيٍ، أَوْ قَذْفٍ، أَوْ تَعْرِيضٍ يُرَى أَنَّ قَائِلَهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِذٰلِكَ نَفْيًا أَوْ قَذْفًا. فَعَلَى مَنْ قَالَ ذٰلِكَ، الْحَدُّ تَامًّا.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ إِذَا نَفَى رَجُلٌ رَجُلًا مِنْ أَبِيهِ، فَإِنَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ. وَإِنْ كَانَتْ أُمُّ الَّذِي نُفِيَ مَمْلُوكَةً، فَإِنَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ.

عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دو آدمی آپس میں جھگڑے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ خدا کی قسم میرے ماں باپ زانی نہ تھے۔ حضرت عمر نے اس بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ ایک نے کہا کہ اس نے اپنے ماں باپ کی تعریف کی ہے۔ دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کے سوا اس کے ماں باپ کی کوئی تعریف نہ تھی، لہٰذا ہمارے خیال میں اس پر حد جاری ہو۔ پس حضرت عمر نے اسے اسی کوڑے لگائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے حد نہیں ہے مگر نفی نسب، تہمت اور تعریض میں۔ دیکھا جائے گا کہ نفی نسب اور تہمت میں قائل کی مراد ہے کیا۔ ایسا کہنے والے پر پوری حد ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کی اس کے باپ سے نفی کرے تو اس پر حد جاری ہوگی، اگرچہ اس کی والدہ لونڈی ہو تب بھی حد جاری ہوگی۔

بَابُ مَا لَا حَدَّ فِيهِ

جن باتوں پر حد نہیں

قَالَ مَالِكٌ: إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الْأَمَةِ يَقَعُ بِهَا الرَّجُلُ، وَلَهُ فِيهَا شِرْكٌ، أَنَّهُ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ. وَأَنَّهُ يُلْحَقُ بِهِ الْوَلَدُ. وَتُقَوَّمُ عَلَيْهِ الْجَارِيَةُ حِينَ حَمَلَتْ فَيُعْطَى شُرَكَاؤُهُ حِصَصَهُمْ مِنَ الثَّمَنِ. وَتَكُونُ الْجَارِيَةُ لَهُ. وَعَلَى هٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يُحِلُّ لِلرَّجُلِ جَارِيَتَهُ: إِنَّهُ إِنْ أَصَابَهَا الَّذِي أُحِلَّتْ لَهُ قُوِّمَتْ عَلَيْهِ يَوْمَ أَصَابَهَا. حَمَلَتْ أَوْ لَمْ تَحْمِلْ. وَدُرِئَ عَنْهُ الْحَدُّ بِذٰلِكَ. فَإِنْ حَمَلَتْ أُلْحِقَ بِهِ الْوَلَدُ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى جَارِيَةِ ابْنِهِ أَوِ ابْنَتِهِ: أَنَّهُ يُدْرَأُ عَنْهُ الْحَدُّ. وَتُقَامُ عَلَيْهِ الْجَارِيَةُ. حَمَلَتْ أَوْ لَمْ تَحْمِلْ.

٢٠- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ:

امام مالک نے فرمایا کہ یہ خوب سنا کہ اگر کوئی لونڈی سے زنا کرے اور اس میں اس کا حصہ ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی، بچے کا نسب اس سے ملایا جائے گا اور لونڈی اس وقت کی لگائی جائیگی جبکہ وہ حاملہ ہوئی۔ پس قیمت سے دوسرے شرکاء کو ان کا حصہ دیا جائے گا اور لونڈی کو یہ شخص لے گا۔ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی اپنی لونڈی دوسرے کے لیے حلال کر دے تو جس کے لیے حلال کی اگر وہ اس کے ساتھ صحبت کرنے کے روز کی قیمت ڈالی جائے گی، خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو۔ اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور بچے کا نسب اس آدمی کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے بیٹے یا بیٹی کی لونڈی سے صحبت کی تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور اس سے لونڈی کی قیمت لی جائے گی خواہ وہ حاملہ ہوئی یا نہ ہوئی۔

ربیعہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ خَرَجَ بِجَارِيَةٍ لِامْرَأَتِهِ مَعَهُ فِي سَفَرٍ. فَأَصَابَهَا. فَغَارَتِ امْرَأَتُهُ. فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: وَهَبَتْهَا لِي. فَقَالَ عُمَرُ: لَتَأْتِيَنِّي بِالْبَيِّنَةِ. أَوْ لَأَرْمِيَنَّكَ بِالْحِجَارَةِ. قَالَ فَاعْتَرَفَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهَا وَهَبَتْهَا لَهُ.

بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ

٢١ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

٢٢ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ الْمَكِّيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي تَمْرٍ مُعَلَّقٍ. وَلَا فِي حَرِيسَةِ جَبَلٍ،، فَإِذَا آوَاهُ الْمُرَاحُ أَوِ الْجَرِينُ فَالْقَطْعُ فِيمَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْمِجَنِّ.

٢٣ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّ سَارِقًا سَرَقَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ أُتْرُجَّةً. فَأَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَنْ تُقَوَّمَ. فَقُوِّمَتْ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ. مِنْ صَرْفِ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا بِدِينَارٍ. فَقَطَعَ عُثْمَانُ يَدَهُ.

٢٤ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا طَالَ عَلَيَّ وَمَا نَسِيتُ. «الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

٢٥ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ وَمَعَهَا مَوْلَاتَانِ لَهَا. وَمَعَهَا غُلَامٌ لِبَنِي عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. فَبَعَثَتْ مَعَ الْمَوْلَاتَيْنِ بِبُرْدٍ مُرَجَّلٍ. قَدْ خِيطَ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ خَضْرَاءُ.

عنہ نے ایک آدمی سے کہا جو اپنی بیوی کی لونڈی کو سفر میں ساتھ لے گیا، پھر اُس سے صحبت کی۔ اس کی بیوی کو غیرت آئی اور حضرت عمر سے اس بات کا ذکر کر دیا تو آپ نے اُس سے پوچھا۔ اُس نے کہا بیوی نے مجھے ہبہ کر دی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ گواہ لاؤ ورنہ میں تمہیں رجم کروں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ اُن کی بیوی نے اعتراف کر لیا کہ اُس نے انہیں ہبہ کر دی تھی۔

جس چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ڈھال کی قیمت یعنی تین درہم کی چوری پہ ہاتھ کاٹا

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابو حسین مکی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لٹکے ہوئے پھلوں اور پہاڑ پر پھرتی ہوئی بکری کے بدلے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اگر بکری گھر آگئی اور پھل توڑ لیے گئے تھے تو کاٹا جائے گا جبکہ یہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہو۔

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان کے زمانے میں کسی چور نے سنگترے چرائے تو حضرت عثمان نے قیمت لگانے کا حکم فرمایا۔ قیمت تین درہم لگائی گئی جبکہ ایک دینار کے بدلے بارہ درہم آتے ہوں حضرت عثمان نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ زیادہ زمانہ نہیں گزرا اور نہ میں بھولی کہ چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔

عمرہ بنت عبد الرحمٰن نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا مکہ مکرمہ کی طرف نکلیں اور اُن کے ساتھ دو ان کی لونڈیاں آزاد کردہ اور ایک عبد الرحمٰن بن ابوبکر صدیق کے بیٹے کا غلام تھا۔ انہوں نے اُن لونڈیوں کے ہاتھ ایک منقش چادر بھیجی اُسے ایک سبز کپڑے میں لپیٹ کر سی دیا۔ غلام نے وہ چادر تو نکال لی اور اس کی جگہ کوئی نمدہ یا پوستین رکھ کر

قَالَتْ: فَأَخَذَ الْغُلَامُ الْبُرْدَ، فَفَتَقَ عَنْهُ فَاسْتَخْرَجَهُ، وَجَعَلَ مَكَانَهُ لِبْدًا أَوْ فَرْوَةً، وَخَاطَ عَلَيْهِ. فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَوْلَاتَانِ الْمَدِينَةَ دَفَعَتَا ذٰلِكَ إِلَى أَهْلِهِ، فَلَمَّا فَتَقُوا عَنْهُ وَجَدُوا فِيهِ اللِّبْدَ، وَلَمْ يَجِدُوا الْبُرْدَ. فَكَلَّمُوا الْمَرْأَتَيْنِ. فَكَلَّمَتَا عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ كَتَبَتَا إِلَيْهَا، وَاتَّهَمَتَا الْعَبْدَ. فَسُئِلَ الْعَبْدُ عَنْ ذٰلِكَ فَاعْتَرَفَ. فَأَمَرَتْ بِهِ عَائِشَةُ، زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُطِعَتْ يَدُهُ. وَقَالَتْ عَائِشَةُ: الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

اُسی طرح سلائی کر دی جب لونڈیاں مدینہ منورہ میں پہنچیں تو انہوں نے گھر والوں کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے اسے ادھیڑا تو نمدہ پایا اور چادر نہ ملی۔ لونڈیوں سے پوچھا گیا تو انھوں نے حضرت عائشہ کے پاس لکھ بھیجا اور دونوں نے غلام پہ الزام لگایا۔ غلام سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اُس نے اعتراف کر لیا۔ حضرت عائشہ نے حکم دیا تو اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور حضرت عائشہ نے فرمایا کہ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ پہ ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ: أَحَبُّ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ إِلَيَّ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ، وَإِنِ ارْتَفَعَ الصَّرْفُ أَوِ اتَّضَعَ. وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. وَأَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَطَعَ فِي أُتْرُجَّةٍ

امام مالک نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ تین درہم کے بدلے ہاتھ کاٹنا واجب ہے، خواہ اٹھالے جائے یا ضائع کر دے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ڈھال کے بدلے ہاتھ کاٹا جو تین درہم کی تھی اور حضرت عثمان نے سنگتروں پہ ہاتھ کاٹا

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَطْعِ الْآبِقِ وَالسَّارِقِ

٢٦ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ سَرَقَ وَهُوَ آبِقٌ. فَأَرْسَلَ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، لِيَقْطَعَ يَدَهُ. فَأَبَى سَعِيدٌ أَنْ يَقْطَعَ يَدَهُ. وَقَالَ: لَا تُقْطَعُ يَدُ الْآبِقِ السَّارِقِ إِذَا سَرَقَ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: فِي أَيِّ كِتَابِ اللهِ وَجَدْتَ هٰذَا؟ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهُ.

٢٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمٍ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ أَخَذَ عَبْدًا آبِقًا قَدْ سَرَقَ. قَالَ: فَأَشْكَلَ عَلَيَّ أَمْرُهُ. قَالَ: فَكَتَبْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ. أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ. وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ. قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّنِي كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ إِذَا سَرَقَ وَهُوَ آبِقٌ، لَمْ تُقْطَعْ يَدُهُ. قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ نَقِيضَ كِتَابِي. يَقُولُ: كَتَبْتَ إِلَيَّ

اُس غلام کا ہاتھ کاٹنا جو بھاگا اور چوری کی

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر کے بھاگے ہوئے غلام نے چوری کی، حضرت عبداللہ بن عمر نے اُسے مدینہ منورہ کے امیر حضرت سعید بن العاص کے پاس بھیج دیا کہ اُس کا ہاتھ کاٹ دیں۔ حضرت سعید نے اُس کا ہاتھ کاٹنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ بھاگا ہوا غلام اگر چوری کرے تو اُس ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اُن سے فرمایا کہ یہ بات آپ کو اللہ کی کونسی کتاب میں ملی ہے؟ پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے حکم دیا تو اُس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

زریق بن حکیم کا بیان ہے کہ انھوں نے ایک بھاگا ہوا غلام پکڑا جس نے چوری کی تھی۔ مجھے اس میں اُلجھن پیش آئی۔ میں نے یہ بات پوچھتے ہوئے حضرت عمر بن عبد العزیز کے لیے لکھا جو اُن دنوں والی تھے۔ اور میں نے اُنہیں یہ بھی بتایا کہ میں سُنتا ہوں کہ جو بھاگا ہوا غلام چوری کرے تو اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ عمر بن عبد العزیز نے میرے خط کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ تم نے لکھا ہے کہ بھاگا ہوا غلام جب چوری کرے تو اُس کا

كُنْتُ تَسْمَعُ أَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ إِذَا سَرَقَ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهُ. وَأَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ - وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللهِ، وَاللهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ - فَإِنْ بَلَغَتْ سَرِقَتُهُ رُبُعَ دِينَارٍ فَصَاعِدًا، فَاقْطَعْ يَدَهُ.

ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ اور اللہ تعالےٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:۔ "اور جو مرد یا عورت چور ہو اُس کا ہاتھ کاٹو، اُن کے کیے کا بدلہ، اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے" (۵: ۳۸) اگر چوری چوتھائی دینار کو پہنچ جائے یا اِس سے زیادہ تو اُس کا ہاتھ کاٹ دو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانُوا يَقُولُونَ: إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ الْآبِقُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ، قُطِعَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ اور عروہ بن زبیر کہا کرتے تھے کہ بھاگا ہوا غلام جب اتنی مالیت کی چوری کرے جس پہ ہاتھ کاٹنا واجب ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ إِذَا سَرَقَ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ، قُطِعَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بھاگا ہوا غلام جب اتنی چوری کرے جس پہ ہاتھ کاٹنا واجب ہے تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

بَابُ ۹ تَرْكِ الشَّفَاعَةِ لِلسَّارِقِ إِذَا بَلَغَ السُّلْطَانَ

چور حاکم تک پہنچ جائے تو سفارش نہ کی جائے

۲۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ: أَنَّ صَفْوَانَ ابْنَ أُمَيَّةَ قِيلَ لَهُ: إِنَّهُ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ. فَقَدِمَ صَفْوَانُ ابْنُ أُمَيَّةَ الْمَدِينَةَ. فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ. فَجَاءَ سَارِقٌ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ. فَأَخَذَ صَفْوَانُ السَّارِقَ. فَجَاءَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَسَرَقْتَ رِدَاءَ هَذَا" قَالَ نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ. فَقَالَ لَهُ صَفْوَانُ. إِنِّي لَمْ أُرِدْ هَذَا يَا رَسُولَ اللهِ. هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ؟".

صفوان بن عبداللہ صفوان سے روایت ہے کہ صفوان بن اُمیہ سے کہا گیا کہ جس نے ہجرت نہیں کی وہ ہلاک ہوگیا۔ جب صفوان بن اُمیہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو اپنی چادر نیچے رکھ کر سو رہے۔ ایک چور نے آکر اُن کی چادر لے لی۔ صفوان نے چور کو پکڑ لیا اور اُسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ صفوان عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! میرا یہ ارادہ نہیں۔ یہ اِس پر صدقہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام میرے پاس آنے سے پہلے کرنا تھا۔

۲۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَقِيَ رَجُلًا قَدْ أَخَذَ سَارِقًا. وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِهِ إِلَى السُّلْطَانِ. فَشَفَعَ لَهُ الزُّبَيْرُ لِيُرْسِلَهُ. فَقَالَ: لَا، حَتَّى أَبْلُغَ بِهِ السُّلْطَانَ:

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن العوام کو ایک آدمی ملا جس نے چور پکڑا ہوا تھا اور وہ اُسے حاکم کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ حضرت زبیر نے سفارش کی کہ اُسے چھوڑ دے۔ اُس نے کہا نہیں، اسے حاکم کے پاس ہی لے جاؤں گا۔

فَقَالَ الزُّبَيْرُ: إِذَا بَلَغَتْ بِهِ السُّلْطَانَ، فَلَعَنَ اللّٰهُ الشَّافِعَ وَالْمُشَفِّعَ.

حضرت زبیر نے کہا کہ جب حاکم کے پاس پہنچ جائے تو سفارش کرنے والے اور سفارش ماننے والے پر لعنت ہوتی ہے۔

بَابُ جَامِعِ الْقَطْعِ

ہاتھ کاٹنے کے متعلق دیگر روایات

۳۰- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، أَقْطَعَ الْيَدِ وَالرِّجْلِ، قَدِمَ فَنَزَلَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. فَشَكَا إِلَيْهِ أَنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ قَدْ ظَلَمَهُ. فَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ. فَيَقُولُ أَبُو بَكْرٍ. وَأَبِيكَ مَا لَيْلُكَ بِلَيْلِ سَارِقٍ. ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوا عِقْدًا لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ. امْرَأَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ. فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطُوفُ مَعَهُمْ وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِمَنْ بَيَّتَ أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ الصَّالِحِ. فَوَجَدُوا الْحُلِيَّ عِنْدَ صَائِغٍ، زَعَمَ أَنَّ الْأَقْطَعَ جَاءَهُ بِهِ. فَاعْتَرَفَ بِهِ الْأَقْطَعُ. أَوْ شُهِدَ عَلَيْهِ بِهِ. فَأَمَرَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ. فَقُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ. وَاللّٰهِ لَدُعَاؤُهُ عَلَى نَفْسِهِ أَشَدُّ عِنْدِي عَلَيْهِ مِنْ سَرِقَتِهِ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ یمن کا رہنے والا ایک آدمی، جس کے ہاتھ اور پیر کٹے ہوئے تھے آیا اور حضرت ابوبکر صدیق کے پاس ٹھہرا۔ پس اُس نے شکایت کی کہ یمن کے حاکم نے اُس پر ظلم کیا ہے حالانکہ وہ رات کو نمازیں پڑھا کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا تمہارے باپ کی قسم، پھر تو تم راتوں کو چوری نہیں کرتے ہوگے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کی زوجۂ محترمہ حضرت اسماء بنت عُمَیس کا ہار گم ہوگیا وہ آدمی بھی تلاش کرنے والوں کے ساتھ پھرتا اور کہتا: اے اللہ! اُسے برباد کر جس نے ایسے نیک گھرانے والوں کی چوری کی ہے۔ چنانچہ ہار ایک سُنار سے مل گیا، جس نے بتایا کہ اسے لُنجے نے دیا ہے۔ پھر لُنجے نے اعتراف کر لیا یا اُس پر گواہی پڑ گئیں۔ پس حضرت ابوبکر صدیق نے حکم دیا اور اُس کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ خدا کی قسم اُس کی چوری سے اُس کا اپنے لیے بد دعا کرنا مجھ پر زیادہ شاق گزرا۔

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ. اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الَّذِي يَسْرِقُ مِرَارًا ثُمَّ يُسْتَعْدَى عَلَيْهِ، إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ. لِجَمِيعِ مَنْ سَرَقَ مِنْهُ. إِذَا لَمْ يَكُنْ أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ فَإِنْ كَانَ قَدْ أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ قَبْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ سَرَقَ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ، قُطِعَ أَيْضًا.

یحییٰ، امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو بار بار چوری کرے اور پھر گرفتار ہو تو اُس کا ایک ہاتھ ہی کاٹا جائیگا تمام چوریوں کے بدلے جبکہ اُس پر حد قائم نہ ہوئی ہو۔ اگر اس سے پہلے اُس پر حد قائم ہو چکی ہو پھر چوری کی جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے تو اب پھر کاٹنے کی سزا دی جائے گی ف

ف۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک دس درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ڈھال کی قیمت پر ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ڈھال کی قیمت دس درہم ہوتی تھی (ابن ابی شیبہ)۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی دینار یا تین درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور ان کے موقف کی تائید میں بھی مختلف احادیث موجود ہیں۔ اصل یہاں ڈھال کی قیمت ہے جو بعض حضرات کے نزدیک تین درہم اور بعض کے نزدیک دس درہم ہے۔

امام شافعی کے نزدیک پہلی دفعہ کی چوری پر دایاں ہاتھ، دوسری پر بایاں پیر، تیسری پر بایاں ہاتھ اور چوتھی پر دایاں پیر کاٹا جاتا ہے۔ تیسری چوری پر ہاتھ یا پیر کچھ بھی نہیں کاٹا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرے یا عمر بھر قید میں پڑا رہے۔ امام اعظم کی دلیل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس کے بندے کا ایک ہاتھ بھی نہ چھوڑوں جس سے وہ کھا سکے اور استنجا

۱۳۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّ أَبَا الزِّنَادِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَامِلاً لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَذَ نَاسًا فِي حِرَابَةٍ. وَلَمْ يَقْتُلُوا أَحَدًا. فَأَرَادَ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ أَوْ يَقْتُلَ. فَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي ذَلِكَ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: لَوْ أَخَذْتَ بِأَيْسَرِ ذَلِكَ.

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: الأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الَّذِي يَسْرِقُ أَمْتِعَةَ النَّاسِ. الَّتِي تَكُونُ مَوْضُوعَةً بِالأَسْوَاقِ مُحْرَزَةً. قَدْ أَحْرَزَهَا أَهْلُهَا فِي أَوْعِيَتِهِمْ. وَضَمُّوا بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ: إِنَّهُ مَنْ سَرَقَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا مِنْ حِرْزِهِ. فَبَلَغَ قِيمَتُهُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ. فَإِنَّ عَلَيْهِ الْقَطْعَ. كَانَ صَاحِبُ الْمَتَاعِ عِنْدَ مَتَاعِهِ أَوْ لَمْ يَكُنْ. لَيْلاً ذَلِكَ أَوْ نَهَارًا.

قَالَ مَالِكٌ، فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ: كَيْفَ تُقْطَعُ يَدُهُ وَقَدْ أُخِذَ الْمَتَاعُ مِنْهُ وَدُفِعَ إِلَى صَاحِبِهِ؟ فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الشَّارِبِ يُوجَدُ مِنْهُ رِيحُ الشَّرَابِ الْمُسْكِرِ وَلَيْسَ بِهِ سُكْرٌ. فَيُجْلَدُ الْحَدَّ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الَّذِي يَسْرِقُ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ الْقَطْعُ ثُمَّ يُوجَدُ مَعَهُ مَا سَرَقَ فَيُرَدُّ إِلَى صَاحِبِهِ: إِنَّهُ تُقْطَعُ يَدُهُ.

قَالَ: وَإِنَّمَا يُجْلَدُ الْحَدَّ فِي مُسْكِرٍ إِذَا شَرِبَهُ وَإِنْ لَمْ يُسْكِرْهُ. وَذَلِكَ أَنَّهُ إِنَّمَا شَرِبَهُ لِيُسْكِرَهُ. فَكَذَلِكَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي السَّرِقَةِ الَّتِي أُخِذَتْ مِنْهُ وَلَوْ لَمْ يَنْتَفِعْ بِهَا وَرَجَعَتْ إِلَى صَاحِبِهَا. وَإِنَّمَا سَرَقَهَا حِينَ سَرَقَهَا لِيَذْهَبَ بِهَا.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الْقَوْمِ يَأْتُونَ إِلَى الْبَيْتِ فَيَسْرِقُونَ مِنْهُ جَمِيعًا. فَيَخْرُجُونَ بِالْعِدْلِ يَحْمِلُونَهُ جَمِيعًا. أَوِ الصُّنْدُوقِ أَوِ الْخَشَبَةِ أَوْ بِالْمِكْتَلِ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ. مِمَّا يَحْمِلُهُ الْقَوْمُ جَمِيعًا: إِنَّهُمْ إِذَا أَخْرَجُوا ذَلِكَ مِنْ حِرْزِهِ وَهُمْ يَحْمِلُونَهُ جَمِيعًا. فَبَلَغَ ثَمَنُ مَا خَرَجُوا بِهِ مِنْ ذَلِكَ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ وَذَلِكَ ثَلاَثَةُ دَرَاهِمَ فَصَاعِدًا. فَعَلَيْهِمُ الْقَطْعُ جَمِيعًا.

ابو الزناد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے ایک عامل نے بعض ڈاکوؤں کو گرفتار کیا جنہوں نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا تو ارادہ کیا کہ اُن کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں یا اُنہیں قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ عمر بن عبد العزیز کے لیے اس بارے میں لکھا تو عمر بن عبد العزیز نے اُس کے لیے تحریر کیا کہ تم آسان بات کو اختیار کرو۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو لوگوں کی چیزیں چرائے اُس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر بازار میں وہ چیزیں محفوظ ہوں، مالک نے اُنہیں برتنوں میں رکھا ہوا ہو، تو ایسی محفوظ چیزوں کی قیمت کو جمع کر کے دیکھیں گے، اگر قیمت اِتنی ہو گی جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اُس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، خواہ مالک اپنی چیز کے پاس تھا یا نہ تھا، دن کا واقعہ ہو یا رات کا۔

امام مالک نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اِتنی مالیت کی چوری کی جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ پھر اُس سے مسروقہ مال برآمد ہو جائے اور وہ مالک کو لوٹا دے تب بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا: اگر کوئی کہے کہ مال لیکر مالک کو دیدینے کے بعد ہاتھ کیوں کاٹا جائیگا؟ اُسکی مثال شرابی جیسی ہے جس کے منہ سے شراب کی بُو آرہی ہو اور وہ نشے میں نہ ہو تب فرمایا کہ جب نشہ آور چیز پی تو حد جاری کی جائے گی اگرچہ نشہ نہ ہو۔ کیونکہ اُس نے نشے کے لیے ہی پی ہے، اِسی طرح اُس چور کا ہاتھ بھی کاٹا جائے گا جس سے مال واپس لے لیا جائے کہ اگرچہ وہ اُس سے فائدہ نہ اُٹھا سکا اور مالک کو لوٹا دیا لیکن اُس نے لے جانے کے لیے چرایا تھا۔

امام مالک نے اُن لوگوں کے بارے میں فرمایا جو مل جُل کر ایک گھر سے چوری کرتے ہیں۔ وہاں سے سامان مشترکہ اُٹھاتے ہیں یعنی صندوق، لکڑی یا زنبیل وغیرہ جسے وہ اُٹھا کر لے گئے۔ جب اُس گھر سے نکلے تو اکٹھے لے جا رہے تھے۔ اگر اُس چیز کی قیمت اِتنی ہوئی جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے یعنی تین درہم یا اِس سے زیادہ تو اُن سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ

کر سکے نیز ایک پیر بھی نہ چھوڑوں کہ وہ تھوڑا بہت چل پھر سکے۔ چنانچہ ان کی اس دلیل پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوا اور یہی فقہائے احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا مذہب ہے (اشعۃ اللمعات، جلد سوم) واللہ تعالیٰ اعلم۔

قَالَ : وَإِنْ خَرَجَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِمَتَاعٍ عَلَى حِدَتِهِ. فَمَنْ خَرَجَ مِنْهُمْ بِمَا تَبْلُغُ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ فَصَاعِدًا، فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ. وَمَنْ لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُمْ بِمَا تَبْلُغُ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ.

قَالَ يَحْيَى : قَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ إِذَا كَانَتْ دَارُ رَجُلٍ مُغْلَقَةً عَلَيْهِ، لَيْسَ مَعَهُ فِيهَا غَيْرُهُ. فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ، عَلَى مَنْ سَرَقَ مِنْهَا شَيْئًا، الْقَطْعُ. حَتَّى يَخْرُجَ بِهِ مِنَ الدَّارِ كُلِّهَا. وَذَلِكَ أَنَّ الدَّارَ كُلَّهَا هِيَ حِرْزُهُ. فَإِنْ كَانَ مَعَهُ فِي الدَّارِ سَاكِنٌ غَيْرُهُ. وَكَانَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ يُغْلِقُ عَلَيْهِ بَابَهُ، وَكَانَتْ حِرْزًا لَهُمْ جَمِيعًا، فَمَنْ سَرَقَ مِنْ بُيُوتِ تِلْكَ الدَّارِ شَيْئًا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ، فَخَرَجَ بِهِ إِلَى الدَّارِ، فَقَدْ أَخْرَجَهُ مِنْ حِرْزِهِ إِلَى غَيْرِ حِرْزِهِ. وَوَجَبَ عَلَيْهِ فِيهِ الْقَطْعُ

قَالَ مَالِكٌ : وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يَسْرِقُ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدِهِ : أَنَّهُ إِنْ كَانَ لَيْسَ مِنْ خَدَمِهِ وَلَا مِمَّنْ يَأْمَنُ عَلَى بَيْتِهِ ثُمَّ دَخَلَ سِرًّا فَسَرَقَ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدِهِ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ، فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ. وَكَذَلِكَ الْأَمَةُ، إِذَا سَرَقَتْ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدِهَا، لَا قَطْعَ عَلَيْهَا.

وَقَالَ، فِي الْعَبْدِ لَا يَكُونُ مِنْ خَدَمِهِ وَلَا مِمَّنْ يَأْمَنُ عَلَى بَيْتِهِ، فَدَخَلَ سِرًّا فَسَرَقَ مِنْ مَتَاعِ امْرَأَةِ سَيِّدِهِ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ : إِنَّهُ تُقْطَعُ يَدُهُ.

قَالَ، وَكَذَلِكَ أَمَةُ الْمَرْأَةِ. إِذَا كَانَتْ لَيْسَتْ بِخَادِمٍ لَهَا وَلَا لِزَوْجِهَا. وَلَا مِمَّنْ تَأْمَنُ عَلَى بَيْتِهَا. فَدَخَلَتْ سِرًّا. فَسَرَقَتْ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدَتِهَا مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ. فَلَا قَطْعَ عَلَيْهَا.

قَالَ مَالِكٌ : وَكَذَلِكَ أَمَةُ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا تَكُونُ مِنْ خَدَمِهَا، وَلَا مِمَّنْ تَأْمَنُ عَلَى بَيْتِهَا. فَدَخَلَتْ سِرًّا. فَسَرَقَتْ مِنْ مَتَاعِ زَوْجِ سَيِّدَتِهَا مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ، أَنَّهَا تُقْطَعُ يَدُهَا.

فرمایا کہ اگر ان میں سے ہر ایک نے مال لے کر اپنا راستہ لیا تو جس کے مال کی قیمت تین درہم یا اس سے زیادہ ہو گی اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جس کے مال مسروقہ کی قیمت تین درہم نہ نکلی اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

یحییٰ، امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر کسی گھر کے کئی کمرے ہوں جس میں وہ اکیلا رہتا ہو تو جس نے ایک کمرے سے چوری کی اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جب تک سارے کمروں سے باہر نہ لے جائے۔ کیونکہ سارا گھر ایک ہی پناہ گاہ ہے۔ اگر اس کے ساتھ دوسرے کمرے میں کوئی اور رہائش پذیر ہو اور ہر ایک کا اپنا دروازہ ہو تو ایک کی اپنی پناہ گاہ ہو گی تو جو ایک کمرے سے چیز چرائے گا اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا خواہ ایک کمرے سے دوسرے میں لے گیا۔ کیونکہ ایک پناہ گاہ سے دوسری میں لے گیا۔ لہٰذا اس پر اُس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جبکہ وہ اپنے آقا کے مال سے چرائے تو اگر وہ خدام اور گھر میں آنے جانے والوں سے نہیں ہے، پھر وہ چوری چھپے اپنے آقا کے گھر میں داخل ہوا اور اتنا مال چرایا جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اسی طرح لونڈی جب اپنے آقا کے مال سے چرائے تو اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

اور اس غلام کے متعلق فرمایا جو آقا کے خادموں اور گھر میں آنے جانے والوں سے نہ ہو، پھر چوری چھپے اندر داخل ہو کر آقا کی بیوی کا اتنا مال چرا لے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

فرمایا اور بیوی کی لونڈی جو اُس کی یا اُس کے خاوند کی خادمہ اور گھر میں آنے جانے والی نہ ہو، لہٰذا خفیہ اندر داخل ہو اور اپنی مالکن کے مال سے اِتنا چرا لے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اِسی طرح بیوی کی لونڈی جو اُس کی خادمہ یا گھر میں آنے جانے والی نہ ہو اور خفیہ اندر داخل ہو اور اپنی مالکن کے آقا کا اِتنا مال چرا لے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: وَكَذٰلِكَ الرَّجُلُ يَسْرِقُ مِنْ مَتَاعِ امْرَأَتِهِ، أَوِ الْمَرْأَةُ تَسْرِقُ مِنْ مَتَاعِ زَوْجِهَا مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ: إِنْ كَانَ الَّذِي سَرَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ مَتَاعِ صَاحِبِهِ، فِي بَيْتٍ سِوَى الْبَيْتِ الَّذِي يُغْلِقَانِ عَلَيْهِمَا. وَكَانَ فِي حِرْزٍ سِوَى الْبَيْتِ الَّذِي هُمَا فِيهِ. فَإِنَّ مَنْ سَرَقَ مِنْهُمَا مِنْ مَتَاعِ صَاحِبِهِ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ، فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ فِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ، فِي الصَّبِيِّ الصَّغِيرِ وَالْأَعْجَمِيِّ الَّذِي لَا يُفْصِحُ: أَنَّهُمَا إِذَا سُرِقَا مِنْ حِرْزِهِمَا أَوْ غَلْقِهِمَا، فَعَلَى مَنْ سَرَقَهُمَا الْقَطْعُ. وَإِنْ خَرَجَا مِنْ حِرْزِهِمَا وَغَلْقِهِمَا، فَلَيْسَ عَلَى مَنْ سَرَقَهُمَا قَطْعٌ.

قَالَ: إِنَّمَا هُمَا بِمَنْزِلَةِ حَرِيسَةِ الْجَبَلِ وَالثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الَّذِي يَنْبِشُ الْقُبُورَ: أَنَّهُ إِذَا بَلَغَ مَا أَخْرَجَ مِنَ الْقَبْرِ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ. فَعَلَيْهِ فِيهِ الْقَطْعُ.

وَقَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ أَنَّ الْقَبْرَ حِرْزٌ لِمَا فِيهِ. كَمَا أَنَّ الْبُيُوتَ حِرْزٌ لِمَا فِيهَا.

قَالَ: وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَطْعُ حَتَّى يَخْرُجَ بِهِ مِنَ الْقَبْرِ.

بَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ

٣- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ؛ أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ. فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ. فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ، مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ. فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَ. وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ. فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ. فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ». وَالْكَثَرُ الْجُمَّارُ. فَقَالَ الرَّجُلُ: فَإِنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخَذَ غُلَامًا لِي وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ آدمی بیوی کے مال سے یا بیوی اپنے خاوند کے مال سے اِتنا چرائے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اُن میں سے کسی بھی چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا اگر دونوں سے کسی رہائشی گھر کے علاوہ دوسرے گھر سے چوری کی یعنی جو گھر اُن کی پناہ گاہ ہے اُس کے علاوہ دوسرے سے اور ایک نے دوسرے کا اِتنا مال چرایا ہے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

امام مالک نے بچے اور غیر ملکی کے بارے میں فرمایا جو بات نہیں سمجھتا کہ اگر وہ گھر میں سے چوری کریں تو اُن میں سے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور اگر وہ چیز اُن کے گھر سے باہر تھی تو اُس چوری پر اُن کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

فرمایا کہ ان کا حکم پہاڑ پر پھرتی ہوئی بکری اور درخت پر لگے ہوئے پھلوں کا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کفن چور کا یہ حکم ہے کہ جب وہ قبر سے اِتنی مالیت کا کفن نکالے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس پر اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اور امام مالک نے فرمایا کہ قبر مُردے کی پناہ گاہ ہے جیسے زندہ لوگوں کے لیے اُن کے گھر۔

فرمایا اور اُس کا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں جب تک قبر سے نکال نہ لے۔

جن صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا

محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ کسی غلام نے ایک باغ سے پودا چرا کر اپنے آقا کے باغ میں لا لگایا۔ پودے والا ڈھونڈتا پھرا اور اُسے پا لیا۔ اُس نے مروان بن حکم کے ہاں غلام کی رپورٹ کر دی مروان نے غلام کو قید کر دیا اور غلام کا ہاتھ کاٹنا چاہا۔ غلام کا آقا حضرت رافع بن خدیج کی خدمت میں حاضر ہوا اور اِس بارے میں اُن سے پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ پھل اور پودے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔ یہ معاف ہیں۔ وہ شخص عرض گزار ہوا کہ میرے غلام کو مروان بن حکم نے پکڑا ہے اور وہ اُس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ

وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ تَمْشِيَ مَعِيَ اِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَمَشٰى مَعَهُ رَافِعٌ اِلٰى مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ. فَقَالَ اَخَذْتَ غُلَامًا لِهٰذَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: فَمَا اَنْتَ صَانِعٌ بِهِ؟ قَالَ اَرَدْتُ قَطْعَ يَدِهِ. فَقَالَ لَهُ رَافِعٌ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ" فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَاُرْسِلَ.

۳۳- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ. اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَضْرَمِيِّ جَاءَ بِغُلَامٍ لَهُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَقَالَ لَهُ: اقْطَعْ يَدَ غُلَامِي هٰذَا. فَاِنَّهُ سَرَقَ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَاذَا سَرَقَ؟ فَقَالَ سَرَقَ مِرْاٰةً لِامْرَاَتِي. ثَمَنُهَا سِتُّوْنَ دِرْهَمًا. فَقَالَ عُمَرُ: اَرْسِلْهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ. خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ.

۳۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ اَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ اُتِيَ بِاِنْسَانٍ قَدِ اخْتَلَسَ مَتَاعًا. فَاَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ. فَاَرْسَلَ اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْاَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ. لَيْسَ فِي الْخُلْسَةِ قَطْعٌ.

۳۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ اَنَّهُ قَالَ: اَخْبَرَنِي اَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّهُ اَخَذَ نَبَطِيًّا قَدْ سَرَقَ خَوَاتِمَ مِنْ حَدِيْدٍ. فَحَبَسَهُ لِيَقْطَعَ يَدَهُ. فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَوْلَاةً لَهَا. يُقَالُ لَهَا اُمَيَّةُ. قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: فَجَاءَتْنِي وَاَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ. فَقَالَتْ تَقُوْلُ لَكَ خَالَتُكَ عَمْرَةُ: يَا ابْنَ اُخْتِي اَخَذْتَ نَبَطِيًّا فِي شَيْءٍ يَسِيْرٍ ذُكِرَ لِي. فَاَرَدْتَ قَطْعَ يَدِهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَتْ: فَاِنَّ عَمْرَةَ تَقُوْلُ لَكَ. لَا قَطْعَ اِلَّا فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا. قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ. فَاَرْسَلْتُ النَّبَطِيَّ.

قَالَ مَالِكٌ، وَالْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي اعْتِرَافِ الْعَبِيْدِ؛ اَنَّهُ مَنِ اعْتَرَفَ مِنْهُمْ عَلٰى نَفْسِهِ بِشَيْءٍ يَقَعُ

میرے ساتھ اُن کے پاس تشریف لے چلیں ساتھ جو حدیث آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے وہ انہیں بتائیں حضرت رافع ان کے ساتھ مروان بن حکم کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: یہ غلام تم نے پکڑا ہے؟ کہا ہاں۔ فرمایا کہ تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟ کہا میں اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہوں۔ حضرت رافع نے اُن سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ پھل اور پودے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ چنانچہ مروان نے حکم دیا کہ غلام کو چھوڑ دو۔

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن الحضرمی اپنے ایک غلام کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹ دیجئے کیونکہ اس نے چوری کی ہے۔ حضرت عمر نے اُن سے فرمایا کہ چرایا کیا ہے؟ کہا کہ میری بیوی کا آئینہ چرایا ہے جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ تمہارے ہی خادم نے تمہارا مال چرایا ہے۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ مروان بن حکم کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے کسی کا مال اُچک لیا تھا، لہٰذا اُس کا ہاتھ کاٹنا چاہا پھر حضرت زید بن ثابت سے اس کا حکم پوچھنے کے لیے آدمی بھیجا تو حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ اُچکے کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ایک نبطی کو پکڑا جس نے لوہے کی انگوٹھیاں چرائی تھیں۔ اُسے قید کر کے چاہا کہ اس کا ہاتھ کاٹیں چنانچہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اُن کے پاس اپنی مولاۃ کو بھیجا جس کو اُمیّہ کہا جاتا تھا۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ وہ میرے پاس آئی جبکہ میں لوگوں میں بیٹھا تھا۔ اور کہا کہ آپ کی خالہ عمرہ نے فرمایا ہے کہ اے میرے بھانجے! تم نے جو کسی نبطی کو معمولی سی چیز کے بدلے پکڑا ہے تو تم اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا، ہاں۔ کہا کہ حضرت عمرہ نے آپ کے لیے فرمایا ہے کہ ہاتھ نہیں کاٹا جاتا مگر چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ پھر میں نے نبطی کو چھوڑ دیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے اعتراف کی صورت میں یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ اُن میں سے جو بھی ایسے جرم کا اعتراف کرے

الحَدُّ وَالْعُقُوبَةُ فِيهِ فِي جَسَدِهِ . فَإِنَّ اعْتِرَافَهُ جَائِزٌ عَلَيْهِ ، وَلَا يُتَّهَمُ أَنْ يُوقِعَ عَلَى نَفْسِهِ هٰذَا .

قَالَ مَالِكٌ : وَأَمَّا مَنِ اعْتَرَفَ مِنْهُمْ بِأَمْرٍ يَكُونُ غُرْمًا عَلَى سَيِّدِهِ ، فَإِنَّ اعْتِرَافَهُ غَيْرُ جَائِزٍ عَلَى سَيِّدِهِ .

قَالَ مَالِكٌ : لَيْسَ عَلَى الْأَجِيرِ وَلَا عَلَى الرَّجُلِ يَكُونَانِ مَعَ الْقَوْمِ يَخْدُمَانِهِمْ ، إِنْ سَرَقَاهُمْ قَطْعٌ ، لِأَنَّ حَالَهُمَا لَيْسَتْ بِحَالِ السَّارِقِ . وَإِنَّمَا حَالُهُمَا حَالُ الْخَائِنِ . وَلَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ .

قَالَ مَالِكٌ ، فِي الَّذِي يَسْتَعِيرُ الْعَارِيَةَ فَيَجْحَدُهَا : إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ . وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ دَيْنٌ فَجَحَدَهُ ذٰلِكَ . فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِيمَا جَحَدَهُ قَطْعٌ .

قَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي السَّارِقِ يُوجَدُ فِي الْبَيْتِ . قَدْ جَمَعَ الْمَتَاعَ وَلَمْ يَخْرُجْ بِهِ : إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ وَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ خَمْرًا لِيَشْرَبَهَا فَلَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ . وَمَثَلُ ذٰلِكَ رَجُلٌ جَلَسَ مِنِ امْرَأَةٍ مَجْلِسًا . وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُصِيبَهَا حَرَامًا . فَلَمْ يَفْعَلْ وَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ مِنْهَا . فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَيْضًا ، فِي ذٰلِكَ ، حَدٌّ .

قَالَ مَالِكٌ : الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عِنْدَنَا : أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخُلْسَةِ قَطْعٌ . بَلَغَ ثَمَنُهَا مَا يُقْطَعُ فِيهِ أَوْ لَمْ يَبْلُغْ .

جس کی حد یا سزا اُس کے جسم پر واقع ہوگی تو اُس اعتراف کو درست مانا جائے گا اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ اُس نے اپنے آپ پر الزام لگایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب غلام ایسی بات کا اعتراف کرے جس کا تاوان اُس کے آقا پر آئے تو یہ اعتراف اُس کے آقا پر درست نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مزدور یا وہ آدمی چوری کرے جو خدام سے ہو تو اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ وہ چور کی طرح نہیں ہے، اُس کا حال خائن جیسا ہے اور خائن کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو کوئی چیز عاریۃً لے کر انکار کر دے تو اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کا دوسرے پر قرض ہو۔ پھر مقروض اِس بات کا انکار کر دے تو اِس انکار کی وجہ سے اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ چور گھر میں پایا گیا، اُس نے سامان اکٹھا کیا لیکن گھر سے باہر نہیں نکلا تو اُس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اِس کی مثال اُس شخص جیسی ہے جس نے پینے کے لیے شراب کا پیالہ سامنے رکھا لیکن پیا نہیں، لہٰذا اُس پر حد نہیں ہے یا اِس کی مثال یہ بھی ہے کہ ایک آدمی کسی عورت کے پاس بیٹھا تاکہ اُس سے حرام فعل کرے لیکن کیا نہیں اور وہاں تک نوبت نہیں پہنچی تو اِس میں بھی اُس پر حد نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ اُچک لینے کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں خواہ اُس کی قیمت اتنی ہو جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے یا اُتنی نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

کتاب الاشربہ

بَابُ الْحَدِّ فِي الْخَمْرِ

خمر کی حد کا بیان

١۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ فُلَانٍ رِيحَ شَرَابٍ، فَزَعَمَ أَنَّهُ شَرَابُ الطِّلَاءِ. وَأَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ. فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ. فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ تَامًّا.

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے فلاں سے شراب کی بدبو آتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ شراب طلاء ہے میں پوچھتا ہوں کہ اس کے پینے سے اگر نشہ ہوتا ہو تو اس پر حد جاری کروں۔ چنانچہ حضرت عمر نے اس پر پوری حد جاری کی۔

٢۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ. فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: نَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ. فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ. وَإِذَا سَكِرَ هَذَى. وَإِذَا هَذَى افْتَرَى. أَوْ كَمَا قَالَ. فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِينَ.

ثور بن زید دیلی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے شراب کے بارے میں مشورہ کیا جس کو لوگ پیتے تھے۔ حضرت علی نے ان سے کہا کہ میرے نزدیک اسّی کوڑے مارنے مناسب ہیں کیونکہ جب شراب پئے گا تو مست ہو جائیگا مست ہو گا بیہودہ باتیں کرے گا اور بیہودہ باتیں کرے گا تو بہتان باندھے گا، یا جو کچھ فرمایا۔ چنانچہ حضرت عمر نے خمر میں اسّی کوڑے مقرر کئے۔

٣۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْعَبْدِ فِي الْخَمْرِ. فَقَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ عَلَيْهِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ. وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، قَدْ جَلَدُوا عَبِيدَهُمْ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ.

ابن شہاب سے خمر میں غلام کی حد کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آزاد کی نسبت خمر میں غلام پر آدھی حد ہے اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبد اللہ بن عمر اپنے غلاموں کو شراب کی حد میں نصف کوڑے مارتے تھے۔

ف۔ شرابی کو اسّی درے مارنے کی سزا حضرت عمر نے صحابہ کرام کے مشورے سے مقرر فرمائی جس پر ان تمام حضرات کا اجماع منعقد ہوا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ چونکہ ان بزرگوں کا اجماع سب کے نزدیک حجت ہے لہٰذا تمام فقہاء کا اسی پر اتفاق ہے واللہ تعالیٰ اعلم

٤ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا اللَّهُ يُحِبُّ أَنْ يُعْفَى عَنْهُ مَا لَمْ يَكُنْ حَدًّا.

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا، أَنَّ كُلَّ مَنْ شَرِبَ شَرَابًا مُسْكِرًا، فَسَكِرَ أَوْ لَمْ يَسْكَرْ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

یحیی بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حد کے سوا ہر گناہ کے متعلق اللہ تعالے یہ چاہتا ہے کہ معاف کر دیا جائے ۔

یحیی، امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ سنت ہے کہ جس نے نشہ آور شراب پی۔ اب خواہ اسے نشہ ہو یا نہ ہو اس پر حد جاری کرنا واجب ہو گیا ۔

باب ٢ مَا يُنْهَى أَنْ يُنْبَذَ فِيهِ

٥ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ. فَانْصَرَفَ قَبْلَ أَنْ أَبْلُغَهُ. فَسَأَلْتُ مَاذَا قَالَ؟ فَقِيلَ لِي: نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.

٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.

جن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ کسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں آپ کی جانب بڑھا تو میرے پہنچنے سے پہلے آپ فارغ ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا؟ مجھے بتایا گیا کہ آپ نے تونبے اور مرتبان میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا ہے ۔

عبدالرحمن بن یعقوب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تونبے اور مرتبان میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا ہے۔

باب ٣ مَا يُكْرَهُ أَنْ يُنْبَذَ جَمِيعًا

٧ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا، وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا.

٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحُبَابِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا، وَالزَّهْوُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَهُوَ الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا. أَنَّهُ يُكْرَهُ ذَلِكَ لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ.

جن دو چیزوں کو ملا کر نبیذ نہ بنائی جائے

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدر اور پکی کھجوروں کو ملا کر یا کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

عبدالرحمن بن حباب انصاری نے حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کھجور اور کشمش کے مشترکہ شیرہ سے منع فرمایا ہے اور اسی طرح گدر اور پکی کھجوروں کو ملا کر بنانے سے ۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے اہل علم کا ہمیشہ سے اسی پر عمل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔

باب۴ تَحْرِیْمِ الْخَمْرِ

۹۔ وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ؟ فَقَالَ "كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ"

شراب کا حرام ہونا

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبع نامی شراب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہر وہ شراب جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔

۱۰۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْغُبَیْرَاءِ؟ فَقَالَ "لَا خَیْرَ فِیْهَا" وَنَهٰی عَنْهَا۔

قَالَ مَالِكٌ، فَسَاَلْتُ زَیْدَ بْنَ اَسْلَمَ، مَا الْغُبَیْرَاءُ؟ فَقَالَ: هِیَ الْاُسْكُرْكَةُ۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے غُبیرہ نامی شراب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں اور اس سے منع فرمایا۔

امام مالک کا بیان ہے کہ میں نے زید بن اسلم سے پوچھا کہ غُبیرہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک نشہ آور مشروب ہے۔

۱۱۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ لَمْ یَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِی الْاٰخِرَةِ"۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں شراب پی اور اس سے توبہ نہ کی تو آخرت میں شراب اس پر حرام ہوگی۔

باب۵ جَامِعِ تَحْرِیْمِ الْخَمْرِ

۱۲۔ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِیِّ، اَنَّهُ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا یُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، اَهْدٰی رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاوِیَةَ خَمْرٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا؟" فَقَالَ لَا۔ فَسَارَّهُ رَجُلٌ اِلٰی جَنْبِهِ۔ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "بِمَ سَارَرْتَهُ؟" فَقَالَ: اَمَرْتُهُ اَنْ یَبِیْعَهَا. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الَّذِیْ حَرَّمَ شُرْبَهَا، حَرَّمَ بَیْعَهَا"، فَفَتَحَ الرَّجُلُ الْمَزَادَتَیْنِ. حَتّٰی ذَهَبَ مَا فِیْهِمَا۔

شراب کی حرمت کے متعلق دیگر روایات

ابن وعلہ مصری نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انگور کی شراب کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مشک شراب کا تحفہ پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام فرمایا ہے؟ عرض کی، نہیں۔ پہلو کے ایک آدمی نے اس سے سرگوشی کی۔ آپ نے پوچھا کہ تم نے کیا سرگوشی کی ہے؟ عرض گزار ہوا کہ میں نے اسے بیچنے کے لیے کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جس نے اس کا پینا حرام کیا اس نے بیچنا بھی حرام فرمایا ہے۔ اس آدمی نے مشک کا منہ کھول دیا یہاں تک کہ ساری شراب بہہ گئی۔

۱۳۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ اَسْقِیْ اَبَا عُبَیْدَةَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت ابو طلحہ انصاری اور حضرت ابی بن کعب

بْنَ الْجَرَّاحِ، وَأَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، شَرَابًا مِنْ فَضِيخٍ وَتَمْرٍ. قَالَ: فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ. فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أَنَسُ، قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا. قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى تَكَسَّرَتْ.

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ قَدِمَ الشَّامَ، شَكَا إِلَيْهِ أَهْلُ الشَّامِ وَبَاءَ الْأَرْضِ وَثِقَلَهَا. وَقَالُوا: لَا يُصْلِحُنَا إِلَّا هَذَا الشَّرَابُ. فَقَالَ عُمَرُ: اشْرَبُوا هَذَا الْعَسَلَ. قَالُوا: لَا يُصْلِحُنَا الْعَسَلُ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ: هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ مِنْ هَذَا الشَّرَابِ شَيْئًا لَا يُسْكِرُ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَطَبَخُوهُ حَتَّى ذَهَبَ مِنْهُ الثُّلُثَانِ وَبَقِيَ الثُّلُثُ. فَأَتَوْا بِهِ عُمَرَ. فَأَدْخَلَ فِيهِ عُمَرُ إِصْبَعَهُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ فَتَبِعَهَا يَتَمَطَّطُ. فَقَالَ: هَذَا الطِّلَاءُ. هَذَا مِثْلُ طِلَاءِ الْإِبِلِ. فَأَمَرَهُمْ عُمَرُ أَنْ يَشْرَبُوهُ. فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: أَحْلَلْتَهَا وَاللَّهِ. فَقَالَ عُمَرُ: كَلَّا وَاللَّهِ. اللَّهُمَّ إِنِّي لَا أُحِلُّ لَهُمْ شَيْئًا حَرَّمْتَهُ عَلَيْهِمْ، وَلَا أُحَرِّمُ شَيْئًا أَحْلَلْتَهُ لَهُمْ.

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالُوا لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّا نَبْتَاعُ مِنْ ثَمَرِ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ، فَنَعْصِرُهُ خَمْرًا، فَنَبِيعُهَا. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتَهُ وَمَنْ سَمِعَ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، أَنِّي لَا آمُرُكُمْ أَنْ تَبِيعُوهَا، وَلَا تَبْتَاعُوهَا، وَلَا تَعْصِرُوهَا، وَلَا تَشْرَبُوهَا، وَلَا تَسْقُوهَا، فَإِنَّهَا رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ.

کو گدر اور خشک کھجوروں کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آدمی آنے والے نے آکر کہا کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ حضرت ابو طلحہ نے فرمایا: اے انس! کھڑے ہو کر اس گھڑے کو پھوڑ دو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں موسل کی طرف گیا اور وہ گھڑے کے پیٹ پر مارا کہ وہ پھوٹ گیا۔

محمود بن لبید انصاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام تشریف لے گئے تو اہلِ شام نے علاقائی وبا اور آب و ہوا کے بھاری ہونے کی شکایت کی اور کہا کہ صرف اس شراب سے ہم تندرست رہتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ شہد پیا کرو۔ عرض کی کہ شہد ہمارے موافق نہیں آتا۔ اُسی علاقے کے ایک آدمی نے کہا کہ ہم آپ کے لیے ایسی شراب بنا کر لائیں جو نشہ آور نہ ہو؟ فرمایا، ہاں۔ پس انھوں نے شیرہ پکایا۔ یہاں تک کہ دو تہائی جل گیا اور ایک تہائی باقی رہ گیا۔ حضرت عمر نے اُس میں انگلی داخل کر کے ہاتھ اوپر اٹھایا تو اُس کا تار بندھ گیا۔ فرمایا کہ یہ کاڑھا تو اونٹ کے کاڑھے کی طرح ہے۔ پس حضرت عمر نے اُس کے پینے کا حکم دیا۔ حضرت عبادہ بن صامت نے کہا کہ خدا کی قسم، آپ نے تو اسے حلال کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔ اے اللہ! میں کسی چیز کو حلال نہیں کرتا جس کو تو نے لوگوں پر حرام کیا اور اُن پر کسی چیز کو حرام نہیں کرتا جس کو تو نے اُن کے لیے حلال فرمایا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عراق کے کچھ لوگوں نے اُن سے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! ہم کھجوریں اور انگور خریدتے ہیں اور اُن سے شراب نچوڑ کر بیچتے ہیں؟ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں تمہارے اوپر اللہ کو، اُس کے فرشتوں کو اور جتنے جن و انس سن رہے ہیں اُن سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں تمہیں اس کے بیچنے، خریدنے، نچوڑنے، پینے اور پلانے کا حکم نہیں دیتا کیونکہ یہ ناپاک ہے اور شیطانی عمل۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْجَامِعِ

کتاب الجامع

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَدِيْنَةِ وَاَهْلِهَا

مدینہ اور اہل مدینہ کے حق میں دعا

۱. وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ:-

یحیٰی بن یحیٰی نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا:-

حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ. عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ. وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ"، يَعْنِيْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- اے اللہ! انہیں ان کے پیمانوں میں برکت دے اور انہیں ان کے صاع اور مُد میں برکت دے یعنی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کو۔

۲. وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ؛ اَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَاِذَا اَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا. وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا. وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا. وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا. اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ. وَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. وَاِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ. وَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ، وَمِثْلِهِ مَعَهُ" ثُمَّ يَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ. فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اُسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے لے کر یوں دعا کرتے:- اے اللہ! ہمیں ہمارے پھلوں میں برکت دے اور ہمیں ہمارے شہر میں برکت دے اور ہمیں ہمارے صاع میں برکت دے اور ہمیں ہمارے مُد میں برکت دے۔ اے اللہ! بیشک ابراہیم تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور بیشک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے دعا کی اور میں تجھ سے مدینہ منورہ کے لیے دعا کرتا ہوں جتنی انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے تجھ سے دُعا کی نیز اتنی ہی مزید۔ پھر کسی چھوٹے بچے کو دیکھ کر بلاتے اور وہ پھل اُسے مرحمت فرما دیتے ف

ف۔ یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے والہانہ لگاؤ کا زندہ ثبوت ہے کہ ہر نئے پھل کو پہلے بارگاہِ رسالت میں پیش کرتے تھے حالانکہ پروردگار عالم نے انہیں ایسا کرنے کا کوئی واضح حکم نہیں دیا تھا لیکن وہ حضرات کر رہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ وَالْخُرُوجِ مِنْهَا
مدینہ منورہ میں رہنے اور اس سے نکلنے کا بیان

۳۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ قَطَنِ بْنِ وَهْبِ بْنِ — یحنّس مولیٰ زبیر بن عوام سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر

کیونکہ اولاً تو یہ منبع خیر و برکت سے اکتساب فیض کا ایک ذریعہ تھا اور ثانیاً تعزروہ توقروہ کے حکم پر عمل کیا جا رہا تھا۔ اس عمل سے امت محمدیہ کو معلوم ہو گیا کہ اس شہنشاہ عالی وقار کے بعد حصول برکت کے لیے اس کے نائبوں کی خدمت میں نذرانے پیش کرنا سنت صحابہ، رضائے مصطفیٰ اور حکم خدا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ پھل بچوں اور لڑکوں کو عنایت فرما دیتے تھے کیونکہ بچوں کو ہر نئی چیز کی زیادہ تمنا ہوتی ہے معلوم ہوا کہ نذرانے جمع کرنے کے لیے نہیں ہوتے بلکہ مزورت مندوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی مدد کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ بزرگانِ دین کا لنگر جاری کرنا اسی وجہ سے ہوا کرتا تھا۔ اگر کوئی اسے ذخیرہ کرے اور اپنے آرام و راحت کا ذریعہ بنائے تو دنیا کی دولت اور آرام و راحت سے ایسا لگاؤ رکھنے والا بزرگ حقیقت میں بزرگ نہیں اور نہ اسے نذرانے دینے کی وہ افادیت جو حقیقت میں نذرانوں سے مقصود ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب نیا پھل پیش کیا جاتا تو بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے کہ ایسے مواقع پر پیش کرنے والے اور دوسرے لوگوں کے لیے خدائے ذوالمنن سے خیر و برکت طلب کرے۔ ساتھ ہی وَمِثْلَهُ مَعَهُ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ پروردگار عالم نے یقیناً مدینہ منورہ کے اندر مکہ مکرمہ سے دو چند خیر و برکت رکھی ہو گی کیونکہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا خدا نے ضرور قبول فرمائی ہو گی جبکہ اس دعا کی کیفیت یہ ہوتی تھی۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

ف۔ مدینہ منورہ کی محبت ہر صاحب ایمان کے دل میں موجزن رہتی ہے۔ حبیبِ خدا اور محبوبِ کائنات جب تک مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے تو کائنات ارضی و سماوی کا ہر فرد ادھر متوجہ رہا بلکہ خود خالق کائنات بھی اسی جانب توجہ فرماتا رہا اور جب اس رحمتِ دو عالم نے مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا تو سب کی نگاہوں کا مرکز مدینہ منورہ ہو گیا کیونکہ کونین کی ساری بہار اسی محبوبِ پروردگار کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ وہ جہاں بھی جلوہ افروز ہوں وہی مقام مدینہ منورہ ہے اور اسی کی جانب سب کی نگاہیں سمٹ سمٹا کر مرکوز ہو جاتی ہیں۔

عشق رسول کی منہ بولتی تصویر، دشمنانِ رسول اور گندم نما جو فروش قسم کے مدعیانِ علم و عرفان کا عمر بھر محاسبہ کرنے والا محمدی کچھار کا شیر اور چودھویں صدی میں سرمایۂ ملت کا عدیم المثال نگہبان یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) وہ یوں بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے:۔

سایۂ دیوار و خاکِ در ہو یا رب اور رضا
خواہش دیہیم قیصر، شوق تخت جم نہیں

مولانا کرامت علی شہیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی منہ مانگی مراد پائی۔ انکی دعا بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل کر گئی

بقیہ

عُمَيْرِ بْنِ الْأَجْدَعِ: أَنَّ يُحَنِّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ. فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ. فَقَالَتْ: إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ. فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: اقْعُدِي لُكَعُ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا أَحَدٌ، إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ".

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس زمانۂ فتنہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کی مولاۃ اُن کو سلام کرنے کو آئی اور کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! میں یہاں سے نکلنا چاہتی ہوں کیونکہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اُس سے فرمایا کہ بیٹھی رہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ نہیں صبر کرے گا کوئی اس کی مصیبتوں اور سختیوں پر مگر میں اُس کی شفاعت کروں گا یا قیامت کے روز اس کی گواہی دوں گا۔

۴۔ وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ. فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ. فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي. فَأَبَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى. ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى. فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا. وَيَنْصَعُ طِيبُهَا".

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسلام پر بیعت کی۔ اعرابی کو مدینہ منورہ میں بخار آنے لگا۔ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا:۔ یا رسول اللہ! میری بیعت توڑ دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار فرمایا۔ دوبارہ آکر کہا کہ میری بیعت توڑ دیجئے تو آپ نے انکار فرمایا۔ سہ بارہ آکر کہا کہ میری بیعت توڑ دیجئے تو آپ نے انکار فرمایا۔ پس اعرابی باہر نکل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کو نکال پھینکتی اور زرِ خالص کو رکھتی ہے۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

جنہوں نے بارگاہِ رسالت میں اپنی خواہش کا یوں اظہار کیا تھا:۔

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۷۹ھ) جیسے قافلہ سالارِ عاشقانِ رسول نے جب فریضۂ حج ادا کر لیا تو پھر نفلی حج کرنے کبھی نہ گئے کہ مبادا راستے میں یا مکہ مکرمہ کے اندر آخری وقت آجائے۔ وہ ساری عمر پھر مدینہ منورہ سے دُور نہیں گئے کہ جب بھی موت آئے تو مدینہ منورہ میں آئے اور حضور کے قدموں میں دفن ہونا نصیب ہو۔ زیرِ نظر روایت کو دیکھیے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۱۰۱ھ) مدینہ منورہ سے جاتے ہوئے اشک بار ہو کر اس کی طرف دیکھتے اور ساتھی سے فرماتے ہیں کہ کہیں ہمارا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جائے جنہیں مدینہ منورہ اپنے اندر رہنے نہیں دیتا بلکہ نکال دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي وَفَاةً وَشَهَادَةً فِي بَلَدِ رَسُولِكَ یعنی اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر میں وفات اور شہادت نصیب فرما۔ اسی لیے اس سراپا معصیت اور ذرّہ ناچیز نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا ہے۔

مدینے میں دو گز زمیں مجھ کو دے دو
نہ دو حور و غلماں مدینے کے والی

٥ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ «أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ. يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ. تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ».

٦ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَا يَخْرُجُ أَحَدٌ مِنَ الْمَدِينَةِ رَغْبَةً عَنْهَا، إِلَّا أَبْدَلَهَا اللهُ خَيْرًا مِنْهُ».

٧ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ «تُفْتَحُ الْيَمَنُ. فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ. وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. وَتُفْتَحُ الشَّامُ. فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّونَ. فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ. وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ. وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ. فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّونَ. فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ. وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ».

٨ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ حِمَاسٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَتُتْرَكَنَّ الْمَدِينَةُ عَلَى أَحْسَنِ مَا كَانَتْ. حَتَّى يَدْخُلَ الْكَلْبُ أَوِ الذِّئْبُ فَيُغَذِّي عَلَى بَعْضِ سَوَارِي الْمَسْجِدِ. أَوْ عَلَى الْمِنْبَرِ». فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ. فَلِمَنْ تَكُونُ الثِّمَارُ ذَلِكَ الزَّمَانَ؟ قَالَ «لِلْعَوَافِي. الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ».

٩ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَبَكَى. ثُمَّ قَالَ: يَا مُزَاحِمُ. أَتَخْشَى أَنْ نَكُونَ مِمَّنْ نَفَتِ الْمَدِينَةُ؟

بَابُ ٣ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الْمَدِينَةِ

١٠ - حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم ہوا ہے جو بہت سی بستیوں کو کھا جائے گی۔ لوگ اُسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے۔ بُرے آدمیوں کو یوں نکال دیتی ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو نکالتی ہے۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو آدمی مدینہ منورہ سے منہ پھیر کر نہیں نکلتا تو اللہ تعالیٰ اِسے اُس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت سفیان بن ابوزہیر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ یمن فتح ہوگا پس کچھ لوگ ٹہلتے ہوئے آئیں گے تو اپنے گھر والوں اور حلقۂ اثر کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ شام فتح ہوگا پس کچھ لوگ ٹہلتے ہوئے آئیں گے تو اپنے گھر والوں اور حلقۂ اثر کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ عراق فتح ہوگا، پس کچھ لوگ ٹہلتے ہوئے آئیں گے تو اپنے گھر والوں اور حلقۂ اثر کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم مدینہ کو ضرور اچھی حالت میں چھوڑ جاؤ گے یہاں تک کہ کتا یا بھیڑیا داخل ہو کر مسجد کے کسی ستون کے پاس یا منبر پر پیشاب کرے گا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اُس زمانے میں پھل کس کے لیے ہوں گے؟ فرمایا کہ بھوکے پرندوں اور درندوں کے لیے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ منورہ سے نکلے تو اُس کی طرف دیکھ کر روئے پھر کہا، اے مزاحم کیا تم ڈرتے ہو کہ ہم اُن لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینہ منورہ نے نکال دیا ہو؟

مدینہ طیبہ کی حرمت کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهٗ اُحُدٌ. فَقَالَ: "هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ. اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ. وَاَنَا اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا"

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوہ احد کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں دونوں کناروں کی درمیانی جگہ کو حرم بنانا چاہتا ہوں

ف۔ اس حدیث میں حرم بنانے کی زبان رسالت سے نسبت قابل غور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہے ہیں کہ مکہ مکرمہ کو میرے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم بنایا اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں یہ اعزازی اختیار ہیں جو پروردگار عالم اپنے مقبول بندوں کو عطا فرماتا ہے اور اسی اعزازی اختیار کی بنا پر مجازاً ان کی طرف بھی ایسے امور کی نسبت کر دی جاتی ہے جس کی قرآن و حدیث میں اتنی مثالیں موجود ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

بتدمین زمانہ سے بعض لوگ مقربین بارگاہ الٰہیہ کے علوم و اختیارات کے نام سے ہی جل بھن جاتے ہیں اور ایڑی سے چوٹی بلکہ اپنے مہاتما گاندھی کی لنگوٹی تک کا زور اس بات پر لگا دیتے ہیں کہ کسی بڑی سے بڑی ہستی کو ایک عام انسان سے ذرا بھی کسی بات میں مختلف نہ سمجھا جائے اور اگر فرق بھی کیا جائے تو صرف اتنا ہی جتنا کہ چھوٹے بڑے بھائی میں ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک نبی اس ہستی کا نام ہے جس نے دینی مسائل کسی کتاب یا استاد سے نہیں سیکھے بلکہ اسے وحی کے ذریعے بتا دیئے گئے اور ان کی تبلیغ پر مامور فرما دیا گیا۔ گویا ان کی اصطلاح کے مطابق ایک نبی اور کسی مسجد کے ملاں جی میں وحی کے سوا اور کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔

اگرچہ قرآن و حدیث کے واضح نصوص ان حضرات کے اس غیر اسلامی نظریہ کی قطعاً تائید نہیں کرتے بلکہ صاف صریح طور پر اسے کلمۂ طیبہ سے انحراف اور عقیدۂ رسالت کا انکار قرار دیا ہے کیونکہ انبیائے کرام ہرگز خدا نہیں لیکن یقیناً خدا نما ہیں۔ یہ حضرات مظہر خدا ہوتے تھے جن کے کمالات سے خدا کی ذات و صفات کا تصور انسانوں کے ذہن میں سماتا تھا۔ ان اعزازی علوم و اختیارات کو شرک قرار دینا حقیقت میں اسلام سے مذاق، عقیدۂ رسالت کے خلاف ابلیسی شرارت اور عقیدۂ توحید کو مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں سے نکالنے کی خاطر پُر اسرار شیطانی سازش کے شوگر کوٹڈ کیپسول ہیں جن کو استعمال کرنے سے اسلامی عقیدۂ توحید و عقیدۂ رسالت کو آدمی اپنے ہاتھ سے دے بیٹھتا ہے غرضیکہ یوں دین کے نام پر آدمی ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر کے اپنے آپ کو مکمل بے دین بنا لیتا ہے اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا کہ یہ تو وہ مرض ہے جو شیطان کو لاحق ہوا تھا اور کہیں وہ دینداری کے پردے میں مجھے اپنے جیسا بنانے کی کوشش نہ کر رہا ہو توحید کی نام و نہاد علمبرداری نے اسے منصب نبوت کو نہ سمجھنے دیا اور گلے میں لعنت کا طوق پڑا۔ شیطان کے اسی نقش قدم پر چلنا حقیقت میں شیطان کے انجام کو اپنا مقدر بنانا نہیں تو اور کیا ہے؟

مقربین بارگاہ الٰہیہ کے عطائی و اعزازی اختیارات ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس کے انکار کی اسلام کے اندر قطعاً گنجائش نہیں ہے خود قرآن کریم کے اندر ایسی درجنوں آیات موجود ہیں جن کے اندر غیر خدا کی طرف ایسے اختیارات کی نسبت کی گئی ہے۔ یہاں ایسی تمام آیات کو نقل کرنے کی گنجائش نہیں بلکہ خاص اسی تحریم و تحلیل کے سلسلے میں دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک مقام پر پروردگار عالم نے اپنے حبیب سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یوں فرمایا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول، غیب کی خبریں دینے والے بے پڑھے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور

١١- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِينَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ"

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ اگر میں مدینہ منورہ میں ہرنوں کو چرتے دیکھوں تو انہیں نہیں چھیڑوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ ان دونوں کناروں کی درمیانی جگہ حرم ہے۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ

(۷ : ۱۵۷)

ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔

اس آیت میں حلال وحرام کرنے کی نسبت خود پروردگارِ عالم نے اپنے حبیب کی طرف فرمائی اور بتایا کہ میرا محبوب لوگوں کے سروں سے بوجھ اور گلوں سے پھندے اتار کر ان کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے جو فرمایا تھا دوسرے مقام پر قرآن کریم نے ان کے ارشادات کو یوں نقل فرمایا ہے:۔

اَنِّىْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــٴَــةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِىْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰٮةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

(۳ : ۴۹ - ۵۰)

میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اور میں مُردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں سے تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلے کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کردوں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ان دونوں آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے جن عطائی واعزازی اختیارات کو بیان فرمایا اور قرآن مجید انہیں نقل کیا وہ چشمِ بصیرت سے دیکھنے والے ہیں کہ اللہ کے ایک نبی جلیل القدر پیغمبر اور اولوالعزم رسول نے کیا فرمایا جبکہ وہ حضرت توحید کا علم بلند کرتے اور کفر وشرک کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے کے لیے اس دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ اگر ان عطائی واعزازی نسبتوں میں کفر وشرک کا ذرا بھی شائبہ ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی باتوں کی ہرگز اپنی جانب نسبت نہ کرتے اور نہ قرآن کریم میں ایسی نسبتوں کو برقرار رکھا جاتا جبکہ انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا:۔

۱۔ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی مورت تخلیق کرکے اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔

۲۔ میں مادرزاد اندھے کو بینائی عطا کر دیتا ہوں۔

۳۔ میں کوڑھی کو شفا بخش دیتا ہوں۔

۱۲۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یُوْسُفَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّهٗ وَجَدَ غِلْمَانًا قَدْ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ انہوں نے لومڑی کو

حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔

۴۔ میں خدا کے حکم سے مُردے کو زندہ کر دیتا ہوں۔

۵۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو۔

۶۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔

۷۔ میں تمہارے لیے بعض چیزوں کو حلال کرنے آیا ہوں جو پہلے تم پر حرام تھیں۔

ان نسبتوں کی حقیقت چشم بینا کو بھی ایمان کی روشنی میں ہی نظر آسکتی ہے کیونکہ حضرات انبیائے کرام کی شان کو وہی لوگ علی قدر مراتب دیکھ سکتے ہیں جو منصب نبوت کے قائل ہوں ورنہ جو سرے سے منصب نبوت و رسالت ہی کے قائل نہیں اور جنہیں ایک عام آدمی اور نبی کے اندر کوئی خاص فرق نظر ہی نہیں آتا وہ تو یہی سمجھیں گے کہ جس طرح سے ہمیں خدا کی طرف سے کوئی خاص علم و اختیار نہیں ملا اسی طرح انبیائے کرام کو بھی کچھ نہیں ملا ہو گا۔ دریں حالات قرآن کریم کے بار بار فرماتے، احادیث مطہرہ کے سینکڑوں بار دہرانے بتانے کے باوجود ان کا ذہن ان نسبتوں کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہو گا کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ایسی باتوں کو دیکھنے والی آنکھوں سے محروم کر لیا ہوتا ہے لہٰذا وہ ان نسبتوں کی من مانی اور دور از کار تاویلیں گھڑیں گے اور اللہ اور رسول پر اپنے معانی مفہومہ کی تہمت دھریں گے اور کسی طرح بھی تسلیم کرنے کی جانب رُخ سیدھا نہیں کریں گے کیونکہ۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

چونکہ بات زیر بحث یہ ہے کہ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو حرم بنانے کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف فرمائی اور مدینہ منورہ کو حرم بنانے کی نسبت اپنی جانب۔ لہٰذا مناسب نظر آتا ہے کہ مدینہ طیبہ کو حرم بنانے کی چند دیگر حدیثیں اور پیش کر دی جائیں جن سے اہل ایمان کی آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور ملے۔ ان کی کشت دین لہلہائے اور گلشن ایمان بہاروں سے ہمکنار ہو جائے۔ اَقُوْلُ بِعَوْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے:۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا۔ (بخاری، مسلم، احمد، طحاوی) اے اللہ! بیشک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں (مدینہ طیبہ کے) ان دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ کو حرم بناتا ہوں

۲۔ حضرت عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَدَعَا لِاَھْلِھَا وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ کَمَا حَرَّمَ اِبْرَاھِیْمُ مَکَّۃَ وَاِنِّیْ دَعَوْتُ فِیْ صَاعِھَا وَمُدِّھَا بِمِثْلَیْ مَا دَعَا بِهٖ اِبْرَاھِیْمُ لِاَھْلِ مَکَّۃَ۔ (بخاری و مسلم) بیشک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم بنا دیا اور اس کے باشندوں کے لیے دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا جس طرح انہوں نے مکہ مکرمہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دگنی برکت کی دعا کی جو انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی۔ الٰہی! بیشک حضرت

اَلْجَؤُا لَعَلَّبَا اِلٰی زَاوِیَۃٍ. فَطَرَدَھُمْ عَنْہُ.

ایک کونے میں گھیر رکھا تھا۔ انہوں نے اُسے چھڑا دیا۔

قَالَ مَالِکٌ: لَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّہٗ قَالَ: اَنِّیْ حَرَمُ رَسُوْلِ

حاشیہ صفحہ گذشتہ

ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا اَللّٰھُمَّ اَنَا عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا ——— (بخاری و مسلم) الٰہی! اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ میں مدینہ طیبہ کی ان دونوں حدوں کے درمیان والی ساری جگہ کو حرم بناتا ہوں۔

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاھُھَا اَوْ یُقْتَلَ صَیْدُھَا۔ (بخاری، مسلم، احمد، طحاوی) بیشک میں حرم بناتا ہوں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ کو اس کے کیکر کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اس کا شکار نہ مارا جائے۔

۵۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا۔ (مسلم، طحاوی) بیشک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ کی درمیانی جگہ کو حرم کرتا ہوں۔

۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض گزار ہوئے اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ فَجَعَلَھَا حَرَمًا وَّاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ حَرَامًا مَا بَیْنَ مَاْزِمَیْھَا اَنْ لَّا یُھْرَقَ فِیْھَا دَمٌ وَّلَا یُحْمَلَ سِلَاحٌ لِّقِتَالٍ وَّلَا یُخْبَطَ فِیْھَا شَجَرَۃٌ اِلَّا لِعَلَفٍ۔ (صحیح مسلم) الٰہی! بیشک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے حرم بنا دیا اور بیشک میں نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کی درمیانی جگہ کو حرم بنا کر حرام کر دیا ہے کہ اس میں کوئی خون نہ بہایا جائے اور نہ لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھائے جائیں اور نہ کسی درخت کے پتے جھاڑے جائیں مگر جانوروں کے چارے کو۔

۷۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ حَرَّمْتُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا کَمَا حَرَّمْتَ عَلٰی لِسَانِ اِبْرَاھِیْمَ الْحَرَمَ۔ (صحیح مسلم، مسند احمد) الٰہی! بیشک میں نے سارے مدینہ منورہ کو حرم کر دیا جیسے تو نے (مکہ مکرمہ کو) زبان ابراہیم پر حرم محترم بنایا۔

۸۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ بَیْتَ اللّٰہِ وَاٰمَنَہٗ وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا لَا یُقْطَعُ عِضَاھُھَا وَلَا یُصَادُ صَیْدُھَا۔ (صحیح مسلم، طحاوی) بیشک حضرت ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنا دیا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے کانٹے دار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور نہ اس کے وحشی جانور شکار کیے جائیں۔

۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ وَجَعَلَ اثْنَیْ عَشَرَ مِیْلًا حَوْلَ الْمَدِیْنَۃِ حِمًی۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد) مدینہ طیبہ کی دونوں سنگستانوں کے درمیان والی ساری جگہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم کر دیا اور اس کے گرداگرد بارہ بارہ میل تک کے سبزہ و درختوں کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔

۱۰۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ

للہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْسِمُهُ هٰذَا۔

۱۳- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: دَخَلَ — ایک آدمی کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت میرے پاس سوات

حاشیہ صفحہ گذشتہ

(صحیح مسلم، طحاوی شریف) بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سارے مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا۔

۱۱- عاصم احول سے روایت ہے قلت لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَحَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ۔ (صحیح مسلم، طحاوی شریف)

۱۲- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ هٰذَا الْحَرَمَ۔ (سنن ابو داؤد) بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مدینہ منورہ کے) اس حرم محترم کو حرم بنا دیا۔

۱۳- سرجیل کہتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں چند جال لگا رہے تھے۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے جال پھینک دیئے اور فرمایا أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ صَيْدَهَا۔ (طحاوی شریف) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام فرما دیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا۔ (ابن ابی شیبہ) بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کر دیا ہے۔

۱۴- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ أَنْ يُعْضَدَ شَجَرُهَا أَوْ يُخْبَطَ۔ (طحاوی شریف) بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سارے مدینہ منورہ کو حرم بنا دیا ہے کہ اس کے درخت نہ کاٹیں اور نہ پتے جھاڑیں۔

۱۵- ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے ایک چڑیا پکڑ لی تھی اسے لیے ہوئے باہر گیا تو والد ماجد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے۔ انہوں نے شدت سے میرا کان ملا، چڑیا کو لے کر چھوڑ دیا اور فرمایا حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَيْدَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا۔ (طحاوی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کا شکار حرام فرما دیا ہے۔

۱۶- حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ الْبَقِيعَ وَقَالَ لَا حِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ۔ (طحاوی شریف) بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقیع کو حرم بنا دیا اور فرمایا کہ چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوائے اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (الامن والعلیٰ)۔

یہ سولہ حدیثیں مذکور ہوئی ہیں۔ یعنی آٹھ میں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حرم کر دینے سے مدینہ منورہ حرم ہو گیا۔ پہلی آٹھ حدیثوں میں سے پانچ کے اندر اپنے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جانب بھی یہی نسبت ارشاد فرمائی کہ مکہ معظمہ کو انہوں نے حرم کر دیا نیز جائے امن بنا دیا۔ یہ سب اسی عطائی اور اعزازی اختیارات کے جلوے ہیں جس کے باعث قرآن و حدیث میں ایسی باتوں کی نسبت مقربین بارگاہ الٰہیہ کی جانب فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیارات دیئے اور اپنے مقبول بندوں کی جانب خود ان کی نسبت فرمائی۔ مقربین بارگاہ الٰہیہ جنہیں یہ اختیار ملا انہوں نے خود اپنی جانب ایسے امور کی نسبت کی اور صاحب اختیار دوسرے بزرگوں کی جانب بھی نسبت کرتے رہے۔ ان عطائی اور اعزازی اختیارات سے پروردگار عالم کے حقیقی و ذاتی اختیار پر قطعاً کوئی اثر

عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَنَا بِالْأَسْوَافِ قَدِ اصْطَدْتُ نُهَسًا فَأَخَذَهُ مِنْ يَدِي فَأَرْسَلَهُ۔

میں تعریف لاسکے میں نے چڑیا شکار کی تو انہوں نے میرے ہاتھ سے لے کر اُسے چھوڑ دیا۔ف

بَابُ مَا جَاءَ فِي وَبَاءِ الْمَدِينَةِ

مدینہ منورہ کی وبا کا بیان

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ. قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ؟

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ؟ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ؟

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ «اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ. كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ. وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ».

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو حضرت ابو بکر اور حضرت بلال کو بخار آنے لگا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں اُن کے پاس جاتی اور کہتی۔ ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟ بلال! آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر کو جب بخار چڑھتا تو کہتے:۔

ہر صبح تو مسرور ہے اہل وعیال سے نزدیک تری موت ہے تیرے نعال سے

اور حضرت بلال کا جب بخار اُترتا تو بلند آواز سے کہتے:۔

کاش میں پھر اس وادی میں گزاروں ایک شب پُر گرد میرے وہ نباتاتِ جلیل اذخر ہوں سب

کاش میں پانی مجنّہ کا کبھی پھر پی سکوں اور طفیل وشامہ کو جانے خدا دیکھوں کا کب

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ نے دعا کی: اے اللہ ہمیں مکہ مکرمہ جیسی مدینہ منورہ کی محبت عطا فرما بلکہ زیادہ اور اسے ہمارے لیے صحت بخش بنا، ہمیں اس کے صاع اور مد میں برکت دے اور اس بخار کو جحفہ بھیج دے۔

۱۵۔ قَالَ مَالِكٌ:

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ؛ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَكَانَ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ

حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ نہیں پڑتا کیونکہ ایسا اختیار مرحمت فرما دینے کے باوجود صاحبِ اختیار اپنے تمام اختیارات سمیت پروردگارِ عالم کے اختیار سے ایک بال برابر علیحدہ یا باہر نہیں ہوسکتا۔ اس کے باوجود شرک کا خطرہ سوجھنا دین سے بے خبر ہونے کے ساتھ عقلِ سلیم سے بھی محروم ہونے کا ثبوت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چڑیا اسی لیے ان کے ہاتھ سے لے کر چھوڑی کہ وہ مدینہ منورہ کی حدود کے اندر پکڑی تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا تھا۔ مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ یا اردگرد بارہ بارہ میل تک کی جگہ میں شکار کرنا یا وہاں کا درخت کاٹنا ان امور سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تھا۔ اسی مضمون پر دلالت کرنے والی تین حدیثیں اسی باب میں گزر چکی ہیں۔ اگر مزید حدیثیں دیکھنے کا شوق ہو تو بخاری، مسلم، طحاوی، مسند احمد، مسند عبد الرزاق اور مسند الفردوس میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ يَقُولُ:

قَدْ رَأَيْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ
إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ

نے فرمایا کہ عامر بن فہیرہ کہتا ہے:۔
مرنے سے پہلے موت کو میں دیکھ چکا ہوں
کو بزدلوں پہ آتی ہے وہ آسمان سے

۱۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ. لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتوں کا پہرہ ہے، اس میں طاعون اور دجّال داخل نہیں ہو سکتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجْلَاءِ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ

مدینہ منورہ سے یہودیوں کو نکالنے کا بیان

۱۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ: كَانَ مِنْ آخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ قَالَ "قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى. اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ. لَا يَبْقَيَنَّ دِينَانِ بِأَرْضِ الْعَرَبِ"

اسمٰعیل بن حکیم نے عمر بن عبد العزیز کو فرماتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آخری کلام یہ فرمایا کہ اللہ تعالٰی یہود و نصاریٰ کو غارت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ سرزمین عرب میں دو دین نہ رہیں ف

۱۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعُ دِينَانِ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ"

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں۔

ف ۔ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کی ہلاکت کے لیے دعا فرمائی کیونکہ انہوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو مسجد بنا لیا تھا۔ مسجدیں بنانے سے غالباً یہی مراد ہوگی کہ انہیں مسجود الیہ قرار دے کر قبور انبیاء کی طرف سجدے کرتے ہوں گے کسی کو مسجود لہٗ قرار دینا تو یقیناً کفر ہے اور قبلے کے علاوہ کسی کو مسجود الیہ بنانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ رہا تعظیمی سجدہ تو اب اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے بت پرستی کے لیے دروازہ کھُل جاتا ہے۔ اس کی آڑ لے کر بدعتین زمانہ سے بعض بت پرستوں کے پجاریوں نے قبور انبیاء کی زیارت کے لیے جانا، وہاں خدا سے دعا کرنا ایسے مقامات پر روشنی کا اہتمام کرنا اور ان کی زیارت کے لیے دور دراز سے سفر کر کے آنا وغیرہ امور کو بھی خلاف شرع، بدعت اور شرک تک بتانے کا ول آزار چکر چلایا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ ابن تیمیہ حرانی اور ذوالخویصرہ کی وہ معنوی ذریت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے بارے میں بھی اسی خیال کا اظہار کر کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے قلب و جگر پر نشتر زنی کرتی رہتی ہے حالانکہ روضۂ انور کی زیارت کے لیے تو روزانہ صبح و شام ستر ہزار فرشتے آتے اور جاتے رہتے ہیں اور ہر وقت اس بارگاہ عرش آستاں میں صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ سبحان اللہ! پروردگار عالم کی طرف سے نوروں کا یہ ایمان افروز اہتمام ہے اور شمع رسالت کو پھونکوں سے بجھانے والوں کو صرف مسلمانوں کی دل آزاری سے کام ہے۔ اللہ تعالٰی ہر مدعیٔ اسلام کو سچی ہدایت اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمائے، آمین یا الٰہ العلمین۔

۱۹- قَالَ مَالِكٌ ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : فَفَحَصَ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَتّٰى اَتَاهُ الثَّلَجُ وَالْيَقِيْنُ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " لَا يَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ " فَاَجْلٰى يَهُوْدَ خَيْبَرَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے اس حدیث کی چھان بین فرمائی اور جب انہیں اطمینان و یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں تو انہوں نے خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا۔

قَالَ مَالِكٌ : وَقَدْ اَجْلٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَهُوْدَ نَجْرَانَ وَفَدَكَ ، فَاَمَّا يَهُوْدُ خَيْبَرَ فَخَرَجُوْا مِنْهَا لَيْسَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ وَلَا مِنَ الْاَرْضِ شَيْءٌ ، وَاَمَّا يَهُوْدُ فَدَكَ فَكَانَ لَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ وَنِصْفُ الْاَرْضِ . لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ صَالَحَهُمْ عَلٰى نِصْفِ الثَّمَرِ وَنِصْفِ الْاَرْضِ . فَاَقَامَ لَهُمْ عُمَرُ نِصْفَ الثَّمَرِ وَنِصْفَ الْاَرْضِ قِيْمَةً مِنْ ذَهَبٍ وَاِبِلٍ وَحِبَالٍ وَاَقْتَابٍ ، ثُمَّ اَعْطَاهُمُ الْقِيْمَةَ وَاَجْلَاهُمْ مِنْهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ حضرت عمر نے نجران اور فدک کے یہودیوں کو بھی نکالا۔ جب خیبر کے یہودیوں کو نکالا تو نہ اُن کے پھل تھے اور نہ کوئی زمین۔ ہاں فدک کے یہودیوں کا آدھا پھل تھا اور آدھی زمین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نصف پھل اور نصف زمین پر صلح کی تھی۔ حضرت عمر نے اُن کے نصف پھلوں اور نصف زمین کی قیمت نیز سونے، چاندی، اُونٹ، رسیوں اور پالانوں تک کی قیمت دے کر انہیں وہاں سے جلاوطن کر دیا۔

بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِيْ اَمْرِ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ منورہ کے دیگر فضائل

۲۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ اَبِيْهِ ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ " هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ".

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُحد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اِس سے محبت رکھتے ہیں ف

۲۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَخْبَرَهُ ؛ اَنَّهُ زَارَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشٍ الْمَخْزُوْمِيَّ . فَرَاٰى عِنْدَهُ نَبِيْذًا وَهُوَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ . فَقَالَ لَهُ اَسْلَمُ : اِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ . فَحَمَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عیاش مخزومی سے ملاقات کی تو اُن کے پاس نبیذ رکھا تھا جبکہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے۔ اسلم نے اُن سے کہا کہ اس مشروب کو حضرت عمر بہت پسند کرتے ہیں۔ پس عبداللہ بن عیاش نے ایک بڑا سا پیالہ بھرا، اُسے لے کر حضرت عمر کے پاس آئے اور اُن کے سامنے رکھ دیا۔

ف۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احد پہاڑ یا کسی بھی چیز سے محبت رکھنا ایک ایسی بات ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں آسکتی ہے لیکن کسی پہاڑ کا محبت کرنا ایک ایسا معاملہ ہے جو آسانی سے ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ چونکہ پہاڑ یا پتھر عقل و شعور سے محروم ہیں لہٰذا ان کا کسی سے دوستی و دشمنی اور محبت و نفرت کا علاقہ نہیں ہوتا لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ چونکہ ساری کائنات کے نبی بنائے گئے لہٰذا کافر جنوں اور کافر انسانوں کے سوائے کائنات کے ہر فرد کو علیٰ قدر مراتب ان کی معرفت عطا فرمائی گئی، جس کے باعث دنیا کی ہر چیز ان سے محبت رکھتی اور ان کے حکم کی تعمیل کرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات اس بات پر شاہد ہیں کہ بے جان چیزوں نے بھی ان کے احکامات کی تعمیل شعور والوں کی طرح کی و [illegible] علم۔

فَدَعَا عَلَيْهِمَا وَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَوَضَعَهُ فِي يَدَيْهِ فَقَرَّبَهُ عُمَرُ إِلَى فِيهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ. فَقَالَ عُمَرُ. إِنَّ هٰذَا لَشَرَابٌ طَيِّبٌ. فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ رَجُلًا عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا أَدْبَرَ عَبْدُ اللهِ، نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: أَأَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللهِ وَأَمْنُهُ وَفِيهَا بَيْتُهُ. فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَقُولُ فِي بَيْتِ اللهِ وَلَا فِي حَرَمِهِ شَيْئًا. ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: أَأَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ؟ قَالَ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللهِ وَأَمْنُهُ وَفِيهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَقُولُ فِي حَرَمِ اللهِ وَلَا فِي بَيْتِهِ شَيْئًا. ثُمَّ انْصَرَفَ.

حضرت عمر نے اپنے منہ کے نزدیک کیا اور پھر سر اٹھا لیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ اچھا مشروب ہے اور اس میں سے پیا، پھر اس شخص کو دے دیا جو ان کے دائیں جانب تھا۔ جب عبداللہ جانے لگے تو حضرت عمر نے بلا کر فرمایا: کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بہتر ہے؟ عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا: وہ اللہ کا حرم اور اس کا امن ہے اور اس کا گھر اسی میں ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں بیت اللہ اور اس کے حرم ہونے کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ پھر حضرت عمر نے پوچھا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بہتر ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے کہا: وہ اللہ کا گھر اور اس کا امن ہے اور اسی میں اس کا گھر ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اللہ کے حرم اور اس کے گھر کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ پھر وہ چلے گئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّاعُونِ

طاعون کا بیان

۲۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر شام کی طرف نکلے۔ جب وہ سرغ کے مقام پر پہنچے تو ان سے

ف۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی فضیلت کے بارے میں اکابر امت میں اختلاف ہے۔ دونوں جانب ایسے قوی دلائل موجود ہیں کہ کسی فریق کے موقف کو کمزور نہیں کہہ سکتے حق یہ ہے کہ بعض فضائل کے لحاظ سے مکہ مکرمہ اپنی نظیر آپ ہے اور بعض خصائص کے پیش نظر مدینہ منورہ کا جواب نہیں۔ ایک ہی جلوے کا ادھر جلال ہے اور ادھر جمال، ادھر محب کی تجلی گاہ ہے اور ادھر محبوب جلوہ افروز، ادھر فرشی طواف کر رہے ہیں اور ادھر عرشی، ادھر مقام عبادت ہے اور ادھر مقام عقیدت، ادھر قبلۂ اجسام ہے اور ادھر قبلۂ ایمان، ادھر حکم ہے اور ادھر کشش، ادھر عقل ہے اور ادھر عشق، ادھر خلیل اللہ کا حرم ہے اور ادھر حبیب اللہ کا غرضیکہ ایمان اور عقیدت کی نگاہوں سے دیکھیں تو دونوں کی مخصوص بہاریں جوبن پر ہیں اور دونوں ہی اپنا جواب آپ ہیں۔ ماضی قریب کے ایک عاشق صادق نے ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے۔

طیبہ نہ سہی افضل، مکہ ہی بڑا زاہد !
ہم عشق کے بندے ہیں کیونکہ بات بڑھائی ہے

عارفِ کامل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک حکایت لکھی کہ کسی معشوق نے اپنے عاشقِ صادق سے کہا کہ تو نے سیر و سیاحت کرتے ہوئے دنیا کے بیشمار شہر دیکھے ہوں گے جو رونق اور خوبصورتی کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوں گے تو ایک بات بتا:۔

پس کدامی شہر آنہا خوشتر است !
گفت آں شہرے کہ در وے دلبر است

عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ. حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَأَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ. فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ. فَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ، وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ، مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَأِ. فَقَالَ عُمَرُ: ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ. ادْعُ لِي الْأَنْصَارَ. فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ. فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ. وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ. فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي. ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ. مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمُ اثْنَانِ فَقَالُوا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَأِ. فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ: إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ، فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ. فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ؟ نَعَمْ. نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ إِلَى قَدَرِ اللهِ. أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ. إِحْدَاهُمَا مُخْصِبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ. أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ؟ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ؟ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَكَانَ غَائِبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي مِنْ هَذَا عِلْمًا. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ. وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ" قَالَ فَحَمِدَ اللهَ عُمَرُ، ثُمَّ انْصَرَفَ.

۲۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ،

فوج کے بڑے بڑے افسر یعنی ابو عبیدہ بن جراح اور اُن کے ساتھی ملے اور انہیں بتایا کہ شام کی زمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: اولین مہاجرین کو میرے پاس بُلا کر لاؤ اُنہیں بُلا کر مشورہ کیا گیا کہ شام کی زمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اُنہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ جس کام کے لیے نکلے ہیں اُسے کیسے بغیر واپس لوٹنا مناسب نہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ کے ساتھ نادر روزگار حضرات اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں اور وبا کی جگہ انہیں لے جانا مناسب نہیں ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ تشریف لے جائیے۔ پھر فرمایا کہ انصار کو میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ انہیں بُلا کر مشورہ کیا تو وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور اُن کی طرح ہی اختلاف کیا۔ فرمایا کہ آپ بھی تشریف لے جائیں۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس قریش کے اُن عمر رسیدہ لوگوں کو بُلا کر لاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد ہجرت کی۔ پس انہیں بُلایا گیا تو ان میں سے دو نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ واپس لوٹ جائیں اور لوگوں کو اُس وبا میں نہ لے جائیں۔ حضرت عمر نے لوگوں میں منادی کروادی کہ صبح کو میں روانہ ہو جاؤں گا، تم بھی تیاری کر لو۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ کیا تقدیر الٰہی سے فرار کرتے ہوئے؟ حضرت عمر نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! ایسا کہنا تمہیں زیب نہیں دیتا۔ ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ بتائیے اگر آپ کے پاس اُونٹ ہوں اور ایسی وادی میں چلے جائیں جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک کنارا سرسبز و شاداب اور دوسرا خشک ہو۔ اگر آپ نے سرسبز و شاداب کنارے میں چرایا تو اللہ کی تقدیر سے اور اپنے اونٹوں کو خشک زمین میں چرایا تب بھی اللہ کی تقدیر سے۔ اتنے میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف آگئے جو اپنی کسی ضرورت کے باعث وہاں موجود نہ تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ مجھے اس بات کا علم ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب تم کسی زمین کے متعلق یہ خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس جگہ وبا پھوٹ نکلے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو۔ حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس لوٹ آئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت اسامہ بن زید رضی

وعَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ: مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أُسَامَةُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الطَّاعُونُ رِجْزٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ. وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ»

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارٌ مِنْهُ

۲۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ. وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ» فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ.

۲۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ إِنَّمَا رَجَعَ بِالنَّاسِ مِنْ سَرْغَ، مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ.

۲۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: لَبَيْتٌ بِرُكْبَةَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ عَشَرَةِ أَبْيَاتٍ بِالشَّامِ

قَالَ مَالِكٌ: يُرِيدُ لِطُولِ الْأَعْمَارِ وَالْبَقَاءِ، وَلِشِدَّةِ الْوَبَاءِ بِالشَّامِ

اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بھیجا گیا تھا یا تم سے پہلے لوگوں پر۔ جب تم کسی جگہ کے متعلق اس کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس زمین میں پھوٹ نکلے جہاں تم رہتے ہو تو اس سے فرار کرکے نہ نکلو۔

امام مالک کا بیان ہے کہ ابوالنضر نے فرمایا:۔ وہاں سے نکلنا ہی فرار ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف گئے۔ جب سرغ کے مقام پہنچے تو انہیں یہ خبر ملی کہ شام میں وبا پھوٹ نکلی ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم کسی جگہ اس کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس جگہ پھوٹ نکلے جہاں تم رہتے ہو تو اس سے فرار کرتے ہوئے نہ نکلو۔ پس حضرت عمر مقام سرغ ہی سے لوٹ آئے۔

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے ساتھ سرغ ہی سے لوٹ آئے جبکہ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے حدیث سن لی۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔ رکبہ کا ایک گھر مجھے شام کے دس گھروں سے زیادہ پسند ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مراد لمبی عمریں ہیں کیونکہ شام میں سخت وبا پھیلی ہوئی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْقَدَرِ

کتاب القدر

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَوْلِ بِالْقَدَرِ

١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ "تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسٰى. فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى. قَالَ لَهُ مُوسٰى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَغْوَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ، وَ[illegible] اصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَفَتَلُومُنِي عَلٰى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ [illegible] خُلِقْتُ؟"

تقدیر کے بارے میں قیل وقال کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کا مباحثہ ہوا تو حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب آئے۔ حضرت موسیٰ نے [illegible] آپ وہی حضرت آدم ہیں جنہوں نے لوگوں کو مصیبت میں [illegible] ہمیں جنت سے نکلوایا؟ حضرت آدم نے ان سے فرمایا کہ آپ وہی موسیٰ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم عطا فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ تمام [illegible] سے برگزیدہ کیا؟ کہا، ہاں۔ فرمایا تو مجھے اس بات پر کیوں [illegible] کرتے ہیں جو میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لیے مقرر فرما دیا

ف - حضرت آدم علیہ السلام کا فرمانا کہ "مجھے اس بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے بھی پہلے میرا مقدر کر دی گئی تھی"۔ اس جواب کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ "بحث میں حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب رہے"۔ مسئلہ تقدیر کو سمجھنے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے اور اس میں زیادہ بحث کرنے سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرما دیا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر جیسی ہستیوں کو اس پر بحث کرنے سے روک دیا تھا تو دوسرے کس گنتی شمار میں۔

دوسری بات یہ مدنظر رکھنی چاہیئے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ایسے واقعات جنہیں پروردگار عالم نے لغزش قرار دیا ان کے بارے میں ہمیں زبان کھولنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کی تعظیم و توقیر ہمارے ایمان کی جان اور ان کی ذراسی بے ادبی بھی ہلاکت دین و ایمان ہے۔ شیطان علیہ اللعنۃ اسی بات پر مارا گیا تھا۔ ہمیں چاہیئے کہ ان کا ذکر ہمیشہ ادب و احترام سے کریں اور ان حضرات کے کسی فعل کو غلطی نہ کہیں کیونکہ وہ معصوم ہستیاں ہیں، گناہ کا صدور ان سے متصور نہیں۔ پروردگار عالم نے ان کے لیے کچھ فرمایا تو وہ ان کا بھی خالق و مالک ہے جو چاہے فرما سکتا ہے لیکن ہم تو ان کے نیازمند غلام اور ان حضرات کی بارگاہوں کے بندۂ بے دام ہیں ان حضرات کے ایسے افعال جنہیں بظاہر لغزش قرار دیا گیا ہماری نیکیوں سے لاکھوں گنا افضل ہیں کیونکہ وہ باتیں خدائی راز ہیں جن کی حقیقت کو کما حقہٗ خدا ہی جانتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے مذکورہ فعل [illegible] کو [illegible] یعنی دیکھیے کہ انسانوں کو خدا نے ہر صورت

٢ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ. وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ. وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ - فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ آدَمَ. ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً. فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ. ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً. فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ" فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَفِيمَ الْعَمَلُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللّٰهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ، اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ. حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلَهُ بِهِ الْجَنَّةَ. وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ، اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ. حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ، فَيُدْخِلَهُ بِهِ النَّارَ".

مسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اِس آیت کے متعلق پوچھا گیا: اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی نسل نکالی اور انہیں خود اُن پر گواہ کیا کہ میں تمہارا رب نہیں، سب بولے کیوں نہیں، ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی (۷:۱۷۲) حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سُنا کہ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالٰی نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا، پھر اپنا دستِ قدرت اُن کی پیٹھ پر پھیرا اور اس سے اُن کی اولاد کو نکالا۔ پھر فرمایا: انہیں میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے کہ یہ اہل جنت کے عمل کریں۔ دوبارہ اُن کی پیٹھ پر پھیرا اور اُن کی اولاد کو نکال کر فرمایا: انہیں میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے کہ جہنمیوں کے عمل کریں۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کس لیے کریں؟ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالٰی نے جس بندے کو جنت کے لیے فرمایا ہے وہ اہل جنت جیسے عمل کرتا رہتا ہے اور اہل جنت کے اعمال سے کسی عمل کو کرتا ہوا فوت ہوتا اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جس بندے کو جہنم کے لیے پیدا کیا جاتا ہے تو وہ جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جہنمیوں کا کوئی عمل کرتا ہوا فوت ہوتا اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

زمین پر بھیجنا تھا۔ تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں میں اعلان فرما دیا گیا تھا کہ زمین پر رہنے کے لیے خلیفہ تخلیق فرمایا جائے گا اس کے باوجود فرمایا گیا کہ آدم نے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھایا جس کے باعث زمین پر جانا پڑا۔ حالانکہ انسانیت کا سنگِ بنیاد ہی زمین پر بھیجنے کے لیے رکھا گیا تھا مگر کچھ عرصہ جنت میں روک کر الزام حضرت آدم علیہ السلام پر لگا دیا گیا۔ ایسا کیوں کیا؟ اس راز کو وہ علیم و خبیر خود جانے بہرحال ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہر نبی کا ذکر پورے ادب و احترام سے کریں اور ہرگز ایسی بات زبان پر نہ لائیں جس سے ان بزرگوں کی تخفیف سی توہین کا شائبہ بھی نکلتا ہو۔ ایمان کی سلامتی اسی میں ہے۔ رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا تو یہ ہمارے لیے ایسا کہنے کی دلیل نہیں ہے کیونکہ حضرت موسیٰ نے کہا تو وہ جلیل القدر نبی، اولوالعزم پیغمبر اور کلیم اللہ تھے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی افضل ہیں لیکن ہم کیا ہیں؟ کس کھیت کی مولی ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی گھسیٹا تھا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھی تھپیڑ رسید کر دیا تھا۔ کیا کوئی دوسرا ایسا کرنے کا مجاز ہے؟ ہماری سرفرازی کا راز تو ان حضرات کی نیازمندی اور غلامی میں مضمر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا مَسَكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ».

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر انہیں پکڑے رکھوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔

۴ - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ.

عمرو بن مسلم سے روایت ہے کہ طاؤس یمانی نے فرمایا:- مجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے کئی حضرات یہ فرماتے ہوئے ملے کہ ہر چیز قسمت سے ہے۔

قَالَ طَاوُسٌ: وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ أَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ».

طاؤس نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ مجبوری اور دانائی یا دانائی اور مجبوری۔

۵ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ: إِنَّ اللهَ هُوَ الْهَادِي وَالْفَاتِنُ.

عمرو بن دینار نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دوران خطبہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالےٰ ہی ہدایت دینے والا اور آزمائش کرنے والا ہے۔

۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ. فَقَالَ: مَا رَأْيُكَ فِي هَؤُلَاءِ الْقَدَرِيَّةِ؟ فَقُلْتُ: رَأْيِي أَنْ تَسْتَتِيبَهُمْ. فَإِنْ تَابُوا، وَإِلَّا عَرَضْتَهُمْ عَلَى السَّيْفِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ. وَذَلِكَ رَأْيِي. قَالَ مَالِكٌ: وَذَلِكَ رَأْيِي.

سہیل بن مالک کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ٹہل رہا تھا تو فرمایا کہ قدریہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا، میری رائے تو یہ ہے کہ ان سے توبہ لی جائے۔ اگر توبہ کریں تو بہتر ورنہ قتل کر دیئے جائیں۔ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا میری بھی یہی رائے ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہی میری رائے ہے ف

ف - حضرت ابوسہیل بن مالک اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے نزدیک قدریہ فرقے کے لوگ اسلام سے خارج ہیں توبہ نہ کریں تو واجب القتل ہیں کہ اسلامی حکومت انہیں قتل کر کے ان کے وجود سے زمین کو پاک کر دے کیونکہ تقدیر کے بارے میں ان کا عقیدہ غیر اسلامی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو ایک بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کرے وہ مسلمان نہیں رہتا اس کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ ایمان تو نام ہی اسلامی عقائد و نظریات کا ہے۔ اسلامی عقائد و نظریات اختیار کرنے سے ایک غیر مسلم بھی دائرہ اسلام میں آجاتا ہے اور اسے ایمان کی دولت مل جاتی ہے۔ مسلمان ہوتے ہوئے اور سارے اسلامی کام کرتے ہوئے بھی آدمی اسلام کے دائرے سے نکل جاتا اور ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر بیٹھتا ہے جبکہ ایک بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لیا ہو۔ اب اس کے ظاہری اعمال کا قطعاً اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اسلام کے دو جزو ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا اعمال صالحہ۔ ایمان اصل ہے اور اعمال صالحہ اس کی فرع، ایمان روح ہے اور اعمال صالحہ جسم، ایمان شجر اسلام کی جڑ ہے اور اعمال صالحہ اس مقدس درخت کے باقی حصے۔ جس طرح اصل کے نہ ہونے سے فرع بیکار، روح

بَابُ جَامِعِ مَاجَآءَ فِیْ اَھْلِ الْقَدَرِ

تقدیر کے متعلق دیگر روایات

۷۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

حاشیہ صفحہ گزشتہ

کے نہ ہونے سے جسم بیکار اور جڑ کے نہ ہونے سے درخت بیکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایمان کے نہ رہنے سے ، بے بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لینے سے مسلمان بنے رہنا بیکار اور لایعنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ خواہ وہ پیش خولیش مولوی ، مفتی علامہ اور شیخ طریقت ہی کیوں نہ بنا پھرے۔ اس حالت میں وہ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً کی منہ بولتی اور چلتی پھرتی تصویر بن جاتا ہے۔

اعمال صالحہ میں فرائض ، واجبات ، سنتیں اور مستحبات ہیں۔ مستحباب سنتوں کی تکمیل کے لیے ہیں ، سنتیں واجبات و فرائض کی تکمیل کے لیے اور واجبات و فرائض ایمان کی تقویت کے لیے جب ایمان ہی نہ رہا تو جملہ اعمال صالحہ کس کو تقویت پہنچائیں گے ؟ ان کی بہار اور ان کا اعتبار ایمان کے ساتھ ہے۔ ایمان کے ضائع ہوتے ہی انکی افادیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ بارگاہ خداوندی سے ان پر کوئی اجر و ثواب مرتب نہیں ہوتا۔ عقائد میں جتنی احتیاط کی ضرورت تھی اس سے بھی زیادہ برٹش گورنمنٹ کے عہد سے آج تک علمائے سوء نے اس میدان میں دھاندلی کی ہوئی ہے۔ ایسے کتنے ہی حضرات مسلمانوں کے پیشوا اور رہنما بن کر قوم کے سامنے آئے وہ گندم نما جو فروش اپنے ایمان کی دولت تو ضائع کر ہی چکے تھے اپنے پیچھے لگا کر لاکھوں مسلمانوں کو بھی لے ڈوبے اور انہیں بھی ایمان جیسی متاع عزیز سے محروم کر کے اپنے ساتھ جہنم کا ایندھن بنا لیا۔ کتنے ہی مسلمان ان کے جُبّہ و دستار کو دیکھ کر اور عالم و پیر ہونے پر فریفتہ ہو کر ان کے پیچھے لگ گئے اور اپنا سرمایۂ حیات گنوا بیٹھے۔

برٹش گورنمنٹ کو تو مسلمانوں کے اندر اس چکر کے چلانے کی ضرورت تھی۔ وہ اپنی حکومت کے استحکام و دوام کی خاطر ایسا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی مجموعی طاقت منتشر ہو جائے اور اس طرح ان کی حکومت کو ہلانے کے قابل نہ رہیں آزاد ہونے کے بعد دین و ملت کے بھی خواہ سربراہوں کو یہ چکر بازی ختم کروانی چاہیے تھی لیکن افسوس ! اس اہم ذمہ داری اور خیر خواہی کا کسی سربراہ کو خیال تک نہیں آیا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ بعض حضرات نے انگریزوں کی طرح اسے اپنی ضرورت سمجھتے ہوئے فتنہ پردازی کی اس کو آگ کو جتنا ضروری نظر آیا اس کے مطابق بھڑکانے کی کوشش ضرور کی۔ حالانکہ اس فتنہ بازی کو ختم کرنے کی ضرورت کا پہلی فرصت میں احساس ہونا چاہیے تھا کیونکہ :۔

ایسا نہ ہو یہ درد بنے دردِ لادوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

صرف مسلمانی کا دعویٰ کرنے سے آدمی مسلمان نہیں ہو جاتا کیونکہ منافقین مدینہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ عالم اور علامہ ہو جانا مسلمانی کی سند نہیں کیونکہ شیطان بھی بہت بڑا عالم اور معلم الملکوت تھا۔ مسلمان وہ جس کے عقائد و نظریات اسلامی ہوں اور جس کا ایک عقیدہ بھی کفریہ اور غیر اسلامی ہے وہ یقیناً اسلام کے دائرے سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہے خواہ وہ معلم الملکوت ہی کیوں نہ ہو ، خواہ بیت المعمور میں بیٹھ کر فرشتوں کو درس دیتا اور وعظ سناتا ہو خواہ اس نے زمین کے چپے چپے پر سجدہ کیوں نہ کر رکھا ہو۔ ایسے جملہ حضرات اسی ملعون کے ساتھ میدان محشر میں اکٹھے کر کے پروردگار عالم فرشتوں سے فرمائے گا۔ خُذُوْہُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا ، وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا "

۸ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ مُعَاوِيَةُ ابْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللهُ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ اللهُ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هٰذِهِ الْأَعْوَادِ

۹ - وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ كَمَا يَنْبَغِي الَّذِيْ لَا يَعْجَلُ شَيْءٌ أَنَاهُ وَقَدَّرَهُ حَسْبِيَ اللهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللهِ مَرْمٰى .

۱۰ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ أَحَدًا لَنْ يَمُوْتَ حَتّٰى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ فَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق نہ چاہے تاکہ اس کا پیالہ اس کے لیے خالی ہو جائے بلکہ نکاح کرے اور جو اس کے مقدر کا ہے وہ اسے مل جائے گا۔

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ جو دینا چاہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو چیز اللہ نہ دینا چاہے اُسے کوئی دے نہیں سکتا اور اُس کے مقابلے پر کسی کی طاقت چل نہیں سکتی اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے فقہ (دین کی سمجھ) عطا فرماتا ہے۔ پھر حضرت معاویہ نے فرمایا کہ اس منبر پر میں نے یہ کلمات رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سُنے تھے **ف**

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ اسلاف یوں کہا کرتے تھے: سب خوبیاں خدا کے لیے ہیں جس نے ہر چیز کو پیدا کیا جیسی ہونی چاہیے تھی۔ کوئی چیز اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہو نہیں سکتی۔ میرے لیے اللہ کافی ہے اور کفایت کرنے والا۔ اللہ نے سن لیا جس نے دعا کی۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جس سے دعا کی جائے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ اگلے لوگ کہا کرتے تھے کہ کوئی اُس وقت تک نہیں مرتا جب تک اُس کا رزق پورا نہ ہو جائے۔ پس طلب معاش میں کمی کرو۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

فَعَلٰوهُ سُنَّةَ الْجَرِيْمَةِ صَلٰوةٌ نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَمِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا ـ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ٥

ف - نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ بوجھ یعنی فقہ عطا فرماتا ہے اس کے باوجود بعض لوگ فقہ سے چڑتے ہیں اسے کہتے اور الفقہ کو قیاس آرائی قرار دیتے ہیں یہ دینی سمجھ بوجھ سے عاری ہونے کی دلیل ہے جس کے باوجود ایسے حضرات فقہاء و ائمہ مجتہدین پر اعتراضات کرنا، ان کے اجتہادی مسائل کو کمزور بتانا اور خصوصاً امام الائمہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر وہی تباہی اعتراضات جڑتے رہنا ان حضرات نے اپنا محبوب مشغلہ بنا یا ہوا ہے حالانکہ اکثر فقہا و محدثین نے امام ابو حنیفہ کی علمی جلالت کو تسلیم کر کے ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے اور کوئی بڑے سے بڑا صاحب علم و دانش اور مدعی علم و عرفاں ان کے کسی اجتہادی مسئلے کو آج تک قرآن و حدیث کے خلاف ثابت نہیں کر سکا ہے بلکہ ہر انصاف پسند صاحب علم کو یہی کہنا پڑا کہ حضرت امام اعظم اپنے اجتہادی مسائل میں دیگر تمام مجتہدین سے قرآن و حدیث کے نزدیک تر ہیں۔ حنفی مذہب پر اعتراض کرنا امام اعظم کی رفعت شان اور علمی وسعت تک رسائی نہ ہونے کے باعث ہے اور فقہ کو رائے یا قیاس قرار دے کر مسترد کرنا دین کی سمجھ بوجھ سے کورے ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

کتاب حسن الخلق

بَابُ مَاجَاءَ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ

خوش خلقی کے متعلق روایات

١ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ: آخِرُ مَا أَوْصَانِي بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِي فِي الْغَرْزِ، أَنْ قَالَ "أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ. يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ"

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب میں رکاب میں پاؤں رکھنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے آخری وصیت یہ فرمائی: — اے معاذ بن جبل! لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا۔

٢ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب بھی دو

ف - اچھا اخلاق ایسی نعمتِ عظمیٰ ہے جسے اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں بڑا دخل ہے ہے۔ تاریخ عالم شاہد ہے۔ کہ بزرگان دین کے حسن خلق کو دیکھ کر کتنے ہی غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہے۔ اچھے اخلاق کے ذریعے وہی منظر سامنے آتا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ (٤١: ٣٤) یعنی برائی کو اگر بھلائی کے ساتھ ٹالو گے تو جو تمہارا دشمن اور خون کا پیاسا ہے وہ تمہاری خاطر اپنا خون بہانے کے لیے تیار ہو جائے گا دشمن دوست اور خونخوار جاں نثار ہو جائے گا کبھی ہمارے اخلاق عالیہ کو دیکھ کر دشمن بھی دوست بن جاتے تھے لیکن آج جو دوست بھی ہمارے اخلاق کو دیکھتا ہے تو دشمن ہو جاتا ہے۔ افسوس! ہم نے اپنی عادتوں سے یگانوں کو بیگانے اور دوستوں کو دشمن بنا رکھا ہے کبھی مسلمان اپنے اخلاق حسنہ کے باعث دیگر اقوام میں ممتاز نظر آتے تھے، فوراً پہچان لیے جاتے تھے کہ یہ مسلمان ہوگا اور آج ہم اخلاقی لحاظ سے اس درجہ پستی میں چلے گئے کہ دیگر اقوام عالم کے سامنے بداخلاقی میں اپنی نظیر خود آپ ہیں کل جو قومیں اخلاقی لحاظ سے ہمارے سامنے شرمسار ہوتی تھیں ان سے اخلاقی میدان میں آج ہم آنکھیں نہیں ملا سکتے۔ یہ ہمارے ناخلف اور بدنام کنندگان نکونام ہونے کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ ہائے ہم کیسی سعادت سے محروم ہو گئے جبکہ اخلاق ہی انسان کا سب سے خوشنما زیور ہے اور اسی سے یہ دنیا جنت نظیر بنتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَسَلَّمَ؛ اَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا. مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا. فَاِنْ كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ. وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ. اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ. فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا.

۳- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ".

۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ؛ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ: اِسْتَاْذَنَ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاَنَا مَعَهٗ فِي الْبَيْتِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ" ثُمَّ اَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ سَمِعْتُ ضِحْكَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ. فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلُ. قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قُلْتَ فِيْهِ مَا قُلْتَ. ثُمَّ لَمْ تَنْشَبْ اَنْ ضَحِكْتَ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنِ اتَّقَاهُ النَّاسُ لِشَرِّهٖ".

۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهٖ اَبِيْ سُهَيْلِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ؛ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اَحْبَبْتُمْ اَنْ تَعْلَمُوْا مَا لِلْعَبْدِ عِنْدَ رَبِّهٖ، فَانْظُرُوْا مَاذَا يَتْبَعُهٗ مِنْ حُسْنِ الثَّنَاءِ.

۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ اَنَّهٗ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ الْمَرْءَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الْقَائِمِ بِاللَّيْلِ، الظَّامِئِ بِالْهَوَاجِرِ.

۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ؛ اَنَّهٗ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ كَثِيْرٍ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوْا بَلٰى. قَالَ

کاموں میں سے ایک کا اختیار ملا تو آپ نے اُن میں سے آسان کو اختیار فرمایا جبکہ اُس میں گناہ نہ ہوتا۔ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ دور رہتے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا مگر جب اللہ کی حرمت میں کمی کی گئی تو اللہ کے لیے اُس کا بدلہ لیا۔

علی بن حسین بن علی بن ابو طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- یہ بات آدمی کے اچھے اسلام سے ہے کہ وہ فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت مانگی اور میں آپ کے ساتھ گھر میں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بُرا آدمی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر بعد میں نے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اُس کے ساتھ ہنس رہے تھے۔ جب وہ نکل گیا تو میں عرض گزار ہوئی، یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ فرمایا تھا اور اتنی سی دیر میں آپ اُس کے ساتھ ہنسنے لگے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بُرا وہ ہے جس سے لوگ اُس کی بُرائی کے باعث بچیں۔

حضرت کعب احبار نے فرمایا کہ جب تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ فلاں بندے کے لیے اُس کے رب کے پاس کیا ہے تو دیکھو کہ پیٹھ پیچھے لوگ اُس کی کیا تعریفیں کرتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آدمی خوش خلقی کے باعث رات بھر قیام کرنے اور دن بھر بھوکا رہنے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو فرماتے ہوئے سُنا:- کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس میں نماز اور صدقہ سے بھی زیادہ بھلائی ہے؟ لوگوں نے کہا، کیوں نہیں۔ فرمایا کہ دو

إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَإِيَّاكُمْ وَالْبِغْضَةَ . فَإِنَّهَا هِيَ الْحَالِقَةُ .

آدمیوں کے درمیان صلح کروانا اور بغض سے بچتے رہنا کیونکہ یہ مونڈنے والے خصائص سے ہے۔

۸ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ؛ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ "

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- میں اس لیے مبعوث فرمایا گیا ہوں کہ اچھی عادتوں کی تکمیل کر دوں ف

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَيَاءِ

شرم وحیا کا بیان

۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَفْوَانَ ابْنِ سَلَمَةَ الزُّرَقِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ "

زید بن طلحہ بن رکانہ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- ہر دین کا ایک خلق ہوتا ہے اور اسلام کا خلق شرم وحیا ہے۔

۱۰ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " دَعْهُ . فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ "

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کی نصیحت کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑو کیونکہ حیا تو ایمان کا ایک حصہ ہے۔

ف - نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے شب و روز، اعلان نبوت سے پہلے اور بعد کے حالات خلوتوں اور جلوتوں کے مشاغل دوستوں اور دشمنوں سے سلوک. جاں نثاروں اور آستین کے ماروں سے برتاؤ، یگانوں اور بیگانوں میں زندگی گزارنا، حالتِ بزم و رزم کے حالات، رضامندی و ناراستگی کے دوران ضبط نفس، خوشی اور غمی کے اوقات میں انداز فکر و نظر، معاشی وسعت اور تنگی کے دوران سخاوت و قناعت کا مجمع البحرین ہونا، گھریلو اور معاشرتی زندگی کے لمحات، غرضیکہ زندگی کا ایسا کونسا گوشہ ہے جو قرآن و حدیث اور تاریخ و سیر کے ذریعے روز روشن کی طرح پوری دنیا کے سامنے نہ ہو۔ اس معلم کائنات اور علمبردار انسانیت کی زندگی کا ہر لمحہ صداقت و امانت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اپنوں اور بیگانوں، دوستوں اور دشمنوں، سب کو اس زندہ حقیقت کا اقرار ہے۔ ہر مذہب و ملت کے عمائد نے آپ کی بارگاہ عرش آستاں میں خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کے اخلاقِ حسنہ کو عدیم المثال قرار دیا ہے۔ غرضیکہ بیگانے بھی آپ کے متعلق یوں کہتے ہوئے نظر آتے ہیں :-

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر ہو گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

باب ۳ مَاجَاءَ فِي الْغَضَبِ

۱۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ؛ أَنَّ رَجُلًا أَتَى إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَعِيشُ بِهِنَّ. وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسَى. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تَغْضَبْ».

۱۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ. إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ».

غصے کا بیان

حمید بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ! مجھے ایسی باتیں بتائیے جن سے میں فائدہ حاصل کروں اور اتنی نہ بتانا کہ میں بھول جاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غصے میں نہ آیا کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے ف

باب ۴ مَاجَاءَ فِي الْمُهَاجَرَةِ

۱۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُهَاجِرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ. يَلْتَقِيَانِ. فَيُعْرِضُ هٰذَا. وَيُعْرِضُ هٰذَا. وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ».

۱۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا. وَلَا

ترکِ ملاقات کے احکام

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے جب دونوں ملیں تو کبھی یہ منہ پھیرے اور کبھی وہ اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو۔ اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان

ف کشتی میں جب ایک پہلوان دوسرے کو پچھاڑ دے تو یہ اس کے طاقتور اور صاحبِ فن ہونے کا ثبوت ہوتا ہے جس کے باعث ہر ایک اس کی تعریف کرتا ہے۔ انسانیت کی نگاہ میں اپنے حریف کو پچھاڑنے والا قابلِ ذکر پہلوان تو ضرور ہے لیکن ایسا پہلوان ہرگز نہیں ہے جیسا کہ غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنے والا قابلِ تعریف پہلوان ہے۔ طاقتور ہونے کا مظاہرہ تو جانور بھی اس سے بڑھ کر دکھا سکتے ہیں لیکن مزہ تو اس میں ہے کہ انسانیت کے میدان میں شہ زوری دکھائے، غصے کے وقت شیطان انسانی بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور شیطنت اس کی انسانیت پر غالب آنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے انسانیت اور شیطنت کی اس جنگ میں جو غصے پر قابو پاتے ہوئے شیطنت کو مغلوب اور انسانیت کو غالب کر دکھائے حقیقت میں پہلوان وہی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُهَاجِرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ".

قَالَ مَالِكٌ: لَا أَحْسِبُ التَّدَابُرَ إِلَّا الْإِعْرَاضَ عَنْ أَخِيكَ الْمُسْلِمِ. فَتُدْبِرَ عَنْهُ بِوَجْهِكَ.

کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔

امام مالک نے فرمایا: اَلتَّدَابُر سے مراد مسلمان بھائی سے منہ پھیرنا ہے۔ منہ پھیرا تو پیٹھ بھی پھر گئی۔

۱۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ. فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ. وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا".

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کا کھوج نہ لگاؤ، برائیاں تلاش نہ کرو، دنیا کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔

۱۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ؛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَصَافَحُوا يَذْهَبِ الْغِلُّ. وَتَهَادَوْا تَحَابُّوا، وَتَذْهَبِ الشَّحْنَاءُ".

عطاء بن ابو مسلم عبداللہ خراسانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو کہ کینہ نکل جائے گا اور ہدیہ دیا کرو کہ محبت بڑھے گی اور دشمنی جاتی رہے گی۔

۱۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ. فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُسْلِمٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا. إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ. فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے روز کھولے جاتے ہیں، ہر مسلمان بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو ماسوائے اس آدمی کے کہ جس کی اپنے بھائی سے عداوت ہو۔ کہا جاتا ہے کہ دونوں کو دیکھو یہاں تک کہ بل

ف: فرمانِ رسالت ہے کہ "اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ" اگر مسلمان اپنے آقا و مولیٰ کے اس ارشاد پر عمل کریں تو اکثر معاشرتی خرابیوں کا سدِّباب ہو جائے۔ افسوس! ہمارا عمل آج اس کے برعکس ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی بدخواہی ہمارا شعار ہو کر رہ گئی ہے۔ کہاں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا وہ ایثار اور قربانی اور کہاں آج ہمارا اپنے دینی و ایمانی بھائیوں کے گلے پر دن دہاڑے چھری پھیرنا۔ ہم دوسروں کا گھر برباد کر کے اپنا آباد کر رہے ہیں، دوسروں کو رُلا کر خود ہنس رہے ہیں دوسروں کے گھروں میں ماتم برپا کر کے خود عید منا رہے ہیں دوسروں کو مصائب کے جہنم میں جھونک کر خود آرام و راحت کی جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں، دوسروں کو بھکاری بنا کر خود قارون بن جانے پر تلے ہوئے ہوں اور یہ سمجھنے کی قطعاً کوشش نہیں کرتے کہ اس طرح دوسروں کا جینا حرام کر کے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہیں کیا ہمارے ہی متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے؟ انما المومنون اخوۃ (۴۹:۱۰) بیشک مومن سب بھائی بھائی ہیں۔ اہل ایمان واقعی بھائی بھائی ہوتے ہیں لیکن ہم ایک دوسرے کے بدخواہ ہیں۔ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیئے کہ کہیں ہمارے ایمان تو مشکوک نہیں ہیں؟ آخر کوئی وجہ تو ہوگی جس کے باعث ہم مسلمان کہلاتے ہوئے ایک دوسرے کو بھائی نہیں سمجھتے بلکہ بدخواہی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوشاں ہیں؟ کاش! ہم اس خرابی کو محسوس کر کے اس کے سدِّباب کی جانب مؤثر قدم اٹھا سکیں۔

هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا. اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا".

١٨- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ، عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ؛ اَنَّهٗ قَالَ: تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ. يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ فَيُقَالُ اتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا. اَوْ اَرْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا.

جائیں، ابھی دونوں کو دیکھو یہاں تک کہ مل جائیں۔

ابو صالح سمان سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔ لوگوں کے اعمال ہر ہفتے میں دو دفعہ پیش کیے جاتے ہیں یعنی پیر اور جمعرات کے روز۔ ہر مومن بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے مگر اُس بندے کی جس کی اپنے بھائی سے دشمنی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو یہاں تک کہ مل جائیں یا ان دونوں کو رہنے دو یہاں تک کہ مل بیٹھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ اللِّبَاسِ

کتاب اللباس

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الثِّيَابِ لِلْجَمَالِ بِهَا

١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ. قَالَ جَابِرٌ: فَبَيْنَا أَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ، إِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلُمَّ إِلَى الظِّلِّ. قَالَ، فَنَزَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ إِلَى غِرَارَةٍ لَنَا فَالْتَمَسْتُ فِيهَا شَيْئًا فَوَجَدْتُ فِيهَا جِرْوَ قِثَّاءٍ فَكَسَرْتُهُ ثُمَّ قَرَّبْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا؟" قَالَ فَقُلْتُ خَرَجْنَا بِهِ يَا رَسُولَ اللهِ مِنَ الْمَدِينَةِ. قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَنَا نُجَهِّزُهُ يَذْهَبُ يَرْعَى ظَهْرَنَا. قَالَ فَجَهَّزْتُهُ. ثُمَّ أَدْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظَّهْرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ لَهُ قَدْ خَلَقَا. قَالَ فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَقَالَ "أَمَا لَهُ ثَوْبَانِ غَيْرُ هٰذَيْنِ؟" فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ لَهُ ثَوْبَانِ فِي الْعَيْبَةِ كَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا. قَالَ "فَادْعُهُ فَمُرْهُ فَلْيَلْبَسْهُمَا" قَالَ فَدَعَوْتُهُ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ وَلّٰى يَذْهَبُ. قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا لَهُ ضَرَبَ اللهُ عُنُقَهُ أَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا لَهُ؟" قَالَ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فِي سَبِيلِ اللهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فِي سَبِيلِ اللهِ" قَالَ فَقُتِلَ الرَّجُلُ فِي سَبِيلِ اللهِ.

زیب و زینت کے لیے لباس پہننا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ بنی انمار کے لیے نکلے۔ اسی دوران کہ میں ایک درخت کے نیچے اُترا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نظر آئے۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! سائے میں تشریف لے آئیے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہو گئے۔ میں اپنی زنبیل کی طرف اُٹھا کہ اس میں کچھ تلاش کروں تو مجھے ایک ککڑی مل گئی۔ میں اُسے توڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا۔ فرمایا کہ یہ تم نے کہاں سے لی؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں اِسے مدینہ منورہ سے لے آیا تھا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جس کا سامان سفر ہم نے فراہم کیا تھا اور وہ ہمارے جانوروں کو چراتا تھا۔ جب وہ جانوروں کو چرانے کے لیے پیٹھ پھیر کر جانے لگا اور اُس کے اُوپر دو پھٹی ہوئی چادریں تھیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کیا ان دو کے سوا اِس کے پاس اور کپڑے نہیں؟ میں عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ اس کے کپڑے گٹھڑی میں ہیں اور یہ پہن رکھے ہیں۔ فرمایا کہ اسے بُلا کر کہو کہ دوسرے کپڑے پہن لے۔ پس میں نے اُسے بُلایا اور اس نے کپڑے پہن لیے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اِسے کیا ہو گیا ہے، اللہ اِس کی گردن مارے۔ کیا یہ کپڑے اِس کے لیے بہتر نہیں؟ وہ آدمی یہ بات سن کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! کیا راہِ خدا میں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راہِ خدا میں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ راہِ خدا میں شہید ہوا۔

٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ أَنْظُرَ إِلَى الْقَارِئِ أَبْيَضَ الثِّيَابِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:- میں یہ چاہتا ہوں کہ جس عالم قرآن کی طرف دیکھوں اُس کا لباس اُجلا ہو۔

٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ؛ قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِذَا أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَوْسِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ. جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ.

ابن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت دے تو تم اپنی جانوں پر وسعت کر لیا کرو اور اپنے لیے کپڑے بنایا کرو۔

بَابٌ ٢ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ وَالذَّهَبِ

رنگین کپڑے پہننا اور سونے کا استعمال

٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوغَ بِالْمِشْقِ. وَالْمَصْبُوغَ بِالزَّعْفَرَانِ.

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ يَلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ. لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ

فَأَنَا أَكْرَهُهُ لِلرِّجَالِ، الْكَبِيرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيرِ

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْمَلَاحِفِ الْمُعَصْفَرَةِ فِي الْبُيُوتِ لِلرِّجَالِ، وَفِي الْأَفْنِيَةِ. قَالَ: لَا أَعْلَمُ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا حَرَامًا. وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنَ اللِّبَاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما گیرو سے رنگے ہوئے اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بچے سونا پہنیں میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

اسی لیے میں بڑے اور چھوٹے سب آدمیوں کے لیے ناپسند کرتا ہوں۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ کسم سے رنگی ہوئی چادریں مردوں کے لیے گھروں اور اُن کے صحنوں میں۔ فرمایا کہ میں اِن میں سے کسی بات کو حرام نہیں جانتا، لیکن اس کے سوا دوسرا لباس ہو تو مجھے زیادہ پسند ہے۔

بَابٌ ٣ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْخَزِّ

اُونی اور ریشمی کپڑے پہننے کا حکم

٥- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهَا كَسَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ مِطْرَفَ خَزٍّ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلْبَسُهُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو ریشم ملا ہوا اُونی کپڑا پہنایا اور حضرت عائشہ خود وہ کپڑا پہنا کرتی تھیں۔

بَابٌ ٤ مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ لِبَاسُهُ مِنَ الثِّيَابِ

جن کپڑوں کا پہننا عورتوں کے لیے مکروہ ہے

٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

علقمہ بن ابو علقمہ کی والدہ محترمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں حفصہ

عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَعَلَى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيقٌ. فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ، وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا.

بنت عبد الرحمٰن حاضر ہوئیں۔ حفصہ کے سر پر باریک دوپٹہ حضرت عائشہ نے اُسے پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹہ اُڑھا دیا۔

۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ. مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ. لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ. وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا. وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ.

ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔ بعض عورتیں کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوتی ہیں، خود راستے سے بھٹکی ہوئی ہیں اور دوسروں کو بے راہ کرتی ہیں۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ اُس کی خوشبو تک نہ پائیں گی حالانکہ اُس کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔

۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ. فَنَظَرَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ فَقَالَ: «مَاذَا فُتِحَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذَا وَقَعَ مِنَ الْفِتَنِ؟ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا، عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ».

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی رات میں کھڑے ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا اِس رات کتنے خزانے کھولے گئے اور کتنے فتنے واقع ہوئے ہیں کتنی ہی لباس پہننے والی عورتیں قیامت کے روز ننگی ہوں گی۔ ان حجرے والی عورتوں کو جگاؤ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ

کپڑا لٹکائے رکھنے کا بیان

۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ، لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

ف۔ کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہوئے عورت کا ننگی شمار ہونا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کپڑے باریک ہوں اور بدن نظر آئے یا کپڑے ایسے تنگ ہوں کہ جسم کی ہیئت کا پتہ لگتا ہو یا جسم کے وہ مخفی حصے نمایاں ہوں جن سے حسن وجمال چھن کر سامنے آ جائے۔ ایسی تمام صورتوں میں اسلامی غیرت کا یہ محافظ دستہ ملبوس نہیں بلکہ عریاں شمار ہوتا ہے۔ یہ تقویٰ شکن صورتِ حال خرمنِ عفت وغیرت میں آگ لگا دیتی ہے۔ فریقین کی عقل پر ایسے پردے پڑ جاتے ہیں کہ ملی غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ طرفین کے دل و دماغ پر نفسانیت کا ایسا بھوت سوار ہوتا ہے کہ تقویٰ وطہارت عفت وغیرت، سُود وزیاں اور ایں وآں کی پروا نہیں رہتی۔ سب کچھ داؤ پر لگا دیا جاتا ہے۔ بہت کچھ کھو دیتے ہیں اور احساس تک نہیں ہوتا کہ پلے کچھ رہا یا نہیں۔ شاعرِ مشرق ایسی ہی صورتِ حال پر یوں خون کے آنسو روتے تھے:۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

١٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَا يَنْظُرُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَى مَنْ يَجُرُّ إِزَارَهُ بَطَرًا»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی طرف نظر بھی نہیں فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنی چادر کو لٹکائے۔

١١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ. كُلُّهُمْ يُخْبِرُهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَا يَنْظُرُ اللهُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَى مَنْ يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ»

نافع، عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم تینوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنے کپڑے کو لٹکائے۔

١٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ قَالَ. سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِزَارِ؟ فَقَالَ أَنَا أُخْبِرُكَ بِعِلْمٍ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ «إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ. لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ. مَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ. مَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ. لَا يَنْظُرُ اللهُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا»

علاء بن عبدالرحمٰن کے والد ماجد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ازار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:۔ میں تمہیں یقینی بات بتاتا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مومن کی ازار اُس کی نصف پنڈلیوں تک ہوتی ہے اور ٹخنوں تک رکھنے میں کوئی قباحت نہیں لیکن جو اس سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے، جو اس سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنی ازار کو گھسیٹے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْمَرْأَةِ ثَوْبَهَا

اگر عورت کپڑا لٹکائے تو کیا حکم ہے

١٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ؛ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهَا قَالَتْ، حِينَ ذُكِرَ الْإِزَارُ: فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ «تُرْخِيهِ شِبْرًا» قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا. قَالَ «فَذِرَاعًا، لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ»

صفیہ بنت ابو عُبید کو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے بتایا کہ جب ازار کا ذکر ہوا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! عورت کیا کرے؟ فرمایا کہ ایک بالشت نیچی رکھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عرض کی کہ اگر بے پردہ ہونے کا ڈر ہو؟ فرمایا تو ایک زراع لیکن اس سے زیادہ نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِنْتِعَالِ

جوتے پہننے کا بیان

١٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَا يَمْشِيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ. لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ چاہیے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں اُتار دے۔

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، وَلْتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو داہنی جانب سے ابتدا کرے اور جب اتارے تو پہلے بایاں جوتا اتارے۔ پہنتے ہوئے دایاں جوتا پہلے رہے اور اتارتے ہوئے آخر میں۔

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ، أَنَّ رَجُلًا نَزَعَ نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: لِمَ خَلَعْتَ نَعْلَيْكَ؟ لَعَلَّكَ تَأَوَّلْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ: فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ طُوًى. قَالَ: ثُمَّ قَالَ كَعْبٌ لِلرَّجُلِ: أَتَدْرِي مَا كَانَتْ نَعْلَا مُوسٰى؟

قَالَ مَالِكٌ: لَا أَدْرِي مَا أَجَابَهُ الرَّجُلُ. فَقَالَ كَعْبٌ: كَانَتَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جوتے اتارے تو انہوں نے فرمایا: تم نے جوتے کیوں اتارے، شاید تم نے اس آیت کی تاویل کی ہے: "اپنے جوتے اتار دو کیونکہ تم وادیٔ طویٰ میں ہو" (۲۰: ۱۲) پھر جب کعب نے اس آدمی سے فرمایا: حضرت موسیٰ کے جوتے کس چیز کے تھے؟

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں اس آدمی نے کیا جواب دیا۔ حضرت کعب نے فرمایا کہ وہ گدھے کی کھال کے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الثِّيَابِ

کپڑے پہننے کا بیان

۱۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ، وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ: عَنِ الْمُلَامَسَةِ، وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ، وَعَنْ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَعَنْ أَنْ يَشْتَمِلَ الرَّجُلُ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ عَلَى أَحَدِ شِقَّيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباس اور دو قسم کی بیع سے منع فرمایا ہے یعنی ملامسہ اور منابذہ بیع سے اور یہ کہ آدمی ایک کپڑے کو اس طرح لپیٹ لے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ رہے اور ایک ہی کپڑے کو آدمی اس طرح سارے بدن پر لپیٹے کہ ایک کنارا باہر رہے۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت

ف ... جوتے، قمیص اور شلوار وغیرہ پہننے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ ابتداء دائیں جانب سے کی جائے اور اتارتے وقت ابتدا بائیں ... سے ہو ... دونوں پیروں میں پہنے جائیں گے خواہ ابتداء کسی جانب سے کی جائے لیکن پہلے دائیں پیر میں جوتا پہنا تو ... اگر پہلے بائیں پیر میں پہنا تو یہ غیر اسلامی طریقہ ہوا اور مفت میں ثواب ضائع کر دیا۔ اسی طرح اتارتے ... دائیں پیر کا پہلے اتارا تو ثواب سے محروم رہا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلامی آداب سیکھیں ... اسلامی آداب کا ہر مسلمان کو عادی ہونا چاہیے اور خصوصاً جو حضرات زیورِ علم سے آراستہ ہیں انہیں تو اپنے آپ کو ... آداب و اطوار کے سانچے میں ڈھال لینا چاہیے تاکہ انہیں دیکھ کر دوسرے بھی اسلامی طور طریقوں کی جانب مائل ہوتے رہیں۔

بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الْحُلَّةَ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ"

ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ. فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً. فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا" فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

عمر نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ بکتا ہوا دیکھا، عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کاش! آپ اس حلے کو خرید لیں اور جمعہ کے روز پہنا کریں نیز جب وفود آپ کی خدمت میں آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے لباس وہ پہنا کرتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصّہ نہ ہو۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اُن میں سے حلے آئے تو آپ نے حضرت عمر کو اُن میں سے ایک حُلّہ دیا۔ حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ یہ مجھے پہنا رہے ہیں اور عطارد کے حلے کے متعلق آپ نے کچھ اور ہی فرمایا تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا تھا۔ پس حضرت عمر نے وہ اپنے مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکّہ مکرّمہ میں تھا۔

۱۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، رَأَيْتُ عُمَرَ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ. وَقَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرُقَعٍ ثَلَاثٍ. لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جبکہ وہ مدینہ منورہ کے امیر تھے کہ اُن کے کندھوں کے درمیان کُرتے میں تین پیوند لگے ہوئے تھے اور جو تقریبًا ایک دوسرے کے اُوپر تھے ف
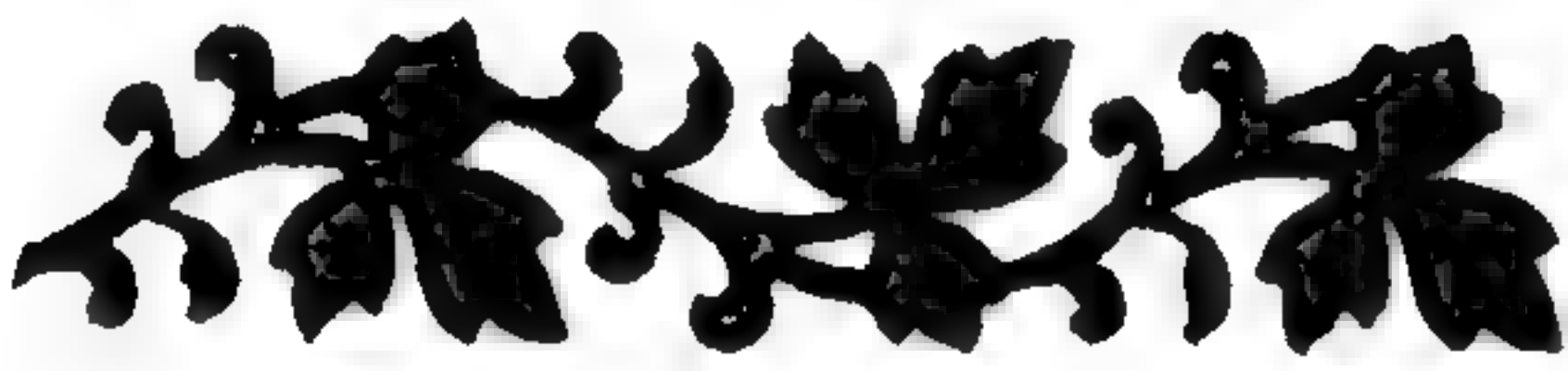
ف ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سربراہِ مملکت اور امیر المؤمنین ہیں لیکن قمیص پر اوپر نیچے تین پیوند لگے ہوئے ہیں یہ کیفیت اس سربراہ مملکت کی ہے جو بلحاظ فاتح تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہے اور جس کی ہیبت سے دنیا کی سلطنتیں کانپتی تھیں یعنی قیصر و کسریٰ لرزہ براندام ہیں۔ ان کی دنیا سے یہ بے رغبتی کیوں نہ ہوتی جبکہ بارگاہِ رسالت کے تربیت یافتہ تھے۔ اس مثالی انسان کو دونوں عالم نے آپ پروردگار سے مانگ کر لیا تھا۔ سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہانبانی و جہانداری کا راز بتایا تھا کہ سربراہ اگر عیش و عشرت اور آرام و راحت سے کنارہ کش رہے گا تو رعایا کے حصے میں خوشحالی اور امن و سکون آئے گا اور سربراہ دنیا سمیٹنے اور داد عیش دینے لگے تو رعایا کو کس مپرسی، افلاس، پریشانی، افراتفری اور لوٹ کھسوٹ کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کتاب صفۃ النبی

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ، وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ. بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً. فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ. وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً. وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضور کے حلیہ مبارک کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد۔ بہ ہمہ نہ بالکل سفید تھا اور نہ گندمی، بال نہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ پھر دس سال مکہ مکرمہ میں رونق افروز رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں جلوہ گری رہی۔ ساٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنے خاص قرب میں بُلا لیا۔ سر اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالدَّجَّالِ

۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ. فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ. لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ. قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً. مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ. يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قِيلَ: هٰذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ. ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ

حضرت عیسیٰ بن مریم اور دجال کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ کے پاس ہوں۔ پس میں نے گندمی رنگ کا ایک آدمی دیکھا جو گندمی رنگ کے سب آدمیوں سے خوبصورت تھا۔ اس نے کنگھی کی ہوئی تھی اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس نے دو آدمیوں سے ٹیک لگائی ہوئی تھی یا دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لیا ہوا تھا۔ وہ کعبے کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو بتایا گیا کہ یہ عیسیٰ بن مریم ہیں۔ پھر اچانک

جَعْدٌ قَطَطٌ ، أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى ، كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ . فَسَأَلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ فَقِيلَ لِي : هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ »

میں نے گھنگریالے بالوں والا ایک شخص دیکھا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا گویا وہ پکے ہوئے انگور کی طرح تھی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ دجّال ہے۔

باب ۳ مَا جَاءَ فِي السُّنَّةِ فِي الْفِطْرَةِ

فطری سنتوں کا بیان

۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ . تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ ، وَقَصُّ الشَّارِبِ ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ ، وَالْاخْتِتَانُ .

ابوسعید مقبری سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: پانچ باتیں فطری سنت ہیں:۔ ناخن کاٹنا، مونچھیں پست کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، موئے زیرِ ناف مونڈنا اور ختنے کروانا۔

۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ؛ أَنَّهُ قَالَ : كَانَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ . وَأَوَّلَ النَّاسِ اخْتَتَنَ . وَأَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ الشَّارِبَ . وَأَوَّلَ النَّاسِ رَأَى الشَّيْبَ ، فَقَالَ : يَا رَبِّ مَا هٰذَا ؟ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى : وَقَارٌ يَا إِبْرَاهِيمُ . فَقَالَ : رَبِّ زِدْنِي وَقَارًا .

قَالَ يَحْيَى : وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ : يُؤْخَذُ مِنَ الشَّارِبِ حَتَّى يَبْدُوَ طَرَفُ الشَّفَةِ . وَهُوَ الْإِطَارُ . وَلَا يَجُزُّهُ . فَيُمَثِّلُ بِنَفْسِهِ .

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مہمان کی ضیافت کی، سب سے پہلے ختنہ کیا۔ سب سے پہلے مونچھیں پست کیں اور سب سے پہلے ہیں جنہوں نے سفید بال دیکھ کر کہا۔ اے رب! یہ کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ اے ابراہیم! یہ عزّ و وقار ہے۔ عرض گزار ہوئے، اے رب! میرے وقار کو بڑھا۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مونچھوں کو اتنی کاٹے کہ ہونٹ کا کنارا نظر آنے لگے اور ایسا نہ کرے کہ بالکل مونڈ دے۔

باب ۴ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ بِالشِّمَالِ

بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت

۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ . أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ . وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ . وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ .

جابر بن عبداللہ سلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتا پہن کر چلے یا کپڑے سے اشتمال صماء کرے یا ایک ہی کپڑے سے احتباء کرے کہ شرمگاہ کھلی رہے۔

۶ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ « إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ ، وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ . فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اُسے دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے اور دائیں ہاتھ سے پینا چاہیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

بقیہ ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمَسَاکِیْنِ

۷۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ. فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ. وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ،" قَالُوْا: فَمَا الْمِسْکِیْنُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ "الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًى یُغْنِیْهِ. وَلَا یَفْطُنُ النَّاسُ لَهٗ فَیُتَصَدَّقَ عَلَیْهِ. وَلَا یَقُوْمُ فَیَسْأَلَ النَّاسَ"

۸۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ بُجَیْدٍ الْأَنْصَارِیِّ ثُمَّ الْحَارِثِیِّ، عَنْ جَدَّتِهٖ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رُدُّوا الْمِسْکِیْنَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ"

مساکین کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین وہ نہیں کہ لوگوں کے پاس گھر گھر پھیرے لگاتا پھرے اور کسی سے اُسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں مل جائیں۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! پھر مسکین کون ہے؟ فرمایا کہ جس کے پاس ضرورت پوری کرنے کے لیے مال نہ ہوا اور وہ لوگوں کو معلوم نہ ہونے دے کہ اُسے خیرات دیں اور نہ لوگوں سے مانگنے کے لیے کھڑا ہو۔ ف

ابن بجید انصاری نے اپنی دادی صاحبہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین کو کچھ دیا کرو خواہ جلا ہُوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ مِعَى الْکَافِرِ

۹۔ حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "یَأْکُلُ الْمُسْلِمُ فِیْ مِعًى وَاحِدٍ. وَالْکَافِرُ یَأْکُلُ فِیْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ"

کافر کی آنتوں کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ف

ف۔ جو غریب لوگ مانگتے پھرتے ہیں، جگہ جگہ اپنی حاجتوں کا اظہار کرکے مانگتے ہیں وہ مسکین نہیں بلکہ بھکاری ہیں مسکین وہ ہیں جو تنگ دست تو ہوں، وقت بڑی تنگی سے گزر رہا ہو لیکن دوسرے لوگوں پر اپنی حالت ظاہر نہیں ہونے دیتے اور نہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں۔ یہ نہایت ہی قابلِ تعریف اور حقیقت میں امداد کے مستحق ہیں ان کی اعانت میں کوشاں رہنا بہت بڑی خوبی اور سعادت مندی ہے۔ قرآن کریم نے ان کی علامت یہ بتائی ہے:۔
لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط (۲: ۲۷۳) وہ لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے۔

ف۔ یہاں آنتوں کی گنتی مراد نہیں ہے کیونکہ خواہ کوئی مسلمان ہو یا کافر سب کے پیٹ میں آنتیں تو ایک جیسی ہوتی ہیں مراد یہی ہے کہ کافر زیادہ کھاتا ہے اور مسلمان کم۔ زیادہ کھانا کافروں کی علامت ہے اور کم کھانا مسلمانوں کی، کیونکہ کافر کھانے کے لیے زندہ ہے اور مسلمان زندہ رہنے کے لیے کھاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

١٠ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ. فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ. فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا. ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ. ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ. حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ. ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ. فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا. ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ. وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک کافر مہمان آکر ٹھہرا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُس کے لیے ایک بکری دوہنے کا حکم دیا تو وہ سارا دودھ پی گیا۔ پھر دوسری کا پی لیا، پھر تیسری کا پی لیا، یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کے لیے ایک بکری کا دودھ نکالنے کا حکم فرمایا تو اُس نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر اُس کے لیے دوسری کا حکم دیا مگر اُسے ضرورت نہ رہی۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّرَابِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالنَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

چاندی کے برتن سے پینے اور پانی میں پھونک مارنے کی ممانعت

١١ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ".

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق نے اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

١٢ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حَبِيبٍ مَوْلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْجُهَنِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ. فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ: أَسَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو سَعِيدٍ: نَعَمْ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَأَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِيكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ". قَالَ: فَإِنِّي أَرَى الْقَذَاةَ فِيهِ. قَالَ "فَأَهْرِقْهَا".

ابو المثنیٰ جہنی کا بیان ہے کہ میں مروان بن حکم کے پاس تھا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ مروان بن حکم نے اُن سے کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اُنہوں نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہو؟ حضرت ابوسعید نے اُن سے فرمایا، ہاں۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ پیالے کو اپنے منہ سے ہٹا کر سانس لے لیا کرو۔ عرض گزار ہوا کہ اگر میں اُس کے اندر تنکا وغیرہ دیکھوں؟ فرمایا کہ اُسے بہا دیا کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي شُرْبِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَائِمٌ

۱۳۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ كَانُوا يَشْرَبُونَ قِيَامًا.

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَا لَا يَرَيَانِ بِشُرْبِ الْإِنْسَانِ، وَهُوَ قَائِمٌ، بَأْسًا.

۱۵۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَشْرَبُ قَائِمًا.

۱۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ قَائِمًا.

کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہم کھڑے ہو کر پانی پیا کرتے تھے۔

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کھڑے ہو کر پانی پینے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کیا کرتے تھے۔

ابو جعفر قاری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا۔

عامر بن عبد اللہ بن زبیر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ کھڑے ہو کر پانی پیا کرتے تھے۔

بَابُ السُّنَّةِ فِي الشُّرْبِ وَمُنَاوَلَتِهِ عَنِ الْيَمِينِ

۱۷۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ. وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ. وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ. وَقَالَ "الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ"

۱۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ. فَشَرِبَ مِنْهُ. وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ. فَقَالَ لِلْغُلَامِ "أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟" فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ. لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا. قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ.

کھلانا پلانا دائیں جانب سے شروع کرے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں کنوئیں کا پانی ڈالا ہوا تھا۔ آپ کے دائیں جانب ایک اعرابی اور بائیں طرف حضرت ابو بکر صدیق تھے۔ آپ نے نوش فرما کر پھر اعرابی کو دے دیا اور فرمایا کہ داہنی جانب والا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اُس میں سے نوش فرمایا اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں طرف بزرگ تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں انہیں دے دوں؟ لڑکا عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم نہیں میں آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ اُس کے ہاتھ میں دیدیا۔

ف۔ اسلامی ادب ہے کہ جب کوئی بزرگ اہل مجلس کو کھانے پینے کی کوئی چیز یا پس خوردہ عنایت فرمائے تو داہنی جانب والے کو دے اور جب کوئی چیز بہت سے آدمیوں میں بانٹی جائے تو ابتدا دائیں جانب والوں سے کی جائے اگر کسی بزرگ کے بائیں جانب نسبتاً زیادہ قابل احترام ہستیاں ہوں تو دائیں جانب والے کی اجازت سے انہیں وہ چیز دی جا سکتی ہے۔ مذکورہ موقع پر رسول اللہ

بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

کھانے پینے کے متعلق دیگر روایات

۱۹۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ. فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ. فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ. ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا. فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ. ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي. وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ. ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ. فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟" قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ لِلطَّعَامِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ "قُومُوا" قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ. حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ. وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ، حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ. مَا عِنْدَكِ؟" فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ. فَأَمَرَ

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ نے حضرت اُم سُلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز دھیمی سُنی ہے جس سے میں نے بھوک محسوس کی ہے تو کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ کہا ہاں، پھر اُنہوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں اور اپنا دوپٹہ لے کر اُس کی ایک جانب لپیٹ دیں، پھر میری بغل میں دبا کر باقی دوپٹہ میرے اُوپر ڈال دیا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب روانہ کر دیا۔ میں اُنہیں لے کر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد میں جلوہ افروز تھے۔ میں اُن کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کیا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں عرض گزار ہُوا کہ ہاں۔ فرمایا کہ کھانے کے لیے؟ میں نے عرض کی، ہاں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ پس وہ چل پڑے اور میں اُن کے آگے آگے چل دیا، یہاں تک کہ میں حضرت ابو طلحہ کی خدمت میں جا پہنچا اور اُنہیں بتایا۔ حضرت ابو طلحہ نے فرمایا:۔ اے اُم سُلیم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر آ گئے اور ہمارے پاس کھانا نہیں کہ اُنہیں کھلائیں۔ اُنہوں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول جانے۔ پس حضرت ابو طلحہ چل دئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک جا پہنچے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہ کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اے اُم سُلیم! جو تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ اُنہوں نے وہی روٹیاں پیش کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کا مالیدہ بنانے کا حکم دیا اور

حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں جانب اکابر صحابہ بیٹھے تھے۔ آپ نے اس لڑکے سے اجازت لی کہ کیا یہ بچا ہوا مشروب ان لوگوں کو دے دوں؟ عقل کا تقاضا تو یہی ہے کہ لڑکا اس بات کی اجازت دے دیتا لیکن جذبۂ عشق و محبت سے بھرپور نو عمر صحابی نے وہ عقیدت سے لبریز جواب دیا کہ عقل بھی اپنے آپ کو بے عقل سمجھنے پر مجبور ہو گئی ہو گی۔ عشقِ رسول کی اس ننھی منی تصویر نے جواب دیا "یا رسول اللہ آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو میں اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا" عقل خواہ اسے دیوانہ کہے یا بے ادب، لیکن عشقِ رسول کا وہ نو عمر مجسّمہ ضرور زبانِ حال سے یہی کہتا ہو گا:۔

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوفِ حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ. وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا. فَآدَمَتْهُ. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ. ثُمَّ قَالَ "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ بِالدُّخُوْلِ"، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا. ثُمَّ قَالَ "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ"، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا. ثُمَّ قَالَ "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ"، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا. ثُمَّ قَالَ "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ"، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا. ثُمَّ قَالَ "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ"، حَتّٰى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا. وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا، أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

٢٠ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ. وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ".

٢١ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حضرت ام سلیم نے اس پر اپنی کپی نچوڑ دی اور سب کو بلا دیا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا جو اللہ نے چاہا پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ انہیں اجازت دی گئی اور انھوں نے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا کہ مزید دس آدمیوں کو اجازت دے دو۔ پس انہیں اجازت دی گئی تو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ تیسری مرتبہ فرمایا کہ دس آدمیوں کو مزید اجازت دے دو۔ انہیں اجازت دی گئی اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا کہ دس کو مزید اجازت دو۔ یہاں تک کہ تمام لوگ کھا کر شکم سیر ہو گئے۔ کھانے والے ستر یا اسی افراد تھے ف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین آدمیوں کا کھانا چار کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ف۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند روٹیوں کے ملیدے سے ستر اسی حضرات کو شکم سیر کر دیا۔ یہ تکثیر طعام کے معجزات میں سے آپ کا ایک معجزہ ہے جو خدا کے رازق ہونے کا تصور انسان کے ذہن میں بٹھاتا ہے تمام معجزات کی حالت یہی ہے کہ ان سے ایک تو صاحبِ معجزہ کے نبی ہونے کا پتہ لگتا ہے اور دوسری جانب معجزہ خدا کی اس صفت کا تصور انسان کے ذہن نشین کرتا ہے۔ نبی کے معجز نما علم خدا کے علیم وخبیر ہونے اور نبی کے معجز نما تصرفات خدا کی قدرت پر دلالت کرتے ہیں کہ جس کام کے کرنے سے سارے انسان عاجز ہیں وہ کام کر دکھانے والا بھی یہی کہتا ہے کہ میں خدا نہیں ہوں بلکہ خدا وہ ہے جس نے مجھے یہ کمال عطا فرمایا ہے اور میں بھی اسی کا ایک بندہ ہوں۔ اب غور کرو کہ میرا پروردگار کتنی قدرت والا ہو گا؟ کتنے علم والا ہو گا؟ غرضیکہ انبیائے کرام کے معجزات سے ایک جانب تو شرک وکفر کی جڑ کٹ جاتی ہے کہ جن ہستیوں کو خدا مانا جا رہا ہے وہ ایک بندے کے برابر بھی کمال نہیں دکھا سکتے تو خدا کہاں سے ہوئے حالانکہ خدا کو تو بندے سے بڑھ کر کمال دکھانا چاہیئے لہٰذا اس کائنات ارضی وسماوی میں ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جس کو خدا کہا جائے، جس کو معبود مانا جائے یا جس کو سچے خدا کی خدائی میں شریک ٹھہرایا جائے۔ دوسری جانب نبی کے معجزات خدا کی صفات پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا نبی خدا نہیں ہوتا اور نہ خدا کی ذات وصفات میں شریک ہوتا ہے بلکہ وہ خدا نما ہوتا ہے۔ عام انسانوں کے ذہن میں چونکہ خدا کی صفات کا تصور نہیں سماتا بایں وجہ بندوں کی مجبوری کے باعث اللہ تعالیٰ نبی کو اپنی صفات کا مظہر بنا کر بھیجتا ہے تاکہ ان کے کمالات کو دیکھ کر وہ خدا آشنا ہو جائیں اور اس واحد و یکتا معبود کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

«وَأَغْلِقُوا الْبَابَ. وَأَوْكُوا السِّقَاءَ. وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ، أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ. وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا. وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً. وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً. وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ».

۲۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ. جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ. وَضِيَافَتُهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. فَمَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ. وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ».

۲۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا. فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ، وَخَرَجَ. فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي. فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ. ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ. وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا؟ فَقَالَ: «فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ».

۲۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ؛ أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ. فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ. وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ. قَالَ: وَأَنَا فِيهِمْ. قَالَ: فَخَرَجْنَا. حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ. فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذَلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ. قَالَ: فَكَانَ يُقَوِّتُنَاهُ كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا. حَتَّى فَنِيَ وَلَمْ تُصِبْنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ. فَقُلْتُ: وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ. قَالَ: ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ

دروازے بند کر دیا کرو، مشک کا منہ باندھ دیا کرو، برتن کو ڈھک دیا کرو اور چراغ کو بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان بند دروازے، مشک اور برتن کو نہیں کھولتا اور چوہا لوگوں کے گھروں کو جلا دیتا ہے۔

ابوشریح کعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تواضع کرے۔ ایک دن رات میزبانی ہے، تین رات دن ضیافت اور اس سے اُوپر صدقہ اور یہ مناسب نہیں کہ اُس کے پاس اتنا ٹھہرے کہ میزبان ہی نکلنے لگے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کسی راستے میں جا رہا تھا کہ اُسے سخت پیاس لگی۔ اُس نے کنواں دیکھا تو اُس میں اُترا اور پانی پی لیا۔ جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا تڑپ رہا ہے اور پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اُس نے سوچا کہ کتے کو بھی پیاس سے وہی تکلیف پہنچ رہی ہوگی جو مجھے پہنچی تھی۔ وہ کنوئیں میں اُترا، اپنے موزے میں پانی بھرا، اُسے اپنے منہ سے پکڑ کر باہر نکلا اور کتے کو پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ خوش ہوگیا اور اُسے بخش دیا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کا ہمیں ثواب ملتا ہے؟ فرمایا کہ ہر جاندار کے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساحلِ سمندر کی جانب ایک لشکر بھیجا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو اُس پر امیر مقرر فرمایا۔ وہ تین سو تھے اور میں بھی اُن میں تھا۔ ہم چلے گئے یہاں تک کہ ایک راستے میں تھے کہ زادِ راہ ختم ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے زادِ راہ جمع کرنے کا حکم دیا تو جمع کر دیا گیا جس سے صرف دو برتن بھرے۔ لہٰذا وہ روزانہ ہمیں تھوڑی تھوڑی خوراک دیا کرتے۔ وہ ختم ہوگئی یہاں تک کہ ہمیں ایک ایک کھجور ملنے لگی۔ وہب بن کیسان نے کہا کہ ایک کھجور سے کیا بنتا ہوگا؟ فرمایا کہ اس کی قدر ہمیں اُس وقت ہوئی جب وہ بھی ختم ہوگئیں۔ جب ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو ایک

فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيَالٍ. ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا. ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا وَلَمْ تُصِبْهُمَا.

قَالَ مَالِكٌ: اَلظَّرِبُ الْجُبَيْلُ.

٢٥ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ جَدَّتِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ. لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدَاكُنَّ لِجَارَتِهَا. وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا".

٢٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ؛ أَنَّهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ. نُهُوا عَنْ أَكْلِ الشَّحْمِ فَبَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ".

٢٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُولُ: يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَيْكُمْ بِالْمَاءِ الْقَرَاحِ. وَالْبَقْلِ الْبَرِّيِّ. وَخُبْزِ الشَّعِيرِ. وَإِيَّاكُمْ وَخُبْزَ الْبُرِّ. فَإِنَّكُمْ لَنْ تَقُومُوا بِشُكْرِهِ.

٢٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ فِيهِ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. فَسَأَلَهُمَا. فَقَالَا: أَخْرَجَنَا الْجُوعُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَأَنَا أَخْرَجَنِي الْجُوعُ". فَذَهَبُوا إِلَى أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيْهَانِ الْأَنْصَارِيِّ. فَأَمَرَ لَهُمْ بِشَعِيرٍ عِنْدَهُ يُعْمَلُ. وَقَامَ يَذْبَحُ لَهُمْ شَاةً. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَكِّبْ عَنْ ذَاتِ الدَّرِّ" فَذَبَحَ لَهُمْ شَاةً. وَاسْتَعْذَبَ لَهُمْ مَاءً. فَعُلِّقَ فِي نَخْلَةٍ. ثُمَّ أُتُوا بِذٰلِكَ الطَّعَامِ. فَأَكَلُوا مِنْهُ. وَشَرِبُوا مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَتُسْأَلُنَّ عَنْ نَعِيمِ هٰذَا الْيَوْمِ".

٢٩ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْكُلُ خُبْزًا بِسَمْنٍ. فَدَعَا رَجُلًا

پہاڑ جیسی مچھلی دیکھی تو اٹھارہ دن تک سارا لشکر اُس میں سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ نے اُس کی دو پسلیاں کھڑی کرنے کا حکم دیا۔ پھر ایک سوار سے گزرنے کے لیے فرمایا تو وہ گزر گیا بغیر چھوئے۔

امام مالک نے فرمایا کہ الظرب اور الجبیل ہم معنی ہیں۔

عمرو بن سعد بن معاذ نے اپنی دادی جان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان والی عورتو! تم میں سے کوئی اپنی ہمسائی کی تذلیل نہ کرے خواہ اُس نے بکری کا جلا ہوا کھر ہی بھیجا ہو۔

عبد اللہ بن ابو بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو غارت کرے جنہیں چربی کھانے سے منع فرمایا گیا تھا تو وہ چربی بیچ کر اُس کی قیمت کھانے لگے تھے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل! پانی، ساگ سبزی اور جَو کی روٹی سے گزر اوقات کرو۔ گندم کی روٹی نہ کھانا کہ اِس کا شکر ادا نہ کر سکو گے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو پایا۔ پوچھا تو دونوں عرض گزار ہوئے ہمیں بھوک نے نکالا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی بھوک کی وجہ سے نکلا ہوں۔ پس یہ ابو الہیثم بن تیہان انصاری کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے اِن حضرات کے لیے جَو کی روٹیاں پکانے کا حکم دیا اور خود بکری ذبح کرنے کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ والی چھوڑ دینا۔ ان کے لیے بکری ذبح کی، میٹھے پانی سے مشک بھر کر درخت سے لٹکا دی، پھر کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور اُس پانی سے پیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں ایسی ہی نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھی سے روٹی کھا رہے تھے۔ آپ نے ایک بدو کو بھی بلا لیا۔ وہ کھانے لگا اور لقمے کے

مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَتَّبِعُ بِاللُّقْمَةِ وَضَرَ الصَّحْفَةِ. فَقَالَ عُمَرُ: كَأَنَّكَ مُقْفِرٌ. فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا أَكَلْتُ سَمْنًا وَلَا رَأَيْتُ أَكْلًا بِهِ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ عُمَرُ: لَا آكُلُ السَّمْنَ حَتَّى يَحْيَا النَّاسُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَحْيَوْنَ.

۳۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، يُطْرَحُ لَهُ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ فَيَأْكُلُهُ حَتَّى يَأْكُلَ حَشَفَهَا.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي قَفْعَةً نَأْكُلُ مِنْهُ.

۳۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ خُثَيْمٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ. فَأَتَاهُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى دَوَابَّ. فَنَزَلُوا عِنْدَهُ. قَالَ حُمَيْدٌ: فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اذْهَبْ إِلَى أُمِّي فَقُلْ: إِنَّ ابْنَكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ وَيَقُولُ: أَطْعِمِينَا شَيْئًا. قَالَ: فَوَضَعَتْ ثَلَاثَةَ أَقْرَاصٍ فِي صَحْفَةٍ، وَشَيْئًا مِنْ زَيْتٍ وَمِلْحٍ، ثُمَّ وَضَعَتْهَا عَلَى رَأْسِي، وَحَمَلْتُهَا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا وَضَعْتُهَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ كَبَّرَ أَبُو هُرَيْرَةَ. وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ طَعَامُنَا إِلَّا الْأَسْوَدَيْنِ الْمَاءَ وَالتَّمْرَ. فَلَمْ يُصِبِ الْقَوْمُ مِنَ الطَّعَامِ شَيْئًا. فَلَمَّا انْصَرَفُوا، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَحْسِنْ إِلَى غَنَمِكَ. وَامْسَحِ الرُّعَامَ عَنْهَا. وَأَطِبْ مُرَاحَهَا وَصَلِّ فِي نَاحِيَتِهَا فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الثُّلَّةُ مِنَ الْغَنَمِ أَحَبَّ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ دَارِ مَرْوَانَ.

۳۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ

ساتھ گھی کی تلچھٹ بھی لگا لیتا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تم ندیدے معلوم ہوتے ہو۔ اُس نے کہا: خدا کی قسم میں نے اتنے عرصے سے گھی دیکھا نہ کھایا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اُس وقت تک گھی نہیں کھاؤں گا جب تک لوگوں کو پہلے جیسی آرام کی زندگی نہ مل جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب کہ وہ امیر المومنین تھے کہ اُن کے سامنے ایک صاع کھجوریں رکھی جاتیں تو اُن میں سے سوکھی سڑی کھجوریں بھی کھا لیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر سے ٹڈی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ میرے پاس اُن سے زنبیل بھری ہوئی ہو تاکہ ہم اُن میں سے کھاتے رہیں۔

حمید بن مالک بن خثیم کا بیان ہے کہ میں عقیق کے مقام پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ مدینہ منورہ کے کچھ سوار اُن کے پاس آ اترے۔ حمید کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ میری والدہ محترمہ کے پاس جاؤ، اُن کے حضور میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ ہمیں کھانا کھلائیے۔ اُنہوں نے تین روٹیاں، روغن زیتون اور نمک لیا، پھر یہ چیزیں میرے سر پر رکھ دیں اور میں ان کے پاس لے آیا جب ان کے سامنے رکھا تو حضرت ابوہریرہ نے تکبیر کہی اور کہنے لگے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں پیٹ بھر روٹی دے رکھی ہے حالانکہ دو سیاہ چیزیں ہماری خوراک تھیں:۔ پانی اور کھجوریں۔ کھانا ان لوگوں سے ذرا بھی نہ بچا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا اے بھتیجے! اپنی بکریوں کی خوب دیکھ بھال کرو، اُنہیں صاف ستھری رکھو، اُن کے ریواڑے کی صفائی کیا کرو اور ان کے نزدیک ہی نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ جنت کے جانوروں سے ہے۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا کہ اُسے چند بکریاں مروان کے گھر سے زیادہ پسند ہوں گی۔

ابو نعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

كَيْسَانَ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَمِّ اللهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ».

۳۳ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ لِي يَتِيمًا وَلَهُ إِبِلٌ، أَفَأَشْرَبُ مِنْ لَبَنِ إِبِلِهِ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنْ كُنْتَ تَبْغِي ضَالَّةَ إِبِلِهِ، وَتَهْنَأُ جَرْبَاهَا، وَتَلُطُّ حَوْضَهَا، وَتَسْقِيهَا يَوْمَ وِرْدِهَا، فَاشْرَبْ غَيْرَ مُضِرٍّ بِنَسْلٍ، وَلَا نَاهِكٍ فِي الْحَلْبِ.

۳۴ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ لَا يُؤْتَى أَبَدًا بِطَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ، حَتَّى الدَّوَاءُ، فَيَطْعَمَهُ أَوْ يَشْرَبَهُ، إِلَّا قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا، وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَنَعَّمَنَا. اللهُ أَكْبَرُ. اللَّهُمَّ أَلْفَتْنَا نِعْمَتُكَ بِكُلِّ شَرٍّ. فَأَصْبَحْنَا مِنْهَا وَأَمْسَيْنَا بِكُلِّ خَيْرٍ. نَسْأَلُكَ تَمَامَهَا وَشُكْرَهَا. لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. إِلَهَ الصَّالِحِينَ. وَرَبَّ الْعَالَمِينَ. الْحَمْدُ لِلَّهِ. وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. مَا شَاءَ اللهُ. وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا. وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

۳۵ - قَالَ يَحْيَى: سُئِلَ مَالِكٌ: هَلْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ مَعَ غَيْرِ ذِي مَحْرَمٍ مِنْهَا أَوْ مَعَ غُلَامِهَا؟ فَقَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ بِذَلِكَ بَأْسٌ. إِذَا كَانَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ مَا يُعْرَفُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْكُلَ مَعَهُ مِنَ الرِّجَالِ.

قَالَ: وَقَدْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ مَعَ زَوْجِهَا. وَمَعَ غَيْرِهِ مِمَّنْ يُؤَاكِلُهُ. أَوْ مَعَ أَخِيهَا عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ. وَيُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَخْلُوَ مَعَ الرَّجُلِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا حُرْمَةٌ.

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور آپ کے پاس آپ کے پروردہ عمر بن ابو سلمہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ بسم اللہ کہو اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے کہا۔ میرے پاس ایک یتیم ہے جس کے پاس اُونٹ ہے، کیا میں اُس کے دُودھ میں سے پی لیا کروں؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اگر تم اپنے گمشدہ اُونٹ کو تلاش کرتے ہو۔ خارشی اُونٹ کو مالش کرتے ہو، اُن کے حوض کو درست کرتے ہو اور باری کے روز اُنہیں پانی پلاتے ہو تو نسل کو نقصان پہنچائے بغیر دودھ پی لو اور دوہنے میں تنگ نہ کرنا۔

عُروہ بن زُبیر کے سامنے جب بھی کھانے پینے کی کوئی چیز رکھی جاتی۔ یہاں تک کہ دوائی بھی تو کھاتے پیتے وقت یہی کہتے: سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں ہدایت دی اور کھلایا پلایا اور ہم پر انعام فرمایا۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اے اللہ! تیری نعمت اُس وقت آئی جب ہم ہر بُرائی میں ملوث تھے۔ اب ہم بھلائی کے ساتھ صبح و شام کرتے ہیں۔ ہم پوری نعمت مانگتے ہیں اور اُس کا شکر ادا کرنے کی توفیق۔ بھلائی نہیں مگر تیری طرف سے اور نیک لوگوں کے معبود تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تو جہانوں کا رب ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ جو اللہ نے چاہا اور نہیں ہے قوت مگر اللہ کے ساتھ۔ اے اللہ! ہماری روزی میں برکت دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا عورت اُس شخص کے ساتھ کھا سکتی ہے جو غیر محرم ہو یا اُس کے غلام کے ساتھ؟ امام مالک نے فرمایا کہ اِس میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ رواج کے مطابق ہو اور اُس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی کھا رہے ہوں۔

فرمایا کہ عورت کبھی اپنے خاوند کے ساتھ کھاتی ہے اور کبھی دوسرے کے ساتھ جس کو وہ کھلاتے ہیں یا اپنے بھائی وغیرہ کے ساتھ اور عورت کا ایسے مرد کے ساتھ خلوت میں ہونا مکروہ ہے جو اُس کا محرم نہ ہو۔

باب ۱ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ

۳۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِيَّاكُمْ وَاللَّحْمَ. فَإِنَّ لَهُ ضَرَاوَةً كَضَرَاوَةِ الْخَمْرِ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَدْرَكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَمَعَهُ حِمَالُ لَحْمٍ. فَقَالَ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. قَرِمْنَا إِلَى اللَّحْمِ فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ لَحْمًا. فَقَالَ عُمَرُ أَمَا يُرِيدُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَطْوِيَ بَطْنَهُ عَنْ جَارِهِ أَوِ ابْنِ عَمِّهِ؟ أَيْنَ تَذْهَبُ عَنْكُمْ هَذِهِ الْآيَةُ۔ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔

گوشت کھانے کا بیان

یحیی بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔ زیادہ گوشت کھانے سے بچتے رہنا کیونکہ شراب کی طرح اس کا چسکا لگ جاتا ہے۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر کو حضرت جابر بن عبداللہ ملے جن کے پاس کافی گوشت تھا۔ فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ عرض کی، اے امیر المومنین! ہمیں گوشت کھانے کی تمنا ہوئی تو میں نے پورے ایک درہم کا گوشت خرید لیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ حضرات یہ کیوں نہیں چاہتے کہ اپنے ہمسائے کا پیٹ بھریں یا اپنے چچازاد بھائی کا؟ آپ اس آیت کو کیسے بھلا بیٹھے ہیں:۔"تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے"(۴۶: ۲۰)۔

باب ۲ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْخَاتَمِ.

۳۷۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ. ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَبَذَهُ. وَقَالَ "لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا". قَالَ فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ.

۳۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ لُبْسِ الْخَاتَمِ؟ فَقَالَ الْبَسْهُ، وَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنِّي أَفْتَيْتُكَ بِذَلِكَ.

انگوٹھی پہننے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اُسے پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

صدقہ بن یسار نے سعید بن مسیب سے انگوٹھی پہننے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ پہن لو اور لوگوں کو بتا دو کہ اس کا میں نے تمہیں فتویٰ دیا ہے۔

باب ۳ مَا جَاءَ فِي نَزْعِ الْمَعَالِيقِ مِنَ الْعُنُقِ

۳۹۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ؛ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ. قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا۔ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: وَالنَّاسُ

جانوروں کے گلے سے پٹہ اور گھنٹی کھول لینا

عباد بن تمیم کو حضرت ابو بشر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بھیجا۔ عبداللہ بن ابو بکر کا بیان ہے کہ میرے خیال میں آپ نے فرمایا جبکہ لوگ سو رہے تھے

فِي مَقِيلِهِمْ: «لَا تَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ، أَوْ قِلَادَةٌ، إِلَّا قُطِعَتْ»

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: أَرَى ذَلِكَ مِنَ الْعَيْنِ.

کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا یا کسی طرح کا گنڈا ہو تو اسے کاٹ دیا جائے۔

یحیی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے خیال میں نظر کے گنڈے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْعَيْنِ

کتاب العین

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْعَيْنِ

١- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: اغْتَسَلَ أَبِي سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، بِالْخَرَّارِ. فَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ. وَعَامِرُ ابْنُ رَبِيعَةَ يَنْظُرُ. قَالَ: وَكَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أَبْيَضَ حَسَنَ الْجِلْدِ. قَالَ: فَقَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ. وَلَا جِلْدَ عَذْرَاءَ. قَالَ: فَوُعِكَ سَهْلٌ مَكَانَهُ، وَاشْتَدَّ وَعْكُهُ. فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَ أَنَّ سَهْلًا وُعِكَ. أَنَّهُ غَيْرُ رَائِحٍ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللهِ. فَأَتَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِ عَامِرٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَا بَرَّكْتَ. إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ. تَوَضَّأْ لَهُ" فَتَوَضَّأَ لَهُ عَامِرٌ. فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

٢- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: رَأَى عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ سَهْلَ ابْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ. فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ. فَلُبِطَ سَهْلٌ. فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ. هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ. وَاللهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ. فَقَالَ "هَلْ تَتَّهِمُونَ لَهُ أَحَدًا؟" قَالُوا: نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ

نظر لگنے پر وضو کروانا

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد حضرت سہل بن حنیف نے خرار کے مقام پر غسل کیا اور اپنا جبہ اتار دیا۔ عامر بن ربیعہ انہیں دیکھ رہے تھے۔ حضرت سہل سفید رنگ اور خوبصورت جلد والے تھے۔ حضرت عامر بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے ایسا خوبصورت آدمی آج تک نہیں دیکھا اور نہ ایسی جلد کسی کنواری لڑکی کی ہے۔ پس حضرت سہل کو بخار آنے لگا اور شدت اختیار کر گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کسی نے حاضر ہو کر آپ کو بتایا کہ سہل کو بخار آتا ہے۔ اور یا رسول اللہ! وہ آپ کے ساتھ نہیں جا سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سہل کے پاس تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے حضرت عامر کے حالات بتائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں تم اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو؟ برکت کی دعا کیوں نہ کی۔ نظر کا لگنا حق ہے۔ ان کے لیے وضو کرو۔ حضرت عامر نے اُن کے لیے وضو کیا۔ پس حضرت سہل صحت یاب ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہ نے حضرت سہل حنیف کو نہاتے دیکھ کر کہا کہ میں نے آج تک ایسا کوئی نہیں دیکھا اور نہ کوئی پردہ نشین عورت۔ پس حضرت سہل بیمار پڑ گئے۔ کوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! سہل بن حنیف کی خبر لیجئے۔ خدا کی قسم وہ تو سر بھی نہیں اٹھاتے۔ فرمایا کیا تمہارا کسی پہ شبہ ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ ہمارا عامر بن ربیعہ پر شبہ

رَبِيعَة . قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ " عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَا بَرَّكْتَ. اغْتَسِلْ لَهُ " فَغَسَلَ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ، وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ، ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ. فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ، لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ .

ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عامر کو بلایا اُن پر ناراض ہوئے فرمایا کہ کوئی تم میں سے کیوں اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے، برکت کی دعا کیوں نہ کی۔ اِن کے لیے وضو کرو۔ پس حضرت عامر نے ایک برتن میں اپنا منہ، دونوں ہاتھ، دونوں کہنیاں، دونوں گھٹنے، پیروں کے کنارے اور تہبند کے نیچے والا جسم دھویا اور وہ پانی ان پر چھڑکا گیا تو حضرت سہل لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گئے

بَابُ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ

نظر والے پر دم کرنا

٣ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ قَالَ: دُخِلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَيْ جَعْفَرِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ . فَقَالَ لِحَاضِنَتِهِمَا " مَالِي أَرَاهُمَا ضَارِعَيْنِ" فَقَالَتْ حَاضِنَتُهُمَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُ تَسْرَعُ إِلَيْهِمَا الْعَيْنُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا أَنْ نَسْتَرْقِيَ لَهُمَا إِلَّا أَنَّا لَا نَدْرِي مَا يُوَافِقُكَ مِنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " اسْتَرْقُوا لَهُمَا فَإِنَّهُ لَوْ سَبَقَ شَيْءٌ الْقَدَرَ ، لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ "

حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی دایہ سے فرمایا کہ یہ لڑکے دُبلے پتلے کیوں ہیں؟ اُن کی دایہ عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! انہیں جلدی جلدی نظر لگ جاتی ہے اور ہم نے دم نہیں کروایا کہ ہمیں نہیں معلوم آپ کا ارشاد گرامی اس سلسلے میں کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِن پر دم کرواؤ کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت حاصل کرتی تو وہ نظر ہوتی ۔

٤ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ يَبْكِي. فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ بِهِ الْعَيْنَ. قَالَ عُرْوَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " أَلَا تَسْتَرْقُونَ لَهُ مِنَ الْعَيْنِ؟ "

سلیمان بن یسار نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درِ دولت میں داخل ہوئے اور گھر کے اندر ایک بچہ رو رہا تھا۔ آپ سے ذکر کیا گیا کہ اسے نظر لگ گئی ہے۔ عروہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نظر کا دم کیوں نہیں کرواتے ف

ف - ان دونوں روایتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ نظر کا لگنا حقیقت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر جس کو لگ گئی ہو اس پر دم کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ دم کرنا اور تعویذ دینا ہرگز خلافِ شرع نہیں ہے جبکہ حدودِ شرعیہ کے اندر ہو اور قرآن کریم کے شفا و رحمت ہونے میں کس مسلمان کو شک ہو سکتا ہے جبکہ پروردگارِ عالم نے خود فرمایا ہے:-

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۝ (۱۷ : ۸۲)

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

قرآن کریم یقیناً اہلِ ایمان کے لیے شفا ہے۔ یہ ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں کو دور کر دیتا ہے کیونکہ ایمان والوں کے لیے یہ رحمت بھی ہے۔ ہاں ظالموں کو اس سے نقصان ہی پہنچتا ہے کیونکہ یہ ان پر حجت تمام کرتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب ما جاء في أجر المريض

بیمار کے ثواب کا بیان

۵۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اللهُ تَعَالَى إِلَيْهِ مَلَكَيْنِ. فَقَالَ: انْظُرَا مَاذَا يَقُولُ لِعُوَّادِهِ. فَإِنْ هُوَ، إِذَا جَاءُوهُ، حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. رَفَعَا ذٰلِكَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. وَهُوَ أَعْلَمُ. فَيَقُولُ: لِعَبْدِي عَلَيَّ، إِنْ تَوَفَّيْتُهُ، أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ. وَإِنْ أَنَا شَفَيْتُهُ أَنْ أُبْدِلَ لَهُ لَحْمًا خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ، وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ. وَأَنْ أُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ".

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب بندہ بیمار پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی طرف دو فرشتے بھیج کر کہتا ہے کہ دیکھو وہ تیمارداروں سے کیا کہتا ہے؛ جب وہ اُس کے پاس آتے ہیں تو اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے تو دونوں بارگاہ خداوندی کی طرف پرواز کر جاتے ہیں اور سب کچھ جانتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ میرے بندے کا یہ مجھ پر حق ہے کہ اگر اُسے وفات دوں تو جنت میں داخل کر دوں۔ اور اگر اُسے شفا دوں تو اُسے پہلے سے بہتر گوشت اور خون عطا کر دوں اور اُس کے گناہوں کو معاف کر دوں۔

۶۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُصِيبَةٍ. حَتَّى الشَّوْكَةُ. إِلَّا قُصَّ بِهَا. أَوْ كُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ". لَا يَدْرِي يَزِيدُ، أَيُّهُمَا قَالَ عُرْوَةُ۔

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ مومن کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی یہاں تک کہ کانٹا چبھے مگر اُس کے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ یزید کو یہ یاد نہیں رہا کہ عروہ نے دونوں میں سے کون سا لفظ فرمایا۔

۷۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ".

ابو الحباب سعید بن یسار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے اُسے مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔

۸۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ رَجُلٌ. هَنِيئًا لَهُ. مَاتَ وَلَمْ يُبْتَلَ بِمَرَضٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَيْحَكَ. وَمَا يُدْرِيكَ لَوْ أَنَّ اللهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ، يُكَفِّرُ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ".

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی کا آخری وقت آگیا تو ایک آدمی نے کہا کہ کیسا اچھا رہا کہ مر گیا اور کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے، تجھے کیا معلوم اگر اللہ تعالیٰ اس کو مرض میں مبتلا کرتا تو اُس کے باعث اِس کے گناہ معاف ہو جاتے ف

ف صحت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن بیماری اور مصائب بھی اہل ایمان کے لیے پروردگارِ عالم کے تحفے ہیں اور اپنی افادیت کے لحاظ سے خدائے ذوالمنن کا وہ انعام ہیں جو اس نے اپنے خاص بندوں کے لیے مخصوص کر دیئے تھے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارے نبیوں سے اذیتیں مجھے زیادہ پہنچائی گئیں۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں کوئی مصیبت آئے تو میرے مصائب

بَابُ التَّعَوُّذِ وَالرُّقْيَةِ فِي الْمَرَضِ

۹ - حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ السُّلَمِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ. عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُثْمَانُ: وَبِيْ وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِيْ. قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِمْسَحْهُ بِيَمِيْنِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ. وَقُلْ: أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ"، قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِيْ فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهَا أَهْلِيْ وَغَيْرَهُمْ.

۱۰ - حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى، يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ. قَالَتْ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَنَا أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَمِيْنِهِ، رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

بیماری کے لیے تعویذ اور دم کرنا

حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے ایسا درد تھا کہ میں ہلاکت کے قریب ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات مرتبہ اپنا دایاں ہاتھ درد کے مقام پر پھیرو اور کہو: پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی عزت اور قدرت کے ساتھ اُس چیز کی بُرائی سے جو مجھے پہنچی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ کہا اور اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دُور فرما دی۔ پس میں اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو ہمیشہ اِس کا حکم کیا کرتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اُوپر پھونک مارتے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ہی پڑھ کر آپ کا دایاں دستِ مبارک پھیرا کرتی برکت کی اُمید سے کر۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

کو یاد کر لیا کرنا۔ حضرات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کو علیٰ قدرِ مراتب اتنے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا کہ دوسرے لوگوں میں ان کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

اگر بندۂ مومن کے پیر میں کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے۔ مومن کو ایک دن بخار آئے تو سارے گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے جبکہ وہ یہ تصور کر کے صبر کرتا ہے کہ یہ میرے خالق و مالک کی طرف سے ہے کیونکہ تندرستی کی حالت میں بندے کو شکر گزاری اور مصائب و آلام کی حالت میں صبر کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ شکر کرنے والوں کی شکر گزاری کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا اور ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا جبکہ صبر کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ (۲: ۱۵۳) بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جن حضرات کا ایمان کامل ہوتا ہے وہ ایک لمحہ کے لیے اس معیت سے محروم ہونا پسند نہیں کرتے کیونکہ جسے خدا کی معیت حاصل ہو جائے اور کیا چاہیے۔ عام لوگ اس بات پر نازاں و فرحاں ہوتے ہیں کہ انہیں فلاں تھانیدار کمشنر یا وزیر کی حمایت حاصل ہو گئی لہٰذا حکومت کے گھر میں اس کی خوب سنی جائے گی لیکن اللہ والے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ انہیں خدا کی حمایت حاصل رہے۔ دنیاوی افسروں کا اقتدار چند روزہ ہے اور پھر خدا کے مقابلے پر ہیں کیا چیز؟ لہٰذا حقیقت میں قابلِ تحسین تو وہی ہستیاں ہیں جنہیں اپنے پروردگار کی حمایت حاصل ہے اور یہ چیز حاصل ہوتی ہے احکامِ خداوندی کی پابندی کرنے اور مصائب و آلام کو اس کے تحفے سمجھ کر صبر کرنے سے جس خوش نصیب کو یہ سعادت میسّر آ جاتی ہے وہ دوسرے کسی چھوٹے سے بڑے کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا خواہ لوگ اسے دنیاوی لحاظ سے نااہل اور ناکارہ ہی کیوں نہ شمار کریں لیکن اسے ایسا اہل اور کارآمد بننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ تَشْتَكِي. وَيَهُودِيَّةٌ تَرْقِيهَا. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ارْقِيهَا بِكِتَابِ اللهِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ جب بیمار تھیں تو حضرت ابوبکر صدیق اُن کے پاس تشریف لائے اور ایک یہودیہ دم کر رہی تھی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ قرآن مجید سے دم کرو۔

بَابُ تَعَالُجِ الْمَرِيضِ

بیمار کے علاج کا بیان

۱۲- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ: أَنَّ رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابَهُ جُرْحٌ. فَاحْتَقَنَ الْجُرْحُ الدَّمَ. وَأَنَّ الرَّجُلَ دَعَا رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي أَنْمَارٍ. فَنَظَرَا إِلَيْهِ. فَزَعَمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمَا "أَيُّكُمَا أَطَبُّ"؟ فَقَالَا: أَوَفِي الطِّبِّ خَيْرٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ. "أَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِي أَنْزَلَ الدَّاءَ"

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی کو زخم ہوا اور زخم کی جگہ خون جمع ہوگیا۔ اُس نے بنی انمار کے دو آدمیوں کو بُلایا تو اُنہوں نے اِسے دیکھا۔ راویوں کا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا، تم میں سے کون ماہرِ طب ہے؟ دونوں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا طب میں کوئی بھلائی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی اس کی دوا بھی نازل فرمائی ہے۔

۱۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ سَعْدَ بْنَ زُرَارَةَ اكْتَوَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الذُّبَحَةِ، فَمَاتَ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن زرارہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں خناق کی تکلیف کے باعث داغ لگوایا تو وفات پا گئے۔

۱۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ اكْتَوَى مِنَ اللَّقْوَةِ. وَرُقِيَ مِنَ الْعَقْرَبِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے لقوہ کے باعث داغ لگوایا اور بچھو کے کاٹے پر دم کیا۔

بَابُ الْغُسْلِ بِالْمَاءِ مِنَ الْحُمّٰى

بخار کی وجہ سے غسل کرنا

۱۵- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ؛ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ،

فاطمہ بن منذر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر کے پاس جب کوئی عورت آتی جس کو بخار آتا ہو تو اُس کیلئے پانی منگوایا جاتا اور اس کے گریبان

ف۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم سے پڑھ کر دم کرنا سب سے افضل ہے یا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا ہو۔ اس کے بعد وہ اعمال ہیں جو بزرگان دین نے بتائے ہوں۔ غرضیکہ عملیات اور جھاڑ پھونک میں وہی باتیں ہوں جو باعث خیر و برکت اور ذریعۂ شفا ہیں اور ایسی کوئی بات نہ ہو جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو کہ دین ایمان ضائع کر کے اگر شفا مل بھی گئی تو کس کام کی۔ زندگی کی کشتی تو آخر ایک روز یقیناً ڈوب جانی ہے۔ پھر اس زندگی یا صحت کے پیچھے اگر آج ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر دیا تو جب اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوں گے تو ساتھ کیا لے کر جائیں گے؟ یہ تجارت تو سراسر خسارے کی ہے۔ نفع بخش سودا تو یہ ہے کہ ایمان کو بچا لیا جائے خواہ اس کی خاطر دنیا کی عزیز سے عزیز چیز بھی قربان کرنی پڑ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ وَقَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا، أَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا. وَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُبْرِدَهَا بِالْمَاءِ.

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «إِنَّ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ»

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ»

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَالطِّيَرَةِ

۱۷- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «إِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمَرِيضَ خَاضَ الرَّحْمَةَ. حَتَّى إِذَا قَعَدَ عِنْدَهُ قَرَّتْ فِيهِ» أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

۱۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ ابْنِ عَطِيَّةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَا عَدْوَى وَلَا هَامَ وَلَا صَفَرَ. وَلَا يَحُلُّ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ. وَلْيَحْلُلِ الْمُصِحُّ حَيْثُ شَاءَ» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ. وَمَا ذَاكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّهُ أَذًى»

بہ چھڑک دیتیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ اسے ہم پانی سے ٹھنڈا کریں۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا:- بخار جہنم کے جوش سے ہے تو اسے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا:- بخار جہنم کے جوش سے ہے تو اسے پانی سے بجھایا کرو۔

مریض کی عیادت اور فال لینا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- جب آدمی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو رحمت میں داخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جب بیمار کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت اس کے اندر داخل ہو جاتی ہے یا کچھ ایسا ہی فرمایا۔

ابن عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا:- چھوت، ہام اور صفر کوئی چیز نہیں ہے، ہاں خارشی اونٹ کو تندرست اونٹوں میں نہ ٹھہراؤ اور تندرست اونٹ کو جہاں چاہے رکھو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں؟ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک بیماری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الشَّعَرِ

کتاب الشعر

بَابُ السُّنَّةِ فِي الشَّعَرِ

۱۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحَى۔

۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ. وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ. وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ. يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ. أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ. وَيَقُولُ «إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ»۔

۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: سَدَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ مَا شَاءَ اللهُ. ثُمَّ فَرَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ۔

قَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلَى شَعَرِ امْرَأَةِ ابْنِهِ، أَوْ شَعَرِ أُمِّ امْرَأَتِهِ، بَأْسٌ۔

۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْإِخْصَاءَ. وَيَقُولُ: فِيهِ تَمَامُ الْخَلْقِ۔

۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ

بالوں کے متعلق سنت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مونچھوں کو پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ سے سنا حج کے سال جبکہ وہ منبر پر تھے اور انہوں نے بالوں کا ایک گچھا لیا ہوا تھا جو ان کے خادم کے ہاتھ میں تھا، فرما رہے تھے اے اہلِ مدینہ! تمہارے علما کہاں ہیں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اس سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے اور فرماتے کہ بے شک بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جبکہ ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔

زیاد بن سعد نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالوں کو لٹکائے رکھا جبتک اللہ نے چاہا، پھر مانگ نکالنے لگے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اپنی بہو یا ساس کے بال دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر خصی کرنے کو ناپسند کرتے اور فرماتے کہ اس (خصی نہ کرنے) میں تخلیق کا پورا رکھنا ہے۔

صفوان بن سلیم کو یہ بات پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا، خواہ وہ اس کا اپنا ہو یا غیر

لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ إِذَا اتَّقَى" وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ.

جنت میں ایسے ہوں گے جبکہ پرہیزگار رہے اور اپنی دو انگلیوں درمیانی اور شہادت والی سے اشارہ کیا ف

بَابُ إِصْلَاحِ الشَّعَرِ

٦ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِي جُمَّةً. أَفَأُرَجِّلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ. وَأَكْرِمْهَا" فَكَانَ أَبُو قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ. لِمَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَأَكْرِمْهَا"

بالوں میں کنگھی کرنا

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرے کندھوں تک بال ہیں کیا ان میں کنگھی کر لیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور ان کی عزت کرو۔ پس حضرت ابو قتادہ کسی روز تو دو دفعہ تیل لگاتے کیونکہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان کی عزت کرو۔

٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؛ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ. فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ. فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ؛ أَنِ اخْرُجْ. كَأَنَّهُ يَعْنِي إِصْلَاحَ شَعَرِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ. فَفَعَلَ الرَّجُلُ ثُمَّ رَجَعَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَلَيْسَ هَذَا خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ ثَائِرَ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ شَيْطَانٌ؟"

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مسجد میں تھے تو ایک آدمی اندر آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس کی طرف باہر جانے کا اشارہ کیا کہ پہلے سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر واپس لوٹا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی بال بکھیر کر آئے جیسے وہ شیطان ہو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَبْغِ الشَّعَرِ

٨ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَ: وَكَانَ جَلِيسًا

بالوں کو رنگنے کا بیان

ابو سلمہ بن عبد الرحمن کا بیان ہے کہ عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث ان کے پاس بیٹھنے والوں میں تھے۔ جن کے داڑھی اور سر کے بال سفید تھے۔ ایک روز وہ صبح کے وقت آئے تو سرخ خضاب

ف۔ یتیم سے بڑھ کر بے سہارا کون ہوگا کہ ننھی سی عمر ہے، کمانے سے مجبور، دنیا کے آرام و راحت سے دور، باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، اس کا اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اس بے بسی میں جو اسے سہارا دے اس پر خدا کو کتنا پیار آئے گا۔ یقیناً وہ جنت میں اعلیٰ مقام پائے گا۔ جو بے بسی میں یتیم کی مدد کرے گا جب وہ قبر و حشر میں بے بس ہوگا تو پروردگارِ عالم اس کی مدد فرمائے گا اور جو یتیم کا اس لیے سہارا بنے گا کہ میرے اور ساری کائنات کے آقا و مولیٰ، سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی دُرِّ یتیم تھے تو المرء مع من احب کے تحت وہ جنت میں حضور کے قرب سے نوازا جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

لَهُمْ. وَكَانَ أَبْيَضَ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ. قَالَ: فَغَدَا عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ حَمَّرَهُمَا. قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: هَذَا أَحْسَنُ. فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. أَرْسَلَتْ إِلَيَّ الْبَارِحَةَ جَارِيَتَهَا نُخَيْلَةَ. فَأَقْسَمَتْ عَلَيَّ لَأَصْبُغَنَّ. وَأَخْبَرَتْنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ يَصْبُغُ

قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ، فِي صَبْغِ الشَّعَرِ بِالسَّوَادِ. لَمْ أَسْمَعْ فِي ذَلِكَ شَيْئًا مَعْلُومًا. وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنَ الصَّبْغِ أَحَبُّ إِلَيَّ.

قَالَ: وَتَرْكُ الصَّبْغِ كُلِّهِ وَاسِعٌ إِنْ شَاءَ اللهُ. لَيْسَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ ضِيقٌ.

قَالَ: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: فِي هَذَا الْحَدِيثِ بَيَانُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَصْبُغْ. وَلَوْ صَبَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَأَرْسَلَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةُ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ التَّعَوُّذِ

۹۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أُرَوَّعُ فِي مَنَامِي. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ. وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ. وَأَنْ يَحْضُرُونِ؟

۱۰۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ. يَطْلُبُهُ بِشُعْلَةٍ مِنْ نَارٍ. كُلَّمَا الْتَفَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ. فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهُنَّ. إِذَا قُلْتَهُنَّ طَفِئَتْ شُعْلَتُهُ، وَخَرَّ لِفِيهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَلَى" فَقَالَ جِبْرِيلُ: فَقُلْ، أَعُوذُ بِوَجْهِ الْكَرِيمِ. وَبِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ. اللَّاتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ. مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ

کیا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خضاب کتنا اچھا ہے۔ کہا کہ مجھے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنی نخیلہ نامی لونڈی کے ہاتھ قسم دے کر پیغام بھیجا تھا کہ خضاب کروں اور مجھے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق بھی خضاب کیا کرتے تھے۔

یحییٰ نے امام مالک کو سیاہ خضاب کے بارے میں فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سُنا۔ اور سیاہ کے سوا مجھے دوسرے خضاب پسند ہیں۔

فرمایا کہ خضاب نہ کرنے میں بھی وسعت ہے، اگر اللہ نے چاہا، لوگوں پر اس میں تنگی نہیں ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو اس حدیث کے متعلق فرماتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا۔ اگر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہوتا تو حضرت عائشہ نے عبدالرحمٰن بن اسود کے لیے ضرور اس کا پیغام بھیجا ہوتا۔

تعوّذ کے متعلق حکم

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت خالد بن ولید نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گزارش کی کہ میں سوتے ہوئے ڈر جاتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ کہہ لیا کرو: میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اُس کے غضب، اُس کی ناراضگی، بندوں کے شر، شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ نے ایک شرارتی جن دیکھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُدھر متوجہ ہوئے اور اُسے دیکھا تو حضرت جبرئیل عرض گزار ہوئے۔ کیا میں آپ کو ایسے کلمے نہ سکھاؤں کہ ان کے کہنے سے شعلہ بجھ جائے اور جو منہ میں ہے گر جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔ حضرت جبرئیل عرض پرواز ہوئے کہ یوں کہا کرو: پناہ چاہتا ہوں میں خدا کی ذات کریم کی، ساتھ اللہ کے مکمل کلمات کے، جن سے کوئی نیک یا بد تجاوز نہیں کر سکتا، اُس برائی سے جو آسمان سے

وَشَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا. وَشَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَشَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا. وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ.

۱۱۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: مَا نِمْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مِنْ أَيِّ شَيْءٍ؟" فَقَالَ لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ، أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ تَضُرَّكَ".

۱۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ؛ أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ قَالَ: لَوْلَا كَلِمَاتٌ أَقُولُهُنَّ لَجَعَلَتْنِي يَهُودُ حِمَارًا. فَقِيلَ لَهُ: وَمَا هُنَّ؟ فَقَالَ: أَعُوذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ. وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ. وَبِأَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ.

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَحَابِّينَ فِي اللّٰهِ

۱۳۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ لِجَلَالِي. الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي. يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي".

۱۴۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ. يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ. إِمَامٌ عَادِلٌ. وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ. وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُتَعَلِّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ. وَرَجُلَانِ

[illegible] اور اُن چیزوں کی بُرائی سے جو زمین میں پیدا کی گئیں اور جو اس سے نکلتی ہیں نیز رات اور دن کے فتنوں اور شب و روز کی آفتوں سے مگر اے رحمٰن! جو بھلائی لیے ہوئے ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم قبیلے کے ایک آدمی نے کہا کہ آج رات میں نہیں سویا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ کس وجہ سے؟ عرض گزار ہوا کہ مجھے بچھو نے کاٹ کھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے شام کے وقت یہ کہا ہوتا: پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر مخلوق کی بُرائی سے، تو کوئی چیز تمہیں نقصان نہ پہنچاتی۔

قعقاع بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں چند کلمے نہ کہا کرتا تو یہودی مجھے گدھا بنا دیتے۔ اُن سے کہا گیا کہ وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: میں پناہ چاہتا ہوں عظمت والے خدا کی ذات کی جس سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ اور اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک یا بد تجاوز نہیں کر سکتا اور اللہ کے تمام اچھے ناموں کے ساتھ جنہیں میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا ہر مخلوق کی بُرائی سے جس کو پیدا کیا اور پھیلایا گیا ہے۔

خدا کے لیے محبت کرنا

سعید بن یسار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے۔ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا جبکہ میرے سائے کے سوا آج کوئی سایہ نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا۔ جس روز اُس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ انصاف کرنے والا حاکم، اللہ کی عبادت کرنے والا نوجوان، وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لٹکا رہتا ہے نکلنے اور واپس آنے تک بھی، وہ دو آدمی جو اللہ کے لیے محبت رکھیں، اسی پر جمع ہوں

تَحَابَّا فِي اللّٰهِ، اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ. وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ. وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ. فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ. وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ."

١٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ، قَالَ لِجِبْرِيلَ، قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ. فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ. ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ. فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ. ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ.

وَإِذَا أَبْغَضَ اللّٰهُ الْعَبْدَ. قَالَ مَالِكٌ: لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الْبُغْضِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

١٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ؛ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ. فَإِذَا فَتًى شَابٌّ بَرَّاقُ الثَّنَايَا. وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ، إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ، أَسْنَدُوا إِلَيْهِ. وَصَدَرُوا عَنْ قَوْلِهِ. فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقِيلَ هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ. فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، هَجَّرْتُ. فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ. وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي. قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهُ. ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. ثُمَّ قُلْتُ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِلّٰهِ. فَقَالَ: آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: آللّٰهِ. فَقَالَ: آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: آللّٰهِ. فَقَالَ آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ آللّٰهِ. قَالَ، فَأَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِي فَجَبَذَنِي إِلَيْهِ. وَقَالَ: أَبْشِرْ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ. وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ. وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ"

١٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: الْقَصْدُ وَالتُّؤَدَةُ وَحُسْنُ السَّمْتِ جُزْءٌ. مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

اور اسی پر جدا ہوں۔ جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی دونوں آنکھیں اشک بار ہوں، وہ آدمی جس کو خاندانی اور حسن و جمال والی عورت بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جو اس درجہ چھپا کر خیرات کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں ہوتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں، پس حضرت جبرئیل بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں ناراضگی کے متعلق بھی حسب سابق فرمایا ہوگا۔

ابوادریس خولانی کا بیان ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو ایک چمکدار دانتوں والے جوان کو دیکھا کہ اس کے ساتھ والے لوگ جب کسی بات میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کی سند پکڑتے اور اس کی بات پر رک جاتے ہیں میں نے اس کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ حضرت معاذ بن جبل ہیں۔ اگلے روز میں علی الصبح گیا تو وہ مجھ سے پہلے نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ میں نے انتظار کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے نماز پڑھ لی۔ پھر میں سامنے سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا۔ پھر میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم، میں خدا کے لیے آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ فرمایا، کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا، اللہ کے لیے۔ فرمایا، کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا، اللہ کے لیے۔ فرمایا، کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا، اللہ کے لیے۔ انہوں نے میری چادر کا ایک کونا پکڑ کر مجھے اپنے نزدیک کیا اور فرمایا کہ خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری محبت ان دونوں کے لیے واجب ہو گئی جو میرے لیے محبت کرتے، میرے لیے اکٹھے بیٹھتے، میرے لیے جان و مال کی بازی لگاتے اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے کہ میانہ روی، نرمی اور اچھی وضع قطع نبوت کے پچیس اجزا میں سے ایک جزو ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الرُّؤْيَا

کتاب الرؤیا

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّؤْيَا

خواب کے متعلق روایات

۱۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ، مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ، جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ."

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

امام مالک، ابوالزناد، اعرج، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے پہلی کے مطابق روایت کی ہے ف

ف: نبوت خدا سے براہ رسالت علم پانے کا اعلیٰ ترین اور واحد ذریعہ ہے۔ نیک آدمی کا خواب گویا اس کا چھیالیسواں حصہ ہے اور یہ بھی ایک شرف ہے لیکن ایسے خواب دیکھنے والے کو نبی سمجھنا قطعاً غلط ہے اور نہ اس شرف کو اجرائے نبوت کی دلیل بنایا جا سکتا ہے کیونکہ نبوت ختم ہو چکی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریاتِ دین سے ہے اور اس کا انکار کرنے والا یا اس کے معانی میں تاویل کرنے والا اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور انہیں مسلمان جاننے والے سب اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔ یہی مصنف تحذیر الناس کا حال ہے جنہوں نے خاتمیت زمانی کو عوام کا خیال اور فضیلت سے خالی بتاتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ اگر بالفرض حضور کے بعد ہزاروں نبی اور پیدا ہو جائیں تب بھی خاتمیت محمدی برقرار رہتی ہے۔ یہ سراسر غیر اسلامی، خلاف قرآن و حدیث اور ساری امت محمدیہ کے خلاف انہوں نے اس لیے عقیدہ بیان کیا کہ دعویٰ نبوت کے راستے میں ختم نبوت کا عقیدہ حائل تھا لہٰذا اس عقیدے کے انکار کی ٹھہرائی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، یہ عقیدہ تو عوام کالانعام کا ہے، اہل فہم کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور کے بعد نبی ہو سکتا ہے ایک نہیں ہزاروں نبی ہو سکتے ہیں کیونکہ حضور زمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ مرتبے کے لحاظ سے خاتم ہیں اور اپنی اس گھڑی ہوئی خاتمیت کا نام خاتمیت مرتبی رکھ کر اسے حضور کے شایانِ شان بتا دیا اور خاتمیت

۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ زُفَرَ بْنِ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ، إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، يَقُولُ "هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟" وَيَقُولُ "لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ، إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو فرماتے:- کیا آج رات تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اور فرماتے کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ماسوائے اچھے خوابوں کے۔

۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَنْ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ" فَقَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ. أَوْ تُرَى لَهُ. جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ"

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ماسوائے مبشرات کے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا کہ وہ اچھے خواب جنہیں نیک آدمی دیکھے یا اُس کے لیے دیکھا جائے۔ یہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں ف

زمانے کو مٹانے کی غرض سے صاف کہہ دیا کہ "شایانِ شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ کہ زمانی" حالانکہ مسلمانوں نے تیرہ سو سال کے اندر خاتمیت مرتبی کا نام بھی نہیں سُنا تھا۔ موصوف نے کاریگری یہ دکھائی کہ خاتمیت کو چہرے پھینک دیا اور فضیلت کو اس جگہ پر رکھتے ہوئے اسے خاتمیت بنانے اور اہلِ اسلام کو بہکانے اور جہنم کا ایندھن بنانے لگے۔ پروردگارِ عالم ہر مسلمان کو گندم نما جو فروش قسم کے رہنما بننے والوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔ اٰمِيْنَ يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ بِحَقِّ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔

ف۔ نبوت نبا یعنی خبر سے مشتق ہے۔ سچی خبر وہی ہے جو نبی دے۔ نبی کی دی ہوئی خبر صداقت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتی ہے کیونکہ وہ وحی پر موقوف ہوتی ہے جس کی مختلف شکلیں ہیں یعنی نبی کو فرشتے، الہام، کشف اور خواب کے ذریعے جو بھی خبر دی جاتی ہے وہ وحی شمار ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کو دخل نہیں ہوتا۔ ولایت نبوت کا اور ولی نبی کا سایہ عکس ہوتا ہے۔ چونکہ ولایت نبوت تو نہیں ہوتی لیکن نبوت کا سایہ اور عکس ضرور ہوتی ہے اسی طرح ولی کی خبر کا درجہ نبی کی خبر جیسا نہیں ہوتا لیکن یقین کے لحاظ سے ولی کی خبر کو صداقت سے خالی بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ نبی کی خبر کا چھیالیسواں حصہ اس میں صداقت موجود ہوتی ہے۔ چھیالیسواں حصہ یقین کے لحاظ سے ہے کہ انبیائے کرام کی خبر کے مقابلے میں ان پر اتنا یقین رکھا جائے گا کہ مقابلتاً اس درجہ یقین کیا جائے گا لیکن بالکل ناقابلِ یقین بھی نہیں کہا جائے گا کیونکہ نبی کی خبر کے لحاظ سے یہ بھی چھیالیسواں حصہ صداقت سے بھرپور اور قابلِ یقین ہے جبکہ حضرات اولیاء کی خبر غیر ولی کی خبر سے ہزاروں گنا صداقت سے بھرپور ہوتی ہے کیونکہ امت کے اندر یہی حضرات حق و صداقت کے نشان اور صراطِ مستقیم کے سنگ میل ہوتے ہیں۔ جس راستے پر یہ ہوں صراطِ مستقیم وہی ہے حقیقی اسلام وہی راستہ ہے۔ اگر یہ حضرات صراطِ مستقیم پر نہ ہوتے تو مقامِ ولایت کیسے پاتے؟ قرب و مقبولیت خداوندی سے کیوں نوازے جاتے؟

غور سے دیکھا جائے تو اولیاء اللہ کا وجود صرف اور صرف اہلسنت و جماعت میں نظر آئے گا۔ باقی کسی بھی جماعت میں نہ آج تک کوئی ولی ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے کیونکہ دوسری تمام جماعتوں نے خواہ کوئی نئی ہو یا پرانی سب نے حق و صداقت یعنی

۴ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّهُ قَالَ. سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ ابْنَ رِبْعِيٍّ يَقُولُ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ. وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ. فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الشَّيْءَ يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا اسْتَيْقَظَ. وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا. فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا هِيَ أَثْقَلُ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ. فَلَمَّا سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ، فَمَا كُنْتُ أُبَالِيهَا.

حضرت ابو قتادہ ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے۔ جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو چاہیے کہ بائیں جانب تین دفعہ تھتکارے جبکہ بیدار ہوا اور اُس کی بُرائی سے اللہ کی پناہ چاہے تو اللہ نے چاہا تو وہ اُسے نقصان نہ دے گا۔ ابو سلمہ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا خواب دیکھوں جو مجھ پر پہاڑ سے بھی گراں ہو تب بھی یہ حدیث سننے کے بعد مجھے کوئی پروا نہیں رہی۔

۵ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ. فِي هٰذِهِ الْآيَةِ - لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔

قَالَ. هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوْ تُرَى لَهُ.

عُروہ بن زبیر اس آیت ہے "اُنھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔" (۱۰ : ۶۴)

کے بارے میں فرمایا کرتے کہ یہ اچھا خواب ہے جو نیک آدمی دیکھے یا اُس کے متعلق کوئی دیکھے۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ

اصل اسلام میں ملاوٹ کر رکھی ہے، حق کے اندر باطل کو ملا کر معجون مرکب بنائی ہوئی ہے۔ مقدس اسلام کے اندر جمع و تفریق کر کے اپنی اپنی مرضی کے اسلام بنائے ہوئے ہیں جو ملاوٹ کے باعث خالص اسلام نہیں ہیں اور غیر اسلامی عقائد و نظریات کی معرّت کے باعث مسلمانوں کے لیے قابل احتراز و اجتناب ہیں کیونکہ انھیں اختیار کرنے ان کی ہمنوائی کا دم بھرنے کے باعث ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر بالفرض کسی نے عقائد و نظریات میں ردّ و بدل نہیں کیا تو دیگر اسلامی افعال و مسائل میں من مانی رنگ آمیزی کر دی ہے جس کے باعث گمراہی اور بے دینی کی منہ بولتی تصویر بن گئی ہیں۔ دین میں من مانی ردو بدل کرنا یہود و نصاریٰ کا طرۂ امتیاز تھا لیکن بعض مسلمان کہلانے والے ان پر بھی سبقت لے جاتے ہیں کوشاں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے، آمین۔

دین کا ماخذ واقعی قرآن و حدیث میں لیکن آیات و احادیث کا جو مفہوم کسی کی سمجھ میں آئے اس کی صحت کا کیا ثبوت ہے دریں حالات آیات و احادیث کے وہی مفہوم و مطالب قابل یقین قرار پائیں گے جو حق و صداقت کے ان نشانوں اور سرمایہ ملت کے پاسبانوں یعنی حضرات اولیاء اللہ نے سمجھے۔ ان کے خلاف سمجھے ہوئے اپنے مفہوم کی صحت پر اگر کوئی دلائل کا ڈھیر بھی لگا دے تب بھی اس کی بات ناقابل یقین اور رد کر دینے کے لائق ہو گی۔ لہٰذا صراطِ مستقیم پر چلنے اور حق و صداقت سے وابستہ رہنے کی خاطر ضروری ہے کہ حضرات اولیاء اللہ کی دین فہمی کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا جائے اور ان بزرگوں کی دین فہمی کا نام مذہب اہلسنت و جماعت ہے اصول و فروع میں یہی مذہب مہذب قرآن و حدیث کی تعلیمات کا حامل اور مقدس اسلام کی منہ بولتی تصویر ہے جبکہ باقی سارے اسلام جو مختلف فرقوں نے اپنے اپنے لیے بنا رکھے ہیں وہ ہرگز اصل اسلام نہیں بلکہ اسلام کو اپنے نام نہاد اجتہاد کی مشین میں ڈال کر مرضی کے مطابق بنائے ہوئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب۲ مَا جَاءَ فِي النَّرْدِ

۶ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى ابْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ"۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّ أَهْلَ بَيْتٍ فِي دَارِهَا كَانُوا سُكَّانًا فِيهَا. وَعِنْدَهُمْ نَرْدٌ. فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ: لَئِنْ لَمْ تُخْرِجُوهَا لَأُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ دَارِي. وَأَنْكَرَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ.

۷ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ كَانَ، إِذَا وَجَدَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ، ضَرَبَهُ وَكَسَرَهَا.

قَالَ يَحْيَى: وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ: لَا خَيْرَ فِي الشِّطْرَنْجِ. وَكَرِهَهَا.

وَسَمِعْتُهُ يَكْرَهُ اللَّعِبَ بِهَا وَبِغَيْرِهَا مِنَ الْبَاطِلِ. وَيَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ - فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ۔

چوپڑ یا شطرنج کے متعلق روایات

سعید بن ابو ہند نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چوسر یا شطرنج کھیلا اُس نے اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ اُن کے کاشانۂ اقدس میں جو لوگ رہائش پذیر تھے اُن کے پاس شطرنج تھی۔ اِنہوں نے اُن کے لیے پیغام بھیجا کہ اُسے نکال دو ورنہ میں تمہیں اپنے گھر سے نکال دوں گی اور اُن پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما جب اپنے کسی گھر والے کو شطرنج یا چوسر کھیلتا ہوا دیکھتے تو مارتے اور اُسے توڑ پھینکتے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سُنا کہ شطرنج میں کوئی بھلائی نہیں اور اُسے ناپسند فرمایا۔

اور میں نے اُن سے سُنا کہ وہ اِس کے ساتھ کھیلنا اور دوسرے فضول کھیلوں کو ناپسند فرماتے اور یہ آیت پڑھا کرتے "پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ السَّلَامِ

کتاب السلام

بَابُ الْعَمَلِ فِي السَّلَامِ

١ ۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ وَاحِدٌ أَجْزَأَ عَنْهُمْ".

٢ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَعَ ذٰلِكَ أَيْضًا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ، مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِي يَغْشَاكَ. فَعَرَّفُوهُ إِيَّاهُ. قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ السَّلَامَ انْتَهٰى إِلَى الْبَرَكَةِ.

قَالَ يَحْيٰى: سُئِلَ مَالِكٌ، هَلْ يُسَلِّمُ عَلَى الْمَرْأَةِ؟ فَقَالَ: أَمَّا الْمُتَجَالَّةُ، فَلَا أَكْرَهُ ذٰلِكَ. وَأَمَّا الشَّابَّةُ، فَلَا أُحِبُّ ذٰلِكَ.

سلام کرنے کا طریقہ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوار پیدل کو سلام کرے اور جب کا نی لوگوں میں سے ایک نے سلام کیا تو سب کی طرف سے ہو گیا۔

محمد بن عمرو بن عطا سے روایت ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُن کی خدمت میں ایک یمنی نے حاضر ہو کر کہا:۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اور اِس پر بھی کچھ اضافہ کیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اور اُن دنوں اِن کی بینائی چلی گئی تھی کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا وہی یمانی ہے جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ہے۔ تو اُسے پہچان کر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سلام تو وَبَرَكَاتُهُ پر ختم ہو جاتا ہے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا، کیا عورت کو سلام کیا جائے؟ فرمایا بوڑھی ہو تو میں اِسے ناپسند نہیں کرتا اور جوان ہو تو یہ مجھے پسند نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ عَلَى الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ

٣ ۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ، فَإِنَّمَا يَقُولُ

یہود اور نصرانی کو سلام کرنے کا حکم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہودیوں میں سے جب کوئی تمہیں سلام کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ تو تم کہہ دیا

اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ . فَقُلْ : عَلَيْكَ "

قَالَ يَحْيٰى : وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ سَلَّمَ عَلَى الْيَهُودِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ هَلْ يَسْتَقِيلُهُ ذٰلِكَ ؟ فَقَالَ لَا .

کر دو کہ تیرے اُوپر ہو۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ جو یہودی یا نصرانی کو سلام کر بیٹھے تو کیا اپنے الفاظ واپس لے؟ فرمایا ، نہیں ۔

بَابٌ جَامِعِ السَّلَامِ

سلام کے متعلق دیگر روایات

۴ ۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيلِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ ، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ . إِذْ أَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ . فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ . فَلَمَّا وَقَفَا عَلٰى مَجْلِسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا . وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ . وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا . فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ . وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ . وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ " .

حضرت ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے ۔ دو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی جانب بڑھے اور ایک چلا گیا ۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مجلس کے قریب آئے تو سلام کیا ۔ اُن میں سے ایک تو جگہ دیکھ کر حلقے میں آ بیٹھا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا رہا جبکہ تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا ہی گیا تھا ۔ جب فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا : کیا میں تمہیں اُن تینوں آدمیوں کا حال نہ بتاؤں ؟ ایک اُن میں سے اللہ کی طرف آیا اور اللہ نے اُسے جگہ دی ۔ دوسرے نے حیا محسوس کی اور اللہ نے اُس سے حیا فرمائی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے اُس سے مُنہ پھیر لیا ۔

۵ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؛ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ . ثُمَّ سَأَلَ عُمَرُ الرَّجُلَ كَيْفَ أَنْتَ ؟ فَقَالَ أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ . فَقَالَ عُمَرُ : ذٰلِكَ الَّذِي أَرَدْتُ مِنْكَ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر سے سُنا کہ کسی نے اُنہیں سلام کیا اور اُنہوں نے سلام کا جواب دیا ، پھر حضرت عمر نے اُس آدمی سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے ؟ اُس نے کہا کہ خدا کا شکر ادا کرتا ہوں ۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں تم سے یہی معلوم کرنا چاہتا تھا ۔

۶ ۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ؛ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ ، أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ . فَيَغْدُو مَعَهُ إِلَى السُّوقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلٰى سَقَّاطٍ وَلَا صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَلَا مِسْكِينٍ وَلَا أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ . قَالَ الطُّفَيْلُ : فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا . فَاسْتَتْبَعَنِي إِلَى السُّوقِ . فَقُلْتُ لَهُ : وَمَا تَصْنَعُ

طفیل بن اُبی بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جس گری پڑی چیز اُٹھانے والے ، دکاندار اور مسکین وغیرہ کے پاس سے گزرتے اُسے سلام کرتے ۔ طفیل کا بیان ہے کہ ایک روز میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور انہوں نے مجھے بازار لے جانا چاہا تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ بازار میں کیا کریں گے ؟ نہ آپ سودا کرتے ہیں ، نہ کسی چیز کے متعلق پوچھتے ہیں ، نہ کسی چیز کا مول کرتے ہیں اور نہ بازاروں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں ، کیوں نہ یہیں بیٹھ کر ہم باتیں کرتے

فِي السُّوقِ. وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيِّعِ، وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ، وَلَا تَسُومُ بِهَا، وَلَا تَجْلِسُ فِي مَجَالِسِ السُّوقِ؟ قَالَ وَأَقُولُ: اجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثُ. قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ: يَا أَبَا بَطْنٍ، وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ: إِنَّمَا نَغْدُو مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ. نُسَلِّمُ عَلَى مَنْ لَقِيَنَا.

نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا: اے ابو بطن! کیونکہ طفیل کا پیٹ بڑا تھا۔ ہم تو وہاں سلام کرنے جاتے ہیں، جو ہمیں ملتا ہے ہم اسے سلام کرتے ہیں۔ (یعنی ہم سلام کریں گے تو نیکیاں ملیں گی اور جواب دینے والے کو بھی)

ف۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی اس لیے کوشش فرمایا کرتے تھے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اولا ادلکم علی شیئ اذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم (صحیح مسلم) کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ دوسری وجہ یہ تحریص تھی

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام وتقرئ السلام عرفت ومن لم تعرف (متفق علیہ) کونسا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا کہ تو کھانا کھلائے اور سلام کہے خواہ اسے جانتا ہو یا نہ جانے۔

۲۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اولی الناس باللہ بدأ بالاسلام (احمد، ترمذی، ابوداؤد) لوگوں سے اللہ کے قریب تر وہ شخص ہے جو سلام کی ابتدا کرتا ہے۔

۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا البادی بالسلام بری من الکبر (بیہقی فی شعب الایمان) سلام میں ابتدا کرنے والا تکبر سے بری ہے۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ اسلام علیکم کہنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اگر ورحمۃ اللہ بھی کہے تو بیس، وبرکاتہ کا اضافہ بھی کرے تو تیس اور اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہے تو چالیس نیکیاں ملتی ہیں (ابوداؤد) لہٰذا وہ نیکیاں جمع کرنے کی غرض سے بازار میں چلے جاتے تھے کہ جب کوئی کام سامنے نہ ہو تو اتنی سی محنت سے کیوں نہ ہزاروں نیکیاں جمع کر لی جائیں۔

سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض۔ سلام کرنے کے کچھ اسلامی آداب ہیں کہ چھوٹا بڑے کو، سوار پیدل کو، تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو اور آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ ایک کا سلام کرنا سارے ساتھیوں کی جانب سے ہو گیا اور اہل مجلس سے ایک کا جواب سب کی طرف سے کافی ہے۔ عورتیں بھی آپس میں ایک دوسری کو سلام کریں۔ مرد کا غیر محرم جوان عورت کو اور اسی طرح عورت کا غیر محرم مرد کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ بوڑھی عورت کے لیے سلام کرنے میں مضائقہ نہیں خواہ غیر محرم ہو۔ خالی گھر میں جاتے وقت السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہنا چاہیئے۔ غیر مسلموں کو سلام کرنا جائز نہیں کہ ان کے لیے سلامتی چاہنا اسلام کی بدخواہی ہے ہاں ان کے حق میں ہدایت کی دعا ضرور کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف وعلیک کہہ دینا کافی ہے۔ خط و کتابت کے وقت سلام لکھنا بالمشافہ سلام کرنے کی طرح ہے۔

بخاری، مسلم اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طویل روایت مذکور ہوئی ہے جس کے اندر ہے کہ سلام کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام ہی سے ہوئی۔ انہیں پیدا کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتوں کی فلاں جماعت کو سلام کرو اور ان کا جواب سنو۔ انہوں نے سلام کیا اور فرشتوں نے جواب دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام یہی ہے کہ جب ایک دوسرے سے ملے تو سلام کرنے والا تمہاری طرح کہے اور جواب دینے والا فرشتوں کی طرح جواب دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ. فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. وَالْغَادِيَاتُ وَالرَّائِحَاتُ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: وَعَلَيْكَ، أَلْفًا. ثُمَّ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر کو سلام کرتے ہوئے کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَالْغَادِيَاتُ وَالرَّائِحَاتُ۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اُسے جواب دیا۔ "اور تمہارے اوپر ہزار بار"۔ گویا اسے ناپسند فرمایا ف

۸۔ وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، إِذَا دُخِلَ الْبَيْتُ غَيْرُ الْمَسْكُونِ يُقَالُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ جب ایسے گھر میں داخل ہو جس میں سکونت نہیں تو کہے:۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر ف

ف احادیث کے اندر سلام کے الفاظ یہاں تک آئے ہیں :۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ایک روایت کے اندر ومغفرتہ کا اضافہ بھی ہے۔ السلام علیکم پر ان سے زیادہ اور کوئی اضافہ ثابت نہیں اس لیے سلام کرنے والے نے جب والغادیات والرائحات کا اضافہ کیا تو یہ بات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پسند نہ آئی اور انہوں نے وعلیک الفا سے جواب دیا کہ تجھ پر ہزار معلوم ہوا کہ سنت کی صورت کو بدلنا اور اس میں اپنی جانب سے اضافہ کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ سنت کی نورانیت کسی اضافے کی محتاج نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ خالی گھر میں جاتے وقت یوں سلام کرنا چاہیے۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اسے روایت کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حسب مواقع اللہ والوں کے لیے سلام کرنا چاہیئے کیونکہ اولیاء اللہ کو یاد رکھنے اور ان حضرات کے کارنامے بیان کرنے سے اللہ والوں کی محبت و عقیدت مستحکم ہوتی اور ان حضرات کی پیروی کرنے کی جانب ترغیب ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ سے دلی وابستہ ہو کر ان کے پیچھے چلنے کا ثمرہ کوئی اصحاب کہف کے کتے سے پوچھے و اللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

کِتَابُ الْاِسْتِیْذَانِ

کتاب الاستئذان

بَابُ الْاِسْتِیْذَانِ

۱۔ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَسْتَاْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ؟ فَقَالَ "نَعَمْ" قَالَ الرَّجُلُ: اِنِّیْ مَعَهَا فِی الْبَیْتِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اسْتَاْذِنْ عَلَیْهَا" فَقَالَ الرَّجُلُ: اِنِّیْ خَادِمُهَا. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اسْتَاْذِنْ عَلَیْهَا. اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْیَانَةً؟" قَالَ: لَا. قَالَ "فَاسْتَاْذِنْ عَلَیْهَا"

۲۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنِ الثِّقَةِ، عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ، عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ؛ اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلْاِسْتِیْذَانُ ثَلَاثٌ. فَاِنْ اُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ. وَاِلَّا فَارْجِعْ"

۳۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ؛ اَنَّ اَبَا مُوْسَی الْاَشْعَرِیَّ جَاءَ یَسْتَاْذِنُ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَاسْتَاْذَنَ ثَلَاثًا ثُمَّ رَجَعَ. فَاَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِیْ اَثَرِهٖ فَقَالَ: مَا لَكَ لَمْ تَدْخُلْ؟ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "اَلْاِسْتِیْذَانُ ثَلَاثٌ. فَاِنْ اُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَاِلَّا فَارْجِعْ". فَقَالَ عُمَرُ، وَمَنْ یَعْلَمُ

کسی کے گھر میں جاتے وقت اجازت لینا

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لیا کروں؟ فرمایا ہاں۔ اُس آدمی نے کہا کہ میں تو گھر میں اُن کے ساتھ رہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت لیا کرو۔ اُس آدمی نے کہا کہ میں تو اُن کا خدمت گزار ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت لیا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اُنہیں ننگی دیکھو؟ کہا، نہیں۔ فرمایا تو اجازت لیا کرو۔

حضرت ابو سعید خدری نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اجازت لینا تین دفعہ ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ واپس لوٹ آؤ۔

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن نے کتنے ہی علمائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر سے اجازت مانگی تین دفعہ اجازت مانگ کر لوٹ آئے۔ حضرت عمر نے اُن کے پیچھے آدمی بھیجا اور کہا:۔ آپ اندر داخل کیوں نہ ہوئے؟ حضرت ابو موسیٰ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ اجازت مانگنا تین دفعہ ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ واپس لوٹ آؤ۔ حضرت عمر نے کہا:۔ اِس کا علم اور کس کو ہے؟ کہ آپ اس کے

هٰذَا؟ لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِي بِمَنْ يَعْلَمُ ذٰلِكَ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا. فَخَرَجَ أَبُو مُوسٰى حَتّٰى جَاءَ مَجْلِسًا فِي الْمَسْجِدِ يُقَالُ لَهُ مَجْلِسُ الْأَنْصَارِ. فَقَالَ: إِنِّي أَخْبَرْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "الْإِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ. فَإِنْ أُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ" فَقَالَ لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِي بِمَنْ يَعْلَمُ هٰذَا لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا. فَإِنْ كَانَ سَمِعَ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِنْكُمْ فَلْيَقُمْ مَعِيَ. فَقَالُوا لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ. قُمْ مَعَهُ. وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ أَصْغَرَهُمْ. فَقَامَ مَعَهُ. فَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي مُوسٰى: أَمَا إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ. وَلٰكِنْ خَشِيتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جاننے والے کو نہیں لائیں گے تو میں آپ کو سزا دوں گا۔ حضرت ابو موسیٰ نکل آئے اور مسجد میں مجلس کے اندر چلے گئے جس کو مجلسِ انصار کہا جاتا ہے۔ کہا کہ میں نے حضرت عمر کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اجازت تین دفعہ مانگو، اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ لوٹ آؤ۔ اِس پر انہوں نے کہا کہ اگر تم میرے پاس اُس شخص کو نہ لائے جسے اِس کا علم ہو تو میں تمہیں سزا دوں گا۔ اگر آپ سے کسی نے یہ حدیث سُنی ہو تو میرے ساتھ چلے۔ لوگوں نے حضرت ابو سعید خدری سے کہا کہ اِن کے ساتھ جاؤ اور حضرت ابو سعید اُن میں سب سے کم عمر تھے، وہ ساتھ چلے گئے اور حضرت عمر کو یہ بات بتائی۔ حضرت عمر نے حضرت ابو موسیٰ سے کہا کہ میں آپ پر تہمت نہیں لگاتا بلکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف باتیں منسوب کرنے میں جری نہ ہو جائیں ف

بَابُ التَّشْمِيتِ فِي الْعُطَاسِ

چھینک کے جواب کا بیان

۴- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ. ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ. ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ. ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَقُلْ: إِنَّكَ مَضْنُوكٌ" قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، لَا أَدْرِي. أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ؟

عبد اللہ بن ابو بکر نے اپنے والدِ ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:- اگر کوئی چھینکے تو جواب دو۔ دوبارہ چھینکے تو جواب دو۔ سہ بارہ چھینکے تو جواب دو اور چوتھی بار چھینکے تو کہہ دو کہ تمہیں زکام ہے۔

عبد الرحمٰن بن ابو بکر نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ تیسری دفعہ ایسا کہے یا چوتھی دفعہ

۵- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کو جب چھینک

ف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سختی کرنا ان کی تحقیر یا عدم اعتماد کی بنا پر نہیں جس پر خود حضرت عمر کے یہ الفاظ - اما انی لم اتہمک شاہد ہیں بلکہ ان کا یہ طرزِ عمل حقیقت میں فن اصول حدیث کی بڑی مہتم بالشان شق ہے کہ خبرِ واحد کا راوی خواہ کتنا ہی جلیل القدر اور صداقت و دیانت کا مجسمہ کیوں نہ ہو لیکن وہی روایت اگر متعدد طرق سے مروی ہو تو زیادہ قابلِ یقین ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں اس سے یہ ہدایت بھی ملتی ہے کہ خبرِ واحد خواہ موتی کی طرح کتنی ہی آبدار کیوں نہ معلوم ہو لیکن دوسری روایات کی نسبت چھان پھٹک کی وہ زیادہ محتاج ہے کیونکہ احادیث کے اندر بعض بد خواہ جب اپنی گھڑی ہوئی روایتیں شامل کرنا شروع کریں گے تو ایسی جعلی روایتیں خبرِ واحد ہونے کے باعث ہی پہچانی جا سکیں گی کیونکہ ثقات میں سے کسی نے اس کے مطابق روایت نہیں کی ہو گی۔ ہماری اس دوسری توجیہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد وَلٰكِنْ خَشِيتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شاہد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

كَانَ إِذَا عَطَسَ، فَقِيلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللهُ. قَالَ: يَرْحَمُنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ، وَيَغْفِرُ لَنَا وَلَكُمْ.

کہی اور ان سے یرحمک اللہ کہا جاتا تو کہتے۔ اللہ ہم پر اور تم پر رحم کرے نیز ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّوَرِ وَالتَّمَاثِيلِ

تصویروں اور مورتیوں کا بیان

٦ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ؛ أَنَّ رَافِعَ بْنَ إِسْحٰقَ مَوْلَى الشِّفَاءِ أَخْبَرَهُ. قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُودُهُ. فَقَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ أَوْ تَصَاوِيرُ" شَكَّ إِسْحٰقُ لَا يَدْرِي، أَيَّتُهُمَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ.

رافع بن اسحاق مولیٰ شفا کا بیان ہے کہ میں اور عبداللہ بن طلحہ دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت ابوسعید نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ہمیں خبردی کہ فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورتیاں یا تصویریں ہوں۔ اسحاق کو شک ہے دونوں میں سے حضرت ابوسعید نے کونسا لفظ فرمایا۔

٧ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ؛ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُودُهُ. قَالَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ. فَدَعَا أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا. فَنَزَعَ نَمَطًا مِنْ تَحْتِهِ. فَقَالَ لَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ. لِمَ تَنْزِعُهُ؟ قَالَ: لِأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ. وَقَدْ قَالَ فِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ عَلِمْتَ. فَقَالَ سَهْلٌ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ"؟ قَالَ: بَلَى. وَلٰكِنَّهُ أَطْيَبُ لِنَفْسِي.

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوطلحہ انصاری کی عیادت کے لیے اندر داخل ہوئے اور ان کے پاس سہل بن حُنیف کو پایا۔ حضرت ابوطلحہ نے ایک آدمی کو بلایا کہ میرے نیچے سے گدّے کو نکال لو۔ سہل بن حُنیف نے کہا کہ اسے کیوں نکلواتے ہیں؟ فرمایا کہ اس میں تصویریں ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے وہ تمہیں معلوم ہے۔ سہل نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ماسوائے اُس کے جو کپڑے میں نقش ہو؟ فرمایا کیوں نہیں، لیکن میری دلی خوشی یہی ہے۔

٨ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ. فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ. فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ. وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَتُوبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ. فَمَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَمَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟" قَالَتِ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایک گدّا خریدا جس پر تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ انہوں نے چہرۂ مبارک پر ناراضگی کے آثار دیکھے تو عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! میں اللہ اور اُس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوگیا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گدّے کا کیا حال ہے؟ عرض گزار ہوئیں کہ اسے میں نے آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تصویروالوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائیگا

يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ».

ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنائیں اُن میں جان ڈالو۔ پھر فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اُس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے ف

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الضَّبِّ

گوہ کھانے کا بیان

٩ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ. فَإِذَا ضِبَابٌ فِيهَا بَيْضٌ. وَمَعَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ. فَقَالَ «مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا؟» فَقَالَتْ: أَهْدَتْهُ لِي أُخْتِي هُزَيْلَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ. فَقَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ «كُلَا» فَقَالَا: أَوَلَا تَأْكُلُ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ «إِنِّي تَحْضُرُنِي مِنَ اللهِ حَاضِرَةٌ» قَالَتْ مَيْمُونَةُ: أَنَسْقِيكَ يَا رَسُولَ اللهِ مِنْ لَبَنٍ عِنْدَنَا؟ فَقَالَ «نَعَمْ» فَلَمَّا شَرِبَ قَالَ «مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا؟» فَقَالَتْ: أَهْدَتْهُ لِي أُخْتِي هُزَيْلَةُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَرَأَيْتِكِ جَارِيَتَكِ الَّتِي كُنْتِ اسْتَأْمَرْتِينِي فِي عِتْقِهَا. أَعْطِيهَا أُخْتَكِ. وَصِلِي بِهَا رَحِمَكِ تَرْعَى عَلَيْهَا. فَإِنَّهُ خَيْرٌ لَكِ».

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت میمونہ بنت حارث کے پاس تشریف لائے تو وہاں سفید گوہ تھی اور آپ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید تھے۔ فرمایا کہ یہ تمہارے لیے کہاں سے آئی؟ عرض گزار ہوئیں کہ میری بہن ہزیلہ بنت حارث نے ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید سے فرمایا کہ کھاؤ۔ دونوں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ آپ تناول نہیں فرمائیں گے؟ فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے پیغام رساں آتے ہیں۔ حضرت میمونہ عرض گزار ہوئیں: ۔ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کو دودھ پلائیں؟ فرمایا ہاں۔ پینے کے بعد فرمایا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ عرض کی کہ میری بہن ہزیلہ نے ہدیہ بھیجا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری وہ لونڈی جس کو آزاد کرنے کے متعلق تم نے مجھ سے مشورہ کیا تھا، اگر صلہ رحمی کے طور پر اُسے اپنی بہن کو دے دو تاکہ اُس کی بکریاں چرایا کرے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

ف: تصویر بنانے والوں سے جب قیامت کے روز فرمایا جائے گا کہ جو تم نے تصویریں بنائی تھیں ان کے اندر جان ڈالو وہ تو کیا سارا جہان بھی مل کر کسی تصویر میں جان نہیں ڈال سکتا لہٰذا انہیں عذاب دیا جائے گا۔ خدا اگر عقل دے تو ایسے کام کے نزدیک بھی نہیں پھٹکنا چاہیے جس کے باعث جہنم میں جانا پڑے۔ آجکل تصویریں اور فوٹو کھینچنے، چھاپنے اور رکھنے کی بیماری اس زوروں پر ہے کہ شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہو۔ پھر اس بیماری کے ساتھ ذہنی آوارگی اور نفسانی روگ بھی شامل ہو گیا۔ اخبارات و رسائل ہیں عورتوں کی تصاویر دوائی کی کتنی ہی شیشیوں اور استعمال کی کتنی ہی چیزوں پر عورتوں کی تصاویر۔ گھروں میں آرائش کے لیے تصویریں آویزاں اور اکثر عورتوں کی۔ غرضیکہ ایک بھوت ہے جو دماغوں پر سوار ہو اپڑا ہے۔ نہیں سوچتے کہ گھر کی اکثر چیزوں پر تصاویر، چارٹوں پر تصویریں فریم کے اندر گھر کے افراد کے الگ الگ اور اجتماعی فوٹو بنا سنوار کر رکھے ہوئے ہیں جس گھر میں ایک بھی تصویر ہو اس کے اندر رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے تو اس اتنے بڑے بت خانے میں کیوں آنے لگے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس ذہنی آوارگی کا احساس تک نہیں، اس محرومی کا ذرا دکھ نہیں بلکہ مزید تصویریں جمع کرنے اور لٹکانے دیکھنے کا ذوق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔

۱۰ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ؛ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ. فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ. فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبِرُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ. فَقِيلَ: هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُولَ اللهِ. فَرَفَعَ يَدَهُ. فَقُلْتُ: أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ "لَا. وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي. فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ" قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ. وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ.

حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت خالد بن ولید سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے تو بھنی ہوئی گوہ پیش کی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کی جانب ہاتھ بڑھایا تو ایک عورت نے کہا جو حضرت میمونہ کے گھر میں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتا دیجئے کہ آپ کیا کھانا چاہتے ہیں؟ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! یہ گوہ ہے۔ آپ نے ہاتھ ہٹا لیا۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا نہیں، لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہوتی! اس لیے مجھے گھن آتی ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میں نے اُسے اپنی طرف کھینچا اور کھا لیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے۔

۱۱ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَجُلًا نَادَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَرَى فِي الضَّبِّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا بِمُحَرِّمِهِ".

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا اور کہا: یا رسول اللہ! گوہ کے بارے میں آپ کا ارشاد کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں ف

ف۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طبعی نفرت کے باعث نہیں کھائی اور نہ اس کا کھانا حرام قرار دیا۔ بعض کے نزدیک گوہ کا کھانا حلال ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ اس کے کھانے میں باک نہیں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک گوہ کا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گوہ کے کھانے سے منع فرمایا تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن شبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "نہی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن اکل لحم الضب (ترمذی، ابوداؤد) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے "و دریں حجت است مر ابی حنیفہ را و شاید کہ نہی ناسخ اباحت سابق است" (اشعۃ اللمعات، جلد سوم، ص ۴۷۵) یعنی یہ ممانعت امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ ممانعت سابقہ اباحت کی ناسخ ہو۔ دل لگتی بات وہی ہے جو خاتم المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی: "چوں اختلاف است در اخبار احتیاط در ترک آنست و تواند کہ نہی ناسخ باشد" (اشعۃ اللمعات، جلد سوم، ص ۴۶۹) جب اس کے متعلق حدیثوں میں اختلاف ہے تو احتیاط اس کے ترک کرنے میں ہے اور ہو سکتا ہے کہ نہی ناسخ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب۵ مَا جَاءَ فِي أَمْرِ الْكِلَابِ

١٢ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ: أَنَّ السَّائِبَ ابْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ ابْنَ أَبِي زُهَيْرٍ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ" قَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ.

١٣ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا، إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا، أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ".

١٤ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

باب۶ مَا جَاءَ فِي أَمْرِ الْغَنَمِ

١٥ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ، وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ. وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ".

١٦ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ. يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ".

کتوں کے متعلق روایات

سائب بن یزید نے حضرت سفیان بن ابو زہیر سے سنا جو قبیلہ ازد شنوءہ کے ایک فرد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، انھوں نے لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کتا پالے اور کھیتوں یا بکریوں کی حفاظت کے لیے نہ ہو تو اُس کے عمل سے روزانہ ایک قیراط ثواب کم ہو جائے گا۔ سائب نے کہا، آپ نے اسے رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے سنا ہے؟ فرمایا، ہاں اِس مسجد کے رب کی قسم۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کتا پالے اور وہ شکار یا کھیت کی حفاظت کے لیے نہ ہو تو اس کے اعمال سے روزانہ دو قیراط ثواب کم ہوتا رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتوں کو جان سے مار دینے کا حکم دیا ہے۔

بکریاں رکھنے والوں کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا:- کفر کا سر مشرق میں ہے، فخر و غرور گھوڑوں اور اونٹوں والوں میں جو چلاتے اور جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اور عجز و نیاز بکری والوں میں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب مسلمان کا بہترین مال اُس کی بکریاں ہوں گی، جنہیں وہ کسی پہاڑ کی چوٹی یا وادی کے اندر لیے پھرے گا تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچائے ف

۱۷۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحْتَلِبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ اَحَدٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِ. اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ، فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ؟ وَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ. فَلَا يَحْتَلِبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهِ۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی کسی کے جانور کا اُس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ نکالے کیا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اُس کے گھر میں کوئی آ گھسے اور خزانے کو توڑ کر اُس کا اناج لے جائے؟ اُن کے جانوروں کے تھن اُن کی روزی کے گودام ہیں، لہذا کوئی کسی کے جانور کا اُس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ نکالے۔

۱۸۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ رَعٰى غَنَمًا" قِيْلَ، وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ "وَاَنَا"۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! آپ نے بھی؟ فرمایا اور میں نے بھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ. وَالْبَدْءِ بِالْاَكْلِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

چوہا گھی میں گر جائے اور نماز کے وقت کھانا

۱۹۔ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَرَّبُ اِلَيْهِ عَشَاؤُهُ. فَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهِ. فَلَا يَعْجَلُ عَنْ طَعَامِهِ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر کے سامنے جب شام کا کھانا رکھا جاتا تو وہ امام کی قرأت اپنے گھر میں سنتے رہتے اور کھانے میں جلدی نہ کرتے یہاں تک کہ اپنی حاجت پوری کر لیتے۔

۲۰۔ وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ "اَنْزِعُوْهَا. وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ"۔

حضرت عبد اللہ بن عباس نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر چوہا گھی میں گر جائے؟ فرمایا کہ اُسے نکال دو اور اِرد گرد کا گھی پھینک دو۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ

ف۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے پہلی مراد ہو سکتی ہے کہ فتنوں کے زمانے میں جو آدمی معمولی سا ذریعۂ معاش بنا کر لوگوں سے کنارا کش اور گوشہ نشین ہو جائے گا وہ بڑی حد تک فتنوں سے محفوظ رہ سکے گا۔ دریں ایام کچھ ایسے ہی حالات ہیں کہ قدم قدم پر توبہ شکن اور تقویٰ کش آفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غریبوں کو زندگی کے دن پورے کرنے کے لیے کیسے کیسے دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے یہ وہی لوگ بخوبی جانتے ہیں جو بے زر اور بے پر ہیں۔ غرضیکہ دولت سے محروم لوگوں پر اللہ کی ایسی وسیع زمین بھی تنگ ہوئی پڑی ہے۔ ان حالات میں اگر کسی ایسے خوش نصیب کو کہیں گوشۂ عافیت میسر آ جائے تو زہے نصیب ورنہ وہ یہی کہتا ہوا اس دنیا کو خیر باد کہے گا۔

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنَ الشُّؤْمِ

جس کی نحوست سے بچنا چاہیے

۲۱۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنْ كَانَ، فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ" يَعْنِي الشُّؤْمَ.

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست اگر ہے تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہے۔

۲۲۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ".

حمزہ و سالم نے اپنے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ نحوست گھر، عورت اور گھوڑے میں ہے۔

۲۳۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دَارٌ سَكَنَّاهَا وَالْعَدَدُ كَثِيرٌ وَالْمَالُ وَافِرٌ، فَقَلَّ الْعَدَدُ وَذَهَبَ الْمَالُ.

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعُوهَا ذَمِيمَةً".

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! اس گھر میں جب ہم نے رہائش کی تو افراد زیادہ اور مال بھی زیادہ تھا۔ پھر افراد گھٹ گئے اور مال جاتا رہا۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے بُرا جان کر چھوڑ دو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ

بُرے ناموں کا بیان

۲۴۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لِلِقْحَةٍ تُحْلَبُ "مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟" فَقَامَ رَجُلٌ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اسْمُكَ؟" فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ، مُرَّةُ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اجْلِسْ" ثُمَّ قَالَ "مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟" فَقَامَ رَجُلٌ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اسْمُكَ؟" فَقَالَ حَرْبٌ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اجْلِسْ" ثُمَّ قَالَ "مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟" فَقَامَ رَجُلٌ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اسْمُكَ" فَقَالَ يَعِيشُ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "احْلُبْ".

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دودھ دینے والی اُونٹنی کو دوہنے کے لیے فرمایا کہ اسے کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا نام ہے؟ اُس آدمی نے کہا کہ مُرّہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا، بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی، حرب۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا کہ اسے کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ عرض کی، یعیش۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے دوہنے کے لیے فرمایا۔

۲۵۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ، مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ، جَمْرَةُ. فَقَالَ:

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک آدمی سے فرمایا، تمہارا کیا نام ہے؟ کہا جمرہ۔ فرمایا کہ کس کے بیٹے ہو؟ کہا کہ ابن شہاب

ابْنُ مَنْ؟ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ. قَالَ: مِمَّنْ؟ قَالَ: مِنَ الْحُرَقَةِ. قَالَ: أَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ قَالَ بِحَرَّةِ النَّارِ. قَالَ: بِأَيِّهَا؟ قَالَ: بِذَاتِ لَظًى. قَالَ عُمَرُ: أَدْرِكْ أَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوا. قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

فرمایا کہ کس قبیلے سے ہو؟ کہا الحرقۃ سے۔ فرمایا کہ تمہاری رہائش کہاں ہے؟ کہا کہ حرۃ النار میں۔ فرمایا کہ یہ کس علاقے میں ہے؟ کہا کہ ذات لظی میں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو دیکھو کہ وہ جل چکے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہی ہوا۔ جو حضرت عمر نے فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ وَأُجْرَةِ الْحَجَّامِ

پچھنے لگوانا اور اُن کی مزدوری

۲۶۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ. فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ. وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طیبہ کے ہاتھ سے پچھنے لگوائے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے ایک صاع کھجوریں دی جائیں اور اُس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اُس کے خراج میں کمی کر دیں۔

۲۷۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنْ كَانَ دَوَاءٌ يَبْلُغُ الدَّاءَ، فَإِنَّ الْحِجَامَةَ تَبْلُغُهُ"

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی دوائی بیماری تک پہنچتی تو وہ پچھنے ہوتے۔

۲۸۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَحَدِ بَنِي حَارِثَةَ؛ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهَا. فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حَتَّى قَالَ "اعْلِفْهُ نُضَّاحَكَ" يَعْنِي رَقِيقَكَ۔

حضرت ابن محیصہ انصاری حارثی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حجام کی مزدوری کے اپنے خرچ میں لانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے منع فرما دیا۔ وہ برابر پوچھتے اور اجازت مانگتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرما دیا:۔ اپنے غلاموں کی خوراک پر خرچ کر لیا کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْرِقِ

مشرق کا بیان

۲۹۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ وَيَقُولُ "هَا، إِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا. إِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا. مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہوئے دیکھا کہ فتنہ ادھر ہے، فتنہ ادھر ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ف

ف۔ اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ایسا فرمایا لیکن صحیح بخاری میں قرن الشیطین کے طلوع ہونے کا ذکر اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لیے ایک موقع پر دعائے

۳۰ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرَادَ الْخُرُوجَ إِلَى الْعِرَاقِ. فَقَالَ لَهُ كَعْبُ الْأَحْبَارِ: لَا تَخْرُجْ إِلَيْهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَإِنَّ بِهَا تِسْعَةَ أَعْشَارِ السِّحْرِ. وَبِهَا فَسَقَةُ الْجِنِّ. وَبِهَا الدَّاءُ الْعُضَالُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو حضرت کعب احبار نے اُن سے کہا کہ اے امیر المومنین! اُدھر نہ جائیے کیونکہ جادو کے دس حصوں میں سے نو وہاں ہیں، شرارتی جن وہیں ہیں اور وہاں ایک لاعلاج بیماری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْحَيَّاتِ وَمَا يُقَالُ فِي ذَلِكَ

سانپوں کو مارنے کا حکم اور ان کا بیان

۳۱ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي لُبَابَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ.

حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حیات سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں رہتے ہیں۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ

برکت فرمائی۔ صحابۂ کرام عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نجد کے لیے بھی دعا فرمایئے۔ حضور نے پھر شام و یمن کے لیے دعا کی اور صحابۂ کرام کی التماس منظور خاطر نہ ہوئی۔ وہ حضرات پھر عرض گزار ہوئے کہ نجد کے لیے بھی دعا فرمائی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجد کے لیے دعا نہ کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ۔ وہاں زلزلے آئیں گے، فتنے اٹھیں گے اور قرن الشیطٰن یعنی شیطان کی سنگت یا شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا۔

یوں تو دنیا کا کوئی خطہ اور کوئی ملک ایسا نہیں جہاں سے فتنے نہ اٹھے ہوں لیکن نجد کے قرن الشیطان کا فتنہ اپنی ہمہ گیری اور مضرت کے لحاظ سے تمام فتنوں میں ممتاز ہے جس نے عالم اسلام کے سکون و اطمینان کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم کے وہ ریکارڈ قائم کیے کہ چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ حرمین شریفین کی دل کھول کر بے حرمتی کی اور مقامات مقدسہ کو اپنی خانہ ساز توحید کی آڑ میں مسمار کر کے اہل اسلام کے قلب و جگر کو چھلنی کیا۔ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ کی منہ بولتی تصویر ثابت ہوئے ملت اسلامیہ کے زوال میں ان کے وجود کو بڑا دخل ہے۔ ہر اسلامی ملک کے اندر توحید کی علمبرداری کے نام پر اس فتنے کی چنگاریاں مسلمانوں کے خرمن اتحاد میں آگ لگا رہی ہیں۔ ان حضرات نے توحید کی علمبرداری اور اتباع سنت کے نام پر ملت اسلامیہ کے اندر اختلاف کی وہ آندھی چلائی ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ راسخ العقیدہ مسلمان ان حضرات کی فتنہ بازی اور فتنہ پروری سے مثل سیماب مضطرب ہیں کیونکہ ان مہربانوں کی نوازشوں سے صرف کمیونزم ہی کو فائدہ پہنچ رہا ہے جبکہ دینی یا دنیاوی لحاظ سے کسی خطے یا ملک میں اضطراب پیدا کرنا گویا کمیونزم کے لیے زمین ہموار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنوں سے بچا کر اتفاق و اتحاد کی دولت سے مالا مال فرمائے، آمین۔

اسلامی ممالک کے سربراہ اگر ملک و ملت کی خیر خواہی کے زاویہ نظر سے دیکھیں تو سب سے پہلے انہیں مذہبی اختلافات کو دور کروانا چاہیئے۔ ایک اسلام کے اتنے اسلام بن جانے پر سب کو برابری کا درجہ دینا اور حق و باطل کی تمیز کو نظر انداز کر دینا مقدس اسلام سے مذاق اور اس کی بدخواہی تو ہو سکتا لیکن اسے وفاداری نہیں کہا سکتا کہ صحابۂ کرام کے پیروکاروں اور منافقین مدینہ کے جانشینوں کو ایک ہی درجہ دیا جاتے۔ بلکہ نئے نئے اسلام بنانے والوں کی دل کھول کر حوصلہ افزائی کی جاتے۔ یہ کسی کے لئے بھی مفید نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۲ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَائِبَةَ، مَوْلَاةٍ لِعَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ. إِلَّا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ. فَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ. وَيَطْرَحَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ.

سائبہ مولاۃ عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنان سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں رہتے ہیں مگر ذو دھاریوں والے اور دم کٹے سانپوں کو کیونکہ ان کے کاٹنے سے عورتوں کا حمل گر جاتا ہے۔

۴۳ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ. فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي. فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ. فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا تَحْتَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِهِ. فَإِذَا حَيَّةٌ. فَقُمْتُ لِأَقْتُلَهَا. فَأَشَارَ أَبُو سَعِيدٍ أَنِ اجْلِسْ. فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ. فَقَالَ: أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيهِ فَتًى حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ. فَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ. فَبَيْنَمَا هُوَ بِهِ إِذْ أَتَاهُ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُهُ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي أُحْدِثُ بِأَهْلِي عَهْدًا. فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: «خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ. فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ بَنِي قُرَيْظَةَ» فَانْطَلَقَ الْفَتَى إِلَى أَهْلِهِ. فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً بَيْنَ الْبَابَيْنِ. فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعُنَهَا. وَأَدْرَكَتْهُ غَيْرَةٌ. فَقَالَتْ: لَا تَعْجَلْ حَتَّى تَدْخُلَ وَتَنْظُرَ مَا فِي بَيْتِكَ. فَدَخَلَ فَإِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى فِرَاشِهِ. فَرَكَزَ فِيهَا رُمْحَهُ. ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فَنَصَبَهُ فِي الدَّارِ. فَاضْطَرَبَتِ الْحَيَّةُ فِي رَأْسِ الرُّمْحِ. وَخَرَّ الْفَتَى مَيِّتًا. فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا. الْفَتَى أَمِ الْحَيَّةُ. فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «إِنَّ الْمَدِينَةَ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا. فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ. فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

ابو السائب مولیٰ ہشام بن زہرہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ میں انتظار میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ میں نے اُن کے دولت خانے میں تخت کے نیچے سرسراہٹ سُنی۔ دیکھا تو سانپ تھا۔ میں اُسے مارنے کے لیے کھڑا ہوا تو حضرت ابو سعید نے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ جب فارغ ہوئے تو گھر کی ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:۔ اِس گھر کو دیکھتے ہو؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اِس میں ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ خندق کے لیے نکلا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نوجوان اجازت مانگنے آیا اور کہا:۔ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کیونکہ میں نے ابھی شادی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ مسلح ہو کر جانا۔ کیونکہ مجھے بنو قریظہ کا خطرہ ہے۔ وہ نوجوان اپنے گھر گیا تو اپنی بیوی کو پایا کہ دروازے پہ کھڑی ہے۔ وہ غیرت کے مارے اُسے نیزہ مارنے لگا۔ عورت نے کہا کہ جلدی نہ کیجئے اور گھر میں داخل ہو کر صورتِ حال دیکھیے۔ وہ اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ سانپ اس کے بستر پر کنڈلی مارے پڑا ہے۔ اس نے برچھی ماری اور اُسے گھر میں نصب کر دیا۔ سانپ برچھی کی نوک پر تڑپ رہا اور نوجوان بھی آخری سانس لے کر گر پڑا۔ یہ معلوم نہیں کہ دونوں میں سے پہلے کون مرا، نوجوان یا سانپ۔ جب اِس کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ مدینہ منورہ کے جن مسلمان ہو چکے ہیں جب تم انہیں دیکھو تو تین دن کی مہلت دو۔ اگر اس کے بعد نظر آئے تو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔

بَابُ ۱۳ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْكَلَامِ فِي السَّفَرِ

سفر کے وقت دعا کرنا

۴۴ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب

اللہ علیہ وسلم کان اذا وضع رجلہ فی الغرز وھو یرید السفر یقول "باسم اللہ۔ اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل۔ اللھم ازولنا الارض وھون علینا السفر۔ اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر ومن کآبۃ المنقلب ومن سوء المنظر فی المال والاھل"

وحدثنی مالک عن الثقۃ عندہ، عن یعقوب بن عبداللہ بن الاشج، عن بسر بن سعید، عن سعد بن ابی وقاص، عن خولۃ بنت حکیم؛ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "من نزل منزلا فلیقل: اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق۔ فانہ لن یضرہ شیئ حتی یرتحل"

باب ۱۴ ماجاء فی الوحدۃ فی السفر للرجال والنساء

۳۵۔ حدثنی مالک عن عبدالرحمن ابن حرملۃ، عن عمرو بن شعیب، عن ابیہ، عن جدہ؛ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "الراکب شیطان۔ والراکبان شیطانان۔ والثلاثۃ رکب"

۳۶۔ وحدثنی مالک عن عبدالرحمن بن حرملۃ عن سعید بن المسیب۔ انہ کان یقول، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "الشیطان یھم بالواحد والاثنین فاذا کانوا ثلاثۃ لم یھم بھم"

۳۷ - وحدثنی مالک عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابی ھریرۃ؛ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "لا یحل لامراۃ تؤمن باللہ والیوم الاخر۔ تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ الا مع ذی محرم منھا"

باب ۱۵ ما یؤمر بہ من العمل فی السفر

۳۸۔ حدثنی مالک عن ابی عبید مولی سلیمان بن

کسی غزوہ کے لیے سفر کا ارادہ فرماتے تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت کہتے:۔ اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی ہے اور میرے گھر والوں کا محافظ ہے۔ اے اللہ! اُس زمین کو ہمارے نزدیک کر دے اور سفر کو ہمارے لیے آسان فرما۔ اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور بُرے لوٹنے اور بُرے حال سے مال و جان میں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو کسی منزل پر اُترے تو یہ کہنا چاہیے:۔ "میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے پناہ چاہتا ہوں ہر مخلوق کی بُرائی سے" تو کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

جس سفر کی مرد اور عورت کے لیے ممانعت ہے

عمرو بن شعیب نے اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے ان کے جدِ امجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اکیلا سفر کرنے والا شیطان، دو ہوں تو دو شیطان اور تین ہوں تو یہ جماعت ہے۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ایک اور دو آدمیوں کی طرف شیطان قصد کرتا ہے اور جب تین ہو جائیں تو اُن کا قصد نہیں کرتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو کہ ایک رات دن کا سفر کرے مگر اپنے ذی محرم کے ساتھ۔

سفر کے احکام

حضرت خالد بن معدان سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ

عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، يَرْفَعُهُ "إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيَرْضَى بِهِ. وَيُعِينُ عَلَيْهِ مَا لَا يُعِينُ عَلَى الْعُنْفِ. فَإِذَا رَكِبْتُمْ هٰذِهِ الدَّوَابَّ الْعُجْمَ. فَأَنْزِلُوهَا مَنَازِلَهَا. فَإِنْ كَانَتِ الْأَرْضُ جَدْبَةً فَانْجُوا عَلَيْهَا بِنِقْيِهَا. وَعَلَيْكُمْ بِسَيْرِ اللَّيْلِ. فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ مَا لَا تُطْوَى بِالنَّهَارِ. وَإِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيسَ عَلَى الطَّرِيقِ. فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْحَيَّاتِ"

٣٩ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ. يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ. فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ، فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ"

نرمی کرتا اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے اور اس پر مدد کرتا ہے اور سختی پر مدد نہیں کرتا۔ جب تم بے زبان جانوروں پر سواری کرو تو انہیں منزل پر ٹھہراؤ۔ اگر زمین بے آب و گیاہ ہو تو جلدی سے نکل جاؤ تاکہ وہ لاغر نہ ہو اور زیادہ رات کو سفر کیا کرو کیونکہ جتنا سفر رات میں طے ہوتا ہے دن میں نہیں ہوتا۔ راستے میں اترنے سے احتراز کرتے رہنا کیونکہ وہ درندوں کے راستے اور سانپوں کے مسکن ہوتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک حصہ ہے جو تمہیں سونے اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے جب تم وہ کام کر لو جس کے لیے سفر کیا تھا تو گھر والوں کی طرف جلدی کرو۔

بَابُ الْأَمْرِ بِالرِّفْقِ بِالْمَمْلُوكِ

٤٠ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالْمَعْرُوفِ. وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيقُ".

٤١ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَذْهَبُ إِلَى الْعَوَالِي كُلَّ يَوْمِ سَبْتٍ. فَإِذَا وَجَدَ عَبْدًا فِي عَمَلٍ لَا يُطِيقُهُ، وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ.

٤٢ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُولُ: لَا تُكَلِّفُوا الْأَمَةَ، غَيْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ، الْكَسْبَ. فَإِنَّكُمْ مَتَى كَلَّفْتُمُوهَا ذٰلِكَ، كَسَبَتْ بِفَرْجِهَا. وَلَا تُكَلِّفُوا الصَّغِيرَ الْكَسْبَ. فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَقَ. وَعِفُّوا إِذْ أَعَفَّكُمُ اللّٰهُ. وَعَلَيْكُمْ مِنَ الْمَطَاعِمِ، بِمَا طَابَ مِنْهَا.

لونڈی غلام کے ساتھ نرمی سے سلوک کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لونڈی غلام کے لیے دستور کے مطابق کھانا پہننا ہے اور اس سے اتنا ہی کام لیا جائے جو اس کی طاقت کے مطابق ہو۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر ہفتے میں ایک روز ارد گرد کے دیہات میں جاتے اور کسی غلام کو اگر اس کی طاقت سے زیادہ کام کرتا دیکھتے تو کم کر دیا کرتے تھے۔

ابوسہیل بن مالک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان کو خطبے میں فرماتے ہوئے سنا: لونڈی جس کام کو نہیں جانتی اسے ایسے کام پر مجبور نہ کرو کیونکہ جب تم اسے مجبور کرو گے تو وہ تمہیں شرمگاہ کے ذریعے کما کر دے گی اور چھوٹے بچے کو کام پر مجبور نہ کرو کیونکہ جب وہ نہیں پائے گا تو چوری کرے گا اور تم ان کی محنت معاف کر دو جیسے اللہ نے تمہاری کی ہے اور اپنے لیے پاکیزہ روزی لازم کر لو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَمْلُوكِ وَهَيْئَتِهِ

۴۳- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللهِ. فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ»

۴۴- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ؛ أَنَّ أَمَةً كَانَتْ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. رَآهَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ. فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ حَفْصَةَ. فَقَالَ: لَمْ أَرَ جَارِيَةَ أَخِيكِ تَجُوسُ النَّاسَ. وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ؟ وَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ.

لونڈی غلام کی تربیت کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ غلام جب اپنے آقا کا خیرخواہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی احسن طریقے سے عبادت کرے تو اُس کے لیے دُگنا اجر ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی ایک لونڈی کو حضرت عمر نے دیکھا کہ آزاد عورتوں جیسی وضع اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ اپنی بیٹی حضرت حفصہ کے پاس گئے اور فرمایا:۔ کیا میں نے تمہارے بھائی کی لونڈی کو نہیں دیکھا جو آزاد عورتوں کی وضع اختیار کر کے لوگوں میں پھرتی ہے؟ اور حضرت عمر نے اس بات کو ناپسند فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْبَيْعَةِ

کتاب البیعۃ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ

۱۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، يَقُولُ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ"

۲۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ بَايَعْنَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ. فَقُلْنَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا. وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ" قَالَتْ فَقُلْنَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا. هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ. إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ. كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ. أَوْ مِثْلِ قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ"

بیعت کا بیان

عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب سننے اور ماننے کی بیعت کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے فرماتے: جو تمہاری بساط کے اندر ہو۔ ف

امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں چند عورتیں اسلام پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں وہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، چوری نہ کریں زنا نہ کریں، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں اپنے پاس سے گھڑ کر کسی پر بہتان نہ لگائیں اور اچھے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی تمہیں استطاعت اور طاقت ہو وہ عرض گزار ہوئیں کہ اللہ اور اس کا رسول ہم پر ہماری جانوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ یا رسول اللہ! آئیے ہم آپ سے بیعت کریں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔ میرا سو عورتوں سے کہہ دینا ایک عورت سے کہنے کی طرح ہے۔ ف

ف۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر پیروی کرنے کی بیعت کی اور مشائخ عظام سے بھی اسی مقصد کے لیے بیعت کی جاتی ہے کہ جو دین کا عالم و عامل اور سنتِ رسول کا پیکر ہو دوسرے اسلئے اسکے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں تاکہ وہ ماہر راہ پیما کی طرح اپنے مریدین کو صراطِ مستقیم پر چلائے اور نائب رسول بن کر قدم قدم پر ان کی رہنمائی کرے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. أَمَّا بَعْدُ. لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَلَامٌ عَلَيْكَ. فَإِنِّيْ أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ. وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهِ. فِيْمَا اسْتَطَعْتُ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے عبدالملک بن مروان کے لیے ان کی بیعت کرتے ہوئے لکھا۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کے بندے امیر المؤمنین عبدالملک بن مروان! آپ پر سلام ہو۔ میں حمد بیان کرتا ہوں اللہ کی، نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ۔ میں آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے طریقے اور اس کے رسول کے طریقے کے مطابق بساط بھر آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ ف

حاشیہ صفحہ گذشتہ

ف۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ انہیں زبانی کلامی بیعت فرما لیا کرتے تھے بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی غیر محرم عورت کو مس نہیں کیا۔ جو عورتیں اپنے پیر سے پردہ نہیں کرتیں بلکہ اس کے ہاتھ پیر دباتی ہیں تو ایسی بیعت قطعاً شرعی بیعت نہیں کیونکہ ایسے پیر حقیقت میں کاروباری اور دین کے ڈاکو ہیں وہ خود تو ڈوبے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ڈبونے میں کوشاں رہتے ہیں شرعی بیعت وہی ہے جو ایسے نائب رسول کے ہاتھ پر کی جائے جو عالم و عامل، سنت رسول کا پیکر اور صاحب نسبت ہو جو ایسا نہ ہو اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۔ قرونِ اولیٰ میں امیر یا سلطان کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی تھی۔ آجکل ووٹ ڈالے جاتے ہیں، جن کے ذریعے بالآخر سربراہ مملکت کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ بعض ممالک میں یوں بھی ہوتا ہے کہ فوج حکومت وقت سے باغی ہو کر ملک پر قابض ہو جاتی ہے اور موجودہ حکمرانوں کو معزول کر کے خود ملک کا نظم ونسق سنبھال لیتی ہے جیسا کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے اندر رہوا۔ حکمرانوں کی اطاعت عوام پر اسی حد تک لازم آتی ہے جبکہ وہ اللہ اور رسول کے قوانین کے مطابق حکم کریں۔ اگر وہ شریعت مطہرہ کے خلاف قوانین نافذ کریں تو شرعاً ان امور میں حاکم وقت کی اطاعت واجب نہیں ہے اور اس طرح جو منوایا اور مانا جائے گا وہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

كِتَابُ الْكَلَامِ

کتاب الکلام

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ

کیسی گفتگو مکروہ ہے

١ ۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا».

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اپنے بھائی سے کہے اے کافر! تو اس کے باعث ان میں سے ایک کافر ہو گیا۔

٢ ۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «إِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ: هَلَكَ النَّاسُ. فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی آدمی کو یہ کہتا ہوا سنو کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو سب سے زیادہ ہلاک وہی ہے۔

٣ ۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ. فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ».

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی زمانے کو برا نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔

٤ ۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَقِيَ خِنْزِيرًا بِالطَّرِيقِ. فَقَالَ لَهُ: انْفُذْ بِسَلَامٍ. فَقِيلَ لَهُ: تَقُولُ هٰذَا لِخِنْزِيرٍ؟ فَقَالَ عِيسَى: إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُعَوِّدَ لِسَانِي النُّطْقَ بِالسُّوءِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راستے میں خنزیر ملا تو اس سے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ چلا جا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ خنزیر سے ایسا فرماتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے بدزبانی کی عادت نہ پڑ جائے ف

ف ۔ زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے کیونکہ اکثر مصیبتوں کا سبب زبان ہی بنتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھے زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں (بخاری شریف) بولنے سے پہلے خوب سوچ لینا چاہیئے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے اسی لیے داناؤں کا قول ہے کہ پہلے تولو پھر بولو۔ حتی الامکان کم بولنے میں عافیت ہے اور بزرگوں نے کم گوئی کو دانائی کی علامت

بابٌ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ التَّحَفُّظِ فِي الْكَلَامِ

گفتگو سوچ سمجھ کر کی جائے

۵ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ. مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ. يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ. مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ. يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ"

حضرت بلال بن حارث مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی رضائے الٰہی کے لیے ایک بات کہتا ہے۔ اسے یہ گمان نہیں ہوتا اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور دوسرا آدمی اللہ کی ناراضگی کی بات کہتا ہے اور اسے یہ گمان نہیں ہوتا کہ اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

۶ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ. أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ.

ابو صالح سمان سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیشک آدمی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس میں مضائقہ نہیں سمجھتا لیکن وہ اسے جہنم میں لے جاتی ہے اور بیشک آدمی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کو اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بھیج دیتا ہے۔

بابٌ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ

ذکر الٰہی کو چھوڑ کر عبث قیل و قال مکروہ ہے

۷ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

حاشیہ صفحہ گذشتہ

قرار دیا ہے اور بسیار گوئی ہر ایک کے نزدیک معیوب ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:-

زباں اپنی حد میں ہے بے شک زباں
بڑھے ایک نقطہ تو یہ ہے زیاں!

دوسرے ایک شاعر نے کم گوئی کی یوں نصیحت کی ہے:-

کہے ایک جب سُن لے انسان دو
زباں حق نے اک دی ہے اور کان دو

ف - انسان کے منہ سے بعض اوقات ایسے چند الفاظ نکل جاتے ہیں جن کے نتیجے میں کسی کی دنیا آباد ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ایسے الفاظ صادر ہو جاتے ہیں جن کے باعث کسی کا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔ چند لفظوں کے ذریعے دوسرے کی زندگی کو آباد یا برباد کرنے والا اپنے لیے جنت یا جہنم میں ٹھکانا بنا لیتا ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ دوسروں کا بھلا کرنے اور آرام پہنچانے میں کوشاں رہے تاکہ اگلے جہان میں اس کا بھلا ہو اور پروردگار عالم اسے آرام پہنچائے ورنہ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ جو خدا کے بندوں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابْنِ عُمَرَ ' اَنَّهُ قَالَ ' قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا. فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا " اَوْ قَالَ " اِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ ".

جب کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطبہ دیا تو لوگ ان کے بیانات سے بہت خوش ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بیانوں میں جادو ہوتا ہے یا فرمایا کہ بعض بیانات جادو ہوتے ہیں۔

۸۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُولُ: لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَتَقْسُوا قُلُوبُكُمْ. فَاِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيدٌ مِنَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُونَ. وَلَا تَنْظُرُوا فِي ذُنُوبِ النَّاسِ كَاَنَّكُمْ اَرْبَابٌ وَانْظُرُوا فِي ذُنُوبِكُمْ كَاَنَّكُمْ عَبِيدٌ. فَاِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًى وَمُعَافًى. فَارْحَمُوا اَهْلَ الْبَلَاءِ وَاحْمَدُوا اللّٰهَ عَلَى الْعَافِيَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے۔ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بات نہ کیا کرو کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں۔ کیونکہ سخت دل اللہ سے دور ہوتے ہیں اور اس بات کا تمہیں علم نہیں اور لوگوں کے گناہوں کو مت دیکھا کرو جیسے تم خود ہی رب ہو بلکہ اپنے گناہوں کو دیکھا کرو۔ خود کو بندہ سمجھتے ہوئے بعض لوگ بیمار اور بعض تندرست ہوتے ہیں۔ بیماروں پر

ف۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ ارشادات گویا تصوف کا نصاب اور طریقت کی مکمل کتاب ہیں جن کے اندر دارین کی بھلائی اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ بظاہر یہ تین باتیں ہیں لیکن حقیقت میں کامیابی کے تین اصول ہیں۔

۱۔ بسیار گوئی سے اجتناب کیا جائے اور اپنا زیادہ وقت ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہیئے۔ خدا کے ذکر میں دلوں کا چین ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (۱۳ : ۲۸) جب ذکر الٰہی سے دلوں کو نور اور سرور ملتا ہے تو اس دولت سے کیوں محروم رہا جائے جبکہ بسیار گوئی اور زیادہ باتیں بنانے سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور جن کے دل سخت ہوں وہ خدا کے قرب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا کیوں نہ زیادہ تر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف کیا جائے اور جب انبیائے زمانہ سے مخاطب ہونا ضروری نظر آئے تو۔

ے جو بات کسی سے کہو اچھی ہو بھلی ہو کڑوی نہ ہو، کھٹی نہ ہو، مصری کی ڈلی ہو

۲۔ دوسرا اصول یہ بیان فرمایا کہ دوسروں کے عیب تلاش کرتے نہ پھرو کیونکہ تم رب نہیں ہو اور نہ رب کی طرف سے تم ان پر حاکم اور محاسب مقرر ہو بلکہ تم بندے ہو اور بندے کا کام یہی ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر نظر رکھے اور ہر وقت اس بات کا جائزہ لیتا رہے کہ مجھ سے کسی ایسے فعل کا صدور تو نہیں ہوا جس پر میرا خالق و مالک ناراض ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسی بات نظر آئے تو فوراً توبہ کرے اور ہر وقت اپنے احوال کی اصلاح میں کوشاں رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور مقولہ ہے:۔ حاسبوا قبل ان تحاسبوا۔ اپنا حساب کرتے رہا کرو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے:۔ ولتنظر نفس ماقدمت لغد (۵۹ : ۱۸) اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا۔ پس اپنی ہی خیر خواہی میں:۔

کام وہ کر لے تو پیارے جس کے باعث گور میں باغ رضواں سے کھلے کھڑکی ہوا کے واسطے

۳۔ لوگوں میں جہاں اکثر تندرست ہیں وہاں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں۔ جہاں صاحب استطاعت ہیں۔ وہاں نادار بھی ہیں۔ دریں حالات ہر آدمی کو چاہیئے کہ اپنے تندرست اور صاحب استطاعت ہونے پر خدا کا شکر ادا کرے۔ شکر ادا کرنے کے لیے صرف اتنا کہہ دینا کافی نہیں کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے بلکہ سب سے پہلے خدا کے احکام کی پابندی کرے اور اس کی نافرمانی سے باز آ جائے کہ اصل شکر ادا کرنا یہی ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو ذرا بھی شکر ادا نہ کیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا ہے:۔

۹ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُرْسِلُ إِلَى بَعْضِ أَهْلِهَا بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَتَقُولُ: أَلَا تُرِيحُونَ الْكُتَّابَ؟

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بعض گھر والوں کے لیے نماز عشاء کے بعد پیغام بھیج کر کہتیں۔ لکھنے والے فرشتوں کو آرام کیوں نہیں کرنے دیتے؟

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيبَةِ

غیبت کا بیان

۱۰ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيَّادٍ؛ أَنَّ الْمُطَّلِبَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ الْمَخْزُومِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا الْغِيبَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ أَنْ يَسْمَعَ" قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ وَإِنْ كَانَ حَقًّا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذَلِكَ الْبُهْتَانُ"

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب مخزومی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کا ایسا ذکر کیا جائے کہ وہ سن کر ناپسند کرے۔ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! خواہ وہ بات سچی ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جھوٹی بات کہو گے تو وہ بہتان ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُخَافُ مِنَ اللِّسَانِ

زبان کے گناہوں کا بیان

۱۱ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ" فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ لَا تُخْبِرْنَا؟ يَا رَسُولَ اللهِ. فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کی برائی سے بچا لیا وہ جنت میں چلا گیا۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ہمیں نہیں بتاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو

حاشیہ صفحہ گزشتہ

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔ (۱۴: ۷) اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

دوسرے جب کسی بیمار یا مصیبت زدہ کو دیکھے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ایسا کہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری اور مصیبت سے دور رکھے گا۔

تیسرے بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کے کام آنے میں کوشاں رہے اور بے بسی میں حتی الامکان ان کا سہارا بنے کیونکہ لایرحم اللہ من لایرحم الناس جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا۔ لہٰذا جو چاہتا ہے کہ قبر اور حشر کی بے کسی اور بے بسی میں اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے میرا بیڑہ پار کرے تو اسے چاہیئے کہ آج اس کے بے کس اور بے کس بندوں کی مدد کرتا رہے اور ان ڈوبتے ہوئے لوگوں کے بیڑے پار لگانے میں کوشاں رہے۔

ے جس کو غم جہاں میں بھی یاد رہے غم بیکساں میری طرف سے ہم نشیں جا کر اسے سلام دے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَيْضًا. فَقَالَ الرَّجُلُ: لَا تُخْبِرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ. ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَيْضًا. ثُمَّ ذَهَبَ الرَّجُلُ يَقُولُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْاُولٰى فَاَسْكَتَهُ رَجُلٌ اِلٰى جَنْبِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ. مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ. مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ. مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ"۔

گئے۔ پھر دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے کی طرح فرمایا۔ اس آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ ہمیں نہیں بتاتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر سہ بارہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے کی طرح فرمایا۔ اس آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ ہمیں نہیں بتاتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چوتھی بار حسب سابق فرمایا۔ پھر وہی آدمی پہلے کی طرح کہتا جاتا تھا کہ ساتھ والے نے خاموش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کی برائی سے بچا لیا وہ جنت میں چلا گیا جو دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے جو دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے جو دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے۔ ف

۱۲۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِيهِ؛ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلٰى اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهُ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَهْ. غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ. فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ: اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ۔

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس گئے تو وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے ٹھہریے بس حضرت ابوبکر نے کہا کہ اسی نے مجھے تباہی کے دہانے پر پہنچایا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مُنَاجَاةِ اثْنَيْنِ دُونَ وَاحِدٍ

دو میں سے ایک کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا

۱۳۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ ابْنِ عُقْبَةَ

عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں اور حضرت عبد اللہ بن عمر دونوں خالد بن عقبہ کے گھر کے پاس تھے جو بازار میں تھا ایک آدمی

ف۔ تمام بھلائیوں اور برائیوں کا سرچشمہ دل ہے اکثر بھلائیاں اور برائیاں زبان اور شرمگاہ کے راستے منظر عام پر آتی ہیں جس نے ان دونوں کو بے لگام چھوڑا وہ تباہ و برباد ہو گیا اور جس نے ان دونوں کو شریعتِ مطہرہ کے تابع کر دیا وہ جنتی ہو گیا اور دنیائے فانی کے بہت سے مصائب سے بھی اس نے یقیناً اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا بننا اور بگڑنا بڑی حد تک ان دونوں کے بننے اور بگڑنے کے تابع ہے۔ جہاں ان دونوں کے قابو میں رکھنے سے یہ دنیا جنت نظیر بن جاتی ہے وہاں ان دونوں کا مطلق العنان ہونا اس عالم آب و گل کو جہنم کدہ بھی بنا دیتا ہے۔ پورے معاشرے کو تباہ و برباد کر کے اس کے امن و سکون اور اخلاق و انسانیت کا جنازہ نکال دیتا ہے۔ حقیقت میں مرد دانا وہی ہے جس نے ان دونوں کو سنبھال کر رکھا کہ انفرادی زندگی کو تباہ ہونے سے بچا لیا اور حقیقت میں ملک و ملت کی خیر خواہ وہی حکومت ہوتی ہے جو ملک گیر سطح پر ان دونوں چیزوں کے سنبھالنے کا اہتمام کر دکھائے۔ جس حکومت نے ایسا نہ کیا تو حقیقت میں اس نے ملک و ملت کی خیر خواہی میں کچھ بھی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کے سربراہوں کو ملک و ملت کی خیر خواہی کے جذبے سے نوازے تاکہ پھر ملت اسلامیہ اپنی عظمتِ رفتہ کو حاصل کر سکے اور ان عادتوں سے پیچھا چھڑا سکے جن کے باعث وہ دیگر اقوام عالم کی نگاہوں میں سامان تضحیک اور لائق تحقیر ہو کر رہ گئی ہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

الَّتِي بِالسُّوقِ. فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ، وَلَيْسَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي، وَغَيْرُ الرَّجُلِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ. فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً. فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الَّذِي دَعَاهُ: اسْتَأْخِرَا شَيْئًا. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ"

١٤- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ".

آیا جو ان سے سرگوشی کرنا چاہتا تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر کے ساتھ میرے سوا کوئی اور نہ تھا اور تیسرا آدمی ان سے سرگوشی کرنے کا متمنی تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک اور آدمی بلایا کہ ہم چار ہو گئے پھر مجھ سے اور جو بلایا تھا اس سے فرمایا کہ ذرا پرے ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دو میں سے ایک کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کی جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو سرگوشی نہ کریں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ

١٥- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكْذِبُ امْرَأَتِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا خَيْرَ فِي الْكَذِبِ". فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَعِدُهَا وَأَقُولُ لَهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ".

١٦- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ. وَالْبِرُّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ. وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ. فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ. وَالْفُجُورُ يَهْدِي إِلَى النَّارِ. أَلَا تَرَى أَنَّهُ يُقَالُ: صَدَقَ وَبَرَّ. وَكَذَبَ وَفَجَرَ.

١٧- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ قِيلَ لِلُقْمَانَ: مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرَى؟ يُرِيدُونَ الْفَضْلَ. فَقَالَ لُقْمَانُ: صِدْقُ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ، وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِينِي.

١٨- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ: لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَتُنْكَتُ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، حَتَّى يَسْوَدَّ قَلْبُهُ كُلُّهُ فَيُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْكَاذِبِينَ.

سچ اور جھوٹ کے متعلق روایات

صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی بیوی سے جھوٹ بول سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ میں بھلائی نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اس سے وعدہ کروں اور کچھ کہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں تمہارے اوپر گناہ نہیں ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ تمہارے لیے سچ بولنا ضروری ہے کیونکہ سچ بھلائی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور بھلائی جنت کی طرف ہدایت کرتی ہے اور تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہیے کیونکہ جھوٹ برے کاموں کی طرف لے جاتا ہے اور برے کام دوزخ میں لے جاتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کہا جاتا ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت لقمان سے کہا گیا کہ آپ کو یہ اونچا مقام کیسے حاصل ہوا؟ حضرت لقمان نے فرمایا کہ سچی بات کرنے امانت ادا کرنے اور فضول باتوں کو چھوڑنے سے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے کہ پہلے اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ سارا قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور اللہ کے نزدیک وہ جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

۱۹۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا؟ فَقَالَ "نَعَمْ"، قِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا؟ فَقَالَ "نَعَمْ" فَقِيلَ لَهُ: أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟ فَقَالَ "لَا"

صفوان بن سلیم کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہا گیا کہ کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا، ہاں۔ کہا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا نہیں ف

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِضَاعَةِ الْمَالِ وَذِي الْوَجْهَيْنِ

اسراف اور دوغلے پن کا بیان

۲۰۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا. وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا يَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا. وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا. وَأَنْ تَنَاصَحُوا مَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ. وَيَسْخَطُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ. وَإِضَاعَةَ الْمَالِ. وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تین باتوں سے راضی اور تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ جن باتوں سے راضی ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں[۱] اللہ کی رسی کو مل جل کر تھام لیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے[۲] کاموں کو جس کے سپرد کرے اس کے خیر خواہ رہیں۔ ناراضگی کی باتیں یہ ہیں۔ بیکار گفتگو مال[۲] ضائع کرنا اور مانگنے کی عادت۔

۲۱۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ. الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ برے آدمیوں میں سے دوغلا آدمی ہے جو ایک کے پاس جائے تو اس کی سی کہے اور دوسرے کے پاس جائے تو اس کی سی کہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْعَامَّةِ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ

بعض افراد کے گناہوں کی وجہ سے سب پر عذاب

۲۲۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ: أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ

ف۔ جھوٹ ایک ایسی اخلاقی بیماری ہے جو بزدلی اور کنجوسی سے بھی مضرت میں بدرجہا آگے ہے۔ یہ ایک ایسا عیب ہے جو مسلمان کہلانے والے کے ہرگز شایانِ شان نہیں کیونکہ جھوٹ کافروں کا شیوہ اور منافقوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ بھلا ایسا عیب مسلمانوں کو کہاں زیب دے سکتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (۳: ۶۱) پس جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے یعنی وہ رحمتِ الٰہیہ سے اپنے آپ کو محروم کر لیتے ہیں۔ مسلمان بھلا کب پسند کرے گا کہ وہ اپنے ہاتھوں خدا کی لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لے اور وہ اپنی ذات کو خدا کی رحمت سے محروم کر لے۔ لہٰذا جھوٹ بولنا ایک بندۂ مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ".

۲۳- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ، كَانَ يُقَالُ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ. وَلَكِنْ إِذَا عُمِلَ الْمُنْكَرُ جِهَارًا اسْتَحَقُّوا الْعُقُوبَةَ كُلُّهُمْ.

باب مَا جَاءَ فِي التُّقَى

۲۴- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ؛ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ حَائِطًا فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ، وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ جِدَارٌ، وَهُوَ فِي جَوْفِ الْحَائِطِ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ! بَخٍ بَخٍ. وَاللهِ لَتَتَّقِيَنَّ اللهَ أَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ.

۲۵- قَالَ مَالِكٌ: وَبَلَغَنِي أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَقُولُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَمَا يَعْجَبُونَ بِالْقَوْلِ.

قَالَ مَالِكٌ: يُرِيدُ، بِذَلِكَ الْعَمَلَ. إِنَّمَا يُنْظَرُ إِلَى عَمَلِهِ وَلَا يُنْظَرُ إِلَى قَوْلِهِ.

باب الْقَوْلِ إِذَا سَمِعْتَ الرَّعْدَ

۲۶- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ. ثُمَّ يَقُولُ: إِنَّ هَذَا لَوَعِيدٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ شَدِيدٌ.

باب مَا جَاءَ فِي تَرِكَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۷- حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ؛ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ

عنہا عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک افراد بھی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جبکہ گناہوں کی کثرت ہو جائے۔

اسماعیل بن حکیم نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا لیکن جب بُرے کام ڈنکے کی چوٹ کیے جائیں تو سب عذاب کے مستحق شمار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا بیان

حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر کے ساتھ باہر نکلا یہاں تک کہ وہ ایک باغ میں داخل ہوئے تو میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا جبکہ میرے اور ان کے درمیان دیوار تھی اور وہ باغ کے وسط میں تھے۔ اے خطاب کے بیٹے عمر، امیر المومنین! چھی، چھی۔ خدا کی قسم اللہ سے ڈرنا چاہیے ورنہ وہ ضرور تجھے عذاب دے گا۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد فرمایا کرتے میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ باتوں پر فریفتہ نہیں ہوا کرتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس سے عمل مراد ہے کہ وہ عمل کو دیکھتے اور بات کو نہیں دیکھتے تھے۔

بادل گرجتے وقت کیا کہنا چاہیے

عامر بن عبد اللہ بن زبیر جب گرج کی آواز سنتے تو بات کرنا ترک کر دیتے اور کہتے: پاک ہے وہ ذات کہ پاکی بیان کرتا ہے رعد جس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے جس کے ڈر سے (پھر) فرماتے کہ یہ زمین والوں کے لیے سخت وعید ہے۔

حضور کے ترکہ کا بیان

عروہ بن زبیر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَرَدْنَ اَنْ يَّبْعَثْنَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ. فَيَسْاَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ: اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نُوْرَثُ. مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ"۔

وقت آپ کی ازواج مطہرات نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت ابوبکر صدیق کے پاس بھیجیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے اپنے حصے کا سوال کریں تو ان سے حضرت عائشہ نے کہا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

۲۸ - وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ؛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دَنَانِيْرَ. مَا تَرَكْتُ، بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِيْ، فَهُوَ صَدَقَةٌ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ترکہ میں دینار تقسیم نہیں ہوں گے بلکہ جو میں چھوڑوں وہ میری بیویوں کے خرچ اور میرے عامل کی مزدوری کے بعد صدقہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ جَهَنَّمَ

کتاب جہنم

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ جَهَنَّمَ

۱۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "نَارُ بَنِي آدَمَ، الَّتِي تُوقِدُونَ، جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ"، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ "إِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا"۔

۲۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّهُ قَالَ أَتُرَوْنَهَا حَمْرَاءَ كَنَارِكُمْ هٰذِهِ؟ لَهِيَ أَسْوَدُ مِنَ الْقَارِ. وَالْقَارُ الزِّفْتُ۔

جہنم کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لوگوں کی آگ جس کو وہ جلاتے ہیں یہ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اس کی تپش بھی کافی ہے فرمایا کہ وہ اس سے انہتر ۶۹ حصے زیادہ گرم ہے۔

ابوسہیل بن مالک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا اپنی آگ کی طرح تم اسے سرخ سمجھتے ہو؟ وہ قار سے زیادہ سیاہ ہے اور قار تارکول کو کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الصَّدَقَةِ

کتاب الصدقہ

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الصَّدَقَةِ

١ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ. وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا طَيِّبًا، كَانَ إِنَّمَا يَضَعُهَا فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ. يُرَبِّيْهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيْلَهُ. حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ.

٢ - حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ. وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ. وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ. وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ - لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ - قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ - لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ. وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ. أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ. فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ. قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بَخٍ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ. ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ. وَقَدْ

صدقے کی فضیلت

ابو الحباب سعید بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو حلال روزی سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا مگر پاک چیز اور اللہ تعالیٰ اس صدقے کو اپنے دست قدرت پر رکھ کر اس طرح پالتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ باغات والے تھے اور انہیں اپنے باغوں میں بیرحاء سب سے زیادہ پسند تھا جو مسجد کے سامنے تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما ہونے اور اس کا شیریں پانی نوش فرمایا کرتے تھے حضرت انس نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "تم بھلائی کو نہیں پاسکتے جب تک اپنی پیاری چیز راہ خدا میں خرچ نہ کرو" تو حضرت ابو طلحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس وقت تک بھلائی کو نہیں پاؤ گے جب تک اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور مجھے اپنے باغات میں بیرحاء سب سے پیارا ہے لہٰذا یہ اللہ کے لیے صدقہ ہے میں اس کے ذریعے بھلائی اور اللہ کے پاس ذخیرے کی امید رکھتا ہوں پس یا رسول اللہ! اسے خرچ فرمائیے جیسے حضور کی مرضی ہو۔ رسول اللہ

سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهِ . وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ" فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ.

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، شاباش! یہ سودا تو بڑا نفع بخش ہے یہ مال تو بہت مفید ہے میں نے تمہاری بات سن لی تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دے دو حضرت ابوطلحہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ بسر و چشم۔ پس حضرت ابوطلحہ نے اسے اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا ف

۳۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَعْطُوا السَّائِلَ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ"

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ سائل کو کچھ دو خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

۴۔ وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُعَاذٍ الْأَشْهَلِيِّ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ؛ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ. لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تُهْدِيَ لِجَارَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا"

عمرو بن معاذ اشہلی انصاری نے اپنی دادی جان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ایمان والی عورتو! تم میں سے کوئی اپنی ہمسائی کو ذلیل نہ کرے خواہ اس نے بکری کا جلا ہوا کھر ہی ہدیہ کیوں نہ بھیجا ہو۔

۵۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ مِسْكِينًا سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ. وَلَيْسَ فِي بَيْتِهَا إِلَّا رَغِيفٌ. فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک سائل آیا اور وہ روزہ دار تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے اپنی لونڈی سے فرمایا کہ یہ

ف ۔ انصار میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک متمول شخص تھے اور بیرحاء ان کا سب سے قیمتی اور نفع بخش باغ تھا جو انہیں بہت ہی عزیز تھا۔ جب قرآن کریم کی آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (۳: ۹۲) نازل ہوئی کہ تم اس وقت تک بھلائی کو نہ پاسکو گے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں سے خرچ نہ کرو گے۔ حضرت ابوطلحہ کے دل پر اس آیت کریمہ نے ایسا اثر کیا کہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنا بیرحاء باغ راہ خدا میں دے دیا تاکہ بھلائی کے مستحق ہو جائیں۔ جنہیں خیر و برکت اور اپنی بہتری منظور تھی وہ اس کو حاصل کرنے کی خاطر دنیا کی اپنی عزیز سے عزیز چیز بھی قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے اور آج جبکہ ہم اپنی اصلی اور دائمی زندگی کی بہتری کو فراموش کر بیٹھے تو اپنے چند روزہ آرام و راحت کی خاطر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے گلے پر چھری پھیرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ وہ آخرت پر ایمان رکھنے کا تقاضا تھا اور یہ آخرت کو بھلانے کا نتیجہ ہے۔ چند روزہ زندگی کے آرام و راحت کی خاطر جو ہم نے دونوں ہاتھوں سے لوٹ کھسوٹ کو اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا ہوا ہے اور دولت جمع کر لینے کو اپنی کامیابی سمجھا ہوا ہے، حقیقت میں یہ ہماری زبردست بھول ہے کیونکہ اس طرح جو ہم کما کھا رہے ہیں وہ تو شوگر کوٹڈ زہر ہے آج ہمارے سامنے اس کی ظاہری مٹھاس ہے اور کل جب زہر اپنا اثر دکھائے گا تو کفِ افسوس ملنا پڑے گا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں اپنی ابدی و دائمی زندگی کو برباد کیا اور چند روزہ آرام کے بدلے ہمیشہ کا عذاب خریدا۔ اس وقت کفِ افسوس ملنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ موقع تو آج ہے کہ اپنی روش پر نظر ثانی کی جائے، اپنے زاویۂ نظر کو درست کیا جائے اور دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر اپنی عاقبت کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔

آج جو کرنا ہے کر لو ورنہ کل روزِ قیام ۔ سامنے حق کے تمہیں ہو گی خجالت لاکلام

لَهَا: أَعْطِيهِ إِيَّاهُ. فَقَالَتْ: لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِينَ عَلَيْهِ. فَقَالَتْ أَعْطِيهِ إِيَّاهُ. قَالَتْ فَفَعَلْتُ. قَالَتْ، فَلَمَّا أَمْسَيْنَا أَهْدَى لَنَا أَهْلُ بَيْتٍ، أَوْ إِنْسَانٌ، مَا كَانَ يُهْدِي لَنَا، شَاةً وَكَفَنَهَا. فَدَعَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ كُلِي مِنْ هَذَا. هَذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ.

٦ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ مِسْكِينًا اسْتَطْعَمَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ وَبَيْنَ يَدَيْهَا عِنَبٌ. فَقَالَتْ لِإِنْسَانٍ. خُذْ حَبَّةً فَأَعْطِهِ إِيَّاهَا. فَجَعَلَ يَنْظُرُ. فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَعْجَبُ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَتَعْجَبُ؟ كَمْ تَرَى فِي هَذِهِ الْحَبَّةِ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ؟

بَابُ ٢ مَا جَاءَ فِي التَّعَفُّفِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ

٧ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ. ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ. حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ. ثُمَّ قَالَ "مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ. وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ. وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ. وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ. وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ"

٨ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ "الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى. وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ. وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ"

اسے دے دو۔ دوسری عرض گزار ہوئی کہ آپ کی افطاری کے لیے [illegible] نہیں ہے۔ فرمایا کہ یہ اسے دے دو۔ لونڈی کا بیان ہے کہ میں [illegible] ایسا ہی کیا جب شام ہوئی تو ایک گھر سے ہمارے لیے بکری کا [illegible] پکا ہوا گوشت سے حصہ آیا پس ام المومنین حضرت عائشہ [illegible] بلا کر فرمایا کہ اس میں سے کھالو یہ تمہاری روٹی سے بہتر ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک مسکین نے حضرت عائشہ [illegible] صدیقہ سے کھانا مانگا اور ان کے سامنے انگور رکھے ہوئے تھے [illegible] آپ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ ایک دانہ لے کر اسے دے دو وہ تعجب [illegible] سے ان کی طرف دیکھنے لگا حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تم تعجب کرتے [illegible] ہو حالانکہ اس دانے میں تو کتنے ہی مثقال ذرّہ ہوں گے۔

سوال سے بچنے کا بیان

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت [illegible] ہے کہ بعض انصار نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے عطا فرما دیا۔ دوبارہ سوال کیا تو آپ نے عطا [illegible] فرما دیا یہاں تک کہ جو آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس [illegible] جو مال ہوتا ہے میں اسے تم سے بچا کر ذخیرہ نہیں کرتا اور جو سوال [illegible] بچے اللہ اسے بچائے گا اور جو تونگری ظاہر کرے اللہ اسے غنی [illegible] گا اور جو صبر کرے تو اللہ اسے صبر کی توفیق دے گا اور تم میں سے کسی کو [illegible] نہ دیا وہ صبر سے بہتر اور زیادہ وسعت والا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر [illegible] اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے وا[illegible] ہاتھ سے بہتر ہے کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے [illegible] ہاتھ مانگنے والا۔ ف

ف۔ اوپر والا سخی کا اور نیچے والا بھکاری کا ہاتھ ہے۔ حالات اور کردار کا انقلاب دیکھیے کہ آج لکھ پتی اور کروڑ پتی حضر[illegible] بھی بھکاریوں میں شامل ہیں۔ اختیارات کے بل بوتے پر دوسروں کی مجبوری کا مذاق اڑاتے ہوئے چند سکوں کی خاطر اپنے [illegible] بھائیوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں کوئی عار محسوس نہیں کرتے رشوت کی وہ گرم بازاری ہے کہ صاحب استطاعت [illegible]

۹ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَطَاءٍ. فَرَدَّهُ عُمَرُ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِمَ رَدَدْتَهُ؟" فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ خَيْرًا لِأَحَدِنَا أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا ذَلِكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ. فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ يَرْزُقُكَهُ اللَّهُ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا أَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَأْتِينِي شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ إِلَّا أَخَذْتُهُ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے لیے عطیہ بھیجا حضرت عمر نے اسے واپس کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسے واپس کیوں کیا؟ عرض گزار ہوئے کہ رسول اللہ! کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ ہماری بھلائی اس میں ہے کہ دوسرے سے کچھ نہ لیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بات کا تعلق مانگنے سے ہے اور جو بغیر مانگے ملے تو وہ ایسی روزی ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور جو بغیر مانگے ملے اسے لے لوں گا۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

با اختیار حضرات کی اکثریت بھکاری ہے۔ عوام رہے کہ ایک بار خود حکمرانوں کو یہی بیماری ہے۔ کھلے کافروں، اسلام و مسلمین کے بدخواہوں اور اللہ و رسول کے دشمنوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے، ان سے قرضے مانگنے اور انہیں اپنا حاجت روا و مشکل کشا بنانے میں قطعاً کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی۔ تو غیرت کا یوں جنازہ نکال دینا تاریخ اسلام کا بہت بڑا المیہ ہے جس پر ہمارے سربراہوں اور اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ خدا نے تو مسلمانوں کو بھکاری کے ہاتھ نہیں دیئے بلکہ ہمیں اس حرکت بد سے منع فرمایا ہے، پھر ہم نے بھکاری بننا کیوں پسند کیا؟ بھکاری بھی بنے تو دشمنانِ خدا کے در پر۔ یہ مجبوری کیوں لاحق ہوئی اس کا کھوج لگانا ہوگا اور مسلمانوں کو اس قعرِ مذلت سے نکالنے کے لیے مل بیٹھ کر سوچنا اور کام کرنا ہوگا۔ ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

ف ۔ کسی سے دس بیس روپے یا کم و بیش مانگے اس نے دیئے اور یا اس نے لیے۔ دوسری صورت یہ کہ بغیر مانگے کسی نے دیئے اور اس نے لے لیے۔ یہ دونوں صورتوں میں واضح فرق ہے کہ پہلی صورت میں لینے والے نے سوال کیا اور دوسری صورت میں سوال نہیں کیا تھا۔ پہلی صورت میں مال لینے کی ممانعت ہے اور دوسری صورت میں اجازت۔ پہلی صورت میں لیا ہوا مال بھیک ہے اور دوسری صورت میں ملنے والا نذرانہ ہے مال وہی ہے لیکن سوال کرنے کے باعث اس کا حکم بدل سکتا ہے۔

دینی کاموں پر خدمت وصول کرنے کو متقدمین ناجائز قرار دیا تھا لیکن جب خدمت دین کے جذبات میں پہلے جیسی حرارت نہ رہی تو متاخرین نے جواز کا فتویٰ دے دیا۔ مساجد میں مؤذن، خادم، امام، خطیب اور مدرس وغیرہ رکھے جاتے تھے۔ لوگ چندہ جمع کر کے ان کی خدمت کرتے ہیں۔ یہاں خدمت اور تنخواہ کا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ خدمت وہ ہوتی ہے جس میں مخدوم کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ خدمت کرنے والے اپنی مرضی سے جو چاہیں پیش کر دیتے ہیں۔ جس خدمت میں لینے والے کی تجویز اور مرضی بھی شامل ہو یا مخدوم کی جانب سے جس کا مطالبہ ہو اسے خدمت کہنا خوش فہمی ہے۔ وہ خدمت نہیں بلکہ تنخواہ اور معاوضہ ہے اور لینے والے کو دیکھنا چاہیئے کہ اس کی خدمت کی جا رہی ہے یا وہ تنخواہ وصول کر رہا ہے کیونکہ ایسے کاموں پر خدمت کا درجہ کچھ اور ہے اور تنخواہ کا معاملہ کچھ اور ہے ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

١٠۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ، فَيَسْأَلَهُ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ».

١١۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ؛ أَنَّهُ قَالَ: نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ. فَقَالَ لِي أَهْلِي: اذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْأَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ. وَجَعَلُوا يَذْكُرُونَ مِنْ حَاجَتِهِمْ. فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ. وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ» فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ. وَهُوَ يَقُولُ: لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ. مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عَدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا» قَالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ لَلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا.

قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ. فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِشَعِيرٍ وَزَبِيبٍ. فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتَّى أَغْنَانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ.

١٢۔ وَعَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ. وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا. وَمَا تَوَاضَعَ عَبْدٌ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ.

قَالَ مَالِكٌ: لَا أَدْرِي أَيُرْفَعُ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنِ النَّبِيِّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی رسی سے باندھ کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس آدمی کے پاس جائے جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور اس سے سوال کرے کہ چاہے وہ دے یا نہ دے۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بنی اسد کے ایک آدمی نے کہا کہ میں اور میری بیوی ہم بقیع غرقد میں اترے۔ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جائیے اور ان سے ہمارے کھانے کے لیے کچھ مانگ کر لائیے اور اپنی حاجتیں بیان کرنا پس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک آدمی آپ سے سوال کر رہا ہے اور آپ اس سے فرما رہے ہیں "میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ تمہیں دوں" وہ شخص ناراض ہو کر واپس چل دیا اور وہ کہہ رہا تھا کہ میری عمر کی قسم، آپ جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مجھ پر ناراض ہو رہا ہے کیونکہ اس دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں جو تم میں سے سوال کرے اور اس کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر مالیت کی چیز ہو تو اس نے لپٹ کر مانگا۔ اسد نے کہا کہ اوقیہ سے ایک اونٹ بہتر ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

اسدی کا بیان ہے کہ میں واپس لوٹ آیا اور سوال نہ کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جو اور کشمش آئیں تو آپ نے ہمیں بھی حصہ عطا فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی فرما دیا۔

علاء بن عبد الرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ خیرات سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کر دینے سے آدمی کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور جو آدمی تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سربلند کر دیتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم یہ حدیث حضور

ف: جنگل سے لکڑیاں اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لانا اور انہیں بیچ کر گزر اوقات کرنا دروں کی گدائی کرنے اور امیروں کے آگے دست سوال دراز کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ مزدوری کر کے کھا لینے میں کوئی بے عزتی نہیں لیکن گداگری کرنا سراسر رسوائی ہے۔ گداگروں کا وجود ملک و ملت کے چہرے کا بدنما داغ ہوتا ہے جس کو مٹانا ہر حکومت کا قومی و اخلاقی فریضہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ لَا .

تک مرفوع ہے یا نہیں۔

باب ۳ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّدَقَةِ

۱۳ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ . إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ .

۱۴ - حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَلَى الصَّدَقَةِ . فَلَمَّا قَدِمَ سَأَلَهُ إِبِلًا مِنَ الصَّدَقَةِ . فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ . وَكَانَ مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ أَنْ تَحْمَرَّ عَيْنَاهُ . ثُمَّ قَالَ " إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْأَلُنِي مَا لَا يَصْلُحُ لِي وَلَا لَهُ . فَإِنْ مَنَعْتُهُ كَرِهْتُ الْمَنْعَ . وَإِنْ أَعْطَيْتُهُ أَعْطَيْتُهُ مَا لَا يَصْلُحُ لِي وَلَا لَهُ " فَقَالَ الرَّجُلُ : يَا رَسُولَ اللهِ لَا أَسْأَلُكَ مِنْهَا شَيْئًا أَبَدًا .

۱۵ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ ؛ أَنَّهُ قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْأَرْقَمِ : ادْلُلْنِي عَلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمَطَايَا أَسْتَحْمِلُ عَلَيْهِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ . فَقُلْتُ : نَعَمْ جَمَلًا مِنَ الصَّدَقَةِ . فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْأَرْقَمِ : أَتُحِبُّ أَنَّ رَجُلًا بَادِنًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ غَسَلَ لَكَ مَا تَحْتَ إِزَارِهِ وَرُفْغَيْهِ ثُمَّ أَعْطَاكَهُ فَشَرِبْتَهُ ؟ قَالَ : فَغَضِبْتُ وَقُلْتُ : يَغْفِرُ اللهُ لَكَ . أَتَقُولُ لِي مِثْلَ هٰذَا ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْأَرْقَمِ : إِنَّمَا الصَّدَقَةُ أَوْسَاخُ النَّاسِ . يَغْسِلُونَهَا عَنْهُمْ .

صدقہ و خیرات میں جو بات مکروہ ہے

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آلِ محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے۔

عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی عبد الاشہل کے ایک آدمی کو صدقے کا عامل مقرر کیا جب وہ واپس آیا تو صدقہ سے اس نے ایک اونٹ مانگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہوئے یہاں تک کہ ناراضگی کے اثرات چہرۂ انور سے پہچانے جاتے تھے اور غصے کے وقت یہ آپ کی پہچان تھی کہ چشمانِ مبارک سرخ ہو جاتی تھیں۔ پھر فرمایا کہ ایک آدمی مجھ سے مال مانگتا ہے جو نہ میرے لیے مناسب اور نہ اس کے لیے پس وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! اب میں کبھی آپ سے کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا۔

زید بن اسلم نے عبداللہ بن ارقم سے کہا کہ مجھے سواری کا ایک اونٹ بتائیے تاکہ میں امیر المومنین سے سواری کے لیے مانگ لوں میں نے کہا ہاں۔ صدقے کا اونٹ۔ پس عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ ایک موٹا آدمی گرمی کے دنوں میں اپنے تہمد کے نیچے کی جگہ اور اپنے چڈے دھو کر تمہیں دے تو کیا تم وہ پانی پی لو گے؟ میں ناراض ہوا اور کہا کہ اللہ تمہیں معاف فرمائے، مجھ سے کتنی نامناسب بات کہہ رہے ہو؟ عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ صدقہ لوگوں کا میل ہے جس سے وہ اپنے آپ کو دھوتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الْعِلْمِ

کتاب العلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ

۱۔ حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ لُقْمَانَ الْحَكِيمَ أَوْصَى ابْنَهُ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ جَالِسِ الْعُلَمَاءَ وَزَاحِمْهُمْ بِرُكْبَتَيْكَ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْقُلُوبَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ، كَمَا يُحْيِي اللّٰهُ الْأَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ السَّمَاءِ۔

علم حاصل کرنے کی فضیلت

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے بیٹے! علماء کی خدمت میں بیٹھا کرنا اور ان سے اپنے گھٹنے ملا دیا کیونکہ حکمت کے نور سے اللہ تعالیٰ دلوں کو زندہ فرماتا ہے جیسے مردہ زمین کو آسمان کی بارش سے زندہ کرتا ہے ف

ف۔ علمائے دین کی صحبت اختیار کرنا اور ان کے ارشادات سننا ہر مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ پروردگار عالم نے اپنے کلام معجز نظام میں علمائے کرام کے بارے میں یوں شہادت دی ہے:۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (۳۵ : ۲۸)

علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے والوں کے دل زندہ اور نور حکمت سے معمور ہو جاتے ہیں۔ دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا شعور آتا ہے۔ ایمان تازہ ہوتا اور دماغ جلا پاتا ہے۔ اسی لیے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو علماء کی صحبت اختیار کرنے اور ان کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی وصیت فرمائی۔ یاد رہے کہ دین فہمی کے لحاظ سے تمام علمائے دین بظاہر ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن اپنے اپنے اعمال اور زاویۂ نظر کے باعث ان حضرات کی دو مشہور قسمیں ہیں۔ ایک وہ جنہیں علمائے حق کہتے ہیں اور دوسرے وہ جو حقیقت میں علمائے سوء ہوتے ہیں:۔

علمائے حق وہ حضرات جن کی ساری بھاگ دوڑ کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اپنی اور دوسرے انسانوں کی عاقبت سنواری جائے وہ اسی مقصد کے لیے وقف ہو کر رہ جاتے اور حالات خواہ گرم ہوں یا نرم، نسیم سحر کے جھونکے مشام جاں کو معطر کر رہے ہوں یا باد سموم کے جھکڑ چلیں، راستے میں فرشی سلام کرنے والوں کا ہجوم ہو یا قلعہ گوالیار کی قید و بند، غرضیکہ حالات مساعد ہوں یا نامساعد انہیں اپنے کام سے کام ہوتا ہے۔ عقیدت مندوں کا جمگھٹا یا بادِ مخالفت کی تندی انہیں اپنے فرض سے غافل نہیں کرتی نہ وہ اس پر نازاں نہ اس سے ترساں بلکہ حصول مقصد کی جانب ہر وقت رواں دواں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنا فرض پورا کر کے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

جاتے ہیں۔

دوسرے حضرات یعنی علمائے سوء وہ ہیں جو علم میں بظاہر علمائے حق سے کم نہیں ہوتے لیکن ان مہربانوں کا مقصد دولت کمانا اور دنیاوی زندگی سجانا ہوتا ہے۔ کبھی سرکار و دربار تک رسائی کے لیے کوشاں ہیں تو کبھی امیروں وزیروں سے شناسائی کے خواہاں۔ کوئی ملت اسلامیہ سے علیحدہ ہی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ضرار بنا رہا ہے اور کوئی اپنے تازہ فرقے کی بنیادیں اٹھا رہا ہے کسی نے مسلمانوں کے خرمن اتحاد میں اختلاف کی چنگاری ڈال دی ہے اور کوئی اسے پھونکیں مار کر سلگا رہا ہے۔ ایسے حضرات کی ساری تگ و دو طلب زر کے لیے ہوتی ہے تاکہ یہ چند روزہ زندگی آرام و راحت سے گزر جائے۔ علماء کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) جیسے دانائے راز اور صاحب نظر نے یوں فرمایا ہے۔

"جس طرح لوگوں کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے اسی طرح ان کی بربادی کا سبب بھی یہی علماء ہیں علماء ہی بہترین مخلوق اور علماء ہی بدترین مخلوق ہیں۔ لوگوں کا ہدایت یا گمراہی کی طرف گامزن ہونا بھی علماء ہی کے وجود سے وابستہ ہے۔ کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو اضلال و تضلیل کے کام سے فارغ ہو کر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فراغت کی وجہ پوچھی ابلیس نے جواب دیا کہ میری جگہ اس وقت کے علماء کام کر رہے ہیں جو گمراہ کرنے کے لیے خود ہی کافی ہیں" (مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۵۳)۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حاجی محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے علمائے سوء کی حقیقت و مضرت کو خوب تفصیل سے بیان فرمایا۔ انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیئے کہ اس سرمایہ ملت کے نگہبان اور حقیقت نفس الامری کے راز داں نے کیا فرمایا ہے:۔

"علماء سوء پارس کے پتھر کی طرح ہیں جو لوہے اور تانبے کے ساتھ لگنے سے انہیں تو سونا بنا دیتا ہے لیکن خود پتھر ہی رہتا ہے۔ اسی طرح اس آگ کا معاملہ ہے جو بانسوں اور پتھروں میں پوشیدہ ہوتی ہے کہ اہل جہان اس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں لیکن اپنی ہی آگ سے پتھر اور بانس کوئی نفع حاصل نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے حضرات کا علم ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا کیونکہ علم نے ان پر حجت تمام کر دی۔ فرمان رسالت ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے علم سے اللہ تعالیٰ نے اسے نفع نہ دیا۔ ان کا علم کیوں ان کے لیے مضر نہ ہو جبکہ علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعث عزت اور جملہ موجودات میں اشرف ہے لیکن انہوں نے علم کو کمینی دنیا کمانے مال و زر اور سرداری حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا ذلیل و خوار اور ساری مخلوق سے بدتر ہے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والی ہے اسے ذلیل کرنا اور جو ذلیل ہے اس کی عزت کرنا حد درجہ دیدہ دلیری کی بات اور قبیح ہے حقیقت میں یہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے۔ درس و تدریس اور فتویٰ نویسی وغیرہ اسی وقت سود مند ہیں جبکہ یہ کام صرف رضائے الٰہی کے لیے کیے جائیں اور جاہ و منصب، حصول زر اور دنیاوی درجات کی ترقی وغیرہ خواہشات سے پاک ہوں۔ دنیاوی چیزوں میں زہد اختیار کرنا اور دنیا و مافیہا سے رغبت نہ رکھنا اس کی علامت ہے جو علماء اس مصیبت میں مبتلا اور کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں وہ دنیا دار علماء ہیں۔ یہی علماء سوء ہیں جو سب لوگوں سے برے اور دین کے چور ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ پیش خویش وہ دینی مقتدا اور بہترین مخلوق بنتے پھریں" (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۳۳)۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

جو علماء حضرات انبیاء کرام کی نیابت کے شرف سے مشرف اور وارث علم پیمبر کہلاتے ہیں وہ علمائے حق ہیں جن کی منزل مقصود صرف آخرت ہوتی ہے اور دنیا کے مال و زر اور آرام و راحت کی قدر قیمت ان کی نگاہوں میں ایک پرکاہ سے زیادہ نہیں ہوتی وہ سیم و زر اور نقرہ کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ ان کا طرۂ امتیاز الفقر فخری ہوتا ہے دنیاوی معاملات میں وہ حضرات صبر و قناعت کے پیکر اور آخرت کی بھلائی کے صد درجہ حریص ہوتے ہیں وہ دنیا اور آخرت کی حقیقت کے راز داں، سرمایۂ ملت کے پاسباں اور اپنے اپنے قافلے میر کارواں ہوتے ہیں جبکہ علمائے سوء رخصتوں پر عامل، نافلوں میں غافل اور دنیا کی محبت میں کامل ہوتے ہیں ان کی صحبت اکسیر اعظم و ذریعہ نجات ہے تو ان سے میل جول زہر ہلاہل، عاقبت کی بربادی اور اندھیری رات ہے وہ انسانوں میں سب سے بہتر اور یہ سب سے بدتر ہیں انھیں سب سے زیادہ اجر و ثواب ملے گا اور انہیں سب سے زیادہ ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا۔ علمائے حق کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں۔

"جو علماء دنیا سے منہ پھیرے ہوئے ہیں، جاہ و منصب اور مال کی محبت سے آزاد ہیں وہ حضرات علمائے آخرت اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے وارث ہیں۔ یہی حضرات بہترین مخلوق ہیں۔ کل قیامت کے روز ان کی سیاہی کو جام شہادت نوش کرنے والوں کے خون سے وزن کیا جائے گا تو ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہوگا۔ یہ فرمان رسالت ان کی شان میں ہی وارد ہوا ہے کہ علماء کا سونا عبادت ہے یہی تو وہ علماء ہیں جنہیں آخرت کا حسن و جمال پسند آیا اور دنیا کی قباحت اور برائی کا انہیں مشاہدہ ہو چکا ہے انہوں نے آخرت کو بقا کی نظر سے دیکھا ہے اور دنیا کو فنا اور زوال کے داغ سے داغدار پایا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی ذات کو باقی رہنے والی آخرت کے سپرد کر دیا اور فنا ہونے والی دنیا سے کنارا کش ہو گئے۔ عظمت آخرت کا مشاہدہ خدائے لم یزل ولا یزال کی عظمت کے مشاہدے کا ثمرہ ہے اور دنیا و مافیہا کو ذلیل و خوار جاننا مشاہدۂ آخرت کے لوازمات سے ہے"۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۳۳)۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو ایسے ہی علماء کی صحبت اختیار کرنے کی وصیت فرمائی تھی جو علمائے آخرت ہوں کیونکہ علمائے حق بھی ہیں اور علمائے سوء سے تو اس طرح بھاگنا چاہیئے جیسے آدمی شیر سے بھاگتا اور پناہ گاہ تلاش کرتا ہے کیونکہ ایسے علماء کا شر متعدی ہے ایک اسلام کے دو تین اسلام بنا کر کھڑے کر دینا یہ ان حضرات ہی کا کارنامہ ہے۔ ہر بھلائی اور برائی کا سرچشمہ حکومت اور علماء ہوتے ہیں حکمران اپنے غلط کاموں پر ان حضرات سے شریعت کی مہر تصدیق ثبت کروا لیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ

کتاب دعوۃ المظلوم

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ

١. حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ.

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيًّا عَلَى الْحِمَى. فَقَالَ: يَا هُنَيُّ. اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ النَّاسِ. وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ. فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ. وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ. وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ، وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ. فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَا إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ. وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا؟ لَا أَبَا لَكَ. فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ. وَايْمُ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ. إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ وَمِيَاهُهُمْ قَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ. وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا.

مظلوم کی بد دعا سے بچنا چاہیئے

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ

حضرت عمر نے اپنے مولیٰ ہنی کو حمیٰ پر عامل مقرر کیا۔ فرمایا اے ہنی! لوگوں سے اپنا ہاتھ روک کر رکھنا اور مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور تیس اونٹ یا چالیس بکریاں چرانے والے کو نہ روکنا لیکن عبد الرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان کے جانوروں کو نہ آنے دینا کیونکہ ان کے جانور اگر ہلاک ہو گئے تو یہ اپنے کھجور کے باغات اور کھیتی میں چلے جائیں گے لیکن تیس اونٹوں یا چالیس بکریوں والے کے جانور ہلاک ہو گئے تو اپنے بیٹوں کو لے کر میرے پاس آجائیں گے اور کہیں گے اے امیر المؤمنین! کیا میں انہیں چھوڑ دوں؟ تیرا باپ نہ رہے۔ پانی اور گھاس کا دینا مجھے سونا چاندی دینے سے آسان ہے۔ خدا کی قسم، وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے ان پر ظلم کیا حالانکہ یہ انہیں کی زمین ہے اور انہیں کا پانی ہے جس پر وہ زمانۂ جاہلیت میں لڑے تھے اور دورِ اسلام میں اسی پر مسلمان ہوئے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر اللہ کی راہ میں لوگوں کو سوار کرتا ہوں تو میں ان کی زمین سے ایک بالشت بھی نہ لیتا **ف**

ف :۔ اسلامی حکومت کا حقیقی زاویۂ نظر یہی ہے جس کا مظاہرہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دولت مندوں کو محروم کر کے تنگی کے وقت میں ساری رعایت غریبوں کے لیے مخصوص فرما دی۔ امیروں کو بھی ایسے حالات میں حکومت سے کوئی شکایت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کتاب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۔ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ. أَنَا مُحَمَّدٌ. وَأَنَا أَحْمَدُ. وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ. وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي. وَأَنَا الْعَاقِبُ"

حضور کے اسماء طیبہ کا بیان

محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا اور میں عاقب ہوں۔ ف

حاشیہ صفحہ گذشتہ

نہیں ہوتی کیونکہ تنگی کے باوجود ان کے وسائل وسیع ہوتے ہیں اور ایسے مواقع پر حکومت کی امداد و اعانت کے مستحق صرف غریب لوگ ہوتے ہیں موجودہ دور میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ہر حکومت سرمایہ دار کی سرپرست بن کر ہر جائز و ناجائز رعایت ان کے لیے مخصوص رکھتی ہے اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی کے زبانی کلامی وعدے ہی کافی سمجھے جاتے ہیں اور ان کی فلاح و بہبود اور خیر خواہی کے بلند بانگ دعاوی کردیے جاتے ہیں جبکہ انہیں مصائب کی چکی میں پیسنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا اور ان بیچاریوں کی چیخ پکار کا وہی حشر ہوتا جو نقار خانے میں طوطی کی آواز کا کوئی کان ایسا ڈھونڈے سے نہیں ملتا جس پر ان کے چیخنے چلانے سے جوں بھی چلے۔ سربراہوں کا سرمایہ داروں کی محبت میں ایسے حالات پیدا کرنا اور اپنے غریب عوام کو مصائب و آلام میں مبتلا رکھنا لاشعوری طور پر کمیونزم کی لعنت کے لیے زمین ہموار کرنا ہے۔ خدائے ذوالمنن ہر غیر اسلامی ازم اور نظریہ سے مسلمانان عالم کو محفوظ و مامون رکھے، آمین۔

ف۔ اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پانچ اسمائے طیبہ کا ذکر آنا بطور حصر نہیں ہے کیونکہ آپ کے درجنوں نام قرآن کریم میں ملکو رسیکڑوں کتب احادیث میں مسطور اور کتنے ہی توریت و زبور و انجیل میں وارد ہوئے ہیں۔ آپ کا ذاتی نام محمد اور سب صفاتی ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین پر آپ کو محمد اور آسمانوں پر زیادہ تر احمد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد لفظ کا معنی ہے بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا اور احمد کا معنی ہے خدا کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا واقعی پروردگار عالم نے جس کو سب سے زیادہ قابل تعریف بنایا اور جس کی سب سے زیادہ تعریف فرمائی، دست قدرت کے اسی شہکار اور اسی ممدوح پروردگار کا اسم نامی و اسم گرامی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اسی وجہ سے تو کہا گیا ہے:

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

خدا در انتظار حمد ما نیست محمد چشم بر راہ ثنا نیست
محمد حامد حمد خدا بس خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس

تیسرا اسم گرامی آپ کا الماحی مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو حضور کے ذریعے مٹا یا کہ معبود برحق کی توحید کا علم بلند کر دیا اور جھوٹے خداؤں کا بطلان ہر صاحب عقل و دانش پر واضح کر دکھایا۔ چوتھا اسم گرامی الحاشر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا حشر حضور کے قدموں پر فرمائے گا یعنی اس روز سب حضور کے قدموں سے وابستہ ہوں گے۔ کسی دوسرے کے ذریعے بات نہیں بنے گی، جس کی قسمت کھلی تو ان کے ذریعے کھلے گی۔ حشر کا سارا اہتمام، سارے انسانوں کا ایک دفعہ قیام محض اسی لیے رکھا گیا کہ اولین و آخرین سب کو بارگاہِ خداوندی میں ان کا مقام و منصب دکھا دیا جائے اسی لیے تو کہا گیا ہے:۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر میں کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

پانچواں اسمِ گرامی العاقب بیان ہوا ہے جس کا مطلب ہے آخری سب کے بعد آنے والا یعنی آپ کی تشریف آوری اس دنیا میں سارے انبیائے کرام علیہ وعلیہم السلام کے بعد ہوئی۔ صحیحین میں العاقب کا ذکر یوں ہے۔ وانا العاقب الذی لیس بعدہٗ نبی، میں وہ پچھلا نبی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور آپ پر ہر قسم کی نبوت و رسالت کا سلسلہ بالکل ختم ہو گیا۔ نہ آپ کے زمانے میں کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا ہوگا۔

ختم نبوت کا یہ عقیدہ پوری امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور بلحاظ زمانہ سب سے آخری نبی ہیں۔ قرآن و حدیث سے یہی معنی ثابت ہے، حضور نے خاتمیت کا یہی مطلب بتایا، صحابہ کرام نے یہی مفہوم سمجھا اور تابعین کو سمجھایا۔ ہمیشہ امت محمدیہ کا اسی پر اجماع رہا اور سب بالاتفاق یہی کہتے رہے کہ جو خاتمیت کا اس کے علاوہ کوئی معنیٰ بیان کرے اسلام کے دائرے سے خارج اور واجب القتل ہے۔ تقریباً تیرہ صدیاں گزر چلی تھیں کہ مسلمانوں نے اپنے اس متفقہ عقیدے کے خلاف پہلی دفعہ یہ آواز سنی کہ حضور کی خاتمیت زمانی نہیں بلکہ مرتبی ہے یعنی حضور زمانے کے لحاظ سے آخری نبی نہیں بلکہ مرتبے کے لحاظ سے آخری ہیں یعنی آپ کا رتبہ سب سے بلند ہے لہٰذا اگر آپ کے بعد آپ سے کم رُتبے والے ہزاروں نبی اور پیدا ہو جائیں تب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا مسلمانوں میں یہ بھیانک آواز سن کر زبردست اضطراب پیدا ہوا اور کھلبلی مچ گئی۔ علمائے اسلام رد و تردید کے لیے تقریر و تحریر کے میدان میں اترے ہی تھے کہ مصنف صاحب اپنے فتنے کو کتابی شکل میں چھوڑ کر اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہو گئے۔

موصوف کے نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتمیت کے مسلمہ مفہوم کا مزید اپریشن کیا اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے اور جو اسے مسلمان بھی جانیں وہ قطعاً مسلمان نہیں بلکہ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہیں یہ فیصلہ بالکل اسلامی تھا اور صحیح فیصلہ کیا۔ یہی بات تو چودھویں صدی کے مجدد برحق نے ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں المعتمد المستند کے اندر فرمائی تھی اور ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں علمائے حرمین شریفین سے اپنے فتوے کی تصدیق کروائی۔ اس ایمان افروز، کفر سوز فتوے کو تصدیقات سمیت حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا گیا۔ مرزا صاحب کے ساتھ ہی جن چار حضرات نے عقیدۂ توحید و رسالت پر بمباری کی، اگر ان کا فیصلہ بھی پاکستان اسمبلی کر دیتی تو مسلمانوں پر اس لحاظ سے بڑا احسان ہوتا کہ برٹش گورنمنٹ کی اسلام دشمنی پوری طرح بے نقاب ہو جاتی جس کے باعث مدعیانِ اسلام کے خرمنِ اتحاد میں آگ لگی ہوئی ہے۔ انصاف کا یہاں تک سربازار خون ہو رہا ہے کہ ان چاروں میں سے کسی صاحب کی اسلام دشمنی اور مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگانے کا ذکر زبان یا نوکِ قلم پر لے آئیے تو اسے فتنہ پرداز کہا جائے گا، اس کی آواز

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

کو رد کیا جائے گا یعنی کفریات بکتے، اللہ اور رسول کو گالیاں دینے اور چھاپنے کی اجازت ہے جو قطعاً قابلِ اعتراض ہے، بلکہ ایسا کرنے والے بزرگ تھے ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ ضرور کہنا اور لکھنا چاہیئے۔ کاش! مسلمانوں کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی حکومت اس اختلاف کو ختم کروائے اور فریقین کے چند سرکردہ علماء کو ایک جگہ بٹھا کر یہ فیصلہ کروائے کہ اسلام کی رو سے وہ چاروں حضرات کیا قرار پاتے ہیں؟ دلائل کی روشنی میں جو کچھ قرار پائیں دوسرے فریق سے بھی وہی بات منوائی جائے۔ اگر مرزا صاحب کا فیصلہ ہو سکتا تھا تو ان چاروں حضرات کا فیصلہ بھی دلائل کی روشنی میں ہو سکتا ہے جبکہ کوئی حکومت اس اختلاف کو مٹانے کی ضرورت محسوس کرے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن لائے، آمین۔

یہ ناچیز موطا امام مالک کے ترجمے سے ۹۱ روز میں بفضلہٖ تعالیٰ فارغ ہوا جبکہ یہی عدد میں کمال۔ ۵۰ اسمِ اعظم، نام اور ۔۔۔ کے۔ ایک روز میں جدول بنائی اور یوں دنوں کی تعداد ۹۲ ہو گئی اور یہی عدد ہیں حبیب پروردگار کے نام نامی ۹۲ اسم گرامی محمد ۹۲ کے (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ تیس روز میں حواشی لکھے اور یوں دنوں کا شمار ۱۲۲ ہو گیا جبکہ یہی تعداد ہے مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم کے الحاقی سمیت جملہ مکتوبات کی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اہلِ علم حضرات سے التماس ہے کہ احقر کو غلطیوں اور فروگذاشتوں سے ناشر کی معرفت مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔ خدائے ذوالمنن اپنے حسیباں شعار اور ناقابلِ ذکر بندے کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ ناشر اور اس ناچیز کے لیے اس مقدس ہوئے کو توشۂ آخرت، کفارۂ سیئات اور ذریعۂ نجات بنائے۔ اٰمِیْنَ یَآ اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

۲۱ ر ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ
مطابق ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۸۲ء

خاکپائے اکابر: محمد عبد الحکیم خان اختر
مجددی، مظہری، شاہجہان پوری
لاہور چھاؤنی

جدول

نمبرشمار	کتاب	تعداد ابواب	تعداد احادیث
۱	کتاب وقوت الصلوٰۃ	۸	۳۰
۲	کتاب الطہارت	۳۲	۱۱۵
۳	کتاب الصلوٰۃ	۱۸	۷۰
۴	کتاب السہو	۱	۳
۵	کتاب الجمعہ	۹	۲۱
۶	کتاب الصلوٰۃ فی رمضان	۲	۷
۷	کتاب صلوٰۃ اللیل	۵	۳۳
۸	کتاب صلوٰۃ الجماعۃ	۱۰	۳۸
۹	کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر	۲۶	۹۵
۱۰	کتاب العیدین	۷	۱۳
۱۱	کتاب صلوٰۃ الخوف	۱	۴
۱۲	کتاب صلوٰۃ الکسوف	۲	۴
۱۳	کتاب الاستسقاء	۳	۶
۱۴	کتاب القبلہ	۵	۱۵
۱۵	کتاب القرآن	۱۰	۵۰
۱۶	کتاب الجنائز	۱۶	۵۶
۱۷	کتاب الصیام	۲۳	۶۸
۱۸	کتاب الاعتکاف	۵	۸
۱۹	کتاب الزکوٰۃ	۳۰	۵۶
۲۰	کتاب الحج	۸۳	۲۵۵
۲۱	کتاب الجہاد	۲۱	۵۱
۲۲	کتاب النذور والایمان	۹	۱۷
۲۳	کتاب الذبائح	۴	۹
۲۴	کتاب الصید	۷	۱۹
۲۵	کتاب العقیقہ	۲	۷
۲۶	کتاب الضحایا	۶	۱۳
۲۷	کتاب النکاح	۲۲	۵۷
۲۸	کتاب الطلاق	۳۵	۱۰۹
۲۹	کتاب الرضاع	۳	۱۷
۳۰	کتاب العتق	۱۳	۲۵
۳۱	کتاب المکاتب	۱۳	۱۵
۳۲	کتاب المدبّر	[illegible]	۱۰۱

نمبر شمار	کتاب	تعداد ابواب	تعداد احادیث
۳۳	کتاب البیوع	۴۶	۱۰۱
۳۴	کتاب القراض	۱۵	۱۶
۳۵	کتاب المساقاۃ	۲	۳
۳۶	کتاب کراء الارض	۱	۵
۳۷	کتاب الشفعہ	۲	۴
۳۸	کتاب الاقضیہ	۴۱	۵۴
۳۹	کتاب الوصیۃ	۱۰	۹
۴۰	کتاب الفرائض	۱۵	۱۶
۴۱	کتاب العقول	۲۴	۱۶
۴۲	کتاب القسامہ	۵	۲
۴۳	کتاب الحدود	۱۱	۳۵
۴۴	کتاب الاشربہ	۵	۱۴
۴۵	کتاب الجامع	۷	۲۶
۴۶	کتاب القدر	۲	۱۰
۴۷	کتاب حسن الخلق	۴	۱۸
۴۸	کتاب اللباس	۸	۱۹
۴۹	کتاب صفۃ النبی	۱۳	۳۹
۵۰	کتاب العین	۷	۱۸
۵۱	کتاب الشعر	۵	۱۷
۵۲	کتاب الرؤیا	۲	۷
۵۳	کتاب السلام	۳	۸
۵۴	کتاب الاستئذان	۱۷	۴۴
۵۵	کتاب البیعۃ	۱	۳
۵۶	کتاب الکلام	۱۲	۲۸
۵۷	کتاب الجہنم	۱	۲
۵۸	کتاب الصدقہ	۳	۱۵
۵۹	کتاب العلم	۱	۱
۶۰	کتاب دعوۃ المظلوم	۱	۱
۶۱	کتاب اسماء النبی	۱	۱
	میزان	[illegible]	۱۸۲۶

ضروری التماس

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. امابعد! اردو زبان جب سے متحدہ ہندوستان کے اندر معرض وجود میں آئی تو دیگر علوم وفنون کی طرح دینی کتابوں کے بھی اس زبان میں انبار لگتے چلے گئے۔ معیاری اور غیر معیاری ہر طرح کی کتابیں آتی رہیں اور آرہی ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ یہ بھی دین سے وابستگی کا ایک ثبوت اور علوم دینیہ کی نشر واشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

یہ کسے معلوم نہیں کہ پورے دین کی عمارت اللہ تعالیٰ کے آخری کلام معجز نظام یعنی قرآن مجید پر تعمیر ہوئی ہے اور پھر سنت رسول عربی پردہ متن ہے اور یہ حاشیہ۔ دریں حالات کتاب وسنت کی ترجمانی پر سب سے زیادہ کام ہونا چاہیے تھا اور شایان شان طریقے سے ہونا چاہیے تھا۔ اسے حالات کی ستم ظریفی کے سوا اور کیا کہا جائے کہ اگر ہم قرآن کریم ہی کے اردو تراجم کسی غیر مسلم کے سامنے رکھ دیں تو اس کا دماغ چکرا جائے اور وہ خیالات کی دلدل میں پھنس کر رہ جائے گا کہ جس دین کے موجودہ علمبردار اور مبلغ جب شان خداوندی اور منصب نبوت ہی پر متفق نہیں تو ان کا دین ہے کس چیز کا نام؟

آج اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہونا چاہے تو ان میں سے کس کے پیچھے لگے؟ کس کو سچا اور کسے جھوٹا قرار دے؟ جبکہ ہر عقیدے کے علمبردار کی پشت پر تائید کرنے والوں کا پورا لشکر موجود ہے کیا وہ ان میں سے کسی اسلام کے نزدیک آنے کی جرأت کرے گا جن کے علمبردار ابھی یہ فیصلہ کرنے میں مصروف ہیں کہ خدا کی شان کیا ہے اور رسول کا مقام کیا۔

ترجمۂ احادیث کے اندر بھی یہی ستم ظریفی کارفرما ہے۔ یہ غیر مسلموں اور اسلام کے بدخواہوں کی وہ سازش ہے جس کا ہم شکار ہوکر رہے کہ ایک خدا پر ایمان رکھنے والے ایک ہی نبی کے امتی کہلانے والے، اکیلے قرآن کریم کو اپنا ضابطہ حیات قرار دینے والے اور ایک قبلے کی جانب منہ کرکے نماز پڑھنے والے بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ہر ایک کی اپنی ڈفلی اور اپنا راگ ہے یوں ایک اسلام کے درجنوں اسلام اور ایک امت مرحومہ کی کتنی ہی جماعتیں اور فرقے بنا دیئے جن کے علمبردار شب وروز تقریر وتحریر کے ہر میدان میں ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں۔ غیر مسلم ہمیں آپس میں بھڑا کر بغلیں بجا رہے ہیں کہ انہوں نے کیسی چابکدستی اور غیر محسوس طریقے سے ہمارا رخ ادھر سے ادھر پھیر دیا۔ کبھی ہم غیر مسلموں کو اسلام کے دائرے میں لایا کرتے تھے لیکن اب ہر ایک کوشاں ہے کہ دوسرے فرقے والوں کو کس طرح اپنے فرقے میں شامل کرے اور اپنے فرقے کی تعداد بڑھائے۔

جب ایسے حالات کے اندر کتب احادیث کے ترجمے ہوئے تو ظاہر ہے کہ ان کے اندر بھی اس ستم ظریفی نے اپنا اپنا پورا پورا رنگ دکھایا ہوگا بہرحال کتب احادیث کے اردو ترجمے ہوئے اور میرے خیال میں اسی کام کی دو لہریں آئی ہیں۔ دوسری لہر آئے ابھی قریباً تین سال ہوئے ہیں اور پہلی لہر اس سے ایک صدی پہلے آئی تھی۔

پہلی لہر ایک خاص ضرورت اور مصلحت کے تحت آئی تھی جس کا واقعہ یوں ہے کہ تیرھویں صدی کے آخر میں مولوی وحید الزمان خاں حیدر آبادی (المتوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) متحدہ ہندوستان سے ہجرت کرکے مکہ مکرمہ چلے گئے تھے۔ نواب صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی (المتوفی ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) نے موصوف سے کتب احادیث اور خصوصاً صحاح ستہ کا اردو ترجمہ کرنے کی فرمائش کی اور پچاس روپیہ ماہانہ ان کا وظیفہ مقرر کر دیا یہ ان دنوں کی بات ہے جب ایک روپے کی دو ڈھائی من گندم اور ایک روپے کا چار سیر دیسی گھی مل جاتا تھا۔ گویا آج کے حساب سے سات آٹھ ہزار روپے ماہوار مل جاتے تھے جن کے باعث فکر معاش سے مطمئن ہوکر موصوف ترجمۂ احادیث میں مصروف ہو گئے اور حدیث کی چھ سات

نہ یوں نا اردو میں ترجمہ کر دیا۔

ترجمہ جس طرح کیا اور جیسا بھی کیا لیکن اس میدان میں انہوں نے کافی کام کیا جس کے باعث اردو زبان کا دامن کتب احادیث کے ترجمہ سے خالی نہ رہا موصوف نے اپنے ہجرت کرنے کی وجہ اور مذکورہ وظیفے کا ذکر کرتے ہوئے خود یوں تصریح فرمائی ہے:۔

"بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان خدمت میں برادران دین اور متبعان شریعت متین کی عرض کرتا ہے کہ ۱۲۶۴ھ میں جب ہندوستان بدعات سے بھر گیا اور کتاب و سنت سے لوگوں نے منہ موڑ لیا تو میں مع اپنے اہل و عیال کے شہر حیدرآباد دکن سے بارادہ ہجرت حرمین شریفین نکلا جس وقت شہر پونا میں وارد ہوا تو جناب اخی معظمی مولوی بدیع الزمان صاحب کا ایک خط شہر دار الاقبال بھوپال سے آیا۔ خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ جناب نواب جس مآب، قامع بدعت محی سنت النواب والا جاہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خاں بہادر دام اقبالہ ہمارے تمہارے قصد ہجرت سے مطلع ہو کر بہت خوش ہوئے اور خدمت ترجمہ صحاح ستہ کی مفوض فرمائی اور واسطے گزر اوقات کے پچاس پچاس روپیہ ماہوار حرمین شریفین میں مقرر فرمائے۔ اس خبر فرحت اثر کے سننے ہی نہایت شادمانی ہوئی اور شکر اپنے منعم حقیقی کا ادا کیا"۔[۱]

مولوی وحید الزمان خاں صاحب اگرچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے مسلمانوں کے ناجی گروہ اور ملت اسلامیہ کے سواد اعظم کو خیرباد کہہ کر ایک نو مولود فرقے میں شامل ہو گئے تھے جو ان دنوں کم سنی کے باعث گھٹنوں کے بل چل رہا تھا لیکن امام موصوف سے داد پانے کی پوری امید رکھتے تھے۔ علامہ حیدرآبادی کو اپنے ترجموں کی صحت و مقبولیت پر ایسا غیر متزلزل یقین تھا کہ اپنی خوش فہمی پر الہام کی مہر لگا کر یہاں تک لکھ گئے:۔

"کیا عجب ہے جو بعد ترجمہ ہو جانے صحاح ستہ کے تمام اہل ہند کی معمول بہا اسی زمانہ میں یہی کتابیں ہو جاویں علی الخصوص زمانہ مہدی علیہ السلام میں جو اب بلحاظ کیفیت اور حالت اعمال کے نہایت قریب معلوم ہوتا ہے۔ ایک روز میں ہر چھ کا کوئی عالم خلوت میں تصورات الٰہی میں مصروف تھا، دفعۃً الہام ہوا کہ یہ ترجمہ صحاح ستہ ایک وقت میں نہایت مقبول ہوگا اور اہل اسلام ہند کے واسطے ایک سند محکم شمار کیا جاوے گا اور نیز وہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اگر ہماری حیات میں پیدا ہوں تو ان ترجموں کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور نہایت پسند کریں گے اور اگر ہماری موت کے بعد ظاہر ہوں تو اور مسلمانوں کو ہماری وصیت ہے کہ ان کتابوں کو حضرت کے ملاحظہ میں لے جاویں انشاء اللہ تعالیٰ مطبوع طبع ہوں گے اور حضرت ممدوح اپنی دعائے مستجاب سے مؤلف مترجم اور باعث ترجمہ کو محروم نہ فرماویں گے"۔[۲]

علامہ حیدرآبادی کے بعد ترجمہ احادیث کا کسی جانب سے باقاعدہ اور منظم کام نہ ہوا بلکہ جس سے ہو سکا اس نے کسی ایک آدھ کتاب کا ترجمہ کر دیا اور اس طرح پانچ چھ کتابوں کا ترجمہ دیوبندی حضرات کی جانب سے بھی ہو گیا۔ ترجمان السنۃ کی صورت میں مولوی بدر عالم میرٹھی نے چار جلدوں میں فاضلانہ اور جاندار کام کیا ہے۔

اہلسنت و جماعت کی جانب سے علامہ محمود احمد رضوی مدظلہ فیوض الباری کے نام سے بخاری شریف کی شرح لکھ رہے تھے جو تیس پاروں میں مکمل ہوتی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دس گیارہ پاروں کے بعد علامہ صاحب شاید تھک گئے۔ تفہیم البخاری کے نام سے علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ، بخاری شریف کی دس جلدوں میں شرح لکھ رہے ہیں جن کی غالباً پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ قبلہ مفتی احمد یار خاں بدایونی گجراتی

۱۔ وحید الزمان خاں، علامہ: دیباچہ موطا امام مالک، جلد اول، مطبوعہ جاوید پریس کراچی، ص ۱۷

۲۔ دیباچہ سنن ابو داؤد، جلد اول، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی، ص ۲۱

رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) نے ذوالمرآت کے تاریخی نام سے مشکوٰۃ شریف کی جو روح پرور اور ایمان افروز شرح لکھی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بہرحال باقی علمائے اہلسنت نے اس میدان میں بھی خاطرخواہ کام نہیں کیا اور اس ذمہ داری کا کماحقہ احساس نہیں کیا جو ان حضرات پر عائد ہوتی تھی۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑوں کو چاروں طرف سے بھیڑیوں نے گھیرا ہوا ہے۔ ملت اسلامیہ کی کشتی تلاطم خیز طوفانوں میں گھر کر بے رحم موجوں کے تھپیڑے کھا رہی ہے۔ ان حالات میں کشتی ملت کے ان ناخداؤں کو لمبی تان کر سونا اور خواب خرگوش کے مزے لینا کہاں زیب دیتا ہے؟ چاہیے تھا کہ منظم طریقے پر گلشن اسلام کی اپنے خون پسینے سے آبیاری کر کے اسے بہاروں سے ہمکنار کرتے۔ حق و صداقت کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کو دبانے میں کوشاں رہ کر ملت اسلامیہ کی خیرخواہی کرتے نیز اپنے جبوں اور عماموں کی لاج رکھتے۔

موجودہ علمائے کرام نے اہلسنت وجماعت کے عوام کو نادانستہ طور پر اپنی سہل پسندی سے مایوسی کے عمیق غار میں دھکیل دیا تھا لیکن اہل حق کی اس بے کسی اور بے لبسی پر خدائے ذوالمنن کو ترس آگیا جس کے باعث اہلسنت وجماعت کے اندر چند سالوں سے بیداری کی لہر آئی ہوئی ہے اور ہر میدان میں کام ہونا شروع ہو گیا ہے۔ ترجمۂ احادیث کے میدان میں بھی لاہور کے دو سید برادران الیاعزم بالجزم لے کر کود پڑے ہیں کہ اپنا سارا اثاثہ داؤ پر لگا دیا ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب دنیا سے جانے کے لیے چودھویں صدی کا آخری سال سرپٹ دوڑ رہا تھا اور اس کی جگہ سنبھالنے کے لیے پندرھویں صدی کا پہلا سال انگڑائیاں لے کر پر تول رہا تھا۔

فرید بک سٹال لاہور والے سید اعجاز احمد صاحب اور حامد اینڈ کمپنی والے سید حامد لطیف چشتی صاحب نے حدیث کی اکثر کتابوں کے اردو ترجمے کروانے شروع کر دیئے تاکہ انہیں شایان شان طریقے سے منظر عام پر لایا جائے۔ چار پانچ کتابیں شائع ہو چکیں اور پانچ چھ اشاعت کے سارے مرحلے طے کر کے پریس میں جانے کے لیے تیار بیٹھی ہیں الحمد للہ۔ کام بھی حوصلہ افزا اپنے پر عمل پیرا ہے میرے جیسا ناکارہ انسان دعا کے سوا اس مبارک میدان میں ان حضرات کا اور کیا ساتھ دے سکتا ہے؟ پروردگار عالم انہیں مزید ہمت و استقامت و وسائل دے اور اس میدان میں نمایاں کردار کھانے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین۔

آج سے تقریباً سو سال پہلے حدیث کی چھ بات کتابوں کے اردو ترجمے علامہ وحید الزمان خاں صاحب کی معرفت منظر عام پر آئے۔ کتنی ہی کتابوں کے ترجمے ان سو سالوں میں شائع ہوئے اور کتنے ہی ترجمے اب منظر عام پر آنے شروع ہوئے ہیں۔ احقر نے اختلاف مسالک و نظریات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان ترجموں کے اندر بعض ایسی غلطیاں محسوس کی ہیں جو مترجمین سے نادانستہ طور پر سرزد ہو گئی ہیں۔ اسلام و مسلمین کی خیرخواہی میں ان فرو گزاشتوں کی جانب اشارہ کر دینا ضروری نظر آیا تاکہ جب ممکن ہو تو متعلقہ حضرات ان کی اصلاح کر سکیں۔

خدائے علیم و خبیر شاہد ہے کہ میرا مقصد نہ کسی کی پگڑی اچھالنا ہے اور نہ اختلافات کی آگ کو ہوا دینا۔ مقصد احادیث مطہرہ کے تقدس کو یاد دلانا اور خیرخواہی کا فریضہ ادا کرنا ہے تاکہ ایک دوسرے کے آئینے میں ہمیں اپنی اپنی صورت نظر آتی رہے اگر کہیں کوئی دھبہ ہے تو کیوں نہ اسے مٹا دیا جائے۔ اگر دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی لغزش واقع ہو گئی ہے تو کیوں نہ اس کی اصلاح کر کے خوب سے خوب تر کی جانب گامزن ہونے کی کوشش کی جائے۔ بس یہی مقصود ہے اور یہی مراد یعنی اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ۔

عظمتِ اُلوہیّت

پروردگار عالم ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ انبیائے کرام و اولیائے عظام بھی اسی کے بندے ہیں اور فضل و کمال کے باوجود بندگی

کے دائرے سے باہر نہیں ہوئے بلکہ وہ حضرات ملی قدر مراتب بارگاہ خداوندی کے بڑے سرے لوگوں سے زیادہ مؤدب تھے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر لحاظ سے ساری کائنات میں ممتاز ہیں اور ذات وصفات باری تعالیٰ کے سب سے بڑے عارف ہیں۔ اب چند عبارتوں کے آئینے میں قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ احادیث مطہرہ کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجمین حضرات نے کہاں تک اس حقیقت کو مدنظر رکھا ہے:۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے پانی برسنے کے واسطے تو فرماتے:۔ یا اللہ! پانی پلا اپنے بندوں کو۔ [۱]

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے پس فرماتے تھے:۔ اے اللہ! پیدا کرنے والے صبح کے اور رات کے۔ [۲]

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانہ سے نکلتے تو فرماتے:۔ غُفرانک یعنی چاہتا ہوں بخشش تیری۔ [۳]

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:۔ یا اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال۔ [۴]

۵۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو فرماتے:۔ اللھم لک رکعت وبک امنت۔ [۵]

۶۔ پھر میں نے تلاش کیا تو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ملے اور آپ فرما رہے تھے:۔ اے میرے پروردگار! میرے چھپے اور کھلے گناہوں کو بخش دے۔ [۶]

۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کے تکلیف کی جگہ ہاتھ پھیرتے اور فرماتے:۔ اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما اور شفا دے۔ [۷]

۸۔ ایک ران پر مجھے (حضرت اسامہ کو) اور دوسری پر حسن کو بٹھلاتے تھے۔ پھر دونوں کو ملاتے اور فرماتے:۔ اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما۔ [۸]

۹۔ پھر فرمایا:۔ اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا۔ یہ دو تین بار آپ نے فرمایا۔ [۹]

۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (صحابۂ کرام) کی تکلیف اور بھوک دیکھ کر ارشاد فرمایا:۔ اے اللہ! عیش تو آخرت ہی کا بہتر ہے۔ [۱۰]

مترجمین حضرات نے غور نہیں فرمایا ورنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بارگاہ خداوندی میں دعا، عرض اور التجا ہی کیا کرتے تھے۔ بھلا اس بارگاہ میں فرمانے کی کس کو مجال ہے؟ جب کوئی بڑے سے کچھ کہے تو اسے عرض کرنا کہتے ہیں اور جب بڑا اپنے سے چھوٹے سے کچھ کہتا ہے تو اسے فرمانا کہا جاتا ہے۔ بھلا خدا سے بڑا کوئی ہے جو اس سے فرما سکے؟ ہرگز نہیں۔

۱۱۔ اپنے رب کے حضور تشریف لے جائیں کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی استطاعت نہیں رکھے گی۔ [۱۱]

---

[۱] وحید الزمان خاں، علامہ: موطا امام مالک، جلد اول، مطبوعہ جاوید پریس کراچی، ص ۲۲۶

[۲] 〃 〃 〃 ص ۲۴۸

[۳] 〃 : سنن ابوداؤد، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی، ص ۵۰

[۴] دوست محمد شاکر اور عبدالستار، مولوی صاحبان: سنن نسائی جلد اول، مطبوعہ کیمائن پرنٹرز، لاہور، ص ۱۰۴

[۵] 〃 〃 〃 ص ۳۲۴

[۶] 〃 〃 〃 ص ۳۴۵

[۷] محمد عادل اور محمد فاضل، مولوی صاحبان: صحیح بخاری، جلد سوم، شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۲۸۹

[۸] 〃 〃 〃 ص ۳۶۲

[۹] 〃 〃 ص ۳۹۰

[۱۰] صحیح بخاری جلد دوم ص ۵۵۹

[۱۱] دوست محمد شاکر اور عبدالستار، مولوی: سنن نسائی، جلد اول، مطبوعہ کیمائن پرنٹرز، لاہور، ص ۱۳۷

یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ معراج کے موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ اپنے رب کے حضور تشریف لے جائیں حالانکہ جب کوئی اپنے سے بڑے کے پاس جائے تو اسے حاضر ہونا کہتے ہیں اور جب کوئی اپنے سے چھوٹے کے پاس آئے تو اسے تشریف لانا کہا جاتا ہے کیونکہ آنے والے سے میزبان کو شرف ملے گا۔ غور تو فرمائیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے بارگاہ خداوندی کے ادب شناس کیا بھول کر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ سکتے تھے کہ اپنے رب کے حضور تشریف لے جائیں؟ حضور والا! اس بارگاہ میں تو فخر دو عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر ہوئے تھے۔

٥

من آنچہ شرط بلاغ ست با تو می گویم
تو از سخنم خواہ پند گیر و خواہ ملال

مقام مصطفیٰ

بعض مترجمین حضرات نے اس میدان میں بھی دانستہ طور پر ٹھوکریں کھائی ہیں ہم ان کی ایسی بے شمار عبارات میں سے یہاں نمونے کے طور پر چند عبارتیں پیش کر دیتے ہیں۔

١- پھر جناب جبرائیل دوسری مرتبہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ حکم فرماتا ہے کہ آپ کی امت قرآن حکیم کو دو طرح پڑھا کرے۔[١٢]

٢- پھر جناب جبرائیل تیسری دفعہ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اللہ جل جلالہٗ حکم فرماتا ہے کہ آپ کی امت قرآن حکیم کو تین طرح پڑھا کرے۔[١٣]

٣- پھر چوتھی دفعہ جناب جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ اللہ جل جلالہٗ کا حکم ہے کہ آپ کی امت قرآن کو سات طرح پر پڑھا کرے۔[١٤]

٤ پھر سیدنا بلال تشریف لائے اور آپ کو نماز کے لیے جگایا۔[١٥]

کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آنا تشریف لانا تھا یا حاضر ہونا؟ نیز تینوں عبارتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ: "تشریف لائے اور فرمانے لگے"۔ جناب والا! بھلا پروردگار عالم کے سوا اس پوری کائنات میں ایک فرد بھی ایسا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ فرما سکے؟ جان برادر! اس بارگاہ میں تو ہر کوئی عرض گزار ہوتا تھا اور ہوگا۔ ان سے فرمانے کا پوری کائنات میں کوئی مجاز نہیں ہے۔

٥- جس دن میں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا اس دن تجھ پر اور تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ اب انہیں آپ اور آپ کی امت ادا کرے گی۔[١٦]

طرفہ تماشا ہے کہ ایک ہی جملے میں ضمائر کی یہ کھچڑی مخاطبے میں کبھی تو اور کبھی آپ ادھر اللہ تعالیٰ فرما رہا تھا: "تجھ پر اور تیری امت پر"

---

١٢ دوست محمد، عبدالستار، مولوی صاحبان: سنن نسائی، جلد اول، مطبوعہ کمپائن پرنٹرز، لاہور۔ ص ٢٩٧

١٣ " " " "

١٤ " " " "

١٥ " " " ص ٢٤٣

١٦ " " " ص ١٣٨

ادھر ارشاد ہوتا ہے "یہ آپ اور آپ کی امت"! حضور والا کیا پروردگار عالم کو مذل فیل منوانے کا منصوبہ ہے؟ پہلے الفاظ میں تعریف اور پچھلے میں افراط ہے۔ کاش! کنزالایمان سے مخاطبے کے ایمان افروز طریقے سیکھ لیے جاتے تو پاؤں یوں نہ ڈگمگاتے۔

۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ابھی ابھی حضرت جبرائیل میرے پاس آئے اور آپ نے فرمایا، یارسول اللہ! آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کی امت سے جو شخص ایک دفعہ درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس پر دس دفعہ رحمت بھیجوں گا اور تیری امت میں سے جو شخص ایک دفعہ سلام بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ سلامتی بھیجوں گا۔ [۱۷]

گزشتہ حدیث میں اللہ تعالیٰ سے صعودی دوڑ لگوائی کہ تیری امت کہنے کے بعد آپ کی اُمت کہلوایا اور یہاں نزولی دوڑ ہوئی کہ آپ کی امت کہنے کے بعد تیری امت کہا۔ بہرحال:۔ ع

جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

لیکن قابل غور تو یہ ادا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا جا رہا ہے کہ حضرت جبرائیل میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ فرمایا۔ حبیب خدا کے سواسرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمانے کا کوئی مجاز ہی نہیں تو فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے فرما سکتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نے مجھ سے یہ فرمایا؟

۷۔ پھر ارشاد فرمایا تو نے تو نماز نہیں پڑھی۔ دوبارہ نماز پڑھیے۔ اس نے دو تین بار عرض کیا، اس ذات گرامی کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا میں تھک گیا ہوں۔ آپ مجھے سکھلائیں اور بتائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، جب تم نماز پڑھنا چاہو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر کھڑے ہو قبلہ رُخ اور تکبیر کہیے۔ پھر قرآن مجید کی تلاوت کیجیے۔ پھر اچھی طرح اطمینان سے رکوع کیجیے۔ بعد ازاں سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جائیے اور پھر اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کیجیے پھر سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جائیے۔ بعد ازاں تسلی سے سجدہ کرو۔ جب آپ ہر رکعت میں ایسا کریں گے تو نماز کو ادا کریں گے اور جتنی اس میں کمی کی تو اپنی نماز میں کمی کرو گے۔ [۱۸]

قارئین کرام! خط کشیدہ الفاظ ایک مرتبہ پھر بغور ملاحظہ فرمایئے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اردو میں گفتگو کرتے تو کیا اسی طرح الٹ پلٹ کلام فرماتے جو اس معلم کائنات کی ترجمانی کرتے ہوئے پیش کیا جا رہا ہے۔

۸۔ جب میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے کہا۔ تو نے کیا کیا؟ میں نے بیان کیا مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں لوگوں کا حال تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل کو درست کرنے کی بڑی کوشش کی اور تمہاری امت اس قدر نمازیں ادا نہیں کر سکے گی تو آپ دوبارہ پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ [۱۹]

اللہ اللہ! کیا مقام مصطفےٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے رازدانِ حبیبِ پروردگار سے کبھی یہ کہہ سکتے تھے کہ تو نے کیا کیا؟ جس مہرِ درخشاں سے اس ماہ تاباں نے اکتسابِ نور کر کے ایک عالم کو منور فرمایا ہو اسی رحمت دو عالم کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے الفاظ لب زبان پر لانے لگے۔ بھئے جو ترجمان کرتے ہوئے بنائے گئے ہیں کہ لفظ تو کے ساتھ مخاطب کیا۔ طرفہ تماشا کہ ترجمانی کے آئینے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا ذکر فرمایا تو پہلی دفعہ موسیٰ علیہ السلام اور دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہا۔ دوسری جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار دفعہ

۸۔ دو بہت تدریش کر اور عبدالستار مولوی صاحبان: سنن نسائی، جلد اوّل، مطبوعہ کمپائن پرنٹرز لاہور، ص ۳۹۸
ص ۳۲۵
ص ۱۳۶

آپ کو مخاطب کیا۔ ذرا مخاطبے کے رنگ برنگے نمونے ملاحظہ ہوں:۔

(۱) تو نے کیا کیا۔ (۲) تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ (۳) تمہاری امت۔ (۴) آپ دوبارہ پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

۹۔ حضور نے اسے اپنے خاوند کی طرف سے اختیار دیا۔ [۲۰]

حضور والا! اگر سوال کیا جائے کہ حضور نے کس کے خاوند کی طرف سے اختیار دیا تو عبارت کے آئینے میں اس کا جواب کیا ہوگا؟ تعجب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملے میں بے توجہی بعض اوقات دین و ایمان کی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتی ہے اسی لیے تو بزرگوں نے از راہ خیر خواہی ہر مسلمان کو فہمائش کی ہے۔ ع

با خدا دیوانہ باش و با مصطفےٰ ہشیار باش

۱۰۔ آنحضرت نے ابوبکر سے عائشہ کی درخواست کی۔ [۲۱]

جس طرح تینوں حضرات کے نام لیے ہیں یہ کچھ کم تعجب خیز نہیں جبکہ ایک مسلمان کہلانے والا ایسی ہستیوں کے نام اس طرح لے۔ علاوہ بریں درخواست کرنا اسے کہتے ہیں جبکہ مطالبہ کرنے والا ایسی ہستی سے کچھ مانگے جو اس کی نسبت بڑی یا عظیم ہو۔ کیا پروردگار عالم کے سوا اس کائنات میں کوئی ایک ہستی بھی ایسی ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درخواست کرتے ؟

۱۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا تو اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ بنالیا پھر دوزخ کا ذکر کیا تو اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ بنالیا پھر دوزخ کا تذکرہ کیا اور اپنا منہ بنالیا۔ [۲۲]

فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھنا کہ منہ بنالیا، یہ فرین ادب نہیں۔ عقد نہیں یہ الفاظ کس کے محبوب کی شان میں لکھے جا رہے ہیں۔ حالانکہ بزرگوں نے کائنات ارضی و سماوی کی اس سب سے عظیم الشان بارگاہ کی رفعت یوں بیان کی ہے :۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

۱۲۔ حضرت موسیٰ نے کہا آپ وہ آدم ہیں جسے اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ کروایا اور تجھے جنت میں سکونت عطا کی، پھر تو اپنی خطا سے لوگوں کو زمین پر اتار لایا۔ [۲۳]

حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام انسانیت کے سب سے بڑے معلم ہوتے تھے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اردو میں کلام فرماتے تو کیا اپنے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام سے یوں کلام کرتے :۔ تجھ میں اپنی روح پھونکی۔ اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ کروایا۔ تجھے جنت میں سکونت عطا کی۔ پھر تو اپنی خطا سے لوگوں کو زمین پر اتار لایا۔

غور فرمائیے کہ اگر کوئی غیر مسلم ایسی تحریریں کو دیکھے تو کیا وہ سوچنے پر مجبور نہیں ہوگا کہ جن حضرات کو انسانیت کے معلم بنایا جاتا ہے ان کی تہذیب و شرافت کا یہ عالم ہے کہ اپنے خاندانی بزرگوں سے اس طرح گفتگو کرتے تھے تو ان کے دین و مذہب کا تہذیب اور شائستگی سے کتنا واسطہ ہوگا۔ دریں حالات ترجمہ کرتے وقت ہمیں یہ مد نظر رکھنا چاہیئے کہ ہم کس کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ جن کی ترجمانی کرنے لگے ہیں ان کی گفتگو کا معیار

---

[۲۰] دوست محمد شاکر، عبدالستار، مولوی صاحبان: سنن نسائی، جلد سوم، مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور، ص ۲۶۹

[۲۱] محمد عادل، محمد فاضل، مولوی صاحبان: صحیح بخاری، جلد سوم، شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور، ص ۴۲

[۲۲] " " " ص ۳۶۷

[۲۳] سعید احمد نقشبندی، مولانا: اشعۃ اللمعات، جلد اول، مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور، ص ۳۲۴

اور امداز کیا تھا خاص طور پر حضرات انبیائے کرام کا معاملہ ایسا نازک ہے جیسے پل صراط پر چلنا۔

۱۳۔ حضرت آدم نے فرمایا تو وہ موسیٰ ہے جسے اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے برگزیدہ کیا اور تجھے تختیاں عطا کیں جن میں ہر چیز کا ذکر بیان ہے اور تجھے مناجات اور اپنی رازداری کے ساتھ اپنا قرب عطا کیا۔" [۲۴]

یہ مترجم نے حضرت آدم علیہ السلام کے طرزِ کلام کا نمونہ پیش کیا ہے۔

۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اس طرح آدم مناظرہ میں موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔" [۲۵]

مترجم نے یہ اس ہستی کی گفتگو کا نمونہ پیش کیا ہے جنہیں پروردگارِ عالم نے اخلاقِ عالیہ کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔ گویا وہ معلم کائنات اگر اردو میں کلام فرماتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام یوں لیتے اور حضرت آدم علیہ السلام کا نام لیتے وقت یہ بات بالکل نظر انداز فرما دیتے کہ وہ تمام انسانوں کے باپ ہیں۔

۱۵۔ حضرت عمر نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ سے آیت کے بارے میں سوال کیا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا بیشک اللہ نے آدم کو پیدا کیا، پھر اس کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا۔" [۲۶]

اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اردو میں کلام فرماتے تو اخلاقِ عالیہ کی تکمیل فرمانے والے اس ہادیٔ اعظم کی زبان مبارک پر حضرت ابو البشر کے متعلق "اس کی پشت پر" کے الفاظ آجاتے؟ غور فرمائیے! ؎

دیکھو تو دلفریبیٔ اندازِ نقشِ پا　　موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی

۱۶۔ لہٰذا مجھ (حضور) کو ان (والدۂ ماجدہ) پر شفقت کی وجہ سے رونا آگیا اور مسلمان آپ پر شفقت کرتے ہوئے رو پڑے۔" [۲۷]

جب کوئی اپنے سے چھوٹے پر اظہارِ محبت کرے تو اسے شفقت کرنا کہتے ہیں۔ معلوم نہیں مترجم کے نزدیک مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو محبت اور تعلقِ خاطر کا اظہار کیا اسے شفقت کس حیثیت سے نام دیا ہے؟

منصبِ صحابیت

نبوت کے بعد صحابیت سب سے بلند ترین مرتبہ ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ساری امت محمدیہ کے سردار اور سب بزرگوں کے بزرگ ہیں۔ مصنفین حضرات جب اپنے فرقہ وارانہ بزرگوں کا نام لکھنے پر آتے ہیں تو اتنے القاب کے ساتھ کہ اکیلا نام تین سطروں میں مشکل سے سماتا ہے۔ اس کے برعکس یہ ستم ظریفی ملاحظہ فرمائی جائے کہ صحابۂ کرام کا نام لکھتے ہوئے بعض مترجمین کے قلم کی سیاہی کس طرح خشک ہوتی رہی اور عقیدت کا رشتہ کتنا ڈھیلا ہوتا رہا:۔

۱۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ روزہ کسی شخص کا درست نہیں ہوتا جب تک نیت نہ کرے قبل صبح صادق کے۔" [۲۸]

---

[۲۴] سعید احمد نقشبندی، مولانا: اشعۃ اللمعات، جلد اوّل، مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور　ص ۳۲۴

[۲۵] 〃　〃　ص ۳۲۵

[۲۶] 〃　〃　ص ۳۵۲

[۲۷] سعید حسن، مولوی: مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی　ص ۱۹۹

[۲۸] وحید الزمان خاں، علامہ: موطا امام مالک، جلد اول، مطبوعہ جاوید پریس کراچی　ص ۲۸۲

۲- حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میں روزہ رکھا کرتا ہوں تو کیا روزہ رکھوں سفر میں؟[۲۹]

۳- ابوہریرہ نے کہا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔[۳۰]

۴- ابوسعید خدری سے روایت ہے۔[۳۱]

۵- سفیان بن عبداللہ کو عمر بن خطاب نے متصدق کر کے بھیجا۔[۳۲]

۶- ابوالزبیر، جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔[۳۳]

۷- عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب جماعت جنوں کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئی۔[۳۴]

۸- انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باغ میں گئے۔[۳۵]

۹- زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔[۳۶]

۱۰- عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیدائشی سنتوں سے کُلی کرنا ہے۔[۳۷]

۱۱- حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے۔[۳۸]

۱۲- ثوبان سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔[۳۹]

۱۳- انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے وضو کرتے تھے۔[۴۰]

۱۴- مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ چھوڑ کر۔[۴۱]

۱۵- علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔[۴۲]

---

[۲۹]	وحید الزماں خاں، علامہ	موطا امام مالک، جلد اول، مطبوعہ جاوید پریس کراچی،		ص ۲۹۰
[۳۰]	"	"	"	ص ۳۰۹
[۳۱]	"	"	"	ص ۳۲۳
[۳۲]	"	"	"	ص ۳۴۷
[۳۳]	"	سنن ابوداؤد، جلد اول، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی،		ص ۵۲
[۳۴]	"	"	"	ص ۵۲
[۳۵]	"	"	"	ص ۵۵
[۳۶]	"	"	"	ص ۵۵
[۳۷]	"	"	"	ص ۵۷
[۳۸]	"	"	"	ص ۵۸
[۳۹]	"	"	"	ص ۶۹
[۴۰]	"	"	"	ص ۷۰
[۴۱]	"	"	"	ص ۸۹
[۴۲]	"	"	"	ص ۱۱۶

۱۶۔ عائشہ سے روایت ہے کہ ام سلیم جو ماں ہیں انس بن مالک کی، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشک اللہ جل جلالہ نہیں شرم کرتا حق سے۔"[۴۳]

۱۷۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جوان سفید پوش انسان کی شکل میں آئے۔[۴۴]

۱۸۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"[۴۵]

۱۹۔ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"[۴۶]

۲۰۔ طحاوی اور دار قطنی نے عائشہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔"[۴۷]

۲۱۔ ایک روایت میں ہے کہ علی نے پانی منگایا۔"[۴۸]

۲۲۔ حضرت شریح نے عائشہ سے پوچھا۔"[۴۹]

۲۳۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں نکلا۔"[۵۰]

۲۴۔ ابن عمر نے کہا کہ میں غزوہ جلولا میں شمولیت کی غرض سے عراق پہنچا۔"[۵۱]

۲۵۔ خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسح خفین کی مدت۔"[۵۲]

۲۶۔ عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی یا بوریا طلب فرمایا۔"[۵۳]

۲۷۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"[۵۴]

۲۸۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"[۵۵]

۴۳	وحید الزماں خاں، علامہ: سنن ابوداؤد، جلد اول، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی،	ص ۱۲۰
۴۴	دوست محمد شاکر، مولوی: مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور،	ص ۵
۴۵	" " " "	ص ۲۳
۴۶	" " " "	ص ۲۴
۴۷	" " " "	ص ۴۵
۴۸	" " " "	ص ۵۱
۴۹	" " " "	ص ۵۵
۵۰	" " " "	ص ۵۷
۵۱	" " " "	ص ۶۰
۵۲	" " " "	ص ۶۳
۵۳	" " " "	ص ۶۶
۵۴	" " " "	ص ۶۹
۵۵	" " " "	ص ۷۱

۲۹- ام ہانی سے روایت ہے کہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے " [۵۶]

۳۰- حضرت شریح نے عائشہ سے پوچھا " [۵۷]

۳۱- مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا " [۵۸]

۳۲- ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں " [۵۹]

۳۳- جن نے جریر بن عبد اللہ کو ایک دن وضو کرتے اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا " [۶۰]

۳۴- ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص ایک شخص کے پاس سے گزرے " [۶۱]

۳۵- ابن عمر نے ایک عورت کا جنازہ پڑھا " [۶۲]

۳۶- عمرو بن میمون، عائشہ سے روایت کرتے ہیں " [۶۳]

۳۷- مسروق، عائشہ سے روایت کرتے ہیں " [۶۴]

۳۸- انس بن مالک نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے، [۶۵]

۳۹- ابو ہریرہ نے کہا جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے " [۶۶]

۴۰- عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا گوشت کھا کر نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا " [۶۷]

۴۱- عبد اللہ بن عمر کوفہ میں سعد بن ابی وقاص کے پاس آئے " [۶۸]

۴۲- عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازوں کا وقت پوچھا گیا " [۶۹]

---

[۵۶] سعد حسن، مولوی : مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ، ص ۶۹
[۵۷] " " " ص ۸۶
[۵۸] " " " ص ۹۰
[۵۹] محمد صغیر الدین، مولوی : کتاب الآثار، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ، ص ۳۴
[۶۰] " " " ص ۷ ۳
[۶۱] " " " ص ۴۲
[۶۲] " " " ص ۱۲۳
[۶۳] " " " ص ۱۳۵
[۶۴] " " " ص ۱۳۵
[۶۵] عبد الوحید، خواجہ : موطا امام محمد، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ، ص ۱۹
[۶۶] " " " ص ۲۰
[۶۷] " " " ص ۲۵
[۶۸] " " " ص ۳۳
[۶۹] وحید الزمان خاں، علامہ : صحیح مسلم، جلد دوم، مطبوعہ سپر آرٹ پریس کراچی ، ص ۱۵۱

۴۳- بریدہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے نماز کا وقت دیکھا۔"[70]

۴۴- ابوامامہ کہتے ہیں کہ ہم نے عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ظہر پڑھی۔ پھر انس بن مالک کے پاس گئے تو ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔"[71]

۴۵- طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے نجد والوں میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔"[72]

۴۶- سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ مال بانٹا۔"[73]

۴۷- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا تو یہ باغ اپنے محتاج عزیزوں کو دے ڈال انہوں نے حسان اور ابی بن کعب کو دے دیا۔"[74]

۴۸- انہوں نے عطا بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر (خطبہ سنانے کو) کھڑے ہوئے۔"[75]

۴۹- ابوحازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے سنا ان سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہونے کا حال پوچھا۔"[76]

۵۰- ابوموسیٰ نے اس کو بھی کھانے کے لیے بلایا۔ وہ کہنے لگا میں مرغی نہیں کھاتا میں نے دیکھا وہ نجاست کھاتی ہے تو مجھ کو اس سے کراہت آتی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا ارے آ بھی کھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔ وہ کہنے لگا میں نے تو قسم کھائی ہے مرغی کبھی نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا، ادھر آ میں قسم کا علاج بھی بتاتا ہوں۔"[77]

سیکڑوں میں سے نمونے کے طور پر صرف پچاس عبارتیں ایسی پیش کی ہیں کہ مترجمین حضرات نے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی عامیانہ طریقے پر لکھے اور ان کے ساتھ کسی تعظیمی لفظ کے اضافے کی ضرورت محسوس نہیں کی ہم نے آج تک نہیں دیکھا کہ ان حضرات نے اپنی تصانیف میں کہیں یوں لکھا ہو:۔ نذیر حسین کہتے ہیں۔ احمد رضا کہتے ہیں۔ اشرف علی کہتے ہیں۔ بلکہ جب اپنے جماعت وار بزرگوں کا نام لکھنے پر آتے ہیں تو القاب و آداب کی اتنی فوج ساتھ ہوتی ہے کہ تین تین سطروں میں اکیلا نام ہی نہیں سماتا۔ معلوم نہیں صحابہ کرام کے اسمائے گرامی لکھتے وقت قلموں کی سیاہی کیوں خشک ہو جاتی ہے کہ بسا اوقات کوئی تعظیمی لفظ ساتھ نہیں لکھا جاتا، حالانکہ یہ حضرات تو بالاتفاق تمام بزرگوں کے بزرگ، قصرِ ملتِ اسلامیہ کی بنیاد اور ساری امتِ محمدیہ کے سرتاج ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تابعین پر الزام

مترجمین حضرات نے جہاں بغیر کسی تعظیمی لفظ کے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی لکھے وہاں نادانستہ طور پر یہ تاثر دینے کی کوشش بھی کی ہے کہ گویا تابعین حضرات بھی ان حضرات کے نام اسی طرح لیا کرتے تھے۔ ایسی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:۔

---

[70] وحید الزمان خاں، علامہ: صحیح مسلم، جلد دوم، مطبوعہ سپر آرٹ پریس کراچی، ص ۱۵۱

[71] " " " ص ۱۵۷

[72] " " صحیح مسلم، جلد اول ص ۸۳

[73] " " " ص ۲۵۲

[74] " تیسیر الباری، جلد سوم، مطبوعہ المکہ پریس لاہور، ص ۴۴

[75] " " " ص ۹۱

[76] " تیسیر الباری، جلد چہارم " ص ۱۰۹

۱- نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا "[77]

۲- خالد بن اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے ایک روز افطار کیا رمضان میں "[78]

۳- امام مالک کو پہنچا کہ انس بن مالک بوڑھے ہو گئے تھے "[79]

۴- طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نے تیس گایوں میں سے ایک گائے ایک برس کی لی "[80]

۵- شام کے لوگوں نے ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا "[81]

۶- ابن شہاب سے روایت ہے کہ پہنچا مجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے اور عمر بن الخطاب نے جزیہ لیا فارس کے مجوس سے اور عثمان بن عفان نے جزیہ لیا بربر سے "[82]

۷- اس عدوی سے روایت ہے کہ سنا میں نے عمر بن الخطاب سے کہتے تھے "[83]

۸- نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر صدقہ نکالتے اپنے غلاموں کی طرف سے "[84]

۹- علقمہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا "[85]

۱۰- حضرت ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے دریافت کیا "[86]

۱۱- حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کی خدمت میں آیا "[87]

۱۲- قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے جریر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا "[88]

۱۳- ایک روایت عبد خیر سے یوں ہے کہ علی نے پانی منگایا "[89]

۱۴- حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا "[90]

---

[77] وحید الزمان خاں، علامہ: موطا امام مالک، جلد اول، مطبوعہ جاوید پریس کراچی، ص ۲۶۵

[78] " " " ص ۳۰۰

[79] " " " ص ۳۰۵

[80] " " " ص ۳۴۱

[81] " " " ص ۳۶۰

[82] " " " ص ۳۶۱

[83] " " " ص ۳۶۵

[84] " " " ص ۳۶۶

[85] " : سنن ابو داؤد، جلد اول، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی: ص ۶۸

[86] دوست محمد شاکر، مولانا: مسند امام اعظم، مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور، ص ۱۱

[87] " " " ص ۱

[88] " " " ص ۲

[89] " " " ص ۱۰

[90] سعد حسن، مولوی: مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۴۴

۱۵- ایک روایت عبد خیر سے یوں ہے کہ علی نے پانی منگایا۔" [۹۱]
۱۶- شریح کہتے ہیں کہ پھر میں علی کے پاس آیا۔" [۹۲]
۱۷- سالم بن عبد اللہ بن عمر کے بیٹے کہتے ہیں کہ مسح خفین کے بارہ میں سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ کے درمیان اختلاف واقع ہوا۔" [۹۳]
۱۸- ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلیم بنت ملحان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عورت کے متعلق پوچھنے کو آئیں۔" [۹۴]
۱۹- ابراہیم نے کہا کہ میں عبد اللہ بن مسعود کے ساتھیوں علقمہ اور اسود وغیرہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔" [۹۵]
۲۰- نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے بازار میں پیشاب کیا۔" [۹۶]
۲۱- دونوں نے وراد سے جو منشی تھے مغیرہ کے سنا کہ لکھا معاویہ نے مغیرہ کو۔" [۹۷]
۲۲- ابی الزبیر نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن زبیر سے سنا کہ وہ خطبہ پڑھتے تھے اس منبر۔" [۹۸]
۲۳- صنابحی سے روایت ہے میں عبادہ بن صامت کے پاس گیا۔" [۹۹]
۲۴- ثابت نے کہا انس بن مالک (نماز میں) ایک شئی کرتے تھے۔" [۱۰۰]
۲۵ سعید بن حارث نے کہا کہ ہم کو ابو سعید نے نماز پڑھائی۔" [۱۰۱]

یقین نہیں آتا کہ تابعین عظام اگر اردو میں کلام فرماتے تو حضرات صحابۂ کرام کے اسمائے گرامی اس عامیانہ طریقے سے لیتے جیسے ہمارے مترجمین حضرات نے بتائے ہیں۔ حضرات تابعین تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنی عقیدت کا مرکز قرار دیا کرتے تھے۔ ان کی خاک پا کو اپنے لیے سرمۂ بصیرت سمجھتے اور دیدہ و دل کا ان کے راستوں میں فرش بچھا دیا کرتے تھے۔ کیوں نہ ہو وہ حضرات اس احترام کے پوری طرح مستحق ہیں جبکہ ان کے نقوش قدم میں امت محمدیہ کا ضابطۂ حیات اور ان کی پیروی میں دارین کی سربلندی اور نجات ہے۔

نرالی تہذیب

اس افسوسناک عنوان کے تحت ہم چند ایسی عبارتیں پیش کرنے لگے ہیں جن کے اندر حضرات صحابۂ کرام کی شان میں ایسے الفاظ بھی استعمال

---

[۹۱] سعد حسن، مولوی: مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی، ص ۸۴
[۹۲] " " " ص ۸۶
[۹۳] " " " ص ۹۲
[۹۴] محمد صغیر الدین، مولوی: کتاب الآثار، ص ۵۶
[۹۵] " " ص ۱۲۵
[۹۶] عبد الوحید، خواجہ: موطا امام مالک، ص ۳۴
[۹۷] وحید الزمان خاں، علامہ: صحیح مسلم، جلد دوم، مطبوعہ سپر آرٹ پریس کراچی، ص ۱۳۸
[۹۸] " " " ص ۱۳۹
[۹۹] " صحیح مسلم، جلد اول ص ۱۱۵
[۱۰۰] غلام رسول رضوی، علامہ: تفہیم البخاری، جلد دوم، مطبوعہ الجدہ پرنٹرز لاہور، ص ۵
[۱۰۱] " " " ص ۷

کیے گئے ہیں جن پر شرافت اور تہذیب اپنا سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ علماء تو درکنار ایک عام مسلمان کے لیے بھی ایسے بزرگوں کی شان میں اس قسم کے الفاظ زبان یا نوکِ قلم پر لانا زیب نہیں دیتا، چہ جائیکہ صحابۂ کرام کے لیے صاحبانِ جُبّہ و دستار ایسے الفاظ استعمال کریں اور وہ بھی کتبِ احادیث کے اندر۔

۱۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے ایک گھوڑا دیا خدا کی راہ میں۔" [۲]

کیا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد محترم کا نام اس طرح لے سکتے تھے؟

۲۔ ان آیات سے اللہ جل جلالہٗ نے عتاب فرمایا اپنے رسول پر اس واسطے کہ رسول نے اندھے کی طرف خیال نہ کیا جو صدق دل سے آیا تھا اور ہدایت کا راستہ ڈھونڈتا تھا اور متوجہ ہوئے ایک دنیادار کی طرف جو دل سے طالب اور شائق ہدایت کا نہ تھا، اگرچہ غرض رسول کی اس سے یہ تھی کہ اندھے کی ہدایت بعد اس کے بھی ممکن ہے اور دنیادار کو اگر ہدایت ہو جائے تو اس کے سبب سے دین کو بڑی ترقی ہو گی۔" [۳]

ایک جلیل القدر صحابی کے لیے اندھے کا لفظ دوبارہ استعمال کرنا اور القاب و آداب تو دور رہے ان کے نام تک کو نوکِ قلم پر نہ آنے دینا معلوم نہیں یہ ذوقِ سلیم کا کونسا رہبر ہے؟ مسلمانوں کو شائد طریقہ بتایا ہے کہ حضرات صحابۂ کرام کا ذکر اس طرح کیا کریں۔ افسوس!

۳۔ اس وقت حضرت عمر نے دل میں کہا، کاش تو مر گیا ہوتا، اے عمر تین بار تو نے گڑگڑا کر پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کسی بار آپ نے جواب نہ دیا۔" [۴]

حضور والا! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گڑگڑا کر پوچھنے کا کوئی مجاز ہے؟

۴۔ سیدنا حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اس بخشش کو برقرار رکھوں؟ آپ نے دریافت فرمایا کیا آپ نے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔" [۵]

۵۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تم نے ان کے بھائیوں کو بھی کچھ دیا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔" [۶]

۶۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے اور بھی بچے ہیں، اس کے علاوہ ہیں اس نے عرض کیا ہاں ہیں۔" [۷]

۷۔ مجھے میرے والد حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے تاکہ آپ کو اس عطیہ پر گواہ کریں جو آپ نے مجھے دیا تھا آپ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے اس کے سوا اور بھی بیٹے ہیں یا کہ نہیں؟" [۸]

معلوم نہیں ترجمہ کرنے والے حضرات نے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہر عبارت میں لفظ اس کے ساتھ کیوں کیا ہے؟ کیا علماء کو صحابۂ کرام کا اس طرح ذکر کرنا زیب دیتا ہے؟

---

[۲] وحید الزماں خاں، علامہ: موطا امام مالک، جلد اول، مطبوعہ جاوید پریس کراچی، ص ۳۶۵

[۳] " " " ص ۲۳۹

[۴] " " " ص ۲۴۰

[۵] دوست محمد، عبد الستار، مولوی: سنن نسائی، جلد سوم، مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس، ص ۲

[۶] " " " ص ۳

[۷] " " " ص ۵

[۸] " " " ص ۶

تمہیں کھو یہ انداز گفتگو کیا ہے

۸۔ حضرت نعمان بن بشیر کی والدہ نے نعمان کے والد کو ان کے اس دیئے گئے عطیہ پر فرمایا کہ آپ نے جو عطیہ دیا ہے۔" ۹؎
کیا ارشاد خداوندی :۔ الرجال قوامون علی النساء کا یہی مفہوم ہے کہ عورتیں اپنے خاوندوں سے فرمایا کریں؟ کہیں یہ وہ معاملہ تو نہیں جو اکبر الٰہ آبادی نے یوں ظاہر کیا تھا :۔

اکبر ڈرا نہیں کبھی جرمن کی فوج سے لیکن شہید ہو گیا بیوی کی فوج سے

۹۔ ہم آپ کی عیادت کے واسطے آئے دیکھا تو آپ حضرت عائشہ کے بنگلے میں تسبیح پڑھ رہے ہیں۔" ۱۰؎
ممکن ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بنگلہ مترجم نے دیکھا ہو۔
۱۰۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب بھسکی مارے کوئی تم میں سے نماز میں تو چاہیئے کہ لوٹے اور وضو کرے اور اعادہ کرے نماز کا۔" ۱۱؎
۱۱۔ عمرو بن سلمہ سے اسی حدیث میں روایت ہے کہ میں ان کی امامت کیا کرتا تھا ایک چادر سے جس میں جوڑ لگا تھا اور پھٹی ہوئی تھی جب میں سجدہ کرتا تو میری گانڈ کھل جاتی۔" ۱۲؎
کاش! یہ لفظ لکھنے سے پہلے علامہ صاحب کا قلم ٹوٹ گیا ہوتا۔ کیا اس لفظ کا مفہوم تہذیب اور شائستگی کے پردے میں تحریر نہیں کیا جا سکتا تھا؟ اگر صحابی کی عظمت دل میں نہیں تھی تو کم از کم حدیث کی کتاب کا تقدس ہی مد نظر رکھ لیا ہوتا۔

نرالی دیانت

کتب احادیث کے متعدد دستیاب ترجمے دیکھنے سے ایسے سیکڑوں مقامات سامنے آئے کہ ایک دو لفظ سے سطروں تک کے ترجمے غائب ہیں۔ یہ تو خدائے علیم و خبیر ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ ترجمہ کرنے والوں کی فروگزاشت ہے یا کتابت کرنے والوں کی سہل پسندی یہاں نمونے نمونے کے طور پر چند موٹی موٹی فروگزاشتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

۱۔ سطر ۴، انہ اصابها حراما سے مانکح اباؤکم من النساء تک تقریباً دو سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔ ۱۳؎
۲۔ سطر ماقبل آخر۔ وَلَمْ يُحِلِّ نِكَاحَ إِمَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ۔ الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ۔ کا ترجمہ غائب ہے۔ ۱۴؎
۳۔ سطر ۲۱:۔ إِذَا ادَّعَتْهُ سے فَلَا يُعْرَفُ أَنَّهُ مِنْهُ۔ تک کا ترجمہ غائب ہے۔ ۱۵؎
۴۔ سطر ۴ اور سطر ۵ دونوں کا ترجمہ غائب ہے۔ ۱۶؎

۹؎ دوست محمد، عبد الستار، مولوی: سنن نسائی، جلد سوم، مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور، ص ۲
۱۰؎ وحید الزمان خاں، علامہ: سنن ابو داؤد، جلد اول، مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی، ص ۲۵۴
۱۱؎ " " " ص
۱۲؎ " " " ص ۲۴۸
۱۳؎ " موطا امام مالک، جلد دوم، مطبوعہ جاوید پریس کراچی، ص
۱۴؎ وحید الزمان خاں، علامہ: موطا امام مالک، جلد دوم، مطبوعہ جاوید پریس کراچی، ص ۳۱
۱۵؎ " " " ص ۶۱
۱۶؎ " " " ص ۱۰۱

۵- سطر ۹: ان عتق المکاتب سے دو سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[117]

۶- صفحہ ۱۴۴ سطر ۱۴ سے صفحہ ۱۴۵ سطر ۵ تک تقریباً سولہ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[118]

۷- آخری سطر کا ترجمہ غائب ہے[119]

۸- سطر ۱۱ سے تقریباً اڑھائی سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[120]

۹- سطر ۹ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[121]

۱۰- سطر ۱۳ سے تقریباً دو سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[122]

۱۱- سطر ۸: نظر الی قیمتہ سے امر الناس عند نا تک کا ترجمہ غائب ہے۔[123]

۱۲- سطر ۱۸ سے تقریباً پانچ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[124]

۱۳- سطر ۱۴ سے تقریباً پانچ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[125]

۱۴- سطر ۱۰ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[126]

۱۵- سطر ۱۴ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[127]

۱۶- سطر ۵ سے تقریباً پانچ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[128]

۱۷- سطر ۷ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔[129]

ٹیڈی ترجمہ

یہاں ان عبارتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن میں طویل عبارت کا اردو ترجمہ کرنے کی جگہ صرف اس عبارت کا ترجمے کے نام سے خلاصہ

[117] وحید الزمان خان، علامہ: موطا امام مالک، جلد دوم، مطبوعہ جاوید پریس کراچی، ص ۱۴۳

[118] " " " ص ۱۴۴

[119] " " " ص ۱۵۱

[120] " " " ص ۱۶۰

[121] " " " ص ۱۷۴

[122] " " " ص ۱۷۶

[123] " " " ص ۱۸۴

[124] " " " ص ۱۸۶

[125] " " " ص ۱۹۳

[126] " " " ص ۱۹۶

[127] " " " ص ۲۰۷

[128] " " " ص ۲۲۵

[129] " " " ص ۲۲۸

لکھ دیا ہے :-

۱- سطر ۱۶ ، قال مالک نلوانا رجلا سے اصاب اہلہ تک تقریباً ان چار سطروں کا ٹیڈی ترجمہ درج کیا ہوا ہے۔ [۱۳۰]

۲- سطر ۵ :- سے ساڑھے چار سطروں کا پونے دو سطری ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۳۱]

۳- صفحہ ۱۷۱ کی آخری دو سطروں اور صفحہ ۱۷۲ کی پہلی تین سطروں کا ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۳۲]

۴- سطر ۷ تا ۱۳ - ان تقریباً سات سطروں کا چار سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۳۳]

۵- سطر ۳ سے تقریباً پانچ سطروں کا پونے تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۳۴]

۶- سطر ۱۲ سے تقریباً چار سطروں کا ایک سطر میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۳۵]

۷- آخری چار سطروں کا دو سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۳۶]

۸- آخری ساڑھے پانچ سطروں کا ایک سطر میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۳۷]

۹- سطر ۹ سے پونے چار سطروں کا ایک سطر میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۳۸]

۱۰- سطر ۱۵ سے آخری تینوں اقوال کا ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۳۹]

۱۱- پہلی سے آٹھویں سطر تک کا سوا دو سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۴۰]

۱۲- سطر ۳ سے آٹھ سطروں کا ساڑھے تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۴۱]

۱۳- قول ۱۱ سے پوری ساڑھے پانچ سطروں کا سوا تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۴۲]

۱۴- سطر ۱۱ سے آٹھ سطروں کا پونے پانچ سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ [۱۴۳]

---

[۱۳۰] وحید الزمان خاں ، علامہ : موطأ امام مالک ، جلد دوم ، مطبوعہ جاوید پریس کراچی ، ص ۲۵

[۱۳۱] " " " ص ۱۰۹

[۱۳۲] " " " ص ۱۷۲،۱۷۱

[۱۳۳] " " " ص ۲۰۷

[۱۳۴] " " " ص ۲۱۱

[۱۳۵] " " " ص ۲۱۶

[۱۳۶] " " " ص ۲۱۹

[۱۳۷] " " " ص ۲۲۴

[۱۳۸] " " " ص ۲۲۵

[۱۳۹] " " " ص ۲۴۱

[۱۴۰] " " " ص ۲۴۶

[۱۴۱] " " " ص ۲۴۸

[۱۴۲] " " " ص ۲۴۸

[۱۴۳] " " " ص ۲۴۹

۱۵۔ سطر ۸ سے ساڑھے دس سطروں کا ساڑھے تین سطروں میں ٹیڑی ترجمہ کیا ہے۔ ؎۱۴۴

۱۶۔ سطر ۳ سے ساڑھے چھ سطروں کا پونے چار سطروں میں ٹیڑی ترجمہ کیا ہے۔ ؎۱۴۵

۱۷۔ قول ۱۵ سے اٹھارہ سطروں کا بارہ سطروں میں ٹیڑی ترجمہ کیا ہے۔ ؎۱۴۶

۱۸۔ قول ۱۶ سے تیس سطروں کا بیس سطروں میں ٹیڑی ترجمہ کیا ہے۔ ؎۱۴۷

۱۹۔ سطر ۳ سے انیس سطروں کا دس سطروں میں ٹیڑی ترجمہ کیا ہے۔ ؎۱۴۸

۲۰۔ سطر ۱۸ سے اڑھائی سطروں کا صرف نصف سطر میں حیرت انگیز ترجمہ کیا ہے۔ ؎۱۴۹

البیلی ترجمانی

قارئین کرام یہاں صرف دو حدیثوں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا یا اللہ! حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مکہ کو دو پتھریلے علاقوں کے درمیان حرم بناتا ہوں۔" ؎۱۵۰

حضور والا! یہاں دو پتھریلے علاقوں کی درمیانی جگہ سے مکہ مکرمہ نہیں بلکہ مدینہ منورہ مراد ہے جیسا کہ متعدد احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے، جس پر سب کا اتفاق ہے ہم نے موطا امام مالک کے حواشی میں اس پر تفصیلی نوٹ بھی لکھا ہے۔

۲۔ قُلْتُ لِعَائِشَۃَ اَنَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُؤْکَلَ لُحُوْمُ الْاَضَاحِیْ فَوْقَ ثَلَاثٍ میں نے حضرت عمر سے دریافت کیا، کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع فرمایا ہے"؟ ؎۱۵۱

جناب والا! قلت لعائشۃ کا ترجمہ: "میں نے حضرت عمر سے دریافت کیا" کہاں سے آگیا؟ اسے آئندہ ایڈیشن میں درست کر لیا جائے اور پہلی حدیث میں "مکہ کو دو پتھریلے" کی جگہ "مدینہ کو دو پتھریلے" کر لیا جائے۔

صلوٰۃ وسلام میں بدعت

پروردگار عالم نے فرمایا ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ لیکن

؎۱۴۴	وحید الزمان خاں، علامہ: موطا امام مالک، جلد دوم، مطبوعہ جاوید پریس کراچی،	ص ۲۵۰
؎۱۴۵	" " "	ص ۲۵۱
؎۱۴۶	" " "	ص ۲۵۱
؎۱۴۷	" " "	ص ۲۵۳
؎۱۴۸	" " "	ص ۲۹۰
؎۱۴۹	"	ص ۳۷۶
؎۱۵۰	محمد عادل خاں، محمد فاضل، مولوی: صحیح بخاری، جلد دوم، شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور،	ص ۵۵۱
؎۱۵۱	" صحیح بخاری، جلد دوم	ص ۱۸۸

اردو ترجمے والی اکثر کتب احادیث کو دیکھا کہ ان میں صلوٰۃ و سلام کی جگہ ﷺ یا صلعم وغیرہ کی شارٹ ہینڈ سے کام چلایا جاتا ہے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رضؓ کو کافی سمجھنے کی بیماری تو اتنی ہے کہ خدا کی پناہ۔ بھلا اس کا کتاب و سنت سے کوئی جواز ہے؟ جو حضرات بدعتوں کے خلاف جہاد کرنے کے مدعی ہیں اس مرض کا سب سے زیادہ وہی شکار ہیں۔ اس غیر شرعی ایجاد کو چھوڑنے کی سب کو کوشش کرنی چاہیئے۔

بفضلہ تعالیٰ اس ناچیز کو بھی صحیح بخاری، سنن ابن ماجہ اور موطا امام مالک کے ترجمے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ جو حضرات زیور علم سے آراستہ ہیں ان سے احقر متوقع ہے کہ اختلاف مسلک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ناشر کی معرفت ہمارے ترجموں کے متعلق اپنی رائے سے مطلع فرمائیں گے ممکن ہے آئندہ ایڈیشن میں وہ شامل اشاعت ہو سکیں۔ سب سے زیادہ احسان مجھ پر ان حضرات کا ہوگا جو اختلافی مباحث سے قطع نظر کر کے میری غلطیوں اور فروگزاشتوں سے مجھے مطلع فرمائیں گے تاکہ قدرت کو منظور ہو تو آئندہ ان کی اصلاح ہو سکے۔

خدائے ذوالمنن ان کتابوں کو شایان شان طریقے سے منظر عام پر لانے والے سید اعجاز احمد صاحب کو اشاعت احادیث کے لیے مستعد رکھے اور خدمت دین متین کی وافر سعادت و وسائل سے نوازے نیز انہیں دارین کی ہر پریشانی سے نجات بخشے۔ پروردگار عالم اپنے اس حقیر سے بندے کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے، اسے میرے لیے کفارۂ سیئات، توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

گدائے در اولیاء:۔ محمد عبدالحکیم خاں اختر
مجددی مظہری شاہجہان پوری لاہور چھاؤنی

۲۴ / جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ
مطابق ۹ / اپریل ۱۹۸۳ء

قطعۂ تاریخ اشاعت

(از نتیجۂ فکر جناب قمر یزدانی، پنوانہ، ضلع سیالکوٹ)

رہبرِ ملت، فرامین شفیع المذنبین   ہیں احادیث پیمبر شرحِ قرآن مبین
ہے موطا نسخۂ ایمان فزائے مومنین   دائمی رُشد و ہدایت، راہنمائے واعظین
اس کا اک اک لفظ ہے نورِ یقیں سے مستنیر   اور ہر نقطہ ہے بحرِ عشق کا دُرِّ ثمیں
ہیں مترجم اس کے اختر شاہجہاں پوری قمر   اور مرتب حضرتِ مالک امام المسلمیں
انشاء اللہ اس سے ہوں گے مستفیض اہلِ خرد   اس کا ہر مضمون ہے یُمن و سعادت کا امیں
ضامنِ خلدِ بریں ہے یہ کتاب مستطاب   ہے خلوصِ باطنی کا ایک شہکار حسیں
داستانِ عشق لکھی ہے کتاب جس پر   خامۂ اخلاص و الفت کا ہے نقشِ بہتریں

اس کی تاریخ اشاعت، اہلِ دیں سے پوچھ لو

۱۰۰   ۱۹   ء   ۸۳

گوہرِ بحرِ حقائق، مخزن اسرار دیں

۱۸۸۳ + ۱۰۰ = ۱۹۸۳ء

تاریخی مادّے

۳۔ مہرِ منیر موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ موطا افضل العلماء امام مالک نور اللہ مرقدہٗ (۱۹ ء ۸۳)
۵۔ نسخۂ جمال افروز موطا امام مالک نور اللہ مرقدہٗ (۱۹ ء ۸۳)
۶۔ تحمید احسن الخالقین (۱۴۰۳)
۷۔ ارمغانِ اعلیٰ (۱۴۰۳)
۸۔ از قلم طیب اختر شاہجہان پوری (۱۹ ۸۳)
۹۔ نتیجۂ افکار المخلص قمر یزدانی (۱۹ ء ۸۳)

جامع ترمذی

(عربی اردو)

مکمل دو جلدیں

محدثِ جلیل امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسٰے ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ

(م ۱۳ رجب ۲۷۹ھ)

مترجم

فاضلِ شہیر مولینا محمد صدیق ہزاروی

تصحیح و تہذیب

سید حامد لطیف چشتی

قیمت روپے

ناشر

فرید بکسٹال ◎ ۳۸ اردو بازار لاہور